اردو زبان میں پہلی مرتبہ مکمل تحقیق وتخریج شدہ ایڈیشن

تدوین حدیث کی پہلی کتاب



تحقیق وتخریج

احمد علی سلیمان مصری

موطاء

امام مالک رح

فوائد وترجمہ

علامہ وحید الزماں

تالیف: امام مالک بن انس

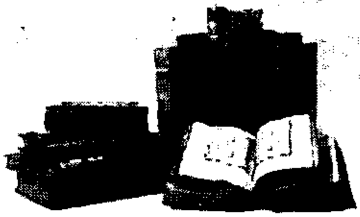
تخریج وتسہیل

حافظ عمران ایوب لاہوری

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی

اردو زبان میں پہلی مرتبہ مکمل تحقیق وتخریج شدہ ایڈیشن

تدوین حدیث کی پہلی کتاب



تحقیق وتخریج

احمد علی سلیمان مصری

موطاء

امام مالک رح

فوائد وترجمہ

علامہ وحید الزماں

تالیف: امام مالک بن انس

تخریج وتسہیل

حافظ عمران ایوب لاہوری

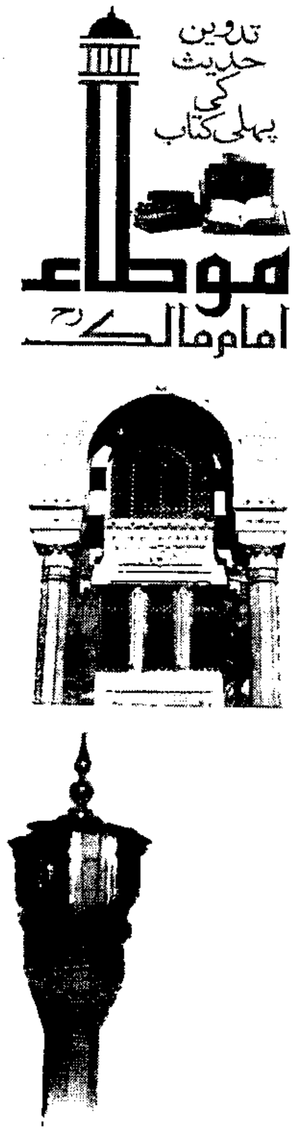
مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

موطاء

امام مالک رح



نام کتاب : موطا امام مالک رحمہ اللہ

تالیف : امام مالک بن انس رحمہ اللہ

فوائد و ترجمہ : علامہ وحید الزماں

تخریج و تسہیل : حافظ عمران ایوب لاہوری

طابع و ناشر : مکتبہ الفہیم مئوناتھ بھنجن یوپی

سال اشاعت : فروری ۲۰۱۴ء

تعداد اشاعت : ایک ہزار ایک سو

صفحات : 992

مکتبہ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی

MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email :faheembooks@gmail.com
Facebook : maktabaalfaheem

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات اور زندگی کے ہر شعبہ میں مکمل رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ اسلام اللہ رب العالمین کا آخری دین ہے اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا دین اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں۔ اسلام کی بنیادی تعلیمات قرآن اور حدیث کی صورت میں محفوظ ہیں۔ آج حدیث سے متعلقہ علوم وفنون پر ہزاروں کتب شائع ہو چکی ہیں مگر زیر نظر کتاب ''الموطاء'' کتب خانہ اسلامی کی وہ پہلی کتاب بتائی جاتی ہے جو قرآن مجید کے بعد سب سے پہلے باقاعدہ طور پر فقہی ترتیب سے مبوب ومرتب ہو کر منصۂ شہود پر آئی۔

مؤطا حضرت امام مالکؒ کی تصنیف ہے جو اپنے کمالات علمی وعملی کی وجہ سے کسی تفصیلی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپؒ نے جب مؤطا کو تالیف کرنا شروع کیا تو کچھ دوسرے لوگوں نے بھی اسی طرز پر مؤطا لکھنا شروع کر دی۔ جب لوگوں نے آپ کو اس کے متعلق بتلایا تو آپؒ نے ان سے کہا کہ مجھے وہ کتابیں لا کر دکھاؤ۔ پھر جب آپ نے وہ کتابیں دیکھیں تو فرمایا کہ عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون سی تصنیف صرف خدا کے لیے ہے اور کون سی کسی دوسرے مقصد کے لیے۔ چنانچہ پھر دنیا نے دیکھا کہ آپؒ کی مؤطا کے علاوہ باقی تمام مؤطا وقت کے ساتھ ساتھ عنقاء ہو گئیں اور اب تا قیامت مؤطا امام مالک ہی علمائے اسلام اور اہلیان اسلام کے لیے سرمایہ اجتہاد رہے گی۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ موطاء کی شرح ''المصفی'' کے دیباچے میں لکھتے ہیں کہ موطاء کو متون حدیث کی دیگر تمام کتب پر فوقیت حاصل ہے۔ حسن ترتیب کے اعتبار سے یہ کتاب بے نظیر ہے۔ ائمہ مذاہبؒ وتبع تابعینؒ سے قبل کسی کی کوئی تصنیف موطاء کے علاوہ آج تک موجود نہیں اور موطاء کی اس قدر ومنزلت پر ہر دور کے محدثین متفق ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کو تصنیف کے وقت سے اب تک قبولیت دوام حاصل ہے۔

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ امام مالکؒ سے ان کے زمانہ میں تقریباً ایک ہزار آدمیوں نے مؤطا کو سن کر جمع کیا۔ اس لیے اس کے بہت سے نسخے ہیں۔ آج کل عرب میں ان کثیر نسخوں میں سے چند نسخے پائے جاتے ہیں۔ پہلا نسخہ جس کا سب سے زیادہ رواج ہوا اور جو سب سے زیادہ مشہور ہے اور اہل علم کا سب سے زیادہ مخدوم بھی یہی نسخہ ہے وہ یحییٰ بن یحییٰ مصمودی اندلسی کا نسخہ

ہے۔ چنانچہ جب مطلق یعنی بلا کسی قید کے مؤطا کہا جاتا ہے تو اسی پر منطبق و چسپاں ہوتا ہے۔ چند دیگر نسخے یہ ہیں:

دوسرا نسخہ: وہ ہے جو عبداللہ بن وہب نے امام مالکؒ سے روایت کر کے جمع کیا۔

تیسرا نسخہ: یہ نسخہ عبداللہ بن مسلمہ قعنبی کا ہے۔

چوتھا نسخہ: یہ نسخہ ابن القاسم کا ہے۔

پانچواں نسخہ: یہ معن بن عیسیٰ کا روایت کردہ نسخہ ہے۔

چھٹا نسخہ: یہ نسخہ عبداللہ بن یوسف تینسی کا روایت کردہ ہے۔

ساتواں نسخہ: یہ یحییٰ بن بکیر کا روایت کردہ ہے۔

آٹھواں نسخہ: یہ نسخہ سعید بن عفیر کی روایت سے ہے۔

نواں نسخہ: یہ ابو مصعب زہری کا روایت کردہ ہے۔

دسواں نسخہ: یہ مصعب بن عبداللہ زبیدی کا روایت کردہ ہے۔

گیارہواں نسخہ: یہ محمد بن مبارک صوری کی روایت سے ہے۔

بارہواں نسخہ: یہ سلمان بن برد کا روایت کردہ ہے۔

تیرھواں نسخہ: یہ نسخہ یحییٰ بن یحییٰ تمیمی کی روایت سے ہے۔

چودھواں نسخہ: یہ نسخہ ابو حذافہ سہمی کا ہے۔

پندرھواں نسخہ: یہ سوید بن سعید کا روایت کردہ ہے۔

سولھواں نسخہ: یہ نسخہ امام محمد بن حسن الشیبانی کا روایت کردہ ہے۔

یہ تھے موطاء کے چند اہم نسخے جن میں سب سے زیادہ مشہور پہلا نسخہ ہے۔ پیش نظر موطاء کا بھی یہی نسخہ ہے۔ جسے ہندوستان میں مکتبہ الفہیم، مئوناتھ بھنجن، یوپی نے اپنے خصوصی علمی و تحقیقی معیار کے ساتھ قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ الحمد للہ ہمیں علوم اسلامیہ کی اہم کتب شائع کرنے کا اعزاز حاصل رہا ہے۔

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[1] پیش لفظ

مؤطا عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا معنی ہے "ایسا راستہ جس پر کثرت کے ساتھ لوگ چلے ہوں۔" مراد ہے وہ طریق مستقیم جسے محمد رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد سلف صالحین، ائمہ دین اور اکابر علمائے ملت نے اپنایا۔ گویا لفظ مؤطا اپنی حقیقت کا خود آئینہ دار ہے کہ یہ کتاب اُن احادیث مبارکہ اور مسائل واحکام پر مشتمل ہے جن پر خیر القرون کے لوگوں کا عمل تھا۔

اس کتاب کو تدوین حدیث میں اوّلیت کا اعزاز حاصل ہے۔ اہل علم کا کہنا ہے کہ یہ کتاب 140ھ کے قریب مرتب کی گئی۔ اس کے مرتب مشہور ومعروف محدث اور فقیہ امام مالکؒ ہیں۔ آپ کا مکمل نام "مالک بن انس بن عامر بن مالک" اور لقب "امام دار الہجرۃ" ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے کمال حافظہ عطا فرمایا تھا' آپ اپنے اساتذہ سے ایک مرتبہ جو احادیث سن لیتے پھر وہ کبھی نہ بھولتے۔ آپ تقویٰ و پرہیز گاری میں بھی عالی مرتبہ کے مالک تھے۔ ترتیب المدارک میں ہے کہ آپ مشاغلِ تعلیم وتعلم کے بعد ہر وقت اللہ کی عبادت اور تلاوتِ قرآن میں ہی مصروف رہتے اور بطورِ خاص شبِ جمعہ تو ساری عبادت میں ہی گزارتے۔ حق گوئی میں اس قدر بے باک تھے کہ آپ کو اس کی خاطر حاکم وقت کی مخالفت اور اس کی طرف سے ایذائیں اور سزائیں تک برداشت کرنی پڑیں مگر آپ کے پائے بے ثبات کہیں بھی متزلزل نہ ہوئے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے آپ کو جس عظیم مقصد کی تکمیل کے لیے پیدا فرمایا تھا اس کے لیے آپ کو اس جیسی عظیم صفات سے بھی متصف فرما دیا تھا۔

پہلی مرتبہ ذخیرۂ احادیث کے حسین انتخاب کو فقہی انداز میں مرتب کرنے کی سعادت آپ ہی کے حصے میں آئی' جو مؤطا کی صورت میں آج ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ آپ نے اس کتاب میں صرف صحیح احادیث کو ہی نقل کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی معروف کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں رقمطراز ہیں کہ محدثین کا اتفاق ہے کہ اس کتاب کی تمام احادیث امام مالکؒ اور ان کے موافقین کی رائے میں صحیح ہیں اور اس سلسلے میں دوسروں کی رائے بھی یہی ہے کہ مؤطا میں موجود مرسل ومنقطع روایات دوسری اسناد سے متصل ہیں' اس لیے بلاشبہ یہ سب روایات صحیح ہیں۔

اس کتاب کو چونکہ کتبِ حدیث میں اول درجہ حاصل ہے اس لیے ہمیشہ سے یہ اہل علم کی نگاہوں کا مرکز رہی ہے۔ اکابر امت

نے ہر دور میں حلقہ ہائے درس وتدریس' مراکزِ علمی اور دانشگاہوں میں اس کتاب سے استفادہ کیا ہے۔اس کتاب کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر مختلف ادوار میں مختلف دولِ اسلامیہ میں اس کی شروحات وتعلیقات بھی تحریر کی گئیں' جن میں امام ابن عبد البر کی التمهيد اور الاستذکار' امام سیوطی کی تنویر الحوالك' امام زرقانی ؒ کی المنتقیٰ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ کی المصفیٰ (فارسی میں) اور المسوی (عربی میں) قابل ذکر ہیں۔

مؤطا اور اس کی شروحات کے اردو میں نہ ہونے کے باعث اردو دان طبقہ کے لیے اس سے استفادہ کرنے میں کچھ مشکلات پیش آتیں' تو علامہ وحید الزماں رحمہ اللہ نے شبانہ روز محنتِ شاقہ سے اسے اردو قالب میں ڈھالا اور ساتھ ہی ساتھ اس کے حل وتفہیم کے لیے مختصر حواشی بھی قلمبند فرما دیئے۔گویہ اپنے وقت کا ایک معرکۃ الآراء کام تھا مگر روشنی حاصل کرنے کے لیے چراغ میں مسلسل تیل ڈالنے کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے ضرورت اس امر کی تھی کہ مؤطا کے اس ترجمہ وحواشی کو بھی جدید تقاضوں سے ہم آہنگ اور احادیث کو جدید اسلوبِ تخریج سے آراستہ کیا جائے تاکہ تشنگانِ علم کی تشفی وتسکین کا مزید سامان فراہم ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق خاص سے میں نے حسب امکان اس کی مکمل احادیث کی تخریج کردی ہے تخریج کے سلسلے میں معیاری نمبرنگ کوملحوظ رکھا ہے اور جہاں کہیں مناسب سمجھا اس کے ترجمہ وحواشی کو بھی درست کرنے کی کوشش کی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اسے عامۃ المسلمین کے لئے نافع بنائے اور راقم الحروف کو تاحیات امت اسلامیہ کیلئے ایسی دینی وعلمی کوششوں کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

خادم اسلام

حافظ عمران ایوب لاہوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[2] پیش لفظ

مؤطا کے اس ایڈیشن میں راقم الحروف نے جو خدمت انجام دینے کی کوشش کی ہے وہ یہ ہے:

- تخریج میں مزید اضافہ کیا ہے۔
- جن احادیث کی تخریج ناقص تھی اسے مکمل کیا ہے۔
- تحقیق کے لیے علامہ البانی ؒ کے تلمیذ رشید شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان کی مؤطا پر تحقیقات و تعلیقات سے استفادہ کیا ہے (واضح رہے کہ مذکورہ دونوں اہل علم نے تمام احادیث پر حکم لگانے میں محدث العصر علامہ محمد ناصر الدین البانی ؒ کی ہی پیروی کی ہے جیسا کہ انہوں نے خود یہ وضاحت فرمائی ہے)۔
- متعدد مقامات پر علامہ البانی ؒ اور دیگر کبار محققین کی تحقیق نقل کی ہے۔
- احادیث مؤطا کے اطراف کی فہرست تیار کی ہے تا کہ کسی بھی حدیث کی تلاش میں آسانی رہے۔

امید ہے کہ اس کوشش کے بعد مؤطا کا یہ ایڈیشن ہر گھر اور ہر لائبریری کی زینت بننے کا یقیناً مستحق ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول بخشے اور ہم سب کے لیے ذریعہ نجات بنائے۔ (آمین یا رب العالمین!)

خادم اسلام

حافظ عمران ایوب لاہوری

فہرست

کتاب مواقیت الصلاۃ

کتاب الطھارۃ

کتاب الصلاۃ

کتاب السھو

كتاب الجمعة

كتاب الصلاة فى رمضان

كتاب صلاة الليل

کتاب صلاۃ الجماعۃ

کتاب قصر الصلاۃ فی السفر

کتاب العیدین

كتاب صلاة الخوف

كتاب صلاة الخسوف

كتاب الاستسقاء

كتاب القبلة

کتاب القرآن

کتاب الجنائز

کتاب الصیام

كتاب الاعتكاف

كتاب الزكاة

کتاب الحج

کتاب الجهاد

کتاب النذور

كتاب الذبائح

كتاب الصيد

كتاب العقيقة

كتاب الضحايا

كتاب النكاح

کتاب الطلاق

کتاب الرضاع

کتاب العتق والولاء

کتاب المدبر

کتاب البیوع

كتاب القراض

كتاب المساقاة

كتاب كراء الأرض

كتاب الشفعة

كتاب الأقضية

كتاب الرهن

کتاب الفرائض

کتاب العقول

كتاب القسامة

کتاب الحدود

کتاب السرقة

کتاب الأشربة

کتاب الجامع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

از پروفیسر ڈاکٹر عبدالروف ظفر

امام مالکؒ اور ان کی موطا

نام ونسب:

آپ کا اسم گرامی مالکؒ اور کنیت ابوعبداللہ تھی۔ نسب نامہ یہ ہے مالک بن انس بن عامر بن مالک بن ابو عامر بن عمرو بن الحارث لقب امام دارالھجرہ تھا۔

ولادت باسعادت:

آپ ۹۳ یا ۹۵ ہجری کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔

خاندانی حالات:

امام مالکؒ کا خاندان والد کی طرف سے یمن کے قبیلے ذو اصبح سے تعلق رکھتا تھا اس لیے اصبحی کہلائے۔ اور والدہ ماجدہ العالیۃ بنت بن ابکار عرب کے مشہور قبیلے ازد سے تعلق رکھتی تھی۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ کا خاندان قبیلہ تمیم کا موالی تھا اور اس وجہ سے کچھ مؤرخین کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ آپ کا خاندان موالی ہونے کی وجہ سے عجمی تھا آزاد کردہ غلام۔ مگر موالی حلیف کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کا خاندان قبیلہ تمیم کا حلیف تھا اور آپ کے جداعلیٰ ابو عامر کا اس قبیلہ میں نکاح ہوا تھا لہٰذا سسرال ہونے کی وجہ سے اس قبیلہ کے ساتھ آپ کے خاندان کے تعلقات مزید مستحکم ہو گئے تھے۔

آپ کے خاندان میں سب سے پہلے آپ کے جداعلیٰ ابو عامر مدینہ تشریف لائے اور مسلمان ہوئے۔ اس وقت آنحضرت ﷺ کا وصال ہو چکا تھا۔ اس لیے انہیں صحابی ہونے کا شرف حاصل نہیں ہو سکا۔ تاہم انہوں نے یہاں آ کر قبیلہ تمیم میں نکاح کر لیا اور مستقل طور پر مدینہ منورہ ہی میں مقیم ہو گئے۔ یہیں انہوں نے علم حدیث کی تعلیم حضرت عمر فاروقؓ عثمانؓ طلحہ بن عبیداللہؓ اور حضرت عائشہؓ سے حاصل کی۔ امام مالکؒ کے والد محترم اور چچا ابوسہیل نافعؒ ان سے احادیث کی روایت کرتے ہیں۔ آپؒ کے عم محترم ابوسہیل نافع بہت

بڑے محدث تھے وہ مشہور محدث امام زہری کے استاد بھی تھے۔ خود امام مالکؒ کے بڑے بھائی نضر بھی حدیث کے عالم تھے۔

ابتدائی تعلیم:

امام مالکؒ کو بچپن ہی سے علم حدیث کی تعلیم کا شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ جب آپ نے قرآن مجید حفظ کرلیا تو آپ کی والدہ ماجدہ ہی آپ کو اچھے کپڑے پہنا کر اور سر پر عمامہ باندھ کر مدینہ منورہ کے مشہور محدث حضرت ربیعہ کے حلقہ درس میں چھوڑ آئیں۔ یہ قدم ابتدا میں صرف برکت حاصل کرنے کے لیے تھا۔ ورنہ چھوٹی عمر میں امام مالک کے پہلے استاد حضرت ابن ہرمز تھے۔ کیونکہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے سے پہلے ایک نوعمر طالب علم کے لیے ضروری تھا کہ وہ کسی ایک عالم کا دامن مضبوطی کے ساتھ پکڑے تاکہ اس کا علم پختہ ہوسکے۔ امام مالک حضرت ابن ہرمزؒ کی خدمت میں سات سال تک ابتدائی تعلیم حاصل کرتے رہے اور اس عرصے میں کسی دوسرے استاد کی طرف متوجہ نہیں ہوئے۔

اساتذہ:

امام مالک کو مدینہ منورہ سے باہر تحصیل علم کی ضرورت نہ پڑی کیونکہ مدینہ منورہ میں ہی بے شمار محدثین موجود تھے۔ بلکہ حج وعمرہ کے موقع پر دوسرے شہروں کے محدثین کرام بھی مدینہ منورہ زیارت مسجد نبوی کے لیے آتے تھے اور اس موقع سے فائدہ اٹھا کر امام مالک باہر کے جلیل القدر محدثین سے بھی روایات حاصل کر لیتے تھے۔ ایسے غیر مدنی شیوخ کی تعداد نو ہے اور تمام شیوخ کی تعداد جن سے مؤطا میں روایت کی گئی ہے۔ تقریباً ۹۴ ہے۔ یہ تعداد دیگر مشہور محدثین کے مقابلے میں نہایت کم ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ امام مالک نے اپنے شیوخ کے انتخاب میں بہت ہی احتیاط سے کام لیا ہے۔ حضرت ابن ہرمز کے بعد آپ ربیعۃ الرائی، نافع مولیٰ ابن عمرؓ اور امام زہریؒ کی خدمت میں زیادہ عرصے تک رہے اور ان کے علمی اثرات سے مستفید ہوئے۔ اسی طرح زید بن اسلم، عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص ہشام بن عروۃ، یحییٰ بن سعید الانصاری اور ایوب سختیانی بھی آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔ شاہ ولی اللہ نے ان کے شیوخ کی تعداد ۷۵ بتائی ہے۔ چند مشہور اساتذہ درج ذیل ہے:

حضرت ابن ہرمز:

اس زمانے میں بعض لوگوں کے عقائد میں فرق آ گیا تھا اور کچھ گمراہ فرقے پیدا ہونے لگے تھے لہٰذا ایک نوعمر طالب علم کے لیے ضروری تھا کہ وہ گمراہ فرقوں کے بُرے عقائد اور بُرے اثرات سے محفوظ رہے اور امام مالک خوش قسمت تھے کہ انہیں ابتدائی عمر بس حضرت ابن ہرمز جیسا استاد ملا جو اسلامی عقائد میں بہت پختہ تھے اور ان فرق باطلہ ہائے کی پرزور طریقہ سے تردید کرتے تھے۔

حضرت ابن ہرمزؒ نے سنہ ۱۱۷ھ میں وفات پائی تاہم حضرت امام مالکؒ آخر عمر تک ان سے استفادہ کرتے تھے۔

حضرت نافع:

حضرت نافع حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے تلمیذ خاص تھے۔امام مالکؒ کے زمانے میں وہ بوڑھے ہو چکے تھے۔اُن کی بینائی میں بھی فرق آ گیا تھا۔حضرت نافعؒ نے امام مالکؒ کوظہر کا وقت دیا تھا جبکہ وہ نماز ظہر پڑھنے کے لیے جاتے تھے تو اس وقت دوپہر کی دھوپ کی شدت برداشت کرتے ہوئے امام مالک اُن کے گھر پہنچتے تھے'اس وقت وہ گھر سے نکلتے ہوئے حضرت ابن عمرؓ کی احادیث سناتے تھے اور اُن کے فتاویٰ سے بھی آپؒ کو آگاہ کرتے تھے۔

امام زہریؒ:

امامِ زہریؒ جب مدینہ منورہ آ کر مقیم ہوئے تو امام مالکؒ نے ان کا دامن پکڑ لیا اور فرصت کے وقت ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے احادیث سنتے تھے اور فوراً یاد کر لیتے تھے۔ایک دفعہ آپؒ عید کی نماز پڑھ کر امام زہریؒ کے گھر گئے اور ان سے چالیس احادیث سن کر فوراً ان کے سامنے دہرا دیں۔اس پر امام زہری نے بہت تعجب کا اظہار کیا اور ان کے شوق اور قوی حافظہ کو دیکھتے ہوئے انہیں حدیث کی اچھی طرح تعلیم دی اور امام مالک بہت جلد اُن کے شاگرد خاص بن گئے۔

حضرت ربیعہ:

آپ نے حضرت ربیعۃ الرائی سے اصول فقہ کی تعلیم حاصل کی ہے کیونکہ وہ زبردست محدث ہونے کے ساتھ ساتھ مدینہ کے زبردست فقیہہ بھی تھے۔اور اسی وجہ سے ان کے نام کے ساتھ رائی کا لفظ بھی شامل ہو گیا ہے۔لہٰذا امام مالکؒ کے فقہی کمالات کا وہ سرچشمہ تھے اور ان کے فیضِ محبت کی بدولت آپؒ نے مدنی فقہ کے اصول مرتب کیے اور مالکی فقہ کی بنیاد ڈالی۔ آخری زمانے میں آپ کا اپنے استاد ربیعۃ الرائی سے اختلاف رائے ہو گیا اور دونوں کے فقہی اصول بھی مختلف ہو گئے تھے۔ تاہم آپ ان کے فقہی کمالات کے معترف رہے۔

تدریس حدیث:

آپ علمی حلقوں میں ایک امتیازی شان سے چمکے۔احتیاط کا یہ عالم تھا کہ جب تک ستر شیوخ نے اجازت نہ دی مسند تدریس پر جلوہ افروز نہیں ہوئے۔آغاز شباب میں ہی مدینہ میں تدریس شروع کر دی۔آپ کو علم حدیث کی تعظیم و اجلال کا بہت خیال تھا۔مسندِ درس کو زینت بخشنے سے پہلے آپ غسل فرماتے' اُجلا لباس پہنتے اور خوشبو لگاتے تھے جب حدیث شروع کرتے تو مجلس پر وقار کی فضا طاری ہو جاتی تھی اور خوشبو سے دماغ معطر رہتا تھا (۵۶۹)۔آپ ادب کے ساتھ درس حدیث کے لیے مجلس لگاتے تھے تاکہ سوئے ادب کا شائبہ نہ ہو۔سامعین خاموشی سے آپ کی بات سنتے۔آپ اتنے مؤدب تھے کہ ایک دفعہ دورانِ درس حدیث ایک بچھو نے آپ کو کئی دفعہ کاٹا۔درد کی وجہ سے چہرہ متغیر ہو گیا۔لیکن آپ نے اس وقت تک پہلو نہ بدلا جب تک حدیث رسول ختم نہ ہوئی اور آپ نے مؤطا لکھ کر اسے مدارِ درس بنایا۔آپؒ کا شہرہ دور دور تک پھیلا۔

افریقہ اور اندلس تک کے پروانے اس شمع علم کے گرد اکٹھے ہونے لگے۔

عبدالرزاق اور سفیان بن عیینہ کا قول ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی مندرجہ ذیل پیشین گوئی آپ ہی کے حق میں تھی کہ یسوشك ان یضرب الناس اکباد الابل' یطلبون العلم فلا یجدون احدا اعلم من عالم المدینه (۵۷۱) (عنقریب وہ زمانہ آئے گا کہ لوگ اونٹوں پر بیٹھ کر منزلیں کاٹیں گے اور عالم مدینہ سے بلند تر عالم کسی کو نہیں پائیں گے)۔ آپ کے حلقہ درس میں فقیر بے نواسے لے کر شہنشاہ وقت تک شامل تھے اگر ایک طرف یحییٰ اللیثی اندلسی' اسد بن الفرات تونسیؒ عبدالاسلام التنوخی عرف سحنون قیروانی' عبدالرحمان بن قاسم مصریؒ ' عبداللہ بن وہب' شعبہ بن عبدالعزیز قیسیؒ اور عبداللہ بن الحکیم ایسے غریب الوطن تھے تو دوسری طرف ہارون الرشید' امین الرشید اور مؤتمن ایسے شاہ وقت تھے۔ جنہوں نے آپ کے قدموں میں بیٹھ کر درس حدیث لیا۔ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ) نے مجلس درس کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے: "جاہ وجلال اور شان وشکوہ سے کاشانہ امامت پر بارگاہ شاہی کا دھوکہ ہوتا تھا' طلباء کا ہجوم' مستفتیوں کا ازدحام' امراء کا درود' علماء کی تشریف آوری' سیاحوں کا گزر' حاضرین کی مؤدب نشست' درخانہ پر سواریوں کا انبوہ' دیکھنے والوں پر رعب ووقار طاری کر دیتا تھا"۔

طریقہ تدریس:

صحابہ کرامؓ اور دیگر محدثین کا عام طریقہ تدریس یہ تھا کہ وہ زبانی یا لکھی ہوئی احادیث خود بول کر لکھواتے تھے اور تلامذہ یا تو لکھ لیتے تھے یا زبانی یاد کر لیتے تھے۔ اس موقع پر اگر بہت بڑا اجتماع ہوتا تو ان کے بلند آواز تلامذہ تھوڑی تھوڑی دور کھڑے ہو کر شیوخ کی آواز کو دہراتے تھے۔

امام مالک کبھی کبھی یہ طریقہ اختیار کرتے۔ لیکن اکثر آپ شیوخ مدینہ کے طریقہ پر عمل کرتے تھے۔ وہ طریقہ یہ تھا کہ وہ اپنی احادیث وفتاویٰ کو پہلے خود قلم بند کرتے یا کسی ہوشیار شاگرد سے لکھوا لیتے تھے۔ اس کے بعد جب درس شروع ہوتا تو لکھنے والا شاگرد مجلس درس میں اس کو پڑھتا تھا۔ استاد محترم جابجا احادیث کے مطالب کی تشریح کرتے جاتے تھے۔ اگر کاتب سے اصل لفظ یا متن میں کوئی غلطی ہو جاتی تھی تو اس کی تصحیح کر دی جاتی۔

امام مالک کی مجلس درس میں دور دراز سے تمام اسلامی ممالک کے طلبہ آکر شریک ہوتے تھے۔ یہاں تک کے شمالی افریقہ سے ایک بڑی تعداد آکر شامل ہوئی۔ افریزہ اور اندلس کے لوگ بھی آپ کے درس میں شامل ہوئے اور ان کی بدولت مالکی مذہب ان علاقوں میں رائج ہو گیا۔ اس کے علاوہ مشرقی ممالک میں بھی آپ کا علمی فیض دور دراز علاقوں تک پہنچا۔

شاگرد:

امام صاحب کے شاگردوں کی فہرست بہت طویل ہے۔ حافظ ابن کثیر اور امام ذہبی نے لکھا ہے کہ آپ کے شاگردوں کا شمار

ناممکن ہے کیونکہ انہوں نے ۲۶ سال تدریس کی ہے۔ آپ کے مشہور تلامذہ میں چند درج ذیل ہیں:

حضرت یحییٰ بن یحییٰ:

اندلس کے شہر قرطبہ میں داخل ہوئے اور وہاں سکونت اختیار کی اور زیاد بن عبدالرحمان اللخمی معروف شبطون قرطبی سے ''موطا'' کی سماعت کی اور یحییٰ بن مضر اندلسی سے بھی سماعت کی۔ پھر ۲۸ سال کی عمر میں مشرق کی طرف سفر کیا اور امام مالک سے ''مؤطا'' کی (کتاب الاعتکاف کے علاوہ) سماعت کی۔ امام مالک آپ کو عاقل الاندلس کے نام سے پکارتے تھے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ ایک دفعہ امام مالک طلباء کی جماعت کے ساتھ بیٹھے تھے کہ کسی کی آواز آئی ہاتھی آ گیا ہے تو تمام حاضرین مجلس دیکھنے گئے صرف یحییٰ بیٹھے رہے تو امام مالک نے پوچھا تو دیکھنے کیوں نہیں گیا۔ اندلس میں یہ نہیں ہوتے۔

یحییٰ نے جواب دیا میں اپنے ملک سے آپ کو دیکھنے اور آپ کی رہنمائی و تعلیم حاصل کرنے آیا ہوں ہاتھی دیکھنے نہیں آیا۔ اس پر امام مالکؒ نے ان کا نام عاقل اہل اندلس رکھا۔ انہوں نے ۲۳۴ھ میں وفات پائی۔

ابو محمد عبداللہ بن وہب:

۱۲۵ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے زمانے کے اماموں میں سے تھے۔ امام مالکؒ کی صحبت میں ۲۰ سال رہے اور المؤطا الکبیر اور المؤطا الصغیر لکھی۔ امام مالک آپ کے متعلق فرماتے تھے عبداللہ بن وہب امام ہے۔ امام مالک کی طرف ۱۴۸ھ میں سفر کیا اور ان کی صحبت میں وفات تک رہے اور ۱۹۷ھ میں فوت ہوئے۔

عبدالرحمٰن بن القاسم:

۱۳۲ھ میں پیدا ہوئے۔ امام مالک کی صحبت میں ۲۰ سال رہے۔ اصحابِ مالک نے امام مالک کی وفات کے بعد ان سے استفادہ کیا۔ مالکی مذہب کی فقہ ''المدونہ'' تصنیف کی۔ جو کہ مالکی مذہب کی بڑی کتب میں سے ہے۔ ۱۹۱ھ میں وفات پائی۔

ابو عبدالرحمٰن، عبداللہ بن مسلمہ قعنبی:

امام مالک سے علم حدیث حاصل کیا۔ ان کے ثقہ شاگردوں میں سے تھا۔ یہ بھی مؤطا کے راویوں میں سے ہے۔ انہیں کثرت عبادت کی وجہ سے ''الراہب'' کے نام سے پکارتے تھے۔ بصرہ میں ۲۲۱ھ میں جمعہ کے روز فوت ہوئے۔

فقہ و فتاویٰ:

حضرت امام مالکؒ نے فتویٰ دینے کا کام اس وقت شروع کیا جبکہ مدینہ منورہ کے ستر علمائے عظام نے آپ کی قابلیت کا اعتراف کیا اور آپؒ کو فتویٰ دینے کی اجازت دی۔ آپ کے فتاویٰ کی بنیاد احادیث نبوی ﷺ کے بعد حضرت عمر فاروقؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور مدینہ کے فقہائے سبعہ کے فتاویٰ پر مبنی ہے۔ آپؒ نے جب فتویٰ دینا شروع کیا تو تمام اسلامی ممالک سے آپؒ کے

پاس فتوے آنا شروع ہو گئے اور بہت جلد آپؒ مدینہ منورہ کے مفتی بن گئے۔ یہاں تک کہ جب آپ مکہ معظمہ حج کے لیے تشریف لے جاتے تھے تو اس وقت حکومت کی طرف سے اعلان ہوتا تھا کہ 'امام مالک اور شیخ ابن ابی ذئب کے سوا کوئی فتویٰ نہ دے''۔ اس اعلان کی حج کے موقع پر اس لیے ضرورت ہوتی تھی کہ پوری دنیائے اسلام سے علمائے کرام اور دیگر مسلمان حج کے موقع پر جمع ہو جاتے تھے۔ ایسے موقع پر مختلف علمائے کرام کے فتاویٰ کے اختلاف وانتشار کا اندیشہ ہوتا تھا۔

جبری طلاق کا مسئلہ:

حکومت کی اس قدر دانی کے باوجود امام مالکؒ نہایت آزادی اور بے باکی کے ساتھ حکومت کی پالیسی کے خلاف بھی فتویٰ دیا کرتے تھے۔ اس زمانے میں عباسی خاندان کی نئی نئی حکومت قائم ہوئی تھی اور بعض موقعوں پر نئی حکومت نے جبراً لوگوں سے اپنی حمایت میں بیعت حاصل کی تھی۔ حکومت کی پالیسی یہ تھی کہ جبراً اور زبردستی طلاق دینے کے مسئلہ میں اس قسم کا فتویٰ دیا جائے کہ جبری طلاق بھی واقع ہو جائے گی۔ حکومت اس معاملے میں اس لیے مداخلت کر رہی تھی کہ اس زمانے میں حکومت کے خلاف بغاوتیں ہو رہی تھیں اور وہ نہیں چاہتی تھی کہ جبری بیعت کے خلاف بھی علماء فتویٰ دیں۔

جب خلیفہ منصور کا چچازاد بھائی جعفر بن سلیمان عباسی مدینہ منورہ کا حاکم ہوا تو اس نے امام مالکؒ کو حکم دیا کہ وہ جبری طلاق کے بارے میں فتویٰ نہ دیں۔ مگر امام مالکؒ حق وصداقت کے اصولوں اور اپنے ضمیر کے مطابق جبریہ معاملہ کے عدم حجت کا فتویٰ دیتے رہے۔

مدینہ کا حاکم جعفر اس بات پر بہت ناراض ہوا اور اس نے حکم دیا کہ امام مالک کو ستر کوڑے مارے جائیں۔ چنانچہ اس کے حکم کی تعمیل کی گئی۔ جس سے امام مالک کی پیٹھ لہولہان ہو گئی اور دونوں ہاتھ مونڈھے سے اتر گئے۔ اس کے بعد جعفر نے اونٹ پر بٹھا کر تشہیر کرائی۔ جب امام مالکؒ اس بری حالت میں مدینہ کے بازاروں اور گلیوں میں سے گزر رہے تھے تو آپؒ نے بلند آواز میں فرمایا: ''من عرفني فقد عرفني ومن لم يعرفني فأنا مالك بن انس أقول : ليس الطلاق المكره بشيء'' (جو مجھے جانتا ہے وہ پہچانتا ہے اور جو واقف نہیں ہے وہ جان لے میں مالک بن انس ہوں۔ میں فتویٰ دیتا ہوں کہ جبری طلاق صحیح نہیں ہے)۔

نفس زکیہ کی حمایت:

امام مالکؒ نے شرعی معاملات میں ہمیشہ حق وصداقت کی آواز بلند کی اور اس کے مقابلے میں اپنی جان قربان کرنے کے لیے تیار رہتے تھے۔ چنانچہ جب ۱۴۵ھ میں فاطمی سادات کے معزز فرد محمد نفس زکیہ (م۱۴۵ھ) نے علم بغاوت بلند کیا تو اکثر لوگوں نے ان کا ساتھ دیا۔ جس میں علماء اور محدثین کی کافی تعداد تھی۔ امام مالکؒ نے بھی اس موقع پر فتویٰ دیا کہ ''خلافت نفس زکیہ کا حق ہے''۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ ''ہم منصور کی بیعت پر حلف اٹھا چکے ہیں''۔ امام صاحبؒ نے فرمایا:

''منصور نے جبراً بیعت لی ہے اور جو کام زبردستی کیا جائے شریعت کے نزدیک وہ صحیح نہیں ہوتا۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ اگر جبراً کسی سے طلاق دلائی جائے تو واقع نہیں ہوگی۔

کتب فقہ:

امام مالکؒ تقریباً ساٹھ برس تک مستقل فقہ وفتاویٰ میں مشغول رہے۔ اس طرح انہوں نے مالکی فقہ کی بنیاد ڈالی۔ مؤطا مالک کے علاوہ وہ خود اپنے مسلک کی فقہ کو مدون نہ کر سکے۔ تاہم ان کے متعدد تلامذہ نے ان کی طویل صحبت میں رہ کر فقہ کی کتب مرتب کی ہیں۔ سب سے پہلے مالکی فقہ کی کتاب افریقہ کے قاضی اسد بن فرات کی ہے جو اسدیہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے بعد سب سے ضخیم فقہ کی کتاب ان کے دوسرے شاگرد ابن قاسم (ت ۱۹۱ھ) نے مدون کی جس کا نام ''المدونہ'' ہے جو خود امام مالکؒ کی زندگی ہی میں مدون ہو رہی تھی۔

ابن القاسم نے امام مالک کی صحبت میں رہ کر ان کے فتووں کے جوابات مدون کیے تھے اور ان کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ انہیں امام مالکؒ کے چالیس ہزار مسائل زبانی یاد تھے۔ تیسری کتاب آپؒ کے مصری شاگرد ابن وہب (ت ۱۹۷ھ) نے تحریر کی۔ اس کتاب کا نام ''کتاب المجالسات عن مالک'' ہے۔ حضرت امام مالکؒ کی فقہ کی بنیاد فقہاء صحابہ یعنی ابن عمرؓ اور حضرت عائشہؓ اور فقہاء اسلام یعنی کبار تابعین حضرات کے اجتہادات پر ہے۔ درج ذیل فقہاء کی آراء کو آپ زیادہ اہمیت دیتے تھے۔

1- سعید بن مسیب (م ۱۰۱ھ)

2- سالم بن عبداللہ (م ۱۰۶ھ)

3- ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام (م ۹۴ھ)۔

4- عبداللہ بن عتبہ بن مسعود (م ۱۰۱ھ)۔

5- قاسم بن محمد بن ابی بکر (م ۱۰۱ھ)۔

6- سلیمان بن یسار (م ۱۰۷ھ)۔

7- خارجہ بن زید (م ۹۹ھ)۔

ان کے علاوہ صغار تابعین مثلاً زہری وغیرہ کے اجتہادات بھی امام مالک کے مذہب کی بنیاد ہیں۔

تقویٰ:

امام مالکؒ درس و افتاء کے بعد تمام وقت عبادت الٰہی اور تلاوت قرآن مجید میں صرف فرماتے تھے۔ بالخصوص جمعہ کی ساری رات عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ اسی طرح ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو بھی ساری رات عبادت اور تلاوت میں مشغوہ رہتے تھے۔

حُبِ مدینہ:

آپ کو مدینہ سے غایت درجہ محبت تھی۔ سفر حج کے علاوہ کبھی مدینہ سے باہر نہیں نکلے' منصور نے بغداد میں سکونت کے لیے درخواست کی' پذیرائی نہ ہوئی۔ مہدی نے تین ہزار دینار بھیجے اور کہلا بھیجا کہ بغداد کا عزم کیجیے۔ فرمایا ''اشرفیاں اسی طرح رکھی ہیں' جی چاہے تو لے جاؤ مگر مالک سے مدینہ نہیں چھوٹ سکتا''۔ حرمت مدینہ کا آپؒ کو اس قدر خیال تھا کہ آپ کے اصطبل میں کئی گھوڑے ہونے کے باوجود آپ پیدل چلتے تھے۔ کسی کے استفسار پر آپؒ نے فرمایا: ''مجھے حیا آتی ہے کہ جس مبارک شہر میں نبی اکرم ﷺ کا جسد اطہر ہو' میں اس میں سوار ہو کر چلوں''۔

اخلاق حسنہ:

امام مالکؒ فیاض اور سخی بھی تھے اور مہمان نواز بھی۔ تاہم آپ کی فیاضی اور مہمان نوازی طالبانِ علم پر بہت زیادہ ہوتی تھی۔ بالخصوص اپنے ہونہار طالب علم امام شافعی پر بے حد مہربان تھے۔ تنگدست طلبہ اور اہل علم کی مالی امداد کرنا آپ کا عام معمول تھا۔ خودداری اور باوقار زندگی کے ساتھ آپ حلم وعفو کی صفات سے بھی متصف تھے اور صبر و استقلال کے ساتھ نیکی کے راستے میں سب تکالیف برداشت کرتے تھے۔ آپ نے حق وصداقت کی راہ میں کوڑوں کی سزا برداشت کی۔ آپ خوددار اس قدر تھے کہ خلفاء و امراء کے آستانوں پر نہیں گئے اور ان کی بار بار فرمائشوں کے باوجود بھی تعلیم وتدریس کے لیے ان کے گھر میں نہیں گئے اور انہوں نے علماء کے وقار اور احترام کو باقی رکھا۔

امام مالک خلفاء اور امراء سے زیادہ علماء اور فقہاء کرام کی عزت کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ خلیفہ ہارون الرشید آئے تو اس کو مسند سے نیچے بیٹھنا پڑا۔ لیکن ایک بار امام ابوحنیفہ تشریف لائے تو امام مالکؒ نے ان کے لیے اپنی چادر فرش پر بچھائی اور ان کی بے حد تعظیم وتکریم کی۔ آپؒ اپنے نامور شاگردوں کا بھی استقبال کرتے تھے اور اُن سے بے حد محبت کرتے تھے۔

نفاست پسندی:

اعلیٰ اخلاق کے ساتھ آپ صفائی پسند تھے اور ہر چیز میں صفائی کا خاص طور پر خیال رکھتے تھے۔ ہمیشہ نفیس اور عمدہ پوشاک زیب تن فرماتے۔ یمن' مصر اور خراسان سے عمدہ عمدہ کپڑے منگواتے تھے۔ آپؒ خوشبو کا استعمال ہمیشہ کرتے تھے۔ عود کی انگیٹھیاں ہمیشہ جلتی رہتی تھیں اور کپڑے خوشبوؤں میں بسے رہتے تھے۔ جس گلی سے ایک بار گزر جاتے دیر تک اس میں خوشبو پھیلی رہتی۔

تصنیفات:

امام مالک کی اپنی اور ان کی طرف منسوب تصنیفات مندرجہ ذیل ہیں:

1- مؤطا
2- رسالۃ مالک الی الرشید

3- احکام القرآن
4- المدونۃ الکبریٰ
5- رسالۃ مالک الی ابن مطرف
6- رسالۃ مالک الی ابن وہب
7- کتاب الاقضیۃ
8- کتاب المناسک
9- تفسیر غریب القران
10- تفسیر القرآن
11- کتاب المسائل
12- کتاب المجالسات عن مالک

امام مالک کے متعلق دیگر محدثین کی آراء:

1- امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جب علما کا ذکر کیا جائے تو امام مالک ستارے ہیں۔

2- قال ابن عينيه: ما كان اشد انتقاد مالك للرجال واعلمه بشانهم (ابن عینیہ کہتے ہیں: امام مالک سے لوگوں پر نقد اور واقفیت میں کوئی بڑھ کر نہ تھا)۔

3- قال ابن معين: مالك من حجج الله على خلقه (ابن معین کہتے ہیں مالک مخلوق کے لیے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں)۔

4- قال ابن سعد: كان مالك ثقة مامونا ثبتاً ورعاً فقيهاً عالماً حجة (ابن سعد کہتے ہیں: مالک ثقہ، امین، نیک، فقیہ اور عظیم عالم تھے)۔

5- قال ابن هرمز لجاريته يوماً: من بالباب؟ فلم تر الا مالكا فذكرت ذلك له، فقال: دعيه فإنه عالم الناس (ایک دن ابن ہرمز نے لونڈی سے پوچھا کہ دروازے پر کون ہے؟ اس نے کہا امام مالک کے علاوہ کسی کو نہ دیکھا اور ابن ہرمز سے کہہ دیا تو انہوں نے کہا انہیں آنے دیں کہ وہ لوگوں میں سب سے بڑے عالم ہیں)۔

6- ابن خیاط کہتے ہیں:

يدع الجواب فلا يراجع هيبة — والسائلون نواكس الاذقان
نور الوقار وعز سلطان التقى — فهو المهيب وليس ذا سلطان

(جواب چھوڑ دیتے ہیں ان کی ہیبت کی وجہ سے ان سے مراجعت نہیں کی جاتی۔ سوال کرنے والے سر خم کر کے کھڑے ہوتے ہیں۔ وقار کی روشنی اور تقویٰ کے غلبے کی عزت ہے۔ وہ صاحب ہیبت ہیں اگرچہ حکمران نہیں ہیں)۔

7- عبدالرحمٰنؒ بن مہدی کا قول ہے: ''اس زمین پر حدیث رسول ﷺ کا حضرت امام مالکؒ سے زیادہ کوئی امین نہیں اور نہ ہی کوئی صحت حدیث میں سے ان سے سبقت لے گا''۔

8- ابن مبارکؒ نے فرمایا: اگر مجھ سے کہا جائے کہ امت کے لیے امام منتخب کرو تو میں امام مالک کو منتخب کروں گا۔

9- حضرت امام بخاریؒ نے فرمایا ہے: ''میرے نزدیک امام مالکؒ، زہری سے نقل کرنے میں سب سے زیادہ ثقہ ہے''۔

10- علی بن مدینی حضرت امام مالکؒ کو امیر المؤمنین فی الحدیث کہتے ہیں۔

وفات:

آخری سالوں میں آپ بہت نحیف ہو گئے تھے۔ مگر بدنی نقاہت قلبی اور روحانی قوت کے ضعف کا سبب نہ بن سکی۔ گھلتے ہوئے بدن کو بھی علمِ حدیث کی خدمت سے فرصت نہ دی۔ آپؒ نے ربیع الاول ۱۷۹ھ میں انتقال فرمایا۔

"یاأیتها النفس المطمئنة ارجعی الی ربك راضیة مرضیة فادخلی فی عبادی، وادخلی جنتی" (اے نفس مطمئن چل اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تو خوش اور پسندیدہ ہے شامل ہو جا میرے نیک بندوں میں اور داخل ہو جا میری جنت میں)۔

جنازہ میں خلق عظیم نے شرکت کی، امیر مدینہ عبداللہ بن محمد ہاشمی نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں آخری آرام گاہ آباد فرمائی۔ حضور ﷺ کے بیٹے حضرت ابراہیم کے پہلو میں دفن ہوئے۔

موطا امام مالک

موطا:

لفظ موطا ''توطیہ'' کا مفعول ہے۔ صاحبِ قاموس نے اس کے معنی روندنے، تیار کرنے اور نرم وسہل بنانے کے بیان کیے ہیں۔ ''موطا'' کے لغوی معانی ''روندا ہوا، تیار کیا ہوا، نرم اور سہل بنایا ہوا'' ہیں۔ یہ تمام معانی بطور استعارہ کے یہاں مراد لیے جا سکتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) فرماتے ہیں: موطا کے لغوی معنی روندے ہوئے یا چلے ہوئے کے ہیں اور مجازی معنی یہ ہیں کہ جس پر عام ائمہ اور علما اور اکابر چلے ہوں، اور جس کو ان سب کی آراء نے روندا اور پامال کیا ہو۔ یعنی سب نے اس کے متعلق گفتگو کی ہو اور اس سے اتفاق کیا ہو۔

''موطا'' اس راستہ کو کہتے ہیں جس پر لوگ بکثرت گزرتے ہیں۔ سنت کے معنی بھی راستہ کے ہیں جس پر آنحضرت ﷺ گزرے اور تمام صحابہ کرامؓ گزرے۔ غرض موطا کا لفظ اپنی حقیقت کا خود مفسر ہے کہ یہ ان مسائل پر مشتمل ہے جن پر صحابہؓ کا عمل رہا ہے اور جمہور سلف جن پر چلے۔

تعارف موطا:

یہ کتب خانہ اسلام کی وہ پہلی کتاب بتائی جاتی ہے، جو قرآن مجید کے بعد سب سے پہلے باقاعدہ طور پر فقہی ترتیب سے مبوب و

مرتب ہوکر منصۂ شہود پر آئی۔ علامہ ابوبکر ابن العربی فرماتے ہیں:"الموطا ھو الاصل الاول واللباب و کتاب البخاری ھو الاصل الثانی فی ھذا الباب وعلیھا بنی الجمیع کمسلم والترمذی" (مؤطا ہی نقش اول اور بنیادی کتاب ہے' بخاری کی حیثیت تو اس باب میں نقش ثانی کی ہے اور انہی دونوں کتابوں پر مسلم و ترمذی جیسے بعد کے مؤلفین نے اپنی کتابوں کی بنا رکھی)۔ علامہ ذہبی مؤطا کا تعارف یوں کراتے ہیں:"ان للموطا لو قعاً فی النفوس ومھابة فی القلوب لا یوازیھا شیٔ (اس میں کوئی شک نہیں کہ دلوں میں مؤطا کی ایسی تاثیر اور قلوب میں ایسی ہیبت ہے' جس کا مقابلہ کوئی اور چیز نہیں کر سکتی)۔

مؤطا درحقیقت احادیث مدینہ کا مجموعہ ہے جس کو امام دارالہجرت مالک بن انسؒ نے جمع کیا ہے اسی لیے نواب صدیق حسن خان نے ابوزرعہ کا یہ قول نقل کیا ہے:''واین وثوق و اعتماد بر کتب دیگر نیست'' (اور ایسا وثوق اور اعتماد دوسری کتب پر نہیں کیا جا سکتا)۔ معلوم ہوا کہ یہ مجموعہ وثوق و اعتماد میں تمام کتابوں میں فوقیت رکھتا ہے۔

امام مالکؒ کے عہد میں فقہ و حدیث کی تدوین کا آغاز ہو گیا تھا۔ خود مدینہ منورہ میں بعض علماء کو یہ احساس ہوا کہ ان اسلامی مسائل و احکام کو جن پر اہل مدینہ کا اتفاق ہے ایک کتاب میں جمع کر دیا جائے۔ چنانچہ امام مالکؒ کے معاصر اور قدیم ہم درس عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمۃ الماجشون نے ایسی کتاب مرتب کی تھی مگر اس کتاب میں احادیث نہیں لکھی گئی تھیں بلکہ انہوں نے اپنی طرف سے مدنی فقہاء کے متفقہ مسائل و احکام کو قلم بند کر دیا تھا۔ جب امام مالکؒ کو یہ کتاب دکھائی گئی تو آپؒ نے اسے پسند فرمایا اور دل میں عزم کر لیا:''اگر میں ایسی کتاب لکھتا تو پہلے احادیث تحریر کرتا۔ اس کے بعد اپنی رائے بیان کرتا''۔ اس قول سے پتہ چلتا ہے کہ امام مالک کے ذہن میں ایسی کتاب تالیف کرنے کا خاکہ پہلے سے موجود تھا۔ جس میں احادیث کے ساتھ ساتھ فقہی مسائل اور علمائے مدینہ کے احکام و فتاویٰ کو بھی شامل کیا جائے۔ لہٰذا آپ نے اس کے مطابق مؤطا لکھنا شروع کی۔ ایک قول کے مطابق خلیفہ منصور نے کہا: اے ابوعبداللہ (امام مالکؒ) اس علم کو ملاؤ اور ایک کتاب مدون کرو۔ اس کتاب میں فقہی ابواب کے مطابق پہلے مستند احادیث تحریر کی گئی ہیں اس کے بعد اگر کسی رائے کی ضرورت ہوتی تو امام مالک اپنی رائے بیان فرما دیتے اور اس مسئلہ کے بارے میں فقہائے مدینہ کا عمل بھی بیان فرماتے ہیں۔

گمانِ غالب ہے کہ مؤطا آپؒ کی وفات سے تقریباً چالیس سال پہلے ۱۳۹ھ یا ۱۴۰ھ میں تحریر کی گئی تھی۔ اس وقت خلیفہ منصور عباسی کا زمانہ تھا۔ جب ۱۴۴ھ میں منصور نے آخری حج کیا تو اس وقت آپ کی کتاب مؤطا مشہور اور متداول ہو چکی تھی۔ منصور نے اسے تمام اسلامی ممالک میں ایک مکمل اور واحد اسلامی ضابطہ قانون کی حیثیت سے رائج کرنا چاہا مگر امام مالک نے اس کی مخالفت کی اور اسلامی فقہ کے دائرے کو تنگ کرنا پسند نہیں کیا۔

آپؒ کے نزدیک حدیث بیان کرنے والوں کا معیار بہت بلند تھا۔ حدیث کے راویوں کے بارے میں آپ کا قول یہ ہے۔

''ایسے چار قسم کے اشخاص سے علم حاصل نہ کیا جائے:

1- جو بے وقوف اور کم عقل ہو۔

2- جو بدعتی اور نفسانی خواہش کے پیچھے چلتا ہو۔

3- جو روز مرہ کی نجی گفتگو میں جھوٹ بولتا ہو۔ خواہ اس پر جھوٹی احادیث بیان کرنے کا الزام بھی نہ ہو۔

4- ایسا عابد و زاہد جو اپنی عبادت میں مستغرق ہونے کی وجہ سے حدیث کو سننے اور روایت کرنے کے طریقے نہ جانتا ہو۔ انہی اصولوں کی بنا پر آپؒ محمد بن اسحاق صاحب المغازی کی روایت کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔

مؤطا کا کتب حدیث میں مقام:

جمہور علماء نے طبقات کتب حدیث کے اندر طبقہ اولیٰ میں مؤطا مالک کا شمار کیا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز رحمہما اللہ نے کتب حدیث کے پانچ طبقات قائم کیے ہیں جن میں مؤطا کو طبقہ اولیٰ میں رکھا ہے' بلکہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مؤطا کو تمام کتابوں میں مقدم و افضل سمجھتے ہیں' اپنی مشہور کتاب مصفیٰ شرح مؤطا کے مقدمہ میں اس کی ترجیح کے دلائل و وجوہ کو نہایت تفصیل سے بیان کیا ہے اور حجۃ اللہ البالغہ میں بھی فرماتے ہیں: واتفق اهل الحديث علىٰ ان جميع ما فيه صحيح على رأى مالك ومن وافقه وأما على رأى غيره ليس فيه مرسل ولا منقطع إلا وقد اتصل السند به من طرق اخرىٰ فلا جرم انها صحيحة من هذا الوجه (محدثین کا اتفاق ہے کہ اس کتاب کی تمام روایات امام مالکؒ اور ان کے موافقین کی رائے میں صحیح ہیں اور دوسروں کی رائے بھی اس سلسلے میں یہی ہے کہ مؤطا کی مرسل و منقطع روایات کی سند دوسرے طرق سے متصل ہے' پس اس میں کوئی شبہ نہ رہا کہ اس اعتبار سے وہ سب صحیح ہیں)۔

صاحب مفتاح السعادۃ نے بیان کیا ہے کہ اس کا درجہ ترمذی کے بعد ہے مگر صحیح یہ ہے کہ مسلم کے بعد تیسرے درجہ پر اس کو رکھنا چاہیے۔ مؤطا کی صحت و مرتبہ کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ امام شافعیؒ (م ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں: ما على ظهر الارض كتاب بعد كتاب الله أصح من كتاب مالك (روئے زمین پر کتاب اللہ کے بعد مؤطا مالکؒ سے زیادہ صحیح کتاب کوئی نہیں ہے) اگرچہ کچھ علماء کہتے ہیں: ''انما قال ذلك قبل وجود كتاب البخارى و مسلم'' (امام موصوف کا یہ قول بخاری و مسلم کی کتابوں کے عالم وجود میں آنے سے پہلے کا ہے)۔

مؤطا کی روایات:

امام مالکؒ کی مؤطا حدیث و فقہ کی مشترک کتاب ہے کیونکہ اس کی تدوین میں آپ نے ایک نرالا طریقہ اختیار کیا ہے۔ آپ نے اس کتاب کو فقہی ابواب پر مرتب کیا ہے۔ اس سلسلے میں آپ مختلف مسائل کو ثابت کرنے کے لیے مرسل اور موقوف

احادیث بھی بکثرت بیان کرتے ہیں نیز فقہی مسائل کی تفصیل کے لیے صحابہ کرامؓ کے فتاویٰ کا بھی بکثرت حوالہ دیتے ہیں اور بعض احادیث کو سند کے بغیر بھی روایت کرتے ہیں۔جنہیں بلاغات کہاجاتا ہے۔

مرسل اور موقوف احادیث کو بکثرت بیان کرنے کی وجہ غالباً یہ ہے کہ ان کے زمانے میں علم حدیث کے اصول مدون نہیں ہوئے تھے نیز امام مالکؒ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان راویوں کی کڑی وسیع نہ تھی اس لیے وہ مسلم اور جلیل القدر راویوں کی مرسل احادیث کو بھی قبول کر لیتے تھے۔اکثر علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مؤطا کی تمام احادیث صحیح ہیں۔کیونکہ جو احادیث سند کے بغیر ہیں یا مرسل ہیں اور متصل نہیں ہیں ان کی بھی صحیح اسناد اور مکمل سلسلہ روایت کو دوسرے راویوں کے ذریعے معلوم کرلیا گیا ہے۔

تعداد روایات:

پہلے مؤطا میں دس ہزار احادیث تھیں۔مگر امام صاحب نے اکثر احادیث کو قلم زد کر دیا اب ۱۷۲۰ باقی ہیں جن کی تفصیل یہ ہے:

مسند مرفوع	۶۰۰	
مرسل	۲۲۲	
موقوف	۶۱۳	
تابعین کے اقوال وفتاویٰ	۲۸۵	
میزان:	۱۷۲۰	(۶۲۴)

خصوصیات: مؤطا مالک کی چند نمایاں خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

1- مؤطا حدیث کے ساتھ فقہ کی کتاب بھی ہے۔یہ فقہی ابواب میں منقسم ہے۔اس میں صرف فقہی احادیث ہیں۔یعنی جن کی غرض احکام سے ہے۔اس میں تفسیر، مناقب اور زہد وغیرہ کے ابواب نہیں ہیں۔

2- مؤطا میں کوئی موقوف صحابی یا اثر تابعی نہیں ہے۔جس کا ماخذ کتاب وسنت نہ ہو۔

3- شہرت کا جہاں تک تعلق ہے۔ایک جم غفیر نے حضرت امام مالکؒ سے روایت کیا ہے جن میں خلیفہ ہارون الرشید، امین، مہدی مؤتمن اور مجتہدین میں سے حضرت امام محمد بن حسینؒ بلا واسطہ اور امام احمد بن حنبلؒ اور ابو یوسفؒ بالواسطہ اور محدثین کا تو حصر ہی نہیں اور صوفیا میں سے ذوالنون مصری وغیرہ اور اہل مصر، شام، عراق، یمن اور اہل خراسان کی ایک کثیر تعداد شامل ہے۔

مؤطا کی مقبولیت:

مؤطا کو تصنیف کے وقت سے اب تک قبولیت دوام حاصل ہے۔حافظ ذہبی فرماتے ہیں: ان المؤطا لوقعا فی النفوس ومهابة فی القلوب لا یوازیها شیٔ (بلاشبہ مؤطا کی دلوں میں جو وقعت اور قلوب میں جو ہیبت ہے اس کا کوئی

چیز مقابلہ نہیں کرسکتی)۔

حافظ ابن حبان ''کتاب الثقات'' میں لکھتے ہیں: کان مالك أول من انتقى الرجال من الفقهاء بالمدينة واعرض من ليس بثقة فى الحديث ولم يكن يروى إلا ما صح ولا يحدث إلا عن ثقة (امام مالک فقہائے مدینہ میں پہلے شخص ہیں جنہوں نے روایت کے بارے میں تحقیق سے کام لیا اور جو شخص حدیث میں ثقہ نہ تھا اس سے اعراض کیا۔ وہ صحیح روایات کے علاوہ نہ تو کچھ روایت کرتے نہ کسی غیر ثقہ سے کچھ بیان کرتے)۔

ابوزرعہ رازی مؤطا کی صحت کے بارے میں رقمطراز ہیں: لو حلف رجل بالطلاق على احاديث مالك فى المؤطا انها صحاح لم يحنث (اگر کوئی شخص اس بات پر اپنی بیوی کو طلاق دینے کا حلف اٹھائے کہ موطا میں امام مالک کی جو حدیثیں ہیں وہ صحیح ہیں تو وہ حانث نہیں ہوگا)۔ کیونکہ مؤطا کی تمام احادیث صحیح ہیں۔ محدث مبارک بن محمد المعروف ابن الاثیرؒ (ت ٦٠٦ ھ) نے اپنی مشہور کتاب ''جامع الاصول'' میں موطا کو صحاح ستہ میں شمار کیا ہے اور یہ رائے محدث رزین کی ہے۔ اس لیے اس کتاب میں ابن ماجہ کے حوالہ سے کوئی روایت درج نہیں ہے۔

حافظ ابوجعفر بن زبیر غرناطیؒ لکھتے ہیں: اولى ما أرشد إليه ما اتفق المسلمون على عتماده وذلك الكتب الخمسة والموطا الذى تقدمها وضعا ولم يتأخر عنها رتبة (جو کچھ بتایا گیا ہے ان سب میں اولیٰ وہ کتابیں ہیں جن کے اعتماد پر مسلمانوں کا اتفاق ہے اور یہ کتب خمسہ ہیں اور مؤطا وہ ہے جو تصنیف میں ان سے مقدم ہے اور رتبہ میں کم نہیں ہے)۔

حضرت شاہ ولی اللہ مؤطا کی ''شرح المصفیٰ'' کے دیباچے میں لکھتے ہیں: ''مؤطا کو تمام کتب احادیث پر فضیلت حاصل ہے۔ فضیلت مصنف کے اعتبار سے' التزام صحت سے' شہرت وقبولیت احادیث کی وجہ سے ہے۔ حسن ترتیب کے مدنظر یہ کتاب بے نظیر ہے۔ ائمہ مذاہبؒ وتبع تابعینؒ میں سے کسی کی کوئی تصنیف مؤطا کے علاوہ آج موجود نہیں۔ مؤطا کے مقابلے میں کوئی دوسری کتاب نہیں کہ محدثین اس کی قدر ومنزلت پر ویسے ہی متفق ہوں''۔

مؤطا صحاح ستہ میں کیوں شامل نہیں:

عام طور پر ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مؤطا جب صحت کے انتہائی درجہ پر ہے تو پھر یہ صحاح ستہ میں کیوں شامل نہیں؟ اس کی کئی وجوہات ہیں وہ درج ذیل ہیں:

1- مؤطا میں مرسل احادیث کی کثرت ہے۔

2- فقہی اقوال اس کثرت سے ہیں کہ یہ حدیث سے زیادہ فقہ کی کتاب معلوم ہوتی۔

3- مؤطا کو صحاح ستہ میں شاید اس لیے شامل نہیں کیا گیا کہ اس کی تمام مرفوع احادیث صحیح بخاری میں آچکی ہیں۔ بعض لوگوں نے

مؤطا کو صحاح ستہ میں شامل کیا ہے۔ جیسے ابوالحسن رزینؒ نے ''التجرید الصحاح والسنن'' میں اور ابن اثیر نے ''جامع الاصول'' میں مؤطا کو صحاح ستہ میں شامل کیا ہے۔

نسخوں میں اختلاف:

مصر، شمالی افریقہ اور اندلس سے بے شمار طلبہ آپ سے تعلیم حاصل کرنے کے لیے آئے اور پھر انہوں نے واپس جا کر مالکی فقہ کو رائج کیا۔ یہ طلبہ اپنے ساتھ مؤطا کے جو نسخے لے گئے تھے۔ ان میں حدیثوں کی تعداد میں بہت اختلاف ہے۔ کیونکہ کچھ تلامذہ کے پاس ابتدائی زمانے کے نسخے تھے اس وقت مؤطا کی احادیث کی تعداد زیادہ تھی۔ مگر بعد میں امام مالکؒ بعض احادیث کو حذف کرتے تھے۔ جن کی صحت کے بارے میں اُن کو پورا یقین اور اعتماد نہ تھا۔ وہ ہر سال کچھ نہ کچھ احادیث کم کرتے رہتے تھے لہٰذا جو طلبہ پہلے آئے تھے اُن کے پاس احادیث کا مجموعہ زیادہ تھا اور جو بعد میں آئے انہیں کم تر احادیث کا مجموعہ ملا۔ اور بعض نے یہ بھی لکھا ہے اگر زندہ رہتے تو مزید احادیث نکالتے رہتے۔

تعداد کے اختلاف اور احادیث کی کمی بیشی کی وجہ سے مؤطا کے سولہ (١٦) جداگانہ نسخے ہیں۔ ان میں ابواب کی ترتیب میں بھی فرق ہے تاہم اکثر احادیث یکساں ہیں۔ مؤطا امام مالکؒ کا جو نسخہ آج کل رائج ہے اور مطبوعہ حالت میں دستیاب ہے وہ امام مالکؒ کے ممتاز شاگرد یحییٰ بن یحییٰ المعمودی اللیثی کا ترتیب دیا ہوا ہے۔ وہ شمالی افریقہ کی بربر نسل سے تھے اور وہیں کے رہنے والے تھے۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد اندلس گئے اور وہاں مؤطا کا درس دیا۔ شیخ یحییٰ بن یحییٰ کی پیدائش ١٥٢ھ میں اور وفات قرطبہ میں ٢٣٤ھ میں ہوئی۔ وہ اندلس کے قاضی القضاۃ تھے۔ اندلس کے حکام ان کے زیر اثر تھے اور اندلس کے تمام قاضی انہی کے مشوروں کے مطابق مقرر ہوتے تھے۔

مؤطا امام مالکؒ کا دوسرا نسخہ ان کے مصری شاگرد عبداللہ بن وہب کا ترتیب دیا ہوا ہے۔ یہ امام مالکؒ کے قدیم شاگرد تھے اور بیس سال تک آپ کی صحبت میں رہے۔ انہوں نے مصر میں مالکی فقہ کو رائج کیا اور فقہ مالکی کی تدوین میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کی وفات ١٩٧ھ میں ہوئی۔ امام مالک کے تیسرے شاگرد ابو مصعب کا نسخہ اس لحاظ سے مشہور ہے کہ اس میں بقول ابن حزم، ایک سو احادیث زائد ہیں۔

مؤطا کی شروح و تعلیقات:

مؤطا کی شہرت کی بنا پر محدثین نے اس کی متعدد شروحات اور تعلیقات لکھی ہیں۔ جن میں چند مشہور یہ ہیں:

1- تنویر الحوالک، علامہ جلال الدین سیوطی۔

2- کشف الخفاء فی شرح المختصر الموطا ابن فرحونؒ۔

دو شرحیں حضرت شاہ ولی اللہ نے لکھی ہیں:

3- المصفیٰ (فارسی زبان میں)۔

4- المسوٰی (عربی زبان میں)۔

5- التمہید ابن عبدالبر۔

6- الاستذکار ابن عبدالبر۔

7- القبس للسیوطی۔

اس کے علاوہ بھی موطا کی کئی شروحات وتعلیقات لکھی گئی ہیں۔ مولانا سید سلیمان ندوی (م۱۳۷۳ھ) نے موطا پر ہونے والے اہم کام کی ایک فہرست دی ہے جس کی تفصیل یہ ہے:

شروح موطا	۲۹	تجرید واسناد موطا	۱۷
اختلاف موطاءت	۲	رجال الموطا	۴
غریب الموطا	۴	روایت الموطا عن مالک	۳
متفرق مباحث	۷		
میزان	۶۶		

[ماخوذ از علوم الحدیث (فنی ، فکری اور تاریخی مطالعہ) از ڈاکٹر عبد الرؤف ظفر]

پروفیسر ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر
ڈپٹی سیرت چیئر، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور



(1) كتاب مواقيت الصلاة

كتاب اوقات نماز کے بیان میں

بَابُ وُقُوْتِ الصَّلوٰةِ — نماز کے وقتوں کا بیان

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَخَّرَ الصَّلَاةَ يَوْمًا فَدَخَلَ عَلَيْهِ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ فَأَخْبَرَهُ أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ أَخَّرَ الصَّلَاةَ يَوْمًا وَهُوَ بِالْكُوفَةِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ أَبُو مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ مَا هَذَا يَا مُغِيرَةُ أَلَيْسَ قَدْ عَلِمْتَ أَنَّ جِبْرِيلَ نَزَلَ فَصَلَّى فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلَّى فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلَّى فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلَّى فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلَّى فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ بِهَذَا أُمِرْتُ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ اعْلَمْ مَا تُحَدِّثُ بِهِ يَا عُرْوَةُ أَوَ إِنَّ جِبْرِيلَ هُوَ الَّذِي أَقَامَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقْتَ الصَّلَاةِ قَالَ عُرْوَةُ كَذَلِكَ كَانَ بَشِيرُ بْنُ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيُّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ عُرْوَةُ وَلَقَدْ حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِي حُجْرَتِهَا قَبْلَ أَنْ تَظْهَرَ ـ

روایت ہے محمد بن مسلم بن شہاب زہری سے کہ عمر بن عبدالعزیز خلیفہ وقت نے ایک روز دیر کی عصر کی نماز میں تو ان کے پاس عروہ بن زبیر گئے اور ان کو خبر دی کہ مغیرہ بن شعبہ نے ایک روز دیر کی تھی عصر کی نماز میں جب وہ کوفہ کے حاکم تھے پس ان کے پاس ابومسعود عقبہ بن عمرو انصاری گئے اور کہا کہ اے مغیرہ! یہ دیر میں نماز کیا ہے کیا تم کو نہیں معلوم کہ جبرئیل اترے آسمان سے اور نماز پڑھی انہوں نے (ظہر کی) تو نماز پڑھی حضرت رسول اللہ ﷺ نے ساتھ ہی ان کے پھر نماز پڑھی جبرئیلؑ نے (عصر کی) تو نماز پڑھی حضرت رسول اللہ ﷺ نے ساتھ ہی ان کے پھر نماز پڑھی جبرئیلؑ نے (مغرب کی) تو نماز پڑھی حضرت رسول اللہ ﷺ نے ساتھ ہی ان کے پھر نماز پڑھی جبرئیلؑ نے (عشا کی) تو نماز پڑھی حضرت رسول اللہ ﷺ نے ساتھ ہی ان کے پھر نماز پڑھی جبرئیلؑ نے (فجر کی) تو نماز پڑھی حضرت رسول اللہ ﷺ نے ساتھ ہی ان کے پھر کہا جبرئیلؑ نے پیغمبر خدا

(۱) بخاری (۵۲۱، ۳۲۲۱، ۴۰۰۷) کتاب مواقیت الصلاۃ : باب مواقیت الصلاۃ وفضلها، مسلم (۶۱۰) أبو داود (۳۹۴) النسائي (۴۹۴) ابن ماجة (۶۶۸) اور دیکھئے: بخاري (۵۲۲، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۳۱۰۳) مسلم (۶۱۱) أبو داود (۴۰۷) الترمذي (۱۵۹) النسائي (۵۰۵) ـ

ﷺ سے ایسا ہی تم کو حکم ہوا ہے۔ تب کہا عمر بن عبدالعزیزؒ نے عروہ سے کہ سمجھو تم جو روایت کرتے ہو کیا جبرئیلؑ نے قائم کیے نماز کے وقت حضرت رسول اللہ ﷺ کے لیے۔ عروہ نے کہا کہ ابو مسعود بن عقبہ بن عمرو انصاری کے بیٹے بشیر ایسا ہی روایت کرتے تھے اپنے باپ سے اور مجھ سے روایت کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ آنحضرت ﷺ نماز پڑھتے تھے عصر کی اور دھوپ حجرے کے اندر ہوتی تھی دیواروں پر چڑھنے سے پہلے۔

فائدہ: پہلے عروہ بن زبیر نے حدیث جبرئیلؑ کی بیان کی جس سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جو وقت نماز کا بتایا تھا اس سے تاخیر نہ کی اس میں عمر بن عبدالعزیز کو احتیاطاً کچھ شبہ ہوا۔ عروہ نے دوسری حدیث صاف صاف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیان کی جس سے آنحضرت ﷺ کا نماز عصر جلد پڑھنا نکلتا ہے کیونکہ حجرے میں دھوپ اسی وقت تک رہے گی کہ آفتاب بلند رہے ورنہ جب آفتاب بہت جھکے گا تو دھوپ دیواروں پر چڑھ جائے گی۔

۲۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنْ وَقْتِ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَالَ فَسَكَتَ عَنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا كَانَ مِنَ الْغَدِ صَلَّى الصُّبْحَ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ ثُمَّ صَلَّى الصُّبْحَ مِنَ الْغَدِ بَعْدَ أَنْ أَسْفَرَ ثُمَّ قَالَ أَيْنَ السَّائِلُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ قَالَ هَأَنَذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ مَا بَيْنَ هَذَيْنِ وَقْتٌ ۔

حضرت عطاء بن یسارؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس اور آپ ﷺ سے پوچھا نماز صبح کا وقت تو چپ ہو رہے آپ جب دوسرا روز ہوا نماز پڑھی آپ نے اندھیرے منہ صبح صادق نکلتے ہی۔ پھر تیسرے روز نماز پڑھی فجر کی روشنی میں اور فرمایا کہ کہاں ہے وہ شخص جس نے نماز فجر کا وقت دریافت کیا تھا اور وہ شخص بول اٹھا میں ہوں یا رسول اللہ! فرمایا آپ ﷺ نے نماز فجر کا وقت ان دونوں کے بیچ میں ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح لغیرہ** ہے۔ شیخ احمد علی سلیمان نے اس حدیث کو **صحیح** کہا ہے۔ علامہ البانیؒ نے فرمایا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔[السلسلة الصحيحة (١٠٩/٣)]

فائدہ: یعنی میں نے ایک بار اول وقت نماز پڑھی اور دوسری بار آخر وقت تاکہ تجھ کو ابتدا اور انتہا وقت نماز کی معلوم ہو جائے؛ شروع سے اخیر تک نماز کا وقت ہے۔

۳۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ إِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

---

(٢) صحيح لغيره: نسائي (٥٤٤) كتاب المواقيت: باب أول وقت الصبح ' أحمد (١٨٩' ١٨٢' ١٢١' ١١٣/٣) (١٢١٤٣' ١٢٢٤٤' ١٢٩٠٦' ١٢٩٩٤) التمهيد لابن عبد البر (٣٣٢/٤) مسند بزار (١٩٣/١) ابن المنذر في الأوسط (٣٤٧/٢) بيهقي في السنن الكبرى (٣٧٧/١) ۔

(٣) بخاري (٥٧٨' ٨٦٧' ٨٧٢) كتاب/مواقيت الصلاة: باب وقت الفجر ' مسلم (٦٤٥) أبو داود (٤٢٣) الترمذي (١٥٣) النسائي (٥٤٥' ٥٤٦) ۔

لَيُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ ۔

حضرت اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے فجر کی نماز پھر عورتیں نماز سے فارغ ہو کر پلٹتی تھیں چادریں لپیٹی ہوئیں اور پہچانی نہ جاتی تھیں اندھیرے سے۔

فائدہ: اس حدیث سے فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنے کا استحباب ثابت ہوتا ہے اور یہی مذہب ہے شافعیؒ، احمدؒ اور اسحاقؒ کا۔

۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الصُّبْحَ وَمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الْعَصْرَ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ایک رکعت نماز صبح کی آفتاب نکلنے سے پہلے پالی تو وہ صبح کو پاچکا اور جس شخص نے ایک رکعت نماز عصر کی آفتاب ڈوبنے سے پہلے پالی تو اس نے نماز عصر کو پالیا۔

فائدہ: یعنی صبح کی نماز اور عصر کی نماز دونوں ادا سمجھی جائیں گی نہ قضا۔

۵۔ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَتَبَ إِلَى عُمَّالِهِ إِنَّ أَهَمَّ أَمْرِكُمْ عِنْدِي الصَّلَاةُ فَمَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا حَفِظَ دِينَهُ وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا أَضْيَعُ ثُمَّ كَتَبَ أَنْ صَلُّوا الظُّهْرَ إِذَا كَانَ الْفَيْءُ ذِرَاعًا إِلَى أَنْ يَكُونَ ظِلُّ أَحَدِكُمْ مِثْلَهُ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ قَدْرَ مَا يَسِيرُ الرَّاكِبُ فَرْسَخَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ وَالْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَالْعِشَاءَ إِذَا غَابَ الشَّفَقُ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهُ فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهُ فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهُ وَالصُّبْحَ وَالنُّجُومُ بَادِيَةٌ مُشْتَبِكَةٌ ۔

نافع عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے مولی (آزاد کردہ غلام) سے روایت ہے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے عالموں کو لکھا کہ تمہاری سب خدمتوں میں نماز بہت ضروری اور اہم ہے میرے نزدیک جس نے نماز کے مسائل اور احکام یاد کیے اور وقت پر پڑھی تو اس نے اپنا دین محفوظ رکھا۔ جس نے نماز کو تلف کیا تو اور خدمتیں زیادہ تلف کرے گا۔ پھر لکھا نماز پڑھو ظہر کی جب آفتاب ڈھل جائے اور سایہ آدمی کے ایک ہاتھ برابر ہو یہاں تک کہ سایہ آدمی کا اس کے برابر ہو جائے اور نماز پڑھو عصر کی جب تک کہ آفتاب بلند اور سفید رہے ایسا کہ بعد نماز عصر کے اونٹ کی سواری پر چھ میل یا نو میل قبل غروب کے آدمی پہنچ سکے اور نماز پڑھو مغرب کی جب سورج ڈوب جائے اور عشا کی نماز پڑھو جب شفق غائب ہو جائے تہائی رات تک جو شخص سو جائے عشاء کی نماز سے پہلے تو خدا کرے نہ لگے

---

(٤) بخاري (٥٥٦، ٥٧٩) كتاب مواقيت الصلاة: باب من أدرك ركعة من العصر قبل المغرب، مسلم (٦٠٨) أبو داود (٤١٢) الترمذي (١٨٦) النسائي (٥١٤، ٥١٥، ٥١٦، ٥١٧) ابن ماجه (٦٩٩، ٧٠٠)۔

(٥) موقوف ضعيف: معرفة السنن والآثار (٤٦٢/١) طحاوى فى شرح المعانى والآثار (١٥٨/١) عبد الرزاق (٥٣٦/١) بيهقى فى السنن الكبرى (٤٤٥/١) ابن المنذر فى الأوسط (٣٢٨/٢)۔

آنکھ اس کی نہ لگے آنکھ اس کی نہ لگے آنکھ اس کی اور نماز پڑھو صبح کی اور تارے صاف گھنے ہوئے ہوں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **ضعیف** کہا ہے۔امام ابن عبدالبرؒ نے کہا ہے کہ یہ روایت منقطع ہے۔ [التمهيد (٤/٥)]

فائدہ: یعنی اندھیرے میں نماز فجر پڑھو کہ تارے غائب نہ ہونے پائیں اور شفق سرخی کو کہتے ہیں جو بعد آفتاب ڈوبنے کے محسوس ہوتی ہے اور نماز مغرب کی سورج ڈوبتے ہی پڑھنا چاہیے دیر نہ کرنی چاہیے۔امام احمد نے ابی عبداللہ صنابحی سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمیشہ اُمت میری بہتری سے رہے گی جب تک مغرب کی تاخیر نہ کرے گی یہود کی مشابہت کے واسطے اور فجر کی تاخیر نہ کرے گی نصاریٰ کی مشابہت کے واسطے۔(زرقانی)

٦۔ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَمِّهِ أَبِي سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَتَبَ إِلَى أَبِي مُوسَى أَنْ صَلِّ الظُّهْرَ إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَهَا صُفْرَةٌ وَالْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَأَخِّرِ الْعِشَاءَ مَا لَمْ تَنَمْ وَصَلِّ الصُّبْحَ وَالنُّجُومُ بَادِيَةٌ مُشْتَبِكَةٌ وَاقْرَأْ فِيهَا بِسُورَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ مِنَ الْمُفَصَّلِ ـ

مالک بن ابی عامر اصبحی سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے ابوموسیٰ اشعری کو لکھا کہ ظہر کی نماز پڑھ جب سورج ڈھل جائے اور عصر کی نماز پڑھ اور آفتاب سفید صاف ہو زرد نہ ہونے پائے اور مغرب کی نماز پڑھ جب سورج ڈوبے اور دیر کر عشار کی نماز میں جہاں تک تو جاگ سکے اور نماز پڑھ صبح کی اور تارے صاف گھنے ہوں اور پڑھ فجر کی نماز میں دو سورتیں لمبی مفصل سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **موقوف صحیح** کہا ہے۔امام ابن عبدالبرؒ نے کہا ہے کہ یہ روایت **متصل ثابت** ہے۔[التمهيد (٤/٥)]

فائدہ: مفصل کلام اللہ کی ساتویں منزل سورۂ حجرات سے اخیر تک ہے۔(زرقانی)

٧۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَتَبَ إِلَى أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ أَنْ صَلِّ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ قَدْرَ مَا يَسِيرُ الرَّاكِبُ ثَلَاثَةَ فَرَاسِخَ وَأَنْ صَلِّ الْعِشَاءَ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ ثُلُثِ اللَّيْلِ فَإِنْ أَخَّرْتَ فَإِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ ـ

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ نماز عصر پڑھ اور آفتاب سفید ہو اتنا دن ہو کہ اونٹ کا سوار بعد نماز عصر کے نو میل جا سکے اور پڑھ عشا کی نماز تہائی رات تک آخر درجہ آدھی رات تک

---

(٦) موقوف صحيح : عبد الرزاق في "المصنف" (٥٣٦/١) معرفة السنن والآثار (٤٦٣/١) ابن المنذر في الأوسط (٣٧٥/٢) بيهقي في السنن الكبرى (٣٧٠/١) ـ

(٧) موقوف ضعيف : عبدالرزاق في "المصنف" (٥٣٥/١، ٥٣٦، ٥٣٧) (٢٠٣٥، ٢٠٣٦، ٢٠٣٧، ٢٠٣٨، ٢٠٣٩) بيهقي في "السنن الكبري" (٤٤٥/١، ٤٤٦) (٢٠٩٦) معرفة السنن والآثار (٤٦٢/١) ـ

اور غافل مت ہو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ روایت **موقوف ضعیف** ہے۔اس میں انقطاع ہے کیونکہ عروہؒ نے عمر رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا۔

فائدہ: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص محافظت کرے گا پانچوں نمازوں پر' نہ لکھا جائے گا غافلوں میں اس حدیث کو حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور صحیح کہا۔(زرقانی)

۸۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَا أُخْبِرُكَ صَلِّ الظُّهْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ وَالْعَصْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَيْكَ وَالْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَالْعِشَاءَ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ ثُلُثِ اللَّيْلِ وَصَلِّ الصُّبْحَ بِغَبَشٍ يَعْنِي الْغَلَسَ۔

حضرت عبداللہ بن رافع جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی اُم سلمہ کے مولیٰ ہیں انہوں نے پوچھا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نماز کا وقت' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں بتاؤں تجھ کو' نماز پڑھ ظہر کی جب سایہ تیرا تیرے برابر ہو جائے اور عصر کی جب سایہ تیرا تجھ سے دگنا ہو اور مغرب کی جب آفتاب ڈوب جائے اور عشاء کی تہائی رات کی اور صبح کی اندھیرے منہ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **موقوف صحیح** کہا ہے ۔علامہ البانیؒ نے بھی اسے **صحیح** قرار دیا ہے۔

۹۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَخْرُجُ الْإِنْسَانُ إِلَى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَيَجِدُهُمْ يُصَلُّونَ الْعَصْرَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز عصر پڑھتے تھے پھر ہم میں سے کوئی بنی عمرو بن عوف کے محلّہ میں جاتا تو ان کو عصر کی نماز میں پاتا۔

فائدہ: بنی عمرو بن عوف کا محلّہ مدینہ سے دو میل کے فاصلے پر تھا۔(زرقانی) یا قریب تین میل کے مسجد نبوی سے (مصفی) اور وہ لوگ کھیتی باڑی والے تھے۔اپنے ضروری کاموں سے فراغت پا کر نماز عصر کی پڑھا کرتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز بہت جلدی ہوتی۔

۱۰۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى قُبَاءٍ فَيَأْتِيهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم عصر کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھتے تھے پھر ہم میں کوئی قبا کو جاتا تھا پھر وہاں کے لوگوں کو ملتا تھا اور آفتاب بلند رہتا تھا۔

---

(۸) **موقوف صحيح**: ترمذي (۱۵۱) كتاب الصلاة : باب منه' نسائي (۵۰۲) عبد الرزاق في المصنف (۵٤۰/۱) ابن المنذر في الاوسط (۳۷٦/۲)۔

(۹) بخاري (۵٤۸' ۵۵۰' ۵۵۱' ۷۳۲۹) كتاب مواقيت الصلاة : باب وقت العصر' مسلم (٦۲۱) أبو داود (٤۰٤) النسائي (۵۰٦' ۵۰۷' ۵۰۸) ابن ماجة (٦۸۲)۔

(۱۰) أيضاً۔

(۱۱) عبدالرزاق في "المصنف" (۵٤٦/۱ ـ ۵٤۷) (۲۰٦۷)۔

فائدہ: قبا مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔(زرقانی ومحلی)

١١۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ قَالَ مَا أَدْرَكْتُ النَّاسَ إِلَّا وَهُمْ يُصَلُّونَ الظُّهْرَ بِعَشِيٍّ۔

حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیقؓ کہتے ہیں کہ میں نے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو ظہر ٹھنڈے وقت پڑھتے دیکھا۔

فائدہ: عشی سے مراد یہی ہے کہ ٹھنڈے وقت ظہر پڑھتے تھے۔شاہ ولی اللہ صاحب نے مصفٰی میں لکھا ہے کہ عشی اہل مدینہ کے عرف میں ایک مثل کے قریب کو کہتے ہیں۔

باب وقت الجمعة جمعہ کے وقت کا بیان

١٢۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أَرَى طِنْفِسَةً لِعَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ تُطْرَحُ إِلَى جِدَارِ الْمَسْجِدِ الْغَرْبِيِّ فَإِذَا غَشِيَ الطِّنْفِسَةَ كُلَّهَا ظِلُّ الْجِدَارِ خَرَجَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَصَلَّى الْجُمُعَةَ قَالَ مَالِكٌ ثُمَّ نَرْجِعُ بَعْدَ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ فَنَقِيلُ قَائِلَةَ الضَّحَاءِ۔

مالک بن ابی عامر اصبحی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں دیکھتا تھا ایک بوریا عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا ڈالا جاتا تھا جمعہ کے دن مسجد نبوی کے پچھم کی طرف کے دیوار کے تلے تو جب سارے بوریا پر دیوار کا سایہ آ جاتا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نکلتے اور جمعہ کی نماز پڑھتے۔مالکؒ نے کہا کہ ہم بعد نماز کے آ کر چاشت کے عوض سورہا کرتے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **مقطوع صحیح** ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز جمعہ بہت جلد پڑھا کرتے اس وجہ سے لوگ جمعہ کے روز دوپہر کے اول نہ سوتے بلکہ غسل وغیرہ میں مشغول رہتے بعد نماز کے اس کا معاوضہ کرتے۔(زرقانی)

١٣۔ عَنِ ابْنِ أَبِي سَلِيطٍ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ صَلَّى الْجُمُعَةَ بِالْمَدِينَةِ وَصَلَّى الْعَصْرَ بِمَلَلٍ۔

حضرت عبداللہ ابن اسید بن عمرو بن قیس سے روایت ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں جمعہ کی نماز پڑھی اور عصر کی ملل میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **حسن** کہا ہے۔

فائدہ: کہا امام مالکؒ نے سبب اس کا یہ تھا کہ جمعہ کی نماز بہت جلدی پڑھی۔بجز دزوال کے اور جلدی چلے۔ملل ایک مقام ہے مدینہ سے سترہ میل کے فاصلے پر یا اٹھارہ میل کے یا بائیس میل کے۔(زرقانی)

باب من أدرك ركعة من الصلاة اس شخص کا بیان جس نے ایک رکعت پائی

(١٢) مقطوع صحیح : "تغليق التعليق" (٢/٣٥٥۔٣٥٦) اور "المحلى" لابن حزم (٣/٢٤٤) ۔

(١٣) موقوف حسن : "المحلى" (٣/٢٤٤۔٢٤٥) ۔

(١٤) بخاري (٥٨٠) كتاب مواقيت الصلاة : باب من أدرك من الصلاة ركعة، مسلم (٦٠٧) أبو داود (١١٢١) الترمذي (٥٢٤) النسائي (٥٥٣، ٥٥٤، ٥٥٥، ٥٥٦) ابن ماجة (١١٢٢) ۔

۱۴۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلٰوةَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایک رکعت نماز میں سے پالی تو اس نے وہ نماز پالی۔

فائدہ: اس حدیث کے مطلب میں کئی قول ہیں؛ ایک یہ کہ جس نے ایک رکعت کی مقدار وقت نماز کا پایا تو اس کی نماز ادا ہو گئی قضا نہ ہو گی۔ جیسے نماز فجر اور عصر میں یہ مضمون اُوپر تصریح سے گزرا۔ دوسرے یہ کہ جس نے جماعت کی ایک رکعت پائی تو گویا اس نے جماعت پالی یعنی اس کو ثواب جماعت کا ملے گا۔ تیسرے یہ کہ جس نے رکوع پالیا تو گویا اس نے وہ رکعت پالی اگر رکوع نہ ملا تو وہ رکعت رہ گئی۔ اب اگر سجدہ ملے بھی تو وہ حساب میں نہیں ہے۔ چوتھی یہ کہ جس نے ایک رکعت کی مقدار وقت پایا معذورین میں سے تو اس کو وہ نماز لازم ہو گی۔ پانچویں یہ کہ نماز سے جمعہ مراد ہے جس نے جمعہ کی ایک رکعت بھی پالی تو اس نے جمعہ پایا اب وہ ایک رکعت اور پڑھ لے اور جو ایک رکعت بھی نہ ملے تو چار رکعتیں پڑھے۔ (واللہ اعلم)

۱۵۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ كَانَ يَقُولُ إِذَا فَاتَتْكَ الرَّكْعَةُ فَقَدْ فَاتَتْكَ السَّجْدَةُ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب قضا ہو جائے تیرا رکوع تو قضا ہو گیا سجدہ تیرا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی اگر امام کے ساتھ رکوع نہ ملا تو وہ رکعت گئی۔ اب اگر سجدہ اس کا ملے بھی تو بھی حساب میں نہیں۔

۱۶۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ كَانَا يَقُولَانِ مَنْ أَدْرَكَ الرَّكْعَةَ فَقَدْ أَدْرَكَ السَّجْدَةَ ۔

امام مالکؒ کہتے ہیں کہ مجھے پہنچا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کہ وہ دونوں فرماتے تھے جس نے رکوع پایا تو اس نے سجدہ پالیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **ضعیف** کہا ہے، کیونکہ اس کی سند میں انقطاع ہے۔

فائدہ: سجدہ پالیا یعنی رکعت پالی۔

۱۷۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُولُ مَنْ أَدْرَكَ الرَّكْعَةَ فَقَدْ أَدْرَكَ السَّجْدَةَ وَمَنْ فَاتَهُ قِرَائَةُ أُمِّ

---

(١٥) **موقوف صحيح** :بيهقي في "السنن الكبرى" (٢٩٦/٢) (٣٦٢٠) عبد الرزاق فى "المصنف" (٣٣٦١)۔

(١٦) **ضعيف** :عبدالرزاق في "المصنف" (٢٧٨/٢) (٣٣٥٥) بيهقي في "السنن الكبرى" (٩٠/٢) (٢٥٨٠، ٢٥٨١، ٢٥٨٢)۔

(١٧) **موقوف ضعيف** :بيهقي في "السنن الكبرى" (٩٠/٢) (٢٥٨٣)۔

الْقُرْآنِ فَقَدْ فَاتَهُ خَيْرٌ كَثِيرٌ ۔

امام مالکؒ کہتے ہیں کہ مجھے پہنچا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے کہ جس شخص نے رکوع پالیا تو اس نے سجدہ پایا یعنی وہ رکعت پائی اور جس کو سورۂ فاتحہ پڑھنا نہ ملا تو اس کی بہت خیر جاتی رہی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **ضعیف** ہے۔ کیونکہ اس کی سند میں انقطاع ہے۔

فائدہ: یعنی سورہ فاتحہ پڑھنے کا ثواب گیا اور آمین کہنے کا (بظاہر یہ اثر مخالف ہے اس کے جس کو بخاریؒ نے رسالہ قراءت خلف الامام میں روایت کیا ہے کہ إِنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ إِذَا اَدْرَكْتَ الْقَوْمَ رُكُوْعًا لَمْ يُعْتَدَّ بِتِلْكَ الرَّكْعَةِ ۔ یعنی جب پائے تو قوم کو رکوع میں تو مت حساب میں لا اس رکعت کو) اور یہی قول ہے ایک جماعت کا بلکہ بخاریؒ نے قراءت خلف الامام میں کہا ہے جو وجوب قراءت خلف الامام کا قائل ہے اس کا یہی مذہب ہے اور اختیار کیا اس کو ابن خزیمہ اور ضبعی وغیرہ محدثین شافعیہ نے اور متاخرین میں سے شیخ تقی الدین سبکی نے اس کی تقویت کی ہے (هكذا في فتح الباري واختاره الشوكاني في النيل وغيره)۔

باب ما جاء في دلوك الشمس وغسق الليل — دلوکِ شمس اور غسق اللیل کے متعلق جو وارد ہوا ہے اس کا بیان

فائدہ: اللہ جل جلالہٗ نے فرمایا: اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ۔ اس باب میں تفسیر ہے دلوک الشمس کی اور غسق اللیل کی۔

۱۸۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ دُلُوكُ الشَّمْسِ مَيْلُهَا ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ دلوک الشمس سے آفتاب کا ڈھلنا مراد ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔ اس کی سند شیخین کی شرط پر صحیح ہے۔

۱۹۔ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقُولُ دُلُوكُ الشَّمْسِ إِذَا فَاءَ الْفَيْءُ وَغَسَقُ اللَّيْلِ اجْتِمَاعُ اللَّيْلِ وَظُلْمَتُهُ ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ دلوک الشمس جب ہوتا ہے کہ سایہ پلٹے پچھم سے پورب کو اور غسق اللیل رات کا گزرنا اور اندھیرا اس کا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ روایت **موقوف ضعیف** ہے۔ کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کرنے والا مجہول ہے۔ البتہ امام

(۱۸) **موقوف صحيح** : ابن أبي شيبة في "المصنف" (٤٤/٢، ٤٥) (٦٢٧٢، ٦٢٧٧) بيهقي في "السنن الكبرى" (٣٥٨/١، ٣٦٤) (١٦٧٨، ١٧٠٤) ابن منذر في "الاوسط" (٣٢٢/٢) ۔

(۱۹) **موقوف ضعيف** : ابن أبي شيبة في "المصنف" (٤٤/٢) (٦٢٧١، ٦٢٧٣) بيهقي في "السنن الكبرى" (٣٥٨/١، ٣٦٤) (١٦٧٨، ١٧٠٤) ۔

ابن عبدالبرؒ نے کہا ہے کہ وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا آزاد کردہ غلام عکرمہ ہے۔[الاستذکار (۲۷۱/۱)] اگر یہ بات ٹھیک ہوتب بھی یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ داود بن حصین کی عکرمہ سے روایت منکر ہے۔

باب جامع الوقوت — وقتوں کا بیان

فائدہ: اس باب میں مختلف حدیثیں مذکور ہیں جن سے وقتوں کا حال اور حکم دریافت ہوتا ہے۔

۲۰۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِي تَفُوتُهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ كَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کی عصر کی نماز قضا ہوگئی تو گویا لٹ گیا اس کا گھربار۔

فائدہ: عصر کی نماز کی بہت تاکید آئی ہے اکثر مفسرین کے نزدیک صلوٰۃ وسطیٰ سے عصر ہی کی نماز مراد ہے اور قضا ہوجانے سے مراد یہ ہے کہ آفتاب زرد ہوجائے۔ ابوداؤد کی روایت میں یہ تفسیر بتصریح موجود ہے اور نافع نے یہ تفسیر کی ہے کہ آفتاب ڈوب جائے۔ لٹ جانے سے یہ غرض ہے کہ اس کے اعمال صالحہ حبط ہوجائیں گے یا اس کو اتنا غم وصدمہ لاحق ہونا چاہیے جتنا اس شخص کو لاحق ہوتا ہے جس کا گھربار لٹ جائے۔(هكذا في الزرقاني والمصفىٰ والله اعلم)۔

۲۱۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ فَلَقِيَ رَجُلًا لَمْ يَشْهَدْ الْعَصْرَ فَقَالَ عُمَرُ مَا حَبَسَكَ عَنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ فَذَكَرَ لَهُ الرَّجُلُ عُذْرًا فَقَالَ عُمَرُ طَفَّفْتَ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ عصر کی نماز پڑھ کر لوٹے ایک شخص سے ملاقات ہوئی جو عصر کی نماز میں نہ تھا آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کس وجہ سے تم رک گئے جماعت میں آنے سے؟ اس نے کچھ عذر بیان کیا تب فرمایا آپ نے طَفَّفْتَ (کہا امام مالکؒ نے طَفَّفْتَ تطفیف سے ہے۔ عرب لوگ کہا کرتے ہیں۔ لِكُلِّ شَيْءٍ وَفَاءٌ وَتَطْفِيفٌ)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **ضعیف** ہے۔ کیونکہ اس میں انقطاع ہے، یحییٰ بن سعید نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا۔

فائدہ: وفا کے معنی پورا دینا اور تطفیف کے معنی کم کرنا اور گھٹانا تو تطفیف کے یہ معنی ہوئے کہ کم کیا تو نے ثواب اپنا یا ناقص کیا اپنے اعمال کو۔

۲۲۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِنَّ الْمُصَلِّيَ لَيُصَلِّي الصَّلَاةَ وَمَا فَاتَهُ وَقْتُهَا وَلَمَا فَاتَهُ مِنْ وَقْتِهَا

---

(۲۰) بخاري (۵۵۲) كتاب مواقيت الصلاة: باب اثم من فاتته العصر، مسلم (٦٢٦) أبو داود (٤١٤) الترمذي (١٧٥) ابن ماجة (٢٨٥)۔

(۲۱) موقوف ضعيف: التاريخ الكبير (٤٢٩/٨)۔

(۲۲) مقطوع صحيح: التمهيد لابن عبدالبر (٣٤٢/٤)، (٧٥/٢٤)۔

أَعْظَمُ أَوْ أَفْضَلُ مِنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ ۔

حضرت یحییٰ بن سعیدؒ کہتے تھے کہ نمازی کبھی نماز پڑھتا ہے اور وقت جاتا نہیں رہتا لیکن جس قدر وقت گزر گیا وہ اچھا اور بہتر تھا اس کے گھر بار سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: ابن عبدالبرؒ نے کہا کہ یہ قول یحییٰ کا حکم میں حدیث مرفوع کے ہے اس واسطے کہ اپنی رائے سے ایسا مضمون کہہ نہیں سکتے۔ چنانچہ دار قطنی نے سنن میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بسند ضعیف روایت کیا کہ تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہے وقت پر لیکن جو اول وقت گزر گیا وہ بہتر تھا اس کے گھر بار سے اور خود ابن عبدالبرؒ نے مرفوعاً ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آدمی پالیتا ہے نماز کو لیکن جس قدر وقت گزر گیا وہ بہتر تھا۔ اس کے گھر بار سے اور اخراج کیا اس حدیث کا سعید بن منصور نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً اور طلق بن حبیب سے مرسلاً (زرقانی)

مسئلہ: کہا امام مالکؒ نے اگر کوئی شخص سفر میں ہو اور نماز کا وقت آ جائے پھر وہ شخص بھول بھٹک کر نماز میں دیر کرے یہاں تک کہ اپنے گھر بار میں آ جائے اور وقت باقی ہو تو وہ نماز کو پورا پڑھے مثل مقیم کے قصر نہ کرے اور جو وقت گزر گیا ہو تو قصر سے پڑھے کیونکہ اب تو وہ نماز کو قضا پڑھے گا اور قضا ویسی ہی پڑھی جائے گی جیسے واجب ہوئی تھی۔ کہا امام مالکؒ نے ہم نے اپنے شہر والوں کو اور اپنے شہر کے عالموں کو اسی حکم پر پایا۔ کہا امام مالکؒ نے شفق سرخی کو کہتے ہیں جو پچھم کی جانب ہوتی ہے تو جب سرخی جاتی رہی نماز عشاء کا وقت آ جائے گا اور مغرب کا وقت گزر جائے گا۔

۲۳۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أُغْمِيَ عَلَيْهِ فَذَهَبَ عَقْلُهُ فَلَمْ يَقْضِ الصَّلَاةَ ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بے ہوش ہو گئے ان کی عقل جاتی رہی پھر انہوں نے نماز کی قضا نہ پڑھی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح** ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہماری دانست میں وقت نماز کا جاتا رہا ہوگا کیونکہ جو شخص ہوش میں آ جائے اور وقت باقی ہو تو وہ نماز پڑھ لے۔

باب النوم عن الصلاة — نماز سے سو جانے کا بیان

۲۴۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَفَلَ مِنْ خَيْبَرَ أَسْرَى حَتَّى إِذَا

(۲۳) موقوف صحيح: عبدالرزاق في "المصنف" (۲/۴۷۹، ۴۸۰) (۴۱۵۲، ۴۱۵۳، ۴۱۵۸)، دارقطني في "السنن" (۲/۸۱، ۸۲) (۱۸۴۳، ۱۸۴۴) بيهقى فى "السنن الكبرى" (۱/۳۸۷) معرفة السنن والآثار (۱/۴۱۸) ۔

(۲۴) مسلم (۶۸۰) كتاب المساجد ومواضع الصلاة: باب قضاء الصلاة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها، أبو داود (۴۳۵، ۴۳۶) ترمذي (۳۱۶۳) ابن ماجة (۶۹۷) كتاب الصلاة: باب من نام عن الصلاة أو نسيها، كتاب تفسير القرآن: باب ومن سورة طه، مسند شافعي (۱/۱۵۶) بغوى فى شرح السنة (۲/۳۰۴) بيهقى فى معرفة السنن والآثار (۲/۸۴) عبد الرزاق فى المصنف (۲/۳) ۔

كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ عَرَّسَ وَقَالَ لِبِلَالٍ اكْلَأْ لَنَا الصُّبْحَ وَنَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ وَكَلَأَ بِلَالٌ مَا قُدِّرَ لَهُ ثُمَّ اسْتَنَدَ إِلَى رَاحِلَتِهِ وَهُوَ مُقَابِلُ الْفَجْرِ فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا بِلَالٌ وَلَا أَحَدٌ مِنَ الرَّكْبِ حَتَّى ضَرَبَتْهُمُ الشَّمْسُ فَفَزِعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بِلَالٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَخَذَ بِنَفْسِي الَّذِي أَخَذَ بِنَفْسِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْتَادُوا فَبَعَثُوا رَوَاحِلَهُمْ وَاقْتَادُوا شَيْئًا ثُمَّ أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى بِهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ ثُمَّ قَالَ حِينَ قَضَى الصَّلَاةَ مَنْ نَسِيَ الصَّلَاةَ فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا فَإِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي ۔

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب لوٹے جنگ خیبر سے رات کو چلے جب اخیر رات ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتر پڑے اور بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا صبح کی نماز کا تم خیال رکھو۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے اور جب تک خدا کو منظور تھا بلال رضی اللہ عنہ جاگتے رہے۔ پھر بلال رضی اللہ عنہ نے تکیہ لگایا اپنے اونٹ پر اور منہ اپنا صبح کی طرف کیے رہے اور لگ گئی آنکھ بلال رضی اللہ عنہ کی تو نہ جاگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ بلال رضی اللہ عنہ اور نہ کوئی شتر سوار یہاں تک کہ پڑنے لگی ان پر تیزی دھوپ کی۔ تب چونک اٹھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمایا کیا ہے یہ اے بلال! کہا بلال رضی اللہ عنہ نے زور کیا مجھ پر اس چیز نے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر زور کیا (یعنی نیند نے) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ کرو تو لادے لوگوں نے کجاوے اپنے۔ تھوڑی دور چلے تھے کہ حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو تکبیر کہنے کا تو تکبیر کہی بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کی پھر نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی بعد اس کے فرمایا جب نماز پڑھ چکے جو شخص بھول جائے نماز کو تو چاہیے کہ پڑھ لے اس کو جب یاد آئے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قائم کر نماز کو جس وقت یاد کرے مجھ کو۔

فائدہ: ہر چند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سوتی تھیں اور دل نہ سوتا تھا مگر یہ پروردگار کا فضل ہے کہ ایک وقت دل کو بھی غافل کر دیا تا کہ اُمت کو یہ مسئلہ معلوم ہو جائے۔ بعد نماز کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلیہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص بھول جائے نماز کو جب یاد آئے پڑھ لے خواہ نیند کے سبب سے بھول جائے یا جاگتے میں بھول جائے اور بعض کہتے ہیں کہ نیند کا مسئلہ تو خود آپ کے فعل سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو معلوم ہو گیا اور جاگ کر بھول جانے کا اتفاق نہ ہوا تھا اس لیے زبانی اس کو بتا دیا تھا اور ایک حدیث میں سونے اور بھول جانے دونوں کا ذکر آیا ہے جیسا کہ آگے آتی ہے۔

۲۵۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّهُ قَالَ عَرَّسَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً بِطَرِيقِ مَكَّةَ وَوَكَّلَ بِلَالًا أَنْ يُوقِظَهُمْ لِلصَّلَاةِ فَرَقَدَ بِلَالٌ وَرَقَدُوا حَتَّى اسْتَيْقَظُوا وَقَدْ طَلَعَتْ عَلَيْهِمُ الشَّمْسُ فَاسْتَيْقَظَ الْقَوْمُ وَقَدْ

(۲۵) **حسن لغيره**: "التمهيد" (۲۰۴/۵) بيهقى فى "معرفة السنن والآثار" (۸۷/۲) وفى دلائل النبوة (۲۷۳/٤، ۲۷٤) ابن عبد البر فى "الاستذكار" (۳۰/۱) ۔

فَزِعُوا فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرْكَبُوا حَتَّى يَخْرُجُوا مِنْ ذَلِكَ الْوَادِي وَقَالَ إِنَّ هَذَا وَادٍ بِهِ شَيْطَانٌ فَرَكِبُوا حَتَّى خَرَجُوا مِنْ ذَلِكَ الْوَادِي ثُمَّ أَمَرَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنْزِلُوا وَأَنْ يَتَوَضَّئُوا وَأَمَرَ بِلَالًا أَنْ يُنَادِيَ بِالصَّلَاةِ أَوْ يُقِيمَ فَصَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَيْهِمْ وَقَدْ رَأَى مِنْ فَزَعِهِمْ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللّٰهَ قَبَضَ أَرْوَاحَنَا وَلَوْ شَاءَ لَرَدَّهَا إِلَيْنَا فِي حِينٍ غَيْرِ هَذَا فَإِذَا رَقَدَ أَحَدُكُمْ عَنْ الصَّلَاةِ أَوْ نَسِيَهَا ثُمَّ فَزِعَ إِلَيْهَا فَلْيُصَلِّهَا كَمَا كَانَ يُصَلِّيهَا فِي وَقْتِهَا ثُمَّ الْتَفَتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ أَتَى بِلَالًا وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فَأَضْجَعَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُهَدِّئُهُ كَمَا يُهَدَّأُ الصَّبِيُّ حَتَّى نَامَ ثُمَّ دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا فَأَخْبَرَ بِلَالٌ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ الَّذِي أَخْبَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ ـ

حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے کہ رات کو اترے راہ میں مکہ کے رسول اللہ ﷺ اور مقرر کیا بلال ؓ کو اس کام پر کہ جگا دیں ان کو واسطے نماز کے تو سو گئے بلال ؓ اور سو گئے لوگ' پھر جاگے اور سورج نکل آیا تھا اور گھبرائے لوگ (بہ سبب قضا ہو جانے نماز کے) تو حکم کیا رسول اللہ ﷺ نے سوار ہونے کا تا کہ نکل جائیں اس وادی سے اور فرمایا کہ اس وادی میں شیطان ہے پس سوار ہوئے اور نکل گئے اس وادی سے تب حکم کیا ان کو رسول اللہ ﷺ نے اترنے کا اور وضو کرنے کا۔ اور حکم کیا بلال ؓ کو اذان کا یا تکبیر کا پھر نماز پڑھی رسول اللہ ﷺ نے سب لوگوں کے ساتھ پھر متوجہ ہوئے آپ لوگوں کی طرف اور دیکھا ان کی گھبراہٹ کو تو فرمایا آپ ﷺ نے اے لوگو! بے شک روک رکھا اللہ تعالیٰ نے ہماری جانوں کو اور اگر چاہتا تو وہ پھیر دیتا ہماری جانوں کو سوا اس وقت کے اور کسی وقت تو جب سو جائے کوئی تم میں سے نماز سے یا بھول جائے اس کو پھر گھبرا کے اٹھے نماز کے لیے تو چاہیے کہ پڑھ لے اس کو جیسے پڑھتا ہے اس کو وقت پر پھر متوجہ ہوئے آپ ابوبکر ؓ کی طرف اور فرمایا آپ ﷺ نے شیطان آیا بلال ؓ کے پاس اور وہ کھڑے ہوئے نماز پڑھتے تھے تو لٹا دیا ان کو پھر لگا تھپکنے ان کو جیسے تھپکتے ہیں بچے کو یہاں تک کہ سو رہے وہ پھر بلایا رسول اللہ ﷺ نے بلال ؓ کو پس بیان کیا بلال ؓ نے اسی طرح جیسے فرمایا تھا آپ ﷺ نے حال ان کا ابوبکر ؓ سے تو کہا ابوبکر ؓ نے میں گواہی دیتا ہوں اس امر کی کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ روایت **حسن لغیرہ** ہے۔ علامہ البانیؒ نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔[المشکاۃ (٦٨٧)]

فائدہ: اگرچہ ابوبکر ؓ کو پہلے سے بھی یقین تھا اس بات کا کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں مگر یہ معجزہ دیکھ کر اور بھی زیادہ یقین میں قوت ہوئی اس واسطے پھر گواہی دی رسالت کی۔

---

٢) صحيح لغيره : "التمهيد" (١/٥) ـ

باب النهي عن الصلاة بالهاجرة ٹھیک دوپہر کے وقت نماز کی ممانعت کا بیان

۲۶۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا عَنْ الصَّلَاةِ وَقَالَ اشْتَكَتْ النَّارُ إِلَى رَبِّهَا فَقَالَتْ يَا رَبِّ أَكَلَ بَعْضِي بَعْضًا فَأَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ فِي كُلِّ عَامٍ نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ۔

حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تیزی گرمی کی جہنم کے جوش سے ہے تو جب تیز ہو گرمی تاخیر کرو نماز میں ٹھنڈک تک اور فرمایا آپ ﷺ نے' شکوہ کیا آگ نے اپنے پروردگار سے اور کہا اے پروردگار میں اپنے کو آپ کھانے لگی تو اِذن دیا اس کو پروردگار نے دو سانس کا ہر سال (اندر کو) سانس لینے کا جاڑے میں اور (باہر کو) سانس نکالنے کا گرمی میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح لغیرہ** قرار دیا ہے۔علامہ البانیؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔[صحيح الجامع الصغير (۹۹۱)]

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب گرمی کی شدت ہو تو ظہر کی نماز دیر کر کے پڑھنا چاہیے اور یہی مذہب ہے ابن المبارک و احمد واسحاق کا۔

۲۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا عَنْ الصَّلَاةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ وَذَكَرَ أَنَّ النَّارَ اشْتَكَتْ إِلَى رَبِّهَا فَأَذِنَ لَهَا فِي كُلِّ عَامٍ بِنَفَسَيْنِ نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تیز گرمی ہو تو تاخیر کرو نماز کی ٹھنڈک تک اس لیے کہ تیزی گرمی کی جہنم کے جوش سے ہے اور فرمایا آپ ﷺ نے کہ آگ نے گلہ کیا پروردگار سے تو اذن دیا پروردگار نے اس کو دو سانسوں کا ایک سانس جاڑے میں اور ایک سانس گرمی میں۔

۲۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا عَنْ الصَّلَاةِ فَإِنَّ

---

(۲۷) بخاري (۵۳۳، ۵۳٤، ۵۳٦، ۵۳۷، ۳۲٦۰) كتاب مواقيت الصلاة : باب الابراد بالظهر في شدة الحر، مسلم (٦۱۵، ٦۱۷) كتاب المساجد و مواضع الصلاة : باب استحباب الابراد بالظهر في شدة الحر لمن يمضي، أبو داود (٤۰۲) كتاب الصلاة : باب في وقت صلاة الظهر، الترمذي (۱۵۷، ۲۵۹۲) كتاب صفة جهنم : باب ما جاء أن للنار نفسين وما ذكر من يخرج من النار، النسائي (۵۰۰)۔

(۲۸) أيضاً۔

شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تیز گرمی ہو تو تاخیر کرو نماز کی ٹھنڈک تک کیونکہ تیزی گرمی کی جہنم کے جوش سے ہے۔

فائدہ: بعض لوگوں نے فَأَبْرِدُوْا عَنِ الصَّلٰوۃِ کے یہ معنی کیے ہیں کہ اول وقت پڑھو نماز کو مگر یہ معنی سیاق حدیث کے خلاف ہے اور بخاری مسلم نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے تو مؤذن نے ارادہ کیا اذان کا' فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے' ٹھنڈا کر یہاں تک کہ دیکھا ہم نے سایہ ٹیلوں کا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ أَبْرِدُوْا عَنِ الصَّلٰوۃِ کے صحیح معنی وہی ہیں جو ہم نے بیان کیے۔ یعنی تاخیر کرو نماز کی ٹھنڈک تک۔ (زرقانی)۔

باب النهي عن دخولَ المسجد بريح الثوم وتغطية الفم في الصلاة
مسجد میں لہسن کھا کر جانے کی ممانعت کا بیان اور نماز میں منہ ڈھانپنے کی ممانعت کا بیان

۲۹۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرُبُ مَسَاجِدَنَا يُؤْذِينَا بِرِيحِ الثُّومِ ۔

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے اس درخت (یعنی لہسن میں سے) کھایا تو نزدیک نہ ہو ہماری مسجدوں کے تاکہ ہم کو تکلیف دے اس کی بو سے۔

فائدہ: کچے لہسن یا کچے پیاز کھا کر مسجد میں جانا مکروہ ہے۔ جب تک منہ میں بو رہے۔

۳۰۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْمُجَبَّرِ أَنَّهُ كَانَ يَرَى سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ إِذَا رَأَى الْإِنْسَانَ يُغَطِّي فَاهُ وَهُوَ يُصَلِّي جَبَذَ الثَّوْبَ عَنْ فِيهِ جَبْذًا شَدِيدًا حَتَّى يَنْزِعَهُ عَنْ فِيهِ ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن مجبر سے روایت ہے کہ سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم جب کسی کو دیکھتے تھے کہ منہ اپنا ڈھانپے ہے نماز میں کھینچ لیتے تھے کپڑا زور سے۔ یہاں تک کہ کھل جاتا اس کا منہ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح** ہے۔

---

(۲۹) مسلم (۵۶۳) كتاب المساجد ومواضع الصلاة : باب نهي من أكل ثوما أو بصلا أو كراثا أو نحوها ' ابن ماجة (۱۰۱۵) كتاب اقامة الصلاة والسنة : باب من أكل الثوم فلايقربن المسجد ، أحمد (۲/۲٦٤ ' ۲٦٦ ' ٤٢٩ ' ۷۵۷۳ ' ۷۵۹۹ ' ۹۵٤۰)۔

(۳۰) مقطوع صحيح :ابن أبي شيبة في "المصنف" (۱۳۱/۲) (۷۳۰۰) ۔



(2) كتاب الطهارة

طہارت کی کتاب

باب العمل فی الوضوء — وضوء کی ترکیب کا بیان

۳۱۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ وَهُوَ جَدُّ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُرِيَنِي كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ نَعَمْ فَدَعَا بِوَضُوءٍ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدِهِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتَّى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ۔

حضرت عمرو بن یحیٰی المازنی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن زید سے جو دادا ہیں عمرو بن یحیٰی کے اور اصحاب میں سے ہیں رسول اللہ ﷺ کے کیا تم مجھ کو دکھا سکتے ہو کس طرح وضو کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کہا انہوں نے ہاں۔ تو منگایا انہوں نے پانی وضو کا پھر ڈالا اس کو اپنے ہاتھ پر اور دھویا دونوں ہاتھوں کو دو دو بار۔ پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔ تین بار پھر دونوں ہاتھ دھوئے کہنیوں تک دو دو بار پھر مسح کیا سر کا دونوں ہاتھوں سے۔ آگے سے لے گئے اور پیچھے سے لائے یعنی دونوں ہاتھوں سے مسح شروع کیا۔ پیشانی سے گدی تک پھر لائے گدی سے پیشانی تک پھر دونوں پیر دھوئے۔

فائدہ: عبداللہ بن زید عمرو بن یحیٰی کے نہ دادا تھے نہ نانا یہ وہم موطا کی روایت سے واقع ہوا ہے صحیح یہ ہے کہ ایک شخص نے پوچھا عبداللہ سے

---

(۳۱) بخاري (۱۸۵، ۱۸۶، ۱۹۱) كتاب الوضوء: باب مسح الرأس كله، مسلم (۲۳۵، ۲۳۶) كتاب الطهارة: باب في وضوء النبي، أبوداود (۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰) كتاب الطهارة: باب صفة وضوء النبي، ترمذي (۳۵، ۴۷) كتاب الطهارة: باب ما جاء أنه يأخذ لرأسه ماء جديدا، نسائي (۹۷، ۹۸، ۹۹)۔

(۳۲) بخاري (۱۶۱، ۱۶۲) كتاب الوضوء: باب الاستنثار في الوضوء، مسلم (۲۳۷) كتاب الطهارة: باب الإيتار في الاستنثار والاستجمار، أبو داود (۱۴۰) كتاب الطهارة: باب في الاستنثار، نسائي (۸۶، ۸۸) كتاب الطهارة: باب الأمر بالاستنثار، ابن ماجة (۴۰۹) كتاب الطهارة وسننها: باب المبالغة في الاستنشاق والاستنثار، احمد (۲۳۶/۲، ۲۴۲، ۲۵۴) الدارمي (۷۰۳)۔

اور وہ شخص عمارہ بن ابی حسن تھا جو دادا ہے عمرو بن یحیٰی کا۔ (زرقانی)

۳۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِي أَنْفِهِ مَاءً ثُمَّ لِيَنْثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے وضو کرے تو پانی ڈال کر چھینکے اور ڈھیلے لے واسطے استنجاء کے تو طاق لے۔

۳۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص وضو کرے تو ناک چھینکے اور جو ڈھیلے لے تو طاق لے۔

مسئلہ: امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ایک ہی چلو لے کر کلی کرے اور ناک پانی میں بھی ڈالے تو کچھ حرج نہیں ہے۔

۳۴۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ قَدْ دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ مَاتَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ فَدَعَا بِوَضُوءٍ فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ أَسْبِغِ الْوُضُوءَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ۔

حضرت امام مالکؒ روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو پہنچا کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق گئے ام المؤمنین کے پاس جس دن مرے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تو منگایا عبدالرحمٰن نے پانی وضو کا پس کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے پورا کرو وضو کو کیونکہ میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ فرماتے تھے خرابی ہے ایڑیوں کو آگ سے۔

فائدہ: یعنی خرابی ہے ان لوگوں کے لیے جن کی ایڑیاں وضو میں سوکھی رہ جاتی ہیں یا خود ایڑیوں کی خرابی ہے۔ جہنم کی آگ ان کو جلا دے گی اسی طرح تمام اعضائے وضو کا حکم ہے کوئی عضو سوکھا نہ رہ جائے احتیاط رکھے۔

۳۵۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّيْمِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَتَوَضَّأُ بِالْمَاءِ لِمَا تَحْتَ إِزَارِهِ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان تیمی سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ پانی سے دھوئے اپنے ستر کو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **حسن** کہا ہے۔

---

(۳۳) أيضا۔

(۳٤) مسلم (۲٤۰) كتاب الطهارة : باب وجوب غسل الرجلين بكمالهما، ابن ماجة (٤٥١، ٤٥٢) كتاب الطهارة وسننها : باب غسل العراقيب، أحمد (٤٠/٦، ٨١، ٨٤، ٩٩)۔

(۳۵) موقوف حسن : بخاري في "التاريخ الكبير" (٢٣٧/٦) ابن المنذر في "الأوسط" (٣٤٩/١)۔

فائدہ: پاخانے کے بعد ڈھیلوں سے پاک کر کے پھر پانی لینا ادب ہے اور موجب فضیلت ہے۔ ابن خزیمہ اور بزار نے عویم بن ساعدہ سے روایت کیا کہ آنحضرت ﷺ تشریف لائے مسجد قبا میں تو کہا وہاں کے لوگوں سے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری تعریف کی ہے طہارت کے باب میں تو کیسی ہے طہارت تمہاری۔ کہا انہوں نے یا رسول اللہ! ہم نہیں جانتے مگر ہمارے ہمسایہ میں چند یہودی رہتے تھے۔ وہ پاخانہ کر کے پانی سے استنجا کرتے تھے تو ہم نے بھی ایسا ہی کیا اور بزار کی عبارت یہ ہے کہ ہم بعد ڈھیلوں کے پانی سے پاک کرتے ہیں تو فرمایا آپ نے ہاں یہی مراد ہے خداوند کریم کی لازم پکڑو تم اس کو اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ استنجاء پانی سے کرتے تھے۔

مسئلہ: کہا یحییٰ نے پوچھے گئے امام مالکؒ اس شخص سے جس نے وضو کیا تو بھول کر قبل کلی کرنے کے منہ دھو لیا یا پہلے ہاتھ دھو لیے اور منہ نہ دھویا کہا امام مالکؒ نے جس شخص نے منہ دھو لیا کلی کرنے سے پیشتر تو وہ کلی کرے اور دوبارہ منہ نہ دھوئے۔ لیکن جس نے ہاتھ دھو لیے منہ دھونے سے پیشتر تو اس کو چاہیے کہ منہ دھو کر ہاتھوں کو دوبارہ دھوئے تاکہ دھونا ہاتھ کا بعد دھونے منہ کے ہو جائے جب تک وضو کرنے والا اپنی جگہ میں ہے یا قریب اس کے۔

مسئلہ: کہا یحییٰ نے پوچھے گئے امام مالکؒ اس شخص سے جو وضو میں کلی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا بھول گیا اور نماز پڑھ لی۔ کہا امام مالکؒ نے ہوگئی نماز اس کی دوبارہ پھر نماز پڑھنا لازم نہیں لیکن آئندہ کی نماز کے واسطے کلی کر لے یا ناک میں پانی ڈال لے۔

باب وضوء النائم اذا قام الى الصلاة — جو کوئی سو کر نماز کے لیے اٹھے اس کے وضو کا بیان

٣٦۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلْيَغْسِلْ يَدَهُ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهَا فِي وَضُوئِهِ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی تم میں سے سو کر اٹھے تو پہلے اپنے ہاتھ دھو کر پانی میں ہاتھ ڈالے اس لیے کہ معلوم نہیں کہاں رہی ہتھیلی اس کی۔

فائدہ: یعنی پاک جگہ یا ناپاک جگہ بعض لوگوں کے نزدیک یہ حکم استحباباً ہے اور بعضوں کے نزدیک وجوباً۔ جب رات کو سو کر اُٹھے اور استحباباً جب دن کو سو کر اٹھے۔ (زرقانی)

٣٧۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ إِذَا نَامَ أَحَدُكُمْ مُضْطَجِعًا فَلْيَتَوَضَّأْ ۔

حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے کہ کہا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جو شخص تم میں سے سو جائے لیٹ کر تو وضو کرے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **ضعیف** کہا ہے۔ کیونکہ اس میں انقطاع ہے، زید بن اسلم نے عمرؓ کو نہیں پایا۔

---

(٣٦) بخاري (١٦٢) كتاب الوضوء: باب الاستجمار وترا' مسلم (٢٧٨) أبو داود (١٠٣) ترمذي (٢٤) نسائي (١) ابن ماجة (٣٩٣)۔

(٣٧) موقوف ضعيف: عبدالرزاق في "المصنف" (١/١٢٩) ابن أبي شيبة في "المصنف" (١/١٢٣' ١٢٤) بيهقي في "السنن الكبرى" (١/١١٩) معرفة السنن والآثار (١/٢٠٧)۔

امام بیہقیؒ نے اس روایت کو **مرسل** کہا ہے۔ امام بوصیری نے اسے **مرسل ضعیف** کہا ہے۔

۳۸۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ تَفْسِيرَ هَذِهِ الْآيَةِ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ أَنَّ ذَلِكَ إِذَا قُمْتُمْ مِنَ الْمَضَاجِعِ يَعْنِي النَّوْمَ۔

حضرت زید بن اسلم نے فرمایا کہ جو اللہ جل جلالہ نے فرمایا کہ جب اٹھو تم نماز کے لیے تو دھوؤ منہ اپنا اور ہاتھ اپنے کہنیوں تک اور مسح کرو سروں پر اور دھوؤ پاؤں اپنے ٹخنوں تک اس سے یہ غرض ہے کہ جب اٹھو نماز کے لیے سو کر۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح** ہے۔

فائدہ: ورنہ جب کوئی نماز کو اٹھے تو اس کو وضو کرنا لازم ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک نکسیر پھوٹنے یا خون نکلنے یا پیپ بہنے سے وضو لازم نہیں آتا بلکہ وضو نہ کرے مگر اس گندگی سے جو دبر یا ذکر سے نکلے یا سو جائے۔

۳۹۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَنَامُ جَالِسًا ثُمَّ يُصَلِّي وَلَا يَتَوَضَّأُ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بیٹھے بٹھائے سو جاتے تھے پھر نماز پڑھتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح** ہے۔

باب الطهور للوضوء — وضوء کے پانی کا بیان

۴۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيلَ مِنَ الْمَاءِ فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهِ عَطِشْنَا أَفَنَتَوَضَّأُ بِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ الْحِلُّ مَيْتَتُهُ۔

---

(۳۸) مقطوع صحيح : "التمهيد" لابن عبدالبر (۲۳۷/۱۸) "الأوسط" لابن المنذر (۱۱۰/۱) معرفة السنن والآثار (۲۰۵/۱) بيهقى فى السنن الكبرى (۱۱۷/۱) ۔

(۳۹) موقوف صحيح : عبدالرزاق في "المصنف" (۱۳۰/۱) ابن أبي شيبة في "المصنف" (۱۲۳/۱) بيهقي في "السنن الكبرى" (۱۲۰/۱) ۔

(۴۰) صحيح : أبو داود (۸۳) كتاب الطهارة : باب الوضوء بماء البحر، ترمذي (۶۹) كتاب الطهارة : باب ما جاء فى ماء البحر أنه طهور، نسائي (۳۳۲) كتاب المياه : باب الوضوء بماء البحر، ابن ماجه (۳۸۶) كتاب الطهارة وسننها: باب الوضوء بماء البحر، بيهقى فى السنن الكبرى (۳/۱) مسند احمد (۲۳۷/۲) دارقطنى (۳۶/۱) مستدرك حاكم (۱۴۰/۱) ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تو کہا اس نے یا رسول اللہ! ہم سوار ہوتے ہیں سمندر میں اور اپنے ساتھ پانی تھوڑا رکھتے ہیں اگر اسی سے وضو کریں تو پیاسے رہیں کیا سمندر کے پانی سے ہم وضو کریں۔ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاک ہے پانی اس کا حلال ہے مردہ اس کا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح** ہے۔ امام ترمذیؒ اور امام بغویؒ نے کہا ہے کہ یہ روایت **حسن صحیح** ہے۔ امام بخاریؒ نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔ [العلل الكبير (١٣٦/١)] امام بیہقیؒ نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح** ہے اور اس کی صحت پر سب کا اتفاق ہے۔ امام ابن منذرؒ نے کہا ہے کہ یہ روایت ثابت ہے۔

فائدہ: اگرچہ سائل نے صرف سمندر کے پانی کا حال پوچھا تھا۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمندر کے کھانے کا بھی حال بیان کر دیا کیونکہ جیسے وہاں پانی کی کمی ہوتی ہے کبھی کھانے کی بھی کمی ہوتی ہے۔ ''حلال ہے مردہ اس کا'' یعنی جتنے جانور سمندر میں رہتے ہیں جن کی زندگی بغیر پانی کے نہیں ہو سکتی وہ سب حلال ہیں۔ اگرچہ مچھلی کی صورت پر نہ ہوں بلکہ کتے یا سور کی صورت پر ہوں۔ (زرقانی) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس حدیث میں مردہ سے صرف مچھلی مراد ہے نہ اور جانور سمندر کے مگر اس تخصیص پر کوئی دلیل صریح چاہیے اور یہ حدیث مطلق ہے۔ زرقانیؒ کہتے ہیں کہ یہ حدیث ایک بڑی اصل ہے اصولِ اسلام سے تمام ائمہ نے اس کو قبول کیا ہے اور فقہاء نے اس کے ساتھ تمسک کیا ہے ہر زمانے میں اور روایت کیا اس حدیث کو بڑے بڑے اماموں نے مثل مالکؒ اور شافعیؒ اور احمدؒ اور اصحاب سنن اربعہ اور دار قطنیؒ اور بیہقیؒ اور حاکمؒ وغیرہم نے طرق متعددہ سے اور صحیح کہا اس کو ابن خزیمہ اور ابن حبان اور ابن مندہ نے اور ترمذی نے حسن صحیح کہا کہ پوچھا میں نے بخاریؒ سے تو انہوں نے بھی صحیح کہا۔ (زرقانی)

۴۱۔ عَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَتْ تَحْتَ ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهَا أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَسَكَبَتْ لَهُ وَضُوئًا فَجَاءَتْ هِرَّةٌ لِتَشْرَبَ مِنْهُ فَأَصْغَى لَهَا الْإِنَاءَ حَتَّى شَرِبَتْ قَالَتْ كَبْشَةُ فَرَآنِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ أَتَعْجَبِينَ يَا ابْنَةَ أَخِي قَالَتْ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ إِنَّمَا هِيَ مِنَ الطَّوَّافِينَ عَلَيْكُمْ أَوِ الطَّوَّافَاتِ۔

حضرت کبشہ بنت کعب سے روایت ہے کہ ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ گئے ان کے پاس تو رکھا کبشہ نے ایک برتن میں پانی ان کے وضو کے لیے پس آئی بلی اس میں سے پینے کو تو جھکا دیا برتن کو ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے یہاں تک کہ پی لیا بلی نے پانی۔ کہا کبشہ نے دیکھ لیا ابوقتادہ نے کہ میں ان کی طرف تعجب سے دیکھتی ہوں تو پوچھا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کیا تعجب کرتی ہو اے بھتیجی میری! میں نے کہا، ہاں۔ تو

---

(٤١) صحيح: أبو داود (٧٥) كتاب الطهارة: باب سؤر الهرة، ترمذي (٩٢) كتاب الطهارة وسننها: باب ما جاء في سؤر الهرة، نسائي (٦٨) كتاب الطهارة: باب سؤر الهرة، ابن ماجة (٣٦٧) كتاب الطهارة وسننها: باب الوضوء بسؤر الهرة والرخصة فيه، دارمي (٧٣٦) ابن ابى شيبة (١٩٢/١) عبد الرزاق (١٠١/١) مسند احمد (٣٠٣/٥) ابن الجارود (٦٢/١)۔

(٤٢) موقوف ضعيف: عبدالرزاق في "المصنف" (٧٦/١، ٧٧) بيهقي في "السنن الكبرى" (٢٥٠/١) معرفة السنن والآثار (٣٢٤/١) شافعى فى المعرفة (٣٢٤/١)۔

کہا ابوقتادہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بلی ناپاک نہیں ہے وہ رات دن پھرنے والوں میں سے ہے تم پر۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح** ہے۔ امام ترمذیؒ نے کہا ہے کہ یہ حدیث **حسن** ہے۔ امام عقیلیؒ نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح ثابت** ہے۔ امام ابن ملقنؒ نے کہا ہے کہ یہ حدیث **صحیح مشہور** ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے کہا ہے کہ امام بخاریؒ، امام ترمذیؒ، امام عقیلیؒ اور امام دارقطنیؒ نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔ امام نوویؒ نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کچھ حرج نہیں بلی کے جھوٹے میں مگر جب اس کے منہ پر پلیدی معلوم ہو۔

۴۲۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ فِي رَكْبٍ فِيهِمْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ حَتَّى وَرَدُوا حَوْضًا فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ لِصَاحِبِ الْحَوْضِ يَا صَاحِبَ الْحَوْضِ هَلْ تَرِدُ حَوْضَكَ السِّبَاعُ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَا صَاحِبَ الْحَوْضِ لَا تُخْبِرْنَا فَإِنَّا نَرِدُ عَلَى السِّبَاعِ وَتَرِدُ عَلَيْنَا۔

حضرت یحییٰ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نکلے چند سواروں میں ان میں عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ راہ میں ایک حوض ملا تو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے حوض والے سے پوچھا کہ تیرے حوض پر درندے جانور پانی پینے کو آتے ہیں تو کہا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اے حوض والے! مت بتا ہم کو کس لیے کہ درندے کبھی ہم سے آگے آتے ہیں اور کبھی ہم درندوں سے آگے آتے ہیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **موقوف ضعیف** کہا ہے۔ ابن عبدالہادی نے کہا ہے کہ اس کی سند میں **انقطاع** ہے۔ علامہ البانیؒ نے کہا ہے کہ یہ اثر **ضعیف** ہے۔ [تمام المنة (ص : ٤٩)]

فائدہ: یعنی یہ جنگل کا حوض ہے یہاں رات دن یہی کارخانہ جاری ہے کہ آدمی آن کر پانی پیتے ہیں پھر درندے پھر آدمی پھر درندے اس لیے ضرورت کی وجہ سے یہ پاک ہے۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے درندوں کے لیے ہے جو وہ پی گئے اور ہمارے لیے جو باقی ہے پینے کے لیے اور طہارت کرنے کے لیے۔ روایت کیا اس کو عبدالرزاق نے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے پانی پاک ہے۔ اس کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی۔ روایت کیا اس کو طیالسی اور شافعی اور احمد وغیرہم نے۔ (زرقانی)

۴۳۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ إِنْ كَانَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

---

(٤٣) بخاری (١٩٣) كتاب الوضوء : باب وضوء الرجل مع امرأته وفضل وضوء المرأة ' أبو داود (٧٩ ' ٨٠) كتاب الطهارة : باب الوضوء بفضل وضوء المرأة ، نسائي (٧١) كتاب الطهارة : باب وضوء الرجال والنساء جميعا ، أحمد (٤/٢ ' ١٠٣ ' ١١٣) ـ

(٤٤) صحيح لغيره : أبو داود (٣٨٣) كتاب الطهارة : باب في الأذى يصيب الذيل ' ترمذي (١٤٣) كتاب الطهارة : باب ما جاء في الوضوء ، ابن ماجة (٥٣١) كتاب الطهارة وسننها : باب الأرض يطهر بعضها بعضا ، أحمد (٢٩٠/٦ ' ٣١٦) دارمي (٧٤٢) طبراني كبير (٢٩٣/٢٣) ـ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَتَوَضَّئُوْنَ جَمِيعًا ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ مرد اور عورتیں وضو کرتی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اکٹھا۔

فائدہ: ایک برتن سے جیسا کہ روایت کیا ابن ماجہ نے اور زیادہ کیا ابوداؤد نے کہ ڈالتے تھے ہم ہاتھ اپنے برتن میں۔ کہا زرقانی نے ظاہر حدیث یہ ہے کہ مرد عورت مل کر ایک ہی وقت میں وضو کرتے تھے قبل اُترنے آیت حجاب کے یہ حدیث خاص ہوگی ازواج اور محارم کے ساتھ اور صحیح ابن خزیمہ میں مروی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ انہوں نے دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان کے اصحاب کو اور عورتوں کو سب مل کر ایک ہی برتن سے وضو کرتے تھے اور اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ عورت کے وضو سے جو پانی بچ رہے اس سے وضو درست ہے اور یہی مذہب ہے جمہور کا۔

باب ما لا يجب فيه الوضوء — جن امور سے وضو لازم نہیں آتا ان کا بیان

۴۴۔ عَنْ أُمِّ وَلَدٍ لِإِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهَا سَأَلَتْ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّي امْرَأَةٌ أُطِيلُ ذَيْلِي وَأَمْشِي فِي الْمَكَانِ الْقَذِرِ قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يُطَهِّرُهُ مَا بَعْدَهُ))۔

حضرت ابراہیم بن عبدالرحمٰن کی ام ولد نے پوچھا اُم المؤمنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ میرا دامن نیچا اور لمبا رہتا ہے اور ناپاک جگہ میں چلنے کا اتفاق ہوتا ہے تو کہا ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاک کرتا ہے اس کو جو بعد اس کے ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح لغیرہ** کہا ہے۔ امام منذریؒ نے اسے **صحیح** کہا ہے۔ امام ابن العربیؒ نے اسے **حسن** کہا ہے۔ امام ابن حجر ہیثمیؒ نے اسے **حسن** کہا ہے۔ علامہ البانیؒ نے کہا ہے اس کی سند **صحیح** ہے۔ [جلباب المرأة المسلمة (ص ۸۱)]

فائدہ: یعنی اگر کسی کے دامن میں راہ کی نجاست لگ جائے اور پھر وہ دامن پاک زمین سے بھی لگے اور خشک ہو جائے تو مل دینے سے یا جھاڑ دینے سے پاک ہو جائے گا بہ نسبت ضرورت اور رفع حرج کے۔ (مصفی)

۴۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ رَأَى رَبِيعَةَ بْنَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقْلِسُ مِرَارًا وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَلَا يَنْصَرِفُ وَلَا يَتَوَضَّأُ حَتَّى يُصَلِّيَ۔

امام مالکؒ کہتے ہیں کہ میں نے ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن کو دیکھا کئی مرتبہ انہوں نے قے کی پانی کی اور وہ مسجد میں تھے پھر وضو نہ کیا اور نماز پڑھ لی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے پوچھا گیا کہ جس نے اوکا کھانے کو کیا اس پر وضو ہے کہا اس پر وضو نہیں ہے بلکہ کلی کر ڈالے اور منہ دھو لے۔

۴۶۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ حَنَّطَ ابْنًا لِسَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ وَحَمَلَهُ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى وَلَمْ

(٤٦) موقوف صحيح : عبدالرزاق (٤٠٨/٣) بيهقي (٣٠٧/١) ـ

يَتَوَضَّأْ ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خوشبو لگائی سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے بچے کو جو میت تھا اور اٹھایا اس کو پھر مسجد میں آئے اور نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔امام ابن القطانؒ نے اسے **صحیح** کہا ہے۔اسی طرح امام ابن حزمؒ، حافظ ابن حجرؒ اور علامہ البانیؒ نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔[احکام الجنائز (ص: ۵۳)]

فائدہ: اس اثر سے معلوم ہوا کہ مردہ کے اُٹھانے یا خوشبو لگانے سے وضو نہیں جاتا اور بعض نسخوں میں موطا کے بجائے حنط کی حنك ہے جس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ کھجور کو چبا کر بچے کے منہ میں دی۔اور امام محمدؒ نے حنط روایت کیا ہے اور یہی مروی ہے مرفوعاً جو شخص میت کو غسل دے وضو کرے اور جو میت کو اٹھائے وہ وضو کرے اس پر عمل نہیں کیا علماء نے اور شاید وہ امر استحباباً ہو یا مراد اس سے یہ ہے کہ جو جنازہ اٹھائے اس کو باوضو رہنا چاہیے تاکہ نماز جنازہ فوت نہ ہو جائے۔اور اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا اور راوی اس کے سب ثقہ ہیں مگر عمرو بن عمیر مجہول ہے اور ابوداؤد نے اس حدیث کو منسوخ کہا ہے لیکن اس کے ناسخ کو بیان نہیں کیا اور حاکم نے حکایت کی کہ اس باب میں کوئی حدیث ثابت نہیں (زرقانی) اور شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے مصفّی اور مسوّی میں لکھا ہے کہ جمہور علماء اسی پر ہیں کہ میت کے اٹھانے سے وضو لازم نہیں آتا۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے پوچھا گیا کہ قے میں وضو ہے یا نہیں کہا وضو نہیں ہے مگر کلی کرے اور منہ دھوڈالے۔

باب ترك الوضوء مما مست النار — جو کھانا آگ سے پکا ہو اس کو کھا کر وضو نہ کرنے کا بیان

۴۷۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کھایا رسول اللہ ﷺ نے دست کا گوشت بکری کا پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

۴۸۔ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ حَتَّى

(٤٧) بخاري (٢٠٧) كتاب الوضوء: باب من لم يتوضأ من لحم الشاة والسويق ' مسلم (٣٥٤) كتاب الحيض: باب نسخ الوضوء مما مست النار ، أبو داود (١٨٧) كتاب الطهارة: باب فى ترك الوضوء مما مست النار ، نسائي (١٨٤) ابن ماجة (٤٨٨) ۔

(٤٨) بخاري (٢٠٩) كتاب الوضوء: باب من مضمض من السويق ولم يتوضا ' نسائي (١٨٦) ابن ماجة (٤٩٢) أحمد (٤٢٦/٣) ۔

(٤٩) صحيح: شرح معاني الآثار (٦٨/١) ۔

إِذَا كَانُوا بِالصَّهْبَاءِ وَهِيَ مِنْ أَدْنَى خَيْبَرَ نَزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَعَا بِالْأَزْوَادِ فَلَمْ يُؤْتَ إِلَّا بِالسَّوِيقِ فَأَمَرَ بِهِ فَثُرِّيَ فَأَكَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَكَلْنَا ثُمَّ قَامَ إِلَى الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔

حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ساتھ نکلے رسول اللہ ﷺ کے جس سال جنگ خیبر ہوئی یہاں تک کہ جب پہنچے صہباء میں (جو ایک جگہ ہے) پیچھے کی جانب خیبر سے مدینہ کی طرف اُترے رسول اللہ ﷺ پھر عصر کی نماز پڑھی اور مانگا آپ ﷺ نے توشہ تو نہ آیا مگر ستو، پس حکم کیا آپ نے اس کے کھولنے کا سو کھولا گیا پھر کھایا رسول اللہ ﷺ نے اور ہم لوگوں نے پھر کھڑے ہوئے آپ ﷺ نماز مغرب کے لیے کلی کر کے اور ہم نے بھی کلیاں کر لیں پھر نماز پڑھی آپ ﷺ نے اور وضو نہ کیا۔

۴۹۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهُدَيْرِ أَنَّهُ تَعَشَّى مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔

حضرت ربیعہ بن عبداللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ شام کا کھانا کھایا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

۵۰۔ عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ أَكَلَ خُبْزًا وَلَحْمًا ثُمَّ مَضْمَضَ وَغَسَلَ يَدَيْهِ وَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔

حضرت ابان بن عثمان سے روایت ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے روٹی اور گوشت کھا کر کلی کی اور ہاتھ دھو کر منہ پونچھا پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔

۵۱۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَا لَا يَتَوَضَّآنِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ۔

امام مالکؒ کو پہنچا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ وہ دونوں وضو نہ کرتے تھے اس کھانے سے جو آگ سے پکا ہو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔

---

(۵۰) موقوف صحيح : بيهقي (۱/۱۵۷)۔

(۵۱) موقوف صحيح : بيهقي (۱/۱۵۷)۔

(۵۲) موقوف صحيح : بيهقي في (۱/۱۵۸)۔

(۵۳) موقوف صحيح : عبدالرزاق (۶۴۷) ابن أبي شيبة (۵۲۱) بيهقي (۱/۱۵۷)۔

(۵۴) بخاري (۵۴۵۷) كتاب الاطعمة : باب المنديل، أبو داود (۱۹۱، ۱۹۲) كتاب الطهارة : باب في ترك الوضوء مما مست النار، ترمذي (۸۰) كتاب الطهارة : باب ما جاء في ترك الوضوء مما غيرت النار، نسائي (۱۸۵) ابن ماجة (۴۸۹) أحمد (۳/۳۲۲)۔

۵۲۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الرَّجُلِ يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يُصِيبُ طَعَامًا قَدْ مَسَّتْهُ النَّارُ أَيَتَوَضَّأُ قَالَ رَأَيْتُ أَبِي يَفْعَلُ ذٰلِكَ وَلَا يَتَوَضَّأُ ۔

حضرت یحییٰ بن سعید نے پوچھا عبداللہ بن عامر سے کہ ایک شخص وضو کرے نماز کے لیے پھر کھائے وہ کھانا جو پکا ہوا آگ سے کیا وضو کرے دوبارہ۔ کہا عبداللہ نے کہ دیکھا میں نے اپنے باپ عامر بن ربیعہ بن کعب بن مالک کو (جو صحابی مشہور ہیں) کہ وہ آگ کا پکا ہوا کھانا کھاتے پھر وضو نہیں کرتے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔

۵۳۔ عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ رَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ أَكَلَ لَحْمًا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ ۔

حضرت ابونعیم وہب بن کیسان نے سنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے دیکھا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو۔ گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

۵۴۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُعِيَ لِطَعَامٍ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ خُبْزٌ وَلَحْمٌ فَأَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَصَلَّى ثُمَّ أُتِيَ بِفَضْلِ ذٰلِكَ الطَّعَامِ فَأَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔

حضرت محمد بن منکدر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت ہوئی کھانے کی تو سامنے کیا گیا ان کے روٹی اور گوشت۔ پس کھایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے اور وضو کر کے نماز پڑھی پھر اس کھانے کا بچا ہوا آیا اس کو کھا کر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

۵۵۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَدِمَ مِنَ الْعِرَاقِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ أَبُو طَلْحَةَ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ فَقَرَّبَ لَهُمَا طَعَامًا قَدْ مَسَّتْهُ النَّارُ فَأَكَلُوا مِنْهُ فَقَامَ أَنَسٌ فَتَوَضَّأَ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ مَا هٰذَا يَا أَنَسُ أَعِرَاقِيَّةٌ فَقَالَ أَنَسٌ لَيْتَنِي لَمْ أَفْعَلْ وَقَامَ أَبُو طَلْحَةَ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ فَصَلَّيَا وَلَمْ يَتَوَضَّآ ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن یزید انصاری سے روایت ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب آئے عراق سے تو گئے ان کی ملاقات کو ابوطلحہ اور اُبی بن کعب۔ تو سامنے کیا انس رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کے کھانا جو پکا ہوا تھا آگ سے پھر کھایا سب نے تو اٹھے انس اور وضو کیا۔ پس کہا ابوطلحہ اور اُبی بن کعب نے کہ کھانا کھا کر وضو کرنا کیا تم نے عراق سے سیکھا ہے پس کہا انس نے کاش! میں وضو نہ

(۵۵) موقوف حسن: عبدالرزاق (۱/۱۷۰) بیہقی (۱/۱۵۸) شرح معانی الآثار (۱/۶۹) ابن المنذر فی الأوسط (۱/۲۲۲)۔

کرتا اور کھڑے ہوئے ابوطلحہ اور ابی بن کعب تو نماز پڑھی دونوں نے اور وضو نہ کیا۔

باب جامع الوضوء — اس باب میں مختلف مسائل طہارت کے مذکور ہیں

٥٦۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْاسْتِطَابَةِ فَقَالَ أَوَلَا يَجِدُ أَحَدُكُمْ ثَلَاثَةَ أَحْجَارٍ۔

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال ہوا استنجا کے بارے میں تو فرمایا آپ ﷺ نے کیسے نہیں پاتا کوئی تم میں سے تین پتھروں کو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح لغیرہ** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی تین پتھر پاک کرنے کے لیے کافی ہیں اور دوسے بھی آنحضرت ﷺ نے استنجا کیا ہے۔

٥٧۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى الْمَقْبُرَةِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ وَدِدْتُ أَنِّي قَدْ رَأَيْتُ إِخْوَانَنَا فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَسْنَا بِإِخْوَانِكَ قَالَ بَلْ أَنْتُمْ أَصْحَابِي وَإِخْوَانُنَا الَّذِينَ لَمْ يَأْتُوا بَعْدُ وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ يَأْتِي بَعْدَكَ مِنْ أُمَّتِكَ قَالَ أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لِرَجُلٍ خَيْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ فِي خَيْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ أَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهُ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَإِنَّهُمْ يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنَ الْوُضُوءِ وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ فَلَا يُذَادَنَّ رِجَالٌ عَنْ حَوْضِي كَمَا يُذَادُ الْبَعِيرُ الضَّالُّ أُنَادِيهِمْ أَلَا هَلُمَّ أَلَا هَلُمَّ أَلَا هَلُمَّ فَيُقَالُ إِنَّهُمْ قَدْ بَدَّلُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ فَسُحْقًا فَسُحْقًا فَسُحْقًا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ گئے مقبرہ کو سو کہا سلام ہے تمہارے پر اے قوم مومنوں کی اور ہم اگر خدا چاہے تو تم سے ملنے والے ہیں تمنا کی میں نے کہ میں دیکھ لوں اپنے بھائیوں کو تو کہا صحابہ رضی اللہ عنہم نے یارسول اللہ کیا نہیں ہیں ہم بھائی آپ ﷺ کے فرمایا بلکہ تم بھائیوں سے بڑھ کر اصحاب ہو میرے۔ اور بھائی میرے وہ لوگ ہیں جو ابھی نہیں آئے دنیا میں اور میں قیامت کے روز اُن کا پیش خیمہ ہوں گا حوض کوثر پر تب کہا صحابہ رضی اللہ عنہم نے یارسول اللہ ﷺ آپ کیونکر پہچانیں گے ان لوگوں کو قیامت کے روز جو دنیا میں بعد آپ ﷺ کے پیدا ہوں گے امت میں آپ ﷺ کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم مجھ کو بتلاؤ

(٥٦) صحيح لغيره: أبو داود (٤٠) كتاب الطهارة: باب الاستنجاء بالحجارة، نسائي (٤٤) أحمد (١٠٨/٦، ١٣٣) الدارمي (٦٧٠) بيهقي في الخلافيات (٨٢/٢) حميدى (٢٠٦/١)۔

(٥٧) مسلم (٢٤٩) كتاب الطهارة: باب استحباب اطالة الغرة والتحجيل في الوضوء، نسائي (١٥٠) ابن ماجة (٤٣٠٦) أحمد (٣٠٠/٢)۔

کہ کسی شخص کے سفید منہ اور سفید پاؤں کے گھوڑے خالص مشکی گھوڑوں میں مل جائیں کیا وہ اپنے گھوڑے نہ پہچانے گا؟ کہا صحابہ رضی اللہ عنہم نے پہچانے گا پس فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے روز وہ بھائی میرے آئیں گے چمکتے ہوں گے منہ اور پاؤں اُن کے وضو سے اور میں اُن کا پیش خیمہ ہوں گا حوض کوثر پر تو ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص نکالا جائے میرے حوض سے جیسے نکالا جاتا ہے وہ اونٹ جو اپنے مالک سے چھٹ گیا ہو تو پکاروں گا میں ان کو اِدھر آؤ اِدھر اِدھر آؤ۔ کہا جائے گا مجھ سے کہ ان لوگوں نے بدل دیا سنت تیری کو بعد تیرے۔ تب میں کہنے لگوں کا دُور ہو دُور ہو دُور ہو۔

فائدہ: معاذ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑ کر دوسرا طریقہ اختیار کرنے کا وبال ایسا سخت ہے کہ آپ خود باوصف کثرتِ رحمت اور شفقت کے فرمائیں گے دور ہو دور ہو۔ ابن عبدالعزیز نے کہا جو شخص دین میں ایسی بات نکالے گا جس سے اللہ راضی نہیں تو وہ حوض کوثر سے نکال دیا جائے گا۔ اس حدیث کے یہاں ذکر کرنے سے یہ غرض ہے کہ اعضائے وضو کو مقدار فرض سے زیادہ دھونا مستحب ہے۔ (زرقانی، مصفی)

۵۸۔ عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ جَلَسَ عَلَى الْمَقَاعِدِ فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ فَآذَنَهُ بِصَلَاةِ الْعَصْرِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَالَ وَاللَّهِ لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيثًا لَوْلَا أَنَّهُ فِي كِتَابِ اللَّهِ مَا حَدَّثْتُكُمُوهُ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنِ امْرِءٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهُ ثُمَّ يُصَلِّي الصَّلَاةَ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّلَاةِ الْأُخْرَى حَتَّى يُصَلِّيَهَا ۔

حضرت حمران سے روایت ہے جو (غلام آزاد) ہیں عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے کہ عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان بیٹھے تھے چبوترہ پر اتنے میں مؤذن آیا اور نماز عصر کی خبر دی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پانی منگوایا اور وضو کیا پھر کہا کہ خدا کی قسم میں تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں اگر وہ حدیث اللہ کی کتاب میں نہ ہوتی تو میں بیان نہ کرتا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ کوئی آدمی نہیں ہے کہ وضو کرے اچھی طرح پھر نماز پڑھے مگر جتنے گناہ اس کے اس کی اس نماز سے لے کر دوسری نماز تک ہوں گے معاف کر دیے جائیں گے یہاں تک کہ دوسری نماز پڑھے۔

مسئلہ: کہا امام مالکؒ نے کہ مراد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شاید یہ آیت ہے: ﴿ أَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذَّاكِرِينَ ﴾۔

فائدہ: یعنی قائم کر نماز کو دونوں طرف دن کے اور کتنی ساعتیں رات سے یقیناً نیکیاں لے جاتی ہیں برائیوں کو یہ نصیحت ہے واسطے ذکر کرنے والوں کے۔ نیکیاں دور کرتی ہیں برائیوں کو تین طرح جو نیکیاں کرے اس کی برائیاں معاف ہوں اور جو نیکیاں پکڑے اس سے جو برائیوں کے چھوٹے اور جس ملک میں نیکیوں کا رواج ہو وہاں ہدایت آئے اور گمراہی مٹے لیکن تینوں جگہ وزن غالب چاہیے۔ جتنا میل اتنا صابن۔ (موضح القرآن)

---

(٥٨) بخاري (١٦٠) كتاب الوضوء: باب الوضوء ثلاثا ثلاثا، مسلم (٢٢٧) كتاب الطهارة: باب فضل الوضوء والصلاة عقبه، نسائي (١٤٦) أحمد (٥٧/١) (٤٠٠)۔

٥٩۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الصُّنَابِحِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ فَتَمَضْمَضَ خَرَجَتْ الْخَطَايَا مِنْ فِيهِ وَإِذَا اسْتَنْثَرَ خَرَجَتْ الْخَطَايَا مِنْ أَنْفِهِ فَإِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَتْ الْخَطَايَا مِنْ وَجْهِهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَشْفَارِ عَيْنَيْهِ فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتْ الْخَطَايَا مِنْ يَدَيْهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِ يَدَيْهِ فَإِذَا مَسَحَ بِرَأْسِهِ خَرَجَتْ الْخَطَايَا مِنْ رَأْسِهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ أُذُنَيْهِ فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ الْخَطَايَا مِنْ رِجْلَيْهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِ رِجْلَيْهِ قَالَ ثُمَّ كَانَ مَشْيُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ وَصَلَاتُهُ نَافِلَةً لَهُ۔

حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ جس وقت مومن بندہ وضوشروع کرتا ہے پھر کلی کرتا ہے نکل جاتے ہیں گناہ اس کے منہ سے۔ پھر جس وقت منہ دھوتا ہے نکل جاتے ہیں اس کے منہ سے۔ یہاں تک کہ نکل جاتے ہیں پلکوں کے اُگنے کی جگہ یعنی پپوٹوں سے پھر جس وقت مسح کرتا ہے سر کا نکل جاتے ہیں گناہ اس کے سر سے یہاں تک کہ نکل جاتے ہیں اس کے دونوں کانوں سے۔ پھر جس وقت پاؤں دھوتا ہے نکل جاتے ہیں گناہ اس کے دونوں پاؤں سے یہاں تک کہ نکل جاتے ہیں اس کے دونوں پاؤں کے ناخنوں سے۔ پھر چلنا اس کا مسجد کی طرف اور نماز الگ ہے یعنی اس کا ثواب جداگانہ ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **صحیح لغیرہ** کہا ہے۔ امام حاکمؒ نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

فائدہ: گناہوں سے صغائر مراد ہیں نہ کبائر تو جس شخص کے سب گناہ صغائر ہیں اس کے بالکل معاف ہو جاتے ہیں اور جس کے صغائر اور کبائر دونوں ہیں تو صغائر عفو ہو جاتے ہیں اور جس کے کل گناہ کبائر ہیں تو اُن میں تخفیف ہو جاتی ہے بقدر صغائر اور جس کے نہ صغائر ہیں نہ کبائر اس کی نیکیوں میں ترقی ہوتی ہے۔ ایسا ہی بیان کیا علماء نے اس حدیث کی شرح میں مگر ظاہر حدیث مطلق ہے شامل ہے صغائر اور کبائر کو۔ (زرقانی)

٦٠۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوْ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَتْ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتْ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتَّى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنْ الذُّنُوبِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس وقت مسلمان بندہ وضوشروع کرتا ہے یا مومن

---

(٥٩) صحيح لغيره: نسائي (١٠٣) كتاب الطهارة: باب مسح الأذنين من الرأس، ابن ماجة (٢٨٢) كتاب الطهارة وسننها: باب ثواب الطهور، أحمد (٣٤٨/٤)۔

(٦٠) مسلم (٢٤٤) كتاب الطهارة: باب خروج الخطايا مع ماء الوضوء، ترمذي (٢) كتاب الطهارة: باب ما جاء في فضل الطهور، أحمد (٢٠٢/٢)، (٨٠٠٧) دارمي (٧١٨)۔

پھر دھوتا ہے اپنا منہ نکل جاتا ہے اس کے منہ سے جو گناہ کہ دیکھا تھا اس کو اپنی آنکھوں سے ساتھ پانی کے یا ساتھ آخری قطرہ کے پانی سے۔ پھر جب ہاتھ دھوتا ہے نکل جاتا ہے اس کے ہاتھوں سے جو گناہ کہ پکڑا تھا اس کو اس کے ہاتھوں کے ساتھ پانی کے یا ساتھ آخری قطرہ پانی کے۔ پھر جب دھوتا ہے وہ پاؤں اپنے نکل جاتا ہے جو گناہ کہ چلے تھے اس کے لیے پاؤں اس کے ساتھ پانی یا ساتھ آخری قطرہ پانی کے۔ یہاں تک کہ نکل آتا ہے پاک صاف گناہوں سے۔

فائدہ: اس حدیث میں راوی کو دو مقامات پر شک ہے ایک یہ کہ شروع حدیث میں حضرت ﷺ نے بندۂ مسلمان فرمایا یا بندۂ مومن دوسرے یہ کہ ساتھ پانی کے فرمایا یا ساتھ آخری قطرہ پانی کے اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ شک نہیں راوی کو بلکہ آنحضرت ﷺ نے اس طور فرمایا ہے تاکہ معلوم ہو کہ مسلمان اور مومن کے ایک معنی ہیں اور شروع ہوتا ہے نکلنا گناہ کا پانی بہنے کے شروع سے اور تمام ہوتا ہے نکلنا اس کا آخری قطرہ پانی کے ساتھ۔ (زرقانی)

۶۱۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَانَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَالْتَمَسَ النَّاسُ وَضُوئًا فَلَمْ يَجِدُوهُ فَأُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَضُوءٍ فِي إِنَاءٍ فَوَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذٰلِكَ الْإِنَاءِ يَدَهُ ثُمَّ أَمَرَ النَّاسَ يَتَوَضَّئُونَ مِنْهُ قَالَ أَنَسٌ فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ أَصَابِعِهِ فَتَوَضَّأَ النَّاسُ حَتّٰى تَوَضَّئُوا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو جب قریب آگیا تھا عصر کا وقت پس ڈھونڈا لوگوں نے پانی وضو کے لیے مگر نہ پایا اور ایک برتن میں پانی آنحضرت ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس برتن میں رکھ دیا اور لوگوں کو حکم دیا وضو کرنے کا۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں دیکھتا تھا پانی کا فوارہ نکلتا تھا آپ ﷺ کی انگلیوں کے نیچے سے۔ پھر وضو کر لیا لوگوں نے یہاں تک کہ جو سب کے اخیر میں تھا اس نے بھی وضو کر لیا۔

فائدہ: وہ برتن ایک پیالہ تھا جو آدھا یا تہائی پانی سے بھرا تھا اور وضو کرنے والے قریب تین سو آدمیوں کے تھے یہ معجزہ ہمارے پیغمبر ﷺ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے سے بھی زیادہ عجیب ہے کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے سے پتھر سے پانی نکل آتا تھا اور یہ انگلیوں سے نکلتا تھا۔ سبحان اللہ ہزار جان سے قربان اپنے پروردگار کا ہونا چاہیے جس نے اپنے بندوں کے سمجھانے کے لیے ہر طرح کے معجزات پیغمبروں کو عطا فرمائے۔ (زرقانی مع اضافہ)۔

۶۲۔ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَدَنِيِّ الْمُجْمِرِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا إِلَى الصَّلَاةِ فَإِنَّهُ فِي صَلَاةٍ مَا دَامَ يَعْمِدُ إِلَى الصَّلَاةِ وَإِنَّهُ يُكْتَبُ لَهُ بِإِحْدٰى خُطْوَتَيْهِ حَسَنَةٌ

---

(٦١) بخاري (١٦٩) كتاب الوضوء: باب التماس الوضوء اذا حانت الصلاة، مسلم (٢٢٧٩) كتاب الفضائل: باب في معجزات النبي، ترمذي (٣٦٣١) كتاب المناقب: باب في آيات اثبات نبوة النبي، نسائي (٧٦) أحمد (١٣٢/٣)۔

(٦٢) بخاري (١٧٦، ٤٤٥، ٤٧٧) مسلم (٦٤٩) أبو داود (٥٥٦)۔

وَيُمْحَى عَنْهُ بِالْأُخْرَى سَيِّئَةٌ فَإِذَا سَمِعَ أَحَدُكُمُ الْإِقَامَةَ فَلَا يَسْعَ فَإِنَّ أَعْظَمَكُمْ أَجْرًا أَبْعَدُكُمْ دَارًا قَالُوا لِمَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ مِنْ أَجْلِ كَثْرَةِ الْخُطَا ۔

حضرت نعیم بن عبداللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے جس نے وضو کیا اچھی طرح پھر نکلا نماز کی نیت سے تو وہ گویا نماز میں ہے جب تک نماز کا قصد رکھتا ہے ہر قدم پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور دوسرے قدم پر ایک برائی مٹائی جاتی ہے تو جب کوئی تم میں سے تکبیر نماز کی سنے تو نہ دوڑے کیونکہ زیادہ ثواب اسی کو ہے جس کا مکان زیادہ دور ہے۔ کہا انہوں نے کیوں اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! کہا اس وجہ سے کہ اس کے قدم زیادہ ہوں گے۔

۶۳۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يُسْأَلُ عَنِ الْوُضُوءِ مِنَ الْغَائِطِ بِالْمَاءِ فَقَالَ سَعِيدٌ إِنَّمَا ذَلِكَ وُضُوءُ النِّسَاءِ ۔

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت سعید بن میتب سوال کیے گئے بعد پاخانے کے پانی لینے سے تو کہا کہ یہ طہارت عورتوں کی ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی ہر مرد کو استنجا کرنا ڈھیلوں سے کفایت کرتا ہے اور پانی سے آب دست لینا عورتوں کا کام ہے اور قاضی ابوالولید نے کہا کہ اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ عادت عورتوں کی یہ ہے کہ پانی سے آب دست کرتی ہیں اور مردوں کی یہ ہے کہ ڈھیلوں سے پاک کرتے ہیں دوسرے یہ کہ مردوں کو آب دست پانی سے کرنا معیوب ہے لیکن امام مالکؒ اور اکثر اہل علم کا مذہب نہیں ہے۔ نوویؒ نے کہا جس پر اجماع کیا اہل فتویٰ اور جمہور علماء نے وہ یہ ہے کہ ڈھیلوں سے پاک کر کے پانی سے آب دست کرنا افضل ہے اور جو ایک پر اکتفا کرے تو بھی جائز ہے لیکن پانی پر اکتفا کرنا بہتر ہے۔ (محلی)

۶۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب پی جائے کتا تمہارے کسی برتن میں تو دھوئے اس کو سات بار۔

---

(٦٤) بخاري (١٧٢) كتاب الوضوء : باب الماء الذي يغسل به شعر الانسان ' مسلم (٢٧٩) أبو داود (٧١' ٧٢' ٧٣) كتاب الطهارة وسننها : باب الوضوء بسؤر الكلب ، ترمذي (٩١) كتاب الطهارة : باب ما جاء في سؤر الكلب ، نسائي (٣٣٥) ابن ماجة (٣٦٣) ۔

(٦٥) صحيح لغيره : ابن ماجة (٢٧٧) كتاب الطهارة وسننها : باب المحافظة على الوضوء ' أحمد (٢٧٦/٥) دارمي (٦٥٥' ٦٥٦) طبراني كبير (١٠١/٢) ابن حبان (٣١١/٣) ۔

۶۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْتَقِيمُوا وَلَنْ تُحْصُوا وَاعْمَلُوا وَخَيْرُ أَعْمَالِكُمُ الصَّلَاةُ وَلَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوءِ إِلَّا مُؤْمِنٌ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سیدھی راہ پر رہو اور نہ شمار کر سکو گے تم اس کے ثواب کو یا نہ طاقت رکھو گے تم استقامت کی اور سب کاموں میں تمہارے لیے بہتر نماز ہے اور نہ محافظت کرے گا وضو پر مگر مومن۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **صحیح لغیرہ** کہا ہے۔ شیخ البانیؒ نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

فائدہ: ابن ماجہ اور بیہقی نے اس حدیث کو مسنداً ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور اس میں یہ ہے کہ جانو تم افضل تمہارے کاموں میں نماز ہے اور روایت کیا اس حدیث کو احمد اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے۔ (زرقانی)

باب ما جاء في المسح بالرأس والأذنين — سر اور کانوں کے مسح کا بیان

۶۶۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَأْخُذُ الْمَاءَ بِأُصْبُعَيْهِ لِأُذُنَيْهِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے کانوں کے مسح کے واسطے دو انگلیوں سے پانی لیتے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔ امام بیہقیؒ نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں۔

فائدہ: بیہقی اور حاکم نے بسند صحیح روایت کیا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے، کہا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے تھے اور لیتے تھے واسطے دونوں کانوں اپنے کے نیا پانی سوا اس پانی کے جو لیا تھا سر کے لیے اور حدیث مشہور کہ دونوں کان سر میں سے ہیں اگر صحیح ہو تو اس بات پر دلالت کرے گی کہ سر کا مسح کافی ہے کانوں کے مسح سے اور یہ خلاف ہے اجماع کے۔

۶۷۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيَّ سُئِلَ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ فَقَالَ لَا حَتَّى يُمْسَحَ الشَّعْرُ بِالْمَاءِ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ پوچھے گئے عمامہ پر مسح کرنے سے تو کہا کہ نہ کرے یہاں تک کہ مسح کرے بال کا پانی سے۔

---

(٦٦) موقوف صحيح : بيهقي في " السنن الكبرى " (٦٥/١ ، ٦٦) ابن أبي شيبة (١٨/١) ابن المنذر في الأوسط (٣٩٧) ۔

(٦٧) موقوف ضعيف : ترمذي (١٠٢) كتاب الطهارة : باب ما جاء في المسح على العمامة ، ابن أبي شيبة (٢٩/١) بيهقي (٦١/١) ۔

(٦٨) مقطوع صحيح : عبدالرزاق (١٩٠/١) ابن أبي شيبة (٣٠/١) بيهقي (٦١/١) ۔

(٦٩) مقطوع صحيح : ابن أبي شيبة (٣٠/١) بيقهي (٦١/١) ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **ضعیف** کہا ہے۔

٦٨۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانَ يَنْزِعُ الْعِمَامَةَ وَيَمْسَحُ رَأْسَهُ بِالْمَاءِ ۔

حضرت عروہ بن زبیر عمامہ سر سے اتار کر سر پر مسح کرتے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح** ہے۔

٦٩۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّهُ رَأَى صَفِيَّةَ بِنْتَ أَبِي عُبَيْدٍ امْرَأَةَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ تَنْزِعُ خِمَارَهَا وَتَمْسَحُ عَلَى رَأْسِهَا بِالْمَاءِ وَنَافِعٌ يَوْمَئِذٍ صَغِيرٌ ۔

نافع سے روایت ہے کہ انہوں نے دیکھا صفیہ کو جو بیوی تھیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی۔ اُتارتی تھیں اس کپڑے کو جس سے سر ڈھانپتے ہیں اور مسح کرتی تھیں اپنے سر پر پانی سے۔ اور نافع اس وقت نابالغ تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح** ہے۔

فائدہ: ورنہ صفیہ کا سر کیسے دیکھتے ابن عبدالبرؒ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ سے عمامہ پر مسح کرنا ثابت ہے۔ عمرو بن اُمیہ اور بلال اور مغیرہ اور انس کی روایت سے اور بخاری نے عمرو کی حدیث کو روایت کیا ہے اور جائز رکھا عمامہ پر احمد اور اوزاعی اور داؤد وغیرہم نے (زرقانی) اور صحابہ میں سے بہت لوگ اس طرف گئے ہیں انہی میں سے ہیں ابوبکر، عمر اور انس رضی اللہ عنہم اور اسحٰق و وکیع بن الجراح کا بھی یہی مذہب ہے اور قاضی شوکانی نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ مصفّٰی میں ہے کہ حدیث مسلم سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مسح کیا پیشانی پر سفر میں اور تمام کیا اس کو عمامہ پر تو جب عمامہ کھولنا دشوار ہو مسح کا تمام کر لینا عمامہ پر مستحب ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا کہ مسح کے متعلق اور پر عمامہ کے یا سر بندھن کے تو کہا مرد کو عمامہ پر اور عورت کو سر بندھن پر مسح درست نہیں ہے بلکہ مسح کرنا سر پر لازم ہے۔

فائدہ: یہی قول ہے شافعیؒ اور ابوحنیفہؒ کا۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا اس شخص کے بارے میں جس نے وضو کیا اور سر کا مسح بھول گیا۔ یہاں تک کہ اعضائے وضو خشک ہو گئے تو جواب دیا مسح کرے اپنے سر پر اور جو نماز پڑھ لی ہو اس کا اعادہ کرے۔

باب ما جاء في المسح على الخفين — موزوں پر مسح کا بیان

٧٠۔ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ لِحَاجَتِهِ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ قَالَ الْمُغِيرَةُ فَذَهَبْتُ مَعَهُ بِمَاءٍ فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(٧٠) بخاري (٣٦٣، ٣٨٨، ٢٩١٨، ٥٧٩٨، ٥٧٩٩) كتاب الصلاة : باب الصلاة في الجبة الشامية، أبو داود (١٤٩) كتاب الطهارة : باب المسح على الخفين، ترمذي (٩٨) كتاب الطهارة : باب ما جاء في المسح على الخفين ظاهرهما، نسائي (١٠٧) ابن ماجة (٥٤٥)۔

فَسَكَبْتُ عَلَيْهِ الْمَاءَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثُمَّ ذَهَبَ يُخْرِجُ يَدَيْهِ مِنْ كُمَّيْ جُبَّتِهِ فَلَمْ يَسْتَطِعْ مِنْ ضِيقِ كُمَّيِ الْجُبَّةِ فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ يَؤُمُّهُمْ وَقَدْ صَلَّى بِهِمْ رَكْعَةً فَصَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّكْعَةَ الَّتِي بَقِيَتْ عَلَيْهِمْ فَفَزِعَ النَّاسُ فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَحْسَنْتُمْ ۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ گئے حاجت ضروری کو جنگ تبوک میں تو میں پانی ساتھ لے کر گیا اور جب آپ فارغ ہو کر آئے میں نے پانی ڈالا تو دھویا آپ ﷺ نے منہ اپنا پھر نکالنے لگے ہاتھ اپنے جبہ کی آستینوں سے۔ مگر وہ اس قدر تنگ تھیں کہ ہاتھ نہ نکل سکے آخر نکالا آپ ﷺ نے ہاتھوں کو جبہ کے نیچے سے اور ہاتھ دھوئے اور مسح کیا سر پر اور موزوں پر۔ پھر آئے آپ تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ امامت کرا رہے تھے اور ایک رکعت ہو چکی تھی پس پڑھی رسول اللہ ﷺ نے ایک رکعت جو باقی تھی عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پیچھے اور لوگ گھبرائے جب آپ ﷺ نماز پڑھ چکے تو فرمایا کہ اچھا کیا تم نے۔

فائدہ: یعنی گھبراؤ مت اچھا کیا تم نے نماز کو کھڑے ہو گئے۔ بعد اس کے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کسی نبی کی وفات نہیں ہوئی مگر اس نے اپنی امت میں سے ایک مرد صالح کے پیچھے نماز پڑھی اور اس سے رد ہو گیا قول اُن لوگوں کا جو کہتے ہیں کہ نماز حضرت ﷺ کی کسی کے پیچھے درست نہیں ہے۔

۷۱۔ عَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَدِمَ الْكُوفَةَ عَلَى سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ وَهُوَ أَمِيرُهَا فَرَآهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ سَلْ أَبَاكَ إِذَا قَدِمْتَ عَلَيْهِ فَقَدِمَ عَبْدُ اللّٰهِ فَنَسِيَ أَنْ يَسْأَلَ عُمَرَ عَنْ ذٰلِكَ حَتّٰى قَدِمَ سَعْدٌ فَقَالَ أَسَأَلْتَ أَبَاكَ فَقَالَ لَا فَسَأَلَهُ عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَ عُمَرُ إِذَا أَدْخَلْتَ رِجْلَيْكَ فِي الْخُفَّيْنِ وَهُمَا طَاهِرَتَانِ فَامْسَحْ عَلَيْهِمَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَإِنْ جَاءَ أَحَدُنَا مِنَ الْغَائِطِ فَقَالَ عُمَرُ نَعَمْ وَإِنْ جَاءَ أَحَدُكُمْ مِنَ الْغَائِطِ ۔

نافع اور عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آئے کوفے میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ پر اور وہ حاکم تھے کوفہ کے تو دیکھا اُن کو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ مسح کرتے ہیں موزوں پر پس انکار کیا اس فعل کا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے۔ کہا سعد رضی اللہ عنہ نے تم اپنے باپ سے پوچھنا جب جانا۔ تو جب آئے عبداللہ رضی اللہ عنہ بھول گئے پوچھنا اپنے باپ سے۔ یہاں تک کہ سعد رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے کہا تم نے اپنے باپ سے پوچھا تھا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں۔ پھر پوچھا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے تو فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب ڈالے تو

(۷۱) بخاري (۲۰۲) كتاب الوضوء : باب المسح على الخفين ' نسائي (۱۲۱) كتاب الطهارة : باب المسح على الخفين ، أحمد (۱/۱٤) ۔

پاؤں اپنے موزوں کے اندر اور پاؤں پاک ہوں تو مسح کر موزوں پر۔ کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اگر چہ ہم پاخانہ سے ہو کر آئیں؟ کہا ہاں اگر چہ کوئی تم میں سے پاخانہ سے ہو کر آئے۔

فائدہ: پھر اس مسح کی کچھ مدت مقرر نہیں امام مالکؒ کے نزدیک جب تک جی چاہے اُن پر مسح کیا کرے اور احادیث متعددہ سے یہ امر ثابت ہے کہ مدت مسح کی مقیم کے لیے ایک رات دن ہے اور مسافر کے لیے تین دن تین رات ہے۔

۷۲۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ بَالَ فِي السُّوقِ ثُمَّ تَوَضَّأَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَمَسَحَ رَأْسَهُ ثُمَّ دُعِيَ لِجَنَازَةٍ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهَا حِينَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهَا۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے پیشاب کیا بازار میں پھر وضو کیا اور دھویا منہ اور ہاتھوں کو اپنے۔ اور مسح کیا سر پر پھر بلائے گئے جنازہ کی نماز کے لیے جب جا چکے مسجد میں تو مسح کیا موزوں پر پھر نماز پڑھی جنازہ پر۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ روایت **موقوف صحیح** ہے۔ امام بیہقیؒ نے اسے **صحیح** کہا ہے۔ امام نوویؒ نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔ [المجموع (۱/۴۵۵)]

فائدہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما نے موزوں کے مسح میں دیر کی بھولے سے یا بازار میں بوجہ کسی بیماری کے بیٹھ نہ سکے تو مسجد میں آ کر مسح کیا اور مسجد بازار سے قریب ہے۔ (زرقانی)

۷۳۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ رُقَيْشٍ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَتَى قُبَا فَبَالَ ثُمَّ أُتِيَ بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ ثُمَّ جَاءَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى۔

حضرت سعید بن عبدالرحمٰن نے دیکھا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو آئے وہ قبا کو تو پیشاب کیا پھر لایا گیا پانی وضو کا۔ تو وضو کیا، دھویا منہ کو اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک اور مسح کیا سر پر اور مسح کیا موزوں پر، پھر مسجد میں آ کر نماز پڑھی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا اس شخص کا جس نے وضو کیا نماز کے لیے پھر پہنا دونوں موزوں کو، پھر پیشاب کیا پھر اتار لیے موزے پھر پہن لیے کیا وضو پھر کرے۔ تو جواب دیا امام مالکؒ نے کہ موزے اتار کر وضو کرے اور پاؤں دھوئے اور موزوں پر وہی شخص مسح کرے جس نے موزوں کو پہنا تھا اور پاؤں اس کے پاک تھے وضو کی پاکی سے۔ لیکن جس نے موزوں کو اس حال میں پہنا کہ وہ پاؤں اس کے وضو کی پاکی سے پاک نہ تھے تو وہ مسح نہ کرے موزوں پر۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ موزے پہنتے وقت باوضو ہو۔

---

(۷۲) موقوف صحیح: شافعي في مسنده (ص ۲۲) وفي الأم (۷/۲۲۶) ابن المنذر فی الأوسط (۱/۴۲۱) بیهقی فی السنن الکبری (۱/۸۴) معرفة السنن والآثار (۱/۱۸۲)۔

(۷۳) موقوف صحیح: شافعي في مسنده (ص ۲۲)، وفي الأم (۷/۲۲۶) معرفة السنن والآثار للبیهقی (۱/۳۳۹، ۴۲۰)۔

مسئلہ: حضرت امام مالکؒ سے سوال ہوا اس شخص کے بارے میں جس نے وضو کیا اور موزے پہنے ہوئے تھے لیکن وہ مسح موزوں کا کرنا بھول گیا' یہاں تک کہ وضو اس کا سوکھ گیا اور نماز اس نے پڑھ لی تو جواب دیا کہ وہ شخص موزوں پر مسح کرے اور نماز کا اعادہ کرے مگر وضو کا اعادہ ضروری نہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا اس شخص کے بارے میں جس نے پاؤں دھو کر موزے پہن لیے پھر وضو شروع کیا تو جواب دیا کہ موزے اتار کر وضو کرے اور پاؤں دھوئے۔

فائدہ: اس سبب سے کہ موزے پہنتے وقت باوضو نہ تھا بلکہ صرف پاؤں دھو لیے تھے اور پاؤں دھو لینے سے پورا وضو نہیں ہوتا۔

باب العمل فی المسح علی الخفین موزوں کے مسح کی ترکیب کا بیان

۷۴۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّهُ رَأَى أَبَاهُ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ قَالَ وَكَانَ لَا يَزِيدُ إِذَا مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ عَلَى أَنْ يَمْسَحَ ظُهُورَهُمَا وَلَا يَمْسَحُ بُطُونَهُمَا ـ

حضرت ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے باپ کو دیکھا جب مسح کرتے موزوں پر تو مسح کرتے موزوں کی پشت پر نہ اندر کی جانب۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

فائدہ: یعنی جو زمین سے ملا ہوا ہے تلوے کے نیچے۔ ابوداود نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ اگر دین کا مدار عقل پر ہوتا تو اندر کی جانب کا مسح اولیٰ ہوتا اس کی پشت پر مسح کرنے سے اور میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسح کرتے تھے موزوں کی پشت پر۔ (محلی)

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ میں نے ابن شہاب زُہری سے پوچھا کہ کس طرح مسح ہوتا ہے موزوں پر تو ابن شہاب نے ایک ہاتھ موزے کے نیچے رکھا اور ایک ہاتھ اوپر پھر دونوں کو کھینچ لیا۔ امام مالکؒ کہتے ہیں کہ ابن شہاب کا قول مجھے بہت پسند ہے۔

فائدہ: یعنی تمام موزوں پر مسح کرنا چاہیے اور حنفیہ کے نزدیک ترکیب مسح کی یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کی انگلیوں کو داہنے موزے پر اور بائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں موزے پر آگے سے رکھ کر پنڈلی تک کھینچ لے اور انگلیوں کو کھلا رکھے۔ (زرقانی ومحلی)

باب ما جاء فی الرعاف نکسیر پھوٹنے کا بیان

۷۵۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا رَعَفَ انْصَرَفَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَجَعَ فَبَنَى وَلَمْ يَتَكَلَّمْ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب نکسیر پھوٹتی اُن کی نماز میں' پھر آتے اور وضو کر کے لوٹ جاتے پھر بنا کرتے اور بات نہ کرتے۔

---

(۷٤) مقطوع صحیح : الشافعی فی "الأم" (۲۲٦/۷) ۔

(۷٥) مقطوع صحیح : عبدالرزاق (۳٦۰۹) ابن أبي شيبة (۵۹۰۱) بيهقي (۲۵٦/۲) الشافعی المسند (۱۰۵/۱) معرفة السنن والآثار (۱۰۸/۲) ابن المنذر فی الأوسط (۱٦۹/۱) ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس روایت کی سند **صحیح** ہے۔

فائدہ: یعنی جتنی نماز باقی رہی تھی اس قدر پڑھتے اعادہ نہ کرتے اور جو بات کر لی بغیر عذر کے تو نماز باطل ہو جائے گی اب سرے سے پڑھنا چاہیے۔(زرقانی)

۷۶۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَرْعُفُ فَيَخْرُجُ فَيَغْسِلُ الدَّمَ عَنْهُ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَبْنِي عَلَى مَا قَدْ صَلّٰى ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی نکسیر پھوٹتی تو باہر جا کر خون دھوتے' پھر لوٹ کر بنا کر لیتے جس قدر پر کہ پڑھ چکے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ میں نے کہیں نہیں پایا کہ کسی نے اسے موصول بیان کیا ہو۔

فائدہ: اس واسطے کہ وضوٹوٹا نہیں اور کوئی کام منافی نماز کے نہ کیا اور نکسیر پھوٹنے سے وضو نہیں جاتا۔(زرقانی)

۷۷۔ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ اللَّيْثِيِّ أَنَّهُ رَأَى سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ رَعَفَ وَهُوَ يُصَلِّي فَأَتَى حُجْرَةَ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُتِيَ بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَجَعَ فَبَنَى عَلَى مَا قَدْ صَلّٰى ۔

حضرت یزید بن عبداللہ سے روایت ہے کہ سعید بن مسیبؒ کے نکسیر پھوٹی نماز میں تو آئے حجرہ میں اُم سلمہ کے جو بی بی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی' پھر لایا گیا پانی وضو کا تو وضو کیا پھر لوٹ گئے اور بنا کر لی نماز اپنی سابق پر۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

فائدہ: وضو کرنے سے مراد یہ ہے کہ خون دھوڈالتے بہ دلیل اس روایت کے جو آگے آتی ہے۔

باب العمل فی الرعاف — نکسیر پھوٹنے کے بیان میں

۷۸۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ الْأَسْلَمِيِّ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَرْعُفُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الدَّمُ حَتّٰى تَخْتَضِبَ أَصَابِعُهُ مِنَ الدَّمِ الَّذِي يَخْرُجُ مِنْ أَنْفِهِ ثُمَّ يُصَلِّي وَلَا يَتَوَضَّأُ ۔

حضرت عبدالرحمٰن نے سعید بن مسیب کو دیکھا کہ اُن کی نکسیر پھوٹتی اور خون نکلتا۔ یہاں تک کہ انگلیاں اُن کی رنگین ہو جاتیں اس خون سے پھر نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **حسن** ہے۔

---

(۷٦) مقطوع ضعيف : بيهقي (۲/۲۵۷)۔

(۷۷) مقطوع صحيح : عبدالرزاق (۳٦۱٤) ابن أبي شيبة (۵۹۱۳) بيهقي (۲/۲۵۷)۔

(۷۸) مقطوع حسن : عبدالرزاق (۵۵۷) ابن أبي شيبة (۱٤٦٤) بيهقى فى الخلافيات (۲/۳۲۳) معرفة السنن والآثار (۱/۲۳۸)۔

۷۹۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْمُجَبَّرِ أَنَّهُ رَأَى سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَخْرُجُ مِنْ أَنْفِهِ الدَّمُ حَتَّى تَخْتَضِبَ أَصَابِعُهُ ثُمَّ يَفْتِلُهُ ثُمَّ يُصَلِّي وَلَا يَتَوَضَّأُ ۔

حضرت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ انہوں نے دیکھا کہ سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو خون نکلتا تھا ان کی ناک سے یہاں تک کہ رنگین ہو جاتی تھیں انگلیاں اُن کی پھر مَل ڈالتے تھے اس کو پھر نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

باب العمل فيمن غلبه الدم من جرح أو رعاف — جس شخص کا خون زخم یا نکسیر پھوٹنے سے برابر بہتا رہے اس کا بیان

۸۰۔ عَنِ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مِنَ اللَّيْلَةِ الَّتِي طُعِنَ فِيهَا فَأَيْقَظَ عُمَرَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ فَقَالَ عُمَرُ نَعَمْ وَلَا حَظَّ فِي الْإِسْلَامِ لِمَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى عُمَرُ وَجُرْحُهُ يَثْعَبُ دَمًا ۔

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اس رات کو جس میں وہ زخمی ہوئے تھے تو جگائے گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز صبح کے واسطے۔ پس فرمایا کہ ہاں اور اچھا نہیں حصہ اس شخص کا اسلام میں جو ترک کرے نماز کو تو نماز پڑھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور زخم سے ان کے خون بہتا تھا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔ علامہ البانی ؒ نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔[ارواء الغليل (۲۲٦/۱)]

فائدہ: امام سیوطیؒ نے کہا کہ اس اثر سے تمسک کیا ہے اُن لوگوں نے جو کافر کہتے ہیں اس شخص کو جو نماز ترک کرے سستی سے اور یہی مذہب ہے ایک جماعت کا صحابہ سے اور یہی قول ہے احمد اور اسحاق کا۔(زرقانی)

۸۱۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ مَا تَرَوْنَ فِيمَنْ غَلَبَهُ الدَّمُ مِنْ رُعَافٍ فَلَمْ يَنْقَطِعْ عَنْهُ قَالَ مَالِك قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ثُمَّ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَرَى أَنْ يُومِئَ بِرَأْسِهِ إِيمَاءً ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

---

(۷۹) مقطوع صحيح : ابن أبي شيبة (۳۱/۲) الشافعي في كتابه القديم كما في المعرفة (۲۳۷/۱) معرفة السنن والآثار (۲۳۸/۱) الخلافيات (۲۳٤/۲) ۔

(۸۰) موقوف صحيح : دارقطني (۲۲۳/۱) بيهقي (۳۵۷/۱) ۔

(۸۱) مقطوع صحيح : عبدالرزاق (۱٤۹/۱) ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت سعید بن میسبؒ نے کہا کہ جس شخص کا خون نکسیر پھوٹنے سے جاری رہے اور خون بند نہ ہو تو اس کے حق میں تم کیا کہتے ہو۔ کہا یحییٰ بن سعید نے کہ پھر کہا سعید بن میسبؒ نے کہ میرے نزدیک نماز اشارہ سے پڑھ لے۔

فائدہ: یعنی رکوع اور سجدہ نہ کرے اس خوف سے کہ کپڑے اس کے بھر جائیں یا مقام سجدہ گندہ ہو جائے۔ امام محمدؒ نے مؤطا میں کہا کہ جب کسی شخص کی نکسیر کا خون بہت بہتا ہو تو اگر رکوع سجدہ کرنے سے بہے تو اشارہ سے پڑھ لے اور جو ہر حال میں بہتا ہو تو سجدہ کرے اور رکوع کرے۔ (محلی) کہا مالکؒ نے کہ قول سعید بن میسب کا بہت پسند ہے مجھ کو منجملہ اُن اقوال کے جو سنے میں نے اس باب میں۔

باب الوضوء من المذی — مذی سے وضو ٹوٹ جانے کا بیان

فائدہ: مذی وہ رطوبت ہے جو مساس کے وقت قبل از جماع کے ظاہر ہوتی ہے اور اس کے نکلنے کے بعد شہوت کم نہیں ہوتی اور منی وہ پانی ہے کود کر نکلنے والا جس کے نکلنے سے شہوت کم ہو جاتی ہے اور ودی وہ پانی ہے جو بعد پیشاب کے نکلتا ہے۔

۸۲۔ عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَمَرَهُ أَنْ يَسْأَلَ لَهُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ إِذَا دَنَا مِنْ أَهْلِهِ فَخَرَجَ مِنْهُ الْمَذْيُ مَاذَا عَلَيْهِ قَالَ عَلِيٌّ فَإِنَّ عِنْدِي ابْنَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَسْتَحِي أَنْ أَسْأَلَهُ قَالَ الْمِقْدَادُ فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ إِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَنْضَحْ فَرْجَهُ بِالْمَاءِ وَلْيَتَوَضَّأْ وُضُوئَهُ لِلصَّلَاةِ۔

مقداد بن الاسود کو حکم کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ پوچھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کوئی مرد نزدیکی کرے اپنی عورت سے اور نکل آئے مذی تو کیا لازم ہوتا ہے اس شخص پر کہا علی رضی اللہ عنہ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی میرے نکاح میں ہیں اس سبب سے مجھے پوچھنے میں شرم آتی ہے تو پوچھا مقداد نے' فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں سے کسی کو ایسا اتفاق ہو تو دھو ڈالے ذکر کو پانی سے اور وضو کرے جیسے کہ وضو ہوتا ہے نماز کے لیے۔

۸۳۔ عَنْ أَسْلَمَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ إِنِّي لَأَجِدُهُ يَنْحَدِرُ مِنِّي مِثْلَ الْخُرَيْزَةِ فَإِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَغْسِلْ ذَكَرَهُ وَلْيَتَوَضَّأْ وُضُوئَهُ لِلصَّلَاةِ يَعْنِي الْمَذْيَ۔

حضرت اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا مذی اس طرح گرتی ہے مجھ سے جیسے بلور کا دانہ تو جب ایسا اتفاق ہو تم میں کسی کو تو دھو ڈالے اپنے ذکر کو اور وضو کرے جیسے وضو کرتا ہے نماز کے لیے۔

---

(۸۲) بخاري (۱۳۲، ۱۷۸، ۲۶۹) كتاب الوضوء: باب من لم ير الوضوء الا من المخرجين، مسلم (۳۰۳) كتاب الحيض: باب المذى، أبو داود (۲۰۶) كتاب الطهارة: باب فى المذى، ترمذي (۱۱٤) كتاب الطهارة: باب ما جاء فى المنى والمذى، نسائي (۱۵۲) ابن ماجة (۵۰٤)۔

(۸۳) موقوف صحيح: عبدالرزاق (۶۰۵) البيهقي (۳۵۶/۱) معرفة السنن والآثار (۲۶۶/۱)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

۸۴۔ عَنْ جُنْدُبٍ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ الْمَذْيِ فَقَالَ إِذَا وَجَدْتَهُ فَاغْسِلْ فَرْجَكَ وَتَوَضَّأْ وُضُوئَكَ لِلصَّلَاةِ۔

حضرت جندب سے روایت ہے کہ پوچھا میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مذی کا حکم تو کہا انہوں نے جب دیکھے تو مذی کو دھو ڈال ذکر کو اپنے اور وضو کر جیسے وضو کرتا ہے نماز کے لیے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **ضعیف** ہے، کیونکہ جندب مولی عبداللہ بن عیاش مجہول ہے۔

باب الرخصة فی ترك الوضوء من الودی — ودی کے نکلنے سے وضو معاف ہونے کا بیان

۸۵۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَهُ وَرَجُلٌ يَسْأَلُهُ فَقَالَ إِنِّي لَأَجِدُ الْبَلَلَ وَأَنَا أُصَلِّي أَفَأَنْصَرِفُ فَقَالَ لَهُ سَعِيدٌ لَوْ سَالَ عَلَى فَخِذِي مَا انْصَرَفْتُ حَتَّى أَقْضِيَ صَلَاتِي۔

حضرت یحیٰ بن سعید کہتے ہیں کہ سعید بن مسیبؒ سے پوچھا ایک شخص نے اور میں سنتا تھا کہ مجھے تری معلوم ہوتی ہے نماز میں کیا توڑوں میں نماز کو یہاں تک کہ تمام کروں نماز کو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

فائدہ: مصفیٰ میں لکھا ہے کہ اکثر علماء وضو معاف ہونے کے قائل نہیں ہیں کیونکہ پیشاب کا اگر ایک قطرہ نکلے تو وضو سب کے نزدیک ٹوٹ جائے گا اور ودی بھی ایک قطرہ ہے پیشاب کا اور بغوی نے تاویل کی ہے اس اثر کی اور جو اثر آگے آتا ہے اس طرح پر کہ مراد یہ ہے کہ شک سے وضو نہیں ٹوٹتا تو اگر نمازی کو وسوسہ ہو کہ ذکر سے کچھ تری نکلی ہے تو اس طرح التفات نہ کرے اور اپنی نماز کو پورا کرے اور سعید بن مسیب کا یہ قول بہ طور مبالغہ کے ہے شک کے رفع کرنے کے لیے۔ (انتہی) اور زرقانی نے کہا کہ سعید بن مسیب کا مذہب یہی ہے کہ نماز میں تری نکلنے سے وضو نہیں جاتا اگر چہ ٹپکے اور بہے اور امام مالکؒ نے اس کو حمل کیا ہے مذی بہنے کے عارضے پر یہی کہا باجی نے اور ابوعمرو نے کہا کہ مذی اگر اس کثرت سے بہتی ہے کہ بدن اور کپڑا نمازی کا بھر جائے تو وہ مانع نماز نہیں ہے اگر چہ قبل نماز کے اس کو دھو لینا چاہیے اور امام مالکؒ کا مذہب یہی ہے کہ منی یا مذی یا پیشاب اگر برابر نکلا کرے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا اور ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ نے اس میں اختلاف کیا ہے ان کے نزدیک ایسے شخص کو ہر نماز کے لیے وضو کرنا چاہیے۔ (انتہی) یہ اختصار امام محمدؒ نے اپنی موطا میں لکھا ہے کہ ہمارا بھی مذہب یہی ہے کہ اگر کسی آدمی کو وسواس ہو اور شیطان اس کے دل میں شک ڈالا کرے یعنی وہ اپنی نماز کو نہ توڑے اور یہی قول ابوحنیفہؒ کا ہے۔

---

(٨٤) موقوف ضعيف : بيقهي (٣٥٦/١) -

(٨٥) مقطوع صحيح : عبدالرزاق (١٥٩/١، ١٦٠) -

(٨٦) مقطوع صحيح : التاريخ الكبير للبخاري (٣٠١/٤ - ٣٠٢) -

۸۶۔ عَنِ الصَّلْتِ بْنِ زُيَيْدٍ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ عَنِ الْبَلَلِ أَجِدُهُ فَقَالَ انْضَحْ مَا تَحْتَ ثَوْبِكَ بِالْمَاءِ وَالْهُ عَنْهُ۔

حضرت صلت بن زبید سے روایت ہے کہ انہوں نے پوچھا حضرت سلیمان بن یسار سے کہ تری پاتا ہوں میں' کہا پانی چھڑک لے اپنے تہبند یا ازار پر اور غافل ہو جا اس سے یعنی اس کا خیال مت کر اور بھلا دے اس کو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** ہے۔

باب الوضوء من مس الفرج شرمگاہ کو چھونے سے وضو لازم ہونے کا بیان

۸۷۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ دَخَلْتُ عَلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَتَذَاكَرْنَا مَا يَكُونُ مِنْهُ الْوُضُوءُ فَقَالَ مَرْوَانُ وَمِنْ مَسِّ الذَّكَرِ الْوُضُوءُ فَقَالَ عُرْوَةُ مَا عَلِمْتُ هَذَا فَقَالَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ أَخْبَرَتْنِي بُسْرَةُ بِنْتُ صَفْوَانَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((إِذَا مَسَّ أَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ))۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا حضرت عروہ بن زبیر سے کہ میں گیا حضرت مروان بن حکم کے پاس اور ذکر کیا ہم نے ان چیزوں کا جن سے وضو لازم آتا ہے تو کہا مروان نے کہ ذکر کے چھونے سے بھی لازم آتا ہے حضرت عروہ نے کہا میں اس کو نہیں جانتا حضرت مروان نے کہا مجھے خبر دی حضرت بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا نے' اس نے سنا آنحضرت ﷺ سے فرماتے تھے جب چھوئے تم میں سے کوئی اپنے ذکر کو تو وضو کرے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے اور امام احمدؒ، امام بخاریؒ، امام یحییٰ بن معینؒ، امام ترمذیؒ، امام ابن خزیمہؒ، امام ابن حبانؒ، امام دار قطنیؒ، امام حاکمؒ، امام بیہقیؒ، امام ابن حزمؒ، امام ابن عبدالبرؒ، امام ابن دقیق العیدؒ، امام ابن ملقنؒ، امام ذہبیؒ اور حافظ ابن حجرؒ نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔ علامہ البانیؒ نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح** ہے۔[صحیح موارد الظمآن (۱۷۳ ۔ ۱۷۴)]

فائدہ: چھونے سے یہ غرض ہے کہ ہتھیلی سے بغیر کسی حائل کے ذکر کو چھولے یہ امر وضو ٹوٹ جانے کا باعث ہے کیونکہ ترمذی کی روایت میں ہے نماز نہ پڑھے جب تک کہ وضو نہ کرے۔ زرقانی نے کہا کہ اس حدیث کو شافعیؒ اور احمدؒ اور اصحاب سنن اور ابن خزیمہ اور ابن الجارود اور حاکم نے روایت کیا ہے اور احمد اور یحییٰ بن معین اور ترمذی اور حاکم اور دار قطنی اور بیہقی اور حازمی نے تصریح کر دی ہے اس بات کی کہ یہ حدیث صحیح

(۸۷) صحیح: أبو داود (۱۸۱) كتاب الطهارة: باب الوضوء من مس الذكر' ترمذي (۸۲) كتاب الطهارة: باب الوضوء من مس الذكر، نسائي (۱٦۳) كتاب الطهارة: باب الوضوء من مس الذكر، ابن ماجة (٤۷۹) كتاب الطهارة وسننها: باب الوضوء من مس الذكر، الدارمي (۷۲٤) ابن حبان في صحيحه (۳/۳۹٦) ابن عبد البر في التمهيد (۱۷/۱۸٦) بيهقي في السنن الكبرى (۱/۱۲۸) بغوى في معالم التنزيل (۲/۲۲٤) وفي شرح السنة (۱/۲٤۰) حازمى في الاعتبار (۱/۲۲۱)۔

ہے۔ بخاری کی شرط اور اس کی تائید میں سترہ صحابیوں نے روایت کیا ہے اور سیوطی نے اس حدیث کو متواتر کہا ہے۔ (انتہی باختصار) مصفی میں ہے کہ شاید یہ وضو احتیاطی ہو اسی وجہ سے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کو لازم کیا اور بعضوں نے لازم نہ کیا کیونکہ وضو شرعی کی ضرورت اور کثرت وقوع ظاہر ہے پس یہ بات بعید ہے کہ اجلائے صحابہ رضی اللہ عنہم ایسے امور میں اختلاف کریں ہاں جو امر احتیاطاً اور تورعاً ہو اس میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا اختلاف شائع تھا بلکہ اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم رخصت کی طرف مائل ہوتے تھے۔ (انتہی)

۸۸۔ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أُمْسِكُ الْمُصْحَفَ عَلَى سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ فَاحْتَكَكْتُ فَقَالَ سَعْدٌ لَعَلَّكَ مَسِسْتَ ذَكَرَكَ قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ قُمْ فَتَوَضَّأْ فَقُمْتُ فَتَوَضَّأْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ۔

حضرت مصعب بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں کلام اللہ لیے رہتا تھا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ پڑھتے تھے ایک روز میں نے کھجایا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ شاید تو نے اپنے ذکر کو چھوا۔ میں نے کہا ہاں تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا اٹھ وضو کر سو میں کھڑا ہوا اور وضو کیا' پھر آیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح** ہے اور امام بیہقی نے اسے **ثابت** کہا ہے۔

۸۹۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ إِذَا مَسَّ أَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جب چھوئے تم میں سے کوئی ذکر اپنا تو واجب ہے اس پر وضو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

فائدہ: اس اثر کو بزار نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ (زرقانی)

۹۰۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ۔

حضرت عروہ بن زبیر کہتے تھے جو شخص چھوئے ذکر کو اپنے تو واجب ہوا اس پر وضو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

۹۱۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ أَبِي عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَغْتَسِلُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَتِ أَمَا يَجْزِيكَ الْغُسْلُ مِنَ الْوُضُوءِ قَالَ بَلَى وَلٰكِنِّي أَحْيَانًا أَمَسُّ ذَكَرِي فَأَتَوَضَّأُ۔

حضرت سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا اپنے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو غسل کر کے پھر وضو کرتے۔ تو

---

(۸۸) موقوف صحيح: عبدالرزاق (٤١٤، ٤١٥) بيهقي (٨٨/١، ١٣١)۔

(۸۹) موقوف صحيح: عبدالرزاق (٤٢١) بيهقي (١٣١/١)۔

(۹۰) مقطوع صحيح: عبدالرزاق (٤٤٥) بيهقي (١٣١/١)۔

(۹۱) موقوف صحيح: عبدالرزاق (٤١٩) بيهقي (١٣١/١)۔

پوچھا میں نے اے باپ میرے! کیا غسل کافی نہیں ہے وضو سے؟ کہا ہاں کافی ہے لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بعد غسل کے چھو لیتا ہوں ذکر اپنا تو وضو کرتا ہوں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح** ہے۔

۹۲۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِي سَفَرٍ فَرَأَيْتُهُ بَعْدَ أَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ تَوَضَّأَ ثُمَّ صَلَّى قَالَ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّ هٰذِهِ لَصَلَاةٌ مَا كُنْتَ تُصَلِّيهَا قَالَ إِنِّي بَعْدَ أَنْ تَوَضَّأْتُ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ مَسِسْتُ فَرْجِي ثُمَّ نَسِيتُ أَنْ أَتَوَضَّأَ فَتَوَضَّأْتُ وَعُدْتُ لِصَلَاتِي۔

حضرت سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں سفر میں ساتھ تھا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے تو دیکھا میں نے آج آفتاب نکلا تو وضو کیا انہوں نے اور نماز پڑھی میں نے کہا کہ آج آپ نے ایسی نماز پڑھی جس کو آپ نہ پڑھتے تھے۔ کہا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ آج میں نے وضو کر کے اپنے ذکر کو چھو لیا تھا پھر وضو کرنا میں بھول گیا اور نماز صبح کی میں نے پڑھ لی اس لیے میں نے اب وضو کیا اور نماز کو دوبارہ پڑھ لیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

فائدہ: زرقانی نے کہا ہے کہ حدیث وضو لازم آنے کی ذکر چھونے سے متواتر ہے بسرہ سے اُن لوگوں نے روایت کیا جن کا ذکر ہوا اور ابن ماجہ نے اس کو جابر اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہما سے اور حاکم نے سعد رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اور احمدؒ نے زید بن خالد جہنی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور بزار نے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ اور اروی بنت اُنیس سے اور ابن مندہ نے اُبی رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ اور قبیصہ رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ اور نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا لیکن ان سب حدیثوں میں زیادہ صحیح بسرہ کی روایت ہے جیسا کہ کہا بخاری نے (انتہی)

باب الوضوء من قبلة الرجل امرأته — بوسہ لینے سے اپنی عورت کے وضو ٹوٹ جانے کا بیان

۹۳۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ قُبْلَةُ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ وَجَسُّهَا بِيَدِهِ مِنَ الْمُلَامَسَةِ فَمَنْ قَبَّلَ امْرَأَتَهُ أَوْ جَسَّهَا بِيَدِهِ فَعَلَيْهِ الْوُضُوءُ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ بوسہ لینا مرد کا اپنی عورت کو اور چھونا اس کا ہاتھ سے ملامست میں داخل ہے(۱) تو جو شخص بوسہ لے اپنی عورت کا یا چھوئے اس کو اپنے ہاتھ سے (۲) تو اس پر وضو ہے۔

---

(۹۲) موقوف صحيح: عبدالرزاق (٤١٧، ٤١٨) بيهقي (١٣١/١)۔

(۹۳) موقوف صحيح: شافعي في مسنده (ص ١١) بيهقي (١٢٤/١)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح** ہے۔امام بیہقیؒ نے کہا ہے کہ اس کی صحت میں کوئی شک نہیں۔
(۱) فائدہ: یعنی اللہ جل جلالہ کے اس قول میں ﴿اَوْ لَا مَسْتُمُ النِّسَاء﴾۔
(۲) فائدہ: بغیر کسی حائل کے یہ شہوت نزدیک مالک کے۔

۹۴۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يَقُولُ مِنْ قُبْلَةِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ الْوُضُوءُ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے تھے بوسہ سے مرد کے اپنی عورت کو وضو لازم آتا ہے۔
تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے یہ روایت **صحیح** ہے۔

۹۵۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مِنْ قُبْلَةِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ الْوُضُوءُ۔

ابن شہاب زہری کہتے تھے بوسہ سے مرد کے اپنی عورت کو وضو لازم آتا ہے۔
تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

باب العمل في غسل الجنابة — غسل جنابت کی ترکیب کا بیان

۹۶۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ بِغَسْلِ يَدَيْهِ ثُمَّ تَوَضَّأَ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ يُدْخِلُ أَصَابِعَهُ فِي الْمَاءِ فَيُخَلِّلُ بِهَا أُصُولَ شَعَرِهِ ثُمَّ يَصُبُّ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ غَرَفَاتٍ بِيَدَيْهِ ثُمَّ يُفِيضُ الْمَاءَ عَلَى جِلْدِهِ كُلِّهِ۔

حضرت ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب غسل کرتے جنابت سے تو پہلے دونوں ہاتھ دھوتے پھر وضو کرتے جیسے وضو ہوتا ہے نماز کے لیے پھر انگلیاں اپنی پانی میں ڈال کر بالوں کی جڑوں کا انگلیوں سے خلال کرتے پھر اپنے سر پر تین چلو دونوں ہاتھوں سے بھر کر ڈالتے پھر اپنے سارے بدن پر پانی بہاتے۔

۹۷۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنْ إِنَاءٍ هُوَ الْفَرَقُ مِنَ الْجَنَابَةِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل کرتے تھے اس برتن سے جس میں تین صاع پانی آتا تھا جنابت سے۔
تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔
فائدہ: مدینہ کے صاع کے حساب سے سولہ رطل پانی ہوا ہندوستان کے وزن کے موافق آٹھ سیر پانی ہوتا ہے۔شاہ ولی اللہ صاحب نے

---

(۹۲) موقوف صحيح : عبدالرزاق (٤١٧ ' ٤١٨) بيهقي (١٣١/١) -
(۹۳) موقوف صحيح : شافعي في مسنده (ص ١١) بيهقي (١٢٤/١) -

مصفیٰ میں لکھا ہے کہ یہ اندازہ بطور تعیین کے نہیں ہے اس سے کم وبیش نہ ہو اس واسطے کہ آدمی باعتبار قلت اور کثرت جثہ (یعنی جسم) کے متفاوت ہیں تو کبھی آنحضرت ﷺ تین صاع پانی سے غسل کرتے تھے اور کبھی کم سے یہاں تک کہ صحیحین میں مروی ہے کہ آپ ﷺ غسل کرتے تھے ایک صاع پانی سے پانچ مد تک اور وضو مد سے کرتے تھے۔ صاع اہل مدینہ کے نزدیک پانچ رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہے۔

۹۸۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدِهِ الْيُمْنَى فَغَسَلَهَا ثُمَّ غَسَلَ فَرْجَهُ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَنَضَحَ فِي عَيْنَيْهِ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى ثُمَّ الْيُسْرَى ثُمَّ غَسَلَ رَأْسَهُ ثُمَّ اغْتَسَلَ وَأَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب غسل جنابت شروع کرتے تو پہلے اپنے داہنے ہاتھ پر پانی ڈال کر دھوتے پھر اپنی شرمگاہ دھوتے پھر کلی کرتے اور ناک میں پانی ڈالتے پھر منہ دھوتے اور آنکھوں کے اندر پانی مارتے پھر داہنا ہاتھ دھوتے پھر بایاں ہاتھ دھوتے پھر سر دھوتے پھر سارے بدن پر پانی ڈال کر غسل کرتے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

فائدہ: آنکھوں کے اندر پانی پہنچانا اکثر علماء کے نزدیک ضروری نہیں صرف عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا مذہب ہے۔ (مصفیٰ)

۹۹۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَائِشَةَ سُئِلَتْ عَنْ غُسْلِ الْمَرْأَةِ مِنَ الْجَنَابَةِ فَقَالَتْ لِتَحْفِنْ عَلَى رَأْسِهَا ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ مِنَ الْمَاءِ وَلْتَضْغَثْ رَأْسَهَا بِيَدَيْهَا۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ عائشہ اُم المومنین سے پوچھا گیا کس طرح غسل کرے عورت جنابت سے؟ کہا کہ ڈالے اپنے سر پر تین چلو دونوں ہاتھوں سے بھر بھر کر اور ملے اپنے سر کو دونوں ہاتھوں سے۔

فائدہ: تاکہ پانی اندر بالوں کے سر کی کھال تک پہنچ جائے اور چوٹی کھولنا ضروری نہیں ہے (زرقانی) اور پاؤں کا دھونا بعض روایتوں میں وضو کے ساتھ آیا ہے اور بعض روایتوں میں غسل کے بعد اور ہر ایک کی ایک وجہ ہے (مصفیٰ) وجہ یہ ہے کہ اگر جائے غسل کی پاک صاف ہو اور پانی وہاں نہ ٹھہرتا ہو تو وضو کے ساتھ ہاتھ پاؤں کو بھی دھولے ورنہ بعد غسل کے دھوئے۔

باب واجب الغسل اذا التقی الختانان
دخول سے غسل واجب ہونے کا بیان اگرچہ انزال نہ ہو

۱۰۰۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَعَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

(۹۸) موقوف صحیح: عبدالرزاق (۹۹۰، ۹۹۱) بیهقی (۱/۱۷۷) معرفة السنن والآثار (۱/۲۷۲)۔

(۹۹) بخاري (۲۷۷) كتاب الغسل: باب من بدأ بشق رأسه الأيمن، أبو داود (۲۵۳) كتاب الطهارة: باب في المرأة هل تنقض شعرها عند الغسل۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا يَقُولُونَ إِذَا مَسَّ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ ۔

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول یہی تھا کہ جب مس کرے ختنہ ختنہ سے یعنی سرذ کر عورت کی قبل میں غائب ہو جائے تو واجب ہوا غسل۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

۱۰۱۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يُوجِبُ الْغُسْلَ فَقَالَتْ هَلْ تَدْرِي مَا مَثَلُكَ يَا أَبَا سَلَمَةَ مَثَلُ الْفَرُّوجِ يَسْمَعُ الدِّيَكَةَ تَصْرُخُ فَيَصْرُخُ مَعَهَا إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ ۔

حضرت ابی سلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کس چیز سے غسل واجب ہوتا ہے؟ تو کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ تو جانتا ہے اپنی صفت کو اے ابوسلمہ صفت تیری مثل چوزہ مرغ کے ہے جب مرغ کو بانگ کرتے سنتا ہے تو آپ بھی بانگ کرنے لگتا ہے جب تجاوز کرے ختنہ ختنے سے تو واجب ہوا غسل۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

فائدہ: ابن عبدالبرؒ نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے غصہ کیا ابوسلمہ پر اس لیے کہ وہ مسئلہ میں مقلد تھے اس شخص کے جس کو اس کا علم نہ تھا۔ کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس قسم کے مسائل کو خوب جانتی تھیں بہ سبب قرب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بہ نسبت اور صحابہ کے اور ابوسلمہ فقط دخول سے غسل نہیں کرتے تھے بہ دلیل حدیث ابوسعید کے جو ابتدائے اسلام میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی تھی۔ اَلْمَآءُ مِنَ الْمَاءِ ۔ یعنی غسل واجب ہوتا ہے کہ پانی نکلے پس نفرت کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابوسلمہ سے اور بعض کہتے ہیں کہ ابوسلمہ نابالغ تھے ان کو اس مسئلے کے پوچھنے کی ضرورت نہ تھی مگر چونکہ اور لوگوں کو انہوں نے اس مسئلے میں بحث کرتے پایا اس لیے خود بھی تحقیق کرنے لگے۔ (زرقانی)

۱۰۲۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ أَتَى عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهَا لَقَدْ شَقَّ عَلَيَّ اخْتِلَافُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَمْرٍ إِنِّي لَأُعْظِمُ أَنْ أَسْتَقْبِلَكِ بِهِ فَقَالَتْ مَا هُوَ مَا كُنْتَ سَائِلًا عَنْهُ أُمَّكَ فَسَلْنِي عَنْهُ فَقَالَ الرَّجُلُ يُصِيبُ أَهْلَهُ ثُمَّ يُكْسِلُ وَلَا يُنْزِلُ فَقَالَتْ إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ فَقَالَ أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ لَا أَسْأَلُ عَنْ هَذَا أَحَدًا بَعْدَكِ أَبَدًا ۔

(۱۰۰) موقوف صحیح: عبدالرزاق (۲۴۵/۱) بیهقي (۱۶۶/۱) شافعي كتابه القديم كما في المعرفة (۲۶۳/۱) شرح معاني الآثار (۵۷/۱) حازمي في الاعتبار (ص: ۳۲) ۔

(۱۰۱) موقوف صحیح: عبدالرزاق (۲۴۶/۱) بیهقي (۱۶۶/۱) شرح معاني الآثار (۶۰/۱) ۔

(۱۰۲) مسلم (۳۴۹، ۳۵۰) كتاب الحيض: باب نسخ الماء من الماء، ترمذي (۱۰۸، ۱۰۹) كتاب الطهارة: باب ما جاء اذا التقى الختانان وجب الغسل، مسند شافعي (۱۱/۱) ۔

سعید بن میسب سے روایت ہے کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ آئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اور کہا ان سے کہ بہت سخت گزرا مجھ کو اختلاف صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مسئلے میں شرماتا ہوں کہ ذکر کروں اس کو تمہارے سامنے تو فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ کیا ہے وہ مسئلہ جو تو اپنی ماں سے پوچھ لے مجھ سے۔ کہا ابوموسیٰ نے کوئی جماع کرے اپنی بیوی سے پھر دخول کرے لیکن انزال نہ ہو تو کیا حکم ہے؟ کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ جب تجاوز کر جائے ختنہ ختنے سے واجب ہوا غسل۔ کہا ابوموسیٰ نے کہ اب نہ پوچھوں گا اس مسئلے کو کسی سے بعد تمہارے۔

۱۰۳۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ مَوْلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّ مَحْمُودَ بْنَ لَبِيدٍ الْأَنْصَارِيَّ سَأَلَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ عَنْ الرَّجُلِ يُصِيبُ أَهْلَهُ ثُمَّ يُكْسِلُ وَلَا يُنْزِلُ فَقَالَ زَيْدٌ يَغْتَسِلُ فَقَالَ لَهُ مَحْمُودٌ إِنَّ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ كَانَ لَا يَرَى الْغُسْلَ فَقَالَ لَهُ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ إِنَّ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ نَزَعَ عَنْ ذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ ۔

عبداللہ بن کعب بیان کرتے ہیں کہ حضرت محمود بن لبید انصاری نے پوچھا زید بن ثابت انصاری سے کہ ایک شخص جماع کرے اپنی بیوی سے پھر دخول کرے لیکن انزال نہ ہو۔ کہا زید نے غسل کرے۔ کہا محمود نے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اس صورت میں غسل کو واجب نہیں جانتے تھے۔ کہا زید نے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ قبل اپنی موت کے پھر گئے اس قول سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

۱۰۴۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ ۔

حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جب تجاوز کرے ختنہ ختنہ سے واجب ہوا غسل۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

فائدہ: ابن عربی ؒ نے کہا کہ اس پر اجماع کیا صحابہؓ ان کے بعد والوں اور ائمہ اربعہ نے مگر داؤد نے خلاف کیا اور ان کے اختلاف کا اعتبار نہیں ہے اور خطابیؒ نے کہا کہ غسل کے عدم وجوب پر بھی ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کی گئی ہے اور تابعین میں سے اعمش اس کے قائل ہیں اور ابوسلمہ سے بہ اسناد صحیح ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور عبدالرزاق نے ہشام بن عروہ اور عطا سے بھی ایسا ہی روایت کیا تو خلاف اس مسئلے میں موجود تھا صحابہؓ اور تابعین اور ان کے بعد والوں میں مگر صواب (درست) وہی ہے جس پر اکثر علماء ہیں یعنی غسل کے واجب ہونے پر۔

باب وضوء الجنب اذا أراد أن ينام أو يطعم قبل أن يغتسل

جنب جب سورہنے یا کھانے کا ارادہ کرے غسل سے پہلے تو وضو کر کے سونے یا کھانے کا بیان

۱۰۵۔ عنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يُصِيبُهُ

---

(١٠٣) موقوف حسن: عبدالرزاق (١/٢٥٠) بیهقی (١/١٦٦) ابن المنذر فی الأوسط (٢/٧٨)۔

(١٠٤) موقوف صحيح: عبدالرزاق (١/٢٤٧) بيهقي (١/١٦٦) ابن أبی شيبة (١/٨٨)۔

جَنَابَةٌ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ ـ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے ذکر کیا رسول اللہ ﷺ سے کہ اسے رات کو نہانے کی حاجت ہوتی ہے تو فرمایا آنحضرت ﷺ نے وضو کرلے اور دھولے ذکر اپنے کو پھر سورہ۔

فائدہ: حضرت عمرؓ نے عبداللہ بن عمرؓ کا ذکر کیا تھا کہ ان کو رات کو نہانے کی حاجت ہوتی ہے اور غسل اس وقت ممکن نہیں ہوتا تو آپ نے یہ جواب ارشاد فرمایا چنانچہ نسائی کی روایت میں یہ قصہ بتصریح موجود ہے اور یہ حکم وضو کا استحباباً ہے نزدیک ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کے اور بعض علمائے ظاہر کے نزدیک وجوباً ہے۔

۱۰۶۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ إِذَا أَصَابَ أَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَنَامَ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ فَلَا يَنَمْ حَتَّى يَتَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ـ

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ وہ کہتی تھیں جب کوئی تم میں سے جماع کرے اپنی عورت سے پھر سونا چاہے قبل غسل کے تو نہ سوئے یہاں تک کہ وضو کرلے جیسے کہ وضو ہوتا ہے نماز کے لیے۔

۱۰۷۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ أَوْ يَطْعَمَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ طَعِمَ أَوْ نَامَ ـ

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب سور ہنے یا کھانے کا ارادہ رکھتے حالت جنابت میں منہ دھوتے اور دونوں ہاتھ کہنیوں تک اور سر پر مسح کرتے پھر کھانا کھاتے یا سورہتے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

فائدہ: پاؤں کو نہ دھوتے اس لیے کہ یہ وضو واجب نہیں استحباباً ہے یا کسی عذر کے سبب۔ امام محمد نے موطا میں لکھا ہے کہ ہم کو خبر دی ابوحنیفہؒ نے انہوں نے روایت کیا ابی اسحاق سے انہوں نے اسود سے انہوں نے عائشہؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ جماع کرتے تھے پھر سو رہتے تھے اور پانی کو ہاتھ نہ لگاتے تھے۔ کہا محمد نے یہ حدیث سہل ہے لوگوں پر اور یہی قول ہے ابوحنیفہؒ کا (انتہی)۔ محدثین نے اس حدیث میں کلام کیا ہے کہ ابواسحٰق نے غلطی کی اس میں اور صحیحین میں ابوسلمہ سے روایت کیا ہے انہوں نے عائشہؓ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ جب

---

(۱۰۵) بخاري (۲۸۹، ۲۹۰) كتاب الغسل : باب الجنب يتوضا ثم ينام، مسلم (۳۰۶) كتاب الحيض : باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له وغسل الفرج، أبو داود (۲۲۱) كتاب الطهارة : باب في الجنب ينام، ترمذي (۱۲۰) كتاب الطهارة : باب ما جاء في الوضوء للجنب اذا أراد أن ينام، نسائي (۲۵۹، ۲۶۰) ابن ماجه (۵۸۵) كتاب الطهارة : باب من قال لا ينام الجنب حتى يتوضأ ـ

(۱۰۶) بخاري (۲۸۶، ۲۸۸) كتاب الغسل : باب الجنب يتوضأ ثم ينام، مسلم (۳۰۵، ۳۰۷) كتاب الحيض : باب جواز نوم الجنب، أبو داود (۲۲۲) ترمذي (۱۱۸) نسائي (۲۲۵) ابن ماجة (۵۸۴) ـ

(۱۰۷) موقوف صحيح : عبدالرزاق (۱۰۷۴) بيهقي (۱/۲۰۰) ـ

جنابت میں سونے کا ارادہ کرتے تو وضو کر لیتے مثل وضو نماز کے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں نہ دھونا محمول ہے عذر پر اور بیہقی نے بہ اسناد حسن روایت کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت میں سونے کا ارادہ کرتے تو وضو یا تیمم کر لیتے یعنی جب پانی نہ ملتا تو تیمم کر لیتے۔ (زرقانی باختصار)

باب اعادة الجنب الصلاة وغسله اذا صلى ولم يذكر وغسله ثوبه

جنب نماز کو لوٹا دے غسل کر کے جب اس نے نماز پڑھ لی ہو بھول کر بغیر غسل کے اور اپنے کپڑے دھوئے اگر اس میں نجاست لگی ہو

۱۰۸۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فِي صَلَاةٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ ثُمَّ أَشَارَ إِلَيْهِمْ بِيَدِهِ أَنِ امْكُثُوا فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ وَعَلَى جِلْدِهِ أَثَرُ الْمَاءِ ۔

حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی کسی نماز میں نمازوں میں سے پھر اشارہ کیا مقتدیوں کو اپنے ہاتھ سے اس بات کا کہ اپنی جائے نماز پر جمے رہو اور آپ گئے گھر میں بعد اس کے لوٹ کر آئے اور آپ کے بدن پر پانی کا نشان تھا۔

فائدہ: ابوداؤد اور ابن حبان کی روایت میں ہے کہ یہ نماز صبح کی تھی اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ غسل کر کے آئے اور پانی ٹپک رہا تھا پھر تکبیر کہی۔

۱۰۹۔ عَنْ زُبَيْدِ بْنِ الصَّلْتِ أَنَّهُ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ إِلَى الْجُرُفِ فَنَظَرَ فَإِذَا هُوَ قَدِ احْتَلَمَ وَصَلَّى وَلَمْ يَغْتَسِلْ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا أَرَانِي إِلَّا احْتَلَمْتُ وَمَا شَعَرْتُ وَصَلَّيْتُ وَمَا اغْتَسَلْتُ قَالَ فَاغْتَسَلَ وَغَسَلَ مَا رَأَى فِي ثَوْبِهِ وَنَضَحَ مَا لَمْ يَرَ وَأَذَّنَ أَوْ أَقَامَ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَ ارْتِفَاعِ الضُّحَى مُتَمَكِّنًا ۔

حضرت زبید بن صلت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نکلا میں ساتھ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے جرف تک تو دیکھا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے کپڑے کو اور پایا نشان احتلام کا اور نماز پڑھ چکے تھے بغیر غسل تب کہا اللہ کی قسم! میں نہیں دیکھتا ہوں اپنے کو مگر مجھے احتلام ہوا اور خبر نہ ہوئی اور نماز پڑھ لی اور غسل نہیں کیا زبید نے کہا پس غسل کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور دھویا جو نشان دکھائی دیا کپڑے میں اور جو نہ دکھائی دیا اس پر پانی چھڑک دیا اور اذان کہی یا اقامت کہی پھر نماز پڑھی جب آفتاب بلند ہو گیا اطمینان سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے۔

---

(١٠٨) بخاري (٢٧٥، ٢٣٩، ٦٤٠) كتاب الغسل: باب اذا ذكر في المسجد أنه جنب، مسلم (٦٠٥) أبو داود (٢٣٤) نسائي (٧٩٢) أحمد (٢٣٧/٢) ۔

(١٠٩) موقوف صحيح: عبدالرزاق (٣٦٤٤) بيهقي (١/١٧٠، ٤٠٥) الشافعي في الأم (٣٧/١) ۔

فائدہ: جرف ایک موضع (یعنی جگہ) ہے مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر۔

١١٠۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ غَدَا إِلَى أَرْضِهِ بِالْجُرُفِ فَوَجَدَ فِي ثَوْبِهِ احْتِلَامًا فَقَالَ لَقَدْ ابْتُلِيتُ بِالْاحْتِلَامِ مُنْذُ وُلِّيتُ أَمْرَ النَّاسِ فَاغْتَسَلَ وَغَسَلَ مَا رَأَى فِي ثَوْبِهِ مِنْ الْاحْتِلَامِ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَ أَنْ طَلَعَتْ الشَّمْسُ ۔

حضرت سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ صبح کو گئے اپنی زمین کو جو جرف میں تھی پس دیکھا اپنے کپڑے میں نشان احتلام کا۔ پھر کہا میں مبتلا ہو گیا احتلام میں جب سے خلیفہ ہوا پھر غسل کیا اور دھویا جو نشان پایا اپنے کپڑے میں احتلام کا پھر نماز پڑھی جب آفتاب نکل آیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **ضعیف** ہے، کیونکہ اس میں انقطاع ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جب سے خلیفہ ہوا مبتلا ہو گیا احتلام میں اس کی وجہ یہ ہے کہ خلافت کے کاموں کے سبب فرصت نہیں ہوتی کہ صحبت کریں عورتوں سے۔

١١١۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ صَلَّى بِالنَّاسِ الصُّبْحَ ثُمَّ غَدَا إِلَى أَرْضِهِ بِالْجُرُفِ فَوَجَدَ فِي ثَوْبِهِ احْتِلَامًا فَقَالَ إِنَّا لَمَّا أَصَبْنَا الْوَدَكَ لَانَتْ الْعُرُوقُ فَاغْتَسَلَ وَغَسَلَ الْاحْتِلَامَ مِنْ ثَوْبِهِ وَعَادَ لِصَلَاتِهِ ۔

حضرت سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز پڑھائی لوگوں کو پھر گئے اپنی زمین کی طرف جو جرف میں تھی پس دیکھا اپنے کپڑے میں نشان احتلام کا تو کہا کہ جب سے ہم کھانے لگے چربی نرم ہو گئیں رگیں۔ پھر غسل کیا اور دھویا احتلام کے نشان کو اپنے کپڑے سے اور لوٹایا نماز کو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **ضعیف** ہے، کیونکہ سلیمان بن یسار اور عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان انقطاع ہے۔

فائدہ: اور جن لوگوں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی ان کو اعادہ نماز کا حکم نہ دیا کیونکہ جو شخص جنب یا محدث کے پیچھے نماز پڑھ لے اور اس کو خبر نہ ہو کہ امام محدث یا جنب ہے نہ امام کو یاد ہو کہ میں محدث یا جنب ہوں تو مقتدی کی نماز درست ہو جائے گی اور امام پر جب اس کو یاد آئے اعادہ لازم نہ ہوگا۔ یہ مذہب امام مالکؒ کا ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک اگر امام کو معلوم بھی ہو کہ میں محدث ہوں یا جنب اور مقتدیوں کو خبر نہ ہو تو مقتدیوں کی نماز ہو جائے گی اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک نہ مقتدیوں کی صحیح ہے نہ امام کی دونوں صورتوں میں اور جب معلوم ہو تو اعادہ ضروری ہے۔

١١٢۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَاطِبٍ أَنَّهُ اعْتَمَرَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي رَكْبٍ فِيهِمْ عَمْرُو بْنُ

---

(١١٠) موقوف ضعيف : عبد الرزاق (١/٢٤٤) ۔

(١١١) موقوف ضعيف : الشافعي في الام (١/٣٧) بيهقي في السنن الكبرى (١/١٧٠) ۔

الْعَاصِ وَأَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَرَّسَ بِبَعْضِ الطَّرِيقِ قَرِيبًا مِنْ بَعْضِ الْمِيَاهِ فَاحْتَلَمَ عُمَرُ وَقَدْ كَادَ أَنْ يُصْبِحَ فَلَمْ يَجِدْ مَعَ الرَّكْبِ مَاءً فَرَكِبَ حَتَّى جَاءَ الْمَاءَ فَجَعَلَ يَغْسِلُ مَا رَأَى مِنْ ذَلِكَ الْاحْتِلَامِ حَتَّى أَسْفَرَ فَقَالَ لَهُ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ أَصْبَحْتَ وَمَعَنَا ثِيَابٌ فَدَعْ ثَوْبَكَ يُغْسَلُ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَاعَجَبًا لَكَ يَا عَمْرُو بْنَ الْعَاصِ لَئِنْ كُنْتَ تَجِدُ ثِيَابًا أَفَكُلُّ النَّاسِ يَجِدُ ثِيَابًا وَاللّٰهِ لَوْ فَعَلْتُهَا لَكَانَتْ سُنَّةً بَلْ أَغْسِلُ مَا رَأَيْتُ وَأَنْضِحُ مَا لَمْ أَرَ ۔

حضرت یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب سے روایت ہے کہ انہوں نے عمرہ کیا ساتھ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے کئی شتر سواروں میں ان میں عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بھی تھے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رات کو اترے قریب پانی کے تو احتلام ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اور صبح قریب تھی اور قافلہ میں پانی نہ تھا تو سوار ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہاں تک کہ آئے پانی کے پاس اور دھونے لگے کپڑے اپنے' یہاں تک کہ روشنی ہوگئی اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے' صبح ہوگئی ہمارے پاس کپڑے ہیں آپ اپنا کپڑا چھوڑ دیجیے دھو ڈالا جائے گا اور ہمارے کپڑوں میں سے ایک کپڑا پہن لیجیے تو کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ تعجب ہے اے عمرو بن عاص! کیا تمہارے پاس کپڑے ہیں تو تم سمجھتے ہو کہ سب آدمیوں کے پاس کپڑے ہوں گے قسم خدا کی! اگر میں ایسا کروں تو یہ امر سنت ہو جائے بلکہ دھو ڈالتا ہوں میں جہاں نجاست معلوم ہوتی ہے اور پانی چھڑک دیتا ہوں جہاں نہیں معلوم ہوتی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک شخص نے کپڑے میں نشان احتلام کا پایا اور اس کو خبر نہیں کہ کب احتلام ہوا اور نہ خواب میں جو دیکھا یاد ہے تو وہ غسل کرے اخیر خواب سے اگر اس نے بعد اس خواب کے نماز پڑھی ہے تو اس کا اعادہ کرے اس لیے کہ کبھی آدمی کو احتلام ہوتا ہے اور کچھ نہیں دیکھتا اور کبھی دیکھتا ہے مگر احتلام نہیں ہوتا تو جب تری دیکھے غسل اس کو لازم ہوگا وجہ اس کی یہ ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جو نماز پڑھی تھی اخیر نیند کے بعد اسی کا اعادہ کیا اور اس سے پہلے کی نمازوں کا اعادہ نہ کیا۔

باب غسل المرأة اذا رأت في المنام مثل ما يرى الرجل
عورت کو اگر احتلام ہو مثل مرد کے تو اس پر غسل واجب ہے

۱۱۳۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ قَالَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْأَةُ تَرَى فِي الْمَنَامِ مِثْلَ مَا يَرَى الرَّجُلُ أَتَغْتَسِلُ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ فَلْتَغْتَسِلْ فَقَالَتْ لَهَا

(۱۱۲) موقوف صحيح : عبدالرزاق (۹۳۵) شرح معاني الآثار (۵۲/۱) ـ

(۱۱۳) مسلم (۳۱٤) كتاب الحيض : باب وجوب الغسل على المرأة بخروج المنى منها' أبو داود (۲۳۷) كتاب الطهارة : باب في المرأة ترى ما يرى الرجل ، نسائي (۱۹٦) أحمد (۹۲/٦) دارمي (۷٦۳) ـ

عَائِشَةُ أُفٍّ لَكِ وَهَلْ تَرَى ذٰلِكَ الْمَرْأَةُ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرِبَتْ يَمِينُكِ وَمِنْ أَيْنَ يَكُونُ الشَّبَهُ ۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عورت اگر دیکھے خواب میں جیسا کہ مرد دیکھتا ہے کیا غسل کرے؟ تو کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے ام سلیم رضی اللہ عنہا کو نوج نگوڑی کیا عورت بھی دیکھتی ہے خواب میں (یعنی اس کو بھی احتلام ہوتا ہے) تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاک آلودہو داہنا ہاتھ تیرا اور کہاں سے ہوتی ہے مشابہت۔

فائدہ: یعنی کبھی بچہ مشابہ ہوتا ہے صورت میں باپ کے اور کبھی ماں کے تو اس سے معلوم ہوا کہ عورت میں بھی منی موجود ہے پھر جب منی عورت میں موجود ہے تو اس کو احتلام ہونا کچھ بعید نہیں ہے۔ (مصفی) یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خاک آلودہو داہنا ہاتھ تیرا یہ واسطے تعجب کے یا تنبیہ کے کہا کچھ بددعا نہیں ہے۔

۱۱۴۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ جَائَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ امْرَأَةُ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ غُسْلٍ إِذَا هِيَ احْتَلَمَتْ فَقَالَ نَعَمْ إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ ۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس۔ تو کہا یا رسول اللہ! نہیں شرماتا اللہ سچ سے کیا عورت پر بھی غسل ہے جب اس کو احتلام ہو؟ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاں جب کہ دیکھے پانی کو۔

باب جامع غسل الجنابة — اس باب میں مختلف مسائل غسلِ جنابت کے مذکور ہیں

۱۱۵۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ لَا بَأْسَ أَنْ يُغْتَسَلَ بِفَضْلِ الْمَرْأَةِ مَا لَمْ تَكُنْ حَائِضًا أَوْ جُنُبًا ۔

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کچھ مضائقہ نہیں کہ مرد غسل کرے اس پانی سے جو عورت کی طہارت سے بچا ہو جبکہ وہ عورت حیض اور جنابت سے نہ ہو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

فائدہ: ورنہ مکروہ ہے اور جمہور صحابہ اور تابعین عدم کراہت کی طرف گئے ہیں اور یہی مذہب تمام فقہاء کا ہے سوائے احمد بن حنبل کے۔ (زرقانی)

---

(١١٤) بخاري (١٣٠، ٢٨٢، ٣٣٢٨، ٦٠٩١، ٦١٢١) كتاب العلم : باب الحياء من العلم، مسلم (٣١٣) أبو داود (٢٣٧) ترمذي (١٢٢) نسائي (١٩٧) ابن ماجة (٦٠٠) ۔

(١١٥) موقوف صحيح : عبدالرزاق (١٠٧/١) ۔

۱۱۶۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَعْرَقُ فِي الثَّوْبِ وَهُوَ جُنُبٌ ثُمَّ يُصَلِّي فِيهِ۔

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو پسینہ آتا کپڑے میں اور وہ جنب ہوتے تھے پھر اسی کپڑے سے نماز پڑھتے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

۱۱۷۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَغْسِلُ جَوَارِيهِ رِجْلَيْهِ وَيُعْطِينَهُ الْخُمْرَةَ وَهُنَّ حُيَّضٌ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی لونڈیاں ان کے پاؤں دھوتی تھیں اور اُن کو جائے نماز اٹھا کر دیتی تھیں حالت حیض میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

مسئلہ: کہا یحییٰ نے پوچھے گئے امام مالکؒ اس شخص کے بارے میں جس کے پاس بیبیاں اور لونڈیاں ہیں کہ سب سے وطی کرے غسل سے پیشتر تو جواب دیا کہ اگر جماع کرے اپنی لونڈی سے قبل غسل کے تو کچھ حرج نہیں ہے اور آزاد بیبیوں سے ایک کے بارے میں دوسرے سے جماع کرنا مکروہ ہے۔ ہاں یہ بات کہ ایک لونڈی سے جماع کرے پھر غسل سے پیشتر دوسری لونڈی سے جماع کرے اس میں کچھ قباحت نہیں ہے۔ کہا یحییٰ نے اور پوچھے گئے امام مالکؒ ایک جنب سے اس نے رکھا پانی غسل کو پھر بھول کر اس نے انگلی ڈال دی پانی کی سردی یا گرمی دیکھنے کو تو جواب دیا مالکؒ نے کہ اگر اس کی انگلی میں نجاست نہ لگی ہو تو پانی نجس نہ ہوگا۔

باب في التيمم — تیمّم کا بیان

۱۱۸۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِي فَأَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْتِمَاسِهِ وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَأَتَى النَّاسُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَقَالُوا أَلَا تَرَى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِالنَّاسِ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ قَالَتْ عَائِشَةُ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلَى فَخِذِي قَدْ نَامَ فَقَالَ

(١١٦) موقوف صحيح : دارمي (٢٥٨/١) ابن أبي شيبة (١٧٤/١) ابن أبي شيبة (٣٨/١) ابن المنذر في الأوسط (١٧٧/٢) بيهقي في السنن الكبرى (١٨٧/١) معرفة السنن والآثار (٢٧٤/١) ـ

(١١٧) موقوف صحيح : دارمي (٢٦٣/١، ٢٦٥) عبدالرزاق (٣٢٧/١) ـ

(١١٨) بخاري (٣٣٤، ٣٣٦، ٣٦٧٢، ٣٧٧٣) كتاب التيمم : باب قول الله تعالى فلم تجدوا ماء فتيمموا، مسلم (٣٦٧) أبو داود (٣١٧) نسائي (٣١٠) ابن ماجة (٥٦٨) أحمد (١٧٩/٦) دارمي (٧٤٦) ـ

حَبَسْتِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ قَالَتْ عَائِشَةُ فَعَاتَبَنِي أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُولَ وَجَعَلَ يَطْعُنُ بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي فَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَأْسِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فَخِذِي فَنَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى آيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوا فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ فَبَعَثْنَا الْبَعِيرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نکلے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے کسی سفر میں تو جب پہنچے ہم بیدا یا ذات الجیش کو گلوبند میرا ٹوٹ کر گر پڑا تو ٹھہر گئے رسول اللہ ﷺ اس کے ڈھونڈنے کے لیے اور لوگ بھی ٹھہر گئے ساتھ آپ ﷺ کے اور وہاں پانی نہ تھا اور نہ ساتھ لوگوں کے پانی تھا تب لوگ آئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس اور کہا کہ دیکھا تم نے کیا عائشہ نے ٹھہرا دیا رسول اللہ ﷺ کو اور لوگوں کو اور نہ یہاں پانی ہے نہ ہمارے ساتھ پانی ہے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے میرے پاس اور رسول اللہ ﷺ اپنا سر میری ران پر رکھے ہوئے سور ہے تھے تو کہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے روک دیا تو نے رسول اللہ ﷺ اور لوگوں کو اور نہ پانی ملتا ہے نہ ان کے پاس پانی ہے کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے غصہ ہوئے میرے اوپر ابوبکر رضی اللہ عنہ اور اپنے ہاتھ سے میری کوکھ میں مارنے لگے تو میں ہل جاتی مگر رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک میری ران پر تھا اس وجہ سے نہ ہل سکتی تھی پس سوتے رہے آنحضرت ﷺ یہاں تک کہ صبح ہوئی اور پانی نہ تھا تو اتاری اللہ جل جلالہ نے آیت تیمم کی تب کہا اسی دن اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہ اے ابوبکر کے گھر والو! یہ کچھ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے یعنی تم سے ہمیشہ ایسی ہی برکتیں اور راحتیں مسلمانوں کو حاصل ہوئی ہیں۔ کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب ہم چلنے لگے تو وہ گلوبند اس اونٹ کے نیچے سے نکلا جس پر ہم سوار تھے۔

فائدہ: بیداء اور ذات الجیش دونوں مقام کے نام ہیں۔ اللہ جل جلالہ کی اس آیت کے اترنے اور گلوبند کھو دینے میں بھی حکمت تھی تا کہ مسلمانوں کو تیمم کا مسئلہ معلوم ہو جائے اور حاجت کے وقت پر کام آئے۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے پوچھا گیا اس شخص کے بارے میں جس نے تیمم کیا ایک نماز کے لیے پھر دوسری نماز کا وقت آیا پھر تیمم کرے یا وہی تیمم کافی ہے تو جواب دیا کہ تیمم کرے۔ کہا یحییٰ نے اور پوچھے گئے امام مالکؒ اس شخص سے جس نے تیمم کیا کیا وہ امامت کرے ان لوگوں کی جنہوں نے وضو کیا ہے تو کہا امام مالکؒ نے کہ کوئی امامت کرے تو اچھا ہے اور جو نہ ہی امامت کرے تو بھی کچھ قباحت نہیں۔ کہا یحییٰ نے کہا مالکؒ نے کہ ایک شخص نے تیمم کیا جب پانی نہ پایا تو وہ کھڑا ہوا نماز کو اور تکبیر تحریمہ کہہ لی۔ اب ایک آدمی اُدھر سے نکلا جس کے پاس پانی ہے تو وہ نماز کو نہ توڑے بلکہ تیمم سے تمام کرے بعد نماز کے اگر پانی ملے تو آئندہ کے لیے وضو کر لے۔ کہا یحییٰ نے کہا مالکؒ نے جو شخص کھڑا ہوا نماز کو اور اسے پانی نہ ملا سو اس نے تیمم کر لیا تو اطاعت کی اس نے اللہ جل جلالہ کی۔ اب جس شخص نے پانی پایا وہ کچھ طہارت میں یا نماز کی فضیلت میں اس سے زیادہ نہیں ہے کیونکہ دونوں نے اللہ جل جلالہ کے فرمودہ کے موافق عمل کیا اور اللہ کا فرمودہ یہی ہے کہ جو شخص پانی پائے قبل نماز شروع کرنے کے وہ وضو کر لے اور جو نہ پائے وہ تیمم کر لے۔ کہا یحییٰ نے کہا مالکؒ نے کہ جو شخص جب ہو وہ تیمم کر لے اور جس قدر معمول اس کا

قرآن پڑھنے کا ہے پڑھے اور نفل نماز ادا کرے جب تک پانی نہ پائے اسی مقام میں جہاں کہ اس کو نماز تیمم سے پڑھنا درست ہے۔

باب العمل فی التیمم — تیمّم کی ترکیب کا بیان

۱۱۹۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّهُ أَقْبَلَ هُوَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ مِنَ الْجُرُفِ حَتَّى إِذَا كَانَا بِالْمِرْبَدِ نَزَلَ عَبْدُ اللّٰهِ فَتَيَمَّمَ صَعِيدًا طَيِّبًا فَمَسَحَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ صَلَّى ۔

حضرت نافع کہتے ہیں کہ میں اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جرف سے آئے تو جب پہنچے مربد کو اُترے عبداللہ رضی اللہ عنہ اور متوجہ ہوئے پاک زمین کی طرف تو مسح کیا اپنے منہ کا اور ہاتھوں کا کہنیوں تک پھر نماز پڑھی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

فائدہ: اس اثر سے معلوم ہوتا ہے کہ تیمم کے صحیح ہونے کے لیے سفر شرط نہیں ہے بلکہ حضر میں بھی اگر پانی نہ ملے تو تیمم کرلے یا پانی دور ہو۔ شہر میں اگر چہ ایک میل سے کم ہو اور یہی مذہب ہے امام مالکؒ کا کیونکہ جرف اور مربد مدینہ سے بہت قریب ہے جرف مدینہ سے تین میل پر ہے اور مربد تو ایک ہی میل پر ہے اسی طرح جو شخص مقیم ہو اور تندرست ہو لیکن نماز کے قضا ہو جانے کا خوف ہو اس کو بھی تیمم درست ہے۔(مصفّٰی مع زیادۃ واختصار)

۱۲۰۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَتَيَمَّمُ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ۔

حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تیمم کرتے تھے دونوں کہنیوں تک۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

مسئلہ: کہا یحییٰ نے پوچھے گئے امام مالکؒ تیمّم کی ترکیب سے اور کہاں تک کرنا چاہیے تو کہا کہ ایک دفعہ ہاتھ مار کر منہ پر مسح کرے اور دوسری دفعہ ہاتھ مار کر ہاتھوں کا مسح کرے کہنیوں تک۔

فائدہ: صحیحین میں عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کافی تھا تجھ کو یہ پھر مارا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہتھیلیوں کو اپنی خاک پر اور پھونک ماری اُن میں اور مسح کیا منہ پر اور دونوں ہاتھ کا ہتھیلیوں تک اسی حدیث کی طرف امام احمد اور اصحاب حدیث گئے اور یہی قول قدیم ہے شافعیؒ کا اور دو دفعہ ہاتھ مارنے کے بارے میں جتنی حدیثیں آئی ہیں اکثر اُن میں سے ضعیف ہیں۔

باب تیمم الجنب — جنب کو تیمّم کرنے کا بیان

۱۲۱۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنِ الرَّجُلِ الْجُنُبِ يَتَيَمَّمُ ثُمَّ

(۱۱۹) موقوف صحیح: بخاري تعليقاً (قبل الحديث / ۳۳۷) عبد الرزاق في المصنف (۲۲۹/۱) الشافعي في الام (۲۴۷/۷) بيهقي في معرفة السنن والآثار (۲۸۵/۱) ۔

(۱۲۰) موقوف صحیح: الشافعي في الام (۵۰/۱) بيهقي في السنن الكبرى (۲۰۷/۱) ۔

(۱۲۱) مقطوع حسن: عبد الرزاق (۱۲۳/۱) ۔

يُدْرِكُ الْمَاءَ فَقَالَ سَعِيدٌ إِذَا أَدْرَكَ الْمَاءَ فَعَلَيْهِ الْغُسْلُ لِمَا يُسْتَقْبَلُ ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن حرملہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا حضرت سعید بن مسیب سے کہ جب نے تیمم کیا پھر پایا پانی کوتو کہا سعید نے کہ جب پائے پانی تو اس پر غسل واجب ہوگا آئندہ کے واسطے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

فائدہ: یعنی جو نماز تیمم سے پڑھ چکا اس کا اعادہ ضروری نہیں اگرچہ وقت باقی ہو۔

مسئلہ: کہا یحییٰ نے مالکؒ نے کہا جس شخص کو احتلام ہو سفر میں اور نہ ہو اس کے پاس پانی مگر موافق وضو کے تو اگر اس کو پیاس کا خوف نہ ہو تو اس پانی سے اپنی شرمگاہ اور نجاست لگ گئی ہو دھوڈالے پھر تیمم کرے خاک پاک پر جیسا کہ حکم کیا ہے اس کو اللہ جل جلالہ نے۔ کہا یحییٰ نے سوال ہوا مالکؒ سے کہ ایک جب کو تیمم کی ضرورت ہوئی تو نہ پائی اس نے مٹی مگر کھاری مٹی نمک کی کیا تیمم کرے اس سے اور کیا مکروہ ہے نماز اس میں۔ تو جواب دیا مالکؒ نے کہ کھاری یا نمکین مٹی سے تیمم کرنے میں اور اس پر نماز پڑھنے میں کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا ۔ پس قصد کرو زمین پاک کا تو جو چیز زمین کہلائے اس سے تیمم کیا جائے اگرچہ نمکین ہو یا اور کچھ۔

باب ما يحل للرجل من امرأته وهي حائض — حائضہ عورت سے مرد کو جو کام کرنا درست ہے اس کا بیان

۱۲۲۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا يَحِلُّ لِي مِنْ امْرَأَتِي وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِتَشُدَّ عَلَيْهَا إِزَارَهَا ثُمَّ شَأْنَكَ بِأَعْلَاهَا ۔

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کیا درست ہے مجھ کو اپنی عورت سے جب وہ حائضہ ہو تو فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھ اس پر تہبند اس کے پھر تجھے اختیار ہے تہبند کے اوپر۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس حدیث کے بہت سے شواہد ہیں اسی لیے شیخ البانیؒ نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔[صحیح ابوداود (۱۹۷)]

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ ناف کے نیچے سے گھٹنے تک عورت حائضہ سے لذت نہ اٹھانا چاہیے یہی مذہب ہے جمہور علماء کا۔

۱۲۳۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ مُضْطَجِعَةً مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَأَنَّهَا قَدْ وَثَبَتْ وَثْبَةً شَدِيدَةً فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكِ لَعَلَّكِ نَفِسْتِ يَعْنِي الْحَيْضَةَ فَقَالَتْ نَعَمْ قَالَ شُدِّي عَلَى نَفْسِكِ إِزَارَكِ ثُمَّ عُودِي إِلَى مَضْجَعِكِ ۔

---

(۱۲۲) صحيح لغيره: دارمي (۲۵۸/۱) بيهقي (۱۹۱/۷) ۔

(۱۲۳) صحيح لغيره: بيهقي (۳۱۱/۱) مسند احمد (۶۵/۶) ۔

حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لیٹی تھیں ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک کپڑے میں تنے میں کود کر الگ ہو گئیں تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شاید حیض آیا تجھ کو۔ کہا ہاں تو فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھ لے تہبند اپنے، پھر آن کر وہیں لیٹ جا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس حدیث کو **صحیح لغیرہ** کہا ہے۔

۱۲۴۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَرْسَلَ إِلَى عَائِشَةَ يَسْأَلُهَا هَلْ يُبَاشِرُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَتْ لِتَشُدَّ إِزَارَهَا عَلَى أَسْفَلِهَا ثُمَّ يُبَاشِرُهَا إِنْ شَاءَ۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بھیجا کسی آدمی کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اور پوچھوایا کہ مرد مباشرت کرے اپنی عورت سے حالت حیض میں تو کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے چاہیے کہ باندھ لے تہبند نیچے کے جسم پر۔ پھر اگر چاہے مباشرت کرے اس سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

۱۲۵۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ سُئِلَا عَنِ الْحَائِضِ هَلْ يُصِيبُهَا زَوْجُهَا إِذَا رَأَتِ الطُّهْرَ قَبْلَ أَنْ تَغْتَسِلَ فَقَالَا لَا حَتَّى تَغْتَسِلَ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ سالم بن عبداللہ بن عمر اور سلیمان بن یسار پوچھے گئے حائضہ عورت کے بارے میں کہ جب پاک ہو جائے تو جماع کرے خاوند اس کا قبل غسل کے؟ کہا ان دونوں نے نہیں جب تک غسل نہ کرے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **مقطوع صحیح لغیرہ** کہا ہے۔

فائدہ: برابر ہے کہ حیض اس کا اکثر مدت میں ختم ہوا ہو یا اقل مدت میں یہی مذہب ہے مالکؒ اور شافعیؒ اور احمدؒ اور زفرؒ اور جمہور فقہاء کا اور نقل کیا اسحاق بن راہویہؒ نے اجماع تابعین کا اس پر اور ابوحنیفہؒ نے کہا کہ اگر دس دن کی مدت میں حیض ختم ہوا تو قبل غسل کے اس سے وطی جائز ہے اور جو دس دن سے کم میں ختم ہوا تو جب تک غسل نہ کرے یا اس پر وقت موافق غسل اور تکبیر تحریمہ کے نہ گزر جائے وطی درست نہیں ہے۔ ابن عبدالبرؒ نے کہا کہ یہ صرف تحکم ہے کوئی وجہ اس کی معلوم نہیں ہوتی۔ (زرقانی)

باب طهر الحائض — حائضہ کب پاک ہوتی ہے حیض سے اس کا بیان

۱۲۶۔ عَنْ أُمِّ عَلْقَمَةَ عَنْ أُمِّهِ مَوْلَاةِ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ النِّسَاءُ يَبْعَثْنَ إِلَى عَائِشَةَ أُمِّ

---

(١٢٤) موقوف صحيح : دارمي (٢٥٨/١) بيهقي (١٩٠/٧) بخاري (٣٠١) مسلم (٢٩٣) أبو داود (٢٦٨) ۔

(١٢٥) مقطوع صحيح لغيره : عبدالرزاق (٣٣١/١) ابن أبي شيبة (٩٢/١) بيهقي (٣١٠/١) ۔

(١٢٦) موقوف صحيح لغيره : عبدالرزاق (٣٠١/١ ـ ٣٠٢) بيهقي (٣٣٥/١ ـ ٣٣٦) ۔

(١٢٧) مقطوع ضعيف : ابن أبي شيبة (٩٠/١ ـ ٩١) بيهقي (٣٣٦/١) ۔

الْمُؤْمِنِينَ بِالدِّرَجَةِ فِيهَا الْكُرْسُفُ فِيهِ الصُّفْرَةُ مِنْ دَمِ الْحَيْضَةِ يَسْأَلْنَهَا عَنْ الصَّلَاةِ فَتَقُولُ لَهُنَّ لَا تَعْجَلْنَ حَتَّى تَرَيْنَ الْقَصَّةَ الْبَيْضَاءَ تُرِيدُ بِذَلِكَ الطُّهْرَ مِنْ الْحَيْضَةِ ـ

حضرت مرجانہ سے جو ماں ہیں علقمہ کی اور مولاۃ ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ عورتیں ڈبیوں میں روئی رکھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دکھانے کو بھیجتی تھیں اور اس روئی میں زردی ہوتی تھی حیض کے خون کی۔ پوچھتی تھیں کہ نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں تو کہتی تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مت جلدی کرو تم نماز میں یہاں تک کہ دیکھو سفید قصہ مراد یہ تھی کہ پاک ہو جاؤ حیض سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **حسن** ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔ شیخ البانیؒ نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔

[ارواء الغليل (۲۱۸/۱، ۲۱۹)]

فائدہ: **قصہ** وہ پانی ہے سفید جو وقت بند ہونے حیض کے رحم سے نکلتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ قصہ سے مراد وہ کپڑا ہے جو عورتیں فرج میں رکھتی ہیں جب بالکل سفید نکلے تو معلوم ہو گیا کہ اب خون بند ہو گیا۔ مصفیٰ میں ہے کہ قصہ ایک چیز ہے مثل سفید دھاگے کے جو نکلتا ہے بعد خون بند ہونے کے اور اسی پر اکثر اہل علم ہیں۔ مالکؒ نے کہا کہ پوچھا میں نے عورتوں سے قصہ کو تو وہ پہچانتی تھیں اس کو۔

۱۲۷۔ عَنْ ابْنَةِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُ بَلَغَهَا أَنَّ نِسَاءً كُنَّ يَدْعُونَ بِالْمَصَابِيحِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ يَنْظُرْنَ إِلَى الطُّهْرِ فَكَانَتْ تَعِيبُ ذَلِكَ عَلَيْهِنَّ وَتَقُولُ مَا كَانَ النِّسَاءُ يَصْنَعْنَ هَذَا ـ

حضرت اُم کلثوم سے جو بیٹی ہیں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اُن کو خبر پہنچی اس بات کی کہ عورتیں منگاتی ہیں چراغ بیچا بیچ رات کو اور دیکھتی ہیں کہ حیض سے پاک ہوئیں۔ اُم کلثوم عیب جانتی تھیں اس بات کو اور کہتی تھیں کہ صحابہ کی عورتیں ایسا نہیں کرتی تھیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی یہ بے فائدہ تکلیف اٹھانا ہے نہ اس وقت نماز کا وقت ہے نہ کچھ پھر کیا ضرورت ہے کہ اتنا خوض کرے۔ حافظ نے کہا کہ اس قول پر اعتراض یہ ہے کہ اس وقت عشاء کا وقت ہوتا ہے بعضوں نے کہا عیب اس وجہ سے ہے کہ رات کو زردی سفیدی سے ملتبس ہو گی تو وہ نماز پڑھ لیں گی قبل طہر کے (زرقانی) شاہ ولی اللہ صاحب نے کہا کہ عیب اس وجہ سے ہے کہ بیچا بیچ رات میں دیکھنا کیا ضروری ہے جب رات اتنی باقی رہے کہ غسل اور نماز کو مکتفی ہو اس وقت دیکھ لیں۔

مسئلہ: حضرت امام مالکؒ پوچھے گئے حائضہ سے جب پاک ہو جائے لیکن پانی نہ پائے تو تیمم کرلے کہا ہاں تیمم کرلے کیونکہ مثال اس کی جنب کی سی ہے۔ جب جنب کو پانی نہ ملے تو وہ بھی تیمم کرلے۔

باب جامع الحيضة | اس باب میں مختلف مسائلِ حیض مذکور ہیں

۱۲۸۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فِي الْمَرْأَةِ الْحَامِلِ تَرَى

الدَّمَ أَنَّهَا تَدَعُ الصَّلَاةَ ۔

حضرت امام مالکؒ کو پہنچا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ انہوں نے عورت حاملہ اگر دیکھے خون کو تو چھوڑ دے نماز کو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **حسن** کہا ہے۔

فائدہ: کیونکہ حاملہ کو کبھی کبھی حیض آتا ہے یہی مذہب ہے ابن مسیب اور ابن شہاب اور امام مالک کا۔ اور ابوحنیفہ اور احمد اور سفیان ثوری کا مذہب یہ ہے کہ وہ حیض نہیں ہے۔

۱۲۹۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الْمَرْأَةِ الْحَامِلِ تَرَى الدَّمَ قَالَ تَكُفُّ عَنِ الصَّلَاةِ ۔

حضرت امام مالکؒ نے پوچھا ابن شہاب سے کہ عورت حاملہ اگر دیکھے خون کو تو کہا ابن شہاب نے باز رہے نماز سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **مقطوع صحیح** کہا ہے۔

۱۳۰۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ أُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا حَائِضٌ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں کنگھی کرتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں اور حائضہ ہوتی تھی۔

۱۳۱۔ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَنَّهَا قَالَتْ سَأَلَتْ امْرَأَةٌ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ أَرَأَيْتَ إِحْدَانَا إِذَا أَصَابَ ثَوْبَهَا الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ فِيهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَصَابَ ثَوْبَ إِحْدَاكُنَّ الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ فَلْتَقْرُصْهُ ثُمَّ لِتَنْضِحْهُ بِالْمَاءِ ثُمَّ لِتُصَلِّ فِيهِ ۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اگر ہمارے کپڑے کو خون حیض کا لگ جائے تو کیا کریں فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھر جائے کسی ایک کے کپڑے میں تم سے خون حیض کا تو مل ڈالے اس کو پھر دھو ڈالے پانی سے پھر نماز پڑھے اس کپڑے سے۔

باب المستحاضة — مستحاضہ کا بیان

۱۳۲۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ قَالَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ يَا رَسُولَ

---

(۱۲۸) موقوف حسن : دارمي (۹۲۴، ۹۲۸، ۹۲۹) بيهقي (۴۲۳/۷) عبدالرزاق (۱۲۱۴) ابن أبي شيبة (۶۰۴۳) ۔

(۱۲۹) مقطوع صحيح : دارمي (۹۲۱) عبدالرزاق (۱۲۰۹) ابن أبي شيبة (۶۰۵۲) ۔

(۱۳۰) بخاري (۲۹۵) كتاب الحيض : باب غسل الحائض رأس زوجها وترجيله ' مسلم (۲۹۷) أبو داود (۲۴۶۷) ترمذي (۸۰۴) ۔

(۱۳۱) بخاري (۲۲۷ ' ۳۰۷) كتاب الوضوء : باب غسل الدم ' مسلم (۲۹۱) أبو داود (۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲) ترمذي (۱۳۸) نسائي (۲۹۳) ابن ماجة (۶۲۹) ۔

اللّٰهِ إِنِّی لَا أَطْهُرُ أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا ذَلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ فَإِذَا أَقْبَلَتْ الْحَيْضَةُ فَاتْرُكِی الصَّلَاةَ فَإِذَا ذَهَبَ قَدْرُهَا فَاغْسِلِی الدَّمَ عَنْكِ وَصَلِّی ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا نے کہا یارسول اللہ ﷺ میں پاک نہیں ہوتی ہوں تو کیا چھوڑ دوں نماز کو؟ فرمایا آپ ﷺ نے یہ خون کسی رگ کا ہے اور حیض نہیں ہے تو جب حیض آئے تو چھوڑ دے نماز کو پھر جب مدت گزر جائے تو خون دھو کر نماز پڑھ لے۔

فائدہ: یعنی وہ دن آئیں جن دنوں میں قبل اس بیماری کے حیض آیا تھا۔ یعنی غسل کے جیسا کہ بخاری کی روایت میں مصرح ہے اب ہر نماز کے لیے وضو کرنا اس کو مستحب ہے کیونکہ اس خون نکلنے سے وضو اس کا نہ ٹوٹے گا نزدیک امام مالکؒ کے اور بعض ائمہ کے نزدیک ہر نماز کے لیے وضو کرنا ضروری ہے۔

۱۳۳۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تُهَرَاقُ الدِّمَاءَ فِی عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتَتْ لَهَا أُمُّ سَلَمَةَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِتَنْظُرْ إِلَی عَدَدِ اللَّيَالِی وَالْأَيَّامِ الَّتِی كَانَتْ تَحِيضُهُنَّ مِنَ الشَّهْرِ قَبْلَ أَنْ يُصِيبَهَا الَّذِی أَصَابَهَا فَلْتَتْرُكْ الصَّلَاةَ قَدْرَ ذَلِكَ مِنَ الشَّهْرِ فَإِذَا خَلَّفَتْ ذَلِكَ فَلْتَغْتَسِلْ ثُمَّ لِتَسْتَثْفِرْ بِثَوْبٍ ثُمَّ لِتُصَلِّی ۔

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت کا خون بہا کرتا تھا۔ حضور ﷺ کے وقت میں تو فتویٰ پوچھا اسی کے واسطے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے فرمایا آپ ﷺ نے کہ شمار کرے اُن دنوں اور راتوں کا جن میں حیض آتا تھا قبل اس بیماری کے تو چھوڑ دے نماز کو اس قدر مدت میں ہر مہینے سے پس جب گزر جائے وہ مدت تو غسل کرے اور ایک کپڑا باندھ لے فرج پر پھر نماز پڑھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔ امام نوویؒ نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح** ہے۔ ابن الترکمانیؒ (نے الجوہر النقی میں) اور شیخ البانیؒ نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔[صحيح ابو داود (٢٤٤)]

۱۳۴۔ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِی سَلَمَةَ أَنَّهَا رَأَتْ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ الَّتِی كَانَتْ تَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَكَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّی ۔

---

(١٣٢) بخاري (٢٢٨، ٣٠٦، ٣٢٠، ٣٢٥، ٣٣١) كتاب الوضوء : باب غسل الدم ، مسلم (٣٣٣) أبو داود (٢٨٢) ترمذي (١٢٥) ابن ماجة (٦٢١) ۔

(١٣٣) صحيح : أبو داود (٢٧٤، ٢٧٥) كتاب الطهارة : باب في المرأة تستحاض ، نسائي (٣٥٤) ابن ماجة (٦٢٣) أحمد (٢٩٣/٦) دارمي (٧٨٠) ۔

(١٣٤) بخاري (٣٢٧) كتاب الحيض : باب عرق الاستحاضة ، مسلم (٣٣٤) دارمي (٨٩٨) ۔

زینب بنت ابی سلمہ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے دیکھا زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو جو نکاح میں تھیں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے۔ اُن کو استحاضہ تھا اور وہ غسل کرکے نماز پڑھتی تھیں۔

فائدہ: یہ غلطی ہے موطا کے راویوں کی زینب بنت جحش سے عبدالرحمٰن بن عوف نے کبھی نکاح نہیں کیا بلکہ اُن سے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا تھا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا اور عبدالرحمٰن کے نکاح میں اُم حبیبہ بنت جحش تھیں جو بہن تھیں زینب بنت جحش کی اور دوسری حدیثوں میں مذکور ہے کہ استحاضہ حمنہ بنت جحش کو ہو گیا تھا۔ ابن عبدالبرؒ نے کہا کہ یہ بات عجیب ہے کہ جحش کی تینوں بیٹیاں استحاضہ میں مبتلا تھیں اور بعضوں نے کہا کہ سوائے حمنہ کے کسی کو استحاضہ نہ تھا۔ (واللہ اعلم زرقانی)

۱۳۵۔ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ الْقَعْقَاعَ بْنَ حَكِيمٍ وَزَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ أَرْسَلَاهُ إِلَى سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ يَسْأَلُهُ كَيْفَ تَغْتَسِلُ الْمُسْتَحَاضَةُ فَقَالَ تَغْتَسِلُ مِنْ طُهْرٍ إِلَى طُهْرٍ وَتَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ فَإِنْ غَلَبَهَا الدَّمُ اسْتَثْفَرَتْ۔

سمی بیان کرتے ہیں کہ حضرت قعقاع بن حکیم اور زید بن اسلم نے سُمی کو بھیجا حضرت سعید بن مسیب کے پاس کہ پوچھیں اُن سے کیونکر غسل کرے مستحاضہ؟ کہا سعید نے غسل کرے ایک طہر سے دوسرے طہر تک اور وضو کرے ہر نماز کے لیے تو اگر خون بہت آئے ایک کپڑا باندھ لے اپنی فرج پر۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

فائدہ: ایک طہر سے دوسرے طہر تک اس سے غرض یہ ہے کہ جب مدت مقرر حیض کی گزر جائے تو غسل کرے اب جب پھر حیض کے دن آکر گزر جائیں گے تو پھر غسل کرے گی۔

۱۳۶۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّهُ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْتَحَاضَةِ إِلَّا أَنْ تَغْتَسِلَ غُسْلًا وَاحِدًا ثُمَّ تَتَوَضَّأُ بَعْدَ ذَلِكَ لِكُلِّ صَلَاةٍ۔

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہا انہوں نے مستحاضہ پر ایک ہی غسل ہے پھر وضو کیا کرے ہر نماز کے لیے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ مستحاضہ جب نماز پڑھنے لگے تو خاوند کو جماع بھی درست ہے اسی طرح نفساء کو جب مدت مقرر کی انتہا تک خون آئے اور بعد اس کے بھی خون دیکھے تو خاوند اس سے جماع کر سکتا ہے اور یہ خون بھی بمنزلہ استحاضہ کے ہے۔

فائدہ: نفساء وہ عورت ہے جو (بچہ) جننے کے بعد خون دیکھتی ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک حکم مستحاضہ کا عروہ کی حدیث کے موافق ہے جس کو روایت کیا عروہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں

(۱۳۵) مقطوع صحيح : أبو داود (۳۰۱) كتاب الطهارة : باب من قال المستحاضه تغتسل من ظهر الى ظهر، دارمي (۸۰۸) عبد الرزاق (۳۰٤/۱)۔

(۱۳٦) مقطوع صحيح : بيهقي (۳۵۰/۱) الشافعي فى الأم (۲۰۹/۷)۔

نے آنحضرت ﷺ سے جو ابتدائے باب میں گزری اور جتنی روایتیں میں نے اس باب میں سنیں اُن سے مجھ کو وہ روایت زیادہ پسند ہے۔

باب ما جاء فی بول الصبی بچے کے پیشاب کا بیان

۱۳۷۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَاءٍ فَأَتْبَعَهُ إِيَّاهُ ۔

حضرت اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک لڑکا لائے۔ سو اس نے پیشاب کر دیا آپ ﷺ کے کپڑے پر۔ پس منگایا آپ ﷺ نے پانی تو ڈال دیا اس پر۔

۱۳۸۔ عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ أَنَّهَا أَتَتْ بِابْنٍ لَهَا صَغِيرٍ لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَجْلَسَهُ فِي حَجْرِهِ فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ ۔

حضرت اُم قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ اپنے چھوٹے بچے کو جس نے نہ کھانا کھایا تھا لے آئی رسول اللہ ﷺ کے پاس تو بٹھایا آپ ﷺ نے اس بچے کو گود میں اپنی تو پیشاب کر دیا اس نے آپ ﷺ کے کپڑے پر۔ پس منگایا آپ ﷺ نے پانی اور ڈال دیا اس پر اور نہ دھویا کپڑے کو۔

فائدہ: یعنی نچوڑ کر نہ دھویا فقط پانی اس پر بہا دیا۔ زرقانی نے کہا کہ یہاں پر تین مذہب ہیں ایک یہ کہ لڑکے کے پیشاب پر صرف پانی چھڑکنا کافی ہے نہ لڑکی کے' دوسرے یہ کہ دونوں کے پیشاب پر پانی چھڑکنا کافی ہے اور تیسرے یہ کہ پیشاب کو دھونا چاہیے۔ یہ اختلاف جب تک ہے کہ لڑکا لڑکی کھانا نہ کھاتے ہوں۔ صرف دودھ پیتے ہوں ورنہ بالاتفاق دھونا چاہیے۔

باب ما جاء فی البول قائما وغیرہ کھڑے کھڑے پیشاب کرنے وغیرہ کا بیان

۱۳۹۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ دَخَلَ أَعْرَابِيٌّ الْمَسْجِدَ فَكَشَفَ عَنْ فَرْجِهِ لِيَبُولَ فَصَاحَ النَّاسُ بِهِ حَتَّى عَلَا الصَّوْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتْرُكُوهُ فَتَرَكُوهُ فَبَالَ ثُمَّ أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَنُوبٍ مِنْ مَاءٍ فَصُبَّ عَلَى ذٰلِكَ الْمَكَانِ ۔

(۱۳۷) بخاري (۲۲۲) كتاب الوضوء: باب بول الصبيان ' مسلم (۲۸۶) نسائي (۳۰۳) ابن ماجة (۵۲۳) ۔

(۱۳۸) بخاري (۲۲۳) كتاب الوضوء: باب بول الصبيان ' مسلم (۲۸۷) أبو داود (۳۷۴) ترمذي (۷۱) نسائي (۳۰۲) ابن ماجة (۵۲۴) دارمي (۷۴۱) ۔

(۱۳۹) بخاري (۲۱۹' ۲۲۱' ۶۰۲۵) كتاب الوضوء: باب ترك النبي والناس الأعرابي حتى فرغ من بوله ' مسلم (۲۸۴) نسائي (۵۳) ابن ماجة (۵۲۸) دارمي (۷۴۰) ۔

حضرت یحییٰ بن سعید انصاری سے روایت ہے کہ ایک اعرابی مسجد میں آیا اور ستر اپنا کھولا پیشاب کے لیے تو غل مچایا لوگوں نے اور بڑا پکارا ہوا تب فرمایا رسول اللہ ﷺ نے چھوڑ دو اس کو پس چھوڑ دیا لوگوں نے جب وہ پیشاب کر چکا تو حکم کیا آپ ﷺ نے ایک ڈول پانی کا ڈال دیا گیا اُس جگہ پر۔

فائدہ: مسلم کی روایت میں ہے کہ جب وہ پیشاب کر چکا تو آپ ﷺ نے اس کو بلا کر سمجھایا کہ مسجدیں پیشاب پاخانے کے لیے نہیں بنائی گئیں بلکہ اللہ جل جلالہٗ کے ذکر اور نماز اور قرآن شریف پڑھنے کے لیے۔ اس حدیث سے کمال خلق اور ترحم آنحضرت ﷺ کا معلوم ہوا۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ اس میں بڑی بڑی حکمتیں تھیں اگر اسی وقت گنوار کو نکال دیتے یا مارتے تو وہ بددِل ہو جاتا اور بات نہ سمجھتا یا پیشاب کرتا چلا جاتا تمام مسجد آلودہ ہو جاتی اگر بند کرتا تو بیمار ہو جاتا۔ واللہ اعلم۔

۱۴۰۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَبُولُ قَائِمًا ـ

حضرت عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو کھڑے کھڑے پیشاب کرتے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

فائدہ: بعض احادیث میں آنحضرت ﷺ سے بھی کھڑے ہو کر پیشاب کرنا منقول ہے مگر حاکم اور بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آپ نے کھڑے ہو کر اس واسطے کیا کہ آپ ﷺ کے گھٹنوں میں درد تھا لیکن یہ روایت ضعیف ہے اور بعض علماء نے کہا کہ حدیث کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی منسوخ ہے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آنحضرت ﷺ نے پیشاب کھڑے ہو کر نہیں کیا جب سے قرآن اترا روایت کیا اس کو ابوعوانہ اور حاکم نے۔ زرقانی نے کہا کہ صحیح بات یہ ہے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی حدیث منسوخ نہیں کیونکہ عمر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا منقول ہے اور ممانعت میں اس کی کوئی حدیث آنحضرت ﷺ سے ثابت نہیں ہوتی۔ (انتہی)

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا پیشاب یا پاخانہ کے پانی سے استنجا کرنے میں کوئی حدیث آئی ہے تو جواب دیا کہ مجھے پہنچا ہے بعض سلف سے کہ وہ استنجا کرتے تھے پانی سے بعد پاخانہ کے اور میں اچھا جانتا ہوں استنجا پانی سے بعد پیشاب کے۔

فائدہ: اگرچہ صرف ڈھیلا لینا بھی کفایت کرتا ہے۔

باب ما جاء في السواك — مسواک کرنے کا بیان

۱۴۱۔ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي جُمُعَةٍ مِنَ الْجُمَعِ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ إِنَّ هَذَا يَوْمٌ جَعَلَهُ اللّٰهُ عِيدًا فَاغْتَسِلُوا وَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ طِيبٌ فَلَا يَضُرُّهُ أَنْ يَمَسَّ مِنْهُ وَعَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ ـ

(١٤٠) موقوف صحيح : ابن أبي شيبة (١١٥/١) بيهقي (١٠٢/١) شرح معاني الآثار (٢٦٨/٤) ـ

(١٤١) ضعيف : ابن ماجة (١٠٩٨) كتاب اقامة الصلاة : باب ما جاء في الزينة يوم الجمعة' أحمد (٢٦٥/١) الشافعي في المسند (٢٨٩/١) بيهقي في السنن الكبرى (٢٤٣/٣) معرفة السنن والآثار (٥٢٤/٢) ـ

حضرت عبید بن سباق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی جمعہ کو فرمایا کہ یہ وہ دن ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے عید کا دن کیا ہے تو غسل کرو اور جس کے پاس خوشبو ہو تو آج کے دن خوشبو لگانا نقصان نہیں ہے اور لازم کر لو تم مسواک کو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ روایت **ضعیف** ہے۔شیخ البانیؒ نے کہا ہے کہ اس کی سند مرسل ہے۔[المشكاة (١٠٧/٢)]

۱۴۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مشکل نہ گزرتا میری اُمت پر تو واجب کر دیتا میں مسواک اُن پر۔

۱۴۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ لَوْلَا أَنْ يَشُقَّ عَلَى أُمَّتِهِ لَأَمَرَهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ وُضُوْءٍ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر شاق نہ ہوتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت پر تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکم کرتے اُن کو مسواک کرنے کا ہر وضو کے ساتھ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح** ہے۔

فائدہ: ابن عبدالبرؒ نے کہا کہ اس حدیث کو معین بن عیسیٰ۔ ایوب بن صالح اور عبدالرحمٰن بن مہدی وغیرہم نے امام مالکؒ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔اس لفظ سے۔ ﴿لَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِوَاكِ مَعَ كُلِّ وُضُوْءٍ﴾ ۔اور اسی طرح روایت کیا اس کو شافعیؒ نے مسند میں اور بیہقی نے اور طبرانی نے معجم اوسط میں بہ اسناد حسن حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا حاکم اور بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ﴿لَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَفَرَضْتُ عَلَيْهِمُ السِّوَاكَ مَعَ الْوُضُوْءِ﴾ کہا حاکم نے صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِهِمَا وَلَمْ يُخَرِجَاهُ وَلَيْسَ لَهٗ عِلَّةٌ اور بخاریؒ کی روایت میں ﴿مَعَ كُلِّ صَلٰوةٍ﴾ ہے اور اسی طرح مسلم کی روایت میں اور اختلاف کیا علماء نے مسواک کے حکم میں تو اکثر اہل علم عدم وجوب کی طرف گئے ہیں۔ اور اسحاق بن راہویہ اور داؤد ظاہری سے وجوب منقول ہے یہاں تک کہ اسحاق بن راہویہ نے کہا کہ اگر قصداً مسواک ترک کرے گا تو نماز اس کی باطل ہو جائے گی۔(زرقانی)

---

(١٤٢) بخاری (٨٨٧) كتاب الجمعة : باب السواك يوم الجمعة، مسلم (٢٥٢) أبو داود (٤٦) ترمذي (٢٢) نسائي (٧) ابن ماجة (٢٨٧) دارمي (٦٨٣) ۔

(١٤٣) موقوف صحيح : نسائي في السنن الكبري (١٩٨/٢) احمد (٤٦٠/٢) ۔



(3) كتاب الصلاة

نماز کی کتاب

باب ما جاء في النداء للصلاة — اذان کے بیان میں

۱۴۴- عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَرَادَ أَنْ يَتَّخِذَ خَشَبَتَيْنِ يُضْرَبُ بِهِمَا لِيَجْتَمِعَ النَّاسُ لِلصَّلَاةِ فَأُرِيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيُّ ثُمَّ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ خَشَبَتَيْنِ فِي النَّوْمِ فَقَالَ إِنَّ هَاتَيْنِ لَنَحْوٌ مِمَّا يُرِيدُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيلَ أَلَا تُؤَذِّنُونَ لِلصَّلَاةِ فَأَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ لَهُ ذٰلِكَ فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْأَذَانِ۔

حضرت یحیٰی بن سعید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصد کیا دو لکڑیاں بنانے کا اس لیے کہ جب اُن کو ماریں تو آواز پہنچے لوگوں کو اور جمع ہوں لوگ نماز کے لیے پس دکھائے گئے عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ دو لکڑیاں اور کہا کہ یہ لکڑیاں تو ایسی ہیں جیسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے ہیں پھر کہا گیا اُن سے خواب میں کہ تم اذان کیوں نہیں دیتے نماز کے لیے تو جب جاگے آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور بیان کیا اُن سے خواب پس حکم دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان کا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **مرسل صحیح الاسناد** ہے۔ شیخ البانیؒ نے اسے **حسن** کہا ہے۔[ارواء الغليل (٢٤٦)]

۱۴۵- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سنو تم اذان کو تو کہو جیسا کہ کہتا جاتا ہے مؤذن۔

---

(١٤٤) **مرسل صحيح الاسناد**: أبو داود (٤٩٩) كتاب الصلاة: باب كيف الأذان، ترمذى (١٨٩) ابن ماجة (٨٠٦) أحمد (٤٢/٤) دارمى (١١٨٧)۔

(١٤٥) بخارى (٦١١) كتاب الأذان: باب ما يقول اذا سمع المنادى، مسلم (٣٨٣) ابو داود (٥٢٢) ترمذى (٢٠٨) نسائى (٦٧٣) ابن ماجه (٧٢٠) أحمد (٦/٣)۔

فائدہ: یعنی جو کلمے مؤذن کہے سننے والا بھی وہی کہے۔ مسلم نے عمر رضی اللہ عنہ سے اور بخاری نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب مؤذن حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ وَحَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہے تو سننے والا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ کہے۔ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جواب اذان کا دینا واجب ہے اور یہی مذہب ہے بعض سلف کا اور یہی قول ہے حنفیہ اور ظاہریہ اور ابن وہب کا اور جمہور کے نزدیک واجب نہیں ہے۔ شمس الائمہ نے کہا کہ جواب دینا صرف زبان سے نہیں کافی ہے بلکہ اذان ہوتے ہی مسجد کو چلنا چاہیے تو جس نے زبان سے جواب دے دیا اور پاؤں سے نہ چلا اس نے جواب ہی نہ دیا۔ (زرقانی ومحلی) اور جب تکبیر ہو تو اس کا بھی جواب اسی طور سے دے اور قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ کے وقت أَقَامَهَا اللّٰهُ أَبَدًا ☆ کہے جیسا حدیث میں وارد ہے۔ (مسوّی)

۱۴۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوا وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهْجِيرِ لَاسْتَبَقُوا إِلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر معلوم ہوتا لوگوں کو جو کچھ اذان دینے میں اور صف اول میں ثواب ہے پھر نہ پا سکتے ان کو بغیر قرعہ کے البتہ قرعہ ڈالتے اور اگر معلوم ہوتا لوگوں کو جو کچھ نماز کے اول وقت پڑھنے میں ثواب ہے البتہ جلدی کرتے اس کی طرف اور اگر معلوم ہوتا جو کچھ ثواب ہے عشا اور صبح کی نماز باجماعت پڑھنے کا البتہ آتے جماعت میں گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے۔

فائدہ: سب نمازوں کو اول وقت اور جماعت سے پڑھنا ضروری ہے عشاء اور فجر کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص کیا کیونکہ یہ نیند کا وقت ہوتا ہے اکثر آدمی سے غفلت ہو جاتی ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ عشاء کی نماز جماعت سے پڑھنا آدھی رات کی عبادت سے بہتر ہے اور صبح کی نماز جماعت سے پڑھنا ساری رات کی عبادت سے بہتر ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ جب ہم کسی آدمی کو عشاء اور فجر کی نماز میں نہ پاتے تھے تو اس کی طرف گمان بد کرتے تھے یعنی اس امر کا کہ وہ شخص پورا مسلمان نہیں ہے منافق ہے۔ (زرقانی)

۱۴۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ فَلَا تَأْتُوهَا وَأَنْتُمْ تَسْعَوْنَ وَأْتُوهَا وَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا فَإِنَّ أَحَدَكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا كَانَ يَعْمِدُ إِلَى الصَّلَاةِ۔

☆ قد قامت الصلاة کے جواب میں أقامها الله أبدا کہنے کی روایت ثابت نہیں۔ مزید تفصیل کے لیے راقم الحروف کی کتاب فقه الحديث : كتاب الصلاة : باب الأذان اور نماز کی کتاب ملاحظہ فرمائیے۔ (عمران لاہوری)

(١٤٦) بخاری (٦١٥) كتاب الأذان : باب الاستهام فی الأذان ' مسلم (٤٣٧) ترمذی (٢٢٥ ' ٢٢٦) نسائي (٥٤٠ ' ٦٧١) ابن ماجه (٧٩٧ ' ٩٩٨) احمد (٢٣٦/٢) ۔

(١٤٧) بخاری (٩٠٨) كتاب الجمعة : باب المشى الى الجمعة ' مسلم (٦٠٢) أبو داود (٥٧٢) ترمذی (٣٢٧) نسائی (٨٦١) ابن ماجة (٧٧٥) دارمی (١٢٨٢) ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تکبیر ہو نماز کی تو نہ دوڑتے ہوئے آؤ تم بلکہ آؤ اطمینان اور سہولت سے تو جتنی نماز تم کو ملے پڑھ لو اور جو نہ ملے اس کو پورا کر لو کیونکہ جب کوئی تم میں سے قصد کرتا ہے نماز کا تو وہ نماز ہی میں ہوتا ہے۔

فائدہ: یعنی نماز کو جانا گویا نماز پڑھنا ہے تو جیسے نماز پڑھنے میں اطمینان اور سہولت چاہیے ویسا ہی نماز کی طرف چلنے میں چاہیے۔ اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے اس بات پر کہ جو کوئی امام کو رکوع میں پائے تو وہ رکعت حساب نہ کی جائے گی اور یہی قول ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت کا اور ابن خزیمہ وغیرہ نے اس کو اختیار کیا ہے اور تقی سبکی نے اس کی تقویت کی ہے اور یہی مذہب ہے شوکانی کا اور اس کی تحقیق نیل الاوطار میں کما ینبغی کی ہے۔

١٤٨- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ الْأَنْصَارِيِّ ثُمَّ الْمَازِنِيِّ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ لَهُ إِنِّي أَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ فَإِذَا كُنْتَ فِي غَنَمِكَ أَوْ بَادِيَتِكَ فَأَذَّنْتَ بِالصَّلَاةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَاءِ فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَلَا إِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت عبداللہ بن عبدالرحمٰن انصاری سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو بکریوں کو اور جنگل کو دوست رکھتا ہے تو جب جنگل میں ہو اپنی بکریوں میں اذان دے نماز کی بلند آواز سے کیونکہ نہیں پہنچتی آواز مؤذن کی نہ جن کو نہ آدمی کو اور نہ کسی شے کو مگر وہ گواہ ہوتا ہے اس کا قیامت کے روز۔ کہا ابوسعید نے سنا میں نے اس کو رسول اللہ ﷺ سے۔

١٤٩- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ النِّدَاءَ فَإِذَا قُضِيَ النِّدَاءُ أَقْبَلَ حَتَّى إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ حَتَّى إِذَا قُضِيَ التَّثْوِيبُ أَقْبَلَ حَتَّى يَخْطِرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ يَقُولُ اذْكُرْ كَذَا اذْكُرْ كَذَا لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ حَتَّى يَظَلَّ الرَّجُلُ إِنْ يَدْرِي كَمْ صَلَّى۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اذان ہوتی ہے نماز کے لیے شیطان پیٹھ موڑ کر پادتا ہوا بھاگتا ہے تاکہ نہ سنے اذان کو پھر جب اذان ہو چکتی ہے چلا آتا ہے پھر جب تکبیر ہوتی ہے بھاگ جاتا ہے پیٹھ موڑ کر پھر جب تکبیر ہو چکتی ہے چلا آتا ہے یہاں تک کہ وسوسہ ڈالتا ہے نمازی کے دل میں اور کہتا ہے اس سے خیال کر فلاں چیز کا خیال کر جس کا خیال نمازی کو اول بھی نہ تھا یہاں تک کہ رہ جاتا ہے نمازی اور خبر نہیں ہوتی اس کو کہ کتنی رکعتیں پڑھیں۔

(١٤٨) بخاري (٦٠٩) كتاب الأذان : باب رفع الصوت بالنداء ' نسائي (٦٤٤) ابن ماجه (٧٢٣) احمد (٦/٣' ٣٥' ٤٣)۔

(١٤٩) بخاري (٦٠٨) كتاب الأذان : باب فضل التاذين ' مسلم (٣٨٩) أبو داود (٥١٦) ترمذي (٣٩٧)۔

۱۵۰۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ قَالَ سَاعَتَانِ يُفْتَحُ لَهُمَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَقَلَّ دَاعٍ تُرَدُّ عَلَيْهِ دَعْوَتُهُ حَضْرَةُ النِّدَاءِ لِلصَّلَاةِ وَالصَّفُّ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ۔

حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے کہا انہوں نے دو وقت کھل جاتے ہیں دروازے آسمان کے اور کم ہوتا ہے ایسا دعا کرنے والا کہ نہ قبول ہو دعا اُس کی جس وقت اذان ہو نماز کی دوسری جس وقت صف باندھی جائے جہاد کے لیے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح** ہے۔علامہ البانیؒ نے بھی اس پر یہی حکم لگایا ہے۔[صحیح ابو داود (۲۲۹۰) صحیح الترغیب (۱/۲۶۶)]

فائدہ: طبرانی اور حاکم اور دیلمی نے اس حدیث کو مرفوعاً روایت کیا ہے اور ابونعیم نے حلیہ میں روایت کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ساعتیں ایسی ہیں کہ نہیں دعا کرتا اُن میں کوئی مسلمان مگر قبول کرتا ہے خداوند تعالیٰ دعا اس کی جب تک نہ دعا کرے ناطہ توڑنے کی یا گناہ کی ایک جس وقت مؤذن اذان دیتا ہے نماز کی یہاں تک کہ فارغ ہو۔ دوسرے جس وقت مسلمانوں اور کافروں کی صفیں جہاد میں مل جاتی ہیں یہاں تک کہ فیصلہ کرے اُن کا اور جس وقت پانی اُترتا ہے آسمان سے یہاں تک کہ تھم جائے۔

مسئلہ: کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالکؒ سے کیا جائز ہے جمعہ کی اذان قبل وقت کے؟ بولے نہیں جب تک کہ آفتاب ڈھل نہ جائے۔

فائدہ: یہی مذہب جمہور کا ہے اور امام احمدؒ کے نزدیک نماز جمعہ کی اذان قبل زوال کے درست ہے۔(زرقانی)

مسئلہ: کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالکؒ سے دو مسئلوں کے بارے میں پہلا یہ کہ اذان اور اقامت دو بار کہی جائے۔ یعنی کلمات اذان اور اقامت کے مثلاً الله اکبر اشهد ان لا اله الا الله اشهد ان محمدا رسول الله حی علی الصلوٰة حی علی الفلاح یہ سب دو دو بار کہے جائیں یا ایک ایک بار۔ دوسرا مسئلہ یہ کہ لوگ کب کھڑے ہوں نماز کے لیے جب تکبیر کہی جائے؟ تو امام مالکؒ نے کہا کہ اذان اور اقامت میں مجھے کوئی حدیث نہیں پہنچی مگر میں نے اپنے شہر کے لوگوں کو جس طرح پایا وہی جانتا ہوں۔

فائدہ: یعنی اذان کے کلمات دو دو بار کہے جائیں۔ اس لیے کہ بخاریؒ نے روایت کیا کہ بلال رضی اللہ عنہ کو حکم ہوا دو دو بار کہنے کا اذان میں اور ایک ایک بار کہنے کا اقامت میں اور ابوداؤد طیالسی اور ابوداؤد سجستانی اور نسائی اور ابن خزیمہ نے روایت کیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان دو دو بار کہی جائے مگر اخیر کا لا الـه الا الـلـه اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ وہ سب کے نزدیک ایک بار کہنا چاہیے۔(زرقانی)

ص: اور اقامت ایک بار کہی جائے۔

فائدہ: اس طرح پر الله اکبر اشهد ان لا اله الا الله اشهد ان محمد رسول الله حی علی الصلوٰة حی علی الفلاح قد قامت الصلوٰة الله اکبر لا اله الا الله اور بعضوں کے نزدیک قد قامت الصلوٰة کو دو مرتبہ کہیں کیونکہ بخاریؒ کی روایت میں قد قامت الصلوٰة کا استثناء مذکور ہے۔ زرقانی نے کہا کہ یہ استثناء حدیث میں داخل نہیں ہے بلکہ ایوب کا قول ہے۔

ص: اور اسی طریقے پر ہمارے شہر کے لوگ ہیں اور لیکن اٹھنا لوگوں کا وقت تکبیر کے تو میں نے اس کی کوئی حد نہیں سنی جو مقرر کی جائے مگر

---

(۱۵۰) موقوف صحیح: أبو داود (۲۵٤۰) كتاب الجهاد: باب الدعاء عند اللقاء، دارمی (۱۲۰) ابن حبان (۱۷۲۰)۔

میں اس کو لوگوں کی طاقت اور قوت کے لحاظ سے رکھتا ہوں۔

فائدہ: یعنی جو شخص طاقت دار ہے وہ تکبیر شروع ہوتے ہی اٹھ کھڑا ہو اور جو شخص کمزور ہو وہ جب تکبیر ختم ہو اٹھے اور اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ اگر امام مقتدیوں کے ساتھ مسجد میں ہو تو مقتدی لوگ نہ اٹھیں جب تک تکبیر سے فراغت نہ ہو اور جو مسجد میں نہ ہو تو جب تک امام نہ آئے تب تک نہ اٹھیں۔ ابن منذرؒ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ وہ اٹھتے تھے جب مؤذن قد قامت الصلوٰۃ کہتا تھا اور سعید بن منصور نے اس کو عبداللہ کے اصحاب سے روایت کیا اور سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ جب مؤذن قد قامت الصلوٰۃ کہتا تھا اور سعید بن منصور نے اس کو عبداللہ کے اصحاب سے روایت کیا اور سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ جب مؤذن اللہ اکبر کہے تو مقتدیوں پر کھڑا ہو جانا واجب ہوتا ہے اور جب حی علی الصلوٰۃ کہے صفیں برابر کی جائیں اور جب لا الہ الا اللہ کہے امام تکبیر کہے اور ابو حنیفہؒ کا قول یہ ہے کہ جب حی علی الصلوٰۃ ہو تو اٹھیں اور جب قد قامت الصلوٰۃ ہو تو امام تکبیر کہے۔ مترجم کہتا ہے کہ صحیح میرے نزدیک یہی ہے کہ تکبیر شروع ہوتے ہی اٹھیں کیونکہ عبدالرزاق نے ابن شہاب سے روایت کیا کہ تھے صحابہ جب مؤذن اللہ اکبر کہتا تو اٹھ کھڑے ہوتے اور جب تک پیغمبر خدا ﷺ تشریف لاتے صفیں برابر ہو جاتیں اور بخاریؒ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ تکبیر ہوئی پس برابر کیں لوگوں نے صفیں پھر نکلے نبی ﷺ۔ اور مسلم کی روایت میں ہے کہ تکبیر ہوئی پھر کھڑے ہوئے ہم اور برابر کیا صفوں کو قبل اس بات کے کہ نکلیں پیغمبر خدا ﷺ۔ امام مالکؒ باوجود اس بات کے کہ محدثین کے نزدیک بڑے واقف اور کامل ہیں علم حدیث میں اور امام ہیں اہل مدینہ کے مگر اُن کو اس مضمون میں کوئی حدیث نہیں پہنچی تھی اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہر مجتہد کو تمام حدیثیں پہنچنا ضرور نہیں ہے۔ اور نہ بات عقل میں آتی ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے کسی امام کو بھی ساری حدیثیں پہنچی ہوں۔ علی الخصوص امام اعظمؒ اور امام مالکؒ کو ان دونوں کا زمانہ بہت اول تھا اور اس وقت تک حدیث کی کتابیں جمع نہیں ہوئی تھیں جابجا صحابہ حضرت ﷺ کے ملکوں ملکوں پھیل کر انتقال کر چکے تھے ایک ایک حدیث سننے کے واسطے لوگ صدہا کوس سے سفر کرتے تھے برخلاف اس زمانہ کے کہ تمام کتابیں حدیث کی مدوّن ہو گئیں اب حدیثوں کا ملنا آسان ہو گیا۔ اسی وجہ سے امام اعظمؒ اور امام مالکؒ وغیرہ کے بہت سے مسائل ایسے ہیں جن میں انہوں نے قیاس پر عمل کیا اور حدیث نہ پائی اب اگر قیاس اُن کا مطابق حدیث صحیح کے نکلے تو قبول کیا جائے ورنہ حدیث صحیح کا اتباع ضروری ہے پابندی اُن کے قیاس کی لازم نہیں ہے اس فائدہ کو یاد رکھنا چاہیے۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال کیا گیا کہ اگر چند مقیم لوگ ارادہ کریں کہ جماعت سے ادا کریں فرض نماز کو تو صرف تکبیر کہہ لینا کافی ہے یا اذان بھی دینا ضروری ہے تو جواب دیا امام مالکؒ نے کہ تکبیر کہہ لینا کافی ہے۔ اور اذان واجب ہے اُن مسجدوں میں جہاں جماعت سے نماز ہوا کرتی ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا کہ بعد اذان کے مؤذن سلام کرے امیر کو اور بلائے اس کو نماز کے لیے اور کون وہ شخص ہے جس پر اول سلام کیا مؤذن نے تو جواب دیا امام مالکؒ نے مجھے یہ خبر نہیں پہنچی کہ اول زمانہ میں مؤذن سلام کرتا ہو امیر کو۔

فائدہ: یعنی زمانہ نبی ﷺ اور خلفائے راشدین میں یہ دستور نہ تھا بلکہ مؤذن اذان کہہ دیتا تھا پھر اگر امام کسی کام میں ہوتا تو مؤذن اس کو آ کر خبر کر دیتا کہ لوگ جمع ہیں اب جو یہ تکلفات نکلے ہیں کہ مؤذن امیر اور حاکم کے دروازے پر آ کر کہتا ہے السلام علیکم ایھا الامیر و رحمۃ اللہ وبرکاتہ الصلوۃ یرحمك اللہ یہ سب تکبر اور غرور کی باتیں ہیں اور نماز عاجزی اور غرور توڑنے کے لیے تھی۔ کیونکہ مؤذن جب اذان کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی طرف سے حی علی الصلوٰۃ کہہ کر نماز کو بلاتا ہے پھر امیر اور فقیر سب غلام ہیں پروردگار جل شانہٗ

کے فوراً بندگی کرنے کو جانا چاہیے۔ ابو محذورہ نے بعد اذان کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب بلایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ خفا ہوئے کیونکہ یہ کام نیا نکالا گیا دین میں اس کی اصل زمانہ نبوی ﷺ میں نہ تھی۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ اول اس کام کا رواج معاویہ رضی اللہ عنہ نے پھیلایا اور موذن کو حکم دیا کہ بعد اذان کے ان کو اس طرح پر آ کر خبر دیا کرے السلام علي امير المومنين الصلوٰة يرحمك الله اور بعضوں نے کہا کہ سب سے پہلے اس فعل کو مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ نے رواج دیا لیکن پہلا قول صحیح ہے۔ ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے روایت کیا کہ جب عمر رضی اللہ عنہ مکہ میں آئے تو ابو محذورہ رضی اللہ عنہ اذان کہہ کر ان کے بلانے کو آئے اور کہا الصلوٰة یا امیر المومنین حی علی الصلوٰة حی علی الفلاح تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا خرابی ہو تیری کیا تو دیوانہ ہے کیا اذان کا بلانا کافی نہ تھا اور ہم نہ آتے پھر کاہے کو بلانے کو آیا۔ الحاصل تحقیق اس باب میں یہی ہے کہ یہ فعل نہ حضرت ﷺ کے زمانے میں تھا نہ خلفائے راشدین کے زمانے میں بلکہ ان کے بعد امراء اور حکام نے اس کو رواج دیا۔ پس اولیٰ یہی ہے کہ ترک کیا جائے اور اختیار کیا جائے طریقہ نبی ﷺ اور خلفائے راشدین کا کیونکہ اس میں بہتری ہے دنیا اور دین کی اور واقدی نے جو نقل کیا ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ بعد اذان کے آنحضرت ط کے دروازے پر آ کر کہتے تھے السلام علیك یا رسول الله۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کہتے تھے السلام علیك یا خلیفة رسول الله الصلوٰة یا خلیفة رسول الله قابل اعتماد نہیں ہے کیونکہ واقدی متروک ہے محدثین کے نزدیک علی الخصوص جب کہ نقل اس کی مخالف ہو روایات معتبرہ کے۔ (زرقانی باختصار)

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا کہ ایک موذن نے انتظار کیا لوگوں کا لیکن کوئی نہ آیا آخر اس نے اکیلے تکبیر کہہ کر نماز پڑھ لی جب وہ نماز پڑھ چکا تو لوگ آئے اب موذن پھر اُن لوگوں کے ساتھ نماز پڑھے یا نہ پڑھے تو جواب دیا امام مالکؒ نے کہ موذن پھر نہ پڑھے اور جو لوگ آئے ہیں وہ اکیلے اکیلے نماز پڑھ لیں۔

فائدہ: یہ جب ہے کہ وہی موذن امام بھی ہو مسجد کا تو اگر امام نہ ہو تو لوگوں کو درست ہے کہ جماعت سے پڑھ لیں اور موذن بھی اگر چاہے پھر اُن کے ساتھ پڑھ لے یہ مذہب امام مالکؒ کا ہے کہ جس مسجد میں امام مقرر ہو وہاں دو جماعتیں ایک نماز کی نہ کی جائیں اور یہی قول ہے سفیان ثوریؒ کا اور امام ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ اور جمہور علماء کا مذہب اس کے خلاف ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ دو یا تین بار جماعت کا ہونا مسجد میں کوئی قباحت نہیں رکھتا اور نہ اللہ نے اس سے منع کیا نہ اس کے رسول ﷺ نے اور دلیل جواز کی یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ جماعت سے نماز پڑھ چکے تھے پھر ایک شخص آیا اور اس نے اکیلے نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تب نبی ﷺ نے فرمایا کوئی شخص تم میں سے تصدق کرتا ہے اس پر تو نماز پڑھے ساتھ اس کے سوا ایک شخص کھڑا ہوا اور وہ نماز پڑھ چکا تھا ساتھ نبی ﷺ کے پھر نماز پڑھی اس نے ساتھ اس شخص کے۔ (زرقانی)

مسئلہ: امام مالکؒ سے پوچھا گیا کہ ایک موذن نے اذان دی پھر نفل پڑھنے لگا اب لوگوں نے یہ ارادہ کیا کہ جماعت کھڑی کریں دوسرے شخص کی تکبیر سے تو جواب دیا امام مالکؒ نے کہ اس میں کچھ قباحت نہیں ہے خواہ موذن تکبیر کہے یا اور کوئی شخص کہے دونوں برابر ہیں۔

فائدہ: اور یہی قول ابوحنیفہؒ کا ہے اور لیث اور ثوری اور شافعیؒ اور اکثر اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ جو شخص اذان دے وہی تکبیر کہے اور دلائل ہر ایک کے موجود ہیں کتب احادیث میں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ صبح کی اذان تو قدیم سے قبل وقت کے ہوتی چلی آئی ہے لیکن اور نمازوں کی اذان بعد وقت کے چاہیے۔

فائدہ: جمہور علماء اور ائمہ ثلاثہ کا مذہب یہ ہے کہ فجر کی اذان بھی قبل وقت کے نہ دی جائے۔

مسئلہ: امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس موذن آیا نماز صبح کی خبر کرنے کو تو سوتا ہوا پایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو۔ پس کہا اس نے

اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ یعنی نماز بہتر ہے سونے سے اے امیر مومنوں کے! تو حکم کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے موذن کو کہ کہا کر واس کلمے کو صبح کی اذان میں۔

فائدہ: اس اثر کو دارقطنی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مسنداً روایت کیا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے موذن سے کہا جب پہنچے تو حی علی الفلاح پر فجر کی اذان میں تو کہہ بعد اس کے الصلوۃ خیر من النوم دو بار۔ یہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے موذن سے کہا کہ اس کلمے کو صبح کی اذان میں کہا کر اس سے غرض یہ ہے کہ اذان کے باہر اس کلمے کے کہنے کا موقع نہیں ہے اور مکروہ رکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بعد اذان کے پھر اعلام کرنے کو جیسے کہ امراء اور حکام نے نکالا ہے چنانچہ ابھی اس کا ذکر گزرا اور یہ کلمہ نکالا ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نہیں ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بھی نماز فجر میں یہ کلمہ کہا جاتا تھا چنانچہ ابن ماجہ نے روایت کیا بلال رضی اللہ عنہ سے کہ وہ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کرنے کے لیے واسطے نماز صبح کے تو لوگوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوتے ہیں تو بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ الصلوٰۃ خیر من النوم بعد اس کے یہ کلمہ مقرر کیا گیا اذان فجر میں اور ایسا ہی حکم باقی رہا اور ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں لڑکا تھا تو میں نے اذان دی فجر کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حنین کے روز تو جب پہنچا میں حی علی الفلاح پر فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملا دے اس میں الصلوٰۃ خیر من النوم۔

۱۵۱۔ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَمِّهِ أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ مَا أَعْرِفُ شَيْئًا مِمَّا أَدْرَكْتُ عَلَيْهِ النَّاسَ إِلَّا النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ۔

حضرت مالک بن ابی عامر اصحبی جو دادا ہیں امام مالکؒ کے کہتے ہیں کہ میں نہیں دیکھتا کسی چیز کو کہ باقی ہو اس طور پر جس پر پایا میں نے صحابہ کو مگر اذان کو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح** ہے۔

فائدہ: یعنی سوائے اذان کے اور تمام عبادات میں لوگوں نے تغیر اور تبدل کر لیا ہے اور وہ طریقہ چھوڑ دیا ہے جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام تھے۔ سبحان اللہ جب تابعین کے زمانے میں اس قدر دین میں انقلاب ہوا تھا کہ سوائے اذان کے سب عبادتیں لوگوں نے بدل ڈالی تھیں تو اس زمانہ پُر آشوب اور فتنوں کا کیا کہنا۔ اب بھی جو شخص طالبِ حق ہے اور خدا اور رسولِ خدا کی اطاعت کا شائق اور شریعت کا عاشق ہے اس کو کچھ مشکل نہیں ہے زمانے کے فسادات اور علماء کے اختلافات سے قطع نظر کر کے کتاب اللہ اور اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح بخاری کو اپنا دستور العمل بنا دے تب اچھے طور سے ایمان اور یقین کی حلاوت پائے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ افسوس ہے کہ اس زمانہ اخیر میں اذان بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر نہ رہی۔ بعض لوگوں نے اذان کے کلمات میں بھی کمی بیشی کی۔ کسی نے اول وآخر میں اذان کی نئی نئی دعائیں تراش لیں کسی نے ترجیم کسی نے تذکیر نکالی کسی نے انگلیوں کا چومنا انگوٹھے آنکھوں سے لگانا ضروری جان کر اذان کے جواب کو جو سنت تھا چھوڑ دیا کسی نے راگ کی طرح اذان میں گانا شروع کیا۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ زرقانی نے کہا کہ اس اثر سے حجت پکڑی ہے اُن لوگوں نے جو کہتے ہیں اہل مدینہ کا قول وفعل کچھ شرعاً حجت نہیں ہے بلکہ حجت وہی ہے جو بہ اسانید صحیحہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے خلفائے راشدین سے منقول ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ بہت سے اکابر علماء نے تصریح کر دی اس بات کی کہ مدینہ منورہ یا مکہ معظمہ کے لوگوں کا قول وفعل کچھ سند نہیں ہے کیونکہ دونوں مقاموں میں بدعات کا رواج بہت ہو گیا ہے بلکہ سند کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ ہے۔ اللہ جل شانہ اپنے فضل وکرم سے کتاب اللہ اور حدیثِ نبوی پر عمل کرنے کی توفیق دے اور گمراہی سے بچائے۔

۱۵۲۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ سَمِعَ الْإِقَامَةَ وَهُوَ بِالْبَقِيعِ فَأَسْرَعَ الْمَشْيَ إِلَى الْمَسْجِدِ ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے تکبیر سنی اور وہ بقیع میں تھے تو جلدی جلدی چلے مسجد کو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح** ہے۔

فائدہ: زرقانی نے کہا کہ مراد جلدی چلنے سے یہ ہے کہ معمولی چال سے ذرا تیز چلے نہ یہ کہ دوڑے کیونکہ حدیث مرفوع اُوپر گزری کہ مت آؤ نماز کو دوڑتے ہوئے۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ واجب ہے نماز کو چلے تو آہستہ چلے اطمینان سے خواہ نماز کے ملنے کی امید ہو یا نہ ہو کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم یہی ہے اور وہی حجت ہے جو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اور محمد بن زید نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ جب وہ نماز کو جاتے تو اتنا آہستہ جاتے کہ اگر چیونٹی اُن کے ساتھ چلے تو پیچھے نہ رہ جائے۔ واللہ اعلم

باب النداء فی السفر وعلی غیر وضوء سفر میں اور بے وضو اذان کہنے کا بیان

۱۵۳۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَذَّنَ بِالصَّلَاةِ فِي لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيحٍ فَقَالَ أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ بَارِدَةٌ ذَاتُ مَطَرٍ يَقُولُ أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ ۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اذان دی رات کو جس میں سردی اور ہوا بہت تھی پھر کہا کہ نماز پڑھ لو اپنے اپنے ڈیروں میں۔ پھر کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم کرتے تھے مؤذن کو جب رات ٹھنڈی ہوتی تھی پانی برستا تھا یہ کہ پکارے نماز پڑھ لو اپنے ڈیروں میں۔

فائدہ: صحیح ابوعوانہ میں ہے کہ رات ٹھنڈی ہوتی تھی یا پانی برستا تھا یا ہوا چلتی تھی معلوم ہوا کہ ان تینوں امروں میں سے اگر ایک امر بھی ہو تو جماعت میں حاضر ہونا معاف ہے۔

۱۵۴۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَزِيدُ عَلَى الْإِقَامَةِ فِي السَّفَرِ إِلَّا فِي الصُّبْحِ فَإِنَّهُ كَانَ يُنَادِي فِيهَا وَيُقِيمُ وَكَانَ يَقُولُ إِنَّمَا الْأَذَانُ لِلْإِمَامِ الَّذِي يَجْتَمِعُ النَّاسُ إِلَيْهِ ۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر میں صرف تکبیر کہتے تھے مگر نماز فجر میں اذان بھی کہتے تھے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہ بھی کہا کرتے تھے کہ اذان اس امام کے لیے ہے جس کے پاس لوگ جمع ہوں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

فائدہ: یہی مذہب ہے مالکؒ کا اور ائمہ ثلاثہ اس کے خلاف ہیں۔

۱۵۵۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ لَهُ إِذَا كُنْتَ فِي سَفَرٍ فَإِنْ شِئْتَ أَنْ تُؤَذِّنَ وَتُقِيمَ فَعَلْتَ وَإِنْ شِئْتَ

(۱۵۱) مقطوع صحیح : جامع بيان العلم وفضله لابن عبد البر (۱۲۲۱/۲) ۔

(۱۵۲) موقوف صحیح : عبدالرزاق (۳۴۱۱) ابن أبی شیبة (۷۳۹۴) الشافعی فی الام (۲۰۵/۷) ۔

فَأَقِمْ وَلَا تُؤَذِّنْ ـ

حضرت ہشام بن عروہ سے ان کے باپ نے کہا کہ جب تو سفر میں ہو تو تجھے اختیار ہے چاہے اذان یا اقامت دونوں کہہ یا فقط اقامت کہہ اور اذان نہ دے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح** ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ سوار ہو کر اذان دینے میں کچھ قباحت نہیں ہے۔

۱۵۶۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَنْ صَلَّى بِأَرْضٍ فَلَاةٍ صَلَّى عَنْ يَمِينِهِ مَلَكٌ وَعَنْ شِمَالِهِ مَلَكٌ فَإِذَا أَذَّنَ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ أَوْ أَقَامَ صَلَّى وَرَائَهُ مِنَ الْمَلَائِكَةِ أَمْثَالُ الْجِبَالِ ـ

حضرت سعید بن مسیب نے کہا کہ جو شخص نماز پڑھتا ہے چٹیل میدان میں تو داہنی طرف اس کے ایک فرشتہ اور بائیں طرف اس کے ایک فرشتہ نماز پڑھتا ہے اگر اس نے اذان دے کر تکبیر کہہ کر نماز پڑھی تو اس کے پیچھے بہت فرشتے نماز پڑھتے ہیں مثل پہاڑوں کے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: اس مضمون کو نسائی نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے موقوفاً روایت کیا ہے۔ بعض شافعیہ نے اس اثر سے استدلال کیا ہے کہ اگر کسی شخص نے اکیلے نماز جنگل میں پڑھی پھر قسم کھائی اس بات کی کہ میں نے جماعت سے نماز پڑھی تو وہ اپنی قسم میں سچا ہوگا اس لیے کہ فرشتوں کی جماعت سے اس نے نماز پڑھی۔

باب قدر السحور من النداء — اذان کا سحری کے وقت ہونا

۱۵۷۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ بِلَالًا يُنَادِي بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ ـ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلال رات رہے سے اذان دے دیتے ہیں تو کھایا

(۱۵۳) مسلم (٦٩٧) كتاب صلاة المسافرين وقصرها : باب الصلاة فى الرحال فى المطر ' أبو داود (١٠٦٠) نسائي (٦٥٤) ابن ماجه (٩٣٧) أحمد (٤/٢) دارمي (١٢٧٥) ـ

(١٥٤) موقوف صحيح : ابن ابى شيبة (١٩٧/١) بيهقى (٤١١/١) ابن المنذر فى الاوسط (٤٨/٣) ـ

(١٥٥) مقطوع صحيح : ابن ابى شيبة (١٩٧/١) ـ

(١٥٦) مقطوع صحيح : عبدالرزاق (٥١٠/١) ـ

(١٥٧) بخارى (٦١٧) كتاب الأذان : باب أذان الأعمى اذا كان له من يخبره ' مسلم (١٠٩٢) ترمذى (٢٠٣) نسائى (٦٣٧) احمد (٩/٢) دارمى (١١٩٠) ـ

پیا کرو جب تک اذان دے عبداللہ بیٹا اُم مکتوم کا۔

١٥٨۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ بِلَالًا يُنَادِي بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ قَالَ وَكَانَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ رَجُلًا أَعْمَى لَا يُنَادِي حَتَّى يُقَالَ لَهُ أَصْبَحْتَ أَصْبَحْتَ ۔

سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلال اذان دیتا ہے رات کو تو کھایا پیا کرو جب تک اذان نہ دے بیٹا اُم مکتوم کا۔ کہا ابن شہاب نے یا سالم نے یا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ تھا بیٹا اُم مکتوم کا اندھا اذان نہ دیتا تھا جب تک لوگ اس سے نہ کہتے تھے صبح ہوگئی صبح ہوگئی۔

فائدہ: اس حدیث سے اندھے کی اذان کا درست ہونا اور دو اذانوں کا درست ہونا معلوم ہوا لیکن ایک کے بعد ایک ہو ساتھ ہی دو اذانوں کا ہونا بعضوں نے مکروہ رکھا ہے۔

باب افتتاح الصلاة — نماز کے شروع کرنے کا بیان

١٥٩۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا كَذٰلِكَ أَيْضًا وَقَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُودِ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب شروع کرتے تھے نماز کو اٹھاتے تھے دونوں ہاتھ برابر دونوں مونڈھوں کے اور جب سر اٹھاتے تھے رکوع سے تب بھی دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اٹھاتے اور کہتے **سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْدُ** اور سجدوں کے بیچ میں ہاتھ نہ اٹھاتے نہ سجدے کو جاتے وقت۔

فائدہ: ابن وہب اور ابن قاسم اور ابن مہدی اور محمد بن حسن اور عبداللہ بن یوسف اور ابن نافع وغیرہم نے اپنے اپنے موطا میں امام مالکؒ سے روایت کیا وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا كَذٰلِكَ أَيْضًا ۔یعنی جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تب بھی دونوں ہاتھوں کو اسی طرح اٹھاتے اور یحییٰ بن یحییٰ کی روایت میں إِذَا رَكَعَ کا لفظ چھوٹ گیا ہے۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ روایت اور لوگوں کی ٹھیک ہے اور ابن شہاب سے اور لوگ بھی سوا مالکؒ کے اسی طرح روایت کرتے ہیں۔ اختلاف کیا علماء نے ہاتھ میں وقت رکوع کے اور وقت سر اٹھانے کے رکوع سے تو جمہور علماء مثل شافعیؒ اور اوزاعی اور احمد و اسحاق اور طبری اور جماعت اہل حدیث کے نزدیک دونوں وقت ہاتھ اٹھانا

---

(١٥٨) أيضا ۔

(١٥٩) بخاری (٧٣٥) كتاب الأذان : باب رفع اليدين فی التكبيرة الأولى ‘ مسلم (٣٩٠) أبو داود (٧٢١) ترمذی (٢٥٦) ابن ماجه (٨٥٨) ۔

چاہیے اور یہی صحیح روایت ہے مالکؒ سے اور ابوحنیفہؒ نے اس کے خلاف کہا ہے۔ امام بخاریؒ نے کتاب رفع الیدین میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ جب کسی کو دیکھتے ہاتھ نہیں اٹھاتا وقت رکوع کے اور وقت سر اٹھانے کے رکوع سے مارتے اس کو کنکروں سے اور بخاریؒ نے روایت کیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ جب آنحضرت ﷺ اٹھتے دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے اور تکبیر کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے اور ابوداؤد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی روایت کیا اور صحیح کہا اس کو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے تو اب چار مقام پر ہاتھوں کا اٹھانا نماز میں ثابت ہوا۔ ایک شروع نماز کے وقت دوسرے جب رکوع کو جھکے تیسرے جب رکوع سے کھڑا ہو چوتھے جب پہلا تشہد پڑھ کر کھڑا ہو۔ امام بخاریؒ نے کتاب رفع الیدین میں کہا کہ رفع الیدین کی حدیث کو سترہ صحابیوں نے روایت کیا اور حاکم اور ابن مندہ نے عشرہ مبشرہ کو رفع کے رُواۃ میں ذکر کیا اور بعض محدثین نے تلاش کیا رفع کی روایتوں کو تو پچاس صحابہ کی روایت سے پایا اور سوا ابن مسعود اور اصحاب ابن مسعود کے کسی سے بہ سند صحیح ترک اس کا ثابت نہیں واللہ اعلم۔ (زرقانی)

۱۶۰۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ فِي الصَّلَاةِ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ فَلَمْ تَزَلْ تِلْكَ صَلَاتَهُ حَتَّى لَقِيَ اللّٰهَ ۔

حضرت زین العابدین سے جن کا اسم مبارک علی ہے اور وہ بیٹے ہیں حضرت حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے روایت ہے کہ تھے رسول اللہ ﷺ تکبیر کہتے نماز میں جب جھکتے اور جب اٹھتے اور ہمیشہ رہی اسی طور سے نماز ان کی یہاں تک کہ مل گئے اللہ جل جلالہ سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ روایت **مرسل صحیح الاسناد** ہے۔

فائدہ: سوا ایک جگہ کے جب سر اٹھاتے رکوع سے تو فرماتے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ جیسا کہ اُوپر گزرا۔ (زرقانی)

۱۶۱۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلَاةِ ۔

حضرت سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اٹھاتے تھے ہاتھوں کو نماز میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح لغیرہ** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: شعبہ کی روایت میں ہے اٹھاتے تھے دونوں ہاتھوں کو جب تکبیر کہتے تھے شروع نماز میں اور جب سر اٹھاتے تھے رکوع سے۔ (زرقانی)

۱۶۲۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُصَلِّي لَهُمْ فَيُكَبِّرُ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ

---

(١٦٠) صحيح لغيره: ابن ابی شيبة (٢١٨/١) بيهقی (٦٧/٢)۔

(١٦١) صحيح لغيره: ابن ابی شيبة (٢١٢/١)۔

(١٦٢) بخاری (٧٨٥) كتاب الأذان: باب اتمام التكبير فی الركوع، مسلم (٣٩٢) أبو داود (٨٣٦) الترمذی (٢٥٤) نسائي (١١٥٦)۔

فَإِذَا انْصَرَفَ قَالَ وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَشْبَهُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ امام ہوتے تھے ان کے تو تکبیر کہتے تھے جب جھکتے اور جب اُٹھتے اور پھر جب فارغ ہوئے تو کہا قسم خدا کی میں زیادہ مشابہ ہوں تم سب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز میں۔

۱۶۳۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُكَبِّرُ فِي الصَّلَاةِ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ۔

حضرت سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تکبیر کہتے نماز میں جب جھکتے اور اُٹھتے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح** ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

۱۶۴۔ و حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِك عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا دُونَ ذٰلِكَ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب شروع کرتے نماز کو اٹھاتے دونوں ہاتھ برابر دونوں مونڈھوں کے اور جب سر اٹھاتے رکوع سے اٹھاتے دونوں ہاتھ ذرا کم اس سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح** ہے۔

فائدہ: یعنی مونڈھوں سے ذرا کچھ نیچے رہتے اس حدیث کو ایوب نے نافع سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اور دُوْنَ ذَالِكَ کا لفظ سوائے مالکؒ کے اور کسی نے روایت نہیں کیا بلکہ ابن جریج نے نافع سے پوچھا کہ کیا پہلی بار میں ابن عمر رضی اللہ عنہما زیادہ بلند کرتے تھے ہاتھ بہ نسبت بعد کے؟ کہا نہیں۔ (زرقانی)

۱۶۵۔ عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ كَانَ يُعَلِّمُهُمُ التَّكْبِيرَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ فَكَانَ يَأْمُرُنَا أَنْ نُكَبِّرَ كُلَّمَا خَفَضْنَا وَرَفَعْنَا۔

ابونعیم وہب بن کیسان سے روایت ہے کہ جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سکھاتے تھے اُن کو تکبیر نماز میں تو حکم کرتے تھے کہ تکبیر کہیں ہم جب جھکیں ہم اور اٹھیں ہم۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

۱۶۶۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِذَا أَدْرَكَ الرَّجُلُ الرَّكْعَةَ فَكَبَّرَ تَكْبِيرَةً وَاحِدَةً أَجْزَأَتْ عَنْهُ تِلْكَ

---

(۱۶۳) موقوف صحيح: نسائى (۱۳۲۰) بمعناه، ابن أبي شيبة (۲۱۷/۱) عبد الرزاق فى المصنف (۶۴/۲) ابن المنذر فى الاوسط (۱۳۵/۳)۔

(۱۶۴) موقوف صحيح: أبو داود (۷۴۱، ۷۴۲) كتاب الصلاة: باب افتتاح الصلاة، الشافعى فى المسند (۱۹۳/۱) وفى الام (۲۰۰/۷) بيهقى فى معرفة السنن والآثار (۵۴۱/۱)۔

(۱۶۵) موقوف صحيح: ابن ابى شيبة (۲۱۶/۱-۲۱۷)۔

التَّكْبِيرَةُ ۔

ابن شہاب کہتے تھے جب پالیا کسی شخص نے رکوع اور تکبیر کہہ لی تو یہ تکبیر کافی ہو جائے گی تکبیر تحریمہ سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح** ہے۔

فائدہ: اگر چہ نیت نہ کرے تکبیر تحریمہ کی یہ مذہب ابن شہاب کا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک جب کافی ہوگی کہ اس تکبیر سے تکبیر تحریمہ کی نیت کر لے۔ (زرقانی)

مسئلہ: امام مالکؒ سے پوچھا اس شخص نے جو امام کے ساتھ شریک ہوا نماز میں اور بھول گیا تکبیر تحریمہ اور تکبیر رکوع کو یہاں تک کہ ایک رکعت پڑھ لی پھر یاد کیا کہ اس نے تکبیر تحریمہ نہیں کہی تھی نہ رکوع کے وقت تکبیر کہی تھی بلکہ دوسری رکعت میں تکبیر کہی تو جواب دیا امام مالکؒ نے کہ پھر سرے سے نماز پڑھنا بہتر ہے اور جو امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ کہنا بھول گیا لیکن رکوع کے وقت تکبیر تحریمہ کہہ لی تو یہ تکبیر کافی ہو جائے گی تکبیر تحریمہ سے جب کہ نیت کی ہو اس نے اس تکبیر سے تکبیر تحریمہ کی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص نماز پڑھے اکیلا اور بھول جائے تکبیر تحریمہ تو پھر سرے سے نماز پڑھے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ امام اگر بھول جائے تکبیر تحریمہ اور فارغ ہو جائے نماز سے تو پھر پڑھے اور جن لوگوں نے اس کے پیچھے نماز پڑھی ہے وہ بھی نماز لوٹا دیں گے اگر چہ ان لوگوں نے تکبیر تحریمہ کہی ہو۔

فائدہ: تکبیر تحریمہ جمہور علماء اور ائمہ اربعہ کے نزدیک رُکنِ نماز ہے۔ لیکن رکوع کی تکبیر اس سے کافی ہو جاتی ہے اس شخص کے لیے جو امام کے ساتھ آ کر شریک ہو۔ بعض علماء کے نزدیک اور بعض کے نزدیک جب کافی ہوتی ہے کہ نیت کرے تکبیر تحریمہ کی۔ (زرقانی)

باب القراءة في المغرب والعشاء — مغرب اور عشاء کی نماز میں قراءت کا بیان

۱۶۷۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ بِالطُّورِ فِي الْمَغْرِبِ ۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سنا انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پڑھا سورہ طور کو مغرب کی نماز میں۔

۱۶۸۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِثِ سَمِعَتْهُ وَهُوَ يَقْرَأُ وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا فَقَالَتْ لَهُ يَا بُنَيَّ لَقَدْ ذَكَّرْتَنِي بِقِرَائَتِكَ هَذِهِ السُّورَةَ إِنَّهَا لَآخِرُ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهَا فِي الْمَغْرِبِ ۔

---

(١٦٧) بخاری (٧٦٥) كتاب الأذان : باب الجهر في المغرب، مسلم (٤٦٣) أبو داود (٨١١) نسائي (٩٨٧) ابن ماجه (٨٣٢) ۔

(١٦٨) بخاری (٧٦٣) كتاب الأذان : باب القرائة في المغرب، مسلم (٤٦٢) أبو داود (٨١٠) ترمذی (٣٠٨) نسائی (٩٨٦) ابن ماجه (٨٣١) ۔

حضرت اُم فضل رضی اللہ عنہا نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو سورہ والمرسلات عرفاً پڑھتے سنا تو کہا اے بیٹے میرے! یاد دلا دیا تو نے سورۃ پڑھ کر۔ اخیر جو سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی سورۃ کو پڑھا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب میں۔

۱۶۹۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الصُّنَابِحِيِّ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَصَلَّيْتُ وَرَائَهُ الْمَغْرِبَ فَقَرَأَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَسُورَةٍ سُورَةٍ مِنْ قِصَارِ الْمُفَصَّلِ ثُمَّ قَامَ فِي الثَّالِثَةِ فَدَنَوْتُ مِنْهُ حَتَّى إِنَّ ثِيَابِي لَتَكَادُ أَنْ تَمَسَّ ثِيَابَهُ فَسَمِعْتُهُ قَرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَبِهٰذِهِ الْآيَةِ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ـ

حضرت ابو عبداللہ صنابحی سے روایت ہے کہ میں مدینہ میں آیا جب ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے تو پڑھی میں نے پیچھے اُن کے مغرب کی نماز تو پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ مفصل کی چھوٹی سورتوں میں سے پڑھی پھر جب تیسری رکعت کے واسطے کھڑے ہوئے تو میں نزدیک ہو گیا اُن کے۔ یہاں تک کہ میرے کپڑے قریب تھے کہ چھو جائیں ان کے کپڑوں سے تو سنا میں نے پڑھی انہوں نے سورہ فاتحہ اور یہ آیت ﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ﴾۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح** ہے۔

فائدہ: مفصل کی سورتیں کس سورۃ سے شروع ہیں اس میں بڑا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں سورہ والصافات سے بعض کہتے ہیں سورہ جاثیہ سے بعض کہتے ہیں سورہ حجرات سے بعض کہتے ہیں سورہ قاف سے بعض کہتے ہیں سورہ صف سے بعض کہتے ہیں سورہ تبارک سے بعض کہتے ہیں سورہ اعلیٰ سے بعض کہتے ہیں سورہ والضحیٰ سے اور مالکیہ اور شافعیہ اور حنفیہ کے نزدیک راجح یہی ہے کہ سورہ حجرات سے شروع ہے۔ اس اثر سے معلوم ہوا کہ پچھلی رکعتوں میں بھی سورہ فاتحہ کی قرأت قرآن درست ہے لیکن اکثر علماء کے نزدیک اخیر کی رکعتوں میں سورہ فاتحہ پر قناعت کرنا چاہیے کیونکہ روایت کیا بخاری و مسلم نے ابوقتادہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورۃ پڑھی اور پچھلی دو رکعتوں میں فاتحہ پڑھی اور بعضوں نے کہا اس آیت کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بطور قنوت کے پڑھا اور ایک جماعت علماء نے جائز رکھا قنوت کو ہر نماز میں۔ (زرقانی و محلی)

۱۷۰۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا صَلَّى وَحْدَهُ يَقْرَأُ فِي الْأَرْبَعِ جَمِيعًا فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَسُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ وَكَانَ يَقْرَأُ أَحْيَانًا بِالسُّورَتَيْنِ وَالثَّلَاثِ فِي الرَّكْعَةِ الْوَاحِدَةِ مِنْ صَلَاةِ الْفَرِيضَةِ وَيَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ الْمَغْرِبِ كَذٰلِكَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَسُورَةٍ سُورَةٍ ـ

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب اکیلے نماز پڑھتے تھے تو چاروں رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور ایک ایک سورۃ پڑھتے تھے اور کبھی دو دو تین سورتیں ایک ایک رکعت میں پڑھتے تھے فرض کی نماز میں اور مغرب کی نماز میں دو رکعتوں میں فاتحہ

---

(۱۶۹) موقوف صحیح: تحفة الأشراف (۲۹۸/۵) عبدالرزاق (۲۶۹۸) ابن المنذر في الاوسط (۱۰۱۲/۳)۔

(۱۷۰) موقوف صحیح: بیهقی (۶۴/۲) الشافعي في المسند (۲۰۵/۱) ابن أبي شيبة (۳۶۷/۱)۔

اورسورت پڑھتے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ روایت شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

۱۷۱۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ فَقَرَأَ فِيهَا بِالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نماز پڑھی ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاء کی تو پڑھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں والتین والزیتون۔

فائدہ: پہلی رکعت میں اور دوسری رکعت میں اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ اور صحیحین میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ پڑھی اور معاذ رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز عشاء کے لیے کیوں نہیں پڑھتا تو سورہ بروج اور انشقاق کی مانند۔ (زرقانی مع زیادۃ)

باب العمل في القراءة — کلام اللہ پڑھنے کا طریقہ

۱۷۲۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَعَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ وَعَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي الرُّكُوعِ ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑا اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے اور قرآن کو رکوع میں پڑھنے سے۔

فائدہ: ابومصعب اور قعنبی اور معن کی روایت میں وَالْمُعَصْفَرَ زیادہ ہے یعنی منع کیا کسم کا رنگا ہوا کپڑا پہننے سے یہ ممانعت مردوں کے لیے ہے نہ کہ عورتوں کے لیے۔ (زرقانی)

۱۷۳۔ عَنْ الْبَيَاضِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَى النَّاسِ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَقَدْ عَلَتْ أَصْوَاتُهُمْ بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ إِنَّ الْمُصَلِّيَ يُنَاجِي رَبَّهُ فَلْيَنْظُرْ بِمَا يُنَاجِيهِ بِهِ وَلَا يَجْهَرْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ بِالْقُرْآنِ ۔

---

(۱۷۱) بخاری (۷۶۷) کتاب الأذان : باب الجهر في العشاء، مسلم (٤٦٤) أبو داود (۱۲۲۱) ترمذی (۳۱۰) نسائی (۱۰۰۰) ۔

(۱۷۲) مسلم (۲۰۷۸) كتاب اللباس والزينة : باب النهي عن لبس الرجل الثوب المعصفر، أبو داود (٤٠٤٤) ترمذی (٢٦٤) ابن ماجه (٣٦٠٢) ۔

(۱۷۳) صحيح : بيهقی (۱۱/۳) لتاريخ الكبير (۲٤٤/۳) نسائی (۳۳٦۲) أحمد (۳٤٤/٤) ۔

حضرت فروہ بن عمرو بیاضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ آئے لوگوں کے پاس اور وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ آوازیں اُن کی بلند تھیں کلام اللہ پڑھنے سے تو فرمایا آپ ﷺ نے نمازی کانا پھوسی کرتا ہے اپنے پروردگار سے تو چاہیے کہ سمجھ کر کانا پھوسی کرے اور نہ پکارے ایک تم میں دوسرے پر قرآن میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: کانا پھوسی سے مراد یہ ہے کہ اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہو کر بحضورِ قلب اور خشوع و خضوع کے اس سے عرض معروض کرتا ہے اور سمجھ کر کانا پھوسی کرنے سے یہ غرض ہے کہ اچھے طور سے کلام اللہ پڑھے۔ اعراب اور مخارج صحیح ادا کرے۔ (زرقانی)

۱۷۴۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ قُمْتُ وَرَاءَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَكُلُّهُمْ كَانَ لَا يَقْرَأُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نماز کو کھڑا ہوا میں پیچھے ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے جب نماز شروع کرتے تو کوئی اُن میں سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ پڑھتا۔

فائدہ: یعنی پکار کر نہ پڑھتا یہی مذہب ہے اکثر علماء کا اور یہی راجح ہے بہ اعتبار قوت دلیل کے مگر آہستہ سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ساتھ سورہ فاتحہ اور ہر سورۃ کے پڑھنا ضروری ہے۔ اکثر علماء کے نزدیک جلال الدین سیوطی نے کہا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے پڑھنے اور نہ پڑھنے اور آہستہ سے پڑھنے اور پکار کے پڑھنے سب بابوں میں احادیث بہت وارد ہیں اور دونوں امر ثابت ہیں اور صحیح ہیں رسول اللہ ﷺ سے۔

۱۷۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ كُنَّا نَسْمَعُ قِرَاءَةَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عِنْدَ دَارِ أَبِي جَهْمٍ بِالْبَلَاطِ۔

حضرت مالک بن ابی عامر اصبحی سے روایت ہے کہ ہم سنتے تھے قرأۃ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی اور وہ ہوتے تھے نزدیک دار ابی جہم کے اور ہم ہوتے تھے بلاط میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: بلاط ایک مقام ہے مدینہ میں درمیان بازار اور مسجد کے۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز بلند ہوتی تھی اس لیے بلاط کے لوگ قراءۃ سنتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام کو نماز میں خوب پکار کر کلام اللہ پڑھنا درست ہے اور کراہت اس شخص کے لیے ہے جو تنہا پڑھے اور اشہب نے امام مالکؒ سے روایت کیا کہ نفل نماز پڑھنے والا اگر اپنے گھر میں پکار کر کلام پڑھے تو کچھ حرج نہیں بلکہ یہ باعث ہے نشاط اور قوت کا۔ (زرقانی)

۱۷۶۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا فَاتَهُ شَيْءٌ مِنَ الصَّلَاةِ مَعَ الْإِمَامِ فِيمَا جَهَرَ فِيهِ الْإِمَامُ بِالْقِرَاءَةِ

---

(۱۷۴) بخاری (۷۴۳) کتاب الأذان : باب ما يقول بعد التكبير، مسلم (۳۹۹) أبو داود (۷۸۲) الترمذی (۲۴۶) النسائی (۹۰۲) ابن ماجه (۸۱۳) أحمد (۱۰۱/۳)۔

(۱۷۵) موقوف صحيح : نسائی (۸۸۲۶) بیهقی (۱۵۹/۲)۔

(۱۷۶) موقوف صحيح : عبدالرزاق (۲۲۸/۲) بیهقی (۲۹۶/۲)۔

أَنَّهُ إِذَا سَلَّمَ الْإِمَامُ قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَقَرَأَ لِنَفْسِهِ فِيمَا يَقْضِي وَجَهَرَ ۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب فوت ہو جاتی کچھ نماز ان کی ساتھ امام کے جس میں پکار کر قراءت کی تھی تو جب سلام پھیرتا امام اُٹھتے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور پڑھتے جو رہ گئی تھی نماز پکار کر۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

۱۷۷۔ عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أُصَلِّي إِلَى جَانِبِ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ فَيَغْمِزُنِي فَأَفْتَحُ عَلَيْهِ وَنَحْنُ نُصَلِّي ۔

حضرت یزید بن رومان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نماز پڑھتا تھا نافع کے ایک جانب تو اشارہ کر دیتے تھے مجھ کو پس بتا دیتا تھا میں اُن کو جہاں وہ بھول جاتے تھے اور ہم نماز میں ہوتے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: اس اثر سے معلوم ہوا کہ سوا اپنے امام کے اور بھی بتا دینا درست ہے اور اہل کوفہ نے اپنے امام کو بھی بتانا مکروہ رکھا ہے اور مالک اور شافعیہ کے نزدیک درست ہے کیونکہ اللہ اور رسول ﷺ نے منع نہیں کیا اس سے وہ ایک آیت میں متردد ہوئے تھے رسول اللہ ﷺ تو جب فارغ ہوئے نماز سے فرمایا ابی بن کعب نہ تھے۔ مطلب یہ تھا کہ اگر وہ ہوتے تو بتا دیتے۔ (زرقانی)

باب القراءة في الصبح — صبح کی نماز میں قراءت کا بیان

۱۷۸۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ صَلَّى الصُّبْحَ فَقَرَأَ فِيهَا سُورَةَ الْبَقَرَةِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا ۔

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی صبح کی تو پڑھی اس میں سورۂ بقرہ دو رکعتوں میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح لغیرہ** ہے۔

فائدہ: پھر جب سلام پھیرا تو لوگوں نے کہا آفتاب قریب تھا کہ نکل آئے۔ فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہ اگر نکلتا تو ہم کو غافل نہ پاتا اس اثر سے معلوم ہوا کہ صبح کی نماز میں قرأت طویل کرنا اولیٰ ہے اور وہ جو حدیث آئی ہے۔ اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَإِنَّهُ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ۔ روشن کرو فجر کو کیونکہ اس میں اجر زیادہ ہے اس سے یہی غرض ہے کہ نماز میں اتنی قراءت کرو کہ فجر روشن ہو جائے جیسا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا کہ نماز تاریکی میں شروع کی اور لمبی سورۃ پڑھ کر فجر کو روشن کیا۔ (زرقانی)

---

(۱۷۷) موقوف صحيح : ابن ابی شيبة (۴۱۸/۱) ۔

(۱۷۸) صحيح لغيره : عبدالرزاق (۲۷۱۱) ابن ابی شيبة (۳۵۴۵) شافعی فی مسنده (ص ۲۱۵) بيهقی (۳۸۹/۲) شرح معانی الآثار (۱۸۲/۱) ۔

١٧٩۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ يَقُولُ صَلَّيْنَا وَرَاءَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ الصُّبْحَ فَقَرَأَ فِيهَا بِسُورَةِ يُوسُفَ وَسُورَةِ الْحَجِّ قِرَائَةً بَطِيئَةً فَقُلْتُ وَاللّٰهِ إِذًا لَقَدْ كَانَ يَقُومُ حِينَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ قَالَ أَجَلْ ۔

حضرت عروہ بن زبیر نے سنا عبداللہ بن عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے نماز پڑھی ہم نے پیچھے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے صبح کی تو پڑھی انہوں نے سورۂ یوسف اور سورۂ حج ٹھہر ٹھہر کر۔ عروہ نے کہا قسم خدا کی! پس اس وقت کھڑے ہوتے ہوں گے نماز کو جب نکلتی ہے صبح صادق۔ کہا عبداللہ نے ہاں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

فائدہ: یعنی بہت سویرے صبح صادق نکلتے ہی کھڑے ہوں گے تب تو اتنی بڑی بڑی سورتیں پڑھتے تھے اور پھر جلدی جلدی نہیں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے۔

١٨٠۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ الْفُرَافِصَةَ بْنَ عُمَيْرٍ الْحَنَفِيَّ قَالَ مَا أَخَذْتُ سُورَةَ يُوسُفَ إِلَّا مِنْ قِرَائَةِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ إِيَّاهَا فِي الصُّبْحِ مِنْ كَثْرَةِ مَا كَانَ يُرَدِّدُهَا لَنَا ۔

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ فرافصہ بن عمیر حنفی نے کہا کہ میں نے سورۂ یوسف یاد کر لی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پڑھنے سے آپ صبح کی نماز میں اس کو بہت پڑھا کرتے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **حسن** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **حسن** کہا ہے۔

فائدہ: ابن عبدالبر نے کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ اپنے مقتدیوں کا حال پہچان کر اور اُن کی قوت اور حرص کو دیکھ کر اتنی بڑی بڑی سورتیں پڑھتے تھے اور مالک نے مستحب رکھا ہے طولِ قراءت کو صبح کی نماز میں خصوصاً جاڑے کے دنوں میں لیکن آج کل کے زمانے میں سو تخفیف لازم ہے جماعت میں۔ البتہ اگر اکیلے پڑھے تو جتنی چاہے لمبی سورت پڑھے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے معاذ کو دھمکایا تھا لمبی سورت کے پڑھنے پر اور کہا تھا کیا تو فساد پیدا کرتا ہے کیوں نہیں پڑھتا: اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا۔

١٨١۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الصُّبْحِ فِي السَّفَرِ بِالْعَشْرِ السُّوَرِ الْأُوَلِ مِنَ الْمُفَصَّلِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَسُورَةٍ ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر میں مفصل کے پہلی دس سورتوں میں سے ہر ایک رکعت میں سورۂ فاتحہ اور ایک سورت پڑھا کرتے تھے۔

(١٧٩) موقوف صحيح: عبدالرزاق (٢٧١٥) ابن ابى شيبة (٣٥٤٨) بيهقى (٣٨٩/٢) (٤٠١٧) طحاوى (١٨٠/١) الشافعى فى المسند (٢٠٥/١) ۔

(١٨٠) موقوف حسن: بيهقى (٣٨٩/٢) (٤٠١٨) شرح معانى الآثار (١٨٢/١) ۔

(١٨١) عبدالرزاق (٢٧٢٣) ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

فائدہ: بخاری میں ہے کہ آپ نے صبح کی نماز میں سورۂ طور پڑھی اور ایک روایت میں ہے کہ ساٹھ آیتوں سے لے کر سو آیتوں تک ایک رکعت یا دونوں رکعتوں میں پڑھتے تھے اور مسلم میں ہے کہ صبح میں آپ ﷺ نے سورۂ قاف پڑھی اور ایک روایت میں ہے کہ والصّافات پڑھی اور حاکم نے روایت کیا کہ سورۂ واقعہ پڑھی اور ایک روایت میں ہے کہ چھوٹی چھوٹی سورتیں دو پڑھیں۔ اور یہ اختلاف بوجہ اختلاف احوال اور مواقع کے ہے' واللہ اعلم۔ (زرقانی)

باب ما جاء في أم القرآن — سورہ فاتحہ کی فضیلت کا بیان

۱۸۲۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ مَوْلَى عَامِرِ بْنِ كُرَيْزٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَادَى أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَهُوَ يُصَلِّي فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ لَحِقَهُ فَوَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ عَلَى يَدِهِ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَخْرُجَ مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ لَا تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتَّى تَعْلَمَ سُورَةً مَا أَنْزَلَ اللَّهُ فِي التَّوْرَاةِ وَلَا فِي الْإِنْجِيلِ وَلَا فِي الْقُرْآنِ مِثْلَهَا قَالَ أُبَيٌّ فَجَعَلْتُ أُبْطِءُ فِي الْمَشْيِ رَجَاءَ ذَلِكَ ثُمَّ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ السُّورَةَ الَّتِي وَعَدْتَنِي قَالَ كَيْفَ تَقْرَأُ إِذَا افْتَتَحْتَ الصَّلَاةَ قَالَ فَقَرَأْتُ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ حَتَّى أَتَيْتُ عَلَى آخِرِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ هَذِهِ السُّورَةُ وَهِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُعْطِيتُ ۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پکارا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو اور وہ نماز پڑھ رہے تھے تو جب نماز سے فارغ ہوئے مل گئے آپ سے پس رکھا رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ اپنا اُبی کے ہاتھ پر اور وہ نکلنا چاہتے تھے مسجد کے دروازے سے سو فرمایا آپ ﷺ نے' میں چاہتا ہوں کہ نہ نکلے تو مسجد کے دروازے سے یہاں تک کہ سیکھ لے ایک سورت ایسی کہ نہیں اُتری توریت اور انجیل اور قرآن میں مثل اس کے' کہا اُبی نے پس ٹھہر ٹھہر کر چلنے لگا میں اسی امید میں پھر کہا میں نے اے رسول اللہ! وہ صورت جس کا آپ نے وعدہ کیا تھا سکھلایئے مجھ کو۔ فرمایا آپ نے کیونکر پڑھتا ہے تو جب شروع کرتا ہے نماز کو؟ کہا ابی نے تو میں پڑھنے لگا **الحمد لله رب العالمين** یہاں تک کہ ختم کیا میں نے سورت کو۔ پس فرمایا رسول اللہ ﷺ نے وہ یہی سورت ہے اور یہ سورت سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو میں دیا گیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح لغیرہ** ہے اور اس کی سند مسلم کی شرط پر ہے۔ امام ترمذیؒ نے کہا ہے کہ یہ حدیث **حسن صحیح** ہے۔ علامہ البانیؒ نے اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: سبع مثانی سورہ فاتحہ کا نام ہے اس لیے کہ اس میں سات آیتیں ہیں پہلی آیت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے اور مثانی اس کو اس لیے کہتے

(۱۸۲) صحيح لغيرة: حاكم (۵۵۷/۱) بيهقي (۳۷۵/۲) ۔

ہیں کہ سورت دو بار اتری ایک بار مکہ میں اور ایک بار مدینہ میں یا اس لیے کہ ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے تو نماز میں مکرر ہوتی ہے یا اس لیے کہ اس میں ثنا اور تعریف ہے پروردگار کی یا اس لیے کہ مستثنیٰ ہوئی یہ سورت خاص خاص اس امت کے لیے یا اس لیے کہ اس کے ساتھ ایک سورت ملائی جاتی ہے اور قرآن عظیم بھی اس کا نام ہے کیونکہ یہ سورت اجمالاً تمام قرآن کے مضامین کو شامل ہے۔ اوصاف الٰہی اور ثنائے پروردگار اور اعتراف عبودیت بندے کی جانب سے اور توحید اور دعا سب اس میں موجود ہے۔ یہ فرمودہ حضرت ﷺ کا تفسیر ہے اس آیت کی ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمِ﴾۔

۱۸۳۔ عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ مَنْ صَلّٰى رَكْعَةً لَمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَلَمْ يُصَلِّ إِلَّا وَرَاءَ الْإِمَامِ۔

حضرت ابی نعیم وہب بن کیسان سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے۔ کہتے تھے جس شخص نے ایک رکعت پڑھی اور اس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی تو گویا اس نے نماز نہ پڑھی مگر جب امام کے پیچھے ہو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

فائدہ: اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ پڑھنا نماز میں فرض ہے خواہ اکیلے نماز پڑھے یا امام کے پیچھے نماز جہری ہو یا سری ہر حال میں پڑھنا اس کا ضروری ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعیؒ کا اور مالکؒ کا مذہب یہ ہے کہ نماز جہری میں امام کے پیچھے نہ پڑھے اور سری میں پڑھ لے اور ابوحنیفہؒ کا قول یہ ہے کہ امام کے پیچھے نہ پڑھے خواہ نماز جہری ہو یا سری' صابونی نے اپنے عقائد میں منجملہ اشعار اہل حدیث لکھا ہے وَيُوْجِبُوْنَ قِرَاءَةَ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ خَلْفَ الْإِمَامِ۔ اور واجب کرتے ہیں پڑھنا فاتحہ کا امام کے پیچھے مگر یہ قول جابر بن عبداللہ کا موید ہے ابوحنیفہؒ کے مذہب کو۔

باب القراءة خلف الامام فيما لا يجهر فيه بالقراءة — سورہ فاتحہ امام کے پیچھے سری نماز میں پڑھنے کا بیان

۱۸۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ صَلّٰى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ هِيَ خِدَاجٌ هِيَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ قَالَ فَقُلْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ إِنِّي أَحْيَانًا أَكُوْنُ وَرَاءَ الْإِمَامِ قَالَ فَغَمَزَ ذِرَاعِي ثُمَّ قَالَ اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ يَا فَارِسِيُّ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ فَنِصْفُهَا لِي وَنِصْفُهَا لِعَبْدِي

(۱۸۳) ترمذی (۳۱۳) کتاب الصلاۃ : باب ما جاء فی ترک القراءۃ خلف الامام اذا جھر' بیھقی (۱۶۰/۲)۔

(۱۸٤) مسلم (۳۹۵) کتاب الصلاۃ : باب وجوب قراءۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ' أبو داود (۸۲۱) ترمذی (۲۹۵۳) نسائی (۹۰۹) ابن ماجه (۸۳۸) أحمد (۲٤۱/۲) ۔

وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَئُوا يَقُولُ الْعَبْدُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ يَقُولُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى حَمِدَنِي عَبْدِي وَيَقُولُ الْعَبْدُ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ يَقُولُ اللّٰهُ أَثْنَى عَلَيَّ عَبْدِي وَيَقُولُ الْعَبْدُ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ يَقُولُ اللّٰهُ مَجَّدَنِي عَبْدِي يَقُولُ الْعَبْدُ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ فَهَذِهِ الْآيَةُ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ يَقُولُ الْعَبْدُ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَهَؤُلَاءِ لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی ﷺ نے جس شخص نے نماز پڑھی اور نہ پڑھی اس میں سورۂ فاتحہ تو نماز اس کی ناقص ہے ناقص ہے ناقص ہے ہرگز تمام نہیں ہے۔ ابوسائب نے کہا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! کبھی میں امام کے پیچھے ہوتا ہوں تو دبا دیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے میرا بازو اور کہا پڑھ لے اپنے دل میں اے فارس کے رہنے والے! کیونکہ میں نے سنا ہے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے تھے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے بٹ گئی نماز میرے اور میرے بندے کے بیچ میں آدھوں آدھ آدھی میری اور آدھی اس کی اور جو بندہ میرا مانگے اس کو دوں گا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے پڑھو بندہ کہتا ہے سب تعریف اللہ کو ہے جو صاحب ہے سارے جہان کا' پروردگار کہتا ہے میری تعریف کی میرے بندے نے۔ بندہ کہتا ہے بڑی رحمت کرنے والا مہربان' پروردگار کہتا ہے خوبی بیان کی میرے بندے نے۔ بندہ کہتا ہے مالک بدلے کے دن کا' پروردگار کہتا ہے بڑائی کی میری میرے بندے نے۔ بندہ کہتا ہے خاص تجھ کو پوجتے ہیں ہم اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں ہم تو یہ آیت میرے اور میرے بندے کے بیچ میں ہے (یعنی پروردگار کی عظمت ہے اور بندے کی طرف سے اقرار ہے بندگی کا)۔ بندہ کہتا ہے دکھا ہم کو سیدھی راہ اُن لوگوں کی راہ جن پر تو نے اپنا کرم کیا نہ دشمنوں کی اور گمراہوں کی تو یہ آیتیں بندہ کے لیے ہیں اور میرا بندہ جو مانگے سو دوں۔

فائدہ: اس حدیث سے نماز کی نہایت عظمت اور بزرگی ثابت ہوئی کیونکہ نماز ایسی عبادت ٹھہری جس میں پروردگار سے باتیں ہوتی ہیں پس بندے کو اس سے زیادہ اور کیا شرف اور فخر ہوگا کہ اس کا مالک بلکہ سارے جہان کا مالک اس سے باتیں کرے اور اس کی مراد برلانے کا وعدہ فرمائے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورہ فاتحہ کی جز نہیں ہے اس صورت میں أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ پر چھٹی آیت ختم ہوگی اور غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ساتویں آیت ہوگی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ نماز ناقص ناتمام ہوگی اور ظاہر حدیث مطلق ہے اور شامل ہے منفرد اور مقتدی دونوں کو اس لیے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ابوسائب کے سوال کا یہ جواب دیا کہ جب تو امام کے پیچھے ہو چپکے چپکے دل میں پڑھ لیا کر اب اختلاف ہے اس میں کہ امام کے ساتھ پڑھتا جائے یا امام جو بیچ میں سکتے کرتا ہے اس میں پڑھتا جائے یا امام جب ولا الضالین پر سکتہ کرے اس وقت پڑھ لے۔ اس حدیث سے یہ بات معلوم نہیں ہوتی کہ مقتدی جہری نماز میں امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھے اور سری میں پڑھے بلکہ یہ حدیث عام ہے دونوں صورتوں میں پڑھنا چاہیے۔ پس امام نے جو سری نماز میں پڑھنے کے لیے اس حدیث کو خاص کیا اس کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی اور ناقص اور تمام کہنے سے یہ کوئی نہ سمجھے کہ نماز ہو جاتی ہے لیکن ناقص رہتی ہے کیونکہ ناقص کا تمام کرنا ضروری ہے اور ناقص اسی شے کو کہیں گے جس کا کوئی جز فوت ہو جائے۔

۱۸۵۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ فِيمَا لَا يَجْهَرُ فِيهِ الْإِمَامُ بِالْقِرَائَةِ ۔

حضرت عروہ بن زبیر سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے امام کے پیچھے سری نماز میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح** ہے۔

۱۸۶۔ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ فِيمَا لَا يَجْهَرُ فِيهِ الْإِمَامُ بِالْقِرَائَةِ۔

نافع بن جبیر امام کے پیچھے سری نماز میں سورہ فاتحہ پڑھتے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے کہا کہ مجھے یہ اثر بہت پسند ہے اُن روایتوں میں جو میں نے اس باب میں سنیں۔

باب ترك القراءة خلف الامام فيما جهر فيه — سورہ فاتحہ جہری نماز میں امام کے پیچھے نہ پڑھنے کا بیان

۱۸۷۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا سُئِلَ هَلْ يَقْرَأُ أَحَدٌ خَلْفَ الْإِمَامِ قَالَ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ خَلْفَ الْإِمَامِ فَحَسْبُهُ قِرَائَةُ الْإِمَامِ وَإِذَا صَلَّى وَحْدَهُ فَلْيَقْرَأْ قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَا يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جب کوئی پوچھتا کہ سورہ فاتحہ پڑھی جائے امام کے پیچھے تو جواب دیتے کہ جب کوئی تم میں سے نماز پڑھے امام کے پیچھے تو کافی ہے اس کو قراءت امام کی اور جو اکیلے پڑھے تو پڑھ لے۔ کہا نافع نے اور تھے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نہیں پڑھتے تھے پیچھے امام کے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

فائدہ: یہ اثر بظاہر مؤید ہے ابوحنیفہؒ کے مذہب کو یعنی جب امام کے پیچھے ہو سری نماز میں یا جہری نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھے لیکن امام مالکؒ نے اس کو نماز جہری سے خاص کیا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ نماز جہری میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھے اور سرّی میں پڑھے۔

۱۸۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةٍ جَهَرَ فِيهَا بِالْقِرَائَةِ فَقَالَ هَلْ قَرَأَ مَعِي مِنْكُمْ أَحَدٌ آنِفًا فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

---

(۱۸۵) مقطوع صحیح : ابن ابی شیبة (۳۲۹/۱) بیهقی (۱۷۱/۲) ۔

(۱۸۶) مقطوع صحیح : ابن ابی شیبة (۳۲۹/۱) ۔

(۱۸۷) موقوف صحیح : عبدالرزاق (۱۳۹/۲) بیهقی (۱۶۱/۲) ۔

(۱۸۸) صحیح : بخاری فی القراءة خلف الإمام (۹۶، ۹۸) أبو داود (۸۲۶) كتاب الصلاة : باب من كره القراءة بفاتحة الكتاب اذا جهر الامام، ترمذی (۳۱۲) نسائی (۹۱۹) ابن ماجه (۸۴۸) ۔

إِنِّي أَقُولُ مَا لِي أُنَازَعُ الْقُرْآنَ فَانْتَهَى النَّاسُ عَنِ الْقِرَائَةِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا جَهَرَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقِرَائَةِ حِينَ سَمِعُوا ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے ایک نماز جہری سے پھر فرمایا کیا تم میں سے کسی نے میرے ساتھ کلام اللہ پڑھا تھا۔ ایک شخص بول اُٹھا کہ ہاں میں نے یارسول اللہ۔ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہی میں کہتا تھا اپنے دل میں کیا ہوا ہے مجھ کو چھینا جاتا ہے مجھ سے کلام اللہ۔ کہا ابن شہاب یا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے تب لوگوں نے موقوف کیا قرائت کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز جہری میں جب سے یہ حدیث سنی آپ سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح** ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے صرف یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ ایسی آواز سے نہ پڑھے جس کے باعث یہ امام کے پڑھنے میں خلل ہو اور ممانعت پڑھنے کی ثابت نہیں ہوتی کیونکہ ممانعت منظور ہوتی تو صاف فرما دیتے کہ امام کے پیچھے پڑھا ہی مت کرو نہ آہستہ نہ زور سے اور ابن شہاب یا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا کلام کہ لوگوں نے پڑھنا چھوڑ دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز جہری میں یہ ایک حکایت ہے اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پکار کر پڑھنا چھوڑ دیا یا سورہ فاتحہ سے زیادہ جو کچھ کلام اللہ پڑھتے تھے اس کا پڑھنا چھوڑ دیا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھنا چھوڑ دیا بلکہ جب آپ سکتہ کرتے تو پڑھ لیتے۔ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ اَعْلَمُ مِنَّا وَمِنَ الْكُلِّ۔

باب ما جاء في التامين خلف الامام — امام کے پیچھے آمین کہنے کا بیان

۱۸۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوا فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ آمِينَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب امام کہے آمین تو تم بھی آمین کہو کیونکہ جس کی آمین مل جائے گی ملائکہ کی آمین سے بخش دیے جائیں گے اگلے گناہ اس کے۔ کہا ابن شہاب نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آمین کہتے تھے۔

فائدہ: یہ حدیث مرسل ہے دارقطنی نے غرائب اور علل میں اس کو موصولاً ابن شہاب سے انہوں نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور کہا کہ حفص منفرد ہوا ساتھ اس روایت کے اور وہ ضعیف ہے اور ابن السراج نے روایت کیا ابن شہاب سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وَلَا الضَّآلِّيْن کہتے آمین پکار کر کہتے اور ابن حبان کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فارغ ہوتے سورہ فاتحہ سے بلند آواز سے آمین کہتے اور حمیدی نے روایت کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کہتے وَلَا الضَّآلِّيْن بلند آواز سے فرماتے آمین یہاں تک کہ صفِ اول کے لوگ سنتے جو نزدیک ہوتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور جو بعض لوگوں نے کہا ہے کہ جہراً آمین کا ابتدائے اسلام میں تھا پھر منسوخ ہوا تو رد کرتا ہے اس کو وہ جو روایت کیا ترمذی اور ابوداؤد اور ابن حبان نے وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے کہ نماز پڑھی میں نے پیچھے نبی

(۱۸۹) بخاری (۷۸۰) كتاب الأذان : باب جهر الامام بالتأمين، مسلم (۴۰۹) أبو داود (۸۴۸)۔

ﷺ کے تو پکار کر آمین کہی آپ ﷺ نے اور وائل بن حجر اخیر میں اسلام لائے ہیں علاوہ اس کے یہ جو حدیث امام مالکؒ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آمین پکار کر کہنا چاہیے ورنہ امام کا آمین کہنا مقتدیوں کو معلوم کیونکر ہوگا (زرقانی ومحلی)۔

۱۹۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَقُولُوا آمِينَ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب امام **غير المغضوب عليهم ولا الضالين** کہے تو تم آمین کہو کیونکہ جس کا آمین کہنا برابر ہو جائے گا ملائکہ کے کہنے کے بخش دیئے جائیں گے اگلے گناہ اس کے۔

۱۹۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ آمِينَ وَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ فِي السَّمَاءِ آمِينَ فَوَافَقَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی آمین کہتا ہے فرشتے بھی آسمان میں آمین کہتے ہیں پس اگر برابر ہو جائے ایک آمین دوسری آمین سے تو بخش دیئے جاتے ہیں اگلے گناہ اس کے۔

۱۹۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے تو تم اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو۔ کیونکہ جس کا کہنا ملائکہ کے کہنے کے برابر ہو جائے گا اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

فائدہ: بعض روایات میں رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ہے، بعض میں رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، بعض میں اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ہی ہے۔ بعض میں اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ۔

باب العمل فی الجلوس فی الصلاة — نماز میں بیٹھنے کا بیان

۱۹۳۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُعَاوِيِّ أَنَّهُ قَالَ رَآنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَأَنَا أَعْبَثُ بِالْحَصْبَاءِ فِي الصَّلَاةِ فَلَمَّا انْصَرَفْتُ نَهَانِي وَقَالَ اصْنَعْ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فَقُلْتُ وَكَيْفَ كَانَ

(۱۹۰) بخاری (۷۸۲، ٤٤٧٥) مسلم (٤١٠)۔

(۱۹۱) بخاری (۷۸۱) مسلم (٤١٠)۔

(۱۹۲) بخاری (۷۹٦، ۳۲۲۸) مسلم (٤٠٩)۔

(۱۹۳) مسلم (٥٨٠) كتاب المساجد ومواضع الصلاة : باب صفة الجلوس فی الصلاة، أبو داود (۹۸۷) نسائی (۱۱٦٠) احمد (۲/۱۰)۔

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ قَالَ كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى وَقَبَضَ أَصَابِعَهُ كُلَّهَا وَأَشَارَ بِأُصْبُعِهِ الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى وَقَالَ هٰكَذَا كَانَ يَفْعَلُ ۔

حضرت علی بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ دیکھا مجھ کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نماز میں کنکریوں سے کھیلتا ہوا تو جب فارغ ہوا میں نماز سے منع کیا مجھ کو اور کہا کہ کیا کر جیسے کرتے تھے رسول اللہ ﷺ ۔ میں نے کہا کیسے کرتے تھے؟ کہا جب بیٹھتے تھے آپ ﷺ نماز میں تو داہنی ہتھیلی کو داہنی ران پر رکھتے اور سب انگلیوں کو بند کر لیتے اور کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرتے اور بائیں ہتھیلی کو ران پر رکھتے اور کہا کہ اس طرح کرتے تھے آپ ﷺ ۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس وقت سے تشہد کے لیے بیٹھے اسی وقت سے کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرے ۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ فرمایا آپ ﷺ نے یہ دفع کرنے والا ہے شیطان کو نہ بھولے گا کوئی تم میں سے جب تک اشارہ کرے گا اپنی انگلی سے اور بعض روایات میں حرکت دینا بھی انگلی کا منقول ہے لیکن ائمہ اربعہ سے جو اٹھانا انگلی کا وقت اشهد ان لا اله الا الله کے اُن کی کتابوں میں مذکور ہے اس کی اصل کسی حدیث میں نہیں پائی باوجودیکہ میں نے تلاش کیا اس کی دلیل کو کتب حنفیہ اور شافعیہ اور مالکیہ اور حنابلہ میں مگر نہ پایا کوئی شاہد اس کے لیے اور حدیث سے جو اشارہ ثابت ہے وہ یہی ہے کہ ابتدائے قعدہ سے انگشت شہادت سے اشارہ کرتا رہے ۔

۱۹۴۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَصَلَّى إِلَى جَنْبِهِ رَجُلٌ فَلَمَّا جَلَسَ الرَّجُلُ فِي أَرْبَعٍ تَرَبَّعَ وَثَنَى رِجْلَيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ عَبْدُ اللّٰهِ عَابَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ فَقَالَ الرَّجُلُ فَإِنَّكَ تَفْعَلُ ذٰلِكَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَإِنِّي أَشْتَكِي ۔

حضرت عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں نماز پڑھی ایک شخص نے تو جب وہ بیٹھا بعد چار رکعت کے چارزانو بیٹھا اور لپیٹ لیے دونوں پاؤں اپنے تو جب فارغ ہوئے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز سے ۔ عیب کہا اس بات کو تو اس شخص نے جواب دیا آپ ایسا کرتے ہیں کہا میں تو بیمار ہوں ۔

فائدہ: اختلاف کیا علماء نے کس طرح نماز میں بیٹھے شافعیؒ نے کہا کہ پہلے قعدہ میں سیدھا پاؤں کھڑا کر کے اور بائیں پر بیٹھے اور دوسرے قعدہ میں تورک کرے یعنی بائیں پاؤں کو ران کے نیچے سے نکال کر لٹا دے اور داہنے پاؤں کو کھڑا رکھے اور بائیں ران سرین سمیت زمین سے لگی رہے اور امام مالکؒ نے کہا کہ دونوں قعدوں میں تورک کرے اور امام ابوحنیفہؒ نے کہا کہ دونوں قعدوں میں سیدھا پاؤں کھڑا رکھے اور بائیں پاؤں پر بیٹھے اور سب صورتیں جائز ہیں اور خدا کا دین واسع ہے لیکن یہ اختلاف اس میں ہے کہ مستحب کون سی شکل ہے ۔ (مصفیٰ)

۱۹۵۔ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ حَكِيمٍ أَنَّهُ رَأَى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَرْجِعُ فِي سَجْدَتَيْنِ فِي الصَّلَاةِ عَلَى صُدُورِ

---

(١٩٤) بخاري (٨٢٧) كتاب الأذان : باب سنة الجلوس في التشهد ' نسائي (١١٥٧) ۔

(١٩٥) موقوف صحيح : عبد الرزاق في المصنف (١٩٤/٢) ۔

قَدَمَيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ ذَكَرَ لَهُ ذَلِكَ فَقَالَ إِنَّهَا لَيْسَتْ سُنَّةَ الصَّلَاةِ وَإِنَّمَا أَفْعَلُ هَذَا مِنْ أَجْلِ أَنِّي أَشْتَكِي ۔

حضرت مغیرہ بن حکیم سے روایت ہے کہ انہوں نے دیکھا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو کہ بیٹھے تھے درمیان دونوں سجدوں کے دونوں پاؤں کی انگلیوں پر اور پھر سجدہ میں چلے جاتے تھے تو جب فارغ ہوئے نماز سے ذکر ہوا اس کا پس کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ اس طرح بیٹھنا نماز میں درست نہیں ہے لیکن میں بیماری کی وجہ سے اس طرح بیٹھتا ہوں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

۱۹۶۔ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ يَرَى عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَتَرَبَّعُ فِي الصَّلَاةِ إِذَا جَلَسَ قَالَ فَفَعَلْتُهُ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيثُ السِّنِّ فَنَهَانِي عَبْدُ اللَّهِ وَقَالَ إِنَّمَا سُنَّةُ الصَّلَاةِ أَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ الْيُمْنَى وَتَثْنِيَ رِجْلَكَ الْيُسْرَى فَقُلْتُ لَهُ فَإِنَّكَ تَفْعَلُ ذَلِكَ فَقَالَ إِنَّ رِجْلَيَّ لَا تَحْمِلَانِي ۔

حضرت عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ انہوں نے دیکھا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو چارزانوں بیٹھتے ہوئے نماز میں تو وہ بھی چارزانو بیٹھے اور کمسن تھے وہ اُن دنوں میں۔ پس منع کیا اُن کو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اور کہا کہ سنت نماز میں یہ ہے کہ داہنے پاؤں کو کھڑا کرے اور بائیں پاؤں کو لٹا دے۔ کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے اُن سے کہا تم چارزانو بیٹھتے ہو۔ جواب دیا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ میرے پاؤں میرا بوجھ اٹھا نہیں سکتے۔

۱۹۷۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ أَرَاهُمُ الْجُلُوسَ فِي التَّشَهُّدِ فَنَصَبَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى وَثَنَى رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَجَلَسَ عَلَى وَرِكِهِ الْأَيْسَرِ وَلَمْ يَجْلِسْ عَلَى قَدَمِهِ ثُمَّ قَالَ أَرَانِي هَذَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَحَدَّثَنِي أَنَّ أَبَاهُ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ قاسم بن محمد نے سکھایا لوگوں کو بیٹھنا تشہد میں تو کھڑا کیا داہنے پاؤں کو اور جھکایا بائیں پاؤں کو اور بیٹھے بائیں سرین پر اور نہ بیٹھے بائیں پاؤں پر۔ کہا قاسم نے کہ بتایا مجھ کو اس طرح بیٹھنا عبیداللہ نے اور کہا کہ میرے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اسی طرح کرتے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ روایت **موقوف صحیح** ہے۔

باب التشہد فی الصلاۃ — تشہد کا بیان

۱۹۸۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يُعَلِّمُ النَّاسَ

(۱۹۶) بخاری (۸۲۷)۔

(۱۹۷) موقوف صحیح: بیہقی (۱۳۰/۲) طحاوی (۲۵۷/۱)۔

(۱۹۸) موقوف صحیح: ابن ابی شیبۃ (۲۶۱/۱) (۲۹۹۲) حاکم (۲۶۵/۱) بیہقی (۱۴۴/۲) شرح معانی الآثار (۲۶۱/۱) الشافعی فی المسند (۲۲۵/۱)۔

التَّشَهُّدَ يَقُولُ قُولُوا التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ الزَّاكِيَاتُ لِلَّهِ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاری نے سنا عمر بن الخطاب سے اور وہ منبر پر تھے سکھاتے تھے لوگوں کو تشہد کہتے تھے کہو:

" التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ الزَّاكِيَاتُ لِلَّهِ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ "

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔امام زیلعیؒ نے اسے **صحیح** کہا ہے۔علامہ البانیؒ نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔[صفة صلاة النبي (ص: ١٤٥)]

١٩٩۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَتَشَهَّدُ فَيَقُولُ بِسْمِ اللّٰهِ التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ الصَّلَوَاتُ لِلَّهِ الزَّاكِيَاتُ لِلَّهِ السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ شَهِدْتُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ شَهِدْتُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ يَقُولُ هَذَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ وَيَدْعُو إِذَا قَضَى تَشَهُّدَهُ بِمَا بَدَا لَهُ فَإِذَا جَلَسَ فِي آخِرِ صَلَاتِهِ تَشَهَّدَ كَذَلِكَ أَيْضًا إِلَّا أَنَّهُ يُقَدِّمُ التَّشَهُّدَ ثُمَّ يَدْعُو بِمَا بَدَا لَهُ فَإِذَا قَضَى تَشَهُّدَهُ وَأَرَادَ أَنْ يُسَلِّمَ قَالَ السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ عَنْ يَمِينِهِ ثُمَّ يَرُدُّ عَلَى الْإِمَامِ فَإِنْ سَلَّمَ عَلَيْهِ أَحَدٌ عَنْ يَسَارِهِ رَدَّ عَلَيْهِ ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تشہد پڑھتے تھے اس طرح:

" بِسْمِ اللّٰهِ التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ الصَّلَوَاتُ لِلَّهِ الزَّاكِيَاتُ لِلَّهِ السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ شَهِدْتُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ شَهِدْتُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ "

کہتے تھے یہ پہلی دو رکعتوں کے بعد مانگتے تھے بعد تشہد کے جو کچھ جی چاہتا تھا پھر جب اخیر قعدہ کرتے اور اسی طرح پڑھتے مگر پہلے تشہد پڑھتے پھر دعا مانگتے جو چاہتے اور بعد تشہد کے جب سلام پھیرنے لگتے تو کہتے **السلام على النبي ورحمه الله وبركاته السلام علينا وعلىٰ عباد الله الصالحين السلام عليكم** داہنی طرف کہتے پھر امام کے سلام کا جواب دیتے۔ پھر اگر کوئی بائیں طرف والا اُن کو سلام کرتا تو اس کو بھی جواب دیتے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

فائدہ: اس اثر سے کتنی باتیں معلوم ہوئیں: ایک یہ کہ پہلے قعدہ میں بھی بعد تشہد کے دعا مانگنا درست ہے۔ دوسرے یہ کہ کوئی دعا خاص نہیں

---

(١٩٩) موقوف صحيح: أبو داود (٩٧١) كتاب الصلاة: باب التشهد، بيهقي (١٤٢/٢) ابن المنذر في الاوسط (٢١٠/٣) معرفة السنن والآثار (٣٥/٢)۔

جو دل چاہے پروردگار سے مانگے تیسرے یہ کہ تین سلام کرے ایک سلام داہنی طرف والوں کو دوسرے امام کو تیسرے بائیں طرف والوں کو اور جو بائیں طرف کوئی نہ ہو تو دو ہی سلام کرے۔ (واللہ اعلم)

۲۰۰۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ إِذَا تَشَهَّدَتْ التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلَّهِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ ۔

حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ام المومنین سے روایت ہے کہ کہتیں تشہد میں یہ الفاظ:

" التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلَّهِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ "

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح** ہے۔

فائدہ: امام مالکؒ نے تشہد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جو اُوپر گزرا کو اختیار کیا ہے اور شافعیؒ نے تشہد عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا جو مسلم نے اور اصحاب سنن نے روایت کیا اس لفظ سے اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ الطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اختیار کیا ہے اور اہل حدیث اور امام احمد اور امام اعظم اور اکثر علماء نے تشہد ابن مسعود کا اختیار کیا ہے جس کو روایت کیا ائمہ ستہ نے اس لفظ سے اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔ حافظ نے کہا کہ اہل حدیث نے اتفاق کیا اس امر پر کہ کوئی تشہد عبداللہ بن مسعود کے تشہد سے زیادہ صحیح نہیں ہے اور راویوں نے اختلاف نہیں کیا اس کے الفاظ میں اور اتفاق کیا اس پر ائمہ ستہ نے لفظاً و معنیً۔

فائدہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے تشہد میں السلام علی النبی وارد ہے اور بخاریؒ نے روایت کیا ابن مسعود سے کہ جب آنحضرت ﷺ زندہ تھے تو ہم یوں کہتے تھے نماز میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ پھر جب آپ ﷺ کی وفات ہوگئی تو ہم کہنے لگے اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ اور روایت کیا ابوعوانہ اور سراج اور جوزقی اور ابونعیم اصبہانی اور بیہقی نے طرق متعددہ سے اور سب میں یہ ہے کہ جب آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو ہم اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ کہنے لگے اور ایسا ہی روایت کیا اس کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے ابونعیم سے۔ زرقانی نے کہا کہ یہ روایت ابن مسعود سے بلاشک صحیح ہے اور میں نے اس کا ایک متابع قوی پایا ہے۔ ابن عبدالرزاق نے روایت کیا اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِیْ عَطَاءٌ اَنَّ الصَّحَابَةَ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ وَ النَّبِيُّ ﷺ حَيٌّ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ فَلَمَّا مَاتَ قَالُوْا اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ یعنی کہا عطاء نے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے تھے جب آنحضرت ﷺ زندہ تھے السلام علیك ایها النبی پھر جب آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو کہنے لگے السلام علی النبی اور یہ اسناد صحیح ہے اور سعید بن منصور نے روایت کیا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بحث کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ ہم

(۲۰۰) **موقوف صحيح**: ابن ابی شيبة (۲۶۱/۱) بيهقی (۱٤۲/۲) شرح معانی الآثار (۲٦۲/۱)۔

السلام عليك ايها النبی جب کہتے تھے کہ حضرت ﷺ زندہ تھے ، پھر جب آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو کہنے لگے السلام علی النبی اور یہ اسناد صحیح ہے اور سعید بن منصور نے روایت کیا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بحث کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ ہم السلام علیك ایھا النبی جب کہتے تھے کہ حضرت ﷺ زندہ تھے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہم کو آنحضرت ﷺ نے اسی طرح سکھایا اور ہم ایسا ہی جانتے تھے لیکن یہ روایت ضعیف ہے ۔ کیونکہ ابوعبید نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا اور اسناد بھی ضعیف ہے بلکہ صحیح روایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہی ہے جو بخاری نے بواسطہ ابومعمر کے روایت کیا اور اخراج کیا اس کا بہت ائمہ حدیث نے طرق متعددہ اور اسانید صحیحہ سے پھر جب ثابت ہوگیا یہ امر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام سے کہ وہ بعد آپ ﷺ کی وفات کے السلام علی النبی کہتے تھے تو واجب ہے اتباع اس کا ہم پر ان آثار سے ۔ یہ امر صاف ہوگیا کہ صحابہ کا اعتقاد یہی تھا کہ بعد وفات کے آنحضرت ﷺ ہمارے سلام کو نہیں سنتے ہیں پھر ندا کرنا جائز ہوگا تو جب سلام پڑھنا ندا کے ساتھ مختلف فیہ ہوا پھر مطلق ندا کا کیا حال ہوگا وہ کیونکر درست ہو گی ۔ اہل سنت کا اعتقاد یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں لیکن یہ زندگی دنیا کی سی زندگی نہیں ہے بلکہ ایک قسم کی حیات برزخی ہے جس کا ادراک ہم لوگوں کو نہیں ہوسکتا اور جو شخص یہ سمجھے کہ رسول اللہ ﷺ ہر جگہ اور ہر مقام میں پکار پکارنے والے کی سن لیتے ہیں اور اس کی حاجت روائی کرتے ہیں تو وہ مشرک ہے کیونکہ یہ صفت اللہ جل جلالہٗ کی ہے کہ ہر جگہ اور ہر مکان سے سنتا ہے اور ہر ایک کی حاجت اور مراد برلاتا ہے سوائے اللہ جل جلالہٗ کے کسی نبی یا ولی میں یہ قدرت نہیں ہے ۔

۲۰۱۔ و حَدَّثَنِي عَنْ مَالِك أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ وَنَافِعًا مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ دَخَلَ مَعَ الْإِمَامِ فِي الصَّلَاةِ وَقَدْ سَبَقَهُ الْإِمَامُ بِرَكْعَةٍ أَيَتَشَهَّدُ مَعَهُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ وَالْأَرْبَعِ وَإِنْ كَانَ ذَلِكَ لَهُ وِتْرًا فَقَالَا لِيَتَشَهَّدْ مَعَهُ قَالَ مَالِك وَهُوَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا ۔

امام مالکؒ نے ابن شہاب زہری اور نافع مولیٰ ابن عمر سے پوچھا کہ ایک شخص امام کے ساتھ آ کر شریک ہوا جب ایک رکعت ہوچکی تھی اب وہ امام کے ساتھ تشہد پڑھے قعدہ اولیٰ اور قعدہ اخیر میں یا نہ پڑھے کیونکہ اس کی تو ایک رکعت ہوئی قعدہ اولیٰ میں اور تین رکعتیں ہوئیں قعدہ اخیرہ میں تو جواب دیا دونوں نے کہ ہاں تشہد پڑھے امام کے ساتھ ۔ امام مالک نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح** ہے۔

باب ما يفعل من رفع رأسه قبل الامام
جو شخص سر اٹھالے امام کے پیشتر رکوع یا سجدہ میں اس کا بیان

۲۰۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ الَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيَخْفِضُهُ قَبْلَ الْإِمَامِ فَإِنَّمَا نَاصِيَتُهُ بِيَدِ شَيْطَانٍ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو شخص سر اُٹھاتا ہے یا جھکاتا ہے امام کے پیشتر تو اس کا ماتھا شیطان کے ہاتھ میں ہے۔

(۲۰۲) موقوف ضعيف : عبدالرزاق (۳۷۵۳) حميدی (۹۸۹) بزار (٤٨٥) طبرانی في الأوسط (۸٦۹۲) ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ سند **ضعیف** ہے کیونکہ ملیح بن عبداللہ السعدی راوی مجہول ہے۔

فائدہ: یعنی خدا اور رسول خدا کی پابندی نہیں کرتا تو وہ گویا شیطان کے ہاتھ میں ہے خدا کا حکم یہ ہے کہ امام کے ساتھ سر اٹھاؤ اور جھکاؤ اور امام کی متابعت کرو اور وہ اس کا لحاظ نہیں رکھتا۔ اس حدیث کو دراوردی نے مرفوعاً روایت کیا ہے اور ائمہ ستہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ جو شخص اپنا سر اٹھاتا ہے امام کے پیشتر وہ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا کہ سر اس کا مثل گدھے کے سر کے ہو جائے یا اس کی صورت گدھے کی ہو جائے۔ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ متابعت امام کی واجب ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص بھول کر امام سے اول سر اٹھالے رکوع میں یا سجدہ میں تو سنت یہ ہے کہ پھر رکوع یا سجدہ میں چلا جائے اور امام کے سر اٹھانے کا انتظار نہ کرے اور جس شخص نے قصداً ایسا کیا تو اس نے خطا کی کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا امام اس لیے امام ہوا ہے کہ اس کی پیروی اور تابعداری کی جائے تو نہ اختلاف کرو اس پر یعنی آگے پیچھے اس سے ارکان ادا نہ کرو اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو شخص سر اٹھاتا ہے یا جھکاتا ہے قبل امام کے تو ماتھا اس کا شیطان کے ہاتھ میں ہے۔

فائدہ: ظاہر یہ اور امام احمد کے نزدیک اگر قصداً کوئی امام کی مخالفت کرے گا تو اس کی نماز نہ ہوگی۔ (زرقانی)

باب ما یفعل من سلم من رکعتین ساھیا
جس شخص نے دو رکعتیں پڑھ کر بھولے سے سلام پھیر دیا اس کا بیان

۲۰۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنَ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ أَقَصُرَتْ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیر دیا دو رکعتیں پڑھ کر تو کہا ذوالیدین نے کیا نماز گھٹ گئی یا آپ ﷺ بھول گئے اے رسول اللہ کے۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اور لوگوں سے کیا سچ کہتا ہے ذوالیدین؟ کہا لوگوں نے ہاں سچ کہتا ہے پس کھڑے ہوئے رسول اللہ ﷺ اور پڑھیں دو رکعتیں پچھلی پھر سلام پھیر کر تکبیر کہی اور سجدہ کیا مثل سجدوں کے یا کچھ بڑا پھر سر اٹھایا اور تکبیر کہی اور سجدہ کیا مثل سجدوں کے یا کچھ بڑا پھر سر اٹھایا۔

فائدہ: ذوالیدین ایک صحابی ہیں نام ان کا خرباق بن عمرو سلمی رضی اللہ عنہ ہے۔ اُن کے ہاتھ لمبے لمبے تھے یا وہ دونوں ہاتھوں سے کام کیا کرتے تھے یا وہ بہت سخی تھے اس لیے ان کو ذوالیدین کہتے تھے۔ اس حدیث سے بہت سے مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ کلام کرنا بھولے سے نماز میں نماز کو فاسد نہیں کرتا۔ دوسرے یہ کہ ایک شخص کی شہادت قابل اعتماد کے نہیں ہے جب تک دوسرا اس کے ساتھ شریک نہ ہو۔ تیسرے یہ کہ سجدہ سہو بعد سلام کے

(۲۰۳) بخاری (۴۸۲) کتاب الصلاۃ: باب تشبیك الأصابع فی المسجد وغیرہ، مسلم (۵۷۳) أبو داود (۱۰۰۸) ترمذی (۳۹۴) ابن ماجه (۱۲۱۴)۔

کرنا چاہیے چوتھے یہ کہ انبیا سے بھی سہو اور خطا ہوتی ہے۔

۲۰۴۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ یَقُولُ صَلّٰی رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَسَلَّمَ فِي رَكْعَتَيْنِ فَقَامَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ أَقُصِرَتُ الصَّلَاةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَمْ نَسِيتَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ فَقَالَ قَدْ كَانَ بَعْضُ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالُوا نَعَمْ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَمَّ مَا بَقِيَ مِنَ الصَّلَاةِ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ التَّسْلِيمِ وَهُوَ جَالِسٌ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی تو سلام پھیر دیا دو رکعتیں پڑھ کر پس کھڑا ہوا ذوالیدین اور کہا کیا نماز کم ہوگئی یا بھول گئے آپ اے رسول اللہ کے۔ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بات نہیں ہوئی۔ ذوالیدین نے کہا کچھ تو ہوا ہے اے رسول اللہ کے! پس متوجہ ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں پر اور کہا کیا ذوالیدین سچ کہتا ہے۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ پس اُٹھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام کیا جس قدر نماز باقی تھی پھر دو سجدے کیے بعد سلام کے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے۔

۲۰۵۔ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ مِنْ إِحْدَى صَلَاتَيِ النَّهَارِ الظُّهْرِ أَوِ الْعَصْرِ فَسَلَّمَ مِنَ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ لَهُ ذُو الشِّمَالَيْنِ أَقُصِرَتِ الصَّلَاةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَمْ نَسِيتَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قُصِرَتِ الصَّلَاةُ وَمَا نَسِيتُ فَقَالَ ذُو الشِّمَالَيْنِ قَدْ كَانَ بَعْضُ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَأَتَمَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَقِيَ مِنَ الصَّلَاةِ ثُمَّ سَلَّمَ ۔

حضرت ابوبکر بن سلیمان سے روایت ہے کہ پہنچا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھیں ظہر یا عصر کی پھر سلام پھیر دیا تو کہا ذوالشمالین نے اور وہ ایک شخص تھا بنی زہرہ بن کلاب سے کہ نماز کم ہوگئی یا رسول اللہ یا آپ بھول گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ نماز کم ہوئی نہ میں بھولا۔ ذوالشمالین نے کہا کچھ تو ہوا یا رسول اللہ! پس متوجہ ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں پر اور کہا کیا ذوالیدین سچ کہتا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں تو تمام کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی نماز کو پھر سلام پھیرا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح لغیرہ** ہے۔

فائدہ: ذوالشمالین کا نام عمیر بن عبد تھا اور وہ شہید ہوئے دن بدر کے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پانچ برس بعد جنگ بدر کے اسلام لائے اس

---

(۲۰۴) مسلم (۵۷۳)۔

(۲۰۵) صحیح لغیرہ: أبو داود (۱۰۱۳) كتاب الصلاة: باب السهو في السجدتين، نسائی (۱۲۳۰) احمد (۲۷۱/۲) دارمی (۱۴۹۷) عبد الرزاق (۲۹۶/۲) معرفة السنن والآثار (۱۸۶/۲)۔

نظر سے محدثین نے کہا کہ یہ وہم ہے ابن شہاب کا حقیقت میں یہ ذوالیدین تھے جن کو انہوں نے بھولے سے ذوالشمالین کہا جیسا اور روایات میں ہے اور اس روایت میں بھی بعد کو ذوالیدین کا لفظ موجود ہے اس میں سجدہ سہو کا بھی ذکر نہیں کیا۔

۲۰۶۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ مِثْلَ ذَلِكَ ۔

حضرت سعید بن مسیب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے بھی یہ حدیث اسی طرح مروی ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح لغیرہ** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ نماز میں بھولنا دو طرح کا ہوتا ہے ایک یہ کہ بھولے سے نماز میں کچھ نقصان ہو جائے تو سجدہ سہو قبل سلام سے کرے دوسرے یہ کہ بھولے سے نماز میں کچھ زیادہ کر دے تو سجدہ سہو بعد سلام کے کرے۔

فائدہ: اور شافعیؒ کے نزدیک ہمیشہ سجدہ سہو قبل سلام کے کرے اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک ہمیشہ بعد سلام کے کرے ابن عبدالبر نے کہا کہ مالکؒ کا قول قوی ہے کیونکہ اس سے جمع ہو جاتا ہے حدیثوں میں اور امام احمدؒ نے کہا کہ جن جن سہوں میں حدیث آ گئی ہے وہاں جیسا حضرت ﷺ نے کیا ہے اس طرح کہیں قبل سلام کے کہیں بعد سلام کے اور ماسوا ان کے قبل سلام کے کرے۔ نوویؒ نے کہا کہ یہ اختلاف افضل میں ہے لیکن جائز سب کے نزدیک ہو جائے گا خواہ بعد سلام کے کرے یا قبل سلام کے اور داؤد ظاہری نے کہا کہ سجدہ سہو نہ کرے مگر اُن پانچ مقاموں میں جہاں آنحضرت ﷺ نے سجدہ کیا ہے۔

باب اتمام المصلى ما ذكر اذا شك في صلاته — جب نمازی کو شک ہو جائے تو اپنی یاد پر نماز تمام کرنے کا بیان

۲۰۷۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلَمْ يَدْرِ كَمْ صَلَّى أَثَلَاثًا أَمْ أَرْبَعًا فَلْيُصَلِّي رَكْعَةً وَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيمِ فَإِنْ كَانَتِ الرَّكْعَةُ الَّتِي صَلَّى خَامِسَةً شَفَعَهَا بِهَاتَيْنِ السَّجْدَتَيْنِ وَإِنْ كَانَتْ رَابِعَةً فَالسَّجْدَتَانِ تَرْغِيمٌ لِلشَّيْطَانِ ۔

حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب شک ہو تم میں سے کسی کو نماز میں تو نہ یاد رہے اس کو کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار تو چاہیے کہ ایک رکعت اور پڑھ لے اور دو سجدے کرے قبل سلام کے پھر اگر یہ رکعت جو اس نے پڑھی ہے در حقیقت پانچویں ہو گی تو ان سجدوں سے مل کر ایک دوگانہ ہو جائے گا اگر چوتھی ہو گی تو ان سجدوں سے ذلت ہو گی شیطان کو۔

فائدہ: کیونکہ شیطان نے یہ سمجھ کر اس کو بھلایا تھا کہ نماز اس کی درست نہ ہو اب نماز کی نماز ہو گئی اور دو سجدوں یا دو رکعتوں کا ثواب اور ہوا پس ذلت ہوئی شیطان مردود کو۔

---

(۲۰۶) صحيح لغيره: ابن خزيمة في صحيحه (۱۲۶/۲)۔

(۲۰۷) مسلم (۵۷۱) كتاب المساجد ومواضع الصلاة: باب السهو في الصلاة والسجود له، أبو داود (۱۰۲۴) ترمذی (۳۹۶) نسائی (۱۲۳۸) ابن ماجه (۱۲۱۰) دارمی (۱۴۹۵)۔

۲۰۸۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَوَخَّ الَّذِي يَظُنُّ أَنَّهُ نَسِيَ مِنْ صَلَاتِهِ فَلْيُصَلِّهِ ثُمَّ لِيَسْجُدْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ وَهُوَ جَالِسٌ ۔

حضرت سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ جب شک کرے کوئی تم میں اپنی نماز میں تو سوچے جو بھول گیا ہے پھر پڑھ لے اس کو اور دو سجدے سہو کے بیٹھ کر کرے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

۲۰۹۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَكَعْبَ الْأَحْبَارِ عَنِ الَّذِي يَشُكُّ فِي صَلَاتِهِ فَلَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى أَثَلَاثًا أَمْ أَرْبَعًا فَكِلَاهُمَا قَالَ لِيُصَلِّ رَكْعَةً أُخْرَى ثُمَّ لِيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ ۔

حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ پوچھا میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور کعب احبار رضی اللہ عنہ سے اس شخص کے متعلق جو شک کرے اپنی نماز میں تو نہ یاد رہے اس کو کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار۔ پس جواب دیا دونوں نے کہ ایک رکعت اور پڑھ کر دو سجدے سہو کے کر لے بیٹھے بیٹھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

۲۱۰۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا سُئِلَ عَنِ النِّسْيَانِ فِي الصَّلَاةِ قَالَ لِيَتَوَخَّ أَحَدُكُمُ الَّذِي يَظُنُّ أَنَّهُ نَسِيَ مِنْ صَلَاتِهِ فَلْيُصَلِّهِ ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال ہوا نماز میں بھول جانے کا تو کہا سوچ لے جو بھول گیا ہے پھر پڑھ لے اس کو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح** ہے۔

باب من قام بعد الاتمام أو في الركعتين — جو شخص نماز پڑھ کر یا دو رکعتیں پڑھ کر کھڑا ہو جائے اس کا بیان

۲۱۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ أَنَّهُ قَالَ صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَلَمْ

(۲۰۸) **موقوف صحيح** : عبدالرزاق (٣٤٦٩) ابن ابی شيبة (٤٤٠٩) بيهقی فی السنن الكبرى (٣٣٣/٢) شرح معانی الآثار (٤٣٥/١) ـ

(۲۰۹) **موقوف صحيح** : ابن ابی شيبة (٣٨٤/١) بيهقی (٣٣٣/٢) ـ

(۲۱۰) **موقوف صحيح** : طحاوی فی شرح المعانی الآثار (٤٣٥/١) بيهقی (٣٣٣/٢) ـ

يَجْلِسْ فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ وَنَظَرْنَا تَسْلِيمَهُ كَبَّرَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيمِ ثُمَّ سَلَّمَ ـ

حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ نے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعتیں پڑھا کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور نہ بیٹھے تب لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوئے پس جب تمام کیا نماز کو اور انتظار کیا ہم نے سلام کا تکبیر کہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور دو سجدے کیے بیٹھے بیٹھے قبل سلام کے پھر سلام پھیرا۔

۲۱۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ أَنَّهُ قَالَ صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ فَقَامَ فِي اثْنَتَيْنِ وَلَمْ يَجْلِسْ فِيهِمَا فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ ـ

حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز پڑھائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی پھر کھڑے ہو گئے دو رکعتیں پڑھ کر اور نہ بیٹھے تو جب پورا کر چکے نماز کو دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا بعد اس کے۔

فائدہ: یعنی بعد سجدوں کے پھر تشہد نہ پڑھا۔ (زرقانی)

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو شخص چار رکعتیں پڑھ کر پھر بھولے سے کھڑا ہو جائے اور قراءت کرے اور رکوع کرے پھر جب سر اٹھائے رکوع سے یاد کرے کہ وہ چاروں رکعتیں پڑھ کر نماز کو قائم کر چکا تھا تو اس شخص کو چاہیے کہ وہ بیٹھ جائے اور سجدہ نہ کرے اور اگر ایک سجدہ کر چکا ہے تو دوسرا نہ کرے پھر تشہد پڑھ کر دو سجدے کرے سہو کے بعد سلام کے۔

فائدہ: اصل اس باب میں حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھیں تو لوگوں نے کہا کیا نماز زیادہ ہو گئی؟ فرمایا' کیوں۔ لوگوں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ رکعتیں پڑھیں تو دو سجدے کیے آپ نے بعد میں سلام کے پھر متوجہ ہوئے لوگوں پر اور فرمایا کہ اگر نماز میں کوئی نئی بات ہوتی تو تم کو بتا دیتا لیکن میں بھی تمہاری طرح ایک آدمی ہوں بھول جاتا ہوں جیسے تم بھولتے ہو تو جب بھول جاؤں میں یاد دلا دو مجھ کو اور جب کوئی شک کرے تم میں سے اپنی نماز میں تو چاہیے کہ سوچ بچار کر نماز کو قائم کرے پھر دو سجدے کر لے۔ روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم نے۔

باب النظر فى الصلاة الى ما يشغلك عنها — نماز میں اس چیز کی طرف دیکھنے کا بیان جو غافل کر دے نماز سے

۲۱۳۔ عَنْ مَرْجَانَةَ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ أَهْدَى أَبُو جَهْمِ بْنُ حُذَيْفَةَ لِرَسُولِ اللّٰهِ

---

(۲۱۱) بخاری (۸۲۹) كتاب الأذان : باب من لم ير التشهد الأول واجبا ' مسلم (۵۷۰) أبو داود (۱۰۳۴) ترمذی (۳۹۱) نسائی (۱۱۷۷) ابن ماجه (۱۲۰۶) احمد (۳۴۵/۵) دارمی (۱۴۹۹) ـ

(۲۱۲) أيضاً ـ

(۲۱۳) بخاری (۳۷۳) كتاب الصلاة : باب اذا صلى فى ثوب له أعلام ونظر الى علمها ' مسلم (۵۵۶) ـ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمِيصَةً شَامِيَّةً لَهَا عَلَمٌ فَشَهِدَ فِيهَا الصَّلَاةَ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ رُدِّي هَذِهِ الْخَمِيصَةَ إِلَى أَبِي جَهْمٍ فَإِنِّي نَظَرْتُ إِلَى عَلَمِهَا فِي الصَّلَاةِ فَكَادَ يَفْتِنُنِي ـ

حضرت مرجانہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ابوجہم بن حذیفہ رضی اللہ عنہ نے تحفہ بھیجی ایک چادر شام کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے جس میں نقش (یعنی بیل بوٹے بنے ہوئے) تھے تو نماز کو آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اوڑھ کر پھر جب فارغ ہوئے نماز سے فرمایا کہ پھیر دے یہ چادر ابوجہم کو کیونکہ میں نے دیکھا اس کے بیل بوٹوں کو نماز میں پس قریب تھا کہ غافل ہو جاؤں میں ۔

۲۱۴۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبِسَ خَمِيصَةً لَهَا عَلَمٌ ثُمَّ أَعْطَاهَا أَبَا جَهْمٍ وَأَخَذَ مِنْ أَبِي جَهْمٍ أَنْبِجَانِيَّةً لَهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَلِمَ فَقَالَ إِنِّي نَظَرْتُ إِلَى عَلَمِهَا فِي الصَّلَاةِ۔

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چادر شام کی بنی ہوئی نقشی پہنی پھر وہ چادر ابوجہم کو دے دی اور ایک چادر موٹی سادی لے لی تو ابوجہم نے کہا کیوں ایسا کیا یا رسول اللہ! فرمایا میں نے نماز میں اس کے نقش و نگار کی طرف دیکھا۔

فائدہ: خمیصہ کہتے ہیں باریک چادر کو جو اُون کی بنی ہوئی ہوتی ہے اور انبجانیہ موٹی چادر کو دونوں قسم ہیں کمبل کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہم کی نقشی چادر پھیر کر ساری اُون سے لے لی کیونکہ نقشی کے اوڑھنے سے نماز میں خیال اس کے نقش و نگار کی طرف جاتا تھا اور نماز میں خلل ہوتا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لباس اس قسم کی بھڑک رکھتا ہو کہ نماز میں اس کے پہننے سے خلل واقع ہو تو اس کو پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اسی طرح آرائش اور زیب و زینت مکان کی یا مسجد کی اس درجہ کرنا کہ نماز میں اس کی طرف خیال جائے مکروہ ہے۔

۲۱۵۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيَّ كَانَ يُصَلِّي فِي حَائِطِهِ فَطَارَ دُبْسِيٌّ فَطَفِقَ يَتَرَدَّدُ يَلْتَمِسُ مَخْرَجًا فَأَعْجَبَهُ ذَلِكَ فَجَعَلَ يُتْبِعُهُ بَصَرَهُ سَاعَةً ثُمَّ رَجَعَ إِلَى صَلَاتِهِ فَإِذَا هُوَ لَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى فَقَالَ لَقَدْ أَصَابَتْنِي فِي مَالِي هَذَا فِتْنَةٌ فَجَاءَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ لَهُ الَّذِي أَصَابَهُ فِي حَائِطِهِ مِنَ الْفِتْنَةِ وَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هُوَ صَدَقَةٌ لِلّٰهِ فَضَعْهُ حَيْثُ شِئْتَ ـ

حضرت عبداللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہ ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے اپنے باغ میں تو ایک چڑیا اُڑی اور ڈھونڈنے لگی راہ نکلنے کی کیونکہ باغ اس قدر گنجان تھا اور پیڑ آپس میں ملے ہوئے تھے کہ چڑیا کو جگہ نکلنے کی نہ ملتی تھی۔ پس پسند آیا اُن کو یہ امر اور خوش ہوئے اپنے باغ کا یہ حال دیکھ کر تو ایک گھڑی تک اس طرف دیکھتے رہے پھر خیال آیا نماز کا سو بھول گیا کہ کتنی

---

(٢١٤) أيضاً ـ

(٢١٥) ضعيف : عبد الله بن مبارك في الزهد (١٨٥) بيهقي في السنن الكبرى (٣٤٩/٢) معرفة السنن والآثار (١٨٠/٢) ضعيف الترغيب والترهيب للألباني (٢٨٦) ـ

رکعتیں پڑھیں تب کہا مجھے آزمایا اللہ جل جلالہٗ نے اس مال سے تو آئے رسول اللہ ﷺ کے پاس اور بیان کیا جو کچھ باغ میں قصہ ہوا تھا اور کہا یا رسول اللہ یہ باغ صدقہ ہے واسطے اللہ کے اور صرف کریں اس کو جہاں آپ ﷺ چاہیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ روایت **ضعیف** ہے کیونکہ اس میں انقطاع ہے۔

۲۱۶۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ يُصَلِّي فِي حَائِطٍ لَهُ بِالْقُفِّ وَادٍ مِنْ أَوْدِيَةِ الْمَدِينَةِ فِي زَمَانِ الثَّمَرِ وَالنَّخْلُ قَدْ ذُلِّلَتْ فَهِيَ مُطَوَّقَةٌ بِثَمَرِهَا فَنَظَرَ إِلَيْهَا فَأَعْجَبَهُ مَا رَأَى مِنْ ثَمَرِهَا ثُمَّ رَجَعَ إِلَى صَلَاتِهِ فَإِذَا هُوَ لَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى فَقَالَ لَقَدْ أَصَابَتْنِي فِي مَالِي هَذَا فِتْنَةٌ فَجَاءَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ خَلِيفَةٌ فَذَكَرَ لَهُ ذَلِكَ وَقَالَ هُوَ صَدَقَةٌ فَاجْعَلْهُ فِي سُبُلِ الْخَيْرِ فَبَاعَهُ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ بِخَمْسِينَ أَلْفًا فَسُمِّيَ ذَلِكَ الْمَالُ الْخَمْسِينَ۔

عبداللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہ ایک شخص انصار میں سے نماز پڑھ رہا تھا اپنے باغ میں اور وہ باغ قف میں تھا جو نام ہے ایک وادی کا جو مدینہ کی وادیوں سے ہے ایسے موسم میں کہ کھجور پک کر لٹک رہی تھی گویا پھلوں کے طوق شاخوں کے گلوں میں پڑے تھے تو اس نے نماز میں اس طرف دیکھا اور نہایت پسند کیا پھلوں کو پھر جب خیال کیا نماز کا تو بھول گیا کتنی رکعتیں پڑھیں تو کہا کہ مجھے اس مال میں آزمائش ہوئی اللہ جل جلالہٗ کی پس آیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس اور وہ ان دنوں خلیفہ تھے (رسول اللہ ﷺ کے) اور بیان کیا ان سے یہ قصہ پھر کہا کہ وہ صدقہ ہے تو صرف کرو اس کو نیک راہوں میں۔ پس بیچا اس کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پچاس ہزار کو اور اس مال کا نام ہو گیا پچاس ہزارہ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ روایت انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** ہے۔

فائدہ: سبحان اللہ صحابہ کرام کا تقویٰ اور پرہیزگاری اس درجے کو پہنچی تھی کہ ایسا مال عزیز نہ رکھا اور ایک دم بھر جو اس کے باعث سے خدا کی عبادت میں غفلت ہو گئی تو اس مال کو نکال ڈالا حضرت سلیمان علیہ السلام نے بھی تمام گھوڑوں کی کھونچیں کاٹ ڈالیں اور اُن کو قتل کیا جب اُن کے دیکھنے کی وجہ سے نماز کا وقت فوت ہو گیا تھا۔

(۲۱۶) موقوف ضعيف : عبد الله بن مبارك في الزهد (۱۸٦) -

باب العمل في السهو — نماز میں بھول جانے کا علاج

۲۱۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي جَاءَهُ الشَّيْطَانُ فَلَبَسَ عَلَيْهِ حَتَّى لَا يَدْرِيَ كَمْ صَلَّى فَإِذَا وَجَدَ ذَلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک تم میں سے جب کوئی کھڑا ہوتا ہے نماز کو تو آتا ہے شیطان اس کے پاس پھر بھلا دیتا ہے اس کو یہاں تک کہ اس کو یاد نہیں رہتا کہ کتنی رکعتیں پڑھیں تو جب تم میں سے کسی کو ایسا اتفاق ہو تو وہ دو سجدے کرے بیٹھے بیٹھے۔

۲۱۸۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِنِّي لَأَنْسَى أَوْ أُنَسَّى لِأَسُنَّ))۔

امام مالک رحمہ اللہ کو پہنچا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میں بھولتا ہوں یا بھلایا جاتا ہوں تا کہ اپنی امت کے لیے ایک راہ پیدا کروں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے۔

فائدہ: یعنی اور لوگوں کا بھولنا اس وجہ سے ہوتا ہے کہ شیطان اُن پر غالب ہو جاتا ہے اور خدا کی یاد سے غافل کر دیتا ہے اور پیغمبر خدا ﷺ پر شیطان کا زور نہ چلتا تھا بلکہ اللہ جل جلالہ کی آپ کے بھول جانے یا بھلا دینے میں یہ حکمت تھی کہ امت کو سہو کے مسائل معلوم ہو جائیں اگر آپ ﷺ نماز میں نہ بھولتے تو لوگوں کو یہ مسئلے کیونکر معلوم ہوتے۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ اس حدیث کو میں نے کسی کتاب میں محدثین کی نہیں پایا مسنداً نہ مقطوعاً اور یہ حدیث بھی منجملہ اُن چار حدیثوں کے ہے جو سوا موطا کے اور کتاب میں نہیں پائی جاتیں۔

۲۱۹۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ فَقَالَ إِنِّي أَهِمُ فِي صَلَاتِي فَيَكْثُرُ ذَلِكَ

---

(۲۱۷) بخاری (۶۰۸) كتاب الأذان : باب فضل التأذين ' مسلم (۳۸۹) وأبو داود (۱۰۳۰) ترمذی (۳۹۷) نسائی (۱۲۵۲) ابن ماجه (۱۲۱۶)۔

(۲۱۸) ضعيف : الصلاة ومقاصدها للحكيم الترمذی (ص : ۸۹) وصل بلاغات مالك لابن الصلاح (۲۰/۹۲)۔

عَلَيَّ فَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ امْضِ فِي صَلَاتِكَ فَإِنَّهُ لَنْ يَذْهَبَ عَنْكَ حَتَّى تَنْصَرِفَ وَأَنْتَ تَقُولُ مَا أَتْمَمْتُ صَلَاتِي ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ ایک شخص نے قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق سے پوچھا کہ مجھے نماز میں وہم ہوتا ہے اور بہت وہم ہوتا ہے تو قاسم نے کہا کہ نماز اپنی پڑھے جا اور وہم کی طرف مت خیال کر اس لیے کہ وہ وہم تجھے کبھی نہ چھوڑے گا جب تک تو نماز سے فارغ ہو اور دل میں یہ خیال رہے کہ میں نے پوری نماز پڑھی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **ضعیف** ہے۔

فائدہ: یعنی جس شخص کو یہ وہم ہو جائے تو اس کا علاج یہی ہے کہ ایک دفعہ نماز پڑھ لے اور وہم کے کہنے پر توجہ نہ کرے وہ تو وہی کہے گا کہ نماز پوری نہیں ہوتی پھر پڑھنا چاہیے۔



(5) كتاب الجمعة

کتاب جمعہ کے بیان میں

باب العمل في غسل يوم الجمعة — جمعہ کے دن غسل کا بیان

٢٢٠۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْأُولَى فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا أَقْرَنَ وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص غسل کرے جمعہ کے دن مانند غسل جنابت کے پھر جائے مسجد کو پہلی ساعت میں تو گویا اس نے صدقہ دیا ایک اونٹ اور جو جائے دوسری ساعت میں تو گویا اس نے صدقہ دیا ایک بیل یا گائے اور جو جائے تیسری ساعت میں تو گویا اس نے صدقہ دیا ایک مینڈھا سینگ دار اور چوتھی ساعت میں جائے تو گویا اس

(٢٢٠) بخاری (٨٨١) كتاب الجمعة : باب فضل الجمعة، مسلم (٨٥٠) أبو داود (٣٥١) ترمذی (٤٩٩) نسائی (١٣٨٥) ابن ماجه (١٠٩٢) ۔

نے صدقہ دیا ایک مرغ اور جو پانچویں ساعت میں جائے تو صدقہ دیا اس نے ایک انڈا۔ پھر جس وقت امام نکلتا ہے خطبہ کو فرشتے آتے ہیں خطبہ سننے کو۔

فائدہ: بعض محدثین نے یہ معنی کیے ہیں کہ غسل کرے دن جمعہ کے جنابت کا یعنی اپنی بیوی سے جماع کر کے جنابت کا غسل کر کے جائے اس کے ضمن میں جمعہ کا غسل بھی ادا ہو جائے گا اور بعضوں نے یہ معنی کیے ہیں غسل کرے مثل غسل جنابت کے یعنی جیسے جنابت کا غسل ہوتا ہے اس طرح غسل کرے اور یہی معنی صحیح ہیں لیکن بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا عاجز ہے تم میں سے کوئی اس بات سے کہ صحبت کرے اپنی بی بی سے ہر جمعہ کو تو اس کو دو اجر ملیں گے ایک اپنے غسل کا دوسرے بی بی کے غسل کا اور یہ جو کہا کہ جو پہلی ساعت میں جائے اس نے گویا ایک اونٹ صدقہ دیا اور دوسری ساعت میں جائے اس نے بیل صدقہ دیا تو ساعت سے یہاں مراد لحظہ ہے یعنی جو بعد زوال کے پہلے لحظہ میں مسجد کو چلا اس کو زیادہ اجر ہے پھر جو دوسرے لحظہ میں چلا پھر جو تیسرے لحظہ میں چلا اسی طرح اخیر تک اور اکثر علماء نے کہا ہے کہ ساعت سے مراد معروف ہے اس صورت میں ان ساعات کا حساب طلوع آفتاب سے ہوگا تو جو شخص بعد طلوع آفتاب کے پہلے گھنٹے میں جائے گا اس کو زیادہ اجر ہے پھر جو دوسرے گھنٹے میں جائے گا اسی طرح اخیر تک۔

۲۲۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ كَغُسْلِ الْجَنَابَةِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے جمعہ کے روز غسل کرنا واجب ہے ہر بالغ پر مثل غسل جنابت کے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

فائدہ: واجب سے مراد سنت موکدہ ہے اور ظاہر یہ کے نزدیک واجب ہے واجب شرعی مراد ہے اور یہی روایت ہے احمد سے۔ ابن عبد البر نے کہا کہ یہ روایت مرفوعاً بھی مروی ہے مگر اسناد اس کی قوی نہیں ہے۔ (زرقانی)

۲۲۲۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَخْطُبُ فَقَالَ عُمَرُ أَيَّةُ سَاعَةٍ هَذِهِ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ انْقَلَبْتُ مِنَ السُّوقِ فَسَمِعْتُ النِّدَاءَ فَمَا زِدْتُ عَلَى أَنْ تَوَضَّأْتُ فَقَالَ عُمَرُ وَالْوُضُوءَ أَيْضًا وَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ بِالْغُسْلِ۔

حضرت سالم بن عبداللہ سے روایت ہے انہوں نے کہا ایک شخص آئے اصحاب میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں جمعہ کے دن اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ پڑھ رہے تھے تو بولے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیا وقت ہے یہ آنے کا جواب دیا اس شخص نے کہ میں پھرا بازار سے تو سنا میں نے اذان کو پس وضو کیا اور چلا آیا تو کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ دوسرا قصور ہے تم نے صرف وضو کیا حالانکہ تم کو معلوم

(۲۲۱) موقوف صحیح: عبدالرزاق (۵۳۰۵)۔

(۲۲۲) بخاری (۸۷۸) كتاب الجمعة: باب فضل الغسل يوم الجمعة وهل على الصبي شهود، مسلم (۸۴۵) ابو داود (۳۴۰) ترمذی (۴۹۳) أحمد (۲۹/۱)۔

ہے کہ رسول اللہ ﷺ حکم کرتے تھے غسل کا۔

فائدہ: یہ شخص حضرت عثمان بن عفان تھے جیسا کہ ابن وہب اور ابن القاسم کی روایت میں ہے مالک سے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطبہ کے بیچ میں دین کی بات کرنا امام کو درست ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جمعہ کا غسل فرض نہیں ہے اگر فرض ہوتو حضرت عثمان غسل کے لیے لوٹ جاتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کو غسل کرنے کا حکم دیتے۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ اسی مضمون کی حدیث مرفوعاً بھی مروی ہے لیکن وہ وہم ہے کیونکہ یہ قصہ حضرت عمر کا ہے نہ رسول اللہ ﷺ کا۔ (زرقانی)

۲۲۳۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ)) ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا غسل جمعہ کا واجب ہے ہر شخص بالغ پر۔

۲۲۴۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ)) ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص آئے جمعہ کو تو غسل کر کے آئے یا جو شخص نماز جمعہ کا ارادہ کرے تو غسل کرے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس شخص نے غسل کرلیا جمعہ کے روز صبح کے وقت اور نیت کی اس نے غسل جمعہ کی تو یہ غسل کافی نہ ہوگا یہاں تک کہ غسل کرے نماز کو جاتے وقت کیونکہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے جب کوئی تم میں سے نماز جمعہ کا ارادہ کرے تو غسل کرے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو شخص غسل کرے جمعہ کے دن جلدی یا دیر سے اور نیت کرے غسل جمعہ کی پھر ٹوٹ جائے وضو اس کا تو وضو کرے اور غسل کافی ہو جائے گا۔

باب ما جاء في الانصات يوم الجمعة والامام يخطب — جمعہ کے دن خطبہ ہو رہا تو چپ رہنا چاہیے

۲۲۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ أَنْصِتْ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَدْ لَغَوْتَ)) ۔

---

(۲۲۳) بخاری (۸۵۸) کتاب الأذان : باب وضوء الصبيان ومتى يجب عليهم الغسل ' مسلم (۸٤٦) أبو داود (۳٤۱) نسائی (۱۳۷۵) ابن ماجه (۱۰۸۹) احمد (٦/۳) ۔

(۲۲٤) بخاری (۸۷۷ ' ۸۹٤ ' ۹۱۹) کتاب الجمعة : باب فضل الغسل يوم الجمعة وهل على الصبي شهود ' مسلم (۸٤٤) ترمذی (٤۹۲) نسائی (۱۳۷٦) ابن ماجه (۱۰۸۸) ۔

(۲۲۵) بخاری (۹۳٤) کتاب الجمعة : باب الانصات يوم الجمعة ' مسلم (۸۵۱) ابو داود (۱۱۱۲) ترمذی (۵۱۲) نسائی (۱٤۰۱) ابن ماجه (۱۱۱۰) ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس وقت امام خطبہ پڑھتا ہے اگر تو اپنے پاس والے سے کہے چپ رہ تو تو نے بھی ایک لغو حرکت کی۔

فائدہ: کیونکہ جمعہ کو خطبہ کے وقت چپ رہنا چاہیے او تو چپ نہ رہا بلکہ تو نے کلام کیا۔ امام احمد اور بزار نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ جس شخص نے بات کی جمعہ کے دن اور امام خطبہ پڑھتا ہے تو وہ مثل گدھے کے ہے جس پر کتابیں لدی ہوں اور جو اس سے کہے چپ رہ اس کا جمعہ نہ ہوگا۔ یعنی کامل نہ ہوگا۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ خطبہ کے وقت چپ رہنا واجب ہے اکثر علماء کے نزدیک۔

۲۲۶۔ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ أَبِي مَالِكٍ الْقُرَظِيِّ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُمْ كَانُوا فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يُصَلُّونَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ حَتَّى يَخْرُجَ عُمَرُ فَإِذَا خَرَجَ عُمَرُ وَجَلَسَ عَلَى الْمِنبَرِ وَأَذَّنَ الْمُؤَذِّنُونَ قَالَ ثَعْلَبَةُ جَلَسْنَا نَتَحَدَّثُ فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُونَ وَقَامَ عُمَرُ يَخْطُبُ أَنْصَتْنَا فَلَمْ يَتَكَلَّمْ مِنَّا أَحَدٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَخُرُوجُ الْإِمَامِ يَقْطَعُ الصَّلَاةَ وَكَلَامُهُ يَقْطَعُ الْكَلَامَ۔

حضرت ثعلبہ بن ابی مالک قرظی سے روایت ہے کہ لوگ نماز پڑھا کرتے تھے جمعہ کے دن یہاں تک کہ نکلیں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ۔ پھر جب نکلتے عمر رضی اللہ عنہ اور بیٹھتے منبر پر اور اذان دیتے اذان دینے والے تو ثعلبہ کہتے ہیں کہ ہم بیٹھے ہوئے باتیں کیا کرتے جب موذن چپ ہو رہتے اور عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے تو کوئی بات نہ کرتا۔ کہا ابن شہاب نے جب امام نکلے خطبے کے لیے تو نماز موقوف کرنا چاہیے اور جب خطبہ شروع کرے تو بات موقوف کرنا چاہیے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **صحیح** کہا ہے۔

۲۲۷۔ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَ يَقُولُ فِي خُطْبَتِهِ قَلَّ مَا يَدَعُ ذَٰلِكَ إِذَا خَطَبَ إِذَا قَامَ الْإِمَامُ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاسْتَمِعُوا وَأَنْصِتُوا فَإِنَّ لِلْمُنْصِتِ الَّذِي لَا يَسْمَعُ مِنَ الْحَظِّ مِثْلَ مَا لِلْمُنْصِتِ السَّامِعِ فَإِذَا قَامَتِ الصَّلَاةُ فَاعْدِلُوا الصُّفُوفَ وَحَاذُوا بِالْمَنَاكِبِ فَإِنَّ اعْتِدَالَ الصُّفُوفِ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ ثُمَّ لَا يُكَبِّرُ حَتَّى يَأْتِيَهُ رِجَالٌ قَدْ وَكَّلَهُمْ بِتَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ فَيُخْبِرُونَهُ أَنْ قَدِ اسْتَوَتْ فَيُكَبِّرُ۔

حضرت مالک بن ابی عامر سے روایت ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جب خطبہ کو کھڑے ہوتے تو اکثر کہا کرتے بہت کم چھوڑ دیتے اے لوگو! جب امام کھڑا ہو خطبہ کے لیے تو سنو خطبہ کو اور چپ رہو کیونکہ جو شخص چپ رہے گا اور خطبہ اس کو نہ سنائی دے گا اس کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا جتنا اس شخص کو ملے گا جو چپ رہے اور خطبہ اس کو سنائی دے اور جب تکبیر ہو نماز کی تو برابر کرو صفوں کو اور

---

(۲۲۶) **موقوف صحیح**: عبدالرزاق (۵۳۵۲) ابن ابی شیبة (۵۲۹۶) معرفة السنن والآثار (۴۷۷/۲) ابن المنذر فی الاوسط (۹۲/۴) شرح معانی الآثار (۳۷۰/۱) بیهقی فی السنن الکبری (۱۹۳/۳)۔

(۲۲۷) **موقوف صحیح**: عبدالرزاق (۵۳۷۲) الشافعی فی الام (۲۰۳/۱) ابن المنذر فی الاوسط (۶۹/۴) بیهقی فی

برابر کرو مونڈھوں کو کیونکہ صفیں برابر کرنا نماز کا تتمہ ہے۔ پھر تکبیر تحریمہ نہ کہتے تھے عثمان یہاں تک کہ خبر دیتے آ کر اُن کو وہ لوگ جن کو مقرر کیا تھا صفیں برابر کرنے پر اس بات کی صفیں برابر ہو گئیں اس وقت تکبیر تحریمہ کہتے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

فائدہ: صفیں برابر کرنے کی آنحضرت ﷺ نے بڑی تاکید فرمائی ہے۔ امام احمد کے نزدیک اگر کوئی صف کے باہر نماز پڑھے گا اور صف میں جگہ باقی ہے تو اس کی نماز باطل ہوگی اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مکروہ ہوگی۔ افسوس ہے کہ اس زمانے میں مسلمانوں کو اس طرف توجہ جاتی رہی صفوں کا اہتمام جیسا چاہیے ویسا نہیں کرتے کوئی آگے کھڑا ہوتا کوئی پیچھے صف ٹیڑھی ہو جاتی ہے کوئی شخص صف اول میں جگہ ہونے پر پیچھے کھڑا ہو جاتا ہے۔ حرمین شریفین میں قبل تکبیر کے حدیث تسویہ صفوف کی پڑھ دیتے ہیں لیکن اس پر عمل نہیں کیا جاتا۔ علمائے حرمین کو اس کا بندوبست کرنا چاہیے۔ اللہ جل جلالہ ان کو توفیق خیر بخشے اور سنت پر عمل کرنے کی ہدایت بخشے۔

۲۲۸۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَأَى رَجُلَيْنِ يَتَحَدَّثَانِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَحَصَبَهُمَا أَنْ اصْمُتَا۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دیکھا دو مردوں کو خطبہ کے وقت باتیں کر رہے ہیں تو کنکر پھینکے اُن پر اس لیے کہ چپ رہیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

فائدہ: اس اثر سے معلوم ہوا کہ اشارہ سے منع کرنا درست ہے زبان سے نہ کہے اور امام مالکؒ کے نزدیک اشارہ بھی نہ کرے کیونکہ اشارہ بھی مثل کہنے کے حرکت لغو ہے۔ (زرقانی)

۲۲۹۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا عَطَسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَشَمَّتَهُ إِنْسَانٌ إِلَى جَنْبِهِ فَسَأَلَ عَنْ ذٰلِكَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ فَنَهَاهُ عَنْ ذٰلِكَ وَقَالَ لَا تَعُدْ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ ایک شخص چھینکا دن جمعہ کے اور امام خطبہ پڑھتا تھا تو جواب دیا اس کو ایک آدمی نے (یعنی یرحمک اللہ کہا) پھر پوچھا سعید بن مسیب سے تو منع کیا انہوں نے اس سے اور کہا کہ پھر ایسا نہ کرنا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

فائدہ: یعنی حالت خطبہ میں جب نماز پڑھنا ممنوع ہے تو چھینک کا جواب یا سلام کا جواب دینا بطریق اولیٰ ممنوع ہوگا یہی قول ہے اکثر علمائے مدینہ اور مالکؒ اور ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ کا اور ایک روایت شافعیؒ سے یہ ہے کہ چھینک کا جواب اور سلام کا جواب دے کیونکہ یہ فرض ہے اور دلیل پکڑی شافعیؒ نے اُم میں حسن بصریؒ کی حدیث سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب چھینکے کوئی آدمی اور امام خطبہ پڑھتا ہو تو جواب دے اس کو اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ابراہیم نخعی سے کہ صحابہ جواب دیتے تھے سلام کا دن جمعہ کے خطبہ کے وقت اور جواب دیتے تھے

---

(۲۲۸) **موقوف صحیح**: عبدالرزاق (۲۲۵/۳) ابن ابی شیبة (۴۵۲/۱)۔

(۲۲۹) **مقطوع صحیح**: عبدالرزاق (۵۴۳۹) ابن ابی شیبة (۵۲۶۶)۔

چھینکنے والے کا۔ (زرقانی)

۲۳۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الْكَلَامِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذَا نَزَلَ الْإِمَامُ عَنِ الْمِنْبَرِ قَبْلَ أَنْ يُكَبِّرَ فَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ لَا بَأْسَ بِذَلِكَ۔

امام مالکؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے پوچھا ابن شہاب زہری سے کہ جب امام منبر سے اُترے خطبہ پڑھ کر تو قبل تکبیر کے بات کہنا کیسا ہے؟ کہا ابن شہاب نے کچھ قباحت نہیں ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح** ہے۔

باب ما جاء من أدرك ركعة يوم الجمعة — جس نے امام کے ساتھ ایک رکعت جمعہ کی پائی اس کا بیان

۲۳۱۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَنْ أَدْرَكَ مِنْ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً فَلْيُصَلِّ إِلَيْهَا أُخْرَى قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَهِيَ السُّنَّةُ۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے جو شخص جمعہ کی نماز کی ایک رکعت پائے تو وہ ایک رکعت اور پڑھ لے یہی سنت ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح** ہے۔

فائدہ: یعنی جس نے ایک رکعت جمعہ کی امام کے ساتھ پائی تو اس کا جمعہ صحیح ہو گیا اب وہ ایک رکعت اور پڑھ لے اور مجاہد اور عطا اور ایک جماعت تابعین کا مذہب یہ ہے کہ جس شخص نے خطبہ نہ پایا اس کو جمعہ نہ ملا تو اس کو چار رکعتیں ظہر کی پڑھنی چاہییں۔ ابن شہاب نے جو کہا کہ یہی سنت ہے اس سے یہ غرض ہے کہ یہ قول حدیث کے مطابق ہے اور وہ حدیث یہ ہے مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الصَّلَاةِ فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ۔ جو اوپر گزری اور ابو حنیفہ اور اصحاب ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر امام کے سلام پھیرنے کے اول شریک ہو گیا تو اس نے جمعہ پالیا۔ (زرقانی)

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہم نے اپنے شہر کے عالموں کو اسی قول پر پایا اور دلیل اُن کی یہ ہے کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے جس شخص نے ایک رکعت نماز میں سے پائی تو اس نے وہ نماز پالی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر جمعہ کے دن آدمیوں کا ہجوم ہو اور کسی شخص کو رکوع کرنا ممکن ہو لیکن سجدہ نہ کر سکتا ہو جب تک امام سجدے سے نہ اٹھے یا اپنی نماز سے فارغ نہ ہو تو اگر اس شخص نے سجدہ کر لیا جب لوگ اٹھے سجدے سے فبہا ورنہ اگر سجدہ نہ کر سکا یہاں تک کہ لوگ فارغ ہو گئے نماز سے تو اس کو چاہیے کہ نئے سرے سے ظہر کی چار رکعتیں پڑھے۔

---

(۲۳۰) مقطوع صحيح: عبدالرزاق (۲۰۸/۳)۔

(۲۳۱) مقطوع صحيح: عبدالرزاق (۲۳۵/۳) ابن ابی شيبة (۴۶۲/۱)۔

باب ما جاء فيمن رعف يوم الجمعة — جس شخص کے ناک سے خون بہنے لگے جمعہ کے دن اس کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جس شخص کی ناک سے خون بہنے لگے جمعہ کے دن اور امام خطبہ پڑھتا ہو اور وہ باہر چلا جائے پھر جب امام فارغ ہو جائے نماز سے تو لوٹ کر آئے وہ چار رکعتیں ظہر کی پڑھے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جس شخص نے ایک رکعت پڑھی امام کے ساتھ جمعہ کی پھر اس کی ناک سے خون بہنے لگا تو وہ باہر چلا گیا اب جب امام دونوں رکعتیں پڑھ چکا تو لوٹ کر آیا تو وہ ایک رکعت پڑھ لے اگر اس نے بات نہ کی ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جس شخص کی ناک سے خون بہنے لگے یا اور کوئی امر ایسا لاحق ہو کہ نکلنے کی ضرورت واقع ہو تو امام سے اجازت لینا ضروری نہیں ہے۔

فائدہ: جمہور علماء کا یہی مذہب ہے اور آیت ﴿وَاِذَا کَانُوْا مَعَهٗ عَلٰی اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ یَذْهَبُوْا حَتّٰی یَسْتَاْذِنُوْهُ﴾ کو حمل کرتے ہیں جہاد پر اور بعضوں کے نزدیک امام سے اجازت لے کر جائے اور آنحضرت ﷺ کے وقت میں ایسا ہی رواج تھا۔ آپ ﷺ اشارہ سے اجازت دے دیتے تھے۔ (بیہقی)

نماز سے تو اس کو چاہیے کہ نئے سرے سے ظہر کی چار رکعتیں پڑھے۔

باب ما جاء في السعي يوم الجمعة — جمعہ کے دن سعی کا بیان

۲۳۲۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللّٰهِ فَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقْرَؤُهَا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَامْضُوا إِلَى ذِكْرِ اللّٰهِ۔

امام مالکؒ نے پوچھا ابن شہابؒ سے کہ اس آیت کی تفسیر کیا ہے "اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ" تو ابن شہاب نے جواب دیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اس آیت کو یوں پڑھتے تھے: "اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَامْضُوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ"۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

فائدہ: تو معلوم ہوا کہ فَاسْعَوْا کے معنی فَامْضُوْا ہیں سبب استفسار کا یہ ہوا کہ سعی کے معنی لغت میں دوڑنے کے آئے ہیں تو ظاہر آیت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جب اذان ہو نماز کی جمعہ کے روز تو دوڑو خدا کی یاد کے لیے حالانکہ دوڑنے سے آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا ہے کیونکہ فرمایا آپ ﷺ نے جب تکبیر ہو نماز کی تو نہ دوڑتے ہوئے آؤ بلکہ اطمینان سے آؤ اور جس قدر نماز مل جائے اس کو پڑھ لو جو باقی رہے اس

(۲۳۲) **موقوف صحیح** : عبدالرزاق (۲۰۷/۳) ابن ابی شیبة (۴۸۲/۱) بیهقی (۲۲۷/۳) الشافعی فی المسند (۲۹۳/۱) وفی الام (۱۹۶/۱) ابن المنذر فی الاوسط (۵۳/٤)۔

کی قضا کرلو۔ ابن شہاب نے یہ جواب دیا کہ حضرت عمر بجائے فَاسْعَوْا کے فَامْضُوا پڑھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سعی کے معنی یہاں دوڑنے کے نہیں ہیں بلکہ جانے کے اور گزرنے کے معنی ہیں۔ اذان سے مراد آیت میں وہ اذان ہے جو امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت ہوتی ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں جمعہ کے روز یہی اذان تھی اور پہلی اذان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت سے شروع ہوئی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا سعی سے مراد اللہ کی کتاب میں عمل اور فعل ہے۔ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے ﴿وَإِذَا تَوَلَّى سَعَى فِي الْأَرْضِ﴾ یعنی جب پیٹھ موڑ کر جاتا ہے تو کام کرتا ہے زمین میں فساد کا اور فرمایا اللہ جل جلالہ نے ﴿وَأَمَّا مَنْ جَاءَكَ يَسْعَى وَهُوَ يَخْشَى﴾ یعنی جو تیرے پاس آیا عمل کرتا ہوا اور دوڑتا ہوا پروردگار سے اور فرمایا اللہ جل جلالہ نے ﴿ثُمَّ أَدْبَرَ يَسْعَى﴾۔ پھر پیٹھ موڑا کام کرتا ہوا فساد کا اور فرمایا اللہ جل جلالہ نے ﴿إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتَّى﴾ تمہارے کام اقسام کے ہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا تو اس سعی سے بھی مراد عمل اور فعل ہے نہ پاؤں سے چلنا اور نہ دوڑنا اور نہ پویا چلنا۔

باب ما جاء في الامام ينزل بقرية يوم الجمعة في السفر — سفر میں امام کا جمعہ کے دن کسی گاؤں میں اُترنے کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر امام ایسے گاؤں میں اُترا جہاں جمعہ واجب ہے اور امام مسافر ہے اس نے خطبہ پڑھا اور جمعہ ادا کیا تو گاؤں والے بھی اس کے ساتھ جمعہ پڑھ لیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر امام نے ایسے گاؤں میں جمعہ پڑھا جہاں پر جمعہ واجب نہیں ہے تو نہ امام کا جمعہ درست ہوگا نہ جن لوگوں نے اس کے ساتھ جمعہ پڑھا اُن کا نہ گاؤں والوں کا بلکہ جو لوگ مقیم ہیں وہ اپنی چار رکعتیں پوری کریں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا مسافر پر جمعہ واجب نہیں ہے۔

فائدہ: اجماعاً کیونکہ یہ روایت کیا طبرانی نے معجم اوسط میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مسافر پر جمعہ نہیں ہے۔

باب ما جاء في الساعة التي في يوم الجمعة — جمعہ کے دن اس ساعت کا بیان جس میں دعا قبول ہوتی ہے

۲۳۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ ((فِيهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللّٰهَ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ)) وَأَشَارَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ يُقَلِّلُهَا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذکر کیا جمعہ کا پھر کہا کہ اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ نہیں پاتا اس کو بندہ مسلمان اور وہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور مانگتا ہے اللہ سے کچھ مگر دیتا ہے اللہ اس چیز کو اس کو اور اشارہ کیا رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے کہ وہ ساعت تھوڑی ہے۔

---

(۲۳۳) بخاری (۹۳۵) كتاب الجمعة : باب الساعة التي في يوم الجمعة، مسلم (۸۵۲) نسائی (۱۴۳۱) ابن ماجه (۱۱۳۷)۔

۲۳۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ خَرَجْتُ إِلَى الطُّورِ فَلَقِيتُ كَعْبَ الْأَحْبَارِ فَجَلَسْتُ مَعَهُ فَحَدَّثَنِي عَنِ التَّوْرَاةِ وَحَدَّثْتُهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ فِيمَا حَدَّثْتُهُ أَنْ قُلْتُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ أُهْبِطَ مِنَ الْجَنَّةِ وَفِيهِ تِيبَ عَلَيْهِ وَفِيهِ مَاتَ وَفِيهِ تَقُومُ السَّاعَةُ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا وَهِيَ مُصِيخَةٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ حِينِ تُصْبِحُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ شَفَقًا مِنَ السَّاعَةِ إِلَّا الْجِنَّ وَالْإِنْسَ وَفِيهِ سَاعَةٌ لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللَّهَ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ)) قَالَ كَعْبٌ ذَلِكَ فِي كُلِّ سَنَةٍ يَوْمٌ فَقُلْتُ بَلْ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ فَقَرَأَ كَعْبٌ التَّوْرَاةَ فَقَالَ صَدَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَلَقِيتُ بَصْرَةَ بْنَ أَبِي بَصْرَةَ الْغِفَارِيَّ فَقَالَ مِنْ أَيْنَ أَقْبَلْتَ فَقُلْتُ مِنَ الطُّورِ فَقَالَ لَوْ أَدْرَكْتُكَ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ إِلَيْهِ مَا خَرَجْتَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تُعْمَلُ الْمَطِيُّ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ إِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِلَى مَسْجِدِي هَذَا وَإِلَى مَسْجِدِ إِيلِيَاءَ أَوْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ يَشُكُّ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ ثُمَّ لَقِيتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَلَامٍ فَحَدَّثْتُهُ بِمَجْلِسِي مَعَ كَعْبِ الْأَحْبَارِ وَمَا حَدَّثْتُهُ بِهِ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَقُلْتُ قَالَ كَعْبٌ ذَلِكَ فِي كُلِّ سَنَةٍ يَوْمٌ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ كَذَبَ كَعْبٌ فَقُلْتُ ثُمَّ قَرَأَ كَعْبٌ التَّوْرَاةَ فَقَالَ بَلْ هِيَ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ صَدَقَ كَعْبٌ ثُمَّ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ قَدْ عَلِمْتُ أَيَّةَ سَاعَةٍ هِيَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ لَهُ أَخْبِرْنِي بِهَا وَلَا تَضَنَّ عَلَيَّ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ هِيَ آخِرُ سَاعَةٍ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ وَكَيْفَ تَكُونُ آخِرَ سَاعَةٍ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّي وَتِلْكَ السَّاعَةُ سَاعَةٌ لَا يُصَلَّى فِيهَا فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ أَلَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ فَهُوَ فِي صَلَاةٍ حَتَّى يُصَلِّيَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ بَلَى قَالَ فَهُوَ ذَلِكَ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں گیا کوہ طور کو تو ملا میں کعب احبار سے اور بیٹھا میں اُن کے پاس پس بیان کیں کعب احبار نے مجھ سے باتیں تورات کی اور میں نے بیان کیں باتیں اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو جو باتیں میں نے اُن سے کہیں اُن میں ایک یہ بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر سب دنوں میں جن میں سورج نکلا ہے جمعہ کا دن ہے۔ اسی دن پیدا ہوئے آدم اور اسی دن اُتارے گئے جنت سے اور اسی دن معاف ہوا گناہ اُن کا اور اسی دن قیامت قائم ہوگی اور کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جو

(۲۳۴) صحیح : أبو داود (۱۰۴٦) کتاب الصلاة : باب فضل یوم الجمعة ولیلة الجمعة، ترمذی (٤٩١) النسائی (۱٤۳۰) أحمد (۲/٤۸٦)۔

کان نہ لگائے جمعہ کے دن آفتاب نکلنے تک قیام کے خوف سے مگر جنات اور آدمی غافل رہتے ہیں اور جمعہ میں ایک ساعت ایسی ہے کہ نہیں پاتا اس کو مسلمان بندہ نماز میں اور وہ مانگے اللہ سے کچھ مگر دے اللہ جل جلالہ اس کو۔ کعب احبار نے کہا یہ تو ہر سال میں ایک دن ہوتا ہے میں نے کہا نہیں بلکہ ہر جمعہ کو تو کعب نے تورات کو پڑھا پھر کہا سچ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے۔ کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پھر ملا میں بصرہ بن ابی بصرہ غفاری سے تو کہا انہوں نے کہاں سے آتے ہو۔ میں نے کہا کہ کوہ طور سے کہا انہوں نے اگر قبل طور جانے کے تم مجھ سے ملتے تو تم نہ جاتے۔ سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے تھے نہ تیار کیے جائیں اونٹ مگر تین مسجدوں کے لیے ایک مسجد الحرام دوسری میری مسجد (یعنی مدینہ طیبہ کی) تیسری مسجد ایلیا یا مسجد بیت المقدس شک ہے راوی کو۔ کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پھر ملا میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے اور بیان کیا میں نے اُن سے جو گفتگو کی تھی میں نے کعب احبار سے جمعہ کے باب میں اور میں نے یہ کہا کہ کعب احبار نے کہا یہ دن ہر سال میں ایک بار ہوتا ہے تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جھوٹ بولا کعب نے پھر میں نے کہا کہ کعب نے تورات کو پڑھ کر یہ کہا کہ بے شک یہ سعات ہر جمعہ کو ہوتی ہے تب عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سچ کہا کعب نے پھر کہا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے میں جانتا ہوں اس ساعت کو وہ کون سی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بتاؤ مجھ کو اور بخل نہ کرو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ آخر ساعت ہے جمعہ کی۔ کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کیونکر آخر ساعت ہوگی حالانکہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ نہیں پاتا اس کو مسلمان بندہ نماز میں مگر جو مانگتا ہے اللہ سے دیتا ہے اللہ اس کو۔ اور یہ ساعت تو ایسی ہے کہ اس میں نماز نہیں ہوسکتی۔ تو جواب دیا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کیا نہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو شخص بیٹھے نماز کے انتظار میں تو وہ نماز میں ہی ہے یہاں تک کہ نماز پڑھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا پس یہی مطلب ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔ امام ترمذیؒ نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام بغویؒ نے اسے **صحیح** کہا ہے۔ امام حاکمؒ نے اسے شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔ علامہ البانیؒ نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔ [صحیح ابو داود (٩٢٤) ارواء الغليل (٢٢٨/٣) صحيح موارد الظمآن (٨٥٣)]

فائدہ: یعنی ہر جاندار کو جب صبح ہوتی ہے جمعہ کی تو اندیشہ رہتا ہے قیامت قائم ہونے کا یہاں تک کہ آفتاب نکل آتا ہے تو پھر اندیشہ جاتا رہتا ہے کیونکہ قیامت جمعہ کی علی الصباح قائم ہوگی۔ جب تک حرام کام کے لیے دعا نہ کرے۔

فائدہ: یعنی مسجد ایلیا کہا یا مسجد بیت المقدس اگرچہ مراد دونوں لفظوں سے ایک ہی ہے۔ زرقانی نے کہا کہ مراد اس حدیث سے یہ ہے کہ کسی مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے سفر نہ کیا جائے سوا ان تینوں مسجدوں کے کیونکہ باقی مسجدیں سب برابر ہیں فضیلت میں اور یہ مراد نہیں کہ سوا ان تینوں مسجدوں کے اور کہیں سفر نہ کیا جائے اور نووی نے کہا کہ اختلاف کیا ہے علماء نے سفر کرنے میں سوا ان تینوں مسجدوں کے جیسے سفر کرنا قبور صالحین کی زیارت کے لیے یا اور مواضع متبرکہ کے واسطے تو ابو محمد جوینی اور عیاض مالکی نے یہی اختیار کیا ہے کہ وہ حرام ہے اور صحیح ہمارے اصحاب کے نزدیک یہ ہے کہ مکروہ نہیں ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے امام الحرمین اور محققین نے اور حدیث کا یہ مطلب کہا ہے کہ سوا ان تین مسجدوں کے اور کسی مسجد کی طرف سفر نہ کیا جائے اور مؤید ہے اس توجیہ کی وہ جو روایت کیا امام احمد نے مسند میں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نہیں لائق ہے نمازی کو سفر کرے کسی مسجد کے لیے واسطے نماز کے سوا مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ اور میری مسجد کے۔ مترجم کہتا ہے کہ ظاہر حدیث جو صحاح میں

مروی ہے مطلق ہے اور قول بصرہ غفاری رضی اللہ عنہ کا مؤید ہے اس مذہب کو جو کہتے ہیں کہ مطلق سفر کرنا سوا ان تین مسجدوں کے اور کہیں کے لیے حرام ہے اس واسطے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کوہ طور کو گئے تھے اور انہوں نے کہا کہ اگر تم مجھ سے پیشتر ملتے تو نہ جاتے حالانکہ کوہ طور کوئی مسجد نہیں ہے اور نہ وہاں نماز کے واسطے سفر کیا جاتا ہے اور مسند امام احمد کی حدیث کو محدثین نے ضعیف کہا ہے اور یہی مختار شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور شیخ علامہ ابن قیم رحمہما اللہ کا ہے۔

فائدہ: اس لیے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنے سے بعد عصر کے یہاں تک کہ غروب ہو آفتاب۔

فائدہ: اکثر محدثین اسی طرف گئے ہیں کہ وہ ساعت یہی ہے جو بیان کی عبداللہ بن سلام نے اور ایک حدیث صحیح میں ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ وہ ساعت امام کے منبر پر بیٹھنے سے نماز کے ختم ہونے تک ہے روایت کیا اس کو مسلم اور ابوداؤد نے اور جب خود شارع نے بیان کر دیا اس ساعت کو تو اب کیا شبہ رہا پس نہ التفات کرنا چاہیے اور اقوال کی طرف۔ زرقانی نے بیالیس قول بیان کیے ہیں علماء کے اس ساعت کے باب میں پھر یہ کہا کہ سب میں راجح وہی قول ہے جس پر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث دلالت ہے۔

باب الهيئة وتخطي الرقاب واستقبال الامام يوم الجمعة ، جمعہ کے دن کپڑے بدلنے اور لوگوں کو پھاند کر جانے اور امام کی طرف منہ کر کے بیٹھنے کا بیان

۲۳۵۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَا عَلَى أَحَدِكُمْ لَوِ اتَّخَذَ ثَوْبَيْنِ لِجُمُعَتِهِ سِوَى ثَوْبَيْ مَهْنَتِهِ))۔

حضرت یحییٰ بن سعید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا نقصان ہے کسی کا تم میں سے اگر بنا رکھے کپڑے جمعہ کی نماز کے واسطے سوائے روزمرہ کے کپڑوں کے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ روایت **حسن لغیرہ** ہے۔

فائدہ: زرقانی نے کہا کہ اس حدیث میں رغبت ہے گنجائش والے کو کہ اچھے کپڑے بنائے جمعہ اور عیدین کے لیے اور تجمل کرے اُن سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرتے تھے اور عمامہ باندھتے تھے اور خوشبو لگاتے تھے اور اچھا کپڑا پہنتے تھے جمعہ اور عیدین میں اور حکم کرتے تھے مسواک اور خوشبو اور تیل لگانے کا۔ ابن عبدالبر نے اس حدیث کو موصولاً روایت کیا یحییٰ بن سعید سے انہوں نے عمرہ سے انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔

۲۳۶۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَرُوحُ إِلَى الْجُمُعَةِ إِلَّا ادَّهَنَ وَتَطَيَّبَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ حَرَامًا۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نہ جاتے جمعہ کو یہاں تک کہ تیل لگاتے اور خوشبو مگر جب احرام باندھے ہوتے۔

---

(۲۳۵) **حسن لغیرہ**: أبو داود (۱۰۷۸) کتاب الصلاة : باب اللبس الجمعة، ابن ماجه (۱۰۹۵) طبرانی کبیر (۱۶۷) الاحادیث المختارة للضیاء المقدسی (۹/۴۵۱)۔

(۲۳۶) **موقوف صحیح**: عبدالرزاق (۳/۱۹۸) ابن ابی شیبة (۱/۴۸۲)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

۲۳۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَأَنْ يُصَلِّيَ أَحَدُكُمْ بِظَهْرِ الْحَرَّةِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَقْعُدَ حَتَّى إِذَا قَامَ الْإِمَامُ يَخْطُبُ جَاءَ يَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر کوئی تم میں سے نماز پڑھے ظہر حرّہ میں بہتر ہے اس سے کہ بیٹھا رہے اپنے گھر میں پھر جب امام خطبہ پڑھنے کو کھڑا ہو آئے پھاندتا ہوا گردنوں کو لوگوں کی دن جمعہ کے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

فائدہ: حرہ ایک زمین ہے مدینہ کے باہر وہاں کے پتھر سیاہ ہیں گویا آگ سے جلے ہیں اور اجماع کیا علماء نے اس فعل کی کراہت پر مگر دو صورتوں میں ایک یہ کہ امام ہو تو اس کو پھاند کر آگے جانا ضروری ہے۔ دوسرے یہ کہ آگے کی صف میں جگہ خالی ہو اور بغیر پھاندے ہوئے وہاں تک نہ جا سکے اور باقی ضرورتوں کو بھی اس پر قیاس کرنا چاہیے (مصفی)

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ سنت ہمارے نزدیک یہ ہے کہ جب امام خطبہ شروع کرے تو لوگ امام کی طرف منہ کریں خواہ قبلہ کے نزدیک ہوں یا کسی اور جانب میں۔

فائدہ: تو جو لوگ امام کے سامنے ہیں وہ تو امام کی طرف منہ کریں گے اور قبلہ کی طرف بھی اور جو لوگ دائیں بائیں ہیں وہ امام کی طرف منہ کریں قبلہ کی طرف سے منہ موڑ لیں۔ ابن عبد البرؒ نے کہا کہ میں اس میں کسی کا اختلاف نہیں پاتا اور کوئی حدیث مسند اس باب میں نہیں ملی مگر یہ کہ شعبی نے کہا سنت ہے امام کی طرف منہ کرنا دن جمعہ کے اور عدی بن ثابت نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب خطبہ پڑھتے تھے تو اصحاب آپ ﷺ کی طرف منہ کرتے تھے اور بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس فعل کو نقل کیا ہے اور نعیم بن حماد نے بہ اسناد صحیح انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب امام خطبہ شروع کرتا جمعہ کے روز تو وہ منہ کرتے امام کی طرف یہاں تک کہ فارغ ہو خطبہ سے۔ کہا ترمذی نے کہ اس باب میں رسول اللہ ﷺ سے صریحاً کوئی حدیث صحیح نہیں ہوئی۔ (زرقانی)

باب القراءة في صلاة الجمعة والاحتباء ومن تركها من غير عذر — جمعہ کی نماز میں قراءت کا بیان اور احتباء کا بیان اور جمعہ کو جو ترک کرے بغیر عذر کے اس کا حال

۲۳۸۔ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ قَيْسٍ سَأَلَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ مَاذَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى إِثْرِ سُورَةِ الْجُمُعَةِ قَالَ كَانَ يَقْرَأُ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ۔

حضرت ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ نے پوچھا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے کہ کون سی سورت پڑھتے تھے رسول اللہ ﷺ جمعہ کے

---

(۲۳۷) **موقوف صحیح**: عبدالرزاق (۵۴۲۲/۳) ابن ابی شیبة (۴۷۴/۱) بیھقی (۲۳۱/۳)۔

(۲۳۸) مسلم (۸۷۸) كتاب الجمعة: باب ما يقرأ في صلاة الجمعة، أبو داود (۱۱۲۲) ترمذی (۵۳۳) نسائی (۱۴۲۳) ابن ماجه (۱۱۱۹) احمد (۲۷۱/۴)۔

روز بعد سورہ جمعہ کے کہا کہ پڑھتے تھے هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ـ

فائدہ: یعنی پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ پڑھتے تھے اور دوسری رکعت میں هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ اور ایک روایت میں ہے کہ پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى پڑھتے تھے اور دوسری رکعت میں هَلْ اَتٰكَ اور ایک روایت میں ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ اور دوسری میں اِذَا جَآءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ ۔امام مالکؒ کے نزدیک پہلی رکعت میں سورہ جمعہ کو ترک نہ کرنا چاہیے اور دوسری رکعت میں جو سورہ چاہے پڑھے۔

۲۳۹۔ عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَحْتَبِيْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ ـ

امام مالکؒ کو پہنچا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما احتباء کرتے تھے دن جمعہ کے امام خطبہ پڑھتا تھا۔

فائدہ: احتباء کے معنی یہ ہیں کہ دونوں پاؤں کو کھڑا کر کے سرین پر بیٹھے اور پاؤں کو کمر سے باندھ لے ہاتھ سے یا کپڑے سے۔ابوداؤد نے مرفوعاً روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اس سے باعث ممانعت کا یہ ہے کہ اس طرح بیٹھنا نیند لاتا ہے اگر نیند آنے کا خوف نہ ہو تو مکروہ نہیں ہے جیسا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔(مصفیٰ)

۲۴۰۔ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ مَالِكٌ لَا أَدْرِي أَعَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْ لَا أَنَّهٗ قَالَ ((مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ وَلَا عِلَّةٍ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَى قَلْبِهٖ)) ـ

حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے لیکن مالکؒ کہتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا یا نہیں کہا جو شخص چھوڑ دے گا جمعہ کو تین بار بغیر عذر اور بیماری کے مہر کر دے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل پر۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح لغیرہ** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی اپنا فیض اس کے دل سے روک لے گا اور جہل اور غفلت اور نفاق سے اس کا دل بھر کر بند کر دے گا۔اس حدیث کو شافعیؒ نے اُم میں احمد اور اصحاب سنن اور حاکم نے روایت کیا ابوالجعد ضمری سے مرفوعاً کہ جو شخص چھوڑ دے گا جمعہ کو تین بار بغیر ضرورت کے مہر کر دے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل پر۔ابوعمرو نے کہا کہ ایک شخص نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک مہینے تک روز پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو اس شخص کے بارے میں کہ روزہ رکھتا ہے دن کو اور عبادت کرتا ہے رات کو لیکن حاضر نہیں ہوتا جمعہ اور جماعت میں۔ابن عباس رضی اللہ عنہ یہی کہتے تھے کہ وہ جہنم میں جائے گا۔

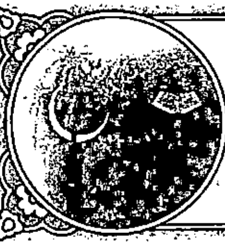
۲۴۱۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْبَاقِرِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ خُطْبَتَيْنِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَجَلَسَ بَيْنَهُمَا ـ

محمد باقر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو خطبے پڑھے جمعہ کو اور بیٹھے درمیان میں اُن کے۔

---

(۲٤۰) صحيح لغيره : أبو داود (۱۰۵۲) كتاب الصلاة : باب التشديد في ترك الجمعة ' ترمذی (۵۰۰) نسائی (۱۳٦۹) ابن ماجه (۱۱۲۵) احمد (۳/٤۲٤) ـ

(۲٤۱) بخاری (۹۲۰' ۹۲۸) كتاب الجمعة : باب الخطبة قائما ' مسلم (۸٦۱) أبو داود (۱۰۹۲) ترمذی (۵۰٦) نسائی (۱٤۱٦) ابن ماجه (۱۱۰۳) دارمی (۱۵۵۸) ـ



(6) كتاب الصلاة في رمضان

کتاب رمضان میں نماز کے بیان میں

باب الترغيب في الصلاة في رمضان — رمضان میں تراویح پڑھنے کا بیان

۲۴۲۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي الْمَسْجِدِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَصَلَّى بِصَلَاتِهِ نَاسٌ ثُمَّ صَلَّى اللَّيْلَةَ الْقَابِلَةَ فَكَثُرَ النَّاسُ ثُمَّ اجْتَمَعُوا مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ قَدْ رَأَيْتُ الَّذِي صَنَعْتُمْ وَلَمْ يَمْنَعْنِي مِنَ الْخُرُوجِ إِلَيْكُمْ إِلَّا أَنِّي خَشِيتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ وَذَلِكَ فِي رَمَضَانَ۔

حضرت اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی مسجد میں ایک رات تو نماز پڑھی پیچھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لوگوں نے۔ پھر دوسری رات میں اسی طرح پڑھی تو لوگ بہت آئے پھر جمع ہوئے لوگ تیسری یا چوتھی رات میں لیکن نہ نکلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم۔ جب صبح ہوئی تو فرمایا کہ میں نے دیکھا جو تم نے کیا لیکن نہ روکا مجھ کو کسی چیز نے نکلنے سے مگر اسی خوف سے کہ فرض نہ ہو جائے تم پر اور یہ قصہ رمضان میں تھا۔

فائدہ: مراد نماز تراویح ہے۔ ابن حبان نے بہ اسناد صحیح روایت کیا جابر رضی اللہ عنہ سے کہ آپ نے آٹھ رکعتیں پڑھی تھیں اور صحیح کہا اس کو ابن خزیمہ نے۔ کہا زرقانی نے یہ اصح ہے اور جو روایت کیا ابن ابی شیبہ نے ابن عباس سے کہ آپ نے بیس رکعتیں پڑھیں اور وتر وہ ضعیف ہے۔ مترجم کہتا ہے اس کی اسناد میں ابو شیبہ قاضی واسط متروک الحدیث ہے پھر کیسے یہ روایت اعتماد کے لائق ہوگی علی الخصوص جب کہ روایت صحیحہ جابر رضی اللہ عنہ اس کے معارض ہیں۔

۲۴۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُرَغِّبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَ بِعَزِيمَةٍ فَيَقُولُ ((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ ثُمَّ كَانَ الْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ۔

---

(٢٤٢) بخاری (١١٢٩) كتاب الجمعة : باب تحريض النبي على صلاة الليل ' مسلم (٧٦١) أبو داود (١٣٧٣) نسائی (١٦٠٤) أحمد (١٦٩/٦)۔

(٢٤٣) بخاری (٣٧) كتاب الايمان : باب تطوع قيام رمضان من الايمان ' مسلم (٧٥٩) ابو داود (١٣٧١) ترمذی (٨٠٨) نسائی (٢١٩٢) احمد (٢٨١/٢) (٧٧٧٤) دارمی (١٧٧٦)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رغبت دلاتے تھے لوگوں کو تراویح پڑھنے کی راتوں میں اور نہ حکم کرتے تھے بطورِ واجب کے تو فرماتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس نے تراویح پڑھی رمضان میں اس کو حق سمجھ کر خاص خدا کے لیے بخشے جائیں گے اگلے گناہ اس کے۔ کہا ابن شہاب نے پس وفات ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ایسا ہی حال رہا پھر ایسا ہی حال رہا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت اور شروع شروع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں۔

فائدہ: یعنی کچھ لوگ تراویح پڑھتے تھے۔ کوئی اپنے گھر میں پڑھتا تھا کوئی مسجد میں اور مسجد میں ایک امام کے پیچھے نہ پڑھتے تھے۔ متفرق جماعتیں ہوتی تھیں۔

باب ما جاء فی قیام رمضان   قیام رمضان کے بیان میں

۲۴۴۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي رَمَضَانَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُونَ يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهِ وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّي بِصَلَاتِهِ الرَّهْطُ فَقَالَ عُمَرُ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرَانِي لَوْ جَمَعْتُ هَؤُلَاءِ عَلَى قَارِئٍ وَاحِدٍ لَكَانَ أَمْثَلَ فَجَمَعَهُمْ عَلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ لَيْلَةً أُخْرَى وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ قَارِئِهِمْ فَقَالَ عُمَرُ نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هَذِهِ وَالَّتِي تَنَامُونَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِي تَقُومُونَ يَعْنِي آخِرَ اللَّيْلِ وَكَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ أَوَّلَهُ۔

عبدالرحمٰن بن عبدالقاری سے روایت ہے کہ میں نکلا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ رمضان میں مسجد کو تو دیکھا کہ لوگ جدا جدا متفرق ہیں۔ کسی شخص کے ساتھ آٹھ دس آدمی پڑھ رہے ہیں تو کہا عمر رضی اللہ عنہ نے قسم خدا کی! مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ان سب کو ایک قاری کے پیچھے کر دوں تو اچھا ہو پھر اُن سب کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پیچھے کر دیا۔ کہا عبدالرحمٰن نے پھر جب دوسری رات کو میں اُن کے ساتھ آیا تو دیکھا کہ سب لوگ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں تب کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اچھی ہے یہ بدعت اور جس وقت تم سوتے ہو (یعنی اخیر رات) وہ بہتر ہے اس وقت سے جب نماز پڑھتے ہو یعنی اول رات اور لوگ کھڑے ہوتے تھے اول رات میں۔

فائدہ: بدعت لغت میں ہر نئی چیز اور نئے کام کو کہتے ہیں اور اصطلاحِ شرع میں اس امر کو کہتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دین میں نکالا جائے۔ اور کسی دلیل شرعی سے ثابت نہ ہو۔ تراویح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پڑھی جاتی تھی اور جماعت سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تین راتوں تک پڑھا جیسا کہ اوپر کی حدیثوں سے ثابت ہوا پھر یہ قول حضرت عمر کا کہ اچھی ہے یہ بدعت مراد اس سے بدعت شرعی نہیں ہو سکتی اس لیے کہ بدعت شرعی وہی امر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دین میں نکالا جائے اور کسی دلیل شرعی سے ثابت نہ ہو پس معلوم ہوا کہ مراد حضرت عمر کی بدعت سے بدعتِ لغوی ہے۔ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تراویح کا اہتمام ایسا نہ تھا نہ

(۲۴۴) بخاری (۲۰۱۰) کتاب صلاۃ التراویح : باب فضل من قام رمضان۔

ایک امام مقرر تھا اس لیے یہ ایک نیا امر ہوا پس لغۃً اس کو بدعت کہا نہ شرعاً کیونکہ بدعت شرعی گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جائے گی۔ جیسا آنحضرت ﷺ نے فرمایا ((كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَّ كُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ)) اس فائدے کو یاد رکھنا چاہیے۔

۲۴۵۔ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّهُ قَالَ أَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَتَمِيمًا الدَّارِيَّ أَنْ يَقُومَا لِلنَّاسِ بِإِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً قَالَ وَقَدْ كَانَ الْقَارِءُ يَقْرَأُ بِالْمِئِينَ حَتَّى كُنَّا نَعْتَمِدُ عَلَى الْعِصِيِّ مِنْ طُولِ الْقِيَامِ وَمَا كُنَّا نَنْصَرِفُ إِلَّا فِي فُرُوعِ الْفَجْرِ۔

سائب بن یزید سے روایت ہے کہ حکم کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور تمیم داری رضی اللہ عنہ کو گیارہ رکعت پڑھانے کا۔ کہا سائب بن یزید نے کہ امام پڑھتا تھا سو سو آیتیں ایک رکعت میں یہاں تک کہ ہم سہارا لگاتے تھے لکڑی پر اور نہیں فارغ ہوتے تھے ہم مگر قریب فجر کے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح** ہے۔

فائدہ: یعنی آٹھ رکعت تراویح اور تین رکعتیں وتر کی اور ایسا ہی ثابت ہے رسول اللہ ﷺ سے۔ روایت کیا بخاری و مسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نبی ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے اور روایت کیا سعید بن منصور نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو تو وہ پڑھاتے تھے نماز تراویح مردوں کو اور تمیم داری رضی اللہ عنہ امامت کرتے تھے عورتوں کی۔

۲۴۶۔ عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ أَنَّهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ رَكْعَةً۔

یزید بن رومان سے روایت ہے کہ لوگ پڑھتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تئیس رکعتیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ روایت **موقوف منکر** ہے۔ علامہ البانیؒ نے اسے ضعیف کہا ہے۔ [صلاة التراويح (ص: ٥٤)]

فائدہ: یعنی بیس رکعتیں تراویح کی اور تین رکعتیں وتر کی۔ بیہقی نے اس روایت اور پہلی روایت میں جمع کیا ہے اس طور سے کہ پہلے وہ لوگ گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے پھر بیس رکعتیں پڑھنے لگے اور تین رکعتیں وتر کی اس لیے کہ پہلی رکعتیں بہت لمبی لمبی پڑھتے تھے پھر لوگ ضعیف ہو گئے تو زیادہ کر دیا رکعتوں کو تاکہ بالکل فضیلت ہاتھ سے جانے نہ پائے اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا مرفوعاً ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ نبی ﷺ نے جماعت سے رمضان میں بیس رکعتیں پڑھیں لیکن ضعیف کہا اس حدیث کو ابن عبد البر نے اور بیہقی نے اس وجہ سے کہ اس کی اسناد میں ابو شیبہ ہے۔ بہر حال آنحضرت ﷺ سے بیس رکعتیں تراویح کی پڑھنا بہ سند صحیح ثابت نہیں ہے بلکہ صرف آٹھ رکعتیں پڑھنا ثابت ہوتا ہے اور بیس رکعتیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے منقول ہیں تو آٹھ رکعتیں سنت نبوی اور سنت خلفاء دونوں ہیں اور بیس رکعتیں سنت ہیں خلفاء راشدین کی اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے: ((تَمَسَّكُوا بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ)) لیکن سنت خلفاء کی سنت موکدہ نہیں ہو سکتی بلکہ غایت درجہ ہے یہ کہ مستحب ہو گی اس صورت میں آٹھ رکعتیں

---

(٢٤٥) موقوف صحيح: بيهقي (٤٩٦/٢) نسائي في السنن الكبرى كما في تحفة الاشراف (٢٢/٨)۔

(٢٤٦) موقوف منكر: بيهقي (٤٩٦/٢) معرفة السنن والآثار (٣٠٥/٢)۔

سنت ہوں گی اور بیس رکعتیں مستحب اور یہی مذہب ہے علمائے محققین کا شکر اللہ سعیہم۔

۲۴۷۔ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ أَنَّهُ سَمِعَ الْأَعْرَجَ يَقُولُ مَا أَدْرَكْتُ النَّاسَ إِلَّا وَهُمْ يَلْعَنُونَ الْكَفَرَةَ فِي رَمَضَانَ قَالَ وَكَانَ الْقَارِءُ يَقْرَأُ سُورَةَ الْبَقَرَةِ فِي ثَمَانِ رَكَعَاتٍ فَإِذَا قَامَ بِهَا فِي اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً رَأَى النَّاسُ أَنَّهُ قَدْ خَفَّفَ۔

حضرت داؤد بن حصین نے سنا عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج سے کہتے تھے میں نے پایا لوگوں کو لعنت کرتے تھے کافروں پر رمضان میں اور امام پڑھتا تھا سورہ بقرہ آٹھ رکعتوں میں جب بارہ رکعتوں میں پڑھتا تھا تو لوگوں کو معلوم ہوتا تھا کہ تخفیف کی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

فائدہ: لعنت کرتے تھے کافروں پر یعنی وتر میں وہ قنوت پڑھتے تھے جس میں لعنت ہے کافروں پر اور وہ قنوت یہ ہے:

" اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَأَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ وَانْصُرْهُمْ عَلٰى عَدُوِّهِمْ اَللّٰهُمَّ الْعَنِ الْكَفَرَةَ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ وَيُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ وَيُقَاتِلُوْنَ أَوْلِيَائَكَ اَللّٰهُمَّ خَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ وَزَلْزِلْ أَقْدَامَهُمْ وَأَنْزِلْ بِهِمْ بَأْسَكَ الَّذِيْ لَا تَرُدُّهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ "

جب مسلمانوں پر کوئی آفت نازل ہو تو اس دعا کو ہر نماز میں اخیر رکعت کے رکوع سے کھڑے ہو کر پڑھنا چاہیے اور مقتدی آمین کہتے جائیں۔

۲۴۸۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ كُنَّا نَنْصَرِفُ فِي رَمَضَانَ فَنَسْتَعْجِلُ الْخَدَمَ بِالطَّعَامِ مَخَافَةَ الْفَجْرِ۔

عبداللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہتے تھے سنا میں نے اپنے باپ سے کہتے تھے جب فراغت پاتے تھے تراویح سے رمضان میں تو جلدی مانگتے تھے نوکروں سے کھانے کو فجر ہونے کے ڈر سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔

۲۴۹۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ ذَكْوَانَ أَبَا عَمْرٍو وَكَانَ عَبْدًا لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْتَقَتْهُ عَنْ دُبُرٍ مِنْهَا كَانَ يَقُومُ يَقْرَأُ لَهَا فِي رَمَضَانَ۔

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ ذکوان جو غلام تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور اُن کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آزاد کر دیا تھا اپنے بعد کھڑے ہوتے تھے اور پڑھاتے تھے نماز ان کی رمضان میں۔

---

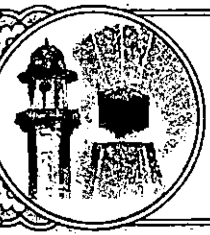
(۲۴۷) موقوف صحیح: عبدالرزاق (۲۶۲/٤) بیهقی (۴۹۷/۲)۔

(۲٤۸) مقطوع صحیح: بیهقی (۴۹۷/۲)۔

(۲٤۹) موقوف صحیح: بخاری تعلیقا (قبل الحدیث / ۶۹۲) کتاب الأذان: باب إمامة العبد والمولیٰ' بیهقی (۲۵۳/۲) ابن ابی شیبة (۳۳۸/۲)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: بخاری اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ کلام اللہ سے دیکھ کر وہ پڑھتے تھے اس اثر سے ثابت ہوتا ہے کہ غلام کی امامت درست ہے اور نوافل جیسے تراویح وغیرہ میں کلام اللہ دیکھ کر پڑھنا امام کو درست ہے یہی قول ہے شافعیؒ اور احمد کا اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک درست نہیں ہے۔



(7) كتاب صلاة الليل

کتاب رات کی نماز کے بیان میں

باب ما جاء في صلاة الليل — تہجد کا بیان

۲۵۰۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ((مَا مِنْ امْرِءٍ تَكُونُ لَهُ صَلَاةٌ بِلَيْلٍ يَغْلِبُهُ عَلَيْهَا نَوْمٌ إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ أَجْرَ صَلَاتِهِ وَكَانَ نَوْمُهُ عَلَيْهِ صَدَقَةً))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جو نماز پڑھے ہمیشہ رات کو پھر غالب آ جائے اس پر نیند مگر یہ کہ اللہ جل جلالہ لکھے گا اس کے لیے ثواب نماز کا اور سونا اس کا صدقہ ہوگا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح لغیرہ** ہے۔ علامہ البانیؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔[ارواء الغليل (۲/۲۰۴)]

فائدہ: یعنی نیند کی وجہ سے اٹھ نہ سکے یا اٹھے لیکن نماز نہ پڑھ سکے۔ (باجی)

فائدہ: یعنی نماز جو روز پڑھا کرتا ہے لیکن اس رات نہ پڑھ سکا نیند کے باعث تو اس نماز کے صدقہ سے اللہ جل جلالہ سونے کا حساب نہ لے گا اور نماز کا ثواب لکھ دے گا۔

۲۵۱۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَايَ فِي قِبْلَتِهِ فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ فَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا قَالَتْ وَالْبُيُوتُ

---

(۲۵۰) **صحیح لغیرہ**: أبو داود (۱۳۱۴) كتاب الصلاة : باب من نوى القيام فنام ' نسائی (۱۷۸۴) أحمد (۶۳/۶ ' ۷۲ ' ۱۸۰) ابن المنذر في الاوسط (۱۶۰/۵)۔

(۲۵۱) بخاری (۳۸۲) كتاب الصلاة : باب الصلاة على الفراش ' مسلم (۵۱۲) أبو داود (۷۱۱) نسائی (۱۶۸) أحمد (۱۴۸/۶)۔

يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيهَا مَصَابِيحُ ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں سوتی تھی سامنے رسول اللہ ﷺ کے اور پاؤں میرے آپ ﷺ کے سامنے تھے پس جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تھے آپ ﷺ دبا دیتے تھے مجھ کو۔ سو سمیٹ لیتی تھی میں پاؤں اپنے پھر جب آپ ﷺ کھڑے ہو جاتے تو پھیلا دیتی تھی میں پاؤں اپنے۔ کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور گھروں میں اُن دنوں چراغ نہ تھے۔

۲۵۲۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَرْقُدْ حَتَّى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلَّى وَهُوَ نَاعِسٌ لَا يَدْرِي لَعَلَّهُ يَذْهَبُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبَّ نَفْسَهُ)) ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب اونگھنے لگے کوئی تم میں سے نماز میں تو سو رہے یہاں تک کہ نیند بھر جائے کیونکہ اگر نماز پڑھے گا اونگھتے ہوئے تو شاید وہ استغفار کرنا چاہے اور اپنے تئیں بُرا بولنے لگے۔

فائدہ: یعنی دعا کے عوض بد دعا کرے کیونکہ نیند میں آدمی کو ہوش نہیں ہوتا تو نیکی برباد گناہ لازم ہو۔

۲۵۳۔ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ امْرَأَةً مِنَ اللَّيْلِ تُصَلِّي فَقَالَ مَنْ هَذِهِ فَقِيلَ لَهُ هَذِهِ الْحَوْلَاءُ بِنْتُ تُوَيْتٍ لَا تَنَامُ اللَّيْلَ فَكَرِهَ ذَلِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى عُرِفَتْ الْكَرَاهِيَةُ فِي وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَا يَمَلُّ حَتَّى تَمَلُّوا اكْلَفُوا مِنَ الْعَمَلِ مَا لَكُمْ بِهِ طَاقَةٌ ۔

اسمٰعیل بن ابی حکیم کو پہنچا رسول اللہ ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے سنا ذکر ایک عورت کا جو نماز پڑھا کرتی تھی رات بھر تو پوچھا کہ کون ہے یہ عورت؟ کہا لوگوں نے یہ حولاء ہے بیٹی تویت کی۔ نہیں سوتی ہے رات کو تو بُرا معلوم ہوا رسول اللہ ﷺ کو یہ امر یہاں تک کہ معلوم ہوئی ناراضگی آپ ﷺ کے چہرے سے۔ پھر فرمایا آپ ﷺ نے خداوند کریم نہیں بیزار ہوتا تمہاری بیزاری تک اُتنا عمل کر جس کی طاقت رکھو۔

فائدہ: یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس ثواب کی کمی نہیں ہے جس قدر تم عمل کرتے جاؤ گے وہ ثواب دیتا جائے گا لیکن تم کو چاہیے کہ طاقت کے موافق جہاں تک جی لگے عبادت کرو اور جی نہ لگے اور دل بیزار ہو تو ایسی عبادت کس کام آئے گی۔ غرض یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ ثواب دینے سے تھک نہ جائے گا بلکہ بندہ عمل کرتے کرتے تھک جائے گا اور دل اس کا اُچاٹ ہو جائے گا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بہت

---

(۲۵۲) بخاری (۲۱۲) کتاب الوضوء : باب الوضوء من النوم ومن لم یر من النعسة، مسلم (۷۸٦) أبو داود (۱۳۱۰) ترمذی (۳۵۵) نسائی (۱٦۲) ابن ماجه (۱۳۷۰) أحمد (٦/٥٦)۔

(۲۵۳) بخاری (٤۳) کتاب الایمان : باب أحب الدین الی الله عزوجل أدومه، مسلم (۷۸۵) أبو داود (۱۳٦۸) نسائی (۱٦٤۲) ابن ماجه (٤۲۳۸) أحمد (٦/۲٤۷)۔

مبالغہ کرنا عبادت میں اور نفس کو مطلق چین نہ دینا جیسا بعض جاہل درویش کیا کرتے ہیں کچھ اچھی بات نہیں ہے عمدہ وہی ہے جو طریقہ آنحضرت ﷺ کا تھا آپ ﷺ رات کو سوتے بھی اور عبادت بھی کرتے' روزہ بھی رکھتے افطار بھی کرتے' عورتوں سے صحبت بھی کرتے' کھاتے پیتے' اچھے کپڑے پہنتے خوشبو لگاتے۔

۲۵۴۔ عَنْ أَسْلَمَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللَّهُ حَتَّى إِذَا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ أَيْقَظَ أَهْلَهُ لِلصَّلَاةِ يَقُولُ لَهُمُ الصَّلَاةَ الصَّلَاةَ ثُمَّ يَتْلُو هَذِهِ الْآيَةَ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَى۔

حضرت اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رات کو نماز پڑھتے جتنا اللہ کو منظور ہوتا پھر جب اخیر رات ہوتی تو اپنے گھر والوں کو جگاتے نماز کے لیے اور کہتے اُن سے نماز نماز۔ پھر پڑھتے اس آیت کو اور "حکم کر اپنے گھر والوں کو نماز کا اور صبر کر اس کے لیے ہم نہیں مانگتے تجھ سے روٹی بلکہ ہم کھلاتے ہیں تجھ کو اور عاقبت کی بہتری پرہیزگاری سے ہے۔"

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

۲۵۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَقُولُ يُكْرَهُ النَّوْمُ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَالْحَدِيثُ بَعْدَهَا۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت سعید بن میسبؒ کہتے تھے مکروہ ہے سونا عشاء کی نماز سے پہلے اور باتیں کرنا بعد نماز عشاء کے۔

فائدہ: اس حدیث کو بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

۲۵۶۔ و حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ صَلَاةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنَى مَثْنَى يُسَلِّمُ مِنْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ۔

امام مالکؒ کو پہنچا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے نفل نماز رات اور دن کی دو دو رکعتیں ہیں سلام پھیرے ہر دو رکعتوں کے بعد۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند مسلم کی شرط پر **صحیح** ہے۔

فائدہ: زرقانی نے کہا کہ اس حدیث سے رد ہو گیا اہل کوفہ پر جو کہتے ہیں دس یا آٹھ یا چھ یا چار رکعتیں نفل ایک سلام سے درست ہیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کیا آنحضرت ﷺ سے کہ آپ پڑھتے تھے قبل ظہر کے دو رکعتیں اور بعد ظہر کے دو رکعتیں اور قبل عصر کے دو رکعتیں

---

(۲۵۴) موقوف صحيح : عبدالرزاق (۴۹/۳) بيهقي في شعب الايمان (۱۲۷/۳)۔

(۲۵۵) بخاري (۵۴۷) كتاب مواقيت الصلاة : باب وقت العصر ' مسلم (۶۴۷) أبو داود (۴۸۴۹) ترمذی (۱۶۸) نسائی (۵۲۵) ابن ماجه (۷۰۱) دارمی (۱۴۲۹)۔

(۲۵۶) موقوف صحيح : أبو داود (۱۲۹۵) كتاب الصلاة : باب في صلاة النهار ' ترمذی (۵۹۷) نسائی (۱۶۶۶) ابن ماجه (۱۳۲۲) احمد (۲۶/۲) دارمی (۱۴۵۸)۔

اور بعد مغرب کے دو رکعتیں۔ (زرقانی)

مسئلہ: کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

باب صلاۃ النبی فی الوتر — وتر میں نبی ﷺ کی نماز کا بیان

۲۵۷۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُوتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ فَإِذَا فَرَغَ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ۔

حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو گیارہ رکعتیں پڑھتے۔ ایک رکعت اُن میں سے وتر کی ہوتی تو جب فارغ ہوتے آپ ﷺ لیٹ جاتے داہنی کروٹ پر۔

فائدہ: اکثر اصحاب نے ابن شہاب سے یوں روایت کیا کہ لیٹ جاتے آپ ﷺ بعد سنتوں فجر کے داہنی کروٹ پر یہاں تک کہ آتا موذن واسطے تکبیر کے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وتر کی ایک رکعت بھی پڑھنا درست ہے۔ محمد بن نصر مروزی نے کتاب قیام اللیل میں بہت دلیلوں سے رد کیا ہے اُن لوگوں پر جو کہتے ہیں وتر تین رکعت سے کم پڑھنا درست نہیں ہے اور بیان کیا ہے کہ احادیث صحیحہ اور افعال اجلائے صحابہ سے وتر کی ایک رکعت اور تین رکعت اور پانچ رکعت اور سات رکعت پڑھنا ایک سلام سے اور دو سلام سے ثابت ہے اور یہی حق ہے۔

۲۵۸۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي۔

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ انہوں نے پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کیونکر تھی نماز رسول اللہ ﷺ کی رمضان میں تو کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نہیں زیادہ کرتے تھے آپ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت پر۔ پڑھتے تھے چار رکعتیں تو مت پوچھ اُن کی خوبی اور طول کا حال۔ پھر پڑھتے تھے چار رکعتیں تو مت پوچھ ان کی خوبی اور طول کا حال۔ پھر تین رکعتیں پڑھتے تھے پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یا رسول اللہ! آپ ﷺ سو جاتے ہیں وتر پڑھنے کے آگے تو فرمایا اے عائشہ! میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا۔

فائدہ: یہ معجزہ تھا آنحضرت ﷺ کا کہ آپ ﷺ ظاہر میں سو جاتے لیکن دل ہوشیار رہتا اسی واسطے سو کر اٹھتے اور وضو نہ کرتے پھر نماز

(۲۵۷) بخاری (۹۹۴) کتاب الجمعة : باب ما جاء فی الوتر، مسلم (۷۳۶) أبو داود (۱۳۳٤) ابن ماجه (۱۳۵۸)۔

(۲۵۸) بخاری (۱۱٤۷، ۲۰۱۳) مسلم (۷۳۸)۔

پڑھتے۔ یہ جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے چاروں رکعتوں کا حال بیان کیا اس سے یہ مراد نہیں کہ چار رکعتیں ایک سلام سے پڑھتے بلکہ اُن کے حسن اور طول و ترتیب کا حال بیان فرمایا کیونکہ روایت کیا عروہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرتے تھے ہر دو رکعتوں کے بعد اور فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ((صَلٰوۃُ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ مَثْنٰی مَثْنٰی)) اور محال ہے کہ قول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مخالف ہو فعل کے۔ (زرقانی)

۲۵۹۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ يُصَلِّي إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ۔

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے رات کو تیرہ رکعتیں پھر جب اذان سنتے صبح کی تو پڑھ لیتے دو رکعتیں ہلکی پھلکی۔

فائدہ: یہ پہلی روایت کے خلاف ہے مگر شاید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عشاء کی سنتوں کو بھی اس میں ملا لیا کیونکہ آپ اُن کو گھر میں پڑھا کرتے تھے یا تہجد کے شروع میں پڑھتے۔ (زرقانی)

۲۶۰۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَاتَ لَيْلَةً عِنْدَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ خَالَتُهُ قَالَ فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلُهُ فِي طُولِهَا فَنَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الْآيَاتِ الْخَوَاتِمَ مِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ إِلَى شَنٍّ مُعَلَّقٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهُ فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَوَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي وَأَخَذَ بِأُذُنِي الْيُمْنَى يَفْتِلُهَا فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى أَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک رات رہے اپنی خالہ میمونہ کے پاس جو بی بی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے پس لیٹا میں بستر کے عرض کی طرف اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی لیٹے بستر کے طول میں۔ پس سو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تک کہ جب آدھی رات ہوئی یا کچھ پہلے یا کچھ بعد اس کے جاگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو بیٹھے آپ اور ملنے لگے آنکھیں اپنے ہاتھ سے پھر پڑھیں دس آیتیں اخیر کی سورہ آل عمران سے یعنی ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ......﴾ سے اخیر سورۃ تک۔ پھر گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مشک کے

(۲۵۹) بخاری (۱۱۷۰) مسلم (۷۳۸)۔

(۲۶۰) بخاری (۱۳۸) کتاب الوضوء: باب التخفيف في الوضوء، مسلم (۷۶۳) أبو داود (۱۳۶۸) ترمذی (۲۳۲) نسائی (۱۶۲۰) ابن ماجه (۱۳۶۳) أحمد (۲٤۲/۱)۔

پاس جو لٹک رہی تھی اور وضو کیا اس سے اچھی طرح پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا میں بھی اُٹھ کھڑا ہوا اور جیسا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ویسا ہی میں نے بھی کیا۔ تو جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا داہنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا داہنا کان پکڑ کر ملنے لگے۔ پھر پڑھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر وتر پڑھا پھر لیٹ رہے جب مؤذن آیا تو دو رکعتیں ہلکی پڑھیں پھر باہر نکلے اور نماز پڑھی صبح کی۔

فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے اندر ابن عباس رضی اللہ عنہ کے سر پر ہاتھ رکھا اور اُن کے کان ملے پیار سے تا کہ وہ اندھیری رات میں گھبرائیں نہیں۔ تو سب تیرہ رکعتیں ہوئیں۔ بارہ تہجد کی ایک وتر کی۔

۲۶۱۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ لَأَرْمُقَنَّ اللَّيْلَةَ صَلَاةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَتَوَسَّدْتُ عَتَبَتَهُ أَوْ فُسْطَاطَهُ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ أَوْتَرَ فَتِلْكَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً۔

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں ضرور دیکھوں گا نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کو۔ کہا زید رضی اللہ عنہ نے کہ تکیہ لگایا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان کی چوکھٹ پر یا گھر پر جو بالوں سے ڈھپا ہوا تھا۔ پھر کھڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو پڑھیں دو رکعتیں بہت لمبی بہت لمبی بہت لمبی پھر پڑھیں دو رکعتیں ان سے کچھ کم پھر پڑھیں دو رکعتیں ان سے کچھ کم پھر پڑھیں دو رکعتیں ان سے کچھ کم پھر پڑھیں دو رکعتیں ان سے کچھ کم پھر پڑھیں دو رکعتیں ان سے کچھ کم، پھر ایک رکعت وتر کی پڑھی۔ سب تیرہ رکعتیں پڑھیں۔

باب الأمر بالوتر — وتر کا بیان

۲۶۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلَّى رَكْعَةً وَاحِدَةً تُوتِرُ لَهُ مَا قَدْ صَلَّى))۔

---

(۲۶۱) مسلم (۸۶۵) کتاب الجمعة : باب التغليظ فی ترك الجمعة ' أبو داود (۱۳۶۶) ترمذی (۲۷۶) نسائی (۱۳۳۶) ابن ماجه (۱۳۶۲) أحمد (۱۹۳/۵)۔

(۲۶۲) بخاری (۴۷۲) كتاب الصلاة : باب الحلق والجلوس فی المسجد ' مسلم (۷۴۹) أبو داود (۱۳۲۶) ترمذی (۴۳۷) نسائی (۱۶۶۷) ابن ماجه (۱۳۲۰) أحمد (۱۰/۲) دارمی (۱۴۵۹)۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ ﷺ سے رات کی نماز کو تو فرمایا آپ ﷺ نے رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں اور جب ڈر ہو صبح ہونے کا پڑھ لے ایک رکعت جو طاق کر دے اس کی نماز کو۔

فائدہ: وہی ایک رکعت وتر ہے محمد بن نصر مروزی نے روایت کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا نبی ﷺ نے مت پڑھو وتر کی تین رکعتیں تا کہ مشابہت ہو مغرب کی نماز کی صحیح کہا اس کو حاکم نے اور روایت کیا محمد بن نصر مروزی اور ابن حبان نے اور حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مانند اس کے اور طریق سے اور اسناد اس کا شیخین کی شرط پر ہے اور روایت کیا مروزی نے اور نسائی نے ابن عباس اور عائشہ رضی اللہ عنہما سے کہ مکروہ ہے تین رکعتیں وتر پڑھنا اور سلیمان بن یسار سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔ تا کہ مشابہت نہ ہو نفل فرض کے اور کہا محمد بن نصر نے کہ ہم نے کوئی حدیث صحیح رسول اللہ ﷺ سے ایسی نہیں پائی جس سے وتر کی تین رکعتیں ایک سلام سے پڑھنا ثابت ہوں۔ ہاں تین رکعتیں وتر پڑھنا ثابت ہے اس سے باطل ہو گیا قول اُن لوگوں کا جو کہتے ہیں اجماع کیا صحابہ نے کہ وتر کی تین رکعتیں ایک سلام سے پڑھنا چاہیے اور طول کیا محمد بن نصر مروزی نے کتاب قیام اللیل میں اور بہت اچھی طرح رد کیا وتر کے واجب ہونے کو اور ثابت کیا اس امر کو کہ وتر سنت ہے اور کہا کہ ابو حنیفہؒ نے جو اس کے وجوب کو اختیار کیا ہے اس حدیث سے کہ زیادہ کی اللہ نے تمہارے لیے ایک نماز اور وہ وتر ہے تو یہ حدیث ضعیف ہے باوجود اس کے اس سے وجوب نہیں نکلتا پھر ابن مبارک سے نقل کیا کہ امام ابو حنیفہ علم حدیث میں یتیم تھے یعنی حدیثیں اُن کو بہت کم پہنچی تھیں۔ (واللہ اعلم)

۲۶۳۔ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي كِنَانَةَ يُدْعَى الْمُخْدَجِيَّ سَمِعَ رَجُلًا بِالشَّامِ يُكَنَّى أَبَا مُحَمَّدٍ يَقُولُ إِنَّ الْوِتْرَ وَاجِبٌ فَقَالَ الْمُخْدَجِيُّ فَرُحْتُ إِلَى عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَاعْتَرَضْتُ لَهُ وَهُوَ رَائِحٌ إِلَى الْمَسْجِدِ فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ فَقَالَ عُبَادَةُ كَذَبَ أَبُو مُحَمَّدٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((خَمْسُ صَلَوَاتٍ كَتَبَهُنَّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى الْعِبَادِ فَمَنْ جَاءَ بِهِنَّ لَمْ يُضَيِّعْ مِنْهُنَّ شَيْئًا اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ كَانَ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدٌ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَمَنْ لَمْ يَأْتِ بِهِنَّ فَلَيْسَ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدٌ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ أَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ))۔

حضرت عبداللہ بن محیریز سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بنی کنانہ سے جس کو مخدجی کہتے تھے سنا ایک شخص سے شام میں جن کی کنیت ابو محمد ہے (انصاری صحابی ہیں) کہتے تھے وتر واجب ہے مخدجی نے کہا کہ میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ابو محمد کے قول کو نقل کیا عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جھوٹ کہا ابو محمد نے سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے تھے پانچ نمازیں ہیں جو فرض کیں اللہ نے اپنے بندوں پر جو شخص ان کو پڑھے گا اور ہلکا جان کر ان کو نہ چھوڑے گا تو اللہ جل جلالہٗ نے اس کے لیے عہد کر رکھا ہے کہ جنت میں اس کو لے جائے گا اور جو شخص ان کو چھوڑ دے گا اللہ کے پاس اس کا کچھ عہد نہیں ہے چاہے اس کو عذاب کرے چاہے جنت میں پہنچا دے۔

---

(۲۶۳) صحيح: أبو داود (۱۴۲۰) كتاب الصلاة: باب فيمن لم يوتر، نسائی (۴۶۱) ابن ماجه (۱۴۰۱) احمد (۳۱۵/۵ ـ ۳۱۶) دارمی (۱۵۷۷)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح** ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ وتر واجب نہیں ہے اور وتر نماز کے ترک کرنے سے آدمی کافر نہیں ہوتا۔ لیکن صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ جس شخص نے نماز ترک کی قصداً وہ کافر ہو گیا امام احمد کا یہی مذہب ہے۔

۲۶۴۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ كُنْتُ أَسِيرُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِطَرِيقِ مَكَّةَ قَالَ سَعِيدٌ فَلَمَّا خَشِيتُ الصُّبْحَ نَزَلْتُ فَأَوْتَرْتُ ثُمَّ أَدْرَكْتُهُ فَقَالَ لِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ أَيْنَ كُنْتَ فَقُلْتُ لَهُ خَشِيتُ الصُّبْحَ فَنَزَلْتُ فَأَوْتَرْتُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ أَلَيْسَ لَكَ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ فَقُلْتُ بَلَى وَاللّٰهِ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ عَلَى الْبَعِيرِ ۔

حضرت سعید بن یسار سے روایت ہے کہ میں رات کو سفر میں ساتھ تھا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے۔ راہ میں مکہ کی کہا سعید نے جب مجھے ڈر ہوا صبح کا تو میں نے اونٹ پر سے اتر کر وتر پڑھا پھر ان کو آگے بڑھ کر پا لیا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے پوچھا کہ تو کہاں تھا میں نے کہا مجھے صبح ہونے کا اندیشہ ہوا اس لیے میں نے اتر کر وتر پڑھا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہیں کرتا میں نے کہا واہ کیوں نہیں۔ کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو وتر پڑھتے تھے اونٹ پر۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ وتر واجب نہیں ہے بلکہ سنت ہے جبھی تو اونٹ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کیا۔

۲۶۵۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ كَانَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَ فِرَاشَهُ أَوْتَرَ وَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يُوتِرُ آخِرَ اللَّيْلِ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فَأَمَّا أَنَا فَإِذَا جِئْتُ فِرَاشِي أَوْتَرْتُ ۔

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب سونے کو آتے اپنے بستر پر وتر پڑھ لیتے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آخر رات میں وتر پڑھتے تھے بعد تہجد کے اور سعید بن مسیب نے کہا کہ میں تو جب اپنے بچھونے پر سونے کو آتا ہوں تو وتر پڑھ لیتا ہوں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح** ہے۔

فائدہ: اس خوف سے کہ مبادا آنکھ نہ کھلے اور وتر فوت ہو جائے تو جس شخص کو اپنے جاگنے کا اعتبار نہ ہو وہ سونے کے اول وتر پڑھ لے اور جس کو اعتبار ہو وہ بعد تہجد کے اخیر رات میں پڑھے۔

۲۶۶۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ الْوِتْرِ أَوَاجِبٌ هُوَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَدْ أَوْتَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَوْتَرَ الْمُسْلِمُونَ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يُرَدِّدُ عَلَيْهِ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ

---

(۲۶۴) بخاری (۹۹۹) کتاب الجمعة : باب الوتر علی الدابة، مسلم (۷۰۰) ترمذی (۴۷۲) نسائی (۱۶۸۸) ابن ماجه (۱۲۰۰) أحمد (۷/۲) دارمی (۱۵۹۰) ۔

(۲۶۵) موقوف صحیح : ابن ابی شیبة (۸۱/۲) بیهقی (۳۶/۳) ۔

(۲۶۶) موقوف صحیح : مسند احمد (۲۹/۲) ابن ابی شیبة (۲۹۵/۲) ۔

يَقُولُ أَوْتَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَوْتَرَ الْمُسْلِمُونَ ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ ایک شخص نے پوچھا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کیا وتر واجب ہے تو کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے وتر ادا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

فائدہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے وتر کو واجب نہ کہا کیونکہ واجب نہ تھا اور سنت اس لیے نہ کہا کہ وہ شخص سستی نہ کرے وتر کے پڑھنے میں۔

۲۶۷۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تَقُولُ مَنْ خَشِيَ أَنْ يَنَامَ حَتَّى يُصْبِحَ فَلْيُوتِرْ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ وَمَنْ رَجَا أَنْ يَسْتَيْقِظَ آخِرَ اللَّيْلِ فَلْيُؤَخِّرْ وِتْرَهُ ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں جس شخص کو خوف ہو کہ اس کی آنکھ نہ کھلے گی صبح تک تو وہ وتر پڑھ لے سونے سے پیشتر اور جو امید رکھے جاگنے کی آخر شب میں تو وہ دیر کرے وتر میں۔

۲۶۸۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِمَكَّةَ وَالسَّمَاءُ مُغِيمَةٌ فَخَشِيَ عَبْدُ اللّٰهِ الصُّبْحَ فَأَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ ثُمَّ انْكَشَفَ الْغَيْمُ فَرَأَى أَنَّ عَلَيْهِ لَيْلًا فَشَفَعَ بِوَاحِدَةٍ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَ ذٰلِكَ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فَلَمَّا خَشِيَ الصُّبْحَ أَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ ۔

نافع سے روایت ہے کہ تھا میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مکہ کے راستہ میں اور آسمان پر اَبر چھایا ہوا تھا تو ڈرے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صبح ہو جانے سے۔ پس پڑھی ایک رکعت وتر کی پھر کھل گیا اَبر تو دیکھا کہ ابھی رات باقی ہے پس دوگانہ کیا اس رکعت کو ایک رکعت اور پڑھ کر پھر اس کے بعد دو رکعتیں پڑھیں پھر جب خوف ہوا صبح کا تو ایک رکعت وتر پڑھی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

فائدہ: زرقانی نے کہا مثل اس کی مروی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور اسامہ رضی اللہ عنہ اور عروہ اور مکحول اور عمرو بن میمون رحمہم اللہ سے اور اکثر اہل علم کا مذہب یہ ہے کہ وتر پڑھ کر پھر اس کو توڑنا درست نہیں اور حجت اُن کی قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا "دو نہیں ہیں دو وتر ایک رات میں" روایت کیا اس کو نسائی اور ابن خزیمہ نے بہ اسناد حسن طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے۔ مترجم کہتا ہے کہ فعل عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا اس حدیث کے منافی نہیں ہے کیونکہ انہوں نے جو پہلی ایک رکعت وتر کی پڑھی تھی اس کو ایک رکعت پڑھ کر دوگانہ کر لیا اب نہ ہوا مگر ایک وتر جو اخیر میں انہوں نے پڑھا۔

۲۶۹۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُسَلِّمُ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ وَالرَّكْعَةِ فِي الْوِتْرِ حَتَّى يَأْمُرَ بِبَعْضِ حَاجَتِهِ ۔

(۲۶۸) موقوف صحيح: شافعي في مسنده (ص ۲۲۷) وفي الام (۱۴۱/۱) معرفة السنن والآثار (۳۲۶/۲) ۔

(۲۶۹) بخاري (۹۹۱) كتاب الجمعة: باب ما جاء في الوتر، شافعي في مسنده (ص ۲۱۳) بيهقي في السنن الكبرى (۲۵/۳ ـ ۲۶) ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سلام پھیرتے تھے دو رکعت وتر کی پڑھ کر اور کچھ کام ہوتا تو اس کو کہہ دیتے پھر ایک رکعت پڑھتے تھے۔

فائدہ: سعید بن منصور نے روایت کیا باسناد صحیح بکر بن عبداللہ مزنی سے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دو رکعتیں وتر کی پڑھ کر اپنے غلام سے بات کی پھر کھڑے ہو کر ایک رکعت پڑھی اور طحاوی نے روایت کیا سالم سے انہوں نے اپنے باپ سے کہ وہ وتر کی دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیرتے تھے۔ پھر ایک رکعت پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہے۔ (زرقانی)

۲۷۰۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ كَانَ يُوتِرُ بَعْدَ الْعَتَمَةِ بِوَاحِدَةٍ ۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ وتر پڑھتے تھے بعد عشاء کے ایک رکعت۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہمارا عمل اس پر نہیں ہے بلکہ کم سے کم وتر کی تین رکعتیں ہیں۔

فائدہ: دو سلام سے لیکن روایت کیا ابوداؤد اور نسائی نے اور صحیح کہا اس کو ابن حبان نے اور حاکم نے ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''وتر ضروری ہے جو چاہے وتر کی پانچ رکعتیں پڑھے اور جو چاہے تین رکعتیں پڑھے اور جو چاہے ایک رکعت پڑھے'' پھر جب احادیث صحیحہ ناطق ہیں اس پر کہ ایک رکعت وتر کی پڑھنا درست ہے تو کون کہہ سکتا ہے کہ نادرست ہے مگر جو غافل ہو ان احادیث سے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو شخص وتر پڑھ لے اول شب میں پھر سو کر اٹھے اور نماز نفل پڑھنا چاہے تو دو دو رکعتیں مجھے پڑھنا پسند ہے۔

فائدہ: بعد ان رکعتوں کے وتر دوبارہ نہ پڑھے البتہ اگر ایک رکعت ان نوافل کے پہلے پڑھ کر وتر کا دوگانہ پورا کر دے تو بعد ان نوافل کے وتر پھر پڑھ لے جیسا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔

باب الوتر بعد الفجر — وتر پڑھنا بعد فجر ہو جانے کے

۲۷۱۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَقَدَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَقَالَ لِخَادِمِهِ انْظُرْ مَا صَنَعَ النَّاسُ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ قَدْ ذَهَبَ بَصَرُهُ فَذَهَبَ الْخَادِمُ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ قَدِ انْصَرَفَ النَّاسُ مِنَ الصُّبْحِ فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ فَأَوْتَرَ ثُمَّ صَلَّى الصُّبْحَ ۔

حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سو رہے پھر جاگے تو کہا آپ رضی اللہ عنہ نے خادم سے دیکھا لوگ کیا کر رہے ہیں اور ان دنوں میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی بصارت جاتی رہی تھی سو گیا خادم پھر آیا اور کہا کہ لوگ پڑھ چکے صبح کی نماز تو کھڑے ہوئے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور وتر پڑھا پھر نماز پڑھی صبح کی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند ضعیف ہے کیونکہ اس میں عبدالکریم بن ابی المخارق راوی ضعیف ہے۔

فائدہ: اس اثر سے ثابت ہوا ہے کہ وتر بعد طلوع فجر کے پڑھ سکتے ہیں جب تک نماز نہ پڑھی ہو صبح کی۔ (زرقانی)

---

(۲۷۰) بخاری (۶۳۵۶) كتاب الدعوات : باب الدعاء للصبيان بالبركة، احمد (۴۳۲/۵) ۔

(۲۷۱) موقوف ضعیف : عبدالرزاق (۴۵۹۲) ابن ابی شیبة (۶۷۵۲) البیهقی فی السنن الکبری (۴۸۰/۲)، ابن المنذر فی الاوسط (۱۹۲/۵) ۔

۲۷۲۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَعُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ وَالْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ قَدْ أَوْتَرُوا بَعْدَ الْفَجْرِ ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور قاسم بن محمدؒ اور عبداللہ بن عامر بن ربیعہؒ نے وتر پڑھا بعد فجر ہو جانے کے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** ہے۔

۲۷۳۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ قَالَ مَا أُبَالِي لَوْ أُقِيمَتْ صَلَاةُ الصُّبْحِ وَأَنَا أُوتِرُ ۔

حضرت عروہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے کچھ ڈر نہیں ہے اگر میں وتر پڑھتا ہوں اور تکبیر ہو جائے صبح کی نماز کی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** ہے۔

۲۷۴۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ كَانَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ يَؤُمُّ قَوْمًا فَخَرَجَ يَوْمًا إِلَى الصُّبْحِ فَأَقَامَ الْمُؤَذِّنُ صَلَاةَ الصُّبْحِ فَأَسْكَتَهُ عُبَادَةُ حَتَّى أَوْتَرَ ثُمَّ صَلَّى بِهِمُ الصُّبْحَ ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ امامت کرتے تھے ایک قوم کی تو نکلے ایک روز صبح کی نماز کے لیے اور موذن نے تکبیر کہی پس خاموش کیا عبادہ رضی اللہ عنہ نے موذن کو یہاں تک کہ وتر پڑھا پھر نماز پڑھائی صبح کی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **ضعیف** کہا ہے۔

۲۷۵۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ يَقُولُ إِنِّي لَأُوتِرُ وَأَنَا أَسْمَعُ الْإِقَامَةَ أَوْ بَعْدَ الْفَجْرِ يَشُكُّ عَبْدُ الرَّحْمَنِ أَيَّ ذَلِكَ قَالَ ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم سے روایت ہے کہ سنا انہوں نے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے وہ کہتے تھے میں وتر پڑھتا ہوں اور سنا کرتا ہوں تکبیر صبح کی یا وتر پڑھتا ہوں بعد فجر کے۔ شک ہے عبدالرحمٰن کو کس طرح کہا انہوں نے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔

۲۷۶۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يَقُولُ إِنِّي لَأُوتِرُ بَعْدَ الْفَجْرِ ۔

---

(۲۷۲) موقوف ضعيف : أيضاً ـ

(۲۷۳) موقوف ضعيف : عبدالرزاق (٤٦٣٢) ابن أبي شيبة (٦٧٥١) بيهقي (٤٨٠/٢) ـ

(۲۷٤) موقوف ضعيف : بيهقي (٤٨٠/٢) ـ

(۲۷٥) مقطوع صحيح : عبدالرزاق (٤٦١٠) ـ

(۲۷٦) مقطوع صحيح : ابن ابى شيبة (٦٧٩٥) ـ

حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم نے سنا اپنے باپ سے وہ کہتے تھے میں وتر پڑھتا ہوں بعد فجر ہو جانے کے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا بعد فجر ہو جانے کے وہ شخص وتر پڑھے جو سو گیا ہو اور وتر نہ پڑھا ہو لیکن کسی شخص کو قصداً یہ بات درست نہیں کہ وتر بعد فجر ہو جانے کے پڑھے۔

فائدہ: ورنہ وتر مکروہ ہوگا صحیح ابن خزیمہ میں ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جو شخص صبح کرے اور وتر نہ پڑھے تو اس کا وتر نہ ہوگا اور یہ محمول ہے اس شخص پر جو قصداً ترک کرے وتر کو یہاں تک کہ صبح ہو جائے تو نہ ہوگا کیونکہ جو وقت اختیاری تھا اس کو فوت کر کے وقت ضروری میں ڈال دیا اس لیے کہ ابوداؤد نے ابی سعید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا جو شخص بھول جائے وتر کو یا سو جائے اس سے تو پڑھ لے اس کو جب یاد آئے وہ یعنی جب تک صبح کی نماز نہ پڑھی ہو اور ایک طائفہ نے کہا اُن میں سے طاؤس ہیں کہ قضا کرے وتر کی بعد طلوع آفتاب کے اور عطا اور اوزاعی نے کہا کہ قضا کر لے اگر چہ آفتاب نکل آئے غروب تک اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ قضا کرے دوسری رات تک اور بعضوں نے کہا کہ ہر حال میں قضا کرے اور اکثر علماء نے اُن میں سے مالکؒ ہیں یہ کہا ہے کہ وتر کی قضا نہ کرے بعد میں صبح کی نماز کے۔ محمد بن نصر مروزی نے کتاب قیام اللیل میں کہا کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث نہیں پائی جس سے یہ ثابت ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کی قضا پڑھی یا حکم کیا اوروں کو قضا پڑھنے کا۔ اور جس شخص نے یہ گمان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قضا کی تھی وتر کی جب صبح کی نماز قضا ہوئی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وادی میں تو اس نے غلطی کی۔ (زرقانی)

باب ما جاء في ركعتي الفجر — صبح کی سنتوں کا بیان

۲۷۷۔ عَنْ حَفْصَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ عَنِ الْأَذَانِ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ تُقَامَ الصَّلَاةُ۔

اُم المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب اذان ہو چکتی صبح کی تو پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعتیں ہلکی جماعت کھڑی ہونے سے پیشتر۔

۲۷۸۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُخَفِّفُ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ حَتَّى إِنِّي لَأَقُولُ أَقَرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ أَمْ لَا۔

اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی پڑھتے فجر کی سنتوں کو یہاں تک کہ میں کہتی تھی سورہ فاتحہ بھی پڑھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا نہیں۔

---

(۲۷۷) بخاری (٦١٨) كتاب الأذان : باب الأذان بعد الفجر ' مسلم (٧٢٣) ترمذی (٤٣٣) نسائی (١٧٧٣) ابن ماجه (١١٤٥) احمد (٢٨٣/٦) دارمی (١٤٤٤) ۔

(۲۷۸) بخاری (١١٧١) كتاب الجمعة : باب ما جاء فی التطوع مثنی مثنی ' مسلم (٧٢٤) أبو داود (١٢٥٥) نسائی (٩٤٦) أحمد (٤٠/٦) ۔

فائدہ: اس حدیث کی بناپر امام مالکؒ اور ایک طائفہ نے کہا کہ فجر کی سنتوں میں صرف سورہ فاتحہ پر قناعت کرے یعنی بعد فاتحہ کے سورت نہ پڑھے لیکن جمہور علماء کے نزدیک سورۃ پڑھے اور یہی صواب ہے کیونکہ روایت کیا مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے فجر کی سنتوں میں سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص اور ترمذی نے اور نسائی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی روایت کیا اور بزار نے انس رضی اللہ عنہ سے مثل اس کے نقل کیا اور ابن حبان نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے دو رکعتوں کو قبل فجر کے اور فرماتے تھے کیا اچھی ہیں دو سورتیں جو پڑھی جاتی ہیں ان رکعتوں میں ''کافرون'' اور ''قل ھواللہ احد''۔

مسئلہ: امام مالکؒ اور ایک طائفہ نے کہا کہ فجر کی سنتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پر قناعت کرے یعنی بعد فاتحہ کے سورت نہ پڑھے لیکن جمہور علماء کے نزدیک سورۃ پڑھے اور یہی صواب ہے۔

۲۷۹۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ قَالَ سَمِعَ قَوْمٌ الْإِقَامَةَ فَقَامُوا يُصَلُّونَ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَصَلَاتَانِ مَعًا أَصَلَاتَانِ مَعًا وَذٰلِكَ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ ۔

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ لوگوں نے تکبیر سنی تو کھڑے ہو کر پڑھنے لگے سنتوں کو تب نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمایا کیا دو دو نمازیں ایک ساتھ کیا دو دو نمازیں ایک ساتھ اور فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صبح کی نماز میں ان دو رکعتوں میں جو پڑھی جاتیں قبل نماز صبح کے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے تو صراحتاً یہ امر معلوم ہو گیا کہ فجر کی سنتوں کو نہ پڑھنا چاہیے جب فرض کی تکبیر ہو اگر چہ جماعت کے ملنے کی امید ہو اسی طرح اور سنتوں کو بھی ترک کرنا چاہیے تکبیر ہوتے وقت کیونکہ روایت کیا مسلم اور اصحاب سنن اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''جب تکبیر ہو نماز کی تو کوئی نماز نہ پڑھی جائے سوا فرض کے۔'' ابن عدی کی روایت میں ہے کہ صحابہ نے پوچھا فجر کی دو سنتوں کو فرمایا نہ فجر کی دو رکعتیں یعنی وہ بھی نہ پڑھی جائیں۔ زرقانی نے کہا کہ ابن عدی کی سند حسن ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک فجر کی دو سنتیں پڑھ لینا چاہیے اگر جماعت کے ملنے کی امید ہو مگر اس کی کوئی دلیل جو قابل اعتماد کے ہو پائی نہیں گئی وہ جو بعض روایات میں ((إِلَّا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ)) کا استثناء منقول ہے۔ موضوع اور باطل ہے۔

۲۸۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَاتَتْهُ رَكْعَتَا الْفَجْرِ فَقَضَاهُمَا بَعْدَ أَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے فوت ہو گئیں سنتیں فجر کی تو پڑھ لیں انہوں نے بعد آفتاب نکلنے کے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **صحیح** کہا ہے۔

---

(۲۷۹) صحیح لغیرہ: عبدالرزاق (۲/۴۴۰)۔

(۲۸۰) موقوف صحیح: ابن ابی شیبۃ (۲/۵۹) بیہقی (۲/۴۸۴)۔

۲۸۱۔ عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ صَنَعَ مِثْلَ الَّذِي صَنَعَ ابْنُ عُمَرَ ۔

حضرت قاسم بن محمد سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

فائدہ: ترمذی نے روایت کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس نے نہ پڑھی ہوں سنتیں فجر کی تو وہ پڑھ لے بعد آفتاب نکلنے کے۔ ابن عبدالبر نے کہا ان احادیث سے سنت مؤکدہ ہونا فجر کی دو رکعتوں کا ثابت ہوتا ہے اور شافعیؒ اور عطا اور عمرو بن دینار نے جائز رکھی ہے قضا پڑھنی سنتوں کی فجر کے بعد سلام پھیرنے امام کے فرض نماز سے اور مالکؒ اور اکثر علماء نے اس کا انکار کیا ہے کیونکہ منع کیا آنحضرت ﷺ نے نماز پڑھنے سے بعد فجر کے یہاں تک کہ آ نکلے آفتاب۔ زرقانی نے کہا کہ شافعی کی دلیل حدیث ہے عمرو بن قیس کی۔ روایت ہے کہ دیکھا نبی ﷺ نے ایک شخص پڑھ رہا ہے بعد صبح کے دو رکعتیں سو فرمایا آپ ﷺ نے نماز صبح کی دو ہی رکعتیں ہیں وہ شخص بولا کہ میں نے سنتیں نہیں پڑھی تھیں۔ اس لیے اب پڑھ لیں پس چپ ہو رہے رسول اللہ ﷺ۔



(8) کتاب صلاۃ الجماعۃ

کتاب باجماعت نماز کے بیان میں

باب فضل صلاة الجماعة على صلاة الفذ
نماز باجماعت کی اکیلے آدمی کی نماز پر فضیلت کا بیان

فائدہ: علامہ ابن قیم نے کتاب الصلوٰۃ میں لکھا ہے کہ اختلاف کیا ہے علماء نے اس امر میں کہ جماعت سے نماز پڑھنا فرض ہے یا سنت۔ تو عطا بن ابی رباح اور حسن بصری اور ابو عمرو اور اوزاعی اور ابو ثور اور امام احمد رحمہم اللہ کا مذہب یہ ہے کہ جماعت واجب ہے اور مالکیہ اور حنفیہ کے نزدیک سنت ہے پھر بیان کیں بارہ دلیلیں احادیث اور اجماع صحابہ سے اوپر وجوب جماعت کے۔ بہر حال جماعت ایک امر عظیم ہے اگر بے عذر ترک کرے گا تو بعضوں کے نزدیک نماز ہی نہ ہوگی مگر یہ ضروری نہیں کہ جماعت مسجد ہی میں ہو بلکہ گھر میں بھی اگر جماعت سے پڑھ لے تو کافی ہے اور ایک روایت میں امام احمد سے گھر میں بھی جماعت بدون عذر کے درست نہیں۔

۲۸۲۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نماز جماعت کی فضیلت رکھتی ہے اکیلی نماز پڑھنے

(۲۸۱) مقطوع صحیح: ابن ابی شیبة (۵۹/۲) بیهقی (۴۸۴/۲)۔

(۲۸۲) بخاری (۶۴۵) کتاب الأذان: باب فضل صلاة الجماعة ' مسلم (۶۵۰) ترمذی (۲۱۵) نسائی (۸۳۷) ابن ماجه (۷۸۹) أحمد (۶۵/۲)، (۵۳۳۲) دارمی (۱۲۷۷)۔

سے ستائیس درجہ۔

۲۸۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ أَحَدِكُمْ وَحْدَهُ بِخَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ جُزْئًا))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نماز جماعت کی افضل ہے اکیلے نماز پڑھنے سے پچیس حصہ۔

فائدہ: یہ روایت پہلی روایت کے مخالف نہیں کیونکہ جب جماعت کی نماز ستائیس درجہ افضل ہوگی تو پچیس درجہ ضرور افضل ہوگی اور بعضوں نے کہا ہے کہ درجہ حصہ سے کچھ کم ہے تو پچیس حصہ کے ستائیس درجے ہوں گے۔

۲۸۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ فَيُحْطَبَ ثُمَّ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ أُخَالِفَ إِلَى رِجَالٍ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُهُمْ أَنَّهُ يَجِدُ عَظْمًا سَمِينًا أَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَاءَ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! میں نے قصد کیا کہ حکم کروں لکڑیاں توڑ کر جلانے کا پھر حکم کروں میں نماز کا اور اذان ہو پھر حکم کروں ایک شخص کو امامت کا اور وہ امامت کرے پھر جاؤں میں پیچھے سے ان لوگوں کے پاس جو نہیں آئے جماعت میں اور جلا دوں ان کے گھروں کو قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر کسی کو ان میں سے معلوم ہو جائے کہ ایک ہڈی عمدہ گوشت کی یا دو کھر بکری کے اچھے ملیں گے تو ضرور آئے عشاء کی نماز میں۔

فائدہ: اس حدیث سے جماعت کی بہت تاکید ثابت ہوئی کیونکہ جماعت میں حاضر نہ ہونے کی سزا آپ نے یہ تجویز کی کہ مکان اُن کے جلا دیئے جائیں اور اُن کے گھر ویران کر دیئے جائیں امام ابن قیم علیہ الرحمۃ نے اس کی بڑی تفصیل کتاب الصلوٰۃ میں بیان کی ہے جس کو شوق ہو دیکھے۔

۲۸۵۔ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ ((أَفْضَلُ الصَّلَاةِ صَلَاتُكُمْ فِي بُيُوتِكُمْ إِلَّا صَلَاةَ

(۲۸۳) بخاری (۶۴۸) کتاب الأذان : باب فضل صلاة الفجر في جماعة ' مسلم (۶۴۹) ترمذی (۲۱۶) نسائی (۸۳۸) ابن ماجه (۷۸۷) أحمد (۴۷۳/۲) (۱۰۱۲۵) دارمی (۱۲۷۶)۔

(۲۸۴) بخاری (۶۴۴) کتاب الأذان : باب وجوب صلاة الجماعة ' مسلم (۶۵۱) أبو داود (۵۴۸) ترمذی (۲۱۷) نسائی (۸۴۸) ابن ماجه (۷۹۱) أحمد (۲۴۴/۲) دارمی (۱۲۷۴)۔

(۲۸۵) بخاری (۷۳۱) کتاب الأذان : باب صلاة الليل ' مسلم (۷۸۱) أبو داود (۱۰۴۴) ترمذی (۴۵۰) نسائی (۱۵۹۹) أحمد (۱۸۲/۵) دارمی (۱۳۶۶)۔

الْمَكْتُوبَةِ))۔

حضرت بسر بن سعید سے روایت ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا افضل نماز وہ ہے جو گھروں میں پڑھی جائے سوا فرض نماز کے۔

فائدہ: کہ اس (یعنی فرض) کا مسجد میں جماعت سے پڑھنا ضروری ہے بخاری مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی نے زید بن ثابت سے اس حدیث کو مرفوعاً روایت کیا ہے اس لفظ سے ((خَيْرُ صَلٰوتِكُمْ صَلٰوتُكُمْ فِي بُيُوتِكُمْ إِلَّا صَلٰوةَ الْفَرِيْضَةِ))۔

باب ما جاء في العتمة والصبح — عشاء اور صبح کی جماعت کی فضیلت

۲۸۶۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُنَافِقِينَ شُهُودُ الْعِشَاءِ وَالصُّبْحِ لَا يَسْتَطِيعُونَهُمَا أَوْ نَحْوَ هٰذَا)) ۔

حضرت سعید بن میسب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے اور منافقوں کے درمیان یہ فرق ہے کہ وہ صبح اور عشاء کی جماعت میں نہیں آ سکتے یا مثل اس کے کچھ کہا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح لغیرہ** ہے۔

۲۸۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ إِذْ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيقِ فَأَخَّرَهُ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ وَقَالَ الشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ الْمَطْعُونُ وَالْمَبْطُونُ وَالْغَرِقُ وَصَاحِبُ الْهَدْمِ وَالشَّهِيدُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَقَالَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوا وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهْجِيرِ لَاسْتَبَقُوا إِلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا)) ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص جا رہا تھا راہ میں اس نے ایک کانٹا پایا تو اس کو ہٹا دیا پس راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ اس سے تو بخش دیا اس کو اور فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہید پانچ قسم کے لوگ ہیں؛ جو طاعون (ایک پھوڑا ہوتا ہے بغل میں) سے مر جائے یا دستوں سے یا ڈوب جائے یا مکان سے گر کر مر جائے یا اللہ جل جلالہ کی راہ میں شہید ہو جائے۔ اور یہ بھی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر جانیں لوگ جو کچھ ثواب ہے اذان میں اور صف اول میں پھر نہ پائیں اس کو بغیر قرعہ کے البتہ قرعہ ڈالیں اس پر اور اگر جانیں جو کچھ ثواب ہے نماز کے اول وقت پڑھنے میں البتہ جلدی کریں طرف اس کی اور اگر جانیں

(۲۸۶) صحیح لغیرہ : بیہقی (۵۹/۳) بیہقی فی شعب الایمان (۵۶/۳) معرفة السنن والآثار (۳۳۷/۲) ۔

(۲۸۷) مسلم (۴۳۷) کتاب الصلاة : باب تسویة الصفوف واقامتها ' ابو داود (۵۲۴۵) الترمذی (۱۰۶۳) نسائی (۶۷۱ '۵۴۰) ۔

جو کچھ ثواب ہے عشاء اور صبح کی جماعت میں حاضر ہونے کا البتہ آئیں گھسٹتے ہوئے گھٹنوں اور کہنیوں پر۔

فائدہ: علماء نے کہا کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ امام مالکؒ اس حدیث کو اس باب میں کیوں لائے۔ بعضوں نے کہا اس وجہ سے کہ جب کانٹے دور کرنے کا یہ ثواب ہو کہ گناہ بخش دیئے جائیں اور جنت میں جائے تو عشاء اور فجر کی جماعت میں حاضر ہونے کا جو نہایت شاق ہے کس قدر ثواب ہوگا مگر یہ توجیہہ دوسری حدیث جس میں شہیدوں کا ذکر ہے چل نہیں سکتی۔

فائدہ: یہ اخیر کی حدیث موطا کے مشہور نسخوں میں نہیں پائی جاتی۔ زرقانی نے کہا کہ شاید عبیداللہ بن یحییٰ نے یہ خیال کیا کہ یہ حدیث اوپر گزر گئی ہے پس اس کا ذکر کرنا بے حاصل ہے اس لیے چھوڑ دیا۔ لیکن ابن وضاح کی روایت میں یحییٰ بن یحییٰ سے یہ حدیث موجود ہے اور اس باب سے اصل مقصود اس حدیث کا ذکر ہے۔

۲۸۸۔ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَدَ سُلَيْمَانَ بْنَ أَبِي حَثْمَةَ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ وَأَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ غَدَا إِلَى السُّوقِ وَمَسْكَنُ سُلَيْمَانَ بَيْنَ السُّوقِ وَالْمَسْجِدِ النَّبَوِيِّ فَمَرَّ عَلَى الشِّفَاءِ أُمِّ سُلَيْمَانَ فَقَالَ لَهَا لَمْ أَرَ سُلَيْمَانَ فِي الصُّبْحِ فَقَالَتْ إِنَّهُ بَاتَ يُصَلِّي فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَقَالَ عُمَرُ لَأَنْ أَشْهَدَ صَلَاةَ الصُّبْحِ فِي الْجَمَاعَةِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَقُومَ لَيْلَةً ـ

حضرت ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہ سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نہ پایا سلیمان بن ابی حثمہ کو صبح کی نماز میں اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ گئے بازار کو اور گھر سلیمان کا بازار اور مسجد کے بیچ میں سو ملی ان کو شفا ماں سلیمان کی تو پوچھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شفا سے کہ میں نے نہیں دیکھا سلیمان کو صبح کی نماز میں تو کہا شفا نے کہ وہ رات کو نماز پڑھتے رہے اس لیے ان کی آنکھیں لگ گئیں تب فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے البتہ مجھے صبح کی نماز میں حاضر ہونا رات کی عبادت سے بہتر معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ سند **صحیح** ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

۲۸۹۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ جَاءَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ إِلَى صَلَاةِ الْعِشَاءِ فَرَأَى أَهْلَ الْمَسْجِدِ قَلِيلًا فَاضْطَجَعَ فِي مُؤَخَّرِ الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ النَّاسَ أَنْ يَكْثُرُوا فَأَتَاهُ ابْنُ أَبِي عَمْرَةَ فَجَلَسَ إِلَيْهِ فَسَأَلَهُ مَنْ هُوَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ مَنْ شَهِدَ الْعِشَاءَ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ لَيْلَةٍ وَمَنْ شَهِدَ الصُّبْحَ فَكَأَنَّمَا قَامَ لَيْلَةً ـ

عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ انصاری سے روایت ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آئے مسجد میں نماز عشاء کے لیے تو دیکھا کہ لوگ کم ہیں تو لیٹ رہے مسجد کے اخیر میں انتظار کرتے تھے لوگوں کے جمع ہونے کا پس آئے ابن ابی عمرہ اور بیٹھے عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس۔ پس

(۲۸۸) موقوف صحیح: عبدالرزاق (۲۰۱۱) ابن أبي شيبة (۳۳٦۰) بيهقي في الشعب (٦٢/٣)۔

(۲۸۹) مسلم (٦٥٦) كتاب المساجد ومواضع الصلاة: باب فضل صلاة العشاء والصبح في جماعة، أبو داود (٥٥٥) ترمذي (۲۲۱) أحمد (٥٨/١) (٤٠٨) دارمي (١٢٢٤) عبدالرزاق (۲۰۰۹) ابن ابي شيبة (۳۳٥۷)۔

پوچھا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہ کون ہو تم بیان کیا ان سے ابن ابی عمرہ نے نام اپنا پھر پوچھا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہ کتنا قرآن تم کو یاد ہے تو بیان کیا انہوں نے۔ پھر فرمایا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے جو شخص حاضر ہو عشاء کی جماعت میں تو گویا اس نے آدھی رات عبادت کی اور جو حاضر ہو صبح کی جماعت میں تو گویا اس نے ساری رات عبادت کی۔

فائدہ: مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی کی روایت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

باب اعادة الصلاة مع الامام — امام کے ساتھ دوبارہ نماز پڑھنے کا بیان

۲۹۰۔ عَنْ مِحْجَنٍ عَنْ أَبِيهِ مِحْجَنٍ أَنَّهُ كَانَ فِي مَجْلِسٍ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُذِّنَ بِالصَّلَاةِ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى ثُمَّ رَجَعَ وَمِحْجَنٌ فِي مَجْلِسِهِ لَمْ يُصَلِّ مَعَهُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ النَّاسِ أَلَسْتَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ فَقَالَ بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَلَكِنِّي قَدْ صَلَّيْتُ فِي أَهْلِي فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جِئْتَ فَصَلِّ مَعَ النَّاسِ وَإِنْ كُنْتَ قَدْ صَلَّيْتَ۔

حضرت محجن بن ابی محجن سے روایت ہے کہ وہ بیٹھے تھے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے میں اذان ہوئی نماز کی تو اٹھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نماز پڑھ کر آئے تو دیکھا کہ محجن وہیں بیٹھے ہیں تب فرمایا ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں تم نے نماز نہیں پڑھی سب لوگوں کے ساتھ کیا تم مسلمان نہیں ہو۔ کہا محجن نے کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ میں پڑھ چکا تھا نماز اپنے گھر میں تب فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تو آئے مسجد میں تو نماز پڑھ لوگوں کے ساتھ اگرچہ تو پڑھ چکا ہو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ روایت **حسن لغیرہ** ہے۔ امام بغویؒ نے اسے **صحیح** کہا ہے۔ امام حاکمؒ نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کو بخاری نے الادب المفرد میں اور نسائی اور ابن خزیمہ اور حاکم نے روایت کیا ہے اور طبرانی نے معجم اوسط میں روایت کیا عبداللہ بن سرجس سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نماز پڑھ لے کوئی تم میں سے اپنے گھر میں پھر جائے مسجد کو اور لوگ نماز پڑھیں تو پڑھے ساتھ اُن کے وہ (نفل) ہو جائے گی۔

۲۹۱۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَقَالَ إِنِّي أُصَلِّي فِي بَيْتِي ثُمَّ أُدْرِكُ الصَّلَاةَ مَعَ الْإِمَامِ أَفَأُصَلِّي مَعَهُ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ أَيَّتَهُمَا أَجْعَلُ صَلَاتِي فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ أَوَ ذٰلِكَ إِلَيْكَ إِنَّمَا ذٰلِكَ إِلَى اللّٰهِ يَجْعَلُ أَيَّتَهُمَا شَاءَ۔

---

(۲۹۰) حسن لغیرہ: نسائی (۸۵۷) كتاب الامامة : باب اعادة الصلاة مع الجماعة بعد صلاة الرجل لنفسه، أحمد (۵۴/۴) الشافعي في المسند (۲۳۹/۱) شرح معاني الآثار (۳۶۳/۱)۔

(۲۹۱) موقوف صحیح: بيهقي (۳۰۲/۲) ابن المنذر في الاوسط (۴۰۷/۲)۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ میں نماز پڑھ لیتا ہوں اپنے گھر میں پھر پاتا ہوں جماعت کو ساتھ امام کے کیا پھر پڑھوں ساتھ امام کے۔ کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ہاں۔ کہا اس شخص نے پس دو نمازوں میں کون سی نماز کو فرض سمجھوں اور کس کو نفل تو جواب دیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ تجھ کو اس سے کیا مطلب یہ تو اللہ جل جلالہ کا اختیار ہے جس کو چاہے فرض کر دے، جس کو چاہے نفل کر دے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح** ہے۔

فائدہ: اُوپر کی حدیث سے جس کو طبرانی نے روایت کیا یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ پہلی فرض ہوگی اور دوسری نفل اور یہی مذہب ہے اکثر اہل علم کا اور بعضوں کے نزدیک دوسری نماز فرض ہوگی اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا جواب بہت اچھا ہے میرے نزدیک۔

۲۹۲۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ إِنِّي أُصَلِّي فِي بَيْتِي ثُمَّ آتِ الْمَسْجِدَ فَأَجِدُ الْإِمَامَ يُصَلِّي أَفَأُصَلِّي مَعَهُ فَقَالَ سَعِيدٌ نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ فَأَيُّهُمَا صَلَاتِي فَقَالَ سَعِيدٌ أَوَ أَنْتَ تَجْعَلُهُمَا إِنَّمَا ذَلِكَ إِلَى اللَّهِ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا سعید بن مسیب سے میں نماز پڑھ لیتا ہوں اپنے گھر میں پھر آتا ہوں مسجد میں سو پاتا ہوں امام کو نماز پڑھتا ہوا کیا پھر پڑھوں اس کے ساتھ نماز؟ کہا سعید نے ہاں تو کہا اس شخص نے پھر کس نماز کو فرض سمجھوں؟ کہا سعید نے تو فرض اور نفل کر سکتا ہے یہ کام اللہ جل جلالہ کا ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ روایت **مقطوع صحیح الاسناد** ہے۔

۲۹۳۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي أَسَدٍ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ فَقَالَ إِنِّي أُصَلِّي فِي بَيْتِي ثُمَّ آتِ الْمَسْجِدَ فَأَجِدُ الْإِمَامَ يُصَلِّي أَفَأُصَلِّي مَعَهُ فَقَالَ أَبُو أَيُّوبَ نَعَمْ فَصَلِّ مَعَهُ فَإِنَّ مَنْ صَنَعَ ذَلِكَ فَإِنَّ لَهُ سَهْمَ جَمْعٍ أَوْ مِثْلَ سَهْمِ جَمْعٍ۔

ایک شخص سے جو بنی اسد کے قبیلہ سے تھا روایت ہے کہ اس نے پوچھا ابوایوب انصاری سے تو کہا کہ میں نماز پڑھ لیتا ہوں گھر میں پھر آتا ہوں مسجد میں تو پاتا ہوں امام کو نماز پڑھتے ہوئے کیا نماز پڑھ لوں دوبارہ ساتھ امام کے۔ کہا ابوایوب نے ہاں جو ایسا کرے گا اس کو ثواب جماعت کا ملے گا یا مثل ثواب جماعت کے یا اس کو لشکر اسلام کے ثواب کا ایک حصہ ملے گا یعنی غازی کا ثواب پائے گا یا اس کو مزدلفہ میں رہنے کا ثواب ملے گا یا اس کو دوہرا ثواب ملے گا ایک اکیلے نماز پڑھنے کا دوسری جماعت سے نماز پڑھنے کا۔

---

(۲۹۲) مقطوع صحيح : عبدالرزاق (۴۲۲/۲) بيهقى (۳۰۲/۲)۔

(۲۹۳) موقوف ضعيف : أبو داود (۵۷۸) كتاب الصلاة : باب فيمن صلى فى منزله ثم أدرك الجماعة ، بيهقى فى السنن الكبرى (۳۰۰/۲) معرفة السنن والآثار (۱۳۵/۲)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ سند **ضعیف** ہے کیونکہ اس میں اسدی راوی مجہول ہے۔

فائدہ: اس حدیث کو ابوداؤد نے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ (زرقانی)

۲۹۴۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ مَنْ صَلَّى الْمَغْرِبَ أَوْ الصُّبْحَ ثُمَّ أَدْرَكَهُمَا مَعَ الْإِمَامِ فَلَا يَعُدْ لَهُمَا۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جو شخص نماز پڑھ لے مغرب یا صبح کی پھر پائے ان دونوں جماعتوں کو تو دوبارہ نہ پڑھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو شخص نماز پڑھ لے اکیلے پھر پائے نماز کو ساتھ امام کے تو دوبارہ پڑھ لینے میں کچھ حرج نہیں مگر مغرب کی نماز کیونکہ وہ دوبارہ پڑھنے میں طاق نہ رہے گی بلکہ تین دوگانہ ہو جائیں گے۔

فائدہ: امام محمدؒ نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ مغرب دوبارہ پڑھنے سے نفل ہو گی اور نفل کی طاق رکعتیں مشروع نہیں ہیں مگر اس کا علاج یہ ہو سکتا ہے کہ امام کی فراغت کے بعد ایک رکعت اور کھڑے ہو کر پڑھ لے بعض علماء کے نزدیک فجر اور عصر کی نماز کو بھی دوبارہ نہ پڑھے اس لیے کہ فجر کی اور عصر کی نماز پڑھنے کو رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا اور بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث مطلق ہے ہر نماز کو دوبارہ پڑھ سکتا ہے بلکہ خاص صبح کی نماز میں ایک حدیث تصریح سے موجود ہے جس کو روایت کیا ابوداؤد نے یزید بن اسود سے کہ میں آیا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں تو نماز پڑھی میں نے آپ ﷺ کے ساتھ تو پوچھا آپ ﷺ نے کیوں تم نے نماز نہیں پڑھی ساتھ ہمارے انہوں نے جواب دیا ہم پڑھ چکے تھے اپنے ڈیروں میں فرمایا آپ ﷺ نے ایسا نہ کرو جب تک پڑھ چکو نماز اپنے ڈیروں میں پھر آؤ مسجد میں تو نماز پڑھو امام کے ساتھ وہ نفل ہو جائے گی۔ (زرقانی)

باب العمل فی صلاۃ الجماعۃ — جماعت سے نماز پڑھنے کا بیان

۲۹۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ بِالنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَالسَّقِيمَ وَالْكَبِيرَ وَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ))۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب نماز پڑھائے کوئی تم میں سے تو چاہیے کہ تخفیف کرے کیونکہ جماعت میں بیمار اور ضعیف اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں اور جب اکیلے پڑھے تو جتنا چاہے طول کرے۔

فائدہ: تخفیف سے یہ غرض ہے کہ موافق سنت کے جس طرح آنحضرت ﷺ پڑھا کرتے تھے اس طرح پڑھائے اور ارکان کو بخوبی ادا

---

(۲۹۴) موقوف صحیح :شافعی فی مسنده (ص ۲۱٤) عبدالرزاق (۳۹۳۹)۔

(۲۹۵) بخاری (۷۰۳) کتاب الأذان : باب اذا صلی لنفسه فلیطول ما شاء، مسلم (٤٦۷) أبو داود (۷۹٤) ترمذی (۲۳٦) نسائی (۸۲۳) أحمد (۲/٤۸٦)۔

کرے۔علامہ ابن قیم نے اس کی تحقیق خوب بیان کی ہے جس کا جی چاہے اُن کی کتاب الصلوٰۃ کو ملاحظہ کرے۔

۲۹۶۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّهُ قَالَ قُمْتُ وَرَاءَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِي صَلَاةٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ وَلَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ غَيْرِي فَخَالَفَ عَبْدُ اللّٰهِ بِيَدِهِ فَجَعَلَنِي حِذَائَهُ عَنْ يَمِينِهِ ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ میں کھڑا ہوا نماز کو ساتھ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اور کوئی نہ تھا سوا میرے تو پیچھے سے پکڑ کے عبداللہ نے مجھے اپنی داہنی طرف برابر کھڑا کیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر ایک ہی مقتدی ہو امام کے ساتھ تو امام کے برابر داہنی طرف کھڑا ہو۔

۲۹۷۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَؤُمُّ النَّاسَ بِالْعَقِيقِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَنَهَاهُ ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ایک شخص امامت کرتا تھا لوگوں کی عقیق میں (ایک موضع ہے مدینہ میں) تو منع کروا بھیجا امامت سے اس کو عمر بن عبدالعزیزؒ نے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

مسئلہ: کہا مالکؒ نے منع کروا بھیجا اس کو امامت سے اس لیے کہ اس کا باپ معلوم نہ ہوتا تھا۔

فائدہ: یعنی وہ ولد زنا تھا اور ولد زنا کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔امام محمد نے کتاب الآثار میں ابراہیم نخعی سے روایت کیا کہ اعرابی اور ولد زنا اور غلام اگر قراءت جانتا ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں کچھ قباحت نہیں۔

باب صلاة الامام وهو جالس — امام کا بیٹھ کر نماز پڑھنا

۲۹۸۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ فَرَسًا فَصُرِعَ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ فَصَلَّى صَلَاةً مِنَ الصَّلَوَاتِ وَهُوَ قَاعِدٌ وَصَلَّيْنَا وَرَاءَهُ قُعُودًا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ ((إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا أَجْمَعُونَ)) ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے ایک گھوڑے پر پس گر پڑے اس پر سے تو

---

(۲۹۷) مقطوع صحيح :الشافعي الام (۱۶۶/۱) بيهقي في السنن الكبرى (۹۰/۳) ۔

(۲۹۸) بخاری (۸۰۵) كتاب الأذان : باب يهوى بالتكبير حين يسجد ' مسلم (٤۱۱) أبو داود (۶۰۱) ترمذی (۳۶۱) نسائی (۷۹٤) ابن ماجه (۱۲۳۸) أحمد (۱۱۰/۳) دارمی (۱۲۵۶) ۔

چھل گیا داہنا جانب آپ ﷺ کا۔ پس نماز پڑھی آپ ﷺ نے بیٹھ کر اور نماز پڑھی ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھ کر۔ پھر جب فارغ ہوئے آپ ﷺ نماز سے تو فرمایا کہ امام اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے اور جب امام کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر پڑھو اور جب امام رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب امام سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ اور جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو اور جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر پڑھو۔

فائدہ: امام احمد اور اسحاق کا یہی مذہب ہے اور اکثر اہل علم کے نزدیک اگر امام کو عذر ہو اور وہ بیٹھ کر پڑھے تو مقتدی کھڑے ہو کر پڑھیں۔ شافعیؒ نے کہا کہ یہ حدیث منسوخ ہے بہ دلیل اس حدیث کے کہ آنحضرت ﷺ نے مرض الموت میں بیٹھ کر نماز پڑھی اور صحابہ نے آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی (محلی) بظاہر یہ حدیث مخالف ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے جو بعد اس کے ہے اور صورت تطبیق کی یہ ہے کہ انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں اختصار ہے گویا کہ انس نے وہی حال بیان کیا ہے جو بعد میں امر بالجلوس کے قرار پایا۔ (زرقانی)

۲۹۹۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ شَاكٍ فَصَلَّى جَالِسًا وَصَلَّى وَرَائَهُ قَوْمٌ قِيَامًا فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنْ اجْلِسُوا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ ((إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا أَجْمَعُوْنَ)) ۔

اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نماز پڑھی رسول اللہ ﷺ نے بیماری سے بیٹھ کر اور لوگوں نے کھڑے ہو کر پڑھنا شروع کیا۔ تب اشارہ کیا آنحضرت ﷺ نے ان سے کہ بیٹھ جاؤ۔ پھر جب فارغ ہوئے نماز سے تو فرمایا امام اس لیے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے تو جب امام رکوع کرے تم بھی رکوع کرو اور جب سر اٹھائے تم بھی سر اٹھاؤ اور جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔

۳۰۰۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِي مَرَضِهِ فَأَتَى فَوَجَدَ أَبَا بَكْرٍ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فَاسْتَأْخَرَ أَبُو بَكْرٍ فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ كَمَا أَنْتَ فَجَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَنْبِ أَبِي بَكْرٍ فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي بِصَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ وَكَانَ النَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ ۔

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ باہر نکلے مرض الموت میں سو آئے مسجد میں اور پایا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھا رہے تھے کھڑے ہو کر تو پیچھے ہٹنا چاہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے۔ پس اشارہ کیا حضرت ﷺ نے کہ تم اپنی جگہ پر رہو اور بیٹھ گئے آپ ﷺ برابر پہلو میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کی نماز کی پیروی کرتے تھے اور لوگ ابو

(۲۹۹) بخاری (۶۸۸) کتاب الأذان: باب انما جعل الامام لیؤتم به ' مسلم (۴۱۲) أبو داود (۶۰۵) ابن ماجه (۱۲۳۷) أحمد (۵۱/۶) ۔

(۳۰۰) بخاری (۶۸۳) کتاب الأذان: باب من قام الی جنب الامام لعلة ' مسلم (۴۱۸) ترمذی (۳۶۲) ابن ماجه (۱۲۳۳) احمد (۱۵۹/۶) ۔

بکر رضی اللہ عنہ کی پیروی کرتے تھے۔

فائدہ: یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ بطور مکبر کے ہو گئے بوجہ ضعف کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سب مقتدیوں کو نہ پہنچتی تھی اس واسطے ابوبکر زور سے تکبیر کہتے۔ فی الحقیقت امام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اس حدیث کو اکثر اہل علم کہتے ہیں کہ ناسخ ہے پہلی حدیث کی۔ امام احمد اور اسحاق نسخ کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو مقتدیوں کو بھی بیٹھ کر پڑھنا چاہیے اگرچہ وہ قیام پر قادر ہوں۔ امام احمد نے کہا کہ ایسا ہی کیا چار صحابیوں نے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور وہ جابر رضی اللہ عنہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور قیس بن فہد رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نمازی کو اشارہ کر دینا درست ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر امام بدل جائے تو نماز میں خلل نہیں ہوتا۔

باب فضل صلاة القائم على صلاة القاعد — کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی فضیلت کا بیان بیٹھ کر پڑھنے سے

۳۰۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((صَلَاةُ أَحَدِكُمْ وَهُوَ قَاعِدٌ مِثْلُ نِصْفِ صَلَاتِهِ وَهُوَ قَائِمٌ))۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر نماز پڑھنے میں آدھا ثواب ہے بہ نسبت کھڑے ہو کر پڑھنے کے۔

فائدہ: یعنی نفل نماز کو اگر بیٹھ کر ادا کرے گا اور کھڑے ہونے کی طاقت رکھتا ہے تو آدھا ثواب ہو گا لیکن فرض بیٹھ کر پڑھنا اس صورت میں درست ہے جب کھڑے ہونے کی طاقت نہ ہو۔

۳۰۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ نَالَنَا وَبَاءٌ مِنْ وَعْكِهَا شَدِيدٌ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النَّاسِ وَهُمْ يُصَلُّونَ فِي سُبْحَتِهِمْ قُعُودًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((صَلَاةُ الْقَاعِدِ مِثْلُ نِصْفِ صَلَاةِ الْقَائِمِ))۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آئے ہم مدینہ میں تو بخار وبائی بہت سخت ہو گیا ہم کو۔ پس آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے پاس اور وہ نفل نمازیں بیٹھ کر پڑھ رہے تھے۔ سو فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بیٹھ کر پڑھے گا اس کو کھڑے ہو کر پڑھنے والے کا آدھا ثواب ملے گا۔

---

(۳۰۱) مسلم (۷۳۵) كتاب صلاة المسافرين : باب جواز النافلة قائما وقاعدا، أبو داود (۹۵۰) كتاب الصلاة : باب في صلاة القاعد، نسائی (۱۶۵۹) كتاب قيام الليل : باب فضل صلاة القائم على صلاة القاعد، ابن ماجه (۱۲۲۹) أحمد (۱۶۲/۲) دارمی (۱۳۸۴)۔

(۳۰۲) أيضاً۔

باب ما جاء في صلاة القاعد في النافلة   نفل نماز بیٹھ کر پڑھنے کا بیان

۳۰۳۔ عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي سُبْحَتِهِ قَاعِدًا قَطُّ حَتَّى كَانَ قَبْلَ وَفَاتِهِ بِعَامٍ فَكَانَ يُصَلِّي فِي سُبْحَتِهِ قَاعِدًا وَيَقْرَأُ بِالسُّورَةِ فَيُرَتِّلُهَا حَتَّى تَكُونَ أَطْوَلَ مِنْ أَطْوَلَ مِنْهَا۔

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہیں دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نفل نماز بیٹھ کر پڑھتے ہوئے کبھی مگر وفات سے ایک سال پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نفل بیٹھ کر پڑھتے اور سورت کو اس قدر خوبی سے ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے کہ وہ بڑی سے بڑی ہو جاتی۔

۳۰۴۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا لَمْ تَرَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي صَلَاةَ اللَّيْلِ قَاعِدًا قَطُّ حَتَّى أَسَنَّ فَكَانَ يَقْرَأُ قَاعِدًا حَتَّى إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَقَرَأَ نَحْوًا مِنْ ثَلَاثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً ثُمَّ رَكَعَ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کبھی نہیں دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تہجد کی نماز بیٹھ کر پڑھتے ہوئے مگر جب عمر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادہ ہوگئی تو بیٹھ کر پڑھنے لگے جب بھی تیس یا چالیس آیتیں رکوع سے پہلے کھڑے ہو کر پڑھ لیتے پھر رکوع کرتے۔

فائدہ: یعنی پہلے بیٹھ کر پڑھنا شروع کرتے جب رکوع قریب ہوتا تو کچھ آیتیں کھڑے ہو کر پڑھ لیتے پھر رکوع کرتے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نفل نماز میں بیٹھنے سے کھڑے ہو جانا درست ہے اسی طرح کھڑے سے بیٹھ جانا بھی درست ہے۔

۳۰۵۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي جَالِسًا فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ فَإِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَاءَتِهِ قَدْرُ مَا يَكُونُ ثَلَاثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ ثُمَّ صَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نماز پڑھتے تو پڑھا کرتے کلام اللہ کو بیٹھے بیٹھے۔ جب تیس یا

---

(۳۰۳) مسلم (۷۳۳) كتاب صلاة المسافرين : باب جواز النافلة قائما وقاعدا، ترمذی (۳۷۳) نسائی (۱۶۵۸) أحمد (۲۸۵/۶) دارمی (۱۳۸۵)۔

(۳۰۴) بخاری (۱۱۱۸) كتاب الجمعة : باب اذا صلى قاعدا ثم صح، مسلم (۷۳۱) أبو داود (۹۵۳) ترمذی (۳۷۴) نسائی (۱۶٤۸) ابن ماجه (۱۲۲۷)۔

(۳۰۵) أيضاً۔

چالیس آیتیں باقی رہتیں تو کھڑے ہو کر ان کو پڑھتے پھر رکوع اور سجدہ کرتے اور دوسری رکعت میں اسی طرح کرتے۔

٣٠٦۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَا يُصَلِّيَانِ النَّافِلَةَ وَهُمَا مُحْتَبِيَانِ۔

امام مالکؒ کو پہنچا عروہ بن زبیر اور سعید بن میسب سے کہ وہ نفل نماز پڑھتے بیٹھ کر دونوں پاؤں کو کھڑا کر کے اور سرین زمین سے لگا کر۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

فائدہ: نفل نماز میں بیٹھنے کی کوئی صورت خاص مقرر نہیں جس طرح بیٹھے خواہ نماز فرض کے قعدہ کی طرح چارزانو یا سرین پر۔ دارقطنی نے روایت کیا عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے چارزانو بیٹھ کر۔ قاضی عبدالوہاب نے کہا کہ یہی صورت افضل ہے۔

باب الصلاۃ الوسطیٰ — نماز وسطیٰ کا بیان

٣٠٧۔ عَنْ أَبِي يُونُسَ مَوْلَى عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهُ قَالَ أَمَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنْ أَكْتُبَ لَهَا مُصْحَفًا ثُمَّ قَالَتْ إِذَا بَلَغْتَ هَذِهِ الْآيَةَ فَآذِنِّي ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ﴾ فَلَمَّا بَلَغْتُهَا آذَنْتُهَا فَأَمْلَتْ عَلَيَّ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَصَلَاةِ الْعَصْرِ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ قَالَتْ عَائِشَةُ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت ابو یونس سے روایت ہے کہ حکم کیا مجھ کو اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کلام لکھنے کا اور کہا کہ جب تم اس آیت پر پہنچو "حافظو علی الصلوات والصلوة الوسطی" الآیة ۔ تو مجھ کو خبر کر دینا۔ پس جب پہنچا میں اس آیت کو تو خبر دے دی میں نے ان کو۔ کہا انہوں نے یوں لکھو "حافظو علی الصلوات والصلوة الوسطی والصلوة العصر" یعنی محافظت کرو نمازوں پر اور وسطیٰ نماز پر اور عصر کی نماز پر۔ کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ میں نے سنا اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صلوٰۃ واسطیٰ عصر کی نماز نہیں ہے لیکن یہ روایت یوں بھی آئی ہے ((والصلوٰة الوسطیٰ صلوٰة العصر)) بغیر واو عطف کے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عطف تفسیری ہے۔ نووی نے کہا کہ احادیث صحیحہ اس امر پر ناطق ہیں کہ صلوٰۃ واسطیٰ عصر کی نماز ہے اور بعضوں کے نزدیک ظہر کی نماز اور بعضوں کے نزدیک مغرب کی اور بعضوں کے نزدیک عشاء کی اور بعضوں کے نزدیک جمعہ کی اور بعضوں کے نزدیک وتر کی اور بعضوں کے نزدیک عیدین کی لیکن ان سب اقوال میں صحیح یہ ہے کہ صلوٰۃ وسطیٰ عصر کی نماز ہے اور یہی مذہب ہے حنابلہ اور حنفیہ کا پھر یہ قول کہ صبح کی نماز ہے اور یہی مذہب ہے شافعیہ اور مالکیہ کا۔ بعضوں نے کہا ہے صلوٰۃ وسطیٰ ہر شخص کی نسبت

---

(٣٠٦) مقطوع صحيح: عبدالرزاق (٤١٠٢) ابن ابى شيبة (٤٦٤٢)۔

(٣٠٧) مسلم (٦٢٩) كتاب المساجد ومواضع الصلاة: باب الدليل لمن قال الصلاة الوسطى هى صلاة العصر، أبو داود (٤١٠) ترمذى (٢٩٨٢) نسائى (٤٧٢) أحمد (٧٣/٦)۔

مختلف ہے۔جو شخص جس نماز میں سستی کرتا ہے اور وہ اس پر شاق ہوتی ہے اس کے حق میں وہی وسطٰی ہے اور مصلحت صلوٰۃ وسطٰی کی پوشیدہ رکھنے میں وہی ہے جو سابقہ جمعہ اور شب قدر کے مخفی رکھنے میں ہے تا کہ لوگ نماز کی محافظت کو لازم جانیں۔

۳۰۸۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ رَافِعٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أَكْتُبُ مُصْحَفًا لِحَفْصَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَتْ إِذَا بَلَغْتَ هَذِهِ الْآيَةَ فَآذِنِّي حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ فَلَمَّا بَلَغْتُهَا آذَنْتُهَا فَأَمْلَتْ عَلَيَّ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَصَلَاةِ الْعَصْرِ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ۔

حضرت عمرو بن رافع سے روایت ہے کہ میں کلام اللہ لکھتا تھا ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے واسطے تو کہا انہوں نے جب تم اس آیت کو پہنچو "حافظو على الصلوات والصلوة الوسطى" تو مجھے اطلاع کرنا۔پس جب پہنچا میں اس آیت پر خبر کی میں نے ان کو تو لکھوایا انہوں نے اس طرح "حافظوا على الصلوات والصلوة الوسطى وصلوة العصر وقوموا الله قانتين" یعنی محافظت کرو نمازوں پر اور بیچ والی نماز پر اور عصر کی نماز پر اور کھڑے ہو اللہ کے سامنے چپ اور خاموش۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ سند **حسن** درجہ کی ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **حسن** کہا ہے۔

۳۰۹۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَانِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ يَرْبُوعٍ الْمَخْزُومِيِّ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ يَقُولُ الصَّلَاةُ الْوُسْطَى صَلَاةُ الظُّهْرِ ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن سعید سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے صلوۃ الوسطی ظہر کی نماز ہے۔

تحقیق شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **موقوف صحیح** کہا ہے۔

۳۱۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَا يَقُولَانِ الصَّلَاةُ الْوُسْطَى صَلَاةُ الصُّبْحِ ۔

امام مالکؒ کو پہنچا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے وہ دونوں صاحب فرماتے تھے۔کہ صلوۃ وسطٰی صبح کی نماز ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **ضعیف** ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ قول حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا سب روایتوں میں مجھے زیادہ پسند ہے۔

---

(۳۰۸) موقوف حسن: صحیح ابن حبان (۱۳/۲۲۸۔ ۲۳۱) طحاوی فی شرح المعانی الآثار (۱/۱۷۲) ابن ابی داود فی المصاحف (ص : ۹۷)۔

(۳۰۹) موقوف صحیح: نسائی فی الکبری (۳۵۷) احمد (۵/۱۸۳) عبدالرزاق (۲۱۹۸)۔

(۳۱۰) موقوف ضعیف: نسائی (۶۲۵) کتاب المواقیت: باب کیف یقضی الفائت من الصلاۃ، بیهقی فی السنن الکبری (۱/۴۶۰) وفی معرفة السنن والآثار (۱/۴۷۷، ۶۴۵) ابن ابی شیبة (۸۶۰۳) التمهید لابن عبد البر (۴/۲۸۷، ۲۸۸)۔

باب الرخصة في الصلاة في الثوب الواحد ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کا بیان

۳۱۱۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِی سَلَمَةَ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُشْتَمِلًا بِهِ فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ وَاضِعًا طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ۔

حضرت عمر بن ابی سلمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے ایک کپڑے میں لپیٹے تھے آپ ﷺ اس کو اور دونوں کنارے اس کے دونوں کندھوں پر تھے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں۔

فائدہ: دونوں کنارے اس کے دونوں کندھوں پر تھے اس سے یہ مطلب ہے کہ ایک کنارہ آپ نے داہنے ہاتھ کے نیچے سے لے کر بائیں کندھے پر ڈال لیا اور دوسرا کنارہ بائیں ہاتھ کے نیچے سے لے کر داہنے کندھے پر ڈال لیا۔ اس کو زبان عربی میں توشیح اور اضطباع بھی کہتے ہیں۔

۳۱۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ سَائِلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَ لِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ ﷺ سے کہ نماز درست ہے ایک کپڑے میں فرمایا آپ ﷺ نے کیا تم میں سے ہر کسی کو دو کپڑے ملتے ہیں۔

فائدہ: یعنی ہر شخص کے پاس دو کپڑے نہیں ہوتے اور نماز پڑھنا فرض ہے پھر خواہ مخواہ ایک کپڑے سے پڑھے گا اس سے معلوم ہوگیا کہ ایک کپڑے سے پڑھنا درست ہے۔

۳۱۳۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ سُئِلَ أَبُو هُرَيْرَةَ هَلْ يُصَلِّي الرَّجُلُ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَقَالَ نَعَمْ فَقِيلَ لَهُ هَلْ تَفْعَلُ أَنْتَ ذَلِكَ فَقَالَ نَعَمْ إِنِّي لَأُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَإِنَّ ثِيَابِي لَعَلَى الْمِشْجَبِ

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ پوچھے گئے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے بارے میں تو کہا انہوں نے درست ہے۔ پس کہا گیا ان سے کیا تم بھی ایسا کرتے ہو؟ جواب دیا ہاں میں ایک کپڑے میں نماز پڑھتا ہوں باوجود اس بات کے کہ میرے کپڑے تپائی پر رکھے ہوتے ہیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ سند شیخین کی شرط پر صحیح درجہ کی ہے۔

---

(۳۱۱) بخاری (۳۵۵) كتاب الصلاة: باب الصلاة في الثوب الواحد ملتحفا به ' مسلم (۵۱۷) ابو داود (۶۲۸) ترمذی (۳۳۹) نسائی (۷۶٤)۔

(۳۱۲) بخاری (۳۵۸) كتاب الصلاة: باب الصلاة في الثوب الواحد ملتحفا به ' مسلم (۵۱۵) أبو داود (۶۲۵) نسائی (۷۶۳) ابن ماجه (۱۰٤۷)۔

(۳۱۳) موقوف صحيح: احمد (۲۳۸/۲ ـ ۲۳۹) السنن الكبرى للبيهقى (۲۳۷/۲)۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ باوجود کپڑے موجود ہونے کے ایک کپڑے سے نماز درست ہے لیکن افضل یہ ہے کہ دو کپڑوں سے پڑھے خصوصاً مسجدوں میں جانا اچھے کپڑے پہن کر اولیٰ ہے فرمایا اللہ جل جلالہ نے ﴿خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ یعنی لے لو زینت اپنی ہر مسجد میں جاتے وقت۔

۳۱۴۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَ يُصَلِّي فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نماز پڑھتے تھے ایک کپڑے میں۔

فائدہ: روایت کیا اس حدیث کو بخاری نے اور زیادہ کیا کہ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا دیکھا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے ایک کپڑے میں اور ایک روایت میں ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی ایک تہبند میں اور کپڑے اُن کے تپائی پر رکھے ہوئے تھے۔ پس بولا ایک شخص کیا تم نماز پڑھتے ہو ایک تہہ بند میں۔ جابر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے یہ امر اس لیے کیا تھا کہ تجھ سا بے وقوف مجھے دیکھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم لوگوں میں سے کس کے پاس دو کپڑے تھے۔ (زرقانی)

۳۱۵۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ كَانَ يُصَلِّي فِي الْقَمِيصِ الْوَاحِدِ۔

حضرت ربیعہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ محمد بن عمرو بن حزم نماز پڑھتے تھے صرف کرتہ پہن کر۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے۔

۳۱۶۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ لَمْ يَجِدْ ثَوْبَيْنِ فَلْيُصَلِّ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُلْتَحِفًا بِهِ فَإِنْ كَانَ الثَّوْبُ قَصِيرًا فَلْيَتَّزِرْ بِهِ))۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نہ پائے دو کپڑے تو نماز پڑھے ایک کپڑا لپیٹ کر اگر کپڑا چھوٹا ہو تو اس کی تہبند کر لے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص نماز پڑھے ایک قمیص میں تو اس کو چاہیے کہ اپنے مونڈھوں پر کوئی کپڑا ڈال لے۔

فائدہ: کیونکہ بخاری نے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ نماز پڑھے کوئی تم میں سے ایک کپڑا پہن کر۔ مونڈھے کھول کر قمیص سے مراد اس مقام میں شاید وہ قمیص ہے جس میں بانہیں نہیں ہوتیں مثل صدریہ کے بنایا جاتا ہے اس لیے مونڈھے چھپانے کا حکم کیا یا وہ قمیص جس کے چاک مونڈھے پر ہوں اور چھپ نہ سکتے ہوں۔

---

(۳۱۴) بخاری (۳۵۳) كتاب الصلاة : باب عقد الازار على القفا في الصلاة ' مسلم (۵۱۸) كتاب الصلاة : باب الصلاة في ثوب واحد وصفة لبسه ، أبو داود (٦٣٣) كتاب الصلاة : باب في الرجل يصلي في قميص واحد ، احمد (۲۹۳/۳) ۔

(۳۱۵) مقطوع صحيح : معرفة السنن والآثار للبيهقي (۹۹/۲) ۔

(۳۱٦) بخاری (۳٦۱) كتاب الصلاة : باب اذا كان الثوب ضيقا ' مسلم (۳۰۰۸) أحمد (۳۲۸/۳) ۔

باب الرخصة فی صلاة المرأة فی الدرع والخمار — عورت کی نماز فقط کرتے اور سربندھن میں ہو جانے کا بیان

فائدہ: اس باب میں مجاہد کے قول کا رد منظور ہے انہوں نے کہا کہ عورت کی نماز چار کپڑوں سے کم میں نہیں ہو سکتی۔ ایک کرتہ دوسرے خمار جس کو سربندھن کہتے ہیں تیسرے ازار اور چوتھے دوپٹہ۔ ابن منذرؒ نے کہا کہ جمہور علماء کے نزدیک عورت کو کرتا اور سربندھن ہونا ضروری ہے اور غرض اس سے یہ کہ اس کا تمام بدن اور سر نماز میں چھپا رہے پس اگر ایک ہی کپڑا اس قدر بڑا ہو کہ سر سمیت سارا بدن ڈھپ جائے تو نماز درست ہو جائے گی۔ (زرقانی)

۳۱۷۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تُصَلِّي فِي الدِّرْعِ وَالْخِمَارِ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نماز پڑھتی تھیں کرتہ اور سربندھن میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

فائدہ: مگر وہ کرتہ اتنا لمبا ہوتا تھا جس سے سارا بدن ڈھپ جاتا تھا یہاں تک کہ پاؤں بھی ڈھپے رہتے تھے جیسا کہ آگے کی حدیث میں آتا ہے۔

۳۱۸۔ عَنْ أُمِّ حَرَامٍ أَنَّهَا سَأَلَتْ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاذَا تُصَلِّي فِيهِ الْمَرْأَةُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَتْ تُصَلِّي فِي الْخِمَارِ وَالدِّرْعِ السَّابِغِ إِذَا غَيَّبَ ظُهُورَ قَدَمَيْهَا۔

حضرت اُم حرام رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے پوچھا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ عورت کس قدر کپڑوں میں نماز پڑھ سکتی ہے تو جواب دیا کہ خمار اور کرتہ میں مگر وہ کرتہ ایسا لمبا ہو کہ اس سے پاؤں ڈھپ جائیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **ضعیف** ہے۔ شیخ البانیؒ نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔ [ضعیف ابو داود (۱۲۵)]

۳۱۹۔ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَسْوَدِ الْخَوْلَانِيِّ وَكَانَ فِي حَجْرِ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ مَيْمُونَةَ كَانَتْ تُصَلِّي فِي الدِّرْعِ وَالْخِمَارِ لَيْسَ عَلَيْهَا إِزَارٌ۔

عبیداللہ خولانی جو لے پالک تھے حضرت میمونہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کے۔ ان سے روایت ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نماز پڑھتی تھیں کرتہ اور خمار یعنی سربندھن میں اور ازار نہیں پہنے ہوتی تھیں۔

---

(۳۱۷) موقوف صحیح : عبدالرزاق (۵۰۳۱) ابن ابی شیبة (۶۱۸۵) بیهقی (۲۳۳/۲)۔

(۳۱۸) موقوف ضعیف : أبو داود (۶۳۹، ۶۴۰) کتاب الصلاة : بـاب فی کم تصلی المرأة، ابن ابی شیبة (۲۱۷۱) السنن الکبری للبیهقی (۲۳۲/۲)۔

(۳۱۹) موقوف صحیح : ابن ابی شیبة (۳۶/۲) بیهقی (۲۳۳/۲)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

۳۲۰۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ امْرَأَةً اسْتَفْتَتْهُ فَقَالَتْ إِنَّ الْمِنْطَقَ يَشُقُّ عَلَيَّ أَفَأُصَلِّي فِي دِرْعٍ وَخِمَارٍ فَقَالَ نَعَمْ إِذَا كَانَ الدِّرْعُ سَابِغًا۔

حضرت عروہ بن زبیر سے ایک عورت نے پوچھا کہ ازار باندھنا دشوار ہوتا ہے مجھ کو کیا نماز پڑھ لوں کرتہ اور سر بندھن میں۔ جواب دیا عروہ نے کہ ہاں جب کرتہ خوب بڑا ہو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

فائدہ: یعنی اس قدر نیچا کہ پاؤں کی پشت چھپی رہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت کا سارا بدن ستر ہے سوا منہ اور دونوں ہتھیلیوں کے اور یہی مذہب ہے اکثر علماء کا اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک اگر پاؤں کی پشت بھی کھلی رہے تو نماز ہو جائے گی۔ (مصفی)

---

(۳۲۰) مقطوع صحیح: عبدالرزاق (۱۳۰/۳) ابن ابی شیبة (۳۷/۲)۔



(9) كتاب قصر الصلاة في السفر

کتاب سفر میں قصر نماز کے بیان میں

باب الجمع بین الصلاتین فی الحضر والسفر — دو نمازوں کے جمع کرنے کا بیان سفر اور حضر میں

۳۲۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي سَفَرِهِ إِلَى تَبُوكَ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمع کرتے تھے ظہر اور عصر کو سفر تبوک میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

فائدہ: تبوک ایک مقام کا نام ہے جہاں پر لڑائی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گئے تھے۔ زرقانی نے کہا کہ جمع دو طرح کا ہوگا ایک جمع تقدیم اور دوسرے جمع تاخیر جمع تقدیم یہ ہے کہ ظہر کے وقت میں عصر پڑھ لے اور جمع تاخیر یہ کہ عصر کے وقت میں ظہر پڑھے اسی طرح مغرب اور عشاء میں جمع تقدیم یہ ہے کہ مغرب کے وقت میں عشاء بھی پڑھ لے اور جمع تاخیر یہ ہے کہ عشاء کے وقت میں مغرب پڑھ لے۔ ابوداؤد نے کہا اکثر حدیثیں جمع تاخیر پر دلالت کرتی ہیں اور جمع تقدیم میں کوئی حدیث قائم نہیں پائی گئی مگر ترمذی اور احمد اور ابن حبان کی روایت میں معاذ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر تبوک میں جب کوچ کرتے قبل زوال آفتاب کے تو جمع تاخیر کرتے اور جب کوچ کرتے بعد زوال آفتاب کے تو جمع تقدیم کرتے اور احمد نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے۔ مرفوعاً لیکن اس کی اسناد میں ضعف ہے اور بیہقی نے باسنادِ صحیح ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا۔ جمع تقدیم کے متعلق علماء کے اس مقام میں بہت مذاہب ہیں حنفیہ کا یہ قول ہے کہ جمع بالکل درست نہیں ہے مگر عرفات میں ظہر اور عصر اور مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کا حج میں اور شافعی کے نزدیک مسافر کو جمع درست ہے۔ اسی طرح جب پانی برستا ہو اور احمد اور اسحاق کے نزدیک سفر اور مطر اور مرض میں جمع درست ہے اور محققین اہل حدیث کے نزدیک حضر میں بھی حاجت دینیہ یا دنیویہ کے لیے جمع کرنا درست ہے۔ بشرطیکہ عادت اس کی نہ کر لے اور یہی مختار ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا۔

۳۲۲۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُمْ خَرَجُوا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ تَبُوكَ فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ قَالَ فَأَخَّرَ الصَّلَاةَ يَوْمًا ثُمَّ

(۳۲۱) صحیح: التمهيد لابن عبد البر (۲۳۷/۲)۔

(۳۲۲) مسلم (۷۰۶) کتاب صلاة المسافرین: باب الجمع بین الصلاتین، أبو داود (۱۲۰٦) ترمذی (۵۵۳) نسائی (۵۸۷) ابن ماجه (۱۰۷۰) دارمی (۱۵۰۵)۔

خَرَجَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا ثُمَّ دَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا ثُمَّ قَالَ إِنَّكُمْ سَتَأْتُونَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ عَيْنَ تَبُوكَ وَإِنَّكُمْ لَنْ تَأْتُوهَا حَتَّى يَضْحَى النَّهَارُ فَمَنْ جَائَهَا فَلَا يَمَسَّ مِنْ مَائِهَا شَيْئًا حَتَّى آتِيَ فَجِئْنَاهَا وَقَدْ سَبَقَنَا إِلَيْهَا رَجُلَانِ وَالْعَيْنُ تَبِضُّ بِشَيْءٍ مِنْ مَاءٍ فَسَأَلَهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مَسِسْتُمَا مِنْ مَائِهَا شَيْئًا فَقَالَا نَعَمْ فَسَبَّهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ لَهُمَا مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ ثُمَّ غَرَفُوا بِأَيْدِيهِمْ مِنَ الْعَيْنِ قَلِيلًا قَلِيلًا حَتَّى اجْتَمَعَ فِي شَيْءٍ ثُمَّ غَسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ أَعَادَهُ فِيهَا فَجَرَتْ الْعَيْنُ بِمَاءٍ كَثِيرٍ فَاسْتَقَى النَّاسُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوشِكُ يَا مُعَاذُ إِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ أَنْ تَرَى مَا هَاهُنَا قَدْ مُلِئَ جِنَانًا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نکلے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے غزوہ تبوک کے سال تو رسول اللہ ﷺ جمع کرتے ظہر اور عصر کو اور مغرب اور عشاء کو۔ پس ایک دن تاخیر کی ظہر کی پھر نکل کر ظہر اور عصر کو ایک ساتھ پڑھا پھر داخل ہوئے ایک مقام میں پھر وہاں سے نکل کر مغرب اور عشاء کو ایک ساتھ پڑھا پھر فرمایا کہ کل اگر خدا چاہے تو تم پہنچ جاؤ گے تبوک کے چشمہ پر سو تم ہرگز نہ پہنچو گے یہاں تک کہ دن چڑھ جائے گا اگر تم میں سے کوئی اس چشمہ پر پہنچے تو اس میں پانی نہ چھوئے جب تک میں نہ آلوں پھر پہنچے ہم اس چشمہ پر اور ہم سے آگے دو شخص وہاں پہنچ چکے تھے اور چشمہ میں کچھ تھوڑا سا پانی چمک رہا تھا۔ پس پوچھا ان دونوں شخصوں سے رسول اللہ ﷺ نے۔ کیا چھوا تم نے اس کا پانی؟ بولے ہاں سو خفا ہوئے رسول اللہ ﷺ ان دونوں پر سخت۔ کہا ان کو اور جو منظور تھا اللہ کو وہ کہا ان سے پھر لوگوں نے چلوؤں سے تھوڑا تھوڑا پانی چشمہ سے نکال کر ایک برتن میں اکٹھا کیا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنا منہ اور ہاتھ دونوں اس میں دھو کر وہ پانی پھر اس چشمہ میں ڈال دیا پس چشمہ خوب بھر کر بہنے لگا سو پیا لوگوں نے پانی اور پلایا جانوروں کو بعد اس کے۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قریب ہے اے معاذ! اگر زندگی تیری زیادہ ہو تو دیکھے گا تو یہ پانی بھر دے گا باغوں کو۔

فائدہ: یہ پیشین گوئی آنحضرت ﷺ کی سچ ہوئی۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں دیکھ لیا کہ اس کا پانی باغوں میں بھرا جاتا تھا۔ ابن وضاح نے کہا کہ میں نے خود جا کر اس مقام کو دیکھا چشمہ کے گرد تمام باغ سرسبز ہونے لگے اور شاید قیامت تک ایسا ہی رہے۔

۳۲۳۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا عَجِلَ بِهِ السَّيْرُ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا رسول اللہ ﷺ کو جب جلدی چلنا سفر میں منظور ہوتا تو جمع کر لیتے مغرب اور عشاء کو۔

---

(۳۲۳) بخاری (۱۰۹۱) كتاب الجمعة : باب يصلي المغرب ثلاثا في السفر، مسلم (۷۰۳) أبو داود (۱۲۰۷) ترمذی (۵۵۵) نسائی (۵۹۸) احمد (۴/۲) (۴۴۷۲) دارمی (۱۵۱۷)۔

۳۲۴۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا فِي غَيْرِ خَوْفٍ وَلَا سَفَرٍ قَالَ مَالِكٌ أُرَى ذٰلِكَ كَانَ فِي مَطَرٍ ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پڑھیں ہمارے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے ظہر اور عصر ایک ساتھ (یعنی جمع کیا ان کو) اور مغرب اور عشاء ایک ساتھ (یعنی جمع کیا ان کو) بغیر خوف اور بغیر سفر کے۔ امام مالکؒ نے کہا کہ میرے نزدیک شاید یہ واقعہ بارش کے وقت ہوگا۔

فائدہ: یہ خیال امام مالکؒ کا صحیح نہیں ہوسکتا کیونکہ صحیح مسلم اور اصحاب سنن کی روایت میں ((مِنْ غَيْرِ خَوْفٍ وَلَا مَطَرٍ)) موجود ہے۔ یہی حدیث دلیل ہے محققین اہل حدیث کی اس باب میں کہ جمع کرنا ظہر اور مغرب اور عشا کا حضر میں حاجت دینیہ یا دنیویہ کے لیے درست ہے اگرچہ ائمہ اربعہ اس کے خلاف ہیں پھر جب حدیث صحیح موجود ہو تو خلاف ائمہ اربعہ بلکہ سارے جہان کے ائمہ اور علماء کا ضرر نہیں کرتا۔ رسول اللہ ﷺ سے خطا نہیں ہوسکتی اور سارے جہان کے مولوی اور علماء خطا کر سکتے ہیں بعض لوگوں نے اس کے خلاف میں جو استدلال کیا اس حدیث سے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس شخص نے جمع کیا دو نمازوں میں سوا اس نے ایک کبیرہ گناہ کیا۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔ جواب اس کا یہ ہے یہ استدلال بالکل نادرست ہے کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہے بہ اجماع محدثین پھر کیونکر معارض ہوگی حدیث صحیح کے۔

۳۲۵۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا جَمَعَ الْأُمَرَاءُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فِي الْمَطَرِ جَمَعَ مَعَهُمْ ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جمع کر لیتے حاکموں کے ساتھ مغرب اور عشاء میں بارش کے وقت۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔ علامہ البانیؒ نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔ [ارواء الغلیل (۴۱/۳)]

۳۲۶۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ سَأَلَ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ هَلْ يُجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي السَّفَرِ فَقَالَ نَعَمْ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ أَلَمْ تَرَ إِلَى صَلَاةِ النَّاسِ بِعَرَفَةَ ۔

ابن شہاب نے پوچھا سالم بن عبداللہ بن عمر سے کیا سفر میں ظہر اور عصر جمع کی جائیں؟ بولے کچھ حرج نہیں ہے کیا تم نے عرفات میں نہیں دیکھا ظہر اور عصر کو جمع کرتے ہیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

۳۲۷۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَسِيرَ يَوْمَهُ

---

(۳۲۴) مسلم (۷۰۵) كتاب صلاة المسافرين : باب الجمع بين الصلاتين ' أبو داود (۱۲۱۰) ترمذی (۱۸۷) نسائی (۶۰۱) أحمد (۲۲۳/۱) ۔

(۳۲۵) موقوف صحيح : عبدالرزاق (۵۵۶/۲) بيهقی (۱۶۸/۳) ابن ابی شيبة (۲۳۴/۲) ۔

(۳۲۶) مقطوع صحيح : عبدالرزاق (۵۵۰/۲) بيهقی (۱۶۵/۳) معرفة السنن والآثار (۴۴۴/۲) ۔

جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَسِيرَ لَيْلَهُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ۔

حضرت زین العابدین سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب دن کو چلنا چاہتے ظہر اور عصر کو جمع کر لیتے اور جب رات کو چلنا چاہتے مغرب اور عشاء کو جمع کر لیتے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح لغیرہ** ہے۔

فائدہ: بعض حنفیہ نے اس جمع کے معنی یہ بیان کیے ہیں کہ مراد جمع سے جمع صوری ہے۔ نہ حقیقی یعنی ظہر کی تاخیر کرنا اس قدر کہ جب نماز ظہر کی پڑھ لیں تو عصر کا وقت ہو جائے پھر عصر پڑھ لیں تو صورۃً یعنی ظاہر میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دونوں نمازوں کا جمع ہوا مگر نفس الامر اور حقیقت میں ایسا نہیں ہے بلکہ ہر ایک نماز اپنے وقت میں ہے لیکن یہ توجیہہ مردود ہے اس لیے کہ جمع مشروع ہوا ہے واسطے آسانی اور رفع حرج کے چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جب سوال ہوا اس کا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جمع سے یہ قصد کیا کہ میری اُمت کو حرج نہ ہو اور جمع صورت میں تو بڑی دقت اور نہایت حرج ہے۔ کیونکہ اول و آخر وقت کا کسی کو آسانی سے معلوم نہیں ہو سکتا بلکہ سوائے اخص الخواص کے بہت خواص اور تمام عوام اس کی دریافت سے عاجز ہیں۔

باب قصر الصلاۃ — سفر میں نماز قصر کرنے کا بیان

۳۲۸۔ عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَالِدِ بْنِ أَسِيدٍ أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنَّا نَجِدُ صَلَاةَ الْخَوْفِ وَصَلَاةَ الْحَضَرِ فِي الْقُرْآنِ وَلَا نَجِدُ صَلَاةَ السَّفَرِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ يَا ابْنَ أَخِي إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ بَعَثَ إِلَيْنَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَعْلَمُ شَيْئًا فَإِنَّمَا نَفْعَلُ كَمَا رَأَيْنَاهُ يَفْعَلُ۔

حضرت امیہ بن عبداللہ نے پوچھا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ ہم پاتے ہیں خوف کی نماز اور حضر کی نماز کو قرآن میں اور نہیں پاتے ہیں ہم سفر کی نماز کو قرآن میں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ اے بھتیجے میرے اللہ جل جلالہ نے بھیجا ہماری طرف حضرت محمد ﷺ کو اس وقت میں کہ ہم کچھ نہ جانتے تھے پس کرتے ہیں ہم جس طرح ہم نے دیکھا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو کرتے ہوئے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **حسن** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **حسن** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی کلام اللہ میں قصر کا ذکر موجود ہے لیکن اسی شرط سے جب خوف ہو کفار کا اور بغیر خوف کے سفر میں قصر کرنے کا کلام اللہ میں ذکر نہیں ہے یہ حدیث ثابت ہے۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ فرمایا حضرت ﷺ نے یہ صدقہ ہے اللہ کا قبول کرو اس کو اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ اور مدینہ کے بیچ میں دو دو رکعتیں پڑھیں اور ہم امن سے تھے کسی طرح کا خوف نہ تھا۔

---

(۳۲۸) صحیح لغیرہ: نسائی (۱۴۳۴) کتاب تفسیر الصلاۃ فی السفر: باب، ابن ماجہ (۱۰۶۶) احمد (۶۵/۲ ۔ ۶۶) ابن خزیمۃ (۷۲/۲) ابن حبان (۲۷۳۵)۔

۳۲۹۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ فُرِضَتْ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَأُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ وَزِيدَ فِي صَلَاةِ الْحَضَرِ ۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہا انہوں نے کہ نمازیں دو دو رکعتیں فرض ہوئی تھیں حضر اور سفر میں بعد اس کے سفر کی نماز اپنے حال پر رہی اور حضر کی نماز بڑھا دی گئی۔

فائدہ: بخاری کی روایت میں ہے کہ نمازیں پہلے دو دو رکعتیں فرض ہوئی تھیں پھر جب ہجرت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو چار ہوگئیں اور ابن خزیمہ وابن حبان اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ حضر اور سفر میں دو دو رکعتیں فرض ہوئی تھیں لیکن جب آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں اور اطمینان ہوگیا تو حضر کی نماز میں دو دو رکعتیں اور بڑھا دی گئیں اور فجر کی نماز اپنے حال پر رہی تاکہ اس میں قراءت طول کی جائے ور مغرب کی نماز اپنے حال پر رہی کیونکہ وہ وتر ہے دن کا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں چار رکعتیں پوری پڑھنا درست نہیں ہے کیونکہ اصل سفر کی نماز دو ہی رکعتیں مشروع ہوئی ہیں اور بعض ائمہ کے نزدیک سفر میں قصر کرنا رخصت ہے اور تمام کرنا افضل ہے۔ (زرقانی)

۳۳۰۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ لِسَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ مَا أَشَدَّ مَا رَأَيْتَ أَبَاكَ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ فِي السَّفَرِ فَقَالَ سَالِمٌ غَرَبَتْ الشَّمْسُ وَنَحْنُ بِذَاتِ الْجَيْشِ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ بِالْعَقِيقِ ۔

حضرت یحییٰ بن سعید نے کہا سالم بن عبداللہ سے کہ تم نے اپنے باپ کو کہاں تک دیر کرتے دیکھا مغرب کی نماز میں سفر میں؟ سالم نے کہا آفتاب ڈوب گیا تھا اور ہم اس وقت ذات الجیش میں تھے پھر نماز پڑھی مغرب کی عقیق میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح** ہے۔

فائدہ: حالانکہ ذات الجیش سے عقیق بارہ میل ہے اور ابن وضاح نے کہا سات میل ہے اور ابن وہب نے کہا چھ میل ہے۔ بہر حال مغرب کو دیر کر کے عشاء کے وقت میں عشاء کے ساتھ پڑھا۔ اس سے جمع کرنا سفر میں ثابت ہوا۔

باب ما يجب فيه قصر الصلاة — قصر کی مسافت کا بیان

۳۳۱۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا خَرَجَ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا قَصَرَ الصَّلَاةَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر جب رضی اللہ عنہما مدینہ سے نکلتے مکہ کو حج یا عمرہ کے لیے تو قصر کرتے نماز کا ذوالحلیفہ سے۔

(۳۲۹) بخاری (۳۵۰) كتاب الصلاة : باب كيف فرضت الصلاة في الاسراء، مسلم (۶۸۵) أبو داود (۱۱۹۸) نسائی (۴۵۵) أحمد (۲۷۲/۶) الدارمي (۱۵۰۹) ۔

(۳۳۰) موقوف صحيح : بيهقي (۱۶۵/۳) معرفة السنن والآثار (۴۵۰/۲) ۔

(۳۳۱) موقوف صحيح : عبدالرزاق (۵۳۰/۲ ۔ ۵۳۱) الشافعي في الام (۲۵۳/۷) ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

فائدہ: ذوالحلیفہ ایک مقام کا نام ہے مدینہ سے چھ میل پر وہی میقات ہے اہل مدینہ کا۔

۳۳۲۔ **عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهٗ رَكِبَ إِلَى رِيمٍ فَقَصَرَ الصَّلَاةَ فِي مَسِيرِهٖ ذٰلِكَ ۔**

حضرت سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مدینہ سے سوار ہوئے ریم کو جانے کے لیے تو قصر کیا نماز کو راہ میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ریم مدینہ سے چار برد کے فاصلے پر ہے۔

فائدہ: برد برید کی جمع ہے ایک برید چار فرسخ کا ہوتا ہے اور ایک فرسخ تین میل کا تو چار برید کے اڑتالیس میل ہوئے اور اڑتالیس میل چوبیس کوس ہوتے ہیں جو ہندوستان کی دو منزلیں ہوئیں اس سے دو منزل کی مسافت میں قصر کرنا ثابت ہوتا ہے۔

۳۳۳۔ **عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَكِبَ إِلَى ذَاتِ النُّصُبِ فَقَصَرَ الصَّلَاةَ فِي مَسِيرِهٖ ذٰلِكَ۔**

حضرت سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سوار ہوئے مدینہ سے ذات النصب کو تو قصر کیا نماز کو راہ میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ذات النصب مدینہ سے چار برد ہوگا۔

۳۳۴۔ **عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهٗ كَانَ يُسَافِرُ إِلَى خَيْبَرَ فَيَقْصُرُ الصَّلَاةَ ۔**

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر کرتے تھے مدینہ سے خیبر کا تو قصر کرتے تھے نماز کو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

فائدہ: مدینہ سے خیبر ۹۶ میل ہے۔ عبدالرزاق نے نافع سے روایت کیا کہ ادنیٰ مسافت قصر کی اس قدر تھی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک۔ (زرقانی)

۳۳۵۔ **عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقْصُرُ الصَّلَاةَ فِي مَسِيرِهِ الْيَوْمَ التَّامَّ۔**

حضرت سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قصر کرتے تھے نماز کا پورے ایک دن کی مسافت میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

---

(۳۳۲) موقوف صحيح : بيهقى (۱۳٦/۳ـ ۱۳۷) الشافعى فى المسند (۳٥٦/۱) ـ

(۳۳۳) موقوف صحيح : بيهقى (۱۳٦/۳) ابن المنذر فى الاوسط (۳٤۷/٤) ـ

(۳۳٤) موقوف صحيح : عبد الرزاق (٥۲۳/۲) بيهقى (۱۳٦/۳) ـ

(۳۳٥) موقوف صحيح : ابن المنذر فى الاوسط (۳٤۸/٤) بيهقى (۱۳۷/۳) ـ

۳۳۶۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ الْبَرِيدَ فَلَا يَقْصُرُ الصَّلَاةَ۔

نافع سفر کرتے تھے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک برید کا تو نہیں قصر کرتے تھے نماز کا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

۳۳۷۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقْصُرُ الصَّلَاةَ فِي مِثْلِ مَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالطَّائِفِ وَفِي مِثْلِ مَا بَيْنَ مَكَّةَ وَعُسْفَانَ وَفِي مِثْلِ مَا بَيْنَ مَكَّةَ وَجُدَّةَ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قصر کرتے تھے نماز کا اس قدر مسافت میں جتنے مکہ اور طائف کے بیچ میں ہے اور جتنے مکہ اور عسفان کے بیچ میں ہے اور جتنے مکہ اور جدہ کے بیچ میں ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا مجھے بہت پسند ہے قصر کے باب میں اور یہ سب مسافتیں چار چار برد کی ہوں گی۔ کہا امام مالکؒ نے نہ قصر کرے مسافر نماز کا جب تک نکل نہ جائے آبادی سے شہر کی اور نہ ترک کرے قصر کو جب تک آبادی میں شہر کی داخل نہ ہو یا اس کے قریب نہ ہو جائے۔

فائدہ: زرقانی نے کہا کہ یہ امر اجماع ہے لیکن جب سفر کو نکلنے لگے تو قصر کہاں سے شروع کرے اس میں اختلاف ہے بعض سلف نے یہ کہا ہے کہ جب ارادہ سفر کا کرلے تو اپنے گھر سے قصر کر سکتا ہے ابن منذرؒ نے اس کو رد کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ سے جتنی روایتیں ہیں سب سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ بعد مدینہ کے باہر ہو جانے کے آپ نے قصر کیا۔

باب صلاة المسافر اذا لم يجمع مكثا — مسافر جب نیت اقامت کی نہ کرے اور یونہی ٹھہر جائے تو قصر کرنے کا بیان

۳۳۸۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ أُصَلِّي صَلَاةَ الْمُسَافِرِ مَا لَمْ أُجْمِعْ مُكْثًا وَإِنْ حَبَسَنِي ذٰلِكَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ لَيْلَةً۔

حضرت سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے میں نماز قصر کیا کرتا ہوں جب تک نیت نہیں کرتا اقامت کی اگرچہ بارہ راتوں تک پڑا رہوں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔ علامہ البانیؒ نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔[ارواء

---

(۳۳۶) موقوف صحیح: عبدالرزاق (۵۲۳/۲) بیهقی (۱۳۷/۳) الشافعی فی الام (۱۸۳/۱)۔

(۳۳۷) موقوف صحیح: عبدالرزاق (۴۲۹۶) ابن ابی شیبة (۸۱۳۸) بیهقی (۱۳۷/۳)۔

(۳۳۸) موقوف صحیح: عبدالرزاق (۴۳۴۰، ۴۳۴۱) بیهقی (۱۵۲/۳)۔

الغليل (١٤/٣)]

فائدہ: ترمذی نے کہا اجماع کیا اہل علم نے کہ اگر مسافر نیت اقامت کی نہ کرے مگر کسی باعث سے ٹھہر جائے تو وہ قصر کیا کرے اگرچہ کئی سال اسی طرح گزر جائیں۔

۳۳۹۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ لَيَالٍ يَقْصُرُ الصَّلَاةَ إِلَّا أَنْ يُصَلِّيَهَا مَعَ الْإِمَامِ فَيُصَلِّيَهَا بِصَلَاتِهِ۔

نافع سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما مکہ میں دس رات تک ٹھہرے رہے اور نماز کا قصر کرتے رہے مگر جب امام کے ساتھ پڑھتے تو پوری پڑھ لیتے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

باب صلاة المسافر اذا أجمع مكثا — مسافر جب نیت اقامت کی کرے تو اس کی نماز کا بیان

۳۴۰۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ مَنْ أَجْمَعَ إِقَامَةَ أَرْبَعَ لَيَالٍ وَهُوَ مُسَافِرٌ أَتَمَّ الصَّلَاةَ۔

حضرت سعید بن مسیب کہتے تھے جو شخص نیت کرے چار رات کے رہنے کی تو وہ پورا پڑھے نماز کو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح** ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مجھے یہ پسند ہے۔

فائدہ: اور شافعیؒ اور ابو ثور اور داؤد اور ایک جماعت علماء کا یہی مذہب ہے۔ دلیل اُن کی حدیث ہے علاء بن حضرمی کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہرے مہاجر بعد ادا کرنے ارکان حج کے مکہ میں تین دن۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر چار دن ٹھہرے گا تو مکہ کا مقیم ہو جائے گا اور مہاجرین مدینہ کو اس زمانے میں مکہ کی اقامت درست نہ تھی۔ ثوری اور ابوحنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ جب تک پندرہ روز کی اقامت کی نیت نہ کرے قصر کرتا رہے اور ایسا ہی مروی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ طحاوی نے کہا کہ مخالفت ان دونوں صحابہ کی اور صحابیوں کی جانب سے ثابت نہیں ہے تو ضرور ہے عمل کرنا ان کے قول پر۔ امام محمد نے موطا میں کہا کہ ہم اس روایت سعید بن مسیب سے جو مالکؒ نے نقل کی ہے اخذ نہیں کرتے بلکہ ہمارے نزدیک جب تک مسافر پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت نہ کرے قصر کیے جائے اور یہی قول ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن مسیب کا۔ ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے روایت کیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت کرتے تو نماز پوری پڑھتے۔ (محلی وزرقانی)

مسئلہ: حضرت امام مالکؒ سے سوال ہوا قیدی کی نماز کا تو جواب دیا کہ قیدی مثل مقیم کے نماز پڑھے مگر جب مسافر ہو تو قصر کرے۔

---

(۳۳۹) موقوف صحيح : عبدالرزاق (٤٣٨١) ابن ابي شيبة (٣٨٥٨) ۔

(٣٤٠) مقطوع صحيح : بيهقى (١٤٨/٣) معرفة السنن والآثار (٤٣٢/٢) عبد الرزاق (٥٣٥/٢) ۔

باب صلاة المسافر اذا كان اماما أو وراء الامام — مسافر کا امام ہونا یا امام کے پیچھے نماز پڑھنا

۳۴۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ إِذَا قَدِمَ مَكَّةَ صَلَّى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَقُولُ يَا أَهْلَ مَكَّةَ أَتِمُّوا صَلَاتَكُمْ فَإِنَّا قَوْمٌ سَفْرٌ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب مدینہ سے مکہ آئے تو جماعت کے ساتھ دو رکعتیں پڑھا کر سلام پھیر دیتے پھر کہتے اے مکہ والو! تم اپنی نماز پوری پڑھو کیونکہ ہم مسافر ہیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

فائدہ: ترمذی نے اس حدیث کو مرفوعاً عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں حاضر ہوا ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فتح مکہ میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اقامت کی مکہ میں اٹھارہ راتوں تک۔ نہیں پڑھتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مگر دو رکعتیں پھر فرما دیتے تھے اے شہر والو! تم پڑھ لو چار رکعتیں کیونکہ ہم مسافر ہیں۔ زرقانی نے کہا کہ اسناد اس کی ضعیف ہے۔

۳۴۲۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّي وَرَاءَ الْإِمَامِ بِمِنًى أَرْبَعًا فَإِذَا صَلَّى لِنَفْسِهِ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما امام کے پیچھے منیٰ میں چار رکعتیں پڑھتے تھے اور جب اکیلے پڑھتے تھے تو دو رکعتیں پڑھتے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

۳۴۳۔ عَنْ صَفْوَانَ أَنَّهُ قَالَ جَاءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَعُودُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ صَفْوَانَ فَصَلَّى لَنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقُمْنَا فَأَتْمَمْنَا۔

حضرت صفوان بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عیادت کرنے آئے عبداللہ بن صفوان کے پاس تو دو رکعتیں پڑھائیں پھر جب انہوں نے سلام پھیرا ہم اٹھے اور پورا کیا نماز کو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

---

(۳٤۱) موقوف صحيح: عبدالرزاق في المصنف (٤٣٦٩) ابن ابي شيبة في المصنف (٣٨٦١) بيهقي في السنن الكبرى (١٦٦/٣)۔

(۳٤۲) موقوف صحيح: شافعي في مسنده (ص ٢٢٧) وفي الام (٢٤٨/٧) شرح معاني الآثار (٤٢٠/١) بيهقي في معرفة السنن والآثار (٤٢٧/٢)۔

(۳٤۳) موقوف صحيح: عبدالرزاق في المصنف (٤٣٧٣) بيهقي (١٥٧/٣) طحاوي في شرح معاني الآثار (٤٢٠/١)۔

باب صلاة النافلة في السفر بالنهار والليل والصلاة علي الدابة
سفر میں رات اور دن کو نفل پڑھنے کا بیان اور جانور پر نماز پڑھنے کا بیان

۳۴۴۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُصَلِّي مَعَ صَلَاةِ الْفَرِيضَةِ فِي السَّفَرِ شَيْئًا قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا إِلَّا مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي عَلَى الْأَرْضِ وَعَلَى رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر میں فرض کے ساتھ نفل نہیں پڑھتے تھے نہ آگے فرض کے نہ بعد فرض کے مگر رات کو زمین پر اتر کے اور کبھی اونٹ ہی پر نفل پڑھتے تھے اگرچہ منہ اونٹ کا قبلہ کی طرف نہ ہوتا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

فائدہ: صحیح مسلم میں حفص بن عاصم سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ہوا مکہ کی راہ میں تو ظہر کی دو رکعتیں فرض کی پڑھ کر چلے آئے اور ہم بھی اُن کے ساتھ چلے آئے پھر دیکھا لوگوں کو نماز پڑھتے ہوئے پوچھا کیا پڑھتے ہیں؟ لوگوں نے کہا سنت پڑھتے ہیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں ساتھ رہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے ان میں سے کوئی دو رکعتوں فرض سے زیادہ نہ پڑھتا تھا پھر اس آیت کو پڑھا ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ زرقانی نے کہا کہ بعض احادیث میں کبھی کبھی نفل پڑھنا سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے ابوداؤد اور ترمذی نے براء بن عاذب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے اٹھارہ سفر کیے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کبھی ترک نہیں کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں سنت کی قبل ظہر کے اور تمام سلف سے جواز سنتوں کے پڑھنے کا سفر میں ثابت ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ ہمارے مشائخ کا طریقہ سفر میں یہ ہے کہ سوا فجر کی سنتوں اور ایک رکعت وتر کے کوئی سنت نہیں پڑھتے بلکہ صرف فرض پڑھ لیتے ہیں اور ظہر، عصر اور مغرب، عشا کو جمع کرتے ہیں کبھی جمع تقدیم کبھی جمع تاخیر۔

۳۴۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَعُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَأَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ كَانُوا يَتَنَفَّلُوْنَ فِي السَّفَرِ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ قاسم بن محمد اور عروہ بن زبیر اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن نفل پڑھا کرتے تھے سفر میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا سفر میں نفل پڑھنے کا تو جواب دیا کہ کچھ قباحت نہیں ہے اور بعض اہل علم سے مجھے پہنچا ہے کہ وہ نفل پڑھتے تھے سفر میں۔

---

(۳۴۴) موقوف صحیح: بیهقی فی السنن الکبری (۱۵۸/۳) وفی معرفة السنن والآثار (۴۴۳/۲) الشافعی فی الام (۲۴۸/۷) وفی المسند (۳۶۱/۱)۔

(۳۴۵) مقطوع ضعیف: عبدالرزاق (۴۴۵۸) ابن ابی شیبة (۳۸۳۹)۔

۳۴۶۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَرَى ابْنَهُ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَتَنَفَّلُ فِي السَّفَرِ فَلَا يُنْكِرُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے بیٹے عبیداللہ کو سفر میں نفل پڑھتے ہوئے دیکھتے تھے پھر کچھ انکار نہ کرتے تھے ان پر۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **ضعیف** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: اس اثر سے جواز ثابت ہوا اور اس میں کسی کو کلام نہیں ہے غرض ہماری اولویت سے ہے۔

۳۴۷۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَهُوَ عَلَى حِمَارٍ وَهُوَ مُتَوَجِّهٌ إِلَى خَيْبَرَ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے گدھے پر اور رخ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیبر کی جانب تھا۔

فائدہ: رکوع اور سجود اشارہ سے کرتے تھے۔

۳۴۸۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ فِي السَّفَرِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے اونٹ پر سفر میں جس طرف اونٹ کا منہ ہوتا تھا اسی طرف اپنا منہ کرتے تھے۔ عبداللہ بن دینار نے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا کرتے تھے۔

فائدہ: یعنی نفل نماز پڑھتے تھے اس لیے کہ فرض بغیر عذر کے سواری پر درست نہیں ہیں اُوپر کی حدیث میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جو بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ و عثمان رضی اللہ عنہ سفر میں فرض پر زیادہ نہ کرتے تھے اس سے یہ غرض ہے کہ نوافل کو زمین پر نہیں پڑھتے تھے بلکہ اونٹ پر یا سواری پر پڑھ لیتے تھے پس اب وہ روایت اس روایت کی مخالف نہ ہوگی۔ (واللہ اعلم)

۳۴۹۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فِي السَّفَرِ وَهُوَ يُصَلِّي عَلَى حِمَارٍ وَهُوَ مُتَوَجِّهٌ إِلَى غَيْرِ الْقِبْلَةِ يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ إِيمَاءً مِنْ غَيْرِ أَنْ يَضَعَ وَجْهَهُ عَلَى شَيْءٍ ۔

---

(٣٤٧) بخاری (١٠٠٠) كتاب الجمعة : باب الوتر فى السفر، مسلم (٧٠٠) أبو داود (١٢٢٦) ترمذی (٤٧٢) نسائی (٤٩٢) ابن ماجه (١٢٠٠) احمد (٤/٢)۔

(٣٤٨) أيضا۔

(٣٤٩) بخاری (١١٠٠) كتاب الجمعة : باب صلاة التطوع على الحمار، مسلم (٧٠٢) نسائی (٧٤١) أحمد (١٢٦/٣)۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا حضرت انس رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھتے تھے سفر میں گدھے پر اور منہ ان کا قبلہ کی طرف نہ تھا رکوع اور سجدہ اشارہ سے کر لیتے تھے بغیر اس امر کے کہ منہ اپنا کسی چیز پر رکھیں۔

فائدہ: بخاری ومسلم نے زیادہ کیا کہ انس کہتے تھے اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے نہ دیکھتا تو میں نہ کرتا۔

باب صلاة الضحیٰ چاشت کی نماز کا بیان جس کو اشراق کی نماز بھی کہتے ہیں وقت اس کا آفتاب کے بلند ہونے سے دو پہر تک ہے

۳۵۰۔ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَامَ الْفَتْحِ ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ۔

حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس سال مکہ فتح ہوا آٹھ رکعتیں چاشت کی پڑھیں اور ایک کپڑا اوڑھ کر۔

۳۵۱۔ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ تَقُولُ ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ بِثَوْبٍ قَالَتْ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هَذِهِ فَقُلْتُ أُمُّ هَانِءٍ بِنْتُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِءٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ قَامَ فَصَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ زَعَمَ ابْنُ أُمِّي عَلِيٌّ أَنَّهُ قَاتِلٌ رَجُلًا أَجَرْتُهُ فُلَانُ بْنُ هُبَيْرَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ يَا أُمَّ هَانِءٍ قَالَتْ أُمُّ هَانِئٍ وَذَلِكَ ضُحًى۔

حضرت اُم ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جس سال فتح ہوا مکہ تو پایا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل کرتے ہوئے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا بیٹی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھپائے ہوئے تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کپڑے سے۔ کہا ام ہانی رضی اللہ عنہا نے سلام کیا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو پوچھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کون ہے؟ میں نے کہا ام ہانی بیٹی ابو طالب کی۔ تب فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشی ہو ام ہانی کو پھر جب فارغ ہوئے آپ غسل سے کھڑے ہو کر آٹھ رکعتیں پڑھیں ایک کپڑا پہن کر جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے کہا یا رسول اللہ! میرے بھائی علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں مار ڈالوں گا اس شخص کو جس کو تو نے پناہ دی ہے وہ شخص فلان بیٹا ہبیرہ کا ہے۔ پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم نے پناہ دی اس شخص کو جس کو تو نے پناہ دی اے ام ہانی! کہا ام ہانی نے اس وقت چاشت کا وقت تھا۔

---

(۳۵۰) بخاری (۲۸۰) كتاب الغسل: باب التستر فى الغسل عند الناس ' مسلم (۳۳٦) أبو داود (۱۲۹۱) ترمذی (٤٧٤) نسائی (۲۲۵) ابن ماجه (۱۳۲۳) أحمد (٣٤١/٦) دارمی (۱٤٥٣)۔

(۳۵۱) أيضا۔

فائدہ: اس حدیث سے آٹھ رکعتیں ضحیٰ کی معلوم ہوئیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ امان دینا عورت کا صحیح ہے اور یہی مذہب ہے ائمہ اربعہ کا۔

۳۵۲۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي سُبْحَةَ الضُّحَى قَطُّ وَإِنِّي لَأَسْتَحِبُّهَا وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَدَعُ الْعَمَلَ وَهُوَ يُحِبُّ أَنْ يَعْمَلَهُ خَشْيَةَ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ النَّاسُ فَيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ ۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا نہیں دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز چاشت کی پڑھتے ہوئے کبھی مگر میں پڑھتی ہوں اس کو اور رسول اللہ ﷺ کا قاعدہ تھا کہ ایک بات کو درست رکھتے تھے مگر اس کو نہیں کرتے تھے اس خوف سے کہ لوگ بھی اس کو کرنے لگیں اور وہ فرض ہو جائے۔

فائدہ: اور صحابہ کی روایت سے آنحضرت ﷺ کا نماز ضحیٰ پڑھنا ثابت ہے۔ اس صورت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نہ دیکھنا ضرر نہیں کرتا۔ چنانچہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بھی اس نماز کا علم نہ تھا اور نہ وہ اس کو پڑھتے تھے۔ لیکن مسلم نے روایت کیا عائشہ رضی اللہ عنہا سے آنحضرت ﷺ نماز ضحیٰ کی چار رکعتیں پڑھتے تھے اور زیادہ کرتے تھے جس قدر اللہ چاہتا تھا مگر یہ حدیث اس حدیث کے منافی نہیں ہے اس لیے کہ آنحضرت ﷺ کبھی کبھی ضحیٰ کی نماز پڑھتے تھے پس جائز ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی آنکھوں سے اُسے نہ دیکھا ہو مگر جس شخص نے دیکھا تھا اس سے سن کر پڑھنے کا حال اُن کو معلوم ہوا جب تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں اس کو پڑھا کرتی ہوں اگر بالکل حضرت ﷺ نے اسے نہ پڑھا ہوتا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کب پڑھتیں۔

۳۵۳۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تُصَلِّي الضُّحَى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ تَقُولُ لَوْ نُشِرَ لِي أَبَوَايَ مَا تَرَكْتُهُنَّ ۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نماز ضحیٰ کی آٹھ رکعتیں پڑھا کرتیں پھر کہتیں اگر میری ماں اور باپ جی اٹھیں تو بھی میں ان رکعتوں کو نہ چھوڑوں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** ہے کیونکہ زید بن اسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نہیں سنا۔

بَاب جَامِعِ سُبْحَةِ الضُّحَى — نماز چاشت کے بیان میں

۳۵۴۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ فَأَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُومُوا فَلِأُصَلِّيَ لَكُمْ قَالَ أَنَسٌ فَقُمْتُ إِلَى حَصِيرٍ لَنَا قَدْ اسْوَدَّ مِنْ

---

(۳۵۲) بخاری (۱۱۲۸) كتاب الجمعة : باب تحريض النبي على صلاة الليل والنوافل ' مسلم (۷۱۸) أبو داود (۱۲۹۳) نسائی (۲۱۸٤) احمد (۸٦/٦) دارمی (۱٤٥٥) ۔

(۳۵۳) موقوف ضعيف : نسائی فی السنن الكبرى (٤٨٢) أحمد (۱۳۸/٦) عبدالرزاق (٤٨٦٦) ۔

(۳٥٤) بخاری (۳۸۰) كتاب الصلاة : باب الصلاة على الحصير ' مسلم (٦٥٨) أبو داود (٦١٢) ترمذی (۲۳٤) نسائی (۸۰۱) أحمد (۱۳۱/۳) دارمی (۱۲۸۷) ۔

طُولِ مَا لُبِسَ فَنَضَحْتُهُ بِمَاءٍ فَقَامَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَفْتُ أَنَا وَالْيَتِيمُ وَرَائَهُ وَالْعَجُوزُ مِنْ وَرَائِنَا فَصَلَّى لَنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی نانی ملیکہ نے دعوت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پس کھایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا پھر فرمایا کہ کھڑے ہوتا کہ میں نماز پڑھوں تمہارے واسطے۔ کہا انس رضی اللہ عنہ نے پس کھڑا ہوا میں ایک بوریا لے کر جو سیاہ ہو گیا تھا بوجہ پرانا ہونے کے تو بھگویا میں نے اس کو پانی سے اور کھڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر اور صف باندھی میں نے اور یتیم نے پیچھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بڑھیا نے پیچھے ہمارے تو پڑھائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پھر چلے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم۔

فائدہ: یہ دعوت طلوع آفتاب کے بعد تھی اس وجہ سے یہ نماز ضحیٰ کی سمجھی گئی۔ اس حدیث سے بہت سے مسائل معلوم ہوئے عورت کی دعوت قبول کر لینا' پرانے فرش پر جس کی نجاست اور طہارت کا حال معلوم نہ ہو نماز پڑھ لینا' نفل نمازوں کو باجماعت پڑھنا اور ایک مرد ایک لڑکے کا پیچھے امام کے صف باندھ کر کھڑے ہونا' عورت کا مردوں کے پیچھے کھڑا ہونا۔

۳۵۵۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِالْهَاجِرَةِ فَوَجَدْتُهُ يُسَبِّحُ فَقُمْتُ وَرَائَهُ فَقَرَّبَنِي حَتَّى جَعَلَنِي حِذَائَهُ عَنْ يَمِينِهِ فَلَمَّا جَاءَ يَرْفَا تَأَخَّرْتُ فَصَفَفْنَا وَرَائَهُ۔

حضرت عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں گیا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گرمی کے وقت تو پایا میں نے ان کو نفل پڑھتے ہوئے پس کھڑا ہونے لگا میں پیچھے ان کے سو قریب کر لیا انہوں نے مجھ کو اور کھڑا کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برابر داہنی طرف بعد اس کے جب آیا یرفا تو پیچھے ہٹ گیا میں اور صف باندھی ہم دونوں نے پیچھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: یرفا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خادم کا نام تھا اس حدیث سے بھی نوافل میں امامت اور جماعت کا جائز ہونا معلوم ہوا۔

باب التشديد في أن يمر أحد بين يدي المصلي — نمازی کے سامنے سے چلے جانے کا بیان

۳۵۶۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَلَا يَدَعْ أَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلْيَدْرَأْهُ مَا اسْتَطَاعَ فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ))۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہو تو کسی

(۳۵۵) موقوف صحيح: بيهقي (۹۶/۳) معرفة السنن والآثار (۳۷۸/۲)۔

(۳۵٦) بخاري (۵۰۹) كتاب الصلاة: باب يرد المصلي من مر بين يديه' مسلم (۵۰۵) أبو داود (٦۹۷) نسائي (۷۵۷) ابن ماجه (۹۵٤) أحمد (۳٤/۳) (۱۱۳۱۹) دارمي (۱٤۱۱)۔

کو اپنے سامنے سے جانے نہ دے اگر کوئی جانا چاہے تو اس کو اشارہ سے منع کرے اگر نہ مانے تو پھر زور سے منع کرے اس لیے کہ وہ شیطان ہے۔

فائدہ: یعنی شیطان کا سا کام کرتا ہے کیونکہ باوصف منع کرنے کے بُرے کام سے باز نہیں آتا۔ بعضوں نے کہا فَلْيُقَاتِلْهُ سے مراد یہ ہے کہ بعد نماز کے اس سے لڑے اور جھگڑا کرے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں ہاتھ سے اشارہ کرنا درست ہے۔

۳۵۷۔ عَنْ أَبِي جُهَيْمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ)) قَالَ أَبُو النَّضْرِ لَا أَدْرِي أَقَالَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ شَهْرًا أَوْ سَنَةً ۔

حضرت ابو جہیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر جانے گزر جانے والا سامنے سے نمازی کے کہ کتنا عذاب ہے اس پر البتہ چالیس (دن یا مہینے یا برس) کھڑا رہے تو بہتر معلوم ہو اس کو گزر جانے سے شک ہے اس روایت میں ابو النصر کو۔

فائدہ: ابن ماجہ اور ابن حبان کی روایت میں ہے کہ سو برس تک کھڑا رہے تو بہتر معلوم ہو اس کو اس ایک قدم سے۔ اس حدیث سے نمازی کے سامنے سے چلے جانے کی بڑی وعید ثابت ہوئی مگر افسوس ہے کہ اس زمانے میں لوگ اس فعل کو آسان سمجھتے ہیں علی الخصوص حرمین شریفین میں تو بلا نکیر نمازی کے سامنے سے آتے ہیں۔ وہاں کے علماء کو بھی اس طرف توجہ نہیں ہے کہ عوام کو منع کرتے رہیں۔

۳۵۸۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ كَعْبَ الْأَحْبَارِ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يُخْسَفَ بِهِ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ ۔

حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ کعب احبار نے کہا جو شخص گزرتا ہے نمازی کے سامنے سے اگر اس کو معلوم ہو عذاب اس فعل کا البتہ اگر دھنس جائے زمین میں تو اچھا معلوم ہو اس کو سامنے گزر جانے سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

۳۵۹۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ أَيْدِي النِّسَاءِ وَهُنَّ يُصَلِّينَ ۔

مالکؒ کو پہنچا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ناپسند کرتے تھے کہ عورتوں کے سامنے سے گزر جائے اور وہ نماز پڑھ رہی ہوں۔

---

(۳۵۷) بخاری (۵۱۰) كتاب الصلاة : باب اثم المار بين يدي المصلي ' مسلم (۵۰۷) أبو داود (۷۰۱) ترمذی (۳۳۶) نسائی (۷۵۶) ابن ماجه (۹۴۵) أحمد (۱۶۹/۴) دارمی (۱۴۱۷)۔

(۳۵۸) مقطوع صحیح : عبدالرزاق (۲۰/۲) ۔

(۳۵۹) موقوف صحیح : عبدالرزاق (۲۰/۲) ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

۳۶۰۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْ أَحَدٍ وَلَا يَدَعُ أَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نہیں گزرتے تھے نماز میں کسی کے سامنے سے اور نہ اپنے سامنے سے کسی کو گزرنے دیتے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

باب الرخصة في المرور بين يدي المصلي — نمازی کے سامنے سے گزر جانے کی اجازت

۳۶۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ أَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلَى أَتَانٍ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْاحْتِلَامَ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي لِلنَّاسِ بِمِنًى فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ فَأَرْسَلْتُ الْأَتَانَ تَرْتَعُ وَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيَّ أَحَدٌ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں گدھی پر سوار ہو کر آیا اور عمر میری قریب بلوغ کے تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے منیٰ میں تو گزر گیا میں تھوڑی صف کے سامنے سے پھر اترا میں اور چھوڑ دیا گدھی کو وہ چرتی رہی اور میں صف میں شریک ہو گیا بعد نماز کے کسی نے کچھ برا نہ مانا۔

فائدہ: س وجہ سے کہ امام کے سامنے سترہ ہوگا اور امام کا سترہ مقتدیوں کو کفایت کرتا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ گدھے کا سامنے سے گزرنا نماز کو نہیں توڑتا اور ایسا ہی عورت اور سیاہ کتے کا سامنے سے گزر جانا نماز کو فاسد نہیں کرتا لیکن امام احمدؒ کے نزدیک اگر سیاہ کتا نمازی کے سامنے سے گزر جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

۳۶۲۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ كَانَ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصُّفُوفِ وَالصَّلَاةُ قَائِمَةٌ۔

امام مالکؒ کو پہنچا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ صفوں کے سامنے سے گزر جاتے تھے نماز میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا میں اس فعل کو جائز جانتا ہوں اس صورت میں کہ نماز کھڑی ہو جائے اور امام تکبیر تحریمہ کہہ لے اور آدمی کو اندر جانے کی جگہ نہ ملے بغیر صفوں کے سامنے سے جاتے ہوئے۔

---

(۳۶۰) موقوف صحيح: عبدالرزاق (۲۰/۲)۔

(۳۶۱) بخاری (۷۶) كتاب العلم: باب متى يصح سماع الصغير، مسلم (۵۰۴) أبو داود (۷۱۵) ترمذی (۳۳۷) نسائی (۷۵۲) ابن ماجه (۹۴۷) أحمد (۲۱۹/۱) دارمی (۱۴۱۵)۔

(۳۶۲) موقوف ضعيف: بيهقي في معرفة السنن والآثار (۱۲۰/۲)۔

فائدہ: لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ اندر جانے کی کوئی ضرورت واقع ہومثلاً پہلی صف میں کچھ جگہ خالی ہو یا اور کوئی باعث ہو ورنہ جائز نہیں الا کہ اس صورت میں کہ امام کے سامنے سترہ ہو۔

۳۶۳۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَالَ لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ مِمَّا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي۔

امام مالکؒ کو پہنچا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے نمازی کے سامنے سے کوئی چیز بھی گزر جائے مگر نماز اس کی نہیں ٹوٹتی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کو سعید بن منصور نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت کیا ہے۔(زرقانی)

۳۶۴۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ مِمَّا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي۔

حضرت سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ نمازی کے سامنے سے کوئی چیز بھی گزر جائے مگر اس کی نماز نہیں ٹوٹتی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

فائدہ: دارقطنی نے اس حدیث کو مرفوعاً روایت کیا ہے مگر اس کی اسناد ضعیف ہے ابوداؤد نے ابوسعید سے اور دارقطنی نے انس رضی اللہ عنہ اور ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مثل اس کی روایت کیا ہے اور طبرانی نے اوسط میں جابر رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی اخراج کیا ہے مگر اسناد ان سب روایتوں کی ضعیف ہے۔یہی مذہب ہے مالکؒ اور شافعیؒ اور ابوحنیفہؒ اور جمہور علماء کا اور ایک قوم کے نزدیک عورت یا گدھے یا سیاہ کتے کے سامنے سے نکل جانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے کیونکہ ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جب کوئی تم میں سے نماز کو کھڑا ہو تو اپنے سامنے کوئی چیز پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر رکھ لے ورنہ توڑ دے گی نماز اس کی عورت اور گدھا اور سیاہ کتا (الحدیث) روایت کیا اس کو مسلم نے اور یہی مسلم نے مرفوعاً ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نماز ٹوٹ جاتی ہے عورت اور گدھے اور کتے کے سامنے گزر جانے سے اور اگر سامنے کوئی چیز مثل پالان کی لکڑی کے ہو تو ان سب فسادات سے نماز بچ جاتی ہے۔محققین اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ حدیثیں نماز ٹوٹ جانے کی عورت اور گدھے اور کتے کے گزر جانے سے صحیح ہیں اور حدیث نہ ٹوٹنے نماز کی کسی چیز سے ضعیف ہے اس قابل نہیں کہ معارض ہو ان احادیث صحیحہ کے پس اخذ کرنا احادیث صحیحہ سے بہتر ہے علی الخصوص جب کہ اس میں احتیاط بھی ہو۔(واللہ اعلم)۔قاضی شوکانی نے نیل الاوطار میں اس مقام پر بہت بسط کیا ہے خلاصہ تحقیق یہ ہے کہ سیاہ کتے اور عورت حائض کے گزر جانے سے

---

(۳۶۳) موقوف صحيح : عبدالرزاق (۲۳٦۱) ابن ابی شيبة (۲۸۸٤) ابن عبد البر فی الاستذكار (۱۷۹/٦)، (۸۵۱۰) طحاوی فی شرح المعانی الآثار (٤٦٤/۱)۔

(۳٦٤) موقوف صحيح : عبدالرزاق (۲۳٦٦، ۲۳٦۸) ابن ابی شيبة (۲۸۸۵، ۲۸۸٦) طحاوی (٤٦۳/۱) بيهقی (۲۷۸/۲، ۲۷۹)۔

بے شک نماز ٹوٹ جاتی ہے اور عورت غیر حائض اور کتے سے جو سیاہ نہیں ہے نماز ٹوٹنے میں کلام ہے۔

باب سترة المصلى في السفر — سفر میں سترہ کا بیان

۳۶۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَسْتَتِرُ بِرَاحِلَتِهِ إِذَا صَلَّى۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے اونٹ کو سترہ بنا لیتے جب نماز پڑھتے سفر میں۔

فائدہ: صحیحین میں یہ فعل آنحضرت ﷺ سے منقول ہے۔

۳۶۶۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّ أَبَاهُ كَانَ يُصَلِّي فِي الصَّحْرَاءِ إِلَى غَيْرِ سُتْرَةٍ۔

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ نماز پڑھتے تھے صحرا میں بغیر سترہ کے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

فائدہ: اس وجہ سے کہ وہاں کسی کے آنے یا گزرنے کا احتمال نہ ہوتا ایسے مقام پر سترہ لگانا بھی کچھ ضروری نہیں ہے۔ سترہ وہاں چاہیے جہاں کسی کے گزرنے کا احتمال ہو۔

باب مسح الحصباء في الصلاة — نماز میں کنکروں کا ہٹانا

۳۶۷۔ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْقَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ إِذَا أَهْوَى لِيَسْجُدَ مَسَحَ الْحَصْبَاءَ لِمَوْضِعِ جَبْهَتِهِ مَسْحًا خَفِيفًا.

حضرت ابوجعفر قاری سے روایت ہے کہ دیکھا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو جب جھکتے تھے سجدہ کرنے کے لیے اور اپنے سجدہ کے مقام سے ہلکے سے کنکریوں کو ہٹا دیتے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

۳۶۸۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أَبَا ذَرٍّ كَانَ يَقُولُ مَسْحُ الْحَصْبَاءِ مَسْحَةً وَاحِدَةً وَتَرْكُهَا خَيْرٌ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ پہنچا ان کو کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کنکریوں کا ایک بار ہٹانا درست ہے اور نہ ہٹانا

---

(۳۶۵) بخاري (۴۳۰) كتاب الصلاة : باب الصلاة في مواضع الابل ' مسلم (۵۰۲) أبو داود (۶۹۲) ترمذی (۳۵۲) أحمد (۳/۲) دارمی (۱۴۱۲)۔

(۳۶۶) مقطوع صحيح : ابن ابی شيبة (۲۴۹/۱)۔

(۳۶۷) موقوف صحيح : بيهقی (۲۸۵/۲) ابن ابی شيبة (۴۱۲/۲) ابن المنذر فی الاوسط (۲۵۸/۳)۔

(۳۶۸) موقوف ضعيف : عبدالرزاق (۲۴۰۰ ' ۲۴۰۱ ' ۲۴۰۲) بيهقی (۲۸۵/۲)۔

سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔
تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **ضعیف** کہا ہے۔
فائدہ: احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ جب کوئی تم میں سے کھڑا ہو جائے تو رحمت اس کے سامنے ہوتی ہے پس نہ ہٹائے کنکریوں کو اور عبدالرزاق نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر چیز کو پوچھا یہاں تک کہ کنکریاں ہٹانے کو بھی پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار کی اجازت دی پھر کہا چھوڑ دے اور امام احمد نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کنکریاں ہٹانے کو پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار کی اجازت دی اور کہا کہ اگر تو باز رہے اس سے تو بہتر ہے سو اونٹوں کالی آنکھ والے سے اور جن صحابہ سے کنکریاں ہٹانا ثابت ہے وہ اسی موقع پر ہے کہ سجدہ نہ ہو سکتا ہو تو نہ ہٹانا اولیٰ ہے۔

باب ما جاء في تسوية الصفوف — صفیں برابر کرنے کا بیان

۳۶۹۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَأْمُرُ بِتَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ فَإِذَا جَاءُوهُ فَأَخْبَرُوهُ أَنْ قَدِ اسْتَوَتْ كَبَّرَ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ لوگوں کو صفیں برابر کرنے کا حکم دیتے تھے جب وہ لوگ لوٹ کر خبر دیتے کہ صفیں برابر ہو گئیں اس وقت تکبیر کہتے۔
تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **متصل صحیح** ہے۔
فائدہ: ابوداؤد اور ابن خزیمہ اور حاکم نے بہ اسناد صحیح روایت کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برابر کرو صفوں کو اور کندھے سے کندھا ملاؤ اور بیچ میں جگہ جو خالی ہو اس کو بند کرو اور بیچ میں خالی جگہ شیطان کے واسطے نہ چھوڑو اور بخاری نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برابر کرو صفوں کو کیونکہ برابر کرنا نماز کے قائم کرنے سے ہے اور ایک روایت میں مسلم اور ابوداؤد کی ہے کہ نماز کے تتمہ سے ہے اور ایک روایت میں بخاری کی ہے کہ صفیں اپنی برابر کرو ورنہ اللہ جل جلالہ تمہارے بیچ میں پھوٹ ڈال دے گا اسی طرح بے شمار حدیثیں صفیں برابر کرنے کی تاکید میں آئی ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ اس زمانے میں لوگوں کو جیسا چاہیے ویسا اس کا خیال نہ رہا۔ اللہ اُن کو ہدایت کرے۔

۳۷۰۔ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَمِّهِ أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَقَامَتِ الصَّلَاةُ وَأَنَا أُكَلِّمُهُ فِي أَنْ يَفْرِضَ لِي فَلَمْ أَزَلْ أُكَلِّمُهُ وَهُوَ يُسَوِّي الْحَصْبَاءَ بِنَعْلَيْهِ حَتَّى جَاءَهُ رِجَالٌ قَدْ كَانَ وَكَّلَهُمْ بِتَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّ الصُّفُوفَ قَدِ اسْتَوَتْ فَقَالَ لِي اسْتَوِ فِي الصَّفِّ ثُمَّ كَبَّرَ۔

حضرت مالک بن ابی عامر اصبحی سے روایت ہے کہ تھا میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ اتنے میں تکبیر ہوئی نماز کی اور میں

---

(۳۶۹) موقوف صحیح: عبدالرزاق (۴۷/۲) بیهقی (۲۱/۲) ابن ابی شیبة (۳۵۲/۱)۔
(۳۷۰) موقوف صحیح: عبدالرزاق (۴۹/۲) بیهقی (۲۱/۲ - ۲۲) مشکل الآثار للطحاوی (۲۲۲/۲)۔

ان سے باتیں کرتا رہااس لیے کہ میرا کچھ وظیفہ مقرر کریں اور وہ برابر کر رہے تھے کنکریوں کو اپنے جوتوں سے یہاں تک کہ آن پہنچے وہ لوگ جن کو صفیں برابر کرنے کے لیے مقرر کیا تھا اور انہوں نے خبر دی ان کو اس بات کی صفیں برابر ہو گئیں تو کہا مجھ سے کہ شریک ہو جا صف میں پھر تکبیر کہی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: اس اثر سے باتیں کرنے کا جواز تکبیر کے وقت ثابت ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ امام کو بعد تکبیر کے تھوڑا وقفہ کرنا چاہیے جب تک صفوں کے برابر کرنے کی خبر نہ آ جائے۔

باب وضع اليدين احداهما على الأخرى في الصلاة — نماز میں داہنا ہاتھ بائیں پر رکھنا

۳۷۱۔ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ أَبِي الْمُخَارِقِ الْبَصْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ وَوَضْعُ الْيَدَيْنِ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى فِي الصَّلَاةِ يَضَعُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى وَتَعْجِيلُ الْفِطْرِ وَالِاسْتِينَاءُ بِالسَّحُورِ۔

حضرت عبدالکریم سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا نبوت کی باتوں میں سے یہ بات ہے کہ جب تجھے حیاء نہ ہو تو جو جی چاہے کر اور نماز میں داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا اور روزہ جلدی افطار کرنا اور سحری کھانے میں دیر کرنا (یعنی صبح کے قریب کھانا)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح** ہے۔

فائدہ: زرقانی نے کہا کہ یہ امر اتفاقی ہے مگر اس کے مقام میں اختلاف ہے کوئی موضع معروف نہیں ہے۔ عبدالوہاب نے کہا شافعیؒ کا مذہب یہ ہے کہ سینہ کے نیچے اور ناف کے اوپر رکھے اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک ناف کے نیچے رکھے اور امام مالکؒ سے دو روایتیں ہیں ایک روایت میں ہاتھ باندھے اور ایک روایت میں چھوڑ دے۔ لیکن روایت ثانی کی کوئی دلیل احادیث اور افعال صحابہ سے پائی نہیں جاتی اور ابن منذرؒ نے امام مالکؒ سے اس کو نقل نہیں کیا مگر اکثر اصحاب مالک کے ارسال کی طرف گئے ہیں۔

مترجم کہتا ہے کہ صحیح ابن خزیمہ میں بہ اسناد صحیح مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہاتھ سینے پر باندھے اور ابوداؤد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول مذکور ہے کہ سنت ہے ایک کف (ہتھیلی) کا دوسرے کف پر رکھنا ناف کے نیچے اور ابن ابی شیبہ نے وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً تحت السرة کو نقل کیا ہے اور سب واسع ہے اہل تحقیق کے نزدیک مگر ہاتھ چھوڑنا بالکل مرجوح ہے اصحاب مالکیہ کو اس پر عمل نہ کرنا چاہیے اور احادیث صحیحہ پر جو ہاتھ باندھنے میں طریق متعددہ سے وارد ہیں عمل کرنا چاہیے علی الخصوص اس صورت میں کہ امام مالکؒ نے موطا میں بھی ہاتھ باندھنے کو ثابت کیا ہے۔

(۳۷۲) بخاری (۷٤٠) كتاب الأذان : باب وضع اليمنى على اليسرى في الصلاة ' أحمد (۳۳٦/٥) ـ

۳۷۲۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُونَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنَى عَلَى ذِرَاعِهِ الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ قَالَ أَبُو حَازِمٍ لَا أَعْلَمُ إِلَّا أَنَّهُ يَنْمِي ذَٰلِكَ ۔

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ حکم کیے جاتے تھے نماز میں داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنے کا۔ کہا ابوحازم نے کہ میں سمجھتا ہوں سہل اس حدیث کو مرفوع کرتے تھے۔

فائدہ: زرقانی نے کہا ابن خزیمہ نے وائل سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ سینے پر باندھے اور بزار نے روایت کیا کہ نزدیک سینے کے باندھے اور زیادات مسند میں ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ انہوں نے ہاتھ نیچے ناف کے باندھے مگر اسناد اس کی ضعیف ہے۔

باب القنوت في الصبح — صبح کی نماز میں قنوت پڑھنے کا بیان

۳۷۳۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَقْنُتُ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَاةِ ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قنوت نہیں پڑھتے تھے کسی نماز میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

فائدہ: احادیث صحیحہ سے قنوت پڑھنا آنحضرت ﷺ کا صبح کی نماز میں بعد رکوع کے ثابت ہے اور ترک بھی ثابت ہے سچ یہ ہے کہ اکثر آپ ﷺ نے ترک کیا کبھی کبھی پڑھا ہے بددعا کے لیے کفار پر۔ امام ہمام ابن قیم نے کتاب الصلوٰۃ میں لکھا ہے کہ احادیث متفق ہوگئیں اس پر کہ آپ ﷺ نے قنوت پڑھا بعد رکوع کے اور وہ بھی کسی عارضہ سے پھر چھوڑ دیا اس کو۔ امام احمد نے کہا کہ احادیث صحیحہ اکثر اسی طرف ہیں کہ آپ نے وتر میں بھی قنوت بعد رکوع کے پڑھا ہے تو عمل اس پر اولیٰ ہے اور قبل رکوع کے بھی جائز ہے۔ وتر میں جو قنوت صحیح طور سے ثابت ہے وہ یہ ہے: "اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ" اخیر تک اور یہ قنوت "اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ" الی آخرہ بہ سند ضعیف ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے صحاح میں اس کا ذکر نہیں ہے۔

ابن قیم نے کتاب الصلوٰۃ میں لکھا ہے کہ عبدوس بن مالک عطاء نے سوال کیا امام احمد بن حنبل سے کہ میں ایک شخص مسافر ہوں بصرہ کا رہنے والا اور ہمارے ہاں لوگوں نے چند امور میں اختلاف کیا ہے تو ہم چاہتے ہیں کہ آپ سے پوچھیں۔ کہا انہوں نے کہ میں نے کہا کہ بصرہ میں بعض لوگ نماز میں قنوت پڑھا کرتے ہیں اُن کے پیچھے نماز درست ہے امام احمد نے جواب دیا کہ ہاں درست ہے۔ اگلے زمانے میں لوگ نماز پڑھا کرتے تھے اُن لوگوں کے پیچھے جو قنوت پڑھا کرتے تھے اور جو نہیں پڑھتے تھے البتہ اگر قنوت میں کوئی حرف یا دعا اپنی طرف سے زیادہ کریں جیسے إِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ یا عَذَابَكَ بِالْجِدِّ یا نَحْفِدُ تو اپنی نماز کو توڑ کر الگ ہو جانا چاہیے۔ مترجم کہتا ہے کہ اس قول سے امام احمد کے ثابت ہوتا ہے کہ اللھم انا نستعینك و نستغفرك (الخ) اس قنوت کی کوئی اصل صحیح حدیث سے نہیں پائی جاتی مگر جزری نے حصن حصین میں

(۳۷۳) **موقوف صحیح**: عبدالرزاق (۳/ ۱۰۶) ابن ابی شیبة (۲/ ۱۰۰) الشافعی فی الام (۷/ ۲۴۸) وفی المسند (۱/ ۲۲۳) معرفة السنن والآثار (۲/ ۶۹)۔

ابن السنی کی اذکار اور ابن ابی شیبہ کی مصنف اور بیہقی کی سنن کبیر سے اس قنوت کو کسی قدر مرفوعاً اور کسی قدر موقوفاً ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے اور ابتدائے کتاب میں جزری نے لکھا ہے اَرْجُوْا اَنْ یَکُوْنَ جَمِیْعُ مَا فِیْہِ صَحِیْحًا اس وجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسناد بھی اس کی صحیح ہو آئندہ (العلم عند اللہ)۔ ہمارے مشائخ دعائے قنوت میں اللھم اھدنی فیمن ھدیت (الخ)۔ جو سند صحیح سے مروی ہے پڑھا کرتے ہیں۔

باب النهي عن الصلاة والانسان يريد حاجته — پاخانہ یا پیشاب کی حاجت کے وقت نماز نہ پڑھنا

۳۷۴۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْأَرْقَمِ كَانَ يَؤُمُّ أَصْحَابَهُ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ يَوْمًا فَذَهَبَ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمُ الْغَائِطَ فَلْيَبْدَأْ بِهِ قَبْلَ الصَّلَاةِ))۔

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ امامت کرتے تھے اپنے لوگوں کی تو ایک دن نماز تیار ہوئی چلے گئے حاجت کو پھر آئے اور بولے کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جب قصد کرے کوئی تم میں سے پاخانہ کا تو پہلے پاخانہ کرے پھر نماز پڑھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

۳۷۵۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدُكُمْ وَهُوَ ضَامٌّ بَيْنَ وَرِكَيْهِ۔

حضرت زید بن اسلم بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کوئی تم میں نماز نہ پڑھے جب وہ روکے ہو پیشاب یا پاخانہ کو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

باب انتظار الصلاة والمشي اليها — نماز کے انتظار کرنے کا اور نماز کو جانے کا ثواب

۳۷۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ

---

(٣٧٤) صحيح: أبو داود (٨٨) كتاب الطهارة: باب أيصلي الرجل وهو حاقن، ترمذى (١٤٢) نسائى (٨٥٢) ابن ماجه (٦١٦) أحمد (٤٨٣/٣) دارمى (١٤٢٧)۔

(٣٧٦) بخارى (٤٤٥) كتاب الصلاة: باب الحدث فى المسجد، مسلم (٦٤٩) أبو داود (٤٦٩) ترمذى (٣٣٠) نسائى (٧٣٣) ابن ماجه (٧٩٩)۔

فِي مُصَلَّاهُ الَّذِي صَلَّى فِيهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتے دعا کرتے ہیں اس شخص کے لیے جو بیٹھا رہے اس جگہ میں جہاں وہ نماز پڑھ چکا ہے جب تک اس کو حدث نہ ہو کہتے ہیں اے اللہ بخش دے اس کو رحم کر اس پر۔

فائدہ: یعنی ایک نماز پڑھ کر دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھا رہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا حدث سے مراد وہ امر ہے جس سے وضو ٹوٹ جائے۔

۳۷۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا كَانَتْ الصَّلَاةُ تَحْبِسُهُ لَا يَمْنَعُهُ أَنْ يَنْقَلِبَ إِلَى أَهْلِهِ إِلَّا الصَّلَاةُ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ہی میں رہتا ہے وہ شخص جس کو نماز گھر جانے سے روکے رہے۔

فائدہ: یعنی ایک نماز پڑھ کر دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھا رہے اور اپنے گھر کو نہ جائے محض نماز کے واسطے تو اس کے لیے ثواب نماز کا لکھا جائے گا اگرچہ وہ خالی بیٹھا رہے۔

۳۷۸۔ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ أَنَّ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ كَانَ يَقُولُ مَنْ غَدَا أَوْ رَاحَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُرِيدُ غَيْرَهُ لِيَتَعَلَّمَ خَيْرًا أَوْ لِيُعَلِّمَهُ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى بَيْتِهِ كَانَ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ رَجَعَ غَانِمًا ۔

سمی بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر بن عبد الرحمٰن کہتے تھے جو شخص صبح کو یا سہ پہر کو جائے مسجد میں نیک امر سیکھنے کو یا سکھانے کو۔ پھر لوٹ آئے اپنے گھر میں تو گویا جہاد سے غنیمت لے کر لوٹا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: طبرانی نے اس حدیث کو مرفوعاً سہل بن سعد رضی اللہ عنہ اور ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے لیکن ابی امامہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اس کو ایک پورے حج کا ثواب ملے گا۔

۳۷۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ ثُمَّ جَلَسَ فِي مُصَلَّاهُ لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَيْهِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ فَإِنْ قَامَ مِنْ مُصَلَّاهُ فَجَلَسَ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ لَمْ يَزَلْ فِي صَلَاةٍ حَتَّى يُصَلِّيَ ۔

---

(۳۷۷) بخاری (۶۵۹) کتاب الأذان : باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلاۃ، مسلم (۶۴۹) أبو داود (۴۷۰) ترمذی (۳۳۰) نسائی (۷۳۳) ابن ماجہ (۷۷۴) ۔

(۳۷۹) موقوف صحیح : البزار فی المسند (۱/۱۵۸) ابن عبد البر فی التمهید (۱۶/۲۰۵، ۲۰۷) دار قطنی فی العلل (۱۱/۱۶۳) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے جو شخص تم میں سے نماز پڑھ کر وہیں بیٹھا رہے تو ملائکہ دعا کرتے ہیں اس کے لیے یا اللہ! بخش دے اس کو رحم کر اس پر اگر کھڑا ہو گیا اس جگہ سے لیکن بیٹھا رہا مسجد میں نماز کے انتظار میں تو گویا وہ نماز ہی میں ہے جب تک نماز پڑھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔ امام ابن عبدالبرؒ نے کہا ہے کہ یہ حدیث **صحیح** ہے۔ امام دارقطنیؒ نے بھی اس حدیث کو **صحیح** کہا ہے۔

۳۸۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عِنْدَ الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَى إِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا نہ بتاؤں میں تم کو وہ چیزیں جو دور کرتی ہیں گناہوں کو اور بڑھاتی ہیں درجوں کو پورا کرنا وضو کا تکلیف کے وقت اور قدم بہت ہونا مسجد تک اور انتظار کرنا نماز کا بعد ایک نماز کے' یہی رباط ہے یہی رباط ہے یہی رباط۔

فائدہ: یعنی وضو کے اعضاء کو سنت کے موافق دھونا اس میں کمی نہ کرنا تکلیف کے وقت مثلاً سردی یا ہوا کے وقت یا بیماری کے وقت۔

فائدہ: یعنی مکان دور ہو مسجد سے وہاں سے مسجد کو آنا اور جانا۔ بنی سلمہ نے جب ارادہ کیا کہ مسجد نبوی کے پاس آ رہیں کیونکہ ان کے مکان دور تھے تو فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ آثَارُكُمْ" اپنے گھروں میں رہو تمہارے قدم لکھے جاتے ہیں۔

فائدہ: یعنی اللہ جل جلالہٗ نے جو فرمایا ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا﴾ تو رَابِطُوا سے یہ امر مراد ہیں رباط سے نماز پر مواظبت کرنا مقصود ہے اور اصل میں رباط کہتے ہیں دشمن کے فکر میں رہنے کو مورچہ میں دشمن کے انتظار کرنے کو۔

۳۸۱۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ يُقَالُ لَا يَخْرُجُ أَحَدٌ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ النِّدَاءِ إِلَّا أَحَدٌ يُرِيدُ الرُّجُوعَ إِلَيْهِ إِلَّا مُنَافِقٌ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ سعید بن مسیبؒ نے کہا کہتے ہیں مسجد سے بعد اذان کے جو نکل جائے اور پھر آنے کا ارادہ نہ ہو تو وہ منافق ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ روایت انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** ہے۔

---

(۳۸۰) مسلم (۲۵۱) کتاب الطهارة : باب فضل اسباغ الوضوء علی المکاره ' ترمذی (۵۱) کتاب الطهارة : باب ما جاء فی اسباغ الوضوء، نسائی (۱۴۳) کتاب الطهارة : باب الفضل فی ذالك ، ابن عبد البر فی التمهید (۲۲۳/۲۰) أحمد (۲۳۵/۲)۔

(۳۸۱) مقطوع ضعیف : دارمی (۴۴۶) عبدالرزاق (۱۹۴۶) بیهقی (۵۶/۳-۵۷)۔

فائدہ: مقصود یہ ہے کہ یہ کام اس کا منافقوں کا سا ہے اگر نماز جماعت سے پڑھ چکا ہے تو تکبیر شروع ہونے کے اول نکل سکتا ہے اگر تکبیر ہو جائے تو پھر پڑھ لے۔

باب النهي عن الجلوس لمن دخل المسجد قبل أن يصلي — جو شخص مسجد میں جائے تو بغیر دو رکعتیں نفل پڑھے ہوئے نہ بیٹھے

۳۸۲۔ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ)) ۔

حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں سے کوئی مسجد میں جائے تو دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھے۔

فائدہ: اس کو تحیۃ المسجد کہتے ہیں اگر مسجد حرام میں جائے تو وہاں طواف شروع کرے اور دوگانہ طواف کا تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہو جائے گا۔

۳۸۳۔ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ قَالَ لَهُ أَلَمْ أَرَ صَاحِبَكَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَجْلِسُ قَبْلَ أَنْ يَرْكَعَ قَالَ أَبُو النَّضْرِ يَعْنِي بِذٰلِكَ عُمَرَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَيَعِيبُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ أَنْ يَجْلِسَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَبْلَ أَنْ يَرْكَعَ ۔

حضرت ابوالنضر سے روایت ہے کہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہا مجھ سے میں نہیں دیکھتا تمہارے صاحب یعنی عمر بن عبید اللہ کو تحیۃ المسجد پڑھتے ہوئے جب آتے ہیں مسجد کو تو بیٹھ جاتے ہیں بغیر دو رکعتیں پڑھے ہوئے ابوالنضر نے کہا کہ ابوسلمہ عیب کرتے تھے اس امر کا عمر بن عبید اللہ پر۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے ۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا تحیۃ المسجد پڑھنا مستحب ہے واجب نہیں۔

فائدہ: باتفاق ائمہ اربعہ کے اور ظاہریہ کے نزدیک واجب ہے مگر ابن حزم نے عدم وجوب لکھا ہے۔ زرقانی نے کہا اس میں کچھ اشکال

---

(۳۸۲) بخاری (٤٤٤) كتاب الصلاة : باب اذا دخل أحدكم المسجد فليركع ركعتين ' مسلم (٧١٤) أبو داود (٤٦٧) ترمذی (٣١٦) نسائی (٧٣٠) ابن ماجه (١٠١٣) احمد (٢٩٥/٥) ۔

(۳۸۳) **مقطوع صحيح** : عبد الرزاق (٤٢٨/١) ۔

(۳۸٤) **موقوف صحيح** : بيهقى (١٠٧/٢) الشافعى فى الام (٢٥١/٧) وفى المسند (٢١٨/١ ، ٢١٩) معرفة السنن والآثار (٩/٢) ۔

نہیں ہے اگر چہ ابن حزم ظاہری ہیں مگر بعض مسائل میں خلاف کرنا کچھ ممنوع نہیں ہے۔ جیسے بہت مقلدین ائمہ اربعہ میں ہیں کہ بعض مسائل میں خلاف اپنے ائمہ کا کرتے ہیں۔

باب وضع اليدين على ما يوضع عليه الوجه في السجود — جس چیز پر سجدہ کرے اس پر دونوں ہاتھ رکھے

۳۸۴۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى الَّذِي يَضَعُ عَلَيْهِ جَبْهَتَهُ قَالَ نَافِعٌ وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ فِي يَوْمٍ شَدِيدِ الْبَرْدِ وَإِنَّهُ لَيُخْرِجُ كَفَّيْهِ مِنْ تَحْتِ بُرْنُسٍ لَهُ حَتَّى يَضَعَهُمَا عَلَى الْحَصْبَاءِ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب سجدہ کرتے تھے تو جس چیز پر سجدہ کرتے تھے اسی پر ہاتھ رکھتے تھے۔ نافع نے کہا کہ سخت جاڑے کے دن میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا اپنے ہاتھ نکالتے تھے جبہ سے اور رکھتے تھے ان کو پتھریلی زمین پر۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

۳۸۵۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ مَنْ وَضَعَ جَبْهَتَهُ بِالْأَرْضِ فَلْيَضَعْ كَفَّيْهِ عَلَى الَّذِي يَضَعُ عَلَيْهِ جَبْهَتَهُ ثُمَّ إِذَا رَفَعَ فَلْيَرْفَعْهُمَا فَإِنَّ الْيَدَيْنِ تَسْجُدَانِ كَمَا يَسْجُدُ الْوَجْهُ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جو شخص پیشانی زمین پر رکھے تو اپنے ہاتھ بھی زمین پر رکھے پھر منہ اٹھائے تو ہاتھ بھی اٹھائے اس لیے کہ ہاتھ بھی سجدہ کرتے ہیں جیسے منہ سجدہ کرتا ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

باب الالتفات والتصفيق في الصلاة عند الحاجة — نماز میں کسی طرف دیکھنا یا دستک دینا وقت حاجت کے

۳۸۶۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ إِلَى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ وَحَانَتِ الصَّلَاةُ فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَقَالَ أَتُصَلِّي لِلنَّاسِ فَأُقِيمَ قَالَ

---

(۳۸۵) موقوف صحيح : بيهقى (۱۰۷/۲)۔

(۳۸٦) بخارى (٦٨٤) كتاب الأذان : باب من دخل ليؤم الناس ' مسلم (٤٢١) أبو داود (٩٤٠) نسائى (٨٧٤) ابن ماجه (١٠٣٥) أحمد (٣٣٧/٥) دارمى (١٣٦٤)۔

نَعَمْ فَصَلَّى أَبُو بَكْرٍ فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ فِي الصَّلَاةِ فَتَخَلَّصَ حَتَّى وَقَفَ فِي الصَّفِّ فَصَفَّقَ النَّاسُ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي صَلَاتِهِ فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ مِنَ التَّصْفِيقِ الْتَفَتَ أَبُو بَكْرٍ فَرَأَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ امْكُثْ مَكَانَكَ فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلَى مَا أَمَرَهُ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ اسْتَأْخَرَ حَتَّى اسْتَوَى فِي الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَثْبُتَ إِذْ أَمَرْتُكَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا كَانَ لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لِي رَأَيْتُكُمْ أَكْثَرْتُمْ مِنَ التَّصْفِيحِ مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيُسَبِّحْ فَإِنَّهُ إِذَا سَبَّحَ الْتُفِتَ إِلَيْهِ وَإِنَّمَا التَّصْفِيحُ لِلنِّسَاءِ ـ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گئے بنی عمرو بن عوف کے پاس اُن میں صلح کرنے کو اور وقت آ گیا نماز کا تو مؤذن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر بولا اگر تم نماز پڑھاؤ تو میں تکبیر کہوں؟ بولے اچھا پس شروع کی نماز ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اور آ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگ نماز پڑھ رہے تھے۔ سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کو چیر کر پہلی صف میں آ کر کھڑے ہو گئے پس دستک دی لوگوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں کسی طرف دھیان نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ لوگوں نے بہت زور سے دستکیں دینا شروع کیں۔ تب دیکھا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ارادہ کیا پیچھے ہٹنے کا پس اشارہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جگہ پر رہو تو دونوں ہاتھ اٹھا کر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خدا کا شکر کیا اس بات پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو امام رہنے کا حکم دیا پھر پیچھے ہٹ آئے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور آگے بڑھ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نماز پڑھ کر فارغ ہوئے۔ پھر فرمایا' اے ابوبکر! تم کیوں اپنی جگہ پر کھڑے نہ رہے جب میں نے تم سے اشارہ کیا تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا بھلا ابوقحافہ کے بیٹے کو پہنچتا ہے کہ نماز پڑھائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے تب فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے تم نے اس قدر دستکیں کیوں بجائیں جس شخص کو نماز میں کچھ حادثہ پیش آئے تو سبحان اللہ کہے لوگ اس طرف دیکھ لیں گے اور دستک دینا عورتوں کے لیے ہے۔

فائدہ: کیونکہ دو آدمی اُن میں سے آپس میں لڑتے تھے پتھروں سے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ صفوں کو چیر کر صف اول میں جانا درست ہے جب وہاں جگہ خالی ہو یا وہ شخص امام ہو۔

فائدہ: اس سے ثابت ہوا کہ دونوں ہاتھ اٹھانا دعا یا ثنا کے لیے نماز میں درست ہے۔

فائدہ: اس سے ثابت ہوا کہ ایک نماز دو اماموں کے پیچھے درست ہے اور اگر امام غائب ہو تو دوسرے کو امامت کرنا درست ہے پھر اگر اصلی امام آ جائے تو اس کو اختیار ہے چاہے اقتداء کرے یا خود امام ہو جائے اور جو شخص پہلے کھڑا ہو گیا تھا وہ پیچھے آ جائے۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ یہ امر اور امام کے لیے نہیں ہو سکتا بلکہ یہ خصائص میں سے تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ کیا اجماع کا اس فعل کے عدم جواز پر۔ زرقانی نے

کہا کہ دعویٰ اجماع غلط ہے بلکہ شافعیہ کے نزدیک صحیح مشہور یہ ہے کہ یہ فعل جائز ہے اور نماز فاسد نہ ہوگی۔

فائدہ: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے نام کو تواضع اور انکسار کی راہ سے بیان نہیں کیا۔ ابوقافہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے باپ کی کنیت ہے اور نام اُن کا عثمان بن عامر ہے۔ اگر کوئی کہے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مخالفت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا تھا کہ اپنی جگہ پر رہو اور الأمر فوق الادب کا لحاظ نہ کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قرینہ حال سے پہچان لیا کہ یہ امر اختیاری تھا نہ وجوبی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قصد نماز پڑھانے کا تھا ورنہ صفیں چیر کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ آتے۔ (زرقانی)

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بغیر ضرورت کے نماز میں دائیں بائیں دیکھنا مکروہ ہے اور اہل ظاہر کے نزدیک حرام ہے۔ یہ دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے التفات یعنی دائیں بائیں دیکھنا نماز میں شیطان کی اُچک ہے۔ اُچک لیتا ہے نماز میں سے اور حدیث ابی ذر رضی اللہ عنہ کی کہ اللہ تعالیٰ متوجہ رہتا ہے بندہ کی طرف نماز میں جب تک وہ قبلہ کی طرف دیکھتا رہے پھر جب وہ قبلہ کی طرف سے منہ پھیرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے منہ پھیر لیتا ہے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ نماز میں التفات تین قسم ہے ایک یہ کہ بغیر گردن موڑے ہوئے صرف گوشہ چشم سے اِدھر اُدھر دیکھے یہ مکروہ نہیں ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی منقول ہے۔ دوسرے یہ کہ گردن موڑ کر اِدھر اُدھر دیکھے یہ مکروہ ہے۔ تیسرے یہ کہ سینہ موڑ کر دیکھے اس سے نماز ٹوٹ جائے گی۔

۳۸۷۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ لَمْ يَكُنْ يَلْتَفِتُ فِي صَلَاتِهِ ـ

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز میں التفات نہیں کرتے تھے۔

۳۸۸۔ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْقَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أُصَلِّي وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَرَائِي وَلَا أَشْعُرُ بِهِ فَالْتَفَتُّ فَغَمَزَنِي ـ

ابوجعفر قاری سے روایت ہے کہ میں پڑھتا تھا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما میرے پیچھے تھے مجھے خبر نہ تھی میں نے ان کو دیکھا تو دبا دیا انہوں نے مجھ کو (یعنی منع کیا التفات سے)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

باب ما يفعل من جاء والامام راكع جو شخص آیا اور امام کو رکوع میں پایا وہ کیا کرے

۳۸۹۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّهُ قَالَ دَخَلَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ الْمَسْجِدَ فَوَجَدَ النَّاسَ رُكُوعًا

---

(۳۸۸) **موقوف صحیح**: عبدالرزاق (۲۵۸/۲) برقم (۳۲۷٤)۔

(۳۸۹) **موقوف صحیح**: بیهقی (۹۰/۲) طحاوی فی شرح معانی الآثار (۳۹۸/۱) ابن المنذر فی الاوسط (۱۸٦/٤)

فَرَكَعَ ثُمَّ دَبَّ حَتّٰى وَصَلَ الصَّفَّ ۔

حضرت ابوامامہ بن سہل سے روایت ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ مسجد میں آئے تو امام کو رکوع میں پایا پس رکوع کر لیا پھر آہستہ چل کر صف میں مل گئے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

۳۹۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يَدِبُّ رَاكِعًا ۔

امام مالک ؒ کو پہنچا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ وہ رکوع میں آہستہ چلتے تھے صف میں مل جانے کو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔ امام ابن عبدالبرؒ نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ جس شخص کو خیال ہو کہ جب تک صف میں جا کر پہنچوں گا تو امام رکوع سے کھڑا ہو جائے گا اور ایک رکعت فوت ہو جائے گی وہ جہاں پر ہو وہیں رکوع کر کے آہستہ آہستہ آگے بڑھ کر صف میں شریک ہو جائے۔ شافعیؒ نے اس فعل کو مستحب کہا ہے اور ابوحنیفہؒ نے مکروہ کہا ہے ایک شخص کے واسطے اور جائز رکھا ہے جماعت کے واسطے۔

باب ما جاء في الصلاة على النبي — درود شریف کے بیان میں

۳۹۱۔ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ فَقَالَ قُولُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ۔

حضرت ابوحمید ساعدی سے روایت ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یا رسول اللہ! کیونکر درود بھیجیں آپ پر۔ تو فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہو اے پروردگار رحمت اتار اپنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی بیبیوں اور آل پر جیسے رحمت کی تو نے ابراہیم علیہ السلام پر اور برکت اتار محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی بیبیوں پر اور آل پر جیسے تو نے برکت اتاری ابراہیم علیہ السلام کی اولاد پر بے شک تو تعریف کے لائق اور بڑا ہے۔

۳۹۲۔ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ أَتَانَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَجْلِسِ سَعْدِ

(۳۹۰) موقوف صحيح: بيهقي (۲/۹۰ ـ ۹۱) شرح معاني الآثار (۳۹۷/۱) ـ

(۳۹۱) بخاری (۳۳٦۹) كتاب أحاديث الأنبياء: باب قول الله عزوجل واتخذ الله ابراهيم خليلا ' مسلم (٤۰۷) أبو داود (۹۷۹) نسائی (۱۲۹٤) ابن ماجه (۹۰۵) ـ

(۳۹۲) مسلم (٤۰۵) كتاب الصلاة: باب الصلاة على النبي بعد التشهد ' أبو داود (۹۸۰) ترمذی (۳۲۲۰) نسائی (۱۲۸۵) أحمد (۱۱۸/٤) دارمی (۱۳٤۳) ـ

بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهُ بَشِيرُ بْنُ سَعْدٍ أَمَرَنَا اللّٰهُ أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ قَالَ فَسَكَتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَمَنَّيْنَا أَنَّهُ لَمْ يَسْأَلْهُ ثُمَّ قَالَ قُولُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ ۔

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے ہمارے پاس سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے مکان میں تو کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے، حکم کیا ہم کو اللہ جل جلالہ نے درود بھیجنے کا آپ پر تو کیونکر درود بھیجیں آپ پر۔ پس چپ ہو رہے آپ یہاں تک کہ ہم کو تمنا ہوئی کہ کاش نہ پوچھتے آپ سے۔ پھر فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہو۔ "اللھم صل علی محمدد علی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وبارك علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ال ابراھیم فی العالمین انك حمید مجید" اور سلام بھیجنے کی ترکیب جیسے تم جان چکے ہو۔

فائدہ: یعنی السلام علیك أیها النبی ورحمة اللہ وبرکاته۔

۳۹۳۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ رَأَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقِفُ عَلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ ۔

عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو کھڑے ہوتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر پھر درود بھیجتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ پر۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج کر ان دونوں کے لیے دعا کرتے تھے یا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ پر بھی ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے درود بھیجتے تھے اور غیر نبی پر درود بھیجنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے درست ہے۔ مثلاً یوں کہتے " اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى صَاحِبَيْهِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ "۔

باب العمل في جامع الصلاة — متفرق حدیثیں نماز کی

۳۹۴۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ وَبَعْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ لَا يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتَّى

(۳۹۳) موقوف صحیح : بیهقی (۲٤٥/٥) الطبقات الکبری لابن سعد (۲۱۰/۳)۔

(۳۹٤) بخاری (۳۹۷) کتاب الصلاة : باب قول اللہ تعالی واتخذوا من مقام ابراهیم مصلی، مسلم (۷۲۹) أبو داود (۱۲٥۲) ترمذی (٤۳۳) نسائی (۸۷۳) ابن ماجه (۱۱۳۰) أحمد (٦/۲)۔

يَنْصَرِفَ فَيَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پڑھتے تھے ظہر کے اول دو رکعتیں اور بعد ظہر کے دو رکعتیں اور بعد مغرب کے دو رکعتیں اپنے گھر میں اور بعد عشاء کے دو رکعتیں اور نہیں پڑھتے تھے بعد جمعہ کے مسجد میں یہاں تک کہ گھر میں آتے تو دو رکعتیں پڑھتے۔

فائدہ: امام بخاریؒ نے روایت کیا عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کے اول چار رکعتیں نہیں چھوڑتے تھے۔ غرض یہ کہ رسول اللہ ﷺ سے ظہر کی اول دو سنتیں بھی ثابت ہیں اور چار بھی ثابت ہیں۔ امام ہمام ابن قیم نے کتاب الصلوۃ میں چار سنتیں ظہر کے اول اختیار کی ہیں سب سنتیں دن رات میں بارہ ہوئیں دو قبل فجر کے اور چار قبل ظہر کے اور دو بعد اس کے اور دو بعد مغرب کے اور دو بعد عشاء کے اور قبل عصر کے سنتیں آنحضرت ﷺ سے ثابت نہیں ہیں مگر اصحاب سنن نے مرفوعاً روایت کیا کہ رحم کرے اللہ تعالیٰ اس شخص پر جو عصر کے اول چار رکعتیں پڑھ لے اسی طرح جمعہ کے اول سنتوں کا پڑھنا حدیث صحیح سے ثابت نہیں مگر چند ضعیف حدیثیں آئی ہیں اور بعد جمعہ کے ایک روایت میں دو سنتیں اور ایک روایت میں چار آئی ہیں مگر ان سنتوں کو حضرت ﷺ نے گھر میں پڑھا ہے۔

۳۹۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((أَتَرَوْنَ قِبْلَتِي هَاهُنَا فَوَاللَّهِ مَا يَخْفَى عَلَيَّ خُشُوعُكُمْ وَلَا رُكُوعُكُمْ إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تم دیکھتے ہو میرا منہ قبلہ کی طرف قسم خدا کی! مجھ سے چھپا نہیں ہے خشوع تمہارا نماز میں اور رکوع تمہارا میں دیکھتا ہوں تم کو پیٹھ کے پیچھے سے۔

فائدہ: یعنی وحی سے تمہارا حال معلوم کر لیتا ہوں یا التفات کر کے تمہیں دیکھ لیتا ہوں یا خلاف عادت بطور معجزہ کے پیچھے سے بھی تم کو دیکھتا ہوں یہی اخیر قول صحیح ہے۔

۳۹۶۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِي قُبَاءَ رَاكِبًا وَمَاشِيًا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ آتے تھے قباء میں سوار ہو کر اور پیدل۔

فائدہ: ہر ہفتہ کے دن باجی نے کہا کہ قباء کو سوار ہو کر آنا حدیث لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ کے منافی نہیں ہے اس واسطے کہ وہ حدیث دور دراز سفر کی ممانعت میں ہے اور اپنے شہر کی مسجدوں میں سوار ہو کر جانا کچھ ممنوع نہیں ہے البتہ اگر کوئی قبا کی نیت کر کے اور کسی شہر سے آئے تو ممنوع ہے۔

۳۹۷۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ مُرَّةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا تَرَوْنَ فِي الشَّارِبِ وَالسَّارِقِ

(۳۹۵) بخاری (۴۱۸) كتاب الصلاة : باب عظة الامام الناس فى اتمام الصلاة وذكر القبلة، مسلم (۴۲۴) أحمد (۳۰۳/۲) ۔

(۳۹۶) بخاری (۱۱۹۱) كتاب الجمعة : باب مسجد قباء، مسلم (۱۳۹۹) أبو داود (۲۰۴۰) نسائی (۶۹۸) ۔

(۳۹۷) صحيح لغيره : بيهقى (۲۰۹/۸ ـ ۲۱۰) الشافعى فى المسند (۲۳۳/۱) ۔

وَالزَّانِي وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يُنْزَلَ فِيهِمْ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ هُنَّ فَوَاحِشُ وَفِيهِنَّ عُقُوبَةٌ وَأَسْوَأُ السَّرِقَةِ الَّذِي يَسْرِقُ صَلَاتَهُ قَالُوا وَكَيْفَ يَسْرِقُ صَلَاتَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَا يُتِمُّ رُكُوعَهَا وَلَا سُجُودَهَا ـ

حضرت نعمان بن مرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا رائے ہے تمہاری اس شخص میں جو شراب پیے اور چوری کرے اور زنا کرے اور تھا یہ امر قبل اترنے حکم کے ان کے باب میں تو کہا صحابہ نے اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ فرمایا آپ ﷺ نے یہ برے کام ہیں ان میں سزا ضرور ہے اور سب چوریوں میں بری نماز کی چوری ہے۔ پوچھا صحابہ نے نماز کا چور کیونکر ہے فرمایا آپ ﷺ نے نماز کا چور وہ ہے جو رکوع اور سجدہ کو پورا نہ کرے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح لغیرہ** ہے۔ علامہ البانیؒ نے اس کے آخری حصے کو **صحیح** کہا ہے۔
[صحيح الترغيب الترهيب (٣٤٩/١)]

فائدہ: اس حدیث کو بہت ائمہ حدیث نے مسنداً ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور ابو سعید رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نماز کا چور وہ ہے جو رکوع اور سجدہ اور خشوع پورا نہ کرے۔ رکوع میں اچھی طرح جھکنا اور پیٹھ کو اور سر کو برابر کرنا اور اقل مرتبہ تین بار سبحان ربی العظیم کہنا پھر رکوع سے سر اُٹھا کر سیدھا کھڑا ہو جانا اور سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد کہنا اچھی طرح اطمینان سے پھر سجدہ کرنا اور ہر سجدہ میں کم سے کم تین بار سبحان ربی الاعلیٰ اور دو سجدوں کے بیچ میں اچھی طرح بیٹھنا اور اطمینان اور وقار اور سہولت سے سب ارکان ادا کرنا اس کا نام تعدیل ارکان ہے۔ بعضوں کے نزدیک یہ امر واجب ہے اور بعض ائمہ اور محققین کے نزدیک فرض ہے اور رکن ہے نماز کا بغیر اس کے نماز ادا نہ ہوگی بلکہ نیکی برباد گناہ لازم ہوگا۔ امام ابن قیم نے تعدیل ارکان کی فرضیت کو احادیث متعددہ سے کتاب الصلوٰۃ میں خوب ثابت کیا ہے اور امام احمد بن حنبل نے بھی رسالہ صلوٰۃ میں اس کو خوب لکھا ہے۔ بخوف تطویل ان دونوں کتابوں کے مضامین یہاں نہیں لکھے۔

۳۹۸۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((اجْعَلُوا مِنْ صَلَاتِكُمْ فِي بُيُوتِكُمْ)) ـ

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کچھ ایک حصہ اپنی نماز میں سے اپنے گھروں میں ادا کرو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ روایت **مرسل صحیح الاسناد** ہے۔

فائدہ: تاکہ گھر مثل قبرستان کے نہ ہو جائیں۔ دوسری حدیث میں ہے کہ افضل نماز آدمی کی وہ ہے جو اپنے گھر میں ہو مگر فرض کہ وہ مسجد میں جماعت سے ادا کرنا چاہیے اور نوافل کا گھر میں پڑھنا اولیٰ ہے۔

۳۹۹۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ ((إِذَا لَمْ يَسْتَطِعِ الْمَرِيضُ السُّجُودَ أَوْمَأَ بِرَأْسِهِ إِيمَاءً وَلَمْ يَرْفَعْ إِلَى جَبْهَتِهِ شَيْئًا)) ـ

---

(٣٩٨) **صحيح لغيره**: أبو يعلى (٢٨١/٨) احمد (٦٥/٦) ـ

(٣٩٩) **موقوف صحيح**: بيهقي في السنن الكبرى (٣٠٦/٢) وفي معرفة السنن والآثار (١٣٩/٢) عبد الرزاق في المصنف (٤٧٧/٢)، (٤١٤٢) وفي (٤٧٦/٢)، (٤١٤١) ـ

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے بیمار کو اگر سجدہ کرنے کی طاقت نہ ہو تو میرے سر سے اشارہ کرے لیکن کوئی چیز اپنی پیشانی کے سامنے اونچی نہ رکھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

فائدہ: مثل تکیہ وغیرہ کے تا کہ اس پر سجدہ کرے کیونکہ یہ مکروہ ہے اکثر علماء کے نزدیک اور ابن عباس رضی اللہ عنہ اور عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک درست ہے۔

۴۰۰۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا جَاءَ الْمَسْجِدَ وَقَدْ صَلَّى النَّاسُ بَدَأَ بِصَلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ وَلَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا شَيْئًا ۔

حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب آتے مسجد میں اور معلوم ہوتا کہ جماعت ہو چکی ہے تو فرض شروع کرتے اور سنتیں نہ پڑھتے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

۴۰۱۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ مَرَّ عَلَى رَجُلٍ وَهُوَ يُصَلِّي فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَرَدَّ الرَّجُلُ كَلَامًا فَرَجَعَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ فَقَالَ لَهُ إِذَا سُلِّمَ عَلَى أَحَدِكُمْ وَهُوَ يُصَلِّي فَلَا يَتَكَلَّمْ وَلْيُشِرْ بِيَدِهِ ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما گزرے ایک شخص پر اور وہ نماز پڑھ رہے تھے تو سلام کیا اس کو اس نے جواب دیا زبان سے پھر لوٹے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور کہا اس سے جب کوئی سلام کرے تم پر اور تم نماز پڑھتے ہو تو زبان سے جواب نہ دو بلکہ ہاتھ سے اشارہ کر دو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

فائدہ: کیونکہ زبان سے جواب سلام کا دینا فاسد کرتا ہے نماز کو ائمہ اربعہ کے نزدیک اور قتادہ اور حسن اور ایک جماعت تابعین کے نزدیک فاسد نہیں کرتا بلکہ زبان سے جواب دینا نماز میں درست ہے۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ نمازی کو سلام کرنا بعض کے نزدیک درست ہے اور بعض کے نزدیک نادرست ہے اور دلیل جواز کی حدیث ہے انصار کی کہ وہ آتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہوتے تھے پس سلام کرتے تھے انصار اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جواب دیتے تھے اشارہ سے بعضوں نے اس کی تاویل یوں کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اشارہ سے منع کرتے تھے کہ پھر ایسا نہ کریں۔(زرقانی) یہ تاویل ظاہر متبادر کے بالکل خلاف ہے اس لیے کہ اگر مقصود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا منع ہوتا تو بعد نماز کے ایک بار منع کر دیتے تا کہ انصار پھر ایسا نہ کریں مگر ایسا نہیں ہوا بلکہ انصار جب آتے تھے تو آپ نماز میں ہوتے تھے تو سلام کرتے تھے۔

۴۰۲۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلَمْ يَذْكُرْهَا إِلَّا وَهُوَ مَعَ الْإِمَامِ فَإِذَا سَلَّمَ

---

(٤٠٠) موقوف صحیح لغیرہ: عبدالرزاق (٢٩٥/٢)۔

(٤٠١) موقوف صحیح: بیهقی (٢٥٩/٢)۔

(٤٠٢) موقوف صحیح: بیهقی (٢٢٢/٢)۔

الْإِمَامُ فَلْيُصَلِّ الصَّلَاةَ الَّتِي نَسِيَ ثُمَّ لِيُصَلِّ بَعْدَهَا الْأُخْرَى ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جو شخص بھول جائے نماز کو پھر یاد کرے اور وہ دوسری نماز میں امام کے پیچھے ہو تو جب امام سلام پھیرے تو چاہیے کہ اس نماز کو پڑھ کر جو نماز امام کے ساتھ پڑھی ہے اس کا اعادہ کرے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

فائدہ: مثلاً ظہر کی نماز پڑھنا بھول گیا اور عصر کی نماز جماعت سے پڑھ رہا تھا جب اس کو یاد آیا کہ ظہر کی نماز نہیں پڑھی تو بعد امام کے فراغت کے ظہر کی نماز پڑھے اور پھر عصر کو دوبارہ پڑھے اس لیے کہ عصر اس کی درست نہیں ہوئی بوجہ ترتیب فوت ہو جانے کے۔ ائمہ ثلٰثہ یعنی ابوحنیفہؒ اور مالکؒ اور احمدؒ کا یہی قول ہے اور شافعیؒ کے نزدیک ظہر پڑھ لے اور عصر کا اعادہ نہ کرے۔

۴۰۳۔ عَنْ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أُصَلِّي وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهُ إِلَى جِدَارِ الْقِبْلَةِ فَلَمَّا قَضَيْتُ صَلَاتِي انْصَرَفْتُ إِلَيْهِ مِنْ قِبَلِ شِقِّي الْأَيْسَرِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَنْصَرِفَ عَنْ يَمِينِكَ قَالَ فَقُلْتُ رَأَيْتُكَ فَانْصَرَفْتُ إِلَيْكَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَإِنَّكَ قَدْ أَصَبْتَ إِنَّ قَائِلًا يَقُولُ انْصَرِفْ عَنْ يَمِينِكَ فَإِذَا كُنْتَ تُصَلِّي فَانْصَرِفْ حَيْثُ شِئْتَ إِنْ شِئْتَ عَنْ يَمِينِكَ وَإِنْ شِئْتَ عَنْ يَسَارِكَ ۔

حضرت واسع بن حبان سے روایت ہے کہ میں نماز پڑھ رہا تھا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قبلہ کی طرف پیٹھ کیے ہوئے بیٹھے تھے تو جب نماز سے میں فارغ ہوا بائیں طرف سے مڑ کر ان کے پاس گیا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا تو داہنی طرف سے مڑ کر کیوں نہ آیا؟ میں نے کہا کہ آپ کو دیکھ کر بائیں طرف سے مڑ کر چلا آیا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا تو نے اچھا کیا ایک صاحب کہتے ہیں کہ جب نماز پڑھ چکے تو داہنی طرف سے مڑ مگر تو جب نماز پڑھے تو جدھر سے چاہے مڑ کر جا داہنی طرف سے یا بائیں طرف سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں فعل ثابت ہیں اس واسطے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے انکار کیا اس شخص پر جو داہنی طرف سے مڑنے کو لازم جانتا تھا۔

۴۰۴۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لَمْ يَرَ بِهِ بَأْسًا أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَأُصَلِّي فِي عَطَنِ الْإِبِلِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا وَلَكِنْ صَلِّ فِي مُرَاحِ الْغَنَمِ ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے پوچھا کیا نماز پڑھوں میں اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ میں؟ کہا نہیں لیکن پڑھ لے بکری کے تھانوں میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **ضعیف** ہے کیونکہ اس میں ایک راوی مجہول ہے۔

---

(۴۰۳) موقوف صحیح : ابن ابی شیبۃ (۲۷۱/۱)۔

(۴۰۵) مقطوع صحیح : عبدالرزاق (۳۱۸۲) ابن ابی شیبۃ (۸۴۸۱) بیہقی (۲۹۹/۲)۔

فائدہ: یہ حدیث اسانید متعددہ سے مرفوعاً بھی مروی ہے اونٹوں کے اجتماع کی جگہ میں نماز کو منع فرمایا اس لیے کہ وہاں نماز کے ٹوٹ جانے کا یا نمازی کو صدمہ پہنچنے کا احتمال ہے برخلاف بکریوں کے اور ایک روایت میں ابوداؤد کی ہے کہ اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ میں شیاطین ہیں اور بکریوں کی جگہ میں برکت ہے تو وہاں نماز پڑھو۔

۴۰۵۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ مَا صَلَاةٌ يُجْلَسُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ مِنْهَا ثُمَّ قَالَ سَعِيدٌ هِيَ الْمَغْرِبُ إِذَا فَاتَتْكَ مِنْهَا رَكْعَةٌ ۔

سعید بن مسیبؒ نے کہا کہ وہ کون سی نماز ہے جس میں ہر رکعت کے بعد بیٹھنا پڑے پھر خود ہی کہا وہ نماز مغرب کی ہے جب ایک رکعت فوت ہو جائے امام کے ساتھ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح** ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا یہی طریقہ ہے کل نمازوں کا۔

فائدہ: یعنی ہر نماز میں جس قدر فوت ہو جائے اس کو آخر نماز میں سمجھنا اور جس قدر ملے اس کو اول اپنی نماز کا جاننا اسی واسطے اگر کسی شخص کو مغرب کی ایک رکعت ملے تو وہ ایک رکعت اور پڑھ کر بیٹھے کیونکہ اب اس کی دو رکعتیں ہوئیں اس سے معلوم ہوا کہ جو رکعت اس نے پائی تھی وہ ابتداء ہے اس کی نماز کی ورنہ اگر اخیر ہوتی تو دو رکعتوں کے بعد بیٹھنا پڑتا یہی حکم ہر نماز میں ہے اور بعضوں نے اس عبارت کے معنی یہ کیے ہیں کہ ہر نماز میں یہ سوال پورا ہو سکتا ہے دوگانہ نماز جیسے فجر کی تو اس میں تو ظاہر ہے اور چار رکعتی نماز میں اس طور سے کہ ایک شخص نے امام کے پیچھے اقتداء کی اور وہ ایک رکعت پڑھ چکا تھا تو اب ایک رکعت اور پڑھ کر بیٹھے گا پھر تیسری رکعت پڑھ کر بھول کے بیٹھ گیا اب وہ چوتھی رکعت پڑھ کر پھر بیٹھے گا تو ہر رکعت کے بعد قعدہ ہو۔

باب جامع الصلاة — نماز سے متعلقہ احادیث کا بیان

۴۰۶۔ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِأَبِي الْعَاصِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا ۔

حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے اپنی نواسی امامہ کو جو بیٹی زینت کی تھیں ابو العاص سے اٹھائے ہوئے تو جب سجدہ کرتے آپ بٹھا دیتے ان کو زمین پر جب کھڑے ہوتے اٹھا لیتے۔

فائدہ: زینب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی بیٹی تھیں۔ شوہر اُن کے ابوالعاص بن ربیعہ کافر تھے۔ پھر اسلام لائے قبل فتح کے اور

(٤٠٦) بخاری (٥١٦) كتاب الصلاة : باب اذا حمل جارية صغيرة على عنقه في الصلاة، مسلم (٥٤٣) كتاب المساجد ومواضع الصلاة : باب جواز حمل الصبيان في الصلاة، أبو داود (٩١٧) نسائی (١٢٠٤) أحمد (٢٩٥/٥ ـ ٢٩٦) (٢٢٨٩١) دارمی (١٣٦٠) ۔

ہجرت کی تو دے دیا آنحضرت ﷺ نے زینب کو انہی کو اور مریں زینب اُن کے نکاح میں۔ امام مالکؒ نے تاویل اس حدیث کی یہ کی ہے کہ یہ فعل نوافل میں تھا کیونکہ یہ عمل کثیر ہے عمل کثیر فاسد کرتا ہے نماز کو مگر یہ تاویل صحیح نہیں اس لیے کہ مسلم کی روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ امامت کرتے تھے لوگوں کی اور امامہ اُن کے کندھے پر تھیں اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ یہ واقعہ ظہر یا عصر کی نماز میں تھا۔ نوویؒ نے کہا کہ بعض مالکیہ نے اس حدیث کے منسوخ ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ بعضوں نے یہ کہا ہے یہ فعل خصائص میں سے تھا آنحضرت ﷺ کے۔ بعضوں نے کہا یہ سبب ضرورت کے تھا اور یہ سب دعوے باطل اور مردود ہیں اور حق یہ ہے کہ اس قدر عمل سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ (زرقانی باختصار)۔

۴۰۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ وَصَلَاةِ الْفَجْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي فَيَقُولُونَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے آتے جاتے رہتے ہیں فرشتے تمہارے پاس رات کے جدا اور دن کے جدا اور جمع ہو جاتے ہیں سب عصر کی اور فجر کی نماز میں پھر وہ فرشتے جو رات کو تمہارے ساتھ رہتے ہیں چڑھ جاتے ہیں اور پس پوچھتا ہے ان سے پروردگار اور خوب جانتا ہے کس حال میں چھوڑا تم نے میرے بندوں کو کہتے ہیں ہم نے چھوڑا ان کو نماز میں اور جب ہم گئے تھے جب بھی نماز پڑھتے تھے۔

فائدہ: یعنی دن کے فرشتے الگ مقرر ہیں اور رات کے الگ مگر فجر کی نماز کے وقت رات کے فرشتے جانے کا قصد کرتے ہیں اتنے میں دن کے فرشتے آجاتے ہیں تو آپس میں ملاقات ہو جاتی ہے اسی طرح عصر کی نماز میں دن کے فرشتے جانے کا قصد کرتے ہیں اتنے میں رات کے فرشتے آجاتے ہیں۔ پس باہم ملاقات ہو جاتی ہے یہ جو فرمایا آپ ﷺ نے کہ فرشتے چڑھ جاتے ہیں اُوپر جب اُن سے پروردگار پوچھتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ پروردگار جل شانہٗ ہمارے اوپر عرش مقدس پر ہے نہ نیچے ہمارے یا ہر جگہ جیسے بعض ملحدوں کا اعتقاد ہے۔

۴۰۸۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ قَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُولِي لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَتْ

---

(٤٠٧) بخاری (٥٥٥) كتاب مواقيت الصلاة : باب فضل صلاة العصر، مسلم (٦٣٢) نسائی (٤٨٥) أحمد (٤٨٦/٢)۔

(٤٠٨) بخاری (٦٧٩) كتاب الأذان : باب أهل العلم والفضل أحق بالامامة، مسلم (٤١٨) ترمذی (٣٦٧٢) نسائی (٨٣٣) ابن ماجه (١٢٣٢) أحمد (٩٦/٦) (٢٥١٥٤) دارمی (٨٢)۔

حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ مَا كُنْتُ لِأُصِيبَ مِنْكِ خَيْرًا ۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا مرض موت میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا تو کہا میں نے یارسول اللہ! ابوبکر جب آپ ﷺ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو روتے روتے ان کی آواز نہ نکلے گی تو حکم کیجیے عمر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا۔ فرمایا آپ ﷺ نے کہو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نماز پڑھانے کو۔ کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا تم کہو آنحضرت ﷺ سے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ جب آپ ﷺ کی جگہ میں کھڑے ہوں گے تو روتے روتے ان کی آواز نہ نکلے گی۔ پس حکم کیجیے عمر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا۔ سو کہا حفصہ رضی اللہ عنہا نے۔ تب فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تم یوسفؑ کی ساتھی عورتوں کی طرح ہو کہو ابو بکر رضی اللہ عنہ سے نماز پڑھانے کو۔ پس کہا حفصہ رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے تم سے مجھے بھلائی نہ ہوئی۔

فائدہ: اس لیے کہ وہ نرم دل ہیں۔ (صحیحین)

فائدہ: یوسفؑ کے ساتھیوں سے زلیخا مراد ہیں جس نے دل میں کچھ مطلب رکھا تھا اور ظاہر میں کچھ۔ دل میں تو یہ غرض تھی کہ یہ عورتیں حضرت یوسفؑ کا حسن و جمال دیکھ کر مجھے اُن کے عشق میں معذور رکھیں اور ظاہر میں دعوت کا بہانہ کیا تھا۔ اسی طرح یہاں پر یوسفؑ کے ساتھیوں سے صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مقصود ہے۔ ظاہر میں انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دل کی نرمی اور رقت بیان کر کے دو دو تین تین بار حضرت ﷺ سے پوچھ لیا اور اصل غرض یہ تھی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت مضبوط ہو جائے اور کسی کو عذر کی گنجائش اس میں نہ رہے۔ اس حدیث سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت حضرت عمر رضی اللہ عنہ بلکہ تمام صحابہ پر پائی گئی کیونکہ امامت صغریٰ قرینہ ہے امامت کبریٰ کا اور تصریح سے آپ ﷺ نے امامت کبریٰ کو واسطے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ثابت نہ کیا۔ اس لیے کہ اس بارے میں کوئی وحی نہیں ہوئی تھی مگر دل سے آپ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خلیفہ ہونا چاہتے تھے۔ (زرقانی)

۴۰۹۔ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَنَّهُ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيِ النَّاسِ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ فَسَارَّهُ فَلَمْ يُدْرَ مَا سَارَّهُ بِهِ حَتَّى جَهَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هُوَ يَسْتَأْذِنُهُ فِي قَتْلِ رَجُلٍ مِنَ الْمُنَافِقِينَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ جَهَرَ أَلَيْسَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ فَقَالَ الرَّجُلُ بَلَى وَلَا شَهَادَةَ لَهُ فَقَالَ أَلَيْسَ يُصَلِّي قَالَ بَلَى وَلَا صَلَاةَ لَهُ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُولَئِكَ الَّذِينَ نَهَانِي اللّٰهُ عَنْهُمْ ۔

عبیداللہ بن عدی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے لوگوں میں اتنے میں ایک شخص آیا اور کان میں کچھ بات آپ ﷺ کے کہنے لگا ہم کو خبر نہیں ہوئی کیا کہتا ہے یہاں تک کہ آپ ﷺ پکار کر بول اٹھے تب معلوم ہوا کہ وہ شخص حضرت ﷺ سے ایک منافق کے قتل کی اجازت چاہتا تھا تو جب پکار اٹھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا وہ شخص گواہی نہیں دیتا اس امر کی کوئی معبود حق نہیں ہے سوا خدا کے اور محمد ﷺ بے شک اس کے رسول ہیں۔ اس شخص نے کہا ہاں مگر اس کی گواہی کا کچھ اعتبار

(۴۰۹) صحيح : أحمد (۴۳۲/۵ ـ ۴۳۳) بيهقى فى السنن الكبرى (۱۹۶/۸) ـ

نہیں تب فرمایا آپ ﷺ نے کیا وہ نماز نہیں پڑھتا بولا ہاں پڑھتا ہے لیکن اس کی نماز کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ایسے لوگوں کے قتل سے منع کیا ہے مجھ کو اللہ نے۔

فائدہ: جو اللہ کی توحید اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کے قائل ہوں اور نماز پڑھتے ہوں اُن کا قتل دین کی وجہ سے درست نہیں ہے البتہ قصاصاً یا حداً درست ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔ علامہ البانیؒ نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔[صحیح موارد الظمآن (۱۲)]

۴۱۰۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((اللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِي وَثَنًا يُعْبَدُ اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَى قَوْمٍ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ)) ۔

حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اے پروردگار! مت بنا قبر میری کو بت کہ لوگ اس کو پوجیں بہت بڑا غضب اللہ کا ان لوگوں پر ہے جنہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنا لیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح** ہے۔ علامہ البانیؒ نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔[تحذیر الساجد (ص: ۲۵)]

فائدہ: وثن کہتے ہیں اس چیز کو جو پوجی جائے سوا اللہ کے چاہے جھاڑ ہو چاہے پہاڑ لکڑی ہو یا پتھر، قبر یا تابوت، جھنڈا ہو یا نیزہ چلہ ہو یا درگاہ فرمایا اللہ جل جلالہ نے ﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرِ﴾ بچو تم بتوں کی نجاست سے اور جھوٹ بولنے سے۔ بتوں کی نجاست شریک کرنا ہے ان کا اللہ جل جلالہ کے ساتھ صفات میں۔ پھر یہ جو فرمایا کہ اُن لوگوں نے اپنے اپنے نبی کی قبروں کو مسجد بنالیا تھا اس کے چند معنی ہیں۔ ایک یہ کہ مسجد جگہ عبادت اور نماز کی ہے اُن لوگوں نے اپنے اپنے انبیاء کی قبروں پر عبادت اور نماز شروع کی تھی۔ دوسرے یہ کہ مسجدوں کی طرح قبروں کی طرف سجدہ کرتے تھے۔ تیسرے یہ کہ قبروں کو سجدہ کی جگہ سمجھ کر وہاں سجدہ کرتے تھے۔ چوتھے یہ کہ مسجدوں کی طرح قبروں پر آمدورفت کرتے تھے۔ دوسری روایت میں ہے کہ لعنت کرے اللہ تعالیٰ اُن لوگوں پر جنہوں نے اپنے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنایا۔ زرقانی نے کہا کہ جب یہ افعال آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک پر ممنوع ہوئے تو تمام آثار شریفہ کا یہی حال ہوگا بلکہ امام مالکؒ نے مکروہ رکھا ہے ڈھونڈنا ایسے مقامات کا جیسے ڈھونڈنا شجرہ رضوان کی جگہ کا تاکہ مخالفت ہو یہود اور نصاریٰ کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شجرہ رضوان کو کٹوا ڈالا جب سنا کہ لوگ اس کی زیارت کو آتے جاتے ہیں بہر حال اس حدیث سے یہ امر ثابت ہے کہ جو شخص کسی نبی یا ولی کی قبر کو سجدہ کرے یا نماز میں اس طرف منہ کرے جیسے بعض لوگ حضرت غوث الاعظمؒ کے مزار کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں یا اُن کی پرستش اور عبادت کی نیت سے وہاں رکوع کرے یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو وہ مغضوب علیہ اور ملعون ہے۔ معاذ اللہ من ذالک۔ امام ہمام ابن قیم نے اغاثۃ اللہفان میں اس حدیث کی خوب تحقیق کی ہے جس کو منظور ہو دیکھ لے۔

---

(۴۱۰) صحیح لغیرہ: بزار (۱/۲۲۰)، (۴۴۰) أحمد (۲/۲۴۶) ابو یعلی (۱۲/۳۳)۔

(۴۱۱) بخاری (۶۶۷) کتاب الأذان: باب الرخصة فی المطر والعلة أن یصلی فی رحله، مسلم (۳۳) نسائی (۷۸۸) ابن ماجه (۷۵۴) أحمد (۴/۴۳)۔

۴۱۱۔ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ كَانَ يَؤُمُّ قَوْمَهُ وَهُوَ أَعْمَى وَأَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا تَكُونُ الظُّلْمَةُ وَالْمَطَرُ وَالسَّيْلُ وَأَنَا رَجُلٌ ضَرِيرُ الْبَصَرِ فَصَلِّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فِي بَيْتِي مَكَانًا أَتَّخِذْهُ مُصَلًّى فَجَائَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ فَأَشَارَ لَهُ إِلَى مَكَانٍ مِنَ الْبَيْتِ فَصَلَّى فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت محمود بن لبید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ امامت کرتے تھے اپنی قوم کی اور ان کی بینائی میں ضعف تھا کہا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، کبھی اندھیرا یا پانی یا بہاؤ ہوتا ہے اور میری بینائی میں فرق ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں کسی مقام پر نماز پڑھ دیجیے تاکہ میں اس جگہ کو اپنا مصلّیٰ بناؤں پس آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کہا کہ کس جگہ تم پسند کرتے ہو نماز میری انہوں نے ایک جگہ بتادی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں نماز پڑھ دی۔

فائدہ: محمود بن لبید یحییٰ کی غلطی ہے صحیح محموع بن ربیع ہے۔ (زرقانی)

۴۱۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ وَاضِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى۔

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چت لیٹے ہوئے تھے مسجد میں ایک پاؤں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرے پاؤں پر تھا۔

فائدہ: صحیحین میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ منع کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ منع اس صورت میں ہے جب شرمگاہ کے کھلنے کا خوف ہو ورنہ درست ہے۔

۴۱۳۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَا يَفْعَلَانِ ذٰلِكَ۔

سعید بن مسیبؒ سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ایسا کیا کرتے تھے (یعنی ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھ کر چت لیٹتے تھے)۔

۴۱۴۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ قَالَ لِإِنْسَانٍ إِنَّكَ فِي زَمَانٍ كَثِيرٌ فُقَهَاؤُهُ قَلِيلٌ قُرَّاؤُهُ تُحْفَظُ فِيهِ حُدُودُ الْقُرْآنِ وَتُضَيَّعُ حُرُوفُهُ قَلِيلٌ مَنْ يَسْأَلُ كَثِيرٌ مَنْ يُعْطِي يُطِيلُونَ فِيهِ الصَّلَاةَ وَيَقْصُرُونَ

---

(٤١٢) بخاری (٤٧٥) كتاب الصلاة : باب الاستلقاء فی المسجد ومد الرجل، مسلم (٢١٠٠) أبو داود (٤٨٦٦، ٤٨٦٧) ترمذی (٢٧٦٥) نسائی (٧٢١) أحمد (٣٨/٤)۔

(٤١٣) أيضاً۔

(٤١٤) موقوف صحيح : بيهقی فی شعب الإيمان (٥٠٠٠) عبدالرزاق (٣٧٨٧) حاكم (٤٨٢/٤)۔

الْخُطْبَةَ يَبُدُّونَ أَعْمَالَهُمْ قَبْلَ أَهْوَائِهِمْ وَسَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ قَلِيلٌ فُقَهَاؤُهُ كَثِيرٌ قُرَّاؤُهُ يُحْفَظُ فِيهِ حُرُوفُ الْقُرْآنِ وَتُضَيَّعُ حُدُودُهُ كَثِيرٌ مَنْ يَسْأَلُ قَلِيلٌ مَنْ يُعْطِي يُطِيلُونَ فِيهِ الْخُطْبَةَ وَيَقْصُرُونَ الصَّلَاةَ يَبُدُّونَ فِيهِ أَهْوَائَهُمْ قَبْلَ أَعْمَالِهِمْ ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ایک شخص سے تم ایسے زمانے میں ہو کہ عالم اس میں بہت ہیں صرف لفظ پڑھنے والے کم ہیں عمل کیا جاتا ہے قرآن کے حکموں پر اور لفظوں کا ایسا خیال نہیں کیا جاتا پوچھنے والے کم ہیں جواب دینے والے بہت ہیں یا بھیک مانگنے والے کم ہیں اور دینے والے بہت ہیں لمبا کرتے ہیں نماز کو اور چھوٹا کرتے ہیں خطبہ کو نیک عمل پہلے کرتے ہیں اور نفس کی خواہش کو مقدم نہیں کرتے اور قریب ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ کم ہوں گے عالم اس وقت میں الفاظ پڑھنے والے بہت ہوں گے یاد کیے جائیں گے الفاظ قرآن کے اور اس کے حکموں پر عمل نہ کیا جائے گا پوچھنے والے اور مانگنے والے بہت ہوں گے اور جواب دینے والے اور دینے والے بہت کم ہوں گے لمبا کریں گے خطبہ کو اور چھوٹا کریں گے نماز کو اپنی خواہش نفس پر چلیں گے اور عمل نیک نہ کریں گے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ روایت **موقوف صحیح** ہے۔علامہ البانی نے اسے **حسن** کہا ہے۔

فائدہ: وہ وقت اب آیا ہے کہ قرآن شریف کو یاد کرنے والے بہت لوگ ہیں مگر اس کے معانی سمجھنے والے اور اس پر عمل کرنے والے کم ہیں بلکہ بعض شیاطین ایسے پیدا ہوئے ہیں جو قرآن شریف اور حدیث کے معنی پڑھانے سے اور اس کا ترجمہ عوام کو سکھانے سے منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قرآن کے ترجمہ پڑھنے سے آدمی گمراہ ہو جاتا ہے۔(معاذ اللہ من ذلک)

۴۱۵۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ أَوَّلَ مَا يُنْظَرُ فِيهِ مِنْ عَمَلِ الْعَبْدِ الصَّلَاةُ فَإِنْ قُبِلَتْ مِنْهُ نُظِرَ فِيمَا بَقِيَ مِنْ عَمَلِهِ وَإِنْ لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ لَمْ يُنْظَرْ فِي شَيْءٍ مِنْ عَمَلِهِ ۔

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ پہنچا ان کو قیامت کے دن پہلے نماز دیکھی جائے گی اگر نماز قبول ہوگئی تو پھر اور عمل اس کے دیکھے جائیں گے ورنہ کوئی عمل پھر نہ دیکھا جائے گا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: طبرانی نے معجم اوسط میں روایت کیا انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول سب عملوں سے نماز دیکھی جائے گی اگر وہ اچھی نکلی تو سب عمل اچھے ہوں گے ورنہ سب خراب ہوں گے اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور ترمذی نے بھی مانند اس کی روایت کیا ہے۔

۴۱۶۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ أَحَبُّ الْعَمَلِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى

(٤١٥) مقطوع ضعيف: ترمذي (٤١٣) كتاب الصلاة: باب ما جاء أول ما يحاسب به العبد يوم القيامة' نسائي (٤٦٥)۔

(٤١٦) بخاري (٦٤٦٢) كتاب الرقاق: باب القصد والمداومة على العمل' مسلم (٨٧.٥) أبو داود (١٣٦٨)۔

(٤١٧) صحيح: أحمد (١٧٧/١) ابن خزيمة (١٦٠/١)۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِى يَدُومُ عَلَيْهِ صَاحِبُهٗ ـ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ کام بہت پسند تھا جو ہمیشہ آدمی اس کو کرتا رہے۔

فائدہ: دوسری روایت میں ہے کہ پسند کام اللہ جل جلالہٗ کے نزدیک وہ ہے جس کو آدمی ہمیشہ کرتا رہے اگرچہ قلیل ہی ہو۔

۴۱۷۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَجُلَانِ أَخَوَانِ فَهَلَكَ أَحَدُهُمَا قَبْلَ صَاحِبِهِ بِأَرْبَعِينَ لَيْلَةً فَذُكِرَتْ فَضِيلَةُ الْأَوَّلِ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَلَمْ يَكُنْ الْآخَرُ مُسْلِمًا قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَكَانَ لَا بَأْسَ بِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيكُمْ مَا بَلَغَتْ بِهِ صَلَاتُهُ إِنَّمَا مَثَلُ الصَّلَاةِ كَمَثَلِ نَهْرٍ غَمْرٍ عَذْبٍ بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَقْتَحِمُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ فَمَا تَرَوْنَ ذَلِكَ يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ مَا بَلَغَتْ بِهِ صَلَاتُهُ ـ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو بھائی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ان میں سے ایک دوسرے سے چالیس دن پہلے مر گیا تو لوگوں نے تعریف کی اس کی جو پہلے مرا تھا۔ تب فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا دوسرا بھائی مسلمان نہ تھا بولے ہاں مسلمان تھا وہ بھی کچھ برا نہ تھا۔ تب فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کیا جانو دوسرے کی نماز نے اس کو کس درجہ پر پہنچایا نماز کی مثال ایسی ہے جیسے ایک نہر میٹھے پانی کی بہت گہری کسی کے دروازے پر بہتی ہو اور وہ اس میں پانچ وقت غوطہ لگایا کرے کیا اس کے بدن پر کچھ میل رہے گا پھر تم کیا جانو کہ نماز نے دوسرے بھائی کا مرتبہ کس درجہ کو پہنچایا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح** ہے اور یہ مسلم کی شرط پر ہے۔ امام حاکمؒ اور امام ذہبیؒ نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔ علامہ البانیؒ نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔ [ارواء الغليل (٤٨/١)]

فائدہ: یعنی چالیس دن تک کی نمازیں اس کی زائد ہوئیں پہلے بھائی کی نمازوں سے پھر اسی قدر اس کا درجہ اللہ جل جلالہٗ نے بڑھایا ہو گا۔ یا اللہ تو ہمارے اعمال کو قبول فرما اور ہماری نماز کو پسند کر اور ہم کو توفیق دے اچھی طرح دل لگا کر نماز پڑھنے کی اور بچا دے ہم کو شیطان کے وسوسوں سے۔

۴۱۸۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ كَانَ إِذَا مَرَّ عَلَيْهِ بَعْضُ مَنْ يَبِيعُ فِي الْمَسْجِدِ دَعَاهُ فَسَأَلَهُ مَا مَعَكَ وَمَا تُرِيدُ فَإِنْ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَبِيعَهُ قَالَ عَلَيْكَ بِسُوقِ الدُّنْيَا وَإِنَّمَا هَذَا سُوقُ الْآخِرَةِ ـ

امام مالکؒ کو پہنچا کہ عطاء بن یسار جب دیکھتے کسی شخص کو جو سودا بیچتا ہے مسجد میں پھر بلاتے اس کو پھر پوچھتے اس سے کیا ہے تیرے پاس اور تو کیا چاہتا ہے اگر وہ بولتا کہ میں بیچنا چاہتا ہوں تو کہتے جا تو دنیا کے بازار میں یہ تو آخرت کا بازار ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ روایت انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

---

(٤١٩) موقوف ضعيف : بيهقى (١٠٣/١٠) ـ

فائدہ: یعنی یہاں آخرت کا سودا ہوتا ہے دنیا کی چیزیں بیچنے کا یہاں کیا موقع ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب کسی شخص کو تم مسجد میں بیچتے دیکھو تو کہو اللہ تیری تجارت میں نفع نہ دے اور جب کسی کو مسجد میں اپنی چیز ڈھونڈ ھتے دیکھو تو بولو اللہ کرے تیری چیز نہ ملے اور فرمایا حضرت ﷺ نے کہ مسجدیں بنائی گئی ہیں واسطے ذکر الٰہی کے۔

۴۱۹۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بَنَى رَحْبَةً فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ تُسَمَّى الْبُطَيْحَاءَ وَقَالَ مَنْ كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَلْغَطَ أَوْ يُنْشِدَ شِعْرًا أَوْ يَرْفَعَ صَوْتَهُ فَلْيَخْرُجْ إِلَى هَذِهِ الرَّحْبَةِ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک جگہ بنادی مسجد کے کونے میں اس کا نام بطیحا تھا اور کہہ دیا تھا کہ جو کوئی بک بک کرنا چاہے یا اشعار پڑھنا چاہے یا پکارنا چاہے تو اس جگہ کو چلا جائے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ روایت انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** ہے۔

فائدہ: تا کہ مسجد کی تعظیم کی جائے اس لیے کہ مسجدیں بنائی گئی ہیں نماز اور ذکر الٰہی کے لیے۔ ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے منع کیا مسجد میں اشعار پڑھنے سے اور بیع وشراء سے مگر اگر شعر کا مضمون اچھا ہو جس سے اللہ جل جلالہٗ کی اطاعت اور عبادت کا شوق اور ذوق زیادہ ہو تو بعضوں نے پڑھنا جائز رکھا ہے اور دلیل اُن کی حدیث ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منع کیا حسان رضی اللہ عنہ کو شعر پڑھنے سے مسجد میں تو حسان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے شعر پڑھے اس شخص کے سامنے جو تم سے بہتر تھا یعنی رسول اللہ ﷺ مگر صحیح یہ ہے کہ اگر شعر اچھے مضمون کے بھی ہوں جب بھی مسجد میں نہ پڑھنا اولیٰ ہے۔

باب جامع الترغيب في الصلاة — نماز کی ترغیب میں متفرق احادیث

۴۲۰۔ عَنْ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ يَقُولُ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرُ الرَّأْسِ يُسْمَعُ دَوِيُّ صَوْتِهِ وَلَا نَفْقَهُ مَا يَقُولُ حَتَّى دَنَا فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ قَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطَّوَّعَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ قَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطَّوَّعَ قَالَ وَذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّكَاةَ فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا قَالَ لَا إِلَّا أَنْ تَطَّوَّعَ قَالَ فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ وَاللَّهِ لَا أَزِيدُ عَلَى هَذَا وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَفْلَحَ الرَّجُلُ إِنْ صَدَقَ))۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے تھے کہ آیا ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس نجد کا رہنے والا اس کے

(٤٢٠) بخاری (٤٦) كتاب الايمان : باب الزكاة من الاسلام ' مسلم (١١) أبو داود (٣٩١) نسائی (٤٥٨)۔

سر کے بال بکھرے ہوئے تھے اور اس کی آواز کی بھنبھناہٹ سنائی دیتی تھی لیکن اس کی بات سمجھ میں نہ آتی تھی یہاں تک کہ قریب آیا تو وہ پوچھتا تھا رسول اللہ ﷺ سے اسلام کے معنی۔ فرمایا آپ ﷺ نے پانچ نمازیں پڑھنا رات دن میں تب وہ شخص بولا سوا ان کے اور بھی کوئی نماز مجھ پر ہے آپ ﷺ نے فرمایا نہیں مگر نفل پڑھنا چاہے تو تو پڑھ۔ فرمایا آپ ﷺ نے اور روزے رمضان کے بولا سوا ان کے اور بھی کوئی روزہ مجھ پر ہے آپ ﷺ نے فرمایا نہیں مگر اگر نفل رکھے۔ پھر ذکر کیا آپ ﷺ نے زکوۃ کا وہ شخص بولا اس کے سوا بھی کچھ صدقہ مجھ پر فرض ہے۔ فرمایا نہیں مگر اگر تو نفل رکھے۔ پس پیٹھ موڑ کر چلا وہ شخص۔ تب فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بیڑا اس کا پار ہوا اگر سچ بولا۔

فائدہ: یعنی ان سب باتوں پر عمل کیا تو اس کو نجات ہو جائے گی۔

۴۲۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ مَكَانَ كُلِّ عُقْدَةٍ عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَارْقُدْ فَإِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتْ عُقَدُهُ فَأَصْبَحَ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب آدمی سوجاتا ہے تو باندھتا ہے شیطان اس کی گدی پر تین گرہیں ہر گرہ مار کر کہتا جاتا ہے کہ ابھی تجھ کو بڑی رات باقی ہے تو سورہ۔ پس اگر جاگتا ہے آدمی اور یاد کرتا ہے اللہ جل جلالہ کو کھل جاتی ہے ایک گرہ اگر وضو کرتا ہے کھل جاتی ہے دوسری گرہ پھر اگر نماز پڑھتا ہے صبح کی کھل جاتی ہے تیسری گرہ پس رہتا ہے وہ شخص اس دن خوش دل اور خوش مزاج ورنہ رہتا ہے بدنفس مجہول۔

(10) كتاب العيدين

کتاب عیدین کے بیان میں

باب العمل في غسل العيدين — عیدین کے غسل کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے بہت علماء سے کہتے تھے عید الفطر اور عید الضحی میں اذان اور اقامت نہ تھی رسول اللہ ﷺ

(٤٢١) بخاري (١١٤٢) كتاب الجمعة : باب عقد الشيطان على قافية الرأس اذا لم يصل بالليل ' مسلم (٧٧٦) أبو داود (١٣٠٦) نسائي (١٦٠٧) ابن ماجه (١٣٢٩) أحمد (٢/٢٤٣) ـ

کے زمانے سے اب تک۔ مالکؒ نے کہا ہمارے نزدیک اس میں کچھ اختلاف نہیں۔

فائدہ: بخاری اور مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اذان نہیں ہوتی تھی عیدین کی نماز کے لیے اور نہ اقامت اور نسائی نے روایت کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی عید کی بغیر اذان اور اقامت کے۔ ابن ابی شیبہ نے روایت کیا کہ اول جس نے اذان نکالی عید میں معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں اور شافعیؒ نے کہا کہ حجاج نے نکالا اذان کو جب حاکم ہوا مدینہ کا اور ابن منذرؒ نے روایت کیا کہ زیاد نے بصرہ میں اس فعل کو ایجاد کیا اور داؤد نے کہا کہ مروان نے نکالا اس فعل کو اور ابن حبیب نے کہا کہ ہشام اور ابن منذر نے روایت کیا ابوقلابہ سے کہ اول اس کو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے نکالا۔ جمہور علماء کا یہی مذہب ہے کہ عیدین میں اذان اور اقامت نہیں ہے۔

۴۲۲۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ يَغْدُوَ إِلَى الْمُصَلَّى۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما غسل کرتے تھے عیدالفطر کے دن قبل عیدگاہ جانے کے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **صحیح** کہا ہے۔

باب الأمر بالصلاة قبل الخطبة في العيدين — نمازِ عید کی قبل خطبے کے پڑھنا

۴۲۳۔ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْأَضْحَى قَبْلَ الْخُطْبَةِ۔

روایت ہے کہ ابن شہاب سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی قبل خطبے کے (یعنی خطبہ عیدین کا بعد نماز عیدین کے پڑھتے تھے)۔

فائدہ: اس حدیث کو مالکؒ نے مرسلاً روایت کیا ہے بخاری و مسلم نے اس کو مسند کیا عبیداللہ سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ میں پھر خطبہ پڑھتے تھے بعد نماز کے۔

۴۲۴۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانَا يَفْعَلَانِ ذٰلِكَ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی کرتے تھے (یعنی بعد نماز کے خطبہ پڑھتے تھے

---

(٤٢٢) موقوف صحيح: عبدالرزاق (٣٠٩/٣) (٥٧٥٣) بيهقي (٢٧٨/٣) (٦١٢٥)

(٤٢٣) بخاري (٩٦٣) كتاب العيدين: باب الخطبة يوم العيد' مسلم (٨٨٨) ترمذي (٥٣١) نسائي (١٥٦٤) ابن ماجه (١٢٧٦) أحمد (١٢/٢) (٤٦٠٢)۔

(٤٢٤) أيضاً۔

(٤٢٥) بخاري (١٩٩٠) كتاب الصوم: باب صوم يوم الفطر' مسلم (١١٣٧) أبو داود (٢٤١٦) ترمذي (٧٧١) ابن ماجه (١٧٢٢) أحمد (٢٤/١)۔

عیدین میں)۔

٤٢٥۔ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ قَالَ شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَصَلَّى ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ إِنَّ هَذَيْنِ يَوْمَانِ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صِيَامِهِمَا يَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ وَالْآخَرُ يَوْمٌ تَأْكُلُونَ فِيهِ مِنْ نُسُكِكُمْ قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ ثُمَّ شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَجَاءَ فَصَلَّى ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ وَقَالَ إِنَّهُ قَدِ اجْتَمَعَ لَكُمْ فِي يَوْمِكُمْ هَذَا عِيدَانِ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْ أَهْلِ الْعَالِيَةِ أَنْ يَنْتَظِرَ الْجُمُعَةَ فَلْيَنْتَظِرْهَا وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَرْجِعَ فَقَدْ أَذِنْتُ لَهُ قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ ثُمَّ شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَعُثْمَانُ مَحْصُورٌ فَجَاءَ فَصَلَّى ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ ۔

حضرت ابوعبید سے جو مولی ہیں عبدالرحمن بن از ہر کے روایت ہے کہ میں حاضر ہوا عید کو ساتھ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے تو نماز پڑھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر فارغ ہوئے اور خطبہ پڑھا تو کہا کہ یہ دو دن (عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے) وہ دن ہیں کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھنے سے ان دنوں میں یہ عیدالفطر وہ دن ہے جس دن تم روزہ موقوف کرتے ہو اور عیدالاضحیٰ وہ دن ہے کہ اس دن اپنی قربانی کا گوشت کھاتے ہو۔ ابوعبیدہ نے کہا کہ پھر حاضر ہوا میں عید کو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ تو انہوں نے آ کر نماز پڑھی پھر نماز سے فارغ ہو کر خطبہ پڑھا اور کہا کہ آج کے روز دو عیدیں ہیں (ایک عیدالفطر اور ایک جمعہ) تو جس شخص کا جی چاہے باہر والوں سے تو ٹھہر جائے جمعہ کے واسطے اور جو چاہے کہ اپنے گھر جائے تو چلا جائے میں نے اجازت دی۔ کہا ابوعبید نے پھر حاضر ہوا میں عید کو ساتھ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے اور عثمان رضی اللہ عنہ گھرے ہوئے تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آ کر نماز پڑھائی پھر نماز سے فارغ ہو کر خطبہ پڑھا۔

فائدہ: یعنی گاؤں کے رہنے والوں سے جو مدینہ کے اطراف میں دور دور واقع تھے بعضے آٹھ میل تک بعضے اس سے کم۔

فائدہ: یعنی باغیوں نے بلوے کر کے اُن کا مکان گھیر رکھا تھا۔

فائدہ: ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کا یہ دستور تھا کہ عیدین میں نماز کے بعد خطبہ پڑھتے تھے لیکن مروان نے یہ بدعت ایجاد کی کہ خطبہ نماز کے اول پڑھا روایت کیا اس کو مسلم نے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے جو ابن منذر نے روایت کیا کہ انہوں نے خطبہ پڑھا نماز کے اول اور ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی نقل کیا معارض ہے اس روایت کے یہ روایات صحیحہ تو عمل ان پر اولیٰ ہے۔ علی الخصوص اس صورت میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ایسا ہی ثابت ہے فرمایا اللہ جل جلالہ نے ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اچھی ہے۔ زرقانی نے کہا کہ اس حدیث سے عید کی نماز پڑھنا بغیر امام کے ثابت ہوا تو جمعہ پڑھنا بطریق اولیٰ درست ہوگا اس لیے کہ عثمان رضی اللہ عنہ محصور تھے اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اس وقت تک امام نہ ہوئے تھے لیکن ابوحنیفہؒ نے جمعہ اور عیدین کو مثل حدود کے کر دیا کہ بغیر سلطان کے ادا نہیں ہو سکتیں۔

(٤٢٦) مقطوع صحيح : عبدالرزاق (٣٠٦/٣) ابن ابی شیبة (٤٨٤/١) الشافعی فی الام (٢٣٢/١) ۔

باب الأمر بالاكل قبل الغدو فی العید — عیدالفطر میں نماز کو جانے کے اول کچھ کھالینا

۴۲۶۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّهُ كَانَ يَأْكُلُ يَوْمَ عِيدِ الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ يَغْدُوَ۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ عیدالفطر کے روز کھانا کھالیتے قبل نماز کو جانے کے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

فائدہ: بخاری نے روایت کیا انس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نہیں جاتے تھے نماز کو عیدالفطر کے دن یہاں تک کہ کھالیتے تھے چند کھجوریں طاق عدد سے (یعنی تین یا پانچ یا سات یا نو)۔

۴۲۷۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا يُؤْمَرُونَ بِالْأَكْلِ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ الْغُدُوِّ۔

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ لوگوں کو حکم ہوتا تھا کھانا کھالینے کا قبل نماز کو جانے کے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ میں کھانا کھانا لازم نہیں دیکھتا عیدالاضحیٰ میں قبل نماز کے۔

فائدہ: بلکہ نہ کھانا افضل ہے۔ ترمذی اور حاکم نے روایت کیا بریدہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نہ کھاتے تھے عیدالاضحیٰ کو جب تک نماز نہ پڑھتے۔

باب ما جاء فی التکبیر والقرائة فی صلاة العیدین — عیدین کی تکبیرات اور قراءت کا بیان

۴۲۸۔ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ مَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ فَقَالَ كَانَ يَقْرَأُ بِ ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ کون سی سورتیں پڑھتے تھے عیدین میں بولے سورۂ قاف اور سورۂ قمر۔

فائدہ: اور اکثر روایات میں یہ ہے کہ سبح اسم ربك الاعلیٰ اور هل اتاك حديث الغاشيه پڑھتے تھے۔

---

(٤٢٧) مقطوع صحيح: عبدالرزاق (٥٧٣٥) ابن ابی شیبة (٥٦٠٠) بیهقی (٢٨٣/٣) -

(٤٢٨) مسلم (٨٩١) كتاب صلاة العيدين: باب ما يقرأ به فی صلاة العيدين، أبو داود (١١٥٤) ترمذی (٥٣٤) نسائی (١٥٦٧) ابن ماجه (١٢٨٢) أحمد (٢١٧/٥ - ٢١٨) -

(٤٢٩) موقوف صحيح: ابن ابی شیبة (٤٩٤/١) (٥٧٠٢) بیهقی (٢٨٨/٣) -

۴۲۹۔ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ شَهِدْتُ الْأَضْحَى وَالْفِطْرَ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ فَكَبَّرَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى سَبْعَ تَكْبِيرَاتٍ قَبْلَ الْقِرَائَةِ وَفِي الْآخِرَةِ خَمْسَ تَكْبِيرَاتٍ قَبْلَ الْقِرَائَةِ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ میں نے نماز پڑھی عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے تو پہلی رکعت میں سات تکبیریں کہیں قبل قراءت کے اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں قبل قراءت کے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

فائدہ: احمد اور ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً کہ تکبیریں نماز عید الفطر میں سات ہیں پہلی رکعت میں اور پانچ ہیں دوسری رکعت میں اور دونوں رکعتوں میں قبل قراءت کے ترمذی نے علل میں کہا کہ میں نے بخاری سے اس حدیث کو پوچھا انہوں نے کہا صحیح ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر کوئی شخص پہنچا عیدگاہ میں اور دیکھا کہ لوگ فارغ ہوگئے ہیں عید کی نماز سے تو وہ نماز عید کی نہ پڑھے نہ عیدگاہ میں نہ اپنے گھر میں اس پر بھی اگر اس نے پڑھ لی عیدگاہ میں یا اپنے گھر میں تو کچھ قباحت نہیں ہے لیکن پہلی رکعت میں سات تکبیریں کہے قبل قراءت اور دوسری رکعت میں پانچ قبل قراءت کے۔ اور سفیان ثوری اور احمد کے نزدیک اگر اکیلے نماز عید کی پڑھے تو چار رکعتیں پڑھے کیونکہ روایت کیا سعید بن منصور نے کہ جس شخص کی فوت ہو جائے نماز عید امام کے ساتھ تو وہ چار رکعتیں پڑھے عید کی نماز ابو حنیفہؒ کے نزدیک واجب ہے اور امام مالکؒ اور جمہور علماء کے نزدیک سنت ہے اور یہی صحیح ہے۔

باب ترك الصلاة قبل العيدين وبعدهما — عیدین کی نماز کے اول اور بعد نفل نہ پڑھنا

۴۳۰۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ لَمْ يَكُنْ يُصَلِّي يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَلَا بَعْدَهَا۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نہیں نفل پڑھتے تھے قبل نماز عید کے اور نہ بعد نماز کے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

فائدہ: صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نکلے دن عید الفطر کے تو پڑھیں دو رکعتیں اور نماز نہیں پڑھی قبل اس کے نہ بعد اس کے اور ابن ماجہ اور حاکم نے ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نہیں نفل پڑھتے تھے عید کی نماز کے پہلے لیکن جب نماز سے فارغ ہو کر گھر میں آتے تو دو رکعتیں پڑھتے۔

---

(٤٣٠) موقوف صحيح : ترمذی (٥٣٨) كتاب الجمعة : باب ما جاء لا صلاة قبل العيد ولا بعدها، أحمد (٥٧/٢) ابن المنذر فی الاوسط (٢٦٦/٤)۔

(٤٣١) مقطوع ضعيف : ابن ابی شيبة (٤٨٦/١)۔

۴۳۱۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَغْدُو إِلَى الْمُصَلَّى بَعْدَ أَنْ يُصَلِّيَ الصُّبْحَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ سعید بن مسیّب عیدگاہ کو جاتے تھے نمازِ صبح کی پڑھ کر قبل طلوع آفتاب کے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: ابن الساغانی نے شرح مجمع میں روایت کیا کہ ایک شخص نے نماز پڑھی عید کی اول نفل تو منع کیا اس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس نے کہا اے علی رضی اللہ عنہ میں جانتا ہوں کہ اللہ جل جلالہٗ مجھے عذاب نہ کرے گا نماز پڑھنے پر۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفل نہیں پڑھا قبل نمازِ عید کے اور تو پڑھتا ہے تو یہ تیرا پڑھنا مخالفت ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پس اللہ جل جلالہٗ عذاب کرے گا تجھ کو اس پر۔

باب الرخصة في الصلاة قبل العيدين وبعدهما — قبل نمازِ عید کے اور بعد اس کے نفل پڑھنے کی اجازت

۴۳۲۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ أَنَّ أَبَاهُ الْقَاسِمَ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ أَنْ يَغْدُوَ إِلَى الْمُصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ۔

حضرت قاسم بن محمد قبل عیدگاہ جانے کے چار رکعتیں نفل اپنے گھر میں پڑھ کر جاتے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

فائدہ: اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عیدگاہ میں نہ پڑھنا ثابت ہے تو یہ اثر اس حدیث کے منافی نہیں ہے۔

۴۳۳۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ۔

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ وہ نفل پڑھتے تھے قبل نمازِ عید کے مسجد میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

فائدہ: زرقانی نے کہا کہ اپنے محلّہ کی مسجد میں قبل عیدگاہ جانے کے۔

باب غدو الامام يوم العيد وانتظار الخطبة — امام کا نمازِ عید کو جانے کا وقت اور انتظار کرنا خطبے کا

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا وہ سنت جس میں ہمارے نزدیک اختلاف نہیں ہے یہ کہ امام عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے لیے اس وقت گھر سے نکلے کہ عیدگاہ تک پہنچتے پہنچتے نماز کا وقت آ جائے۔

فائدہ: ابن ابی شیبہ نے روایت کیا نافع سے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز صبح کی پڑھ کر عیدگاہ کو چلے جاتے عید کی نماز کا وقت طلوع آفتاب

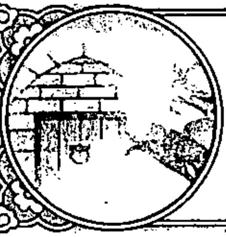
---

(۴۳۲) مقطوع صحيح : بيهقي في معرفة السنن والآثار (۳/۵۳)۔

(۴۳۳) مقطوع صحيح : الشافعي في الام (۷/۲۴۹)۔

کے بعد سے زوال تک ہے۔ بہ اجماع فقہاء لیکن اول وقت پڑھنا اس کا اولیٰ وافضل ہے۔

امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس شخص نے نماز پڑھ لی عید الفطر کی امام کے ساتھ اس کو جائز نہیں ہے کہ قبل خطبہ سننے کے چلا آئے بلکہ جب امام لوٹے تو وہ بھی لوٹے۔



(11) کتاب صلاۃ الخوف

کتاب نماز خوف کے بیان میں

باب صلاۃ الخوف — نماز خوف کا بیان

۴۳۴۔ عَنْ عَمَّنْ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلَاةَ الْخَوْفِ أَنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهُ وَصَفَّتْ طَائِفَةٌ وِجَاهَ الْعَدُوِّ فَصَلَّى بِالَّتِي مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ انْصَرَفُوا فَصَفُّوا وِجَاهَ الْعَدُوِّ وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرَى فَصَلَّى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِي بَقِيَتْ مِنْ صَلَاتِهِ ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ۔

اُس شخص سے روایت ہے کہ جس نے نماز پڑھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ ذات الرقاع میں خوف کی کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کچھ لوگ کھڑے ہوئے نماز کو اور کچھ لوگ دشمن کے سامنے رہے تو پہلے آپ ﷺ نے ایک رکعت پڑھی اُن لوگوں کے ساتھ پھر آپ ﷺ کھڑے رہے اور وہ لوگ اپنی نماز پوری کر کے چلے گئے اور جو لوگ دشمن کے سامنے تھے وہ آئے اُن کے ساتھ آپ ﷺ نے ایک رکعت پڑھی پھر آپ ﷺ بیٹھے رہے اور اُن لوگوں نے ایک رکعت اور پڑھی جب آپ ﷺ نے اُن کے ساتھ سلام پھیرا۔

۴۳۵۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ أَنَّ صَلَاةَ الْخَوْفِ أَنْ يَقُومَ الْإِمَامُ وَمَعَهُ طَائِفَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ

(٤٣٤) بخاری (٤١٢٩، ٤١٣١) کتاب المغازی: باب غزوة ذات الرقاع، مسلم (٨٤١، ٨٤٢) أبو داود (١٢٣٧) ترمذی (٥٦٥) نسائی (١٥٣٦) ابن ماجه (١٢٥٩)۔

(٤٣٥) أيضا۔

وَطَائِفَةٌ مُوَاجِهَةٌ الْعَدُوِّ فَيَرْكَعُ الْإِمَامُ رَكْعَةً وَيَسْجُدُ بِالَّذِينَ مَعَهُ ثُمَّ يَقُومُ فَإِذَا اسْتَوَى قَائِمًا ثَبَتَ وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمُ الرَّكْعَةَ الْبَاقِيَةَ ثُمَّ يُسَلِّمُونَ وَيَنْصَرِفُونَ وَالْإِمَامُ قَائِمٌ فَيَكُونُونَ وِجَاهَ الْعَدُوِّ ثُمَّ يُقْبِلُ الْآخَرُونَ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا فَيُكَبِّرُونَ وَرَاءَ الْإِمَامِ فَيَرْكَعُ بِهِمُ الرَّكْعَةَ وَيَسْجُدُ ثُمَّ يُسَلِّمُ فَيَقُومُونَ فَيَرْكَعُونَ لِأَنْفُسِهِمُ الرَّكْعَةَ الْبَاقِيَةَ ثُمَّ يُسَلِّمُونَ ۔

حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا نماز خوف کی اس طرح پر ہے کہ امام کچھ لوگوں کو اپنے ساتھ نماز کو کھڑا کرے اور کچھ لوگ دشمن کے سامنے رہیں تو امام ایک رکعت پڑھے اور سجدہ کرے جب سجدہ سے کھڑا ہو تو امام کھڑا رہے اور مقتدی اپنی ایک رکعت جو باقی ہے پڑھ کر سلام پھیر کر چلے جائیں دشمن کے سامنے اور دشمن کے سامنے جو لوگ تھے وہ آ کر تکبیر تحریمہ کہہ کر امام کے ساتھ شریک ہوں تو امام رکوع اور سجدہ سے فارغ ہو کر سلام پھیر دے اور لوگ کھڑے ہو کر ایک رکعت پڑھ کر سلام پھیریں۔

فائدہ: امام مالکؒ کا عمل اس حدیث پر ہے۔

۴۳۶۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْ صَلَاةِ الْخَوْفِ قَالَ يَتَقَدَّمُ الْإِمَامُ وَطَائِفَةٌ مِنَ النَّاسِ فَيُصَلِّي بِهِمُ الْإِمَامُ رَكْعَةً وَتَكُونُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْعَدُوِّ لَمْ يُصَلُّوا فَإِذَا صَلَّى الَّذِينَ مَعَهُ رَكْعَةً اسْتَأْخَرُوا مَكَانَ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا وَلَا يُسَلِّمُونَ وَيَتَقَدَّمُ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا فَيُصَلُّونَ مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ يَنْصَرِفُ الْإِمَامُ وَقَدْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَتَقُومُ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ فَيُصَلُّونَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً رَكْعَةً بَعْدَ أَنْ يَنْصَرِفَ الْإِمَامُ فَيَكُونُ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ قَدْ صَلَّوْا رَكْعَتَيْنِ فَإِنْ كَانَ خَوْفًا هُوَ أَشَدَّ مِنْ ذٰلِكَ صَلَّوْا رِجَالًا قِيَامًا عَلَى أَقْدَامِهِمْ أَوْ رُكْبَانًا مُسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ أَوْ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِيهَا ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جب سوال ہوتا نماز خوف کا کہتے امام آگے بڑھے نماز کو اور کچھ لوگ اس کے پیچھے ہوں تو اُن کے ساتھ امام ایک رکعت پڑھائے اور کچھ لوگ دشمن کے سامنے ہوں تو جب وہ لوگ جو امام کے پیچھے تھے ایک رکعت پڑھ چکیں دشمن کے سامنے چلے جائیں اور سلام نہ پھیریں اور وہ لوگ چلے آئیں جنہوں نے نماز نہیں شروع کی اب وہ لوگ امام کے پیچھے ایک رکعت پڑھیں پھر امام سلام پھیر دے اور باری باری ہر ہر گروہ کے لوگ آ کر ایک ایک رکعت اور پڑھ کر نماز اپنی تمام کریں تا کہ ہر ایک گروہ کی دو دو رکعتیں ہو جائیں اور اگر خوف بہت سخت ہو تو کھڑے کھڑے پیادے نماز پڑھ لیں اور اشارے سے اور سوار سواری پر اگر چہ منہ اُن کا قبلہ کی طرف نہ ہو۔

---

(۴۳۶) بخاری (۹۴۲) کتاب الجمعة: باب وقول الله تعالیٰ واذا ضربتم فی الارض، مسلم (۸۳۹) أبو داود (۱۲۴۳) ترمذی (۵٦٤) نسائی (۱۵۳۸) ابن ماجه (۱۲۵۸) أحمد (۱۳۲/۲) دارمی (۱۵۲۱)۔

(۴۳۷) صحیح لغیرہ: ابن ابی شیبة (۳۷۷/۷)۔

فائدہ: جمہور ائمہ کا مذہب اس حدیث پر ہے محمد نے کہا کہ ابوحنیفہ کا بھی یہی قول ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا نافع نے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوگی۔

فائدہ: جیسا کہ ابن ماجہ نے اس حدیث کو بہ اسناد صحیح مرفوعاً ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

۴۳۷۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ مَا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ ۔

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر کی نماز نہیں پڑھی جنگ خندق میں یہاں تک کہ ڈوب گیا آفتاب۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند مسلم کی شرط پر **صحیح** ہے۔

فائدہ: کیونکہ لڑائی سے فرصت نہیں ہوئی بعض روایتوں میں ہے کہ مغرب بھی قضا ہوگئی بعض روایتوں میں ہے کہ چار نمازیں فوت ہو گئیں۔ اس حدیث کو اس باب میں لانے سے یہ غرض ہے کہ اگر خوف بہت سخت ہو اور لڑائی سے فرصت نہ ہو تو نماز کی تاخیر کی جائے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ میرے نزدیک روایت قاسم بن محمد کی صالح بن خوات سے صلوٰۃ الخوف میں اچھی ہے اور وہ سہل بن ابی حثمہ کی حدیث ہے جو اوپر گزری۔



(12) كتاب صلاة الخسوف

کتاب نماز خسوف کے بیان میں

باب العمل في صلاة كسوف الشمس — نماز کسوف کا بیان

۴۳۸۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ

(٤٣٨) بخاری (١٠٤٤) كتاب صلاة الكسوف : باب الصدقة في الكسوف ، مسلم (٩٠١) أبو داود (١١٩١) ترمذی (٥٦١) نسائی (١٤٧٤) ابن ماجه (١٦٢٣) دارمی (١٥٢٩) ۔

رَفَعَ فَسَجَدَ ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتْ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَادْعُوا اللَّهَ وَكَبِّرُوا وَتَصَدَّقُوا ثُمَّ قَالَ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللّٰهِ مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرَ مِنَ اللّٰهِ أَنْ يَزْنِيَ عَبْدُهُ أَوْ تَزْنِيَ أَمَتُهُ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا)) ۔

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ گہن لگا سورج کو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تو نماز پڑھائی آپ ﷺ نے ساتھ لوگوں کے پس کھڑے ہوئے بہت دیر تک پھر رکوع کیا بڑی دیر تک پھر کھڑے ہوئے بڑی دیر تک لیکن اول سے کچھ کم پھر رکوع کیا بڑی دیر تک لیکن اول رکوع سے کچھ پھر سر اُٹھایا رکوع سے پھر سجدہ کیا پھر دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا جب نماز سے فارغ ہوئے تو آفتاب روشن ہو گیا تھا' پھر خطبہ پڑھا اور حمد و ثنا کی اللہ جل جلالہٗ کی پھر فرمایا کہ سورج اور چاند دونوں نشانیاں ہیں پروردگار کی نشانیوں سے کسی کی موت یا زیست کے واسطے ان میں گہن نہیں لگتا تو جب دیکھو تم گہن پس دعا کرو اللہ سے اور تکبیر کہو اور صدقہ دو۔ پھر فرمایا آپ ﷺ نے اے امت محمد (ﷺ) قسم خدا کی اللہ جل جلالہٗ سے کسی کو زیادہ غیرت نہیں ہے اس امر میں کہ اس کا بندہ یا اُس کی لونڈی زنا کرے اے امت محمد (ﷺ) اگر تم جانتے ہوتے جو میں جانتا ہوں البتہ ہنستے تم تھوڑا اور روتے بہت۔

فائدہ: اس قول سے آپ ﷺ نے رد کیا اُن لوگوں پر جو کہتے تھے کہ ابراہیم آنحضرت ﷺ کے فرزند کے انتقال کرنے سے سورج کو گہن لگا ہے۔ روایت کیا اس کو بخاری اور ابن حبان اور احمد اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور اُن کی روایت میں ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں سورج اور چاند کو نہیں گہن لگتا مگر کسی بڑے کی موت سے اور یہ خیال غلط ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ چاند اور سورج کے گہن سے جو بعض احمق یہ سمجھا کرتے ہیں کہ فلانے بادشاہ یا ملک پر آفت آئے گی یہ بالکل غلط اور لغو ہے۔

فائدہ: اس لیے کہ نیکیاں کم ہیں اور برائیاں بے شمار اور منزل نہایت سخت اور دور دراز ہے اس حدیث پر عمل کیا ہے ائمہ ثلثہ نے کسوف میں اور ہر رکعت میں دو رکوع ثابت کیے ہیں اور نخعی اور ثوری اور ابوحنیفہؒ کا مذہب یہ ہے کہ صلوٰۃ کسوف کی دو رکعتیں ہیں ہر رکعت میں ایک ایک رکوع موافق اور نمازوں کے۔

۴۳۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ خَسَفَتْ الشَّمْسُ فَصَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مَعَهُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا نَحْوًا مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ قَالَ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ

---

(٤٣٩) بخاری (٢٩) كتاب الايمان : باب كفران العشير وكفر دون كفر' مسلم (٩٠٧) كتاب الكسوف : باب ما عرض على النبي في صلاة الكسوف ، أبو داود (١١٨١) ترمذی (٥٦٠) نسائی (١٤٦٩) أحمد (٢٩٨/١ ١١ ٦٧) دارمی (١٥٢٨) ۔

قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ هَذَا ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُودًا وَلَوْ أَخَذْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا وَرَأَيْتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ قَالُوا لِمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ لِكُفْرِهِنَّ قِيلَ أَيَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ قَالَ وَيَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ وَيَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ كُلَّهُ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ ـ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ گہن لگا سورج میں تو نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگوں نے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر کھڑے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت دیر تک جیسے سورۂ بقر پڑھنے میں دیر ہوتی ہے۔ پھر رکوع کیا ایک لمبا رکوع پھر سر اٹھایا پھر کھڑے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑی دیر تک لیکن پہلے قیام سے کچھ کم پھر رکوع کیا ایک رکوع لمبا۔ لیکن اول رکوع سے کچھ کم پھر سجدہ کیا پھر کھڑے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑی دیر تک لیکن اول قیام سے کچھ کم پھر رکوع کیا لمبا رکوع لیکن اول رکوع سے کم پھر سر اٹھایا پھر کھڑے ہوئے بڑی دیر تک لیکن اول قیام سے کچھ کم پھر رکوع کیا ایک لمبا رکوع لیکن اول رکوع سے کچھ کم پھر سجدہ کیا تو فارغ ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے اور آفتاب روشن ہو گیا تھا پس فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج اور چاند دو نشانیاں ہیں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے نہیں گہن لگتا اُن میں سے کسی کی زندگی اور موت سے جب تم ایسا کرو تو ذکر کرو اللہ کا۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا نماز میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے کسی چیز کو لینے کے لیے پھر پیچھے ہٹ آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا میں نے جنت کو پس لینا چاہا میں نے اس میں سے ایک گچھا (خوشہ)۔ اگر میرے ہاتھ لگ جاتا تو تم اس میں سے کھایا کرتے جب تک دنیا باقی رہتی اور میں نے دیکھا جہنم کو ایسی ہولناک اور مہیب صورت میں کہ کبھی میں نے ایسی صورت نہ دیکھی ہے نہ دیکھی تھی اور میں نے دیکھا کہ جہنم میں عورتیں زیادہ ہیں۔ صحابہ نے کہا کیوں یا رسول اللہ؟ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی ناشکری نے اُن کو جہنم میں ڈالا۔ کہا صحابہ نے کیا کفر کرتی ہیں ساتھ اللہ کے۔ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور کفر کرتی ہیں یعنی ناشکری کرتی ہیں خاوند کی اور بھول جاتی ہیں احسان کو اگر کسی عورت کے ساتھ ساری عمر احسان کرو پھر کوئی رنج اس کو پہنچے تو کہنے لگتی ہے خاوند سے مجھے کبھی تجھ سے بھلائی نہیں پہنچی۔

فائدہ: زرقانی نے کہا کہ اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ قراءت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آہستہ تھی کسوف میں اور یہ جو بعض لوگوں نے تاویل کی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ صغیر السن تھے اس وجہ سے صفوں کے پیچھے کھڑے ہوں گے تو اُن کی آواز نہ آئی ہو گی مردود ہے ابن عباس

رضی اللہ عنہ کے قول سے کہ میں کھڑا ہوا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں مگر ایک حرف بھی قراءت کا میں نے نہ سنا۔

فائدہ: کیونکہ جنت کے پھل کبھی فنا نہیں ہوتے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ﴿أُكُلُهَا دَائِمٌ وَظِلُّهَا﴾ کھانے اس کے ہمیشہ رہیں گے اور فرمایا ﴿لَا مَقْطُوعَةٍ وَّلَا مَمْنُوعَةٍ﴾ کبھی تمام نہ ہوں گے اور نہ کبھی روکے جائیں گے۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی ہر ایک رکعت میں دو رکوع ثابت ہوئے اور مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے تین رکوع ہر رکعت میں روایت کیے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے چار رکوع ہر رکعت میں اور ابوداؤد نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اور بزار نے علی رضی اللہ عنہ سے پانچ رکوع ہر رکعت میں روایت کیے۔

٤٤٠- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ يَهُودِيَّةً جَاءَتْ تَسْأَلُهَا فَقَالَتْ أَعَاذَكِ اللَّهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُعَذَّبُ النَّاسُ فِي قُبُورِهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِذًا بِاللهِ مِنْ ذَلِكَ ثُمَّ رَكِبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ مَرْكَبًا فَخَسَفَتِ الشَّمْسُ فَرَجَعَ ضُحًى فَمَرَّ بَيْنَ ظَهْرَانَيِ الْحُجَرِ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي وَقَامَ النَّاسُ وَرَاءَهُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ ثُمَّ أَمَرَهُمْ أَنْ يَتَعَوَّذُوا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت آئی اُن کے پاس مانگنے کو تو کہا اس نے اللہ بچائے تجھ کو قبر کے عذاب سے۔ پس پوچھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا لوگوں کو عذاب ہوگا قبروں میں؟ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے اس عذاب سے پھر سوار ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن سواری پر سو گہن لگا آفتاب کو اور لوٹے آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجروں کے پیچھے سے پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہوئے پھر قیام کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی دیر تک پھر سر اٹھایا اور قیام کیا بڑی دیر تک لیکن پہلے قیام سے کچھ کم پھر رکوع کیا بڑی دیر تک لیکن پہلے رکوع سے کچھ کم پھر سر اٹھا کر سجدہ کیا پھر قیام کیا بڑی دیر تک لیکن اول رکعت کے قیام سے کچھ کم پھر رکوع کیا لمبا رکوع لیکن پہلے رکوع سے کچھ کم پھر سر اٹھایا اور قیام کیا بڑی دیر تک لیکن

---

(٤٤٠) بخاری (١٠٤٩، ١٠٥٠) كتاب صلاة الكسوف : باب التعوذ من عذاب القبر فى الكسوف، مسلم (٩٠٣) نسائی (١٤٧٥) أحمد (٥٣/٦)، (٢٤٧٧٢) دارمی (١٥٢٧)۔

(٤٤١) بخاری (٨٦) كتاب العلم : باب من أجاب الفتيا باشارة اليد والرأس، مسلم (٩٠٥) أحمد (٣٤٥/٦ ـ ٣٤٦)۔

پہلے قیام سے کچھ کم پھر رکوع کیا بڑی دیر تک لیکن پہلے رکوع سے کچھ کم پھر سر اٹھا کر سجدہ کیا پھر نماز سے فارغ ہو کر جو کچھ اللہ تعالیٰ نے چاہا باتیں کیں پھر حکم کیا اُن کو کہ پناہ مانگیں اللہ سے قبر کے عذاب سے۔

باب ما جاء فی صلاۃ الکسوف اس چیز کا بیان جو نماز کسوف کے باب میں آئی ہے

۴۴۱۔ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَنَّهَا قَالَتْ أَتَيْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ خَسَفَتْ الشَّمْسُ فَإِذَا النَّاسُ قِيَامٌ يُصَلُّونَ وَإِذَا هِيَ قَائِمَةٌ تُصَلِّي فَقُلْتُ مَا لِلنَّاسِ فَأَشَارَتْ بِيَدِهَا نَحْوَ السَّمَاءِ وَقَالَتْ سُبْحَانَ اللَّهِ فَقُلْتُ آيَةٌ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ نَعَمْ قَالَتْ فَقُمْتُ حَتَّى تَجَلَّانِي الْغَشْيُ وَجَعَلْتُ أَصُبُّ فَوْقَ رَأْسِي الْمَاءَ فَحَمِدَ اللَّهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ كُنْتُ لَمْ أَرَهُ إِلَّا قَدْ رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هَذَا حَتَّى الْجَنَّةُ وَالنَّارُ وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ مِثْلَ أَوْ قَرِيبًا مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ لَا أَدْرِي أَيَّتَهُمَا قَالَتْ أَسْمَاءُ يُؤْتَى أَحَدُكُمْ فَيُقَالُ لَهُ مَا عِلْمُكَ بِهَذَا الرَّجُلِ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ أَوْ الْمُوقِنُ لَا أَدْرِي أَيَّ ذَلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ فَيَقُولُ هُوَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى فَأَجَبْنَا وَآمَنَّا وَاتَّبَعْنَا فَيُقَالُ لَهُ نَمْ صَالِحًا قَدْ عَلِمْنَا إِنْ كُنْتَ لَمُؤْمِنًا وَأَمَّا الْمُنَافِقُ أَوْ الْمُرْتَابُ لَا أَدْرِي أَيَّتَهُمَا قَالَتْ أَسْمَاءُ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ شَيْئًا فَقُلْتُهُ۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں آئی عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جس وقت گہن لگا آفتاب کو۔ تو دیکھا میں نے لوگوں کو نماز پڑھتے ہوئے اور عائشہ رضی اللہ عنہا بھی کھڑی ہوئی نماز پڑھ رہی تھیں تو میں نے کہا کیا ہوا لوگوں کو تو اشارہ کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اور سبحان اللہ کہا میں نے کہا کوئی نشانی ہے انہوں نے اشارہ سے کہا ہاں۔ کہا اسماء نے تو میں کھڑی ہوئی یہاں تک کہ مجھ کو غشی آنے لگی اور میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعریف کی اللہ کی اور ثناء کی اس کی پھر فرمایا جو چیز میں نے نہ دیکھی تھی وہ آج میں نے دیکھ لی اس جگہ یہاں تک کہ جنت اور دوزخ کو بھی دیکھا اور مجھے وحی سے معلوم ہوا کہ قبر میں تم فتنہ میں پڑ جاؤ گے مثل فتنہ دجال کے یا اس کے قریب۔ معلوم نہیں اسماء نے کیا کہا آئیں گے اس کے پاس فرشتے تو پوچھیں گے اس سے تو کیا سمجھتا ہے اس شخص کو (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو) تو جو ایمان رکھتا ہے یا یقین رکھتا ہے معلوم نہیں کیا کہا اسماء نے وہ کہے گا یہ شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اللہ جل جلالہ کے بھیجے ہوئے ہمارے پاس کھلی کھلی نشانیاں اور ہدایت یعنی کلام اللہ لے کر پس قبول کیا ہم نے اور ایمان لائے ہم اور پیروی کی ہم نے اُن کی تب فرشتے اس سے کہیں گے سو رہ اچھی طرح ہم تو پہلے ہی جانتے تھے کہ تو مومن ہے اور منافق جس کو شک ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت میں معلوم نہیں کیا کہا اسماء نے وہ کہے گا میں نہیں جانتا

لوگوں سے میں نے جو سنا وہ کہا۔

فائدہ: تب فرشتے کہیں گے تو نے کچھ نہ جانا نہ پڑھا اور ماریں گے اس کو لوہے کی گرزوں سے اگر پہاڑ پر اس کے گرز سے ماریں تو پہاڑ خاک ہو جائے۔ عبدالرزاق ابن بطال نے کہا کہ اس حدیث سے تقلید کی بڑی مذمت ثابت ہوئی اس لیے کہ وہ منافق یا شک کرنے والا یہ کہے گا کہ میں نے لوگوں سے جو سنا وہ کہا اس پر فرشتے اس کو ماریں گے یہی حال مقلدوں کا ہے وہ کہتے ہیں ہم قرآن اور حدیث کو کیا جانیں جو کچھ اگلے لوگ لکھ گئے ہیں ہم کو وہ کافی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تقلید کوئی اچھی چیز نہیں ہے بلکہ مجبوری کی راہ سے جب کوئی نص آیت یا حدیث سے نہ ملے تو اس وقت تقلید کسی مجتہد کی کرے۔ پھر اس وقت بھی تقلید اچھی نہیں ہے بلکہ ہر شخص کو چاہیے کہ قرآن و حدیث کی بخوبی تحصیل کر کے آپ خود وہ لیاقت پیدا کرے جو اگلے لوگوں کو تھی اور اُن میں سے احکام نکالے بعض بے وقوف یہ سمجھتے ہیں کہ اس زمانے میں مجتہد کا ہونا محال ہے اور یہ نہیں سمجھتے کہ اس زمانے میں مجتہد ہونا بہت سہل ہے۔ چنانچہ ہمیشہ ایسا ہی ہوا کہ پچھلے مجتہد وسعت اور کثرت علم میں اگلے مجتہد سے ممتاز ہوئے مثلاً مالک ؒ کو ابو حنیفہ ؒ کی نسبت زیادہ حدیثیں ملیں پھر شافعی ؒ کو مالک ؒ کی نسبت پھر امام احمد بن حنبل ؒ تو سب مجتہدین اور محدثین کے پیشوا ہوئے اتنی حدیثیں کسی مجتہد کو اُن سے پہلے حاصل نہیں ہوئی تھیں۔ پھر اُن کے بعد امام بخاری ؒ کو اُن سے بھی زیادہ علی ہذا القیاس متاخر کو متقدم سے زیادہ علم حاصل کرنا آسان ہو جاتا ہے اخیر زمانے میں امام ابن تیمیہ اور امام ابن قیم دو شیخ اتنے بڑے درجہ کے گزرے جنہوں نے قران و حدیث کی بہت خدمت کی اور بہت مسائل مختلف فیہ میں حق کو ظاہر کیا۔ اللہ ان سب بزرگواروں سے راضی ہو اور ہمارا بھی خاتمہ بخیر کرے۔



(13) كتاب الاستسقاء

کتاب نماز استسقاء کے بیان میں

باب العمل في الاستسقاء — استسقاء کا بیان

۴۴۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ الْمَازِنِيِّ يَقُولُ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمُصَلَّى فَاسْتَسْقَى وَحَوَّلَ رِدَائَهُ حِينَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ ۔

حضرت عبداللہ بن زید مازنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نکلے نماز استسقاء کے لیے اور اُلٹا آپ ﷺ نے اپنی چادر کو جس وقت منہ کیا قبلہ کی طرف۔

فائدہ: شیخین کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھائیں اور جہر کیا ان میں قراءت کو۔ بخاریؒ کی روایت میں ہے کہ پھر کھڑے ہوئے آپ اور دعا کی۔ پھر منہ کیا قبلہ کی طرف اور چادر کو اُلٹا۔ بعض محدثین نے کہا ہے کہ چادر اس لیے اُلٹی تا کہ حال زمانے کا اُلٹ جائے یعنی قحط وگرانی موقوف ہو کر بارش وارزانی ہو جائے۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا کہ نماز استسقاء کی کتنی رکعتیں ہیں تو جواب دیا کہ دو رکعتیں ہیں اور امام کو چاہیے کہ پہلے نماز پڑھے پھر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھے اور دعا مانگے قبلہ کی طرف ف[1] اور جب منہ کرے قبلہ کی طرف تو چادر کو الٹے اور دونوں رکعتوں میں جہر سے قراءت کرے اور چادر کو اس طرح اُلٹے کہ داہنی طرف کا کنارہ بائیں طرف کرے اور بائیں طرف کا داہنی طرف اور مقتدی بھی اسی طرح اپنی اپنی چادروں کو پلٹیں جب امام پلٹے ف[2] اور منہ قبلہ کی طرف کریں بیٹھے بیٹھے۔

(۱) فائدہ: جب فارغ ہو خطبہ سے یا خطبہ ہی میں۔

(۲) فائدہ: کیونکہ روایت کیا امام احمد نے عبداللہ بن زید سے کہ لوگوں نے بھی چادریں اپنی اُلٹیں آنحضرت ﷺ کے ساتھ۔ (زرقانی)

۴۴۳۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اسْتَسْقَى قَالَ ((اللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهِيمَتَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَأَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ)) ۔

حضرت عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب دعا مانگتے پانی برسنے کے واسطے تو فرماتے یا اللہ! پانی پلا اپنے بندوں اور جانوروں کو اور پھیلا دے اپنی رحمت کو اور جلا دے اپنے مرے ہوئے ملک کو۔

---

(۴۴۲) بخاری (۱۰۰۵) ابواب الاستسقاء: باب الاستسقاء وخروج النبی فی الاستسقاء، مسلم (۸۹۴) أبو داود (۱۱۶۱) ترمذی (۵۵۶) نسائی (۱۵۰۵) ابن ماجه (۱۲۶۷) دارمی (۱۵۳۳) ۔

(۴۴۳) حسن: أبو داود (۱۱۷۶) كتاب الصلاة: باب رفع اليدين فی الاستسقاء، بیهقی (۳۵۶/۳)، (۶۴۴۱) عبد الرزاق فی المصنف (۹۲/۳) ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **حسن** ہے۔شیخ البانیؒ نے اسے **حسن** کہا ہے۔[صحیح ابو داود (۱۰۴۳)]

فائدہ: مرا ہوا ملک وہ ہے جس میں پانی نہ برسا اور زمین وہاں کی خشک ہوگئی۔

۴۴۴۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْمَوَاشِي وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللَّهَ فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمُطِرْنَا مِنَ الْجُمُعَةِ إِلَى الْجُمُعَةِ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ وَهَلَكَتِ الْمَوَاشِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اللَّهُمَّ ظُهُورَ الْجِبَالِ وَالْآكَامِ وَبُطُونَ الْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتَ الشَّجَرِ قَالَ فَانْجَابَتْ عَنِ الْمَدِينَةِ انْجِيَابَ الثَّوْبِ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا اس نے اے رسول اللہ کے! مرگئے جانور[۱] اور بند ہو گئے راستے سو دعا کیجیے اللہ سے پس دعا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو برسا پانی ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک پھر ایک شخص آیا اور اس نے کہا اے رسول خدا کے! اگر پڑے گھر اور بند ہو گئیں راہیں اور مر گئے جانور[۲] تب دعا کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا اللہ! برسا پہاڑوں پر اور ٹیلوں پر اور نالوں پر اور درختوں کے اردگرد۔ کہا انس رضی اللہ عنہ نے جب یہ دعا کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو پھٹ گیا ابر مدینہ سے جیسے پھٹ جاتا ہے پرانا کپڑا۔

(۱) فائدہ: بوجہ پانی نہ ملنے کے اور ضعیف ہو جانے اونٹوں کے۔

(۲) فائدہ: پانی کی کثرت سے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کسی کو نماز استسقاء کی نہ ملے لیکن خطبہ مل جائے تو اس کو اختیار ہے چاہے دو رکعتیں استسقاء کی مسجد میں پڑھے یا گھر میں آ کر پڑھ لے یا نہ پڑھے کیونکہ نماز استسقاء کی نفل ہے۔

باب الاستمطار بالنجوم ستاروں کی گردش سے پانی برسنے کا اعتقاد رکھنا

۴۴۵۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ عَلَى إِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ أَتَدْرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ قَالَ ((أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ بِي فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهِ فَذَلِكَ مُؤْمِنٌ بِي كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ وَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذَلِكَ كَافِرٌ بِي مُؤْمِنٌ

---

(٤٤٤) بخاری (١٠١٣) كتاب الجمعة : باب الاستسقاء في المسجد الجامع ، مسلم (٨٩٧) أبو داود (١١٧٤) نسائي (١٥٠٤) أحمد (١٠٤/٣) ۔

(٤٤٥) بخاری (٨٤٦) كتاب الأذان : باب يستقبل الامام الناس اذا سلم ، مسلم (٧١) أبو داود (٣٩٠٦) نسائي (١٥٢٥) أحمد (١١٧/٤) ۔

بِالْكَوْكَبِ))۔

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز پڑھائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی حدیبیہ میں اور رات کو پانی پڑ چکا تھا تو جب نماز سے فارغ ہوئے متوجہ ہوئے لوگوں کی طرف اور فرمایا کہ تم جانتے ہو جو کہا تمہارے پروردگار نے؟ کہا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے' صبح کو میرے بندے دو قسم کے تھے ایک وہ جو ایمان لایا میرے اُوپر دوسرے وہ جس نے کفر کیا ساتھ میرے جس شخص نے کہا کہ پانی برسا اللہ کے فضل اور رحمت سے تو وہ میرے اوپر ایمان لایا' تاروں پر اعتقاد نہ رکھا اور جو بولا کہ پانی برسا فلاں تارہ کی گردش سے تو اس نے کفر کیا میرے ساتھ اور ایمان لایا تاروں پر۔

فائدہ: یعنی تاروں کو جس نے مؤثر سمجھا اور یہ خیال کیا کہ پانی برسانا ان کا فعل ہے وہ کافر ہو گیا دائرہ ایمان سے نکل گیا۔ پانی برسانا روزی دینا یہ سب کام اللہ جل جلالہٗ کے ہیں کسی کو اس میں دخل نہیں ہے۔

۴۴۶۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ إِذَا أَنْشَأَتْ بَحْرِيَّةً ثُمَّ تَشَائَمَتْ فَتِلْكَ عَيْنٌ غُدَيْقَةٌ ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اٹھے ابر سمندر کی طرف سے پھر شام کی طرف جانے لگے تو جانو کہ ایک چشمہ ہے بھرپور۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **موضوع** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **موضوع** کہا ہے۔

فائدہ: مدینہ کی جانب سے سمندر پچھان کی طرف ہے اور شام اُتر کی طرف مطلب یہ ہے کہ جب ابر پچھان کی طرف سے اٹھے اور اُتر کو جانے لگے تو وہ خوب برسے گا۔

۴۴۷۔ و حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُولُ إِذَا أَصْبَحَ وَقَدْ مُطِرَ النَّاسُ مُطِرْنَا بِنَوْءِ الْفَتْحِ ثُمَّ يَتْلُو هَذِهِ الْآيَةَ مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے جب صبح ہوتی تھی اور پانی برس جاتا تھا' پانی برسا اللہ کے حکم سے پڑھتے تھے اس آیت کو ﴿مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ﴾ الآیۃ یعنی اللہ جل جلالہٗ اگر لوگوں پر رحمت کرنا چاہے تو کوئی اس کو روک نہیں سکتا اور جو روکنا چاہے تو کوئی چھوڑ نہیں سکتا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

---

(٤٤٦) موضوع :طبرانی فی الأوسط (٧٧٥٧) ابن الصلاح فی وصل بلاغات مالك (٩٢١/٢) ۔

(٤٤٧) موقوف ضعيف :بیهقی (٣٥٩/٣) ۔



(14) كتاب القبلة

کتاب قبلہ کے بیان میں

باب النهي عن استقبال القبلة والانسان يريد حاجته — قبلہ کی طرف منہ نہ کرنا پاخانہ یا پیشاب کے وقت

۴۴۸۔ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ صَاحِبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِمِصْرَ يَقُولُ وَاللّٰهِ مَا أَدْرِي كَيْفَ أَصْنَعُ بِهَذِهِ الْكَرَابِيسِ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِذَا ذَهَبَ أَحَدُكُمُ الْغَائِطَ أَوِ الْبَوْلَ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا بِفَرْجِهِ)) ۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو صحابی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ وہ مصر میں کہتے تھے قسم خدا کی میں کیا کروں ان پاخانوں کو حالانکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جائے کوئی تم میں سے پاخانہ یا پیشاب کو تو نہ منہ کرے قبلہ کی طرف اور نہ پیٹھ کرے۔

۴۴۹۔ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ تُسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةُ لِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ ۔

ایک مرد انصاری سے روایت ہے اس نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منع کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ کی طرف منہ کرنے سے پیشاب یا پاخانہ میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح لغیرہ** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

باب الرخصة في استقبال القبلة لبول أو لغائط — پاخانہ یا پیشاب قبلہ کی طرف منہ کرنے کی اجازت

۴۵۰۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِنَّ أُنَاسًا يَقُولُونَ إِذَا قَعَدْتَ عَلَى حَاجَتِكَ فَلَا تَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ

(٤٤٨) بخاری (١٤٤) كتاب الوضوء : باب لا تستقبل القبلة بغائط أو بول ' مسلم (٢٦٤) أبو داود (٩) ترمذی (٨) نسائی (٢٠) ابن ماجه (٣١٨) أحمد (٤١٤/٥) (٢٣٩١١) دارمی (٦٦٥)۔

(٤٤٩) صحيح لغيره : شرح معانی الآثار (٢٣٢/٤) بيهقی فی المعرفة (١٩٣/١) ۔

(٤٥٠) بخاری (١٤٥) كتاب الوضوء : باب من تبرز على لبنتين ' مسلم (٢٦٦) أبو داود (١٢) ترمذی (١١) نسائی (٢٣) ابن ماجه (٣٢٢) أحمد (١٢/٢) ' (٤٦٠٦) دارمی (٦٦٧) ۔

وَلَا بَيْتَ الْمَقْدِسِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَقَدْ ارْتَقَيْتُ عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ لَنَا فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى لَبِنَتَيْنِ مُسْتَقْبِلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ قَالَ لَعَلَّكَ مِنَ الَّذِينَ يُصَلُّونَ عَلَى أَوْرَاكِهِمْ قَالَ قُلْتُ لَا أَدْرِي وَاللّٰهِ قَالَ مَالِكٌ يَعْنِي الَّذِي يَسْجُدُ وَلَا يَرْتَفِعُ عَلَى الْأَرْضِ يَسْجُدُ وَهُوَ لَاصِقٌ بِالْأَرْضِ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے تھے بعض لوگ سمجھتے ہیں جب تو اپنی حاجت کو جائے تو منہ نہ کر قبلہ اور بیت المقدس کی طرف ۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں اپنے گھر کی چھت پر چڑھا تو میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو اینٹوں پر حاجت ادا کر رہے ہیں منہ اُن کا بیت المقدس کی طرف ہے پھر کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے واسع بن حبان سے شاید تو اُن لوگوں میں ہے جو اپنے سرینوں پر نماز پڑھتے ہیں واسع نے کہا میں نہیں سمجھا ۔کہا مالک نے اس قول کی تفسیر میں وہ لوگ ہیں جو سجدہ میں زمین سے لگ جاتے ہیں اور اپنی پیٹھ کو سرین سے جدا نہیں رکھتے ۔

فائدہ: بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہ فعل ناسخ ہے حدیث نہی کا بعض کہتے ہیں ممانعت صحرا میں ہے نہ مکانوں میں بعض کہتے ہیں ہر جگہ ممانعت ہے لیکن حق یہ ہے کہ یہ نہی تنزیہی ہے بوجہ خلاف ادب کے اسی وجہ سے ترک بھی اس کا درست ہے ۔

باب النهي عن البصاق في القبلة قبلہ کی طرف تھوکنے کی ممانعت

۴۵۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى بُصَاقًا فِي جِدَارِ الْقِبْلَةِ فَحَكَّهُ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ ((إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَلَا يَبْصُقْ قِبَلَ وَجْهِهِ فَإِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قِبَلَ وَجْهِهِ إِذَا صَلَّى))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تھوک پڑا ہے قبلہ کی دیوار پر سو چھڑایا اس کو پھر متوجہ ہوئے لوگوں پر اور فرمایا جب کوئی تم میں سے نماز پڑھے تو اپنے سامنے نہ تھوکے اس لیے کہ اللہ اس کے سامنے ہے جب وہ نماز پڑھ رہا ہے ۔

فائدہ: خطابیؒ نے کہا اس سے یہ غرض ہے کہ وہ قبلہ کی طرف منہ کرنے سے قصد کرتا ہے اپنے پروردگار کا تو گویا پروردگار اس کے سامنے ہے بعضوں نے کہا عظمت اللہ کی یا رحمت اس کی اس کے سامنے ہے اور استدلال جہمیہ اور معتزلہ کا اس حدیث سے اس امر پر کہ پروردگار ہر مکان میں ہے باطل ہے ۔کیونکہ اسی حدیث میں یہ موجود ہے کہ تھوک لے اپنے قدموں کے نیچے پس اگر اللہ ہر مکان میں ہوتو کہیں تھوکنا درست نہ ہوتا ۔ بلکہ پروردگار عالم اپنے عرش معلیٰ پر ہے اور علم و قدرت اس کی ہر شے سے متعلق ہے ۔یہی اعتقاد ہے سلف اہل سنت اور جماعت کا اور تفصیل اس مسئلہ کی ''انتہائی الاستواء'' میں ہے ۔

(٤٥١) بخاری (٤٠٦) كتاب الصلاة: باب حك البزاق باليد من المسجد ' مسلم (٥٤٧) أبو داود (٤٧٩) نسائی (٧٢٤) ابن ماجه (٧٦٣) أحمد (٦/٢) (٤٥٠٩) دارمی (١٣٩٧) ۔

۴۵۲۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى فِي جِدَارِ الْقِبْلَةِ بُصَاقًا أَوْ مُخَاطًا أَوْ نُخَامَةً فَحَكَّهُ ۔

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا دیوار میں قبلہ کے تھوک یا رینٹ یا بلغم تو چھڑا دیا اس کو۔

فائدہ: یعنی مل دیا اس کو ہاتھ سے یا لکڑی سے مسجد میں تھوکنا ممنوع ہے۔ مگر جب اس کو دفن کر دے اس طرح کہ زمین مسجد کی کچی ہو۔ تھوک کو مٹی کے اندر کر دے ورنہ کپڑے میں تھوک لے۔

باب ما جاء في القبلة — قبلہ کا بیان

۴۵۳۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ بَيْنَمَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ إِذْ جَاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنٌ وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوهَا وَكَانَتْ وُجُوهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوا إِلَى الْكَعْبَةِ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ لوگ نماز پڑھ رہے تھے مسجد قبا میں صبح کی اتنے میں ایک شخص آ کر بولا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رات کو قرآن اترا اور حکم ہوا کعبہ کی طرف منہ کرنے کا پھر گئے وہ لوگ نماز ہی میں کعبہ کی طرف اور پہلے منہ اُن کے شام کی طرف تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس قدر عمل نماز کو فاسد نہیں کرتا اور نماز میں کسی کا کلام سننا اور اس پر عمل کرنا درست ہے۔

۴۵۴۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ أَنْ قَدِمَ الْمَدِينَةَ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ ثُمَّ حُوِّلَتِ الْقِبْلَةُ قَبْلَ بَدْرٍ بِشَهْرَيْنِ ۔

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد مدینہ میں آنے کے سولہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف پھر قبلہ بدل گیا دو مہینے اول جنگ بدر سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح لغیرہ** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

---

(٤٥٢) بخاری (٤٠٧) كتاب الصلاة : باب حك البزاق باليد من المسجد ' مسلم (٥٤٩) ابن ماجه (٧٦٤) أحمد (١٤٨/٦) ' (٢٥٦٧١) ۔

(٤٥٣) بخاری (٤٠٣) كتاب الصلاة : باب ما جاء في القبلة ومن لم ير الاعادة على من سها ' مسلم (٥٢٦) ترمذی (٣٤١) نسائی (٤٩٣) أحمد (١١٣/٢) (٥٩٣٤) دارمی (١٢٣٤) ۔

(٤٥٤) صحيح لغيره : بيهقی (٣/٢) الشافعی في الرسالة (ص : ١٢٤) ۔

۴۵۵۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ إِذَا تُوُجِّهَ قِبَلَ الْبَيْتِ۔

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا درمیان پورب اور پچھم کے قبلہ ہے جب منہ کرے خانہ کعبہ کی طرف۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح متصل** ہے۔

فائدہ: یہ اہل مدینہ کے واسطے کیونکہ ان کا قبلہ جنوب کی طرف ہے اور یہ جو قید لگائی کہ منہ کعبہ کی طرف کرے اس سے یہ غرض ہے کہ مشرق اور مغرب کے بیچ میں سمت شمالی بھی واقع ہے لیکن اس طرف منہ کرنے سے کعبہ کی طرف پیٹھ ہوگی اس قول سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو لوگ اور ملکوں میں واقع ہیں جہاں سے کعبہ نظر نہیں آتا اُن کو عین کعبہ کی طرف توجہ کرنا ضروری نہیں بلکہ جہت کعبہ کافی ہے۔ معرفت قبلہ کے کئی طور سے ہو سکتی ہے۔ ایک رؤیت کعبہ سے دوسری دلیل عقلی قطعی سے تیسری مسجد کے محرابوں سے چوتھی سچے آدمی کے کہنے سے پانچویں اپنی رائے سے اجتہاد کرنے سے یہ دلائل ظنیہ چھٹی تقلید سے اس شخص کے جس نے قبلہ کو پہچانا ہو اجتہاد سے لیکن جب تک اول کے تین امور ملیں تو چوتھے اور پانچویں کی طرف التفات نہ کرے اور جب چوتھا اور پانچواں امر ملے تو چھٹے کی طرف نہ جائے اور صحیح یہ ہے کہ ہر نماز کے لیے نیا اجتہاد ضروری نہیں ہے مگر جب کوئی شبہ عارض ہو۔ سب سے سہل طریقہ قبلہ پہچاننے کا یہ ہے کہ جن مسجدوں کو اگلے لوگوں نے بنایا ہے اُن میں جا کر زوال کے وقت سایہ کا امتحان کریں کہ قبلہ سے کس جانب پڑتا ہے اس کو یاد رکھیں اور جنگل میں آفتاب کی روشنی میں کھڑے ہو کر سایہ دیکھیں اور اس سے قبلہ کی سمت پہچان لیں۔ اور مغرب اور عشا اور فجر میں طلوع اور غروب اور شفق کا لحاظ رکھیں کہ قبلہ سے کس جانب ہوتا ہے لیکن یہ اندازہ جب تک چلے گا کہ اُن مسجدوں سے بہت دور نہ گئے ہوں مثلاً جب دس بارہ منزل وہاں سے دور ہو جائیں تو وہاں کی مسجدوں سے پھر اندازہ نہ کریں۔ (مصفیٰ)

باب ما جاء في المسجد النبي — مسجد نبوی کی فضیلت کا بیان

۴۵۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک نماز پڑھنا میری مسجد میں بہتر ہے ہزار نمازوں سے دوسری مسجد میں سوائے مسجد حرام ہے۔

فائدہ: یعنی سوائے خانہ کعبہ کے کیونکہ وہاں ایک نماز میں لاکھ نماز کا ثواب ہے۔ امام احمد اور ابن حبان نے روایت کیا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز پڑھنا میری مسجد میں بہتر ہے ہزار نمازوں سے دوسری مسجد میں سوا مسجد حرام کے اور مسجد حرام

---

(٤٥٥) موقوف صحيح : عبدالرزاق (٣٦٣٣) ابن أبي شيبة (٧٤٣٠) بيهقي (٩/٢) ' (٢٢٣٢) ـ

(٤٥٦) بخاري (١١٩٠) كتاب الجمعة : باب فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة ' مسلم (١٣٩٤) ترمذي (٣٢٥) نسائي (٦٩٤) ابن ماجه (١٤٠٤) أحمد (٤٦٦/٢) دارمي (١٤١٨) ـ

میں ایک نماز پڑھنا بہتر ہے سو نمازوں سے میری مسجد میں۔ اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ مسجد حرام میں ایک نماز پڑھنا بہتر ہے لاکھ نمازوں سے دوسری مسجد میں اور بزار اور طبرانی نے ابودرداء سے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ایک نماز پڑھنا مسجد حرام میں لاکھ نمازوں کے برابر ہے اور ایک نماز میری مسجد میں ایک ہزار نماز کے برابر ہے اور بیت المقدس میں ایک نماز پانچ سو نمازوں کے برابر ہے۔

۴۵۷۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میرے گھر اور منبر کے بیچ میں ایک باغیچہ ہے جنت کے باغیچوں میں سے اور منبر میرا میرے حوض پر ہے۔

فائدہ: دوسری روایت میں یہ ہے کہ میری قبر اور منبر کے بیچ میں ایک باغیچہ ہے جنت کے باغیچوں میں سے مگر قبر آپ ﷺ کی وہیں ہے جہاں آپ ﷺ کا گھر تھا یعنی حجرہ حضرت اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا۔ اس حدیث کے معنوں میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض نے اس کو ظاہر پر رکھا ہے اور بعض نے یہ کہا ہے کہ قیامت کے دن اس مقام پر باغیچہ ہوگا اور منبر میرا حوض کوثر پر رکھا جائے گا اور بعضوں نے کہا کہ اس حدیث سے تشبیہ منظور ہے یعنی جیسے روضہ جنت میں قلب کو راحت اور وسعت ہوگی۔ ویسے ہی اس مقام میں مرد مومن کو خوشی اور راحت ہوتی ہے۔ (واللہ اعلم)

۴۵۸۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ الْمَازِنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ۔

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے گھر اور منبر کے بیچ میں ایک باغیچہ ہے جنت کے باغیچوں میں سے۔

فائدہ: امام اعظمؒ سے کسی شخص نے پوچھا اگر کوئی حلف کرے کہ اگر میں جنت میں نماز نہ پڑھوں تو زوجہ اس کی طالق ہے وہ کیا کرے تو جواب دیا کہ روضہ شریف اور منبر شریف کے درمیان نماز پڑھ لے۔

باب ما جاء في خروج النساء الى المساجد عورتوں کا مسجد میں جانے کا بیان

۴۵۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ))۔

---

(٤٥٧) بخاری (١١٩٦) كتاب الجمعة : باب فضل ما بين القبر والمنبر، مسلم (١٣٩١) ترمذی (٣٩١٦) ۔

(٤٥٨) بخاری (١١٩٥) كتاب الجمعة : باب فضل ما بين القبر والمنبر، مسلم (١٣٩٠) نسائی (٦٩٥) ۔

(٤٥٩) بخاری (٩٠٠) كتاب الجمعة : باب هل على من لم يشهد الجمعة غسل، مسلم (٤٤٢) أبو داود (٥٦٦) ترمذی (٥٧٠) أحمد (١٦/٢) دارمی (١٢٨٧) ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مت منع کرو اللہ جل جلالہ کی لونڈیوں کو مسجد میں آنے سے۔

فائدہ: ابن خزیمہ نے زیادہ کیا کہ گھر اُن کے بہتر ہیں اُن کے لیے۔

۴۶۰۔ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا شَهِدَتْ إِحْدَاكُنَّ صَلَاةَ الْعِشَاءِ فَلَا تَمَسَّنَّ طِيبًا))۔

حضرت بسر بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں سے کوئی عورت عشاء کی جماعت میں آئے تو خوشبو لگا کر نہ آئے۔

۴۶۱۔ عَنْ عَاتِكَةَ بِنْتِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ امْرَأَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهَا كَانَتْ تَسْتَأْذِنُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ إِلَى الْمَسْجِدِ فَيَسْكُتُ فَتَقُولُ وَاللّٰهِ لَأَخْرُجَنَّ إِلَّا أَنْ تَمْنَعَنِي فَلَا يَمْنَعُهَا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بی بی عاتکہ اجازت مانگتی تھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مسجد جانے کی تو چپ ہو جاتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پس کہتیں عاتکہ میں تو قسم خدا کی جاؤں گی جب تک تم منع نہ کرو گے تو نہیں منع کرتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُن کو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** ہے۔

فائدہ: بسبب فرمانے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ منع کرو اللہ کی لونڈیوں کو اللہ کی مسجدوں سے۔

۴۶۲۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ لَوْ أَدْرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسَاجِدَ كَمَا مُنِعَهُ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ فَقُلْتُ لِعَمْرَةَ أَوَ مُنِعَ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ الْمَسَاجِدَ قَالَتْ نَعَمْ۔

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے جو اس زمانے میں عورتوں نے نکالا ہے البتہ روک دیتے اُن کو مسجد میں جانے سے جیسے روک دی گئیں عورتیں بنی اسرائیل کی۔ کہا یحییٰ بن سعید نے میں نے پوچھا عمرہ سے کیا بنی اسرائیل کی عورتیں روکی گئی تھیں مسجدوں سے کہا ہاں۔

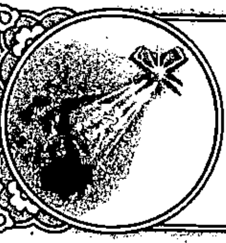
فائدہ: خوشبو لگانا آرائش کرنا اچھی طرح ستر نہ کرنا منکرات میں جانا۔

(۴۶۰) مسلم (۴۴۳) کتاب الصلاۃ : باب خروج النساء الی المساجد اذا لم یترتب علیه فتنة، نسائی (۵۱۲۹) أحمد (۳۶۳/۶) (۲۷۵۸۶)۔

(۴۶۱) موقوف ضعیف : عبدالرزاق (۱۴۸/۳) أحمد (۴۰/۱)۔

(۴۶۲) بخاری (۸۶۹) کتاب الأذان : باب خروج النساء الی المساجد باللیل والغلس، مسلم (۴۴۵) أبو داود (۵۶۹) أحمد (۹۱/۶) (۲۵۱۰۹)۔

فائدہ: اس حدیث سے بعض لوگوں نے تمسک کیا ہے اس امر پر کہ عورتوں کا مسجد میں جانا مکروہ ہے مگر یہ تمسک تمام نہیں کیونکہ یہ قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بر سبیلِ ظن ہے اور ایسا قول کسی حکم شرعی کو مفید نہیں ہو سکتا رہی افضلیت تو وہ اسی میں ہے کہ عورت اپنے گھر میں نماز پڑھے۔



(15) كتاب القرآن

کتاب قرآن کے بیان میں

باب الأمر بالوضوء لمن مس القرآن — قرآن چھونے کے واسطے باوضو ہونا ضروری ہے

۴۶۳۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ أَنَّ فِي الْكِتَابِ الَّذِي كَتَبَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ ((أَنْ لَا يَمَسَّ الْقُرْآنَ إِلَّا طَاهِرٌ))۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکر بن حزم سے روایت ہے کہ جو کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھی تھی عمرو بن حزم کے واسطے اس میں یہ بھی تھا کہ قران نہ چھوئے مگر جو شخص باوضو ہو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ روایت **مرسل صحیح الاسناد** ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ کوئی شخص کلام اللہ کو فیتہ پکڑ کر یا تکیہ پر رکھ کر نہ اٹھائے مگر وضو سے۔

فائدہ: اسی طرح غلاف اس کا جلد اس کی نہ چھوئے بغیر وضو کے اور یہی قول ہے شافعیؒ کا مگر ابوحنیفہؒ کے نزدیک ہر چیز جو کلام سے الگ ہو سکے مثل غلاف یا فیتہ وغیرہ کے اس کا بے وضو چھونا درست ہے اور جلد کا بے وضو چھونا درست نہیں ہے۔ کہا مالکؒ نے اگر فیتہ پکڑ کر یا تکیہ پر رکھ کر بے وضو اٹھانا درست ہوتا تو جلد کو بھی بے وضو چھونا درست ہوتا۔ اور بے وضو چھونا کلام اللہ کا اس لیے مکروہ ہے کہ اس کی عظمت اور شان کے خلاف ہے نہ اس لیے کہ اٹھانے والے کے ہاتھ میں کوئی نجاست ہو اور وہ مصحف میں لگ جائے۔

فائدہ: کیونکہ اگر اس لیے مکروہ ہوتا تو جب ہاتھ صاف ہوں تو چاہیے کہ بے وضو چھونا درست ہو جائے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ احسن اس باب میں یہ آیت ہے۔﴿لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ﴾ نہیں چھوئیں اس کو مگر پاک لوگ اور یہ آیت قریب ہے اس آیت کے جو ﴿عَبَسَ وَتَوَلّٰى﴾ میں ہے کہ ﴿كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَاءَ ذَكَرَهُ فِي صُحُفٍ مُكَرَّمَةٍ مَرْفُوْعَةٍ

(۴۶۳) **صحيح لغيره**: دارمی (۲۲۶٦) ابن حبان (٦٥٥٩) معرفة السنن والآثار (١/١٨٦) ۔

مُّطَهَّرَةٍ بِاَيْدِىْ سَفَرَةٍ كِرَامٍ بَرَرَةٍ﴾ یعنی کلام اللہ ایک نصیحت ہے جس کا جی چاہے اس کو قبول کرے بڑے عزت والے جلدوں میں جو پاک ہیں بڑے بزرگ نیک پیغمبروں کے ہاتھ میں ہے۔

باب الرخصة في قراءة القرآن على غير وضوء — کلام اللہ بے وضو پڑھنے کی اجازت

۴۶۴۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ فِي قَوْمٍ وَهُمْ يَقْرَئُونَ الْقُرْآنَ فَذَهَبَ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ رَجَعَ وَهُوَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَتَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَلَسْتَ عَلَى وُضُوءٍ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ مَنْ أَفْتَاكَ بِهٰذَا أَمُسَيْلِمَةُ۔

محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ لوگوں میں بیٹھے اور لوگ قرآن پڑھ رہے تھے پس گئے حاجت کو اور پھر آ کر قرآن پڑھنے لگے ایک شخص نے کہا آپ کلام اللہ پڑھتے ہیں بغیر وضو کے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تجھ سے کس نے کہا کہ یہ منع ہے کیا مسیلمہ نے کہا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ روایت **موقوف صحیح لغیرہ** ہے۔

فائدہ: یہ شخص تھا بنی حنیفہ سے۔ پہلے مسیلمہ کذاب پر جو جھوٹا دعویٰ پیغمبری کا کرتا تھا ایمان لایا تھا پھر توبہ کر کے مسلمان ہوا تھا اسی واسطے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا کہ یہ فتویٰ تجھ کو مسیلمہ نے دیا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے وضو کلام اللہ پڑھا کرتے تھے اُن کا تو یہ فتویٰ نہیں ہے شاید مسیلمہ کذاب کا ہو۔

باب ما جاء في تحزيب القرآن — کلام اللہ کا وِرد مقرر کرنا

۴۶۵۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ فَاتَهُ حِزْبُهُ مِنَ اللَّيْلِ فَقَرَأَهُ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ إِلَى صَلَاةِ الظُّهْرِ فَإِنَّهُ لَمْ يَفُتْهُ أَوْ كَأَنَّهُ أَدْرَكَهُ۔

عبداللہ بن عبدالقاری سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس کسی کا وِرد رات کا ناغہ ہو جائے اور وہ دوسرے دن زوال تک ظہر کی نماز تک پڑھ لے تو گویا فوت نہیں ہوا بلکہ اس نے پالیا۔

فائدہ: ابن عبدالبر نے کہا کہ صحیح روایت ابن شہاب کی ہے اور اس میں یہ ہے کہ جس کسی کا وظیفہ رات کو نہ ہو سکے پھر وہ فجر اور ظہر کے

---

(٤٦٤) موقوف صحيح لغيره: عبدالرزاق (١٣١٨) ابن ابی شيبة (١١٠٤) بخاری فی التاريخ الكبير (٤٣٧/١) بيهقی (٩٠/١) (٤٢١)۔

(٤٦٥) مسلم (٧٤٧) كتاب صلاة المسافرين: باب جامع صلاة الليل' أبو داود (١٣١٣) ترمذی (٥٨١) نسائی (١٧٩٠) ابن ماجه (١٣٤٣) أحمد (٣٢/١ '٥٣) (٢٢٠ '٣٧٧)۔

درمیان میں اس کو پڑھ لے تو لکھا جائے گا کہ اس نے رات کو پڑھا اور بعض اصحاب ابن شہاب نے اس کو مرفوع کہا ہے۔ (زرقانی)

۴۶۶۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ جَالِسَيْنِ فَدَعَا مُحَمَّدٌ رَجُلًا فَقَالَ أَخْبِرْنِي بِالَّذِي سَمِعْتَ مِنْ أَبِيكَ فَقَالَ الرَّجُلُ أَخْبَرَنِي أَبِي أَنَّهُ أَتَى زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَقَالَ لَهُ كَيْفَ تَرَى فِي قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي سَبْعٍ فَقَالَ زَيْدٌ حَسَنٌ وَلَأَنْ أَقْرَأَهُ فِي نِصْفٍ أَوْ عَشْرٍ أَحَبُّ إِلَيَّ وَسَلْنِي لِمَ ذَاكَ قَالَ فَإِنِّي أَسْأَلُكَ قَالَ زَيْدٌ لِكَيْ أَتَدَبَّرَهُ وَأَقِفَ عَلَيْهِ۔

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں اور محمد بن یحییٰ بن حبان بیٹھے ہوئے تھے سو محمد نے ایک شخص کو بلایا اور کہا تم نے جو اپنے باپ سے سنا ہے اس کو بیان کر۔ اس شخص نے کہا میرا باپ گیا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس اور اُن سے پوچھا کہ سات روز میں کلام اللہ تمام کرنا کیسا ہے بولے اچھا ہے میرے نزدیک پندرہ روز یا بیس روز میں تمام کرنا بہتر ہے پوچھو مجھ سے کیوں کہا انہوں نے میں پوچھتا ہوں کیوں زید رضی اللہ عنہ نے کہا تا کہ میں اُس کو سمجھتا جاؤں یاد رکھتا جاؤں۔

فائدہ: اور یہ امر جلدی پڑھنے میں حاصل نہ ہوگا فرمایا اللہ تعالیٰ نے ﴿لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ﴾ تا کہ سوچیں اس کی آیتوں کو اور فرمایا اللہ جل جلالہ نے ﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا﴾ آہستہ آہستہ پڑھ کلام اللہ کو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے کلام اللہ کو تین دن سے کم میں پڑھا وہ اس کو نہ سمجھا اور فرمایا کہ نہ ختم کیا جائے قرآن تین روز سے کم میں۔ ہمارے مشائخ رحمہم اللہ کا عمل یہ ہے کہ اگر فرصت اور فراغت اور بے فکری ہو تو سات روز میں کلام اللہ ختم کیا جائے ورنہ پندرہ روز میں بہتر ہے ہمارا بھی عمل اسی پر ہے ہم پندرہ روز میں ایک ختم کیا کرتے ہیں اور اس سے کم میں خوف رکھتے ہیں بھول جانے کا مگر یہ حافظوں کے واسطے ہے۔ ناظرہ خواں کو اختیار ہے کہ جب تک جی لگے غور اور فکر اور شوق اور ذوق سے جتنا جی چاہے پڑھے۔

باب ما جاء في القرآن — قرآن کے بیان میں

۴۶۷۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى غَيْرِ مَا أَقْرَؤُهَا وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَأَنِيهَا فَكِدْتُ أَنْ أَعْجَلَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَمْهَلْتُهُ حَتَّى انْصَرَفَ ثُمَّ لَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ فَجِئْتُ بِهِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى غَيْرِ مَا أَقْرَأْتَنِيهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسِلْهُ ثُمَّ قَالَ اقْرَأْ يَا هِشَامُ فَقَرَأَ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَكَذَا أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ لِي اقْرَأْ فَقَرَأْتُهَا فَقَالَ هَكَذَا أُنْزِلَتْ إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ

(٤٦٧) بخاری (٢٤١٩) كتاب الخصومات: باب كلام الخصوم بعضهم فی بعض، مسلم (٨١٨) أبو داود (١٤٧٥) ترمذی (٢٩٤٣) نسائی (٩٣٧) أحمد (٤٠/١) (٢٧٧)۔

أَحْرُفٍ فَاقْرَئُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ۔

عبدالرحمٰن بن عبدالقاری سے روایت ہے کہ میں نے سنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے میں نے ہشام بن حزام کو پڑھتے سنا سورہ فرقان کو اور سوا اس طور کے جس طرح میں پڑھتا تھا اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی پڑھایا تھا اس سورۃ کو۔ قریب ہوا کہ میں جلدی کر کے اُن پر غصہ نکالوں لیکن میں چپ رہا یہاں تک کہ وہ فارغ ہوئے نماز سے تب میں انہی کی چادر اُن کے گلے میں ڈال کر لے آیا اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا میں نے یارسول اللہ! میں نے ان کو سورہ فرقان پڑھتے سنا اور طور برخلاف اس طور کے جس طرح آپ نے مجھے پڑھایا ہے۔ تب فرمایا آپ نے چھوڑ دو ان کو پھر فرمایا ان سے پڑھو تو پڑھا ہشام نے اسی طور سے جس طرح میں نے ان کو پڑھتے ہوئے سنا تھا۔ تب فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح اُتری ہے یہ سورت پھر ارشاد کیا آپ نے کہ تو پڑھ پھر میں نے پڑھی۔ پھر فرمایا' قرآن شریف اُترا ہے سات' حرف پر تو پڑھو جس طرح سے آسان ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی تفسیر میں محدثین کا بڑا اختلاف ہے۔ قریب چالیس قول کے اس میں منقول ہیں۔ ابوجعفر نحوی نے کہا کہ یہ حدیث مشکلات میں سے ہے اس کے معنی معلوم نہیں ہوتے لیکن سب معنوں میں دو قول صحیح ہیں۔ ایک یہ کہ قرآن شریف سات لغتوں میں اُترا ہے جیسے لغت حجاز اور بنی تمیم وغیرہ۔ دوسرے یہ کہ سات لفظوں کے ساتھ اُترا ہے لیکن معنی اُن سب کے ایک ہیں جیسے " اقبل و تعال و هلم و عجل و اسرع " ان سب الفاظ کے معنی ایک ہیں یعنی (آ) مگر یہ اختیار نہیں ہے کہ اپنی خواہش سے ایک لفظ کی جگہ دوسرا لفظ مرادف رکھ لے بلکہ ضروری ہے سننا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہ بھی اس زمانے میں تھا جب تک کلام اللہ جمع اور مرتب نہ ہوا تھا اب جو جمع اور ترتیب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں ہوئی اس کا خلاف نہ کرنا چاہیے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ سات حرفوں سے مراد سات قرائتیں ہیں قراء سبعہ کی ان میں سے ہر ایک قراءت کے طور پر پڑھنا کلام اللہ کا درست ہے لیکن یہ توجیہ اہل علم کے نزدیک مقبول نہیں ہے کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ سوا ان قرأت کے جو ائمہ راشدین سے الفاظ ثابت ہیں بلکہ وہ قرآن شریف میں داخل نہ ہوں بلکہ صحیح وہ ہے جو طبری نے کہا ہے کہ یہ ساتوں قراء تیں ایک حرف میں داخل ہیں۔ (ملتقطا من الزرقانی)

۴۶۸۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ)) ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حافظ قرآن کی مثال ایسی ہے جیسے اونٹ والے کی جب تک اونٹ کو بندھار کھے گا وہ رہے گا جب چھوڑ دے گا چلا جائے گا۔

فائدہ: اسی طرح حافظ قرآن جب تک قرآن پڑھتا رہے گا تو یاد رہے گا جب چھوڑ دے گا تو بھول جائے گا۔ ایک حدیث صحیح میں وارد ہے کہ فرمایا آپ نے سب گناہ میری امت کے مجھ پر پیش کیے گئے تو میں نے کوئی گناہ اس سے بڑھ کر نہ دیکھا کہ کسی شخص کو ایک آیت یا سورۃ یاد ہو پھر وہ اس کو بھلا دے۔ ہمارے مشائخ کا یہ طریقہ ہے کہ مہینے میں دو ختم کلام اللہ کے کیا کرتے ہیں اور اس سے کم میں خوف رکھتے ہیں

(٤٦٨) بخاری (٥٠٣١) كتاب فضائل القرآن: باب استذكار القرآن وتعاهده' مسلم: (٧٨٩) نسائی (٩٤٢) ابن ماجه (٣٧٨٣) أحمد (٧١/٢) (٤٦٦٥) ۔

بھول جانے کا۔

۴۶۹۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ يَأْتِيكَ الْوَحْيُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْيَانًا يَأْتِينِي فِي مِثْلِ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ فَيَفْصِمُ عَنِّي وَقَدْ وَعَيْتُ مَا قَالَ وَأَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِي الْمَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِي فَأَعِي مَا يَقُولُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيدِ الْبَرْدِ فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَإِنَّ جَبِينَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا۔

اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے پوچھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کس طرح وحی آتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی آتی ہے جیسے گھنٹے کی آواز اور وہ نہایت سخت ہوتی ہے میرے اوپر پھر جب موقوف ہوجاتی ہے تو میں یاد کر لیتا ہوں جو کہتا ہے فرشتہ آدمی کی شکل بن کر مجھ سے باتیں کرتا ہے تو میں یاد کر لیتا ہوں جو کہتا ہے۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب وحی اترتی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سخت جاڑے کے دن پھر موقوف ہوتی تھی تو پیشانی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ بہتا تھا۔

فائدہ: وحی کی سختی سے اور شاید یہ پہلی قسم مین ہو جس کی آواز مثل گھنٹے کے ہوتی تھی سوا ان دو صورتوں کے اور بھی وحی کے طریقے تھے مثلاً دل میں الہام ہونا' خواب میں دیکھنا بلاواسطہ شب معراج میں اللہ جل شانہٗ سے کلام کرنا' فرشتے کو اپنی صورت اصلی پر دیکھنا اور اس کا کلام سننا۔ حلیمی نے کہا ہے کہ وحی آپ پر چھیالیس قسم سے آتی تھی۔

۴۷۰۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّهُ قَالَ أُنْزِلَتْ عَبَسَ وَتَوَلَّى فِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَقُولُ يَا مُحَمَّدُ اسْتَدْنِينِي وَعِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مِنْ عُظَمَاءِ الْمُشْرِكِينَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرِضُ عَنْهُ وَيُقْبِلُ عَلَى الْآخَرِ وَيَقُولُ يَا أَبَا فُلَانٍ هَلْ تَرَى بِمَا أَقُولُ بَأْسًا فَيَقُولُ لَا وَالدِّمَاءِ مَا أَرَى بِمَا تَقُولُ بَأْسًا فَأُنْزِلَتْ عَبَسَ وَتَوَلَّى أَنْ جَاءَهُ الْأَعْمَى۔

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہا انھوں نے عبس و تولیٰ اُترا ہے عبداللہ بن ام مکتوم میں وہ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہنے لگے اے محمد بتاؤ مجھ کو کوئی جگہ قریب اپنے تا کہ بیٹھوں میں وہاں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت ایک شخص بیٹھا تھا بڑے آدمیوں میں سے مشرکوں کے (ابی بن خلف یا عتبہ بن ربیعہ)۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم توجہ نہ کرتے تھے عبداللہ رضی اللہ عنہ کی طرف بلکہ متوجہ ہوتے تھے اس شخص کی طرف اور کہتے تھے اے باپ فلاں کے کیا میں جو کہتا ہوں اس میں کچھ حرج ہے وہ کہتا تھا نہیں قسم ہے بتوں کی تمہارے کہنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔تب یہ آیتیں اتریں ﴿عَبَسَ وَتَوَلّٰى﴾۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح** ہے۔

(۴۶۹) بخاری (۲) کتاب بدء الوحی : باب بدء الوحی' مسلم (۲۳۳۳) ترمذی (۳۶۳۴) نسائی (۹۳۴) أحمد (۲۵۶/۶ ـ ۲۵۷)۔

(۴۷۰) صحیح : ترمذی (۳۳۳۱) کتاب تفسیر القرآن : باب ومن سورة عبس' ابن حبان (۵۳۵)۔

فائدہ: یعنی ترش رو ہوا اور منہ پھیر لیا ﴿اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى﴾ اس سبب سے کہ اندھا اس کے پاس آیا ﴿وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰى اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى﴾ اور تمہیں کیا معلوم ہے شاید وہ پاک ہو جائے یا نصیحت قبول کرے اور اس کے کام آئے ﴿اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى﴾ جو شخص بے پرواہی کرتا ہے (ابی بن خلف) اسی کا تو قصد کرتا ہے ﴿وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى﴾ اور تیرے اوپر کیا ہے اگر اس کو ہدایت نہ ہو۔ ﴿وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى وَهُوَ يَخْشٰى فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى﴾ اور جو تیرے پاس آتا ہے دوڑتا ہوا تو تو اس سے غفلت کرتا ہے یعنی عبداللہ بن ام مکتوم سے ان آیات سے اللہ جل جلالہ نے عتاب فرمایا اپنے رسول ﷺ پر اس واسطے کہ رسول ﷺ نے اندھے کی طرف خیال نہ کیا جو صدق دل سے آیا تھا اور ہدایت کا راستہ ڈھونڈ ھتا تھا اور متوجہ ہو گئے ایک دنیا دار کی طرف جو دل سے طالب اور شائق ہدایت نہ تھا اگر چہ غرض رسول ﷺ کی اس سے یہ تھی کہ اندھے کی ہدایت بعد اس کے بھی ممکن ہے اور دنیا دار کو اگر ہدایت ہو جائے تو اس کے سبب سے دین کی بڑی ترقی ہوگی مگر یہ غرض پوری ہونے والی نہ تھی۔ اللہ جل جلالہ کو اس کا علم تھا اس لیے آنحضرت ﷺ پر توئی عتاب ہوا۔ ابو یعلی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ بعد ان آیات کے اترنے کے آپ ﷺ عبداللہ کی بہت تعظیم کرتے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ جب اُن کو آتے دیکھتے تو پہلے سے چادر بچھا دیتے اُن کے بیٹھنے کے لیے اور جب مدینہ سے آپ ﷺ باہر جاتے تو اُن کو خلیفہ کر جاتے نماز پڑھانے کے لیے۔ اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ جل جلالہ نے اس سورت میں عتاب فرمایا اپنے نبی ﷺ پر اور اگر آنحضرت ﷺ کچھ چھپاتے تو یہ آیتیں چھپاتے۔

۴۷۱۔ عَنْ أَسْلَمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسِيرُ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسِيرُ مَعَهُ لَيْلًا فَسَأَلَهُ عُمَرُ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ فَقَالَ عُمَرُ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ عُمَرُ نَزَرْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذٰلِكَ لَا يُجِيبُكَ قَالَ عُمَرُ فَحَرَّكْتُ بَعِيرِي حَتَّى إِذَا كُنْتُ أَمَامَ النَّاسِ وَخَشِيتُ أَنْ يَنْزِلَ فِيَّ قُرْآنٌ فَمَا نَشِبْتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَصْرُخُ بِي قَالَ فَقُلْتُ لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ نَزَلَ فِيَّ قُرْآنٌ قَالَ فَجِئْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ سُورَةٌ لَهِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَرَأَ إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا۔

حضرت اسلم عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو سفر میں سوار ہو کر چل رہے تھے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ تھے پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بات پوچھی آپ ﷺ سے تو جواب نہ دیا آنحضرت ﷺ نے پھر پوچھی جب بھی جواب نہ دیا پھر پوچھی جب بھی جواب نہ دیا اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دل میں کہا کاش تو مر گیا ہوتا اے عمر! تین بار تو نے گڑگڑا کر پوچھا رسول اللہ ﷺ سے اور کسی بار میں آپ ﷺ نے جواب نہ دیا۔ عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے

---

(٤٧١) بخاري (٤١٧٧) كتاب المغازي: باب غزوة الحديبية ' ترمذي (٣٢٦٢) نسائي في الكبرى (١١٤٩٩) أحمد (٣١/١) (٢٠٩)۔

اپنے اونٹ کو تیز کیا اور آگے بڑھ گیا۔ لیکن میرے دل میں یہ خوف تھا کہ شاید میرے باب میں کلام اللہ اُترے گا تو تھوڑی دیر میں ٹھہرا تھا اتنے میں میں نے ایک پکارنے والے کو سنا جو مجھ کو پکارتا ہے اس وقت مجھے اور زیادہ خوف ہوا اس بات کا کہ کلام اللہ میرے باب میں اترا ہوگا سو آیا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اور سلام کیا میں نے تب آپ ﷺ نے جواب دے کر ارشاد فرمایا کہ رات کو میرے اوپر ایک سورت ایسی اتری ہے جو ساری دنیا کی چیزوں سے مجھ کو زیادہ محبوب ہے پھر پڑھا آپ ﷺ نے ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا﴾۔

فائدہ: آنحضرت ﷺ کا خلق اس درجہ کا تھا کہ آپ ﷺ ادنیٰ لوگوں سے باتیں کرتے تھے اور اُن کو جواب دیتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو آپ کے خالص رفیق تھے اور مصاحب تھے لیکن اس وقت آپ ﷺ نے اس وجہ سے جواب نہ دیا کہ یہ سورت اُتر رہی تھی اور آپ اس کے سننے میں مشغول تھے تو ایسی حالت میں جواب دینا ناممکن تھا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آخر کیسے ہی درجہ اور قدر اور منزلت کے آدمی تھے لیکن بشر تھے لوازمِ بشریت سے پاک نہ تھے انہوں نے یہ خیال کیا کہ شاید آنحضرت ﷺ نے میری بات کو قابل جواب نہ سمجھا اس لیے اعتناء نہ کی تو دل میں اُن کے ایک خفیف سا ملال ہوا اسی باعث اونٹ اپنا بڑھا کر آگے لے گئے مگر قوت ایمانیہ کی وجہ سے دل میں یہی خیال رہا کہ ایسا نہ ہو کہ اللہ جل جلالہٗ اس وسوسہ کے اوپر بھی مؤاخذہ کر کے میری نسبت بھی کچھ عتاب کلام اللہ میں اتارے مگر جب سورت ﴿إِنَّا فَتَحْنَا﴾ سنی تو دل کو تسکین ہوئی پریشانی دور ہوئی۔

۴۷۲۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((يَخْرُجُ فِيكُمْ قَوْمٌ تَحْقِرُونَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ وَأَعْمَالَكُمْ مَعَ أَعْمَالِهِمْ يَقْرَئُونَ الْقُرْآنَ وَلَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ تَنْظُرُ فِي النَّصْلِ فَلَا تَرَى شَيْئًا وَتَنْظُرُ فِي الْقِدْحِ فَلَا تَرَى شَيْئًا وَتَنْظُرُ فِي الرِّيشِ فَلَا تَرَى شَيْئًا وَتَتَمَارَى فِي الْفُوقِ))۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے تھے نکلیں گے تم میں سے کچھ لوگ جو حقیر جانیں گے تمہاری نماز کو اپنی نماز کے مقابلے میں اور تمہارے روزوں کو اپنے روزوں کے مقابلہ میں اور تمہارے اعمال کو اپنے اعمال کے مقابلے میں پڑھیں گے کلام اللہ کو اور نہ اترے گا ان کے حلقوں کے نیچے۔ نکل جائیں گے دین سے جیسے نکل جاتا ہے تیر اس جانور میں سے جو شکار کیا جائے آر پار ہو کر صاف اگر پیکان کو دیکھے اس میں بھی کچھ نہ پائے۔ اگر تیر کی لکڑی کو دیکھے اس میں بھی کچھ نہ پائے اگر پَر کو دیکھے اس میں بھی کچھ نہ پائے اور سوفار میں شک ہو کہ کچھ لگا ہے یا نہیں۔

فائدہ: یعنی دلوں تک نہ پہنچے گا اور تاثیر نہ کرے گا۔

---

(٤٧٢) بخاری (٥٠٥٨) کتاب فضائل القرآن : باب اثم من راءی بقراءۃ القرآن ' مسلم (١٠٦٤) أبو داود (٧٤٦٤) نسائی (٢٥٧٨) ابن ماجه (١٦٩) أحمد (٦٠/٣)۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ اُن لوگوں کی مثال دین سے نکل جانے کی ایسی ہے جیسے تیر نہایت زور سے مارا جائے اور وہ جانور کو لگ کر فی الفور صاف نکل جائے تو اس تیر میں کچھ نہیں لگا رہتا نہ گوشت نہ خون ایسی ہی مثال اُن لوگوں کی ہے۔ یہ پیشین گوئی آنحضرت ﷺ کی خوارج کے باب میں تھی جنہوں نے حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے مقابلہ کیا تھا ظاہر میں بہت دینداری کی باتیں کرتے تھے نماز اور روزہ اچھی طرح سے ادا کرتے تھے لیکن دل میں ایمان کا نور ذرا بھی نہ تھا۔

۴۷۳۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ مَكَثَ عَلَى سُورَةِ الْبَقَرَةِ ثَمَانِيَ سِنِينَ يَتَعَلَّمُهَا۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سورہ بقرہ آٹھ برس تک سیکھتے رہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: یہ غرض نہیں ہے کہ اُن کی قوت حافظہ میں فتور تھا بلکہ مطلب یہ ہے کہ سورہ بقرہ کے فرائض اور احکام اور اس کے متعلقات میں آٹھ برس تک غور کرتے رہے۔ اس اثر کو ابن سعد نے طبقات میں مسلسل اخراج کیا ہے اور خطیب نے روایت کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سیکھا سورہ بقرہ کو بارہ سال میں جب ختم ہوئی تو ایک اونٹ قربانی کیا۔

باب ما جاء في سجود القرآن — سجدہائے تلاوت کے بیان میں (سجدہ تلاوت سنت ہے یا مستحب ہے اور حنفیہؒ کے نزدیک واجب ہے)

۴۷۴۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَرَأَ لَهُمْ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ فِيهَا فَلَمَّا انْصَرَفَ أَخْبَرَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِيهَا۔

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھا سورہ اذا السماء انشقت کو تو سجدہ کیا اور جب فارغ ہوئے سجدہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سجدہ کیا اس میں۔

۴۷۵۔ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ مِصْرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَرَأَ سُورَةَ الْحَجِّ فَسَجَدَ فِيهَا سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ هَذِهِ السُّورَةَ فُضِّلَتْ بِسَجْدَتَيْنِ۔

نافع سے روایت ہے کہ ایک شخص نے مصر والوں میں سے خبر دی مجھ کو کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سورہ حج کو پڑھا تو اس میں دو سجدے کیے پھر فرمایا کہ یہ سورۃ فضیلت دی گئی بہ سبب دو سجدوں کے۔

---

(٤٧٣) **موقوف ضعيف**: بيهقي في شعب الإيمان (٣٣١/٢) (١٩٥٥)۔

(٤٧٤) بخاري (٧٦٦) كتاب الأذان: باب الجهر في العشاء، مسلم (٥٧٨) أبو داود (١٤٠٨) ترمذي (٥٧٣) نسائي (٩٦١) ابن ماجه (١٠٥٨) أحمد (٢٢٩/٢) دارمي (١٤٦٨)۔

(٤٧٥) **موقوف ضعيف**: عبدالرزاق (٥٨٩٠) ابن أبي شيبة (٤٢٨٧) بيهقي (٣١٧/٢)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **ضعیف** ہے کیونکہ اس میں ایک راوی مجہول ہے۔

۴۷۶۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَسْجُدُ فِي سُوْرَةِ الْحَجِّ سَجْدَتَيْنِ۔

حضرت عبداللہ بن دینار سے روایت ہے انہوں نے دیکھا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو سورہ حج میں دو سجدے کرتے ہوئے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: اور حدیث مرفوع بھی موجود ہے کہ سورہ حج میں دو سجدے ہیں باوجود ان دلائل کے حنفیہ کا یہ کہنا کہ سورہ حج میں ایک سجدہ ہے قابل اعتبار نہیں ہوسکتا۔

۴۷۷۔ عَنِ الْأَعْرَجِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَرَأَ بِالنَّجْمِ إِذَا هَوَى فَسَجَدَ فِيهَا ثُمَّ قَامَ فَقَرَأَ بِسُوْرَةٍ أُخْرَى ۔

حضرت اعرج سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَى سے پڑھ کر سجدہ کیا پھر سجدہ سے کھڑے ہو کر ایک اور سورۃ پڑھی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے یہ روایت **ضعیف** ہے۔

فائدہ: طبرانی کی روایت میں ہے کہ وہ سورۃ إِذَا زُلْزِلَتْ تھی تاکہ رکوع بعد قراءت کے ہو جائے یہ امر مستحب ہے۔ (زرقانی)

۴۷۸۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَرَأَ سَجْدَةً وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَنَزَلَ فَسَجَدَ وَسَجَدَ النَّاسُ مَعَهُ ثُمَّ قَرَأَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى فَتَهَيَّأَ النَّاسُ لِلسُّجُودِ فَقَالَ عَلَى رِسْلِكُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكْتُبْهَا عَلَيْنَا إِلَّا أَنْ نَشَاءَ فَلَمْ يَسْجُدْ وَمَنَعَهُمْ أَنْ يَسْجُدُوا قَالَ مَالِكٌ لَيْسَ الْعَمَلُ عَلَى أَنْ يَنْزِلَ الْإِمَامُ إِذَا قَرَأَ السَّجْدَةَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَيَسْجُدَ ۔

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آیت سجدہ کی منبر پر پڑھی جمعہ کے روز اور منبر پر سے اتر کر سجدہ کیا تو لوگوں نے بھی ان کے ساتھ سجدہ کیا پھر دوسرے جمعہ میں اس کو پڑھا اور لوگ مستعد ہوئے سجدہ کو تب کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے حال پر رہو اللہ جل جلالہٗ نے سجدہ تلاوت کو ہمارے اوپر فرض نہیں کیا ہے مگر جب ہم چاہیں تو سجدہ کریں پس سجدہ نہ کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور منع کیا اُن کو سجدہ کرنے سے۔

فائدہ: اور کسی صحابی نے اس کا انکار نہیں کیا زرقانی نے کہا کہ اس سے اجماع ثابت ہوا صحابہ کا سجدہ کے واجب نہ ہونے پر بخاری کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ جو سجدہ کرے تو اس نے اچھا کیا اور جو سجدہ نہ کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہمارا مذہب اس پر نہیں ہے کہ اگر امام منبر پر آیت سجدہ کی پڑھے تو منبر سے اُتر کر سجدہ کرے۔

---

(٤٧٦) موقوف صحیح : عبدالرزاق (٥٨٩٠) ابن أبی شیبة (٤٢٩٣) بیهقی (٣١٧/٢) ۔

(٤٧٧) مقطوع ضعیف : عبدالرزاق (٥٨٨٠) بیهقی (٣١٤/٢) ۔

(٤٧٨) بخاری (١٠٧٧) کتاب الجمعة : باب من رأی أن الله عزوجل لم یوجب الغسل ' بیهقی (٣٢١/٢) ۔

فائدہ: امام شافعیؒ نے کہا کہ ہمارے نزدیک اس پر کچھ قباحت نہیں ہے اور حنفیہ کا بھی یہی قول ہے کیونکہ روایت کیا حاکم نے کہ آنحضرت ﷺ نے سورۃ صٓ کو منبر پر پڑھا پھر منبر پر سے اُتر کر سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ سجدہ کیا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ مؤکد سجدے قرآن میں گیارہ ہیں ان میں سے مفصل میں کوئی نہیں ہے۔

فائدہ: یعنی مفصل کی سورتوں میں کوئی سجدہ مؤکد اور ضروری نہیں ہے ورنہ إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ میں سجدہ ہے جیسا کہ اوپر گزرا ہے اور سورہ والنجم میں سجدہ ہے جیسا کہ اُوپر بیان ہوا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کسی شخص کو نہ چاہیے کہ بعد نماز عصر کے اور فجر کے آیت سجدہ کی پڑھے اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا نماز سے بعد صبح کے یہاں تک کہ طلوع ہو آفتاب اور منع کیا نماز سے بعد عصر کی یہاں تک کہ غروب ہو آفتاب اور سجدہ تلاوت بھی بمنزلہ نماز کے ہے تو کسی شخص کو نہیں چاہیے کہ آیت سجدہ کی ان دونوں وقتوں میں پڑھے۔

فائدہ: اور حنفیہ کے نزدیک آیت سجدہ کی پڑھے مگر سجدہ نہ کرے بعد طلوع یا غروب کے کر لے۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے آیت سجدہ کی پڑھی اور ایک عورت حائضہ نے سنا کیا وہ عورت بھی سجدہ کرے تو جواب دیا مالکؒ نے کہ نہیں مرد یا عورت دونوں کو سجدہ جب ہی درست ہے کہ وہ دونوں باوضو ہوں۔

فائدہ: ابن عبدالبر نے اس پر اجماع ثابت کیا ہے لیکن بخاری نے روایت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ وہ سجدہ کرتے تھے بغیر وضو کے اور معارض ہے اس کے جو روایت کیا بیہقی نے بہ اسناد صحیح ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ نہ سجدہ کرے کوئی شخص مگر جب طاہر ہو (زرقانی)۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا کہ ایک عورت نے آیت سجدہ کی پڑھی اور کسی مرد نے اس کو سنا کیا وہ مرد بھی سجدہ کرے عورت کے ساتھ جواب دیا نہیں بلکہ سجدہ سننے والے پر جب واجب ہوتا ہے کہ وہ سننے والے مقتدی ہوں اس شخص کے جو آیت سجدہ کی پڑھتا ہے اور یہ بات نہیں ہے کہ جو شخص آیت سجدہ کی کسی سے سنے اور وہ مقتدی نہ ہو پڑھنے والے کا تو وہ سجدہ کرے۔

فائدہ: اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک سننے والے پر ہر حال میں سجدہ واجب ہوتا ہے دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کیا ابن ابی شیبہ نے زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے کہ ایک لڑکے نے آیت سجدہ کی پڑھی رسول اللہ ﷺ کے سامنے اور انتظار کیا کہ آپ ﷺ سجدہ کریں لیکن آپ ﷺ نے سجدہ نہ کیا تب اُس لڑکے نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا اس میں سجدہ نہیں ہے بولے ہاں لیکن تو اگر امام ہوتا تو ہم پر سجدہ واجب ہوتا۔ زرقانی نے کہا کہ یہ حدیث مرسل ہے لیکن رجال اس کے ثقات ہیں اور زید بن اسلم رضی اللہ عنہ نے عطا بن یسار سے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے۔ (زرقانی)

باب ما جاء فی قراءة قل هو الله أحد وتبارك الذی بیده الملك
قل ھو اللہ احد اور تبارک الذی کی فضیلت کا بیان

۴۷۹۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا إِلَى رَسُولِ

(۴۷۹) بخاری (۵۰۱۳) کتاب فضائل القرآن : باب فضل قل هو الله أحد ' أبو داود (۱۴۶۱) نسائی (۹۹۵) أحمد (۳/۳۵)۔

اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ وَكَأَنَّ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ)) ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا ایک شخص کو قل هو الله احد بار بار پڑھتے ہوئے تو جب صبح ہوئی آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور بیان کیا اُن سے یہ امر اور ابوسعید رضی اللہ عنہ اپنی دانست میں کم جانتے تھے اس سورت کو۔ پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ یہ سورت برابر ہے تہائی قرآن کے۔

فائدہ: اس وجہ سے یہ سورت شامل ہے اعظم مقاصد اور اہم مطالب کو یعنی توحید اور اثبات صفات اور تنزیہ کو۔

۴۸۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ أَقْبَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَبَتْ فَسَأَلْتُهُ مَاذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ الْجَنَّةُ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَأَرَدْتُ أَنْ أَذْهَبَ إِلَيْهِ فَأُبَشِّرَهُ ثُمَّ فَرِقْتُ أَنْ يَفُوتَنِي الْغَدَاءُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَآثَرْتُ الْغَدَاءَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ذَهَبْتُ إِلَى الرَّجُلِ فَوَجَدْتُهُ قَدْ ذَهَبَ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے تھے آیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سو سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو قل هو الله احد پڑھتے ہوئے فرمایا واجب ہوئی پوچھا میں نے کیا چیز فرمایا جنت۔ کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے میں نے چاہا کہ اس شخص کو جا کر خوشخبری دوں لیکن میں ڈرا کہ ایسا نہ ہو کہ میرا صبح کا کھانا جاتا رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو میں نے پہلے کھانا کھایا پھر گیا میں تو دیکھا کہ وہ شخص چلا گیا تھا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

۴۸۱۔ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ وَأَنَّ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ تُجَادِلُ عَنْ صَاحِبِهَا۔

حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا کہ قل هو الله احد برابر ہے تہائی قرآن کے اور تبارك الذى بيده الملك لڑے گی اپنے پڑھنے والے کی طرف سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

فائدہ: اصحاب سنن اور امام احمد نے اور حاکم نے روایت کیا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک سورت ہے کلام اللہ میں تیس آیتوں کی شفاعت کی اس نے ایک شخص کی یہاں تک کہ بخشا گیا وہ اور روایت کیا ابن مردویہ اور طبرانی نے انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً کہ

---

(٤٨٠) صحيح : نسائى (٩٩٤) كتاب الافتتاح : باب الفضل فى قراءة قل هو الله أحد ' أحمد (٥٣٥/٢ ـ ٥٣٦) ـ

(٤٨١) مقطوع صحيح : الفريابى فى فضائل القرآن (١٤٠ـ١٤١) ـ

ایک سورت نے جھگڑا کیا اپنے پڑھنے والے کی طرف سے یہاں تک کہ داخل کرایا اس کو جنت میں وہ سورت تبارك الذی بیده الملك ہے اور عبداللہ بن حمید اور طبرانی نے روایت کیا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے۔انہوں نے کہا ایک شخص سے پڑھ تبارك الذی بیده الملك کیونکہ یہ سورت نجات دینے والی ہے قبر کے عذاب سے اور بحث کرنے والی ہے اپنے رب کے پاس پڑھنے والے کی طرف سے یہ چاہے گی کہ اپنے پڑھنے والے کو عذاب نہ ہو اور چھوٹ جائے گا اس کا پڑھنے والا اس کے باعث قبر کے عذاب سے۔فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں چاہتا ہوں کہ یہ سورت ہر مسلمان کے دل میں ہو ایک روایت میں ہے کہ سورت تبارك الذی بیده الملك عذاب کے فرشتوں کو روکے گی جب وہ قبر میں آئیں گے سر اور پاؤں اور ہر طرف سے۔(زرقانی)

باب ما جاء في ذكر الله ذکر الٰہی کی فضیلت کا بیان

۴۸۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهُ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنْ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذَلِكَ حَتَّى يُمْسِيَ وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا أَحَدٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔ایک روز میں سو بار تو گویا اس نے دس غلام آزاد کیے اور سو نیکیاں اس کے لیے لکھی جائیں گی اور سو برائیاں اس کی مٹائی جائیں گی اور وہ اس دن بھر شیطان کے شر سے بچا رہے گا یہاں تک کہ شام ہو اور کوئی شخص اس سے بہتر عمل نہ لائے گا مگر جو اس سے بھی زیادہ عمل کرے۔

۴۸۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے کہا سبحان الله و بحمده ایک دن میں سو بار مٹائے جائیں گے گناہ اس کے اگر چہ ہوں مثل سمندر کی پھین (جھاگ) کے۔

---

(۴۸۲) بخاری (۳۲۹۳) کتاب بدء الخلق : باب صفة ابلیس وجنوده، مسلم (۲۶۹۱) کتاب الذکر والدعا والتوبة والاستغفار : باب فضل التهلیل والتسبیح والدعاء، ترمذی (۳٤٦۸) نسائی فی السنن الکبری (۹۸۵۳) ابن ماجه (۳۷۹۸) أحمد (۳۰۲/۲)۔

(۴۸۳) بخاری (٦٤۰۵) کتاب الدعوات : باب فضل التسبیح، مسلم (۲٦۹۱) ترمذی (۳٤٦٦) ابن ماجه (۳۸۱۲) احمد (۳۰۲/۲)۔

۴۸۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ سَبَّحَ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَكَبَّرَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَحَمِدَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَخَتَمَ الْمِائَةَ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ غُفِرَتْ ذُنُوبُهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو شخص ہر نماز کے بعد سبحان اللہ کہے تینتیس بار اور اللہ اکبر کہے تینتیس بار اور الحمد للہ کہے تینتیس بار اور ختم کرے سو کے عدد کو لا الہ الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير پر بخش دیئے جائیں گے گناہ اس کے اگر چہ ہوں مثل سمندر کی پھین (یعنی جھاگ) کے۔

فائدہ: یہ حدیث مرفوعاً بھی بہت طریق سے مروی ہے۔ایک روایت میں گیارہ گیارہ بار ہے اور ایک روایت میں دس دس بار بھی ہے۔

۴۸۵۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ فِي الْبَاقِيَاتِ الصَّالِحَاتِ إِنَّهَا قَوْلُ الْعَبْدِ اللَّهُ أَكْبَرُ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ۔

سعید بن مسیب نے کہا کہ باقیات صالحات یہ کلمے ہیں الله اكبر ' سبحان الله ' الحمد لله ' لا اله الا الله ' لا حول ولا قوة الا بالله۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

۴۸۶۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّهُ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ وَأَرْفَعِهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيكِكُمْ وَخَيْرٍ لَكُمْ مِنْ إِعْطَاءِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَخَيْرٍ لَكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوا أَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوا أَعْنَاقَكُمْ قَالُوا بَلَى قَالَ ذِكْرُ اللَّهِ تَعَالَى۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تم کو نہ بتاؤں وہ کام جو تمہارے سب کاموں سے بہتر ہے تمہارے لیے اور درجہ میں سب سے زیادہ بلند ہے اور تمہارے مالک کے نزدیک سب کاموں سے زیادہ عمدہ ہے اور بہتر ہے سونا اور چاندی خرچ کرنے سے اور بہتر ہے اس سے کہ تم اپنے دشمن سے بھڑ کر اس کی گردن مارو اور وہ تمہاری گردن مارے کہا صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہاں بتاؤ کہا انہوں نے ذکر اللہ سبحانہٗ کا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: یہ سب کاموں سے بڑھ کر ہے اس حدیث کو احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور حاکم اور ابن عبدالبر نے مرفوعاً روایت کیا ہے ابو درداء

---

(٤٨٤) مسلم (٥٩٧) كتاب المساجد ومواضع الصلاة : باب استحباب الذكر بعد الصلاة ' نسائي في الكبرى (٩٩٧١) أحمد (٤٨٣/٢) -

(٤٨٥) مقطوع صحيح : الطبري في جامع البيان (١٦٦/١٥) -

(٤٨٦) موقوف ضعيف : ترمذي (٣٣٧٧) كتاب الدعوات : باب منه ' ابن ماجه (٣٧٩٠) احمد (١٩٥/٥) -

رضی اللہ عنہ سے اور بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ۔(زرقانی ومحلی)

۴۸۷۔ عَنْ أَبِی عَبْدِ الرَّحْمَنِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ مِنْ عَمَلٍ أَنْجَی لَهُ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا آدمی نے کوئی عمل ایسا نہیں کیا جو زیادہ نجات دینے والا ہو اس کو اللہ کے عذاب سے سوا ذکر الٰہی کے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح** ہے۔

فائدہ: اس حدیث کو امام احمد اور ابن عبدالبر اور بیہقی نے طرق متعددہ سے معاذ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

۴۸۸۔ عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ أَنَّهُ قَالَ كُنَّا يَوْمًا نُصَلِّي وَرَاءَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ وَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ قَالَ رَجُلٌ وَرَاءَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ الْمُتَكَلِّمُ آنِفًا فَقَالَ الرَّجُلُ أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ رَأَيْتُ بِضْعَةً وَثَلَاثِينَ مَلَكًا يَبْتَدِرُونَهَا أَيُّهُمْ يَكْتُبُهُنَّ أَوَّلُ ۔

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے وایت ہے کہ ہم ایک روز نماز پڑھ رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تو جب سر اٹھایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع سے اور کہا سمع الله لمن حمده ایک شخص بولا ربنا لك الحمد حمداً كثيراً طيباً مباركاً فيه پس جب فارغ ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فرمایا کون شخص بولا تھا ابھی۔ اس شخص نے کہا میں تھا یا رسول اللہ۔ تب فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں نے دیکھا کہ تیس کے اوپر کچھ فرشتے جلدی کر رہے تھے کہ کون پہلے لکھے اس کو۔

فائدہ: کیونکہ اس کلمہ کا ثواب بہت بڑا تھا تو ہر فرشتہ حرص کرتا تھا اس کے لکھنے پر۔

باب ما جاء في الدعاء — دعا کے بیان میں

۴۸۹۔ عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ يَدْعُو بِهَا فَأُرِيدُ أَنْ

(٤٨٧)۔ موقوف صحيح : ترمذی (٣٣٧٧) أيضا ' ابن ماجه (٣٧٩٠) احمد (٢٣٩/٥) ' (٢٢٤٢٩)۔

(٤٨٨) بخاری (٧٩٩) كتاب الأذان : باب فضل اللهم ربنا لك الحمد ' أبو داود (٧٧٠) ترمذی (٤٠٤) نسائی (١٠٦٢) أحمد (٣٤٠/٤) ' (١٩٢٠٥)۔

(٤٨٩) بخاری (٦٣٠٤) كتاب الدعوات : باب لكل نبی دعوة مستجابة ' مسلم (١٩٨) ترمذی (٣٦٠٢) ابن ماجه (٤٣٠٧) احمد (٤٨٦/٢ ـ ٤٨٧) (١٠٣١٦) دارمی (٢٨٠٥)۔

أُخْتَبِءَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي فِي الْآخِرَةِ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ہر نبی کے لیے ایک دعا مقرر ہے جو ضرور قبول ہوتی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس دعا کو اٹھا رکھوں اپنی امت کی شفاعت کے واسطے دن آخرت کے۔

۴۹۰۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو فَيَقُولُ ((اللّٰهُمَّ فَالِقَ الْإِصْبَاحِ وَجَاعِلَ اللَّيْلِ سَكَنًا وَالشَّمْسِ وَالْقَمَرِ حُسْبَانًا اقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَأَغْنِنِي مِنَ الْفَقْرِ وَأَمْتِعْنِي بِسَمْعِي وَبَصَرِي وَقُوَّتِي فِي سَبِيلِكَ)) ۔

یحییٰ بن سعید کو پہنچا کہ رسول اللہ ﷺ دعا مانگتے تھے پس فرماتے تھے اے اللہ! پیدا کرنے والے صبح کے اور رات کے راحت بنانے والے اور سورج اور چاند کو حساب سے چلانے والے ادا کر تو قرض میرا اور غنی کر مجھ کو محتاجی سے اور فائدہ دے مجھ کو میرے کان اور آنکھ سے اور میری قوت سے اپنی راہ میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **ضعیف** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **ضعیف** کہا ہے۔

۴۹۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ إِذَا دَعَا اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ لِيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ فَإِنَّهُ لَا مُكْرِهَ لَهُ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی تم میں سے دعا کرے تو یوں نہ کہے یا خدا! بخش دے مجھ کو اگر چاہے تو اور رحم کر ہم پر اگر چاہے تو بلکہ یوں کہے بخش دے مجھ کو اس لیے کہ اللہ جل جلالہ پر کوئی جبر کرنے والا نہیں ہے۔

فائدہ: تو جو کام کرتا ہے اپنے اختیار اور مشیت اور رضا سے کرتا ہے پھر یہ کہنا کہ بخش دے تو اگر چاہے تو اس میں ایک بے پرواہی کا مضمون ہے بندہ کی طرف سے ایسا کلام جب اپنے مالک سے کچھ مانگے سزاوار نہیں ہے۔

۴۹۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ فَيَقُولُ قَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِي)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے دعا قبول ہوتی ہے جب تک دعا مانگنے والا جلدی نہ

---

(٤٩٠) **ضعيف** : ابن ابی شيبة فی المصنف (٢٥/٦) ' (٢٩١٨٤) ۔

(٤٩١) بخاری (٦٣٣٩) كتاب الدعوات : باب ليعزم المسألة فانه لا مكره له ' مسلم (٢٦٧٩) أبو داود (١٤٨٣) ترمذی (٣٤٩٧) نسائی فی الكبری (١٠٤١٩) ابن ماجه (٣٨٥٤) احمد (٢٤٣/٢) ۔

(٤٩٢) بخاری (٦٣٤٠) كتاب الدعوات : باب يستجاب للعبد ما لم يعجل ' مسلم (٢٧٣٥) أبو داود (١٤٨٤) ترمذی (٣٣٨٧) ابن ماجه (٣٨٥٣) أحمد (٣٩٦/٢) ۔

کرے اور یہ کہنے لگے کہ میں نے دعا کی سو دعا میری قبول نہ ہوئی۔

فائدہ: کیونکہ یہ کلمہ یاس کا ہے اور نا امیدی کا۔ اپنے مالک سے ناامید نہ ہونا چاہیے وہ اپنے غلاموں کی مصلحت اور بہتری کو خوب جانتا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ پروردگار عالم کسی مومن کی دعا کو بے کار نہیں کرتا یا دنیا میں قبول کرتا ہے یا آخرت کے لیے رکھ چھوڑتا ہے۔

۴۹۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ فَيَقُولُ مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اترتا ہے رب ہمارا ہر رات کو آسمان دنیا تک جب تہائی رات کی باقی رہتی ہے۔ سو فرماتا ہے کون شخص ہے جو دعا کرے مجھ سے اور قبول کروں میں دعا اس کی کون شخص ہے مانگے مجھ سے پس دوں میں اس کو۔ کون شخص ہے جو بخشش چاہے مجھ سے سو بخش دوں اس کو۔

فائدہ: یہ حدیث نہایت صحیح ہے۔ ذہبی نے کہا کہ اس حدیث کو کچھ اوپر بیس صحابیوں نے روایت کیا ہے صابونی نے اپنے عقائد میں لکھا ہے کہ یہ حدیث بہ اسانید صحیحہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابو درداء رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا وغیرہم سے مروی ہے اور ہم نے ان سب طریقوں کو اپنی کتاب جس کا نام انتصار ہے جمع کیا ہے۔ امام شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے کتاب النزول میں اس حدیث کو ثابت کر کے خوب تفصیل کی ہے اور بڑا رد کیا ہے جہمیہ اور معتزلہ پر جو ایسی حدیثوں کی تاویل بعید کر کے اُن کے معانی اور ظاہری کا انکار کرتے ہیں۔ صابونی نے اپنے عقائد میں لکھا ہے کہ اہل حدیث پروردگار عالم کا اترنا ہر رات کو ثابت کرتے ہیں بغیر تشبیہ اور تمثیل اور تکییف کے اور جاری کرتے ہیں حدیث صحیح کو ظاہر پر بعض لوگوں نے اس حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ اس کا حکم اترتا ہے یا رحمت اس کی اترتی ہے اور منسوب کیا ہے اس تاویل کو امام مالک رحمہ اللہ کی طرف لیکن یہ تاویل بالکل لغو اور مردود ہے۔ یہ چند وجوہ اول یہ کہ نسبت اس قول کی امام مالک رحمہ اللہ کی طرف غلط ہے بہ سند صحیح اُن سے یہ تاویل ثابت نہیں ہے دوسری یہ کہ یہ حدیث بہ سند صحیح اس سے بھی مروی ہے۔ اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يُّنَزِّلَ عَنْ عَرْشِهٖ نَزَلَ بِذَاتِهٖ یعنی جب پروردگار عرش سے اترنا چاہتا ہے تو اترتا ہے اپنی ذات سے اب یہ تاویل چل نہیں سکتی۔ تیسری یہ کہ اس حدیث کے بعض طرق میں ہے لَا اَسْأَلُ عَنْ عِبَادِيْ غَيْرِيْ اور ظاہر ہے یہ امر کہ ایسا کلام امر اور رحمت کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا۔ چوتھی یہ کہ دعا کا قبول کرنا گناہوں کا بخش دینا جو مانگے سو دینا امر اور رحمت سے نہیں ہو سکتا۔ پانچویں یہ کہ اس کے امر اور رحمت کا اترنا اوپر سے دلالت کرتا ہے اس امر پر کہ خداوند عالم اوپر ہے اور یہ تاویل کرنے والا امر کا منکر ہے اسی واسطے اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ نے ایک جہمی سے یہ پوچھا کہ اچھا امر اور رحمت کس شخص کے پاس سے اترتی ہے حالانکہ تیرے نزدیک تو اوپر کوئی ہے ہی نہیں۔ چھٹی یہ کہ کئی طریقوں میں موجود ہے کہ یہ امر فجر کے وقت تک رہتا ہے پھر پروردگار چڑھ جاتا ہے۔ ساتویں یہ کہ امر اور رحمت اس کی اگر آسمان تک اُتر کر رہ جائے تو ہمارا اس میں کیا فائدہ ہے بلکہ رحمت کو مرحوم تک پہنچنا چاہیے آٹھویں یہ کہ امر اور رحمت

---

(۴۹۳) بخاری (۱۱۴۵) کتاب الجمعة : باب الدعاء فی الصلاة من آخر اللیل، مسلم (۷۵۸) أبو داود (۱۳۱۵) ترمذی (۳۴۹۸) نسائی فی الکبری (۱۰۳۱۴) ابن ماجه (۱۳۶۶) أحمد (۲/۲۶۴۔ ۲۶۵)۔

اس کی ہر وقت اُترا کرتی ہے اس وقت کی خصوصیت کیا ہے۔ نویں یہ کہ امر اور رحمت کی تاویل سے بھی معنی صحیح نہیں ہو سکتے اس لیے کہ امر اور رحمت کوئی جسم نہیں ہے جو نزول کے لائق ہو پھر امر اور رحمت کی زبان نہیں ہے جو بندوں سے خطاب کرے یا ہاتھ نہیں ہے جو پھیلا رہے پھر تاویل در تاویل لازم ہوگی۔ دسویں یہ کہ جب ذات کا اترنا یا چڑھنا کسی آیت یا حدیث سے باطل ہو جائے اس وقت اس تاویل کی ضرورت ہے۔ ورنہ محض فضول ہے۔ بعضوں نے یہ تاویل کی ہے کہ ایک فرشتہ اترتا اور یہ مضمون کہتا ہے مگر یہ تاویل پہلی تاویل سے بھی زیادہ پوچ ہے اس واسطے کہ فرشتہ یہ کہاں کہہ سکتا ہے کہ میں اپنے بندوں سے کچھ نہیں چاہتا سوا اپنے یا جو مانگے گا سو دوں گا دعا قبول کروں گا' گناہ بخش دوں گا۔ یہ امور تو سوائے ذات الٰہی کے کسی کے امکان میں نہیں ہیں۔ زیادہ تفصیل اس مقام کی یہاں نہیں ہو سکتی جس کا جی چاہے ہماری کتاب انتہا فی الاستواء یا کتاب النزول ابن تیمیہ کی ملاحظہ کرے۔

۴۹۴۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ كُنْتُ نَائِمَةً إِلَى جَنْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَقَدْتُهُ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَسْتُهُ بِيَدِي فَوَضَعْتُ يَدِي عَلَى قَدَمَيْهِ وَهُوَ سَاجِدٌ يَقُولُ أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ وَبِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ ۔

محمد بن ابراہیم سے روایت ہے کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں سو رہی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں سو نہ پایا میں نے اُن کو پس چھوا میں نے آپ کو تو رکھا میں نے ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں تھے فرماتے تھے پناہ مانگتا ہوں میں تیری رضامندی کی تیرے غصے سے اور تیری عفو کی تیرے عقاب سے اور تیری تجھ سے میں تیری تعریف نہیں کر سکتا تو ایسا ہے جس طرح تو نے اپنی تعریف خود کی ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح لغیرہ** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: سبحان اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ایسا ارشاد فرمائیں اور لوگ یہ کہیں کہ پروردگار کیسے اترتا ہے کیسے چڑھتا ہے اس کے ہاتھ کیونکر ہوں گے اس کی آنکھ کیونکر ہوگی ان سب لوگوں کا جواب دندان شکن یہی ہے کہ پروردگار اپنی ذات اور لوازم ذات کو تم سے زیادہ جانتا ہے پھر جب وہ خود اپنی ذات کے واسطے ان امور کو ثابت کرتا ہے تو تم کو کیا خبط ہو گیا ہے کہ اوہام باطلہ لگا کر ان امور سے اس کو منزہ سمجھتے ہو۔

۴۹۵۔ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ كَرِيزٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((أَفْضَلُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ وَأَفْضَلُ مَا قُلْتُ أَنَا وَالنَّبِيُّونَ مِنْ قَبْلِي لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ)) ۔

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افضل دعاؤں میں دعا دن عرفہ کی ہے اور افضل

---

(٤٩٤) مسلم (٤٨٦) كتاب الصلاة : باب ما يقال في الركوع والسجود' أبو داود (٨٧٩) ترمذی (٣٤٩٣) نسائی (١١٣٠) ابن ماجه (٣٨٤١) أحمد (٥٨/٦) ۔

(٤٩٥) صحيح لغيره: ترمذی (٣٥٨٥) كتاب الدعوات : باب في دعاء يوم عرفة' بيهقی (٢٨٤/٤) ۔

ان سب کلمات میں جو میں نے کہے ہیں اور اگلے پیغمبروں نے لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ ہے۔

۴۹۶۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هَذَا الدُّعَاءَ كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُولُ ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ)) ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سکھاتے تھے اُن کو یہ دعا جیسے سکھاتے تھے اُن کو ایک سورت قرآن کی فرماتے تھے اے اللہ پناہ مانگتا ہوں میں تیری جہنم کے عذاب سے اور پناہ مانگتا ہوں تیری قبر کے عذاب سے اور پناہ مانگتا ہوں تیری دجال کے فتنہ سے اور پناہ مانگتا ہوں تیری زندگی اور موت کے فتنہ سے۔

فائدہ: دجال کو مسیح اس لیے کہتے ہیں کہ وہ مسح کرے گا تمام زمین پر یعنی ساری زمین پر پھرے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح کہتے ہیں اس واسطے کہ وہ جس بیمار یا روگی پر اپنا ہاتھ پھیر دیتے وہ اچھا ہو جاتا۔ دجال کا فتنہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کو گمراہ کرے گا۔ زندگی کا فتنہ بُری صحبتیں اور ملحدوں کی باتیں ہیں جن سے آدمی کا دین بگڑ جائے۔ موت کا فتنہ وہاں کی تکالیف اور عذاب ہیں یا منکر نکیر کا سوال۔

۴۹۷۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ يَقُولُ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيَّامُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ أَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَأَخَّرْتُ وَأَسْرَرْتُ وَأَعْلَنْتُ أَنْتَ إِلَهِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوتے نماز کو عین رات میں فرماتے یا اللہ تجھ کو سزاوار ہے سب تعریف تو نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا تجھی کو سب تعریف سزاوار ہے اور تو ہی قائم رکھنے والا ہے آسمانوں اور زمینوں کو تجھی کو سب تعریف سزاوار ہے تو ہی پروردگار ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور اُن کا جو آسمان اور زمین کے بیچ میں ہیں تو حق ہے تیرا قول سچا ہے تیرا وعدہ برحق ہے تجھ سے ملنا حق ہے جنت و جہنم حق ہے قیامت حق ہے اے پروردگار! تیرے حکم کا میں تابعدار ہوں اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھی پر بھروسہ کیا اور تیری ہی طرف سے متوجہ ہوا اور تیری مدد سے میں لڑا کفار سے اور تجھی کو میں نے حاکم

(٤٩٦) مسلم (٥٩٠) كتاب المساجد ومواضع الصلاة : باب ما يستعاذ منه في الصلاة ' أبو داود (١٥٤٢) ترمذى (٣٤٩٤) نسائى (٥٥١٢) ابن ماجه (٣٨٤٠) أحمد (٢٤٢/١) ۔

(٤٩٧) بخارى (١١٢٠) كتاب الجمعة : باب التهجد بالليل ' مسلم (٧٦٩) أبو داود (٧٧١) ترمذى (٣٤١٨) نسائى (١٦١٩) ابن ماجه (١٣٥٥) احمد (٢٩٨/١) (٢٧١٠) دارمى (١٤٨٦) ۔

بنایا جب اختلاف ہوا سو بخش دے میرے اگلے اور پچھلے اور چھپے اور کھلے گناہ۔ تو میرا معبود ہے تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے۔

فائدہ: یعنی تیرے سبب سے آسمان اور زمین منور ہیں یا تو پاک ہے ہر عیب سے۔ (زرقانی)

۴۹۸۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَتِيكٍ أَنَّهُ قَالَ جَاءَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فِي بَنِي مُعَاوِيَةَ وَهِيَ قَرْيَةٌ مِنْ قُرَى الْأَنْصَارِ فَقَالَ هَلْ تَدْرُونَ أَيْنَ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَسْجِدِكُمْ هَذَا فَقُلْتُ لَهُ نَعَمْ وَأَشَرْتُ لَهُ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنْهُ فَقَالَ هَلْ تَدْرِي مَا الثَّلَاثُ الَّتِي دَعَا بِهِنَّ فِيهِ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَأَخْبِرْنِي بِهِنَّ فَقُلْتُ دَعَا بِأَنْ لَا يُظْهِرَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ وَلَا يُهْلِكَهُمْ بِالسِّنِينَ فَأُعْطِيَهُمَا وَدَعَا بِأَنْ لَا يَجْعَلَ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ فَمُنِعَهَا قَالَ صَدَقْتَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَلَنْ يَزَالَ الْهَرْجُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

حضرت عبداللہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمارے پاس آئے بنی معاویہ میں اور وہ ایک گاؤں ہے انصار کے گاؤں میں سے تو پوچھا مجھ سے تم کو معلوم ہے کس جگہ پر نماز پڑھی رسول اللہ ﷺ نے اس مسجد میں تمہاری؟ میں نے کہا ہاں معلوم ہے اور ایک کونے کو میں نے بتایا پھر پوچھا مجھ سے تم کو معلوم ہے وہ تین دعائیں کون سی ہیں جو مانگی تھیں رسول اللہ ﷺ نے؟ میں نے کہا ہاں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا بتاؤ مجھ کو میں نے کہا دعا کی آپ ﷺ نے اس امر کی کہ مسلمانوں پر کوئی دشمن ان کی غیر قوم کا یعنی کافروں میں سے مسلط نہ کرے اور اُن کو قحط سے ہلاک نہ کرے تو یہ دونوں دعائیں قبول ہو گئیں تیسری دعا یہ ہے کہ مسلمانوں کے آپس میں کشت وخون اور جنگ نہ ہو تو یہ دعا قبول نہ ہوئی۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا سچ کہا تو نے پھر کہا کہ اب قیامت تک فساد آپس میں چلا جائے گا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

فائدہ: مطلب ان دعاؤں کا یہ ہے کہ تمام مسلمان مغلوب نہ ہو جائیں اور ایسا دشمن اُن پر مسلط نہ ہو جو بالکل ان کا استیصال کر دے اسی طرح ایسے قحط میں مبتلا نہ ہوں جس سے سب تباہ ہو جائیں۔

فائدہ: یہ پیشین گوئی آنحضرت ﷺ کی اور دعائیں سچی ہوئیں اب تک مسلمان پر کوئی ایسا دشمن غالب نہیں ہوا جو بالکل سب کو تباہ کر دے نہ ایسا قحط آیا البتہ آپس میں لڑائیاں ہوتیں اور قیامت تک ہوتی چلی جائیں گی۔

۴۹۹۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَا مِنْ دَاعٍ يَدْعُو إِلَّا كَانَ بَيْنَ إِحْدَى ثَلَاثٍ إِمَّا أَنْ يُسْتَجَابَ لَهُ وَإِمَّا أَنْ يُدَّخَرَ لَهُ وَإِمَّا أَنْ يُكَفَّرَ عَنْهُ۔

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے تھے جو شخص دعا کرتا ہے تو اس کی دعا تین حال سے خالی نہیں ہوتی یا قبول ہو جاتی ہے یا رکھ چھوڑی جاتی ہے قیامت کے دن پر یا گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے۔

---

(٤٩٨) صحيح: أحمد (٤٤٥/٥)، (٢٤١٥٠) مستدرك حاكم (٥١٧/٤)۔

٤٩٩) مقطوع صحيح: بيهقي في الدعوات الكبير (٨٩/١)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

فائدہ: ابی جریر اور ابن ابی شیبہ نے ابوسعید رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً روایت کیا کہ دعا مسلمان کی رد نہیں کی جاتی جب تک گناہ یا قطع رحم کے لیے دعا نہ کرے یا دنیا میں اس کی دعا قبول ہو جائے گی یا آخرت کے لیے رکھی جائے گی یا اس کے گناہ مٹا دیے جائیں گے۔ (زرقانی)

باب العمل في الدعاء — دعا کی ترکیب

۵۰۰۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ رَآنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَأَنَا أَدْعُو وَأُشِيرُ بِأُصْبُعَيْنِ صَبْعٍ مِنْ كُلِّ يَدٍ فَنَهَانِي ۔

عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ دیکھا مجھ کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دعا کرتے ہوئے اور میں دو انگلیوں سے اشارہ کرتا تھا ہر ایک ہاتھ کی ایک ایک انگلی تھی سو منع کیا مجھ کو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

فائدہ: اس لیے کہ یہ امر خلاف سنت ہے دعا میں سنت تو یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر دعا کرے یا اگر اشارہ کرے تو ایک انگلی سے اشارہ کرے تاکہ دلالت کرے توحید الٰہی پر۔ (زرقانی)

۵۰۱۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَقُولُ إِنَّ الرَّجُلَ لَيُرْفَعُ بِدُعَاءِ وَلَدِهِ مِنْ بَعْدِهِ وَقَالَ بِيَدَيْهِ نَحْوَ السَّمَاءِ فَرَفَعَهُمَا۔

سعید بن مسیب کہتے تھے بے شک آدمی کا درجہ بلند ہو جاتا ہے اس کے لڑکے کے دعا کرنے سے بعد اس کے مر جانے کے اور اشارہ کیا آپ نے دونوں ہاتھوں سے آسمانوں کی طرف پھر اٹھایا ان کو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: ابن عبدالبر نے بہ سند صحیح روایت کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کا درجہ بلند ہوگا جنت میں سو وہ کہے گا کس سبب سے اے رب! میرا درجہ بلند ہوا؟ کہا جائے گا اس سے کہ تیرے لڑکے نے تیرے بعد دعا کی تیرے لیے اور ایک روایت میں ہے کہ تیرے لڑکے کی استغفار کے سبب سے تیرا درجہ بلند ہوا۔ (زرقانی)

۵۰۲۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّمَا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ

---

(۵۰۰) موقوف صحيح : عبدالرزاق (۲/۲٤۹) ابن أبي شيبة (۲/۲۳۱)۔

(۵۰۱) مقطوع صحيح : ابن أبي شيبة (۳/۲٦)۔

(۵۰۲) بخاری (٤۷۲۳) كتاب تفسير القرآن : باب ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها، مسلم (٤٤۷) نسائی فی الكبری (۱۱۳۰۱)۔

سَبِيلًا فِي الدُّعَاءِ ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ یہ آیت ﴿ولا تجهر بصلوتك﴾ الآية دعا کے بارے میں اتری ہے۔

فائدہ: یعنی دعا نہ بہت پکار کر مانگو نہ آہستہ بلکہ درمیان میں مانگنا چاہیے بعضوں نے کہا ہے نماز میں کلام اللہ نہ بہت آہستہ پڑھے نہ بہت پکار کر اسی میں یہ آیت اتری ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا کہ نماز فرض میں دعا مانگنا کیسا ہے بولے کچھ حرج نہیں ہے۔

فائدہ: خواہ شروع نماز میں مانگے یا بیچ میں یا آخر میں فرض میں یا نفل میں آنحضرت ﷺ نماز کے اندر بعد تکبیر تحریمہ کے اور کبھی رکوع میں اور کبھی سجدہ میں اور کبھی جب رکوع سے سر اٹھاتے اور کبھی بعد تشہد کے دعا مانگتے اور یہ دعا عام ہے خواہ دین کے کاموں کے لیے ہو یا دنیا کے اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک ضروری ہے کہ یہ دعا مشابہ نہ ہو آدمیوں کی باہمی گفتگو کے ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی۔ (محلی وزرقانی)

۵۰۳۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو فَيَقُولُ ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ وَإِذَا أَرَدْتَ فِي النَّاسِ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِي إِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُونٍ)) ۔

حضرت امام مالکؒ کو پہنچا کہ رسول اللہ ﷺ دعا مانگتے تھے یا اللہ! میں مانگتا ہوں تجھ سے نیک کام کرنا اور برے کاموں کا چھوڑنا اور محبت غریبوں کی اور جب تو کسی بلا کو لوگوں میں اتارنا چاہے تو مجھے اپنے پاس بلا سے بچا کر۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

۵۰۴۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَا مِنْ دَاعٍ يَدْعُو إِلَى هُدًى إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنِ اتَّبَعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا وَمَا مِنْ دَاعٍ يَدْعُو إِلَى ضَلَالَةٍ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ أَوْزَارِهِمْ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئًا)) ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہدایت کی طرف بلائے تو اس کی مثل ان کے ثواب ملے گا جو اس کی پیروی کرے کچھ کم نہ ہوگا اس کے ثواب سے اور جو شخص گمراہی کی طرف بلائے اس پر اتنا گناہ ہوگا جتنا پیروی کرنے والے پر ہوگا کچھ کم نہ ہوگا پیروی کرنے والے کے گناہ سے۔

---

(۵۰۳) صحيح لغيره: ترمذی (۳۲۳۳) كتاب تفسير القرآن: باب ومن سورة صٓ، أحمد (۳۶۸/۱) (۳۴۸۴) ترمذی (۳۲۳۵) احمد (۲۴۳/۵) (۲۲۴۶۰)۔

(۵۰۴) مسلم (۲۶۷۴) كتاب العلم: باب من سن سنة حسنة، أبو داود (۴۶۰۹) ترمذی (۲۶۷۴) ابن ماجه (۲۰۶) أحمد (۳۹۷/۲) دارمی (۵۱۳)۔

فائدہ: یعنی پیروی کرنے والے کا علیحدہ پورا ثواب ہوگا اور اس کے برابر ہدایت کا راستہ بتانے والے کو بھی اجر ملے گا۔ یہ نہ ہوگا کہ پیروی کرنے والے کا ثواب کم ہو کر اس کو مل جائے۔

۵۰۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنْ أَئِمَّةِ الْمُتَّقِينَ ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے یا اللہ مجھ کو متقیوں کا پیشوا بنانا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: یہ ترجمہ ہے اس آیت کا ﴿وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَامًا﴾ اے پروردگار! ہم کو پرہیزگاروں کا امام بنانا تا کہ اُن کے اعمال کا بھی ثواب ہاتھ آئے۔

۵۰۶۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أَبَا الدَّرْدَاءِ كَانَ يَقُومُ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَيَقُولُ نَامَتِ الْعُيُونُ وَغَارَتِ النُّجُومُ وَأَنْتَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **ضعیف** کہا ہے۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ ابو درداء رضی اللہ عنہ جب اٹھتے تھے رات کو کہتے تھے سو گئیں آنکھیں اور غائب ہو گئے تارے اور تو اے پروردگار! زندہ ہے بیدار ہے۔

باب النهي عن الصلاة بعد الصبح وبعد العصر — بعد صبح اور عصر کے نماز پڑھنے کی ممانعت کا بیان

۵۰۷۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الصُّنَابِحِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ وَمَعَهَا قَرْنُ الشَّيْطَانِ فَإِذَا ارْتَفَعَتْ فَارَقَهَا ثُمَّ إِذَا اسْتَوَتْ قَارَنَهَا فَإِذَا زَالَتْ فَارَقَهَا فَإِذَا دَنَتْ لِلْغُرُوبِ قَارَنَهَا فَإِذَا غَرَبَتْ فَارَقَهَا وَنَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ فِي تِلْكَ السَّاعَاتِ)) ۔

حضرت عبداللہ صنابحی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب آفتاب نکلتا ہے تو شیطان اس کے نزدیک ہوتا ہے اور جب بلند ہو جاتا ہے تو اس سے الگ ہو جاتا ہے پھر جب سر پر آ جاتا ہے تو الگ ہو جاتا ہے پھر جب ڈوبنے لگتا ہے تو نزدیک ہو جاتا ہے پھر جب ڈوب جاتا ہے الگ ہو جاتا ہے اور منع کیا رسول اللہ ﷺ نے ان ساعتوں میں نماز پڑھنے سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **ضعیف** ہے۔

---

(۵۰۵) موقوف ضعيف : أبو نعيم في حلية الأولياء (۳۰۸/۱) ابن ابی شيبة (۲۹۸۵۲) بيهقی (۹٤/۵)۔

(۵۰۷) ضعيف : نسائی (۵۵۹) كتاب المواقيت : باب الساعات التی نهی عن الصلاة فيها ' ابن ماجه (۱۲۵۳) أحمد (۳٤۹/٤) ' (۱۹۲۸۰)۔

٥٠٨۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا بَدَا حَاجِبُ الشَّمْسِ فَأَخِّرُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَبْرُزَ وَإِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَأَخِّرُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَغِيبَ ۔

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب کنارہ آفتاب کا نکلے تو نماز میں توقف کرو یہاں تک کہ پورا آفتاب نکل آئے اور جب کنارہ آفتاب کا ڈوب جائے تو توقف کرو یہاں تک کہ پورا آفتاب ڈوب جائے۔

٥٠٩۔ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بَعْدَ الظُّهْرِ فَقَامَ يُصَلِّي الْعَصْرَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ ذَكَرْنَا تَعْجِيلَ الصَّلَاةِ أَوْ ذَكَرَهَا فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِينَ تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِينَ تِلْكَ صَلَاةُ الْمُنَافِقِينَ يَجْلِسُ أَحَدُهُمْ حَتَّى إِذَا اصْفَرَّتِ الشَّمْسُ وَكَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ أَوْ عَلَى قَرْنِ الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَ أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا ۔

حضرت علاء بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ہم گئے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس بعد ظہر کے تو کھڑے ہوئے وہ نماز عصر کے واسطے۔ پس جب فارغ ہوئے نماز سے بیان کیا ہم نے یا انہوں نے نماز جلد پڑھنے کا حال تو کہا انس رضی اللہ عنہ نے سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے تھے یہ نماز منافقوں کی ہے کہ بیٹھے رہتے ہیں جب آفتاب زرد ہو جاتا ہے اور شیطان کے سر کی دونوں جانبوں کے بیچ میں ہوتا ہے یا ان کے اوپر ہوتا ہے تو کھڑے ہو کر چار ٹھونگے لگا لیتا ہے اس میں نہیں یاد کرتا ہے اللہ کو مگر تھوڑا۔

فائدہ: اس طرح پر کہ شیطان غروب کے قریب آفتاب کے سامنے جا کر کھڑا ہوتا ہے اور آفتاب اس کے سامنے ہوتا ہے تا کہ مشرکین جب آفتاب کو سجدہ کریں تو وہ سجدہ شیطان کے لیے ہو جائے۔

٥١٠۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَتَحَرَّ أَحَدُكُمْ فَيُصَلِّيَ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوبِهَا))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی تم میں سے قصد کر کے نماز نہ پڑھے آفتاب کے طلوع اور غروب کے وقت۔

---

(٥٠٨) بخاری (٥٨٣) كتاب مواقيت الصلاة : باب الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس ' مسلم (٨٢٩) نسائی (٥٧١) أحمد (١٩/٢) (٣٦٩٤) ۔

(٥٠٩) مسلم (٦٢٢) كتاب المساجد ومواضع الصلاة : باب استحباب التبكير بالعصر ' أبو داود (٤١٣) ترمذی (١٦٠) نسائی (٥١١) أحمد (١٤٩/٣) (١٢٥٣٧) ۔

(٥١٠) بخاری (٥٨٥) كتاب مواقيت الصلاة : باب لا تتحرى الصلاة قبل غروب الشمس ' مسلم (٨٢٨) نسائی (٥٦٣) أحمد (٣٣/٢) (٤٨٨٥)۔

۵۱۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَعَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا نماز سے بعد عصر کے یہاں تک کہ ڈوب جائے آفتاب اور بعد صبح کے یہاں تک کہ نکل آئے آفتاب۔

۵۱۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَقُولُ لَا تَحَرَّوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَطْلُعُ قَرْنَاهُ مَعَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَيَغْرُبَانِ مَعَ غُرُوبِهَا وَكَانَ يَضْرِبُ النَّاسَ عَلَى تِلْكَ الصَّلَاةِ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے قصد نہ کرو نماز کا آفتاب کے طلوع اور غروب کے وقت کیونکہ شیطان کے دو جانب سر کے ساتھ نکلتے ہیں آفتاب کے اور ساتھ ہی ڈوبتے ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ مارتے تھے لوگوں کو اس وقت نماز پڑھنے پر۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

۵۱۳۔ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّهُ رَأَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَضْرِبُ الْمُنْكَدِرَ فِي الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ ۔

حضرت سائب بن یزید نے دیکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مارتے تھے منکدر کو اس لیے کہ انہوں نے نماز پڑھی تھی بعد عصر کے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

---

(٥١١) بخاری (٥٨٨) كتاب مواقيت الصلاة : باب لا تتحرى الصلاة قبل غروب الشمس ' مسلم (٨٢٥) نسائی (٥٦١) ابن ماجه (١٢٤٨) أحمد (٤٦٢/٢) (٩٩٥٤)۔

(٥١٢) **موقوف صحيح** :عبدالرزاق (٤٢٦/٢) ' (٣٩٥٢)۔

(٥١٣) **موقوف صحيح** :عبدالرزاق (٣٩٦٤) ابن أبی شيبة (٧٣٣٩)۔



(16) كتاب الجنائز
کتاب جنازوں کے بیان میں

باب غسل الميت — مردہ کو غسل دینے کا بیان

۵۱۴۔ عَنْ مُحَمَّدٍ الْبَاقِرِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسِّلَ فِي قَمِيصٍ ۔

حضرت محمد باقر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غسل دیئے گئے ایک قمیص میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **صحیح لغیرہ** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: جو قمیص آپ پہنے ہوئے تھے اسی میں غسل دیئے گئے یہ حکم خاص ہے آپ ﷺ سے۔جب لوگوں نے ارادہ کیا آپ کے کپڑے اُتارنے کا تو ایک آواز سنی کہ قمیص آپ کا مت اُتارو بلکہ اسی طرح غسل دو اور لوگوں کو حکم یہ ہے کہ غسل کے وقت اُن کے کپڑے اُتارے جائیں اور ستر کسی کپڑے سے ڈھانپ دیا جائے۔

۵۱۵۔ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الْأَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُوُفِّيَتْ ابْنَتُهُ فَقَالَ ((اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي قَالَتْ فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَأَعْطَانَا حِقْوَهُ فَقَالَ أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ تَعْنِي بِحِقْوِهِ إِزَارَهُ)) ۔

حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی نے انتقال کیا تو آئے ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ اور کہا کہ غسل دو ان کو تین بار یا پانچ بار پانی اور بیری کے پتوں سے اور اخیر میں کافور بھی شامل کرو اور جب تم غسل سے فارغ ہو تو مجھے اطلاع دو۔کہا اُم عطیہ رضی اللہ عنہا نے جب غسل سے ہم فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے اپنا تہبند دیا اور کہا کہ یہ ان کے بدن پر لپیٹ دو۔

۵۱۶۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ غَسَّلَتْ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ حِينَ تُوُفِّيَ ثُمَّ خَرَجَتْ فَسَأَلَتْ مَنْ حَضَرَهَا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ فَقَالَتْ إِنِّي صَائِمَةٌ وَإِنَّ هٰذَا يَوْمٌ شَدِيدُ الْبَرْدِ فَهَلْ عَلَيَّ مِنْ غُسْلٍ

(٥١٤) صحيح لغيره : عبدالرزاق (٦١٦٩) ابن ابی شيبة (١٠٨٨٥) بيهقی (٣٩٥/٣) -

(٥١٥) بخاری (١٢٥٣) كتاب الجنائز : باب غسل الميت ووضوله بالماء والسدر ' مسلم (٩٣٩) أبو داود (٣١٤٢) ترمذی (٩٩٠) نسائی (١٨٨١) ابن ماجه (١٤٥٨) أحمد (٨٤/٥) (٢١٠٧١) -

(٥١٦) موقوف ضعيف : عبدالرزاق (٦١١٧) ابن أبی شيبة (١٠٩٦٩ ' ١٠٩٧٠) بيهقی (٣٩٧/٣) (٦٦٦٣)-

فَقَالُوا لَا ۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غسل دیا جب ان کی وفات ہوئی پھر نکل کر مہاجرین سے پوچھا کہ میں روزے سے ہوں اور سردی بہت ہے کیا مجھ پر بھی غسل لازم ہے، بولے نہیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میت کو غسل دینے کے بعد غسال پر لازم نہیں آتا بلکہ مستحب ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ زوجہ اپنے زوج کو غسل دے سکتی ہے اور اسی طرح زوج اپنی زوجہ کو کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غسل دیا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اگر تو مر جائے میرے سامنے تو تجھے غسل دوں گا۔ امام اعظمؒ نے دوسری صورت میں خلاف کیا یعنی زوج کو درست نہیں کہ زوجہ کو غسل دے اور اُم عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے استدلال کیا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کے غسل کا عورتوں کو حکم دیا اور اُن کے زوج کو اجازت نہ دی مگر یہ استدلال صحیح نہیں ہے اس لیے کہ اس سے ممانعت بھی ثابت نہیں ہوتی نہ اجازت اور احتمال ہے کہ شوہر اُن کے اس وقت موجود نہ ہوں یا عورتوں کو غسل دینا اولیٰ ہو شوہر کے غسل دینے سے۔ (زرقانی)

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اہل علم سے، کہتے تھے جب عورت مر جائے اور وہاں پر عورتیں نہ ہوں جو اس کو غسل دیں اور نہ کوئی اس کا محرم ہو نہ شوہر ہو تو اس کو تیمم کرایا جائے اس کے منہ اور کفین پر خاک سے۔ امام مالکؒ نے فرمایا اسی طرح اگر مرد مر جائے اور وہاں سوائے عورتوں کے کوئی مرد نہ ہو تو اس کو تیمم کرایا جائے۔ کہا امام مالکؒ نے ہمارے نزدیک غسل میت کی کوئی حد مقرر نہیں ہے بلکہ جب تک خوب پاکی نہ ہو دھونا چاہیے۔

باب ما جاء في كفن الميت — مردے کو کفن پہنانے کا بیان

۵۱۷۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سُحُولِيَّةٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ ۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفن دیئے گئے تین سفید کپڑوں میں جو سحول کے بنے ہوئے تھے نہ ان میں قمیص تھا نہ عمامہ۔

فائدہ: سحول ایک بستی کا نام ہے ملک یمن میں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفید کپڑا کفن کے لیے بہتر ہے۔ اصحاب سنن اور حاکم نے روایت کیا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سفید کپڑے پہنا کرو اور اسی میں کفن دیا کرو۔ اپنے مردوں کو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تین کپڑوں سے زیادہ کپڑے کفن میں شریک کرنا مکروہ ہے علی الخصوص عمامہ جس کو متاخرین حنفیہ اور مالکیہ نے تجویز کیا ہے یہ بالکل بدعت ہے۔

۵۱۸۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سُحُولِيَّةٍ ۔

(٥١٧) بخاری (١٢٦٤) كتاب الجنائز : باب الثياب البيض للكفن، مسلم (٩٤١) أبو داود (٣١٥١) ترمذی (٩٩٦) نسائی (١٨٩٨) ابن ماجه (١٤٦٩) أحمد (٦/٤٠) ' (٢٤٦٢٣)۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کفن دیئے گئے تین سفید کپڑوں میں جو سحول کے بنے ہوئے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **موقوف صحیح لغیرہ** کہا ہے۔

۵۱۹۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ قَالَ لِعَائِشَةَ وَهُوَ مَرِيضٌ فِي كَمْ كُفِّنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سُحُولِيَّةٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ خُذُوا هَذَا الثَّوْبَ لِثَوْبٍ عَلَيْهِ قَدْ أَصَابَهُ مِشْقٌ أَوْ زَعْفَرَانٌ فَاغْسِلُوهُ ثُمَّ كَفِّنُونِي فِيهِ مَعَ ثَوْبَيْنِ آخَرَيْنِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ وَمَا هَذَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الْحَيُّ أَحْوَجُ إِلَى الْجَدِيدِ مِنَ الْمَيِّتِ وَإِنَّمَا هَذَا لِلْمُهْلَةِ ۔

حضرت یحییٰ بن سعید نے کہا مجھے پہنچا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا اپنی بیماری میں رسول اللہ ﷺ کتنے کپڑوں میں کفن دیئے گئے تھے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سفید تین کپڑوں میں سحول کے۔ تب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ کپڑا جو میں پہنے ہوں اس میں گیرو یا زعفران لگا ہوا تھا اس کو دھو کر اور وہ کپڑے لے کر مجھے کفن دے دینا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بولیں یہ کیا بات ہے (کیا اور کپڑے نہیں ہیں) ابو بکر رضی اللہ عنہ بولے کہ مردے سے زیادہ زندے کو کپڑے کی حاجت ہے کفن تو پیپ اور خون کے لیے ہے۔

فائدہ: یعنی زندہ کو کپڑے کی زیادہ ضرورت ہے مردے کو کچھ آرائش مقصود نہیں۔ کیسا ہی عمدہ کفن ہوگا پیپ اور خون میں مل کر خاک میں مل جائے گا۔

۵۲۰۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ قَالَ الْمَيِّتُ يُقَمَّصُ وَيُؤَزَّرُ وَيُلَفُّ فِي الثَّوْبِ الثَّالِثِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ إِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ كُفِّنَ فِيهِ ۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مردہ قمیص پہنایا جائے اور تہبند پہنایا جائے پھر تیسرے کپڑے میں لپیٹ دیا جائے اگر ایک ہی کپڑا ہو تو اسی میں کفن دیا جائے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **صحیح** کہا ہے۔

باب المشي أمام الجنازة — جنازہ کے آگے چلنے کا بیان

۵۲۱۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوا يَمْشُونَ أَمَامَ الْجَنَازَةِ

(٥١٩) بخاري (١٣٨٧) كتاب الجنائز : باب موت يوم الاثنين ' أحمد (٤٥/٦) (٢٤٦٩٠)۔

(٥٢٠) **موقوف صحيح** : عبدالرزاق (٤٢٦/٣) بيهقي (٤٠٢/٣) ۔

(٥٢١) **صحيح** : ترمذي (١٠١٠) كتاب الجنائز : باب ما جاء في المشي أمام الجنازة ' ابن ماجه (١٤٨٣) ۔

وَالْخُلَفَاءُ هَلُمَّ جَرًّا وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ ۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور تمام خلفاء آگے جنازے کے چلتے تھے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا کرتے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: معارض ہے اس کے جو روایت کیا عبدالرزاق نے طاؤس سے کہ رسول اللہ ﷺ تادم وفات جنازہ کے پیچھے چلتے رہے اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جنازہ کے پیچھے چلتے رہے۔(محلی)

۵۲۲۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهُدَيْرِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقْدُمُ النَّاسَ أَمَامَ الْجَنَازَةِ فِي جَنَازَةِ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ ۔

حضرت ربیعہ بن عبداللہ بن ہدیر سے روایت ہے انہوں نے دیکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آگے چلتے تھے زینب بنت جحش کے جنازے میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

۵۲۳۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ مَا رَأَيْتُ أَبِي قَطُّ فِي جَنَازَةٍ إِلَّا أَمَامَهَا قَالَ ثُمَّ يَأْتِي الْبَقِيعَ فَيَجْلِسُ حَتَّى يَمُرُّوا عَلَيْهِ ۔

حضرت ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ عروہ کو ہمیشہ جنازہ کے آگے چلتے دیکھا یہاں تک کہ وہ بقیع میں آجاتے اور بیٹھے رہتے یہاں تک کہ جنازہ آکر گزر جاتا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **صحیح** کہا ہے۔

۵۲۴۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ الْمَشْيُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ مِنْ خَطَإِ السُّنَّةِ ۔

ابن شہاب نے کہا جنازہ کے پیچھے چلنا خطا ہے یعنی خلاف سنت ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: یہ کیونکر مسلم ہوگا جب رسول اللہ ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کا خلاف ثابت ہے۔

باب النهي أن تتبع الجنازة بنار جنازہ کے پیچھے آگ لے جانے کی ممانعت

۵۲۵۔ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا قَالَتْ لِأَهْلِهَا أَجْمِرُوا ثِيَابِي إِذَا مِتُّ ثُمَّ حَنِّطُونِي وَلَا تَذُرُّوا عَلَى

---

(٥٢٢) **موقوف صحيح**: عبدالرزاق (٤٤٥/٣) بيهقي (٢٤/٤) ـ

(٥٢٥) **موقوف صحيح**: عبدالرزاق (٦١٥٢) ابن أبي شيبة (١١١١٢) بيهقي (٤٠٥/٣) ـ

كَفَنِي حِنَاطًا وَلَا تَتْبَعُونِي بِنَارٍ ۔

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ نے کہا اپنے گھر والوں سے میں جب مر جاؤں تو میرے کپڑوں کو خوشبو سے بسانا پھر میرے بدن پر خوشبو لگانا لیکن میرے کفن پر نہ چھڑکنا اور میرے جنازہ کے ساتھ آگ نہ رکھنا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔ امام زیلعیؒ نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

[نصب الراية (٢٦٤/٢)]

۵۲۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُتْبَعَ بَعْدَ مَوْتِهِ بِنَارٍ ۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے منع کیا کہ ان کے جنازے کے ساتھ آگ رکھی جائے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ بھی برا جانتے تھے اس فعل کو۔

باب التكبير على الجنائز — جنازے کی تکبیرات کا بیان

۵۲۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى النَّجَاشِيَّ لِلنَّاسِ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمُصَلَّى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ ۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جس دن نجاشی (بادشاہ حبش) کا انتقال ہوا اسی روز آپ ﷺ نے لوگوں کو خبر دی اس کی موت کی اور نکلے مصلی کو اور صف کھڑی کر کے نماز پڑھی جنازے کی اور تکبیریں کہیں چار۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز جنازہ کی میت غائب پر درست ہے اور یہی قول ہے شافعیؒ اور احمدؒ اور اکثر سلف کا۔

۵۲۸۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ مِسْكِينَةً مَرِضَتْ فَأُخْبِرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَرَضِهَا وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُ الْمَسَاكِينَ وَيَسْأَلُ عَنْهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَاتَتْ فَآذِنُونِي بِهَا فَخُرِجَ بِجَنَازَتِهَا لَيْلًا فَكَرِهُوا أَنْ يُوقِظُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أَصْبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُخْبِرَ بِالَّذِي كَانَ مِنْ شَأْنِهَا فَقَالَ أَلَمْ آمُرْكُمْ أَنْ تُؤْذِنُونِي بِهَا فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَرِهْنَا أَنْ نُخْرِجَكَ لَيْلًا وَنُوقِظَكَ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى

(٥٢٦) موقوف صحيح: عبدالرزاق (٦١٥٥) ابن أبي شيبة (١١١٧٠) أبو داود (٣١٧١) أحمد (٤٢٧/٢) ۔

(٥٢٧) بخاری (١٢٤٥) كتاب الجنائز: باب الرجل ينعى الى اهل الميت بنفسه، مسلم (٩٥١) أبو داود (٣٢٠٤) ترمذی (١٠٢٢) نسائی (١٩٨٠) ابن ماجه (١٥٣٤) أحمد (٢٣٠/٢) ۔

(٥٢٨) صحيح: نسائی (١٩٦٩) كتاب الجنائز: باب الصلاة على الجنازة بالليل، الشافعی فی المسند (٣٨٧/١) ۔

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى صَفَّ بِالنَّاسِ عَلَى قَبْرِهَا وَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ ۔

حضرت ابوامامہ سے روایت ہے کہ ایک عورت مسکین بیمار ہوئی رسول اللہ ﷺ کے سامنے اور آپ کو اس کی خبر ہوئی اور آپ ﷺ کا قاعدہ یہ تھا کہ بیمار پرسی کرتے تھے مسکینوں کی اور ان کا حال پوچھتے تھے سو فرمایا آپ نے جب مر جائے یہ عورت تو مجھے خبر کرنا سو رات کو اس کا جنازہ نکلا اور صحابہ نے ناپسند کیا کہ جگائیں رسول اللہ ﷺ کو جب صبح ہوئی تو اس کی کیفیت معلوم ہوئی۔ فرمایا آپ ﷺ نے میں نے تو تم سے کہہ دیا تھا کہ مجھے خبر کر دینا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم کو آپ کا جگانا اور رات کو باہر نکالنا ناگوار ہوا سو نکلے رسول اللہ ﷺ اور صف باندھی اس کی قبر پر اور چار تکبیریں کہیں

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ دوبارہ نماز جنازہ کی پڑھنا قبر پر درست ہے۔ جمہور علماء کا یہی قول ہے اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک درست نہیں ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ امر خاص تھا رسول اللہ ﷺ سے۔ امام احمدؒ نے کہا کہ قبر پر نماز جنازہ پڑھنا چھ طریقوں سے ثابت ہے رسول اللہ ﷺ سے اور ابن عبدالبر نے کہا نو طریقوں سے وہ سب طریقے حسن ہیں۔ (زرقانی)

۵۲۹۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الرَّجُلِ يُدْرِكُ بَعْضَ التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَازَةِ وَيَفُوتُهُ بَعْضُهُ فَقَالَ يَقْضِي مَا فَاتَهُ مِنْ ذَلِكَ ۔

امام مالک نے پوچھا ابن شہاب سے کہ جس شخص کو بعض تکبیریں جنازہ کی ملیں اور بعض نہ ملیں وہ کیا کرے کہا جس قدر نہ ملیں ان کی قضا کرے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔

باب ما يقول المصلي على الجنازة — جنازہ کی دعا کا بیان

۵۳۰۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ كَيْفَ تُصَلِّي عَلَى الْجَنَازَةِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَا لَعَمْرُ اللَّهِ أُخْبِرُكَ أَتَّبِعُهَا مِنْ أَهْلِهَا فَإِذَا وُضِعَتْ كَبَّرْتُ وَحَمِدْتُ اللَّهَ وَصَلَّيْتُ عَلَى نَبِيِّهِ ثُمَّ أَقُولُ ((اللَّهُمَّ إِنَّهُ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ كَانَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِي إِحْسَانِهِ وَإِنْ كَانَ مُسِيئًا فَتَجَاوَزْ عَنْ سَيِّئَاتِهِ اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ)) ۔

حضرت ابوسعید مقبری نے پوچھا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کس طرح تم نماز پڑھتے ہو جنازہ کی۔ کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ جل جلالہ کے بقا کی! میں تمہیں خبر دوں گا میں جنازہ کے ساتھ ہوتا ہوں اس کے گھر سے پھر جب رکھا جاتا ہے تو میں تکبیر کہہ کر اللہ کی

(۵۳۰) **موقوف صحیح**: عبدالرزاق (٦٤٢٥) ابن أبي شيبة (١٠٣٧٧) ابن المنذر في الأوسط (٤٣٩/٥)۔

تعریف کرتا ہوں اور پیغمبر پر اس کے درود بھیجتا ہوں ۔ پھر کہتا ہوں یا اللہ! تیرا بندہ اور تیرے بندے کا بیٹا اور تیری لونڈی کا بیٹا اس بات کی گواہی دیتا تھا کہ کوئی معبود سچا تیرے سوا نہیں ہے اور بے شک حضرت محمد ﷺ تیرے بندے اور تیرے پیغمبر ہیں اور تو اس کا حال خوب جانتا ہے اے پروردگار! اگر وہ نیک ہو تو زیادہ کر اجر اس کا اور جو گناہگار ہو تو درگزر کر اس کے گناہوں سے اے پروردگار! مت محروم کر ہم کو اس کے ثواب سے اور مت فتنہ میں ڈال ہم کو بعد اس کے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

فائدہ: یعنی اس کے جنازہ پر نماز پڑھنے کے ثواب سے یا اس کی موت پر صبر کرنے کے ثواب سے۔

۵۳۱۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ صَلَّيْتُ وَرَاءَ أَبِي هُرَيْرَةَ عَلَى صَبِيٍّ لَمْ يَعْمَلْ خَطِيئَةً قَطُّ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ ((اللَّهُمَّ أَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ))۔

سعید بن مسیب کہتے تھے نماز پڑھی میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے ایک لڑکے پر جو بے گناہ تھا تو سنا میں نے ان سے کہتے تھے اے اللہ! بچا اس کو قبر کے عذاب سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

فائدہ: قبر کے عذاب سے مراد وحشت اور تنہائی کی مصیبت ہے نہ وہ عذاب جو بڑوں کو ہوتا ہے۔

۵۳۲۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قرآن نہیں پڑھتے تھے جنازہ کی نماز میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

فائدہ: یعنی سورہ فاتحہ نہیں پڑھتے تھے یہی قول ہے ابو حنیفہؒ اور مالکؒ کا ہے۔ اور بخاریؒ نے روایت کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سورہ فاتحہ پڑھی جنازہ کی نماز میں اور کہا میں نے اس لیے پڑھا تا کہ تم کو معلوم ہو کہ یہ سنت ہے اور یہی قول ہے شافعیؒ اور احمدؒ کا۔

باب الصلاة على الجنائز بعد الصبح و بعد العصر — نماز جنازہ بعد نماز صبح اور نماز عصر کے پڑھنے کا بیان

۵۳۳۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حَرْمَلَةَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ حُوَيْطِبٍ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ تُوُفِّيَتْ وَطَارِقٌ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ فَأُتِيَ بِجَنَازَتِهَا بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ فَوُضِعَتْ بِالْبَقِيعِ قَالَ وَكَانَ طَارِقٌ

(۵۳۱) موقوف صحیح: عبدالرزاق (۶۶۱۰) ابن أبي شيبة (۱۱۵۸۷) بيهقي (۹/۴) طحاوي (۱۰۹/۱)۔

(۵۳۲) موقوف صحیح: ابن أبي شيبة (۴۹۲/۲) ابن المنذر في الاوسط (۴۳۹/۵)۔

(۵۳۳) موقوف صحیح: بيهقي (۴۶۰/۲) (۴۴۱۰) طحاوي في مشكل الآثار (۵۰۰/۱)۔

يُغَلِّسُ بِالصُّبْحِ قَالَ ابْنُ أَبِي حَرْمَلَةَ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ لِأَهْلِهَا إِمَّا أَنْ تُصَلُّوا عَلَى جَنَازَتِكُمُ الْآنَ وَإِمَّا أَنْ تَتْرُكُوهَا حَتَّى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ ۔

حضرت محمد بن ابی حرملہ سے روایت ہے کہ زینب بنت ابی سلمہ (حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی پہلے خاوند سے) مر گئیں اور اس زمانے میں طارق حاکم تھے مدینہ کے تو لایا گیا جنازہ ان کا بعد نماز صبح کے اور رکھا گیا بقیع میں اور طارق نماز پڑھا کرتے تھے صبح کی اندھیرے میں۔ ابی حرملہ نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا وہ کہتے تھے زینب کے لوگوں سے یا تو تم جنازہ کی نماز اب پڑھ لو یا رہنے دو یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو جائے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

فائدہ: اندھیرے میں قبل روشنی کے۔

۵۳۴۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ يُصَلَّى عَلَى الْجَنَازَةِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الصُّبْحِ إِذَا صُلِّيَتَا لِوَقْتِهِمَا ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نماز جنازہ کی پڑھی جائے بعد عصر کے اور بعد صبح کے جب یہ دونوں نمازیں اپنے وقت پر پڑھی جائیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

فائدہ: یعنی صبح اندھیرے میں پڑھی جائے اور عصر قبل زرد ہونے آفتاب کے۔

باب الصلاة على الجنائز فى المسجد — مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کا بیان

۵۳۵۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا أَمَرَتْ أَنْ يُمَرَّ عَلَيْهَا بِسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ فِي الْمَسْجِدِ حِينَ مَاتَ لِتَدْعُوَ لَهُ فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ النَّاسُ عَلَيْهَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ مَا أَسْرَعَ النَّاسَ مَا صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى سُهَيْلِ بْنِ بَيْضَاءَ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ ۔

اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حکم دیا کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد میں سے ہو کر ان کے حجرہ پر سے جائے تا کہ میں دعا کروں ان کے لیے سو لوگوں نے اس پر اعتراض کیا تب کہا آپ رضی اللہ عنہا نے کیا جلدی لوگ بھول گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن بیضاء پر نماز نہیں پڑھی مگر مسجد میں۔

---

(۵۳٤) موقوف صحيح: عبدالرزاق (٦٥٦٠) ابن أبي شيبة (١١٣٢١) بيهقى (٤٥٩/٢)۔

(۵۳۵) مسلم (٩٧٣) كتاب الجنائز: باب الصلاة على الجنازة فى المسجد، أبو داود (٣١٨٩) ترمذى (١٠٣٣) نسائى (١٩٦٧) ابن ماجه (١٥١٨) أحمد (٧٩/٦) (٢٥٠٠٣)۔

فائدہ: جمہور علماء کے نزدیک نماز جنازہ کی مسجد میں درست ہے اور ابوحنیفہؒ اور مالکؒ کے نزدیک مکروہ ہے۔

۵۳۶۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ صُلِّيَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي الْمَسْجِدِ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھی گئی مسجد میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: ابن ابی شیبہ نے روایت کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی ابوبکر رضی اللہ عنہ پر مسجد میں اور صہیب رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی عمر رضی اللہ عنہ پر مسجد میں اور جنازہ منبر کے سامنے رکھا گیا۔ ابن عبدالبرؒ نے کہا کہ یہ فعل صحابہ کے حضور میں واقع ہوا اور کسی نے اس کا انکار نہیں کیا اس سے اجماع سکوتی نکل آیا۔

باب جامع الصلاة على الجنائز — نماز جنازہ کے احکام

۵۳۷۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَأَبَا هُرَيْرَةَ كَانُوا يُصَلُّونَ عَلَى الْجَنَائِزِ بِالْمَدِينَةِ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فَيَجْعَلُونَ الرِّجَالَ مِمَّا يَلِي الْإِمَامَ وَالنِّسَاءَ مِمَّا يَلِي الْقِبْلَةَ ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز پڑھتے تھے عورتوں اور مردوں پر ایک ایک بار میں تو مردوں کو امام کے نزدیک کرتے تھے اور عورتوں کو قبلہ کے نزدیک۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔

۵۳۸۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا صَلَّى عَلَى الْجَنَائِزِ يُسَلِّمُ حَتَّى يُسْمِعَ مَنْ يَلِيهِ ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب نماز پڑھ چکتے تھے جنازہ کی سلام پھیرتے تھے پکار کر یہاں تک کہ ان کے نزدیک جو لوگ ہوتے تھے وہ سن لیتے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

۵۳۹۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ لَا يُصَلِّي الرَّجُلُ عَلَى الْجَنَازَةِ إِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جنازہ کی نماز بغیر وضو کے کوئی نہ پڑھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **صحیح** کہا ہے۔

---

(۵۳۶) موقوف صحیح: عبدالرزاق (٦٥٧٧) ابن أبي شيبة (١١٩٦٨) بيهقي (٥٢/٤) طحاوي في شرح معاني الآثار (٤٩٢/١)۔

(۵۳۷) موقوف صحيح: ابن أبي شيبة (١١٥٦١، ١١٥٦٢)۔

(۵۳۸) موقوف صحيح: بيهقي (٤٤/٤) رقم (٦٩٩٢)۔

(۵۳۹) موقوف صحيح: بخاري تعليقا (قبل الحديث / ١٣٢٢) بيهقي (٢٣١/١) رقم (١٠٩٣)۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ میں نے کسی اہل علم کو نہیں دیکھا جو ولد زنا یا اس کی ماں پر نماز جنازہ پڑھنے کو منع کرتا ہو۔

فائدہ: امام محمدؒ نے کہا سب اہل قبلہ پر نماز پڑھی جائے اور یہی قول ہے ابوحنیفہؒ کا۔ لیکن جو شخص خودکشی کرے اس پر نماز نہ پڑھیں ابویوسفؒ کے نزدیک اور ائمہ اربعہ اور جمہور کے نزدیک پڑھیں۔

باب ما جاء في دفن الميت — مردہ کے دفن کے بیان میں

۵۴۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَدُفِنَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وَصَلَّى النَّاسُ عَلَيْهِ أَفْذَاذًا لَا يَؤُمُّهُمْ أَحَدٌ فَقَالَ نَاسٌ يُدْفَنُ عِنْدَ الْمِنْبَرِ وَقَالَ آخَرُونَ يُدْفَنُ بِالْبَقِيعِ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا دُفِنَ نَبِيٌّ قَطُّ إِلَّا فِي مَكَانِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ فَحُفِرَ لَهُ فِيهِ فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ غُسْلِهِ أَرَادُوا نَزْعَ قَمِيصِهِ فَسَمِعُوا صَوْتًا يَقُولُ لَا تَنْزِعُوا الْقَمِيصَ فَلَمْ يُنْزَعْ الْقَمِيصُ وَغُسِّلَ وَهُوَ عَلَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات کی دوشنبہ کے روز اور دفن کیے گئے منگل کے روز اور نماز پڑھی آپ ﷺ پر لوگوں نے اکیلے اکیلے کوئی ان کا امام نہ تھا پھر کہا بعض لوگوں نے دفن کیے جائیں آپ ﷺ منبر کے پاس اور بعض نے کہا بقیع میں تو آئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور کہا سنا میں نے رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے نہیں دفن کیا گیا کوئی نبی مگر اس مقام میں جہاں اس کی وفات ہوئی۔ پھر کھودی گئی قبر اس مقام میں جہاں آپ ﷺ نے وفات کی تھی جب غسل کا وقت آیا تو لوگوں نے آپ ﷺ کا کرتہ اتارنا چاہا سو ایک آواز سنی اتارو کرتے کو پس نہ اتارا گیا کرتہ آپ ﷺ کا اور غسل دیئے گئے کرتہ پہنے ہوئے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

۵۴۱۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ كَانَ بِالْمَدِينَةِ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا يَلْحَدُ وَالْآخَرُ لَا يَلْحَدُ فَقَالُوا أَيُّهُمَا جَاءَ أَوَّلُ عَمِلَ عَمَلَهُ فَجَاءَ الَّذِي يَلْحَدُ فَلَحَدَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمی قبر کھودنے والے تھے ایک ان میں سے بغلی بناتا تھا اور دوسرا نہیں بناتا تھا۔ لوگوں نے کہا جو پہلے آئے گا وہی اپنا کام شروع کرے گا تو پہلے وہی آیا جو بغلی بناتا تھا۔ پس قبر آپ ﷺ کی بغلی بنائی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے بغلی قبر کی فضیلت بہ نسبت صندوقی کے ثابت ہوئی ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ بغلی قبر ہمارے لیے ہے اور صندوقی اوروں کے لیے ہے۔ مگر یہ حدیث ضعیف ہے اور اس سے ممانعت صندوقی کی مقصود نہیں ہے۔ (زرقانی)

---

(٥٤٠) صحيح : الطبقات الكبرى لابن سعد (٢٧٤/٢) التمهيد لابن عبد البر (٣٩٤/٢٤) ۔

(٥٤١) صحيح : ابن أبي شيبة (١٤/٣) (١١٦٣١) ابن سعد (٢٩٦/٢) ابن ماجه (١٥٥٨) ۔

۵۴۲۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تَقُولُ مَا صَدَّقْتُ بِمَوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى سَمِعْتُ وَقْعَ الْكَرَازِينِ ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں مجھے رسول اللہ ﷺ کی وفات کا یقین نہیں یہاں تک کہ میں نے کدال مارنے کی آواز سنی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی جب قبر کھدنے لگی اور پھاوڑے کی آواز آئی اس وقت یقین ہوا یہ امر بسبب حیرت اور دہشت اور تعجب کے تھا نہ اور کسی سبب سے جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ابتداء میں حضرت ﷺ کی وفات میں شبہ ہوا تھا۔ پھر جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت کریمہ ﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ﴾ سنائی تو دل کو تسکین ہوئی وحشت جاتی رہی اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو اس آیت سے اطلاع نہ تھی بلکہ قلق اور صدمہ میں اکثر آدمی کے ہوش و حواس باختہ ہو جاتے ہیں اور یاد ہوئی چیز بھول جاتی ہے۔

۵۴۳۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ رَأَيْتُ ثَلَاثَةَ أَقْمَارٍ سَقَطْنَ فِي حُجْرَتِي فَقَصَصْتُ رُؤْيَايَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَتْ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدُفِنَ فِي بَيْتِهَا قَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ هَذَا أَحَدُ أَقْمَارِكِ وَهُوَ خَيْرُهَا ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے حجرے میں تین چاند گر پڑے سو میں نے اس خواب کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کیا جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں دفن ہو چکے تھے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان تین چاندوں میں سے ایک چاند آپ ہیں اور یہ تینوں چاندوں میں بہتر ہیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔

۵۴۴۔ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِمَّنْ يَثِقُ بِهِ أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ وَسَعِيدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ تُوُفِّيَا بِالْعَقِيقِ وَحُمِلَا إِلَى الْمَدِينَةِ وَدُفِنَا بِهَا ۔

کئی ایک معتبر لوگوں سے روایت ہے کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی عقیق میں (ایک موضع ہے قریب مدینہ کے) اور ان کا جنازہ اٹھ کر مدینہ میں آیا اور وہاں دفن ہوئے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **ضعیف** ہے۔

فائدہ: تاکہ نماز جنازہ میں بہت سے لوگ شریک ہوں یا قبر کی زیارت لوگ کیا کریں اور دعا ہوا کرے۔ جنازہ کو ایک شہر سے دوسرے شہر

---

(٥٤٢) موقوف ضعيف: ابن سعد (٣٠٤/٢) أحمد (٦٢/٦) (٢٤٨٣٧) -

(٥٤٣) موقوف صحيح: ابن سعد (٢٩٣/٢) أخرجه الحاكم (٣٩٥/٤) -

(٥٤٤) موقوف ضعيف: ابن سعد (١٤٧/٣) بيهقي (٥٧/٤) -

میں لے جانا مختلف فیہ ہے۔ بعضوں کے نزدیک مکروہ ہے بعضوں کے نزدیک مستحب ہے۔ (زرقانی)

۵۴۵۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّهُ قَالَ مَا أُحِبُّ أَنْ أُدْفَنَ بِالْبَقِيعِ لَأَنْ أُدْفَنَ بِغَيْرِهِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُدْفَنَ بِهِ إِنَّمَا هُوَ أَحَدُ رَجُلَيْنِ إِمَّا ظَالِمٌ فَلَا أُحِبُّ أَنْ أُدْفَنَ مَعَهُ وَإِمَّا صَالِحٌ فَلَا أُحِبُّ أَنْ تُنْبَشَ لِي عِظَامُهُ۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے بقیع میں دفن ہونا پسند نہیں ہے اگر میں کہیں اور دفن ہوں تو اچھا ہے اس لیے کہ بقیع میں جہاں پر میں دفن ہوں گا وہاں پر کوئی گناہگار شخص دفن ہو چکا ہے تو اس کے ساتھ مجھے دفن ہونا منظور نہیں ہے اور یا کوئی نیک شخص دفن ہو چکا ہے تو میں نہیں چاہتا کہ میرے لیے اس کی ہڈیاں کھودی جائیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

باب الوقوف للجنائز والجلوس على المقابر جنازہ کو دیکھ کر کھڑے ہو جانا اور بیٹھنا قبروں

۵۴۶۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُومُ فِي الْجَنَائِزِ ثُمَّ جَلَسَ بَعْدُ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو جاتے تھے جنازوں میں۔ پھر بیٹھنے لگے بعد اس کے۔

فائدہ: جنازہ میں دو وقت کھڑے ہونے کے تھے ایک جو شخص جنازہ کو دیکھے تو اٹھ کھڑا ہو۔ دوسرے جو شخص جنازہ کے ساتھ ہو وہ کھڑا رہے جب تک جنازہ زمین میں رکھا جائے۔ یہ دونوں حکم اس حدیث سے منسوخ ہو گئے ابتداء میں آپ کا عمل ایسا ہی تھا پھر یہود کی مشابہت سے آپ نے ترک کیا۔ (زرقانی)

۵۴۷۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ كَانَ يَتَوَسَّدُ الْقُبُورَ وَيَضْطَجِعُ عَلَيْهَا۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تکیہ لگاتے تھے قبروں پر اور لیٹ جاتے تھے ان پر۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **ضعیف** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: امام احمدؒ نے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا قبروں پر بیٹھنے سے اور مسلم نے روایت کیا کہ فرمایا آپ نے نہ بیٹھو قبروں پر نہ نماز پڑھو قبروں کی طرف اور فرمایا آپ نے اگر کوئی تم میں سے آگ پر بیٹھے اور اس کے کپڑے جل کر کھال تک آگ پہنچے تو بہتر ہے اس سے کہ قبروں پر بیٹھے۔ یہ حدیثیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فعل کے مخالف نہیں۔ اس واسطے امام مالکؒ نے یہ توجیہ کی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا قبروں پر بیٹھنا منع ہے حاجت کے واسطے یعنی پیشاب اور پاخانہ کے لیے۔

فائدہ: اور اُن حدیثوں میں ممانعت سے یہی مقصود ہے امام ابوحنیفہؒ کا بھی یہی قول ہے۔

---

(٥٤٥) مقطوع صحيح: عبدالرزاق (٥٧٩/٣ - ٥٨٠) بيهقي (٥٨/٤) معرفة السنن والآثار (١٩٢/٣)۔

(٥٤٦) مسلم (٩٦٢) كتاب الجنائز: باب نسخ القيام للجنازة' أبو داود (٣١٧٥) ترمذي (١٠٤٤) نسائي (١٩٩٩) ابن ماجه (١٥٤٤) أحمد (٨٢/١)۔

(٥٤٧) موقوف ضعيف: شرح معاني الآثار (٥١٧/١)۔

۵۴۸۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنَ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ يَقُولُ كُنَّا نَشْهَدُ الْجَنَائِزَ فَمَا يَجْلِسُ آخِرُ النَّاسِ حَتَّى يُؤْذَنُوا۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے ہم جنازوں میں جاتے تھے تو اخیر کا شخص بھی بدون اذن کے نہ بیٹھتا تھا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

فائدہ: یعنی جب نماز کے بعد اُن کو اذن ہو جاتا اس وقت بیٹھتے یا چلے جاتے۔ بعض علماء کا یہی مذہب ہے کہ میت کے لوگوں سے اجازت لے کر جانا چاہیے اور اکثر علماء کے نزدیک جب جنازہ دفن ہو جائے تو اجازت لینا ضروری نہیں ہے۔

باب النهي عن البكاء علي الميت — میت پر رونے کی ممانعت

۵۴۹۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَتِيكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ يَعُودُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ ثَابِتٍ فَوَجَدَهُ قَدْ غُلِبَ عَلَيْهِ فَصَاحَ بِهِ فَلَمْ يُجِبْهُ فَاسْتَرْجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ غُلِبْنَا عَلَيْكَ يَا أَبَا الرَّبِيعِ فَصَاحَ النِّسْوَةُ وَبَكَيْنَ فَجَعَلَ جَابِرٌ يُسَكِّتُهُنَّ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُنَّ فَإِذَا وَجَبَ فَلَا تَبْكِيَنَّ بَاكِيَةٌ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا الْوُجُوبُ قَالَ إِذَا مَاتَ فَقَالَتْ ابْنَتُهُ وَاللّٰهِ إِنْ كُنْتُ لَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ شَهِيدًا فَإِنَّكَ كُنْتَ قَدْ قَضَيْتَ جِهَازَكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَوْقَعَ أَجْرَهُ عَلَى قَدْرِ نِيَّتِهِ وَمَا تَعُدُّونَ الشَّهَادَةَ قَالُوا الْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((الشُّهَدَاءُ سَبْعَةٌ سِوَى الْقَتْلِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الْمَطْعُونُ شَهِيدٌ وَالْغَرِقُ شَهِيدٌ وَصَاحِبُ ذَاتِ الْجَنْبِ شَهِيدٌ وَالْمَبْطُونُ شَهِيدٌ وَالْحَرِقُ شَهِيدٌ وَالَّذِي يَمُوتُ تَحْتَ الْهَدْمِ شَهِيدٌ وَالْمَرْأَةُ تَمُوتُ بِجُمْعٍ شَهِيدٌ))۔

حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن ثابت کی عیادت کو آئے تو دیکھا ان کو بیماری کی شدت میں سو پکارا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو۔ انہوں نے جواب نہ دیا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور فرمایا ہم مغلوب ہوئے تمہارے پر اے ابوالربیع! پس رونا شروع کیا عورتوں نے چلا کر اور جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ ان کو چپ کرانے لگے۔ سو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی عورتوں کو رونے دو جب آن پڑے تو اس وقت کوئی نہ روئے رونے والی۔ صحابہ نے پوچھا کیا مطلب ہے آن پڑنے کا۔ فرمایا جب مر جائے اتنے میں عبداللہ بن ثابت کی بیٹی نے کہا مجھے امید تھی کہ تم شہید ہو گے کیونکہ تم سامان جہاد کا کر چکے تھے تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ جل جلالہ اس کو اجر دے گا موافق اس کی نیت کے تم کس چیز کو

(۵۴۹) صحيح لغيره: أبو داود (۳۱۱۱) كتاب الجنائز: باب في فضل من مات في الطاعون، نسائي (۱۸۴۶) ابن ماجه (۲۸۰۳) أحمد (۴۴۶/۵) الشافعي في المسند (۳۷۲/۱) شرح معاني الآثار (۲۹۱/۴) بغوی في شرح السنة (۴۳۳/۵)۔

شہادت سمجھتے ہو؟ بولے اللہ جل جلالہ کی راہ میں مارے جانے کو۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے سوا اس کے سات شہید اور ہیں۔ ایک وہ جو طاعون سے مرجائے دوسرے وہ جو ڈوب کر مرجائے تیسرے وہ جو ذات الجنب سے مرجائے چوتھے جو پیٹ کے عارضہ سے مرجائے پانچویں وہ جو آگ سے جل کر مرجائے چھٹے وہ جو دب کر مرجائے ساتویں وہ عورت جو زچگی سے مرجائے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **صحیح لغیرہ** لکھا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: ابوالربیع کنیت ہے جابر بن عتیک کی۔

فائدہ: اس حدیث سے پکار کر رونے کا جواز قبل موت کے ثابت ہوا لیکن بعد موت کے پکار کر رونا درست نہیں ہے آہستہ رونا درست ہے۔ یہی مذہب ہے جماعت علماء کا آنحضرت ﷺ اپنے صاحبزادے ابراہیم علیہ السلام پر اور اپنی صاحبزادی زینب رضی اللہ عنہا پر روئے لیکن چلا کر نوحہ کرنا میت کے اوصاف بیان کر کے رونا حرام ہے۔

فائدہ: طاعون کہتے ہیں اس بیماری کو جو عام ہو جائے۔ جیسے وبا یا اس پھوڑے کو جو بغل میں نکلتا ہے۔

فائدہ: ذات الجنب ایک بیماری ہے مشہور پسلی میں درد ہوتا ہے۔

فائدہ: مثلاً دستوں سے یا استسقاء سے یا قولنج سے۔

فائدہ: مثلاً مکان یا دیوار گر پڑے۔

فائدہ: یا قبل زچگی کے اس کے درد سے مرجائے اور بچہ پیٹ ہی میں رہ جائے۔ (زرقانی)

۵۵۰۔ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ تَقُولُ وَذُكِرَ لَهَا أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَغْفِرُ اللَّهُ لِأَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَمَا إِنَّهُ لَمْ يَكْذِبْ وَلَكِنَّهُ نَسِيَ أَوْ أَخْطَأَ إِنَّمَا مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَهُودِيَّةٍ يَبْكِي عَلَيْهَا أَهْلُهَا فَقَالَ إِنَّكُمْ لَتَبْكُونَ عَلَيْهَا وَإِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِي قَبْرِهَا۔

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا حضرت عائشہؓ سے جب ان کے سامنے بیان کیا گیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں مردہ عذاب کیا جاتا ہے زندے کے رونے سے خدا بخشے ابو عبدالرحمٰن کو انہوں نے جھوٹ نہیں بولا لیکن وہ بھول گئے یا چوک گئے اصل اتنی ہے کہ رسول اللہ ﷺ گزرے ایک یہودن پر جو مرگئی تھی اور لوگ اس پر رو رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ لوگ اس پر رو رہے ہیں اور اس پر عذاب قبر میں ہو رہا ہے۔

فائدہ: ابوعبدالرحمٰن کنیت ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی۔

فائدہ: اسے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہ سمجھے کہ لوگوں کے رونے سے میت پر عذاب ہوتا ہے۔ درحقیقت ایسا نہیں ہے جس کا عمل اس کے ساتھ۔ اللہ جل جلالہ نے فرمایا ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرَى﴾ ایک کا بوجھ دوسرے پر نہ لادا جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اس حدیث

(۵۵۰) بخاری (۱۲۸۹) کتاب الجنائز: باب قول النبی یعذب المیت ببعض بکاء أهله علیه، مسلم (۹۳۲) ترمذی (۱۰۰۴) نسائی (۱۸۵۶) ابن ماجه (۱۵۹۵) أحمد (۱۰۷/٦) (۲۵۲٦۵)۔

کا مطلب یہی سمجھا تھا جو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سمجھا۔ واقعہ میں یہ دھوکا تھا اس کو ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کر دیا۔ (واللہ اعلم)

باب الحسبة في المصيبة — مصیبت کے وقت صبر کرنے کا ثواب

۵۵۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَمُوتُ لِأَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ إِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مسلمان کے تین بچے مر جائیں پھر وہ جہنم میں جائے یہ ممکن نہیں مگر قسم پورا کرنے کو۔

فائدہ: یہ وہ قسم ہے ﴿وَإِنْ مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا﴾ یعنی کوئی تم میں سے ایسا نہیں ہے جو جہنم پر سے نہ جائے اس لیے کہ پل صراط جہنم کے اوپر بنا ہے اسی پر سے ہو کر سب جائیں گے۔ مسلمان پار پہنچ کر جنت میں جائیں گے اور کافر کٹ کر جہنم میں گر جائیں گے۔

۵۵۲۔ عَنْ أَبِي النَّضْرِ السَّلَمِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَمُوتُ لِأَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ فَيَحْتَسِبُهُمْ إِلَّا كَانُوا لَهُ جُنَّةً مِنَ النَّارِ)) فَقَالَتِ امْرَأَةٌ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَوِ اثْنَانِ قَالَ أَوِ اثْنَانِ ۔

حضرت ابو النضر سلمی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان کے تین لڑکے مر جائیں اور وہ صبر کرے تو قیامت کے روز وہ لڑکے بچائیں گے تو قیامت کے روز وہ لڑکے بچائیں گے اس کو جہنم سے۔ ایک عورت نے پوچھا یا رسول اللہ! اگر دو مر جائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ بھی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح لغیرہ** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: صحیح روایتوں میں دو سے کم نہیں ہیں۔ لیکن طبرانی نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ جس شخص نے تین لڑکوں کو دفن کیا پھر صبر کیا تو جنت واجب ہوئی اس کے لیے۔ اُم یمن نے کہا یا رسول اللہ اگر دو کو دفن کیا فرمایا وہ بھی۔ پھر اس نے کہا اگر ایک کو دفن کیا فرمایا ایک بھی اور ترمذی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے آگے بھیجے تین لڑکے نابالغ تو وہ ایک مضبوط قلعہ ہو جائیں گے اس کے لیے جہنم سے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے دو بھیجے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ بھی۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ایک بھیجا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک ہی سہی اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی روایت کیا مگر یہ حدیثیں ضعیف ہیں۔ البتہ بخاری نے روایت کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرماتا ہے اللہ جل جلالہ جب میں اپنے بندے کے بچے کو بلا لیتا ہوں اور پھر وہ صبر کرتا ہے تو اس کی کوئی جزا نہیں سوا جنت کے اور یہ حدیث صحیح ہے شامل ہے ایک لڑکے اور دو یا تین سب کو۔ ایک صحیح حدیث میں یہ ہے کہ یہ لڑکے نابالغ ہوں کیونکہ نابالغ پر

(۵۵۱) بخاری (۱۲۵۱) كتاب الجنائز : باب فضل من مات له ولد فاحتسب، مسلم (۲۶۳۲) ترمذی (۱۰۶۰) نسائی (۱۸۷۵) ابن ماجه (۱۶۰۳) أحمد (۲/۲۳۹ ـ ۲٤٠) ـ

شفقت زیادہ ہوتی ہے۔

۵۵۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَا يَزَالُ الْمُؤْمِنُ يُصَابُ فِي وَلَدِهِ وَحَامَّتِهِ حَتَّى يَلْقَى اللّٰهَ وَلَيْسَتْ لَهُ خَطِيئَةٌ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ مسلمان کو مصیبت پہنچتی ہے اس کی اولاد اور عزیزوں میں یہاں تک کہ ملتا ہے اپنے پروردگار سے اور کوئی گناہ اس کا نہیں ہوتا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **حسن** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی گناہ اس کے بوجہ مصیبت اور رنج کے معاف ہو جاتے ہیں۔

باب جامع الحسبة في المصيبة — مصیبت میں صبر کرنے کی مختلف حدیثیں

۵۵۴۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لِيُعَزِّ الْمُسْلِمِينَ فِي مَصَائِبِهِمِ الْمُصِيبَةُ بِي)) ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی تمام مصیبتیں ہلکی ہو جاتی ہیں میری مصیبت کو یاد کر کے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے یہ روایت **مرسل صحیح الاسناد** ہے اور اس کے بہت سے شواہد ہیں۔

فائدہ: یعنی آپ کی وفات سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں ہے تمام دکھ اور رنج اس کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔

۵۵۵۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ أَصَابَتْهُ مُصِيبَةٌ فَقَالَ كَمَا أَمَرَ اللّٰهُ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ اللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَأَعْقِبْنِي خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا فَعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ بِهِ)) قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ فَلَمَّا تُوُفِّيَ أَبُو سَلَمَةَ قُلْتُ ذٰلِكَ ثُمَّ قُلْتُ وَمَنْ خَيْرٌ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ فَأَعْقَبَهَا اللّٰهُ رَسُولَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَزَوَّجَهَا ۔

حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو کوئی مصیبت پہنچے پھر وہ جیسا اس کو خدا نے حکم کیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون کہہ کر کہے' اے پروردگار! مجھ کو اس مصیبت میں اجر دے اور اس سے بہتر نیک بدلہ

---

(۵۵۳) صحيح : ترمذی (۲۳۹۹) كتاب الزهد : باب ما جاء في الصبر على البلاء ' أحمد (۲۸۷/۲) ۔

(۵۵٤) صحيح لغيره : ابن ماجه (۱۵۹۹) كتاب الجنائز : باب ما جاء في الصبر على المصيبة ' دارمی (۸٤ ' ۸۵) ۔

(۵۵۵) مسلم (۹۱۸) كتاب الجنائز : باب ما يقال عند المصيبة ' أبو داود (۳۱۱۹) ترمذی (۳۵۱۱) نسائی فی الكبرى (۱۰۹۰۹) أحمد (۳۰۹/٦) (۲۷۱۷۰) ۔

مجھے عنایت فرما۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کے ساتھ ایسا ہی کرے گا۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب میرے خاوند نے وفات پائی تو میں نے یہی دعا مانگی پھر میں نے اپنے جی میں کہا ابوسلمہ سے کون بہتر ہوگا سو اللہ تعالیٰ نے اس کا بدلہ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا۔

۵۵۶۔ عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ قَالَ هَلَكَتْ امْرَأَةٌ لِي فَأَتَانِي مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ الْقُرَظِيُّ يُعَزِّينِي بِهَا فَقَالَ إِنَّهُ كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ رَجُلٌ فَقِيهٌ عَالِمٌ عَابِدٌ مُجْتَهِدٌ وَكَانَتْ لَهُ امْرَأَةٌ وَكَانَ بِهَا مُعْجَبًا وَلَهَا مُحِبًّا فَمَاتَتْ فَوَجَدَ عَلَيْهَا وَجْدًا شَدِيدًا وَلَقِيَ عَلَيْهَا أَسَفًا حَتَّى خَلَا فِي بَيْتٍ وَغَلَّقَ عَلَى نَفْسِهِ وَاحْتَجَبَ مِنْ النَّاسِ فَلَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ عَلَيْهِ أَحَدٌ وَإِنَّ امْرَأَةً سَمِعَتْ بِهِ فَجَاءَتْهُ فَقَالَتْ إِنَّ لِي إِلَيْهِ حَاجَةً أَسْتَفْتِيهِ فِيهَا لَيْسَ يُجْزِينِي فِيهَا إِلَّا مُشَافَهَتُهُ فَذَهَبَ النَّاسُ وَلَزِمَتْ بَابَهُ وَقَالَتْ مَا لِي مِنْهُ بُدٌّ فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ إِنَّ هَاهُنَا امْرَأَةً أَرَادَتْ أَنْ تَسْتَفْتِيَكَ وَقَالَتْ إِنْ أَرَدْتُ إِلَّا مُشَافَهَتَهُ وَقَدْ ذَهَبَ النَّاسُ وَهِيَ لَا تُفَارِقُ الْبَابَ فَقَالَ ائْذَنُوا لَهَا فَدَخَلَتْ عَلَيْهِ فَقَالَتْ إِنِّي جِئْتُكَ أَسْتَفْتِيكَ فِي أَمْرٍ قَالَ وَمَا هُوَ قَالَتْ إِنِّي اسْتَعَرْتُ مِنْ جَارَةٍ لِي حَلْيًا فَكُنْتُ أَلْبَسُهُ وَأُعِيرُهُ زَمَانًا ثُمَّ إِنَّهُمْ أَرْسَلُوا إِلَيَّ فِيهِ أَفَأُؤَدِّيهِ إِلَيْهِمْ فَقَالَ نَعَمْ وَاللَّهِ فَقَالَتْ إِنَّهُ قَدْ مَكَثَ عِنْدِي زَمَانًا فَقَالَ ذَلِكِ أَحَقُّ لِرَدِّكِ إِيَّاهُ إِلَيْهِمْ حِينَ أَعَارُوكِيهِ زَمَانًا فَقَالَتْ أَيْ يَرْحَمُكَ اللَّهُ أَفَتَأْسَفُ عَلَى مَا أَعَارَكَ اللَّهُ ثُمَّ أَخَذَهُ مِنْكَ وَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْكَ فَأَبْصَرَ مَا كَانَ فِيهِ وَنَفَعَهُ اللَّهُ بِقَوْلِهَا۔

حضرت قاسم بن محمدؒ سے روایت ہے کہ میری زوجہ مرگئی سو آئے محمد بن کعب قرظی تعزیت دینے مجھ کو اور کہا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص فقیہ عالم عابد مجتہد تھا اور اس کی ایک بیوی تھی جس پر وہ نہایت شیفتہ تھا اور اس کو بہت چاہتا تھا اتفاق سے۔ وہ عورت مرگئی تو اس شخص کو نہایت رنج ہوا اور بڑا افسوس ہوا اور وہ ایک گھر میں دروازہ بند کر کے بیٹھ رہا اور لوگوں سے ملاقات چھوڑ دی تو اس کے پاس کوئی نہ جاتا تھا ایک عورت نے یہ قصہ سنا اور اس کے دروازے پر جا کر کہا کہ مجھ کو ایک مسئلہ پوچھنا ہے میں اسی سے پوچھوں گی بغیر اس سے ملے ہوئے یہ کام نہیں ہوسکتا تو اور جتنے لوگ آئے تھے وہ چلے گئے اور وہ عورت دروازے پر جمی رہی اور کہا کہ بغیر اس سے ملے کچھ کوئی علاج نہیں ہے سو ایک شخص نے اندر جا کر اس کو اطلاع دی اور بیان کیا کہ ایک عورت مسئلہ پوچھنے کو تم سے آئی ہے اور وہ کہتی ہے کہ میں تم سے ملنا چاہتی ہوں تو سب لوگ چلے گئے مگر وہ عورت دروازہ چھوڑ کر نہیں جاتی تب اس شخص نے کہا اچھا اس کو آنے دو پس آئی وہ عورت اس کے پاس اور کہا کہ میں ایک مسئلہ تجھ سے پوچھنے کو آئی ہوں وہ بولا کیا مسئلہ ہے؟ اس عورت نے کہا میں نے اپنے ہمسایہ میں ایک عورت سے کچھ زیور مانگ کر لیا تھا تو میں نے ایک مدت تک اس کو پہنا اور لوگوں کو مانگنے پر دیا اب اس عورت نے وہ زیور مانگ بھیجا ہے کیا میں اسے پھر دے دوں اس شخص نے کہا ہاں قسم خدا کی! پھیر دے۔ عورت نے کہا کہ وہ زیور ایک مدت تک میرے پاس رہا ہے اس شخص نے کہا کہ اس سبب سے اور زیادہ تجھے پھیرنا ضروری ہے کیونکہ ایک زمانے تک تجھے اس نے مانگنے پر دیا عورت بولی اے فلانے خدا

تجھ پر رحم کرے تو کیوں افسوس کرتا ہے اس چیز پر جو اللہ جل جلالہٗ نے تجھے مستعار دی تھی پھر تجھ سے لے لی۔ اللہ جل جلالہٗ زیادہ حق دار ہے تجھ سے جب اس شخص نے غور کیا اور عورت کی بات سے اللہ تعالیٰ نے اس کو نفع دیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ روایت **مقطوع صحیح** ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ مثال کے طور پر کوئی بات کرنا جھوٹ نہیں ہوتا۔

باب ما جاء في الاختفاء وهو النبش — کفن چوری کے بیان میں

۵۵۷۔ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَهَا تَقُولُ لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُخْتَفِيَ وَالْمُخْتَفِيَةَ يَعْنِي نَبَّاشَ الْقُبُورِ۔

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ لعنت کی رسول اللہ ﷺ نے اس مرد پر جو کفن چرائے اور اس عورت پر جو کفن چرائے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **ضعیف** کہا ہے۔

۵۵۸۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تَقُولُ كَسْرُ عَظْمِ الْمُسْلِمِ مَيْتًا كَكَسْرِهِ وَهُوَ حَيٌّ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ میت مسلمان کی ہڈی توڑنا ایسا ہے جیسے زندہ مسلمان کی ہڈی توڑنا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ روایت **موقوفا ضعیف مرفوعا صحیح** ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا یعنی گناہ میں دونوں برابر ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعا روایت کیا ہے۔

باب جامع الجنائز — جنازے کے احکام میں مختلف حدیثیں

۵۵۹۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

---

(٥٥٧) ضعيف :عبدالرزاق (١٠/٢١٥) بيهقى (٨/٢٧٠) ـ

(٥٥٨) ضعيف موقوفا صحيح مرفوعا :أبو داود (٣٢٠٧) كتاب الجنائز : باب فى الحفار يجد العظم هل يتنكب ذلك المكان، ابن ماجه (١٦١٦) أحمد (٦/٥٨) (٢٤٨١٢) صحيح ابن حبان (٧/٤٣٧ ـ ٤٣٨) رقم (٣١٦٧) ـ

(٥٥٩) بخارى (٤٤٤٠) كتاب المغازى : باب مرض النبى ووفاته، مسلم (٢٤٤٤) ترمذى (٣٤٩٦) نسائى فى الكبرى (٧١٠٥) ابن ماجه (١٦١٩) أحمد (٦/٢٣١) ـ

وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَى صَدْرِهَا وَأَصْغَتْ إِلَيْهِ يَقُولُ ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ الْأَعْلَى)) ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وفات کے پیشتر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگائے ہوئے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سینے پر اور عائشہ رضی اللہ عنہا کان لگائے ہوئے تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف' فرماتے تھے یا اللہ! رحم کر مجھ پر اور ملا دے مجھ کو بڑے درجے کے رفیقوں سے۔

فائدہ: یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین سے اور بعضوں نے کہا رفیق اعلیٰ سے مراد جبریل اور میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام ہیں اور بعضوں نے کہا جنت مراد ہے اور بعضوں نے کہا خود اللہ جل جلالہٗ کی ذات مقدس مراد ہے۔

۵۶۰۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَامِنْ نَبِيٍّ يَمُوْتُ حَتّٰى يُخَيَّرَ قَالَتْ فَسَمِعْتُهُ وَهُوَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى فَعَرَفْتُ اَنَّهُ ذَاهِبٌ)) ۔

حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کوئی پیغمبر نہیں مرتا ہے یہاں تک کہ اس کو اختیار دیا جاتا ہے۔ کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے یا اللہ میں نے اختیار کیا بلند رفیقوں کو جب میں نے جانا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جانے والے ہیں دنیا سے۔

فائدہ: (اختیار دیا جاتا ہے) دنیا میں یا دنیا سے جانے میں۔

فائدہ: ابوالاسود نے مغازی میں روایت کیا کہ جبرئیل علیہ السلام اُترے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حالت مرض میں اور مرضی مبارک کو دریافت کیا اور امام احمدؒ نے روایت کیا کہ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دنیا کے اور جنت کے خزانوں کی کنجیاں ملیں اور مجھے اختیار دیا گیا کہ دنیا کو لوں یا اپنے پروردگار کی ملاقات کو اور جنت کو تو میں نے اختیار کیا اپنے رب کی ملاقات کو۔ (زرقانی)

۵۶۱۔ عَنْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ يُقَالُ لَهُ هَذَا مَقْعَدُكَ حَتَّى يَبْعَثَكَ اللّٰهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مرجاتا ہے تو صبح اور شام اس کو مقام اس کا بتایا جاتا ہے اگر جنت والوں میں سے ہے تو جنت میں اور جو دوزخ والوں میں سے ہے تو دوزخ میں اور کہا جاتا ہے کہ

---

(٥٦٠) بخاری (٤٤٦٣) كتاب المغازی : باب آخر ما تكلم به النبی ' مسلم (٢٤٤٤) نسائی فی "الكبری" (٧١٠٣) ابن ماجه (١٦٢٠) أحمد (١٧٦/٦) (٢٥٩٤٧)۔

(٥٦١) بخاری (١٣٧٩) كتاب الجنائز : باب الميت يعرض عليه مقعده بالغداة والعشی ' مسلم (٢٨٦٦) ترمذی (١٠٧٢) نسائی (٢٠٧٢) ابن ماجه (٤٢٧٠) أحمد (١٦/٢ ـ ١٧) (٤٦٥٨)۔

یہ ٹھکانا ہے تیرا جب تجھے اٹھائے گا اللہ جل جلالہٗ دن قیامت کے۔

٥٦٢۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((كُلُّ ابْنِ آدَمَ تَأْكُلُهُ الْأَرْضُ إِلَّا عَجْبَ الذَّنَبِ مِنْهُ خُلِقَ وَفِيهِ يُرَكَّبُ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام بدن کو آدمی کے زمین کھا جاتی ہے مگر ریڑھ کی ہڈی کو اسی سے پیدا ہوا اور اسی سے پیدا کیا جائے گا دن قیامت کے۔

فائدہ: اس حدیث سے انبیاء اور شہداء کے بدن مستثنیٰ ہیں ان کے بدنوں کو زمین نہیں کھاتی۔

٥٦٣۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِنَّمَا نَسَمَةُ الْمُؤْمِنِ طَيْرٌ يَعْلَقُ فِي شَجَرِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَرْجِعَهُ اللّٰهُ إِلَى جَسَدِهِ يَوْمَ يَبْعَثُهُ)) ۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کی روح ایک پرندہ کی شکل بن کر جنت کے درخت سے لٹک رہتی ہے یہاں تک کہ اللہ جل جلالہٗ پھر اس کو لوٹا دے گا اس کے بدن کی طرف جس دن اس کو اٹھائے گا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: بعض علماء نے کہا ہے مراد اس مومن سے وہ مومن ہے جو شہید ہو کر مرے اور بعضوں نے کہا کہ ہر مومن مراد ہے۔ (زرقانی)

٥٦٤۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ((إِذَا أَحَبَّ عَبْدِي لِقَائِي أَحْبَبْتُ لِقَائَهُ وَإِذَا كَرِهَ لِقَائِي كَرِهْتُ لِقَائَهُ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ جل جلالہٗ نے فرمایا جب میرا بندہ میری ملاقات چاہتا ہے تو میں بھی اس کی ملاقات چاہتا ہوں اور جب وہ مجھ سے نفرت کرتا ہے تو میں بھی اس سے نفرت کرتا ہوں۔

فائدہ: صحیحین میں ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث ارشاد فرمائی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم بھی موت کو برا جانتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس حدیث کا مطلب یہ نہیں (بلکہ یہ ہے) کہ جب مومن کی موت قریب آتی ہے تو اس کو خوشخبری دی جاتی ہے کہ اللہ جل جلالہٗ کی رضامندی اور کرامت کی تو وہ چیزوں سے زیادہ چاہتا ہے اللہ جل جلالہٗ سے ملنے کو اور کافر کی جب موت قریب آتی ہے تو اس کو اطلاع دی جاتی ہے اللہ جل جلالہٗ کے عذاب اور عقوبت سے تو وہ سب چیزوں سے برا جانتا ہے اللہ جل جلالہٗ سے ملنے کو۔ (زرقانی)

---

(٥٦٢) بخاری (٤٨١٤) كتاب تفسير القرآن : باب قوله ونفخ في الصور فصعق من في السموات ' مسلم (٢٩٥٥) أبو داود (٤٧٤٣) نسائی (٢٠٧٧) ابن ماجه (٤٢٦٦) أحمد (٣٢٢/٢) (٨٢٦٦) ۔

(٥٦٣) صحيح : نسائی (٢٠٧٣) كتاب الجنائز : باب أرواح المؤمنين ' ابن ماجه (٤٢٧١) أحمد (٤٥٥/٣) ترمذی (١٦٤١) التاريخ الكبير للبخاری (٣٠٥/٥) ۔

(٥٦٤) بخاری (٧٥٠٤) كتاب التوحيد : باب قول الله تعالىٰ يريدون أن يبدلوا كلام الله ' مسلم (٢٦٨٥) نسائی (١٨٣٥) أحمد (٤١٨/٢) (٩٤٠٠) ۔

٥٦٥۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ ((رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ حَسَنَةً قَطُّ لِأَهْلِهِ إِذَا مَاتَ فَحَرِّقُوهُ ثُمَّ أَذْرُوا نِصْفَهُ فِي الْبَرِّ وَنِصْفَهُ فِي الْبَحْرِ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ قَدَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ لَيُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا لَا يُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ فَلَمَّا مَاتَ الرَّجُلُ فَعَلُوا مَا أَمَرَهُمْ بِهِ فَأَمَرَ اللّٰهُ الْبَرَّ فَجَمَعَ مَا فِيهِ وَأَمَرَ الْبَحْرَ فَجَمَعَ مَا فِيهِ ثُمَّ قَالَ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا قَالَ مِنْ خَشْيَتِكَ يَا رَبِّ وَأَنْتَ أَعْلَمُ قَالَ فَغَفَرَ لَهُ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص نے کبھی کوئی نیکی نہیں کی تھی جب وہ مرنے لگا تو اپنے لوگوں سے بولا کہ بعد مرنے کے مجھے جلانا اور میری راکھ کے دو حصے کر کے ایک حصہ خشکی میں ڈال دینا اور ایک حصہ دریا میں اس لیے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے پالیا تو ایسا عذاب کرے گا کہ سارے جہان میں ویسا عذاب کسی کو نہ کرے گا۔ جب وہ مرگیا تو اس کے لوگوں نے ایسا ہی کیا اللہ جل جلالہٗ نے خشکی کو حکم دیا اس نے تمام راکھ اکٹھی کردی پھر دریا کو حکم کیا اس نے بھی اکٹھی کردی بعد اس کے اللہ جل جلالہٗ نے پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا وہ بولا تیرے خوف سے اے پروردگار! اور خوب جانتا ہے پس بخش دیا اس کو اللہ جل جلالہٗ نے۔

٥٦٦۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ كَمَا تُنَاتَجُ الْإِبِلُ مِنْ بَهِيمَةٍ جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّ فِيهَا مِنْ جَدْعَاءَ)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ الَّذِي يَمُوتُ وَهُوَ صَغِيرٌ قَالَ ((اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر بچہ پیدا ہوتا ہے دین اسلام پر پھر ماں باپ اس کے اس کو یہودی بناتے ہیں یا نصرانی بناتے ہیں جیسے اونٹ پیدا ہوتا ہے صحیح سلامت جانور سے بھلا اس میں کوئی کنکٹا بھی ہوتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو بچے چھوٹے پن میں مرجائیں اُن کا کیا حال ہوگا فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ خوب جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں بڑے ہو کر۔

فائدہ: یعنی آدمی جب پیدا ہوتا ہے تو اس کی طبیعت قابل ہوتی ہے ہدایت کے مگر ماں باپ کی صحبت سے جس دین پر وہ ہوتے ہیں اسی طریقہ پر وہ بھی ہو جاتا ہے۔ پھر لوگ اس کے کان کاٹ کر کن کٹا کر دیتے ہیں وہ تو صحیح الاعضا پیدا ہوتا ہے۔ اس لیے اُن کا حال معلوم نہیں تو نہ اُن کو جنتی کہہ سکتے ہیں نہ دوزخی شاید یہ حدیث کافروں کے بچوں میں ہے ورنہ مسلمانوں کے بچے جنتی ہیں بہ اجماع علماء۔ کافروں کے بچوں میں علماء کا بہت اختلاف ہے۔ اس میں دس قول ہیں ذکر کیا اُن کو زرقانی نے بعضوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہیں چاہے جنتی

---

(٥٦٥) بخاری (٧٥٠٦) كتاب التوحيد : باب قول الله تعالى يريدون أن يبدلوا كلام الله ، مسلم (٢٧٥٦) نسائی (٢٠٧٩) ابن ماجه (٤٢٥٥) أحمد (٢/٢٦٩) -

(٥٦٦) بخاری (١٣٥٩) كتاب الجنائز : باب اذا أسلم الصبي فمات هل يصلى عليه ؛ مسلم (٢٦٥٨) أبو داود (٤٧١٤) ترمذی (٢١٣٨) أحمد (٢/٢٣٣) -

کرے چاہے دوزخی'بعضوں کے نزدیک اپنے والدین کے تابع ہیں'بعضوں کے نزدیک جنت اور دوزخ کے بیچ میں رہیں گے'بعضوں کے نزدیک جنتیوں کے خادم ہوں گے۔بعضوں کے نزدیک خاک ہو جائیں گے۔بعضوں کے نزدیک جہنم میں جائیں گے۔بعضوں کے نزدیک اُن کا آخرت میں امتحان ہوگا۔بعضوں کے نزدیک ان میں توقف ہے۔امام ابوحنیفہؒ کا یہی قول ہے بعضوں کے نزدیک زبان کو اس مسئلہ میں روکنا چاہیے'بعضوں کے نزدیک جنت میں جائیں گے'واللہ اعلم۔(زرقانی)مخفی نہ رہے کہ توقف کرنا اور زبان کو روکنا دونوں ایک ہیں فرق کرنا ان میں مشکل ہے۔(هكذا فی فتح الباری)

٥٦٧۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي مَكَانَهُ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت نہیں ہوگی یہاں تک کہ ایک شخص دوسرے شخص کی قبر کے سامنے سے نکل کر کہے گا کاش کہ میں اس کی جگہ قبر میں ہوتا۔

فائدہ: بہ سبب ظاہر ہو جانے فتنوں کے اور زوالِ دین کے خوف سے یا معاصی کے ظہور سے اور کثرت فسق و فجور سے یا بلیات اور مصائب کی کثرت سے۔

٥٦٨۔ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيٍّ أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَالَ مُسْتَرِيحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْهُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الْمُسْتَرِيحُ وَالْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ قَالَ ((الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا وَأَذَاهَا إِلَى رَحْمَةِ اللّٰهِ وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ)) ۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گزرا ایک جنازہ تو فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مستریح ہے یا مستراح منہ۔صحابہ نے پوچھا مستریح کسے کہتے ہیں اور مستراح منہ کسے کہتے ہیں؟ فرمایا بندہ مومن مستریح ہے یعنی جب مر جاتا ہے تو دنیا کی تکلیفوں اور اذیتوں سے نجات پا کر اللہ تعالیٰ کی رحمت میں راحت پاتا ہے اور بندہ فاسق مستراح منہ ہے جب وہ مر جاتا ہے تو لوگوں کو'بستیوں کو اور درختوں کو اور جانوروں کو اس سے راحت ہوتی ہے۔

فائدہ: اس واسطے کہ وہ اپنی زندگی میں لوگوں پر ظلم کرتا تھا شہروں کو بستیوں کو اُجاڑتا تھا۔درختوں کو کاٹتا تھا۔جانوروں سے طاقت سے زیادہ محنت لیتا تھا۔

٥٦٩۔ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ وَمُرَّ بِجَنَازَتِهِ ذَهَبْتَ وَلَمْ تَلَبَّسْ مِنْهَا بِشَيْءٍ)) ۔

(٥٦٧) بخاری (٧١١٥) كتاب الفتن : باب لا تقوم الساعة حتى يغبط أهل القبور ' مسلم (١٥٧) أحمد (٦٩٦/٥ - ٢٢٩٠٣) ۔

(٥٦٨) بخاری (٦٥١٢) كتاب الرقاق : باب سكرات الموت ' مسلم (٩٥٠) نسائی (١٩٣٠) أحمد (٢٩٦/٥) ۔

(٥٦٩) ابو نعيم فی حلية الأولياء (١٠٥/١) ۔

حضرت ابوالنضر نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب گزرا ان پر جنازہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا چلے گئے تم دنیا سے اور نہیں لیا اس میں سے کچھ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے اس کی سند **ضعیف** ہے۔

فائدہ: یعنی وہ جو خدا سے غافل کر دے کیونکہ دنیا اسی کا نام ہے۔

بیت: چیست دنیا از خدا غافل بدن — نے قماش و نقرہ و فرزند وزن

۵۷۰۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَلَبِسَ ثِيَابَهُ ثُمَّ خَرَجَ قَالَتْ فَأَمَرْتُ جَارِيَتِي بَرِيرَةَ تَتْبَعُهُ فَتَبِعَتْهُ حَتَّى جَاءَ الْبَقِيعَ فَوَقَفَ فِي أَدْنَاهُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقِفَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَسَبَقَتْهُ بَرِيرَةُ فَأَخْبَرَتْنِي فَلَمْ أَذْكُرْ لَهُ شَيْئًا حَتَّى أَصْبَحَ ثُمَّ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ إِنِّي بُعِثْتُ إِلَى أَهْلِ الْبَقِيعِ لِأُصَلِّيَ عَلَيْهِمْ۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کھڑے ہوئے رسول اللہ ﷺ ایک رات کو اور کپڑے پہنے پھر چلے آپ ﷺ تو کہا میں نے اپنی لونڈی بریرہ سے کہ پیچھے پیچھے جائے آپ ﷺ کے تو گئی وہ یہاں تک کہ آپ ﷺ پہنچے بقیع کو اور کھڑے ہوئے قریب اس کے جب تک خدا کو منظور تھا آپ کا کھڑا رہنا۔ پھر لوٹے آپ ﷺ تو بریرہ آپ سے اول میرے پاس آن پہنچ گئی اور میں نے کچھ ذکر آپ ﷺ سے نہیں کیا یہاں تک کہ صبح ہوئی پھر میں نے ذکر کیا اس کا حضرت ﷺ سے تو فرمایا مجھے حکم ہوا تھا بقیع والوں کے پاس جانے کا تا کہ دعا کروں ان کے لیے۔

فائدہ: بقیع قبرستان ہے مدینہ منورہ کا ((اللهم اجعله مدفنی یا رب العالمین))۔

۵۷۱۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَسْرِعُوا بِجَنَائِزِكُمْ فَإِنَّمَا هُوَ خَيْرٌ تُقَدِّمُونَهُ إِلَيْهِ أَوْ شَرٌّ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ۔

نافع سے روایت ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جلدی کرو جنازہ کو لیے ہوئے چلنے میں اس لیے کہ اگر وہ اچھا ہے تو جلدی اس کو بہتری کی طرف لے جاتے ہو اور اگر برا ہے تو جلدی اپنے کندھوں سے اتارتے ہو۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ معمولی چال سے ذرا تیز چلے اور یہ امر استحبابی ہے نہ وجوبی لیکن ابن حزم کے نزدیک وجوبی ہے۔ اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ تَمَّ كِتَابُ الْجَنَائِزِ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ تمام ہوئی کتاب جنازوں کے احکام کی شکر ہے خداوند کریم اور تمام ہوا ترجمہ اس کا۔

---

(۵۷۰) مسلم (۹۷۴) كتاب الجنائز : باب ما يقال عند دخول القبور والدعاء لأهلها ' نسائی (۲۰۳۸) كتاب الجنائز : باب الأمر بالاستغفار للمؤمنين ' أحمد (۹۶/۶) ' (۲۵۱۱۹)۔

(۵۷۱) بخاری (۱۳۱۵) كتاب الجنائز : باب السرعة بالجنازة ' مسلم (۹۴۴) أبو داود (۳۱۸۱) ترمذی (۱۰۱۵) نسائی (۱۹۱۰) ابن ماجه (۱۴۷۷) أحمد (۲۴۰/۲)۔

(17) كتاب الصيام

کتاب روزوں کے بیان میں

باب ما جاء في رؤية الهلال للصيام والفطر في رمضان
رمضان کا چاند دیکھنے کا بیان اور رمضان میں روزہ افطار کرنے کا بیان

۵۷۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ ((لَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوا حَتَّى تَرَوْهُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوا لَهُ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذکر کیا رمضان کا تو فرمایا نہ روزہ رکھو تم یہاں تک کہ چاند دیکھو رمضان کا اور نہ روزے موقوف کرو یہاں تک کہ چاند دیکھو شوال کا سو اگر چاند چھپ جائے ابر سے پس گن لو دن رمضان کے۔

فائدہ: یعنی تیس دن پورے کرلو۔

۵۷۳۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ فَلَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوا حَتَّى تَرَوْهُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوا لَهُ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کبھی مہینہ انتیس روز کا ہوتا ہے تو نہ روزہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھو اور نہ روزہ موقوف کرو جب تک چاند نہ دیکھو پس اگر ابر ہو تو شمار کرلو۔

فائدہ: یعنی تیس دن پورے کرلو جب ابر ہو تو رمضان کے چاند کے واسطے ایک گواہ عادل یا دو گواہ کافی ہیں اور شوال کے چاند کے واسطے دو گواہ ضروری ہیں۔ یہ ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ علیہما الرحمۃ کا قول ہے اور امام احمدؒ اور مالکؒ کے نزدیک رمضان کے چاند کے واسطے بھی دو گواہ ضروری ہیں۔

۵۷۴۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ ((لَا

---

(۵۷۲) بخاری (۱۹۰۶) كتاب الصوم : باب قول النبي اذا رأيتم الهلال فصوموا ' مسلم (۱۰۸۰) نسائی (۲۱۲۱) ابن ماجه (۱۶۵۴) أحمد (۶۳/۲) (۵۲۹۴) ۔

(۵۷۳) بخاری (۱۹۰۷) كتاب الصوم : باب قول النبي اذا رأيتم الهلال فصوموا ' مسلم (۱۰۸۰) أبو داود (۲۳۲۰) أحمد (۵/۲) (۴۴۸۸) دارمی (۱۶۹۰) ۔

تَصُومُوا حَتَّى تَرَوْا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوا حَتَّى تَرَوْهُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِينَ)) ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا ذکر کر کے نہ روزہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھ لو اور نہ روزے موقوف کرو جب تک چاند نہ دیکھ لو اگر ابر ہو تو تیس روزے پورے کر لو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **حسن** ہے۔

۵۷۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ الْهِلَالَ رُئِيَ فِي زَمَانِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ بِعَشِيٍّ فَلَمْ يُفْطِرْ عُثْمَانُ حَتَّى أَمْسَى وَغَابَتْ الشَّمْسُ ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں چاند دکھائی دیا۔ تیسرے پہر کو تو روزہ نہ توڑا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہاں تک کہ شام ہوگئی اور آفتاب ڈوب گیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: کیونکہ یہ چاند گزشتہ رات کا نہ تھا بلکہ آئندہ رات کا تھا البتہ اگر قبل زوال کے دکھائی دے تو گزشتہ رات کا ہے بعضوں کے نزدیک اور بعضوں کے نزدیک آئندہ رات کا ہے یہی صحیح ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو شخص اکیلا آپ ہی رمضان کا چاند دیکھے وہ روزہ رکھے اس لیے کہ اس کو افطار کرنا درست نہیں جب وہ جانتا ہے کہ یہ دن رمضان کا ہے اور جس نے آپ ہی شوال کا چاند دیکھا وہ روزہ نہ توڑے اس واسطے کہ لوگ بدنام کریں گے کہ ہم میں سے وہ شخص جس کا اعتبار نہیں ہے روزہ نہیں رکھتا اور جب اُن لوگوں پر چاند ہونا کھل جائے تو کہے کہ میں نے چاند دیکھا تھا اور جس نے دن ہی سے شوال کا چاند دیکھا تو روزہ نہ توڑے بلکہ روزہ تمام کرلے اس لیے کہ وہ چاند اس رات کا ہے جو آنے والی ہے۔

فائدہ: مگر میں نے نہیں کہا۔ یہ قول ابوحنیفہؒ اور احمدؒ کا ہے اور شافعیؒ اور ابوثورؒ کے نزدیک روزہ نہ رکھے البتہ اگر تہمت کا خوف ہو تو رکھے مگر نیت افطار کی رکھے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر لوگوں نے عید کے روز روزہ رکھا اس گمان سے کہ وہ رمضان کا دن ہے پھر ایک معتبر آیا اور اس نے کہا کہ تمہارے روزہ رکھنے سے پیشتر ایک روز چاند دکھائی دیا اور یہ دن اکتیسواں ہے تو وہ روزہ توڑ ڈالیں جس وقت ان کو یہ خبر پہنچے مگر جب زوال ہوگیا ہو تو نماز عید کی نہ پڑھیں۔

فائدہ: اس روز بلکہ دوسرے روز پڑھیں اگر قبل زوال کے خبر پہنچے تو روزہ توڑ کر عید کی نماز پڑھ لیں۔

باب من أجمع الصيام قبل الفجر — فجر سے پہلے روزہ کی نیت کا بیان

۵۷۶۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَا يَصُومُ إِلَّا مَنْ أَجْمَعَ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ ۔

(٥٧٤) صحيح : أبو داود (٢٣٢٨) كتاب الصوم : باب في التقدم ' ترمذي (٦٨٨) نسائي (٢١٣٠) أحمد (٦٦٢/١) ' (١٩٨٥) دارمي (١٦٨٦) ۔

(٥٧٥) موقوف ضعيف : شافعي في الأم (٩٥/٢)۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا روزہ کسی شخص کا درست نہیں ہوتا جب تک کہ نیت نہ کرے قبل صبح صادق کے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: خواہ رمضان کا روزہ ہو یا غیر رمضان کا یہی مذہب مشہور اور صحیح ہے اور بعضوں کے نزدیک نفل روزے کی نیت زوال کے قبل درست ہے۔

۵۷۷۔ عَنْ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ زَوْجَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ ذَلِكَ۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی ایسا ہی فرمایا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

باب ما جاء في تعجيل الفطر — روزہ جلد افطار کرنے کا بیان

۵۷۸۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ))۔

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ لوگ اچھے رہیں گے اپنے دین میں جب تک روزہ جلدی افطار کریں گے۔

فائدہ: یعنی جب آفتاب کے غروب ہونے کا یقین ہو جائے دیکھنے سے یا شہادت سے تو روزہ کھولنے میں دیر نہ کرے ابوداؤد اور ابن خزیمہ نے زیادہ بیان کیا اس لیے کہ یہود اور نصاریٰ دیر کرتے ہیں روزہ کھولنے میں تارے دکھائی دینے تک یہ حکم استحبابی ہے اگر کوئی قصداً تاخیر کو افضل سمجھ کر دیر کرے گا تو مکروہ ہے اور یہ سمجھ کر تاخیر کرے کہ روزہ پورا ہو گیا غروب آفتاب سے تو مکروہ نہیں ہے افسوس ہے اس زمانے میں برعکس معاملہ ہو گیا سحری کھانے میں دیر کرنا چاہیے۔ اس کو جلدی بہت رات ہوتے ہوئے کھا لیتے اور روزہ جلد کھولنا چاہیے اس میں دیر کرتے ہیں اسی واسطے اُن کا دین اچھا نہ رہا یہ پیشین گوئی آپ کی ٹھیک ہوئی۔

۵۷۹۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ))۔

---

(٥٧٦) موقوف صحيح : نسائي (٢٣٤٣) كتاب الصيام : باب ذكر اختلاف الناقلين لخبر حفصة في ذلك، بيهقي (٢٠٢/٤) رقم (٧٩١٠)۔

(٥٧٧) موقوف ضعيف : نسائي (٢٣٤١) كتاب الصيام : باب ذكر اختلاف الناقلين لخبر حفصة في ذلك، بيهقي (٢٠٢/٤ ـ ٢٠٣) رقم (٧٩١١)۔

(٥٧٨) بخاري (١٩٥٧) كتاب الصوم : باب تعجيل الافطار، مسلم (١٠٩٨) ترمذي (٦٩٩) ابن ماجه (١٦٩٧) أحمد (٣٣١/٥) (٢٣١٩٠) دارمي (١٦٩٩)۔

سعید بن مسیّب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمیشہ لوگ اچھے رہیں گے جب تک روزہ جلدی کھولیں گے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔

۵۸۰۔ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَا يُصَلِّيَانِ الْمَغْرِبَ حِينَ يَنْظُرَانِ إِلَى اللَّيْلِ الْأَسْوَدِ قَبْلَ أَنْ يُفْطِرَا ثُمَّ يُفْطِرَانِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَذَلِكَ فِي رَمَضَانَ۔

حمید بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان نماز پڑھتے تھے مغرب کی رمضان میں جب سیاہی ہوتی تھی پچھان کی طرف پھر بعد نماز کے روزہ کھولتے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: کیونکہ مغرب کی نماز جلدی پڑھتے تھے اس وجہ سے روزہ کا وقت مکروہ نہ ہوتا تھا ابن ابی شیبہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے مغرب کی قبل افطار کے اگرچہ ایک گھونٹ پانی کا ہو۔ پس پیروی رسول اللہ ﷺ کی مقدم ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پیروی سے اور شاید یہ فعل اُن کا کسی عذر کے سبب سے ہو۔

باب ما جاء في صيام الذي يصبح جنبا — جو شخص جنب ہو اور صبح ہو جائے اس کے روزہ کا بیان

۵۸۱۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى الْبَابِ وَأَنَا أَسْمَعُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُصْبِحُ جُنُبًا وَأَنَا أُرِيدُ الصِّيَامَ فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أُصْبِحُ جُنُبًا وَأَنَا أُرِيدُ الصِّيَامَ فَأَغْتَسِلُ وَأَصُومُ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ لَسْتَ مِثْلَنَا قَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَخْشَاكُمْ لِلَّهِ وَأَعْلَمَكُمْ بِمَا أَتَّقِي۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص بولا رسول اللہ ﷺ سے اور آپ ﷺ کھڑے ہوئے تھے دروازہ پر اور میں سن رہی تھی اے رسول اللہ! صبح ہو جاتی ہے اور میں جنب ہوتا ہوں روزہ کی نیت سے تو فرمایا رسول اللہ ﷺ

---

(۵۷۹) مرسل صحيح الاسناد: ابن أبي شيبة (۸۹٤٥) بيهقي في شعب الإيمان (۳۹۱٤)۔

(۵۸۰) موقوف ضعيف: بيهقي (٤٤٨/١)، (٦١٠٦) شرح معاني الآثار (١٥٥/١)۔

(۵۸۱) مسلم (۱۱۱۰) كتاب الصيام: باب صحة صوم من طلع عليه الفجر وهو جنب، أبو داود (۲۳۸۹) نسائي في الكبرى (۳۰۲٥) أحمد (٦٧/٦) (٢٤٨٨٩)۔

نے میں بھی جب ہوتا ہوں اور صبح ہو جاتی ہے روزہ کی نیت سے تو میں غسل کرتا اور روزہ رکھتا ہوں بولا وہ شخص یا رسول اللہ! آپ کا کیا کہنا آپ ﷺ ہم جیسے تھوڑی ہیں اللہ جل جلالہٗ نے آپ ﷺ کے اگلے اور پچھلے گناہ سب بخش دیئے تو غصے ہوئے رسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں امید رکھتا ہوں کہ تم سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا اور تم سب سے زیادہ جاننے والا پرہیزگاری کی باتوں کو میں ہوں گا۔

فائدہ: اس واسطے کہ وہ اس فعل کو خاصہ آپ ﷺ کا سمجھا حالانکہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ امر درست ہے دوسرے یہ بات ہے کہ وہ یہ سمجھا کہ آنحضرت ﷺ بوجہ مغفرت گناہوں کے بے خوف ہیں حالانکہ ایسا نہ تھا۔

فائدہ: اس لیے کہ آپ ﷺ سب سے زیادہ مقرب تھے خداوند کریم کے اور جس قدر آدمی زیادہ مقرب ہو اسی قدر اس کو احتیاط کرنی پڑتی ہے۔

۵۸۲۔ عَنْ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ زَوْجَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمَا قَالَتَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ جِمَاعٍ غَيْرِ احْتِلَامٍ فِي رَمَضَانَ ثُمَّ يَصُومُ۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اُن دونوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب رہتے تھے جماع سے نہ احتلام سے اور صبح ہو جاتی تھی رمضان میں پھر روزہ رکھتے تھے۔

فائدہ: احتلام پیغمبروں کو نہیں ہوتا کیونکہ احتلام شیطان کے زر سے ہے اور پیغمبروں پر شیطان کا بس نہیں چلتا اور بعضوں کے نزدیک پیغمبروں کو بھی احتلام ہوتا ہے لیکن پہلا مذہب بہت مشہور ہے۔ (زرقانی)

۵۸۳۔ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقُولُ كُنْتُ أَنَا وَأَبِي عِنْدَ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ فَذُكِرَ لَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ مَنْ أَصْبَحَ جُنُبًا أَفْطَرَ ذَلِكَ الْيَوْمَ فَقَالَ مَرْوَانُ أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ لَتَذْهَبَنَّ إِلَى أُمَّيِ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ فَلَتَسْأَلَنَّهُمَا عَنْ ذَلِكَ فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَذَهَبْتُ مَعَهُ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى عَائِشَةَ فَسَلَّمَ عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّا كُنَّا عِنْدَ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَذُكِرَ لَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ مَنْ أَصْبَحَ جُنُبًا أَفْطَرَ ذَلِكَ الْيَوْمَ قَالَتْ عَائِشَةُ لَيْسَ كَمَا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ أَتَرْغَبُ عَمَّا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ لَا وَاللَّهِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَأَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ جِمَاعٍ غَيْرِ احْتِلَامٍ ثُمَّ يَصُومُ ذَلِكَ الْيَوْمَ قَالَ ثُمَّ خَرَجْنَا حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَسَأَلَهَا عَنْ ذَلِكَ فَقَالَتْ مِثْلَ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ فَخَرَجْنَا حَتَّى

---

(۵۸۲) بخاری (۱۹۲۵، ۱۹۲۶) کتاب الصوم: باب الصائم يصبح جنبا، مسلم (۱۱۰۹) أبو داود (۲۳۸۸) ترمذی (۷۷۹) نسائی (۱۸۳) ابن ماجه (۱۷۰۴) أحمد (۲۴۵/۶) (۲۶۶۱۰) دارمی (۱۶۲۵)۔

جِئْنَا مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ فَذَكَرَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ مَا قَالَتَا فَقَالَ مَرْوَانُ أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ لَتَرْكَبَنَّ دَابَّتِي فَإِنَّهَا بِالْبَابِ فَلْتَذْهَبَنَّ إِلَى أَبِي هُرَيْرَةَ فَإِنَّهُ بِأَرْضِهِ بِالْعَقِيقِ فَلْتُخْبِرَنَّهُ ذَلِكَ فَرَكِبَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَرَكِبْتُ مَعَهُ حَتَّى أَتَيْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَتَحَدَّثَ مَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ سَاعَةً ثُمَّ ذَكَرَ لَهُ ذَلِكَ فَقَالَ لَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ لَا عِلْمَ لِي بِذَاكَ إِنَّمَا أَخْبَرَنِيهِ مُخْبِرٌ ۔

ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ میں اور میرے باپ عبدالرحمٰن دونوں بیٹھے تھے مروان بن الحکم کے پاس اور مروان اُن دنوں میں حاکم تھے مدینہ کے۔ تو ان سے ذکر کیا گیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جو شخص جب ہوا اور صبح ہو جائے تو اس کا روزہ نہ ہوگا مروان نے کہا قسم دیتا ہوں تم کو اے عبدالرحمٰن! تم جاؤ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس اور پوچھو اُن سے یہ مسئلہ تو گئے عبدالرحمٰن اور گیا میں ساتھ اُن کے یہاں تک کہ پہنچے ہم ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تو سلام کیا اُن کو عبدالرحمٰن نے پھر کہا اُم المومنین ہم بیٹھے تھے مروان بن الحکم کے پاس اُن سے ذکر ہوا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جس شخص کو صبح ہو جائے اور وہ جنب ہو تو اس کا روزہ نہ ہوگا فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایسا نہیں ہے جیسا کہ کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اے عبدالرحمٰن! کیا تو منہ پھیرتا ہے اس کام سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے۔ کہا عبدالرحمٰن نے نہیں قسم خدا کی! فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے میں گواہی دیتی ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ اُن کو صبح ہو جاتی تھی اور وہ جنب ہوتے تھے جماع سے نہ احتلام سے پھر روزہ رکھتے اس دن کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پھر نکلے ہم یہاں تک کہ پہنچے اُم المومنین سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس اور پوچھا ہم نے ان سے اس مسئلہ کو انہوں نے بھی یہی کہا جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہا ابوبکر نے پھر نکلے ہم اور آئے مروان بن الحکم کے پاس ان سے عبدالرحمٰن نے بیان کیا قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا تو کہا مروان نے قسم دیتا ہوں میں تم کو اے ابو محمد تم سوار ہو کر جاؤ میرے جانور پر جو دروازہ پر ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس کیونکہ وہ اپنی زمین میں ہے عقیق میں اور اطلاع کرو اُن کو اس مسئلہ سے تو سوار ہوئے عبدالرحمٰن اور میں بھی ان کے ساتھ سوار ہوا یہاں تک کہ آئے ہم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تو ایک ساعت تک باتیں کیں اُن سے عبدالرحمٰن نے پھر بیان کیا اُن سے اس مسئلہ کو تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے علم نہیں تھا اس مسئلہ کا بلکہ ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا تھا۔

فائدہ: عقیق ایک مقام ہے جو تھوڑے فاصلہ پر ہے مدینہ سے۔

فائدہ: یعنی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ اس مسئلہ کو نہیں سنا تھا اسی واسطے غلطی ہوئی۔

۵۸۴۔ عَنْ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ زَوْجَي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمَا قَالَتَا إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ جِمَاعٍ غَيْرِ احْتِلَامٍ ثُمَّ يَصُومُ ۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہوتے تھے جماع سے نہ احتلام سے اور صبح ہو جاتی تھی پھر روزہ رکھتے تھے۔

باب ما جاء في الرخصة في القبلة للصائم — روزہ دار کو بوسہ لینے کی اجازت کا بیان

۵۸۵۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَجُلًا قَبَّلَ امْرَأَتَهُ وَهُوَ صَائِمٌ فِي رَمَضَانَ فَوَجَدَ مِنْ ذَلِكَ وَجْدًا شَدِيدًا فَأَرْسَلَ امْرَأَتَهُ تَسْأَلُ لَهُ عَنْ ذَلِكَ فَدَخَلَتْ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهَا فَأَخْبَرَتْهَا أُمُّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ فَرَجَعَتْ فَأَخْبَرَتْ زَوْجَهَا بِذَلِكَ فَزَادَهُ ذَلِكَ شَرًّا وَقَالَ لَسْنَا مِثْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُ يُحِلُّ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ ثُمَّ رَجَعَتْ امْرَأَتُهُ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَوَجَدَتْ عِنْدَهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لِهَذِهِ الْمَرْأَةِ فَأَخْبَرَتْهُ أُمُّ سَلَمَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أَخْبَرْتِيهَا أَنِّي أَفْعَلُ ذَلِكَ فَقَالَتْ قَدْ أَخْبَرْتُهَا فَذَهَبَتْ إِلَى زَوْجِهَا فَأَخْبَرَتْهُ فَزَادَهُ ذَلِكَ شَرًّا وَقَالَ لَسْنَا مِثْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُ يُحِلُّ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَتْقَاكُمْ لِلَّهِ وَأَعْلَمُكُمْ بِحُدُودِهِ۔

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بوسہ دیا اپنی عورت کو اور وہ روزہ دار تھا رمضان میں سو اس کو بڑا رنج ہوا اور اس نے اپنی عورت کو بھیجا ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تا کہ پوچھے اُن سے اس مسئلہ کو تو آئی وہ عورت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس اور بیان کیا اُن سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے ہیں روزے میں تب وہ اپنے خاوند کے پاس گئی اور اس کو خبر دی پس اور زیادہ رنج ہوا اس کے خاوند کو اور کہا اس نے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سے نہیں ہیں۔ اللہ اپنے رسول کے لیے جو چاہتا ہے حلال کر دیتا ہے پھر آئی اس کی عورت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس اور دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہیں موجود ہیں سو پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہوا اس عورت کو تو بیان کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے۔ سو فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو نے کیوں نہ کہہ دیا اس سے کہ میں بھی یہ کام کرتا ہوں (یعنی روزہ میں بوسہ لیتا ہوں) اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے کہہ دیا لیکن وہ گئی اپنے خاوند کے پاس اور اس کو خبر کی سو اس کو اور زیادہ رنج ہوا اور وہ بولا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سے نہیں ہیں حلال کرتا ہے اللہ جل جلالہٗ جو چاہتا ہے اپنے رسول کے لیے۔ غصہ ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم خدا کی میں تم سب سے زیادہ ڈرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے اور تم سب سے زیادہ پہچانتا ہوں اس کی حدوں کو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **متصل صحیح الاسناد** کہا ہے۔

فائدہ: اس خیال سے کہ شاید بڑا گناہ ہے۔

---

(۵۸۵) صحیح: شرح معانی الآثار (۹۴/۲) احمد (۴۳۴/۵) '(۲۴۰۷۲) التمهيد (۱۰۸/۵)۔

فائدہ: یعنی فرائض اور ارکان دین اور حلال وحرام کو تم سب سے زیادہ پہچانتا ہوں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بوسہ لینا جوان اور بوڑھے دونوں کو درست ہے لیکن جوان کو جب مکروہ ہے کہ خوف جماع کا ہو۔ اگر صرف بوسہ پر اس نے قناعت کی تو روزے میں کچھ نقصان نہیں البتہ اگر انزال ہو گیا تو روزہ فاسد ہو گیا۔

۵۸۶۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ إِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُقَبِّلُ بَعْضَ أَزْوَاجِهِ وَهُوَ صَائِمٌ ثُمَّ تَضْحَكُ۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ دیتے تھے اپنی بعض بیبیوں کو اور وہ روزہ دار ہوتے تھے پھر ہنستی تھیں۔

فائدہ: اس لیے کہ بعض بیبیوں سے وہی خود آپ مراد تھیں لیکن بوجہ شرم کے تصریح نہیں کرتی تھیں۔

۵۸۷۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عَاتِكَةَ ابْنَةَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ امْرَأَةَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ كَانَتْ تُقَبِّلُ رَأْسَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَا يَنْهَاهَا۔

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ عاتکہ رضی اللہ عنہا بیوی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بوسہ دیتی تھیں سر کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ روزہ دار ہوتے تھے لیکن اُن کو منع نہیں کرتے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

۵۸۸۔ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتَ طَلْحَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ عَلَيْهَا زَوْجُهَا هُنَالِكَ وَهُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَهُوَ صَائِمٌ فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَدْنُوَ مِنْ أَهْلِكَ فَتُقَبِّلَهَا وَتُلَاعِبَهَا فَقَالَ أُقَبِّلُهَا وَأَنَا صَائِمٌ قَالَتْ نَعَمْ۔

حضرت عائشہ بنت طلحہ سے روایت ہے کہ وہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھی تھیں اتنے میں اُن کے خاوند عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق (بھتیجے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے) آئے اور وہ روزہ دار تھے تو کہا اُن سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تم کیوں نہیں جاتے اپنی بی بی کے پاس بوسہ لو اُن کا اور کھیلو اُن سے۔ تو کہا عبداللہ نے بوسہ لوں میں اُن کا اور میں روزہ دار ہوں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہاں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

---

(٥٨٦) بخاری (١٩٢٨) كتاب الصوم: باب القبلة للصائم، مسلم (١١٠٦) أبو داود (٢٣٨٢) ترمذی (٧٢٩) نسائی فی الكبرى (٣٠٥٣) ابن ماجه (١٦٨٤) أحمد (٢٠٧/٦)، (٢٦٢٥١) دارمی (١٧٢٢)۔

(٥٨٧) موقوف ضعيف: ابن سعد (٢٦٦/٨)۔

(٥٨٨) موقوف صحيح: عبدالرزاق (١٨٣/٤) رقم (٧٤١١)۔

۵۸۹۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ وَسَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ كَانَا يُرَخِّصَانِ فِي الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ۔

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ روزہ دار کو اجازت دیتے تھے بوسہ کی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

باب ما جاء في التشديد في القبلة للصائم روزہ دار کو بوسہ کی ممانعت کا بیان

۵۹۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ إِذَا ذَكَرَتْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ تَقُولُ وَأَيُّكُمْ أَمْلَكُ لِنَفْسِهِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

امام مالک کو پہنچا کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا جب بیان کرتیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے روزہ میں تو فرماتیں کہ تم میں سے کون زیادہ قادر ہے اپنے نفس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: یعنی تم لوگوں کو بوسہ سے بچنا چاہیے اس لیے کہ نفس تمہارا تمہارے اختیار میں نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا ہشام بن عروہ نے کہا کہ عروہ بن زبیر نے روزہ دار کو بوسہ لینا اچھے کام کی طرف نہیں لے جاتا۔

۵۹۱۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ سُئِلَ عَنِ الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ فَأَرْخَصَ فِيهَا لِلشَّيْخِ وَكَرِهَهَا لِلشَّابِّ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا روزہ دار کو بوسہ لینا کیسا ہے تو اجازت دی بوڑھے کو اور مکروہ رکھا جوان کے لیے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

۵۹۲۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَنْهَى عَنِ الْقُبْلَةِ وَالْمُبَاشَرَةِ لِلصَّائِمِ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما منع کرتے تھے روزہ دار کو بوسہ اور مباشرت سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

---

(٥٨٩) موقوف صحيح : عبدالرزاق (٧٤٢١) ابن أبي شيبة (٩٣٩٤) ۔

(٥٩٠) بخاری (١٩٢٧) كتاب الصوم : باب المباشرة للصائم ' مسلم (١١٠٦) أبوداود (٢٣٨٢) ترمذی (٧٢٩) نسائی في الكبرى (٣٠٥٥) ابن ماجه (١٦٨٤) أحمد (٤٤/٦) ۔

(٥٩١) مقطوع صحيح : عبدالرزاق (٧٤١٨) ابن أبي شيبة (٩٤٣٢) بيهقى (٢٣٢/٤) ' (٨٠٨٧) ۔

(٥٩٢) موقوف صحيح : عبدالرزاق (٧٤٢٣ ' ٧٤٣٨) ابن أبي شيبة (٩٤١٣) بيهقى (٢٣٢/٤) ' (٨٠٨٩) ۔

باب ما جاء في الصيام في السفر سفر میں روزہ رکھنے کا بیان

۵۹۳۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ الْكَدِيدَ ثُمَّ أَفْطَرَ فَأَفْطَرَ النَّاسُ وَكَانُوا يَأْخُذُونَ بِالْأَحْدَثِ فَالْأَحْدَثِ مِنْ أَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نکلے مکہ کو جس سال مکہ فتح ہوا رمضان میں تو روزہ رکھا یہاں تک کہ پہنچے کدید کو۔ پھر افطار کیا تو لوگوں نے بھی افطار کیا اور صحابہ کا یہ قاعدہ تھا کہ نئے کام کو لیتے تھے پھر اس سے نئے کو رسول اللہ ﷺ کے کاموں میں۔

فائدہ: کدید ایک مقام ہے سات منزل پر مدینہ سے وہاں سے مکہ تین منزل رہ جاتا ہے۔

فائدہ: یعنی اس فعل پر عمل کیا کرتے تھے جو جدید ہوتا تھا اور قدیم کو چھوڑ دیتے تھے پھر جدید کے بعد دوسرا کام جو اس سے بھی جدید ہوتا اس پر عمل کرتے۔ کدید پر جا کر آپ ﷺ نے روزہ کھول ڈالا اس لیے کہ آپ ﷺ کو خبر پہنچی روزہ کے شاق ہونے کی لوگوں پر۔

۵۹۴۔ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ النَّاسَ فِي سَفَرِهِ عَامَ الْفَتْحِ بِالْفِطْرِ وَقَالَ تَقَوَّوْا لِعَدُوِّكُمْ وَصَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ الَّذِي حَدَّثَنِي لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعَرْجِ يَصُبُّ الْمَاءَ عَلَى رَأْسِهِ مِنَ الْعَطَشِ أَوْ مِنَ الْحَرِّ ثُمَّ قِيلَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ طَائِفَةً مِنَ النَّاسِ قَدْ صَامُوا حِينَ صُمْتَ قَالَ فَلَمَّا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْكَدِيدِ دَعَا بِقَدَحٍ فَشَرِبَ فَأَفْطَرَ النَّاسُ ۔

بعض صحابہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا لوگوں کو سفر میں جس سال مکہ فتح ہوا ہے روزہ نہ رکھنے کا۔ فرمایا آپ ﷺ نے تاکہ تم قوی رہو دشمن کے مقابلہ میں اور روزہ رکھا رسول اللہ ﷺ نے کہا ابوبکر بن عبدالرحمن نے مجھ سے بیان کیا اس صحابی نے جس نے حدیث بیان کی مجھ سے کہ میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کو عرج میں کہ پانی ڈالا جاتا تھا آپ کے سر پر پیاس کی وجہ سے یا گرمی کی وجہ سے۔ پھر کہا گیا رسول اللہ ﷺ سے کہ بعض لوگوں نے بھی روزہ رکھا ہے آپ کے روزہ رکھنے کے سبب سے تو

(۵۹۳) بخاری (۱۹۴٤) كتاب الصوم : باب اذا صام أياما من رمضان ثم سافر' مسلم (۱۱۱۳) نسائی (۲۲۸۷) أحمد (۲۱۹/۱) ' (۱۸۹۲) دارمی (۱۸۰۸) ۔

(۵۹٤) صحيح : أبو داود (۲۳٦۵) كتاب الصوم : باب الصائم يصب عليه الماء من العطش ' أحمد (٤٧۵/۳) رقم (۱۵۹۹۸) بيهقي في السنن الكبرى (۲٤۲/٤) ۔

جب پہنچے رسول اللہ ﷺ کدید میں ایک پیالہ پانی کا منگایا اور پانی پیا تب لوگوں نے بھی روزہ کھول ڈالا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

۵۹۵۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ سَافَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے سفر کیا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان میں تو نہ عیب کیا روزہ دار نے روزہ کھولنے والے پر اور نہ بے روزہ دار نے روزہ دار پر۔

فائدہ: اس واسطے کہ دونوں امر درست ہیں۔

۵۹۶۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيَّ قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي رَجُلٌ أَصُومُ أَفَأَصُومُ فِي السَّفَرِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ))۔

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ سے میں روزہ رکھا کرتا ہوں تو کیا روزہ رکھوں سفر میں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تیرا جی چاہے تو روزہ رکھ چاہے نہ رکھ۔

۵۹۷۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَصُومُ فِي السَّفَرِ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روزہ نہیں رکھتے تھے سفر میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

۵۹۸۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ فِي رَمَضَانَ وَنُسَافِرُ مَعَهُ فَيَصُومُ عُرْوَةُ وَنُفْطِرُ نَحْنُ فَلَا يَأْمُرُنَا بِالصِّيَامِ۔

حضرت ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ عروہ بن زبیر سفر کرتے تھے رمضان میں اور ہم سفر کرتے تھے ساتھ ان کے تو روزہ رکھتے تھے عروہ اور ہم نہ رکھتے تھے سو ہم کو حکم نہیں کرتے تھے روزہ رکھنے کا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

---

(٥٩٥) بخاری (١٩٤٧) كتاب الصوم : باب لم يعب أصحاب النبي بعضهم بعضا في الصوم، مسلم (١١١٨) أبو داود (٢٤٠٥)۔

(٥٩٦) بخاری (١٩٤٣) كتاب الصوم : باب الصوم في السفر والافطار، مسلم (١١٢١) أبو داود (٢٤٠٢) ترمذی (٧١١) نسائی (٢٣٠٦) ابن ماجه (١٦٦٢) أحمد (٤٦/٦) (٢٤٧٠٠) دارمی (١٧٠٧)۔

(٥٩٧) موقوف صحيح : عبدالرزاق (٤٤٧٥) ابن أبي شيبة (٨٩٧٠)۔

(٥٩٨) مقطوع صحيح : عبدالرزاق (٥٦٨/٢) رقم (٤٤٨٩) الفريابي في الصيام (١١٦/٩٤)۔

باب يفعل من قدم من سفر أو أراده في رمضان — جو شخص رمضان میں سفر سے آئے یا سفر کو جائے اس کا بیان

۵۹۹۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ إِذَا كَانَ فِي سَفَرٍ فِي رَمَضَانَ فَعَلِمَ أَنَّهُ دَاخِلٌ الْمَدِينَةَ مِنْ أَوَّلِ يَوْمِهِ دَخَلَ وَهُوَ صَائِمٌ۔

امام مالکؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب رمضان میں سفر میں ہوتے پھر اُن کو معلوم ہوتا کہ آج کے روز شہر میں داخل ہوں گے دو پہر سے اول تو روزہ رکھ کر داخل ہوتے۔

فائدہ: اگر قبل فجر کے شہر میں داخل ہو جائے تو روزہ رکھنا واجب ہو جاتا ہے ورنہ مستحب ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو شخص سفر میں ہو اور اس کو معلوم ہو جائے کہ میں سویرے داخل ہو جاؤں گا شہر میں پھر راہ میں اس کو صبح ہو گئی تو روزہ رکھ کر داخل ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اور جب رمضان میں سفر کرنے کا ارادہ کرے اور شہر ہی میں اس کو صبح ہو جائے تو وہ اس روز روزہ رکھے۔

فائدہ: دوجوبا یہ قول امام مالکؒ اور شافعیؒ اور امام اعظمؒ کا ہے۔ اور امام احمدؒ اور اسحاقؒ کے نزدیک روزہ نہ رکھنا اس کو درست ہے لیکن جب باہر شہر کے ہو جائے تو روزہ کھولے اگر شہر ہی میں کھول ڈالے تو کفارہ واجب نہ ہوگا۔ بالاتفاق ہمارے مشائخ کا عمل اس پر ہے کہ جب کوئی شخص سفر کو جائے تو اس کو اختیار ہے خواہ اس روز روزہ رکھے یا نہ رکھے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو شخص سفر میں سے آئے اور اس کو روزہ نہ ہو اور عورت بھی اس کی روزہ سے نہ ہو مثلاً حیض سے اس روز پاک ہوئی ہو تو اس کے خاوند کو جماع کرنا درست ہے اگر چاہے۔

باب كفارة من أفطر في رمضان — جو شخص رمضان کا روزہ قصداً توڑ ڈالے اس کے کفارہ کا بیان

۶۰۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا أَفْطَرَ فِي رَمَضَانَ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُكَفِّرَ بِعِتْقِ رَقَبَةٍ أَوْ صِيَامِ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ أَوْ إِطْعَامِ سِتِّينَ مِسْكِينًا فَقَالَ لَا أَجِدُ فَأُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقِ تَمْرٍ فَقَالَ خُذْ هَذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَجِدُ أَحْوَجَ مِنِّي فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ أَنْيَابُهُ ثُمَّ قَالَ كُلْهُ۔

(٦٠٠) بخاری (١٩٣٦) كتاب الصوم: باب اذا جامع في رمضان ولم يكن له شيء فتصدق عليه، مسلم (١١١١) أبو داود (٢٣٩٢) ترمذی (٧٢٤) نسائی في الكبرى (٣١١٥) ابن ماجه (١٦٧١) أحمد (٢/٢٤١) (٧٢٨٨) دارمی (١٧١٦)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے روزہ توڑ ڈالا رمضان میں تو حکم کیا اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بردہ (غلام) آزاد کرنے کا یا دو مہینے روزے رکھنے کا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کا سو اس نے کہا مجھ سے یہ کوئی کام نہیں ہو سکتا اتنے میں ایک ٹوکرا کھجور کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیا اور کہا کہ اس کو صدقہ کر دے۔ وہ شخص بولا یا رسول اللہ مجھ سے زیادہ کوئی محتاج نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچلیاں کھل گئیں پھر فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہی کھالے اس کو۔

فائدہ: پھر جب اس کو خدا دے تو اس پر کفارہ لازم ہوگا۔ یہی مذہب ہے اکثر علماء کا اور بعض نے کہا کہ یہ حکم خاص تھا اس شخص کے لیے اور اس کے ذمہ سے کفارہ ساقط نہ ہوگا۔ اگر تینوں کاموں کے مقدور نہ ہو تو جب مقدور ہو انتظار کرے اور بعض نے کہا کہ جس شخص کا یہ حال ہے اس کا حکم بھی یہی ہے جو اس حدیث میں بیان ہوا۔ (واللہ اعلم)

۶۰۱۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْرِبُ نَحْرَهُ وَيَنْتِفُ شَعْرَهُ وَيَقُولُ هَلَكَ الْأَبْعَدُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا ذَاكَ فَقَالَ أَصَبْتُ أَهْلِي وَأَنَا صَائِمٌ فِي رَمَضَانَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُعْتِقَ رَقَبَةً فَقَالَ لَا فَقَالَ هَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُهْدِيَ بَدَنَةً قَالَ لَا قَالَ فَاجْلِسْ فَأُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقِ تَمْرٍ فَقَالَ خُذْ هَذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ فَقَالَ مَا أَجِدُ أَحْوَجَ مِنِّي فَقَالَ كُلْهُ وَصُمْ يَوْمًا مَكَانَ مَا أَصَبْتَ ۔

سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا سینہ کوٹتا ہوا اور بال نوچتا ہوا اور کہتا تھا ہلاک ہوا وہ شخص جو دور ہے نیکیوں سے تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہوا؟ بولا میں نے صحبت کی اپنی بی بی سے رمضان کے روزہ میں۔ تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ایک بردہ (غلام) آزاد کر سکتا ہے بولا نہیں۔ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اونٹ یا گائے ہدی کر سکتا ہے۔ بولا نہیں۔ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ اتنے میں ایک ٹوکرا کھجور کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو لے اور صدقہ کر۔ وہ بولا مجھ سے زیادہ کوئی محتاج نہیں ہے یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھالے اس کو اور ایک روزہ رکھ لے اس دن کے بدلے میں جس دن تو نے یہ کام کیا ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس روایت کو **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: (ہدی کر سکتا ہے) یعنی قربانی کے لیے حرم بھیج سکتا ہے یہ جملہ عطا کی روایت سے ہے اس کو غلط کہا محدثین نے صحیح یہ ہے کہ دو مہینے پے در پے روزہ رکھ سکتا ہے جیسا اور حدیثوں میں ہے اور اس پر اجماع ہے مجتہدین کا کہ بردہ آزاد کرے اگر اس پر قدرت نہ رکھے تو دو مہینے لگاتار روزے رکھے اگر اس پر قدرت نہ رکھے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ مگر حسن بصری رحمہ اللہ نے اس روایت پر بھی فتویٰ دیا ہے۔ (زرقانی)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ قضا روزہ کی کفارہ سے جداگانہ لازم ہے اور یہی قول ہے ائمہ اربعہ اور جمہور کا اور بعضوں کے نزدیک جب کفارہ لازم ہو تو قضا ساقط ہے۔ (زرقانی)

---

(۶۰۱) **ضعیف**: بیهقی (۲۲۷/٤)، (۸۰۶۲۱) ابن ماجه (۱٦۷۱) أحمد (۲۰۸/۲)، (٦۹٤٤)۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہا عطاء نے' پوچھا میں نے سعید بن مسیب سے کتنی کھجور ہوگی اس ٹوکرے میں بولے پندرہ صاع سے لے کر بیس صاع تک۔

فائدہ: یعنی ایک سو بیس رطل سے لے کر ایک سو آٹھ رطل تک کیونکہ ایک صاع آٹھ رطل کا ہوتا ہے۔

مسئلہ: کہا امام مالکؒ نے' سنا میں نے اہل علم سے کہتے تھے جو شخص رمضان کی قضا کا روزہ توڑ ڈالے جماع سے یا اور کسی امر سے تو اس پر یہ کفارہ نہیں ہے بلکہ اس پر قضا ہے اس دن کی اور یہ قول بہت پسند ہے مجھ کو۔

باب حجامة الصائم روزہ دار کو پچھنے لگانے کا بیان

۶۰۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَحْتَجِمُ وَهُوَ صَائِمٌ قَالَ ثُمَّ تَرَكَ ذٰلِكَ بَعْدُ فَكَانَ إِذَا صَامَ لَمْ يَحْتَجِمْ حَتّٰى يُفْطِرَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ پچھنے لگاتے تھے روزے میں پھر اس کو چھوڑ دیا تو جب روزہ دار ہوتے پچھنے نہ لگاتے یہاں تک کہ روزہ افطار کرتے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: اس واسطے کہ پہلے طاقت تھی تو پچھنے لگانے سے روزہ میں ضعف کا خوف نہ تھا پھر جب طاقت گھٹ گئی تو موقوف کر دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پچھنے لگانے سے روزہ ٹوٹتا نہیں مگر ضعف کے خوف سے نہ لگانا چاہیے۔ ایک حدیث مرفوع میں ہے ((أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ)) یعنی پچھنے لگانے والے اور جس کے پچھنے لگائے جائیں دونوں کا روزہ ٹوٹ گیا۔ یہ حدیث منسوخ ہے اور احادیث سے اور بعضوں نے کہا کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی کو پچھنے لگانا یا لگوانا منظور ہو تو روزہ نہ رکھے کیونکہ پچھنے لگانے والے کے منہ میں اکثر خون وغیرہ چلا جاتا ہے اور لگوانے والے کو ضعف ہو جاتا ہے تو روزہ توڑنا پڑتا ہے۔

۶۰۳۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَا يَحْتَجِمَانِ وَهُمَا صَائِمَانِ۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پچھنے لگاتے تھے روزے میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **ضعیف** ہے۔

۶۰۴۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ يَحْتَجِمُ وَهُوَ صَائِمٌ ثُمَّ لَا يُفْطِرُ قَالَ وَمَا رَأَيْتُهُ احْتَجَمَ قَطُّ إِلَّا وَهُوَ صَائِمٌ۔

حضرت عروہ بن زبیر پچھنے لگاتے تھے روزے میں۔ پھر افطار نہیں کرتے تھے۔ کہا ہشام نے میں نے کبھی نہیں دیکھا عروہ کو پچھنے لگاتے ہوئے مگر وہ روزے سے ہوتے تھے۔

---

(۶۰۲) موقوف صحیح: عبدالرزاق (۷۵۳۱) ابن ابی شیبة (۹۳۲۰) بیهقی (۲۶۹/٤)' (۸۳۰٤)۔

(۶۰۳) ضعیف: عبدالرزاق (۷۵۳۲' ۷۵٤۰) ابن أبی شیبة (۹۳۳٦)۔

(۶۰٤) مقطوع صحیح: عبدالرزاق (۷۵٤٦) ابن أبی شیبة (۹۳۳٤) الشافعی فی الام (۹۷/۲)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ پچھنے لگانا روزہ دار کو مکروہ نہیں ہے مگر اس خوف سے کہ ضعیف ہو جائے اور اگر ضعف کا خوف نہ ہو تو مکروہ نہیں ہے۔ پس اگر ایک شخص نے پچھنے لگائے رمضان میں پھر روزہ توڑنے سے بچ گیا تو اس پر کچھ لازم نہیں ہے نہ اس کو اس دن کی قضا کا حکم ہے کیونکہ پچھنے لگانا مکروہ ہے جب روزہ ٹوٹ جانے کا خوف ہو۔ پس اگر پچھنے لگائے اور روزہ توڑنے سے بچا یہاں تک کہ شام ہو گئی تو اس پر کچھ لازم نہیں نہ اس پر قضا ہے اس دن کی۔

باب صیام یوم عاشوراء — عاشورہ کے روزہ کا بیان

فائدہ: عاشوراء نویں تاریخ ہے محرم کی یا دسویں تاریخ اسی واسطے ان دونوں تاریخوں میں روزہ رکھنا مستحب ہے۔

۶۰۵۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ يَوْمًا تَصُومُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ كَانَ هُوَ الْفَرِيضَةَ وَتُرِكَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ ۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا عاشوراء کے دن لوگ روزہ رکھتے تھے جاہلیت میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس دن روزہ رکھتے تھے زمانہ جاہلیت میں۔ پھر جب آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تو روزہ رکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن اور لوگوں کو بھی حکم کیا اس دن روزہ رکھنے کا۔ پھر جب فرض ہوا رمضان تو رمضان ہی کے روزے فرض رہ گئے اور عاشوراء کا روزہ چھوڑ دیا گیا سو جس کا جی چاہے اس دن روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

۶۰۶۔ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ عَامَ حَجَّ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((لِهٰذَا الْيَوْمِ هٰذَا يَوْمُ عَاشُورَاءَ وَلَمْ يُكْتَبْ عَلَيْكُمْ صِيَامُهُ وَأَنَا صَائِمٌ فَمَنْ شَاءَ فَلْيَصُمْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُفْطِرْ)) ۔

حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے انہوں نے سنا معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان سے کہتے تھے جس سال انہوں نے حج کیا اور وہ منبر پر تھے، اے اہل مدینہ! کہاں ہیں علماء تمہارے سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے اس دن کو یہ دن عاشورہ کا ہے اس دن روزہ تمہارے اوپر فرض نہیں ہے اور میں روزہ دار ہوں سو جس کا جی چاہے روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

---

(٦٠٥) بخاری (٢٠٠٢) كتاب الصوم : باب صيام يوم عاشوراء، مسلم (١١٢٥) أبو داود (٢٤٤٢) ترمذی (٧٥٣) نسائی فی الكبرى (٢٨٣٨) ابن ماجه (١٧٣٣) أحمد (٢٩/٦ ـ ٣٠) (٢٤٥١٢) دارمی (١٧٦٣) ـ

(٦٠٦) بخاری (٢٠٠٣) كتاب الصوم : باب صيام يوم عاشوراء، مسلم (١١٢٩) نسائی (٢٣٧١) أحمد (٩٥/٤)، (١٦٩٩٢) ـ

٦٠٧۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَرْسَلَ إِلَى الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ غَدًا يَوْمُ عَاشُورَاءَ فَصُمْ وَأْمُرْ أَهْلَكَ أَنْ يَصُومُوا ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہلا بھیجا حارث بن ہشام کو کہ کل عاشورے کا روزہ ہے تو روزہ رکھ اور حکم کر اپنے گھر والوں کو وہ روزہ رکھیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **ضعیف** ہے۔

فائدہ: یہ حکم استحباباً تھا نہ کہ وجوباً۔

باب صيام يوم الفطر ويوم الأضحىٰ والدهر — عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن روزہ رکھنے کا اور سدا روزہ رکھنے کا بیان

٦٠٨۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ صِيَامِ يَوْمَيْنِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْأَضْحَى ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دن روزہ رکھنے سے ایک یوم الفطر دوسرے یوم الاضحیٰ میں۔

فائدہ: تو ان دونوں دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے اسی طرح ایام تشریق یعنی ۱۱۔۱۲۔۱۳ ذوالحجہ کو روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا میں نے سنا اہل علم سے سدا روزہ رکھنا کچھ برا نہیں ہے جب اُن دنوں میں روزہ نہ رکھے جن دنوں میں منع کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے سے اور وہ تین دن ہیں منیٰ میں رہنے کے یعنی ۱۱۔۱۲۔۱۳ ذوالحجہ اور ایک یوم الفطر اور ایک یوم الاضحیٰ اور یہ ہم کو بہت پسند ہے۔

فائدہ: بعض علماء کے نزدیک صوم الدهر یعنی سدا روزہ رکھنا مکروہ ہے بلکہ ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن افطار کرنا جس کو صومِ داؤدی کہتے ہیں افضل ہے۔

باب النهي عن الوصال في الصيام — تہ کے روزوں کی ممانعت کا بیان

٦٠٩۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْوِصَالِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ

---

(٦٠٧) **ضعيف**: عبدالرزاق (٧٨٣٨) ابن ابی شيبة (٩٣٦٤)۔

(٦٠٨) مسلم (١١٣٨) كتاب الصيام: باب النهي عن صوم يوم الفطر ويوم الاضحىٰ، نسائی فی الكبرى (٢٧٩٥)۔

(٦٠٩) بخاری (١٩٦٢) كتاب الصوم: باب الوصال ومن قال ليس في الليل صيام، مسلم (١١٠٢) أبو داود (٢٣٦٠) نسائی فی الكبرى (٣٢٦٣) أحمد (١٢٨/٢)، (٦١٢٥)۔

فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ فَقَالَ إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّي أُطْعَمُ وَأُسْقَى ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا تہہ کے روزے رکھنے سے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ رکھتے ہیں فرمایا میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں کھلایا جاتا ہوں اور پلایا جاتا ہوں۔

فائدہ: اللہ جل جلالہ کے پاس سے مراد اس سے جنت کے کھانے اور پانی ہیں اور اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا یا یہ مراد ہے کہ مجھے غذائے روحانی جو ذکر الٰہی اور محبت الٰہی سے حاصل ہے اس وجہ سے مجھ کو ضعف نہیں ہوتا۔

٦١٠۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِيَّاكُمْ وَالْوِصَالَ إِيَّاكُمْ وَالْوِصَالَ قَالُوا فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي)) ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچو تم تہہ کے روزے رکھنے سے لوگوں نے کہا آپ رکھتے ہیں یا رسول اللہ! فرمایا میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھے رات کو میرا رب کھلا دیتا ہے اور پلا دیتا ہے۔

باب صيام الذى يقتل خطأ أو يتظاهر — کفارہ قتل خطا اور کفارہ ظہار کے روزوں کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جس شخص پر دو مہینے کے روزے پے در پے واجب ہوں قتل خطا یا ظہار میں۔ اور وہ روزے شروع کرے پھر بیچ میں کوئی مرض ایسا اس کو لاحق ہو جس کی وجہ سے روزوں کا سلسلہ ٹوٹ جائے تو جب اس مرض سے اچھا ہو اور روزے پر قادر ہو فی الفور روزہ شروع کرے اور جتنے روزے رکھ چکا ہے اُن پر بنا کرے یعنی وہ روزے حساب میں رہیں گے۔

فائدہ: قتل خطا یہ ہے کہ زید کو شکار سمجھ کر مار ڈالا یا شکار کو مارتا تھا حربہ زید کو لگ گیا اور ظہار یہ ہے کہ اپنی بی بی کو اپنے محرم کے کسی عضو سے تشبیہ دے۔ مثلاً یوں کہے تو مجھ پر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ دونوں میں کفارہ لازم ہے۔

فائدہ: تو اگر مرض سے اچھا ہوتے ہی اور روزہ کی طاقت ہوتے ہی اس نے روزے شروع نہ کیے بلکہ کچھ دنوں تاخیر کا تو اب نئے سرے سے پھر دو مہینے کے روزے رکھنا شروع کرے اور جتنے روزے رکھ چکا ہے ان کا حساب نہ ہوگا۔ کہا یحییٰ نے کہا مالکؒ نے یہ قول اچھا ہے جو سنا میں نے اس باب میں۔

مسئلہ: فرمایا امام مالکؒ نے' اسی طرح ایک عورت پر بسبب قتل خطا کے دو مہینے کے روزے لازم ہوئے اور اس نے روزے رکھنے شروع کیے لیکن بیچ میں حیض آ گیا تو وہ حیض سے پاک ہوتے ہی روزے شروع کر دے اور اگلے روزوں پر بنا کرے یعنی وہ روزے حساب میں رہیں گے اور جس شخص پر دو مہینے کے روزے لگا تار فرض ہوں تو اس کو بیچ میں افطار کرنا درست نہیں مگر بیماری یا حیض کی وجہ سے اور یہ نہیں ہو سکتا سفر

(٦١٠) بخاری (١٩٦٦) كتاب الصوم : باب التنكيل لمن أكثر الوصال ' مسلم (١١٠٣) نسائی فی الكبرى (٣٢٦٥) أحمد (٢٣١/٢)' (٧١٦٢) دارمی (١٧٠٣) ـ ٥

کرے اور اس کی وجہ سے افطار کرے۔

باب ما يفعل المريض فی صيامه   مریض کے روزے کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا میں نے جو سنا اہل علم سے وہ یہ ہے کہ مریض کو جب ایسا مرض لاحق ہو جس کی وجہ سے روزہ رکھنا اس پر شاق ہو جائے اور روزہ اس کو تکلیف پہنچائے اور وہ مرض اس درجہ پہنچ جائے تو اس کو افطار کرنا درست ہے اسی طرح جب مریض کو کھڑا ہونا دشوار ہو نماز میں اور یہ مرض اس درجہ کو پہنچ جائے کہ عذر گنا جائے اللہ جل جلالہ کے نزدیک اور اللہ تعالیٰ اس کو زیادہ جانتا ہے بندے سے اور اسی مرض میں سے بعض ایسا ہے جو اس درجہ کا نہیں ہے بہر حال جب مرض اس درجہ کو پہنچے تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھے کیونکہ دین اللہ تعالیٰ کا آسان ہے اور اللہ جل جلالہ نے مسافر کو رخصت دی روزہ نہ رکھنے کی حالانکہ وہ زیادہ قادر ہے روزہ پر مریض سے۔ فرمایا اللہ جل جلالہ نے اپنی کتاب مقدس میں ''جو شخص تم میں سے مریض ہو یا مسافر ہو تو وہ اتنے روز شمار کر کے دوسرے دنوں میں روزہ رکھ لے'' پس رخصت دی اللہ جل جلالہ نے مسافر کو افطار کی حالانکہ وہ زیادہ قادر ہے روزے پر مریض سے اور یہ بہت پسند ہے مجھ کو اُن اقوال میں جن کو سنا میں نے اس باب میں اور ہمارے نزدیک یہ امر اتفاقی اور مجمع علیہ ہے۔

باب النذر فی الصيام والصيام   روزہ نذر کا بیان اور میت کی طرف
عن الميت   سے روزہ رکھنے کا بیان

۶۱۱۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ نَذَرَ صِيَامَ شَهْرٍ هَلْ لَهُ أَنْ يَتَطَوَّعَ فَقَالَ سَعِيدٌ لِيَبْدَأْ بِالنَّذْرِ قَبْلَ أَنْ يَتَطَوَّعَ۔

سعید بن مسیب سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے نذر کی ایک مہینہ روزہ رکھنے کی۔ اب اس کو نفل روزہ رکھنا درست ہے جواب دیا کہ پہلے نذر کے روزے رکھ لے پھر نفل رکھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: اس واسطے کہ نذر کا پورا کرنا فرض ہے۔ کہا مالکؒ نے مجھ کو سلیمان بن یسار سے بھی ایسا ہی پہنچا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص مر جائے اور اس پر نذر ہو ایک بردہ آزاد کرنے کی یا روزہ رکھنے کی یا صدقہ دینے کی یا قربانی کرنے کی۔ پھر وہ وصیت کر جائے کہ میرے مال میں سے یہ نذر ادا کرنا تو ثلث مال سے ادا کی جائے اور اس کا ادا کرنا اور وصیتوں پر مقدم سمجھا جائے۔ مگر جو وصیت مثل اس کے واجب ہو کیونکہ اور وصیتیں جو نفل ہیں مثل اس وصیت کے نہیں ہوسکتیں جیسے نذر وغیرہ ہے اس لیے کہ یہ واجب ہے اور یہ وصیت تہائی مال میں اس واسطے خاص ہوئی کہ اگر کل مال میں نافذ ہو تو ہر شخص ایسے امورات جو اس پر واجب ہیں دیر کر کے اپنی موت پر رکھے گا جب موت قریب ہوگی اور مال اس کے وارثوں کا حق ہوگا تو اس وقت وہ ان چیزوں کو بیان کرے گا خاص کر ایسی چیزوں کو جن کا تقاضا کرنے والا کوئی نہ تھا اور شاید کہ یہ چیزیں اس کے تمام مال کو گھیر لیں اور ورثاء محروم رہ

جائیں اس واسطے کل مال میں اس کو اختیار نہیں ہے۔

۶۱۲۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُسْأَلُ هَلْ يَصُومُ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ أَوْ يُصَلِّي أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ فَيَقُولُ لَا يَصُومُ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ وَلَا يُصَلِّي أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا جاتا کہ کیا کوئی روزہ رکھے کسی کی طرف سے یا نماز پڑھے کسی کی طرف سے بولے نہ کوئی روزہ رکھے کسی کی طرف سے اور نہ کوئی نماز پڑھے کسی کی طرف سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

فائدہ: نماز میں اجماع ہے مگر روزے میں اختلاف ہے مالک' ابوحنیفہ' شافعی کا یہی قول ہے۔ اور امام احمد کا یہ قول ہے کہ روزہ میت کی طرف سے رکھ سکتا ہے۔ صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مرجائے اور اس پر روزے ہوں تو اس کے بدلے اس کا ولی روزے رکھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔ ہمارے مشائخ کا عمل اس پر ہے کہ میت کی طرف سے روزہ اور نماز دونوں ادا کرنا درست ہیں اور اللہ جل جلالہٗ سے امید ہے کہ وہ میت کے ذمہ کو بری کر دے۔

باب ما جاء فی قضاء رمضان و الکفارات رمضان کی قضا اور کفارہ کے بیان میں

۶۱۳۔ عَنْ خَالِدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَفْطَرَ ذَاتَ يَوْمٍ فِي رَمَضَانَ فِي يَوْمٍ ذِي غَيْمٍ وَرَأَى أَنَّهُ قَدْ أَمْسَى وَغَابَتِ الشَّمْسُ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ عُمَرُ الْخَطْبُ يَسِيرٌ وَقَدِ اجْتَهَدْنَا ۔

حضرت خالد بن اسلم سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک روز افطار کیا رمضان میں اور اس دن ابر تھا ان کو یہ معلوم ہوا کہ شام ہو گئی اور آفتاب ڈوب گیا۔ پس ایک شخص آیا اور بولا یا امیر المومنین! آفتاب نکل آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کا تدارک سہل ہے ہم نے اپنے ظن پر عمل کیا تھا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا تدارک سہل ہے یعنی اس کے عوض ایک روزہ کی قضا رکھ لیں گے تو محنت بہت کم ہے اور تدارک آسان ہے۔

۶۱۴۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ يَصُومُ قَضَاءَ رَمَضَانَ مُتَتَابِعًا مَنْ أَفْطَرَهُ مِنْ مَرَضٍ أَوْ فِي سَفَرٍ ۔

---

(٦١٢) موقوف صحيح : عبدالرزاق (١٦٣٤٦) ابن أبي شيبة (١٥١١٧) بيهقي (٢٥٤/٤) رقم (٨٢١٥) نسائی فی الکبری (٢٩١٨) ۔

(٦١٣) موقوف صحيح : عبدالرزاق (١٧٨/٤)' (٧٣٩٢) بيهقي (٢١٧/٤)' (٨٠١٢) ۔

(٦١٤) موقوف صحيح : عبدالرزاق (٧٦٥٨) ابن أبي شيبة (٩١٣٤) بيهقي (٢٥٩/٤)' (٨٢٤٦) ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جس شخص کے رمضان کے روزے قضا ہوں بیماری سے یا سفر سے تو اُن کی قضا لگاتار رکھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی متفرق ایک ایک دو دو روزے نہ رکھے بلکہ جتنے روزے قضا ہوئے ہوں اُن کو ایک ساتھ برابر رکھے ایسا ہی علی اور حسن اور شعبی سے مروی ہے اور یہی مذہب ہے اہل ظاہر کا اور جمہور علماء کا اور ائمہ اربعہ کے نزدیک یہ حکم استحبابی ہے اگر جدا جدا قضا رکھے تو بھی جائز ہے۔(زرقانی)

۶۱۵۔ **عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ اخْتَلَفَا فِي قَضَاءِ رَمَضَانَ فَقَالَ أَحَدُهُمَا يُفَرِّقُ بَيْنَهُ وَقَالَ الْآخَرُ لَا يُفَرِّقُ بَيْنَهُ لَا أَدْرِي أَيُّهُمَا قَالَ يُفَرِّقُ بَيْنَهُ۔**

ابن شہاب سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اختلاف کیا رمضان کی قضا میں ایک نے کہا کہ رمضان کے روزوں کی قضا پے در پے رکھنا ضروری نہیں دوسرے نے کہا پے در پے رکھنا ضروری ہے۔لیکن مجھے معلوم نہیں کہ کس نے ان دونوں میں سے پے در پے رکھنے کو کہا اور کس نے یہ کہا کہ پے در پے رکھنا ضروری نہیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: ابن عبدالبر نے کہا کہ معلوم نہیں ہے ابن شہاب نے یہ روایت کس سے سنی۔ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بہ سند صحیح مروی ہے کہ انہوں نے رمضان کی قضا کو جدا جدا رکھنا جائز کیا ہے اس واسطے کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا ﴿فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ اور متتابعات کی قید نہیں لگائی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ پیشتر یوں اُترا تھا ﴿فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ مُتَتَابِعَاتٍ﴾ پھر متتابعات کا لفظ ساقط ہو گیا۔(زرقانی)

۶۱۶۔ **عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَنِ اسْتَقَاءَ وَهُوَ صَائِمٌ فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ وَمَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ فَلَيْسَ عَلَيْهِ الْقَضَاءُ۔**

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جو شخص قصداً قے کرے روزے میں تو اس پر قضا واجب ہے اور جس کو خود بخود قے آ جائے تو اس پر قضا نہیں ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: مگر یقین ہو جائے اس امر کا کہ منہ میں کوئی چیز آن کر پھر حلق میں چلی گئی تو قضا کرے۔(زرقانی)

۶۱۷۔ **عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يُسْأَلُ عَنْ قَضَاءِ رَمَضَانَ فَقَالَ سَعِيدٌ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ لَا يُفَرَّقَ قَضَاءُ رَمَضَانَ وَأَنْ يُوَاتَرَ۔**

---

(٦١٥) موقوف ضعيف: عبدالرزاق (٧٦٦٤) ابن أبي شيبة (٩١١٤) بيهقي (٢٥٨/٤)(٨٢٣٧)۔

(٦١٦) موقوف صحيح: عبدالرزاق (٧٥٥١) ابن أبي شيبة (٩١٨٨) بيهقي (٢١٩/٤)' (٨٠٢٦)۔

(٦١٧) مقطوع صحيح: عبدالرزاق (٧٦٦١) ابن أبي شيبة (٩١٤٠)۔

یحییٰ بن سعید نے سعید بن مسیب سے سنا وہ پوچھے گئے رمضان کی قضا سے تو کہا سعید نے میرے نزدیک یہ بات اچھی ہے کہ رمضان کی قضا پے در پے رکھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو شخص جدا جدا رمضان کی قضا رکھے تو اس پر اعادہ لازم نہیں ہے بلکہ وہ قضا کافی ہو جائے گی مگر بہتر میرے نزدیک یہ ہے کہ پے در پے رکھے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو شخص رمضان میں بھول چوک کر کھا یا پی لے یا اور کسی روزے میں جو اس پر واجب ہے تو اس پر قضا ہے اس روزے کی۔

فائدہ: محققین کا مذہب اس کے خلاف ہے ان کے نزدیک بھولے سے کھانے یا پینے میں روزہ نہیں جاتا اور حدیث مرفوع موید ہے اُن کے۔

۶۱۸۔ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ الْمَكِّيِّ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ مُجَاهِدٍ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَجَائَهُ إِنْسَانٌ فَسَأَلَهُ عَنْ صِيَامِ أَيَّامِ الْكَفَّارَةِ أَمُتَتَابِعَاتٍ أَمْ يَقْطَعُهَا قَالَ حُمَيْدٌ فَقُلْتُ لَهُ نَعَمْ يَقْطَعُهَا إِنْ شَاءَ قَالَ مُجَاهِدٌ لَا يَقْطَعُهَا فَإِنَّهَا فِي قِرَائَةِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مُتَتَابِعَاتٍ۔

حضرت حمید بن قیس مکی سے روایت ہے کہ ساتھ تھا میں مجاہد کے اور طواف کر رہے تھے خانہ کعبہ کا۔ اتنے میں ایک آدمی آیا اور پوچھا کہ قسم کے کفارے کے روزے پے در پے چاہئیں یا جدا جدا؟ حمید نے کہا ہاں جدا جدا بھی رکھ سکتا ہے اگر چاہے۔ مجاہد نے کہا نہیں کیونکہ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأت میں ہے ﴿ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ مُتَتَابِعَاتٍ ﴾ یعنی روزے تین دن کے پے در پے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **حسن** کہا ہے۔ علامہ البانیؒ نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔ [ارواء الغلیل (۸/۲۰۴)]

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جتنے روزوں کا ذکر اللہ جل جلالہٗ نے اپنے کلام میں کیا ہے اُن سب کا پے در پے رکھنا بہتر ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال کیا اس عورت نے جو صبح کو روزہ دار ہو رمضان میں۔ پھر یکایک خون دیکھے اور وہ حیض کے دن نہ ہوں پھر شام تک انتظار کرے مگر کچھ نہ دیکھے پھر دوسرے دن جب صبح ہو تو یکایک خون دیکھے مگر پہلے روز سے کچھ کم پھر وہ خون موقوف ہو جائے اور یہ واقعہ حیض کے ایام سے پیشتر ہو تو اس کے روزہ اور نماز کا کیا حکم ہے؟ امام مالکؒ نے جواب دیا کہ یہ خون حیض کا ہے تو جب اس کو دیکھے روزہ کھول ڈالے اور قضا کرے اس روزہ کی پھر جب خون موقوف ہو جائے تو غسل کر کے روزہ رکھے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو شخص مسلمان ہوا شام کو رمضان میں کچھ دن رہتے ہوئے کہا اس پر پورے رمضان کی قضا لازم ہے یا اس دن کی جس دن مسلمان ہوا۔ امام مالکؒ نے جواب دیا کہ گذشتہ روزوں کی قضا اس پر لازم نہیں ہے بلکہ آئندہ سے روزے رکھے اور اگر اس دن کی بھی قضا کرے جس دن وہ مسلمان ہوا تو بہتر ہے۔

---

(۶۱۸) **موقوف حسن:** عبدالرزاق (۷۶۷۰) ابن أبی شیبة (۹۱۲۲) بیهقی فی السنن الکبری (۱۰/۶۰)۔

باب قضاء التطوع — نفل روزے کی قضا کا بیان

۶۱۹۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ زَوْجَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْبَحَتَا صَائِمَتَيْنِ مُتَطَوِّعَتَيْنِ فَأُهْدِيَ لَهُمَا طَعَامٌ فَأَفْطَرَتَا عَلَيْهِ فَدَخَلَ عَلَيْهِمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَتْ حَفْصَةُ وَبَدَرَتْنِي بِالْكَلَامِ وَكَانَتْ بِنْتَ أَبِيهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَصْبَحْتُ أَنَا وَعَائِشَةُ صَائِمَتَيْنِ مُتَطَوِّعَتَيْنِ فَأُهْدِيَ إِلَيْنَا طَعَامٌ فَأَفْطَرْنَا عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اقْضِيَا مَكَانَهُ يَوْمًا آخَرَ)) ۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا صبح کو انھیں نفل روزہ رکھ کر پھر کھانے کا حصہ آیا تو انہوں نے روزہ کھول ڈالا اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہنا شروع کر دیا۔ مجھے بولنے نہ دیا آخر اپنے باپ کی بیٹی تھیں۔ یارسول اللہ میں اور عائشہ رضی اللہ عنہا صبح کو انھیں نفل روزہ رکھ کر تو ہمارے پاس حصہ آیا کھانے کا ہم نے روزہ کھول ڈالا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے عوض میں ایک روزہ قضا کا رکھو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت **منکر** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی جیسے اُن کے باپ دین کی بات پوچھنے میں دیر نہ کرتے تھے ویسے ہی اُن کی بیٹی تھیں۔

فائدہ: کیونکہ نفل روزہ رکھ کر توڑ ڈالنے سے قضا اس کی واجب ہو جاتی ہے۔ یہ قول امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ کا ہے اور شافعیؒ اور احمدؒ اور اسحاقؒ کے نزدیک قضا واجب نہیں ہوتی بلکہ مستحب ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو شخص نفل روزے میں بھول چوک سے کھا پی لے تو اس پر قضا نہیں ہے اور چاہیے کہ اسی روزے کو پورا کرے کیونکہ اس کا روزہ نہیں گیا اور نفلی روزہ میں اگر کوئی امر غیر اختیاری ایسا پیش آئے جس سے روزہ ٹوٹ جائے (مثلاً حیض آ جائے یا مرض) تو اس کی قضا واجب نہیں جب اس نے عذر سے روزہ کھول ڈالا ہو نہ قصداً اسی طرح اگر کسی نے نفل نماز کو شروع کر کے توڑ ڈالا حدث غیر اختیاری سے تو اس پر قضا نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو شخص کوئی نیک کام نفل شروع کرے مثلاً نماز یا روزہ یا حج یا اور کوئی کام مشابہ اس کے جس کو لوگ نفلی طور سے بجالایا کرتے ہیں پھر اس کو توڑ ڈالے تو اس کو تمام کرنا چاہیے تو جب تکبیر تحریمہ کہے تو دو رکعت نماز پڑھے اور جب روزہ رکھے تو اس کو پورا کرے اور جب لبیک کہے حج کا تو حج کو تمام کرے اور جب طواف شروع کرے تو سات پھیرے پورے کرے۔ اسی طرح جو کام شروع کرے تو اس کو نہ چھوڑے یہاں تک کہ ادا کرے مگر جب کوئی عارضہ ایسا پیش آئے جس کے سبب سے لوگ مجبور ہو جاتے ہیں کیونکہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے اپنی کتاب میں " کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ دکھائی دے تم کو سفید دھاری سیاہ دھاری سے یعنی فجر ہو جائے۔ تمام کرو روزوں کو

(۶۱۹) ضعیف: أبو داود (۲۴۵۷) كتاب الصوم: باب من رأى عليه القضاء، علامہ ناصر الدین البانیؒ نے اس روایت کو ضعیف روایات کے سلسلے میں درج فرمایا ہے۔ دیکھئے: السلسلة الضعيفة (۵۲۰۲، ۵۴۸۰)۔

رات تک پس تمام کرنا روزے کا واجب ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا پورا کرو حج اور عمرہ کو خدا کے واسطے۔ سو اگر کسی شخص نے احرام باندھا حج کا نفل اور فرض حج ادا کر چکا ہے اس کو چھوڑ دینا چاہیے جب شروع کر چکا ہے اور یہ نہ کرنا چاہیے کہ راستہ سے احرام کھول کر چلا آئے اسی طرح جو شخص کوئی نفل عبادت شروع کرے اس کو پورا کرنا لازم ہے جیسے فرض کا پورا کرنا اور یہ تقریر بہت پسند ہے مجھ کو اپنی سنی ہوئی باتوں میں۔

باب فدية من أفطر في رمضان جو شخص رمضان میں روزے نہ رکھ سکے اس کے فدیہ کا بیان

۶۲۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ كَبِرَ حَتَّى كَانَ لَا يَقْدِرُ عَلَى الصِّيَامِ فَكَانَ يَفْتَدِي۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بوڑھے ہو گئے تھے یہاں تک کہ روزہ نہ رکھ سکتے تھے تو فدیہ دیتے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی ہر روزے کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا دیتے تھے۔ یا ایک مُد دیتے تھے اور مُد دو رطل کا ہوتا ہے اور ایک روایت میں نصف صاع بھی آیا ہے۔ صاع چار مُد کا ہوتا ہے اور کبھی تیس مسکینوں کو کھانا کھلا دیتے تھے اور کبھی تین سو مسکینوں کو ایک ہی بار کھلا دیتے تھے۔ (زرقانی)

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا میرے نزدیک فدیہ دینا واجب نہیں ہے مگر جو شخص فدیہ دینے کی قدرت رکھتا ہو اس کو دینا بہتر ہے جو شخص فدیہ دے تو ہر روزے کے بدلے میں ایک مُد کھانا دے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مُد سے۔

فائدہ: مُد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک رطل اور تہائی رطل کا تھا اور اہل عراق کا مُد دو رطل کا ہوتا ہے جب مُد میں فرق ہوا تو صاع میں بھی فرق ہوگا کیونکہ صاع چار مُد کا ہوتا ہے۔ یہ فدیہ دینا امام مالکؒ کے نزدیک سنت ہے اور ائمہ کے نزدیک واجب ہے۔

۶۲۱۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ سُئِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ الْحَامِلِ إِذَا خَافَتْ عَلَى وَلَدِهَا وَاشْتَدَّ عَلَيْهَا الصِّيَامُ قَالَ تُفْطِرُ وَتُطْعِمُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِينًا مُدًّا مِنْ حِنْطَةٍ بِمُدِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال ہوا کہ حاملہ عورت اگر خوف کرے اپنے حمل کا اور روزہ نہ رکھ سکے تو کہا انہوں نے روزہ نہ رکھے اور ہر روزے کے بدلے میں ایک مسکین کو ایک مُد گیہوں دے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مُد سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اہل علم نے کہا ہے اس پر قضا لازم ہے نہ فدیہ جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص تم میں سے بیمار یا مسافر ہو تو وہ اور دنوں میں قضا کرے اور یہ حمل کا خوف بھی ایک مرض ہے امراض میں سے۔

فائدہ: مگر ابن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک عورت حاملہ اور مرضعہ پر جب وہ فدیہ دے چکے روزہ کی قضا نہیں ہے اور یہ بھی ایک روایت ہے امام مالکؒ سے۔ باقی ائمہ کے نزدیک عورت حاملہ اور مرضعہ کو اگر اپنے لڑکے کا خوف ہو تو وہ روزہ نہ رکھیں پھر اس کی قضا کر لیں فدیہ دینا ضروری

(۶۲۰) موقوف صحيح: بيهقي (۲۷۱/٤) ' (۸۳۰۲ ' ۸۳۲۱) معرفة السنن والآثار (۴۱۵/۳)۔

(۶۲۱) موقوف صحيح: دار قطني (۲۰۶/۲) ' (۲۳۶۳) بيهقي (۲۳۰/٤) ' (۸۰۷۹)۔

نہیں ہے۔ (زرقانی)

۶۲۲۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَنْ كَانَ عَلَيْهِ قَضَاءُ رَمَضَانَ فَلَمْ يَقْضِهِ وَهُوَ قَوِيٌّ عَلَى صِيَامِهِ حَتَّى جَاءَ رَمَضَانُ آخَرُ فَإِنَّهُ يُطْعِمُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِينًا مُدًّا مِنْ حِنْطَةٍ وَعَلَيْهِ مَعَ ذَلِكَ الْقَضَاءُ۔

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے وہ کہتے تھے جس شخص پر رمضان کی قضا لازم ہو پھر وہ قضا نہ کرے یہاں تک کہ دوسرا رمضان آ جائے اور وہ قادر رہا ہو روزے پر تو ہر روزے کے بدلے میں ایک ایک مسکین کو ایک ایک مد گیہوں کا دے اور قضا بھی رکھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

۶۲۳۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ مِثْلُ ذَلِكَ۔

امام مالکؒ کو سعید بن جبیرؒ سے بھی ایسا ہی پہنچا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: مگر ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کے نزدیک وہ شخص دوسرے رمضان کے روزے ادا کرے پھر پہلے رمضان کے روزوں کی قضا کر لے اور بعضوں کے نزدیک دوسرے رمضان کے روزے رکھ لے اور اگلے رمضان کے روزوں کا فدیہ دے اور قضا اس پر نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک فدیہ دینا ضروری نہیں ہے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ کلام اللہ میں ذکر نہ ہونا ضرر نہیں کرتا جب حدیث سے فدیہ ثابت ہے مگر حدیث مرفوع بھی کوئی اس باب میں نہیں پائی جاتی البتہ دارقطنی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور سعید بن منصور نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور عبدالرزاق نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے فدیہ کو نقل کیا ہے۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ فدیہ دینا چھ صحابیوں سے منقول ہے اور اُن کا خلاف کسی سے ثابت نہیں ہے۔

باب جامع قضاء الصيام — روزوں کی قضا کے بیان میں

۶۲۴۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ إِنْ كَانَ لَيَكُونُ عَلَيَّ الصِّيَامُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا أَسْتَطِيعُ أَصُومُهُ حَتَّى يَأْتِيَ شَعْبَانُ۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میرے اوپر روزے ہوتے تھے رمضان کے اور میں قضا رکھ نہیں سکتی تھی یہاں تک کہ شعبان آ جاتا۔

فائدہ: آپ کو قضا رکھنا اس واسطے ممکن نہ ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے بہت محبت فرماتے اور اکثر مخالفت کرتے اور شعبان میں حضرت بھی روزے رکھتے تھے جب آپ بھی رکھ لیتیں۔

---

(٦٢٣) مقطوع ضعيف: عبدالرزاق (٢٢٢/٤ ـ ٢٢٣) رقم (٧٥٧٩)۔

(٦٢٤) بخاری (١٩٥٠) كتاب الصوم: باب متى يقضى قضاء رمضان، مسلم (١١٤٦) أبو داود (٢٣٩٩) ترمذی (٧٨٣) نسائی (٢٣١٩) ابن ماجه (١٦٦٩) أحمد (١٢٤/٦)، (٢٥٤٤١)۔

باب صیام الیوم الذی یشك فیه — یوم شک کے روزے کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ انہوں نے اہل علم سے سنا وہ منع کرتے تھے شک کے دن روزہ رکھنے سے شعبان میں جب نیت رمضان کی ہو اور وہ یہ کہتے تھے کہ اگر کسی نے روزہ رکھا شعبان میں شک کے روز بغیر چاند دیکھے ہوئے۔ پھر کسی معتبر شخص نے گواہی دی کہ وہ دن رمضان کا تھا تو اس پر قضا اس روزہ کی لازم ہے۔ البتہ نفل روزہ رکھنے میں کچھ قباحت نہیں ہے۔ امام مالکؒ نے کہا کہ ہم نے اپنے شہر میں اہل علم کو یہی کہتے ہوئے پایا۔

فائدہ: اصحاب سنن نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے شک کے دن روزہ رکھا تو اس نے نافرمانی کی ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ ابوالقاسم کنیت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ اس حدیث سے مطلق روزہ کی ممانعت شک کے روز معلوم ہوتی ہے اس وجہ سے اس دن روزہ نہ رکھنا بہتر ہے ایسا ہی رمضان کے استقبال یا تعظیم کے واسطے ایک دن یا دو دن پیشتر سے روزہ رکھنا مکروہ ہے صحیحین میں مرفوعاً مروی ہے کہ رمضان کا استقبال مت کرو ایک دن یا دو دن پہلے روزہ رکھ کر۔

باب جامع الصیام — روزے کے مختلف مسائل کا بیان

۶۲۵۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ لَا يَصُومُ وَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ قَطُّ إِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَأَيْتُهُ فِي شَهْرٍ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِي شَعْبَانَ ۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے تھے اب افطار نہ کریں گے اور پھر افطار کرتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے تھے اب روزہ نہ رکھیں گے اور میں نے نہیں دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ کسی مہینہ کے پورے روزے رکھے ہوں سوا رمضان کے اور کسی مہینے میں شعبان سے زیادہ روزے نہ رکھتے تھے۔

۶۲۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((الصِّيَامُ جُنَّةٌ فَإِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ صَائِمًا فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ فَإِنِ امْرُؤٌ قَاتَلَهُ أَوْ شَاتَمَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ إِنِّي صَائِمٌ)) ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ ڈھال ہے تو جب تم میں سے کوئی روزہ دار

(٦٢٥) بخاری (١٩٦٩) کتاب الصوم: باب صوم شعبان، مسلم (١١٥٦) أبو داود (٢٤٣٤) نسائی (٢٣٥١) ابن ماجه (١٧١٠) أحمد (١٠٧/٦)، (٢٥٢٦٤)۔

(٦٢٦) بخاری (١٨٩٤) کتاب الصوم: باب فضل الصوم، مسلم (١١٥١) أبو داود (٢٣٦٣) نسائی (٢٢١٦) ابن ماجه (١٦٩١) أحمد (٢٥٧/٢)، (٧٤٨٤) دارمی (١٧٧١)۔

ہوتو چاہیے کہ بے ہودہ نہ بکے اور جہالت نہ کرے اگر کوئی شخص اسے گالیاں بکے یا لڑے تو کہہ دے میں روزہ دار ہوں میں روزہ دار ہوں۔

فائدہ: روزہ کو ڈھال اس لیے کہا جیسے ڈھال لڑائی میں صدموں سے بچاتی ہے اسی طرح روزہ گناہوں سے بچاتا ہے کیونکہ شہوت کو کم کرتا ہے۔

۶۲۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ إِنَّمَا يَذَرُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ وَشَرَابَهُ مِنْ أَجْلِي فَالصِّيَامُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ كُلُّ حَسَنَةٍ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ إِلَّا الصِّيَامَ فَهُوَ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ))۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! البتہ روزہ دار کے منہ کی بو زیادہ پسند ہے مشک کی بو سے اللہ جل جلالہ کے نزدیک۔ کیونکہ وہ چھوڑ دیتا ہے اپنی خواہشوں کو اور کھانے کو اور پانی کو میرے واسطے تو وہ روزہ میرے واسطے ہے اور میں اس کا بدلہ دوں گا جو نیکی ہے اس کا ثواب دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ملے گا مگر روزہ وہ میرے واسطے ہے اور اس کا ثواب میں ہی دوں گا۔

فائدہ: بعضوں نے کہا مراد اس بو سے وہ بو ہے جو قیامت کے روز روزہ داروں کے منہ سے آئے گی اور ایک حدیث ضعیف میں یہ مضمون آیا ہے اور بعضوں نے کہا دنیا و آخرت دونوں جگہ کی بو مقصود ہے۔

فائدہ: یہ اللہ جل جلالہ کا کلام ہے یعنی میرے حکم کے ادا کرنے کے لیے۔

فائدہ: اور نیکیوں کا ثواب سات سو گنا تک ملے گا اور روزہ کا ثواب اس سے بھی زیادہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ یہاں پر صابرون سے صائمون یعنی روزہ دار مراد ہیں۔ اکثر مفسرین کے نزدیک اگرچہ سب نیک اعمال خدا ہی کے لیے ہیں اور وہی اُن کا بدلہ دے گا مگر روزے کے فعل میں ریا نہیں یا وہ سب اعمال سے درجے میں زیادہ مقدم ہے اس وجہ سے اس کو خاص کیا اور فرمایا وہ میرے لیے ہے میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔

۶۲۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کیے جاتے ہیں اور شیطان باندھے جاتے ہیں۔

---

(٦٢٧) بخاری (١٩٠٤) کتاب الصوم : باب هل يقول انی صائم اذا شتم ' مسلم (١١٥١) ترمذی (٧٦٤) نسائی (٢٢١٥) ابن ماجه (١٦٣٨) أحمد (٢٥٧/٢) (٨٤٨٥ ' ٧٤٨٥) دارمی (١٧٧٠) ۔

(٦٢٨) بخاری (١٨٩٩) كتاب الصوم : باب هل يقال رمضان أو شهر رمضان ' مسلم (١٠٧٩) ترمذی (٦٨٢) نسائی (٢٠٩٧) ابن ماجه (١٦٤٢) أحمد (٢٨١/٢) ' (٧٧٦٧) ۔

فائدہ: یعنی مومنین کو تکلیف نہیں پہنچا سکتے یا اُن کو معاصی کی طرف متوجہ نہیں کر سکتے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ میں نے سنا اہل علم سے کہ مسواک کرنا روزہ دار کو مکروہ نہیں ہے کسی وقت ہو اول روز یا آخر روز میں اور میں نے کسی اہل علم سے نہیں سنا جو مسواک کرنا مکروہ جانتا ہو یا اس کو منع کرتا ہو۔

فائدہ: بلکہ مسواک کرنا روزے میں مستحب جانتے ہیں اور عطا اور شافعی اور مجاہد اور اسحاق اور ابو ثور نے آخر روز میں مسواک کو مکروہ کہا ہے روزہ دار کے واسطے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا رمضان کے بعد شوال میں چھ روزے رکھنا۔ میں نے کسی اہل علم کو نہیں دیکھا جو یہ روزے رکھتا ہو اور نہ سلف سے مجھے یہ پہنچا بلکہ اہل علم مکروہ جانتے ہیں ان روزوں کو اور خوف کرتے ہیں اس بدعت سے کہ ایسا نہ ہو لوگ رمضان کے روزوں میں ان روزوں کو ملا دیں اگر اہل علم سے رخصت پائیں اور ان کو یہ روزے رکھتے ہوئے دیکھیں۔

فائدہ: (چھ روزوں سے مراد ہیں) جن کو لوگ شش عید ستہ شوال کہتے ہیں۔

فائدہ: یہ تقریر امام مالکؒ کی مسلم نہیں ہو سکتی اس واسطے کہ صحیح مسلم میں اور سنن میں ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص روزے رکھے رمضان کے پھر چھ روزے رکھے شوال میں تو گویا اس نے تمام عمر روزے رکھے۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ امام مالکؒ نے ان روزوں کو اس لیے مکروہ کہا کہ لوگ اُن کو واجب سمجھ کر رمضان میں نہ ملا دیں اور جو کوئی شخص صرف ثواب کے لیے نفل سمجھ کر رکھے تو مکروہ نہیں ہیں۔ اس تقریر سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اگر کسی کام کی اصل شرع سے ثابت بھی ہو اور لوگ اس کو حد سے بڑھا دیں نفل کو فرض کر دیں یا مباح کو ثواب سمجھیں تو اسے ممانعت کرنا چاہیے۔ افسوس یہ ہے کہ روزہ کی سی عبادت جس کے ثواب کا یہ حال ہے اور حدیث صحیح سے بھی ثابت ہے اس خوف سے علمائے دین اس کو مکروہ جانیں اور اس کے کرنے سے منع کریں اور اس زمانے کے لوگ اپنے دل سے نکالی ہوئی باتوں کو یا اپنے پیروں کے لیے اصل تراشے ہوئے کاموں کو جزو دین سمجھتے ہیں اور اس کے نہ کرنے والے کو بُرا جانتے ہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا میں نے کسی عالم کو نہیں دیکھا جو جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع کرتا ہو بلکہ جمعہ کے روز روزہ رکھنا بہتر ہے اور بعض اہل علم کو میں نے جمعہ کے دن روزہ رکھتے دیکھا بلکہ میں نے دیکھا کہ وہ جمعہ کا خیال رکھتے تھے روزہ کے واسطے۔

فائدہ: جمعہ کے روز روزہ رکھنا مستحب ہے ترمذی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے میں تین روزے رکھتے تھے یعنی ۱۳۔۱۴۔۱۵ کو اور کم ایسا ہوتا تھا کہ روزہ نہ رکھیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی جمعہ کے روز بے روزہ نہ دیکھا مگر بعض علماء نے اکیلا روزہ جمعہ کا مکروہ رکھا ہے بہ سبب اس حدیث کے جو صحیحین میں مروی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی تم میں سے روزہ نہ رکھے جمعہ کے روز مگر یہ کہ روزہ رکھے ایک دن قبل اس کے یا بعد اس کے اور جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے (زرقانی) صحیح یہ ہے کہ اکیلا روزہ جمعہ کا مکروہ ہے اور یہی مذہب ہے احمد اور اسحاق کا۔

باب ما جاء في ليلة القدر — شب قدر کا بیان

۶۲۹۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْوُسْطَ

(٦٢٩) بخاري (٨١٣) كتاب الأذان : باب السجود على الأنف والسجود على الطين' مسلم (١١٦٧) أبو داود (١٣٨٢) نسائي (١٣٥٦) ابن ماجه (١٧٦٦) أحمد (٧/٣) ـ

مِنْ رَمَضَانَ فَاعْتَكَفَ عَامًا حَتَّى إِذَا كَانَ لَيْلَةَ إِحْدَى وَعِشْرِينَ وَهِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِي يَخْرُجُ فِيهَا مِنْ صُبْحِهَا مِنْ اعْتِكَافِهِ قَالَ مَنْ اعْتَكَفَ مَعِي فَلْيَعْتَكِفْ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ وَقَدْ رَأَيْتُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ أُنْسِيتُهَا وَقَدْ رَأَيْتُنِي أَسْجُدُ مِنْ صُبْحِهَا فِي مَاءٍ وَطِينٍ فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ وَالْتَمِسُوهَا فِي كُلِّ وِتْرٍ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَأُمْطِرَتْ السَّمَاءُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عَلَى عَرِيشٍ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَأَبْصَرَتْ عَيْنَايَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ وَعَلَى جَبْهَتِهِ وَأَنْفِهِ أَثَرُ الْمَاءِ وَالطِّينِ مِنْ صُبْحِ لَيْلَةِ إِحْدَى وَعِشْرِينَ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اعتکاف کیا کرتے تھے بیچ دہے میں رمضان کے تو ایک سال اعتکاف کیا جب اکیسویں رات آئی جس کی صبح کو آپ اعتکاف سے باہر آیا کرتے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے تو چاہیے اور دس دن تک اخیر دہے میں اعتکاف کرے اور میں نے شب قدر کو معلوم کیا تھا پھر میں بھلا دیا گیا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے دیکھا کہ میں شب قدر کی صبح کو سجدہ کرتا ہوں کیچڑ اور پانی میں۔ پس ڈھونڈھو تم اس کو اخیر دہے میں ہر طاق رات میں۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسی رات پانی برسا اور مسجد کی چھت پتوں اور شاخوں کی تھی تو ٹپکی مسجد۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا میری دونوں آنکھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے اور پیشانی اور ناک مبارک پر آپ کے مٹی اور پانی کا نشان تھا۔ اکیسویں شب کی صبح کو۔

فائدہ: تو معلوم ہوا کہ وہی رات شب قدر ہے اس لیے کہ نشانی اس کی صبح نکلی آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں اس کی صبح کو پانی اور مٹی میں سجدہ کرتا ہوں ایسا ہی ہوا۔

۶۳۰۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ))۔

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ڈھونڈو تم شب قدر کو رمضان کی اخیر دس راتوں میں۔

۶۳۱۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ڈھونڈھو تم شب قدر کو رمضان کے آخر کی سات

---

(۶۳۰) بخاری (۲۰۱۷) كتاب صلاة التراويح : باب تحرى ليلة القدر فى الوتر من العشر الأواخر' مسلم (۱۱۶۹) ترمذی (۷۹۲) أحمد (۵۶/۶) (۲۴۷۹۶)۔

(۶۳۱) بخاری (۲۰۱۵) كتاب صلاة التراويح : باب التماس ليلة القدر فى السبع الأواخر' مسلم (۱۱۶۵) أبو داود (۱۳۸۵) نسائی فی الكبرى (۳۴۰۰) أحمد (۱۱۳/۲)' (۵۹۳۲) دارمی (۱۷۸۳)۔

راتوں میں۔

۶۳۲۔ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُنَيْسٍ الْجُهَنِيَّ قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي رَجُلٌ شَاسِعُ الدَّارِ فَمُرْنِي لَيْلَةً أَنْزِلُ لَهَا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((انْزِلْ لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ مِنْ رَمَضَانَ))۔

حضرت ابوالنضر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن اُنیس جہنی نے کہا رسول اللہ ﷺ سے۔ یارسول اللہ! میرا گھر دور ہے تو ایک رات مقرر کیجیے کہ اس رات میں اس مسجد میں رہوں اور عبادت کروں۔ فرمایا آپ ﷺ نے تیئسویں شب کو رمضان میں۔

۶۳۳۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ فَقَالَ ((إِنِّي أُرِيتُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ فِي رَمَضَانَ حَتَّى تَلَاحَى رَجُلَانِ فَرُفِعَتْ فَالْتَمِسُوهَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آئے رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس اور فرمایا کہ مجھے شب قدر معلوم ہوگئی تھی مگر دو آدمیوں نے غل مچایا تو میں بھول گیا پس ڈھونڈو اس کو اکیسویں اور تیئسویں اور پچیسویں شب میں یا انتیسویں اور ستائیسویں اور پچیسویں میں۔

۶۳۴۔ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رِجَالًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنِّي أَرَى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيَهَا فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ))۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ چند صحابہ نے شب قدر کو دیکھا خواب میں رمضان کی اخیر سات راتوں میں تو فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میں دیکھتا ہوں کہ خواب تمہارا موافق ہوا میرے خواب کے رمضان کی اخیر سات راتوں میں سو جو کوئی تم میں سے شب قدر کو ڈھونڈنا چاہے تو ڈھونڈے اخیر کی سات راتوں میں۔

۶۳۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ مَنْ يَثِقُ بِهِ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيَ

---

(٦٣٢) مسلم (١١٦٨) كتاب الصيام : باب فضل ليلة القدر والحث على طلبها ' أبو داود (١٣٧٩) نسائي في الكبرى (٣٤٠١) أحمد (٤٩٥/٣) (١٦١٤١)۔

(٦٣٣) بخاري (٢٠٢٣) كتاب صلاة التراويح : باب رفع معرفة ليلة القدر لتلاحي الناس ' نسائي في الكبرى (٣٣٩٥) أحمد (٣١٣/٥) (٢٣٠٤٨) دارمي (١٧٨١)۔

(٦٣٤) بخاري (٢٠١٥) كتاب صلاة التراويح : باب التماس ليلة القدر في السبع الأواخر ' مسلم (١١٦٥) أبو داود (١٣٨٥) نسائي في الكبرى (٣٣٩٩) أحمد (٥/٢ ـ ٦) (٤٤٩٩) دارمي (١٧٨٣)۔

أَعْمَارَ النَّاسِ قَبْلَهُ أَوْ مَا شَاءَ اللّٰهُ مِنْ ذَلِكَ فَكَأَنَّهُ تَقَاصَرَ أَعْمَارَ أُمَّتِهِ أَنْ لَا يَبْلُغُوا مِنَ الْعَمَلِ مِثْلَ الَّذِي بَلَغَ غَيْرُهُمْ فِي طُولِ الْعُمْرِ فَأَعْطَاهُ اللّٰهُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ۔

امام مالکؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا ایک شخص عام معتبر سے کہتے تھے رسول اللہ ﷺ کو اگلے لوگوں کی عمریں بتلائی گئیں جتنا اللہ کو منظور تھا تو آپ ﷺ نے اپنی امت کی عمروں کو کم سمجھا اور خیال کیا کہ یہ لوگ اُن کے برابر عمل نہ کر سکیں گے پس دی آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے شب قدر جو بہتر ہے ہزار مہینے سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **ضعیف** ہے۔

فائدہ: مگر اس شب قدر کو چھپایا ظاہر نہیں کیا تا کہ لوگ مشتاق رہیں اور ہر شب کو عبادت کریں۔ جیسے صلوٰۃ وسطیٰ اور ساعتِ جمعہ کو چھپایا یہ حدیث اُن چار حدیثوں میں سے ہے جو سوا موطا کے اور کتابوں میں نہیں پائی جاتیں۔

۶۳۶۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَقُولُ مَنْ شَهِدَ الْعِشَاءَ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ فَقَدْ أَخَذَ بِحَظِّهِ مِنْهَا۔

امام مالکؒ کو پہنچا سعید بن مسیّب کہتے تھے جو شخص حاضر ہوا عشاء کی جماعت میں شب قدر کو تو اس نے ثواب شب قدر کا حاصل کر لیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **ضعیف** ہے۔

فائدہ: اس حدیث کو بیہقی اور طبرانی اور خطیب نے مرفوعاً ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابوامامہ رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ شب قدر میں چالیس قول ہیں سب میں صحیح یہ ہے کہ شب قدر رمضان میں ہے اور پھر رمضان کی اخیر راتوں میں ہے اور پھر اخیر دس راتوں میں سے ستائیسویں شب ہے باقی اقوال اور کتابوں میں مذکور ہیں۔ كَمُلَ الصِّيَامُ بِحَمْدِ اللّٰهِ دَعَوْنِهِ ۔ پوری ہوئی کتاب روزہ کی شکر خدا کا اس کی مدد سے۔

---

(٦٣٥) ضعيف : بيهقى فى شعب الإيمان (٣٦٦٧) ابن عبد البر فى الاستذكار (١٠/٣٤٢) -

(٦٣٦) مقطوع ضعيف : بيهقى فى شعب الإيمان (٣٧٠٤) -

(18) کتاب الاعتکاف

کتاب اعتکاف کے بیان میں

باب ذکر الاعتکاف — اعتکاف کا بیان

٦٣٧۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اعْتَكَفَ يُدْنِي إِلَيَّ رَأْسَهُ فَأُرَجِّلُهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةِ الْإِنْسَانِ ۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف میں ہوتے تو جھکا دیتے سر اپنا میری طرف سو میں کنگھی کر دیتی اور گھر میں نہ آتے مگر حاجت ضروری کے واسطے۔

فائدہ: جیسے پیشاب پاخانہ یا غسل جمعہ کیونکہ بے ضرورت اگر کوئی مسجد سے نکل جائے تو اعتکاف اس کا باطل ہو جاتا ہے۔

٦٣٨۔ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ إِذَا اعْتَكَفَتْ لَا تَسْأَلُ عَنِ الْمَرِيضِ إِلَّا وَهِيَ تَمْشِي لَا تَقِفُ ۔

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا جب اعتکاف کرتیں تو بیمار پرسی نہ کرتیں مگر چلتے چلتے، ٹھہرتی نہیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو شخص اعتکاف کرے وہ کسی کام کو نہ نکلے اور نہ جائے اور نہ مدد کرے کسی کی مگر حاجت ضروری کے واسطے نکلے اور اگر معتکف کو کسی کام کے لیے نکلنا درست ہوتا تو چاہیے تھا کہ بیمار پرسی یا نماز جنازہ یا دفن کے واسطے نکلنا درست ہوتا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اعتکاف درست نہیں ہوتا جب تک معتکف بیمار پرسی یا نماز جنازہ کے لیے گھروں میں جانے سے نہ بچے اور نہ نکلے مگر حاجت ضروری کے لیے۔

٦٣٩۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ، عَنِ الرَّجُلِ يَعْتَكِفُ هَلْ يَدْخُلُ لِحَاجَتِهِ تَحْتَ سَقْفٍ فَقَالَ نَعَمْ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ ۔

---

(٦٣٧) بخاری (٢٠٢٩) کتاب الأعتكاف : باب لا يدخل البيت الا لحاجة ' مسلم (٢٩٧) أبو داود (٢٤٦٧) ترمذی (٨٠٤) نسائی (٣٨٦) ابن ماجه (١٧٧٦) أحمد (٨١/٦) (٢٥٠٢٦) دارمی (١٠٦٦) ۔

(٦٣٨) موقوف صحيح : نسائی فی الکبری (٣٣٧١) ابن ماجه (١٧٧٦) أحمد (٨١/٦) (٢٥٠٢٦) معرفة السنن والآثار (٤٦٣/٣) ۔

امام مالکؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے پوچھا ابن شہاب سے کہ معتکف کو پٹے ہوئے مکان میں حاجت ضروری کو جانا درست ہے بولے ہاں درست ہے کچھ حرج نہیں۔

فائدہ: یہی مذہب ہے مالکؒ اور شافعیؒ اور ابوحنیفہؒ کا اور بعض لوگوں کے نزدیک اگر چھت دار مکان میں پاخانہ یا پیشاب کو جائے گا تو اعتکاف باطل ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک حکم یہ ہے جس میں کچھ اختلاف نہیں کہ اعتکاف اس مسجد میں مکروہ نہیں ہے جس میں جمعہ ہوتا ہے اور جن میں جمعہ نہیں ہوتا اُن میں اعتکاف اسی وجہ سے مکروہ ہے کہ نماز جمعہ کے لیے نکلنا پڑے گا یا جمعہ ترک کرنا ہوگا سو اگر کوئی شخص ایسا ہو جس پر جمعہ فرض نہیں ہے اور وہ اعتکاف کرے اس مسجد میں جس میں جمعہ نہیں ہوتا کچھ قباحت نہیں ہے اس لیے کہ اللہ جل جلالہٗ نے فرمایا ﴿وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ﴾ ۔اور کسی مسجد کو خاص نہیں کیا۔ کہا مالکؒ نے اسی وجہ سے جس پر جمعہ واجب نہیں ہے اس کو اعتکاف کرنا اس مسجد میں جہاں جمعہ نہیں ہوتا درست ہے۔ کہا مالکؒ نے معتکف رات کو نہ رہے مگر مسجد میں جہاں اس نے اعتکاف کیا ہے البتہ اگر اس کا خیمہ مسجد کے صحن میں ہو تو وہاں رہنا درست ہے۔ کہا مالکؒ نے میں نے یہ نہیں سنا کہ معتکف خیمہ کھڑا کرے رات کے رہنے کے لیے مگر مسجد یا اس کے صحن میں اور اس پر دلالت کرتا ہے قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف کرتے تو گھر میں نہ جاتے مگر حاجت ضروری کے واسطے۔ کہا مالکؒ نے مسجد کی چھت پر یا مینار پر اعتکاف کرنا درست نہیں ہے۔ کہا مالکؒ نے جس شخص کو اعتکاف کرنا کسی جگہ منظور ہو تو قبل غروب آفتاب کے وہاں داخل ہو جائے تاکہ جس رات اس کو اعتکاف کرنا منظور ہے وہ پوری پوری ہاتھ آئے۔

فائدہ: اور اوزاعیؒ لیث اور ثوری کے نزدیک بعد نماز فجر کے داخل ہو اس واسطے کہ صحیحین میں مروی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کرتے رمضان کے اخیر دہے میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک خیمہ لگا دیتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر کی پڑھ کر اس میں چلے جاتے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا معتکف کو سوا اپنے اعتکاف کے دوسرا شغل مثل تجارت وغیرہ کے درست نہیں ہے البتہ اگر کسی کام کی ضرورت ہو تو اپنے لوگوں سے کہہ سکتا ہے مثلاً کوئی بات متعلق ہو اپنے پیشہ یا تجارت کے یا خانگی کوئی کام ہو یا کوئی چیز بیچنا ہو یا اور کچھ کام تو دوسروں سے کہہ سکتا ہے اس طرح پر کہ دل اس کا اس میں مشغول نہ ہو جائے اور وہ کام خفیف ہو۔ کہا مالکؒ نے میں نے کسی اہل علم سے نہیں سنا جو اعتکاف میں کسی شرط کو لگاتا ہو بلکہ اعتکاف بھی ایک عمل ہے اعمال خیر میں سے مثل نماز اور روزہ اور حج کے۔ فرائض ہوں یا نوافل جو شخص کوئی عمل خیر کرے تو چاہیے کہ طریقہ سنت کا اختیار کرے اور یہ بات درست نہیں ہے کہ کوئی طریقہ نیا نکالے جو اگلے مسلمانوں میں نہ تھا نہ کوئی شرط ایجاد کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کیا اور مسلمانوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتکاف کو دیکھ کر اس کا طریقہ پہچان لیا۔ کہا مالکؒ نے اعتکاف اور جوار ایک ہیں اسی طرح اعتکاف صحرائی اور شہری آدمی کا یکساں ہے تمام احکام میں۔

باب ما لا يجوز الاعتكاف إلا به جس کے بدون اعتکاف درست نہیں اس کا بیان

۶۴۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَنَافِعًا مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَا لَا اعْتِكَافَ إِلَّا

بِصِيَامٍ بِقَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي كِتَابِهِ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ فَإِنَّمَا ذَكَرَ اللّٰهُ الْاعْتِكَافَ مَعَ الصِّيَامِ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت قاسم بن محمد اور نافع مولیٰ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے دونوں کہتے تھے کہ اعتکاف بغیر روزے کے درست نہیں ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا اپنی کتاب میں کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ سفید دھاری معلوم ہونے لگے سیاہ دھاری سے فجر کی۔ تمام کرو روزوں کو رات تک اور نہ چمٹو اپنی عورتوں سے جب تم اعتکاف سے ہو مسجدوں میں تو ذکر کیا اللہ جل جلالہ نے اعتکاف کا روزے کے ساتھ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک یہی حکم ہے کہ اعتکاف بغیر روزے کے درست نہیں ہے۔

فائدہ: عبدالرزاق نے بہ اسناد صحیح ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی روایت کیا اور یہی قول ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور عروہ اور شعبی اور زہری اور ابو حنیفہ کا۔ اور علی رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت تابعین کے نزدیک اعتکاف بدون روزے کے بھی درست ہے۔

باب خروج المعتكف الى العيد — معتکف کا نماز عید کے لیے نکلنا

۶۴۱۔ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اعْتَكَفَ فَكَانَ يَذْهَبُ لِحَاجَتِهِ تَحْتَ سَقِيفَةٍ فِي حُجْرَةٍ مُغْلَقَةٍ فِي دَارِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ ثُمَّ لَا يَرْجِعُ حَتَّى يَشْهَدَ الْعِيدَ مَعَ الْمُسْلِمِينَ ۔

حضرت سمی مولیٰ ابی بکر سے روایت ہے کہ ابو بکر بن عبدالرحمٰن اعتکاف کرتے تو جاتے وقتِ حاجت ضروری کے واسطے ایک چھت دار کوٹھری میں جو بند رہتی خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے گھر میں۔ پھر نہ نکلتے اعتکاف سے یہاں تک کہ حاضر ہوتے عید میں ساتھ مسلمانوں کے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی جب عید آتی تو اعتکاف ختم کرتے اور عید کی نماز پڑھ کر اپنے گھر میں آتے اور بعضوں کا قول یہ ہے کہ اعتکاف کو ختم کرے بعد غروب آفتاب کے اخیر دن میں رمضان کے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا بعض اہل علم کو جب اعتکاف کرتے رمضان کے اخیر دہے میں تو اپنے گھروں میں نہ آتے یہاں تک کہ عید الفطر کی نماز مسلمانوں کے ساتھ ادا کر لیتے۔ کہا مالکؒ نے مجھ کو ایسا ہی پہنچا ہے۔ اہل علم اور اہل فضل سے جو گزر گئے

(٦٤٠) مقطوع ضعيف: عبدالرزاق (٣٥٣/٤ - ٣٥٥) ابن ابی شيبة (٣٣٤/٢) ۔

ہیں اور یہ قول مجھ کو نہایت پسند ہے۔

باب قضاء الاعتکاف اعتکاف کی قضا کا بیان

۶۴۲۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ فَلَمَّا انْصَرَفَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ فِيهِ وَجَدَ أَخْبِيَةً خِبَاءَ عَائِشَةَ وَخِبَاءَ حَفْصَةَ وَخِبَاءَ زَيْنَبَ فَلَمَّا رَآهَا سَأَلَ عَنْهَا فَقِيلَ لَهُ هَذَا خِبَاءُ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَزَيْنَبَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آلْبِرَّ تَقُولُونَ بِهِنَّ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَعْتَكِفْ حَتَّى اعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارادہ کیا اعتکاف کا۔ جب آئے آپ ﷺ اس جگہ میں جہاں اعتکاف کرنا چاہتے تھے پائے آپ نے کئی خیمے۔ ایک خیمہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اور ایک خیمہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا اور ایک خیمہ زینب رضی اللہ عنہا کا۔ تو پوچھا آپ ﷺ نے یہ کن کے خیمے ہیں؟ لوگوں نے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا اور زینب رضی اللہ عنہا کے۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کیا تم نیکی کا گمان کرتے ہو ان عورتوں کے ساتھ پھر لوٹ آئے آپ ﷺ اور اعتکاف نہ کیا اور شوال کے دس روز میں اعتکاف کیا۔

فائدہ: مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے خیمہ اپنا توڑ ڈالا آپ ﷺ نے سب بیبیوں کو اعتکاف کی اجازت نہیں دی تھی اور وہاں سب جمع ہو گئیں تو آپ ﷺ خفا ہوئے یا یہ غرض ہے کہ معلوم نہیں ان عورتوں کی نیت خالص ہے یعنی خدا کی عبادت مقصود ہے یا میری نزدیکی چاہنے کی وجہ سے یہاں پر جمع ہوئی ہیں۔ بعض کہتے ہیں آپ ﷺ نے اعتکاف نہ کیا اور خیمہ اُکھاڑ ڈالا۔ اس وجہ سے کہ اگر آپ ﷺ وہاں رہتے تو مردوں کا زیادہ اجتماع ہوتا اور بیبیوں کو آنے جانے میں دقت ہوتی۔ بعض کہتے ہیں کہ اعتکاف سے مقصود یہ ہے کہ آدمی اپنے مال واسباب اور بیبیوں سے جدا ہو کر مسجد میں رہے اور چونکہ سب بیبیاں وہاں جمع تھیں اس وجہ سے مقصود اعتکاف کا حاصل نہ ہوتا تھا سو آپ ﷺ نے اعتکاف نہ کیا یا مسجد میں تنگی ہو جانے کا خوف تھا اور نمازیوں کو تکلیف ہونے کا خیال تھا اس وجہ سے آپ نے اعتکاف نہ کیا' واللہ اعلم بالصواب۔ (زرقانی)

مسئلہ: امام مالکؒ سے کہا گیا جو شخص رمضان کے اخیر دہے میں اعتکاف شروع کرے پھر ایک یا دو دن کے بعد بیمار ہو جائے اور مسجد سے چلا جائے تو کیا وہ قضا کرے اُن دنوں کی جتنے دن باقی رہے تھے جب تندرست ہو جائے یا قضا نہ کرے اور جو قضا کرے تو کس مہینے میں۔ تو مالکؒ نے جواب دیا کہ قضا کرے اُن دنوں کی جب اچھا ہو جائے رمضان میں یا اور کسی مہینے میں۔ کہا مالکؒ نے مجھ کو رسول اللہ ﷺ سے پہنچا کہ آپ ﷺ نے اعتکاف کا ارادہ کیا پھر آپ ﷺ لوٹ آئے اور اعتکاف نہ کیا یہاں تک کہ بعد رمضان کے اعتکاف کیا شوال میں دس روز تک۔ کہا مالکؒ نے اعتکاف نفل اور فرض کا ایک حال ہے جو کام درست ہیں دونوں میں درست ہیں اور جو منع ہیں دونوں میں منع ہیں اور رسول اللہ ﷺ سے مجھے یہی پہنچا کہ اعتکاف آپ کا نفل تھا۔ کہا مالکؒ نے اگر عورت اعتکاف کرے پھر اس کو حیض آ جائے تو وہ اپنے گھر چلی آئے پھر جب پاک ہو مسجد میں جائے اور دیر نہ کرے اور بنا کرے پہلے اعتکاف پر۔ کہا مالکؒ نے ایسے ہی جس عورت پر دو ماہ کے روزے

---

(٦٤٢) بخاري (٢٠٣٤) كتاب الاعتكاف : باب الأخبية في المسجد ' مسلم (١١٧٢) أبو داود (٢٤٦٤) ترمذي (٧٩٠) نسائي (٧٠٩) ابن ماجه (١٧٧١) أحمد (٨٤/٦) ' (٢٥٠٥١)۔

پے در پے واجب ہوں اور اس کو حیض آ جائے تو روزے نہ رکھے مگر حیض سے پاک ہوتے ہی پھر روزے شروع کر دے اور دیر نہ کرے۔

۶۴۳۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَذْهَبُ لِحَاجَةِ الْإِنْسَانِ فِي الْبُيُوتِ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاجت ضروری کے لیے گھروں میں آتے تھے اعتکاف کی حالت میں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ معتکف جنازہ کے ساتھ نہ جائے اگر چہ اس کے ماں باپ کا جنازہ ہو یا کسی اور کا۔

باب النكاح في الاعتكاف — اعتکاف میں نکاح کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر معتکف اعتکاف کی حالت میں اپنا عقد کرے تو کچھ قباحت نہیں ہے مگر مساس درست نہیں ہے اسی طرح عورت بھی حالت اعتکاف میں صرف عقد کر سکتی ہے نہ مساس۔ اور معتکف کو اپنی بی بی سے جو کام دن میں منع ہے وہی رات کو بھی منع ہے۔

فائدہ: یعنی بہ شہوت اپنی عورت کو چھونا یا اس سے جماع کرنا نہ دن کو درست ہے نہ رات کو البتہ بلا شہوت کسی کام کے واسطے چھو سکتا ہے کیونکہ اوپر حدیث گزری کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں کنگھی کیا کرتی تھیں اور آپ اعتکاف کی حالت میں ہوتے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ معتکف کو درست نہیں کہ اپنی بی بی سے جماع کرے یا اس سے کسی طرح کی لذت اٹھائے مثلاً بوسہ لے یا اور کچھ کرے۔ کہا مالکؒ نے میں نے کسی سے نہیں سنا جو اس امر کو منع کرتا ہو کہ معتکف مرد اور معتکفہ عورت اپنا نکاح پڑھ لیں۔ اعتکاف میں البتہ یہ ضرور ہے کہ جماع نہ کریں اسی طرح روزہ دار کو درست ہے کہ روزے میں نکاح کرے اور معتکف اور محرم میں یعنی جو شخص احرام باندھے ہو حج یا عمرہ کا فرق یہ ہے کہ محرم کھائے اور پیے اور بیمار پرسی کو جائے اور جنازہ کے ساتھ جائے اور خوشبو نہ لگائے اور معتکف خوشبو لگائے تیل ڈالے اگر چاہے تو بال کتروائے مگر جنازہ کے ساتھ نہ جائے اور نماز نہ پڑھے جنازہ کی اور نہ بیمار پرسی کرے تو ان دونوں کا حکم نکاح میں بھی مختلف ہے۔ کہا مالکؒ نے یہ احکام اس طریقے کے بموجب ہیں جو سلف میں تھا نکاح محرم اور معتکف اور صائم میں۔

---

(٦٤٣) (٦٤٣) بخاری (٢٠٢٩) كتاب الاعتكاف : باب لا يدخل البيت الا لحاجة ' مسلم (٢٩٧) أبو داود (٢٤٦٧) ترمذی (٨٠٤) نسائی فی الکبری (٣٣٦٩) ابن ماجه (١٧٧٦) أحمد (٨١/٦) ' (٢٥٠٢٦) -



(19) كتاب الزكاة

کتاب زکوٰۃ کے بیان میں

فائدہ: جب نماز اور روزے سے فراغت ہوئی تو زکوٰۃ کا بیان شروع کیا اس واسطے کہ نماز اور روزہ دونوں عبادت بدنی ہیں اور زکوٰۃ عبادت مالی اور بدنی کو مقدم ہے مالی پر۔

باب ما تجب فيه الزكاة — جن مالوں میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اُن کا بیان

۶۴۴۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ يَقُولُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَيْسَ فِيمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُوْنَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُوْنَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ))۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے اور پانچ اوقیوں سے جو چاندی کم ہو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے اور پانچ وسق سے جو غلہ کم ہو اس میں زکوٰۃ نہیں۔

فائدہ: ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے تو پانچ اوقیہ کے دوسو درہم ہوئے جس کی ساڑھے باون تولہ چاندی ہوتی ہے اور ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور صاع کا بیان اُوپر گزر چکا ہے۔

۶۴۵۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَيْسَ فِيمَا دُوْنَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُوْنَ خَمْسِ أَوَاقِيَّ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةٌ))۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کھجور پانچ وسق سے کم ہو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے اور جو چاندی پانچ اوقیہ سے کم ہو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے اور پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

۶۴۶۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ كَتَبَ إِلَى عَامِلِهِ عَلَى دِمَشْقَ فِي الصَّدَقَةِ إِنَّمَا الصَّدَقَةُ فِي الْحَرْثِ وَالْعَيْنِ وَالْمَاشِيَةِ قَالَ مَالِكٌ وَلَا تَكُوْنُ الصَّدَقَةُ إِلَّا فِي ثَلَاثَةِ أَشْيَاءَ فِي الْحَرْثِ وَالْعَيْنِ وَالْمَاشِيَةِ۔

---

(٦٤٤) بخاري (١٤٠٥) كتاب الزكاة : باب ما أدى زكاته فليس بكنز، مسلم (٩٧٩) أبو داود (١٥٥٨) ترمذي (٦٢٦) نسائي (٢٤٤٥) ابن ماجه (١٧٩٣) أحمد (٦/٣) (٤٤، ١٠) دارمي (١٦٣٣)۔

(٦٤٥) أيضاً۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے لکھا اپنے عامل کو دمشق میں کہ زکوٰۃ سونے چاندی اور زراعت اور جانوروں میں ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ صدقہ نہیں ہوتا مگر تین چیزوں میں زراعت اور سونا چاندی اور جانوروں میں۔

باب الزکاۃ فی العین من الذهب والورق سونے اور چاندی کی زکوٰۃ کا بیان

٦٤٧۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُقْبَةَ مَوْلَى الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَأَلَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ مُكَاتَبٍ لَهُ قَاطَعَهُ بِمَالٍ عَظِيمٍ هَلْ عَلَيْهِ فِيهِ زَكَاةٌ فَقَالَ الْقَاسِمُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ لَمْ يَكُنْ يَأْخُذُ مِنْ مَالٍ زَكَاةً حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ قَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا أَعْطَى النَّاسَ أَعْطِيَاتِهِمْ يَسْأَلُ الرَّجُلَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ مَالٍ وَجَبَتْ عَلَيْكَ فِيهِ الزَّكَاةُ فَإِذَا قَالَ نَعَمْ أَخَذَ مِنْ عَطَائِهِ زَكَاةَ ذَلِكَ الْمَالِ وَإِنْ قَالَ لَا أَسْلَمَ إِلَيْهِ عَطَائَهُ وَلَمْ يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا۔

حضرت محمد بن عقبہ نے پوچھا قاسم بن محمد بن ابی بکر سے کہ میں نے اپنے مکاتب سے مقاطعت کی ہے۔ ایک مال عظیم پر تو کیا زکوٰۃ اس میں واجب ہے۔ قاسم بن محمد نے کہا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کسی مال میں سے زکوٰۃ نہ لیتے تھے۔ جب تک ایک سال اس پر نہ گزرتا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب لوگوں کو اُن کے وظیفے دیتے تو پوچھ لیتے کہ تم پر کسی مال کی زکوٰۃ واجب ہے اگر وہ کہتا ہاں تو اسی وظیفے میں سے زکوٰۃ نکال لیتے اور جو کہتا نہیں تو اس کو وظیفہ دے دیتے اور کچھ اس میں سے نہ لیتے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جس سے مولیٰ (مالک) یہ کہے کہ اگر تو مجھے اتنا مال اتنی مدت میں ادا کرے تو تو آزاد ہے اور وہ غلام اس کو قبول کرلے اور مقاطعت یہ ہے کہ بعوض اس مال کے کسی قدر مال پر جو نقد ٹھہرے راضی ہو جائے۔

فائدہ: یعنی سالانہ تنخواہیں جب تقسیم ہوتیں تو تنخواہ والوں سے رقم زکوٰۃ مجرا لے لیتے اگر ان پر زکوٰۃ واجب ہوتی اور یہ رقم زکوٰۃ اس مال کی زکوٰۃ تھی جو اُن کے پاس پہلے سے تھا نہ اس تنخواہ کی زکوٰۃ کیونکہ مال پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی جب تک اس پر ایک سال پورا نہ گزرے۔

٦٤٨۔ عَنْ قُدَامَةَ بْنِ مَظْعُونٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ إِذَا جِئْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ أَقْبِضُ عَطَائِي سَأَلَنِي هَلْ عِنْدَكَ مِنْ مَالٍ وَجَبَتْ عَلَيْكَ فِيهِ الزَّكَاةُ قَالَ فَإِنْ قُلْتُ نَعَمْ أَخَذَ مِنْ عَطَائِي زَكَاةَ ذَلِكَ الْمَالِ وَإِنْ قُلْتُ لَا دَفَعَ إِلَيَّ عَطَائِي۔

---

(٦٤٧) موقوف ضعيف :عبدالرزاق (٧٥/٤، ٧٠٦) (٧٠٢٤) بيهقى (١٠٩/٤) الشافعى فى الام (١٧/٢)۔

(٦٤٨) موقوف صحيح :عبدالرزاق (٧٧/٤) (٧٠٢٩)، بيهقى (١٠٩/٤)، (٧٣٥٥)۔

حضرت قدامہ بن مظعون سے روایت ہے کہ جب میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس اپنی سالانہ تنخواہ لینے آتا تو مجھ سے پوچھتے کہ تمہارے پاس کوئی ایسا مال ہے جس پر زکوۃ واجب ہو اگر میں کہتا ہاں تو تنخواہ میں سے زکوۃ اس مال کی مجرا لیتے اور جو کہتا نہیں تو تنخواہ دے دیتے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

۶۴۹۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ لَا تَجِبُ فِي مَالٍ زَكَاةٌ حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ ـ

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کسی مال میں زکوۃ واجب نہیں ہوتی جب تک اس پر پورا سال نہ گزرے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کو ابن عبدالبر نے تمہید میں مرفوعاً ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے مگر رفع اس کا ضعیف ہے اور وقف صحیح ہے لیکن اجماع کیا مجتہدین نے اس امر پر اور یہ اجماع بے پرواہ کرتا ہے رفع سے۔(زرقانی)

۶۵۰۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ أَوَّلُ مَنْ أَخَذَ مِنَ الْأَعْطِيَةِ الزَّكَاةَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ ـ

ابن شہاب نے کہا کہ سب سے پہلے معاویہ رضی اللہ عنہ نے تنخواہوں میں سے زکوۃ لی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت **صحیح** ہے۔

فائدہ: یعنی تنخواہ کی زکوۃ تقسیم کے وقت لے لیتے یہ امر خلفائے راشدین سے منقول نہیں ہے اور خلاف ہے حدیث کے اور اجماع صحابہ کے اس واسطے اس پر عمل نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک سنت اتفاقی یہ ہے کہ زکوۃ جیسے دوسو درہم میں واجب ہوتی ہے ویسے ہی بیس دینار میں سونے کے واجب ہوتی ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر بیس دینار اس قدر وزن میں ہلکے ہوں کہ ان کی قیمت پوری بیس دینار کو نہ پہنچے تو اس میں زکوۃ نہیں ہے اگر بیس سے زیادہ ہوں اور قیمت اُن کی پورے بیس دینار کی ہو تو اس میں زکوۃ واجب ہے اور بیس دینار سے کم میں زکوۃ نہیں ہے۔کہا مالکؒ نے اسی طرح اگر دوسو درہم اسی وزن میں کم ہوں کہ اُن کی قیمت پورے دوسو درہم کو نہ پہنچے تو اُن میں بھی زکوۃ نہیں ہے البتہ اگر دوسو سے زیادہ ہوں اور پورے پورے دوسو درہموں کے برابر ہو جائیں تو زکوۃ واجب ہے لیکن اگر یہ دینار اور درہم جو وزن میں ہلکے ہوں پورے دینار اور درہم کے برابر چلتے ہوں تو اُن میں زکوۃ واجب ہے۔کہا مالکؒ نے ایک شخص کے پاس ایک سو ساٹھ درہم پورے ہیں اور اس کے شہر میں آٹھ درہ کو ایک دینار ملتا ہے تو زکوۃ واجب نہ ہوگی کیونکہ زکوۃ جب واجب ہوتی ہے جب اس کے پاس بیس دینار یا دوسو درہم موجود ہوں۔

فائدہ: اگرچہ ساٹھ درہم کے بحساب اس نرخ کے بیس دینار ہو گئے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک شخص کے پاس پانچ دینار تھے سو اس نے اس میں تجارت کی اور سال ختم نہیں ہوا تھا کہ وہ اس مقدار کو

---

(٦٤٩) موقوف صحيح : عبدالرزاق (٧٧/٤) '(٧٠٣٠) بيهقي (١٠٩/٤) '(٧٣٥٦) ترمذي (٦٣١) ـ

(٦٥٠) مقطوع صحيح : بيهقي (١٠٩/٤) معرفة السنن والآثار (٢٥٣/٣) الشافعي في الام (١٧/٢) ـ

پہنچ گئے جتنے میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس کو زکوٰۃ دینا پڑے گی اگر چہ سال کے ختم ہونے کے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد وہ دینار اس مقدار کو پہنچے ہوں پھر اس میں زکوٰۃ نہ ہوگی جب تک دوسرا سال ختم نہ ہوگا۔

فائدہ: یہ قول امام مالکؒ کا ہے اور دوسرے مجتہدین اس کے خلاف ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جس تاریخ کو نصاب پورا ہوا اس تاریخ سے لے کر ایک سال کے بعد زکوٰۃ دینا ہوگی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک شخص کے پاس دس دینار تھے اس میں اس نے تجارت کی اور سال گزرتے گزرتے وہ بیس دینار کو پہنچ گئے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی یہ نہ ہوگا کہ وہ انتظار کرے ایک سال گزرنے کا جب سے بیس دینار کو پہنچے ہیں۔ کیونکہ سال اس پر جب گزرا تو اس کے پاس بیس دینار تھے پھر دوبارہ اس میں زکوٰۃ نہ ہوگی۔ جب تک دوسرا سال نہ گزرے۔ کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ امر اجماعی ہے کہ غلاموں کی مزدوری اور کرایہ میں اور مکاتب کے بدل کتابت میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے قلیل ہو یا کثیر جب تک مالک کے قبضے میں یہ چیزیں نہ جائیں اور اس پر ایک سال نہ گزر جائے۔ کہا مالکؒ نے سونا اور چاندی میں اگر کئی حصہ دار ہوں تو جس کا حصہ بیس دینار یا دو سو درہم تک پہنچے گا اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی اور جس کا حصہ اس سے کم ہوگا اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی اور جو سب کے حصے نصاب ہوں لیکن کسی کا حصہ زیادہ کسی کا کم ہو تو ہر ایک سے زکوٰۃ اس کے حصے کے موافق لی جائے گی بشرطیکہ ہر ایک کا حصہ نصاب کو پہنچے اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ کہا مالکؒ نے یہ قول مجھے بہت پسند ہے۔ کہا مالکؒ نے اگر کسی شخص کا چاندی اور سونا متفرق لوگوں کے پاس ہو تو وہ سب کو جمع کر کے اس کی زکوٰۃ نکالے۔ کہا مالکؒ نے جس شخص نے سونا چاندی کمایا تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے جب تک ایک سال نہ گزرے جس روز سے اس کو کمایا ہے۔

باب الزكاة في المعادن کانوں کی زکوٰۃ کا بیان

۶۵۱۔ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ لِبِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ مَعَادِنَ الْقَبَلِيَّةِ وَهِيَ مِنْ نَاحِيَةِ الْفُرْعِ فَتِلْكَ الْمَعَادِنُ لَا يُؤْخَذُ مِنْهَا إِلَى الْيَوْمِ إِلَّا الزَّكَاةُ ـ

کئی ایک لوگوں سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جاگیر کر دی تھیں بلال رضی اللہ عنہ بن حارث مزنی کو کانیں قبلیہ کی جو فرع کی طرف ہیں تو اُن کانوں سے آج تک کچھ نہیں لیا جاتا سوا زکوٰۃ کے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا میں تو یہ جانتا ہوں کہ کانوں میں سے جو مال برآمد ہو اس میں سے کچھ نہ لیا جائے جب تک قیمت اس کی بیس دینار یا دو سو درہم کو نہ پہنچے البتہ جب اس قدر مال نکلے تو اس میں زکوٰۃ لی جائے اور جو اس سے بھی زیادہ کا ہو تو اس کے حساب سے زکوٰۃ لی جائے جب تک کان سے آمدنی جاری ہو اور جب آمدنی بند ہو جائے پھر شروع ہو تو زکوٰۃ بھی پھر شروع ہوگی جیسے پہلے آمدنی میں شروع ہوتی تھی۔ کہا مالکؒ نے کان مثل زراعت کے ہے جیسے زراعت میں جب مال پیدا ہو تو زکوٰۃ لی جائے اسی طرح کان میں مال برآمد ہو تو زکوٰۃ لی جائے سال گزرنا ضروری نہیں ہے۔

(۶۵۱) ضعيف: أبو داود (۳۰۶۱) كتاب الخراج والامارة والفيء، بيهقى (۱۵۲/٤) شرح السنة (٦/٦٠) ـ

فائدہ: مگر فرق یہ ہے کہ زراعت میں دسواں حصہ یا زیادہ لیا جاتا ہے۔ اور کان میں چالیسواں حصہ لیا جائے گا۔

باب زكاة الركاز — دفینے کی زکوٰۃ کا بیان

۶۵۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((فِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رکاز میں پانچواں حصہ لیا جائے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اس میں کچھ اختلاف ہمارے نزدیک نہیں ہے اور میں نے اہل علم سے بھی سنا ہے کہ رکاز دفینہ ہے کافروں کے دفینوں میں سے جب وہ بغیر محنت کثیر اور روپیہ خرچ کیے ہوئے مل جائے سو اگر روپیہ خرچ ہو کر یا بڑی محنت سے ملے اور کبھی ملتا ہو کبھی نہ ملتا ہو تو اس کو رکاز نہ کہیں گے۔

فائدہ: پس اس میں خمس واجب نہ ہوگا بلکہ زکوٰۃ واجب ہوگی۔

باب ما لا زكاة فيه من الحلي والتبر والعنبر — بیان اُن چیزوں کا جن میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے جیسے زیور اور سونے چاندی کا ڈلا اور عنبر

۶۵۳۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تَلِي بَنَاتَ أَخِيهَا يَتَامَى فِي حَجْرِهَا لَهُنَّ الْحَلْيُ فَلَا تُخْرِجُ مِنْ حُلِيِّهِنَّ الزَّكَاةَ۔

حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا پرورش کرتی تھیں اپنے بھائی محمد بن ابی بکر کی یتیم بیٹیوں کو اور اُن کے پاس زیور تھے تو نہیں نکالتی تھیں اس میں سے زکوٰۃ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **صحیح** کہا ہے۔

۶۵۴۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُحَلِّي بَنَاتَهُ وَجَوَارِيَهُ الذَّهَبَ ثُمَّ لَا يُخْرِجُ مِنْ حُلِيِّهِنَّ الزَّكَاةَ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی بیٹیوں اور لونڈیوں کو سونے کا زیور پہناتے تھے اور اُن کے زیوروں میں سے زکوٰۃ نہیں نکالتے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: کیونکہ زیور میں زکوٰۃ نہیں ہے یہی مذہب ہے ائمہ ثلاثہ کا اور اکثر علماء کا ہے۔ اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس کی زکوٰۃ واجب ہے اور

---

(٦٥٢) بخاري (١٤٩٩) كتاب الزكاة : باب في الركاز الخمس، مسلم (١٧١٠) أبو داود (٣٠٨٥) ترمذي (٦٤٢) نسائي (٢٤٩٧) ابن ماجه (٢٥٠٩) أحمد (٢٣٩/٢) (٧٢٥٣) دارمي (١٦٦٨)۔

(٦٥٣) موقوف صحيح : عبدالرزاق (٧٠٥٢) ابن أبي شيبة (١٠١٨٨) بيهقي (١٣٨/٤)۔

(٦٥٤) موقوف صحيح : عبدالرزاق (٧٠٤٧) ابن أبي شيبة (١٧٣/٤) بيهقي (١٣٨/٤)۔

اس حدیث کی تاویل یہ ہے کہ یتیم کے مال میں زکوٰۃ نہیں ہے نہ صغیر کے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جس کے پاس سونے یا چاندی کا ڈلا ہو اور اس سے نفع نہ لیا جاتا ہو مثل پہننے وغیرہ کے تو اس کی زکوٰۃ واجب ہے۔ ہر سال اس میں سے چالیسواں حصہ لیا جائے گا مگر جب بیس دینار یا دو سو درہم سے وزن میں کم ہو تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی بلکہ زکوٰۃ اسی صورت میں ہوگی جب نصاب کے مقدار ہو اور اس سے منفعت نہ لی جائے لیکن وہ ڈلا جس سے زیور بنانا مقصود ہو یا ٹوٹا ہوا زیور جس کا درست کرنا منظور ہو تو وہ مثل اسباب خانگی کے ہے اس میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ کہا امام مالکؒ نے موتی اور مشک اور عنبر میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

باب زكاة أموال اليتامى والتجارة لهم فيها — یتیم کے مال کی زکوٰۃ کا بیان اور اس میں تجارت کرنے کا ذکر

۶۵۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ اتَّجِرُوا فِي أَمْوَالِ الْيَتَامَى لَا تَأْكُلُهَا الزَّكَاةُ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تجارت کرو یتیموں کے مال میں تاکہ زکوٰۃ اُن کو تمام نہ کرے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ یتیم کے مال میں زکوٰۃ واجب ہے اور یہی قول ہے جمہور علماء کا اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

۶۵۶۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ قَالَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَلِينِي وَأَخًا لِي يَتِيمَيْنِ فِي حَجْرِهَا فَكَانَتْ تُخْرِجُ مِنْ أَمْوَالِنَا الزَّكَاةَ۔

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا پرورش کرتی تھیں میری اور میرے بھائی کی، دونوں یتیم تھے اُن کی گود میں تو نکالتی تھیں ہمارے مالوں میں سے زکوٰۃ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے وہ تاویل جو ابو حنیفہؒ نے زیور کی زکوٰۃ نہ نکالنے میں کی تھی رد ہوگئی۔

۶۵۷۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تُعْطِي أَمْوَالَ الْيَتَامَى الَّذِينَ فِي حَجْرِهَا مَنْ يَتَّجِرُ لَهُمْ فِيهَا۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا یتیموں کا مال تجار کو دیتی تھیں تاکہ وہ اس میں تجارت کریں۔

---

(۶۵۵) موقوف صحیح: عبدالرزاق (۶۹۸۹) ابن أبي شيبة (۱۰۱۱۷) الدار قطنی (۱۰۹/۲)، (۱۹۵۴) بیهقی (۱۰۷/۴)، (۷۳۴۰)۔

(۶۵۶) موقوف صحیح: عبدالرزاق (۶۹۸۴) ابن ابی شیبة (۱۰۱۱۴) بیهقی (۱۰۸/۴)، (۷۳۴۵)۔

(۶۵۷) موقوف صحیح: عبدالرزاق (۶۹۸۳) ابن ابی شیبة (۱۰۱۱۴، ۱۰۱۱۸)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

۶۵۸۔ **عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ اشْتَرَى لِبَنِي أَخِيهِ يَتَامَى فِي حَجْرِهِ مَالًا فَبِيعَ ذَلِكَ الْمَالُ بَعْدُ بِمَالٍ كَثِيرٍ۔**

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی کے یتیم لڑکوں کے واسطے کچھ مال خریدا پھر وہ مال بڑی قیمت کو بکا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ یتیم کے مال میں تجارت کرنا کچھ بُرا نہیں ہے جب ولی یتیم کا معتبر دیانت دار ہو اور اس پر تاوان لازم نہ ہوگا اگر نقصان ہو۔

باب زكاة الميراث — ترکہ کی زکوٰۃ کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک شخص مر گیا اور اس نے اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دی تو اس کے تہائی مال سے زکوٰۃ وصول کی جائے نہ زیادہ اس سے اور یہ زکوٰۃ مقدم ہوگی اس کی وصیتوں پر کیونکہ زکوٰۃ مثل دین (قرض) کے ہے اس پر اسی واسطے وصیت پر مقدم کی جائے گی مگر یہ حکم جب ہے کہ میت نے وصیت کی ہو زکوٰۃ ادا کرنے کی اگر وہ وصیت نہ کرے لیکن وارث اس کے ادا کریں تو بہتر ہے مگر اُن کو ضروری نہیں۔ کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک سنت اتفاقی یہ ہے کہ وارث پر زکوٰۃ واجب نہیں اس مال کی جو وارث کی رُو سے اس کو پہنچا نہ دین میں نہ اسباب میں نہ گھر میں نہ غلام میں نہ لونڈی میں۔ البتہ ترکے میں سے جب کسی شے کو بیچے اور اس کی بیع پر یا زرِ ثمن کے وصول پر ایک سال گزر جائے تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔ کہا امام مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ وارث پر اس مال کی جو وراثت کی رو سے اس کو پہنچا زکوٰۃ واجب نہیں ہے یہاں تک کہ ایک سال اس پر گزر رے۔

باب الزكاة في الدين — دَین کی زکوٰۃ کا بیان

۶۵۹۔ **عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَ يَقُولُ هَذَا شَهْرُ زَكَاتِكُمْ فَمَنْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَلْيُؤَدِّ دَيْنَهُ حَتَّى تَحْصُلَ أَمْوَالُكُمْ فَتُؤَدُّونَ مِنْهُ الزَّكَاةَ۔**

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے تھے یہ مہینہ تمہاری زکوٰۃ کا ہے تو جس شخص پر کچھ قرض ہو تو چاہیے کہ قرض اپنا ادا کر دے اور باقی جو مال بچ رہے اس کی زکوٰۃ ادا کرے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو بخاری کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: (یہ مہینہ) یعنی رمضان کا مہینہ۔

فائدہ: جو شخص مدیون ہو اس کا یہی حکم ہے کہ بعد ادائے دین کے جس قدر مال اس کے پاس بچے اس کی زکوٰۃ ادا کرے (بشرطیکہ وہ نصاب کو پہنچتا ہو)۔

---

(٦٥٩) موقوف صحيح: عبدالرزاق (٧٠٨٦) ابن أبي شيبة في المصنف (١٠٥٥٥) بيهقي في السنن الكبرى (١٤٨/٤) شرح السنة للبغوي (٥٤/٦)۔

۶۶۰۔ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ أَبِي تَمِيمَةَ السَّخْتِيَانِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ فِي مَالٍ قَبَضَهُ بَعْضُ الْوُلَاةِ ظُلْمًا يَأْمُرُ بِرَدِّهِ إِلَى أَهْلِهِ وَيُؤْخَذُ زَكَاتُهُ لِمَا مَضَى مِنَ السِّنِينَ ثُمَّ عَقَّبَ بَعْدَ ذَلِكَ بِكِتَابٍ أَنْ لَا يُؤْخَذَ مِنْهُ إِلَّا زَكَاةٌ وَاحِدَةٌ فَإِنَّهُ كَانَ ضِمَارًا ۔

حضرت ایوب بن ابی تمیمہ سختیانی سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے لکھا ایک مال کے باب میں جس کو بعض حکام نے ظلم سے چھین لیا تھا کہ پھیر دیں اس کو مالک کو اور اس میں سے زکوٰۃ اُن برسوں کی جو گزر گئے وصول کر لیں اس کے بعد ایک نامہ لکھا کہ زکوٰۃ اُن برسوں کی نہ لی جائے کیونکہ وہ مال ضمار تھا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: ضمار اس مال کو کہتے ہیں جس کے وصول کی امید نہ رہے جیسے وہ مال جس کو حاکم ظالم چھین لے یا کوئی شخص قرض لے کر مکر جائے اور گواہ نہ ہوں۔ ایسے مال میں یہ حکم ہے کہ جب وصول ہو اس وقت سے جب ایک سال گزرے زکوٰۃ واجب ہوگی اور پیشتر سال ہائے گزشتہ کی جن میں وہ مال ضمار تھا زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

۶۶۱۔ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ أَنَّهُ سَأَلَ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ عَنْ رَجُلٍ لَهُ مَالٌ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ مِثْلُهُ أَعَلَيْهِ زَكَاةٌ فَقَالَ لَا ۔

حضرت یزید بن خصیفہ سے روایت ہے کہ انہوں نے پوچھا سلیمان بن یسار سے ایک شخص کے پاس مال ہے لیکن اسی قدر قرض ہے کیا زکوٰۃ اس پر واجب ہے؟ بولے نہیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک اس حکم میں اختلاف نہیں کہ قرض کی زکوٰۃ واجب نہیں جب تک وہ وصول نہ ہو جائے۔ سو اگر قرض قرضدار پر کئی برس تک رہا پھر وصول ہوا تو ایک ہی سال کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اگر جتنا قرض وصول ہوا ہے وہ نصاب سے کم ہو تو اس میں زکوٰۃ واجب نہ ہوگی مگر اس صورت میں کہ اس شخص کے پاس اور مال بھی ہو سو اس میں ملا کر اس کی بھی زکوٰۃ دے اگر اس کے پاس اور کوئی مال نقد نہ ہو لیکن مدیوں پر اور قرض باقی ہو تو ابھی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی لیکن جس قدر وصول ہوا ہے اس کو یاد رکھے۔ بعد اس کے اگر اتنا وصول ہوا کہ نصاب پورا ہو گیا اس وقت زکوٰۃ لازم ہوگی۔ اگر اس نے اس مال کو جو پیشتر وصول ہوا تھا تلف کر دیا تب بھی زکوٰۃ واجب ہوگی جب بعد کو اس قدر وصول ہو گیا کہ اس سے نصاب پورا ہو جائے پھر جب اس کو بیس دینار یا دو سو درہم کے موافق وصول ہو گیا تو زکوٰۃ لازم ہوگی اب اس کے بعد کسی قدر قلیل یا کثیر وصول کرے۔ زکوٰۃ اس کے حساب سے بڑھتی جائے گی۔ کہا مالکؒ نے جو ہم نے بیان کیا کہ دین کئی برس تک وصول نہیں ہوتا پھر وصول ہو تو ایک سال کی زکوٰۃ لازم ہوگی اس پر دلیل یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس مال تجارت برسوں تک رہتا ہے جب اس کو بیچتا ہے تو اس کے زرِ ثمن پر ایک ہی زکوٰۃ واجب ہوگی اس لیے کہ صاحب دین یا صاحب مال پر یہ امر لازم نہیں کہ زکوٰۃ اس مال یا دین کی دوسرے

---

(٦٦٠) مقطوع ضعيف : عبدالرزاق (٧١٢٧) ابن ابی شيبة (١٠٦١٤) بيهقی (١٥٠/٤) ۔

(٦٦١) مقطوع صحيح : بيهقی فی السنن الكبری (١٤٨/٤) رقم (٧٦١٤) ۔

مال سے نکالے بلکہ زکوٰۃ ہر مال کی اسی مال سے نکالی جائے نہ یہ کہ زکوٰۃ ایک شے کی دوسری شے میں سے دی جائے۔ کہا مالکؒ نے جس حکم میں ہمارے نزدیک اختلاف نہیں ہے وہ یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس اسباب اس قدر ہے جو اس کے ادائے دین کو کافی ہے اور نقد روپیہ اس کے سوا ہے تو وہ نقد روپے کی زکوٰۃ دے۔ کہا مالکؒ نے اگر نقد اور جنس ملا کر دونوں اس کے قرض کے برابر ہوں تو زکوٰۃ اس پر واجب نہ ہوگی جب تک کہ نقد اس کے دین سے فاضل نہ ہو اور نصاب نہ ہو۔ جب ایسا ہو تو اس کے لیے زکوٰۃ دے۔

باب زکاۃ العروض — اموالِ تجارت کی زکوٰۃ کا بیان

۶۶۲۔ عَنْ زُرَيْقِ بْنِ حَيَّانَ وَكَانَ زُرَيْقٌ عَلَى جَوَازِ مِصْرَ فِي زَمَانِ الْوَلِيدِ وَسُلَيْمَانَ وَعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَذَكَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ إِلَيْهِ أَنْ انْظُرْ مَنْ مَرَّ بِكَ مِنْ الْمُسْلِمِينَ فَخُذْ مِمَّا ظَهَرَ مِنْ أَمْوَالِهِمْ مِمَّا يُدِيرُونَ مِنْ التِّجَارَاتِ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ دِينَارًا دِينَارًا فَمَا نَقَصَ فَبِحِسَابِ ذَلِكَ حَتَّى يَبْلُغَ عِشْرِينَ دِينَارًا فَإِنْ نَقَصَتْ ثُلُثَ دِينَارٍ فَدَعْهَا وَلَا تَأْخُذْ مِنْهَا شَيْئًا وَمَنْ مَرَّ بِكَ مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ فَخُذْ مِمَّا يُدِيرُونَ مِنْ التِّجَارَاتِ مِنْ كُلِّ عِشْرِينَ دِينَارًا دِينَارًا فَمَا نَقَصَ فَبِحِسَابِ ذَلِكَ حَتَّى يَبْلُغَ عَشَرَةَ دَنَانِيرَ فَإِنْ نَقَصَتْ ثُلُثَ دِينَارٍ فَدَعْهَا وَلَا تَأْخُذْ مِنْهَا شَيْئًا وَاكْتُبْ لَهُمْ بِمَا تَأْخُذُ مِنْهُمْ كِتَابًا إِلَى مِثْلِهِ مِنْ الْحَوْلِ۔

حضرت زریق بن حیان سے روایت ہے اور وہ مقرر تھے مصر کے محصول خانہ پر ولید اور سلیمان بن عبدالملک اور عمر بن عبدالعزیز کے زمانے میں کہ عمر بن عبدالعزیز نے لکھا ان کو جو شخص گزرے اوپر تیرے مسلمانوں میں سے تو جو مال اُن کا ظاہر ہو اموال تجارت میں سے تو لے اس میں سے ہر چالیس دینار میں سے ایک دینار یعنی چالیسواں حصہ اور جو چالیس دینار سے کم ہو تو اسی حساب سے بیس دینار تک اگر بیس دینار سے ایک تہائی دینار بھی کم ہو تو اس مال کو چھوڑ دے اس میں سے کچھ نہ لے اور جو تیرے اوپر کوئی ذمہ گزرے تو اس کے مال تجارت میں سے ہر بیس دینار میں سے ایک دینار لے جو کم ہو اسی حساب سے دس دینار تک اگر دس دینار سے ایک تہائی دینار بھی کم ہو تو کچھ نہ لے اور جو کچھ تو لے اس کی ایک ایک رسید سال تمام کے واسطے لکھ دے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **حسن** ہے۔

فائدہ: تا کہ پھر اس پر محصول نہ لگے یہی قول ہے شافعیؒ اور ابوحنیفہؒ کا۔ اور امام مالکؒ کے نزدیک جب محصول خانہ پر گزر کرے اگرچہ ایک ہی سال میں کئی بار تو اس سے محصول لیا جائے۔ مسلمانوں سے چالیسواں حصہ محصول لیا جاتا ہے اور کافران ذمی سے بیسواں حصہ اور کفار حربی سے دسواں حصہ لینا چاہیے۔ ایسا ہی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حکم دیا تھا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ ایک بار جب تاجر نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی پھر اس مال کے عوض میں اسباب کپڑا یا لونڈی غلام وغیرہ خرید کیا پھر ایک سال پورا ہونے کے اول اس کو بیچ ڈالا زکوٰۃ دینے کی تاریخ سے اور جو اس نے اس مال کو کوئی

---

(۶۶۲) مقطوع حسن: شافعی فی مسندہ (ص ۹۷) عبدالرزاق (۶/۹۶) بیہقی (۹/۲۱۱) ابو عبید فی الاموال (۵۱۵، ۵۱۶) الشافعی فی الام (۲/۴۶)۔

سال تک نہ بچا تو اس پر زکوۃ نہ ہوگی جب بچے گا تو ایک ہی زکوۃ دینا پڑے گی۔ کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ اگر ایک شخص نے سونے یا چاندی کے عوض میں گیہوں یا کھجور خریدے تجارت کے واسطے پھر مال پڑا رہا یہاں تک کہ سال گزر گیا جب مال بکا تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی اگر نصاب کے مقدار ہو اس کی مثال زراعت کی یا میوہ توڑنے کی سی نہ ہوگی۔

فائدہ: کیونکہ زراعت جب کاٹی جائے اور میوہ درخت کا جب تیار ہو کر اتارا جائے اس میں دسواں حصہ دینا پڑے گا اگرچہ سال میں دو دو بار ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس تاجر کے پاس مال تجارت ہے لیکن نقد اس کے پاس اس قدر جمع نہیں ہوتا کہ اس میں زکوٰۃ واجب ہو تو برس میں ایک مہینہ کے اندر اسباب کی قیمت اور نقد دونوں کو ملا کر دیکھیں گے اگر نصاب کے مقدار ہو تو اس میں زکوٰۃ واجب ہوگی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا خواہ کوئی تجارت کرے خواہ نہ کرے مال میں ہر سال ایک ہی بار زکوٰۃ لازم ہوگی۔

باب ما جاء في الكنز — کنز کے بیان میں

۶۶۳۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَهُوَ يُسْأَلُ عَنِ الْكَنْزِ مَا هُوَ فَقَالَ هُوَ الْمَالُ الَّذِي لَا تُؤَدَّى مِنْهُ الزَّكَاةُ۔

عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کسی نے پوچھا کنز کسے کہتے ہیں جواب دیا کنز وہ مال ہے جس کی زکوٰۃ نہ دی جائے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: کلام اللہ میں ایسے مال والے پر دُکھ کی مار لکھی ہے۔ وہ مال جلایا جائے گا آگ میں اور اس سے صاحب مال داغا جائے گا۔ (معاذ اللہ)

۶۶۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ مَالٌ لَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيبَتَانِ يَطْلُبُهُ حَتَّى يُمْكِنَهُ يَقُولُ أَنَا كَنْزُكَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے تھے جس شخص کے پاس مال ہو اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے روز وہ مال ایک گنجے سانپ کی صورت بنے گا جس کی دو آنکھوں پر سیاہ داغ ہوں گے اور ڈھونڈے گا اپنے مالک کو یہاں تک کہ پائے گا اس کو۔ پھر کہے گا اس سے میں تیرا مال ہوں جس کی زکوٰۃ تو نے نہیں دی تھی۔

فائدہ: بخاری نے اس حدیث کو مرفوعاً روایت کیا۔

(٦٦٣) موقوف صحيح: بيهقي (٧٣/٤) ' (٧٢٣٢) ابن ماجه (١٧٨٧) الشافعي في المسند (٤٠٧/١) وفي الام (٥٧/٢) معرفة السنن والآثار (٢١٢/٣)۔

(٦٦٤) بخاري (١٤٠٣) كتاب الزكاة: باب اثم مانع الزكاة ' مسلم (٩٨٧) أبو داود (١٦٥٨) نسائي (٢٤٤٢) ابن ماجه (١٧٨٦) أحمد (٣٥٥/٢) ' (٨٦٤٦)۔

باب صدقة الماشية — زکوۃ چار پایوں کی

٦٦٥۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ قَرَأَ كِتَابَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي الصَّدَقَةِ قَالَ فَوَجَدْتُ فِيهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ كِتَابُ الصَّدَقَةِ فِي أَرْبَعٍ وَعِشْرِينَ مِنَ الْإِبِلِ فَدُونَهَا الْغَنَمُ فِي كُلِّ خَمْسٍ شَاةٌ وَفِيمَا فَوْقَ ذَلِكَ إِلَى خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ ابْنَةُ مَخَاضٍ فَإِنْ لَمْ تَكُنِ ابْنَةُ مَخَاضٍ فَابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٌ وَفِيمَا فَوْقَ ذَلِكَ إِلَى خَمْسٍ وَأَرْبَعِينَ بِنْتُ لَبُونٍ وَفِيمَا فَوْقَ ذَلِكَ إِلَى سِتِّينَ حِقَّةٌ طَرُوقَةُ الْفَحْلِ وَفِيمَا فَوْقَ ذَلِكَ إِلَى خَمْسٍ وَسَبْعِينَ جَذَعَةٌ وَفِيمَا فَوْقَ ذَلِكَ إِلَى تِسْعِينَ ابْنَتَا لَبُونٍ وَفِيمَا فَوْقَ ذَلِكَ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ حِقَّتَانِ طَرُوقَتَا الْفَحْلِ فَمَا زَادَ عَلَى ذَلِكَ مِنَ الْإِبِلِ فَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ بِنْتُ لَبُونٍ وَفِي كُلِّ خَمْسِينَ حِقَّةٌ وَفِي سَائِمَةِ الْغَنَمِ إِذَا بَلَغَتْ أَرْبَعِينَ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ شَاةٌ وَفِيمَا فَوْقَ ذَلِكَ إِلَى مِائَتَيْنِ شَاتَانِ وَفِيمَا فَوْقَ ذَلِكَ إِلَى ثَلَاثِ مِائَةٍ ثَلَاثُ شِيَاهٍ فَمَا زَادَ عَلَى ذَلِكَ فَفِي كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ وَلَا يُخْرَجُ فِي الصَّدَقَةِ تَيْسٌ وَلَا هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ إِلَّا مَا شَاءَ الْمُصَّدِّقُ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُفْتَرِقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ وَفِي الرِّقَةِ إِذَا بَلَغَتْ خَمْسَ أَوَاقٍ رُبُعُ الْعُشْرِ۔

امام مالکؒ نے پڑھا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی کتاب کو صدقہ اور زکوۃ کے باب میں اس میں لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ کتاب ہے صدقہ کی چوبیس اونٹنیوں تک ہر پانچ میں ایک بکری لازم ہے جب چوبیس سے زیادہ ہوں پینتیس تک ایک برس کی اونٹنی ہے اگر ایک برس کی اونٹنی نہ ہوتو دو برس کا ایک اونٹ ہے اس سے زیادہ میں پینتالیس اونٹ تک دو برس کی اونٹنی ہے اس سے زیادہ میں ساٹھ اونٹ تک تین برس کی اونٹنی ہے جو قابل ہو جفتی کے اس سے زیادہ میں پچھتر اونٹ تک چار برس کی اونٹنی ہے اس سے زیادہ میں نوے اونٹ تک دو اونٹنیاں ہیں دو دو برس کی اس سے زیادہ میں ایک سو بیس اونٹ تک تین تین برس کی دو اونٹنیاں ہیں جو قابل ہوں جفتی کے اس سے زیادہ میں ہر چالیس اونٹ میں دو برس کی اونٹنی ہے اور ہر پچاس اونٹ میں تین برس کی اونٹنی ہے بکریاں جو جنگل میں چرتی ہوں جب چالیس تک پہنچ جائیں ایک بکری زکوۃ کی لازم ہوگی اس سے زیادہ میں تین سو بکریوں تک تین بکریاں بعد اس کے ہر سینکڑے میں ایک بکری دینا ہوگی اور زکوۃ میں بکرا نہ لیا جائے گا اسی طرح بوڑھے اور عیب دار مگر جب زکوۃ لینے والے کی رائے میں مناسب ہو اور جدا جدا اموال ایک نہ کیے جائیں گے اسی طرح ایک مال جدا جدا نہ کیا جائے گا زکوۃ کے خوف سے اور جو دو آدمی شریک ہوں تو وہ آپس میں رجوع کرلیں برابر کا حصہ لگا کر اور چاندی میں جب پانچ اوقیہ ہوتو چالیسواں حصہ لازم آئے گا۔

(٦٦٥) موقوف صحيح : عبدالرزاق (٦٧٩٨) بيهقى (٨٧/٤) رقم (٧٢٥٠) ابو عبيد فى الاموال (٤٥١)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

فائدہ: مثلاً ایک شخص کے پاس چالیس بکریاں تھیں اس پر ایک بکری لازم تھی جب زکوٰۃ لینے والا آیا تو چالیس کو دو جگہ کر دیا۔ تا کہ زکوٰۃ دینا نہ پڑے یا چالیس چالیس بکریاں دو آدمیوں کی تھیں اُن میں دو بکریاں زکوٰۃ کی چاہییں جب زکوٰۃ لینے والا آیا تو دونوں کو ایک جگہ کر دیا تا کہ ایک ہی بکری لازم آئے۔

باب ما جاء فی صدقة البقر گائے بیل کی زکوٰۃ کا بیان

٦٦٦۔ عَنْ طَاوُسٍ الْيَمَانِيِّ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ الْأَنْصَارِيَّ أَخَذَ مِنْ ثَلَاثِينَ بَقَرَةً تَبِيعًا وَمِنْ أَرْبَعِينَ بَقَرَةً مُسِنَّةً وَأُتِيَ بِمَا دُونَ ذَلِكَ فَأَبَى أَنْ يَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا وَقَالَ لَمْ أَسْمَعْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ شَيْئًا حَتَّى أَلْقَاهُ فَأَسْأَلَهُ فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ يَقْدَمَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ۔

حضرت طاؤس یمانی سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے تیس گائیوں میں سے ایک گائے ایک برس کی لی اور چالیس گائیوں میں دو برس کی ایک گائے لی اور اس سے کم میں کچھ نہ لیا اور کہا کہ نہیں سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس باب میں کچھ تو پوچھوں گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ پس وفات پائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے آنے سے پہلے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس شخص کی بکریاں دو چرواہوں کے پاس یا زیادہ کے پاس مختلف شہروں میں ہوں تو وہ سب کو جوڑ کر اکٹھی زکوٰۃ دے اسی طرح اگر کسی شخص کا سونا چاندی مختلف لوگوں کے پاس ہو تو وہ سب جوڑ کر اکٹھی زکوٰۃ دے۔ کہا مالکؒ نے ایک شخص کے پاس بھیڑ اور بکریاں دونوں ہیں تو سب کو ایک ساتھ گن لیں گے اگر نصاب کے موافق ہو تو زکوٰۃ ہوگی کیونکہ بھیڑ بھی بکریوں ہی کے شمار میں ہے اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی کتاب میں موجود ہے چرنے والی بکریوں میں ہر چالیس میں ایک بکری ہے تو اگر بھیڑیں زیادہ ہوں اور بکریاں کم ہوں اور اس کے مالک پر ایک راس زکوٰۃ کی واجب ہو تو بھیڑ لی جائے اور جو بکریاں زیادہ ہوں اور بھیڑیں کم ہوں تو بکری لی جائے گی۔ اگر بھیڑ اور بکریاں برابر ہوں تو زکوٰۃ لینے والے کو اختیار ہے جس میں سے چاہے ایک راس لے لے۔ کہا مالکؒ نے اسی طرح عربی اور بختی اونٹ دونوں کی ملا کر زکوٰۃ لیں گے کیونکہ دونوں قسم کے اونٹ اونٹ میں داخل ہیں اگر عربی زیادہ ہوں اور اس کے مالک پر ایک مہار واجب ہو تو عربی لیں گے اور جو بختی زیادہ ہوں تو بختی لیں گے۔ اگر دونوں برابر ہوں اختیار ہے جس میں سے چاہے لیں۔

فائدہ: عربی وہ اونٹ ہے جس کے ماں باپ دونوں عرب کے ہوں اور بختی وہ اونٹ جس کی ماں عجمی اور باپ عربی یا باپ عجمی اور ماں عربی ہو منسوب ہے طرف بخت نصر کے اور بعضوں نے اس کو بختی پڑھا ہے نجیب سے یعنی بہتر اونٹ۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اسی طرح گائے بھینس دونوں ایک جنس ہیں دونوں کو ملا کر اکٹھی زکوٰۃ لینا چاہیے لیکن اگر گائے زیادہ ہوں

(٦٦٦) ضعیف: أبو داود (١٥٧٦) كتاب الزكاة: باب فی زكاة السائمة' ترمذی (٦٢٣) نسائی (٢٤٥٠) ابن ماجه (١٨٠٣) أحمد (٢٣٣/٥) (٢٢٣٧٨) دارمی (١٦٢٣)

بھینسیں کم ہوں اور مالک پر ایک راس واجب ہو تو گائے لینا چاہیے اور جو بھینسیں زیادہ ہوں تو بھینس لینا چاہیے جو دونوں برابر ہوں تو اختیار ہے جس میں سے چاہے لے اور جو گائے بھی بقدر نصاب ہوں اور بھینسیں بھی بقدر نصاب تو دونوں میں سے زکوٰۃ لینا چاہیے۔

فائدہ: مثلاً ایک شخص کے پاس تیس گائیں ہیں اور تیس بھینسیں ہیں تو ایک گائے ایک سال کی اور ایک بھینس ایک سال کی لی جائے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس شخص نے جانور حاصل کیے اونٹ یا گائے یا بکری تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے جب تک ایک سال نہ گزر جائے اس روز سے جس روز سے وہ جانور اس کے پاس آئے ہوں۔ مگر جب پہلے سے اس کے پاس جانور بقدر نصاب موجود ہوں مثلاً پانچ اونٹ یا تیس گائیں یا چالیس بکریاں تو اگر کسی شخص کے پاس پانچ اونٹ یا تیس گائیں یا چالیس بکریاں تھیں اب اس نے اور اونٹ اور بکریاں حاصل کیں خرید یا ہبہ یا میراث سے تو وہ ان کی زکوٰۃ اپنے پہلے جانوروں کے ساتھ دے اگرچہ ان پچھلے جانوروں پر ایک سال نہ گزرے البتہ اگر پہلے جانوروں کی زکوٰۃ دے چکنے کے بعد یہ جانور خریدے یا ترکہ میں آئے تو اب زکوٰۃ ان کی نہ دے بلکہ سال آئندہ جب اگلے جانوروں کی زکوٰۃ دے گا اُن کے ساتھ اُن کی بھی زکوٰۃ دے۔ کہا مالکؒ نے اس کی مثال چاندی کی سی ہے ایک شخص نے اس کی زکوٰۃ دے کر اس کے بدلے میں کچھ سامان خرید کیا اب جس نے سامان بیچا اس پر بھی زکوٰۃ واجب تھی اس نے پھر اس چاندی کی زکوٰۃ دی تو مشتری نے آج زکوٰۃ دی اور بائع نے کل زکوٰۃ دی۔ کہا مالکؒ نے اگر کسی شخص کے پاس نصاب سے کم بکریاں تھیں پھر اس نے اور بکریاں خریدیں یا میراث میں پائیں جو نصاب سے زیادہ ہو گئیں تو اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہو گی۔ جب تک ایک سال نہ گزر جائے خرید یا ترکہ پانے کی تاریخ سے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کسی شخص کے پاس اس قدر جانور ہوں اونٹ یا گائے یا بکریاں جس میں زکوٰۃ نہیں ہے تو یہ نصاب شمار نہ کیا جائے گا جب تک ہر قسم کے جانور نصاب کے مقدار نہ ہوں۔ اگر نصاب کے مقدار ہوں گے تو اس کے ساتھ جتنے جانور اس قسم کے ملیں گے اُن کی زکوٰۃ اس نصاب کے ساتھ دینا پڑے گی۔ خواہ یہ جانور قلیل ہوں یا کثیر۔

فائدہ: حاصل مطلب یہ ہے کہ اگر بکریاں یا گائے یا اونٹ نصاب کے موافق ہوں تو اب جتنی گائے یا اونٹ نئے آئیں گے ان کی زکوٰۃ اپنے ہم جنس نصاب کے ساتھ دینا ہو گی اگرچہ اس نئی آمدنی پر سال نہ گزرے برخلاف اس کے اگرچہ جانور نصاب سے کم کسی کے پاس ہوں پھر نئی آمدنی اس قدر ہو کہ نصاب پورا ہو جائے یا نصاب سے بڑھ جائے تو زکوٰۃ واجب نہ ہو گی۔ جب تک ایک سال کامل اس نئی آمدنی پر نہ گزرے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کے پاس اونٹ یا گائے یا بکریاں نصاب کے موافق ہوں پھر نئی آمدنی ہو تو ان کی زکوٰۃ بھی اس نصاب کے ساتھ جو پہلے سے ہے دینا پڑے گا۔ کہا مالکؒ نے یہ قول بہت پسند ہے مجھ کو۔ کہا مالکؒ نے جس قسم کا جانور کسی پر زکوٰۃ میں واجب ہو پھر اس قسم کا جانور اس کے پاس سے نہ نکلے مثلاً اگر ایک برس کی اونٹنی واجب ہوا اور وہ نہ نکلی تو دو برس کا اونٹ لے لیا جائے اور جو دو برس یا تین برس یا چار برس کی اونٹنی واجب ہو اور وہ نہ نکلے تو خرید کر کے دیوے اور قیمت کا دینا میرے نزدیک اچھا نہیں ہے۔ کہا مالکؒ نے جو اونٹ پانی سینچتے ہیں یا جو بیل چرسہ گھسیٹتے ہیں یا ہل چلاتے ہیں اگر مقدار نصاب کے ہوں تو اُن میں زکوٰۃ واجب ہو گی۔

باب صدقة الخلطاء — شرکت کے مال میں زکوٰۃ کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر دو آدمی شریک ہوں جانوروں میں اس طرح چرواہا ایک ہو اور نر جانور بھی ایک ہوں اور جانوروں کے رہنے کا مکان بھی ایک ہو اور پانی پلانے کا ڈول بھی ایک ہو تو اُن دونوں آدمیوں کو خلیطاں کہیں گے اگر ہر ایک اُن میں سے مال کو پہچانتا ہو اور

جو کوئی اپنے مال کو دوسرے کے مال سے تمیز نہ کرسکتا ہو تو اُن کو شریکان کہیں گے۔ کہا مالکؒ نے خلیطان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی جب تک ہر ایک کا مال بقدر نصاب کے نہ ہو۔ کہا مالکؒ نے اس مسئلہ کی تفسیر یہ ہے کہ مثلاً ایک خلیط کی چالیس بکریاں یا زیادہ ہیں اور دوسرے خلیط کی چالیس سے کم ہیں تو جس کی چالیس یا زیادہ ہیں اسی پر زکوٰۃ واجب ہے اور جس کی چالیس سے کم ہیں اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ کہا مالکؒ نے اگر ہر خلیط کی بکریاں نصاب کے موافق ہوں تو دونوں سے ملا کر زکوٰۃ لی جائے گی اور اگر ایک خلیط کی ہزار بکریاں یا کم ہیں اور دوسرے کی چالیس بکریاں یا زیادہ ہیں تو دونوں خلیطان ہیں۔ آپس میں زیادتی دوسرے سے پھیر لیں گے اپنے اپنے مال کے موافق ہزار بکریوں پر اس کے موافق زکوٰۃ کا حصہ ہوگا اور چالیس بکریوں پر اس کے موافق حصہ ہوگا۔

فائدہ: پس اگر زکوٰۃ لینے والے نے دس بکریاں زکوٰۃ کی ہزار بکریوں والے سے لے لیں تو وہ چالیس بکریوں والے سے دس حصے چھبیس حصوں میں سے پھیر لے گا اس واسطے کہ ایک ہزار چالیس بکریاں کل ہیں اُن کے چھبیس چالیسے ہوئے اس میں سے ایک حصہ چالیس والے پر لازم ہے اور پچیس حصے ہزار والے پر تو ہر بکری کے چھبیس حصے کیے گئے اور پچیس پچیس حصے ہر ایک میں سے ہزار والے کے ہوئے اور ایک ایک حصہ چالیس والے کا۔ دس بکریاں دی گئیں تو دس حصے چالیس والے پر چھبیس حصوں میں سے ایک بکری کے پڑے اب فرض کیجیے کہ ایک ایک بکری کی قیمت ۲۶۔۲۶ آنے تھی تو کل دام ہزار بکریوں والے پر پڑے مگر دس آنے وہ چالیس بکری والے سے پھیر لے گا اور جو زکوٰۃ لینے والے نے دس بکریاں چالیس والے سے لیں تو وہ نو بکریاں اور سولہ حصے چھبیس حصوں میں سے ایک بکری کے ہزار والے سے پھیر لے گا۔ (محلی) زرقانی نے یہ لکھا ہے کہ اگر ہزار والے سے دس بکریاں لی گئیں تو وہ ایک بکری چالیس والے سے پھیر لے گا اور چالیس والے سے دس بکریاں لی گئیں تو وہ نو بکریاں ہزار والے سے پھیر لے گا مگر یہ حساب صحیح نہیں ہوسکتا البتہ یہ بات ابوحنیفہؒ کے مذہب پر بن جاتی ہے جو کہتے ہیں ہر ایک سے جدا زکوٰۃ لی جائے گی اور خلط کا کچھ اثر نہ ہوگا شاید یہ سہو ہے زرقانی سے۔ (واللہ اعلم واحکم بالصواب)

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اونٹوں میں سے خلیطان کا حکم مثل بکریوں کے خلیطان کے ہے دونوں سے زکوٰۃ اکٹھی لی جائے گی۔ جب ہر ایک کے پاس اونٹ بقدر نصاب کے ہوں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ چرنے والی بکریوں میں جب چالیس ہو جائیں تو ایک بکری ہے۔ کہا مالکؒ نے یہ قول بہت پسند ہے مجھ کو اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جدا جدا مال اکٹھے نہ کیے جائیں اور اکٹھے جدا جدا نہ کیے جائیں زکوٰۃ کے خوف سے۔ یہ حکم جانوروں کے مالکوں کو ہے۔ کہا مالک نے تفسیر اس قول کی یہ ہے کہ مثلاً تین آدمیوں کی چالیس چالیس بکریاں تھیں تو ہر ایک پر ایک ایک بکری واجب تھی جب زکوٰۃ لینے والا آیا تو اُن تینوں نے اپنی بکریوں کو یکجا کر دیا تھا کہ ایک ہی بکری دینا پڑے اس بات سے ممانعت ہوئی اور مثلاً خلیطان میں سے ہر ایک کی ایک سو ایک ایک سو ایک بکریاں ہیں تو سب ملا کر دو سو دو بکریاں ہیں ان میں سے تین بکریاں لازم آتی ہیں جب زکوٰۃ لینے والا آیا تو اُن دونوں نے اپنی اپنی بکریوں کو جدا کر دیا تا کہ ایک ہی ایک بکری لازم آئے اس سے ممانعت ہوئی۔

باب ما جاء فیما یعتد به من السخل فی الصدقة
بکریوں کی تعداد میں بچوں کو بھی شمار کرنے کا بیان

۶۶۷۔ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بَعَثَهُ مُصَدِّقًا فَكَانَ يَعُدُّ عَلَى النَّاسِ بِالسَّخْلِ

فَقَالُوا أَتَعُدُّ عَلَيْنَا بِالسَّخْلِ وَلَا تَأْخُذُ مِنْهُ شَيْئًا فَلَمَّا قَدِمَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ذَكَرَ لَهُ ذَلِكَ فَقَالَ عُمَرُ نَعَمْ تَعُدُّ عَلَيْهِمْ بِالسَّخْلَةِ يَحْمِلُهَا الرَّاعِي وَلَا تَأْخُذُهَا وَلَا تَأْخُذُ الْأَكُولَةَ وَلَا الرُّبَّى وَلَا الْمَاخِضَ وَلَا فَحْلَ الْغَنَمِ وَتَأْخُذُ الْجَذَعَةَ وَالثَّنِيَّةَ وَذَلِكَ عَدْلٌ بَيْنَ غِذَاءِ الْغَنَمِ وَخِيَارِهِ۔

حضرت سفیان بن عبداللہ کو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مصدق (یعنی زکوۃ وصول کرنے والا) کر کے بھیجا تو وہ بکریوں میں بچے کو بھی شمار کرتے تھے لوگوں نے کہا تم بچوں کو شمار میں داخل کرتے ہو لیکن بچہ نہیں لیتے ہو تو جب آئے وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بیان کیا اُن سے یہ امر تو کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہاں ہم گنتے ہیں بچوں کو بلکہ اس بچے کو جس کو چرواہا اٹھا کر چلتا ہے لیکن نہیں لیتے اس کو نہ موٹی بکری کو جو کھانے کے واسطے موٹی کی جائے اور نہ اس بکری کو جو اپنے بچے کو پالتی ہو اور نہ حاملہ کو اور نہ نر کو اور لیتے ہیں ہم ایک سال یا دو سال کی بکری کو جو متوسط ہے نہ بچہ ہے نہ بوڑھی ہے نہ بہت عمدہ ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر کسی شخص کی بکریاں نصاب سے کم ہوں اور مصدق کے آنے سے ایک دن پہلے وہ بکریاں بچہ جنیں اور نصاب پورا ہو جائے تو اس پر زکوۃ لازم ہو گی اس لیے کہ اولاد بکریوں میں داخل ہے اور یہ مسئلہ مخالف ہے اس مسئلہ کے کہ ایک شخص کے پاس نصاب سے کم بکریاں ہوں پھر خرید یا میراث یا ہبہ کی وجہ سے اور بکریاں آ جائیں نظیر اس مسئلہ کی یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس کسی قسم کا اسباب ہو جس کی قیمت نصاب سے کم ہو پھر وہ اس کو اس قدر نفع سے بیچے جو نصاب کو پہنچ جائے تو زکوۃ نفع کی راس المال کے ساتھ لازم آئے گی اور اگر نفع اس کا ہبہ یا میراث ہوتا تو زکوۃ واجب نہ ہوتی جب تک اس پر ایک سال نہ گزرتا یا میراث کے زور سے۔ امام مالکؒ نے فرمایا کہ سو بچے بکریوں کے بکریوں میں داخل ہیں جیسے کہ نفع مال کا اس مال میں داخل ہے۔ کہا مالکؒ نے ایک اور اختلاف ہے وہ یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس سونا یا چاندی نصاب کے موافق ہو پھر وہ اور مال کمائے تو اس فائدہ کی زکوۃ دینا لازم نہ آئے گی جب تک اس پر ایک سال نہ گزرے اور اگر کسی کے پاس بکریاں یا گائیں یا اونٹ ہر ایک قسم مقدار نصاب کے ہو پھر اور بکریاں یا گائیں یا اونٹ حاصل کرے تو ان کی زکوۃ پہلے ہم جنس جانوروں کے ساتھ مل کر لازم آئے گی۔ کہا مالکؒ نے یہ تقریر بہت اچھی ہے اس باب میں جو میں نے سنا سب تقریروں سے۔

باب العمل فی الصدقة عامین اذا اجتمعتا — جب دو سال کی زکوۃ کسی پر واجب ہو جائے اس کے طریقے کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کسی شخص کے پاس سو اونٹ ہوں اور زکوۃ لینے والا اس کے پاس نہ آئے یہاں تک کہ دوسرا سال بھی گزر جائے اس وقت زکوۃ لینے والا آئے اور تمام اونٹ اس کے مر چکے ہوں مگر پانچ اونٹ باقی رہ جائیں تو زکوۃ لینے والا ان پانچ اونٹوں کی زکوۃ دو سال کی لے گا یعنی دو بکریاں لے گا اس واسطے کہ زکوۃ اس مال کی دینا ہوتی ہے جو زکوۃ کے روز موجود ہو تو اگر اس کے جانور مر جائیں یا بڑھ جائیں تو زکوۃ اسی حساب سے لی جائے گی اور جو صاحب مال پر کئی سال کی زکوتیں واجب ہو جائیں تو مصدق اسی قدر مال کی زکوۃ لے گا جتنا اس کے پاس باقی

(٦٦٧) موقوف حسن: ابن أبی شیبة (٣٦٨/٢) بیہقی (١٠٠/٤) معرفة السنن والآثار (٢٣٩/٣)۔

رہا ہوا گر اس کے تمام جانور ہلاک ہو گئے یا اسی قدر ہلاک ہو گئے کہ باقی ماندہ نصاب سے کم رہ گئے تو اس پر زکوۃ ہوگی نہ تاوان لازم ہوگا سالہائے گزشتہ کی زکوۃ کا۔

باب النهي عن التضييق على الناس في الصدقة — زکوٰۃ میں لوگوں کو تنگ کرنے کی ممانعت کا بیان

۶۶۸۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ مُرَّ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِغَنَمٍ مِنَ الصَّدَقَةِ فَرَأَى فِيهَا شَاةً حَافِلًا ذَاتَ ضَرْعٍ عَظِيمٍ فَقَالَ عُمَرُ مَا هَذِهِ الشَّاةُ فَقَالُوا شَاةٌ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ عُمَرُ مَا أَعْطَى هَذِهِ أَهْلُهَا وَهُمْ طَائِعُونَ لَا تَفْتِنُوا النَّاسَ لَا تَأْخُذُوا حَزَرَاتِ الْمُسْلِمِينَ نَكِّبُوا عَنِ الطَّعَامِ۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بکریاں آئیں زکوۃ کی۔ اس میں ایک بکری دیکھی بہت دودھ والی تو پوچھا آپ نے یہ بکری کیسی ہے۔ لوگوں نے کہا زکوۃ کی بکری ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کے مالک نے کبھی اس کو خوشی سے نہ دیا ہوگا۔ لوگوں کو فتنے میں نہ ڈالو ان کے بہترین اموال نہ لو اور باز آؤ ان کے رزق چھین لینے سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی دودھ والی بکری پر گویا اُن کا رزق موقوف ہے اسی دودھ پر اُن کی گزر ہے وہ نہ لیا کرو۔

۶۶۹۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ أَنَّهُ قَالَ أَخْبَرَنِي رَجُلَانِ مِنْ أَشْجَعَ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ الْأَنْصَارِيَّ كَانَ يَأْتِيهِمْ مُصَدِّقًا فَيَقُولُ لِرَبِّ الْمَالِ أَخْرِجْ إِلَيَّ صَدَقَةَ مَالِكَ فَلَا يَقُودُ إِلَيْهِ شَاةً فِيهَا وَفَاءٌ مِنْ حَقِّهِ إِلَّا قَبِلَهَا۔

حضرت محمد بن یحییٰ بن حبان سے روایت ہے کہ خبر دی مجھ کو دو شخصوں نے قبیلہ اشجع سے کہ محمد بن مسلمہ انصاری آتے تھے زکوۃ لینے کو تو کہتے تھے صاحب مال سے لاؤ میرے پاس زکوۃ اپنے مال کی پھر وہ جو بکری لے کر آتا اگر وہ زکوۃ کے لائق ہوتی تو قبول کر لیتے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک سنت یہ ہے اور اسی پر ہم نے اپنے شہر کے اہل علم کو پایا کہ زکوۃ لینے میں مسلمانوں پر تنگی نہ کی جائے اور جو وہ دیں قبول کیا جائے۔

فائدہ: بشرطیکہ وہ زکوۃ کے قابل ہو۔

---

(٦٦٨) **موقوف صحيح**: بيهقي (١٥٨/٤) رقم (٧٦٦٠) ابن ابي شيبة في المصنف (١٢٦/٣) الشافعي في المسند (٤٢٦/١) وفي الام (٥٦/٢)۔

(٦٦٩) **موقوف ضعيف**: بيهقي (١٥٨/٤) رقم (٧٦٦١)۔

باب أخذ الصدقة و من يجوز له أخذها — صدقہ لینا اور جن لوگوں کو لینا درست ہے ان کا بیان

٦٧٠۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ إِلَّا لِخَمْسَةٍ لِغَازٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَوْ لِعَامِلٍ عَلَيْهَا أَوْ لِغَارِمٍ أَوْ لِرَجُلٍ اشْتَرَاهَا بِمَالِهِ أَوْ لِرَجُلٍ لَهُ جَارٌ مِسْكِينٌ فَتُصُدِّقَ عَلَى الْمِسْكِينِ فَأَهْدَى الْمِسْكِينُ لِلْغَنِيِّ))۔

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زکوۃ درست نہیں مالدار کو مگر پانچ آدمیوں کو درست ہے؛ پہلے غازی جو جہاد کرتا ہو اللہ کی راہ میں۔ دوسرے جو عامل ہو زکوۃ کا یعنی زکوۃ کو وصول اور تحصیل کرتا ہو۔ تیسرے مدیوں یعنی جو قرضدار ہو۔ چوتھے جو زکوۃ کے مال کو خریدلے اپنے مال کے عوض میں۔ پانچویں جو مسکین ہمسایہ کے پاس سے بطور ہدیہ کے آئے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک زکوۃ کی تقسیم کا یہ حکم ہے کہ یہ کام حاکم کی رائے پر موقوف ہے جس قسم کے لوگ زیادہ حاجت رکھتے ہوں یا شمار میں زیادہ ہوں ان کو دے جب تک اس کی رائے میں مناسب ہو پھر سال دو سال یا زیادہ کے بعد دوسری قسم کے لوگوں کو بھی دے سکتا ہے بہر حال اہل حاجت اور عدد کو مقدم رکھے جہاں ہو۔ میں نے اپنے ملک میں اہل علم کو اسی پر پایا۔

فائدہ: کلام اللہ میں آٹھ قسم کے لوگوں کو زکوۃ دینے کا حکم ہے۔ پہلے فقراء دوسرے مساکین تیسرے عاملین زکوۃ یعنی تحصیل کرنے والے زکوۃ کے چوتھے وہ کفار جن کو ملانے کے لیے کچھ دینا ضرور پڑتا ہے اُن کو مولفة القلوب کہتے ہیں۔ پانچویں قرضدار چھٹے غازی ساتویں مسافر آٹھویں مکاتب۔ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک امام کو اختیار ہے کہ ان قسموں میں سے جس قسم کے لوگوں کو زیادہ حاجتمند اور مستحق پائے اُن کو زکوۃ دے مگر شافعیؒ کے نزدیک آٹھوں قسم کے لوگوں کو دینا چاہیے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ عامل کا کچھ حصہ مقرر نہیں ہے زکوۃ میں بلکہ حاکم کو اختیار ہے کہ جس قدر مناسب ہو دے۔

باب ما جاء في أخذ الصدقات والتشديد فيها — زکوۃ دینے والوں پر سختی کا بیان

٦٧١۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ قَالَ لَوْ مَنَعُونِي عِقَالًا لَجَاهَدْتُهُمْ عَلَيْهِ۔

امام مالکؒ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر نہ دیں گے رسی بھی اونٹ باندھنے کی تو میں جہاد

(٦٧٠) صحيح: أبو داود (١٦٣٥) كتاب الزكاة: باب من يجوز له أخذ الصدقة وهو غني ' ابن ماجه (١٨٤١) أحمد (٥٦/٣)۔

(٦٧١) بخاری (١٤٠٠) كتاب الزكاة: باب وجوب الزكاة ' مسلم (٢٠) أبو داود (١٥٥٦) ترمذی (٢٦٠٧) نسائی (٢٤٤٣) أحمد (١٩/١)۔

کروں گا ان پر۔

فائدہ: آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد چند لوگ عرب کے کافر ہو گئے اور دین اسلام سے باہر ہو گئے انہوں نے زکوۃ دینے سے انکار کیا مگر اور دین کی باتوں کا اقرار کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا' خدا کی قسم! میں لڑوں گا اس شخص سے جو نماز اور زکوۃ میں فرق کرے کیونکہ زکوۃ مال کا حق ہے قسم خدا کی! اگر رسول اللہ ﷺ کے وقت میں ایک رسی دیتے تھے اور اب نہ دیں گے تو اُن پر جہاد کروں گا۔ یہ روایت صحیحین میں موجود ہے۔

۶۷۲۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّهُ قَالَ شَرِبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَبَنًا فَأَعْجَبَهُ فَسَأَلَ الَّذِي سَقَاهُ مِنْ أَيْنَ هَذَا اللَّبَنُ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ وَرَدَ عَلَى مَاءٍ قَدْ سَمَّاهُ فَإِذَا نَعَمٌ مِنْ نَعَمِ الصَّدَقَةِ وَهُمْ يَسْقُونَ فَحَلَبُوا لِي مِنْ أَلْبَانِهَا فَجَعَلْتُهُ فِي سِقَائِي فَهُوَ هَذَا فَأَدْخَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَدَهُ فَاسْتَقَاءَهُ۔

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دودھ پیا تو بھلا معلوم ہوا۔ پوچھا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا جو لایا تھا وہ بولا کہ میں ایک پانی پر گیا تھا اور اس کا نام بیان کیا وہاں پر جانور زکوۃ کے پانی پی رہے تھے لوگوں نے ان کا دودھ نچوڑ کر مجھے دیا میں نے اپنی مشک میں رکھ لیا وہ یہی دودھ تھا جو آپ نے پیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ منہ میں ڈال کر قے کی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: اس واسطے کہ وہ دودھ زکوۃ کا تھا اور زکوۃ مالدار کو درست نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جو کوئی اس چیز کو جو اللہ کی طرف سے مقرر ہے روکے اور مسلمانوں کو لینے نہ دے تو مسلمانوں پر جہاد کرنا اس شخص سے لازم ہے یہاں تک کہ لے لیں اس حق کو۔

۶۷۳۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَامِلًا لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ إِلَيْهِ يَذْكُرُ أَنَّ رَجُلًا مَنَعَ زَكَاةَ مَالِهِ فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ أَنْ دَعْهُ وَلَا تَأْخُذْ مِنْهُ زَكَاةً مَعَ الْمُسْلِمِينَ قَالَ فَبَلَغَ ذَلِكَ الرَّجُلَ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ وَأَدَّى بَعْدَ ذَلِكَ زَكَاةَ مَالِهِ فَكَتَبَ عَامِلُ عُمَرَ إِلَيْهِ يَذْكُرُ لَهُ ذَلِكَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ أَنْ خُذْهَا مِنْهُ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ ایک عامل نے عمر بن عبدالعزیزؒ کو لکھا کہ ایک شخص اپنے مال کی زکوۃ نہیں دیتا عمرؒ نے جواب میں لکھا کہ چھوڑ دے اس کو اور مسلمانوں کے ساتھ اور زکوۃ نہ لیا کر اس سے۔ یہ خبر اس شخص کو پہنچی اس کو برا معلوم ہوا اور اپنے مال کی زکوۃ ادا کر دی۔ بعد اس کے عامل نے حضرت عمر کو اطلاع دی انہوں نے جواب میں لکھا کہ لے لے زکوۃ کو اس شخص سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

---

(٦٧٢) موقوف ضعيف: شافعي في الأم (٨٤/٢) بيهقي في شعب الإيمان (٦٠/٥)' (٥٧٧١)۔

باب زكاة ما يخرص من ثمار النخل والأعناب — پھلوں اور میووں کی زکوٰۃ کا بیان

۶۷۴۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ وَعَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((فِيمَا سَقَتْ السَّمَاءُ وَالْعُيُونُ وَالْبَعْلُ الْعُشْرُ وَفِيمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ)) ۔

حضرت سلیمان بن یسار اور بسر بن سعید سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بارانی اور زیر چشمہ یا تالاب کی زمین میں اور اس کھجور میں جس کو پانی کی حاجت نہ ہو دسواں حصہ زکوٰۃ کا ہے اور جو زمین پانی سینچ کر تر کی جائے اس میں بیسواں حصہ زکوٰۃ کا ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو شواہد کی وجہ سے **صحیح** کہا ہے۔

۶۷۵۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ لَا يُؤْخَذُ فِي صَدَقَةِ النَّخْلِ الْجُعْرُورُ وَلَا مُصْرَانُ الْفَارَةِ وَلَا عَذْقُ ابْنِ حُبَيْقٍ قَالَ وَهُوَ يُعَدُّ عَلَى صَاحِبِ الْمَالِ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهُ فِي الصَّدَقَةِ ۔

ابن شہاب زہری نے کہا کہ کھجور کی زکوٰۃ میں جعرور (ایک قسم کی خراب کھجور ہے جو سوکھنے سے کوڑا ہو جاتی ہے) اور مصران الفارہ اور عذق بن حبیق نہ لی جائیں گی اور مثال ان کی بکریوں کی سی ہے کہ صاحب مال کے مال کے شمار میں سب قسم کی شمار کی جائیں گی لیکن لی نہ جائیں گی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: مصران الفارہ اور عذق بن حبیق بھی ردی کھجوروں کی قسم ہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مثال اس کی بکریوں کی ہے کہ بکریوں کے شمار میں بچوں کو بھی گن لیں گے مگر بچے زکوٰۃ میں نہ لیے جائیں گے اور کبھی پھل ایسے ہوتے ہیں جو زکوٰۃ میں لینے کے قابل نہیں ہوتے بوجہ عمدگی کے جیسے کھجور میں سے بردی اور جو مشابہ ہے اس کے اسی طرح جو پھل خراب ہوں وہ بھی نہیں لیے جائیں گے بلکہ متوسط قسم کا مال لیا جائے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ کسی پھل کا تخمینہ نہ کیا جائے گا مگر کھجور اور انگور کا اُن کا تخمینہ کیا جائے گا جب وہ نکل آئیں اور اُن کی پیدائش کا بہتری کے ساتھ حال معلوم ہو جائے اور بیع اُن کی درست ہو جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کھجور اور انگور پکنے کے بعد کھائے جاتے ہیں تو اس کا اندازہ کر لیں گے تاکہ لوگوں کو دقت نہ ہو اور اس کے مالک کو سپرد کر دیں گے کھائیں اس کو یا بیچیں۔ پھر

---

(۶۷۴) صحیح لغیرہ ترمذی (۶۳۹) كتاب الزكاة : باب ما جاء في الصدقة فيما يسقى بالأنهار وغيرها ' ابن ماجه (۱۸۱۶) بيهقي في السنن الكبرى (۱۳۰/۴) ۔

(۶۷۵) مقطوع صحیح أبو داود (۱۶۰۷) كتاب الزكاة : باب ما لا يجوز من الثمرة في الصدقة ' نسائي (۲۴۹۲) الشافعي في الام (۳۱/۲) ۔

زکوٰۃ ادا کریں گے اس حساب سے۔

فائدہ: عربی میں اس تخمینے کو خرص کہتے ہیں یعنی جب پھل درخت پر لگے ہوں اُن کا اندازہ کر لینا کہ بعد پکنے اور سوکھنے کے اس قدر رہوں گے بعد اس کے مالک مال کو اجازت دینا کہ پھلوں کو اپنے کام میں صرف کر لے پھر اس تخمینے کے حساب سے زکوٰۃ ادا کر دے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو پھل ایسے ہیں کہ کچے کھائے نہیں جاتے بلکہ بعد کٹنے کے کھائے جاتے ہیں اُن کا اندازہ کرنا درست نہیں بلکہ جب مالک اُن کو کاٹ کوٹ کر صاف کر کے دانے نکالیں تو جو واجبی طور سے اس کی زکوٰۃ ہو لی جائے۔ کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک اس مسئلہ میں اختلاف نہیں ہے۔ کہا ہمارے نزدیک اتفاقی مسئلہ یہ ہے کہ کھجور کا تخمینہ کیا جائے جب وہ درخت میں لگی ہو لیکن یہ ضروری ہے کہ اس کی پیدائش کا بہتری کے ساتھ حال معلوم ہو جائے اور اس کی بیع درست ہو جائے پھر لی جائے زکوٰۃ اس کی جب کٹنے کا موسم آئے اگر بعد تخمینے کے اُن پھلوں پر کوئی آفت آئے جس سے تمام پھل تلف ہو جائیں تو زکوٰۃ واجب نہ ہو گی البتہ اگر پانچ وسق کے مقدار نبی ﷺ کی صاع سے باقی رہ جائیں تو اس مقدار کی زکوٰۃ واجب ہو گی اور جس قدر تلف ہو جائے اُن کی زکوٰۃ نہ ہو گی۔ کہا مالکؒ نے انگور کا بھی یہی حکم ہے۔ کہا مالکؒ نے اگر کسی شخص کے متفرق قطعات ہوں یا متفرق اموال میں کئی شریک ہوں اور مال ہر شریک یا قطعہ کا اس مقدار کو نہ پہنچا ہو جس میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اگر ہر شریک کے سب حصے یا تمام قطعات ملا کر نصاب کو پہنچیں تو زکوٰۃ واجب ہو گی ورنہ واجب نہ ہو گی۔

باب زكاة الحبوب والزيتون — غلوں اور زیتون کی زکوٰۃ کا بیان

٦٧٦۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الزَّيْتُونِ فَقَالَ فِيهِ الْعُشْرُ۔

امام مالکؒ نے پوچھا ابن شہاب سے کہ زیتون میں کیا واجب ہے بولے دسواں حصہ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: زیتون سے مراد اس کے دانے ہیں جس میں سے تیل نکلتا ہے اور تیل کو زیت کہتے ہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا زیتون مثل کھجور کے ہے اگر وہ باران یا چشمہ سے پیدا ہوتا ہو یا خود بخود پیدا ہوا اور اس میں پانی کی حاجت نہ ہو تو اس میں دسواں حصہ لازم ہو گا اور جو پانی سینچ کر اس میں دیا جائے تو بیسواں حصہ لازم ہو گا اور زیتون کا خرص کرنا جب وہ درخت میں لگا ہو درست ہے کہا جتنے قسم کے غلے میں جن کو لوگ کھاتے ہیں یا رکھ چھوڑتے ہیں اگر بارش سے یا چشمہ کے پانی سے پیدا ہوں یا ان کو پانی کی احتیاج نہ ہو۔ اس میں دسواں حصہ لازم ہے اور جن میں پانی سینچ کر دیا جائے ان میں بیسواں حصہ لازم ہے جب وہ پانچ وسق کے مقدار ہوں ہر وسق ساٹھ صاع کا نبی ﷺ کے صاع سے اور جو اس سے زیادہ ہوں تو بھی اسی کے حساب سے زکوٰۃ لی جائے۔ کہا مالکؒ نے جن غلوں میں زکوٰۃ واجب ہے وہ یہ ہیں گیہوں اور جو پوست دار اور بے پوست اور جوار اور چنا اور چاول اور مسور اور ماش اور لوبیا اور تل اور جو مشابہ ہوں ان کے غلوں میں سے جو کھائے جاتے ہیں تو ان سب میں سے زکوٰۃ لی جائے گی جب وہ کٹ کر تیار ہوں اور دانے صاف ہو جائیں۔ کہا مالکؒ نے ان چیزوں کی زکوٰۃ میں ان کے قول کی تصدیق ہو گی اور جس قدر دیں گے قبول کر لیا جائے گا۔ کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ زیتون کا دسواں حصہ کب نکالا جائے گا قبل خرچ کے یا بعد خرچ کے۔ انہوں نے جواب دیا کہ خرچ اخراجات کو دیکھنا کچھ ضروری نہیں ہے بلکہ اس کے

(٦٧٦) مقطوع صحيح عبدالرزاق (٧١٩٣) ابن ابی شيبة (١٠٠٤٦) بيهقی (١٢٥/٤) رقم (٧٤٥٥)۔

مالکؒ سے پوچھیں گے۔ جیسے غلہ کے مالک سے پوچھتے ہیں وہ کہیں گے ان کی تصدیق ہوگی پس جو شخص اپنے زیتون سے پانچ وسق یا زیادہ دانے پائے گا اس سے دسواں حصہ تیل کا لیا جائے گا اور جو اس سے کم پائے گا اس سے کچھ کم لیا جائے گا۔ کہا مالکؒ نے جب کھیت پک کر تیار ہو جائے اور مالک اس کو بیچ ڈالے تو مالک پر زکوۃ ہوگی نہ خریدار پر۔ کہا مالکؒ نے کھیت کا بیچنا درست نہیں ہے جب تک پک کر پھل بالیوں میں سوکھ نہ جائیں اور پانی نہ دینے کی احتیاج نہ رہے۔ کہا مالکؒ نے یہ جو فرمایا اللہ تعالیٰ نے ﴿وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ﴾ یعنی دو حق غلے کا وقت کاٹنے کے۔ مراد اس سے زکوۃ ہے اور میں نے سنا ایک شخص سے جو یہ کہتے تھے۔ کہا مالکؒ نے جس شخص نے اپنا باغ بیچا یا زمین بیچی اور اس میں کوئی کھیت ہے یا پھل ہیں جن کی بہتری کا حال معلوم ہو گیا اور بیع اس کی درست ہوئی تو زکوۃ اس کے بائع پر ہے مگر یہ کہ بائع شرط کرے خریدار سے کہ زکوۃ اس کی خریدار دے تو خریدار پر لازم ہوگی۔

باب ما لا زكاة فيه من الثمار جن پھلوں میں زکوۃ نہیں ہے ان کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر کوئی شخص اس قدر مال رکھتا ہو کہ چار وسق کھجور کے اس میں سے نکلیں اور چار وسق انگور کے اور چار وسق گیہوں کے اور چار وسق اور کسی غلے کے تو ان غلوں کو جمع کر اس پر زکوۃ لازم نہ ہوگی جب تک کہ ایک ہی قسم کھجور یا انگور یا گیہوں وغیرہ پانچ وسق کے مقدار نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ کے صاع سے کیونکہ فرمایا آپ ﷺ نے پانچ وسق سے جو کھجور کم ہو اس میں زکوۃ نہیں ہے۔ کہا مالکؒ نے اگر کھجوریں کئی قسم کی ہوں جن کا نام جدا جدا ہو تو ان سب کو جمع کریں گے اور جو پوست دار اور بے پوست ایک ہی سمجھے جائیں گے جب پانچ وسق سب ملا کر ہو جائیں تو زکوۃ واجب ہوگی۔ ورنہ واجب نہ ہوگی۔ کہا مالکؒ نے اسی طرح انگور سیاہ اور سرخ اکٹھا جوڑے جائیں گے جب پانچ وسق نکلیں گے تو ان میں زکوۃ واجب ہوگی اس سے کم میں زکوۃ نہ ہوگی۔ کہا مالکؒ نے اسی طرح قطنیہ وہ ایک قسم شمار کی جائے گی اگرچہ اس کے نام اور اقسام مختلف ہوں۔ قطنیہ کہتے ہیں چنا اور مسور اور لوبیا اور ماش کو جو چیزیں ان کی مثل ہیں جن کو لوگ قطنیہ سمجھیں یہ سب چیزیں مل کر اگر پانچ وسق کو پہنچیں گی۔ رسول اللہ ﷺ کے صاع سے تو ان میں زکوۃ واجب ہوگی اگرچہ یہ قطنیہ کئی قسم ہوں ایک قسم نہ ہوں۔ مگر سب اکٹھا جوڑ لی جائیں گی اور زکوۃ لازم ہوگی۔ کہا مالکؒ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرق کیا گیہوں اور قطنیہ میں جب محصول لیا نبط کے نصاریٰ سے انہوں نے قطنیہ کو ایک ہی قسم رکھا اور اس میں سے دسواں حصہ لیا اور گیہوں اور انگور میں سے بیسواں حصہ لیا۔ امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ قطنیہ کی سب قسموں کو زکوۃ میں ایک ہی قسم مقرر کیا حالانکہ ربوا کے باب میں وہ علیحدہ قسمیں سمجھی جاتی ہیں اس لیے کہ ماش کے ایک سیر کے بدلے میں دو سیر مسور لینا نقد درست ہے مگر گیہوں البتہ ایک قسم ہے کیونکہ ایک سیر زرد گیہوں کے بدلے میں دو سیر سفید گیہوں لینا درست نہیں ہے تو جواب اس کا یہ ہے کہ زکوۃ اور ربوا کا حال یکساں نہیں ہے دیکھو چاندی سونا زکوۃ میں ایک ہی جگہ جوڑ کر زکوۃ دیتے ہیں حالانکہ ایک اشرفی کے بدلے میں کئی حصے اس سے زیادہ چاندی لے سکتے ہیں۔ کہا مالکؒ نے اگر دو آدمی کھجور میں شریک ہوں اور ایک کے حصے میں چار وسق کھجور اور دوسرے کے حصے میں بھی اس قدر آئے تو زکوۃ کسی پر واجب نہیں ہے البتہ اگر ایک کے حصے میں بھی پانچ وسق کھجور آئے تو اس پر زکوۃ واجب ہوگی مگر جس کے حصے میں اس سے کم آئے اس پر واجب نہ ہوگی۔ کہا مالکؒ نے اسی طرح اور پھلوں اور دانوں میں حکم ہے جب ہر شریک کے حصے میں پانچ وسق کھجور یا انگور کے یا گیہوں کے آئیں تو زکوۃ واجب ہوگی اور جس کے حصے میں اس سے کم آئے اس پر زکوۃ واجب نہ ہوگی۔ کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک سنت یہ ہے کہ جن غلوں کی زکوۃ مالک دے چکے مثل

کھجور واجب نہ ہوگی۔ جب تک اس قیمت پر ایک سال پورا نہ گزرے یہ اس صورت میں ہے کہ وہ غلہ ہبہ یا میراث سے اس کے قبضے میں آیا ہو اور تجارت کا مال نہ ہو کیونکہ اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص کے پاس کھانا یا دانے یا اسباب ہو پھر وہ اس کو کئی برس تک رکھ چھوڑے پھر اس کو بیچے سونے یا چاندی کے عوض میں تو زرِ ثمن کی زکوۃ واجب نہ ہوگی جب تک ایک سال اس پر نہ گزرے بیع کی تاریخ سے۔ البتہ اگر یہ اجناس تجارت کے ہوں تو بیچتے وقت اس کے مالک پر زکوۃ واجب ہوگی اگر ایک سال تک اس کو روک رکھا ہو بعد زکوۃ کے۔

باب ما لا زكاة فيه من الفواكه والقضب والبقول — جن میووں اور ساگوں اور ترکاریوں میں زکوۃ نہیں ہے ان کا بیان

امام مالکؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک اس سنت میں اختلاف نہیں ہے اور ہم نے یہی سنا اہل علم سے کہ کسی میوے میں زکوۃ نہیں ہے انار اور شفتالو اور انجیر میں اور جو ان کے مشابہ ہیں میووں میں سے اسی طرح زکوۃ نہیں ہے ساگوں اور ترکاریوں نہ اس کی زرِ قیمت میں جب تک کہ اس پر ایک سال نہ گزرے بیع کے روز سے اور قبض ثمن کے روز سے۔

وقت اس کے مالک پر زکوۃ واجب ہوگی اگر ایک سال تک اس کو روک رکھا ہو بعد زکوۃ کے۔

باب ما جاء في صدقة الرقيق والخيل والعسل — غلام لونڈی اور گھوڑوں اور شہد کی زکوۃ کا بیان

٦٧٧۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا فِي فَرَسِهِ صَدَقَةٌ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہے مسلمان پر اپنے گھوڑے اور غلام کی زکوۃ۔

٦٧٨۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ أَهْلَ الشَّامِ قَالُوا لِأَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ خُذْ مِنْ خَيْلِنَا وَرَقِيقِنَا صَدَقَةً فَأَبَى ثُمَّ كَتَبَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَأَبَى عُمَرُ ثُمَّ كَلَّمُوهُ أَيْضًا فَكَتَبَ إِلَى عُمَرَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ إِنْ أَحَبُّوا فَخُذْهَا مِنْهُمْ وَارْدُدْهَا عَلَيْهِمْ وَارْزُقْ رَقِيقَهُمْ۔

حضرت سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ شام کے لوگوں نے ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے کہا کہ گھوڑوں اور غلاموں کی زکوۃ لیا کرو انہوں نے انکار کیا اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی انکار کیا پھر لوگوں نے دوبارہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہا۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا کہ اگر وہ لوگ ان چیزوں کی زکوۃ

---

(٦٧٧) بخاری (١٤٦٣) كتاب الزكاة : باب ليس على المسلم فى فرسه صدقة ' مسلم (٩٨٢) أبو داود (١٥٩٥) ترمذی (٦٢٨) نسائی (٢٤٦٧) ابن ماجه (١٨١٢) أحمد (٢٤٢/٢) ' (٧٢٩٣) دارمی (١٦٣٢)۔

(٦٧٨) مقطوع ضعیف : عبدالرزاق (٣٥/٤) ' (٦٨٨٧) بیهقی (١١٨/٤ ' ١١٩)۔

دیناچاہیں تو اسے ان سے لے کر انہی کے فقیروں کو دے دے اور ان کے غلاموں اور لونڈیوں کی خوراک میں سرف کر۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

٦٧٩۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَنَّهُ قَالَ جَاءَ كِتَابٌ مِنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِلَى أَبِي وَهُوَ بِمِنًى أَنْ لَا يَأْخُذَ مِنَ الْعَسَلِ وَلَا مِنَ الْخَيْلِ صَدَقَةً۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکر بن حزم سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کا نامہ میرے باپ کے پاس آیا جب وہ منیٰ میں تھے کہ شہد اور گھوڑے کی زکوۃ کچھ نہ دے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔

٦٨٠۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنْ صَدَقَةِ الْبَرَاذِينِ فَقَالَ وَهَلْ فِي الْخَيْلِ مِنْ صَدَقَةٍ۔

عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ پوچھا میں نے سعید بن مسیب سے کہ ترکی گھوڑوں کی زکوۃ کیا ہے انہوں نے جواب دیا کہ کیا گھوڑوں میں بھی زکوۃ ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی گھوڑوں میں زکوۃ ہی نہیں ہے تو ترکی گھوڑے میں بھی نہ ہوگی۔

باب جزية أهل الكتاب والمجوس — یہود و نصاریٰ اور مجوس کے جزیہ کا بیان

فائدہ: یہود اور نصاریٰ کو اہل کتاب کہتے ہیں کیونکہ یہودیوں کے پاس توریت اور نصاریٰ کے پاس انجیل موجود ہے اور دونوں اللہ جل جلالہ کے کلام ہیں جو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام پر اتری تھیں اور مجوس وہ قومیں ہیں کفار کی جن کے پاس کوئی کتاب آسمانی جس کو مسلمان تسلیم کرتے ہوں نہ ہو جیسے آتش پرست اور ہندو اور بدھ اور سیہ کافر اور سکھ راجپوت وغیرہ۔

٦٨١۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ الْجِزْيَةَ مِنْ مَجُوسِ الْبَحْرَيْنِ وَأَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَخَذَهَا مِنْ مَجُوسِ فَارِسَ وَأَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ أَخَذَهَا مِنَ الْبَرْبَرِ۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ پہنچا مجھ کو کہ رسول اللہ ﷺ نے جزیہ لیا بحرین کے مجوس سے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جزیہ لیا فارس کے مجوس سے اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے جزیہ لیا بربر سے۔

---

(٦٧٩) مقطوع صحيح بيهقى (١١٩/٤ ، ١٢٧) ابو عبيد فى الاموال (٦٠٠)۔

(٦٨٠) مقطوع صحيح ابن أبى شيبة (١٠١٤٥) بيهقى (١١٩/٤) الشافعى فى الام (٢٦/٢)۔

(٦٨١) صحيح لغيره ترمذى (١٥٨٨) كتاب السير : باب ما جاء فى أخذ الجزية من المجوس ، عبدالرزاق (١٠٠٢٦) ابن أبى شيبة (٣٢٦٣٧) ابن أبى شيبة (٣٢٦٣٧) بيهقى (١٩٠/٩)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: بحرین ایک مقام ہے درمیان میں بصرہ اور عمان کے نجد کے بلاد میں سے اور بربر ایک ملک ہے مغرب میں۔

۶۸۲۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ذَكَرَ الْمَجُوسَ فَقَالَ مَا أَدْرِي كَيْفَ أَصْنَعُ فِي أَمْرِهِمْ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((سُنُّوا بِهِمْ سُنَّةَ أَهْلِ الْكِتَابِ))۔

حضرت محمد بن باقر سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا مجوس کا اور کہا کہ میں نہیں جانتا کیا کروں ان کے باب میں تو کہا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے گواہی دیتا ہوں میں کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے وہ طریقہ برتو جو اہل کتاب سے برتتے ہو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ روایت ان لفظوں کے ساتھ **ضعیف** ہے۔

فائدہ: مگر دو باتوں میں فرق ہے ایک یہ کہ مجوس کے ہاتھ کے جانور ذبح کیے ہوئے درست نہیں ہیں دوسرے یہ کہ مجوسی عورتوں سے نکاح درست نہیں ہے اور اہل کتاب کے ذبیحے اور عورتیں دونوں درست ہیں اور سعید بن مسیب کے نزدیک مجوس کے بھی ذبیحے درست ہیں۔

۶۸۳۔ عَنْ أَسْلَمَ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ضَرَبَ الْجِزْيَةَ عَلَى أَهْلِ الذَّهَبِ أَرْبَعَةَ دَنَانِيرَ وَعَلَى أَهْلِ الْوَرِقِ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا مَعَ ذَلِكَ أَرْزَاقُ الْمُسْلِمِينَ وَضِيَافَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ۔

حضرت اسلم جو مولیٰ ہیں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مقرر کیا جزیہ کو سونے والوں پر ہر سال میں چار دینار اور چاندی والوں پر ہر سال میں چالیس درہم اور ساتھ اس کے یہ بھی تھا کہ بھوکے مسلمانوں کو کھانا کھلائیں اور جو کوئی مسلمان ان کے یہاں آ کر اترے تو اس کی تین روز کی ضیافت کریں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

۶۸۴۔ عَنْ أَسْلَمَ الْعَدَوِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ إِنَّ فِي الظَّهْرِ نَاقَةً عَمْيَاءَ فَقَالَ عُمَرُ ادْفَعْهَا إِلَى أَهْلِ بَيْتٍ يَنْتَفِعُونَ بِهَا قَالَ فَقُلْتُ وَهِيَ عَمْيَاءُ فَقَالَ عُمَرُ يَقْطُرُونَهَا بِالْإِبِلِ قَالَ فَقُلْتُ كَيْفَ تَأْكُلُ مِنَ الْأَرْضِ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ أَمِنْ نَعَمِ الْجِزْيَةِ هِيَ أَمْ مِنْ نَعَمِ الصَّدَقَةِ فَقُلْتُ بَلْ مِنْ نَعَمِ الْجِزْيَةِ فَقَالَ عُمَرُ أَرَدْتُمْ وَاللَّهِ أَكْلَهَا فَقُلْتُ إِنَّ عَلَيْهَا وَسْمَ الْجِزْيَةِ فَأَمَرَ بِهَا عُمَرُ فَنُحِرَتْ وَكَانَ عِنْدَهُ صِحَافٌ تِسْعٌ فَلَا تَكُونُ فَاكِهَةٌ وَلَا طُرَيْفَةٌ إِلَّا جَعَلَ مِنْهَا فِي تِلْكَ الصِّحَافِ فَبَعَثَ بِهَا إِلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَكُونُ

---

(٦٨٢) ضعيف بهذا اللفظ عبدالرزاق (١٠٠٢٥) ابن أبي شيبة (١٠٧٦٥) بيهقي (١٨٩/٩ ـ ١٩٠)۔

(٦٨٣) موقوف صحيح عبدالرزاق (١٠٠٩٠) ابن أبي شيبة (٣٢٦٣٠) بيهقي (١٩٥/٩)۔

(٦٨٤) موقوف صحيح بيهقي (٣٥/٧) رقم (١٣٢٥٧) معرفة السنن والآثار (٢٠٨/٥)۔

الَّذِي يَبْعَثُ بِهِ إِلَى حَفْصَةَ ابْنَتِهِ مِنْ آخِرِ ذَلِكَ فَإِنْ كَانَ فِيهِ نُقْصَانٌ كَانَ فِي حَظِّ حَفْصَةَ قَالَ فَجَعَلَ فِي تِلْكَ الصِّحَافِ مِنْ لَحْمِ تِلْكَ الْجَزُورِ فَبَعَثَ بِهِ إِلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَ بِمَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِ تِلْكَ الْجَزُورِ فَصُنِعَ فَدَعَا عَلَيْهِ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارَ ۔

حضرت اسلم عدوی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہ شتر خانے میں ایک اندھی اونٹنی ہے تو فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ اونٹنی کسی گھر والوں کو دے دے تا کہ وہ اس سے نفع اٹھائیں۔ میں نے کہا وہ اندھی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اس کو اونٹوں کی قطار میں باندھ دیں گے۔ میں نے کہا وہ چارہ کیسے کھائے گی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا وہ جزیے کے جانوروں میں سے ہے یا صدقہ کے؟ میں نے کہا جزیے کے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ! تم لوگوں نے اس کے کھانے کا ارادہ کیا ہے میں نے کہا نہیں۔ اس پر نشانی جزیہ کی موجود ہے تو حکم کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور وہ نحر کی گئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس نو پیالے تھے جو میوہ یا اچھی چیز آتی آپ ان میں رکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کو بھیجا کرتے اور سب سے آخر اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجتے اگر وہ چیز کم ہوتی تو کمی حفصہ رضی اللہ عنہا کے حصے میں ہوتی تو پہلے آپ نے گوشت نو پیالوں میں کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کو روانہ کیا بعد اس کے پکانے کا حکم کیا اور سب مہاجرین اور انصار کی دعوت کی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک جزیہ کے جانور ان کافروں سے لیے جائیں گے جو جانوروالے ہوں جزیہ میں۔

۶۸۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ إِلَى عُمَّالِهِ أَنْ يَضَعُوا الْجِزْيَةَ عَمَّنْ أَسْلَمَ مِنْ أَهْلِ الْجِزْيَةِ حِينَ يُسْلِمُونَ ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ عمر بن عبد العزیز نے لکھ بھیجا اپنے عاملوں کو جو لوگ جزیہ والوں میں سے مسلمان ہوں ان کا جزیہ معاف کریں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا یہ سنت جاری ہے کہ جزیہ اہل کتاب کی عورتوں اور بچوں سے نہ لیا جائے گا بلکہ جوان مردوں سے لیا جائے گا۔ امام مالکؒ نے فرمایا ذمیوں اور مجوسیوں کی کھجور کے درختوں سے اور انگور کی بیلوں سے اور ان کی زراعت اور مواشی سے زکوٰۃ نہ لی جائے گی اس لیے کہ زکوٰۃ مسلمانوں پر مقرر ہوئی ان کے اموال پاک کرنے کو اور ان کے فقیروں کو دینے کو اور جزیہ اہل کتاب پر مقرر ہوا ان کے ذلیل کرنے کو تو جب تک وہ لوگ اپنی اس بستی میں رہیں جہاں پر ان سے صلح ہوئی تو سوا جزیہ کے اور کچھ ان سے نہ لیا جائے گا مگر اس صورت میں کہ تجارت کریں مسلمانوں کے شہروں میں اور ان میں آئیں جائیں تو ان سے دسواں حصہ لیا جائے گا ان اموال میں سے جو لیے پھرتے ہیں تجارت کے واسطے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ان پر جزیہ مقرر ہوا تھا اور صلح ہوئی تھی اس امر پر کہ وہ اپنے شہر میں رہیں اور ان کے دشمن سے ان کی حفاظت کی جائے تو جو شخص ان میں سے اپنے ملک سے نکل کر اور کہیں تجارت کو جائے گا اس سے دسواں حصہ لیا جائے گا مثلاً مصر والے شام کو جائیں اور شام والے عراق کو اور عراق والے مدینہ کو یا یمن کو تو ان سے دسواں حصہ لیا جائے اور اہل کتاب اور مجوسیوں کے مواشی اور پھلوں اور زراعت

میں زکوۃ نہیں ہے۔ایسا ہی سنت جاری ہے اوران کافروں کو اپنے اپنے دین اور ملت پر قائم رہنے دیں گے اوران کے مذہب میں دخل نہ دیا جائے گا اور جو یہ کافر سال میں کئی بار دارالاسلام میں مال تجارت لے کر آئیں گے تو جب آئیں گے ان سے دسواں حصہ لیا جائے گا اس واسطے کہ اس بات پر ان سے صلح نہیں ہوئی تھی نہ یہ شرط ہوئی تھی کہ محصول مال تجارت کا نہ لیا جائے گا۔اسی طریقہ پر میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو پایا۔

باب عشور أهل الذمة ذمیوں کے دسویں حصہ کا بیان

۶۸۶۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَأْخُذُ مِنَ النَّبَطِ مِنَ الْحِنْطَةِ وَالزَّيْتِ نِصْفَ الْعُشْرِ يُرِيدُ بِذٰلِكَ أَنْ يَكْثُرَ الْحَمْلُ إِلَى الْمَدِينَةِ وَيَأْخُذُ مِنَ الْقِطْنِيَّةِ الْعُشْرَ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبط کے کافروں سے گیہوں اور تیل کا بیسواں حصہ لیتے تھے تاکہ مدینہ میں اس کی آمدنی زیادہ ہو اور قطنیہ سے دسواں حصہ لیتے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

۶۸۷۔ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا عَامِلًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَلَى سُوقِ الْمَدِينَةِ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَكُنَّا نَأْخُذُ مِنَ النَّبَطِ الْعُشْرَ ۔

حضرت سائب بن یزید سے روایت ہے کہ میں عامل تھا عبداللہ بن عتبہ کے ساتھ مدینہ منورہ کے بازار کا تو ہم لیتے تھے نبط کے کفار سے دسواں حصہ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

۶۸۸۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَلَى أَيِّ وَجْهٍ كَانَ يَأْخُذُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِنَ النَّبَطِ الْعُشْرَ فَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ كَانَ ذٰلِكَ يُؤْخَذُ مِنْهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَأَلْزَمَهُمْ ذٰلِكَ عُمَرُ ۔

امام مالکؒ نے پوچھا ابن شہاب سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کفار نبط سے دسواں حصہ کیسے لیتے تھے تو ابن شہاب نے کہا کہ ایام جاہلیت میں اُن لوگوں سے دسواں حصہ لیا جاتا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہی قائم رکھا اُن پر۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

باب اشتراء الصدقة والعود فيها زکوۃ دے کر پھر اس کو خرید کرنے یا پھیرنے کا بیان

---

(۶۸۶) **موقوف صحیح**: عبدالرزاق (۷۱۹۱) ابن أبي شيبة (۱۰۵۸٤) بيهقي (۲۱۰/۹) رقم (۱۸۷۶۶) الشافعي في المسند (۴۲۸/۱)۔

(۶۸۷) **موقوف صحیح**: بيهقي (۲۱۰/۹) رقم (۱۸۷۶۷، ۱۸۷۶۸) ابن سعد في الطبقات الكبرى (۵۵۳/۶) الشافعي في الام (۲۰۵/٤)۔

(۶۸۸) **مقطوع صحیح**: ابو عبيد في الاموال (٦٤٢)۔

۶۸۹۔ عَنْ أَسْلَمَ الْعَدَوِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَقُولُ حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ عَتِيقٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَكَانَ الرَّجُلُ الَّذِي هُوَ عِنْدَهُ قَدْ أَضَاعَهُ فَأَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِيَهُ مِنْهُ وَظَنَنْتُ أَنَّهُ بَائِعُهُ بِرُخْصٍ فَسَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ((لَا تَشْتَرِهِ وَإِنْ أَعْطَاكَهُ بِدِرْهَمٍ وَاحِدٍ فَإِنَّ الْعَائِدَ فِي صَدَقَتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ))۔

حضرت اسلم عدوی سے روایت ہے کہ سنا میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے' کہتے تھے میں نے ایک شخص کو عمدہ گھوڑا دے دیا خدا کی راہ میں مگر اس شخص نے اس کو تباہ کیا تو میں نے قصد کیا پھر اس سے خرید لوں اور میں یہ سمجھا کہ وہ سستا بیچ ڈالے گا سو پوچھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت خرید اس کو اگر چہ وہ ایک درہم کو تجھے دے دے اس لیے کہ صدقہ دے کر پھر اس کو لینے والا ایسا ہے جیسے کتا قے کر کے پھر اس کو کھالے۔

فائدہ: جمہور علماء کے نزدیک یہ امر مکروہ ہے اور ظاہر اہل حدیث کے نزدیک حرام ہے۔

۶۹۰۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَأَرَادَ أَنْ يَبْتَاعَهُ فَسَأَلَ عَنْ ذَلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ((لَا تَبْتَعْهُ وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک گھوڑا دیا خدا کی راہ میں پھر قصد کیا اس کے خریدنے کا تو پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت خرید اس کو اور نہ پھیر صدقہ کو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک شخص نے صدقہ دیا پھر اس کو بکتا ہوا پایا اور کسی شخص کے پاس سوا اس شخص کے جس کو صدقہ دیا تھا خرید کرے بولے نہیں خرید نہ کرنا بہتر ہے میرے نزدیک۔

باب من تجب عليه زكاة الفطر — جن لوگوں پر صدقہ فطر واجب ہے اُن کا بیان

۶۹۱۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُخْرِجُ زَكَاةَ الْفِطْرِ عَنْ غِلْمَانِهِ الَّذِينَ بِوَادِي الْقُرَى وَبِخَيْبَرَ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صدقہ فطر نکالتے اپنے غلاموں کی طرف سے جو وادی قریٰ اور خیبر میں تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

---

(٦٨٩) بخاری (١٤٩٠) كتاب الزكاة : باب هل يشتري الرجل صدقته ' مسلم (١٦٢٠) نسائی (٢٦١٥) ابن ماجه (٢٣٩٢) أحمد (٤٠/١) (٢٨١)۔

(٦٩٠) بخاری (١٤٨٩) كتاب الزكاة : باب هل يشتري الرجل صدقته ' مسلم (١٦٢١) أبو داود (١٥٩٣) ترمذی (٦٦٨) نسائی (٢٦١٧) ابن ماجه (٢٣٩٠) أحمد (٢٥/١)۔

(٦٩١) موقوف صحيح :بيهقی (١٦١/٤) رقم (٧٦٨٠) معرفة السنن والآثار (٣٢٤/٣)۔

فائدہ: وادی قریٰ ایک مقام ہے قریب مدینے کے اور خیبر چار دن کی راہ پر ہے مدینہ سے شام کی طرف۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو بہتر سنا ہے میں نے اس باب میں وہ یہ ہے کہ آدمی اس شخص کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرے جس کا نان ونفقہ اس پر واجب ہے اور اس پر خرچ کرنا ضروری ہے اور اپنے غلام اور مکاتب اور مدبر سب کی طرف سے صدقہ ادا کرے خواہ یہ غلام حاضر ہوں یا غائب۔ شرط یہ ہے کہ وہ مسلمان ہوں تجارت کے واسطے ہو یا نہ ہوں اور جو اُن میں مسلمان نہ ہو اس کی طرف سے صدقہ فطر نہ دے۔ کہا مالکؒ نے اگر کسی کا غلام مفرور ہو تو اگر مالک اس کے پتے اور نشان کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو لیکن بھاگنا اس کا قریب ہو یعنی تھوڑا عرصہ اس کے بھاگے پر گزرا ہو اور اس کی زندگی اور مراجعت کی توقع ہو تو میرے نزدیک اس کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا چاہیے اور جو اس کے بھاگے کو بہت زمانہ گزر چکا ہو اور اس کے آنے کی پھر توقع نہ ہو تو صدقہ فطر اس کی طرف سے نہ دے۔ کہا مالکؒ نے صدقہ فطر شہر اور دیہات دونوں جگہ کے رہنے والوں پر واجب ہے اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرض کیا صدقہ فطر کو اُوپر آزاد اور غلام کے اور ہر مرد اور عورت کے مسلمانوں میں سے۔

باب مكيلة زكاة الفطر — صدقہ فطر کی مقدار کا بیان

۶۹۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَضَ زَكَاةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلَى النَّاسِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى كُلِّ حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر مقرر کیا لوگوں پر ایک صاع کھجور کا اور ایک صاع جو کا ہر آزاد اور ہر غلام پر مرد ہو یا عورت مسلمانوں میں سے۔

۶۹۳۔ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ الْعَامِرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ كُنَّا نُخْرِجُ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ وَذٰلِكَ بِصَاعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت عیاض بن عبداللہ نے سنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہم نکالتے تھے صدقہ فطر ایک صاع گیہوں سے یا ایک صاع جو سے یا ایک صاع کھجور سے یا ایک صاع پنیر سے یا ایک صاع انگور خشک سے نبی ﷺ کے صاع سے۔

فائدہ: اور وہ چار مُد کا ہے اور ہر مُد ایک رطل اور تہائی رطل کا یہی مذہب ہے جمہور علماء کا اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک صاع آٹھ رطل کا اور مُد دو رطل کا چاہیے۔

---

(۶۹۲) بخاری (۱۵۰۳) كتاب الزكاة : باب فرض صدقة الفطر، مسلم (۹۸۴) أبو داود (۱۶۱۱) ترمذی (۶۷۶) نسائی (۲۵۰۳) ابن ماجه (۱۸۲۶) أحمد (۶۳/۲) (۵۳۰۳) دارمی (۱۶۶۱)۔

(۶۹۳) بخاری (۱۵۰۶) كتاب الزكاة : باب صدقة الفطر صاع من طعام، مسلم (۹۸۵) أبو داود (۱۶۱۶) ترمذی (۶۷۳) نسائی (۲۵۱۲) ابن ماجه (۱۸۲۹) أحمد (۲۳/۳)، (۱۱۲۰۰) دارمی (۱۶۶۴)۔

۶۹۴۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يُخْرِجُ فِي زَكَاةِ الْفِطْرِ إِلَّا التَّمْرَ إِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً فَإِنَّهُ أَخْرَجَ شَعِيرًا۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ صدقۂ فطر میں ہمیشہ کھجور دیا کرتے تھے مگر ایک بار جو دیئے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جتنے کفارے اور صدقے اور زکوتیں ہیں وہ سب چھوٹے مُد کے حساب سے یعنی نبی ﷺ کے مُد سے ہیں مگر ظہار کا کفارہ بڑے مد سے ہے جو ہشام بن عبدالملک کا ہے۔

باب وقت ارسال زکاۃ الفطر — صدقۂ فطر بھیجنے کا وقت

۶۹۵۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَبْعَثُ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ إِلَى الَّذِي تُجْمَعُ عِنْدَهُ قَبْلَ الْفِطْرِ بِيَوْمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ صدقۂ فطر بھیج دیا کرتے تھے عید سے دو تین روز پہلے اس شخص کے پاس جہاں صدقۂ فطر جمع ہوا کرتا تھا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا میں نے دیکھا اہل علم کو وہ مستحب جانتے تھے صدقۂ فطر کا نکالنا جب فجر ہو عید کی قبل نماز کے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا یہ امر واسع ہے چاہے قبل نماز کے جانے کے دے چاہے بعد دے۔

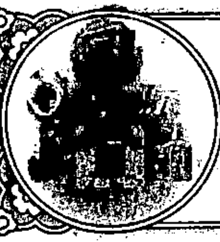
باب من لا تجب علیه زکاۃ الفطر — صدقۂ فطر جس پر واجب نہیں اس کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اپنے غلام کے غلاموں کا اور اپنے نوکر کا اور اپنی جورو کے غلام کا صدقۂ فطر اس شخص پر واجب نہیں ہے مگر جو اُن میں سے اس کی خدمت کرتا ہو تو اس کا صدقہ واجب ہوگا۔کہا مالکؒ نے جو غلام کافر ہوں اُن کی طرف سے صدقۂ فطر واجب نہیں جب تک مسلمان نہ ہوں تجارت کے ہوں یا نہ ہوں۔

---

(۶۹۴)**موقوف صحیح**: ابن خزیمة (۲۳۹۲) بیهقی (۱۶۰/۴) رقم (۷۶۸۷، ۷۶۹۷) مسند شافعی (۴۴۳/۱)۔

(۶۹۵)**موقوف صحیح**: بیهقی (۱۲۲/۴) رقم (۷۳۶۹) الام للشافعی (۶۹/۲) بیهقی فی الکبری (۱۱۲/۴)۔



(20) كتاب الحج

کتاب حج کے بیان میں

باب الغسل للاهلال — احرام کے لیے غسل کرنے کا بیان

۶۹۶۔ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ أَنَّهَا وَلَدَتْ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ بِالْبَيْدَاءِ فَذَكَرَ ذَلِكَ أَبُو بَكْرٍ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ((مُرْهَا فَلْتَغْتَسِلْ ثُمَّ لِتُهِلَّ)) ۔

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے جنا محمد بن ابی بکر کو بیداء میں تو ذکر کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غسل کر کے احرام باندھ لے ۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نفاس والی عورت کو اور حائضہ کو احرام حج کا باندھنا درست ہے مگر نماز نہ پڑھے ۔

۶۹۷۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ وَلَدَتْ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَأَمَرَهَا أَبُو بَكْرٍ أَنْ تَغْتَسِلَ ثُمَّ تُهِلَّ ۔

سعید بن میتب سے روایت ہے کہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے جنا محمد بن ابی بکر کو ذوالحلیفہ میں تو حکم کیا ان کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے غسل کر کے احرام باندھنے کا ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **صحیح لغیرہ** کہا ہے ۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے ۔

فائدہ: بیداء اور ذوالحلیفہ دونوں مقاموں کے نام ہیں قریب مدینہ کے اور اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بی بی تھیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ۔

۶۹۸۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَغْتَسِلُ لِإِحْرَامِهِ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ وَلِدُخُولِهِ مَكَّةَ وَلِوُقُوفِهِ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما غسل کرتے تھے احرام کے واسطے احرام باندھنے سے پہلے اور غسل کرتے تھے مکہ میں داخل ہونے کے واسطے اور غسل کرتے تھے نویں تاریخ عرفات میں ٹھہرنے کے واسطے ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے ۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے ۔

---

(٦٩٦) مسلم (١٢٠٩) كتاب الحج : باب احرام النفساء واستحباب اغتسالها للاحرام ' أبو داود (١٧٤٣) نسائي (٢٦٦٣) ابن ماجه (٢٩١١) أحمد (٣٦٩/٦) (٢٧٦٢٤) دارمي (١٨٠٤) ۔

(٦٩٧) صحيح لغيره : الطبقات الكبرى (٢٨٢/٨) ۔

(٦٩٨) موقوف صحيح : بيهقي (٣٣/٥) ' (٨٩٤٦) الشافعي في الام (١٦٩/٢) ۔

باب غسل المحرم   محرم کے غسل کرنے کا بیان

٦٩٩۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اخْتَلَفَا بِالْأَبْوَاءِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ وَقَالَ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ لَا يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ قَالَ فَأَرْسَلَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ إِلَى أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ بَيْنَ الْقَرْنَيْنِ وَهُوَ يُسْتَرُ بِثَوْبٍ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هَذَا فَقُلْتُ أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُنَيْنٍ أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ أَسْأَلُكَ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ قَالَ فَوَضَعَ أَبُو أَيُّوبَ يَدَهُ عَلَى الثَّوْبِ فَطَأْطَأَهُ حَتَّى بَدَا لِي رَأْسُهُ ثُمَّ قَالَ لِإِنْسَانٍ يَصُبُّ عَلَيْهِ اصْبُبْ فَصَبَّ عَلَى رَأْسِهِ ثُمَّ حَرَّكَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ ثُمَّ قَالَ هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ ۔

حضرت عبداللہ بن حنین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے اختلاف کیا ابواء میں (جو ایک مقام ہے درمیان میں حرمین کے) تو کہا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے محرم اپنا سر دھوسکتا ہے۔ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں دھوسکتا۔ کہا عبداللہ بن حنین رضی اللہ عنہ نے بھیجا مجھ کو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس تو پایا میں نے اُن کو غسل کرتے ہوئے دو لکڑیوں کے بیچ میں جو کنوئیں پر لگی ہوتی ہیں اور وہ پردہ کیے ہوئے تھے ایک کپڑے کا تو سلام کیا میں نے اُن کو۔ پوچھا انہوں نے کون ہے یہ؟ میں نے کہا میں عبداللہ بن حنین ہوں۔ مجھ کو بھیجا ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے تا کہ تم سے پوچھوں کس طرح غسل کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وہ محرم ہوتے تھے تو ابوایوب رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ کپڑے پر رکھ کر سر سے کپڑا اٹھایا یہاں تک کہ اُن کا سر مجھ کو دکھائی دینے لگا۔ پھر کہا انہوں نے ایک آدمی سے جو پانی ڈالتا تھا اُن پر کہ پانی ڈال۔ تو پانی ڈالا اس نے اُن کے سر پر اور وہ اپنا سر دونوں ہاتھوں سے ملا کر آگے لائے پھر پیچھے لے گئے اور کہا کہ ایسا ہی دیکھا تھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے ہوئے۔

٧٠٠۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِيَعْلَى بْنِ مُنْيَةَ وَهُوَ يَصُبُّ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مَاءً وَهُوَ يَغْتَسِلُ اصْبُبْ عَلَى رَأْسِي فَقَالَ يَعْلَى أَتُرِيدُ أَنْ تَجْعَلَهَا بِي إِنْ أَمَرْتَنِي صَبَبْتُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اصْبُبْ فَلَنْ يَزِيدَهُ الْمَاءُ إِلَّا شَعَثًا ۔

عطا بن ابی رباح سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا یعلیٰ بن منیہ کو اور وہ پانی ڈالا کرتے جب حضرت

(٦٩٩) بخاری (١٨٤٠) كتاب الحج : باب الاغتسال للمحرم، مسلم (١٢٠٥) أبو داود (١٨٤٠) نسائی (٢٦٦٥) ابن ماجه (٢٩٣٤) أحمد (٤١٨/٥)، (٢٣٩٤٤) دارمی (١٧٩٣)۔

(٧٠٠) موقوف صحيح لغيره : بيهقی (٦٣/٥) رقم (٩١٣٣)۔

عمر رضی اللہ عنہ غسل کرتے تھے کہ پانی ڈال میرے سر پر۔ یعلیٰ نے کہا تم چاہتے ہو کہ گناہ مجھ پر ہو اگر تم حکم کرو میں ڈالوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ڈال کیونکہ پانی ڈالنے سے اور کچھ نہ ہوگا مگر بال رضی اللہ عنہ اور زیادہ پریشان ہوں گے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **موقوف صحیح لغیرہ** کہا ہے۔

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ احرام باندھے ہوئے تھے تو یعلیٰ سمجھے کہ احرام میں سر دھونا منع ہے دوسرے یہ کہ سر دھونے سے شاید جوئیں مر جائیں یا بال ٹوٹیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پانی ڈالنے کا حکم کیا اس لیے کہ صرف پانی ڈالنے سے نہ جوئیں مرتی ہیں نہ بال ٹوٹتے ہیں نہ آرائش ہوتی ہے بلکہ بال اور زیادہ بکھر جاتے ہیں اور احرام میں یہی مقصود ہے کہ زیب و زینت نہ ہو صورت پریشان رہے غربت برستی ہو۔ البتہ خطمی وغیرہ سے دھونا یا کنگھی کرنا درست نہیں کیونکہ اس میں جوئیں مرنے اور بال ٹوٹنے کا احتمال ہے۔

۷۰۱۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا دَنَا مِنْ مَكَّةَ بَاتَ بِذِي طُوًى بَيْنَ الثَّنِيَّتَيْنِ حَتَّى يُصْبِحَ ثُمَّ يُصَلِّي الصُّبْحَ ثُمَّ يَدْخُلُ مِنَ الثَّنِيَّةِ الَّتِي بِأَعْلَى مَكَّةَ وَلَا يَدْخُلُ إِذَا خَرَجَ حَاجًّا أَوْ مُعْتَمِرًا حَتَّى يَغْتَسِلَ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ مَكَّةَ إِذَا دَنَا مِنْ مَكَّةَ بِذِي طُوًى وَيَأْمُرُ مَنْ مَعَهُ فَيَغْتَسِلُونَ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلُوا مَكَّةَ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب نزدیک نزدیک ہوتے مکہ کے ٹھہر جاتے ذی طویٰ میں (جو ایک موضع ہے قریب باب مکہ کے) دو گھاٹیوں کے بیچ میں یہاں تک کہ صبح ہو جاتی تو نماز پڑھتے صبح کی پھر داخل ہوتے مکہ میں اس گھاٹی کی طرف سے جو مکہ کے اُوپر کی جانب ہے۔ اور جب حج یا عمرہ کے ارادے سے آتے تو مکہ میں داخل نہ ہوتے جب تک غسل نہ کر لیتے ذی طویٰ میں اور جو لوگ اُن کے ساتھ ہوتے اُن کو بھی غسل کا حکم کرتے قبل مکہ میں داخل ہونے کے۔

فائدہ: جنۃ المعلیٰ کی طرف سے محصب کے پہلو میں ہے۔

۷۰۲۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ إِلَّا مِنَ الْاحْتِلَامِ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نہیں دھوتے تھے اپنے سر کو احرام کی حالت میں مگر جب احتلام ہوتا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: کیونکہ اُس وقت دھونا ضروری ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ میں نے سنا اہل علم سے کہتے تھے کچھ قباحت نہیں ہے اس میں کہ آدمی اپنا سر دھوئے خطمی اور کھلی وغیرہ سے بعد رمی کرنے جمرہ عقبہ کے قبل منڈوانے سر کے کیونکہ جب وہ رمی کر چکا جمرہ عقبہ کے تو حلال ہو گیا اس کو مارنا جوں کا اور منڈوانا سر کا اور میل چھڑانا اور پہننا کپڑوں کا۔

فائدہ: سوائے جماع کے اور جب طواف الافاضہ جس کو طواف الزیارۃ بھی کہتے ہیں کر چکا تو اب سب چیزیں درست ہو گئیں جن کا

---

(۷۰۱) بخاری (۱۵۷۳) كتاب الحج : باب الاغتسال عند دخول مكة ، مسلم (۱۲۵۹) أبو داود (۱۸٦٥) نسائی (۲۸٦۲) ابن ماجه (۲۹٤۰) أحمد (۱٤/۲) ، (٤٦۲٥) دارمی (۱۹۲۸) ۔

(۷۰۲) **موقوف صحيح** : شافعی فی الأم (۲٥۲/۷) بیهقی فی معرفة السنن والآثار (۳۰/٤) ۔

استعمال حالت احرام میں ممنوع تھا یہاں تک کہ جماع بھی درست ہو گیا۔

باب ما ينهى عنه من لبس الثياب في الاحرام — جن کپڑوں کا احرام میں پہننا ممنوع ہے اُن کا بیان

۷۰۳۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَحَدٌ لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَلَا الْوَرْسُ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ ﷺ سے محرم کون سے کپڑے پہنے تو فرمایا آپ ﷺ نے نہ پہنو قمیص اور نہ باندھو عمامہ اور نہ پہنو پائجامہ اور نہ ٹوپی اور نہ موزہ مگر جس کو چپل نہ ملے تو وہ اپنے موزوں کو پہن لے اور اُن کو کاٹ ڈالے اس طرح کہ ٹخنے کھلے رہیں اور نہ پہنو اُن کپڑوں کو جن میں زعفران لگی ہو اور ورس۔

فائدہ: ورس ایک گھاس ہے جو خوشبودار ہوتی ہے اور اس میں کپڑے رنگتے ہیں۔ سائل نے یہ سوال کیا تھا کہ محرم کون سے کپڑے پہنے۔ جواب میں یہ ارشاد ہوا کہ فلاں فلاں کپڑے نہ پہنے اس وجہ سے کہ جن کپڑوں کو پہننا ممنوع ہے اُن کا بیان سہل ہے اس سے معلوم ہو جائے گا کہ ان کے سوا اور کپڑوں کو پہنے یہی قاعدہ بلغاء اور فصحاء کا ہے۔ اور جن کپڑوں کا پہننا درست ہے وہ ہزاروں قسم کے کپڑے ہیں اُن کا بیان کہاں تک درست ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا کہ یہ جو حدیث مروی ہے نبی ﷺ سے جو شخص تہ بند نہ پائے تو وہ پائجامہ پہن لے کیا پائجامہ پہن لینا درست ہے جب تہ بند نہ ملے؟ تو جواب دیا امام مالکؒ نے کہ میں نے اس حدیث کو نہیں سنا اور میرے نزدیک محرم کو پائجامہ پہننا نہ چاہیے اس واسطے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا پائجامہ پہننے سے اور اس کو استثناء نہ کیا جیسا کہ موزوں کو استثناء کیا۔

فائدہ: حالانکہ روایت کیا اس کو مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے اور بخاری مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے پائجامہ اس شخص کے لیے ہے جو تہ بند نہ پائے اور موزے اس کے لیے ہیں جو نعلین نہ پائے مگر امام مالکؒ کو یہ حدیث نہیں پہنچی اور انہوں نے سنی بھی نہ تھی اسی سے معلوم ہوا کہ مجتہد کو تمام حدیث کا پہنچنا ضروری نہیں علی الخصوص ائمہ اربعہ کو جن کے زمانے میں کتب کی تدوین بخوبی نہیں ہوئی تھی اور حدیثیں منتشر اور لوگوں کو برزبان تھیں۔ پس جب کوئی حدیث مخالف کسی مجتہد کے قول کے ملے تو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اس مجتہد کو اس حدیث کی خبر نہ تھی ورنہ خلاف اس کے کبھی اجتہاد نہ کرتا اور حدیث پر عمل کرنا چاہیے اور مجتہد کے قول کو بالائے طاق رکھنا چاہیے اور یہ فائدہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔

---

(۷۰۳) بخاری (۱۵۴۲) كتاب الحج : باب ما لا يلبس المحرم من الثياب ' مسلم (۱۱۷۷) أبو داود (۱۸۲۳) ترمذی (۸۳۳) نسائی (۲۶۶۹) ابن ماجه (۲۹۲۹) أحمد (۴/۲) ' (۴۴۸۲) دارمی (۱۸۰۰)۔

باب لبس الثیاب المصبغة فی الاحرام   احرام میں رنگین کپڑے پہننے کا بیان

۷۰۴۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ دِینَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ أَنَّہُ قَالَ ((نَھَی رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَنْ یَلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا بِزَعْفَرَانٍ أَوْ وَرْسٍ وَقَالَ مَنْ لَمْ یَجِدْ نَعْلَیْنِ فَلْیَلْبَسْ خُفَّیْنِ وَلْیَقْطَعْھُمَا أَسْفَلَ مِنْ الْکَعْبَیْنِ))۔

عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ منع کیا رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے کہ محرم رنگا ہوا کپڑا زعفران میں یا ورس میں پہنے اور فرمایا آپ ﷺ نے جس کو نعلین نہ ملیں وہ موزے پہن لے مگر اس کو ٹخنوں سے نیچا کر کے کاٹ لے۔

۷۰۵۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّہُ سَمِعَ أَسْلَمَ مَوْلَی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ یُحَدِّثُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَأَی عَلَی طَلْحَةَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ ثَوْبًا مَصْبُوغًا وَھُوَ مُحْرِمٌ فَقَالَ عُمَرُ مَا ھَذَا الثَّوْبُ الْمَصْبُوغُ یَا طَلْحَةُ فَقَالَ طَلْحَةُ یَا أَمِیرَ الْمُؤْمِنِینَ إِنَّمَا ھُوَ مَدَرٌ فَقَالَ عُمَرُ إِنَّکُمْ أَیُّھَا الرَّھْطُ أَئِمَّةٌ یَقْتَدِی بِکُمْ النَّاسُ فَلَوْ أَنَّ رَجُلًا جَاھِلًا رَأَی ھَذَا الثَّوْبَ لَقَالَ إِنَّ طَلْحَةَ بْنَ عُبَیْدِ اللّٰہِ کَانَ یَلْبَسُ الثِّیَابَ الْمُصَبَّغَةَ فِی الْإِحْرَامِ فَلَا تَلْبَسُوا أَیُّھَا الرَّھْطُ شَیْئًا مِنْ ھَذِہِ الثِّیَابِ الْمُصَبَّغَةِ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا اسلم سے جو مولیٰ تھے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حدیث بیان کرتے تھے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دیکھا طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کو رنگین کپڑے پہنے ہوئے احرام میں تو پوچھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا ہے یہ کپڑا رنگا ہوا اے طلحہ! طلحہ نے کہا اے امیر المومنین! یہ مٹی کا رنگ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم لوگ پیشوا ہو لوگ تمہاری پیروی کرتے ہیں اگر کوئی جاہل جو اس رنگ سے واقف نہ ہو اس کپڑے کو دیکھے تو یہی کہے گا کہ طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ رنگین کپڑے پہنتے تھے احرام میں تو نہ پہنو تم لوگ ان رنگین کپڑوں میں سے کچھ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

۷۰۶۔ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِی بَکْرٍ أَنَّھَا کَانَتْ تَلْبَسُ الثِّیَابَ الْمُعَصْفَرَاتِ الْمُشَبَّعَاتِ وَھِیَ مُحْرِمَةٌ لَیْسَ فِیھَا زَعْفَرَانٌ۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا خوب گہرے کسم کے رنگے ہوئے کپڑے پہنتی تھیں احرام میں لیکن زعفران اس میں

(۷۰۴) مسلم (۱۱۷۷) کتاب الحج : باب ما یباح للمحرم بحج أو عمرة وما لا یباح ' أبو داود (۱۸۲۳) ترمذی (۸۳۳) نسائی (۲۶۶۶) ابن ماجه (۲۹۳۰) أحمد (۶۶/۲) ' (۵۳۳۶) دارمی (۱۷۹۸)۔
(۷۰۵) موقوف صحیح : بیھقی (۶۰/۵) رقم (۹۱۱۷)۔
(۷۰۶) موقوف صحیح : بیھقی (۵۹/۵) رقم (۹۱۱۲)۔

نہ ہوتی تھی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

فائدہ: سعید بن منصور نے قاسم بن محمد سے روایت کیا کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بھی کسم کے رنگے ہوئے کپڑے پہنتی تھیں احرام میں اور اسناد اس کی صحیح ہے۔ جمہور علماء کا یہی مذہب ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کسم کا رنگا ہوا کپڑا پہننا احرام میں درست نہیں ہے وہ کہتے ہیں کسم بھی ایک خوشبو ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا کہ اگر کسی کپڑے میں خوشبو لگی ہو پھر اس کی بو جاتی رہے تو احرام میں پہننا اس کا درست ہے۔ کہا ہاں جب رنگ اس میں باقی نہ ہو زعفران کا یا ورس کا۔

فائدہ: اگر بو جاتی رہی ہو لیکن رنگ موجود ہو تو بھی درست نہیں ہے اور شافعیہ کے نزدیک درست ہے۔

باب لبس المحرم المنطقة — محرم کو پیٹی باندھنے کا بیان

۷۰۷۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَكْرَهُ لُبْسَ الْمِنْطَقَةِ لِلْمُحْرِمِ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مکروہ جانتے تھے پیٹی کا باندھنا واسطے محرم کے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اُن سے جواز ثابت ہے شاید انہوں نے رجوع کیا کراہت سے۔

۷۰۸۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ فِي الْمِنْطَقَةِ يَلْبَسُهَا الْمُحْرِمُ تَحْتَ ثِيَابِهِ أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِذَلِكَ إِذَا جَعَلَ طَرَفَيْهَا جَمِيعًا سُيُورًا يَعْقِدُ بَعْضَهَا إِلَى بَعْضٍ۔

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب کہتے تھے کہ اگر محرم اپنے کپڑوں کے نیچے پیٹی باندھے تو کچھ قباحت نہیں جب اس کے دونوں کناروں میں تسمے ہوں وہ ایک دوسرے سے باندھ دیئے جاتے ہوں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ یہ روایت میں نے بہت اچھی سنی ہے اس باب میں۔

باب تخمير المحرم وجهه — محرم کو اپنا منہ ڈھانپنا کیسا ہے

۷۰۹۔ عَنِ الْفُرَافِصَةِ بْنِ عُمَيْرٍ الْحَنَفِيِّ أَنَّهُ رَأَى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ بِالْعَرْجِ يُغَطِّي وَجْهَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ۔

(۷۰۷) **موقوف صحيح**: شافعی فی مسنده (ص ۲۲۹) وفی الأم (۲۵۲/۷) معرفة السنن والآثار (۴۲/۴)۔

(۷۰۸) **مقطوع صحيح**: بيهقی فی معرفة السنن والآثار (۴۳/۴)۔

(۷۰۹) **موقوف صحيح**: بيهقی (۵۴/۵، ۱۹۱) مشكل الآثار للطحاوی (۳۷۹/۳)۔

حضرت فرافصہ بن عمیر حنفی سے روایت ہے کہ انہوں نے دیکھا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو عرج میں (ایک گاؤں کا نام ہے تین منزل پر مدینہ سے) ڈھانپتے تھے منہ اپنا احرام میں۔

فائدہ: گرمی کی شدت سے ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابن عوف رضی اللہ عنہ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور جابر کا یہی قول ہے کہ محرم کو منہ ڈھانپنا درست ہے اور یہی مذہب ہے شافعیؒ کا اور مالکؒ اور ابوحنیفہؒ کا۔ اور محمد بن حسنؒ کے نزدیک درست نہیں ہے۔

۷۱۰۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ مَا فَوْقَ الذَّقَنِ مِنَ الرَّأْسِ فَلَا يُخَمِّرْهُ الْمُحْرِمُ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے ٹھوڑی کے اوپر سر میں داخل ہے محرم اس کو نہ چھپائے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

۷۱۱۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَفَّنَ ابْنَهُ وَاقِدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَمَاتَ بِالْجُحْفَةِ مُحْرِمًا وَخَمَّرَ رَأْسَهُ وَوَجْهَهُ وَقَالَ لَوْلَا أَنَّا حُرُمٌ لَطَيَّبْنَاهُ وَ خَمَّرَ رَأْسَهُ وَوَجْهَهُ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کفن دیا اپنے بیٹے واقد بن عبداللہ کو اور وہ مر گئے تھے جحفہ میں احرام کی حالت میں اور کہا کہ اگر ہم احرام نہ باندھے ہوتے تو ہم اس کو خوشبو لگاتے اور ڈھانپ دیا سر اور منہ اُن کا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اس واسطے کہ سب تکالیف شرعیہ زندگی تک ہیں جب آدمی مر گیا تو اس کا عمل بھی تمام ہو گیا۔

فائدہ: ابو حنیفہؒ اور مالکؒ کا یہی قول ہے لیکن یہ مخالف ہے اس حدیث صحیح کے جو مروی ہے صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ ایک شخص احرام کی حالت میں مر گیا اور خبر دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل دو اس کو اور کفن پہناؤ اس کو اور مت ڈھانپو سر اس کا اور نہ خوشبو لگاؤ اس کو کیونکہ وہ قیامت کے روز لبیک کہتا ہوا اٹھے گا۔

۷۱۲۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ لَا تَنْتَقِبُ الْمَرْأَةُ الْمُحْرِمَةُ وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جو عورت احرام باندھے ہو وہ نقاب نہ ڈالے منہ پر اور دستانے نہ پہنے۔

فائدہ: یعنی منہ نہ چھپائے مگر کپڑا منہ پر ڈال سکتی ہے اس طرح سے کہ کپڑا الگ رہے منہ سے نہ لگے۔

۷۱۳۔ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ أَنَّهَا قَالَتْ كُنَّا نُخَمِّرُ وُجُوهَنَا وَنَحْنُ مُحْرِمَاتٌ وَنَحْنُ مَعَ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَلَا تُنْكِرُهُ عَلَيْنَا۔

---

(۷۱۰) موقوف صحیح : بیهقی (۵/۵٤) رقم (۹۰۹۰)۔

(۷۱۱) موقوف صحیح : بیهقی فی الخلافیات (۲/۲۸)۔

(۷۱۲) بخاری (۱۸۳۸) کتاب الحج : باب ما ینهی من الطیب للمحرم والمحرمة ' ابو داود (۱۸۲۵) ترمذی (۸۳۳) نسائی (۲۶۷۳) أحمد (۲/۱۱۹) ' (۶۰۰۳)۔

(۷۱۳) موقوف صحیح : مستدرك حاكم (۱/٤٥٤) رقم (۱۶۶۸)۔

حضرت فاطمہ بنت منذر سے روایت ہے کہ ہم اپنے منہ ڈھانپتی تھیں احرام میں اور ہم ساتھ تھیں اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے۔ سوانہوں نے منع نہ کیا ہم کو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔ علامہ البانی ؒ نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔ [ارواء الغليل (٢١٢/٤)]

فائدہ: ڈھانپنے سے مراد وہی کپڑا اڑالنا ہے۔

باب ما جاء فی الطيب فی الحج — حج میں خوشبو لگانے کا بیان

٧١٤۔ **عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِحْرَامِهِ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ وَلِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ ۔**

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں خوشبو لگاتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کے وقت قبل احرام باندھنے کے اور احرام کھولنے کے وقت قبل طواف الزیارت کے۔

٧١٥۔ **عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِحُنَيْنٍ وَعَلَى الْأَعْرَابِيِّ قَمِيصٌ وَبِهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ فَكَيْفَ تَأْمُرُنِي أَنْ أَصْنَعَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((انْزَعْ قَمِيصَكَ وَاغْسِلْ هٰذِهِ الصُّفْرَةَ عَنْكَ وَافْعَلْ فِي عُمْرَتِكَ مَا تَفْعَلُ فِي حَجِّكَ)) ۔**

عطاء بن ابی رباح سے روایت ہے کہ ایک اعرابی آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حنین میں تھے اور وہ اعرابی ایک کرتہ پہنے ہوئے تھا جس میں زرد رنگ کا نشان تھا تو کہا اس نے یا رسول اللہ! میں نے نیت کی ہے عمرہ کی۔ پس میں کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنا کرتہ اتار اور زردی دھو ڈال اپنے بدن سے اور جو حج میں کرتا ہے وہی عمرہ میں کر۔

فائدہ: یعنی طواف اور سعی ادا کر یا جن باتوں سے حج میں پرہیز کرتا تھا اُن باتوں سے عمرہ میں بچ۔

٧١٦۔ **عَنْ أَسْلَمَ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَجَدَ رِيحَ طِيبٍ وَهُوَ بِالشَّجَرَةِ فَقَالَ مِمَّنْ رِيحُ هٰذَا الطِّيبِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ مِنِّي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ مِنْكَ لَعَمْرُ اللّٰهِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ**

---

(٧١٤) بخاری (١٥٣٩) كتاب الحج : باب الطيب عند الاحرام وما يلبس اذا أراد أن يحرم، مسلم (١١٨٩) أبو داود (١٧٤٥) ترمذی (٩١٧) نسائی (٢٦٨٥) ابن ماجه (٣٠٤٢) أحمد (٣٩/٦) (٢٤٦١٢) دارمی (١٨٠٣) ۔

(٧١٥) بخاری (١٧٨٩) كتاب الحج : باب يفعل فی العمرة ما يفعل فی الحج، مسلم (١١٨٠) أبو داود (١٨١٩) ترمذی (٨٣٥) نسائی (٢٧٠٩) أحمد (٢٢٤/٤) (١٨١٢٨) ۔

(٧١٦) موقوف صحيح :أحمد (٣٢٥/٦) (٢٧٢٩٥) بيهقی (٣٥/٥) شرح معانی الآثار (١٢٦/٢) ۔

إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ طَيَّبَتْنِي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ عُمَرُ عَزَمْتُ عَلَيْكَ لَتَرْجِعَنَّ فَلْتَغْسِلَنَّهُ ۔

حضرت اسلم سے جو مولیٰ ہیں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خوشبو آئی اور وہ شجرہ میں تھے (چھ میل ہے مدینہ سے) سو کہا کہ یہ خوشبو کس شخص سے آتی ہے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ بولے مجھ سے اے امیر المومنین! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں، تمہیں قسم ہے خداوند کریم کے بقا کی! معاویہ رضی اللہ عنہ بولے کہ ام المومنین اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا نے خوشبو لگا دی میرے اے امیر المومنین! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم دھوڈالو اس کو جا کر۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: اس واسطے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ دوست رکھتے تھے زیب و زینت اور رفاہیت کو بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُن کا نام کسرائے عرب رکھا تھا۔ کسریٰ نام تھا بادشاہ ایران کا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبل احرام کے ایسی خوشبو لگانا درست نہیں جس کا اثر بعد احرام کے باقی رہے اور یہی قول ہے مالکؒ اور ایک جماعت تابعین کا مگر ائمہ ثلاثہ اور جمہور علماء کے نزدیک درست ہے اور عمل اُن کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پر ہے جو اُوپر گزری۔

۷۱۷۔ عَنِ الصَّلْتِ بْنِ زُبَيْدٍ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَجَدَ رِيحَ طِيبٍ وَهُوَ بِالشَّجَرَةِ وَإِلَى جَنْبِهِ كَثِيرُ بْنُ الصَّلْتِ فَقَالَ عُمَرُ مِمَّنْ رِيحُ هَذَا الطِّيبِ فَقَالَ كَثِيرٌ مِنِّي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَبَّدْتُ رَأْسِي وَأَرَدْتُ أَنْ لَا أَحْلِقَ فَقَالَ عُمَرُ فَاذْهَبْ إِلَى شَرَبَةٍ فَادْلُكْ رَأْسَكَ حَتَّى تُنَقِّيَهُ فَفَعَلَ كَثِيرُ بْنُ الصَّلْتِ ۔

حضرت صلت بن زبید سے روایت ہے کہ انہوں نے کئی اپنے عزیزوں سے سنا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خوشبو آئی اور وہ شجرہ میں تھے اور آپ کے پہلو میں کثیر بن صلت تھے تو کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کس میں سے یہ خوشبو آتی ہے؟ کثیر نے کہا مجھ میں سے۔ میں نے اپنے بال جمائے تھے کیونکہ میرا ارادہ سر منڈانے کا نہ تھا بعد احرام کھولنے کے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا شربہ کے پاس جا اور سر کو مَل کر دھوڈال تب ایسا کیا کثیر بن صلت نے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: احرام کے وقت اگر بالوں کے پریشان ہونے یا گرد و غبار پڑنے کا خوف ہوتا ہے یا جوؤں کے پڑنے کا تو بالوں کو گوند وغیرہ سے جما لیتے ہیں اس کو تلبید کہتے ہیں۔ کثیر نے بھی کہا کہ میرا ارادہ سر منڈانے کا نہ تھا اس لیے بالوں کی حفاظت کی گئی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ شربہ اس گڑھے کو کہتے ہیں جو کھجور کے درخت کے پاس ہوتا ہے اور اس میں پانی بھرا رہتا ہے۔

۷۱۸۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ وَرَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ الْوَلِيدَ بْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ سَأَلَ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَخَارِجَةَ بْنَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ بَعْدَ أَنْ رَمَى الْجَمْرَةَ وَحَلَقَ رَأْسَهُ وَقَبْلَ أَنْ يُفِيضَ عَنْ

(۷۱۸) مقطوع صحيح : شرح معاني الآثار (۲/۲۳۲) النسائي في الكبرى (۲/۴۵۸) ۔

الطِّيبِ فَنَهَاهُ سَالِمٌ وَأَرْخَصَ لَهُ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ۔

یحیٰ بن سعید اور عبداللہ بن ابی بکر اور ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ولید بن عبدالملک نے پوچھا سالم بن عبداللہ اور خارجہ بن زید سے کہ بعد کنکریاں مارنے کے اور سر منڈانے کے قبل طواف الافاضہ کے خوشبو لگانا کیسا ہے؟ تو منع کیا سالم نے اور جائز رکھا خارجہ بن زید بن ثابت نے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

فائدہ: ابوحنیفہؒ کا قول خارجہ کا سا ہے اور مالکؒ کا قول سالم کا سا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص ایسا تیل لگائے جس میں خوشبو نہ ہو قبل احرام کے یا قبل طواف الافاضہ کے بعد کنکریاں مارنے کے تو کچھ قباحت نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا کہ محرم اس کھانے کو کھائے جس میں زعفران پڑی ہو؟ بولے اگر آگ سے پکا ہو تو درست ہے ورنہ درست نہیں۔

فائدہ: بلکہ حرام ہے اور اس پر فدیہ لازم ہے اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک کھانے میں اگر زعفران ہو تو مطلقاً درست ہے البتہ صرف زعفران کھانا درست نہیں اور صاحبین کے نزدیک درست ہے اور شافعیؒ کے نزدیک مطلقاً ممنوع ہے۔ (محلی)

باب مواقیت الاهلال — احرام باندھنے کے میقاتوں کا بیان

۷۱۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((يُهِلُّ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَيُهِلُّ أَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَيُهِلُّ أَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ)) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَبَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((وَيُهِلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ)) ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ احرام باندھیں اہل مدینہ ذوالحلیفہ سے اور اہل شام جحفہ سے اور اہل نجد قرن سے۔ کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے پہنچا مجھ کو کہ فرمایا آپ ﷺ نے احرام باندھیں اہل یمن یلملم سے۔

۷۲۰۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ ((أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ أَنْ يُهِلُّوا مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَأَهْلَ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَأَهْلَ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ)) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ أَمَّا هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثُ فَسَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُخْبِرْتُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((

---

(۷۱۹) بخاری (۱۳۳) کتاب العلم : باب ذکر العلم والفتیا فی المسجد، مسلم (۱۱۸۲) أبو داود (۱۷۳۷) ترمذی (۸۳۱) نسائی (۲۶۵۱) ابن ماجه (۲۹۱۴) أحمد (۳/۲) (۴۴۵۵) دارمی (۱۷۹۰) ۔

(۷۲۰) أيضاً ۔

وَيُهِلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ)) ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کو ذوالحلیفہ سے احرام باندھنے کا اور اہل شام کو جحفہ سے اور اہل نجد کو قرن سے ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اُن تینوں کو تو سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور مجھے خبر پہنچی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احرام باندھیں اہل یمن یلملم سے ۔

فائدہ: ان مقامات سے بغیر احرام کے آگے بڑھنا حرام ہے۔ اگر ان سے آگے جا کر احرام باندھا تو دم لازم آئے گا البتہ اگر پھر میقات کو لوٹ کر وہاں سے احرام باندھے تو اکثر علماء کے نزدیک دم ساقط ہوگا۔

۷۲۱۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَهَلَّ مِنْ الْفُرْعِ ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے احرام باندھا فرع سے ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: فرع ایک مقام ہے آگے ذوالحلیفہ سے مکہ کی طرف۔ ابن عبدالبر نے کہا شاید اس وجہ سے ہوگا کہ پہلے اُن کا ارادہ احرام کا نہ ہوگا اس واسطے ذوالحلیفہ سے آگے بڑھ گئے ۔ جب فرع میں آئے تو قصد ہوا وہیں سے احرام باندھ لیا۔ امام محمدؒ نے کہا کہ ذوالحلیفہ سے آگے بھی ایک میقات ہے جحفہ۔ اس واسطے انہوں نے پیش قدمی کی مگر ذوالحلیفہ سے احرام باندھنا بہتر ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خود یہ حدیث روایت کی ہے کہ میقات اہل مدینہ کا ذوالحلیفہ ہے پھر اس کا خلاف کسی سبب سے ہوگا اور کسی کو درست نہیں کہ ذوالحلیفہ سے بدون احرام کے آگے بڑھے جب کہ وہ قصد رکھتا ہو مکہ میں آنے کا۔

۷۲۲۔ عَنْ مَالِك عَنْ الثِّقَةِ عِنْدَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَهَلَّ مِنْ إِيلِيَاءَ ۔

امام مالکؒ نے ایک معتبر شخص سے سنا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے احرام باندھا بیت المقدس سے ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

فائدہ: یعنی میقات سے پہلے احرام باندھ لیا یہ امر افضل ہے ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ کے نزدیک۔

۷۲۳۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهَلَّ مِنْ الْجِعِرَّانَةِ بِعُمْرَةٍ ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا عمرہ کا جعرانہ سے ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **حسن** ہے۔

فائدہ: جعرانہ ایک مقام ہے درمیان میں طائف اور مکہ کے اس کو لوگ اب بڑا عمرہ کہتے ہیں اور معروف جگہ عمرہ کے واسطے احرام

---

(۷۲۱) . موقوف صحيح : بيهقى (٢٩/٥) رقم (٨٩٢٣) ـ

(۷۲۲) موقوف صحيح : شافعى فى الأم (٢٥٣/٧) بيهقى (٣٠/٥)، (٨٩٢٧) ـ

(۷۲۳) صحيح : أبو داود (١٩٩٦) كتاب المناسك : باب المهلة بالعمرة تحيض فيدركها الحج ، ترمذى (٩٣٥) نسئاى (٢٨٦٣) أحمد (٤٢٦/٣) ، (١٥٥٩٧) دارمى (١٨٦١)۔

کے تنعیم ہے جو تین میل پر ہے مکہ سے وہیں سے لوگ اب اکثر عمرہ کا احرام باندھتے ہیں اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے مسند اً محرش کعبی سے روایت کیا ہے۔

باب التلبية و العمل فی الاهلال لبیک کہنے کا بیان اور احرام کی ترکیب کا بیان

۷۲۴۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ تَلْبِيَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ)) قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَزِيدُ فِيهَا ((لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی لبیک یہ تھی لبيك اللهم لبيك ' لبيك لا شريك لك لبيك ' إن الحمد والنعمة لك ' والملك لا شريك لك اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس میں زیادہ کرتے لبيك لبيك لبيك وسعديك والخير بيديك ' لبيك والرغباء اليك والعمل۔

فائدہ: معنی اس کے یہ ہیں کہ حاضر ہوتا ہوں تیری خدمت میں بار بار اے پروردگار! حاضر ہوتا ہوں تیری خدمت میں بار بار۔ حاضر ہوتا ہوں تیری خدمت میں بار بار۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ حاضر ہوتا ہوں تیری خدمت کے واسطے بار بار سارے جہاں کی تعریف اور نعمت تجھی کو ہے اور سلطنت بھی تجھی کو ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جو زیادہ کیا اس کے یہ معنی ہیں: حاضر ہوتا ہوں تیری خدمت میں بار بار۔ اطاعت کرتا ہوں تیری بار بار۔ تیرے ہاتھ میں بہتری ہے۔ حاضر ہوتا ہوں تیری خدمت میں بار بار۔ میری توجہ تیری طرف ہے اور میرے عمل سے مقصود تو ہی ہے اگر کہا جائے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے تلبیہ میں زیادتی کس طرح کی یہ تو احداث فی الدین ہوا حالانکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما میں بہت اتباع سنت تھا تو جواب یہ ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما شاید یہ سمجھے کہ تلبیہ کلمات ماثورہ پر مقصود نہیں ہے بلکہ اس جنس کے جو کلمات ہوں اُن کے ساتھ تلبیہ جائز ہے جیسا کہ اکثر ادعیہ واذکار کا یہی حال ہے گو اقتصار کلماتِ ماثورہ افضل ہے۔

۷۲۵۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي فِي مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ فَإِذَا اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ أَهَلَّ۔

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پڑھتے تھے ذوالحلیفہ کی مسجد میں دو رکعتیں پھر جب اونٹ پر سوار ہو جاتے لبیک پکار کر کہتے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لبیک کہنا بعد اونٹ پر سوار ہونے کے مسنون ہے نہ کہ بعد نماز احرام کے اور یہی قول ہے مالکؒ اور

(٧٢٤) بخاری (١٥٤٩) كتاب الحج : باب التلبية ' مسلم (١١٨٤) أبو داود (١٨١٢) ترمذی (٨٢٥) نسائی (٢٧٤٩) ابن ماجه (٢٩١٨) أحمد (٣/٢) ' (٤٤٥٧) دارمی (١٨٠٨)۔

(٧٢٥) بخاری (١٥١٤) كتاب الحج : باب قول الله عزوجل يأتوك رجالا وعلى كل ضامر ' مسلم (١١٨٧) أبو داود (١٧٧٢) ترمذی (٨١٨) نسائی (٢٧٥٨) ابن ماجه (٢٩١٦) أحمد (١٧/٢ ـ ١٨) دارمی (١٩٢٩)۔

شافعیؒ اور جمہور کا اور حنفیہ کے نزدیک بعد رکعتیں احرام کے لبیک پکارنا بہتر ہے۔

۷۲۶۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يَقُولُ بَيْدَاؤُكُمْ هَذِهِ الَّتِي تَكْذِبُونَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا مَا أَهَلَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مِنْ عِنْدِ الْمَسْجِدِ يَعْنِي مَسْجِدَ ذِي الْحُلَيْفَةِ۔

حضرت سالم بن عبداللہ نے سنا اپنے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہتے تھے کہ یہ میدان ہے جس میں تم جھوٹ باندھتے ہو رسول اللہ ﷺ پر کہ آپ ﷺ نے احرام باندھا وہاں سے حالانکہ نہیں لبیک کہی آپ ﷺ نے مگر ذوالحلیفہ کی مسجد کے پاس سے۔

۷۲۷۔ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ رَأَيْتُكَ تَصْنَعُ أَرْبَعًا لَمْ أَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِكَ يَصْنَعُهَا قَالَ وَمَا هُنَّ يَا ابْنَ جُرَيْجٍ قَالَ رَأَيْتُكَ لَا تَمَسُّ مِنَ الْأَرْكَانِ إِلَّا الْيَمَانِيَّيْنِ وَرَأَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ وَرَأَيْتُكَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرَةِ وَرَأَيْتُكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ أَهَلَّ النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الْهِلَالَ وَلَمْ تُهْلِلْ أَنْتَ حَتَّى يَكُونَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ أَمَّا الْأَرْكَانُ فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمَسُّ إِلَّا الْيَمَانِيَّيْنِ وَأَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَعَرٌ وَيَتَوَضَّأُ فِيهَا فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَلْبَسَهَا وَأَمَّا الصُّفْرَةُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْبُغُ بِهَا فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَصْبُغَ بِهَا وَأَمَّا الْإِهْلَالُ فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ حَتَّى تَنْبَعِثَ بِهِ رَاحِلَتُهُ۔

حضرت عبید بن جریج سے روایت ہے انہوں نے کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اے ابوعبدالرحمٰن! میں نے تم کو چار باتیں ایسی کرتے ہوئے دیکھیں جو تمہارے ساتھیوں میں سے کوئی نہیں کرتا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کون سی باتیں بتاؤ اے ابن جریج۔ انہوں نے کہا میں نے دیکھا تم کو نہیں چھوتے ہو تم طواف میں مگر رکن یمانی اور حجر اسود کو اور میں نے دیکھا تم کو کہ پہنتے ہو تم جوتیاں ایسے چمڑے کی جس میں بال نہیں رہتے اور میں نے دیکھا خضاب کرتے ہو تم زرد اور میں نے دیکھا تم کو جب تم مکہ میں ہوتے ہو تو لوگ چاند دیکھتے ہی احرام باندھ لیتے اور تم نہیں باندھتے مگر آٹھویں تاریخ کو۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا ارکان کا حال یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی رُکن کو چھوتے نہیں دیکھا سوائے حجر اسود اور رکنِ یمانی کے اور جوتیوں کا حال یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے چمڑے کی جوتیاں پہنتے دیکھا جس میں بال نہیں رہتے آپ ﷺ وضو کر کے بھی اُن کو پہن لیتے تو میں بھی

---

(۷۲۶) بخاری (۱۵٤۱) کتاب الحج : باب الاهلال عند مسجد ذی الحلیفة، مسلم (۱۱۸٦) أبو داود (۱۷۷۱) ترمذی (۸۱۸) نسائی (۲۷۵۷) ابن ماجه (۲۹۱٦) أحمد (۲/۱۰)، (٤۵۷۰)۔

(۷۲۷) بخاری (۱٦٦) کتاب الوضوء : باب غسل الرجلین فی النعلین ولا یمسح علی النعلین، مسلم (۱۱۸۷) أبو داود (۱۷۷۲) نسائی (۱۱۷) ابن ماجه (۳٦۲٦) أحمد (۲/۱۷ ـ ۱۸)، (٤٦۷۲)۔

اُن کا پہننا پسند کرتا ہوں اور زرد رنگ کا حال یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا زرد رنگ کا خضاب کیے ہوئے تو میں بھی اس کو پسند کرتا ہوں اور احرام کا حال یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ لبیک نہیں پکارتے تھے یہاں تک کہ اونٹ آپ ﷺ کا سیدھا کھڑا ہو جاتا چلنے کے واسطے۔

فائدہ: اور یہ امر آٹھویں تاریخ کو ہوتا ہے۔اسی واسطے میں آٹھویں تاریخ کو احرام باندھتا ہوں۔

۷۲۸۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّي فِي مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ يَخْرُجُ فَيَرْكَبُ فَإِذَا اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ أَحْرَمَ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز پڑھتے ذوالحلیفہ کی مسجد میں پھر نکل کر سوار ہوتے اس وقت احرام باندھتے۔

۷۲۹۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ أَهَلَّ مِنْ عِنْدِ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ حِينَ اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ وَأَنَّ أَبَانَ بْنَ عُثْمَانَ أَشَارَ عَلَيْهِ بِذَلِكَ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ عبدالملک بن مروان نے لبیک پکارا ذوالحلیفہ کی مسجد سے جب اُونٹ اُن کا سیدھا ہوا چلنے کو اور ابان بن عثمان نے یہ حکم کیا تھا اُن کو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

باب رفع الصوت بالاهلال — لبیک بلند آواز سے کہنے کا بیان

۷۳۰۔ عَنِ السَّائِبِ بْنِ خَلَّادٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((أَتَانِي جِبْرِيلُ فَأَمَرَنِي أَنْ آمُرَ أَصْحَابِي أَوْ مَنْ مَعِي أَنْ يَرْفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِالتَّلْبِيَةِ أَوْ بِالْإِهْلَالِ يُرِيدُ أَحَدَهُمَا))۔

حضرت سائب بن خلاد انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آئے میرے پاس جبرئیل علیہ السلام اور کہا کہ حکم کروں میں اپنے اصحاب کو بلند آواز سے لبیک پکارنے کا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا میں نے اہل علم سے سنا کہتے تھے یہ حکم عورتوں کو نہیں ہے بلکہ عورتیں آہستہ سے لبیک کہیں اس طرح کہ

(۷۲۸) بخاری (۱۵۱٤) کتاب الحج : باب قول الله تعالى يأتوك رجالا وعلى كل ضامر، مسلم (۱۱۸۷) أبو داود (۱۷۷۲) ترمذی (۸۱۸) نسائی (۲۷۵۸) ابن ماجه (۲۹۱٦) أحمد (۲/۱۷ ـ ۱۸)، (٤٦۷۲) دارمی (۱۹۲۹)۔

(۷۳۰) صحيح : أبو داود (۱۸۱٤) كتاب المناسك : باب كيف التلبية، ترمذی (۸۲۹) نسائی (۲۷۵۳) ابن ماجه (۲۹۲۲) أحمد (٤/٥٥)، (۱٦٦۷۲) دارمی (۱۸۰۹)۔

آپ ہی سنیں۔ کہا مالکؒ نے محرم اپنی آواز کو بلند کرے جامع مسجدوں میں بلکہ اس طرح کہے کہ آپ سنے اور پاس والا نہ سنے۔ مگر مسجد منیٰ اور مسجد الحرام میں یہ بلند آواز سے لبیک کہے۔ کہا مالکؒ نے میں نے سنا اہل علم سے وہ مستحب جانتے تھے لبیک کہنا ہر نماز کے بعد اور ہر چڑھاؤ پر چڑھنے کے وقت۔

باب افراد الحج — حج افراد کا بیان

۷۳۱۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ وَأَهَلَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ فَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَحَلَّ وَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ أَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَلَمْ يُحِلُّوا حَتَّى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ۔

اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نکلے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے حجۃ الوداع کے سال تو ہم میں سے بعض لوگوں نے احرام باندھا عمرہ کا اور بعضوں نے حج اور عمرہ دونوں کا اور بعضوں نے صرف حج کا اور رسول اللہ ﷺ نے صرف حج کا احرام باندھا۔ سو جس نے عمرہ کا احرام باندھا تھا اس نے عمرہ کر کے احرام کھول ڈالا اور جس نے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا یا صرف حج کا اس نے احرام نہ کھولا دسویں تاریخ تک۔

فائدہ: حج کے مہینوں میں میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھ کر جانا پھر ایام حج میں مکہ سے احرام حج کا باندھ لینا اس کو تمتع کہتے ہیں کیونکہ اس سے آدمی فائدہ اٹھا سکتا ہے عمرہ کا احرام کھول کر اور میقات سے حج اور عمرہ دونوں کا احرام ساتھ باندھنا اس کو قران کہتے ہیں اس میں آدمی عمرہ کر کے احرام باندھے ہوئے مکہ میں بیٹھا رہتا ہے حج کر کے احرام کھولتا ہے اور میقات سے صرف حج کا احرام باندھنا اس کو افراد کہتے ہیں۔

۷۳۲۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْرَدَ الْحَجَّ۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے افراد کیا حج کا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا میں نے سنا اہل علم سے کہتے تھے جس شخص نے احرام باندھا حج مفرد کا پھر اس کا جی چاہا عمرہ کا احرام باندھنے کا تو یہ جائز نہیں ہے۔ کہا مالکؒ نے میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو اسی پر پایا۔

باب القران فی الحج — حجِ قران کا بیان

(۷۳۱) بخاری (۱۵٦۲) کتاب الحج : باب التمتع والاقران والافراد بالحج وفسخ الحج، مسلم (۱۲۱۱) أبو داود (۱۷۷۹) نسائی (۲۷۱٦، ۲۸۰٤) ابن ماجه (۲۹٦۵) أحمد (۳٦/٦) (۲٤۵۷۷) دارمی (۱۹۰٤)۔

۷۳۳۔ عَنْ مُحَمَّدٍ الْبَاقِرِ أَنَّ الْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ دَخَلَ عَلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ بِالسُّقْيَا وَهُوَ يَنْجَعُ بَكَرَاتٍ لَهُ دَقِيقًا وَخَبَطًا فَقَالَ هَذَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ يَنْهَى عَنْ أَنْ يُقْرَنَ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَخَرَجَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَعَلَى يَدَيْهِ أَثَرُ الدَّقِيقِ وَالْخَبَطِ فَمَا أَنْسَى أَثَرَ الدَّقِيقِ وَالْخَبَطِ عَلَى ذِرَاعَيْهِ حَتَّى دَخَلَ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَقَالَ أَنْتَ تَنْهَى عَنْ أَنْ يُقْرَنَ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَقَالَ عُثْمَانُ ذَلِكَ رَأْيِي فَخَرَجَ عَلِيٌّ مُغْضَبًا وَهُوَ يَقُولُ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ مَعًا۔

حضرت محمد باقر سے روایت ہے کہ مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ آئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس اور وہ پلا رہے تھے اپنے اونٹ کے بچوں کو گھلا ہوا آٹا اور چارہ پانی میں ۔تو کہا مقداد رضی اللہ عنہ نے یہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ منع کرتے ہیں قران سے (درمیان حج اور عمرہ کے۔ پس نکلے علی رضی اللہ عنہ اور اُن کے ہاتھوں میں آٹے کے نشان تھے سو میں اب تک اس آٹے کے نشانوں کو جو اُن کے ہاتھ پر تھے نہیں بھولا اور گئے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس اور کہا کیا تم منع کرتے ہو قران سے درمیان حج اور عمرہ کے۔ انہوں نے کہا ہاں میری رائے یہی ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ غصے سے باہر نکلے۔ کہتے تھے لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ وَّ عُمْرَةٍ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: اُن کے سامنے یہ الفاظ کہے تا کہ معلوم ہو کہ قران درست ہے اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ نسائی اور اسماعیلی کی روایت میں ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا میں تو منع کرتا ہوں لوگوں کو قران سے اور تم کرتے ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو کسی کے کہنے سے نہ چھوڑوں گا اور نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رجوع کیا ممانعت سے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جو کوئی قران کرے تو اپنے بال نہ کترائے اور جو چیزیں احرام میں منع ہیں اُن کا استعمال نہ کرے یہاں تک کہ ہدی کو نحر کرے اگر اس کے ساتھ ہدی ہو اور یوم النحر کو منیٰ میں احرام کھولے۔

۷۳۴۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ خَرَجَ إِلَى الْحَجِّ فَمِنْ أَصْحَابِهِ مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ وَمِنْهُمْ مَنْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَمِنْهُمْ مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَقَطْ فَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ أَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَلَمْ يَحْلِلْ وَأَمَّا مَنْ كَانَ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَحَلُّوا۔

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے حجۃ الوداع کے سال میں حج کرنے کو تو اُن کے بعض اصحاب نے احرام باندھا حج کا اور بعض نے حج اور عمرہ دونوں کا اور بعض نے صرف عمرہ کا۔ سو جس شخص نے حج کا احرام باندھا تھا یا حج اور عمرہ دونوں کا اس نے احرام نہ کھولا اور جس نے عمرہ کا صرف احرام باندھا تھا اس نے عمرہ کر کے احرام کھول ڈالا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **صحیح لغیرہ** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ میں نے سنا بعض اہل علم سے کہتے تھے جس نے عمرہ کا احرام باندھا پھر اس کو یہ بھلا معلوم ہوا کہ حج کا بھی

---

(۷۳۳) موقوف ضعیف : ابن حزم فی حجۃ الوداع (۳۵۸)۔

احرام عمرہ کے ساتھ باندھ لے یہ جائز ہے جب تک اس نے طواف خانہ کعبہ کا اور سعی صفا مروہ میں نہ کی ہو اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایسا ہی کیا ہے جب انہوں نے کہا اگر میں روکا جاؤں گا خانہ کعبہ سے تو جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے ویسا ہی میں بھی کروں گا پھر اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ حج اور عمرہ کا حال یکساں ہے تو میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے عمرہ کے ساتھ حج کی نیت بھی کر لی۔

فائدہ: یعنی پہلے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا اس خیال سے کہ شاید حج نصیب نہ ہو اور خانہ کعبہ تک پہنچنا نہ ہو سکے کیونکہ اس زمانے میں وہاں فساد اور ہنگامہ تھا پھر یہ خیال کیا کہ جیسا احصار کی حالت میں عمرہ والا احرام کھول سکتا ہے ویسا ہی حج والا بھی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے حجۃ الوداع کے سال عمرہ کا احرام باندھا تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے ساتھ ہدی ہو وہ حج کا بھی احرام باندھ لے پھر احرام نہ کھولے یہاں تک کہ حج اور عمرہ دونوں سے فارغ ہو۔

باب قطع التلبية — لبیک موقوف کرنے کا وقت

۷۳۵۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الثَّقَفِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَهُمَا غَادِيَانِ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَةَ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ فِي هَذَا الْيَوْمِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ يُهِلُّ الْمُهِلُّ مِنَّا فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ۔

محمد بن ابی بکر نے پوچھا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے جب وہ دونوں صبح کو جا رہے تھے منیٰ سے عرفہ کو تم کیا کرتے تھے آج کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بولے بعض لوگ ہم میں سے آج کے روز لبیک کہتے تھے پکار کر تو کوئی منع نہ کرتا۔ بعض لوگ تکبیر کہتے تو کوئی منع نہ کرتا۔

فائدہ: خطابیؒ نے کہا کہ علماء نے اجماع کیا اس حدیث کے خلاف پر اور سنت کہا ہے لبیک پکارنے کو اس روز اور بعضوں نے اس حدیث پر بھی عمل کیا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث منافی نہیں ہے اور احادیث کی کیونکہ احتمال ہے کہ لبیک اور تکبیر دونوں کہے ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو جائز رکھا ہو۔

۷۳۶۔ عَنْ مُحَمَّدٍ الْبَاقِرِ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ كَانَ يُلَبِّي فِي الْحَجِّ حَتَّى إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ قَطَعَ التَّلْبِيَةَ۔

حضرت محمد باقر سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ لبیک کہتے تھے حج میں مگر جب زوال ہوتا آفتاب کا عرفہ کے روز تو موقوف کرتے لبیک کو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

(۷۳۵) بخاري (۹۷۰) كتاب الجمعة : باب التكبير أيام منى واذا غدا الى عرفة ' مسلم (۱۲۸۵) نسائى (۳۰۰۰) ابن ماجه (۳۰۰۸) أحمد (۱۱۰/۳) (۱۲۰۹۳) دارمى (۱۸۷۷) ـ

(۷۳۶) موقوف ضعيف : أحمد (۱۵۵/۱) ' (۱۳۳٤) ـ

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے شہر کے اہل علم اسی پر عمل کرتے چلے آتے ہیں۔

فائدہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہی قول ہے اور جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ لبیک کہا کرے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کی رمی کرے یوم النحر کے روز اس وقت موقوف کرے کیونکہ صحیحین میں مروی ہے فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبیک کہا کرتے تھے یہاں تک کہ پہنچے جمرہ عقبہ کے پاس لیکن اصحاب الرائے اور سفیان ثوریؒ اور شافعیؒ کے نزدیک اول کنکری سے لبیک موقوف کرے اور امام احمدؒ اور اسحاقؒ کے نزدیک جب رمی سے فارغ ہو اس وقت موقوف کرے۔ ابن خزیمہ نے اسی حدیث کو فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کیا ہے کہ آپ لبیک کہا کرتے اور تکبیر کہا کرتے ہر کنکری مارنے پر پھر موقوف کرتے لبیک کو آخری کنکری سے۔ ابن خزیمہ نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اس میں تفسیر ہے روایت سابقہ کی اور رفع ہے اس کے ابہام کا سو اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ (زرقانی)

۷۳۷۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا كَانَتْ تَتْرُكُ التَّلْبِيَةَ إِذَا رَجَعَتْ إِلَى الْمَوْقِفِ ۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا موقوف کرتی تھیں لبیک کو جب جاتی تھیں عرفات کو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

۷۳۸۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ فِي الْحَجِّ إِذَا انْتَهَى إِلَى الْحَرَمِ حَتَّى يَطُوفَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ يُلَبِّي حَتَّى يَغْدُوَ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَةَ فَإِذَا غَدَا تَرَكَ التَّلْبِيَةَ وَكَانَ يَتْرُكُ التَّلْبِيَةَ فِي الْعُمْرَةِ إِذَا دَخَلَ الْحَرَمَ ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما موقوف کرتے تھے لبیک کہنے کو حج میں جب پہنچتے حرم میں طواف اور سعی تک پھر لبیک کہنے لگتے یہاں تک کہ صبح کو منیٰ سے چلیں عرفہ کو سو جب عرفات کو چلتے لبیک موقوف کرتے اور عمرہ میں موقوف کرتے لبیک کو جب داخل ہوتے حرم میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

۷۳۹۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ لَا يُلَبِّي وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ ۔

ابن شہاب کہتے تھے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما طواف میں لبیک نہ کہتے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

---

(۷۳۷) موقوف صحیح: ابن أبی شیبة (۲۴۸/۳)' (۱۲۹۹۳) شرح معانی الآثار (۲۲۶/۲) ۔

(۷۳۸) موقوف صحیح: شافعی فی الأم (۲۵۴/۷) ابن خزیمة (۲۰۷/۴) (۲۶۹۸) بیهقی (۱۰۴/۵)' (۹۴۰۸) ۔

(۷۳۹) موقوف ضعیف: بیهقی (۴۳/۵)' (۹۰۲۴) ابن أبی شیبة (۱۳۹۹۴) معرفة السنن والآثار (۵۶۱/۳) ۔

٧٤٠۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا كَانَتْ تَنْزِلُ مِنْ عَرَفَةَ بِنَمِرَةَ ثُمَّ تَحَوَّلَتْ إِلَى الْأَرَاكِ قَالَتْ وَكَانَتْ عَائِشَةُ تُهِلُّ مَا كَانَتْ فِي مَنْزِلِهَا وَمَنْ كَانَ مَعَهَا فَإِذَا رَكِبَتْ فَتَوَجَّهَتْ إِلَى الْمَوْقِفِ تَرَكَتْ الْإِهْلَالَ قَالَتْ وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَعْتَمِرُ بَعْدَ الْحَجِّ مِنْ مَكَّةَ فِي ذِي الْحِجَّةِ ثُمَّ تَرَكَتْ ذَلِكَ فَكَانَتْ تَخْرُجُ قَبْلَ هِلَالِ الْمُحَرَّمِ حَتَّى تَأْتِيَ الْجُحْفَةَ فَتُقِيمَ بِهَا حَتَّى تَرَى الْهِلَالَ فَإِذَا رَأَتْ الْهِلَالَ أَهَلَّتْ بِعُمْرَةٍ۔

اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ جب عرفات میں آتیں تو نمرہ میں اترتیں پھر اراک میں اُترنے لگیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے مکان میں جب تک ہوتیں تو بھی اور ان کے ساتھی لبیک کہا کرتے جب سوار ہوتیں تو لبیک کہنا موقوف کرتیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا بعد حج کے عمرہ ادا کرتیں مکہ سے احرام باندھ کر ذی الحجہ میں پھر یہ چھوڑ دیا اور محرم کے چاند سے پہلے جحفہ میں آکر ٹھہرتیں جب چاند ہوتا تو عمرہ کا احرام باندھتیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **حسن** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **حسن** کہا ہے۔

فائدہ: اس واسطے کہ عمرہ سوائے حج کے مہینوں کے اور دنوں میں کرنا اولیٰ ہے۔ نمرہ ایک مقام کا نام ہے عرفات کے قرب میں اور اراک بھی ایک موضع ہے عرفات میں۔

٧٤١۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ غَدَا يَوْمَ عَرَفَةَ مِنْ مِنًى فَسَمِعَ التَّكْبِيرَ عَالِيًا فَبَعَثَ الْحَرَسَ يَصِيحُونَ فِي النَّاسِ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهَا التَّلْبِيَةُ۔

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز صبح کو چلے نویں تاریخ کو منیٰ سے عرفہ کو تو بلند آواز سے تکبیر سنی انہوں نے اپنے آدمیوں کو بھیج کر کہلوایا کہ اے لوگو یہ وقت لبیک کہنے کا ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

باب اهلال أهل مكة و من بها من غيرهم — اہل مکہ کے احرام کا اور جو لوگ مکہ میں ہوں اور ملک والے اُن کے بھی احرام کا بیان

٧٤٢۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ يَا أَهْلَ مَكَّةَ مَا شَأْنُ النَّاسِ يَأْتُونَ شُعْثًا وَأَنْتُمْ مُدَّهِنُونَ أَهِلُّوا إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ۔

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا اے مکہ والو لوگ تو بال بکھرے ہوئے پریشان یہاں آتے ہیں اور تم تیل لگائے ہوتے ہو جب چاند دیکھو ذی الحجہ کا تو تم بھی احرام باندھ لیا کرو۔

(٧٤٠) موقوف حسن: عبد الله بن وهب فى الموطا (٦١)۔
(٧٤٢) موقوف ضعيف: ابن أبي شيبة (٣/٣٥٠)، (١٥٠٠٨)۔

فائدہ: کیونکہ پہلے سے احرام باندھ لینا افضل ہے لیکن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما احرام نہ باندھتے جب تک آٹھویں تاریخ نہ آتی اب یہی رواج ہے کہ مکہ والے اور جو لوگ مکہ میں اور ملکوں کے ہوتے ہیں وہ آٹھویں تاریخ کو حج کا احرام باندھتے ہیں۔

۷۴۳۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ أَقَامَ بِمَكَّةَ تِسْعَ سِنِينَ وَهُوَ يُهِلُّ بِالْحَجِّ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ مَعَهُ يَفْعَلُ ذٰلِكَ۔

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نو برس مکے میں رہے جب چاند دیکھتے ذی الحجہ کا تو احرام باندھ لیتے اور عروہ بن زبیر بھی ایسا ہی کرتے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو لوگ مکہ کے رہنے والے ہیں یا مکہ میں پہلے سے مقیم ہیں مگر وہاں کے باشندے نہیں تو وہ حرم سے احرام باندھیں۔ کہا مالکؒ نے جو شخص مکہ سے احرام حج کا باندھے تو وہ طواف اور سعی نہ کرے جب تک منیٰ سے نہ لوٹے اور ایسا ہی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کیا تھا۔ کہا یحییٰ نے جو لوگ اور ملک کے رہنے والے ہیں انہوں نے اگر احرام حج کا مکہ سے باندھا تو وہ فرض طواف (طواف الزیارۃ) کی تاخیر کریں اور وہ طواف ہے جس کے بعد سعی ہوتی ہے صفا اور مروہ کے درمیان میں اور نفل طواف جتنا چاہے کیا کرے۔ لیکن ہر طواف کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرے اور ایسا ہی کیا اُن صحابہ نے۔ احرام حج کا مکہ سے باندھا سو انہوں نے تاخیر کی طواف اور سعی کی یہاں تک کہ لوٹے منیٰ سے اور ایسا ہی کیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے وہ بھی ذی الحجہ کا چاند دیکھ کر احرام باندھتے تھے حج کا مکہ سے اور تاخیر کرتے طواف اور سعی کی منیٰ سے لوٹنے تک۔ کہا مالکؒ نے مکہ والے کو عمرہ کا احرام باندھنا حرم سے درست نہیں ہے بلکہ حل سے احرام باندھنا ضروری ہے۔

باب ما لا يوجب الاحرام من تقليد الهدى — ہدی کے جانور کے گلے میں کچھ لٹکانے سے آدمی محرم نہیں ہو جاتا

فائدہ: ہدی اس جانور کو کہتے ہیں جو کہ مکہ میں روانہ کیا جائے قربانی کے واسطے اور تقلید کہتے ہیں اس جانور کے گلے میں جوتی وغیرہ کوئی اور چیز لٹکانے کو جس سے یہ بات معلوم ہو کہ یہ جانور ہدی کا ہے۔

۷۴۴۔ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ زِيَادَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ كَتَبَ إِلَى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ أَهْدَى هَدْيًا حَرُمَ عَلَيْهِ مَا يَحْرُمُ عَلَى الْحَاجِّ حَتّٰى يُنْحَرَ الْهَدْيُ وَقَدْ بَعَثْتُ بِهَدْيٍ فَاكْتُبِي إِلَيَّ بِأَمْرِكِ أَوْ مُرِي صَاحِبَ الْهَدْيِ قَالَتْ عَمْرَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ

---

(٧٤٣) موقوف صحيح : ابن أبي شيبة (٣/٣٥٠) رقم (١٥٠٠٦)۔

(٧٤٤) بخاری (١٦٩٦) كتاب الحج : باب من أشعر وقلد بذى الحليفة ثم أحرم، مسلم (١٣٢١) كتاب الحج : باب استحباب بعث الهدى الى الحرم، أبو داود (١٧٥٧) ترمذى (٩٠٨) نسائى (٢٧٧٦) ابن ماجه (٣٠٩٥) أحمد (٦/٨٥)، (٢٥٠٦٤) دارمى (١٩٣٥)۔

لَيْسَ كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَا فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ ثُمَّ بَعَثَ بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَبِي فَلَمْ يَحْرُمْ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ أَحَلَّهُ اللّٰهُ لَهُ حَتَّى نُحِرَ الْهَدْيُ ـ

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ زیاد بن ابی سفیان نے لکھا ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جو شخص ہدی روانہ کرے تو اس پر حرام ہو گئیں وہ چیزیں جو حرام ہیں محرم پر یہاں تک کہ ذبح کی جائے ہدی۔ سو میں نے ایک ہدی تمہارے پاس روانہ کی ہے تم مجھے لکھ بھیجو اپنا فتویٰ یا جو شخص ہدی لے کر آتا ہے اس کے ہاتھ کہلا بھیجو۔ عمرہ نے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا بولیں ابن عباس رضی اللہ عنہ جو کہتے ہیں ویسا نہیں ہے میں نے خود اپنے ہاتھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدی کے ہار بٹے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے لٹکائی اور اس کو روانہ کیا میرے باپ کے ساتھ سو آپ پر کوئی چیز حرام نہ ہوئی اُن چیزوں میں سے جن کو حلال کیا تھا اللہ نے اُن کے لیے یہاں تک کہ ذبح ہو گئی ہدی۔

فائدہ: تو صرف ہدی روانہ کرنے سے محرم نہیں ہوتا بلکہ اگر خود اس کے ساتھ ہو جائے تو محرم ہو جاتا ہے۔ یہی قول ہے ابو حنیفہؒ اور محمدؒ اور اکثر علماء کا۔

۷۴۵۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ عَمْرَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الَّذِي يَبْعَثُ بِهَدْيِهِ وَيُقِيمُ هَلْ يَحْرُمُ عَلَيْهِ شَيْءٌ فَأَخْبَرَتْنِي أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُولُ لَا يَحْرُمُ إِلَّا مَنْ أَهَلَّ وَلَبَّى ـ

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے انہوں نے پوچھا عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے کہ جو شخص ہدی روانہ کرے مگر خود نہ جائے کیا اس پر کچھ لازم ہوتا ہے؟ وہ بولیں میں نے سنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہتی تھیں محرم نہیں ہوتا مگر جو شخص احرام باندھے اور لبیک کہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

۷۴۶۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهُدَيْرِ أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا مُتَجَرِّدًا بِالْعِرَاقِ فَسَأَلَ النَّاسَ عَنْهُ فَقَالُوا إِنَّهُ أَمَرَ بِهَدْيِهِ أَنْ يُقَلَّدَ فَلِذَلِكَ تَجَرَّدَ قَالَ رَبِيعَةُ فَلَقِيتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ فَذَكَرْتُ لَهُ ذَلِكَ فَقَالَ بِدْعَةٌ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ ـ

حضرت ربیعہ بن عبداللہ نے دیکھا ایک شخص کو عراق میں کپڑے اتارے ہوئے (وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ تھے) تو پوچھا لوگوں سے اس کا سبب۔ لوگوں نے کہا اس نے حکم کیا ہے اپنی ہدی کی تقلید کا سو اس لیے سیے ہوئے کپڑے اتار ڈالے۔ ربیعہ نے کہا میں نے ملاقات کی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اور یہ قصہ بیان کیا انہوں نے کہا قسم کعبہ کے رب کی! یہ امر بدعت ہے۔

---

(٧٤٥) موقوف صحيح: ابن أبي شيبة (١٥/٣) رقم (١٢٧١٤) ـ

(٧٤٦) موقوف صحيح: ابن أبي شيبة في المصنف (١٢٦/٣) رقم (١٢٧١٩) الطحاوي في شرح المعاني الآثار (٢٦٧/٢) ـ

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا کہ ایک شخص ہدی لے کر آپ نکلا سو اس نے شعار کیا۔ اور تقلید کی ذوالحلیفہ میں لیکن احرام نہ باندھا یہاں تک کہ آ گیا جحفہ میں۔ تو جواب دیا امام مالکؒ نے کہ میرے نزدیک یہ اچھا نہیں ہے اور جس نے ایسا کیا اس نے خطا کی بلکہ اس کو چاہیے کہ اشعار اور تقلید احرام کے ساتھ کرے۔ البتہ جو شخص ہدی کے ساتھ جانے کا قصد نہیں رکھتا وہ بدون احرام کے ہدی روانہ کرے اور آپ اپنے گھر بیٹھا رہے۔

فائدہ: اشعار کہتے ہیں اونٹ کے کوہان کو چیر دینے کو داہنی طرف یا بائیں طرف سے تاکہ یہ معلوم ہو کہ وہ جانور ہدی کا ہے یہ فعل سنت ہے اور ثابت ہے رسول اللہ ﷺ سے اگرچہ ابوحنیفہؒ نے اس کو مکروہ جانا۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا کہ ہدی کو بدون احرام کے لے کر نکل سکتا ہے بولے ہاں کچھ قباحت نہیں (مگر جب میقات پر پہنچے تو احرام باندھ لے وہاں سے بدون احرام کے آگے نہ بڑھے)۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا کہ لوگوں نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ کوئی شخص تقلید کرے اپنی ہدی کی مگر اس کا قصد نہ ہو حج یا عمرہ کا تو وہ محرم ہو گا یا نہیں۔ امام مالکؒ نے جواب دیا کہ ہم اس مسئلہ میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کو لیتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ہدی روانہ کی اور آپ ٹھہرے سو آپ ﷺ پر کوئی چیز حرام نہیں ہوئی حلال چیزوں میں سے یہاں تک کہ ہدی ذبح ہو گئی۔

باب ما تفعل الحائض فی الحج — جس عورت کو حج میں حیض آ جائے اس کا بیان

۷۴۷۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ الْمَرْأَةُ الْحَائِضُ الَّتِي تُهِلُّ بِالْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ إِنَّهَا تُهِلُّ بِحَجِّهَا أَوْ عُمْرَتِهَا إِذَا أَرَادَتْ وَلَكِنْ لَا تَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَهِيَ تَشْهَدُ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا مَعَ النَّاسِ غَيْرَ أَنَّهَا لَا تَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَا تَقْرَبُ الْمَسْجِدَ حَتَّى تَطْهُرَ ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جو عورت احرام باندھے ہو حج یا عمرہ کا پھر اس کو حیض ہو تو وہ لبیک کہا کرے جب اس کا جی چاہے اور طواف نہ کرے اور سعی نہ کرے صفا مروہ کے درمیان میں۔ باقی سب ارکان ادا کرے لوگوں کے ساتھ فقط طواف اور سعی نہ کرے اور مسجد میں نہ جائے جب تک کہ پاک ہو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: اصل طواف ممنوع ہے کیونکہ اس میں مسجد جانا ہوتا ہے اور سعی ممنوع نہیں ہے اس لیے کہ سعی کے واسطے طہارت شرط نہیں ہے مگر حائض سعی اس واسطے نہ کرے کہ طواف پر مقدم کرنا سعی کا درست نہیں۔

باب العمرة فی أشهر الحج — حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کا بیان

۷۴۸۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَمَرَ ثَلَاثًا عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ وَعَامَ الْقَضِيَّةِ

وَعَامَ الْجِعِرَّانَةِ ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ رسول اللہ ﷺ نے تین عمرے ادا کیے ایک حدیبیہ کے سال اور ایک عمرہ قضا کے اور ایک عمرہ جعرانہ کے سال۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **صحیح** کہا ہے۔

۷۴۹۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَعْتَمِرْ إِلَّا ثَلَاثًا إِحْدَاهُنَّ فِي شَوَّالٍ وَاثْنَتَيْنِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ ۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نہیں عمرہ کیا مگر تین بار ایک شوال میں اور دو ذیقعدہ میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۷۵۰۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَرْمَلَةَ الْأَسْلَمِيِّ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ أَعْتَمِرُ قَبْلَ أَنْ أَحُجَّ فَقَالَ سَعِيدٌ نَعَمْ قَدْ اعْتَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ يَحُجَّ ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن حرملہ اسلمی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا سعید بن مسیب سے کہ میں عمرہ کروں قبل حج کے۔ انہوں نے کہا ہاں رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کیا قبل حج کے۔

۷۵۱۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ أَبِي سَلَمَةَ اسْتَأْذَنَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَنْ يَعْتَمِرَ فِي شَوَّالٍ فَأَذِنَ لَهُ فَاعْتَمَرَ ثُمَّ قَفَلَ إِلَى أَهْلِهِ وَلَمْ يَحُجَّ ۔

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ عمر بن ابی سلمہ نے اجازت مانگی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عمرہ کرنے کی شوال میں تو اجازت دی آپ نے۔ تو وہ عمرہ کر کے لوٹ آئے اپنے گھر کو اور حج نہ کیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا ایام جاہلیت میں لوگ بُرا سمجھتے تھے یہ بات لغو ٹھہری۔ ابن حبان نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کیا ذی الحجہ میں تا کہ مشرکین کی مخالفت ہو۔

باب قطع التلبية فى العمرة — عمرہ میں لبیک کب موقوف کرے

۷۵۲۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ يَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ فِي الْعُمْرَةِ إِذَا دَخَلَ الْحَرَمَ ۔

(۷۴۹) بیهقی (۱۱/۵)، (۸۸۳۹)۔

(۷۵۰) بخاری (۱۷۷۴) کتاب الحج : باب من اعتمر قبل الحج، أبو داود (۱۹۸۶) أحمد (۲/۴۶ ـ ۴۷) (۵۰۶۹)۔

حضرت عروہ بن زبیر لبیک موقوف کرتے تھے عمرہ میں جب داخل ہوجاتے حرم میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص احرام باندھے عمرہ کا' احرام تنعیم سے باندھے وہ لبیک موقوف نہ کرے جب تک کہ خانہ کعبہ نہ دیکھے۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا کہ جو شخص احرام باندھے عمرہ کا میقات سے اور وہ مدینہ یا کسی اور شہر کا رہنے والا ہے تو لبیک کب موقوف کرے۔ امام مالکؒ نے جواب دیا کہ جو شخص میقات سے احرام باندھے وہ زمین حرم میں داخل ہوتے ہی لبیک موقوف کردے اور مجھے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایسا ہی پہنچا وہ ایسا ہی کرتے تھے۔

باب ما جاء في التمتع — حج تمتع کا بیان

۷۵۳۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ وَالضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ عَامَ حَجَّ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ وَهُمَا يَذْكُرَانِ التَّمَتُّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَقَالَ الضَّحَّاكُ بْنُ قَيْسٍ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ إِلَّا مَنْ جَهِلَ أَمْرَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ سَعْدٌ بِئْسَ مَا قُلْتَ يَا ابْنَ أَخِي فَقَالَ الضَّحَّاكُ فَإِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَدْ نَهَى عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ سَعْدٌ قَدْ صَنَعَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَنَعْنَاهَا مَعَهُ۔

حضرت محمد بن عبداللہ بن حارث سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ سے جس سال معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے حج کیا اور وہ دونوں ذکر کررہے تھے تمتع کا تو ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمتع وہی کرے گا جو خدا کے احکام سے ناواقف ہو۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا بُری بات کہی تم نے اے بھتیجے میرے۔ ضحاک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے منع کیا تمتع سے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کیا اور ہم نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمتع کو مکروہ جانا اس سبب سے کہ حج کے قرب میں آدمی کا لذت اٹھانا عورتوں سے اور زینت کرنا بُرا سمجھا اور بعضوں نے کہا کہ مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تمتع سے یہ تھی کہ حج کو فسخ کرکے عمرہ سے بدل دے اور بعضوں نے کہا مراد اشہرِ حج میں عمرہ کرنا ہے۔ بہرحال اس ممانعت کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ اگر تمتع سے یہی تمتع عرفی مراد ہو یعنی عمرہ کرکے احرام کھول ڈالنا اور مکہ میں ٹھہرے رہنا۔ پھر آٹھویں تاریخ مکہ سے احرام حج کا باندھنا اور دلیل اس امر کی مراد تمتع سے یہی تمتع عرفی تھا نہ کہ فسخ حج۔ وہ ہے جو صحیح

(۷۵۲) مقطوع صحيح : ابن ابی شيبة (۳/۲۵۰) رقم (۱٤۰۰۹)۔

(۷۵۳) مسلم (۱۲۲۵) كتاب الحج : باب جواز التمتع ' ترمذی (۸۲۳) نسائی (۲۷۳٤) أحمد (۱/۱۷٤)' (۱۵۰۳)۔

مسلم میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جانا کہ رسول اللہ ﷺ اور اُن کے اصحاب نے تمتع کیا ہے اور ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب نے یہی تمتع عرفی کیا تھا پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو اس سے منع کیا اس کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ناسخ سنا ہوگا۔ جیسے متعہ نساء کو منع کیا اس لیے کہ اس کی حلت منسوخ ہوگئی تھی (واللہ اعلم)۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ممانعت کا خیال نہ کیا اور یہ جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو کیا ہے تو معلوم ہوا کہ جس فعل کا جواز رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہو اور کوئی مجتہد یا شیخ یا عالم کیسے ہی بڑے درجہ کا ہو اس کو منع کرے یا رسول اللہ ﷺ سے اس کی ممانعت ثابت ہو اور وہ جائز رکھے تو رسول اللہ ﷺ کی تقلید کرنی چاہیے اور اس مولوی یا مشائخ یا مجتہد کے کلام کو ترک کرنا چاہیے اس واسطے کہ رسول اللہ ﷺ خطا سے معصوم تھے اور وہ خطا سے معصوم نہیں ہے۔ اس فائدہ کو یاد رکھنا چاہیے۔

۷۵۴۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ وَاللّٰهِ لَأَنْ أَعْتَمِرَ قَبْلَ الْحَجِّ وَأُهْدِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَعْتَمِرَ بَعْدَ الْحَجِّ فِي ذِي الْحِجَّةِ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے قسم خدا کی مجھ کو قبل حج کے عمرہ کرنا اور ہدی لے جانا بہتر معلوم ہوتا ہے اس بات سے کہ عمرہ کروں بعد حج کے ذی الحجہ میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۷۵۵۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ مَنِ اعْتَمَرَ فِيْ أَشْهُرِ الْحَجِّ فِيْ شَوَّالٍ أَوْ ذِي الْقَعْدَةِ أَوْ ذِي الْحِجَّةِ قَبْلَ الْحَجِّ ثُمَّ أَقَامَ بِمَكَّةَ حَتّٰى يُدْرِكَهُ الْحَجُّ فَهُوَ مُتَمَتِّعٌ إِنْ حَجَّ وَعَلَيْهِ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعَ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جس شخص نے عمرہ کیا حج کے مہینوں میں شوال یا ذی قعدہ یا ذی الحجہ میں قبل حج کے پھر ٹھہرا رہا مکہ میں یہاں تک کہ پالیا اس نے حج کو اس نے تمتع کیا اگر حج کرے اور اس پر ہدی لازم ہے جیسے میسر ہو اگر ہدی نہ میسر ہو تو تین روزے حج میں رکھے اور سات روزے جب حج سے لوٹے تو رکھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ یہ جب ہے کہ عمرہ کر کے مکہ میں ٹھہرا رہے حج تک پھر حج کرے۔ کہا مالکؒ نے ایک شخص مکہ کا باشندہ تھا اب وہ کہیں اور جا کر رہا پھر اشہر حج میں عمرہ کرنے آیا اور عمرہ کر کے وہاں ٹھہرا رہا۔ پھر حج کیا تو وہ متمتع ہوگا اور اس پر ہدی واجب ہے اگر ہدی نہ مل سکے تو روزے رکھے اور اس کا حکم مکہ والوں کا سا نہ ہوگا۔

فائدہ: کیونکہ مکہ والوں کا تمتع جائز نہیں فرمایا اللہ تعالیٰ نے ﴿ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ یہ تمتع اس کو

---

(۷۵۴) موقوف صحیح: ابن أبی شیبة (۱۳۰۲۰، ۱۳۰۴۲) بیهقی (۳۴۵/٤) رقم (۸۷۳۷)۔

(۷۵۵) موقوف صحیح: بیهقی (۲٤/٥) رقم (۸۸۹۲) ابن ابی شیبة (۱۳۰۰۱، ۱۳۰۰٤)۔

درست ہے جس کا گھر بار مسجد الحرام میں نہ ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک شخص اور ملک والا عمرہ کا احرام باندھ کر حج کے مہینوں میں مکہ آیا اور اس کی نیت مکہ میں رہنے کی ہے تاکہ حج بھی کرے وہ متمتع ہے۔ بولے ہاں وہ متمتع ہے اہل مکہ کے مثل نہیں ہو سکتا اگرچہ اس نے مکہ میں اقامت کی نیت کی کیونکہ وہ جب مکہ میں آیا تھا تو وہ وہاں کا رہنے والا نہ تھا۔ پس اس پر ہدی یا روزے واجب ہوں گے اور اس شخص نے جو مکہ میں رہنے کا ارادہ کیا ہے تو اس کا حال معلوم نہیں کہ آئندہ کیا امر پیدا ہو اس لیے وہ اہل مکہ میں سے نہیں ہو سکتا۔

۷۵۶۔ و حَدَّثَنِي عَنْ مَالِك عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ مَنْ اعْتَمَرَ فِي شَوَّالٍ أَوْ ذِي الْقِعْدَةِ أَوْ فِي ذِي الْحِجَّةِ ثُمَّ أَقَامَ بِمَكَّةَ حَتَّى يُدْرِكَهُ الْحَجُّ فَهُوَ مُتَمَتِّعٌ إِنْ حَجَّ وَمَا اسْتَيْسَرَ مِنْ الْهَدْيِ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعَ ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے انہوں نے سنا سعید بن مسیب سے کہتے تھے جس نے عمرہ کیا شوال یا ذیقعدہ یا ذی الحجہ میں پھر مکہ میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ حج پایا تو وہ متمتع ہے اگر حج کرے اس پر ہدی لازم ہو گی اگر میسر ہے ورنہ تین روزے حج میں اور سات جب لوٹے رکھنے ہوں گے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

باب ما لا يجب فيه التمتع — جس صورت میں آدمی متمتع نہ ہو اس کا بیان

امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس شخص نے عمرہ کیا شوال یا ذیقعدہ یا ذی الحجہ میں پھر لوٹ آیا اپنے ملک کو پھر حج کیا اسی سال جا کر تو اس پر ہدی لازم نہ ہو گی کیونکہ وہ متمتع نہیں ہے بلکہ ہدی اس پر لازم ہے جو حج کے مہینوں میں عمرہ کر کے مکہ میں ٹھہرا رہے حج تک پھر حج کرے۔ کہا مالکؒ نے جو شخص اور ملک میں سے آن کر مکہ میں رہنے لگا اس نے پھر حج کے مہینوں میں عمرہ کیا بعد اس کے حج کیا اور وہ متمتع نہ ہو گا نہ اس پر ہدی ہے نہ روزے ہیں۔ بلکہ وہ اہل مکہ کی مانند ہے جب کہ وہاں کا رہنا اس نے اختیار کیا۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا کہ ایک شخص مکہ کا باشندہ جہاد کے واسطے یا اور کسی کام کو سفر میں گیا پھر لوٹ کر مکہ میں آیا اور اس کی نیت وہیں رہنے کی ہے خواہ اس کے گھر والے وہاں ہوں یا نہ ہوں اور وہ عمرہ کا احرام باندھ کر حج کے مہینوں میں گیا ہے پھر اس نے بعد عمرہ کے وہیں حج بھی کیا برابر ہے کہ اس نے عمرہ کا احرام نبی ﷺ کے میقات سے باندھا ہو یا اور کسی میقات سے تو وہ متمتع ہے یا نہیں ہے اور اس پر ہدی یا روزے واجب نہیں کیونکہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے اپنی کتاب میں ﴿ذَالِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾۔

فائدہ: یعنی یہ تمتع اس کو درست ہے جو مکہ کا رہنے والا نہ ہو۔

باب جامع ما جاء في العمرة — عمرہ کی متفرق حدیثوں کا بیان

(۷۵۶) مقطوع صحيح : ابن أبي شيبة (۱۵۲/۳) رقم (۱۳۰۰۰) وانظر : "الاستذكار" رقم (۷۳۱) ۔

۷۵۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک عمرہ سے لے کر دوسرے عمرہ تک کفارہ ہے اُن گناہوں کا جواُن دونوں کے بیچ میں ہوں اور حج مبرور کا کوئی بدلہ نہیں ہے سوائے جنت کے۔

فائدہ: ابن عبدالبر نے کہا حج مبرور وہ ہے جس میں ریا اور فریب اور فسق و فجور اور فحش باتیں نہ ہوں اور حلال مال سے کیا جائے اور بعضوں نے کہا حج مبرور حج مقبول کو کہتے ہیں علامت اس کی یہ ہے کہ بعد حج کے وہ آدمی پہلے سے بہتر ہو جائیں اور پھر گناہوں میں نہ پھنسیں۔

۷۵۸۔ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُولُ جَائَتْ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّي قَدْ كُنْتُ تَجَهَّزْتُ لِلْحَجِّ فَاعْتَرَضَ لِي فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَمِرِي فِي رَمَضَانَ فَإِنَّ عُمْرَةً فِيهِ كَحِجَّةٍ۔

حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہتے تھے ایک عورت آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا میں نے تیاری کی تھی حج کی پھر کوئی عارضہ مجھ کو ہو گیا تو حج ادا نہ کر سکی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان میں عمرہ کر لے کیونکہ ایک عمرہ رمضان میں ایک حج کے برابر ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۷۵۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ افْصِلُوا بَيْنَ حَجِّكُمْ وَعُمْرَتِكُمْ فَإِنَّ ذٰلِكَ أَتَمُّ لِحَجِّ أَحَدِكُمْ وَأَتَمُّ لِعُمْرَتِهِ أَنْ يَعْتَمِرَ فِي غَيْرِ أَشْهُرِ الْحَجِّ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جدائی کرو حج اور عمرہ میں تا کہ حج بھی پورا ادا ہو اور عمرہ بھی پورا ادا ہو اور وہ اس طرح کہ حج کے مہینوں میں نہ کرے بلکہ اور دنوں میں کرے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

۷۶۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَ إِذَا اعْتَمَرَ رُبَّمَا لَمْ يَحْطُطْ عَنْ رَاحِلَتِهِ حَتَّى يَرْجِعَ۔

امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جب عمرہ کرتے تو کبھی اپنے اونٹ سے نہ اترتے۔ یہاں تک کہ لوٹ

---

(۷۵۷) بخاری (۱۷۷۳) کتاب الحج : باب وجوب العمرۃ وفضلها، مسلم (۱۳۴۹) ترمذی (۹۳۳) نسائی (۲۶۲۹) ابن ماجه (۲۸۸۸) أحمد (۲۴۶/۲)، (۷۳۴۸)۔

(۷۵۸) صحیح : أبو داود (۱۹۸۸) کتاب المناسك : باب العمرۃ، ترمذی (۹۳۹) نسائی فی الکبری (۴۲۲۷) احمد (۴۰۵/۶ ـ ۴۰۶)، (۲۷۸۲۹) دارمی (۱۸۶۰)۔

(۷۵۹) موقوف صحیح : شرح معانی الآثار (۱۴۷/۲) معرفة السنن والآثار (۵۱۹/۳)۔

آتے مدینہ کو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: اس واسطے کہ اُن کے نزدیک تمتع منع تھا یا یہ کہ امورِ خلافت کی وجہ سے مکہ میں ٹھہرنے کی مہلت نہ تھی۔(زرقانی)

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ عمرہ سنت ہے اور ہم نے کسی مسلمان کو نہیں دیکھا جو اس کے ترک کی اجازت دیتا ہو۔

فائدہ: ابوحنیفہؒ کا بھی یہی قول ہے اور شافعیؒ اور احمدؒ کے نزدیک عمرہ واجب ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک کسی کو درست نہیں ہے کہ ایک سال میں کئی بار عمرہ کرے۔

فائدہ: جمہور علماء کا مذہب اس کے خلاف ہے وہ کہتے ہیں سال میں جتنی بار چاہے عمرہ کرے۔ابن عبدالبر نے کہا کہ جس شخص نے عمرہ ایک سال میں کئی بار مکروہ کہا ہے اس کی کوئی دلیل میں کتاب اور سنت سے نہیں پاتا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے عمرہ کے احرام میں جماع کیا اپنی عورت سے تو اس پر ہدی لازم ہے اور اس عمرہ کی قضا واجب ہے اور جو عمرہ جماع سے فاسد ہوا ہے اس کو پورا کر کے فوراً قضا شروع کرے اور عمرہ قضا کا احرام وہیں سے باندھے جہاں سے اس عمرہ کا باندھا تھا جس کو فاسد کر دیا۔البتہ جس صورت میں کہ اس عمرہ کا احرام میقات سے پہلے باندھا تھا تو اس کا احرام میقات سے باندھنا کافی ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص مکہ میں داخل ہو عمرہ کا احرام باندھ کر اور اس نے طواف کیا اور سعی کی صفا مروہ میں جنابت سے یا بے وضو۔پھر جماع کیا اپنی عورت سے بھول کر پھر یاد آیا تو وہ غسل یا وضو کر کے دوبارہ طواف اور سعی کرے اور دوسرا عمرہ قضا کرے اور ہدی دے اور اگر عورت بھی احرام باندھے تھی تو اس کا حکم بھی مثل مرد کے ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ تنعیم سے عمرہ کا احرام باندھنا افضل ہے لیکن جس کا جی چاہے حرم سے باہر جا کر عمرہ کا احرام باندھ لے یہ کافی ہے لیکن افضل یہ ہے کہ اس میقات سے عمرہ کا احرام باندھے جہاں سے رسول اللہ ﷺ نے مقرر کیا ہے اور وہ دور ہے تنعیم سے۔

فائدہ: جیسے جعرانہ اور حدیبیہ۔

باب نكاح المحرم ——— محرم کے نکاح کا بیان

۷۶۱۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَبَا رَافِعٍ وَرَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَزَوَّجَاهُ مَيْمُونَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ۔

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مولیٰ ابورافع اور ایک شخص انصاری کو بھیجا۔ اُن دونوں نے

(۷۶۱) ضعيف: ترمذى (۸٤١) كتاب الحج: باب ما جاء فى كراهية تزويج المحرم، نسائى فى الكبرى (٥٤٠٢) أحمد (٣٩٢/٦ ـ ٣٩٣)، (٢٧٧٣٩) دارمى (١٨٢٥)۔

نکاح کر دیا اُن کا میمونہ بنت حارث سے اور رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تھے قبل نکلنے کے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: تو نکاح کیا اُن سے حالت احلال میں نہ کہ احرام میں۔ ترمذی اور ابوخزیمہ نے ابورافع سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے میمونہ سے نکاح کیا اور وہ حلال تھے اور زفاف کیا اُن سے اور آپ حلال تھے۔ اور میں ان دونوں میں سفیر تھا۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ حالت احلال میں نکاح ہونے کی روایت متواتر ہے۔ ابورافع اور سلیمان بن یسار اور یزید بن اصم نے ایسا ہی روایت کیا۔ لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ نکاح کیا آپ ﷺ نے میمونہ سے حالت احرام میں۔ سعید بن مسیب نے کہا کہ یہ وہم ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اگرچہ میمونہ اُن کی خالہ تھیں۔

۷۶۲۔ عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ أَخِي بَنِي عَبْدِ الدَّارِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَرْسَلَ إِلَى أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ وَأَبَانُ يَوْمَئِذٍ أَمِيرُ الْحَاجِّ وَهُمَا مُحْرِمَانِ إِنِّي قَدْ أَرَدْتُ أَنْ أُنْكِحَ طَلْحَةَ بْنَ عُمَرَ بِنْتَ شَيْبَةَ بْنِ جُبَيْرٍ وَأَرَدْتُ أَنْ تَحْضُرَ فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ أَبَانُ وَقَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْكِحِ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكِحُ وَلَا يَخْطُبُ۔

حضرت نبیہ بن وہب سے روایت ہے کہ عمر بن عبید اللہ نے بھیجا اُن کو ابان بن عثمان کے پاس اور ابان اُن دنوں میں امیر تھے حاجیوں کے اور دونوں احرام باندھے ہوئے تھے۔ کہلا بھیجا کہ میں چاہتا ہوں کہ نکاح کروں طلحہ بن عمر کا شیبہ بن جبیر کی بیٹی سے سو تم بھی آؤ۔ ابان نے اس پر انکار کیا اور کہا کہ سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے تھے آپ نہ نکاح کرے محرم اپنا اور نہ غیر کا اور نہ پیغام بھیجے نکاح کا۔

۷۶۳۔ عَنْ أَبِي غَطَفَانَ بْنِ طَرِيفٍ الْمُرِّيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ طَرِيفًا تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَهُوَ مُحْرِمٌ فَرَدَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ نِكَاحَهُ۔

حضرت ابوغطفان بن طریف سے روایت ہے کہ اُن کے باپ طریف نے نکاح کیا ایک عورت سے احرام میں تو باطل کر دیا اس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

۷۶۴۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يَخْطُبُ عَلَى نَفْسِهِ وَلَا عَلَى غَيْرِهِ۔

---

(۷۶۲) مسلم (۱٤۰۹) كتاب النكاح: باب تحريم نكاح المحرم وكراهة خطبته، أبو داود (۱۸٤۱) ترمذى (۸٤۰) نسائى (۲۸٤۲) ابن ماجه (۱۹٦٦) أحمد (۵۷/۱)، (٤۰۱) دارمى (۱۸۲۳)۔

(۷۶۳) **موقوف ضعيف**: بيهقى (٦٦/٥)، (۹۱٦۲) الشافعى فى المسند (٥۲٦/۱)۔

(۷٦٤) **موقوف صحيح**: بيهقى (۲۱۳/۷) رقم (۱٤۲۱٥) معرفة السنن والآثار (۳٥۰/٥)۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے نہ نکاح کرے محرم اور نہ پیغام بھیجے اپنا اور نہ غیر کا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

٧٦٥۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ سُئِلُوا عَنْ نِكَاحِ الْمُحْرِمِ فَقَالُوا لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكِحُ۔

امام مالک کو پہنچا کہ سعید بن مسیب اور سالم بن عبداللہ اور سلیمان بن یسار سے سوال ہوا محرم کے نکاح کا تو ان سب نے کہا کہ محرم نہ نکاح کرے اپنا نہ پرایا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ محرم اپنی عورت سے رجعت کر سکتا ہے اگر چاہے جب وہ عورت عدت میں ہو۔

باب حجامة المحرم — محرم کو پچھنے لگانے کا بیان

٧٦٦۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَوْقَ رَأْسِهِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ بِلَحْيَيْ جَمَلٍ مَكَانٌ بِطَرِيقِ مَكَّةَ۔

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پچھنے لگائے احرام میں اپنے سر پر "لحی جمل" میں جو ایک مقام ہے مکہ کی راہ میں۔

٧٦٧۔ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَا يَحْتَجِمُ الْمُحْرِمُ إِلَّا مِمَّا لَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے محرم پچھنے نہ لگائے مگر جب لاچار ہو کسی ضرورت سے (تو لگا سکتا ہے)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ محرم صرف ضرورت کے وقت پچھنے لگا سکتا ہے۔

باب ما يجوز للمحرم أكله من الصيد — جس شکار کا محرم کو کھانا درست ہے اس کا بیان

فائدہ: محرم کو شکار کرنا خشکی کا ممنوع ہے اسی طرح شکار کو بتانا یا اس کے قتل میں اعانت کرنا۔فرمایا اللہ جل جلالہ نے: ﴿وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ

(٧٦٥) مقطوع ضعيف : ابن أبي شيبة (١٢٩٧٤) بيهقي في السنن الكبرى (٢١٣/٧)۔

(٧٦٦) بخاري (١٨٣٦) كتاب الحج : باب الحجامة للمحرم، مسلم (١٢٠٣) نسائي (٢٧٥٠) ابن ماجه (٣٤٨١) أحمد (٣٤٥/٥) (٢٣٣١٢) دارمي (١٨٢٠)۔

صَيْدُ الْبَرِّ مَادُمْتُمْ حُرُمًا﴾ حرام ہے تم پر شکار کرنا خشکی کا جب تک تم احرام باندھے ہو۔ اور فرمایا: ﴿وَلَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ﴾ مت مارو شکار کو جب تک تم احرام باندھتے ہو لیکن دریا کا شکار کرنا درست ہے۔

۷۶۸۔ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِبَعْضِ طَرِيقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ أَصْحَابٍ لَهُ مُحْرِمِينَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ فَرَأَى حِمَارًا وَحْشِيًّا فَاسْتَوَى عَلَى فَرَسِهِ فَسَأَلَ أَصْحَابَهُ أَنْ يُنَاوِلُوهُ سَوْطَهُ فَأَبَوْا عَلَيْهِ فَسَأَلَهُمْ رُمْحَهُ فَأَبَوْا فَأَخَذَهُ ثُمَّ شَدَّ عَلَى الْحِمَارِ فَقَتَلَهُ فَأَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَى بَعْضُهُمْ فَلَمَّا أَدْرَكُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلُوهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ إِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ أَطْعَمَكُمُوهَا اللَّهُ۔

حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ساتھ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سو ایک راستے میں مکہ کے پیچھے رہ گئے اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ جو احرام باندھے تھے۔ لیکن ابوقتادہ رضی اللہ عنہ احرام نہیں باندھے تھے انہوں نے ایک گورخر دیکھا تو اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور ساتھیوں سے کوڑا مانگا۔ انہوں نے انکار کیا پھر برچھا مانگا انہوں نے انکار کیا۔ آخر انہوں نے خود برچھا لے کر حملہ کیا گورخر پر اور قتل کیا اس کو اور بعض صحابہ نے وہ گوشت کھایا اور بعضوں نے انکار کیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ایک کھانا تھا جو کھلایا تم کو اللہ جل جلالہ نے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محرم کو اس شکار کا گوشت کھانا درست ہے جس میں اس نے شرکت اور اعانت نہ کی ہو ورنہ حرام ہوگا۔

۷۶۹۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ كَانَ يَتَزَوَّدُ صَفِيفَ الظِّبَاءِ وَهُوَ مُحْرِمٌ قَالَ مَالِكٌ وَالصَّفِيفُ الْقَدِيدُ۔

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ ناشتہ کرتے تھے ہرن کے بھونے ہوئے گوشت کا جس کو قدید کہتے ہیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو بخاری کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: قدید اس گوشت کو کہتے ہیں جو نمک لگا کر دھوپ میں خشک کیا جائے یا آگ پر۔ (زرقانی)

۷۷۰۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ فِي الْحِمَارِ الْوَحْشِيِّ مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي النَّضْرِ إِلَّا أَنَّ فِي حَدِيثِ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((هَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ))۔

عطاء بن یسار نے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث گورخر مارنے کی ویسی ہی روایت کی جیسے اوپر بیان ہوئی مگر اس حدیث میں اتنا

---

(٧٦٨) بخاري (٢٩١٤) كتاب الجهاد والسير : باب ما قيل في الرماح ' مسلم (١١٩٦) أبو داود (١٨٥٢) ترمذي (٨٤٧) نسائي (٢٨١٦) ابن ماجه (٣٠٩٣) احمد (٣٠١/٥) ' (٢٢٩٣٥) دارمي (١٨٢٦)۔

(٧٦٩) **موقوف صحيح**: ابن ابي شيبة (٢٩٤/٣) ' (١٤٤٦٤) بيهقي (١٨٩/٥) ' (٩٩١٥)۔

(٧٧٠) بخاري (٥٤٩١) كتاب الذبائح : باب ما جاء في التصيد ' ترمذي (٨٤٨) أحمد (٣٠١/٥) ' (٢٢٩٣٦)۔

زیادہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا اس گوشت میں سے کچھ تمہارے پاس باقی ہے۔

فائدہ: صحیحین میں ہے کہ اس کی ران موجود تھی آپ ﷺ نے اس میں سے کھایا۔

۷۷۱۔ عَنِ الْبَهْزِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يُرِيدُ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالرَّوْحَاءِ إِذَا حِمَارٌ وَحْشِيٌّ عَقِيرٌ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعُوهُ فَإِنَّهُ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ صَاحِبُهُ فَجَاءَ الْبَهْزِيُّ وَهُوَ صَاحِبُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ شَأْنَكُمْ بِهٰذَا الْحِمَارِ فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا بَكْرٍ فَقَسَمَهُ بَيْنَ الرِّفَاقِ ثُمَّ مَضَى حَتَّى إِذَا كَانَ بِالْأُثَابَةِ بَيْنَ الرُّوَيْثَةِ وَالْعَرْجِ إِذَا ظَبْيٌ حَاقِفٌ فِي ظِلٍّ فِيهِ سَهْمٌ فَزَعَمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ رَجُلًا أَنْ يَقِفَ عِنْدَهُ لَا يَرِيبُهُ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ حَتَّى يُجَاوِزَهُ۔

حضرت زید بن کعب بہزی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نکلے مکہ کے قصد سے احرام باندھے ہوئے جب روحاء میں پہنچے (روحاء ایک موضع ہے درمیان میں مکہ اور مدینہ کے) تو ایک گورخر زخمی دیکھا تو بیان کیا یہ رسول اللہ ﷺ سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو پڑا رہنے دو اس کا مالک آ جائے گا اتنے میں بہزی آیا وہی اس کا مالک تھا وہ بولا اے رسول اللہ! اس گورخر کے آپ مختار ہیں۔ آپ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم کیا انہوں نے اس کا گوشت تقسیم کیا سب ساتھیوں کو۔ پھر آپ ﷺ آگے بڑھے جب اثابہ میں پہنچے درمیان میں رویثہ اور عرج کے (اثابہ اور رُوَیثہ اور عرج سب مقاموں کے نام ہیں) تو دیکھا کہ ایک ہرن اپنا سر جھکائے ہوئے سائے میں کھڑا ہے اور ایک تیر اس کو لگا ہوا ہے تو کہا بہزی نے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو کھڑا رہے اس کے پاس تا کہ کوئی اس کو نہ چھیڑے یہاں تک کہ لوگ آگے بڑھ جائیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔ علامہ البانیؒ نے اسے **صحیح الاسناد** کہا ہے۔ [صحیح نسائی (۲٦٤٢)]

۷۷۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ أَقْبَلَ مِنَ الْبَحْرَيْنِ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالرَّبَذَةِ وَجَدَ رَكْبًا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ مُحْرِمِينَ فَسَأَلُوهُ عَنْ لَحْمِ صَيْدٍ وَجَدُوهُ عِنْدَ أَهْلِ الرَّبَذَةِ فَأَمَرَهُمْ بِأَكْلِهِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ ثُمَّ إِنِّي شَكَكْتُ فِيمَا أَمَرْتُهُمْ بِهِ فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ عُمَرُ مَاذَا أَمَرْتَهُمْ بِهِ فَقَالَ أَمَرْتُهُمْ بِأَكْلِهِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَوْ أَمَرْتَهُمْ بِغَيْرِ ذٰلِكَ لَفَعَلْتُ بِكَ يَتَوَاعَدُهُ۔

---

(۷۷۱) صحیح: نسائی (۲۸۱۸) کتاب مناسك الحج: باب ما يجوز للمحرم أكله من الصيد، أحمد (۴۵۲/۳)، (۱۵۸۳٦) بیهقی فی معرفة السنن والآثار (۲۰۱/٤)۔

(۷۷۲) موقوف صحیح: عبدالرزاق (۸۳٤۲، ۸۳٤٤) ابن ابی شیبة (۱٤٤٦۳) بیهقی (۱۸۸/۵، ۱۸۹)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب آئے بحرین سے تو جب پہنچے ربذہ میں۔ چند سوار ملے عراق کے احرام باندھے ہوئے۔ تو پوچھا انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے شکار کے گوشت کا حال جو ربذہ والوں کے پاس تھا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو کھانے کی اجازت دی۔ پھر کہا کہ مجھ کو شک ہوا اس حکم میں تو جب آیا میں مدینہ کو ذکر کیا میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم نے کیا حکم دیا اُن کو میں نے کہا کہ میں نے حکم دیا کھانے کا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تم ان کو کچھ اور حکم دیتے تو میں تمہارے ساتھ ایسا کرتا یعنی ڈرانے لگے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

۷۷۳۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَنَّهُ مَرَّ بِهِ قَوْمٌ مُحْرِمُونَ بِالرَّبَذَةِ فَاسْتَفْتَوْهُ فِي لَحْمِ صَيْدٍ وَجَدُوا نَاسًا أَحِلَّةً يَأْكُلُونَهُ فَأَفْتَاهُمْ بِأَكْلِهِ قَالَ ثُمَّ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ بِمَ أَفْتَيْتَهُمْ قَالَ فَقُلْتُ أَفْتَيْتُهُمْ بِأَكْلِهِ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ لَوْ أَفْتَيْتَهُمْ بِغَيْرِ ذٰلِكَ لَأَوْجَعْتُكَ ۔

حضرت سالم بن عبداللہ نے سنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے تھے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ مجھ کو ملے کچھ لوگ احرام باندھے ہوئے ربذہ میں۔ تو پوچھا انہوں نے شکار کے گوشت کی بابت جو حلال لوگوں کے پاس موجود ہو وہ کھاتے ہوں اس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اُن کو کھانے کی اجازت دی۔ کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جب میں آیا مدینہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس۔ میں نے اُن سے بیان کیا انہوں نے کہا تو نے کیا فتویٰ دیا۔ میں نے کہا میں نے فتویٰ دیا کھانے کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تو اور کسی بات کا فتویٰ دیتا تو میں تجھے سزا دیتا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۷۷۴۔ عَنْ كَعْبِ الْأَحْبَارِ أَقْبَلَ مِنَ الشَّامِ فِي رَكْبٍ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ وَجَدُوا لَحْمَ صَيْدٍ فَأَفْتَاهُمْ كَعْبٌ بِأَكْلِهِ قَالَ فَلَمَّا قَدِمُوا عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِالْمَدِينَةِ ذَكَرُوا ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ مَنْ أَفْتَاكُمْ بِهٰذَا قَالُوا كَعْبٌ قَالَ فَإِنِّي قَدْ أَمَّرْتُهُ عَلَيْكُمْ حَتَّى تَرْجِعُوا ثُمَّ لَمَّا كَانُوا بِبَعْضِ طَرِيقِ مَكَّةَ مَرَّتْ بِهِمْ رِجْلٌ مِنْ جَرَادٍ فَأَفْتَاهُمْ كَعْبٌ أَنْ يَأْخُذُوهُ فَيَأْكُلُوهُ فَلَمَّا قَدِمُوا عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ذَكَرُوا لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلَى أَنْ تُفْتِيَهُمْ بِهٰذَا قَالَ هُوَ مِنْ صَيْدِ الْبَحْرِ قَالَ وَمَا يُدْرِيكَ قَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنْ هِيَ إِلَّا نَثْرَةُ حُوتٍ يَنْثُرُهُ فِي كُلِّ عَامٍ مَرَّتَيْنِ ۔

---

(۷۷۳) موقوف صحیح : طحاوی فی شرح المعانی الآثار (۱۷۴/۲) ۔

(۷۷۴) موقوف ضعیف : عبدالرزاق (۸۳۵۰) بیهقی (۱۸۹/۵) ابن ابی شیبة (۱۴۵۷۰) ۔

حضرت کعب احبار جب آئے شام سے تو چند سوار ان کے ساتھ تھے احرام باندھے ہوئے راستے میں۔ انہوں نے شکار کا گوشت دیکھا تو کعب احبار نے ان کو کھانے کی اجازت دی جب مدینہ میں آئے تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا تمہیں کس نے فتویٰ دیا۔ بولے کعب رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے کعب کو تمہارے اوپر حاکم کیا یہاں تک کہ تم لوٹو۔ پھر ایک روز مکہ کی راہ میں ٹڈیوں کا جھنڈ ملا۔ کعب رضی اللہ عنہ نے فتویٰ دیا کہ پکڑ کر کھائیں جب وہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ان سے بیان کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کعب سے پوچھا کہ تم نے یہ فتویٰ کیسے دیا کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ٹڈی دریا کا شکار ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے کیونکر کعب بولے اے امیر المومنین! قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ ٹڈی ایک مچھلی کی چھینک سے نکلتی ہے جو ہر سال میں دوبار چھینکتی ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: ابن ماجہ نے مرفوعاً انس رضی اللہ عنہ سے اور ابوداؤد و ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے لیکن یہ روایت ضعیف ہے اس واسطے اکثر علماء کے نزدیک ٹڈی کا شکار احرام میں درست نہیں ہے اور جو کرے گا تو کفارہ لازم ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا کہ راہ میں جو گوشت شکار کا ملے محرم اس کو خریدے یا نہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ جو شکار حاج کے واسطے کیا جائے تو میں اس کو مکروہ جانتا ہوں البتہ اگر محرم کے واسطے شکار نہ کیا ہو لیکن اس کو مل جائے تو اس کے خریدنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ کہا مالکؒ نے اگر کسی شخص نے احرام باندھا اور اس کے پاس شکار کا جانور ہے جو اس نے پکڑا ہے یا مول لیا ہے تو کچھ ضروری نہیں کہ اس کو چھوڑ دے بلکہ اس کو اپنے گھر میں رکھ جائے۔ کہا مالکؒ نے مچھلیوں کا شکار دریا اور ندیوں اور تالابوں میں محرم کے واسطے حلال ہے۔

باب ما لا یجوز للمحرم أكله من الصيد — جس شکار کا محرم کو کھانا درست نہیں ہے اس کا بیان

۷۷۵۔ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ اللَّيْثِيِّ أَنَّهُ أَهْدَى لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَحْشِيًّا وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَّانَ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فِي وَجْهِي قَالَ ((إِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَّا حُرُمٌ))۔

حضرت صعب بن جثامہ لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے تحفہ بھیجا ایک گورخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور آپ ابواء یا ودّان میں تھے (دونوں مقاموں کے نام ہیں)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھیر دیا۔ صعب کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے چہرے کا حال دیکھا (یعنی پھیر دینے کی وجہ سے مجھ کو ملال ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرے کا حال دیکھ کر دریافت کر لیا) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم نے اس واسطے پھیر دیا کہ ہم احرام باندھے ہیں۔

(۷۷۵) بخاری (۱۸۲۵) كتاب الحج : باب اذا أهدى للمحرم حمارا وحشيا حيا لم يقبل، مسلم (۱۱۹۳) ترمذی (۸۴۹) نسائی (۲۸۱۹) ابن ماجه (۳۰۹۰) أحمد (۳۸/٤) (۱٦٥٣٧) دارمی (۱۸۳۰)۔

فائدہ: اور محرم کو صید کا گوشت کھانا حرام ہے مطلقاً بعض علماء کے نزدیک اور جمہور علماء کے نزدیک جب حرام ہے کہ محرم کے واسطے شکار کیا جائے اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک جب حرام ہے کہ محرم کے حکم یا شرکت یا اعانت سے اس کا شکار ہوا ہو۔ (زرقانی)

۷۷۶۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ رَأَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ بِالْعَرْجِ وَهُوَ مُحْرِمٌ فِي يَوْمٍ صَائِفٍ قَدْ غَطَّى وَجْهَهُ بِقَطِيفَةِ أُرْجُوَانٍ ثُمَّ أُتِيَ بِلَحْمِ صَيْدٍ فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ كُلُوا فَقَالُوا أَوَ لَا تَأْكُلُ أَنْتَ فَقَالَ إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنَّمَا صِيدَ مِنْ أَجْلِي۔

حضرت عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو عرج میں گرمی کے روز انہوں نے ڈھانپ لیا تھا منہ اپنا سرخ کمبل سے اتنے میں شکار کا گوشت آیا تو انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کھاؤ انہوں نے کہا آپ نہیں کھاتے۔ آپ نے فرمایا میں تمہاری مثل نہیں ہوں میرے واسطے تو شکار ہوا ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان دنوں میں خلیفہ تھے۔ اس اثر سے معلوم ہوا کہ جس محرم کے واسطے شکار کیا جائے اس کو کھانا اس کا درست نہیں لیکن اوروں کو درست ہے اور بعضوں کے نزدیک اوروں کو بھی درست نہیں۔

۷۷۷۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ لَهُ يَا ابْنَ أُخْتِي إِنَّمَا هِيَ عَشْرُ لَيَالٍ فَإِنْ تَخَلَّجَ فِي نَفْسِكَ شَيْءٌ فَدَعْهُ تَعْنِي أَكْلَ لَحْمِ الصَّيْدِ۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا عروہ بن زبیر سے کہ اے بیٹے میرے بھائی کے! یہ دس راتیں ہیں احرام کی۔ اگر تیرے جی میں شک ہو تو بالکل چھوڑ دے شکار کا گوشت۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی اگر شکار کی حلت یا حرمت میں شک ہو اس صورت میں سہل طریقہ یہ ہے کہ کچھ بہت دن نہیں اگر چاند ذی الحجہ کا دیکھتے ہی احرام باندھا تو دس دن تک پرہیز کافی ہے کیونکہ دسویں تاریخ ذی الحجہ کی احرام کھل جاتا ہے اگر آٹھویں ذی الحجہ سے احرام باندھے تو تین ہی روز ہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کسی محرم کے واسطے شکار کیا جائے اور وہ یہ جان کر کھائے کہ میرے واسطے شکار کیا گیا ہے تو اس پر اس کی جزاء لازم ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا کہ ایک شخص مضطر ہو جائے اس درجہ کو کہ مردہ اس پر حلال ہو جائے اور وہ احرام باندھے ہو تو شکار کر کے کھائے یا مردہ کھائے۔ امام مالکؒ نے جواب دیا کہ مردہ کھائے کیونکہ اللہ جل جلالہ نے محرم کو شکار کی رخصت نہیں دی کسی حال میں اور مردہ کھانے کی رخصت دی ہے بروقت ضرورت کے۔ کہا مالکؒ نے جس شکار کو مارا یا ذبح کیا تو اس کا کھانا کسی کو درست نہیں نہ محرم کو نہ حلال کو اس

(۷۷۶) موقوف صحیح: بیهقی (۱۹۱/۵) رقم (۹۹۲٤) مسند شافعی (۵۳٦/۱)۔

(۷۷۷) موقوف صحیح: بیهقی (۱۹٤/۵) رقم (۹۹٤۰)۔

لیے کہ وہ مذبوح نہیں ہوا۔ برابر ہے کہ بھولے سے مارا ہو یا قصد سے کسی صورت میں درست نہیں۔ کہا مالکؒ نے میں نے یہ مسئلہ بہت سے لوگوں سے سنا ہے۔ کہا مالکؒ نے جو شخص شکار مار کر کھالے تو اس پر ایک ہی کفارہ ہوگا مثل اس شخص کے جو شکار مارے لیکن کھائے نہیں۔

باب أمر الصيد في الحرم — حرم کے شکار کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو جانور شکار کیا جائے حرم میں یا کتا شکاری جانور پر حرم میں چھوڑا جائے لیکن وہ حِل میں جا کر اس کو مارے تو وہ شکار کھانا حلال نہیں ہے اور جس نے ایسا کیا اس پر جزاء لازم ہے لیکن جو کتا حِل میں شکار پر چھوڑے اور وہ اس کو حرم میں لے جا کر مارے اس کا کھانا درست نہیں مگر جزاء لازم نہ ہوگی اِلا کہ اس صورت میں کہ اس نے حرم کے قریب کتے کو چھوڑا ہو اس صورت میں جزاء لازم ہوگی۔

باب الحكم في الصيد — شکار کی جزاء کا بیان

مسئلہ: کہا امام مالکؒ نے فرمایا اللہ جل جلالہٗ نے ''اے ایمان والو مت مارو شکار جب تم احرام باندھے ہو اور جو کوئی تم میں سے قصداً شکار مارے تو اس پر جزا ہے اس کی مثل جانور کے حکم کر دیں اس کا دو پرہیز گار شخص خواہ جزا ہدی ہو یا کعبہ میں پہنچے یا کفارہ ہو مسکینوں کو کھلانا یا اس قدر روزے تاکہ چکھے وبال اپنے کام کا۔'' کہا مالکؒ نے جو شخص شکار پکڑے اور وہ حلال ہو پھر احرام کی حالت میں اس کو مارے تو وہ اس کے مثل ہے کہ محرم شکار کو خرید کر اس کو مارے اللہ نے منع کیا ہے اس کے مارنے سے تو اس پر اس کی جزاء لازم ہے۔ کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جو شخص احرام کی حالت میں شکار مارے گا اس پر حکم لگایا جائے گا جزاء کا۔ کہا مالکؒ نے میں نے بہت اچھا اس باب میں یہ سنا ہے کہ جو شخص شکار مارے تو اس شکار کی قیمت لگائیں گے اور حساب کریں گے کہ اس کی قیمت میں سے کتنا غلہ آتا ہے تو ہر مُد ایک مسکین کو دے یا ہر مُد کے بدلے میں ایک روزہ رکھے اور مساکین کے شمار کو دیکھ لے۔ اگر دس ہوں تو دس روزے اور اگر بیس ہوں تو بیس روزے رکھے۔ اگر چہ ساٹھ مسکینوں سے بڑھ جائیں۔ کہا مالکؒ نے جو شخص حرم میں شکار مارے اور وہ حلال ہو تو اس کا حکم ایسا ہی ہے جو احرام کی حالت میں شکار مارے حرم میں۔

باب ما يقتل المحرم من الدواب — محرم کو کون سے جانور مارنے درست ہیں

۷۷۸۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَيْسَ عَلَى الْمُحْرِمِ فِي قَتْلِهِنَّ جُنَاحٌ الْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ)) ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ جانور ہیں محرم کو اُن کا قتل منع نہیں ہے: کوا اور چیل اور بچھو اور چوہا اور کٹنا کتا۔

---

(۷۷۸) بخاری (۱۸۲۶) كتاب الحج : بابِ ما يقتل المحرم من الدواب ' مسلم (۱۱۹۹) أبو داود (۱۸٤٦) نسائی (۲۸۲۸) ابن ماجه (۳۰۸۸) أحمد (۸/۲) (۳۵٤۳) دارمی (۱۸۱٦) ۔

۷۷۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ مَنْ قَتَلَهُنَّ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ الْعَقْرَبُ وَالْفَأْرَةُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ)) ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' پانچ جانور ایسے ہیں کہ جو کوئی ان کو احرام کی حالت میں مار ڈالے تو کچھ گناہ نہیں ہے ایک بچھو دوسرے چوہا تیسرے کٹنا کتا چوتھے چیل پانچویں کوا۔

۷۸۰۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ الْفَأْرَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ)) ۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچ جانور ناپاک ہیں قتل کیے جائیں گے حل اور حرم میں چوہا اور بچھو اور کوا اور چیل اور کٹنا کتا۔

۷۸۱۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَمَرَ بِقَتْلِ الْحَيَّاتِ فِي الْحَرَمِ ۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حکم کیا سانپوں کے مارنے کا حرم میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو مسلم کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ کٹنے کتے سے' جس کے مارنے کا حرم میں حکم ہوا ہے' مراد یہ ہے کہ جو جانور لوگوں کو کاٹے یا اُن پر حملہ کرے یا ڈرائے جیسے شیر اور چیتا اور ریچھ اور بھیڑیا اس کو مار ڈالنا درست ہے اور وہ کٹنے کتے میں داخل ہے البتہ جو درندے حملہ نہیں کرتے جیسے بجو اور لومڑی اور بلی اور جو اُن کے مشابہ ہیں ان کو محرم نہ مارے اگر مارے گا تو اس پر فدیہ لازم ہوگا۔ کہا مالکؒ نے جو درندے نقصان پہنچاتے ہیں محرم ان کو نہ مارے مگر جن کا آنحضرت ﷺ نے نام لیا ہے کوے اور چیل کو اگر ان دونوں کے سوا اور کسی پرندہ کو محرم مارے گا تو اس پر جزاء لازم ہوگی۔

باب ما يجوز للمحرم أن يفعله — جو کام محرم کو درست ہیں اُن کا بیان

۷۸۲۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهُدَيْرِ أَنَّهُ رَأَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يُقَرِّدُ بَعِيرًا لَهُ فِي طِينٍ بِالسُّقْيَا وَهُوَ مُحْرِمٌ قَالَ مَالِكٌ وَأَنَا أَكْرَهُهُ ۔

---

(۷۷۹) أيضاً۔

(۷۸۰) بخاری (۱۸۲۹) کتاب الحج : باب ما يقتل المحرم من الدواب' مسلم (۱۱۹۸) ترمذی (۸۳۷) نسائی (۲۸۸۱) ابن ماجه (۳۰۸۷) احمد (۳۳/۶)' (۲۴۵۰۳) دارمی (۱۸۱۷)۔

(۷۸۱) موقوف صحیح : عبدالرزاق (۸۳۸۰' ۸۳۸۱' ۸۳۸۲) ابن أبی شیبة (۱۴۸۲۶' ۱۴۸۲۷' ۱۴۸۳۶) بیهقی (۲۱۱/۵ ۔ ۲۱۲) (۱۰۰۵۳)۔

(۷۸۲) موقوف صحیح : عبدالرزاق (۸۴۰۹) ابن ابی شیبة (۱۵۲۶۹) بیهقی (۲۱۲/۵)' (۱۰۰۵۸)۔

حضرت ربیعہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے دیکھا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو جوئیں نکالتے تھے اپنے اونٹ کی اور پھینک دیتے تھے جوں کو خاک میں موضع سقیا میں اور وہ احرام باندھے ہوئے تھے مالکؒ نے کہا میں اس کام کو مکروہ جانتا ہوں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: کیونکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو مکروہ جانا اور شافعیؒ اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک مکروہ نہیں ہے وہ کہتے ہیں عمر رضی اللہ عنہ کا فعل مقدم ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قول پر۔

۷۸۳۔ عَنْ مَرْجَانَةَ أَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُسْأَلُ عَنِ الْمُحْرِمِ أَيَحُكُّ جَسَدَهُ فَقَالَتْ نَعَمْ فَلْيَحْكُكْهُ وَلْيَشْدُدْ وَلَوْ رُبِطَتْ يَدَایَ وَلَمْ أَجِدْ إِلَّا رِجْلَيَّ لَحَكَكْتُ ۔

حضرت مرجانہ نے سنا ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے۔ ان سے سوال ہوا کہ محرم اپنے بدن کو کھجائے؟ بولیں ہاں کھجائے اور زور سے کھجائے اور اگر میرے ہاتھ باندھ دیئے جائیں اور پاؤں قابو میں ہوں تو اسی سے کھجاؤں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **حسن** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **حسن** کہا ہے۔

۷۸۴۔ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ نَظَرَ فِي الْمِرْآةِ لِشَكْوٍ كَانَ بِعَيْنَيْهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ ۔

حضرت ایوب بن موسیٰ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے آئینہ میں دیکھا بہ سبب کسی مرض کے جو ان کی آنکھ میں تھا اور وہ احرام باندھے ہوئے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۷۸۵۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَنْزِعَ الْمُحْرِمُ حَلَمَةً أَوْ قُرَادًا عَنْ بَعِيرِهِ ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مکروہ جانتے تھے اپنے اونٹ کی جوں یا لیکھ نکالنے کو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: کہا مالکؒ نے مجھے یہ قول پسند ہے۔

۷۸۶۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنْ ظُفْرٍ لَهُ انْكَسَرَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَقَالَ سَعِيدٌ اقْطَعْهُ ۔

---

(۷۸۳) **موقوف حسن**: بیهقی (٦٤/٥) رقم (٩١٤١)۔

(۷۸٤) **موقوف صحیح**: شافعی فی مسنده (ص ٣٦٥) بیهقی (٦٤/٥) (٩١٤٤) معرفة السنن والآثار (٣٢/٤)۔

(۷۸٥) **موقوف صحیح**: عبدالرزاق (٨٤٠١، ٨٤٠٢)۔

(۷۸٦) **مقطوع صحیح**: ابن ابی شیبة (١٢٧٥٥)۔

حضرت محمد بن عبداللہ بن ابی مریم نے پوچھا سعید بن مسیب سے کہ میرا ایک ناخن ٹوٹ گیا ہے اور احرام باندھے ہوں۔ سعید نے کہا کاٹ ڈال اس کو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ محرم کے کان میں درد ہو تو وہ اپنے کان میں روغن بان جس میں خوشبو نہ ہو ڈالے؟ جواب دیا کچھ قباحت نہیں ہے اگر منہ میں بھی ڈالے تو کچھ حرج نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر محرم اپنے پھوڑے کو چیرے یا آبلہ پھوڑے یا فصد کھولے ضرورت کے وقت تو کچھ حرج نہیں ہے۔

باب الحج عمن يحج — دوسرے کی طرف سے حج کرنے کا بیان

۷۸۷۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رَدِيفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَائَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ تَسْتَفْتِيهِ فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَتَنْظُرُ إِلَيْهِ فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ إِلَى الشِّقِّ الْآخَرِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ فَرِيضَةَ اللّٰهِ فِي الْحَجِّ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَثْبُتَ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَفَأَحُجُّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ وَذٰلِكَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوار تھے اتنے میں ایک عورت آئی خثعم سے (خثعم ایک قبیلہ کا نام ہے) مسئلہ پوچھنے لگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو فضل اس عورت کی طرف دیکھنے لگے اور وہ عورت فضل کی طرف دیکھنے لگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضل کا منہ اور طرف پھیرنے لگے اس عورت نے کہا یارسول اللہ! حج اللہ کا فرض ہوا میرے باپ پر ایسے وقت میں کہ میرا باپ بڈھا ہے اونٹ پر بیٹھ نہیں سکتا۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کرلوں؟ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاں اور یہ قصہ حجۃ الوداع میں ہوا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص زندگی میں عاجز ہو جائے حج سے تو اس کی طرف سے حج کرنا درست ہے اور میت کی طرف سے بالاتفاق درست ہے۔

باب ما جاء فيمن أحصر بعدو — احصار کا بیان

فائدہ: احصار کہتے ہیں آدمی کے روکے جانے کو حج یا عمرہ سے کسی دشمن کی وجہ سے بعد احرام کے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس شخص کو احصار ہوا دشمن کے باعث سے اور وہ اس کی وجہ سے بیت اللہ تک نہ جا سکا تو وہ احرام کھول ڈالے اور اپنی ہدی کو نحر کرے اور سر منڈائے جہاں پر اس کو احصار ہوا ہے اور قضاء اس پر نہیں ہے۔

---

(۷۸۷) بخاری (۱۵۱۳) كتاب الحج : باب وجوب الحج وفضله، مسلم (۱۳۳٤) أبو داود (۱۸۰۹) ترمذی (۹۲۸) نسائی (۲٦٤۱) ابن ماجه (۲۹۰۹) أحمد (۲۱۲/۱) (۱۸۱۲) دارمی (۱۸۳۱)۔

فائدہ: یہی مذہب ہے شافعیؒ اور جمہور علماء کا اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک قضاء ہے۔

۷۸۸۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَّ هُوَ وَأَصْحَابُهُ بِالْحُدَيْبِيَةِ فَنَحَرُوا الْهَدْيَ وَحَلَقُوا رُئُوسَهُمْ وَحَلُّوا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ قَبْلَ أَنْ يَطُوفُوا بِالْبَيْتِ وَقَبْلَ أَنْ يَصِلَ إِلَيْهِ الْهَدْيُ ثُمَّ لَمْ يُعْلَمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِهِ وَلَا مِمَّنْ كَانَ مَعَهُ أَنْ يَقْضُوا شَيْئًا وَلَا يَعُودُوا لِشَيْءٍ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب نے (جب روکا ان کو کفار نے) تو احرام کھول ڈالا حدیبیہ میں اور نحر کیا ہدی کا اور سر منڈائے اور حلال ہو گئے ہر شے سے قبل طواف خانہ کعبہ اور قبل پہنچ جانے ہدی کے بیت اللہ کو پھر ہم نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا ہو کسی کو اپنے اصحاب اور ساتھیوں میں سے دوبارہ قضا یا اعادہ کرنے کا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو ضعیف کہا ہے۔

۷۸۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ حِينَ خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ مُعْتَمِرًا فِي الْفِتْنَةِ إِنْ صُدِدْتُ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْنَا كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِنْ أَجْلِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ ثُمَّ إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ نَظَرَ فِي أَمْرِهِ فَقَالَ مَا أَمْرُهُمَا إِلَّا وَاحِدٌ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ مَا أَمْرُهُمَا إِلَّا وَاحِدٌ أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ الْحَجَّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ نَفَذَ حَتَّى جَاءَ الْبَيْتَ فَطَافَ طَوَافًا وَاحِدًا وَرَأَى ذٰلِكَ مُجْزِيًا عَنْهُ وَأَهْدَى۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب نکلے مکہ کی طرف عمرہ کی نیت سے جس سال فساد درپیش تھا (یعنی حجاج بن یوسف لڑنے کو آیا تھا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے جو حاکم تھے مکہ کے) تو کہا اگر مجھے روکا جائے بیت اللہ جانے سے تو کروں گا جیسا کیا تھا میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (جب روکا تھا آپ ﷺ کو کفار نے) تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے احرام باندھا تھا عمرہ کا اس خیال سے کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی حدیبیہ کے سال میں احرام باندھا تھا عمرہ کا۔ پھر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سوچا تو یہ کہا کہ عمرہ اور حج دونوں کا حکم احصار کی حالت میں یکساں ہے۔ پھر متوجہ ہوئے اپنے ساتھیوں کی طرف اور کہا کہ حج اور عمرہ کا حال یکساں ہے۔ میں نے تم کو گواہ کیا کہ میں نے اپنے اوپر حج بھی واجب کر لیا عمرہ کے ساتھ۔ پھر چلے گئے عبداللہ رضی اللہ عنہ یہاں تک کہ آئے بیت اللہ میں اور ایک طواف کیا اور اس کو کافی سمجھا اور نحر کیا ہدی کو۔

فائدہ: قران میں شافعیؒ اور مالکؒ کے نزدیک ایک طواف اور ایک سعی کافی ہے اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک دو طواف اور دو سعی درکار ہیں۔

---

(۷۸۸) ضعيف : بيهقى (۲۱۹/۵) رقم (۱۰۰۸۹) ۔

(۷۸۹) بخارى (۱۸۱۳) كتاب الحج : باب من قال ليس على المحصر بدل ' مسلم (۱۲۳۰) نسائى (۲۷٤٦) أحمد (۱۳۸/۲) (٦٢۲۷) دارمى (۱۸۹۳) ۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک جس کو دشمن کی وجہ سے احصار ہوا اس کا یہی حکم ہے جو نبی کریم ﷺ اور ان کے اصحاب نے کیا۔ کہا امام مالکؒ نے جو سوائے دشمن کے اور کسی وجہ سے رُک جائے وہ حلال نہ ہوگا۔ بدون بیت اللہ جاتے ہوئے۔

فائدہ: شافعیؒ اور احمدؒ اور اسحاقؒ اور اکثر علماء کا یہی قول ہے۔ اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک مرض وغیرہ موانع سے بھی احصار ہوتا ہے۔

باب ما جاء فيمن أحصر بغير عدو — جو شخص سوائے دشمن کے اور کسی سبب سے رُک جائے اس کا بیان

۷۹۰۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ الْمُحْصَرُ بِمَرَضٍ لَا يَحِلُّ حَتّٰى يَطُوفَ بِالْبَيْتِ وَيَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَإِذَا اضْطُرَّ إِلٰى لُبْسِ شَيْءٍ مِنَ الثِّيَابِ الَّتِي لَا بُدَّ لَهُ مِنْهَا أَوِ الدَّوَاءِ صَنَعَ ذٰلِكَ وَافْتَدٰى۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جو شخص بیماری کی وجہ سے رُک جائے تو وہ حلال نہ ہوگا یہاں تک کہ طواف کرے خانہ کعبہ کا اور سعی کرے صفا اور مروہ کے بیچ میں۔ اگر ضرورت ہو کسی کپڑے کے پہننے کی یا دواء کی (جو احرام کی حالت میں منع ہے) تو اس کا استعمال کرے اور جزاء دے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **صحیح** کہا ہے۔

۷۹۱۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ الْمُحْرِمُ لَا يُحِلُّهُ إِلَّا الْبَيْتُ۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ محرم حلال نہیں ہوتا بغیر خانہ کعبہ پہنچے ہوئے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

۷۹۲۔ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ أَبِي تَمِيمَةَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ كَانَ قَدِيمًا أَنَّهُ قَالَ خَرَجْتُ إِلٰى مَكَّةَ حَتّٰى إِذَا كُنْتُ بِبَعْضِ الطَّرِيقِ كُسِرَتْ فَخِذِي فَأَرْسَلْتُ إِلٰى مَكَّةَ وَبِهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَالنَّاسُ فَلَمْ يُرَخِّصْ لِي أَحَدٌ أَنْ أَحِلَّ فَأَقَمْتُ عَلٰى ذٰلِكَ الْمَاءِ سَبْعَةَ أَشْهُرٍ حَتّٰى أَحْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ۔

حضرت ایوب بن ابی تمیمہ سے روایت ہے انہوں نے سنا ایک شخص سے جو بصرہ کا رہنے والا پرانا آدمی تھا (نام اس کا ابوقلابہ بن زید ہے)۔ اس نے کہا کہ میں چلا مکہ کو راستے میں میرا کولہا ٹوٹ گیا تو میں نے مکہ میں کسی کو بھیجا وہاں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور اور لوگ بھی تھے ان میں سے کسی نے مجھ کو اجازت نہ دی احرام کھول ڈالنے کی۔ یہاں تک کہ میں وہیں پڑا رہا سات مہینے تک جب اچھا ہوا تو عمرہ کر کے احرام کھولا۔

---

(۷۹۰) موقوف صحیح: بیهقی (۲۱۹/۵) '(۱۰۰۹۲) نسائی (۲۷۶۹) الشافعی فی الام (۱۶۳/۲)۔

(۷۹۱) موقوف صحیح: نسائی (۲۷۹۵) کتاب مناسك الحج: باب هل یوجب تقلید الهدی احراما' أحمد (۸۵/۶) (۲۵۰۶۴) بیهقی (۲۲۰/۵) (۱۰۰۹۷)۔

(۷۹۲) موقوف صحیح: بیهقی (۲۱۹/۵ ' ۲۲۰) معرفة السنن والآثار (۲۴۳/۴)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۷۹۳۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ حُبِسَ دُونَ الْبَيْتِ بِمَرَضٍ فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ حَتّٰى يَطُوفَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جو شخص خانہ کعبہ نہ جا سکے بیماری کی وجہ سے تو اس کا احرام نہ کھلے گا یہاں تک کہ طواف کرے بیت اللہ کا اور سعی کرے صفا اور مروہ کے بیچ میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

۷۹۴۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ حُزَابَةَ الْمَخْزُومِيَّ صُرِعَ بِبَعْضِ طَرِيقِ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَسَأَلَ عَلَى الْمَاءِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ عَنِ الْعُلَمَاءِ فَوَجَدَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَمَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ فَذَكَرَ لَهُمُ الَّذِي عَرَضَ لَهُ فَكُلُّهُمْ أَمَرَهُ أَنْ يَتَدَاوَى بِمَا لَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ وَيَفْتَدِيَ فَإِذَا صَحَّ اعْتَمَرَ فَحَلَّ مِنْ إِحْرَامِهِ ثُمَّ عَلَيْهِ حَجٌّ قَابِلٍ وَيُهْدِي مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۔

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ سعید بن حزابہ مخزومی گر پڑے مکہ کو آتے ہوئے راہ میں اور وہ احرام باندھے ہوئے تھے تو جہاں پانی دیکھ کر ٹھہرے تھے وہاں پوچھا۔تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور مروان بن حکم رضی اللہ عنہ ملے ان سے۔بیان کیا اس عارضے کو ان سب نے۔کہا جیسے ضرورت ہو ویسے دوا کرے اور فدیہ دے جب اچھا ہو تو عمرہ کر کے احرام کھولے پھر سال آئندہ حج کرے اور موافق طاقت کے ہدی دے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک ایسا ہی حکم ہے جو روکا جائے کسی وجہ سے سوائے دشمن کے۔کہا مالکؒ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حکم کیا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور ہبار بن اسود رضی اللہ عنہ کو جب اُن کا حج فوت ہو گیا اور وہ دسویں تاریخ آئے کہ عمرہ کر کے احرام کھول ڈالیں اور چلے آئیں پھر سال آئندہ حج کریں اور ہدی بھیجیں اگر ہدی میسر نہ ہو تو تین روزے حج میں اور سات روزے بعد اس کے رکھیں جب اپنے گھر میں آئے۔کہا مالکؒ نے جو شخص حج سے رُک جائے بعد احرام کے مرض کی وجہ سے یا اور کسی باعث سے مثلاً تاریخ کے شمار میں غلطی ہو جائے یا چاند معلوم نہ ہو تو اس کا حکم مثل محصر کے ہے۔

فائدہ: یعنی جس کو احصار ہو حج سے عمرہ کر کے احرام کھول ڈالے اور ہدی دے۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا کہ ایک شخص مکہ کا رہنے والا اس نے احرام باندھا حج کا پھر اس کا پاؤں ٹوٹ گیا یا پیٹ چلنے لگا یا عورت کو درد زہ شروع ہوا تو جواب دیا کہ ان کا حکم محصر کا سا ہے جیسے باہر والوں کو حکم ہے جب ان کو احصار ہو۔کہا مالکؒ نے ایک شخص مکہ کو آیا

(۷۹۳) **موقوف صحيح** : بيهقى (۲۱۹/۵) رقم (۱۰۰۹۲) شرح معانى الآثار (۱٦۳/۲) ـ

(۷۹٤) **موقوف صحيح** : بيهقى (۲۲۰/۵) رقم (۱۰۰۹٦) معرفة السنن والآثار (۲٤۳/٤) ـ

عمرہ کا احرام باندھ کر حج کے مہینوں میں اور عمرہ ادا کر کے پھر حج کا احرام باندھا مکہ سے بعد اس کے اس کا پاؤں ٹوٹ گیا یا کوئی اور صدمہ ایسا پہنچا جس کی وجہ سے وہ عرفات میں نہ جا سکا تو وہ ٹھہرا رہے جب تندرست ہو اس وقت حرم کے باہر جا کر لوٹ آئے مکہ کو اور طواف اور سعی کر کے احرام کھول ڈالے پھر سال آئندہ حج کرے اور ہدی دے۔ کہا مالکؒ نے جو شخص احرام باندھے حج کا مکہ سے پھر طواف کرے خانہ کعبہ کا اور سعی کرے صفا اور مروہ کے بیچ میں بعد اس کے بیمار ہو جائے اور لوگوں کے ساتھ عرفات میں نہ جا سکے تو جب فوت ہو جائے حرم کے باہر اگر ہو سکے نکل کر عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ میں آئے اور طواف وسعی کر کے احرام کھول ڈالے کیونکہ پہلا طواف اور سعی عمرہ کا نہ تھا پھر سال آئندہ حج کرے اور ہدی دے۔ کہا مالکؒ نے اگر وہ شخص مکہ کا رہنے والا نہ ہو اور کسی مرض کی وجہ سے حج نہ کر سکے اور طواف اور سعی کر چکا ہو تو عمرہ کر کے احرام کھول ڈالے لیکن عمرہ کے لیے دوبارہ طواف اور سعی کرے اس واسطے کہ پہلا طواف اور سعی عمرہ سے متعلق نہ تھا بلکہ حج کی نیت سے تھا اب سال آئندہ حج کرے اور ہدی دے۔

باب ما جاء في بناء الكعبة — کعبہ کے بنانے کا حال

۷۹۵۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((أَلَمْ تَرَىْ أَنَّ قَوْمَكِ حِينَ بَنَوُا الْكَعْبَةَ اقْتَصَرُوا عَنْ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ)) قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَفَلَا تَرُدُّهَا عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَفَعَلْتُ)) قَالَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أُرَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ اسْتِلَامَ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ إِلَّا أَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُتَمَّمْ عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ۔

روایت ہے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تیری قوم نے جب بنایا کعبہ کو تو ابراہیم علیہ السلام نے جیسے بنایا تھا اس میں کمی کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم علیہ السلام نے جیسا بنایا تھا ویسا کیوں نہیں بنا دیتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تیری قوم کا کفر قریب نہ ہوتا تو میں بنا دیتا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اسی وجہ سے شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکن شامی اور عراقی کا جو حطیم کے متصل ہیں استلام نہ کیا کیونکہ خانہ کعبہ ابراہیم علیہ السلام کے بنا پر نہ تھا۔

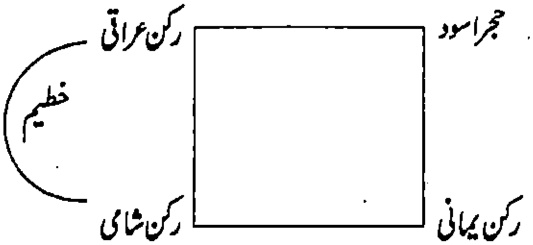
فائدہ: (اگر تیری قوم کا کفر قریب نہ ہوتا) یعنی ابھی زمانہ گزرا کہ قریش کافر تھے اسلام ان کا قدیم نہیں ہے اس وجہ سے احتمال ہے کہ میں کعبہ کو درست کرنے کے واسطے توڑوں اور وہ اور کچھ سمجھیں۔

فائدہ: ابراہیم علیہ السلام کے وقت میں حطیم کعبہ میں داخل تھا اب حطیم کعبہ سے خارج ہے لیکن طواف میں شریک ہے تو جس قدر دیوار کعبہ کی حطیم سے متصل ہے وہ درحقیقت اپنے اصلی مقام پر نہیں ہے اور دونوں کونے اس کے یعنی رکن شامی اور عراقی اپنے مقام پر نہیں ہیں اس

---

(۷۹۵) بخاری (۱۵۸۳) کتاب الحج : باب فضل مکة وبنیانها' مسلم (۱۳۳۳) ترمذی (۸۷۵) نسائی (۲۹۰۰) أحمد (۱۱۳/۶) ' (۲۵۳۳۸) دارمی (۱۸۶۸)۔

واسطے رسول اللہ ﷺ نے ان کا استلام (یعنی ہاتھ سے چھونا یا بوسہ دینا) نہ کیا اور رکن یمانی اور حجر اسود جو اصلی مقام پر ہیں ان کا استلام کرتے رہے کعبہ کی اصل صورت یہ ہے:



۷۹۶۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ مَا أُبَالِي أَصَلَّيْتُ فِي الْحِجْرِ أَمْ فِي الْبَيْتِ ۔

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے کچھ فرق نہیں معلوم ہوتا اس میں کہ نماز پڑھوں کعبہ کے اندر یا حطیم میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: کیونکہ حطیم بھی درحقیقت کعبہ میں داخل ہے۔

۷۹۷۔ عَنِ ابْنَ شِهَابٍ يَقُولُ سَمِعْتُ بَعْضَ عُلَمَائِنَا يَقُولُ مَا حُجِرَ الْحِجْرُ فَطَافَ النَّاسُ مِنْ وَرَائِهِ إِلَّا إِرَادَةَ أَنْ يَسْتَوْعِبَ النَّاسُ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ كُلِّهِ ۔

ابن شہاب نے بعض علماء سے سنا کہتے تھے حطیم کے گرد دیوار اٹھائی اور طواف میں اس کو شریک کیا اس واسطے کہ پورے خانہ کعبہ کا طواف ہو جائے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔

باب الرمل في الطواف — طواف میں رمل کا بیان

فائدہ: رمل کہتے ہیں ذرا جلدی جلدی مونڈھے ہلاتے ہوئے چلنے کو۔ مشرکین مکہ نے مسلمانوں کو کہا کہ مدینہ کے بخار نے ان کو سست کر دیا ہے اس واسطے آپ ﷺ نے اس طرح طواف کا حکم دیا تا کہ اُن کی چالاکی اور مستعدی اور چستی اور بہادری معلوم ہو۔

۷۹۸۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَلَ مِنَ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ حَتَّى انْتَهَى إِلَيْهِ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ قَالَ مَالِك وَذٰلِكَ الْأَمْرُ الَّذِي لَمْ يَزَلْ عَلَيْهِ أَهْلُ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا ۔

(۷۹۶) موقوف صحيح : عبدالرزاق (۹۱۵۵) ابن أبي شيبة (۸۵۳۰) ۔ ابو يعلى في مسنده (۳۲۸/۷) ۔

(۷۹۷) مقطوع صحيح : شافعي في الأم (۱۷۶/۲) ۔

(۷۹۸) مسلم (۱۲۶۳) كتاب الحج : باب استحباب الرمل في الطواف والعمرة ، ترمذي (۸۵۷) نسائي (۲۹٤٤) ابن ماجه (۲۹۵۱) أحمد (۳٤۰/۳) ، (۱٤۷۱۶) دارمي (۱۸٤۰) ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ رمل کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود سے حجر اسود تک تین پھیروں میں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے شہر کے علماء کا عمل اسی پر ہے۔

۷۹۹۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَرْمُلُ مِنَ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ إِلَى الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ وَيَمْشِي أَرْبَعَةَ أَطْوَافٍ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رمل کرتے تھے حجر اسود سے حجر اسود تک تین پھیروں میں اور باقی چار پھیروں میں معمولی چال سے چلتے تھے۔

۸۰۰۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّ أَبَاهُ كَانَ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ يَسْعَى الْأَشْوَاطَ الثَّلَاثَةَ يَقُولُ اللّٰهُمَّ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَا وَأَنْتَ تُحْيِي بَعْدَ مَا أَمَتَّا يَخْفِضُ صَوْتَهُ۔

حضرت عروہ بن زبیر جب طواف کرتے خانہ کعبہ کا تو دوڑ کر چلتے تین پھیروں میں اور آہستہ سے کہتے اے اللہ سوائے تیرے کوئی سچا معبود نہیں اور جلا دے گا ہم کو بعد مرنے کے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔

۸۰۱۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّهُ رَأَى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ مِنَ التَّنْعِيمِ قَالَ ثُمَّ رَأَيْتُهُ يَسْعَى حَوْلَ الْبَيْتِ الْأَشْوَاطَ الثَّلَاثَةَ۔

حضرت عروہ بن زبیر نے دیکھا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو انہوں نے احرام باندھا عمرہ کا تنعیم سے پھر دیکھا کہ وہ دوڑ کر چلتے ہیں پہلے تین پھیروں میں گرد خانہ کعبہ کے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

۸۰۲۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا أَحْرَمَ مِنْ مَكَّةَ لَمْ يَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ حَتَّى يَرْجِعَ مِنْ مِنًى وَكَانَ لَا يَرْمُلُ إِذَا طَافَ حَوْلَ الْبَيْتِ إِذَا أَحْرَمَ مِنْ مَكَّةَ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب احرام باندھتے مکہ سے تو طواف نہ کرتے بیت اللہ کا اور نہ سعی کرتے صفا مروہ کی درمیان میں یہاں تک کہ لوٹتے منیٰ سے اور نہ رمل کرتے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

---

(۷۹۹) بخاری (۱۶۰۴) کتاب الحج : باب الرمل فی الحج والعمرة ' مسلم (۱۲۲۶) أبو داود (۱۸۹۱) نسائی (۲۹۴۰) ابن ماجه (۲۹۵۰) أحمد (۱۳/۲) (٤٦١٨) دارمی (۱۸٤۲)۔

(۸۰۲) **موقوف صحیح** : بیهقی (۸٤/٥) (۹۲۸٥) شرح معانی الآثار (۱۹۸/۲)۔

باب الاستلام فی الطواف — طواف میں استلام کرنے کا بیان

فائدہ: استلام کہتے ہیں کسی چیز کے چھونے یا بوسہ دینے کو۔

۸۰۳۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَضَى طَوَافَهُ بِالْبَيْتِ وَرَكَعَ الرَّكْعَتَيْنِ وَأَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ الْأَسْوَدَ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ رسول اللہ ﷺ جب طواف سے فارغ ہوکر دوگانہ طواف پڑھ چکتے اور صفا مروہ کو نکلنے کا ارادہ کرتے تو حجر اسود کو چوم لیتے قبل نکلنے کے۔

۸۰۴۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ كَيْفَ صَنَعْتَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ فِي اسْتِلَامِ الرُّكْنِ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ اسْتَلَمْتُ وَتَرَكْتُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَبْتَ۔

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کس طرح تم نے چوما حجر اسود کو۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کبھی میں نے چوما اور کبھی ترک کیا آپ ﷺ نے فرمایا ٹھیک کیا تم نے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: کیونکہ حکم یہی ہے کہ جب حجر اسود کے پاس آئے تو اس کو چھولے یا بوسہ دے از دہام اگر نہ ہو ورنہ صرف اس کی طرف منہ کر کے اللہ اکبر کہے اور چلا جائے۔

۸۰۵۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّ أَبَاهُ كَانَ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ يَسْتَلِمُ الْأَرْكَانَ كُلَّهَا وَكَانَ لَا يَدَعُ الْيَمَانِيَ إِلَّا أَنْ يُغْلَبَ عَلَيْهِ۔

حضرت ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جب طواف کرتے خانہ کعبہ کا تو سب رکنوں کا استلام کرتے خصوصاً رکن یمانی کو ہرگز نہ چھوڑتے مگر جب مجبور ہو جاتے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: یہ فعل جمہور علماء کے خلاف ہے اور رسول اللہ ﷺ سے بھی صرف رکن یمانی اور حجر اسود کا استلام ثابت ہے۔

---

(۸۰۳) مسلم (۱۲۱۸) كتاب الحج : باب حجة النبی ' أبو داود (۱۹۰۵) نسائی (۲۷۱۲) ابن ماجه (۳۰۷۴) احمد (۳۲۰/۳ ـ ۳۲۱) (۱۴۴۹۳) دارمی (۱۸۵۰) ۔

(۸۰۴) **ضعیف** : عبدالرزاق (۳۴/۵) ' (۸۹۰۰) حاکم (۳۰۶/۳) (۵۳۳۷) بیهقی (۸۰/۵) (۹۲۶۳) ابن حبان (۳۸۲۳) تهذيب الآثار (۶۹/۱) ۔

(۸۰۵) **مقطوع صحیح** : عبدالرزاق (۸۹۴۸) ابن ابی شيبة (۱۴۹۹۳) ۔

باب تقبيل الركن الأسود في الاستلام — حجر اسود کے استلام کے وقت اس کو چومنے کا بیان

۸۰۶۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ لِلرُّكْنِ الْأَسْوَدِ ((إِنَّمَا أَنْتَ حَجَرٌ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَكَ مَا قَبَّلْتُكَ ثُمَّ قَبَّلَهُ))۔

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا' جب وہ طواف کر رہے تھے خانہ کعبہ کا 'حجر اسود کو کہ تو ایک پتھر ہے نہ نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان اور اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے چومتے نہ دیکھا ہوتا تو میں نہ چومتا تجھ کو پھر چوما حجر اسود کو۔

فائدہ: یہ قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس واسطے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت کا قریب گزر راتھا شرک کے خیالات عام لوگوں کے دلوں سے بالکل محو نہیں ہوئے تھے۔ پتھر چومنے سے شاید یہ کوئی خیال کرتا کہ دین اسلام میں بھی کوئی پتھر قابل تعظیم یا عبادت کے قابل ہے کہ اس سے امید نفع اور نقصان کی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے علی الاعلان موسم حج میں اس کو بیان کر دیا کہ یہ خیال بالکل لغو ہے اس پتھر کا چومنا محض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے ورنہ یہ پتھر ہمارا کچھ نفع نقصان نہیں کر سکتا پھر جب حجر اسود کا یہ حال ہوا جس کے فضائل احادیث صحیحہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بوسہ اور استلام سے ثابت ہیں تو اور بزرگوں کی قبروں یا درگاہوں اور آثار کا کیا درجہ ہوگا۔

مسئلہ: کہا مالکؒ نے بعض اہل علم سے میں نے سنا کہ جب رُکن یمانی سے ہاتھ لگا کر اٹھائے تو ہاتھ منہ پر رکھ لے مگر اس کو چومے نہیں۔

فائدہ: مگر شافعیؒ کے نزدیک اس کو چوم لے۔

باب ركعتي الطواف — دوگانہ طواف کا بیان

۸۰۷۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ كَانَ لَا يَجْمَعُ بَيْنَ السُّبْعَيْنِ لَا يُصَلِّي بَيْنَهُمَا وَلٰكِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ كُلِّ سُبْعٍ رَكْعَتَيْنِ فَرُبَّمَا صَلَّى عِنْدَ الْمَقَامِ أَوْ عِنْدَ غَيْرِهِ۔

حضرت عروہ بن زبیر دو طواف ایک ساتھ نہ کرتے تھے اس طرح پر کہ اُن دونوں کے بیچ میں دوگانہ طواف ادا نہ کریں بلکہ ہر سات پھیروں کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے مقام ابراہیم کے پاس یا اور کسی جگہ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا کہ اگر کوئی شخص آسان سمجھ کر دو یا تین طواف کر کے سب کے بعد دوگانے ادا کرے تو یہ درست ہے؟ جواب دیا کہ نہیں ہر سات پھیروں کے بعد اس کا دوگانہ ادا کرے۔ کہا مالکؒ نے ایک شخص نے طواف شروع کیا سو بھول گیا یہاں تک کہ آٹھ یا

(۸۰۶) بخاری (۱۵۹۷) كتاب الحج : باب ما ذكر في الحجر الأسود ' مسلم (۱۲۷۰) أبو داود (۱۸۷۳) ترمذی (۸٦۰) نسائی (۲۹۳۷) ابن ماجه (۲۹۴۳) احمد (۱٦/۱ - ۱۷) ۔

تو پھیرے کیے تو جب اس کو علم ہو طواف چھوڑ دے۔ پھر دو رکعتیں پڑھے اور جو زیادہ ہو گیا اس کا اعتبار نہ کرے اور یہ نہ کرے کہ دوسرا طواف بھی پورا کرے دونوں طوافوں کے دوگانے ایک ساتھ ادا کرے۔ کیونکہ سنت یہ ہے کہ ہر طواف کا دوگانہ اس کے بعد ادا ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص طواف کر کے دوگانہ ادا کرے پھر اس کو شک ہو کہ سات پھیرے پورے نہ ہوئے تھے تو وہ سات پورے کرے اور دوگانہ دوبارہ پڑھے اس لیے کہ دوگانہ جب ادا کرنا چاہیے کہ سات پھیرے ہو جائیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس شخص کا وضوء طواف یا سعی کرتے میں ٹوٹ جائے تو وہ وضو کرے اور نئے سرے سے طواف شروع کرے اور سعی کے جس قدر پھیرے باقی تھے وہ ادا کرے کیونکہ سعی وضو ٹوٹ جانے سے باطل نہیں ہوتی مگر جب سعی شروع کرے تو باوضو ہونا چاہیے۔

باب الصلاة بعد الصبح والعصر في الطواف
دوگانہ طواف کا ادا کرنا بعد نماز صبح یا عصر کے

۸۰۸۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ طَافَ بِالْبَيْتِ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ فَلَمَّا قَضَى عُمَرُ طَوَافَهُ نَظَرَ فَلَمْ يَرَ الشَّمْسَ طَلَعَتْ فَرَكِبَ حَتَّى أَنَاخَ بِذِي طُوًى فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاری نے طواف کیا خانہ کعبہ کا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ بعد نماز فجر کے تو جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ طواف ادا کر چکے تو آفتاب نہ پایا پس سوار ہوئے یہاں تک کہ بٹھایا اونٹ ذی طویٰ میں وہاں دوگانہ طواف ادا کیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۸۰۹۔ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ أَنَّهُ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ يَطُوفُ بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَدْخُلُ حُجْرَتَهُ فَلَا أَدْرِي مَا يَصْنَعُ۔

حضرت ابوزبیر مکی سے روایت ہے کہ دیکھا میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو طواف کرتے تھے بعد نماز عصر کے پھر جاتے تھے اپنے حجرے میں پھر معلوم نہیں وہاں کیا کرتے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو مسلم کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی دوگانہ طواف پڑھتے تھے یا انتظار کرتے تھے آفتاب ڈوب جانے کا لیکن سفیان کی روایت میں ہے کہ دوگانہ طواف ادا کرتے تھے۔

۸۱۰۔ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ أَنَّهُ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ الْبَيْتَ يَخْلُو بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَبَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ مَا يَطُوفُ بِهِ أَحَدٌ۔

---

(۸۰۸) موقوف صحیح : بیهقی (۹۱/۵) رقم (۹۳۲۷) عبد الرزاق (۶۳/۵) -

(۸۰۹) بیهقی (۹۱/۵)' (۹۳۲۷) -

حضرت ابوزبیر مکی سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا خانہ کعبہ کو خالی ہو جاتا طواف کرنے والوں سے بعد نماز صبح اور بعد نماز عصر کے کوئی طواف نہ کرتا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: اس خیال سے کہ طواف کے بعد دوگانہ ادا کرنا ہوگا اور بعد نماز صبح کے طلوع آفتاب تک اور بعد نماز عصر کے غروب آفتاب تک سجدہ کرنا منع ہے۔ محمد بن حسن نے کہا کچھ قباحت نہیں ہے ان نمازوں کے بعد طواف کرے لیکن دوگانہ نہ پڑھے جب آفتاب نکل آئے یا ڈوب جائے اس وقت پڑھ لے اور شافعیؒ کے نزدیک دوگانہ طواف ان وقتوں میں پڑھنا درست ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس نے طواف شروع کیا پھر تکبیر ہوئی نماز صبح یا عصر کی تو وہ نماز پڑھے امام کے ساتھ بعد نماز کے طواف پورا کرے لیکن دوگانہ ادا نہ کرے یہاں تک کہ آفتاب نکل آئے یا ڈوب جائے اور اگر بعد نماز مغرب کے پڑھے تو بھی کچھ قباحت نہیں ہے۔ کہا مالکؒ نے اگر کوئی شخص ایک طواف کرے بعد نماز فجر یا عصر کے اور دوگانہ کی تاخیر کرے یہاں تک کہ آفتاب نکل آئے جیسا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا یا آفتاب ڈوب جائے تو کچھ قباحت نہیں ہے اب دوگانہ طواف آفتاب ڈوبتے ہی پڑھ لے یا بعد نماز مغرب کے پڑھے۔

باب وداع البیت　　خانہ کعبہ سے رخصت ہونے کا بیان

۸۱۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَا يَصْدُرَنَّ أَحَدٌ مِنَ الْحَاجِّ حَتّٰى يَطُوفَ بِالْبَيْتِ فَإِنَّ آخِرَ النُّسُكِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کوئی حاجی مکہ سے نہ لوٹے یہاں تک کہ طواف کر لے خانہ کعبہ کا کیونکہ آخری عبادت یہی طواف کرنا خانہ کعبہ کا ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ یہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آخری عبادت طواف ہے خانہ کعبہ کا اس سے مقصود یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے ”جو شخص تعظیم کرے اللہ جل جلالہ کی نشانیوں کی تو یہ دلوں کے خوف کی وجہ سے ہے“ پھر فرماتا ہے کہ ”بازگشت ان کی خانہ کعبہ کی طرف ہے“۔ تو تمام ارکان اور عبادات حج کی انتہاء خانہ کعبہ پر ہے۔

۸۱۲۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَدَّ رَجُلًا مِنْ مَرِّ الظَّهْرَانِ لَمْ يَكُنْ وَدَّعَ الْبَيْتَ حَتّٰى وَدَّعَ الْبَيْتَ ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو مرالظہران سے (ایک موضع ہے مکہ

(۸۱۱) موقوف صحیح : بیهقی (۱۶۱/۵ ـ ۱۶۲) رقم (۹۷٤۷) الشافعی فی المسند (۵۷۵/۱) ـ

(۸۱۲) موقوف ضعیف : شافعی فی الأم (۲۳۸/۷) بیهقی (۱۶۲/۵) ' (۹۷٤۸) ـ

سے اٹھارہ میل کے فاصلے پر) پھیر دیا اس واسطے کہ اس نے طواف الوداع نہیں کیا تھا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔

۸۱۳۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ قَالَ مَنْ أَفَاضَ فَقَدْ قَضَى اللَّهُ حَجَّهُ فَإِنَّهُ إِنْ لَمْ يَكُنْ حَبَسَهُ شَيْءٌ فَهُوَ حَقِيقٌ أَنْ يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ وَإِنْ حَبَسَهُ شَيْءٌ أَوْ عَرَضَ لَهُ فَقَدْ قَضَى اللَّهُ حَجَّهُ۔

حضرت عروہ بن زبیر نے کہا کہ جس شخص نے طواف الافاضہ (طواف الزیارۃ) ادا کیا اس کا حج اللہ نے پورا کر دیا۔ اب اگر اس کا کوئی امر مانع نہیں آیا تو چاہیے کہ رخصت کے وقت طواف الوداع کرے اور اگر کوئی مانع یا عارضہ درپیش ہو تو حج تو پورا ہو چکا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ طواف الوداع واجب نہیں ہے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پھیر دینے سے اس شخص کو جس نے یہ طواف نہیں کیا تھا وجوب معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کو یہ مسئلہ طواف الوداع کا معلوم نہ تھا اور وہ بدون طواف الوداع کیے ہوئے مکہ سے واپس چلا گیا تو اس پر لوٹ آنا لازم نہیں مگر اس صورت میں کہ قریب ہو مکہ سے تو لوٹ آئے اور طواف کرے بشرطیکہ طواف الزیارۃ کر چکا ہو۔

فائدہ: کیونکہ طواف الزیارۃ فرض ہے۔

باب جامع الطواف طواف کے مختلف مسائل کا بیان

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ شَكَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي أَشْتَكِي فَقَالَ طُوفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ قَالَتْ فَطُفْتُ رَاكِبَةً بَعِيرِي وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَئِذٍ يُصَلِّي إِلَى جَانِبِ الْبَيْتِ وَهُوَ يَقْرَأُ بِالطُّورِ وَكِتَابٍ مَسْطُورٍ۔

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے شکایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بیماری کی سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں کے پیچھے سوار ہو کر تو طواف کر لے۔ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے طواف کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت نماز پڑھ رہے تھے ایک گوشے کی طرف خانہ کعبہ کے اور پڑھ رہے تھے سورہ وَالطُّوْرِ كِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ۔

عَنْ أَبِي مَاعِزٍ الْأَسْلَمِيِّ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ تَسْتَفْتِيهِ فَقَالَتْ إِنِّي أَقْبَلْتُ أُرِيدُ أَنْ أَطُوفَ بِالْبَيْتِ حَتَّى إِذَا كُنْتُ بِبَابِ الْمَسْجِدِ هَرَقْتُ الدِّمَاءَ فَرَجَعْتُ حَتَّى ذَهَبَ ذَلِكَ عَنِّي ثُمَّ أَقْبَلْتُ حَتَّى إِذَا كُنْتُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ هَرَقْتُ الدِّمَاءَ فَرَجَعْتُ حَتَّى ذَهَبَ ذَلِكَ عَنِّي ثُمَّ أَقْبَلْتُ حَتَّى إِذَا كُنْتُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ هَرَقْتُ الدِّمَاءَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ إِنَّمَا ذَلِكِ رَكْضَةٌ مِنَ الشَّيْطَانِ فَاغْتَسِلِي ثُمَّ اسْتَثْفِرِي بِثَوْبٍ ثُمَّ طُوفِي۔

حضرت ابو ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیٹھے تھے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ اتنے میں ایک عورت آئی مسئلہ پوچھنے اُن سے تو کہا اس عورت نے کہ میں نے قصد کیا خانہ کعبہ کے طواف کا جب مسجد کے دروازے پر آئی تو مجھے خون آنے لگا سو میں چلی گئی جب خون موقوف ہوا تو پھر آئی جب مسجد کے دروازے پر پہنچی تو خون آنے لگا تو میں چلی گئی جب خون موقوف ہوا پھر آئی جب مسجد کے دروازے پر پہنچی تو خون آنے لگا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا یہ لات ہے شیطان کی تو غسل کر پھر کپڑے سے شرمگاہ کو باندھ اور طواف کر۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو حیض کا خون نہ سمجھا اس واسطے کہ وہ متواتر ایک سا آیا کرتا ہے یہ نہیں ہوتا کہ موقوف ہو پھر شروع ہو یا وہ عورت آئسہ تھی جس کو حیض نہیں آتا یا اس کو حیض آ چکا تھا اور غسل کا حکم استحبابا ہے واسطے طواف کے کیونکہ مستحاضہ کو نماز اور طواف وغیرہ کے لیے وضو کافی ہے۔

عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ كَانَ إِذَا دَخَلَ مَكَّةَ مُرَاهِقًا خَرَجَ إِلَى عَرَفَةَ قَبْلَ أَنْ

(٨١٤) بخاری (١٦١٩) كتاب الحج : باب طواف النساء مع الرجال ' مسلم (١٢٧٦) أبو داود (١٨٨٢) نسائی (٢٩٢٥) ابن ماجه (٢٩٦١) أحمد (٦/٢٩٠) ' (٢٧٠١٨)۔

يَطُوفَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ يَطُوفُ بَعْدَ أَنْ يَرْجِعَ ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جب مکہ میں آتے اورنویں تاریخ قریب ہوتی تو عرفات کو چلے جاتے قبل طواف اور سعی کے پھر جب وہاں سے پلٹتے تو طواف اور سعی کرتے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: جب مکہ میں پہنچے اور مہلت ہو تو افضل یہ ہے کہ طواف قدوم ادا کرے پھر عرفات کو جائے اور جو مہلت نہ ہو تو سیدھا چلا جائے اس واسطے کہ طواف قدوم سنت ہے اور وقوف عرفہ فرض ہے۔کہا مالکؒ نے یہ امر واسع ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا کہ طواف واجب کرنے میں کسی سے باتیں کرنے کو ٹھہر جانا درست ہے؟ جواب دیا کہ میں اس کو پسند نہیں کرتا۔

فائدہ: کیونکہ روایت کیا اصحاب سنن اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے موقوفاً اور مرفوعاً طواف خانہ کعبہ کا نماز ہے مگر اللہ پاک نے اس میں کلام مباح کیا ہے تو جو کوئی کلام کرے سو بہتر کلام کرے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ کوئی طواف نہ کرے خانہ کعبہ کا اور نہ سعی صفا و مروہ کے درمیان میں مگر باوضو۔

باب البدء بالصفا في السعي سعی صفا سے شروع کرنے کا بیان

۸۱۷۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ حِينَ خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ يُرِيدُ الصَّفَا وَهُوَ يَقُولُ ((نَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللَّهُ بِهِ فَبَدَأَ بِالصَّفَا)) ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب نکلے مسجد الحرام سے صفا کی طرف' شروع کرتے ہیں ہم اس سے جس سے شروع کیا اللہ جل جلالہٗ نے تو شروع کی سعی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا سے۔

فائدہ: یعنی اللہ جل جلالہٗ نے فرمایا: ﴿ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ ﴾ صفا اور مروی دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔'' تو پہلے صفا کا ذکر کیا بعد اس کے مروہ کا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سعی صفا سے پہلے شروع کی۔

۸۱۸۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا وَقَفَ عَلَى الصَّفَا يُكَبِّرُ ثَلَاثًا وَيَقُولُ ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ)) يَصْنَعُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَيَدْعُو وَيَصْنَعُ عَلَى الْمَرْوَةِ مِثْلَ ذَلِكَ ۔

---

(۸۱۷) مسلم (۱۲۱۸) كتاب الحج : باب حجة النبي ' أبو داود (۱۹۰۵) ترمذي (۸۶۲) نسائي (۲۹۶۱) ابن ماجه (۳۰۷٤) أحمد (۳۸۸/۳) ' (۱۵۲۳۷ ' ۱۵۲۳۸) ۔

(۸۱۸) أيضاً ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوتے صفا پر تین بار اللہ اکبر کہتے اور فرماتے نہیں ہے کوئی معبود سچا سوائے اللہ پاک کے کوئی اس کا شریک نہیں ہے اسی کی سلطنت ہے اور اسی کو تعریف ہے وہ ہر شے پر قادر ہے تین بار اس کو کہتے تھے اور مانگتے تھے دعا پھر مروہ پر پہنچ کر ایسا ہی کرتے۔

۸۱۹۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَهُوَ عَلَى الصَّفَا يَدْعُو يَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنَّكَ قُلْتَ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ وَإِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ وَإِنِّي أَسْأَلُكَ كَمَا هَدَيْتَنِي لِلْإِسْلَامِ أَنْ لَا تَنْزِعَهُ مِنِّي حَتَّى تَتَوَفَّانِي وَأَنَا مُسْلِمٌ۔

نافع نے سنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے وہ صفا پر دعا مانگتے تھے اے پروردگار! تو نے فرمایا کہ دعا کرو میں قبول کروں گا اور تو وعدہ خلافی نہیں کرتا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ جیسے تو نے مجھ کو اسلام کی راہ دکھائی سو مرتے دم تک اسلام سے نہ چھڑائیو یہاں تک کہ میں مروں مسلمان رہ کر۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

باب جامع السعی — سعی کی مختلف احادیث کا بیان

۸۲۰۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيثُ السِّنِّ أَرَأَيْتِ قَوْلَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ فَمَا عَلَى الرَّجُلِ شَيْءٌ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ كَلَّا لَوْ كَانَ كَمَا تَقُولُ لَكَانَتْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا إِنَّمَا أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي الْأَنْصَارِ كَانُوا يُهِلُّونَ لِمَنَاةَ وَكَانَتْ مَنَاةُ حَذْوَ قُدَيْدٍ وَكَانُوا يَتَحَرَّجُونَ أَنْ يَطُوفُوا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ سَأَلُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا۔

حضرت عروہ بن زبیر نے کہا کہ میں نے پوچھا ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے دیکھو اللہ جل جلالہ فرماتا ہے بے شک صفا اور مروہ اللہ کی پاک نشانیوں میں سے ہیں سو جو حج کرے خانہ کعبہ کا یا عمرہ کرے تو کچھ گناہ نہیں ہے اس پر سعی کرنے میں درمیان ان دونوں کے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر سعی نہ کرے تب بھی برا نہیں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ ہرگز ایسا نہیں اگر

(۸۱۹) موقوف صحیح: بیهقی (۹۴/۵) رقم (۹۳۴۵)۔

(۸۲۰) بخاری (۱۷۹۰) کتاب الحج: باب یفعل فی العمرة ما یفعل فی الحج، مسلم (۱۲۷۷) أبو داود (۱۹۰۱) ترمذی (۲۹۶۵) نسائی (۲۹۶۸) ابن ماجه (۲۹۸۶) أحمد (۱۴۴/۶) (۲۵۶۲۵)۔

جیسا کہ تم سمجھتے ہو ویسا ہوتا (یعنی سعی نہ کرنا بُرا نہ ہوتا) تو اللہ جل جلالہٗ یوں فرماتا کہ گناہ ہے اس پر سعی نہ کرنے میں صفا اور مروہ کے درمیان اور یہ آیت تو انصار کے حق میں اتری ہے وہ لوگ حج کیا کرتے تھے منات کے واسطے (منات ایک بت کا نام ہے جس کو عرب لوگ پوجتے تھے قبل اسلام کے) اور منات مقابل قدید کے تھا (قدید ایک قریہ کا نام ہے درمیان میں مکہ اور مدینہ کے منات اس کے سامنے تھا) وہ لوگ صفا اور مروہ کے بیچ میں سعی کرنا بُرا سمجھتے تھے جب دین اسلام سے مشرف ہوئے تو انہوں نے پوچھا رسول اللہ ﷺ سے اس کو اس وقت اللہ جل شانہ نے اتارا کہ صفا اور مروہ دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں جو شخص حج کرے خانہ کعبہ کا یا عمرہ کرے تو سعی کرنا گناہ نہیں ہے درمیان میں ان دونوں کے۔

فائدہ: حالانکہ حکم اس کے برخلاف ہے کیونکہ سعی کرنا صفا مروہ میں واجب ہے نہ کرے تو بُرا ہے اور آیت شریف سے اس کی اباحت معلوم ہوتی ہے۔

فائدہ: جیسا وہ لوگ گناہ سمجھتے تھے مقصود اس سے رد ہے ان کے قول کا اور ابطال ہے ان کے خیال کا اور یہ مقصود نہیں ہے کہ سعی کرنا واجب نہیں ہے۔

۸۲۱۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ كَانَتْ عِنْدَ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ فَخَرَجَتْ تَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فِي حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ مَاشِيَةً وَكَانَتِ امْرَأَةً ثَقِيلَةً فَجَاءَتْ حِينَ انْصَرَفَ النَّاسُ مِنَ الْعِشَاءِ فَلَمْ تَقْضِ طَوَافَهَا حَتَّى نُودِيَ بِالْأُولَى مِنَ الصُّبْحِ فَقَضَتْ طَوَافَهَا فِيمَا بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ وَكَانَ عُرْوَةُ إِذَا رَآهُمْ يَطُوفُونَ عَلَى الدَّوَابِّ يَنْهَاهُمْ أَشَدَّ النَّهْيِ فَيَعْتَلُّونَ بِالْمَرَضِ حَيَاءً مِنْهُ فَيَقُولُ لَنَا فِيمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ لَقَدْ خَابَ هٰؤُلَاءِ وَخَسِرُوا۔

حضرت ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ سودہ بیٹی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی نکاح میں تھیں عروہ بن زبیر کے۔ ایک روز وہ نکلیں سعی کرنے کو صفا و مروہ کے بیچ میں حج یا عمرہ میں پیدل اور وہ ایک موٹی عورت تھیں تو آئیں سعی کرنے کو جب لوگ فارغ ہوئے عشاء کی نماز سے اور سعی ان کی پوری نہیں ہوئی تھی کہ اذان ہوگئی صبح کی۔ پھر انہوں نے پوری کی سعی اپنی اس درمیان میں اور عروہ جب لوگوں کو دیکھتے تھے کہ سوار ہو کر سعی کرتے ہیں تو نہایت منع کرتے تھے۔ وہ لوگ بیماری کا حیلہ کرتے تھے عروہ کی شرم سے۔ تو عروہ کہتے تھے ہم سے اپنے لوگوں کے آپس میں ان لوگوں نے نقصان پایا یا مراد کو نہ پہنچے۔

فائدہ: یعنی عشاء کے بعد سے لے کر فجر کے وقت تک باوجود اس کے عروہ نے ان کو سوار ہو کر سعی کرنے کی اجازت نہ دی۔

فائدہ: کیونکہ سعی پیدل کرنا افضل اور مسنون ہے' ان لوگوں نے اس کے برخلاف کیا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص سعی صفا مروہ کی درمیان میں بھول جائے عمرہ میں۔ پھر یاد نہ آئے یہاں تک کہ مکہ سے دور ہو جائے

(۸۲۱) بخاری (۱٦۸۱) کتاب الحج : باب من قدم ضعفة أهله بليل ' مسلم (۱۲۹۰) نسائی (۳۰٤۹) ابن ماجه (۳۰۲۷) احمد (٦/۹٤) (۲٥۱٤۲) دارمی (۱۸۸٦)۔

اور وہ لوٹے اور سعی کرے اور جو جماع کر چکا ہو عورت سے تو لوٹ کر سعی کرے پھر دوسرا عمرہ کرے اور ہدی دے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک شخص سعی کرتے میں کھڑا ہو کر کسی سے باتیں کرنے لگے تو کیسا ہے؟ جواب دیا کہ مجھ کو یہ پسند نہیں ہے۔ کہا مالکؒ نے ایک شخص طواف میں کوئی پھیرا بھول گیا یا اس کو شک ہوا پھر سعی کرتے میں یاد آیا تو وہ سعی کو موقوف کر کے پہلے طواف کرے اور دوگانہ طواف پڑھے پھر سرے سے سعی شروع کرے۔

۸۲۲۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا نَزَلَ مِنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ مَشَى حَتَّى إِذَا انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ فِي بَطْنِ الْوَادِي سَعَى حَتَّى يَخْرُجَ مِنْهُ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفا اور مروہ میں جب آتے تو معمولی چال سے چلتے جب وادی کے اندر آپ کے قدم آتے تو دوڑ کر چلتے یہاں تک کہ وادی سے نکل جاتے۔

فائدہ: اب تو صاف سڑک بن گئی لیکن وادی کے نشان دو میل سبز بائیں طرف مسجد الحرام میں نصب کر دیے ہیں۔ ان میلوں کے بیچ میں دوڑ کر چلتے ہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک شخص نے نادانی سے سعی کی قبل طواف کے تو وہ لوٹے اور طواف کرے پھر سعی دوبارہ کرے اور جو وہ مکہ سے چلا گیا ہو اور دور نکل گیا ہو تب بھی لوٹے اور طواف کرے پھر سعی کرے اگر اس نے جماع کر لیا عورت سے تو لوٹے اور طواف اور سعی ادا کرے پھر دوسرا عمرہ کرے اور ہدی دے۔

باب صيام يوم عرفة — عرفہ کے دن روزہ رکھنے کا بیان

۸۲۳۔ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّ نَاسًا تَمَارَوْا عِنْدَهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فِي صِيَامِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ صَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَائِمٍ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى بَعِيرِهِ فَشَرِبَ۔

ام فضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے ان کے سامنے شک کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روزے میں عرفہ کے دن۔ بعضوں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزے سے ہیں بعضوں نے کہا نہیں تو ام فضل رضی اللہ عنہا نے ایک پیالہ دودھ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اونٹ پر سوار تھے عرفات میں تو پی لیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو۔

۸۲۴۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ كَانَتْ تَصُومُ يَوْمَ عَرَفَةَ قَالَ الْقَاسِمُ وَلَقَدْ رَأَيْتُهَا

---

(۸۲۲) مسلم (۱۲۱۸) كتاب الحج : باب حجة النبي ' أبو داود (۱۹۰۵) ترمذی (۸٦۲) نسائی (۲۹۸۱) ابن ماجه (۳۰۷٤) أحمد (۳/۳۸۸) ' (۱۵۲۳۹) دارمی (۱۸۵۰) ۔

(۸۲۳) بخاری (۱٦٦۱) كتاب الحج : باب الوقوف على الدابة بعرفة ' مسلم (۱۱۲۳) أبو داود (۲٤٤۱) أحمد (٦/۳٤۰) ' (۲٤۷۱۹) ۔

عَشِيَّةَ عَرَفَةَ يَدْفَعُ الْإِمَامُ ثُمَّ تَقِفُ حَتَّى يَبْيَضَّ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ مِنَ الْأَرْضِ ثُمَّ تَدْعُو بِشَرَابٍ فَتُفْطِرُ۔

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا عرفہ کے روز روزہ رکھتی تھیں۔ قاسمؒ نے کہا میں نے دیکھا کہ عرفہ کی شام کو جب امام چلا تو وہ ٹھہری رہیں یہاں تک کہ زمین صاف ہوگئی پھر ایک پیالہ پانی کا منگایا اور روزہ افطار کیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: عرفہ کے دن روزہ رکھنا درست ہے مگر حاجی کو نہ رکھنا افضل ہے تاکہ طاقت رہے دعا اور استغفار کی۔ ابن عبدالبر نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ میں نے حج کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ۔ کوئی ان میں سے عرفہ کو روزہ نہ رکھتا تھا اور میں بھی نہیں رکھتا تھا۔

باب ما جاء في صيام منى
منیٰ کے دنوں میں یعنی گیارھویں بارھویں تیرھویں ذی الحجہ کے روزے کے بیان میں

۸۲۵۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ صِيَامِ أَيَّامِ مِنًى۔

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا منیٰ کے دنوں میں روزہ رکھنے سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس حدیث کو شاہد کی وجہ سے **صحیح** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

۸۲۶۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ حُذَافَةَ أَيَّامَ مِنًى يَطُوفُ يَقُولُ إِنَّمَا هِيَ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَذِكْرِ اللّٰهِ۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا منیٰ کے دنوں میں کہ لوگوں میں پھر کر پکار دیں کہ یہ دن کھانے اور پینے اور خدا کی یاد کے ہیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **صحیح لغیرہ** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

۸۲۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((نَهَى عَنْ صِيَامِ يَوْمَيْنِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْأَضْحَى))۔

---

(۸۲٤) موقوف صحيح :ابن ابى شيبة (۱۹۰/۳) رقم (۱۳۳۹۳) معرفة السنن والآثار (٤۲۸/۳)۔

(۸۲٥) صحيح لغيره :نسائى فى الكبرى (۲۸۷۷) أحمد (٤۹٤/۳) ابن ابى شيبة (۲۱/٤)۔

(۸۲٦) صحيح لغيره :نسائى فى الكبرى (۲۸۷٦) احمد (٤٥۰/۳ ـ ٤٥۱)، (۱٥۸۲۷)۔

(۸۲۷) مسلم (۱۱۳۸) كتاب الصيام : باب النهى عن صوم يوم الفطر ويوم الاضحى، نسائى فى الكبرى (۲۷۹٥) أحمد (٥۱۱/۲) (۱۰٦٤۲)۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا دو دن روزہ رکھنے سے ایک عید الفطر اور دوسرے عید الاضحیٰ کے دن۔

۸۲۸۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَبِيهِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَوَجَدَهُ يَأْكُلُ قَالَ فَدَعَانِي قَالَ فَقُلْتُ لَهُ إِنِّي صَائِمٌ فَقَالَ هٰذِهِ الْأَيَّامُ الَّتِي ((نَهَانَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صِيَامِهِنَّ وَأَمَرَنَا بِفِطْرِهِنَّ))۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ گئے اپنے باپ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس ان کو کھانا کھاتے ہوئے پایا تو انہوں نے بلایا عبداللہ رضی اللہ عنہ کو۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں روزے سے ہوں۔ انہوں نے کہا ان دنوں میں منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے سے اور حکم کیا ہم کو ان دنوں میں افطار کرنے کا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ وہ دن ایام تشریق کے تھے (یعنی ۱۱۔۱۲۔۱۳ ذی الحجہ کے)۔

باب ما يجوز من الهدى — جو جانور ہدی کے لیے درست ہے اس کا بیان

۸۲۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْدَى جَمَلًا كَانَ لِأَبِي جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ فِي حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکر بن حزم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدی بھیجی ایک اونٹ کی جو ابوجہل بن ہشام کا تھا حج یا عمرہ میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **حسن** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **حسن** کہا ہے۔

۸۳۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهَا بَدَنَةٌ فَقَالَ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ فِي الثَّانِيَةِ أَوْ الثَّالِثَةِ۔

---

(۸۲۸) موقوف صحيح: أبو داود (۲٤۱۸) كتاب الصوم: باب صيام أيام التشريق، نسائي في الكبرى (۲۹۰۷) أحمد (۱۹۷/٤) (۱۷۹۲۰) دارمي (۱۷٦۷)۔

(۸۲۹) صحيح لغيره: أبو داود (۱۷٤۹) كتاب المناسك: باب في الهدى، ابن ماجه (۳۱۰۰) أحمد (۲٦۱/۱) (۲۳٦۲) ابن خزيمة (۲۸۹۷)۔

(۸۳۰) بخاري (۱٦۸۹) كتاب الحج: باب ركوب البدن، مسلم (۱۳۲۲) أبو داود (۱۷٦۰) نسائي (۲۷۹۹) ابن ماجه (۳۱۰۳) أحمد (٤۸۷/۲) (۱۰۳۲۰)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ایک شخص کو ہانکتا تھا اونٹ ہدی کا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوار ہو جا اس پر وہ بولا کہ ہدی ہے یا رسول اللہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوار ہو جا خرابی ہو تیری دوسری یا تیسری مرتبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہدی کے جانور پر وقت ضرورت کے سوار ہو جانا درست ہے۔

۸۳۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ كَانَ يَرَى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يُهْدِي فِي الْحَجِّ بَدَنَتَيْنِ بَدَنَتَيْنِ وَفِي الْعُمْرَةِ بَدَنَةً بَدَنَةً قَالَ وَرَأَيْتُهُ فِي الْعُمْرَةِ يَنْحَرُ بَدَنَةً وَهِيَ قَائِمَةٌ فِي دَارِ خَالِدِ بْنِ أَسِيدٍ وَكَانَ فِيهَا مَنْزِلُهُ قَالَ وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ طَعَنَ فِي لَبَّةِ بَدَنَتِهِ حَتَّى خَرَجَتِ الْحَرْبَةُ مِنْ تَحْتِ كَتِفِهَا۔

حضرت عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حج میں دو دو اونٹوں کی ہدی کیا کرتے تھے اور عمرہ میں ایک ایک اونٹ کی۔ میں نے دیکھا ان کو کہ وہ نحر کرتے تھے اپنے اونٹ کا اور اونٹ کھڑا ہوتا تھا خالد بن اسید کے گھر میں۔ وہیں اترتے تھے اور میں نے دیکھا ان کو عمرہ میں کہ برچھا مارا انہوں نے اپنے اونٹ کی گردن میں یہاں تک کہ نکل آیا وہ اس کے بازو سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

۸۳۲۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَهْدَى جَمَلًا فِي حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے ہدی بھیجی ایک اونٹ کی حج یا عمرہ میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۸۳۳۔ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْقَارِيِّ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ الْمَخْزُومِيَّ أَهْدَى بَدَنَتَيْنِ إِحْدَاهُمَا بُخْتِيَّةٌ۔

حضرت ابو جعفر قاری سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عیاش نے دو اونٹوں کو ہدی کیا ایک اونٹ ان میں سے بختی تھا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: بختی کے معنی کتاب الزکوٰۃ میں گزرے ہیں۔

۸۳۴۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ إِذَا نُتِجَتِ النَّاقَةُ فَلْيُحْمَلْ وَلَدُهَا حَتَّى يُنْحَرَ مَعَهَا فَإِنْ لَمْ يُوجَدْ لَهُ مَحْمَلٌ حُمِلَ عَلَى أُمِّهِ حَتَّى يُنْحَرَ مَعَهَا۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جب جنے اونٹنی ہدی کو تو اس کے بچے کو بھی ساتھ لے چلیں اور اپنی ماں

---

(۸۳۱) **موقوف صحيح** :ابن أبي شيبة (۲۳۸/۳) رقم (۱۳۸۹۷)۔

(۸۳۳) **موقوف صحيح** :ابن أبي شيبة (۲۳۸/۳) رقم (۱۳۸۹۸)۔

(۸۳٤) **موقوف صحيح** :بيهقي في السنن الكبرى (۲۳۷/٥) رقم (۱۰۲۱۱)۔

کے ساتھ قربانی کریں اگر اس کے لے چلنے کے لیے کوئی سواری نہ ہو تو اپنی ماں پر سوار کر دیا جائے تا کہ اس کے ساتھ نحر کیا جائے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

۸۳۵۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ إِذَا اضْطُرِرْتَ إِلَى بَدَنَتِكَ فَارْكَبْهَا رُكُوبًا غَيْرَ فَادِحٍ وَإِذَا اضْطُرِرْتَ إِلَى لَبَنِهَا فَاشْرَبْ بَعْدَ مَا يَرْوَى فَصِيلُهَا فَإِذَا نَحَرْتَهَا فَانْحَرْ فَصِيلَهَا مَعَهَا۔

حضرت ہشام بن عروہ نے کہا کہ میرے باپ عروہؒ کہتے تھے کہ اگر تجھ کو احتیاج پڑے تو اپنی ہدی پر سوار ہو جا مگر نہ ایسا کہ اس کی کمر ٹوٹ جائے اور جب ضرورت ہو تجھ کو اس کے دودھ کی تو پی لے جب بچہ اس کا سیر ہو جائے۔ پھر جب تو اس کو نحر کرے تو اس کے بچے کو بھی اس کے ساتھ نحر کرے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

باب العمل فی الهدی حین یساق — ہدی ہانکنے کی ترکیب کا بیان

۸۳۶۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَهْدَى هَدْيًا مِنَ الْمَدِينَةِ قَلَّدَهُ وَأَشْعَرَهُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ يُقَلِّدُهُ قَبْلَ أَنْ يُشْعِرَهُ وَذَلِكَ فِي مَكَانٍ وَاحِدٍ وَهُوَ مُوَجَّهٌ لِلْقِبْلَةِ يُقَلِّدُهُ بِنَعْلَيْنِ وَيُشْعِرُهُ مِنَ الشِّقِّ الْأَيْسَرِ ثُمَّ يُسَاقُ مَعَهُ حَتَّى يُوقَفَ بِهِ مَعَ النَّاسِ بِعَرَفَةَ ثُمَّ يَدْفَعُ بِهِ مَعَهُمْ إِذَا دَفَعُوا فَإِذَا قَدِمَ مِنًى غَدَاةَ النَّحْرِ نَحَرَهُ قَبْلَ أَنْ يَحْلِقَ أَوْ يُقَصِّرَ وَكَانَ هُوَ يَنْحَرُ هَدْيَهُ بِيَدِهِ يَصُفُّهُنَّ قِيَامًا وَيُوَجِّهُهُنَّ إِلَى الْقِبْلَةِ ثُمَّ يَأْكُلُ وَيُطْعِمُ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب ہدی لے جاتے مدینہ سے تو تقلید کرتے اس کی (تقلید کے معنی گلے میں کچھ لٹکانے کے ہیں) اور اشعار کرتے اس کا ذوالحلیفہ میں (اشعار ایک طرف سے اونٹ کا کوہان چیر کر خون بہا دینا) مگر تقلید اشعار سے پہلے کرتے لیکن دونوں ایک ہی مقام میں کرتے اس طرح پر کہ ہدی کا منہ قبلہ کی طرف کر کے پہلے اس کے گلے میں دو جوتیاں لٹکا دیتے پھر اشعار کرتے بائیں طرف سے اور ہدی کو اپنے ساتھ لے جاتے یہاں تک کہ عرفہ کے روز عرفات میں بھی سب لوگوں کے ساتھ رہتے پھر جب لوگ لوٹتے تو ہدی بھی لوٹ کر آتی جب منیٰ میں صبح کو یوم النحر میں پہنچتے تو اس کو نحر کرتے قبل حلق یا قصر کے۔اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی ہدی کو آپ نحر کرتے۔ان کو کھڑا کرتے صف باندھ کر منہ ان کا قبلہ کی طرف کرتے پھر ان کو نحر کرتے۔اور ان کا گوشت آپ بھی کھاتے دوسروں کو بھی کھلاتے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

---

(۸۳۵) **مقطوع صحیح**: بیهقی فی السنن الکبری (۲۳۷/۵) رقم (۱۰۲۱۲)۔

(۸۳۶) **موقوف صحیح**: بیهقی فی السنن الکبری (۲۳۲/۵) رقم (۱۰۱۷۱)۔

(۸۳۷) **موقوف صحیح**: بیهقی فی السنن الکبری (۲۳۲/۵) رقم (۱۰۱۷۲)۔

۸۳۷۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا طَعَنَ فِي سَنَامِ هَدْيِهِ وَهُوَ يُشْعِرُهُ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب اپنی ہدی کے کوہان میں زخم لگاتے شعار کے لیے تو کہتے اللہ کے نام سے جو بڑا ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

۸۳۸۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ الْهَدْيُ مَا قُلِّدَ وَأُشْعِرَ وَوُقِفَ بِهِ بِعَرَفَةَ ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ ہدی وہ جانور ہے جس کی تقلید اور اشعار ہو اور کھڑا کیا جائے عرفات میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

۸۳۹۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُجَلِّلُ بُدْنَهُ الْقُبَاطِيَّ وَالْأَنْمَاطَ وَالْحُلَلَ ثُمَّ يَبْعَثُ بِهَا إِلَى الْكَعْبَةِ فَيَكْسُوهَا إِيَّاهَا ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے اونٹوں کو جو ہدی کے ہوتے تھے مصری کپڑے اور چار جامی اور جوڑے اوڑھاتے تھے (بعد قربانی کے) ان کپڑوں کو بھیج دیتے تھے کعبہ شریف اوڑھانے کو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: ان دنوں میں کعبہ شریف کا ایسا غلاف نہ ہوگا ورنہ اوڑھانے کی کیا ضرورت تھی۔محمد بن حسن نے کہا کہ ہمارے نزدیک ایسا ہی حکم ہے۔قربانی کی نکیل اور رسی اور جھول کو صدقہ میں دیا جائے اور قصاب کی اُجرت میں نہ دیا جائے۔

۸۴۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ دِينَارٍ مَا كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَصْنَعُ بِجِلَالِ بُدْنِهِ حِينَ كُسِيَتِ الْكَعْبَةُ هٰذِهِ الْكِسْوَةَ قَالَ كَانَ يَتَصَدَّقُ بِهَا ۔

امام مالکؒ نے پوچھا عبداللہ بن دینار سے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اونٹ کی جھول کو کیا کرتے تھے جب کعبہ شریف کا غلاف بن گیا تھا انہوں نے کہا صدقہ میں دے دیتے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

۸۴۱۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ فِي الضَّحَايَا وَالْبُدْنِ الثَّنِيُّ فَمَا فَوْقَهُ ۔

---

(۸۳۸) موقوف صحيح :بيهقى فى السنن الكبرى (۲۳۲/۵) رقم (۱۰۱۷٤) ۔

(۸۳۹) موقوف صحيح :بيهقى فى السنن الكبرى (۲۳۳/۵) رقم (۱۰۱۸۵) ۔

(۸٤۰) موقوف صحيح :بيهقى فى السنن الكبرى (۲۳۳/۵) رقم (۱۰۱۸٦) ۔

(۸٤۱) موقوف صحيح :بيهقى فى السنن الكبرى (۲۲۹/۵) رقم (۱۰۱۵٤) ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے قربانی کے لیے پانچ برس یا زیادہ کا اونٹ ہونا چاہیے۔

۸۴۲۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَشُقُّ جِلَالَ بُدْنِهِ وَلَا يُجَلِّلُهَا حَتَّى يَغْدُوَ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَةَ ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے اونٹوں کے جھول نہیں پھاڑتے تھے اور نہ جھول پہناتے تھے یہاں تک کہ منیٰ سے جاتے عرفہ کو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

۸۴۳۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لِبَنِيهِ يَا بَنِيَّ لَا يُهْدِيَنَّ أَحَدُكُمْ مِنَ الْبُدْنِ شَيْئًا يَسْتَحْيِي أَنْ يُهْدِيَهُ لِكَرِيمِهِ فَإِنَّ اللّٰهَ أَكْرَمُ الْكُرَمَاءِ وَأَحَقُّ مَنِ اخْتِيرَ لَهُ ۔

حضرت عروہ بن زبیر اپنے بیٹوں سے کہتے تھے اے میرے بیٹو! اللہ کے لیے تم میں سے کوئی ایسا اونٹ نہ دے جو اپنے دوست کو دیتے ہوئے شرماتے اس لیے کہ اللہ جل جلالہ سب کریموں سے کریم ہے اور زیادہ حقدار ہے اس امر کا کہ اس کے واسطے چیز چن کر دی جائے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

باب العمل فی الهدی اذا عطب أو ضل جب ہدی مر جائے یا چلنے سے عاجز ہو جائے یا کھو جائے اس کا بیان

۸۴۴۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ صَاحِبَ هَدْيِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ أَصْنَعُ بِمَا عَطِبَ مِنَ الْهَدْيِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ بَدَنَةٍ عَطِبَتْ مِنَ الْهَدْيِ فَانْحَرْهَا ثُمَّ أَلْقِ قِلَادَتَهَا فِي دَمِهَا ثُمَّ خَلِّ بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ يَأْكُلُونَهَا ۔

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ہدی لے جانے والے نے پوچھا آپ ﷺ سے یا رسول اللہ! جو ہدی راستے میں ہلاک ہونے لگے اس کو کیا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو اونٹ ہدی کا ہلاک ہونے لگے اس کو نحر کر اور اس کے گلے میں جو قلادہ پڑا تھا وہ اس کے خون میں ڈال دے پھر اس کو چھوڑ دے کہ لوگ کھالیں اس کو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ روایت **مرسل صحیح الاسناد** ہے۔

---

(۸۴۲) موقوف صحیح : بیهقی فی السنن الکبری (۲۳۳/۵) رقم (۱۰۱۸۷) ۔

(۸۴۳) مقطوع صحیح : عبدالرزاق (۳۸۶/۴) رقم (۸۱۵۸) ۔

(۸۴۴) مرسل صحیح الاسناد : ترمذی (۹۱۰) کتاب الحج : باب ما جاء اذا عطب الهدی ما یصنع به ' نسائی فی الکبری (۴۱۳۷) ابن ماجه (۳۱۰۶) أحمد (۳۳۴/۴) (۹۱۵۱) دارمی (۱۹۰۹) ۔

۸۴۵۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ مَنْ سَاقَ بَدَنَةً تَطَوُّعًا فَعَطِبَتْ فَنَحَرَهَا ثُمَّ خَلَّى بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ يَأْكُلُونَهَا فَلَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَإِنْ أَكَلَ مِنْهَا أَوْ أَمَرَ مَنْ يَأْكُلُ مِنْهَا غَرِمَهَا۔

سعید بن میسّب نے کہا جو شخص ہدی کا اونٹ لے جائے پھر وہ تلف ہونے لگے اور وہ اس کو نحر کر کے چھوڑ دے کہ لوگ اس میں سے کھائیں تو اس پر کچھ الزام نہیں ہے البتہ اگر خود اس میں سے کھائے یا کسی کو کھانے کا حکم دے تو تاوان لازم ہوگا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۸۴۶۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَ ذٰلِكَ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کہا ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

۸۴۷۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ مَنْ أَهْدَى بَدَنَةً جَزَاءً أَوْ نَذْرًا أَوْ هَدْيَ تَمَتُّعٍ فَأُصِيبَتْ فِي الطَّرِيقِ فَعَلَيْهِ الْبَدَلُ۔

ابن شہاب نے کہا جو شخص اونٹ جزاء کا یا نذر کا یا تمتع کا لے گیا پھر وہ راستے میں تلف ہو گیا تو اس پر عوض اس کا لازم ہے۔

۸۴۸۔ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ أَهْدَى بَدَنَةً ثُمَّ ضَلَّتْ أَوْ مَاتَتْ فَإِنَّهَا إِنْ كَانَتْ نَذْرًا أَبْدَلَهَا وَإِنْ كَانَتْ تَطَوُّعًا فَإِنْ شَاءَ أَبْدَلَهَا وَإِنْ شَاءَ تَرَكَهَا۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جو شخص اونٹ ہدی کا لے جائے پھر وہ راستے میں مر جائے یا گم ہو جائے تو اگر نذر کا ہو تو اس کا عوض دے اور جو نفل ہو تو چاہے عوض دے چاہے نہ دے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا میں نے سنا اہل علم سے کہتے تھے مالک ہدی کا نہ کھائے اس ہدی سے جو جزاء ہو جنایت کی یا فدیہ ہو۔

فائدہ: لیکن جو ہدی تمتع یا قران کی یا نفل کی ہو اس میں سے کھانا درست ہے۔

باب هدى المحرم اذا أصاب أهله — محرم جب اپنی بیوی سے صحبت کرے اس کی ہدی کا بیان

۸۴۹۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ سُئِلُوا عَنْ رَجُلٍ أَصَابَ

(٨٤٥) **مقطوع صحيح**: بيهقي في السنن الكبرى (٢٤٣/٥) رقم (١٠٢٥٤)۔

(٨٤٦) **موقوف ضعيف**: بيهقي (٢٤٣/٥)، (١٠٢٥٥) ابن ابي شيبة (٣٨٢/٣ ـ ٣٨٣)۔

(٨٤٨) **موقوف صحيح**: بيهقي في السنن الكبرى (٢٤٣/٥) رقم (١٠٢٥٦)۔

(٨٤٩) **موقوف ضعيف**: بيهقي في السنن الكبرى (١٦٧/٥) رقم (٩٧٧٩)۔

أَهْلَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ بِالْحَجِّ فَقَالُوا يَنْفُذَانِ يَمْضِيَانِ لِوَجْهِهِمَا حَتَّى يَقْضِيَا حَجَّهُمَا ثُمَّ عَلَيْهِمَا حَجُّ قَابِلٍ وَالْهَدْيُ قَالَ وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَإِذَا أَهَلَّا بِالْحَجِّ مِنْ عَامٍ قَابِلٍ تَفَرَّقَا حَتَّى يَقْضِيَا حَجَّهُمَا ـ

امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے جماع کیا اپنی بی بی سے احرام میں وہ کیا کرے۔ ان سب نے جواب دیا کہ وہ دونوں خاوند اور جورو حج کے ارکان ادا کیے جائیں یہاں تک کہ حج پورا ہو جائے پھر سال آئندہ ان پر حج اور ہدی لازم ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ پھر سال آئندہ جب حج کریں تو دونوں جدا جدا رہیں یہاں تک کہ حج پورا ہو جائے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: اس خوف سے کہ مبادا پھر صحبت کریں اور حج فاسد ہو جائے۔ ابو حنیفہؒ نے کہا میرے نزدیک علیحدہ رہنا کچھ ضروری نہیں ہے۔

۸۵۰۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ مَا تَرَوْنَ فِي رَجُلٍ وَقَعَ بِامْرَأَتِهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَلَمْ يَقُلْ لَهُ الْقَوْمُ شَيْئًا فَقَالَ سَعِيدٌ إِنَّ رَجُلًا وَقَعَ بِامْرَأَتِهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَبَعَثَ إِلَى الْمَدِينَةِ يَسْأَلُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ يُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا إِلَى عَامٍ قَابِلٍ فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ لِيَنْفُذَا لِوَجْهِهِمَا فَلْيُتِمَّا حَجَّهُمَا الَّذِي أَفْسَدَاهُ فَإِذَا فَرَغَا رَجَعَا فَإِنْ أَدْرَكَهُمَا حَجٌّ قَابِلٌ فَعَلَيْهِمَا الْحَجُّ وَالْهَدْيُ وَيُهِلَّانِ مِنْ حَيْثُ أَهَلَّا بِحَجِّهِمَا الَّذِي أَفْسَدَاهُ وَيَتَفَرَّقَانِ حَتَّى يَقْضِيَا حَجَّهُمَا۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے انہوں نے سنا سعید بن مسیب سے وہ کہتے تھے لوگوں سے تم کیا کہتے ہو اس شخص کے بارے میں جس نے جماع کیا اپنی عورت سے احرام کی حالت میں تو لوگوں نے کچھ جواب نہ دیا۔ تب سعید نے کہا کہ ایک شخص نے ایسا ہی کیا تھا تو اس نے مدینہ میں کسی کو بھیجا دریافت کرنے کے لیے۔ بعض لوگوں نے کہا خاوند اور جورو میں ایک سال تک جدائی کی جائے۔ سعید نے کہا دونوں حج کرتے چلے جائیں اور اس حج کو پورا کریں جو فاسد کر دیا ہے جب فارغ ہو کر لوٹیں تو دوسرے سال اگر زندہ رہیں تو پھر حج کریں اور ہدی دیں اور دوسرے حج کا احرام وہیں سے باندھیں جہاں سے پہلے حج کا احرام باندھا تھا اور مرد عورت جدا رہیں جب تک فراغت ہو حج سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہر ایک ان میں سے ایک ایک اونٹ ہدی دے۔ کہا مالکؒ نے جس شخص نے صحبت کی اپنی عورت سے عرفات سے لوٹنے کے بعد اور کنکریاں مارنے سے پہلے تو اس پر ہدی واجب ہوگی اور سال آئندہ پھر حج کرنا ہوگا۔ اگر بعد کنکریاں مارنے کے (قبل طواف الزیارۃ کے) جماع کیا تو اس پر ایک عمرہ اور ایک ہدی لازم ہوگی اور سال آئندہ حج کرنا ضروری نہیں۔

(۸۵۰) مقطوع صحیح : بیہقی فی السنن الکبری (۱۶۸/۵) رقم (۹۷۸۹)۔

فائدہ: اور یہی قول ہے شافعیؒ کا کہ شروع حج سے لے کر رمی جمار تک اگر جماع کرے گا تو ہدی لازم ہوگی اور سال آئندہ حج کرنا واجب ہوگا اور امام ابوحنیفہؒ کا یہ قول ہے کہ اگر قبل وقوف عرفات کے جماع کرے گا تو حج فاسد ہوگا اور سال آئندہ قضا کرنی ہوگی لیکن اگر بعد وقوف عرفات کے جماع کرے تو ایک اونٹ دینا ہوگا اور حج کی قضا واجب نہ ہوگی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ حج یا عمرہ اس صحبت سے فاسد ہوتا ہے جس میں دخول ہو جائے اگر چہ انزال نہ ہو۔ اور جو انزال ہو مباشرت سے بدون دخول کے جب بھی حج فاسد ہوگا۔ لیکن اگر کسی شخص نے دل میں کچھ خیال کیا اور انزال ہو گیا تو اس پر کچھ واجب نہ ہوگا۔

فائدہ: مگر ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ کے نزدیک اگر بوسہ یا مس کرے بہ شہوت تو انزال ہو یا نہ ہو حج فاسد نہ ہوگا لیکن قربانی واجب ہوگی۔ کہا مالکؒ نے اگر کسی شخص نے بوسہ لیا اپنی عورت کا اور انزال نہ ہوا تو اس پر ہدی لازم ہوگی۔

فائدہ: ایک بکری بھی کافی ہو جائے گی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے بوسہ لیا اپنی عورت کا اور انزال نہ ہوا تو اس پر ہدی لازم ہوگی۔ ایک بکری بھی کافی ہو جائے گی۔ کہا مالکؒ نے جس عورت سے اس کے خاوند نے جماع کیا کئی مرتبہ اس کی رضامندی سے اور عورت احرام باندھے تھی حج کا تو عورت پر قضا اس حج کی سال آئندہ میں اور ہدی واجب ہوگی اور جو وہ عورت عمرہ کا احرام باندھے تھی تو اس پر قضا اس عمرہ کی اور ہدی واجب ہوگی۔

باب هدى من فاته الحج — جس شخص کو حج نہ ملے اس کی ہدی کا بیان

۸۵۱۔ عَنْ سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ خَرَجَ حَاجًّا حَتَّى إِذَا كَانَ بِالنَّازِيَةِ مِنْ طَرِيقِ مَكَّةَ أَضَلَّ رَوَاحِلَهُ وَإِنَّهُ قَدِمَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَوْمَ النَّحْرِ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ عُمَرُ اصْنَعْ كَمَا يَصْنَعُ الْمُعْتَمِرُ ثُمَّ قَدْ حَلَلْتَ فَإِذَا أَدْرَكَكَ الْحَجُّ قَابِلًا فَاحْجُجْ وَأَهْدِ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ۔

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ حج کرنے کو نکلے جب نازیہ میں پہنچے مکہ کے راستے میں (نازیہ ایک مقام کا نام ہے قریب صفرا وادی کے) تو ان کا اونٹ گم ہو گیا سو آئے وہ مکہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس دسویں تاریخ کو ذی الحجہ کی اور بیان کیا ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عمرہ کرے (یعنی طواف اور سعی جو عمرہ کے ارکان ہیں کر لے) اور احرام کھول ڈال پھر سال آئندہ حج کے دن آئیں تو حج کر اور ہدی دے موافق اپنی طاقت کے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: ایک بکری بھی کافی ہے یہی حکم ہے ہر شخص کا جو حج کو جائے پھر حج نہ ملے تو طواف اور سعی کر کے احرام کھول ڈالے اور سال آئندہ حج کرے اور ہدی دے۔ ابوحنیفہؒ کے نزدیک ہدی واجب نہیں ہے۔

۸۵۲۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ هَبَّارَ بْنَ الْأَسْوَدِ جَاءَ يَوْمَ النَّحْرِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَنْحَرُ هَدْيَهُ

(۸۵۱) موقوف ضعيف : بيهقى (۱۷٤/٥) (۹۸۲۱، ۹۸۲۲) الشافعى فى المسند (۱/۵۵۶)۔

(۸۵۲) موقوف ضعيف : الشافعى فى الام (۱۶۶/۲) معرفة السنن والآثار (۱۷۱/٤)۔

فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَخْطَأْنَا الْعِدَّةَ كُنَّا نَرَى أَنَّ هَذَا الْيَوْمَ يَوْمُ عَرَفَةَ فَقَالَ عُمَرُ اذْهَبْ إِلَى مَكَّةَ فَطُفْ أَنْتَ وَمَنْ مَعَكَ وَانْحَرُوا هَدْيًا إِنْ كَانَ مَعَكُمْ ثُمَّ احْلِقُوا أَوْ قَصِّرُوا وَارْجِعُوا فَإِذَا كَانَ عَامٌ قَابِلٌ فَحُجُّوا وَأَهْدُوا فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعَ ۔

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ ہبار بن اسود آئے یوم النحر کو اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نحر کر رہے تھے اپنی ہدی کا تو کہا انہوں نے اے امیر المومنین! ہم نے تاریخ کے شمار میں غلطی کی ہم سمجھتے تھے کہ آج عرفہ کا روز ہے (یعنی آج نویں تاریخ ہے) ۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا مکہ کو جاؤ اور تم اور تمہارے ساتھی سب طواف کرو اگر کوئی ہدی تمہارے ساتھ ہو تو اس کو نحر کر ڈالو پھر حلق کر دیا قصر اور لوٹ جاؤ اپنے وطن کو سال آئندہ آؤ اور حج کرو اور ہدی دو جس کو ہدی نہ ملے وہ تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات روزے جب لوٹے تب رکھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس شخص نے قران کیا پھر اس کو حج نہ ملا تو وہ سال آئندہ بھی قران کرے اور دو ہدی دے۔ایک قران کی اور ایک حج کے فوت ہو جانے کی۔

باب هدى من أصاب أهله قبل أن يفيض جو شخص صحبت کرے اپنی بی بی سے قبل طواف الزیارۃ کے اس کی ہدی کا بیان

۸۵۳۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ وَقَعَ بِأَهْلِهِ وَهُوَ بِمِنًى قَبْلَ أَنْ يُفِيضَ فَأَمَرَهُ أَنْ يَنْحَرَ بَدَنَةً ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے صحبت کی اپنی بی بی سے اور وہ منیٰ میں تھا قبل طواف الزیارۃ کے تو حکم کیا اس کو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک اونٹ نحر کرنے کا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔

۸۵۴۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ الَّذِي يُصِيبُ أَهْلَهُ قَبْلَ أَنْ يُفِيضَ يَعْتَمِرُ وَيُهْدِي ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا جو شخص صحبت کرے اپنی بی بی سے قبل طواف الزیارۃ کے تو وہ ایک عمرہ کرے اور ہدی دے۔

---

(۸۵۳) **موقوف صحيح**: بيهقى (۱۷۱/۵) رقم (۹۸۰۳) معرفة السنن والآثار (۱۶۰/۴) ۔

(۸۵۴) **موقوف صحيح**: بيهقى (۱۷۱/۵) رقم (۹۸۰۲) ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۸۵۵۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقُولُ فِي ذَلِكَ مِثْلَهُ ۔

حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مجھے یہ روایت بہت پسند ہے۔ کہا یحییٰ نے سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ ایک شخص طواف الزیارۃ بھول کر مکہ سے اپنے شہر چلا آیا تو جواب دیا کہ اگر اس نے صحبت نہیں کی عورت سے تو لوٹ جائے اور طواف الزیارۃ ادا کرے اور اگر صحبت کر چکا تو لوٹ کر طواف ادا کرے پھر عمرہ کرے اور ہدی دے اور یہ نہیں چاہیے کہ ہدی مکہ سے مول لے کر وہیں نحر کر دے بلکہ اپنے ساتھ ہدی نہ لایا ہو تو مکہ سے ہدی مول لے کر حرم سے باہر جائے اور وہاں سے ہانکتا ہوا اپنے ساتھ پھر مکہ میں لائے پھر وہاں نحر کرے۔

باب ما استیسر من الھدی — موافق طاقت کے ہدی کیا چیز ہے

۸۵۶۔ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ كَانَ يَقُولُ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ شَاةٌ ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ "ما استیسر من الھدی" سے مراد ایک بکری ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: اللہ جل جلالہ نے فرمایا ﴿فمن تمتع بالعمرة إلى الحج فما استيسر من الهدى﴾ جو شخص فائدہ اٹھائے عمرہ کر کے پھر حج کرنے سے تو اس پر موافق طاقت کے ایک ہدی ہے۔ اس ہدی سے مراد ایک بکری ہے یعنی ادنیٰ درجہ ایک بکری اور اعلیٰ درجہ اونٹ یا بیل یا گائے ہے۔

۸۵۷۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقُولُ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ شَاةٌ ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے "ما استیسر من الھدی" سے ایک بکری مراد ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مجھے یہ روایت بہت پسند ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے اپنی کتاب میں اے ایمان والو! مت مارو شکار جب تم احرام باندھے ہو اور جو شخص مارے شکار تم میں سے قصداً تو اس پر جزاء ہے مثل اس جانور کے جو مارا اس نے۔ حکم لگادیں اس کا دو مرد دیانت دار تم میں سے یہ جزاء ہدی ہو جو خانہ کعبہ میں پہنچے یا کفارہ ہو مسکینوں کا کھلانا یا برابر اس کے روزے تا کہ چکھے وبال اپنے کام کا۔ سو کبھی جانور کا بدلہ بکری بھی ہوتی ہے اور اللہ جل جلالہ نے اس کو ہدی کہا اس مسئلہ میں ہمارے نزدیک کچھ اختلاف نہیں ہے اور کیونکر کوئی

---

(۸۵۵) مقطوع صحیح : بیهقی (۱۷۱/۵) -

(۸۵۶) موقوف ضعیف : بیهقی (۲٤/۵) رقم (۸۸۹٦) -

(۸۵۷) موقوف صحیح لغیره : بیهقی (۲٤/۵) رقم (۸۸۹٤) بخاری (۱٦۸۸) -

اس میں شک کرے گا اس واسطے کہ جو جانور اونٹ یا بیل کے برابر نہیں اس کی جزاء ایک بکری ہی ہوگی اور جو ایک بکری سے کم ہو تو اس میں کفارہ ہوگا روزے رکھے یا مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

۸۵۸۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ بَدَنَةٌ أَوْ بَقَرَةٌ ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے "ماستيسر من الهدى" سے ایک بکری یا گائے مراد ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۸۵۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ مَوْلَاةً لِعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُقَالُ لَهَا رُقَيَّةُ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا خَرَجَتْ مَعَ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِلَى مَكَّةَ قَالَتْ فَدَخَلَتْ عَمْرَةُ مَكَّةَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ وَأَنَا مَعَهَا فَطَافَتْ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ دَخَلَتْ صُفَّةَ الْمَسْجِدِ فَقَالَتْ أَمَعَكِ مِقَصَّانِ فَقُلْتُ لَا فَقَالَتْ فَالْتَمِسِيهِ لِي فَالْتَمَسْتُهُ حَتَّى جِئْتُ بِهِ فَأَخَذَتْ مِنْ قُرُونِ رَأْسِهَا فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ ذَبَحَتْ شَاةً ۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہ ایک آزاد لونڈی عمرہ بنت عبدالرحمٰن کی جس کا نام رقیہ تھا مجھ سے کہتی تھی کہ میں نکلی عمرہ بنت عبدالرحمٰن کے ساتھ مکہ کو تو آٹھویں تاریخ ذی الحجہ کی عمرہ مکہ میں پہنچیں اور میں بھی ان کے ساتھ تھی تو طواف کیا خانہ کعبہ کا اور سعی کی درمیان میں صفا اور مروہ کے پھر عمرہ مسجد کے اندر گئیں اور مجھ سے کہا کہ تیرے پاس قینچی ہے۔ میں نے کہا نہیں عمرہ نے کہا کہیں سے ڈھونڈھ کر لا۔ سو میں ڈھونڈ کر لائی عمرہ نے اپنی لٹیں بالوں کی اس سے کاٹیں جب یوم النحر ہوا تو ایک بکری ذبح کی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: بال کاٹنے کا سبب یہ تھا کہ عمرہ نے تمتع کیا تھا۔ سو عمرہ نے عمرہ ادا کر کے قصر کیا پھر حج کیا اور بکری ہدی کی تھی جو تمتع میں واجب ہے۔

باب جامع الهدى — مختلف حدیثیں ہدی کے بیان میں

۸۶۰۔ عَنْ صَدَقَةَ بْنِ يَسَارٍ الْمَكِّيِّ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ جَاءَ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَقَدْ ضَفَرَ رَأْسَهُ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنِّي قَدِمْتُ بِعُمْرَةٍ مُفْرَدَةٍ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَوْ كُنْتُ مَعَكَ أَوْ سَأَلْتَنِي لَأَمَرْتُكَ أَنْ تَقْرِنَ فَقَالَ الْيَمَانِي قَدْ كَانَ ذٰلِكَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ خُذْ مَا تَطَايَرَ مِنْ رَأْسِكَ وَأَهْدِ فَقَالَتْ امْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ مَا هَدْيُهُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ هَدْيُهُ فَقَالَتْ لَهُ مَا هَدْيُهُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَوْ لَمْ أَجِدْ إِلَّا أَنْ أَذْبَحَ شَاةً لَكَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَصُومَ ۔

حضرت صدقہ بن یسار مکی سے روایت ہے کہ ایک شخص یمن کا رہنے والا آیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس اور اس نے بٹ لیا تھا اپنے بالوں کو۔ تو کہا اے ابوعبدالرحمٰن! میں صرف عمرہ کا احرام باندھ کر آیا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اگر تو میرے

---

(۸۵۸) موقوف صحیح : بیہقی (۲٤/۵) رقم (۸۸۹۷) ۔

ساتھ ہوتا یا مجھ سے پوچھتا تو میں تجھے قران کا حکم کرتا۔اس شخص نے کہا اب تو ہو چکا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جتنے بال تیرے پریشان ہیں ان کو کترواڈال اور ہدی دے۔ایک عورت عراق کی رہنے والی بولی اے ابوعبدالرحمٰن! کیا ہدی ہے اس کی؟ انہوں نے کہا جو ہدی ہے اس کی اس عورت نے کہا کیا ہدی ہے۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میرے نزدیک تو یہ ہے کہ اگر مجھے سوا بکری کے کچھ نہ ملے تب بھی بکری ذبح کرنا بہتر ہے روزے رکھنے سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی تمتع میں روزہ رکھنے کا اس وقت حکم ہے جب ہدی نہ ملے اور بکری بھی ہدی ہو سکتی ہے پھر بکری ملتے ہوئے روزے رکھنا کیا ضروری ہے۔

۸۶۱۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ الْمَرْأَةُ الْمُحْرِمَةُ إِذَا حَلَّتْ لَمْ تَمْتَشِطْ حَتَّى تَأْخُذَ مِنْ قُرُونِ رَأْسِهَا وَإِنْ كَانَ لَهَا هَدْيٌ لَمْ تَأْخُذْ مِنْ شَعْرِهَا شَيْئًا حَتَّى تَنْحَرَ هَدْيَهَا ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جو عورت احرام باندھے ہو جب احرام کھولے تو کنگھی نہ کرے جب تک اپنے بالوں کی لٹیں نہ کٹوا دے اور جو اس کے پاس ہدی ہو تو اپنے بال نہ کتروائے جب تک ہدی نحر نہ کرے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے سنا بعض اہل علم سے کہتے تھے کہ مرد اور اس کی عورت دونوں ایک اونٹ میں شریک نہیں ہو سکتے بلکہ ہر ایک کے واسطے جدا جدا اونٹ چاہیے۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا کہ ایک شخص کے ساتھ ہدی روانہ کی گئی تاکہ نحر کرے اس کو حج میں اور اس شخص نے احرام باندھا عمرہ کا تو وہ نحر کرے ہدی کو جب احرام کھولے عمرہ کا یا تاخیر کرے اس کی نحر میں حج تک تو جواب دیا کہ تاخیر کرے ہدی کی نحر میں اور نحر کرے اس کو حج میں اور وہ عمرہ کرے احرام کھول ڈالے۔کہا مالکؒ نے جس شخص پر ہدی کا حکم ہوا شکار کے عوض یا اور کسی وجہ سے ہدی اس پر واجب ہوئی تو اس کو چاہیے کہ ہدی مکہ میں لے کر آئے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ﴿هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ﴾ یعنی ہدی پہنچنے والی ہو کعبہ میں اور جو شکار کے بدلے میں یا ہدی کے عوض میں روزے رکھنا پڑیں یا صدقہ دینا لازم آئے تو اختیار ہے کہ جہاں چاہے روزے رکھے یا صدقہ دے حرم میں یا غیر حرم میں۔

۸۶۲۔ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ مَوْلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ فَخَرَجَ مَعَهُ مِنَ الْمَدِينَةِ فَمَرُّوا عَلَى حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ وَهُوَ مَرِيضٌ بِالسُّقْيَا فَأَقَامَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ حَتَّى إِذَا خَافَ الْفَوَاتَ خَرَجَ وَبَعَثَ إِلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَأَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ وَهُمَا بِالْمَدِينَةِ فَقَدِمَا عَلَيْهِ ثُمَّ إِنَّ حُسَيْنًا أَشَارَ إِلَى رَأْسِهِ فَأَمَرَ عَلِيٌّ بِرَأْسِهِ فَحُلِقَ ثُمَّ نَسَكَ عَنْهُ بِالسُّقْيَا فَنَحَرَ عَنْهُ بَعِيرًا قَالَ يَحْيَى بْنُ

---

(۸۶۲) **موقوف حسن**: بیهقی (۲۱۸/۵) رقم (۱۰۸۸)۔

سَعِيدٍ وَكَانَ حُسَيْنٌ خَرَجَ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فِي سَفَرِهِ ذَٰلِكَ إِلَى مَكَّةَ ۔

حضرت ابو اسماء سے جو مولیٰ ہیں عبداللہ بن جعفر کے روایت ہے کہ عبداللہ بن جعفر کے ساتھ مدینہ سے نکلے (واسطے حج کے) تو گزرے حسین بن علی رضی اللہ عنہ پر اور وہ بیمار تھے سقیا میں۔ پس ٹھہرے رہے وہاں عبداللہ بن جعفر یہاں تک کہ جب خوف ہوا حج کے فوت ہو جانے کا تو نکل کھڑے ہوئے عبداللہ بن جعفر اور ایک آدمی بھیج دیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس اور ان کی بی بی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے پاس وہ دونوں مدینہ میں تھے۔ تو آئے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اسماء رضی اللہ عنہا مدینہ سے امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس۔ انہوں نے اشارہ کیا اپنے سر کی طرف۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکم کیا ان کا سر مونڈا گیا سقیا میں پھر قربانی کی ان کی طرف سے ایک اونٹ کی وہیں سقیا میں۔ کہا یحییٰ بن سعید نے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلے تھے حج کرنے کو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **حسن** کہا ہے۔

باب الوقوف بعرفة والمزدلفة — عرفات اور مزدلفہ میں ٹھہرنے کا بیان

۸۶۳۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ وَارْتَفِعُوا عَنْ بَطْنِ عُرَنَةَ وَالْمُزْدَلِفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ وَارْتَفِعُوا عَنْ بَطْنِ مُحَسِّرٍ ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرفات تمام ٹھہرنے کی جگہ ہے مگر بطن عرفہ میں نہ ٹھہرو اور مزدلفہ تمام ٹھہرنے کی جگہ ہے مگر بطن محسر میں نہ ٹھہرو۔

فائدہ: عبدالرزاق نے اتنا زیادہ کیا کہ تمام منیٰ قربانی کی جگہ ہے اور تمام گلیاں اور راستے مکہ کے قربانی کے مقام ہیں اگرچہ کل عرفات میں سوا بطن عرفہ کے ٹھہرنا درست ہے مگر صخرات کے پاس جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرے تھے اترنا افضل ہے۔

۸۶۴۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ اعْلَمُوا أَنَّ عَرَفَةَ كُلَّهَا مَوْقِفٌ إِلَّا بَطْنَ عُرَنَةَ وَأَنَّ الْمُزْدَلِفَةَ كُلَّهَا مَوْقِفٌ إِلَّا بَطْنَ مُحَسِّرٍ ۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے تھے جانو تم کہ عرفات سارا ٹھہرنے کی جگہ ہے مگر بطن عرنہ اور مزدلفہ سارا ٹھہرنے کی جگہ ہے مگر بطن محسر۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: کہا امام مالکؒ نے کہ فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے ﴿فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ﴾ نہ رفث ہے نہ فسق ہے نہ

---

(۸٦٣) مسلم (١٢١٨) كتاب الحج : باب حجة النبی ، أبو داود (١٩٠٧) نسائی (٣٠١٥، ٣٠٤٥) ابن ماجه (٣٠١٢، ٣٠٤٨) ۔

(٨٦٤) موقوف صحيح : ابن ابی شيبة (٢٣٦/٣، ٢٣٧) ابن ابی حاتم فی التفسير (٣٤٩/١) ۔

جھگڑا ہے حج میں ۔تو رفث کے معنی جماع کے ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے فرماتا ہے ﴿اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَةَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآءِکُمْ﴾ ۔ حلال ہے تمہارے لیے روزوں کی رات میں جماع اپنی عورتوں سے ۔ یہاں پر رفث سے جماع مراد ہے۔

کہا مالکؒ نے اور فسق سے مراد ذبح کرنا ہے جانوروں کا واسطے بتوں کے ۔فرمایا اللہ تعالیٰ نے: ﴿اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ﴾ یا فسق وہ یہ ہے کہ پکارا جانور پر سوا خدا کے اور کسی کا نام ۔اور جھگڑا یہ ہے کہ قریش مزدلفہ میں قزح کے پاس ٹھہرتے تھے اور باقی سب عرفات میں اترتے تھے تو دونوں فرقے آپس میں لڑتے تھے جھگڑتے تھے یہ کہتے تھے ہم سیدھی راہ اور ٹھیک راستے پر ہیں ۔وہ کہتے تھے ہم صحیح طریقے پر ہیں ۔تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لِکُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَکًا هُمْ نَاسِکُوْهُ فَلَا یُنَازِعُنَّكَ فِی الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰی رَبِّكَ اِنَّكَ لَعَلٰی هُدًی مُّسْتَقِیْمٍ﴾ ۔یعنی ہم نے ہر گروہ کے لیے ایک طریقہ کر دیا وہ اس پر چلتے ہیں تو نہ جھگڑیں تجھ سے دین میں اور بلا تو اپنے پروردگار کی طرف بے شک تو سیدھی راہ پر ہے تو حج میں جھگڑنے کے یہی معنی ہیں ۔(واللہ اعلم) اور میں نے سنا ہے یہ اہل علم سے۔

باب وقوف الرجل وھو غیر طاھر ووقوفه علی دابته — بے وضو عرفات یا مزدلفہ میں ٹھہرنے کا اور سوار ہو کر ٹھہرنے کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا کہ عرفات میں یا مزدلفہ میں کوئی آدمی بے وضو ٹھہر سکتا ہے یا بے وضو کنکریاں مار سکتا ہے یا بے وضو صفا اور مروہ کے درمیان میں دوڑ سکتا ہے تو جواب دیا کہ جتنے ارکان حائضہ عورت کر سکتی ہے وہ سب کام مرد بے وضو کر سکتا ہے اور اس پر کچھ لازم نہیں آتا مگر افضل یہ ہے کہ ان سب کاموں میں باوضو اور قصداً بے وضو ہونا اچھا نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا کہ عرفات میں سوار ہو کر ٹھہرے یا اتر کر ۔بولے سوار ہو کر مگر جب کوئی عذر ہو اس کو یا اس کے جانور کو تو اللہ جل جلالہ قبول کرنے والا ہے عذر کو۔

باب وقوف من فاته الحج — وقوف عرفات کی انتہا کا بیان

۸۶۵۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ مَنْ لَمْ يَقِفْ بِعَرَفَةَ مِنْ لَيْلَةِ الْمُزْدَلِفَةِ قَبْلَ أَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ فَقَدْ فَاتَهُ الْحَجُّ وَمَنْ وَقَفَ بِعَرَفَةَ مِنْ لَيْلَةِ الْمُزْدَلِفَةِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ فَقَدْ أَدْرَكَ الْحَجَّ ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے تھے جو شخص عرفہ میں نہ ٹھہرا یوم النحر کے طلوع فجر تک تو فوت ہو گیا حج اس کا اور جو یوم النحر کے طلوع فجر سے پہلے عرفہ میں ٹھہرا تو اس نے پا لیا حج کو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: عرفات میں ٹھہرنے کا وقت نویں تاریخ کے زوال سے یوم النحر کی فجر تک ہے اس درمیان میں اگر ساعت بھر عرفات میں ٹھہر جائے گا تو حج مل جائے گا۔ جمہور علماء کا یہی مذہب ہے۔

---

(۸۶۵) **موقوف صحیح**: ابن ابی شیبة (۲۱۸/۳) (۱۳۶۷۰) ۔

٨٦٦۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ قَالَ مَنْ أَدْرَكَهُ الْفَجْرُ مِنْ لَيْلَةِ الْمُزْدَلِفَةِ وَلَمْ يَقِفْ بِعَرَفَةَ فَقَدْ فَاتَهُ الْحَجُّ وَمَنْ وَقَفَ بِعَرَفَةَ مِنْ لَيْلَةِ الْمُزْدَلِفَةِ قَبْلَ أَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ فَقَدْ أَدْرَكَ الْحَجَّ ۔

حضرت عروہ بن زبیر نے کہا کہ جب مزدلفہ کی رات کی صبح ہوگئی (یعنی رات پالی) اور وہ عرفہ میں نہ ٹھہرا تو حج اس کا فوت ہوگیا اور جو مزدلفہ کی رات کو عرفہ میں ٹھہرا طلوع فجر سے پہلے تو پالیا اس نے حج کو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر غلام آزاد ہوا عرفات میں تو یہ حج اس کا فرض حج نہ ہوگا مگر جب اس نے احرام نہ باندھا ہو اور بعد آزادی کے احرام باندھ کر یوم النحر کے فجر سے پیشتر عرفات میں ٹھہر جائے تو فرض حج اس کا ادا ہو جائے گا اگر اس نے طلوع فجر تک احرام نہ باندھا تو اس کی مثال ایسی ہوگی جیسے کسی کا حج فوت ہوگیا اور اس نے وقوف عرفہ مزدلفہ کی شب کے طلوع فجر تک نہ پایا تو اس غلام پر فرض حج کا ادا کرنا لازم رہے گا۔

باب تقديم النساء والصبيان ۔ عورتوں اور لڑکوں کو آگے روانہ کر دینے کا بیان

٨٦٧۔ عَنْ سَالِمٍ وَعُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنَيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ أَبَاهُمَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُقَدِّمُ أَهْلَهُ وَصِبْيَانَهُ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ إِلَى مِنًى حَتَّى يُصَلُّوا الصُّبْحَ بِمِنًى وَيَرْمُوا قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ النَّاسُ ۔

حضرت سالم اور عبیداللہ سے جو دو بیٹے ہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے روایت ہے کہ اُن کے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آگے روانہ کر دیتے تھے عورتوں اور بچوں کو مزدلفہ سے منیٰ کو تا کہ نماز صبح کی منیٰ میں پڑھ کر لوگوں کے آنے سے اول کنکریاں ماریں۔

فائدہ: کیونکہ جب لوگ منیٰ میں آ جاتے ہیں تو ہجوم کی وجہ سے عورتوں اور بچوں کو کنکریاں مارنے میں نہایت تکلیف ہوتی ہے۔

٨٦٨۔ عَنْ مَوْلَاةٍ لِأَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ جِئْنَا مَعَ أَسْمَاءَ ابْنَةِ أَبِي بَكْرٍ مِنًى بِغَلَسٍ قَالَتْ فَقُلْتُ لَهَا لَقَدْ جِئْنَا مِنًى بِغَلَسٍ فَقَالَتْ قَدْ كُنَّا نَصْنَعُ ذٰلِكَ مَعَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكِ ۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کی آزاد لونڈی سے روایت ہے کہ ہم اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے ساتھ منیٰ میں آئے اندھیرے منہ تو میں نے کہا کہ ہم منیٰ میں اندھیرے منہ آئے اسماء نے کہا ہم ایسا ہی کرتے تھے اس شخص کے ساتھ جو تجھ سے بہتر تھے۔

---

(٨٦٧) بخاری (١٦٧٦) كتاب الحج: باب من قدم ضعفة أهله بليل' مسلم (١٢٩٥) نسائی فی الكبری (٤٠٣٧) احمد (٣٣/٢) (٤٨٩٢)۔

(٨٦٨) بخاری (١٦٧٩) كتاب الحج: باب من قدم ضعفة أهله بليل' مسلم (١٢٩١) أبو داود (١٩٤٣) نسائی (٣٠٥٠) احمد (٣٤٧/٦) (٢٧٤٨٠)۔

فائدہ: یعنی نبی ﷺ کے ساتھ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مزدلفہ میں ساری رات رہنا واجب نہیں ہے بلکہ تھوڑی دیر ٹھہرنا کافی ہے۔

۸۶۹۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ بَعْضَ أَهْلِ الْعِلْمِ يَكْرَهُ رَمْيَ الْجَمْرَةِ حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ مِنْ يَوْمِ النَّحْرِ وَمَنْ رَمَى فَقَدْ حَلَّ لَهُ النَّحْرُ۔

امام مالکؒ نے سنا بعض اہل علم سے مکروہ جانتے تھے کنکریاں مارنا قبل طلوع فجر کے یوم النحر سے اور جس نے ماریں تو نحر اس کو حلال ہو گیا۔

۸۷۰۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ تَرَى أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ بِالْمُزْدَلِفَةِ تَأْمُرُ الَّذِي يُصَلِّي لَهَا وَلِأَصْحَابِهَا الصُّبْحَ يُصَلِّي لَهُمُ الصُّبْحَ حِينَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ ثُمَّ تَرْكَبُ فَتَسِيرُ إِلَى مِنًى وَلَا تَقِفُ۔

حضرت ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت منذر دیکھتی تھیں اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کو مزدلفہ میں۔ حکم کرتی تھی اس شخص کو جو امامت کرتا تھا اُن کی ان کے ساتھیوں کی نماز میں کہ نماز پڑھائے صبح کی فجر نکلتے ہی پھر سوار ہو کر منیٰ کو آتی تھیں اور توقف نہ کرتی تھیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

باب السير في الدفعة — عرفات سے لوٹتے وقت چلنے کا بیان

۸۷۱۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ قَالَ سُئِلَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَأَنَا جَالِسٌ مَعَهُ كَيْفَ كَانَ يَسِيرُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ حِينَ دَفَعَ قَالَ كَانَ يَسِيرُ الْعَنَقَ فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ۔

حضرت عروہ بن زبیر نے کہا کہ سوال ہوا اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے اور میں بیٹھا تھا پاس ان کے رسول اللہ ﷺ حج وداع میں کس طرح چلاتے تھے اونٹ کو۔ کہا انہوں نے چلاتے تھے ذرا تیز جب جگہ پاتے تو خوب دوڑا کر چلاتے تھے۔

فائدہ: ذرا تیز چال کو عربی میں عنق کہتے ہیں جس سے جانور کی گردن ہلے اور اس سے تیز چال کو نص کہتے ہیں۔ کہا مالکؒ نے کہا ہشام نے نص عنق سے زیادہ ہے۔

۸۷۲۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُحَرِّكُ رَاحِلَتَهُ فِي بَطْنِ مُحَسِّرٍ قَدْرَ رَمْيَةٍ بِحَجَرٍ۔

---

(۸۷۱) بخاری (۱٦٦٦) كتاب الحج : باب السير اذا دفع من عرفة، مسلم (۱۲۸٦) أبو داود (۱۹۲۳) نسائی (۳۰۲۳) ابن ماجه (۳۰۱۷) أحمد (۲۰۵/۵)، (۲۲۱۲٦) دارمی (۱۸۸۰)۔

(۸۷۲) موقوف صحيح: بيهقی (۱۲٦/۵) رقم (۹۵۲۸) وأنظر: "الاستذكار" رقم (۸٤۵)۔

(۸۷۳) مسلم (۱۲۱۸) كتاب الحج : باب حجة النبی، أبو داود (۱۹۳٦) ابن ماجه (۳۰٤۸) أحمد (۳۲٦/۳)۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تیز کرتے تھے اپنے اونٹ کو بطن محسر میں ایک ڈھیلے کی مار تک۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

باب ما جاء في النحر في الحج — حج میں نحر کرنے کا بیان

۸۷۳۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِمِنًى هَذَا الْمَنْحَرُ وَكُلُّ مِنًى مَنْحَرٌ وَقَالَ فِي الْعُمْرَةِ ((هَذَا الْمَنْحَرُ يَعْنِي الْمَرْوَةَ وَكُلُّ فِجَاجِ مَكَّةَ وَطُرُقِهَا مَنْحَرٌ))۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منیٰ کو نحر کی جگہ یہ ہے اور ساری منیٰ نحر کی جگہ ہے اور عمرہ میں کہا مروہ کو نحر کی جگہ یہ ہے اور سب راستے مکہ کے نحر کی جگہ ہے۔

۸۷۴۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ تَقُولُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَمْسِ لَيَالٍ بَقِينَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَلَا نُرَى إِلَّا أَنَّهُ الْحَجُّ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَنْ يَحِلَّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَدُخِلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هَذَا فَقَالُوا نَحَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَزْوَاجِهِ۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جب پانچ راتیں باقی رہی تھیں ذیقعدہ کی اور ہم کو گمان یہی تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حج کو نکلے ہیں جب ہم نزدیک ہوئے مکہ سے تو حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو جس کے ساتھ ہدی نہ تھی کہ طواف اور سعی کر کے احرام کھول ڈالے۔کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے یوم النحر کے دن ہمارے پاس گوشت آیا گائے کا تو میں نے پوچھا کہ یہ گوشت کہاں سے آیا لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیبیوں کی طرف سے نحر کیا ہے۔

۸۷۵۔ عَنْ حَفْصَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوا وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ فَقَالَ ((إِنِّي لَبَّدْتُ رَأْسِي وَقَلَّدْتُ هَدْيِي فَلَا أَحِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ))۔

ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا لوگوں نے احرام کھول ڈالا اور آپ نے عمرہ کر کے اپنا احرام نہیں کھولا تو فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں نے تلبید کی اپنے سر کی (تلبید کہتے ہیں سر کے بالوں کو جما لینے کو گوند یا لعاب خطمی وغیرہ سے تاکہ بال پریشان نہ ہوں) اور تقلید کی اپنی ہدی کی تو میں احرام نہ کھولوں گا جب تک نحر نہ کرلوں۔

---

(۸۷۴) بخاری (۱۷۰۹) کتاب الحج : باب ذبح الرجل البقر عن نسائه من غير أمرهن، مسلم (۱۲۱۱) أبو داود (۱۷۷۸) نسائی (۲۷۰۴) ابن ماجه (۲۹۸۱) أحمد (۱۹٤/٦) ' (۲٦١٣٧) دارمی (۱۹۰٤) ۔

(۸۷۵) بخاری (۱۵٦٦) کتاب الحج : باب التمتع والاقران والافراد بالحج ' مسلم (۱۲۲۹) أبو داود (۱۸۰٦) نسائی (۲٦۸۲) ابن ماجه (۳۰٤٦) أحمد (۲۸٤/٦) ' (۲٦۹٦٤) ۔

فائدہ: امام ابوحنیفہؒ اور امام احمدؒ کا استدلال اسی حدیث سے ہے کہ جو شخص تمتع کرے لیکن ہدی ساتھ لے جائے اس کو عمرہ کر کے احرام کھولنا درست نہیں یہاں تک کہ حج سے فراغت ہو اور ہدی کو نحر کرے اور ایسا ہی جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جو صحیحین میں مروی ہے اور مالکیہ اور شافعیہ نے اس میں خلاف کیا ہے۔

باب العمل فی النحر — نحر کرنے کا بیان

۸۷۶۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحَرَ بَعْضَ هَدْيِهِ وَنَحَرَ غَيْرُهُ بَعْضَهُ ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہدی کے بعض جانوروں کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور بعضوں کو اوروں نے ذبح کیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو مسلم کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

۸۷۷۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ مَنْ نَذَرَ بَدَنَةً فَإِنَّهُ يُقَلِّدُهَا نَعْلَيْنِ وَيُشْعِرُهَا ثُمَّ يَنْحَرُهَا عِنْدَ الْبَيْتِ أَوْ بِمِنًى يَوْمَ النَّحْرِ لَيْسَ لَهَا مَحِلٌّ دُونَ ذٰلِكَ وَمَنْ نَذَرَ جَزُورًا مِنَ الْإِبِلِ أَوِ الْبَقَرِ فَلْيَنْحَرْهَا حَيْثُ شَاءَ ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جو شخص نذر کرے بدنہ کی (بدنہ اونٹ یا گائے یا بیل کو کہتے ہیں جو بھیجا جائے مکہ کو قربانی کے واسطے) تو اس کے گلے میں دو جوتیاں لٹکا دے اور اشعار کرے پھر نحر کرے۔ اس کو بیت اللہ کے پاس یا منیٰ میں دسویں تاریخ ذی الحجہ کی اس کے سوا اور کوئی جگہ نہیں ہے اور جو شخص نذر کرے قربانی کی اونٹ یا گائے کی اس کو اختیار ہے کہ جہاں چاہے نحر کرے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

۸۷۸۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّ أَبَاهُ كَانَ يَنْحَرُ بُدْنَهُ قِيَامًا ۔

حضرت ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ عروہ نحر کرتے تھے اپنے اونٹوں کو کھڑا کر کے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ کسی کو درست نہیں ہے کہ ہدی کی نحر سے پہلے سر منڈائے اور نہ یہ درست ہے کہ یوم النحر کے طلوع فجر سے پیشتر نحر کرے بلکہ نحر کرنا اور کپڑے بدلنا اور میل چھوڑانا اور سر منڈانا یہ سب کام دسویں تاریخ کو چاہییں اس سے پہلے درست نہیں ہیں۔

---

(۸۷۶) صحیح : أبو داود (۱۷٦٤) کتاب المناسك : باب فی الهدی اذا عطب قبل أن يبلغ ، نسائی (۲۳۱/۷) بيهقی فی معرفة السنن والآثار (۲٦۲/٤) ۔

(۸۷۷) موقوف صحیح : ابن ابی شیبة (۱٥٤۰۰، ۱٥٤۰۲) بیهقی (۲۳۱/٥) رقم (۱۰۱٦٦) ۔

(۸۷۹) بخاری (۱۷۲۷) کتاب الحج : باب الحلق والتقصير عند الاحلال ، مسلم (۱۳۰۱) أبو داود (۱۹۷۹) ترمذی (۹۱۳) نسائی فی الکبری (٤۱۱٤) ابن ماجه (۳۰٤٤) دارمی (۱۹۰٦) ۔

باب ما جاء في الحلاق — سر منڈانے کا بیان

۸۷۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((اللَّهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِينَ)) قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((اللَّهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِينَ)) قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((وَالْمُقَصِّرِينَ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ رحم کرے حلق کرنے والوں پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا اور قصر کرنے والوں پر یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ رحم کرے حلق کرنے والوں پر صحابہ نے کہا اور قصر کرنے والوں پر یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور قصر کرنے والوں پر۔

فائدہ: حلق کہتے ہیں تمام سر منڈانے کو اور قصر کہتے ہیں بال کم کرنے کو کسی طرف سے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حلق افضل ہے قصر سے اور قصر بھی کافی ہے۔ محمد بن حسن نے کہا کہ یہی قول ہے ابو حنیفہؒ اور ہمارے اکثر فقہاء کا۔

۸۸۰۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ يَدْخُلُ مَكَّةَ لَيْلًا وَهُوَ مُعْتَمِرٌ فَيَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَيُؤَخِّرُ الْحِلَاقَ حَتَّى يُصْبِحَ قَالَ وَلَكِنَّهُ لَا يَعُودُ إِلَى الْبَيْتِ فَيَطُوفُ بِهِ حَتَّى يَحْلِقَ رَأْسَهُ قَالَ وَرُبَّمَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَأَوْتَرَ فِيهِ وَلَا يَقْرَبُ الْبَيْتَ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم سے روایت ہے کہ ان کے باپ قاسم بن محمد مکہ میں عمرہ کا احرام باندھ کر رات کو آتے اور طواف وسعی کر کے حلق میں تاخیر کرتے صبح تک لیکن جب تک حلق نہ کرتے بیت اللہ کا طواف نہ کرتے اور کبھی مسجد میں آن کر وتر پڑھتے لیکن بیت اللہ کے قریب نہ جاتے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: کیونکہ جب تک حلق نہیں کیا عمرہ کا احرام نہیں کھلا۔ اگر قبل اس کے طواف کریں تو ایک عمرہ میں دو طواف ہو جائیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ﴿وليقضوا تفثهم﴾ چاہیے کہ نکالیں تفث اپنا۔ تفث کہتے ہیں سر منڈانے اور کپڑے بدلنے کو اور جو اس سے متعلق ہیں۔

فائدہ: بعضوں نے تفث کے معنی میل کچیل کے رکھے ہیں یعنی دور کریں اپنا میل اور نہائیں کپڑے بدلیں اور بعضوں نے تفث کے معنی حاجت کے رکھے ہیں۔ (محلی)

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا کہ ایک شخص حلق بھول گیا حج میں کیا وہ مکہ میں حلق کرے جواب دیا ہاں کرے لیکن منیٰ میں حلق کرنا اچھا ہے۔

---

(۸۸۱) موقوف صحیح : بیہقی فی السنن الکبری (۳۳/۵) رقم (۸۹۴۷)۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ کوئی شخص سر نہ منڈائے اور بال نہ کتروائے یہاں تک کہ نحر کرے ہدی کو اگر اس کے ساتھ ہو اور جو چیزیں احرام میں حرام تھیں ان کا استعمال نہ کرے جب تک احرام نہ کھولے منیٰ میں یوم النحر کو۔ کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: ﴿وَلَا تَحْلِقُوْا رُؤُسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ﴾۔ مت منڈاؤ سروں کو اپنے جب تک ہدی اپنی جگہ نہ پہنچ جائے۔

باب التقصير — قصر کا بیان

۸۸۱۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا أَفْطَرَ مِنْ رَمَضَانَ وَهُوَ يُرِيدُ الْحَجَّ لَمْ يَأْخُذْ مِنْ رَأْسِهِ وَلَا مِنْ لِحْيَتِهِ شَيْئًا حَتّٰى يَحُجَّ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب رمضان کے روزوں سے فارغ ہوتے اور حج کا قصد ہوتا تو سر اور داڑھی کے بال نہ لیتے یہاں تک کہ حج کرتے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: کہا مالکؒ نے یہ امر سب لوگوں پر واجب نہیں ہے۔

۸۸۲۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا حَلَقَ فِي حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ أَخَذَ مِنْ لِحْيَتِهِ وَشَارِبِهِ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب حلق کرتے حج یا عمرہ میں تو اپنی داڑھی اور مونچھ کے بال لیتے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

۸۸۳۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ رَجُلًا أَتَى الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ فَقَالَ إِنِّي أَفَضْتُ وَأَفَضْتُ مَعِي بِأَهْلِي ثُمَّ عَدَلْتُ إِلَى شِعْبٍ فَذَهَبْتُ لِأَدْنُوَ مِنْ أَهْلِي فَقَالَتْ إِنِّي لَمْ أُقَصِّرْ مِنْ شَعَرِي بَعْدُ فَأَخَذْتُ مِنْ شَعَرِهَا بِأَسْنَانِي ثُمَّ وَقَعْتُ بِهَا فَضَحِكَ الْقَاسِمُ وَقَالَ مُرْهَا فَلْتَأْخُذْ مِنْ شَعَرِهَا بِالْجَلَمَيْنِ۔

حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا قاسم بن محمد کے پاس اور اس نے کہا کہ میں نے طواف افاضہ کیا اور میرے ساتھ میری بی بی نے بھی طواف افاضہ کیا۔ پھر میں ایک گھاٹی کی طرف گیا تا کہ صحبت کروں اپنی بی بی سے وہ بولی کہ میں نے ابھی بال نہیں کتروائے میں نے دانتوں سے اس کے بال کترے اور اس سے صحبت کی۔ قاسم بن محمد ہنسے اور کہا کہ حکم کر اپنی عورت کو کہ بال کترے قینچی سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: اور مرد پر کچھ لازم نہیں آیا کیونکہ طواف افاضہ کے بعد صحبت درست ہے مگر اتنا قصور ہوا کہ عورت کے قصر سے پہلے صحبت کی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ میرے نزدیک اولیٰ یہ ہے کہ وہ مرد ایک قربانی کرے کیونکہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا جو شخص ارکان حج

---

(۸۸۲) **موقوف صحیح**: بیهقی فی السنن الکبری (۱۰٤/٥) الشافعی فی المسند (۵۷۳/۱)۔

سے کوئی رکن بھول جائے تو وہ ایک قربانی کرے۔

۸۸۴۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ لَقِيَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِهِ يُقَالُ لَهُ الْمُجَبَّرُ قَدْ أَفَاضَ وَلَمْ يَحْلِقْ وَلَمْ يُقَصِّرْ جَهِلَ ذٰلِكَ فَأَمَرَهُ عَبْدُ اللّٰهِ أَنْ يَرْجِعَ فَيَحْلِقَ أَوْ يُقَصِّرَ ثُمَّ يَرْجِعَ إِلَى الْبَيْتِ فَيُفِيضَ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے عزیزوں میں سے ایک شخص سے ملے جس کا نام مجبر تھا (وہ بھتیجے تھے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے عبدالرحمن بن عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے) انہوں نے طواف افاضہ کرلیا تھا اور نہ حلق کیا نہ قصر نادانی سے تو حکم کیا ان کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے لوٹ جانے کا اور حلق یا قصر کر کے اور طواف الزیارۃ دوبارہ کرنے کا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

۸۸۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُحْرِمَ دَعَا بِالْجَلَمَيْنِ فَقَصَّ شَارِبَهُ وَأَخَذَ مِنْ لِحْيَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْكَبَ وَقَبْلَ أَنْ يُهِلَّ مُحْرِمًا ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ سالم بن عبداللہ بن عمر جب ارادہ کرتے احرام کا تو قینچی منگاتے اور مونچھ اور داڑھی کے بال لیتے قبل سواری کے اور قبل لبیک کہنے کے احرام باندھ کر۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **ضعیف** کہا ہے۔

باب التلبيد — تلبید کا بیان

۸۸۶۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ ضَفَرَ رَأْسَهُ فَلْيَحْلِقْ وَلَا تَشَبَّهُوا بِالتَّلْبِيدِ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص بال گوندھے (احرام کے وقت وہ سر منڈا دے احرام کھولتے وقت) اور اس طرح بال نہ گوندھو کہ تلبید سے مشابہت ہو جائے۔

فائدہ: کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک جو شخص تلبید کرے اس کو قصر درست ہے مگر جو بال گوندھے اس کو سر منڈانا ضروری ہے تو فرمایا کہ اس طرح سر نہ گوندھو کہ تلبید معلوم ہو حلق سے بچنے کے واسطے۔

۸۸۷۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ عَقَصَ رَأْسَهُ أَوْ ضَفَرَ أَوْ لَبَّدَ فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْحِلَاقُ ۔

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص جوڑا باندھے یا گوندھ لے یا تلبید کرے بالوں کو (احرام کے وقت) تو واجب ہو گیا اس پر سر منڈانا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

---

(۸۸۶) بخاري (٥٩١٤) كتاب اللباس : باب التلبيد ' أحمد (١٢١/٢) (٦٠٢٧) بيهقي (١٣٥/٥) رقم (٩٥٨٢) ـ

(۸۸۷) موقوف صحيح : بيهقي في السنن الكبرى (١٣٥/٥) رقم (٩٥٨٦) ـ

فائدہ: یہی قول ہے جمہور علماء مثل مالکؒ اور ثوریؒ اور احمدؒ اور شافعیؒ کا اور حنفیہ کے نزدیک اختیار ہے خواہ قصر کرے یا حلق اور شافعیؒ کا قول جدید بھی یہی ہے۔ یہ اثر مخالف ہے اس اثر کے جو ابھی گزرا شاید اس باب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دو روایتیں ہوں۔ واللہ اعلم۔

باب الصلاة في البيت وتقصير الصلاة وتعجيل الخطبة بعرفة

بیت اللہ کے اندر نماز پڑھنے کا اور عرفات میں نماز قصر کرنے کا اور خطبہ جلدی پڑھنے کا بیان

۸۸۸۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ هُوَ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْحَجَبِيُّ فَأَغْلَقَهَا عَلَيْهِ وَمَكَثَ فِيهَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَسَأَلْتُ بِلَالًا حِينَ خَرَجَ مَا صَنَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ جَعَلَ عَمُودًا عَنْ يَمِينِهِ وَعَمُودَيْنِ عَنْ يَسَارِهِ وَثَلَاثَةَ أَعْمِدَةٍ وَرَاءَهُ وَكَانَ الْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ عَلَى سِتَّةِ أَعْمِدَةٍ ثُمَّ صَلَّى۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے کعبہ شریف کے اندر اور ان کے ساتھ اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اور بلال بن رباح رضی اللہ عنہ اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ تھے تو دروازہ بند کر لیا۔ اور وہاں ٹھہرے رہے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے بلال سے پوچھا جب نکلے کہ کیا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کہا انہوں نے ایک ستون کو بائیں طرف کیا اور دو ستون داہنی طرف اور تین ستون پیچھے اپنے اور خانہ کعبہ میں ان دنوں چھ ستون تھے پھر نماز پڑھی آپ نے۔

فائدہ: صحیحین میں ہے کہ دو رکعتیں آپ نے پڑھیں اور ایک روایت میں ہے کہ باب کعبہ کی طرف آپ نے پشت کی اور دیوار کعبہ سے تین ہاتھ کے فاصلے پر نماز پڑھی۔

۸۸۹۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ قَالَ كَتَبَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ إِلَى الْحَجَّاجِ بْنِ يُوسُفَ أَنْ لَا تُخَالِفَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فِي شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْحَجِّ قَالَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ جَاءَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَأَنَا مَعَهُ فَصَاحَ بِهِ عِنْدَ سُرَادِقِهِ أَيْنَ هَذَا فَخَرَجَ عَلَيْهِ الْحَجَّاجُ وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مُعَصْفَرَةٌ فَقَالَ مَا لَكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَقَالَ الرَّوَاحَ إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ السُّنَّةَ فَقَالَ أَهَذِهِ السَّاعَةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَنْظِرْنِي حَتَّى أُفِيضَ عَلَيَّ مَاءً ثُمَّ أَخْرُجَ فَنَزَلَ عَبْدُ اللّٰهِ حَتَّى خَرَجَ الْحَجَّاجُ فَسَارَ بَيْنِي وَبَيْنَ أَبِي فَقُلْتُ لَهُ إِنْ كُنْتَ

(۸۸۸) بخاري (۵۰۵) كتاب الصلاة : باب الصلاة بين السواري في غير جماعة ' مسلم (۱۳۲۹) أبو داود (۲۰۲۳) نسائي (۷۴۹) ابن ماجه (۳۰۶۳) أحمد (۱۳۸/۲) ' (۲۶۳۱) -

(۸۸۹) بخاري (۱۶۶۰) كتاب الحج : باب التهجير بالرواح يوم عرفة ' أبو داود (۱۹۱۴) نسائي (۳۰۰۵) ابن ماجه (۳۰۰۹) احمد (۲۵/۲) (۴۷۸۲)-

تُرِيدُ أَنْ تُصِيبَ السُّنَّةَ الْيَوْمَ فَاقْصُرِ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلِ الصَّلَاةَ قَالَ فَجَعَلَ الْحَجَّاجُ يَنْظُرُ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ كَيْمَا يَسْمَعَ ذٰلِكَ مِنْهُ فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ صَدَقَ سَالِمٌ ۔

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ لکھا عبدالملک بن مروان نے (جب وہ خلیفہ تھا) حجاج بن یوسف (ثقفی ظالم خونخوار کو جب وہ آیا تھا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑنے کو اور ان کو شہید کر کے حاکم بنا تھا مکہ کا) کہ نہ خلاف کرنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا کسی بات میں حج کے کاموں میں سے۔ کہا سالم نے جب عرفہ کا روز ہوا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما زوال ہوتے ہی آئے اور میں بھی ان کے ساتھ اور پکارا حجاج کے خیمہ کے پاس کہ کہاں ہے حجاج تو نکلا حجاج ایک چادر کسم میں رنگی ہوئی اوڑھے ہوئے اور کہا اے ابا عبدالرحمٰن! کیا ہے انہوں نے جواب دیا کہ اگر سنت کی پیروی چاہتا ہے تو چل۔ حجاج بولا ابھی۔ انہوں نے کہا ہاں ابھی حجاج نے کہا مجھے تھوڑی مہلت دو کہ میں نہالوں۔ پھر نکلتا ہوں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سواری سے اُتر پڑے پھر حجاج نکلا سو میرے اور میرے باپ عبداللہ کے بیچ میں آ گیا میں نے اس سے کہا اگر تجھ کو سنت کی پیروی منظور ہو تو آج کے روز خطبہ کو کم کر اور نماز جلدی پڑھ وہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھنے لگا تاکہ اُن سے سنے جب عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو کہا سچ کہا سالم نے۔

فائدہ: حالانکہ احرام میں کسم کا رنگ ممنوع ہے مگر حجاج ایسا ظالم فاسق فاجر تھا کہ اس نے حرم محترم کی کچھ رعایت نہ کی اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے سے شخص کو جو علاوہ صحابی ہونے کے بہت فضائل اور علوم سے ممتاز تھے ناحق قتل کیا تو اس کو ایسی خفیف ممنوعات کا کیا خیال ہوگا اسی وجہ سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے منع نہ کیا۔

باب صلاة منى يوم التروية والجمعة بمنى وعرفة — منیٰ میں آٹھویں تاریخ نمازوں کا بیان اور جمعہ منیٰ اور عرفہ میں آ پڑھنے کا بیان

٨٩٠۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَالصُّبْحَ بِمِنًى ثُمَّ يَغْدُو إِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ إِلَى عَرَفَةَ ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز پڑھتے تھے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء کی منیٰ میں۔ پھر صبح کو جب آفتاب نکل آتا تو عرفات کو جاتے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ امام ظہر کی نماز میں عرفات میں قراءت کو جہر سے نہ پڑھے اور خطبہ پڑھے عرفہ کے روز اور نماز عرفہ کی درحقیقت وہ ظہر ہے مگر اس میں قصر ہو گیا سفر کی وجہ سے۔

---

(٨٩٠) **موقوف صحيح:** بيهقي في السنن الكبرى (١١٢/٥) رقم (٩٤٤٠) الشافعي في المسند (٥٦١/١) معرفة والسنن والآثار (١٠٤/٤) ۔

فائدہ: جو لوگ مکہ کے رہنے والے ہیں وہ بھی قصر کریں عرفات میں اور جو باہر کے رہنے والے ہیں وہ بھی قصر کریں مگر جو منیٰ یا عرفات کے رہنے والے ہیں وہ قصر نہ کریں۔ یہ مذہب امام مالکؒ کا ہے اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک مکہ والوں کو عرفات میں قصر درست نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر عرفہ کے دن جمعہ پڑے یا یوم النحر یا ایام تشریق کو جمعہ آ پڑے تو ان دنوں میں نماز جمعہ کی نہ پڑھی جائے۔

فائدہ: اس واسطے کہ اجمالاً جناب رسول خدا ﷺ کا حج جمعہ کے دن واقع ہوا تھا تو آپ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھی پھر عصر کی اور بیچ میں کوئی نفل نہ پڑھا۔ (مسلم)

باب صلاة المزدلفة — مزدلفہ میں نماز کا بیان

۸۹۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ جَمِيعًا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی مغرب کی اور عشاء کی مزدلفہ میں ملا کر۔

فائدہ: جیسے عرفات میں ظہر اور عصر کی ملا کر پڑھی تھی۔

۸۹۲۔ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ دَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ حَتّٰى إِذَا كَانَ بِالشِّعْبِ نَزَلَ فَبَالَ فَتَوَضَّأَ فَلَمْ يُسْبِغِ الْوُضُوءَ فَقُلْتُ لَهُ الصَّلَاةَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ الصَّلَاةُ أَمَامَكَ فَرَكِبَ فَلَمَّا جَاءَ الْمُزْدَلِفَةَ نَزَلَ فَتَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَنَاخَ كُلُّ إِنْسَانٍ بَعِيرَهُ فِي مَنْزِلِهِ ثُمَّ أُقِيمَتِ الْعِشَاءُ فَصَلَّاهَا وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا۔

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوٹے عرفات سے یہاں تک کہ جب پہنچے گھاٹی میں اُترے اور پیشاب کیا اور وضو کیا۔ لیکن پورا وضو نہ کیا میں نے کہا نماز یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا نماز آگے ہے تیرے پھر سوار ہوئے جب مزدلفہ میں آئے اُترے اور پورا وضو کیا پھر تکبیر ہوئی تو نماز پڑھی مغرب کی بعد اس کے۔ ہر شخص نے اپنا اونٹ اپنی جگہ میں بٹھایا پھر تکبیر ہوئی عشاء کی۔ آپ ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی بیچ میں ان دونوں کے کوئی نماز نہ پڑھی۔

فائدہ: آپ نے عرفات میں ظہر کے وقت عصر کی نماز بھی پڑھ لی تو یہ جمع تقدیم ہوئی اور مزدلفہ میں عشاء کے وقت مغرب کی نماز

---

(۸۹۱) بخاری (۱۶۷۳) کتاب الحج : باب من جمع بينهما ولم يتطوع ' مسلم (۱۲۸۷) أبو داود (۱۹۲۶) ترمذی (۸۸۷) نسائی (۶۰۷) ابن ماجه (۳۰۲۱) احمد (۹۲/۲) (۵۲۸۷) -

(۸۹۲) مسلم (۱۲۸۰) کتاب الحج : باب استحباب ادامة الحاج التلبية ' أبو داود (۱۹۲۵) نسائی (۳۰۲۵) ابن ماجه (۳۰۱۹) احمد (۲۰۸/۵) ' (۲۲۱۵۸) دارمی (۱۸۸۱) -

(۸۹۳) بخاری (۱۶۷٤) کتاب الحج : باب من جمع بينهما ولم يتطوع ' مسلم (۱۲۸۷) نسائی (۶۰۵) ابن ماجه (۳۰۲۰) احمد (٤۲۰/۵) (۲۳۹۶۲) دارمی (۱۸۸۳) -

پڑھی یہ جمع تاخیر ہوئی۔

۸۹۳۔ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ جَمِيعًا۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب اور عشاء ملا کر مزدلفہ میں پڑھیں۔

۸۹۴۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ جَمِيعًا۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مغرب اور عشا مزدلفہ میں ایک ساتھ پڑھتے تھے۔

باب صلاة منى — منیٰ کی نماز کے بیان میں

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مکہ کے رہنے والے جب حج کو جائیں تو منیٰ میں قصر کریں دو رکعتیں پڑھیں جب تک حج سے لوٹیں۔

۸۹۵۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الصَّلَاةَ الرُّبَاعِيَّةَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ صَلَّاهَا بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَأَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ صَلَّاهَا بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَأَنَّ عُثْمَانَ صَلَّاهَا بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ شَطْرَ إِمَارَتِهِ ثُمَّ أَتَمَّهَا بَعْدُ۔

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکعتیں نماز کی منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں۔ (یعنی قصر کیا) اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی وہاں دو رکعتیں پڑھیں اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بھی دو رکعتیں وہاں پڑھیں اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بھی دو رکعتیں پڑھیں منیٰ میں آدھی خلافت تک پھر چار پڑھنے لگے۔

فائدہ: کیونکہ قصر اور اتمام دونوں درست ہیں۔ مسافر کو اتمام میں زیادہ مشقت ہے اس واسطے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو اختیار کیا۔ بعضوں نے یہ کہا ہے کہ انہوں نے بعد حج کے نیت اقامت کی کر لی تھی۔ بعضوں نے کہا وہاں انہوں نے نکاح کیا تھا۔ بعضوں نے کہا اس سال بدوی لوگ بہت آئے تھے تو پوری نماز پڑھی تا کہ معلوم ہو کہ اصل چار رکعتیں ہیں۔ (واللہ اعلم)

۸۹۶۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ صَلَّى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ يَا أَهْلَ مَكَّةَ أَتِمُّوا صَلَاتَكُمْ فَإِنَّا قَوْمٌ سَفْرٌ ثُمَّ صَلَّى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَكْعَتَيْنِ بِمِنًى وَلَمْ يَبْلُغْنَا أَنَّهُ قَالَ لَهُمْ شَيْئًا۔

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب مکہ میں آئے تو دو رکعتیں پڑھ کر لوگوں سے کہا اے مکہ والو! تم اپنی نماز پوری کرو کیونکہ ہم مسافر ہیں پھر منیٰ میں بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دو ہی رکعتیں پڑھیں لیکن ہم کو یہ نہیں

---

(۸۹۵) بخاری (۱۰۸۲) کتاب الجمعة : باب الصلاة بمنی، مسلم (۶۹۴) نسائی (۱۴۵۱) ابن ماجه (۱۰۷۱) احمد (۱۴۰/۲) (۶۲۵۵) دارمی (۱۸۷۵)۔

(۸۹۶) موقوف صحیح : عبدالرزاق (۵۴۰/۲) (۴۳۶۹) بیهقی (۱۲۶/۳) (۵۳۲۸)۔

پہنچا کہ وہاں کچھ کہا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: کیونکہ مکہ میں کہہ چکے تھے ان لوگوں کو معلوم ہو چکا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی مسافر ہیں پھر منیٰ میں دوبارہ آگاہ کرنے کی کیا ضرورت تھی علاوہ اس کے امام مالکؒ کے نزدیک مکہ والوں کو بھی منیٰ میں قصر کرنا چاہیے۔

۸۹۷۔ عَنْ أَسْلَمَ الْعَدَوِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ صَلَّى لِلنَّاسِ بِمَكَّةَ رَكْعَتَيْنِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا أَهْلَ مَكَّةَ أَتِمُّوا صَلَاتَكُمْ فَإِنَّا قَوْمٌ سَفْرٌ ثُمَّ صَلَّى عُمَرُ رَكْعَتَيْنِ بِمِنًى وَلَمْ يَبْلُغْنَا أَنَّهُ قَالَ لَهُمْ شَيْئًا ۔

حضرت اسلم عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مکہ میں دو رکعتیں پڑھ کر لوگوں سے کہا اے مکہ والو! تم اپنی نماز پوری کرو کیونکہ ہم مسافر ہیں۔ پھر منیٰ میں بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دو ہی رکعتیں پڑھیں لیکن ہم کو یہ نہیں پہنچا کہ وہاں کچھ کہا ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا کہ اہل مکہ عرفات میں چار رکعتیں پڑھیں یا دو رکعتیں اور امیر الحاج بھی اگر مکہ کا رہنے والا ہو تو وہ ظہر اور عصر کی عرفات میں چار رکعتیں پڑھے یا دو رکعتیں اور اہل مکہ جب تک منیٰ میں رہیں تو قصر کریں یا نہیں تو جواب دیا کہ اہل مکہ منیٰ اور عرفات میں جب تک رہیں دو دو رکعتیں پڑھیں اور قصر کرتے رہیں مکہ میں پہنچنے تک اور امیر الحاج اگر مکہ کا رہنے والا ہو تو وہ بھی قصر کرے عرفہ اور منیٰ میں۔ کہا مالکؒ نے اگر کوئی منیٰ کا رہنے والا ہو تو وہ قصر نہ کرے بلکہ چار پوری پڑھے جب تک منیٰ میں رہے اسی طرح اگر کوئی عرفات کا رہنے والا ہو وہ بھی وہاں قصر نہ کرے۔

باب صلاة المقيم بمكة ومنى — مقیم کی نماز کا بیان مکہ اور منیٰ میں

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو شخص ذی الحجہ کا چاند دیکھتے ہی مکہ میں آ گیا اور حج کا احرام باندھا تو وہ جب تک مکہ میں رہے چار رکعتیں پوری پڑھے۔ اس واسطے کہ اس نے چار راتوں سے زیادہ رہنے کی نیت کر لی۔

فائدہ: امام مالکؒ کے نزدیک چار راتوں سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت ہو تو اتمام کرنا چاہیے۔

باب تكبير أيام التشريق — ایام تشریق کی تکبیروں کا بیان

۸۹۸۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ النَّحْرِ حِينَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ شَيْئًا فَكَبَّرَ فَكَبَّرَ النَّاسُ بِتَكْبِيرِهِ ثُمَّ خَرَجَ الثَّانِيَةَ مِنْ يَوْمِهِ ذَلِكَ بَعْدَ ارْتِفَاعِ النَّهَارِ فَكَبَّرَ فَكَبَّرَ النَّاسُ بِتَكْبِيرِهِ ثُمَّ خَرَجَ الثَّالِثَةَ حِينَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَكَبَّرَ فَكَبَّرَ النَّاسُ بِتَكْبِيرِهِ حَتَّى يَتَّصِلَ التَّكْبِيرُ وَيَبْلُغَ الْبَيْتَ

---

(٨٩٧) أيضا ـ

(٨٩٨) موقوف ضعيف : بيهقي (٣/٣١٢) (٦٢٦٧) ـ

فَيُعْلَمَ أَنَّ عُمَرَ قَدْ خَرَجَ يَرْمِي ۔

حضرت یحییٰ بن سعید کو پہنچا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ گیارھویں تاریخ کو نکلے جب کچھ دن چڑھا تو تکبیر کہی اور لوگوں نے بھی ان کے ساتھ تکبیر کہی پھر دوسرے دن نکلے جب کچھ دن نکلا اور تکبیر کہی اور لوگوں نے بھی ان کے ساتھ تکبیر کہی تا کہ ایک تکبیر دوسری تکبیر سے ملتے جلتے آواز بیت اللہ کو پہنچے اور لوگ جانیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رمی کرنے کو نکلے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ ایام تشریق میں ہر نماز کے بعد تکبیر کہی جائے اور شروع کی جائے تکبیر یوم النحر میں ظہر کی نماز کے بعد سے اور ختم ہو تیرھویں تاریخ کی فجر پر اور امام تکبیر کہے اور لوگ اس کے ساتھ تکبیر کہیں جب نماز سے فارغ ہوں اور یہ تکبیر مرد اور عورت سب پر واجب ہے خواہ جماعت سے نماز پڑھیں یا اکیلے پڑھیں منیٰ میں ہوں یا اور ملکوں میں اور حجاج بعید کو چاہیے کہ منیٰ میں امام الحاج اور حجاج قریب امام کی پیروی کریں رمی جمار و تکبیرات میں کیونکہ اس تقدیر پر جب وہ پڑھیں گے اور احرام تمام ہو جائے گا تو سب حجاج حِــل میں برابر رہیں گے یعنی مناسک حج سے فارغ ہونے میں یہ سب برابر رہیں گے مگر جو لوگ حاجی نہیں ہیں وہ لوگ حجاج کی پیروی نہ کریں مگر تکبیرات تشریق میں۔

فائدہ: یعنی جب حاجی تکبیر کہیں تو وہ بھی اُن کے ساتھ تکبیر کہہ لیں اور افعال میں مثل رمی جمار وغیرہ کے حاجیوں کی اقتداء نہ کریں مخفی نہ رہے کہ جس عبارت کا یہ ترجمہ ہے کہ حجاج کو چاہیے کہ منیٰ میں امام الحاج کی پیروی کریں۔الخ وہ عبارت نسخہ مؤطا مطبوعہ مطبع احمدی ۱۲۶۶ ہجری میں موجود ہے اور زرقانی نے بھی اس کو لیا ہے مگر صاحب محلی اور مصفّی نے نہیں لیا ہے۔اس عبارت کا مطلب بخوبی واضح نہیں ہوتا ہے چند معنی اس عبارت کے ہوسکتے ہیں یہ معنی جو مرقوم ہوئے بہ نسبت سب معانی کے اقرب معلوم ہوتے ہیں۔گو ان میں بھی فی الجملہ بُعد ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ کلام اللہ میں ایام تشریق مراد ہیں۔

فائدہ: فرمایا اللہ تعالیٰ نے: وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ۔ترجمہ: اور یاد کرو اللہ کو گنتی کے دنوں میں مراد ان دنوں سے ایام تشریق ہیں۔

باب صلاة المعرس والمحصب — معرس اور محصب کی نماز کا بیان

۸۹۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِي بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَصَلَّى بِهَا قَالَ نَافِعٌ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ بٹھایا بطحاء میں جو ذوالحلیفہ میں ہے اور نماز پڑھی وہاں۔کہا نافع نے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

(۸۹۹) بخاری (۱۵۳۲) كتاب الحج : باب ذات عرق لأهل العراق ' مسلم (۱۲۵۷) أبو داود (۲۰۴۴) نسائی (۲۶۶۱) أحمد (۲/۲۸) ' (۴۸۱۹) ۔

فائدہ: معرس ایک مقام ہے مدینہ سے چھ میل پر مکہ کی راہ پر اور بطحاء اس مقام کو کہتے ہیں جہاں کنکریاں زیادہ ہوں اور محصب ایک مقام ہے مکہ سے ایک میل کے فاصلہ پر جب منیٰ سے لوٹ کر آتے ہیں تو تھوڑی دیر وہاں ٹھہرتے ہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص حج کر کے مدینہ کو لوٹ کر جائے تو وہ معرس میں ٹھہرے اور نماز پڑھے اور جو نماز کا وقت نہ ہو تو ٹھہر جائے جب تک نماز کا وقت آئے پھر جتنی رکعتیں چاہے پڑھے کیونکہ مجھے پہنچا ہے کہ رسول اللہ ﷺ وہاں رات کو ٹھہرے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی وہاں اونٹ بٹھایا۔

۹۰۰۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمُحَصَّبِ ثُمَّ يَدْخُلُ مَكَّةَ مِنَ اللَّيْلِ فَيَطُوفُ بِالْبَيْتِ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ظہر اور عصر اور مغرب محصب میں پڑھتے پھر مکہ میں جاتے رات کو اور طواف کرتے خانہ کعبہ کا۔

باب البيتوتة بمكة ليالي منى — منیٰ کے دنوں میں رات کو مکہ میں رہنے کا بیان

۹۰۱۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّهُ قَالَ زَعَمُوا أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَبْعَثُ رِجَالًا يُدْخِلُونَ النَّاسَ مِنْ وَرَاءِ الْعَقَبَةِ۔

نافع سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ چند آدمیوں کو مقرر کرتے اس بات پر کہ لوگوں کو پھیر دیں منیٰ کی طرف جمرہ عقبہ کے پیچھے سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: بعض لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ۱۱۔۱۲ شب کو مکہ میں جا کر رہیں اور دن کو منیٰ میں رہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگ مقرر کر دیے جمرہ عقبہ پر کہ جو شخص اس ارادے سے مکہ کو جائے اس کو واپس کر دیں۔

۹۰۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَا يَبِيتَنَّ أَحَدٌ مِنَ الْحَاجِّ لَيَالِيَ مِنًى مِنْ وَرَاءِ الْعَقَبَةِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کوئی حاجی منیٰ کی راتوں میں جمرہ عقبہ کے ادھر نہ رہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

۹۰۳۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ فِي الْبَيْتُوتَةِ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى لَا يَبِيتَنَّ أَحَدٌ إِلَّا بِمِنًى۔

---

(۹۰۰) بخاری (۱۷٦۸) كتاب الحج: باب النزول بذي طوى قبل أن يدخل مكة، مسلم (۱۳۱۰) أبو داود (۲۰۱۲) ترمذی (۹۲۱) أحمد (۱۰۰/۲) (۵۷۵٦)۔

(۹۰۲) موقوف صحيح: بيهقي (۱۵۳/۵) رقم (۹٦۹۰)۔

(۹۰۳) مقطوع صحيح: ابن ابي شيبة (۲۸۵/۳) رقم (۱٤۳۷٤)۔

حضرت ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ عروہ بن زبیر نے کہا کہ منیٰ کی راتوں میں کوئی مکہ میں نہ رہے بلکہ منیٰ میں رہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

باب رمی الجمار — کنکریاں مارنے کا بیان

۹۰۴۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَقِفُ عِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ وُقُوفًا طَوِيلًا حَتَّى يَمَلَّ الْقَائِمُ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ٹھہرتے تھے جمرہ اولیٰ اور وسطیٰ کے پاس بڑی دیر تک کہ تھک جاتا تھا کھڑا ہونے والا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: بعد رمی کے دعا کرنے کو۔

۹۰۵۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقِفُ عِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ وُقُوفًا طَوِيلًا يُكَبِّرُ اللّٰهَ وَيُسَبِّحُهُ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُو اللّٰهَ وَلَا يَقِفُ عِنْدَ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جمرہ اولیٰ اور وسطیٰ کے پاس ٹھہرے تھے بڑی دیر تک تکبیر کہتے اور تسبیح اور تحمید پڑھتے اور دعا مانگتے اللہ جل جلالہ سے اور جمرہ عقبہ کے پاس نہ ٹھہرتے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

۹۰۶۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُكَبِّرُ عِنْدَ رَمْيِ الْجَمْرَةِ كُلَّمَا رَمَى بِحَصَاةٍ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کنکریاں مارتے وقت تکبیر کہتے ہر کنکری مارنے پر۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ میں نے سنا بعض اہل علم سے کہتے تھے کنکریاں اتنی اتنی ہونی چاہییں کہ دو انگلیوں سے اس کو مار سکیں۔

فائدہ: اور حدیث میں ایسا ہی وارد ہے کہ "عليكم بمثل حصى الخذف" لازم ہیں تم پر کنکریاں چھوٹی چھوٹی کہ انگشت شہادت پر رکھ کے انگوٹھے سے مار سکیں۔ اُس کا اندازہ یہ کیا ہے کہ باقلا کے دانوں کے برابر ہوں۔

مسئلہ: کہا امام مالکؒ نے کہ میرے نزدیک ذرا اس سے بڑی ہونی چاہیے۔

---

(٩٠٤) موقوف ضعيف :ابن ابی شيبة (١٩١/٣) رقم (١٣٤٠٣) ۔

(٩٠٥) موقوف صحيح :بيهقی (١٤٩/٥) رقم (٩٦٦٦) ۔

(٩٠٦) موقوف صحيح :أيضاً ۔

فائدہ: یہ قول امام مالکؒ کا موجب تعجب ہے کہ حدیث میں جتنی کنکریاں آئی ہیں ان سے بڑی تجویز کرتے ہیں مگر شاید امام مالکؒ کو یہ حدیث نہ پہنچی ہو۔ زرقانی نے اسی وجہ کو اختیار کیا ہے ورنہ امام مالکؒ حدیث کے خلاف کبھی اختیار نہ کرتے۔

۹۰۷۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ مَنْ غَرَبَتْ لَهُ الشَّمْسُ مِنْ أَوْسَطِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ وَهُوَ بِمِنًى فَلَا يَنْفِرَنَّ حَتَّى يَرْمِيَ الْجِمَارَ مِنَ الْغَدِ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جس کو آفتاب ڈوب جائے بارہویں تاریخ منیٰ میں تو وہ نہ جائے جب تک تیرہویں تاریخ رمی نہ کر لے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

فائدہ: سنا ہے بارہویں تاریخ کو بعد رمی کے مکہ چلے آنا درست ہے لیکن اگر بارہویں کو ٹھہر گیا اور آفتاب ڈوب گیا منیٰ میں تو پھر نہیں آ سکتا جب تک تیرہویں تاریخ کی رمی نہ کرے۔

۹۰۸۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا إِذَا رَمَوُا الْجِمَارَ مَشَوْا ذَاهِبِينَ وَرَاجِعِينَ وَأَوَّلُ مَنْ رَكِبَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ۔

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ لوگ جب رمی کرنے کو جاتے تو پیدل جاتے اور پیدل آتے سب سے پہلے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ رمی کے واسطے سوار ہوئے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

فائدہ: کیونکہ وہ موٹے آدمی تھے اُن کو ہجوم میں پاپیادہ جانا اور آنا دشوار تھا۔ افسوس ہے کہ اس زمانے میں ایسے مقاموں میں سوار ہونے کو عزت اور افتخار کا باعث سمجھتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ جو امر خلاف سنت ہے اس میں آخرت کی ذلت ہے گو دنیا میں عزت ہو۔

۹۰۹۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْقَاسِمِ مِنْ أَيْنَ كَانَ الْقَاسِمُ يَرْمِي جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَقَالَ مِنْ حَيْثُ تَيَسَّرَ۔

امام مالکؒ نے پوچھا عبدالرحمٰن بن قاسم سے کہ قاسم بن محمد کہاں سے رمی کرتے تھے جمرہ عقبہ کی۔ بولے جہاں سے ممکن ہوتا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

فائدہ: یعنی اوپر یا نیچے سے مگر نیچے سے رمی کرنا افضل اور مسنون ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا کہ لڑکے اور مریض کی طرف سے رمی کرنا درست ہے جواب دیا ہاں درست ہے مگر مریض اپنے ڈیرے میں اس وقت تکبیر کہے وقت تاک کر اور ایک قربانی کرے پھر اگر وہ مریض ایام تشریق کے اندر اچھا ہو جائے تو اپنے آپ وہ

(۹۰۷) موقوف صحيح : بيهقى (١٥٢/٥) رقم (٩٦٨٦)۔

(۹۰۸) مقطوع صحيح : بيهقى (١٣١/٥) رقم (٩٥٦١)۔

(۹۰۹) مقطوع صحيح : ابن ابى شيبة (١٩٢/٣) رقم (١٣٤١٨)۔

رمی ادا کرے اور ہدی دے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص بے وضو کنکریاں مارے یا صفا مروہ کے بیچ میں دوڑے تو اس پر اعادہ لازم نہیں مگر جان بوجھ کر ایسا نہ کرے۔

۹۱۰۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ لَا تُرْمَى الْجِمَارُ فِي الْأَيَّامِ الثَّلَاثَةِ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے تینوں دنوں میں رمی بعد زوال کے کی جائے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی ۱۱۔۱۲۔۱۳ کو اور دسویں تاریخ زوال سے اول کرے یا بعد جب ممکن ہو لیکن زوال سے پہلے مسنون ہے۔ ابوحنیفہؒ کے نزدیک ۱۳ کی رمی قبل زوال کے بھی درست ہے۔

باب الرخصة في رمي الجمار — رمی جمار میں رخصت کا بیان

۹۱۱۔ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْخَصَ لِرِعَاءِ الْإِبِلِ فِي الْبَيْتُوتَةِ خَارِجِينَ عَنْ مِنًى يَرْمُونَ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ يَرْمُونَ الْغَدَ وَمِنْ بَعْدِ الْغَدِ لِيَوْمَيْنِ ثُمَّ يَرْمُونَ يَوْمَ النَّفْرِ ۔

حضرت عاصم بن عدی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی اونٹ والوں کو رات اور کہیں بسر کرنے کی سوا منیٰ کے۔ وہ لوگ رمی کر لیں یوم النحر کو پھر دوسرے دن یا تیسرے دن دونوں پھر اگر رہیں تو چوتھے دن بھی رمی کریں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔ علامہ البانیؒ نے اسے **صحیح** کہا ہے۔ [ارواء الغلیل (۱۰۸۰)]

فائدہ: کیونکہ ان کو اپنے اونٹ چرانے کے اور اونٹوں کی محافظت کی ضرورت پڑتی ہے اگر وہ منیٰ میں رات کو رہیں تو ان کے اونٹ چوری ہو جائیں اور اونٹوں کو اپنے ساتھ رکھیں تو آدمیوں کے ہجوم کی وجہ سے آدمیوں کو اور اونٹوں کو تکلیف ہو اس واسطے آپ نے ان کو اجازت دی کہ وہ رات کو اور مقام میں بھی رہ سکتے ہیں اور کسی کو درست نہیں کہ منیٰ کی راتوں میں سوا منیٰ کے اور کہیں رہے۔

۹۱۲۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَذْكُرُ أَنَّهُ أُرْخِصَ لِلرِّعَاءِ أَنْ يَرْمُوا بِاللَّيْلِ يَقُولُ فِي الزَّمَانِ الْأَوَّلِ ۔

حضرت عطاء بن ابی رباح سے روایت ہے کہ زمانہ اول میں (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں) اونٹ چرانے والے کو اجازت تھی رات کو رمی کرنے کی۔

---

(۹۱۰) موقوف صحيح : بيهقي (۱۴۹/۵) رقم (۹٦٦٦) بخاري (۱۷٤٦) أبو داود (۱۹۷۲) ۔

(۹۱۱) صحيح : ابو داود (۱۹۷۵) كتاب المناسك : باب في رمي الجمار ' ترمذي (۹۵۵) نسائي (۳۰٦۹) ابن ماجه (۳۰۳۷) أحمد (۴۵۰/۵) (۲۴۱۸۲) دارمي (۱۸۹۷) شرح السنة (۲۲۸/۷) ۔

(۹۱۳) موقوف حسن : ابن ابي شيبة (۳۸۰/۳) (۱۵۳۱۳) بيهقي (۱۵۰/۵) (۹٦۷۱) ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

فائدہ: اس خیال سے کہ شاید کاموں کی وجہ سے ان کو دن کو فرصت نہ ہو اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے کہ رمی رات کو جائز ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ عاصم بن عدی کی حدیث جس میں رسول اللہ ﷺ نے رخصت دی ہے اونٹ چرانے والوں کو رمی جمار میں اس کی تفسیر یہ ہے کہ وہ رمی کریں یوم النحر کو پھر جب گیارہویں تاریخ گزر جائے تو بارہویں تاریخ گیارہوں کی رمی کر کے بارہوں کی رمی بھی کریں پھر اگر بارہویں کو ان کا جانا ہو جائے تو بہتر ہے ورنہ تیرہویں تاریخ کو اگر ٹھہریں تو لوگوں کے ساتھ رمی کر کے جائیں۔

۹۱۳۔ **عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَةَ أَخٍ لِصَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ نُفِسَتْ بِالْمُزْدَلِفَةِ فَتَخَلَّفَتْ هِيَ وَصَفِيَّةُ حَتَّى أَتَتَا مِنًى بَعْدَ أَنْ غَرَبَتْ الشَّمْسُ مِنْ يَوْمِ النَّحْرِ فَأَمَرَهُمَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ أَنْ تَرْمِيَا الْجَمْرَةَ حِينَ أَتَتَا وَلَمْ يَرَ عَلَيْهِمَا شَيْئًا۔**

نافع سے روایت ہے کہ صفیہ بنت ابی عبید کی بھتیجی کو نفاس ہوا مزدلفہ میں تو وہ اور صفیہ ٹھہر گئیں یہاں تک کہ منیٰ میں جب پہنچیں آفتاب ڈوب گیا یوم النحر کو تو حکم کیا ان دونوں کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کنکریاں مارنے کا جب آئیں وہ منیٰ میں اور کوئی جزاء اُن پر لازم نہ کی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند **حسن** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **حسن** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص بھول جائے رمی کرنا کسی جمرہ کی کسی تاریخ میں منیٰ کے دنوں میں سے یہاں تک کہ شام ہو جائے تو جواب دیا کہ جب یاد آئے رات یا دن کو رمی کرے جیسے نماز جو کوئی بھول جائے پھر یاد کرے رات یا دن کو تو پڑھ لے البتہ اگر مکہ میں چلا آیا اس وقت یاد آیا جب منیٰ سے نکل گیا اس وقت خیال آیا تو ہدی واجب ہوگی۔

باب طواف الافاضة — طوافِ زیارت کا بیان

۹۱۴۔ **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَطَبَ النَّاسَ بِعَرَفَةَ وَعَلَّمَهُمْ أَمْرَ الْحَجِّ وَقَالَ لَهُمْ فِيمَا قَالَ إِذَا جِئْتُمْ مِنًى فَمَنْ رَمَى الْجَمْرَةَ فَقَدْ حَلَّ لَهُ مَا حَرُمَ عَلَى الْحَاجِّ إِلَّا النِّسَاءَ وَالطِّيبَ لَا يَمَسَّ أَحَدٌ نِسَاءً وَلَا طِيبًا حَتَّى يَطُوفَ بِالْبَيْتِ۔**

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا عرفات میں اور سکھائے ان کو ارکان حج کے اور کہا اُن سے جب تم آؤ منیٰ میں اور کنکریاں مار چکو تو سب چیزیں درست ہو گئیں تمہارے واسطے جو حرام تھیں احرام میں مگر عورتوں سے صحبت کرنا اور خوشبو لگانا۔ کوئی شخص تم میں سے صحبت نہ کرے اور نہ خوشبو لگائے جب تک طواف نہ کرلے خانہ کعبہ کا۔

---

(۹۱۴) موقوف صحیح : بیہقی فی السنن الکبری (۱۳۵/۵) رقم (۹۵۹۰، ۹۵۹۱)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

۹۱۵۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ رَمَى الْجَمْرَةَ ثُمَّ حَلَقَ أَوْ قَصَّرَ وَنَحَرَ هَدْيًا إِنْ كَانَ مَعَهُ فَقَدْ حَلَّ لَهُ مَا حَرُمَ عَلَيْهِ إِلَّا النِّسَاءَ وَالطِّيبَ حَتَّى يَطُوفَ بِالْبَيْتِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص کنکریاں مارے اور سر منڈائے یا بال کتروائے اور اس کے ساتھ اگر ہدی ہو تو نحر کرلے پس حلال ہو جائیں گی اس پر وہ چیزیں جو حرام تھیں مگر صحبت کرنا عورتوں سے اور خوشبو لگانا درست نہ ہوگا طواف زیارت تک۔

باب دخول الحائض مكة — حائضہ کو مکہ میں جانے کا بیان

۹۱۶۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُهْلِلْ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ لَا يَحِلُّ حَتَّى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا قَالَتْ فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ فَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ وَدَعِي الْعُمْرَةَ قَالَتْ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْنَا الْحَجَّ أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ هَذَا مَكَانُ عُمْرَتِكِ فَطَافَ الَّذِينَ أَهَلُّوا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلُّوا مِنْهَا ثُمَّ طَافُوا طَوَافًا آخَرَ بَعْدَ أَنْ رَجَعُوا مِنْ مِنًى لِحَجِّهِمْ وَأَمَّا الَّذِينَ كَانُوا أَهَلُّوا بِالْحَجِّ أَوْ جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَإِنَّمَا طَافُوا طَوَافًا وَاحِدًا۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نکلے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع کے سال میں تو احرام باندھا ہم نے عمرہ کا۔ پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کے ساتھ ہدی ہو تو وہ احرام حج اور عمرہ کا ساتھ باندھے پھر احرام نہ کھولے یہاں تک کہ دونوں سے فارغ ہو کر۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں آئی مکہ میں حیض کی حالت میں تو میں نے نہ طواف کیا نہ سعی کی صفا مروہ کی اور شکایت کی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنا سر کھول ڈال اور کنگھی کر اور عمرہ چھوڑ دے اور حج کا احرام باندھ لے۔ میں نے ویسا ہی کیا جب ہم حج کر چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو عبدالرحمن بن ابی بکر کے ساتھ کر کے تنعیم کو بھیجا

---

(۹۱۵) ایضاً۔

(۹۱۶) بخاری (۱۵۵۶) كتاب الحج : باب كيف تهل الحائض والنفساء، مسلم (۱۲۱۱) أبو داود (۱۷۸۱) ترمذی (۹۴۵) نسائی (۲۸۰۳) ابن ماجه (۲۹۶۳) أحمد (۳۵/۶) (۲۴۵۷۲)۔

۔میں نے عمرہ ادا کیا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمرہ عوض ہے تیرے اس عمرہ کا تو جن لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا وہ طواف اور سعی کر کے حلال ہو گئے پھر حج کے واسطے دوسرا طواف کیا جب لوٹ کر آئے منٰی سے اور جن لوگوں نے حج کا احرام باندھا تھا یا حج اور عمرہ کا ایک ساتھ باندھا تھا انہوں نے ایک ہی طواف کیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عمرہ کا احرام باندھ کر جب کوئی عذر ہو تو اس کو ترک کر کے حج کا احرام باندھ سکتے ہیں اور عذر یہاں یہ تھا کہ عمرہ میں سردست طواف کرنا پڑتا تھا اور وہ حالت حیض میں متعذر تھا برخلاف حج کے اس میں سردست طواف کی ضرورت نہیں۔

فائدہ: تنعیم ایک مقام ہے مکہ سے چار میل پر مدینہ منورہ کی طرف اب وہیں سے عمرہ کا احرام باندھا کرتے ہیں۔

فائدہ: کیونکہ قران میں ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی کافی ہے اور یہی قول ہے اکثر صحابہ کا اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قارن کو دو طواف اور دو سعی لازم ہیں۔نسائی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی روایت کیا ہے۔

۹۱۷۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ بِمِثْلِ ذَالِكَ۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایسا ہی روایت کیا ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

۹۱۸۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ قَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ فَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ افْعَلِي مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ حَتَّى تَطْهُرِي۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں آئی مکہ میں حالت حیض میں اور میں نے طواف نہ کیا خانہ کعبہ کا اور نہ سعی کی صفا اور مروہ کی تو میں نے شکوہ کیا اس کا رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ نے فرمایا جو کام حاجی کرتے ہیں وہ تو بھی کر فقط طواف اور سعی نہ کر جب تک پاک نہ ہو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو عورت عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ میں آئے اور وہ حیض سے ہو اور حج کے دن آ جائیں اور طواف نہ کر سکے تو اگر حج کے فوت ہونے کا خوف ہو تو حج کا احرام باندھ لے اور ہدی دے اور اس کا حکم قارن کا سا ہو گا۔ایک طواف اس کو کافی ہے اور وقوف عرفہ اور وقوف مزدلفہ اور رمیٔ جمار حیض کی حالت میں ادا کر سکتی ہے۔مگر طوافِ زیارت نہ کرے جب تک حیض سے پاک نہ ہو۔

باب جامع الطواف — حائضہ کے طوافِ زیارت کا بیان

۹۱۹۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ حَاضَتْ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحَابِسَتُنَا هِيَ فَقِيلَ إِنَّهَا قَدْ أَفَاضَتْ فَقَالَ فَلَا إِذًا۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ صفیہ کو حیض آیا تو بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ہمارے روکنے والی ہے لوگوں نے کہا وہ طواف افاضہ کر چکی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر نہیں۔

فائدہ: یعنی اب رکنے کی کیا ضرورت ہے طواف وداع اس صورت میں واجب نہیں ہے۔

۹۲۰۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ قَدْ حَاضَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّهَا تَحْبِسُنَا أَلَمْ تَكُنْ طَافَتْ مَعَكُنَّ بِالْبَيْتِ قُلْنَ بَلَى قَالَ فَاخْرُجْنَ ۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یا رسول اللہ! صفیہ کو حیض آ گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید وہ ہم کو روکے گی کیا اس نے طواف نہ کیا خانہ کعبہ کا عورتوں نے کہا ہاں کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چلو۔

۹۲۱۔ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ كَانَتْ إِذَا حَجَّتْ وَمَعَهَا نِسَاءٌ تَخَافُ أَنْ يَحِضْنَ قَدَّمَتْهُنَّ يَوْمَ النَّحْرِ فَأَفَضْنَ فَإِنْ حِضْنَ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمْ تَنْتَظِرْهُنَّ فَتَنْفِرُ بِهِنَّ وَهُنَّ حُيَّضٌ إِذَا كُنَّ قَدْ أَفَضْنَ ۔

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا جب حج کرتیں عورتوں کے ساتھ اور خوف ہوتا ان کو حیض آ جانے کا تو یوم النحر کو ان کو روانہ کر دیتیں طواف افاضہ کے واسطے۔ جب وہ طواف افاضہ کر چکتیں اب اگر ان کو حیض آتا تو ان کے پاک ہونے کا انتظار نہ کرتیں بلکہ چل کھڑی ہوتیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

۹۲۲۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ فَقِيلَ لَهُ قَدْ حَاضَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّهَا حَابِسَتُنَا فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهَا قَدْ طَافَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا إِذًا ۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا صفیہ کا تو لوگوں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو حیض آ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاید وہ ہمارے روکنے والی ہے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! وہ طواف کر چکیں۔ رسول اللہ

---

(۹۱۹) بخاری (۳۲۸) کتاب الحیض : باب المرأة تحیض بعد الافاضة، مسلم (۲۱۱) أبو داود (۲۰۰۳) ترمذی (۹٤۳) نسائی (۳۹۱) ابن ماجه (۳۰۷۲) احمد (۳۸/٦) (۲٤٦۰۲) ۔

(۹۲۰) ایضاً ۔

(۹۲۱) موقوف صحیح : بیهقی (۱٦۳/٥) رقم (۹۷٥۷) معرفة السنن والآثار (۱٤۹/٤) ۔

ﷺ نے فرمایا پھر کچھ نہیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

۹۲۳۔ قَالَ هِشَامٌ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَنَحْنُ نَذْكُرُ ذَلِكَ فَلِمَ يُقَدِّمُ النَّاسُ نِسَائَهُمْ إِنْ كَانَ ذَلِكَ لَا يَنْفَعُهُنَّ وَلَوْ كَانَ الَّذِي يَقُولُونَ لَأَصْبَحَ بِمِنًى أَكْثَرُ مِنْ سِتَّةِ آلَافِ امْرَأَةٍ حَائِضٍ كُلُّهُنَّ قَدْ أَفَاضَتْ ۔

کہا ہشام نے کہا عروہ نے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب ہم اس کا ذکر کرتے تھے اگر پہلے سے عورتوں کو طواف کے لیے روانہ کر دینا مفید نہیں تو لوگ کیوں بھیج دیتے ہیں اور اگر یہ لوگ جیسے سمجھتے ہیں کہ طواف وداع کے لیے ٹھہرنا لازم ہے صحیح ہوتا تو منیٰ میں چھ ہزار عورتوں سے زیادہ حیض کی حالت میں پڑی ہوتیں طواف الوداع کے انتظار میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔

۹۲۴۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ بِنْتَ مِلْحَانَ اسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ حَاضَتْ أَوْ وَلَدَتْ بَعْدَمَا أَفَاضَتْ يَوْمَ النَّحْرِ فَأَذِنَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَتْ ۔

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام سلیم نے پوچھا رسول اللہ ﷺ سے اور اس کو حیض آ گیا تھا یا زچگی ہوئی تھی بعد طواف افاضہ کے یوم النحر کو تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو اجازت دی اور وہ چلی گئیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **ضعیف** ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس عورت کو حیض آ جائے منیٰ میں تو وہ ٹھہری رہے یہاں تک کہ وہ طواف افاضہ کرے اور اگر طواف افاضہ کے بعد اس کو حیض آیا تو اپنے شہر کو چلی جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے ہم کو رخصت پہنچی ہے حائضہ کے واسطے اور اگر حیض آیا طواف افاضہ سے پہلے پھر خون بند نہ ہو تو اکثر مدت لگا لیں گے۔

فائدہ: امام مالکؒ کے نزدیک اکثر مدت حیض کی پندرہ روز ہیں۔

باب فدية ما أصيب من الطير والوحش — جو شکار مارے پرند چرند کا اس کی جزا کا بیان

۹۲۵۔ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَضَى فِي الضَّبُعِ بِكَبْشٍ وَفِي الْغَزَالِ بِعَنْزٍ وَفِي

---

(۹۲۲) صحيح: مسند شافعى (۵۷۷/۱) شرح معانى الآثار (۲۳٤/۲)۔

(۹۲۳) موقوف صحيح: الشافعى فى الام (۱۸۱/۲) وفى المسند (۵۷۷/۱) بيهقى فى الكبرى (۱٦۲/۵)۔

(۹۲٤) ضعيف: عبد الله بن وهب فى المؤطا (۵٦) اسحاق بن راهويه فى مسنده (۵۸/۵)۔

الْأَرْنَبِ بِعَنَاقٍ وَفِي الْيَرْبُوعِ بِجَفْرَةٍ۔

ابوزبیر مکی سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حکم کیا بجو کے مارنے میں ایک مینڈھے کا اور ہرن میں ایک بکری کا اور خرگوش میں بکری کے بچے کا جو سال بھر کا ہو اور جنگلی چوہے میں بکری کے چار ماہ کے بچے کا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

۹۲۶۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ إِنِّي أَجْرَيْتُ أَنَا وَصَاحِبٌ لِي فَرَسَيْنِ نَسْتَبِقُ إِلَى ثُغْرَةِ ثَنِيَّةٍ فَأَصَبْنَا ظَبْيًا وَنَحْنُ مُحْرِمَانِ فَمَاذَا تَرَى فَقَالَ عُمَرُ لِرَجُلٍ إِلَى جَنْبِهِ تَعَالَ حَتَّى أَحْكُمَ أَنَا وَأَنْتَ قَالَ فَحَكَمَا عَلَيْهِ بِعَنْزٍ فَوَلَّى الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ هَذَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَحْكُمَ فِي ظَبْيٍ حَتَّى دَعَا رَجُلًا يَحْكُمُ مَعَهُ فَسَمِعَ عُمَرُ قَوْلَ الرَّجُلِ فَدَعَاهُ فَسَأَلَهُ هَلْ تَقْرَأُ سُورَةَ الْمَائِدَةِ قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَعْرِفُ هَذَا الرَّجُلَ الَّذِي حَكَمَ مَعِي فَقَالَ لَا فَقَالَ لَوْ أَخْبَرْتَنِي أَنَّكَ تَقْرَأُ سُورَةَ الْمَائِدَةِ لَأَوْجَعْتُكَ ضَرْبًا ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ وَهَذَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ۔

محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس اور کہا کہ میں نے اپنے ساتھی کے ساتھ گھوڑے ڈالے۔ ایک تنگ گھاٹی میں تو مارا ہم نے ہرن کو اور ہم دونوں احرام باندھے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو جو اِن کے پہلو میں بیٹھا تھا بلایا اور کہا آؤ ہم تم مل کر حکم کر دیں تو دونوں نے مل کر ایک بکری کا حکم کیا۔ وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا اور کہنے لگا یہ امیر المومنین ہیں ایک ہرن کا فیصلہ اکیلے نہ کر سکے جب تک ایک اور شخص کو اپنے ساتھ نہ بلایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات سن لی تو اس کو پکارا اور کہا تو نے سورہ مائدہ پڑھی ہے؟ وہ بولا نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے تو اس شخص کو پہچانتا ہے جس نے میرے ساتھ مل کر فیصلہ کیا اس نے کہا نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تو یہ کہتا کہ میں نے سورہ مائدہ پڑھی ہے تو اس وقت میں تجھے مارتا پھر کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنی کتاب میں ''تجویز کر دیں جزاء کو دو عادل تم میں سے وہ ہدی ہو جو پہنچے مکہ میں'' اور یہ شخص عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

فائدہ: اس شخص نے جہالت سے یہ سمجھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تنہا اس باب میں حکم نہ کر سکے۔ دوسرے یہ کہ جس شخص کو شریک کیا وہ اس قابل نہ تھا کہ شریک کیا جائے رائے میں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دونوں باتیں اس کو بتا دیں کہ اللہ کا حکم ایسا ہے کہ دو مرد عادل مل کر جزاء تجویز کریں اس لیے میں نے ایک اور شخص شریک کیا اور جس کو شریک کیا وہ بڑے پائے اور اعلیٰ مرتبہ کا شخص ہے یعنی عبدالرحمٰن بن عوف

---

(۹۲۵) موقوف صحیح: عبدالرزاق (۸۲۱٤) بیهقی (۱۸۳/۵، ۱۸٤) الشافعی فی الام (۱۹۲/۲)۔

(۹۲۶) موقوف صحیح: عبدالرزاق (۸۲۳۹) بیهقی (۱۸۰/۵) الشافعی فی الام (۲۰۷/۲)۔

عشرہ مبشرہ میں سے ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین۔

۹۲۷۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّ أَبَاهُ كَانَ يَقُولُ فِي الْبَقَرَةِ مِنَ الْوَحْشِ بَقَرَةٌ وَفِي الشَّاةِ مِنَ الظِّبَاءِ شَاةٌ۔

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ عروہ کہتے تھے کہ نیل گائے میں ایک گائے لازم اور ہرن میں ایک بکری لازم ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

۹۲۸۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي حَمَامِ مَكَّةَ إِذَا قُتِلَ شَاةٌ۔

سعید بن مسیب سے روایت ہے وہ کہتے تھے مکہ کے کبوتر میں جب قتل کیا جائے تو ایک بکری لازم ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک شخص مکہ کا رہنے والا احرام باندھے حج یا عمرہ کا اور اس کے گھر میں ایک گھونسلا ہو کبوتر کے بچوں کا وہ گھونسلے کا منہ بند کر دے اور بچے مر جائیں تو ہر بچہ کے بدلے ایک ایک بکری دینا ہوگی۔ کہا مالکؒ نے میں ہمیشہ سنتا آیا ہوں کہ شتر مرغ کو جب محرم مار ڈالے تو ایک اونٹ واجب ہوگا۔ کہا مالکؒ نے شتر مرغ کے انڈے میں اونٹ کا دسواں حصہ لازم ہے جیسے آزاد عورت کے پیٹ کے بچے کو کوئی مار ڈالے تو ایک لونڈی یا غلام دینا ہوگا جس کی قیمت پچاس دینار ہو اور پچاس دینار کل دیت کا دسواں حصہ ہے کہا مالکؒ نے نسر اور عقاب اور رخم یہ سب صید ہیں اگر ان کو مارے گا تو جزاء دینی ہوگی۔ کہا مالکؒ نے جس جانور کا جو بدلہ ہے وہ ہی رہے گا اگر چہ وہ جانور چھوٹا یا بڑا ہو جیسے دیت صغیر اور کبیر کے برابر ہے۔ یعنی چھوٹے ہرن کا بدلہ بھی ایک بکری ہے اور بڑے ہرن کا عوض بھی ایک بکری ہے جیسے کوئی بڑے آدمی کو مارے تو بھی وہی دیت ہے اور لڑکے کو مارے تب بھی وہی دیت ہے۔

باب فدية من أصاب شيئا من الجراد وهو محرم — احرام کی حالت میں اگر ٹڈی مارے تو اس کی جزا کا بیان

۹۲۹۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنِّي أَصَبْتُ جَرَادَاتٍ بِسَوْطِي وَأَنَا مُحْرِمٌ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ أَطْعِمْ قَبْضَةً مِنْ طَعَامٍ۔

حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اور کہا کہ میں نے چند ٹڈیوں کو کوڑے سے مار ڈالا اور میں احرام باندھے تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک مٹھی بھر کھانا کسی کو کھلا دے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

---

(۹۲۷) مقطوع صحيح : عبدالرزاق (۸۲۱۲) ابن ابی شيبة (۱٤٤٢٢) بيهقی (۱۸۲/۵) رقم (۹۸۷۱)۔

(۹۲۸) مقطوع صحيح : عبدالرزاق (۸۲۷۲) بيهقی (۲۰٦/۵) رقم (۱۰۰۰۸)۔

۹۳۰۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَسَأَلَهُ عَنْ جَرَادَاتٍ قَتَلَهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ فَقَالَ عُمَرُ لِكَعْبٍ تَعَالَ حَتَّى نَحْكُمَ فَقَالَ كَعْبٌ دِرْهَمٌ فَقَالَ عُمَرُ لِكَعْبٍ إِنَّكَ لَتَجِدُ الدَّرَاهِمَ لَتَمْرَةٌ خَيْرٌ مِنْ جَرَادَةٍ ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس اور پوچھا آپ سے میں نے ایک ٹڈی مار ڈالی حالت احرام میں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آؤ ہم تم مل کر فیصلہ کریں۔ کعب رضی اللہ عنہ نے کہا ایک درہم لازم ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تیرے پاس بہت دراہم ہیں میرے نزدیک ایک کھجور بہتر ہے ایک ٹڈی سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** ہے۔

فائدہ: تو ہر ٹڈی کے بدلے میں ایک کھجور صدقہ دینا کافی ہے یا ایک مٹھی اناج کی۔

باب فدية من حلق قبل أن ينحر جو شخص قبل نحر کے حلق کرے اس کے فدیہ کا بیان

۹۳۱۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْرِمًا فَآذَاهُ الْقَمْلُ فِي رَأْسِهِ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَحْلِقَ رَأْسَهُ وَقَالَ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ مُدَّيْنِ مُدَّيْنِ لِكُلِّ إِنْسَانٍ أَوْ انْسُكْ بِشَاةٍ أَيَّ ذَلِكَ فَعَلْتَ أَجْزَأَ عَنْكَ ۔

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ساتھ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام باندھے ہوئے ان کے سر میں جوئیں پڑ گئیں تو حکم دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سر منڈانے کا اور کہا تین روز یا چھ مسکینوں کو دو دو مد کھانا دے یا ایک بکری ذبح کرے ان میں جو کرے گا کافی ہے۔

۹۳۲۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ لَعَلَّكَ آذَاكَ هَوَامُّكَ فَقُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْلِقْ رَأْسَكَ وَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ أَوْ انْسُكْ بِشَاةٍ ۔

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شاید تجھ کو تکلیف دیتی ہیں جوئیں انہوں نے کہا

(۹۳۰) موقوف ضعيف : عبدالرزاق (۸۲٤٦) ابن ابى شيبة (١٥٦٢٠) بيهقى (١٨٢/٥) رقم (٩٨٦٩) ۔
(۹۳۱) بخارى (١٨١٤) كتاب الحج : باب قول الله تعالى فمن كان منكم مريضا، مسلم (١٢٠١) أبو داد (١٨٥٦) ترمذى (٩٥٣) نسائى (٢٨٥١) ابن ماجه (٣٠٧٩) احمد (٢٤١/٤)، (١٨٢٨٠) ۔
(۹۳۲) بخارى (٢٨١٤) ۔

ہاں یارسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا' منڈواڈال سراپنااور تین روزے رکھ یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا یا ایک بکری ذبح کر۔

۹۳۳۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ أَنَّهُ قَالَ جَائَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَنْفُخُ تَحْتَ قِدْرٍ لِأَصْحَابِي وَقَدْ امْتَلَأَ رَأْسِي وَلِحْيَتِي قَمْلًا فَأَخَذَ بِجَبْهَتِي ثُمَّ قَالَ احْلِقْ هٰذَا الشَّعَرَ وَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِمَ أَنَّهُ لَيْسَ عِنْدِي مَا أَنْسُكُ بِهِ۔

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آئے میرے پاس رسول اللہ ﷺ اور میں ہانڈی پھونک رہا تھا اپنے ساتھیوں کی اور میرے سراور داڑھی کے بال جوؤں سے بھر گئے تھے اور آپ ﷺ نے میری پیشانی تھام کر فرمایا ان بالوں کو منڈ واڈال اور تین روزے رکھ یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا اور رسول اللہ ﷺ جانتے تھے کہ میرے پاس قربانی کے واسطے کچھ نہیں ہے۔

فائدہ: اس واسطے آپ ﷺ نے قربانی کا حکم نہ کیا اور یہ روایت دوسری روایتوں کے مخالف نہیں ہے کیونکہ پہلے آپ نے قربانی کا بھی ذکر کیا جب معلوم ہوا کہ اس کو استطاعت نہیں تو صرف دو چیزوں کو بیان کیا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کوئی شخص اذی کی جزاء نہ دے جب تک قصور نہ کرے کیونکہ قصور کرنے سے کفارہ واجب ہوتا ہے اور اس کو اختیار ہے کہ جزاء قربانی سے دے یا روزے سے یا صدقہ سے مکہ میں خواہ کسی اور شہر میں۔

فائدہ: اذیٰ کہتے ہیں کسی عارضے یا بیماری جیسے سر میں جوئیں پڑ جانا یا اور کوئی مرض ہو جس سے ان کاموں کے کرنے کی حاجت ہو جو احرام میں ممنوع ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ جزاء صید کی مکہ میں پہنچنا ضروری ہے۔(زرقانی)

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا محرم کو درست نہیں کہ اپنے بال نوچے یا منڈوائے یا کم کرائے جب تک احرام نہ کھولے مگر اس صورت میں کہ اس کے سر میں کوئی ایذاء ہو تو فدیہ لازم ہوگا جیسا اللہ جل جلالہ نے حکم کیا اور محرم کو درست نہیں کہ اپنے ناخن کترے یا جوئیں مارے یا سر سے جوں نکال کر زمین پر ڈالے یا اپنے بدن یا کپڑے سے جوں نکالے اگر ایسا کرے تو ایک مٹھی اناج کی اللہ کے لیے دے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جس شخص نے اپنی ناک کے بال اکھاڑے یا بغل کے یا بدن پر نورہ لگایا یا سر میں زخم ہوا اور ضرورت کی وجہ سے سر منڈوایا یا گدی کے بال منڈوائے پچھنے لگانے کے واسطے احرام میں اگر بھولے سے یا نادانی سے یہ کام کرے تو ان سب صورتوں میں اس پر فدیہ ہے اور محرم کو درست نہیں کہ پچھنے لگانے کی جگہ مونڈے۔امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص نادانی سے قبل کنکریاں مارنے کے سر منڈائے تو فدیہ دے۔

باب ما یفعل من نسی من نسکه شیئا جو شخص کوئی رکن بھول جائے اس کا بیان

۹۳۴۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ نَسِيَ مِنْ نُسُكِهِ شَيْئًا أَوْ تَرَكَهُ فَلْيُهْرِقْ دَمًا

(۹۳۳) ۔ أیضاً۔

(۹۳٤) دارقطنی (۲٤۳/۲) ' (۲٥۱۲) بیهقی (۳۰/٥) ' (۸۹۲٥)۔

قَالَ أَيُّوبُ لَا أَدْرِي قَالَ تَرَكَ أَوْ نَسِيَ ۔

سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا جو شخص اپنے کاموں میں سے کوئی کام بھول جائے یا چھوڑ دے تو ایک دم دے (یعنی قربانی)۔ ایوب نے کہا مجھے یاد نہیں سعید نے بھول جائے کہا یا چھوڑ دے کہا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اس دم میں سے جو ہدی ہو وہ تو خواہ مخواہ مکہ میں جائے گی جو کوئی اور عبادت ہو تو اختیار ہے جہاں چاہے کرے۔

باب جامع الفدية — فدیہ کے مختلف مسائل کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو شخص چاہے ایسے کپڑے پہننا جو احرام میں درست نہیں ہیں یا بال کم کرنا چاہے یا خوشبو لگانا چاہے بغیر ضرورت کے فدیہ کو آسان سمجھ کر تو یہ جائز نہیں ہے بلکہ رخصت ضرورت کے وقت ہے جو کوئی ایسا کرے فدیہ دے۔ سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ﴿ففدية من صيام أو صدقة او نسك﴾ تو اس شخص کو اختیار ہے اس میں اور نسک کیا چیز ہے اور طعام کتنا واجب ہے اور کس مد سے چاہیے اور روزے کتنے چاہییں اور اس میں تاخیر کرنا درست ہے یا فی الفور کرنا چاہیے۔ مالکؒ نے جواب دیا جتنے کفاروں میں اللہ جل جلالہ نے اس طرح بیان کی ہے کہ یا یہ ہو یا یہ ہو اس میں اختیار ہے جونسا امر چاہے کرے اور نسک سے ایک بکری مراد ہے اور روزے سے تین روزے مقصور ہیں اور طعام سے چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا منظور ہے ہر مسکین کو دو مد دینا چاہیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مد سے۔ امام مالکؒ نے فرمایا اور سنا میں نے بعض اہل علم سے کہتے تھے کہ اگر محرم نے کسی چیز کو کچھ مارا اور وہ کسی جانور چرند یا پرند کو جو شکاری ہے جالگا اور وہ مرگیا مگر محرم کا ارادہ اس کے مارنے کا نہ تھا اس پر فدیہ لازم ہوگا کیونکہ قصد اور خطا دونوں اس باب میں یکساں ہیں۔ امام مالکؒ نے فرمایا اگر چند لوگ مل کر ایک شکار ماریں اور سب احرام باندھے ہوں تو ہر ایک شخص پر ان میں سے جزاء لازم ہوگی اور ہر ایک کو پوری جزاء دینی ہوگی اگر ان پر ہدی کا حکم ہوگا تو ہر ایک کو ہدی دینا ہوگی اگر روزوں کا حکم ہوگا تو ہر ایک روزہ رکھنا ہوگا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ چند آدمی مل کر ایک شخص کو خطا سے مار ڈالیں تو کفارہ قتل کا یعنی ایک غلام آزاد کرنا ہر ایک پر واجب ہوگا یا دو مہینے پے در پے روزے ہر ایک کو رکھنے ہوں گے۔ امام مالکؒ نے فرمایا جس شخص نے شکار مارا بعد کنکریاں مارنے کے سر منڈانے کے قبل طواف افاضہ کے تو اس پر جزاء اس شکار کی لازم ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿واذا حللتم فاصطادوا﴾ یعنی جب تم احرام کھول ڈالو تو شکار کرو اور جس شخص نے طواف افاضہ نہیں کیا اس کا پورا احرام نہیں کھلا۔ کیونکہ اس کو صحبت عورتوں سے اور خوشبو لگانا درست نہیں۔ امام مالکؒ نے فرمایا اگر محرم حرم کا درخت اکھاڑے تو اس پر کچھ جزاء لازم نہ ہوگی مگر یہ فعل بہت برا ہے۔

فائدہ: کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ایمان لائے اللہ پر اور قیامت پر اس کو درست نہیں کہ حرم میں خون کرے یا وہاں کا درخت کاٹے امام ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ کے نزدیک جزاء لازم ہوگی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو شخص حج میں تین روزے رکھنا بھول جائے یا بیماری کی وجہ سے نہ رکھ سکے یہاں تک کہ اپنے شہر چلا جائے تو اس کو اگر ہدی کی قدرت ہو تو ہدی دے ورنہ تین روزے اپنے گھر میں رکھ کر پھر سات روزے رکھے۔

فائدہ: جب کوئی تمتع کرے اور ہدی نہ پائے تو اس پر تین روزے ہیں حج میں اور سات روزے بعد حج کے جیسے کہ اُوپر بیان ہوا انہیں روزوں کا یہاں ذکر ہے اگر کسی پر یہ روزے لازم تھے اور وہ بھول گیا یا بیماری کی وجہ سے نہ رکھ سکا تو اس کا یہ حکم ہے۔

باب جامع الحج — حج کی مختلف احادیث کا بیان

۹۳۵۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ قَالَ وَقَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنَّاسِ بِمِنًى وَالنَّاسُ يَسْأَلُونَهُ فَجَائَهُ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَمْ أَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْحَرْ وَلَا حَرَجَ ثُمَّ جَائَهُ آخَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَمْ أَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ قَالَ فَمَا سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا أُخِّرَ إِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرے منیٰ میں حجۃ الوداع میں اور لوگ مسئلے پوچھتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سو ایک شخص آیا اس نے کہا یا رسول اللہ! میں نے سر منڈا لیا قبل نحر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب ذبح کر لے کچھ حرج نہیں ہے۔ پھر دوسرا شخص آیا۔ وہ بولا یا رسول اللہ! میں نے نادانی سے نحر کیا قبل رمی کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمی کر لے کچھ حرج نہیں ہے۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا پھر جب سوال ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز کو مقدم یا مؤخر کرنے کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کر لے اور کچھ حرج نہیں ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر مسئلہ نہ جان کر کسی رُکن کی تقدیم یا تاخیر کرے تو نہ گناہ ہے نہ فدیہ اور بعضوں نے کہا کہ حرج نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ گناہ نہیں ہے لیکن دم لازم آئے گا اور صحیح پہلا قول ہے۔

۹۳۶۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ أَوْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ يُكَبِّرُ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ مِنَ الْأَرْضِ ثَلَاثَ تَكْبِيرَاتٍ ثُمَّ يَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب لوٹتے جہاد یا حج یا عمرہ سے تو تکبیر کہتے۔ ہر چڑھاؤ پر

---

(۹۳۵) بخاری (۱۷۳۶) كتاب الحج : باب الفتيا على الدابة عند الجمرة، مسلم (۱۳۰۶) أبو داؤد (۲۰۱٤) ترمذی (۹۱٦) نسائی فی "الكبری" (٤۱۰۹) ابن ماجه (۳۰۵۱)۔

(۹۳٦) بخاری (۱۷۹۷) كتاب الحج : باب ما يقول اذا رجع من الحج أو العمرة أو الغزو، مسلم (۱۳٤٤) أبو داود (۲۷۷۰) ترمذی (۹۵۰) نسائی فی الكبری (۸۷۷۳) أحمد (٦۳/۲) (۵۲۹۵)۔

تین بار فرماتے " لا اله الا الله وحده لا شریك له له الملك وله الحمد وهو علی كل شی قدیر " ہم لوٹنے والے ہیں توبہ کرنے والے ہیں اللہ کی طرف پوجنے والے ہیں سجدہ کرنے والے ہیں اللہ کو اپنے پروردگار کی طرف کرنے والے ہیں سچا کیا اللہ نے وعدہ اپنا اور مدد کی اپنے بندے کی (محمد ﷺ) اور بھگا دیا آپ ﷺ نے فوجوں کو اکیلے۔

فائدہ: وہ وعدہ یہ تھا کہ مسلمانوں کو کفار کے مقابلے میں فتح حاصل ہوگی اور یہ وعدہ تھا کہ مسلمان مسجد الحرام میں بے کھٹکے اور بے خوف داخل ہوں گے۔

۹۳۷۔ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِامْرَأَةٍ وَهِيَ فِي مِحَفَّتِهَا فَقِيلَ لَهَا هَذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَتْ بِضَبْعَيْ صَبِيٍّ كَانَ مَعَهَا فَقَالَتْ أَلِهَذَا حَجٌّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ وَلَكِ أَجْرٌ ۔

حضرت کریب سے جو مولیٰ ہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ہوا ایک عورت پر اور وہ اپنے محافہ میں تھی (محافہ ہودج کی مانند ہوتا ہے مگر اس پر قبہ نہیں ہوتا) تو کہا گیا اس سے کہ یہ رسول اللہ ﷺ اس لڑکے کا بھی حج ہے فرمایا ہاں اور تجھ کو اجر ہے۔

۹۳۸۔ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ كَرِيزٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا رُئِيَ الشَّيْطَانُ يَوْمًا هُوَ فِيهِ أَصْغَرُ وَلَا أَدْحَرُ وَلَا أَحْقَرُ وَلَا أَغْيَظُ مِنْهُ فِي يَوْمِ عَرَفَةَ وَمَا ذَاكَ إِلَّا لِمَا رَأَى مِنْ تَنَزُّلِ الرَّحْمَةِ وَتَجَاوُزِ اللّٰهِ عَنِ الذُّنُوبِ الْعِظَامِ إِلَّا مَا أُرِيَ يَوْمَ بَدْرٍ قِيلَ وَمَا رَأَى يَوْمَ بَدْرٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ أَمَا إِنَّهُ قَدْ رَأَى جِبْرِيلَ يَزَعُ الْمَلَائِكَةَ ۔

حضرت طلحہ بن عبیداللہ بن کریز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں دیکھا جاتا شیطان کسی روز ذلیل اور منحوس اور غضبناک زیادہ عرفے کے روز سے اس وجہ سے کہ دیکھتا ہے اس دن خدا کی رحمت اترتی ہوئی اور بڑے بڑے گناہ معاف ہوتے ہوئے مگر بدر کے روز بھی شیطان کا یہی حال تھا لوگوں نے کہا اس دن کیا تھا یا رسول اللہ! فرمایا آپ ﷺ نے کہ دیکھا اس نے جبریل کو فرشتوں کی صف باندھے ہوئے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **ضعیف** ہے۔

فائدہ: جنگ بدر کے روز شیطان بھی کافروں کے سات لڑنے کو آیا تھا جب اس نے دیکھا کہ مسلمانوں کی مدد کے لیے فرشتے بھی آئے

---

(۹۳۷) مسلم (۱۳۳۶) كتاب الحج : باب صحة حج الصبی وأجر من حج به، أبو داود (۱۷۳۶) نسائی (۲۶٤۹) احمد (۲۱۹/۱)، (۱۸۹۸)۔

(۹۳۸) ضعیف : عبدالرزاق (۸۸۳۲) بیهقی فی شعب الإیمان (٤۰٦۹) بغوی فی شرح السنة (۱۵۸/۷) ابن عساكر فی تاریخ دمشق (۱۰/٤۷)۔

ہیں تو پیٹھ موڑ کر بھاگا۔ ابن حبان اور حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ جل جلالہ فخر کرتا ہے عرفات والوں سے ملائکہ پر اور کہتا ہے دیکھو میرے بندوں کو آئے میرے پاس پریشان حال گرد پڑے ہوئے۔

۹۳۹۔ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ كَرِيزٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَفْضَلُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ وَأَفْضَلُ مَا قُلْتُ أَنَا وَالنَّبِيُّونَ مِنْ قَبْلِي لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ بن کریز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر دعاؤں میں عرفے کی دعا ہے اور بہتر اس میں جو کہا میں نے اور میرے سے پہلے پیغمبروں نے "لا اله الا الله وحده لا شريك له" ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

فائدہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس قدر زیادہ ہے "لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں "يُحْيِي وَيُمِيتُ" نہیں ہے۔ ابن عبد البر نے کہا بہتر سے مراد یہ ہے کہ اس دعا کے پڑھنے میں زیادہ ثواب ہے۔ رزین بن معاویہ نے اس حدیث میں اتنا اور بڑھا دیا ہے کہ افضل سب دنوں میں عرفے کا دن ہے جب جمعہ کو آن پڑے اور وہ حج نشتر حجوں سے بہتر ہے جو جمعہ کے دن نہ پڑیں۔ حافظ نے کہا کہ اس حدیث کا حال معلوم نہیں نہ اس کے صحابی کا حال معلوم ہے نہ راوی کا پتا ہے بلکہ موطا کی حدیث میں یہ عبارت بڑھا دی ہے اور موطا کے کسی نسخے میں یہ عبارت نہیں ملتی۔ ابن قیم نے ہدی میں لکھا ہے کہ یہ عوام میں مشہور ہے کہ جمعہ کے دن جب عرفہ آن پڑے تو وہ حج بہتر حج سے بہتر ہے محض لغو ہے اس کی کچھ اصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین سے نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ عوام جب عرفہ جمعہ کو آن پڑے تو اس کو حج اکبر کہتے ہیں یہ ایک غلط فہمی ہے۔ حج اکبر اصطلاح شرع میں حج کو کہتے ہیں اور عمرہ کو حج اصغر مگر ملا قاری نے اپنے مناسک میں بعض روایات ضعیفہ سے کچھ فضائل اس حج کے جس میں عرفہ جمعہ کے دن واقع ہو بہ نسبت اور حجوں کے زیادہ بیان کیے ہیں۔

۹۴۰۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ابْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْتُلُوهُ قَالَ مَالِك وَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ مُحْرِمًا وَاللّٰهُ أَعْلَمُ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے مکے میں جس سال مکہ فتح ہوا آپ کے سر پر خود تھا جب آپ نے خود اتارا تو ایک شخص آیا اور بولا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن خطل (ایک کافر تھا جس کا نام عبد العزیٰ تھا آپ نے اس کا خون مباح کر دیا تھا) کعبے کے پردے پکڑے ہوئے لٹک رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو مار ڈالو۔

---

(۹۳۹) صحیح لغیرہ: عبدالرزاق فی المصنف (۸۱۲۵) بیهقی فی السنن الکبری (۲۸۴/۴) (۸۳۹۱) (۱۱۷/۵) (۹۴۷۳) ترمذی (۳۵۸۵)۔

(۹۴۰) مسلم (۱۳۵۷) کتاب الحج: باب جواز دخول مکة بغیر احرام، أبو داود (۲۶۸۵) ترمذی (۱۶۹۳) نسائی (۲۸۶۷) أحمد (۱۰۹/۳) (۱۲۰۹۱) دارمی (۱۹۳۸)۔

فائدہ: آپ ﷺ نے ابن خطل کے مار ڈالنے کا حکم اس واسطے کیا کہ ابن خطل پہلے مسلمان ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو مصدق (زکوٰۃ وصول کرنے والا) بنا کر بھیجا اور ایک غلام مسلمان خدمت کے لیے اس کے ساتھ کر دیا۔ ابن خطل ایک منزل میں اُترا اور غلام کو کھانا پکانے کو کہا اور خود سو رہا جب اٹھا تو دیکھا غلام نے کھانا نہیں پکایا ہے۔ ابن خطل نے اس غلام کو مار ڈالا اور اسلام سے پھر گیا اور مکے میں جا کر دو لونڈیاں رکھیں جو رسول اللہ ﷺ کی ہجو گایا کرتی تھیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ اس دن احرام نہیں باندھے تھے۔

فائدہ: ورنہ خود سر پر کیوں رکھتے مگر یہ امر رسول اللہ ﷺ سے خاص ہے اور کسی کو مکے میں بغیر احرام باندھے ہوئے جانا درست نہیں اور ابن خطل نے اگر چہ کعبے کی پناہ لی تھی مگر جو شخص خون کر کے بھاگ آئے اس کو کعبہ پناہ نہیں دیتا ابوحنیفہؒ کے نزدیک دیتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ابن خطل کا قتل ایسے وقت میں ہوا جب تک قتال آپ کو مباح تھا (واللہ اعلم)۔

۹۴۱۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَقْبَلَ مِنْ مَكَّةَ حَتّٰى إِذَا كَانَ بِقُدَيْدٍ جَاءَهُ خَبَرٌ مِنَ الْمَدِينَةِ فَرَجَعَ فَدَخَلَ مَكَّةَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آئے مکے سے (مدینے کے قصد سے) جب قدید میں پہنچے تو مدینے کے فساد کی خبر پہنچی پس لوٹ آئے مکے میں بغیر احرام کے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند شیخین کی شرط پر **صحیح** ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مکے میں بغیر احرام کے آنا درست ہے۔ ابن شہاب اور حسن بصری اور داؤد ظاہری کا یہی قول ہے مگر اکثر علماء کے نزدیک مکے میں بغیر احرام کے آنا درست نہیں ہے۔ البتہ جو لوگ قرب و جوار کے رات دن مکے میں آتے جاتے رہتے ہیں ان کو رخصت ہے۔

۹۴۲۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ مِثْلَ ذٰلِكَ ۔

ابن شہاب سے ایسی ہی روایت ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

۹۴۳۔ عَنْ عِمْرَانَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ عَدَلَ إِلَيَّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَأَنَا نَازِلٌ تَحْتَ سَرْحَةٍ بِطَرِيقِ مَكَّةَ فَقَالَ مَا أَنْزَلَكَ تَحْتَ هٰذِهِ السَّرْحَةِ فَقُلْتُ أَرَدْتُ ظِلَّهَا فَقَالَ هَلْ غَيْرُ ذٰلِكَ فَقُلْتُ لَا مَا أَنْزَلَنِي إِلَّا ذٰلِكَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنْتَ بَيْنَ الْأَخْشَبَيْنِ مِنْ مِنًى وَنَفَخَ بِيَدِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ فَإِنَّ هُنَاكَ وَادِيًا يُقَالُ لَهُ السُّرَرُ بِهِ شَجَرَةٌ سُرَّ تَحْتَهَا سَبْعُونَ نَبِيًّا ۔

---

(۹۴۱) موقوف صحیح : بیهقی فی السنن الکبری (۱۸۷/۵) رقم (۹۸۴۴)۔

(۹۴۳) ضعیف : نسائی (۲۹۹۵) کتاب المناسك الحج : باب ما ذکر فی منی، أحمد (۱۳۸/۲)۔

حضرت عمران انصاری سے روایت ہے کہ آئے میرے پاس عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور میں اترا تھا ایک درخت کے تلے مکے کی راہ میں تو پوچھا انہوں نے کیوں اترا تو اس درخت کے تلے؟ میں نے کہا سایہ کے واسطے انہوں نے کہا اور کسی کام کے واسطے؟ میں نے کہا نہیں میں صرف سایہ کے واسطے اترا ہوں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تو منیٰ میں دو پہاڑوں کے بیچ میں پہنچے اور اشارہ کیا ہاتھ سے پورب کی طرف۔ وہاں ایک جگہ ہے جس کو سرر کہتے ہیں وہاں ایک درخت ہے اس کے تلے ستر نبیوں کی نال کاٹی گئی یا ستر نبیوں کو نبوت ملی پس وہ اس سبب سے خوش ہوئے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند ضعیف ہے۔

۹۴۴۔ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مَرَّ بِامْرَأَةٍ مَجْذُومَةٍ وَهِيَ تَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَقَالَ لَهَا يَا أَمَةَ اللّٰهِ لَا تُؤْذِي النَّاسَ لَوْ جَلَسْتِ فِي بَيْتِكِ فَجَلَسَتْ فَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهَا إِنَّ الَّذِي كَانَ قَدْ نَهَاكِ قَدْ مَاتَ فَاخْرُجِي فَقَالَتْ مَا كُنْتُ لِأُطِيعَهُ حَيًّا وَأَعْصِيَهُ مَيِّتًا۔

ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ گزرے ایک جذامی عورت پر جو طواف کر رہی تھی خانہ کعبہ کا، تو کہا اے خدا کی لونڈی! مت تکلیف دے لوگوں کو کاش! تو اپنے گھر میں بیٹھتی۔ وہ اپنے گھر میں بیٹھی رہی ایک شخص اس سے ملا اور بولا کہ جس شخص نے تجھ کو منع کیا تھا وہ مر گیا اب نکل۔ عورت بولی میں ایسی نہیں کہ زندگی میں اس شخص کی اطاعت کروں اور مرنے کے بعد اس کی نافرمانی کروں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ اس کی سند انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔

۹۴۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقُولُ مَا بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْبَابِ الْمُلْتَزَمُ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ درمیان میں حجر اسود اور دروازہ کعبہ کے ملتزم ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند ضعیف ہے۔

فائدہ: ملتزم سے چمٹ کر دعا مانگتے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی حاجت یا مصیبت والا ملتزم سے چمٹ کر دعا مانگے گا اللہ جل جلالہ اس کی حاجت پوری کرے گا اور مصیبت کو دور کرے گا۔

۹۴۶۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ أَنَّ رَجُلًا مَرَّ عَلَى أَبِي ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ وَأَنَّ أَبَا ذَرٍّ سَأَلَهُ أَيْنَ تُرِيدُ فَقَالَ أَرَدْتُ الْحَجَّ فَقَالَ هَلْ نَزَعَكَ غَيْرُهُ فَقَالَ لَا قَالَ فَأْتَنِفِ الْعَمَلَ قَالَ الرَّجُلُ فَخَرَجْتُ حَتَّى قَدِمْتُ مَكَّةَ فَمَكَثْتُ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ إِذَا أَنَا بِالنَّاسِ مُنْقَصِفِينَ عَلَى رَجُلٍ فَضَاغَطْتُ عَلَيْهِ النَّاسَ فَإِذَا أَنَا بِالشَّيْخِ الَّذِي وَجَدْتُ بِالرَّبَذَةِ يَعْنِي أَبَا ذَرٍّ قَالَ فَلَمَّا رَآنِي عَرَفَنِي فَقَالَ هُوَ الَّذِي حَدَّثْتُكَ۔

---

(۹۴۴) موقوف ضعیف : عبدالرزاق فی المصنف (۷۱/۵)، (۹۰۳۱)۔

(۹۴۵) موقوف ضعیف : بیهقی فی السنن الکبری (۱۶۴/۵)، (۹۷۶۶)۔

حضرت محمد بن یحییٰ بن حبان سے روایت ہے کہ ایک شخص گزرا ابوذر رضی اللہ عنہ پر ربذہ میں (ایک مقام کا نام ہے) ابو ذر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہاں کا قصد ہے؟ اس نے کہا حج کا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے پوچھا اور کسی نیت سے تو نہیں نکلا۔ بولا نہیں ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا پس شروع کر کام اس شخص نے کہا میں نکلا یہاں تک کہ مکہ میں آیا اور وہاں ٹھہرا رہا پھر دیکھا میں نے لوگوں کو چیر کے اندر گیا کیا دیکھتا ہوں کہ وہی شخص جو ربذہ میں مجھ کو ملا تھا موجود ہے یعنی ابوذر رضی اللہ عنہ انہوں نے مجھ کو دیکھ کر پہنچانا اور کہا تو وہی ہے جس سے حدیث بیان کی تھی میں نے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند ضعیف ہے۔

۹۴۷۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ الِاسْتِثْنَاءِ فِي الْحَجِّ فَقَالَ أَوَ يَصْنَعُ ذَلِكَ أَحَدٌ وَأَنْكَرَ ذَلِكَ۔

امام مالکؒ نے پوچھا ابن شہاب سے کہ حج میں شرط لگانا درست ہے بولے کیا کوئی ایسا کرتا ہے اور انکار کیا اس سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے۔

فائدہ: کیونکہ شرط لگانے سے کیا فائدہ اگر کوئی مانع پیش آئے تو طواف اور سعی کر کے احرام کھول ڈالنا درست ہے۔ مالکؒ اور ابو حنیفہؒ اور اکثر علماء کا مذہب یہی ہے اور امام شافعیؒ اور احمدؒ کے نزدیک شرط لگانا درست ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا کہ اپنے جانور کے واسطے حرم کی گھاس کا ٹنا درست ہے؟ جواب دیا کہ نہیں۔

باب حج المرأة بغير ذي محرم — عورت کو بغیر محرم کے حج کرنے کا بیان

امام مالکؒ نے فرمایا جن عورتوں کے خاوند نہیں ہیں اور انہوں نے حج نہیں کیا اگر ان کا کوئی محرم نہ ہو یا ہو لیکن ساتھ نہ جا سکے تو فرض حج کو ترک نہ کرے بلکہ عورتوں کے ساتھ حج کو جائے۔

سطے حرم کی گھاس کا ٹنا درست ہے؟ جواب دیا کہ نہیں۔

باب صيام المتمتع — جو شخص تمتع کرے اس کے روزوں کا بیان

۹۴۸۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ الصِّيَامُ لِمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ لِمَنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا مَا بَيْنَ أَنْ يُهِلَّ بِالْحَجِّ إِلَى يَوْمِ عَرَفَةَ فَإِنْ لَمْ يَصُمْ صَامَ أَيَّامَ مِنًى۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ کہتی تھیں روزہ اس شخص کے اوپر ہے جو تمتع کرے یعنی عمرہ کر کے حج کرے اور ہدی نہ پائے حج کے احرام سے لے کر عرفے تک روزے رکھے اگر ان دنوں میں نہ رکھے تو منیٰ کے دنوں میں رکھے۔

فائدہ: ہر چند کہ منیٰ کے دنوں میں روزے رکھنا ممنوع ہے مگر ضرورت کی وجہ سے جب حج کے دنوں میں روزے نہ رکھ سکے تو ان دنوں میں رکھے۔

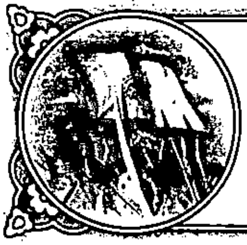
---

(۹۴۷) مقطوع صحيح : شافعی فی الأم (۱۵۸/۲) بیهقی (۲۲۳/۵)، (۱۰۱۲۵)۔

(۹۴۸) بخاری (۱۹۹۹) كتاب الصوم : باب صيام أيام التشريق، بیهقی (۲٤/۵) رقم (۸۸۹۸)۔

۹۴۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي ذَلِكَ مِثْلَ قَوْلِ عَائِشَةَ ۔
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی اس مقدمے میں مثل قول عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہتے۔

(۹٤۹) بخاری (۱۹۹۹) ۔



(21) كتاب الجهاد

كتاب جہاد کے بیان میں

باب الترغيب في الجهاد — جہاد کی طرف رغبت دلانے کا بیان

۹۵۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الدَّائِمِ الَّذِي لَا يَفْتُرُ مِنْ صَلَاةٍ وَلَا صِيَامٍ حَتَّى يَرْجِعَ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی دن بھر روزہ رکھے رات بھر عبادت کرے نہ تھکے نماز سے اور نہ روزے سے یہاں تک کہ لوٹے جہاد سے۔

فائدہ: یعنی جب سے آدمی گھر سے جہاد کو نکلے تو لوٹنے تک گویا ہر وقت عبادت میں مصروف ہے اس حدیث سے بہت بڑی فضیلت جہاد کی ثابت ہوئی۔

۹۵۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((تَكَفَّلَ اللّٰهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ مِنْ بَيْتِهِ إِلَّا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ وَتَصْدِيقُ كَلِمَاتِهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرُدَّهُ إِلَى مَسْكَنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ مَعَ مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ ضامن ہے اس شخص کا جو جہاد کرے اس کی راہ میں اور نہ نکلے گھر سے مگر جہاد کی نیت سے اللہ کے کلام کو سچا جان کر اس بات کا کہ داخل کرے گا اللہ اس کو جنت میں یا پھیر لائے گا اس کو اس کے گھر میں جہاں سے نکلا ہے ثواب اور غنیمت کے ساتھ۔

۹۵۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((الْخَيْلُ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ فَأَمَّا الَّذِي هِيَ لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَأَطَالَ لَهَا فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ فَمَا

---

(۹۵۰) بخاری (۲۷۸۷) كتاب الجهاد والسير : باب أفضل الناس مومن مجاهد بنفسه وماله في سبيل الله، مسلم (۱۸۷۸) نسائی (۳۱۲۷) أحمد (۲/۴۶۵) (۱۰۰۰۱)۔

(۹۵۱) بخاری (۳۱۲۳) كتاب فرض الخمس : باب قول النبي أحلت لكم الغنائم، مسلم (۱۸۷۶) نسائی (۳۱۲۲) أحمد (۲/۳۹۹) (۹۱۷۶) دارمی (۲۳۹۱)۔

(۹۵۲) بخاری (۲۳۷۱) كتاب المساقاة : باب شرب الناس والدواب من الأنهار، مسلم (۹۸۷) نسائی (۳۵۶۳) أحمد (۲/۲۶۲) (۷۵۵۳)۔

أَصَابَتْ فِي طِيَلِهَا ذَلِكَ مِنَ الْمَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ كَانَ لَهُ حَسَنَاتٌ وَلَوْ أَنَّهَا قُطِعَتْ طِيَلَهَا ذَلِكَ فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ آثَارُهَا وَأَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَسْقِيَ بِهِ كَانَ ذَلِكَ لَهُ حَسَنَاتٍ فَهِيَ لَهُ أَجْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَتَعَفُّفًا وَلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِي رِقَابِهَا وَلَا فِي ظُهُورِهَا فَهِيَ لِذَلِكَ سِتْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِيَاءً وَنِوَاءً لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَهِيَ عَلَى ذَلِكَ وِزْرٌ وَسُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ فَقَالَ لَمْ يُنْزَلْ عَلَيَّ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا هَذِهِ الْآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑے ایک شخص کے واسطے اجر ہیں اور ایک شخص کے واسطے درست ہیں اور ایک شخص کے واسطے گناہ ہیں؛ اجر اس کے واسطے ہیں جو باندھے ان کو جہاد کے واسطے پھر لمبی کر دے رسی ان کی کسی موضع یا چراگاہ میں تو جس قدر دور تک اس رسی کے سبب سے چرے اس کے واسطے نیکیاں لکھی جائیں گی اگر وہ رسی توڑا کر ایک اونچان یا دو اونچان چڑھیں ان کے ہر قدم اور لید پر نیکیاں لکھی جائیں گی اور اگر وہ کسی نہر پر جا نکلے اور پانی پیے اور مالک کا ارادہ پانی پلانے کا نہ تھا۔ تب بھی اس واسطے نیکیاں لکھی جائیں اور درست اس کے واسطے ہیں جو تجارت کے واسطے باندھے اور زکوۃ ان کی ادا کرے اور گناہ اس کے واسطے ہیں جو فخر اور ریا اور مسلمانوں کی دشمنی کے لیے باندھے اور سوال ہوا حضرت سے گدھوں کے باب میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس مقدمے میں میرے اوپر کچھ نہیں اترا مگر یہ آیت جو اکیلی تمام نیکیوں کو شامل ہے ﴿فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یره ومن یعمل مثقال ذرة شرا یره﴾۔

فائدہ: یعنی جو کوئی رتی برابر نیکی کرے گا وہ اس کو پائے گا اور جو کوئی رتی برابر برائی کرے گا پائے گا اس بات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ تھوڑی سی نیکی بھی تلف نہیں کی جائے گی سو خدا کی راہ میں گدھوں کا باندھنا اور ان سے کام لینا بے کار نہیں ہو سکتا۔

۹۵۳۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ مَنْزِلًا رَجُلٌ آخِذٌ بِعِنَانِ فَرَسِهِ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ مَنْزِلًا بَعْدَهُ رَجُلٌ مُعْتَزِلٌ فِي غُنَيْمَتِهِ يُقِيمُ الصَّلَاةَ وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ وَيَعْبُدُ اللّٰهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا))۔

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا نہ بتاؤں تم کو میں وہ شخص جو سب سے بڑھ کر درجہ رکھتا ہے وہ شخص ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے جہاد کرتا ہے خدا کی راہ میں۔ کیا نہ بتاؤں میں تم کو جو سب سے بڑھ کر درجہ رکھتا ہے بعد اس کے وہ شخص ہے جو ایک گوشے میں بکریوں کے غلہ لے کر نماز پڑھتا ہے اور اللہ کو پوجتا ہے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔

---

(۹۵۳) صحیح: ترمذی (۱٦٥۲) کتاب فضائل الجهاد: باب ما جاء أی الناس خیر' نسائی (۲٥٦۹) أحمد

۹۵۴۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ ((بَايَعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْيُسْرِ وَالْعُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ وَأَنْ نَقُولَ أَوْ نَقُومَ بِالْحَقِّ حَيْثُمَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ)) ۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیعت کی ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے اور اطاعت کرنے پر آسانی اور سختی میں خوشی اور غمی میں اور بیعت کی ہم نے اس بات پر کہ جو مسلمان حکومت کے لائق ہوگا اس سے نہ جھگڑیں گے اور اس امر پر کہ ہم سچ کہیں گے یا سچ پر جمے رہیں گے جہاں ہوں گے اللہ کے کام میں کسی کے برا کہنے سے نہ ڈریں گے۔

۹۵۵۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ كَتَبَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَذْكُرُ لَهُ جُمُوعًا مِنَ الرُّومِ وَمَا يَتَخَوَّفُ مِنْهُمْ فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ مَهْمَا يَنْزِلُ بِعَبْدٍ مُؤْمِنٍ مِنْ مُنْزَلِ شِدَّةٍ يَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَهُ فَرَجًا وَإِنَّهُ لَنْ يَغْلِبَ عُسْرٌ يُسْرَيْنِ وَأَنَّ اللّٰهَ تَعَالَى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۔

حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے کہ ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو روم کے لشکروں کا اور اپنے خوف کا حال لکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب لکھا کہ بعد حمد و نعت کے معلوم ہو کہ بندہ مومن پر جب کوئی سختی اترتی ہے تو اس کے بعد اللہ پاک خوشی دیتا ہے اور ایک سختی دو آسانیوں پر غالب نہیں ہوسکتی اور بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنی کتاب میں ''اے ایمان والو! صبر کرو مصیبتوں پر اور صبر کرو کفار کے مقابلے میں اور قائم رہو جہاد پر اور ڈرو اللہ سے شاید کہ تم نجات پاؤ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **متصل صحیح** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾ تحقیق کہ ایک سختی کے ساتھ ایک آسانی ہے۔ بلکہ ایک آسانی اور ہے۔ حاکم نے مستدرک میں حسن رضی اللہ عنہ سے اور ابن مردویہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن خوش و خرم نکلے ہنستے جاتے تھے اور فرماتے تھے ایک سختی دو آسانیوں پر غالب نہیں ہوسکتی ایک سختی کے ساتھ ایک آسانی ہے پھر اسی سختی کے ساتھ ایک اور آسانی ہے۔

باب النهي عن أن يسافر بالقرآن الى أرض العدو — دشمن کے ملک میں کلام اللہ لے جانے کی ممانعت کا بیان

(۹۵۴) بخاری (۷۱۹۹، ۷۲۰۰) كتاب الأحكام : باب كيف يبايع الامام الناس، مسلم (۱۷۰۹) نسائی (۴۱۵۱) ابن ماجه (۲۸۶۶) أحمد (۳۱۸/۵) (۲۳۰۹۳) دارمی (۲۴۵۳) ۔

(۹۵۵) موقوف صحيح : ابن ابی شيبة (۳۳۸۲۹) حاكم (۳۰۰/۲ ـ ۳۰۱) رقم (۳۱۷۶) بيهقی فی شعب الإيمان (۱۰۰۱۰) ابو داود فی الزهد (۸۰) ۔

٩٥٦۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ قَالَ مَالِك وَإِنَّمَا ذٰلِكَ مَخَافَةَ أَنْ يَنَالَهُ الْعَدُوُّ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع کیا رسول اللہ ﷺ نے قرآن شریف کو دشمن کے ملک میں لے جانے سے۔ کہا مالکؒ نے اس واسطے منع کیا تاکہ ایسا نہ ہو کہ دشمن قرآن شریف کو لے کر اس کی توہین کرے۔

فائدہ: ابن عبدالبر نے کہا کہ تمام فقہاء نے اجماع کیا اس امر پر کہ مصحف کو چھوٹی فوج کے ہمراہ جس کی شکست پانے کا خوف ہو نہ لے جائیں اور بڑی فوج کے ساتھ لے جانا بھی مختلف فیہ ہے۔ مالکؒ کے نزدیک ممنوع ہے اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز ہے۔

باب النهي عن قتل النساء والولدان في الغزو — بچوں اور عورتوں کو مارنے کی ممانعت لڑائی میں

٩٥٧۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِينَ قَتَلُوا ابْنَ أَبِي الْحُقَيْقِ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ قَالَ فَكَانَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يَقُولُ بَرَّحَتْ بِنَا امْرَأَةُ ابْنِ أَبِي الْحُقَيْقِ بِالصِّيَاحِ فَأَرْفَعُ السَّيْفَ عَلَيْهَا ثُمَّ أَذْكُرُ نَهْيَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكُفُّ وَلَوْلَا ذٰلِكَ اسْتَرَحْنَا مِنْهَا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن کعب سے روایت ہے کہ منع کیا تھا رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو جنہوں نے قتل کیا ابن ابی الحقیق کو عورتوں اور بچوں کے قتل کرنے سے۔ ابن کعب نے کہا کہ ایک شخص ان میں سے کہتا تھا کہ ابن ابی الحقیق کی عورت نے چیخ کر ہمارا حال کھول دیا تھا تو تلوار اس پر اٹھاتا تھا پھر رسول اللہ ﷺ کی ممانعت کو یاد کر کے رک جاتا تھا اگر ایسا نہ ہوتا تو ہم اس سے بھی فراغت کرتے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: ابن ابی الحقیق ایک تاجر کا نام ہے جس کو ابورافع یہودی کہتے تھے۔ ایک گڑھی (قلعہ خورد) میں رہا کرتا تھا اور آنحضرت ﷺ کی مذمت کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے پانچ آدمیوں کو اس کے قتل پر مامور کیا تھا۔ عبداللہ بن عتیک نے اس کو قتل کیا۔

٩٥٨۔ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ امْرَأَةً مَقْتُولَةً

(٩٥٦) بخاری (٢٩٩٠) كتاب الجهاد والسير : باب السفر بالمصاحف الى أرض العدو ' مسلم (١٨٦٩) أبو داود (٢٦١٠) نسائی فی "الكبرى" (٨٠٦٠) ابن ماجه (٢٨٧٩) أحمد (٦٣/٢) (٥٢٩٣) ۔

(٩٥٧) صحيح : أبوعوانة (٦٥٨٧) بيهقی (٧٧/٩) رقم (١٨٠٨٦) مسند احمد (٥٠٦/٣٩) ابن ابی شيبة فی المصنف (٣٨١/١٢) ۔

(٩٥٨) بخاری (٣٠١٤) كتاب الجهاد والسير : باب قتل الصبيان فی الحرب ' مسلم (١٧٤٤) أبو داود (٢٦٦٨) ترمذی (١٥٦٩) نسائی فی "الكبرى" (٨٦١٨) ابن ماجه (٢٨٤١) دارمی (٢٤٦٢) ۔

فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ وَنَهٰى عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بعض لڑائیوں میں ایک عورت کو قتل کیے ہوئے پایا تو برا کہا اس کو اور منع کیا عورتوں اور بچوں کے قتل سے۔

۹۵۹۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ بَعَثَ جُيُوشًا إِلَى الشَّامِ فَخَرَجَ يَمْشِي مَعَ يَزِيدَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ وَكَانَ أَمِيرَ رُبْعٍ مِنْ تِلْكَ الْأَرْبَاعِ فَزَعَمُوا أَنَّ يَزِيدَ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ إِمَّا أَنْ تَرْكَبَ وَإِمَّا أَنْ أَنْزِلَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا أَنْتَ بِنَازِلٍ وَمَا أَنَا بِرَاكِبٍ إِنِّي أَحْتَسِبُ خُطَايَ هٰذِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ لَهُ إِنَّكَ سَتَجِدُ قَوْمًا زَعَمُوا أَنَّهُمْ حَبَّسُوا أَنْفُسَهُمْ لِلّٰهِ فَذَرْهُمْ وَمَا زَعَمُوا أَنَّهُمْ حَبَّسُوا أَنْفُسَهُمْ لَهُ وَسَتَجِدُ قَوْمًا فَحَصُوا عَنْ أَوْسَاطِ رُءُوسِهِمْ مِنَ الشَّعَرِ فَاضْرِبْ مَا فَحَصُوا عَنْهُ بِالسَّيْفِ وَإِنِّي مُوصِيكَ بِعَشْرٍ لَا تَقْتُلَنَّ امْرَأَةً وَلَا صَبِيًّا وَلَا كَبِيرًا هَرِمًا وَلَا تَقْطَعَنَّ شَجَرًا مُثْمِرًا وَلَا تُخَرِّبَنَّ عَامِرًا وَلَا تَعْقِرَنَّ شَاةً وَلَا بَعِيرًا إِلَّا لِمَأْكَلَةٍ وَلَا تَحْرِقَنَّ نَحْلًا وَلَا تُغَرِّقَنَّهُ وَلَا تَغْلُلْ وَلَا تَجْبُنْ ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لشکر بھیجا شام کو تو چلے پیدل یزید بن ابی سفیان کے ساتھ اور وہ حاکم تھے ایک چوتھائی لشکر کے۔ تو یزید نے کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آپ سوار ہوں گا میں ان قدموں کو خدا کی راہ میں ثواب سمجھتا ہوں۔ پھر کہا یزید سے کہ تم پاؤ گے کچھ لوگ ایسے جو سمجھتے ہیں کہ ہم نے اپنی جانوں کو روک رکھا ہے اللہ کے واسطے۔ سو چھوڑ دے ان کو اپنے کام میں اور کچھ لوگ ایسے پاؤ گے جو بیچ میں سے سر منڈاتے ہیں تو مار ان کے سر پر تلوار سے اور میں تجھ کو دس باتوں کی وصیت کرتا ہوں عورت کو مت مارنا اور نہ بچوں کو اور نہ بڈھے پھونس کو اور نہ کاٹنا پھل دار درخت کو اور نہ اجاڑنا کسی بستی کو اور نہ کونچیں کاٹنا کسی بکری اور اونٹ کی مگر کھانے کے واسطے اور مت جلانا کھجور کے درخت کو اور مت ڈبانا اس کو اور غنیمت کے مال میں چوری نہ کرنا اور نامردی نہ کرنا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: (اپنی جانوں کو روک رکھا ہے) اس سے مراد راہب ہیں جو لوگوں سے ملاقات نہیں کرتے اور ایک گوشے میں بیٹھ کر عبادت کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے مارنے سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے منع کیا اس واسطے کہ وہ لوگ لڑائی نہیں کرتے نہ ان کی تعظیم کی وجہ سے۔

فائدہ: یہ مجوس کی عادت تھی کہ بیچ میں سے سر منڈاتے تھے اور باقی سر پر بال رکھتے تھے اب اس فعل کو بعض مسلمانوں نے بھی اختیار کیا ہے۔

۹۶۰۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ إِلَى عَامِلٍ مِنْ عُمَّالِهِ أَنَّهُ بَلَغَنَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

---

(۹۵۹) **موقوف ضعیف**: عبدالرزاق (۹۳۷۵) ابن أبي شيبة (۳۳۱۱۱) بيهقي (۹/۸۵) ۔

(۹۶۰) مسلم (۱۷۳۱) كتاب الجهاد والسير: باب تأمير الامام الأمراء على البعوث، أبو داود (۲۶۱۲) ترمذی (۱۴۰۸) نسائی فی "الكبرى" (۸۵۸۶) ابن ماجه (۲۸۵۸) أحمد (۵/۳۵۲) (۲۳۳۶۶) دارمی (۲۴۳۹) ۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً يَقُولُ لَهُمْ ((اغْزُوا بِاسْمِ اللّٰهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ تُقَاتِلُونَ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ لَا تَغُلُّوا وَلَا تَغْدِرُوا وَلَا تُمَثِّلُوا وَلَا تَقْتُلُوا وَلِيدًا وَقُلْ ذٰلِكَ لِجُيُوشِكَ وَسَرَايَاكَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ))۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ عمر بن عبدالعزیز نے لکھا اپنے ایک عامل کو عاملوں میں سے کہ پہنچا ہم کو رسول اللہ ﷺ سے جب فوج روانہ کرتے تھے تو کہتے تھے ان سے جہاد کرو اللہ کا نام لے کر اللہ کی راہ میں تم لڑتے ہو ان لوگوں سے جنہوں نے کفر کیا اللہ کے ساتھ نہ چوری کرو نہ اقرار توڑو نہ ناک کان کاٹو نہ مارو بچوں اور عورتوں کو اور کہہ دے یہ امر اپنی فوجوں اور لشکروں سے اگر خدا چاہے اور سلام ہے اوپر تیرے۔

باب ما جاء في الوفاء بالامان جب کسی کو امان دے تو پورا کرے اقرار کو

۹۶۱۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَتَبَ إِلَى عَامِلِ جَيْشٍ كَانَ بَعَثَهُ إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ رِجَالًا مِنْكُمْ يَطْلُبُونَ الْعِلْجَ حَتَّى إِذَا أَسْنَدَ فِي الْجَبَلِ وَامْتَنَعَ قَالَ رَجُلٌ مَطْرَسْ يَقُولُ لَا تَخَفْ فَإِذَا أَدْرَكَهُ قَتَلَهُ وَإِنِّي وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا أَعْلَمُ مَكَانَ وَاحِدٍ فَعَلَ ذٰلِكَ إِلَّا ضَرَبْتُ عُنُقَهُ۔

ایک کوفہ کے رہنے والے سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لکھا ایک افسر کو لشکر کے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ بعض لوگ تم میں سے بلاتے ہیں کافر عجمی کو جب وہ پہاڑ پر چڑھ جاتا ہے اور لڑائی سے باز آتا ہے تو ایک شخص اس سے کہتا ہے مت ڈر پھر قابو پا کر اس کو مار ڈالتا ہے۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! اگر میں کسی کو ایسا کرتے جان لوں گا تو اس کی گردن ماروں گا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تہدید اور تخویف کے لیے فرمایا۔ ہر چند کہ یہ فعل حرام ہے مگر اس میں قصاص نہیں آتا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اس حدیث پر علماء کا اتفاق نہیں ہے اور نہ اس پر عمل ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا کہ اشارہ سے امان دینا بھی حکم امان رکھتا ہے؟ کہا ہاں اور میری رائے یہ ہے کہ فوج کے لوگوں سے کہہ دیا جائے کہ جس کو اشارہ سے امان دو پھر اس کو مت مارو کیونکہ اشارہ بھی میرے نزدیک مثل زبان سے کہنے کے ہے اور مجھ کو پہنچا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کسی قوم نے عہد نہیں توڑا مگر اللہ جل جلالہ نے اس پر دشمن کو مسلط کر دیا۔

فائدہ: ابن ماجہ اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے پانچ چیزیں بدلہ ہیں پانچ چیزوں کا: جو قوم اقرار توڑے گی اللہ اس پر دشمن مسلط کرے گا اور جو حکم کرے گا خلاف خدا اور رسول کے اس پر محتاجی آئے گی اور جن میں زنا پھیلے گا تو اللہ ان میں موت پھیلا دے گا اور جو لوگ ناپ اور تول میں فریب کریں گے اللہ ان پر قحط ڈالے گا اور جو لوگ زکوٰۃ نہ دیں گے ان پر بارش رک جائے گی۔

---

(۹۶۱) موقوف ضعیف: عبد الرزاق (۹۴۲۹) ابن ابی شیبة (۳۳۳۸۹) بیهقی (۹۶/۹) رقم (۱۸۱۸۰، ۱۸۱۸۱) الشافعي في الام (۲۴۱/۷)۔

باب العمل فيمن أعطى شيئا في سبيل الله جو شخص خدا کی راہ میں کچھ دے اس کا بیان

۹۶۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَعْطَى شَيْئًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ إِذَا بَلَغْتَ وَادِيَ الْقُرَى فَشَأْنَكَ بِهِ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جہاد کے واسطے کوئی چیز دیتے تو فرماتے جب پہنچ جائے تو وادی قریٰ میں تو وہ چیز تیری ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: وادی قریٰ ایک مقام ہے قریب خیبر کے وہاں سے شام کی حد شروع ہوتی ہے اس زمانے میں وہ سرزمین جہاد کا گھر تھی۔ یہ اس واسطے فرمایا ایسا نہ ہو کہ وہ شخص جہاد کو نہ جائے اور وہ چیز رائیگاں ہو تو جب وادی قریٰ میں پہنچ گیا تو ظن غالب ہوا کہ جہاد کرے۔

۹۶۳۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَقُولُ إِذَا أُعْطِيَ الرَّجُلُ الشَّيْءَ فِي الْغَزْوِ فَيَبْلُغُ بِهِ رَأْسَ مَغْزَاتِهِ فَهُوَ لَهُ ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب کہتے تھے جب کسی شخص کو جہاد کے واسطے کوئی چیز دی جائے اور وہ دارالجہاد میں پہنچ جائے تو وہ چیز اس کی ہوگئی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے نذر کی جہاد کی جب تیار ہوا تو اس کے ماں باپ نے منع کیا یا صرف ماں یا باپ نے۔ جواب دیا کہ میرے نزدیک والدین کی نافرمانی نہ کرے اور جہاد کو سال آئندہ پر رکھے اور جو سامان جہاد کا تیار کیا تھا اس کو رکھ چھوڑے اگر اس کے خراب ہونے کا خوف ہو تو بیچ کر اس کی قیمت رکھ چھوڑے تا کہ سال آئندہ اسی قیمت سے پھر سامان خرید کرے البتہ اگر وہ شخص غنی ہو ایسا کہ جب نکلے سامان خرید کر سکے تو اس کو اختیار ہے اس سامان کو جو چاہے ویسا کرے۔

فائدہ: یعنی کسی کو دے دے یا رکھ چھوڑے یا صرف کر ڈالے۔

باب جامع النفل في الغزو غنیمت کے بیان میں مختلف حدیثیں

۹۶۴۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ سَرِيَّةً فِيهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قِبَلَ نَجْدٍ فَغَنِمُوا إِبِلًا كَثِيرَةً فَكَانَ سُهْمَانُهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا أَوْ أَحَدَ عَشَرَ بَعِيرًا وَنُفِّلُوا بَعِيرًا بَعِيرًا ۔

(۹٦٢) موقوف صحيح: عبدالرزاق (۹٦٦٨) ابن ابى شيبة (۳۳٤۹۰) سعيد بن منصور (۲۳٥۹)۔

(۹٦٣) مقطوع صحيح: عبدالرزاق (۹٦٧١) ابن أبى شيبة (۳۳٤۹) سعيد بن منصور (۲۳٥٨)۔

(۹٦٤) بخارى (۳۱۳٤) كتاب فرض الخمس: باب ومن الدليل على أن الخمس لنوائب المسلمين، مسلم (۱٧٤۹) أبو داود (۲٧٤٤) أحمد (٦٢/٢) (٥٢٨٨) دارمى (۲٤٨۱)۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ کیا جس میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تھے نجد کی طرف تو غنیمت میں بہت اونٹ حاصل کیے اور حصہ رسد ہر ایک کا بارہ بارہ اونٹ یا گیارہ گیارہ اونٹ تھے اور ایک ایک اونٹ زیادہ دیا گیا۔

فائدہ: جہاد میں جس قدر کافروں کا مال حاصل ہوتا ہے۔اس کو غنیمت کہتے ہیں چار حصہ اس مال کے مجاہدین میں تقسیم ہوتے ہیں اور ایک حصہ امام رکھ لیتا ہے مگر امام کو اختیار ہے کہ لشکر میں سے کسی جماعت خاص یا شخص خاص کے واسطے کسی کام کے صلہ میں علاوہ حصہ غنیمت کے کچھ زیادہ تجویز کرے اس کو نفل کہتے ہیں یہ لشکر جو نجد کی طرف گیا تھا اس میں چار ہزار آدمی تھے ہر ایک کے حصے میں بار بارہ اونٹ آئے تھے مگر وہ ٹکڑا پندرہ آدمیوں کا۔جن میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تھے ان کے لیے ایک ایک اونٹ زیادہ تجویز کیا۔

۹۶۵۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ كَانَ النَّاسُ فِي الْغَزْوِ إِذَا اقْتَسَمُوا غَنَائِمَهُمْ يَعْدِلُونَ الْبَعِيرَ بِعَشْرِ شِيَاهٍ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا سعید بن مسیب سے کہتے تھے جہاد میں جب لوگ غنیموں کو بانٹتے تھے تو ایک اونٹ کو دس بکریوں کے برابر سمجھتے تھے۔

فائدہ: صحیحین میں روایت ہے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے کہ تھے ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذوالحلیفہ میں تو غنیمت پائی ہم نے اونٹوں اور بکریوں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس بکریوں کو ایک ایک اونٹ کے برابر رکھا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جہاد میں جو شخص اجرت پر کام کرتا ہوا گر وہ لڑائی میں مجاہدین کے ساتھ شریک رہے اور آزاد ہو تو غنیمت کے مال سے اس کو حصہ ملے گا اور میری رائے میں حصہ اسی کو ملے گا جو لڑائی میں شریک ہو اور آزاد ہو۔

باب ما لا يجب فيه الخمس — جس مال کا پانچواں حصہ نہیں دیا جائے گا اس کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو کفار بندر کے کنارہ پر مسلمانوں کی زمین میں ملیں اور یہ کہیں کہ ہم سوداگر تھے دریا نے ہم کو یہاں پھینک دیا مگر مسلمانوں کو اس امر کی تصدیق نہ ہو البتہ یہ گمان ہو کہ جہاز ان کا ٹوٹ گیا یا پیاس کے سبب سے اتر پڑے بغیر اجازت مسلمانوں کے تو امام کو ان کے بارے میں اختیار ہے اور جن لوگوں نے گرفتار کیا ان کو خمس نہیں ملے گا۔

باب ما يجوز للمسلمين أكله قبل الخمس — غنیمت کے مال سے قبل تقسیم کے جس چیز کو کھانا درست ہے

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جب مسلمان کفار کے ملک میں داخل ہوں اور وہاں کھانے کی چیزیں پائیں تو تقسیم سے پہلے کھانا درست ہے۔

---

(۹۶۵) مسلم (۱۹٦۸) كتاب الأضاحي : باب جواز الذبح بكل ما أنهر الدم الا السن والظفر، أبو داود (۲۸۲۱) ترمذي (۱٤۹۱) نسائي (٤٤۰۳) ابن ماجه (۳۱۳۷) أحمد (٤٦٤/۳) (۱۵۹۰٦) دارمي (۱۹۷۷) -

فائدہ: یعنی بقدر ضرورت کے اگر گوشت کی حاجت ہو تو ان جانوروں کا ذبح کرنا درست ہے۔
مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اونٹ بیل بکریاں بھی کھانے کی چیزیں ہیں قبل تقسیم کے کھانا ان کا درست ہے۔
مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر یہ چیزیں نہ کھائی جائیں اور تقسیم کے واسطے لائی جائیں تو لشکر کو تکلیف ہو اس صورت میں کھانا ان کا درست ہے مگر بقدر ضرورت دستور کے موافق اور یہ درست نہیں کہ ان میں سے کوئی چیز رکھ چھوڑے اور اپنے گھر لے جائے۔
مسئلہ: سوال ہوا امام مالکؒ سے اگر کوئی شخص کفار کے ملک میں کھانا پائے اور اس میں سے کھائے کچھ بچ رہے تو اپنے گھر میں لے آنا یا راستے میں بیچ کر اس کی قیمت لینا درست ہے؟ امام مالکؒ نے جواب دیا اگر جہاد کی حالت میں اس کو بیچے تو قیمت اس کی غنیمت میں داخل کر دے اور جو اپنے شہر میں چلا آئے تو اس صورت میں اس کا کھانا یا اس کی قیمت سے نفع اٹھانا درست ہے جب وہ چیز قلیل اور حقیر ہو۔
فائدہ: مثلاً روٹی یا گوشت وغیرہ ہو اور جو مالیت کی چیز ہو تو درست نہیں۔

باب ما یرد قبل أن یقع القسم مما أصاب العدو — مال غنیمت میں سے قبل تقسیم کے جو چیز دی جائے اس کا بیان

٩٦٦۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدًا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَبَقَ وَأَنَّ فَرَسًا لَهُ عَارَ فَأَصَابَهُمَا الْمُشْرِكُونَ ثُمَّ غَنِمَهُمَا الْمُسْلِمُونَ فَرُدَّا عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ تُصِيبَهُمَا الْمَقَاسِمُ ۔

امام مالکؒ کو پہنچا ایک غلام عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بھاگ گیا تھا اور ایک گھوڑا تو پکڑ لیا ان دونوں کو کافروں نے پھر غنیمت میں پایا ان دونوں کو مسلمانوں نے۔ پس پھیر دیا ان دونوں کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر قبل تقسیم کے۔
مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا مسلمانوں کے مال اگر کفار کے پاس ملیں تو ان کے مالکوں کو پھیر دیئے جائیں گے جب تک تقسیم نہ ہو جائیں اگر تقسیم ہو جائیں تو پھر نہ پھیریں گے۔ سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ ایک مسلمان کے غلام کو کفار لے گئے پھر مسلمانوں نے اس کو غنیمت میں پایا تو جواب دیا کہ وہ غلام اس کے مالک کو دیا جائے گا بغیر قیمت کے جب تک کہ تقسیم میں نہ آ جائے اور جب تقسیم میں آ جائے تو اس کے مالک کو اختیار ہے کہ قیمت دے کر لے لے۔
فائدہ: یہ امام مالکؒ اور ابوحنیفہؒ کا قول ہے اور شافعیؒ کے نزدیک بعد تقسیم کے بھی مالک کو اختیار ہے کہ اپنی چیز بغیر قیمت کے لے لے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور زہری اور عمرو بن دینار اور حسن بصری کے نزدیک کسی صورت میں مالک کو اس چیز کا لینا نہیں پہنچتا۔
مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کسی مسلمان کی اُم ولد کو کفار پکڑ لے جائیں پھر مسلمان اس کو غنیمت میں پائیں اور تقسیم ہو جائے پھر اس کا مالک اس کو پہچانے بعد تقسیم کے تو وہ ام ولد دوبارہ لونڈی نہیں بنائی جائے گی بلکہ امام کو چاہیے کہ مال غنیمت میں سے اس کو چھڑا کر مالک کے حوالہ کرے گا اگر امام نہ چھڑائے تو اس کے مالک کو چاہیے کہ فدیہ دے کر اس کو چھڑا لے ایسا نہ کرے کہ اس کو چھوڑے اور جس کے حصے میں وہ ام ولد آئی ہے اس کو جائز نہیں کہ لونڈی بنائے یا اُس سے جماع کرے کیونکہ وہ اُم ولد مثل آزاد کے ہے۔ اس واسطے کہ اُم ولد اگر کسی شخص کو

(٩٦٦) بخاری (٣٠٦٨) كتاب الجهاد والسير: باب اذا غنم المشركون مال المسلم ثم وجده المسلم، أبو داود (٢٦٩٨) ابن ماجه (٢٨٤٧)۔

زخمی کرے تو اس کے مالک کو حکم ہوگا کہ فدیہ دے کر چھڑا لے پس یہاں بھی ایسا ہی حکم ہے کہ مالک اس کا جس طرح بنے اس کو چھڑائے یہ نہیں کہ اس کو چھوڑ دے وہ لونڈی بنائی جائے اس سے صحبت کی جائے۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا کہ ایک شخص گیا کفار کے ملک میں مسلمانوں کو چھڑانے یا تجارت کے واسطے وہاں اس نے آزاد اور غلام دونوں کو خریدا یا کفار نے اس کو ہبہ کر دیا۔ امام مالکؒ نے جواب دیا کہ اگر اس شخص نے آزاد کو خریدا تو جس قدر داموں کے بدلے میں خریدا وہ قرض سمجھا جائے گا اور وہ غلام نہ بنے گا اور وہ جو ہبہ میں آیا تو وہ آزاد رہے گا اس کو کچھ دینا نہ ہوگا مگر اس صورت میں کہ ہبہ کے عوض میں اس نے کچھ خرچ کیا ہو اس قدر اس کے ذمہ پر قرض ہوگا گویا اس کے بدلے میں خرید لیا اور جو اس شخص نے غلام کو خریدا تو اس سے پہلے مالک کو اختیار ہے کہ جن داموں کو اس نے خریدا ہے وہ دام دے کر غلام کو لے لے یا نہ لے اسی کے پاس رہنے دے اور جو ہبہ میں آیا تو پہلا مالک اس غلام کو مفت لے لے البتہ اگر ہبہ کے عوض میں خرچ کیا ہو تو پہلے مالک کو ضروری ہے کہ اگر چاہے اس قدر خرچ ادا کر کے وہ غلام لے لے یا نہ لے۔

باب ما جاء في السلب في النفل — ہتھیاروں کو نفل میں دینے کا بیان

۹۶۷۔ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيٍّ أَنَّهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حُنَيْنٍ فَلَمَّا الْتَقَيْنَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِينَ جَوْلَةٌ قَالَ فَرَأَيْتُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ قَدْ عَلَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَالَ فَاسْتَدَرْتُ لَهُ حَتَّى أَتَيْتُهُ مِنْ وَرَائِهِ فَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ عَلَى حَبْلِ عَاتِقِهِ فَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَضَمَّنِي ضَمَّةً وَجَدْتُ مِنْهَا رِيحَ الْمَوْتِ ثُمَّ أَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَأَرْسَلَنِي قَالَ فَلَقِيتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ مَا بَالُ النَّاسِ فَقَالَ أَمْرُ اللّٰهِ ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ رَجَعُوا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ)) قَالَ فَقُمْتُ ثُمَّ قُلْتُ مَنْ يَشْهَدُ لِي ثُمَّ جَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ قَالَ فَقُمْتُ ثُمَّ قُلْتُ مَنْ يَشْهَدُ لِي ثُمَّ جَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ الثَّالِثَةَ فَقُمْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكَ يَا أَبَا قَتَادَةَ قَالَ فَاقْتَصَصْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ صَدَقَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَسَلَبُ ذٰلِكَ الْقَتِيلِ عِنْدِي فَأَرْضِهِ عَنْهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لَا هَاءَ اللّٰهِ إِذًا لَا يَعْمِدُ إِلَى أَسَدٍ مِنْ أُسْدِ اللّٰهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ فَيُعْطِيكَ سَلَبَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ فَأَعْطِهِ إِيَّاهُ فَأَعْطَانِيهِ فَبِعْتُ الدِّرْعَ فَاشْتَرَيْتُ بِهِ مَخْرَفًا فِي بَنِي سَلِمَةَ فَإِنَّهُ لَأَوَّلُ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ فِي الْإِسْلَامِ۔

---

(۹۶۷) بخاری (۳۱۴۲) کتاب فرض الخمس: باب من لم يخمس الأسلاب ومن قتل قتيلا فله سلبه، مسلم (۱۷۵۱) أبو داود (۲۷۱۷) ترمذی (۱۵۶۲) ابن ماجه (۲۸۳۷) أحمد (۳۰۶/۵) (۲۲۹۸۱) دارمی (۲۴۸۵)۔

حضرت ابوقتادہ بن ربعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نکلے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ حنین میں جب ملے ہم کافروں سے تو مسلمانوں میں گڑبڑ مچی۔ میں نے ایک کافر کو دیکھا کہ اس نے ایک مسلمان کو مغلوب کیا ہے تو میں نے پیچھے سے آن کر ایک تلوار اس کی گردن پر ماری وہ میری طرف دوڑا اور مجھے آن کر ایسا دبایا گویا موت کا مزہ چکھایا پھر وہ خود مر گیا اور مجھے چھوڑ دیا۔ پھر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملا اور میں نے کہا آج لوگوں کو کیا ہوا۔ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ کا ایسا ہی حکم ہوا پھر مسلمان لوٹے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو کسی شخص کو مارے تو اس کا سامان اس کو ملے گا جب اس پر وہ گواہ رکھتا ہو۔ ابوقتادہ کہتے ہیں جب میں نے یہ سنا اٹھ کھڑا ہوا پھر میں نے یہ خیال کیا کہ گویا کون ہے تو میں بیٹھ گیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی کو مارے گا اس کا سامان اسی کو ملے گا بشرطیکہ وہ گواہ رکھتا ہو تو میں اٹھ کھڑا ہوا پھر میں نے یہ خیال کیا کہ گواہ کہاں ہیں پھر بیٹھ رہا پھر تیسری مرتبہ آپ ﷺ نے بھی فرمایا میں اٹھ کھڑا ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا ہوا تجھ کو اے ابوقتادہ! میں نے سارا قصہ کہہ سنایا اتنے میں ایک شخص بولا سچ کہا یا رسول اللہ! اور سامان اس کافر کا میرے پاس ہے تو وہ سامان مجھے معاف کرا دیجیے ان سے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم خدا کی! ایسا کبھی نہ ہوگا رسول اللہ ﷺ کبھی ایسا قصد نہ کریں گے کہ ایک شیر خدا کے شیروں میں سے اللہ اور رسول کی طرف سے لڑے اور سامان تجھے مل جائے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ سچ کہتے ہیں وہ سامان ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو دیدے اس نے مجھے دے دیا میں نے زرہ بیچ کر ایک باغ خرید ابی سلمہ کے محلہ میں اور یہ پہلا مال ہے جو حاصل کیا میں نے اسلام میں۔

فائدہ: جنگ حنین میں ہر چند کہ مسلمان زیادہ تھے مگر ان کے تعلی کی وجہ سے ان کو شکست ہوئی اور میدان جنگ میں رسول اللہ ﷺ اور چند صحابہ رہ گئے گڑبڑ سے یہی مراد ہے۔

فائدہ: (اور میں نے کہا آج لوگوں کو کیا ہوا) یعنی مسلمانوں کو کہ سب بھاگ گئے۔

۹۶۸۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا يَسْأَلُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الْأَنْفَالِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْفَرَسُ مِنَ النَّفَلِ وَالسَّلَبُ مِنَ النَّفَلِ قَالَ ثُمَّ عَادَ الرَّجُلُ لِمَسْأَلَتِهِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ذٰلِكَ أَيْضًا ثُمَّ قَالَ الرَّجُلُ الْأَنْفَالُ الَّتِي قَالَ اللّٰهُ فِي كِتَابِهِ مَا هِيَ قَالَ الْقَاسِمُ فَلَمْ يَزَلْ يَسْأَلُهُ حَتّٰى كَادَ أَنْ يُحْرِجَهُ ثُمَّ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَتَدْرُونَ مَا مَثَلُ هٰذَا مَثَلُ صَبِيغٍ الَّذِي ضَرَبَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ۔

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ سنا میں نے ایک شخص کو پوچھتا تھا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نفل کے معنی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ گھوڑا اور ہتھیار نفل میں داخل ہیں پھر اس شخص نے یہی پوچھا پھر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہی جواب دیا پھر اس شخص نے کہا میں وہ انفال پوچھتا ہوں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ قاسم کہتے ہیں کہ وہ برابر پوچھے گیا یہاں تک کہ تنگ ہونے لگے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور کہا انہوں نے تم جانتے ہو اس شخص کی مثال صبیغ کی سی ہے جس کو حضرت بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مارا تھا۔

(۹۶۸) موقوف صحيح: شرح معاني الآثار (۲۳۰/۳) ابن ابي شيبة (۴۲۷/۱۲) عبد الرزاق (۲/۱)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: صبیغ ایک شخص تھا عراق کا رہنے والا مدینہ میں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں آیا اور قرآن مجید کی متشابہ آیات میں بحث کرنے لگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو مار کر نکال دیا بصرہ کی طرف اور حکم دیا کہ کوئی اس کی صحبت میں نہ بیٹھے۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا کہ جو شخص کسی کافر کو مار ڈالے کیا اس کا اسباب اس شخص کو ملے گا بغیر حکم امام کے انہوں نے کہا کہ بغیر حکم امام کے نہ ملے گا۔ بلکہ امام کو اختیار ہے کہ اگر اس کی رائے میں آئے تو ایسا حکم دے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجز جنگ حنین کے مجھے نہیں پہنچا کہ اور کسی جنگ میں ایسا حکم دیا ہو۔

باب ما جاء في اعطاء النفل من الخمس نفل خمس میں سے دیئے جانے کا بیان

۹۶۹۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُعْطَوْنَ النَّفَلَ مِنَ الْخُمُسِ قَالَ مَالِك وَذٰلِكَ أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي ذٰلِكَ۔

سعید بن مسیب نے کہا لوگ نفل کو خمس میں سے دیا کرتے تھے۔ امام مالکؒ نے کہا کہ یہ میرے نزدیک اس باب میں جو میں نے سنا سب سے زیادہ پسند ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی مال غنیمت میں سے جو پانچواں حصہ امام رکھ لیتا ہے اس میں سے امام کو اختیار ہے کہ جس قدر چاہے بطور انعام کے دے اور چار حصے تقسیم کر دیئے جائیں گے۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا کہ نفل پہلے غنیمت میں ہوتا تھا انہوں نے جواب دیا کہ یہ امام کی رائے پر موقوف ہے اس میں کوئی قاعدہ مقرر نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر جہاد میں نفل نہیں مقرر کیا بلکہ بعض لڑائیوں میں جیسے حنین میں تو یہ امام کی رائے پر موقوف ہے خواہ پہلے غنیمت میں نفل مقرر کرے خواہ بعد اس کے۔

باب القسم للخيل في الغزو گھوڑے کے حصے کا بیان جہاد میں

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا عمر بن عبدالعزیز نے کہا گھوڑے کے دو حصے ہیں اور مرد کا ایک حصہ ہے۔ امام مالکؒ نے فرمایا ہمیشہ ایسا ہی سنتا ہوا آیا۔

مسئلہ: سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ ایک شخص اپنے ساتھ بہت سے گھوڑے لے کر آیا تو کیا سب گھوڑوں کو حصہ ملے گا؟ جواب دیا کہ نہیں صرف اس گھوڑے کو ملے گا جس پر سوار ہو کر لڑتا ہے۔ کہا مالکؒ نے میرے نزدیک ترکی اور مجنس بھی گھوڑوں میں داخل ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "پیدا کیا ہم نے گھوڑوں اور خچروں کو اور گدھوں کو تمہارے سوار ہونے کے لیے۔" اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے "تیار کرو واسطے کافروں کے جہاں تک کر سکو سامان لڑائی کا اور بندھے ہوئے گھوڑے ڈراتے رہو ان سے اللہ کے دشمن کو اور اپنے دشمن کو"۔ تو میرے

(۹۶۹) مقطوع صحيح: ابن ابی شيبة (۳۳۲۸٤) سعيد بن منصور (۲۷۰٦) بيهقی (٦/٣١٤) رقم (١٢٨١٢)۔

نزدیک ترکی اور مجنس گھوڑوں میں شمار کیے جائیں گے جب حاکم ان کو قبول کرلے سعید بن مسیب سے کسی نے پوچھا کہ ترکیوں میں زکوٰۃ ہے بولے کہیں گھوڑوں میں بھی زکوٰۃ ہوتی ہے۔

فائدہ: اس قول سے بھی معلوم ہوا کہ ترکی گھوڑوں میں داخل ہیں۔ مجنس (سے مراد ہے) ترکی گھوڑی اور عربی گھوڑے سے پیدا شدہ گھوڑا۔

باب ما جاء في الغلول　　غنیمت کے مال میں سے چرانے کا بیان

۹۷۰۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ صَدَرَ مِنْ حُنَيْنٍ وَهُوَ يُرِيدُ الْجِعِرَّانَةَ سَأَلَهُ النَّاسُ حَتَّى دَنَتْ بِهِ نَاقَتُهُ مِنْ شَجَرَةٍ فَتَشَبَّكَتْ بِرِدَائِهِ حَتَّى نَزَعَتْهُ عَنْ ظَهْرِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُدُّوا عَلَيَّ رِدَائِي أَتَخَافُونَ أَنْ لَا أَقْسِمَ بَيْنَكُمْ مَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ مِثْلَ سَمُرِ تِهَامَةَ نَعَمًا لَقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُونِي بَخِيلًا وَلَا جَبَانًا وَلَا كَذَّابًا فَلَمَّا نَزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فِي النَّاسِ فَقَالَ أَدُّوا الْخِيَاطَ وَالْمِخْيَطَ فَإِنَّ الْغُلُولَ عَارٌ وَنَارٌ وَشَنَارٌ عَلَى أَهْلِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ ثُمَّ تَنَاوَلَ مِنَ الْأَرْضِ وَبَرَةً مِنْ بَعِيرٍ أَوْ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لِي مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ وَلَا مِثْلُ هٰذِهِ إِلَّا الْخُمُسُ وَالْخُمُسُ مَرْدُودٌ عَلَيْكُمْ۔

عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب لوٹے حنین سے اور قصد رکھتے تھے آپ جعرانہ کا مانگنے لگے لوگ آپ ﷺ سے کہ اونٹ آپ کا کانٹوں کے درخت کی طرف چلا گیا اور کانٹے آپ کی چادر میں اٹک کر چادر آپ کی پشت مبارک سے اتر گئی۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری چادر مجھ کو دیدو کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں نہ بانٹوں گا وہ چیز تم کو جو اللہ نے تم کو دی۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! اگر اللہ تم کو جتنے تہامہ کے درخت ہیں اتنے اونٹ دے تو میں بانٹ دوں گا تم کو پھر نہ پاؤ گے مجھ کو بخیل نہ بودا نہ جھوٹا۔ پھر جب اترے رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے لوگوں میں اور کہا کہ اگر کسی نے دھاگہ اور سوئی لے لی ہو وہ بھی لاؤ کیونکہ غنیمت کے مال میں سے چرانا شرم ہے دنیا میں اور آگ ہے اور عیب ہے قیامت کے روز پھر زمین سے ایک بال کا گچھا اٹھایا اونٹ کا یا بکری کا اور فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! جو مال اللہ پاک نے تم کو دیا اس میں سے میرا اتنا بھی نہیں ہے مگر پانچواں حصہ بھی تمہارے ہی واسطے ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو حسن کہا ہے۔

فائدہ: (مانگنے لگے لوگ آپ ﷺ سے) یعنی تقاضا کرنے لگے کہ مال غنیمت تقسیم کر دیجیے آپ کو ایسا تنگ کیا۔

فائدہ: (پانچواں حصہ بھی تمہارے ہی واسطے ہے یعنی) پانچواں حصہ مال غنیمت میں سے جو امام رکھ لیتا ہے وہ بھی مسلمانوں کے کام میں

---

(۹۷۰) حسن: أبو داود (۲٦۹٤)، كتاب الجهاد: باب في فداء الأسير بالمال، نسائي (٤١٣٩) أحمد (١٨٤/٢) (٦٨٢٩) ابن المنذر في الاوسط (١١/٢٠٠)۔

صرف کیا جاتا ہے جیسے پل بنانا قلعہ تیار کرنا ہتھیار خریدنا وغیرہ۔

۹۷۱۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ تُوُفِّيَ رَجُلٌ يَوْمَ حُنَيْنٍ وَإِنَّهُمْ ذَكَرُوهُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَعَمَ زَيْدٌ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ)) فَتَغَيَّرَتْ وُجُوهُ النَّاسِ لِذَلِكَ فَزَعَمَ زَيْدٌ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِنَّ صَاحِبَكُمْ قَدْ غَلَّ فِي سَبِيلِ اللَّهِ)) قَالَ فَفَتَحْنَا مَتَاعَهُ فَوَجَدْنَا خَرَزَاتٍ مِنْ خَرَزِ يَهُودَ مَا تُسَاوِينَ دِرْهَمَيْنِ۔

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے کہا ایک شخص مر گیا حنین کی لڑائی میں تو بیان کیا گیا یہ رسول اللہ ﷺ سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نماز پڑھ لو اپنے ساتھی پر۔ لوگوں کے چہرے زرد ہو گئے۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص نے مال غنیمت میں چوری کی تھی۔ زید رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے اس شخص کا اسباب کھولا تو چند منکے یہودیوں کے پائے دو درہم کا مال بھی نہ تھا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: اس وجہ سے حضرت ﷺ نے نماز اس پر نہ پڑھی اور لوگوں سے کہا کہ تم پڑھ لو۔

۹۷۲۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ الْكِنَانِيِّ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى النَّاسَ فِي قَبَائِلِهِمْ يَدْعُو لَهُمْ وَأَنَّهُ تَرَكَ قَبِيلَةً مِنَ الْقَبَائِلِ قَالَ وَإِنَّ الْقَبِيلَةَ وَجَدُوا فِي بَرْدَعَةِ رَجُلٍ مِنْهُمْ عِقْدَ جَزْعٍ غُلُولًا فَأَتَاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ عَلَيْهِمْ كَمَا يُكَبِّرُ عَلَى الْمَيِّتِ ۔

حضرت عبداللہ بن مغیرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے لوگوں کی جماعتوں پر تو دعا کی سب جماعتوں کے واسطے مگر ایک جماعت کے واسطے دعا نہ کی کیونکہ اس جماعت میں ایک شخص تھا جس کے بچھونے کے نیچے سے ایک کنٹھا چوری کا نکلا تھا جب رسول اللہ ﷺ اس جماعت پر آئے تو آپ ﷺ نے تکبیر کہی جیسے جنازے پر کہتے ہیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: اس سے یہ مطلب تھا کہ وہ لوگ مثل مردوں کے ہیں جو بھلی بات نہیں سنتے اور حکم نہیں مانتے۔

۹۷۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ فَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَلَا وَرِقًا إِلَّا الْأَمْوَالَ الثِّيَابَ وَالْمَتَاعَ قَالَ فَأَهْدَى رِفَاعَةُ بْنُ زَيْدٍ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامًا أَسْوَدَ يُقَالُ لَهُ مِدْعَمٌ فَوَجَّهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى وَادِي الْقُرَى حَتَّى إِذَا كُنَّا بِوَادِي الْقُرَى بَيْنَمَا مِدْعَمٌ يَحُطُّ رَحْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ سَهْمٌ عَائِرٌ فَأَصَابَهُ فَقَتَلَهُ فَقَالَ النَّاسُ

---

(۹۷۱) ضعيف: أبو داود (۲۷۱۰) كتاب الجهاد: باب في تعظيم الغلول، نسائي (۱۹۵۹) ابن ماجه (۲۸۴۸) ابن ماجه (۲۸۴۸) أحمد (۱۱۴/۴) (۱۷۱۵۶) بغوي في شرح السنة (۱۱۷/۱۱)۔

(۹۷۳) بخاري (۴۲۳۴) كتاب المغازي: باب غزوة خيبر، مسلم (۱۱۵) أبو داود (۲۷۱۱) نسائي (۳۸۲۷)۔

هَنِيئًا لَهُ الْجَنَّةُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((كَلَّا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِي أَخَذَ يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا)) قَالَ فَلَمَّا سَمِعَ النَّاسُ ذٰلِكَ جَاءَ رَجُلٌ بِشِرَاكٍ أَوْ شِرَاكَيْنِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((شِرَاكٌ أَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نکلے ہم ساتھ رسول اللہ ﷺ کے خیبر کے سال تو غنیمت میں سونا اور چاندی حاصل نہیں کیا بلکہ کپڑے اور اسباب ملے اور رفاعہ بن زید نے ایک غلام کالا ہدیہ دیا رسول اللہ ﷺ کو جس کا نام مدعم تھا تو چلے رسول اللہ ﷺ وادی قریٰ کی طرف تو جب پہنچے ہم وادی قریٰ میں تو مدعم آنحضرت ﷺ کے اونٹ کی پالان اتار رہا تھا اتنے میں ایک تیر بے نشان اس کے آ لگا۔ وہ مر گیا لوگوں نے کہا مبارک ہو جنت کی اس کے واسطے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہرگز ایسا نہیں قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! وہ جو کمبل اس نے حنین کی لڑائی میں غنیمت کے مال سے قبل تقسیم کے لیا تھا آگ ہو کر اس پر جل رہا ہے۔ جب لوگوں نے یہ سنا ایک شخص ایک یا دو تسمے لے کر آیا آپ ﷺ نے فرمایا یہ تسمہ یا دو تسمے آگ کے تھے۔

فائدہ: یعنی یہ تسمہ تو داخل نہ کرتا تو آخرت میں یہی تسمہ آگ ہو کر لپٹتا۔

۹۷۴۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ مَا ظَهَرَ الْغُلُولُ فِي قَوْمٍ قَطُّ إِلَّا أُلْقِيَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبُ وَلَا فَشَا الزِّنَا فِي قَوْمٍ قَطُّ إِلَّا كَثُرَ فِيهِمُ الْمَوْتُ وَلَا نَقَصَ قَوْمٌ الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِلَّا قُطِعَ عَنْهُمُ الرِّزْقُ وَلَا حَكَمَ قَوْمٌ بِغَيْرِ الْحَقِّ إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الدَّمُ وَلَا خَتَرَ قَوْمٌ بِالْعَهْدِ إِلَّا سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْعَدُوَّ ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو قوم غنیمت کے مال میں چوری کرتی ہے ان کے دل بودے ہو جاتے ہیں اور جس قوم میں زنا زیادہ ہو جاتا ہے ان میں موت بھی بہت زیادہ ہو جاتی ہے اور جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے ان میں خون زیادہ ہو جاتا ہے اور جو قوم عہد توڑتی ہے ان پر دشمن غالب ہو جاتا ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔ علامہ البانی نے اسے **صحیح** کہا ہے۔[الصحيحة (٢١٩/١)]

فائدہ: طبرانی نے اس حدیث کو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بیان کیا اس میں یہ ہے کہ جو قوم زکوۃ روکتی ہے اُن سے بارش رُک جاتی ہے۔

باب الشهداء في سبيل الله — شہادت کا بیان

۹۷۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي

(٩٧٤) صحيح لغيره: بيهقي في السنن الكبرى (٣٤٦/٣)۔

(٩٧٥) بخاري (٢٩٧٢) كتاب الجهاد والسير: باب الجعائل والحملان في السبيل، مسلم (١٨٧٦) نسائي (٣١٥١) ابن ماجه (٢٧٥٣) أحمد (٢٣١/٢) (٧١٥٧)۔

أُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَأُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا فَأُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا فَأُقْتَلُ فَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَقُولُ ثَلَاثًا أَشْهَدُ بِاللّٰهِ)) ـ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں نے چاہی یہ بات کہ اللہ کی راہ میں لڑوں پھر قتل کیا جاؤں پھر جلایا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر جلایا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں ۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہتے تھے یہ بات تین بار گواہی دیتا ہوں میں اس بات کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی فرمایا۔

۹۷۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((يَضْحَكُ اللّٰهُ إِلَى رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ كِلَاهُمَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُ هَذَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلُ ثُمَّ يَتُوبُ اللّٰهُ عَلَى الْقَاتِلِ فَيُقَاتِلُ فَيُسْتَشْهَدُ)) ـ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہنسے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دو شخصوں پر کہ ایک دوسرے کا قاتل ہوگا اور دونوں جنت میں جائیں گے ایک شخص نے جہاد کیا اللہ کی راہ میں اور مارا گیا بعد اس کے مارنے والے پر اللہ نے رحم کیا وہ مسلمان ہوا اور جہاد کیا اور شہید ہوا۔

۹۷۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُكْلَمُ أَحَدٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُكْلَمُ فِي سَبِيلِهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجُرْحُهُ يَثْعَبُ دَمًا اللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ وَالرِّيحُ رِيحُ الْمِسْكِ)) ـ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! نہیں زخمی ہوگا کوئی شخص اللہ کی راہ میں اور اللہ خوب جانتا ہے اس کو جو زخمی ہوتا ہے اس کی راہ میں مگر آئے گا دن قیامت کے اور اس کے زخم سے خون جاری ہوگا رنگ خون کا ہوگا اور خوشبو مشک کی ہوگی۔

۹۷۸۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَقُولُ اللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَتْلِي بِيَدِ رَجُلٍ صَلَّى لَكَ سَجْدَةً وَاحِدَةً يُحَاجُّنِي بِهَا عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ـ

حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اے پروردگار! مت قتل کرانا مجھ کو اس شخص کے ہاتھ سے جس نے تجھ کو ایک سجدہ بھی کیا ہو اس سجدہ کی وجہ سے قیامت کے دن تیرے سامنے مجھ سے جھگڑے۔

---

(۹۷۶) بخاری (۲۸۲۶) کتاب الجهاد والسير : باب الكافر يقتل المسلم ثم يسلم فيسدد ' مسلم (۱۸۹۰) نسائی (۳۱۶۶) ابن ماجه (۱۹۱) أحمد (۴۶۴/۲) (۹۹۷۷) ـ

(۹۷۷) بخاری (۲۸۰۳) کتاب الجهاد والسير : باب من يجرح في سبيل الله عزوجل ' مسلم (۱۸۷۶) ترمذی (۱۶۵۶) نسائی (۳۱۴۷) ابن ماجه (۲۷۹۵) أحمد (۲۴۲/۲) (۷۳۰۰) دارمی (۲۴۰۶) ـ

(۹۷۸) بخاری (۳۷۰۰) کتاب المناقب : باب قصة البيعة والاتفاق على عثمان بن عفان ' نسائی فی الكبرى (۱۱۵۸۱) ـ

فائدہ: مقصود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ تھا کہ قاتل ان کا کافر ہو جو ہمیشہ جہنم میں رہے یہ دعا قبول ہوئی ۔ابو لولو مجوسی کے ہاتھ سے آپ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔

۹۷۹۔ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَيْرَ مُدْبِرٍ أَيُكَفِّرُ اللّٰهُ عَنِّي خَطَايَايَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ فَلَمَّا أَدْبَرَ الرَّجُلُ نَادَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَمَرَ بِهِ فَنُودِيَ لَهُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ قُلْتَ فَأَعَادَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ إِلَّا الدَّيْنَ كَذَلِكَ قَالَ لِي جِبْرِيلُ ۔

حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ یا رسول اللہ! اگر قتل کیا جاؤں میں اللہ کی راہ میں جس حال میں کہ میں صبر کرنے والا ہوں مخلص ہوں منہ سامنے رکھنے والا ہوں نہ پیٹھ موڑنے والا کیا بخش دے گا اللہ گناہ میرے؟ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاں جب وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پھر پکارا یا پکڑ وایا۔ پھر فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح کہا تو نے اس نے پھر وہی کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں مگر قرض۔ ایسا ہی کہا مجھ سے جبرئیل علیہ السلام نے۔

فائدہ: کیونکہ قرض حقوق الناس میں ہے اور حقوق الناس بدون ادا کیے ہوئے یا معاف کروائے ہوئے ساقط نہیں ہوتے۔

۹۸۰۔ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِشُهَدَاءِ أُحُدٍ هَؤُلَاءِ أَشْهَدُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ أَلَسْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِإِخْوَانِهِمْ أَسْلَمْنَا كَمَا أَسْلَمُوا وَجَاهَدْنَا كَمَا جَاهَدُوا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلَى وَلَكِنْ لَا أَدْرِي مَا تُحْدِثُونَ بَعْدِي فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ بَكَى ثُمَّ قَالَ أَئِنَّا لَكَائِنُونَ بَعْدَكَ ۔

حضرت ابونضر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد کے شہیدوں کے لیے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جن کا میں گواہ ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم ان کے بھائی نہیں ہیں مسلمان ہوئے ہم جیسے وہ مسلمان ہوئے اور جہاد کیا ہم نے جیسے انہوں نے جہاد کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں مگر مجھے معلوم نہیں کہ بعد میرے کیا کرو گے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا کہ ہم زندہ رہیں گے بعد آپ کے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو ضعیف کہا ہے۔

---

(۹۷۹) مسلم (۱۸۸۵) كتاب الامارة : باب من قتل فی سبيل الله كفرت خطاياه الا الدين ' ترمذی (۱۷۱۲) نسائی (۳۱۵٦) أحمد (۲۹۷/۵) (۲۲۹۰۹) دارمی (۲٤۱۲)۔

(۹۸۰) ضعيف : عبدالرزاق (٦٦٣٤ ' ۹۵۸۱)۔

فائدہ: یعنی ان کی سعی اور کوشش اور صبر پر اور صحت ایمان پر قیامت کے دن میں گواہی دوں گا۔ جنگ اُحد میں ستر مسلمان شہید ہوئے۔ بعض ان میں سے ایسے تھے جنہوں نے نو بیٹیاں چھوڑیں اور خوشی سے شہید ہوئے بعضوں نے کھجوریں ہاتھ سے پھینک دیں بعضوں نے یہ آرزو کی کہ ہم پھر لوٹ کر گھر کو نہ جائیں بعضوں کو آنحضرت ﷺ بڑھاپے کی وجہ سے چھوڑ گئے مگر وہ شہادت کی آرزو میں چلے آئے۔

۹۸۱۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا وَقَبْرٌ يُحْفَرُ بِالْمَدِينَةِ فَاطَّلَعَ رَجُلٌ فِي الْقَبْرِ فَقَالَ بِئْسَ مَضْجَعُ الْمُؤْمِنِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِئْسَ مَا قُلْتَ فَقَالَ الرَّجُلُ إِنِّي لَمْ أُرِدْ هٰذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّمَا أَرَدْتُ الْقَتْلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا مِثْلَ لِلْقَتْلِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ مَا عَلَى الْأَرْضِ بُقْعَةٌ هِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَكُونَ قَبْرِي بِهَا مِنْهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يَعْنِي الْمَدِينَةَ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے اور قبر کھدر رہی تھی مدینہ میں ایک شخص قبر کو دیکھ کر بولا کیا بری جگہ ہے مسلمان کو۔ آپ ﷺ نے فرمایا بری بات کہی تو نے وہ شخص بولا یا رسول اللہ! میرا مطلب یہ تھا کہ اللہ کی راہ میں قتل ہونا اس سے بہتر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ کی راہ میں قتل ہونے کے برابر کوئی چیز نہیں مگر ساری زمین میں کوئی مقام ایسا نہیں کہ میں اپنی قبر وہاں پسند کرتا ہوں مدینہ سے تین بار آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: یہ حدیث بھی دلیل ہے اس بات کی کہ مدینہ مکہ سے بہتر ہے موت کے حق میں۔

باب ما تكون فيه الشهادة — جس چیز میں شہادت ہے اس کا بیان

۹۸۲۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ وَوَفَاةً بِبَلَدِ رَسُولِكَ۔

حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے اے پروردگار! میں چاہتا ہوں کہ شہید ہوں تیری راہ میں اور مروں تیرے رسول کے شہر میں۔

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ دعا مانگی تو لوگوں کو تعجب ہوا کہ یہ دونوں باتیں کیسے ہوسکتی ہیں اس لیے کہ مدینہ میں سب مسلمان ہیں وہاں جہاد نہیں ہوسکتا مگر اللہ جل جلالہ نے دعا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبول کی مدینہ میں آپ شہید ہوئے وہیں دفن ہوئے۔

۹۸۳۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ كَرَمُ الْمُؤْمِنِ تَقْوَاهُ وَدِينُهُ حَسَبُهُ وَمُرُوْئَتُهُ خُلُقُهُ

(۹۸۲) بخاری (۱۸۹۰) كتاب الحج : باب كراهية النبي أن تعرى المدينة، عبدالرزاق (۹۵۵۰، ۱۹۶۳۷)۔

(۹۸۳) ضعيف : ابن ابی شيبة (۱۹۵۱۲) بيهقی (۱۷۰/۹ ۔ ۱۷۱)۔

وَالْجُرْأَةُ وَالْجُبْنُ غَرَائِزُ يَضَعُهَا اللّٰهُ حَيْثُ شَاءَ فَالْجَبَانُ يَفِرُّ عَنْ أَبِيهِ وَأُمِّهِ وَالْجَرِيءُ يُقَاتِلُ عَمَّا لَا يَئُوبُ بِهِ إِلَى رَحْلِهِ وَالْقَتْلُ حَتْفٌ مِنَ الْحُتُوفِ وَالشَّهِيدُ مَنِ احْتَسَبَ نَفْسَهُ عَلَى اللّٰهِ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے عزت مومن کی تقویٰ میں ہے اور دین اس کی شرافت ہے اور مروت اس کا خلق ہے۔ اور بہادری اور نامردی دونوں خلقی صفتیں ہیں جس شخص میں اللہ چاہتا ہے ان صفتوں کو رکھتا ہے تو نامرد اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے وہ اور بہادر اس شخص سے لڑتا ہے جس کو جانتا ہے کہ گھر تک نہ جانے دے گا اور قتل ایک موت ہے موتوں میں سے اور شہید وہ ہے جو اپنی جان خوشی سے اللہ کے سپرد کر دے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی اس کے مقابلے میں گھر جانا نصیب نہ ہوگا وہیں مرنا ہوگا۔ بعضوں نے اس عبارت کے یہ معنی کیے ہیں کہ نامرد اپنے ماں باپ کو جن کا بڑا حق ہے دشمن کے مقابلے میں چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے اور بہادر اس شخص کے ساتھ ہو کر لڑتا ہے جس سے یہ توقع نہ ہو کہ اس کا کچھ مال لے کر گھر میں آئے گا۔

فائدہ: جیسے آدمی بیماری کی وجہ سے مرجاتا ہے بچ نہیں سکتا ویسا ہی قتل کو بھی سمجھنا چاہیے۔

باب العمل فی غسل الشهيد — شہید کو غسل دینے کے بیان میں

۹۸۴۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ غُسِّلَ وَكُفِّنَ وَصُلِّيَ عَلَيْهِ وَكَانَ شَهِيدًا يَرْحَمُهُ اللّٰهُ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ غسل دیے گئے اور کفن پہنائے گئے اور نماز جنازے کی ان پر پڑھی گئی حالانکہ وہ شہید تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اہل علم سے وہ کہتے تھے کہ شہیدوں کو نہ غسل دینا چاہیے نہ ان پر نماز پڑھنا چاہیے بلکہ جن کپڑوں میں شہید ہوئے ہیں انہی کپڑوں میں دفن کر دینا چاہیے۔

فائدہ: اختلاف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے شہیدوں پر نماز پڑھی یا نہیں بعض روایات میں ہے کہ نماز پڑھی اور بعض میں یہ ہے کہ نہیں پڑھی صرف دعا کی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا یہ طریقہ ان شہیدوں میں ہے جو معرکہ میں قتل کیے جائیں اور وہیں مر جائیں اور جو معرکہ سے زندہ اٹھا کر لایا جائے پھر کچھ جی کر مر جائے تو اس کو غسل دیا جائے اور اس پر نماز پڑھی جائے جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر کیا گیا۔

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ بعد زخمی ہونے کے تین دن زندہ رہے۔

---

(٩٨٤) موقوف صحيح: شافعي في مسنده (ص ٣٥٦ ـ ٣٥٧) ابن ابی شيبة (١١٠١٠) بيهقي في السنن الكبرى (١٦/٤) وفي معرفة السنن والآثار (١٤٦/٣)۔

باب ما يكره من الشيء يجعل في سبيل الله — کون سی بات اللہ کے راستے میں بری ہے (یعنی دھوکہ دینا)

۹۸۵۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَحْمِلُ فِي الْعَامِ الْوَاحِدِ عَلَى أَرْبَعِينَ أَلْفِ بَعِيرٍ يَحْمِلُ الرَّجُلَ إِلَى الشَّامِ عَلَى بَعِيرٍ وَيَحْمِلُ الرَّجُلَيْنِ إِلَى الْعِرَاقِ عَلَى بَعِيرٍ فَجَاءَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَقَالَ احْمِلْنِي وَسُحَيْمًا فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ نَشَدْتُكَ اللَّهَ أَسُحَيْمٌ زِقٌّ قَالَ لَهُ نَعَمْ۔

حضرت یحیٰی بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک برس میں چالیس ہزار اونٹ بھیجتے تھے شام کے جانے والوں کو۔ فی آدمی ایک ایک اونٹ دیتے اور عراق کے جانے والوں کو دو آدمیوں میں ایک اونٹ دیتے تھے۔ ایک شخص عراق کا رہنے والا آیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بولا کہ مجھ کو اور سحیم کو ایک اونٹ دیجیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تجھ کو قسم دیتا ہوں خدا کی سحیم سے تیری مراد مشک ہے وہ بولا ہاں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: پہلے اس شخص نے اس طرح سے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہو سحیم کوئی شخص ہے پھر آپ سمجھ گئے کہ سحیم سے مراد مشک ہے (یعنی چالاکی سے اس نے تنہا ایک اونٹ لینے کی کوشش کی تھی)۔

باب الترغيب في الجهاد — جہاد کی فضیلت کا بیان

۹۸۶۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذَهَبَ إِلَى قُبَاءٍ يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَتُطْعِمُهُ وَكَانَتْ أُمُّ حَرَامٍ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَأَطْعَمَتْهُ وَجَلَسَتْ تَفْلِي فِي رَأْسِهِ فَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَرْكَبُونَ ثَبَجَ هَذَا الْبَحْرِ مُلُوكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ أَوْ مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ يَشُكُّ إِسْحَقُ قَالَتْ فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا يُضْحِكُكَ قَالَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي

(۹۸۶) بخاری (۲۷۸۸) كتاب الجهاد والسير: باب الدعاء بالجهاد والشهادة للرجال والنساء، مسلم (۱۹۱۲) أبو داود (۲۴۹۱) ترمذی (۱۶۴۵) نسائی (۳۱۷۱) ابن ماجه (۲۷۷۶) أحمد (۲۴۰/۳) (۱۳۵۵۴) دارمی (۲۴۲۱)۔

سَبِيلِ اللّٰهِ مُلُوكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ أَوْ مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ كَمَا قَالَ فِي الْأُولَى قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ قَالَ فَرَكِبَتْ الْبَحْرَ فِي زَمَانِ مُعَاوِيَةَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد قبا کو جاتے تو ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا (خالہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی) کے گھر میں آپ تشریف لے جاتے۔ وہ آپ ﷺ کو کھانا کھلاتیں اور وہ اس زمانے میں عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ ایک روز آپ ﷺ ان کے گھر میں گئے انہوں نے آپ کو کھانا کھلایا اور بیٹھ کر آپ کے سر کے بال دیکھنے لگی۔ آپ ﷺ سو گئے پھر آہ جاگے ہنستے ہوئے اُم حرام رضی اللہ عنہا نے پوچھا آپ کیوں ہنستے ہیں یارسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا کچھ لوگ میری امت کے پیش کیے گئے میرے اوپر جو خدا کی راہ میں جہاد کے لیے سوار ہوتے ہیں۔ ام حرام نے کہا یارسول اللہ ﷺ آپ دعا کیجیے کہ اللہ جل جلالہ مجھ کو بھی ان میں سے کرے آپ ﷺ نے دعا کی پھر آپ سر رکھ کر سو گئے پھر جاگے ہنستے ہوئے ام حرام رضی اللہ عنہا نے پوچھا یارسول اللہ! آپ کیوں ہنستے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کچھ لوگ میری امت کے پیش کیے گئے میرے اوپر جو خدا کی راہ میں جہاد کو جاتے تھے جیسے بادشاہ تخت پر ہوتے ہیں۔ ام حرام نے کہا یارسول اللہ! آپ ﷺ دعا کیجیے اللہ جل جلالہ مجھ کو بھی ان میں سے کرے آپ ﷺ نے فرمایا تو تو پہلے لوگوں میں سے ہو چکی۔ ام حرام معاویہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دریا میں سوار ہوئیں جب دریا سے نکلیں تو جانور پر سے گر کر مر گئیں۔

فائدہ: ام حرام آنحضرت ﷺ کے والد یا جدامجد کی خالہ تھیں یا آپ ﷺ کی خالہ رضاعی تھیں بہرحال آپ ﷺ کی محرم تھیں بعضوں نے کہا کہ آپ ﷺ کی محرم نہ تھیں اور آپ ﷺ کو خاص اجنبی عورت سے خلوت کرنا درست تھا کیونکہ آپ معصوم تھے۔ بعضوں نے کہا کہ اس حدیث سے خلوت معلوم نہیں ہوتی شاید ان کا لڑکا یا خاوند بھی اس وقت موجود ہوتا ہو۔

فائدہ: یہ پیشین گوئی آپ کی سچ ہوئی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں معاویہ رضی اللہ عنہ لشکر کے سردار ہو کر کفار روم سے لڑنے کو دریا میں سوار ہو کر گئے۔

فائدہ: یہ پہلا جہاد تھا جو مسلمانوں نے دریا میں کیا دوسرا جہاد قسطنطنیہ پر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جس میں لشکر کا سردار یزید بن معاویہ تھا۔ اس حدیث سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تعریف ثابت ہوئی بلکہ یزید کی بھی اور صحیح بخاری کی حدیث میں پہلی جماعت کے حق میں لفظ اَوْجَبُوْا اور دوسری جماعت کے حق میں لفظ مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ آیا ہے جس سے اور زیادہ فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ یہ حدیث دلیل قوی ہے ایمان وحسنِ خاتمہ معاویہ ویزید پر۔ پس اُن پر طعن ہرگز نہ چاہیے یہی مذہب ہے محققین اہل سنت و جماعت کا۔ گو بعض اعمال مفسقہ اُن سے صادر ہوئے ہیں کیونکہ اہل سنت کے نزدیک عصمت خاصہ حضرات انبیاء علیہم السلام کا ہے۔ صحابہ واہل بیت ہرگز معصوم نہیں ہیں۔ اس کے باوجود بالجملہ جس کے مغفور ہونے کی خبر مخبر صادق نے دی ہے اس کو کافر ملعون کہنا ناجائز ہے۔

---

(٩٨٧) بخاری (٢٩٧٢) كتاب الجهاد والسير: باب الجعائل والحملان في السبيل، مسلم (١٨٧٦) نسائی (٣١٥١) ابن ماجه (٢٧٥٣) أحمد (٤٢٤/٢) (٩٤٧٦) ۔

٩٨٧۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَحْبَبْتُ أَنْ لَا أَتَخَلَّفَ عَنْ سَرِيَّةٍ تَخْرُجُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَكِنِّي لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ وَلَا يَجِدُونَ مَا يَتَحَمَّلُونَ عَلَيْهِ فَيَخْرُجُونَ وَيَشُقُّ عَلَيْهِمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوا بَعْدِي فَوَدِدْتُ أَنِّي أُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَأُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا فَأُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا فَأُقْتَلُ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں کسی لشکر کا جو اللہ کی راہ میں نکلتا ہے ساتھ نہ چھوڑتا۔ مگر نہ میرے پاس اس قدر سواریاں ہیں کہ سب لوگوں کو ان پر سوار کروں نہ ان کے پاس اتنی سواریاں ہیں کہ وہ سب سوار ہو کر نکلیں اگر میں اکیلا جاؤں تو ان کو میرا چھوڑنا شاق ہوتا ہے میں تو یہ چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں لڑوں اور مارا جاؤں پھر جلایا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر جلایا جاؤں پھر مارا جاؤں۔

فائدہ: یعنی جب کچھ لوگ جہاد کو جاتے تو میں بھی جاتا۔

٩٨٨۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَأْتِينِي بِخَبَرِ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ رَجُلٌ أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَذَهَبَ الرَّجُلُ يَطُوفُ بَيْنَ الْقَتْلَى فَقَالَ لَهُ سَعْدُ بْنُ الرَّبِيعِ مَا شَأْنُكَ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ بَعَثَنِي إِلَيْكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِآتِيَهُ بِخَبَرِكَ قَالَ فَاذْهَبْ إِلَيْهِ فَاقْرَأْهُ مِنِّي السَّلَامَ وَأَخْبِرْهُ أَنِّي قَدْ طُعِنْتُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ طَعْنَةً وَأَنِّي قَدْ أُنْفِذَتْ مَقَاتِلِي وَأَخْبِرْ قَوْمَكَ أَنَّهُ لَا عُذْرَ لَهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ إِنْ قُتِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَاحِدٌ مِنْهُمْ حَيٌّ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ جنگ احد کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون خبر لا کر دیتا ہے مجھ کو سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ کی ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! میں دوں گا۔ وہ جا کر لاشوں میں ڈھونڈھنے لگا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا کام ہے اس شخص نے کہا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری خبر لینے کو بھیجا ہے۔ کہا کہ تم جاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور میرا اسلام عرض کرو اور کہو کہ مجھے بارہ زخم برچھوں کے لگے ہیں اور میرے زخم کاری ہیں اور اپنی قوم سے کہہ اللہ جل جلالہ کے سامنے تمہارا کوئی عذر قبول نہ ہوگا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہوئے اور تم میں سے ایک بھی زندہ رہا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: وہ شخص ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا تم جا کر دیکھو سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ زندہ ہیں یا مردہ اگر زندہ ہوں تو میرا اسلام اُن سے کہو اور میری طرف سے پوچھو کہ تم اپنے تئیں کس حال میں پاتے ہو۔

فائدہ: کئی بار سعد رضی اللہ عنہ کا نام لے کر پکارا کہیں سے کوئی جواب نہ آیا پھر انہوں نے یہ کہہ کر پکارا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بھیجا ہے اس لیے کہ میں سعد کی خبر لاؤں کہ تم زندہ ہو یا مردہ انہوں نے کہا میرا شمار مردوں میں ہے۔

---

(٩٨٨) ضعیف : سعید بن منصور (٢٨٤٢)۔

فائدہ: زید بن ثابت کی روایت میں ہے کہ ان کو ستر زخم برچھوں اور تیروں کے لگے تھے۔ واقدی کی روایت میں ہے انہوں نے یہ بھی کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے کہو اللہ پاک آپ ﷺ کو جزائے خیر دے مجھے جنت کی خوشبو آ رہی ہے۔

۹۸۹۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَغَّبَ فِي الْجِهَادِ وَذَكَرَ الْجَنَّةَ وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يَأْكُلُ تَمَرَاتٍ فِي يَدِهِ فَقَالَ إِنِّي لَحَرِيصٌ عَلَى الدُّنْيَا إِنْ جَلَسْتُ حَتَّى أَفْرُغَ مِنْهُنَّ فَرَمَى مَا فِي يَدِهِ فَحَمَلَ بِسَيْفِهِ فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ ـ

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رغبت دلائی جہاد میں (بدر کے روز) اور بیان کیا جنت کا حال اتنے میں ایک شخص انصاری (وہی عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ) کھجوریں ہاتھ میں لیے ہوئے کھا رہا تھا۔ وہ بولا مجھے بڑی حرص ہے دنیا کی اگر میں بیٹھا رہوں اس انتظار میں کہ کھجوریں کھالوں پھر کھجوریں پھینک دیں اور تلوار اٹھا کر لڑائی شروع کی اور شہید ہوا۔

فائدہ: آپ ﷺ نے فرمایا مستعد ہو جاؤ اس جنت کے واسطے جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! جنت اتنا بڑا باغ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ عمیر رضی اللہ عنہ نے کہا واہ واہ۔ حضرت نے فرمایا تو نے واہ واہ کیوں کہا۔ عمیر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم خدا کی یا رسول اللہ! میں نے اس آرزو سے کہا کہ میں بھی اس باغ کے لوگوں میں سے ہو جاؤں آپ ﷺ نے فرمایا تو بھی ان میں سے ہے۔

۹۹۰۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّهُ قَالَ الْغَزْوُ غَزْوَانِ فَغَزْوٌ تُنْفَقُ فِيهِ الْكَرِيمَةُ وَيُيَاسَرُ فِيهِ الشَّرِيكُ وَيُطَاعُ فِيهِ ذُو الْأَمْرِ وَيُجْتَنَبُ فِيهِ الْفَسَادُ فَذَلِكَ الْغَزْوُ خَيْرٌ كُلُّهُ وَغَزْوٌ لَا تُنْفَقُ فِيهِ الْكَرِيمَةُ وَلَا يُيَاسَرُ فِيهِ الشَّرِيكُ وَلَا يُطَاعُ فِيهِ ذُو الْأَمْرِ وَلَا يُجْتَنَبُ فِيهِ الْفَسَادُ فَذَلِكَ الْغَزْوُ لَا يَرْجِعُ صَاحِبُهُ كَفَافًا ـ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا جہاد دو قسم کے ہیں ایک وہ جہاد جس میں عمدہ سے عمدہ مال صرف کیا جاتا ہے اور رفیق کے ساتھ محبت کی جاتی ہے اور امیر کی اطاعت کی جاتی ہے اور فساد سے پرہیز رہتا ہے۔ یہ جہاد سب کا سب ثواب ہے۔ اور ایک وہ جہاد ہے جس میں اچھا مال صرف نہیں کیا جاتا اور رفیق سے محبت نہیں ہوتی اور امیر کی نافرمانی ہوتی ہے اور فساد سے پرہیز نہیں ہوتا یہ جہاد ایسا ہے اس میں جو کوئی جائے ثواب تو کیا خالی لوٹ کر آنا مشکل ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **متصل صحیح** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی ایسے جہاد میں اگر گناہ سے بچ جائے تو بھی غنیمت ہے ثواب کا کیا ذکر۔

---

(۹۸۹) بخاری (٤٠٤٦) كتاب المغازي : باب غزوة أحد ' مسلم (١٨٩٩) نسائي (٣١٥٤) أحمد (٣٠٨/٣) (١٤٣٦٥)۔

(۹۹۰) **موقوف صحيح** : أبو داود (٢٥١٥) كتاب الجهاد : باب في من يغزو ويلتمس الدنيا ' نسائي (٣١٨٨) أحمد (٢٣٤/٥) (٢٢٣٩٢) دارمي (٢٤١٧)۔

باب ما جاء فی الخیل و المسابقة بینهما و النفقة فی الغزو
گھوڑوں کا اور گھڑ دوڑ کا بیان اور جہاد میں صرف کرنے کا بیان

۹۹۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گھوڑوں کی پیشانی میں بہتری اور برکت بندھی ہوئی ہے قیامت تک۔

فائدہ: کیونکہ گھوڑا بڑا ذریعہ ہے جہاد کا اور اشرف ہے اسی وجہ سے تمام حیوانات میں۔

۹۹۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي قَدْ أُضْمِرَتْ مِنْ الْحَفْيَاءِ وَكَانَ أَمَدُهَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ وَسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي لَمْ تُضَمَّرْ مِنْ الثَّنِيَّةِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ وَأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ مِمَّنْ سَابَقَ بِهَا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شرط لگائی آگے بڑھنے کی ان گھوڑوں میں جو تیار کیے گئے تھے گھڑ دوڑ کے لیے حفیا سے (ایک مقام ہے باہر مدینہ کے) ثنیۃ الوداع تک (پانچ میل ہے حفیا سے) اور جو گھوڑے تیار نہیں کیے گئے تھے ان کی حد ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق تک (ایک میل ہے) مقرر کی۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی گھڑ دوڑ میں شریک تھے۔

۹۹۳۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ لَيْسَ بِرِهَانِ الْخَيْلِ بَأْسٌ إِذَا دَخَلَ فِيهَا مُحَلِّلٌ فَإِنْ سَبَقَ أَخَذَ السَّبَقَ وَإِنْ سُبِقَ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ شَيْءٌ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب کہتے تھے گھڑ دوڑ کی شرط میں کچھ قباحت نہیں ہے جب دو شخصوں کے بیچ میں ایک اور شخص آ جائے اگر وہ آگے بڑھ جائے تو شرط کا روپیہ لے لے اور جب پیچھے رہے کچھ نہ دے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: گھڑ دوڑ میں دو آدمیوں کا اس طرح پر شرط لگانا کہ جو اُن میں سے آگے بڑھ جائے گا وہ روپیہ شرط کا لے لے گا اور جو پیچھے رہ جائے گا وہ دے گا اتفاقاً ممنوع ہے اور یک طرفہ شرط کرنا یا مفت گھڑ دوڑ کرنا اتفاقاً جائز ہے۔ اگر دو آدمی دونوں طرف سے شرط لگا کر

---

(۹۹۱) بخاری (۲۸۴۹) کتاب الجهاد و السير: باب الخيل معقود في نواصيها الخير الى يوم القيامة، مسلم (۱۸۷۱) نسائی (۳۵۷۳) ابن ماجه (۲۷۸۷) أحمد (۱۱۲/۲) (۵۰۹۰۸)۔

(۹۹۲) بخاری (۴۲۰) کتاب الصلاة: باب هل يقال مسجد بني فلان، مسلم (۱۸۷۰) أبو داود (۲۵۷۵) ترمذی (۱۶۹۹) نسائی (۳۵۸۴) ابن ماجه (۲۸۷۷) أحمد (۵/۲) (۴۴۸۷) دارمی (۲۴۲۹)۔

(۹۹۳) مقطوع صحيح: ابن ابی شيبة (۵۳۱/۶) (۳۳۵۴۰) بيهقی (۲۰/۱۰) (۱۹۷۷۲)۔

گھڑ دوڑ کریں تو اس کی علت کی یہ صورت ہے کہ ایک تیسرے شخص کو شریک کرلیں جس کو محلل کہتے ہیں اگر یہ محلل آگے بڑھ جائے گا تو دونوں سے شرط کا روپیہ لے گا اور جو پیچھے رہ جائے تو محلل کو کچھ دینا نہ ہوگا۔ مگر ان دونوں آدمیوں میں سے جو کوئی آگے بڑھے گا وہ اپنی شرط کا روپیہ دوسرے سے لے لے گا۔

۹۹۴۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُئِيَ وَهُوَ يَمْسَحُ وَجْهَ فَرَسِهِ بِرِدَائِهِ فَسُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنِّي عُوتِبْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْخَيْلِ ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو لوگوں نے دیکھا کہ اپنے گھوڑے کا منہ چادر سے صاف کر رہے ہیں لوگوں نے اس کا سبب پوچھا آپ ﷺ نے فرمایا کہ رات مجھ پر عتاب ہوا گھوڑے کی خبر نہ لینے پر۔

۹۹۵۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ خَرَجَ إِلَى خَيْبَرَ أَتَاهَا لَيْلًا وَكَانَ إِذَا أَتَى قَوْمًا بِلَيْلٍ لَمْ يُغِرْ حَتَّى يُصْبِحَ فَلَمَّا أَصْبَحَ خَرَجَتْ يَهُودُ بِمَسَاحِيهِمْ وَمَكَاتِلِهِمْ فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوا مُحَمَّدٌ وَاللّٰهِ مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ ۔

حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب چلے خیبر کو پہنچے وہاں رات کو اور آپ ﷺ جب کسی قوم پر رات کو پہنچتے تو جنگ شروع نہ کرتے یہاں تک کہ صبح ہو تو خیبر کے یہودی اپنی کدالیں اور زنبیلیں لے کر نکلے جب انہوں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا تو کہنے لگے قسم ہے خدا کی محمد ﷺ ہیں اور پورا لشکر ان کے ساتھ ہے تو فرمایا آپ ﷺ نے اللہ اکبر خراب ہوا خیبر "انا اذا نزلنا بساحته قوم فساء صباح المنذرين"۔

فائدہ: پورا لشکر وہ ہے جس میں میمنہ اور میسرہ اور مقدمہ اور قلب اور جناح ہو۔

فائدہ: (خراب ہوا خیبر انا اذا ......) یعنی جب اُترے ہم کسی قوم کے سامنے پس بُری ہوئی صبح ڈرائے گیوں کی۔ آپ ﷺ نے یہودیوں کے ہاتھ کدالیں دیکھ کر فال نیک لی اس امر کی کہ خیبر تباہ ہو جائے گا۔ کیونکہ کدال کھودنے کا آلہ ہے۔ بعضوں نے کہا کہ خیبر کے نام سے خرابی نکالی آپ ﷺ نے۔

۹۹۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ نُودِيَ فِي الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ

---

(۹۹۵) بخاری (۴۱۹۷) کتاب المغازی : باب غزوة خيبر ' مسلم (۱۳۶۵) ترمذی (۱۵۵۰) نسائی (۵۴۷۰) أحمد (۲۶۸/۲) (۷۶۲۱) ۔

(۹۹۶) بخاری (۱۸۹۷) كتاب الصوم : باب الريان للصائمين ' مسلم (۱۰۲۷) ترمذی (۳۶۷۴) نسائی (۳۱۸۳) أحمد (۲۶۸/۲) (۷۶۲۱) ۔

دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ)) فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا عَلَى مَنْ يُدْعَى مِنْ هَذِهِ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ ((نَعَمْ وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایک جوڑا (مثلاً دو اونٹ یا دو بکریاں یا دو روپے) صرف کرے اللہ کی راہ میں تو قیامت کے روز جنت کے دروازے پر پکارا جائے گا اے بندے اللہ کے! یہ خیر ہے تو جو شخص نمازی ہوگا وہ نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا جو شخص صدقہ دینے والا ہوگا وہ صدقہ کے دروازے سے بلایا جائے گا جو شخص روزے بہت رکھے گا وہ باب الریان سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا' یارسول اللہ! جو شخص کسی ایک دروازے سے بلایا جائے اس کو کچھ حرج نہ ہوگا مگر کوئی ایسا بھی جو سب دروازوں سے بلایا جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اور مجھے امید ہے کہ تم ان میں سے ہوگے۔

فائدہ: یعنی ان لوگوں میں سے جو سب دروازوں سے بلائے جائیں گے۔

باب احراز من أسلم من أهل الذمة أرضه — ذمیوں میں سے جو کوئی مسلمان ہو جائے اس کی زمین کا بیان

فائدہ: ذمی اس کافر کو کہتے ہیں جو دار السلام میں رہتا ہے اور اس سے جزیہ لیا جاتا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر امام نے کسی قوم پر کافروں کا جزیہ مقرر کیا ان کافروں میں سے کوئی شخص مسلمان ہو گیا تو اس کی زمین اور جائداد اسی کو ملے گی یا مسلمانوں کی ملک ہو جائے گی؟ امام مالکؒ نے جواب دیا کہ اس میں دو صورتیں ہیں؛ اگر وہ کافر صلح کر کے خوشی سے بغیر جنگ کے جزیہ پر راضی ہو گئے ہیں ان میں سے جو کوئی مسلمان ہوگا اس کی زمین اور جائداد اسی کو ملے گی اگر وہ کفار جنگ کر کے تلوار کے زور سے مطیع ہوئے ہوں تو ان کی زمین اور جائداد مسلمانوں کی ملک ہو جائے گی اگرچہ کوئی ان میں سے مسلمان ہو جائے۔

باب الدفن في قبر واحد من ضرورة وانفاذ ابی بکر عدة رسول الله صلی الله علیه وسلم بعد وفاته — دو آدمیوں یا زیادہ کو ایک قبر میں دفن کرنے کا بیان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدے کا بعد آپ کی وفات کے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفا کرنے کا بیان

۹۹۷۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْجَمُوحِ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيَّيْنِ ثُمَّ السَّلَمِيَّيْنِ كَانَا قَدْ حَفَرَ السَّيْلُ قَبْرَهُمَا وَكَانَ قَبْرُهُمَا مِمَّا يَلِي السَّيْلَ وَكَانَا فِي قَبْرٍ وَاحِدٍ وَهُمَا مِمَّنْ اسْتُشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ فَحُفِرَ عَنْهُمَا لِيُغَيَّرَا مِنْ مَكَانِهِمَا فَوُجِدَا لَمْ يَتَغَيَّرَا كَأَنَّهُمَا مَاتَا بِالْأَمْسِ

وَكَانَ أَحَدُهُمَا قَدْ جُرِحَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى جُرْحِهِ فَدُفِنَ وَهُوَ كَذٰلِكَ فَأُمِيطَتْ يَدُهُ عَنْ جُرْحِهِ ثُمَّ أُرْسِلَتْ فَرَجَعَتْ كَمَا كَانَتْ وَكَانَ بَيْنَ أُحُدٍ وَبَيْنَ يَوْمَ حُفِرَ عَنْهُمَا سِتٌّ وَأَرْبَعُونَ سَنَةً ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ سے روایت ہے کہ عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمرو انصاری سلمی رضی اللہ عنہ جو شہید ہوئے تھے جنگ احد میں ان کی قبر کو پانی کے بہاؤ نے اکھیڑ دیا تھا اور قبر ان کی بہاؤ کے نزدیک تھی اور دونوں ایک ہی قبر میں تھے تو قبر کھودی گئی تاکہ لاشیں ان کی نکال کر اور جگہ دفن کریں دیکھا تو ان کی لاشیں ویسی ہی ہیں جیسے وہ شہید ہوئے تھے گویا کل مرے ہیں ان میں سے ایک شخص جب زخم لگا تھا تو اس نے ہاتھ اپنے زخم پر رکھ لیا تھا جب ان کو دفن کرنے لگے تو ہاتھ وہاں سے ہٹایا مگر ہاتھ پھر وہیں آ لگا جب ان کی لاشیں کھودیں تو جنگ احد کو چھیالیس برس گزر چکے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر دو یا تین آدمی ایک قبر میں دفن کیے جائیں تو ضرورت کے سبب تو کچھ قباحت نہیں ہے مگر جو سب میں بڑا ہو اس کو قبلہ کے نزدیک رکھیں۔

۹۹۸۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ قَالَ قَدِمَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ مَالٌ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَقَالَ مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأْيٌ أَوْ عِدَةٌ فَلْيَأْتِنِي فَجَاءَهُ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فَحَفَنَ لَهُ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ ۔

حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس روپیہ آیا بحرین سے آپ نے منادی کرائی کہ جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دینے کا وعدہ کیا ہو وہ ہمارے پاس آئے ۔ جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو تین لپ بھر کر دیئے۔

فائدہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے وعدہ کیا تھا کہ بحرین سے جب روپیہ آئے گا تو تین لپ بھر کر تجھ کو دوں گا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بعد وفات کے اس وعدے کو پورا کیا۔

(۹۹۸) بخاری (۲۵۹۸) کتاب الهبة وفضلها : باب اذا وهب هبة أو وعد عدة ثم مات قبل أن تصل اليه ، مسلم (۲۳۱۴) أحمد (۳۰۷/۳ ـ ۳۰۸) (۱٤۳۵۲) ـ



(22) كتاب النذور
کتاب نذوروں کے بیان میں

باب ما يجب من النذور في المشي — پیدل چلنے کی نذروں کا بیان

۹۹۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ اسْتَفْتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ وَلَمْ تَقْضِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْضِهِ عَنْهَا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ میری ماں مرگئی اور اس پر ایک نذر واجب تھی اس نے ادا نہیں کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ادا کر اس کی طرف سے۔

۱۰۰۰۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمَّتِهِ أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ عَنْ جَدَّتِهِ أَنَّهَا كَانَتْ جَعَلَتْ عَلَى نَفْسِهَا مَشْيًا إِلَى مَسْجِدِ قُبَاءٍ فَمَاتَتْ وَلَمْ تَقْضِهِ فَأَفْتَى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ ابْنَتَهَا أَنْ تَمْشِيَ عَنْهَا۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا اپنی پھوپھی سے انہوں نے بیان کیا کہ ان کی دادی نے نذر کی مسجد قباء میں پیدل جانے کی پھر مرگئیں اور اس نذر کو ادا نہیں کیا۔ تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ان کی بیٹی کو حکم کیا کہ وہ ان کی طرف سے اس نذر کو ادا کریں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کوئی کسی کی طرف سے پیدل چلنے کی نذر ادا نہ کرے۔

فائدہ: امام مالکؒ کے نزدیک یہ نذر لازم نہیں سوا مکہ کو پیدل جانے کے اور کہیں پیدل جانے کی نذر کا پورا کرنا ضروری نہیں ہے۔

۱۰۰۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي حَبِيبَةَ قَالَ قُلْتُ لِرَجُلٍ وَأَنَا حَدِيثُ السِّنِّ مَا عَلَى الرَّجُلِ أَنْ يَقُولَ عَلَيَّ مَشْيٌ إِلَى بَيْتِ اللّٰهِ وَلَمْ يَقُلْ عَلَيَّ نَذْرُ مَشْيٍ فَقَالَ لِي رَجُلٌ هَلْ لَكَ أَنْ أُعْطِيَكَ هٰذَا الْجِرْوَ لِجِرْوِ قِثَّاءٍ فِي يَدِهِ وَتَقُولُ عَلَيَّ مَشْيٌ إِلَى بَيْتِ اللّٰهِ قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقُلْتُهُ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيثُ السِّنِّ ثُمَّ مَكَثْتُ حَتَّى عَقَلْتُ

---

(۹۹۹) بخاری (۲۷۶۱) كتاب الوصايا : باب ما يستحب لمن توفي فجائة أن يتصدقوا عنه ' مسلم (۱۶۳۸) أبو داود (۳۳۰۷) ترمذی (۱۵۳۶) نسائی (۳۸۱۷) ابن ماجه (۲۱۳۲) أحمد (۲۱۹/۱) ' (۱۸۹۳)۔

(۱۰۰۰) **موقوف ضعيف** : بخاری تعليقا (قبل الحديث / ۶۶۹۸) كتاب الأيمان والنذور : باب من مات وعليه نذر۔

(۱۰۰۱) **مقطوع ضعيف** : بخاری في التاريخ الكبير (۷۵/۵) ابن ابی شيبة (۱۲۳۳۷ ' ۱۲۴۲۱)۔

فَقِيلَ لِي إِنَّ عَلَيْكَ مَشْيًا فَجِئْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ لِي عَلَيْكَ مَشْيٌ فَمَشَيْتُ ۔

حضرت عبداللہ بن ابی حبیبہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا ایک شخص سے اور میں کم سن تھا کہ اگر کوئی شخص صرف اتنا ہی کہے "عَلَيَّ مَشْيٌ إِلَى بَيْتِ اللّٰهِ" یعنی اوپر میرے پیدل چلنا ہے بیت اللہ تک اور یہ نہیں کہے کہ میرے اوپر نذر ہے پیدل چلنے کی بیت اللہ تک تو اس پر کچھ لازم نہیں آتا وہ شخص مجھ سے بولا کہ میرے ہاتھ میں یہ لکڑی ہے تجھے دیتا ہوں تو اتنا کہہ دے کہ میرے اوپر پیدل چلنا ہے بیت اللہ تک میں نے کہا ہاں کہتا ہوں تو میں نے کہہ دیا اور میں کم سن تھا پھر ٹھہر کر تھوڑی دیر میں مجھے عقل آئی اور لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تجھ پر پیدل چلنا بیت اللہ تک واجب ہوا۔ میں سعید بن مسیتب کے پاس آیا اور ان سے پوچھا انہوں نے بھی کہا کہ تجھ پر پیدل چلنا واجب ہوا بیت اللہ تک تو میں پیدل چلا بیت اللہ تک۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

باب ما جاء في من نذر مشيا الى بيت الله

جو شخص نذر کرے پیدل چلنے کی بیت اللہ تک اس کا بیان

۱۰۰۲۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أُذَيْنَةَ اللَّيْثِيِّ أَنَّهُ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ جَدَّةٍ لِي عَلَيْهَا مَشْيٌ إِلَى بَيْتِ اللّٰهِ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ عَجَزَتْ فَأَرْسَلَتْ مَوْلًى لَهَا يَسْأَلُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَخَرَجْتُ مَعَهُ فَسَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ مُرْهَا فَلْتَرْكَبْ ثُمَّ لْتَمْشِ مِنْ حَيْثُ عَجَزَتْ۔

حضرت عروہ بن اذینہ لیثی سے روایت ہے کہ کہا کہ میں نکلا اپنی دادی کے ساتھ اور اس کی نذر کی تھی بیت اللہ تک پیدل جانے کی۔ راستے میں تھک گئی تھیں اپنے غلام کو بھیجا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس مسئلہ پوچھنے کو میں بھی ساتھ گیا اس کے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا انہوں نے جواب دیا کہ اب سوار ہو جائے پھر دوبارہ جب آئے جہاں سے سوار ہوئی تھی وہاں سے پیدل چلے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **حسن** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **حسن** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اور باوجود اس کے ایک ہدی بھی اس پر واجب ہے۔

فائدہ: عبدالرزاق نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی روایت کیا ہے اور محمد بن حسن نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جو شخص نذر کرے بیت اللہ تک پیدل جانے کی پھر عاجز ہو جائے تو سوار ہو کر جائے اور ہدی دے اب دوبارہ جب آئے تو پیدل چلنا ضروری نہیں ابوحنیفہؒ کا یہی قول ہے۔

(۱۰۰۲) موقوف حسن: عبدالرزاق (۱۵۸۶۳) ابن ابی شیبة (۱۲٤۱۲) بیهقی (۱۰/۱۸) رقم (۲۰۱۲۸) الشافعی فی المسند (۲/۱٤٦) وفی الام (۷/۲۵۷)۔

۱۰۰۳۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَأَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ كَانَا يَقُولَانِ مِثْلَ قَوْلِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ۔

سعید بن مسیب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کہتے تھے اس مسئلہ میں جیسا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

۱۰۰۴۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ كَانَ عَلَيَّ مَشْيٌ فَأَصَابَتْنِي خَاصِرَةٌ فَرَكِبْتُ حَتَّى أَتَيْتُ مَكَّةَ فَسَأَلْتُ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ وَغَيْرَهُ فَقَالُوا عَلَيْكَ هَدْيٌ فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ سَأَلْتُ عُلَمَاءَهَا فَأَمَرُونِي أَنْ أَمْشِيَ مَرَّةً أُخْرَى مِنْ حَيْثُ عَجَزْتُ فَمَشَيْتُ۔

یحییٰ بن سعید نے کہا میں نے بیت اللہ تک پیدل چلنے کی نذر کی تھی میری ناف میں درد ہونے لگا میں سوار ہو کر مکے میں آیا اور عطا بن ابی رباحؒ وغیرہ سے پوچھا انہوں نے کہا تجھ کو ہدی لازم ہے جب میں مدینہ آیا وہاں لوگوں سے پوچھا انہوں نے کہا تجھ کو دوبارہ پیدل چلنا چاہیے جہاں سے سوار ہوا تھا تو پیدل چلا میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے کہا ہے کہ اس کی سند **صحیح** ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک جو شخص یہ کہے کہ مجھ پر پیدل چلنا ہے بیت اللہ تک اور چلے پھر عاجز ہو جائے تو سوار ہو جائے پھر دوبارہ جب آئے تو جہاں سے سوار ہوا تھا وہاں سے پیدل چلے اگر چلنے کی طاقت نہ ہو تو جہاں تک ہو سکے چلے پھر سوار ہو جائے اور ہدی میں ایک اونٹ یا گائے دے اگر نہ ہو سکے تو بکری دے۔سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ اگر کوئی شخص کسی سے کہے کہ میں تجھے بیت اللہ تک اٹھا لے چلوں گا تو کیا حکم ہے؟ مالکؒ نے جواب دیا کہ اگر اس کی نیت یہ تھی کہ میں اپنی گردن پر اٹھا کر لے چلوں گا اور اس کہنے سے صرف اپنے تئیں تکلیف میں ڈالنا منظور تھا تو اس صورت میں اس پر لازم نہ ہوگا بلکہ پیدل چلے اور ایک ہدی دے اور جو اس نے کچھ نیت نہ کی ہو تو حج کرے سوار ہو کر اپنے ساتھ حج کو اس شخص کو بھی لے جائے کیونکہ اس نے کہا کہ میں تجھ کو بیت اللہ تک اٹھائے چلوں گا البتہ اگر وہ شخص انکار کرے اس کے ساتھ جانے سے تو اس شخص پر کچھ لازم نہیں کیونکہ یہ اپنا کام پورا کر چکا۔

مسئلہ: سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ اگر کوئی شخص چند نذریں ایسی کرے جن کو پورا کرنا ساری عمر ممکن نہ ہو مثلاً بیت اللہ کو پیدل جاؤں گا اور باپ بھائی سے بات نہ کروں گا تو اس کو کافی ہے ایک نذر ادا کرنا یا سب نذریں پوری کرنا ضروری ہے امام مالکؒ نے جواب دیا کہ میرے نزدیک تمام نذریں پوری کرنا ضروری ہے جہاں تک اور جب تک ہو سکے چلے اور اللہ جل جلالہ سے قرب حاصل کرے نیکیوں سے جہاں تک ہو سکے۔

باب العمل فی المشی الی الکعبة　　کعبہ کی طرف پیدل چلنے کا بیان

(۱۰۰۳)مقطوع ضعيف : عبدالرزاق (۱۵۸۸۰) ابن ابی شيبة (۱۲۳۳۷ ' ۱۲٤۲.۱) ۔

(۱۰۰٤)مقطوع صحيح : بيهقی (۱۸/۱۰) رقم (۲۰۱۳۱) عبدالرزاق (۱۵۸۷٤) ابن ابی شيبة (۱۳۵۸۱) ۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر مرد یا عورت قسم کھائے کعبہ شریف کو پیدل جانے کی پھر قسم اس کی ٹوٹے اور اس کو پیدل جانا کعبہ کا لازم آئے تو عمرہ میں جب تک سعی سے فارغ ہو پیدل چلے اور حج میں جب تک طواف زیارت سے فارغ ہو پیدل چلے۔ کہا مالکؒ نے پیدل چلنے کی نذر دو ہی چیزوں میں ہوتی ہے حج یا عمرے میں۔

باب ما لا يجوز من النذور في معصية الله — جو نذریں درست نہیں جن میں اللہ کی نافرمانی ہوتی ہے ان کا بیان

۱۰۰۵۔ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ وَثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيلِيِّ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَحَدُهُمَا يَزِيدُ فِي الْحَدِيثِ عَلَى صَاحِبِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا قَائِمًا فِي الشَّمْسِ فَقَالَ مَا بَالُ هَذَا فَقَالُوا نَذَرَ أَنْ لَا يَتَكَلَّمَ وَلَا يَسْتَظِلَّ مِنَ الشَّمْسِ وَلَا يَجْلِسَ وَيَصُومَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرُوهُ فَلْيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَجْلِسْ وَلْيُتِمَّ صِيَامَهُ۔

حضرت حمید بن قیس اور ثور بن زید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دھوپ میں کھڑا ہوا دیکھا۔ آپ ﷺ نے اس کا باعث پوچھا لوگوں نے کہا اس نے نذر کی ہے کہ میں کسی سے بات نہ کروں گا نہ سایہ لوں گا نہ بیٹھوں گا اور روزہ سے رہوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو حکم کرو بات کرے سایہ میں آئے بیٹھے روزہ اپنا پورا کرے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا میں نے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو کفارہ دینے کا حکم کیا ہو بلکہ آپ نے یہ فرمایا کہ جو عبادت ہے اس کو پورا کرے اور جو برا ہے اس کو ترک کرے۔

۱۰۰۶۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ أَتَتْ امْرَأَةٌ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَتْ إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أَنْحَرَ ابْنِي فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا تَنْحَرِي ابْنَكِ وَكَفِّرِي عَنْ يَمِينِكِ فَقَالَ شَيْخٌ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَكَيْفَ يَكُونُ فِي هَذَا كَفَّارَةٌ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى قَالَ ﴿وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْكُمْ مِنْ نِسَائِهِمْ﴾ ثُمَّ جَعَلَ فِيهِ مِنَ الْكَفَّارَةِ مَا قَدْ رَأَيْتَ۔

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ ایک عورت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور بولی میں نے نذر کی اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا مت ذبح کر اپنے بیٹے کو اور کفارہ دے اپنی قسم کا ایک شخص بولا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس نذر میں کفارہ کیونکر ہوگا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ظہار بھی ایک معصیت ہے اور اس میں اللہ نے کفارہ مقرر کیا۔

(۱۰۰۵) بخاری (۶۷۰۴) کتاب الأیمان والنذور: باب النذر فیما لا یملك وفی معصیة' أبو داود (۳۳۰۰) ابن ماجه (۲۱۳۶) أحمد (۱۶۸/۴) (۱۷۶۷۳)۔

(۱۰۰۶) موقوف صحیح: ابن ابی شیبة (۱۰۴/۳) (۱۲۵۱۴) بیهقی (۷۲/۱۰) (۲۰۰۷۹)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑا پہنانا یا ایک بردہ آزاد کرنا اگر یہ نہ ہو سکے تو تین روزے رکھنا اور بعضوں نے کہا کہ مراد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کفارے سے فدیہ ہے یعنی ایک بکری ذبح کرنا لازم ہوگا ابوحنیفہؒ اور مالکؒ کا یہی قول ہے اور ابو یوسفؒ اور شافعیؒ کے نزدیک یہ لغو بات ہے۔

فائدہ: کیونکہ یہ نذر معصیت ہے اور نذر معصیت لغو ہے اس میں کفارہ لازم نہیں آتا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ اگر کوئی نذر کرے اللہ کی معصیت کی تو معصیت نہ کرے مراد اس سے یہ ہے کہ مثلاً اگر آدمی نذر کرے شام یا مصر یا جدہ یا زبدہ میں جانے کی یا اور کسی کام کی جو ثواب نہیں ہے اگر ایسے امورات میں اس کی قسم ٹوٹے مثلاً یوں کہے کہ اگر میں زید سے بات کروں تو مصر جاؤں گا پھر زید سے بات کرے تو اس پر کچھ لازم نہیں آتا بلکہ اس نذر کو پورا کرنا ضروری ہے جس میں ثواب ہو۔

باب اللغو في اليمين — لغو قسم کا بیان

١٠٠٧۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ لَغْوُ الْيَمِينِ قَوْلُ الْإِنْسَانِ لَا وَاللّٰهِ لَا وَاللّٰهِ ۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ لغو قسم وہ ہے جو آدمی باتوں میں کہتا ہے (جیسے) نہیں واللہ ہاں واللہ۔

فائدہ: یعنی عادت کے طور سے تکیہ کلام ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا قسم کی تین قسمیں ہیں:

ایک ''لغو قسم'' وہ ہے کہ آدمی ایک بات کو سچ جان کر اس پر قسم کھائے پھر اس کے خلاف نکلے۔

دوسرے ''منعقدہ قسم'' ہے جو آئندہ کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر کھائے مثلاً یوں کہے قسم خدا کی میں اپنا کپڑا دس دینار کو نہ بیچوں گا پھر بیچ ڈالے یا قسم خدا کی میں اس کے غلام کو ماروں گا پھر اس کو نہ مارے اس قسم پر کفارہ لازم آتا ہے۔

تیسرے ''غموس'' ہے کہ آدمی ایک کام کو جانتا ہے کہ ایسا نہیں ہوا باوجود اس کے قصداً جھوٹی قسم کھائے کہ ایسا ہوا کسی کے خوش کرنے یا عذر قبول کرانے کو یا کسی کا مال مارنے کو اس قسم میں اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس کا کفارہ دنیا میں نہیں ہو سکتا۔

فائدہ: اس قسم کا نام غموس ہے کیونکہ یہ ڈبو دیتی ہے قسم کھانے والے کو جہنم میں۔

باب ما لا يجب فيه الكفارة من الأيمان — جن قسموں میں کفارہ واجب نہیں ہوتا ان کا بیان

(١٠٠٧) بخاری (٤٦١٣، ٦٦٦٣) كتاب تفسير القرآن : باب قوله لا يؤاخذكم الله باللغو في أيمانكم، أبو داود (٣٢٥٤) نسائی فی الکبری (١١١٤٩)۔

۱۰۰۸۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَنْ قَالَ وَاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ لَمْ يَفْعَلِ الَّذِي حَلَفَ عَلَيْهِ لَمْ يَحْنَثْ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جو شخص قسم کھائے اللہ کی پھر کہے انشاء اللہ پھر نہ کرے اس کام کو جس پر قسم کھائی تھی تو اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا انشاء اللہ کہنے سے یہ مراد ہے قسم کے ساتھ کہے اور سلسلہ کلام کا باقی ہو اگر قسم کھا کے چپ رہا ہو پھر انشاء اللہ کہا تو کچھ مفید نہ ہوگا۔کہا مالکؒ نے اگر کسی شخص نے کہا اگر میں یہ کام کروں تو کافر ہوں یا مشرک ہوں پھر وہ کام کرے تو اس پر کفارہ نہ ہوگا اور نہ کافر اور مشرک ہو جائے گا جب تک دل میں اس کے شرک اور کفر کا عقیدہ نہ ہو مگر گنہگار ہوگا تو بہ کرے اور پھر ایسی بات نہ کہے۔

باب ما يجب فيه الكفارة من الأيمان — جن قسموں میں کفارہ واجب ہوتا ہے ان کا بیان

۱۰۰۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ حَلَفَ بِيَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِينِهِ وَلْيَفْعَلِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قسم کھائے کسی کام پر پھر اس کے خلاف بہتر معلوم ہو تو کفارہ دے قسم کا اور کرے جو بہتر معلوم ہو۔

فائدہ: ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کفارہ قسم دینے سے پہلے دے دینا درست ہے یہی مذہب ہے شافعیؒ اور مالکؒ اور احمدؒ اور اکثر علماء کا اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک قسم توڑنے سے پہلے کفارہ دینا درست نہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو شخص یہ کہے میرے اوپر نذر ہے اور یہ کچھ نہ کہے کہ کس بات کی نذر ہے تو اس پر کفارہ قسم کا لازم ہے۔

امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر ایک قسم کو چند مرتبہ کہے تو ان سب میں ایک کفارہ لازم آئے گا اور فرمایا ایک شخص نے یوں قسم کھائی کہ قسم خدا کی میں یہ کھانا نہیں کھاؤں گا اور یہ کپڑا نہیں پہنوں گا اور گھر میں نہیں جاؤں گا پھر یہ سب کام کیے تو ایک ہی کفارہ لازم آئے گا اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی اپنی عورت سے کہے کہ تجھ کو طلاق ہے۔اگر یہ کپڑا تجھ کو پہناؤں اور مسجد جانے کی تجھ کو اجازت دوں تو یہ ایک کلام گنا جائے گا اب اگر اس میں سے کوئی امر ہو جائے تو طلاق پڑ جائے گی پھر دوسرا امر ہوگا تو دوبارہ طلاق نہ پڑے گی۔کہا مالکؒ نے

(۱۰۰۸) موقوف صحيح : أبو داود (۳۲٦۲) كتاب الأيمان والنذور : باب الاستثناء في اليمين ' ترمذی (۱۵۳۱) نسائی (۳۷۹۳) ابن ماجه (۲۱۰۵) أحمد (٦/۲) (٤٥۱۰) دارمی (۲۳٤۲) ۔

(۱۰۰۹) مسلم (۱٦۵۰) كتاب الأيمان : باب ندب من حلف يمينا فرأى غيرها خيرا منها ' ترمذی (۱۵۳۰) نسائی فی الكبرى (٤۷۲۲) أحمد (۳٦۱/۲) ۔

عورت کونذر کرنا درست ہے بغیر خاوند کی اجازت کے جب اس نذر سے خاوند کو کچھ ضرری نہ ہو اور جو خاوند کو ضرری ہو تو اس سے منع کر سکتا ہے مگر وہ نذر عورت پر واجب رہے گی جب موقع ملے ادا کرلے۔

باب العمل في كفارة الأيمان — قسم کے کفارہ کا بیان

۱۰۱۰۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَنْ حَلَفَ بِيَمِينٍ فَوَكَّدَهَا ثُمَّ حَنِثَ فَعَلَيْهِ عِتْقُ رَقَبَةٍ أَوْ كِسْوَةُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ وَمَنْ حَلَفَ بِيَمِينٍ فَلَمْ يُوَكِّدْهَا ثُمَّ حَنِثَ فَعَلَيْهِ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ لِكُلِّ مِسْكِينٍ مُدٌّ مِنْ حِنْطَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جو شخص قسم کھائے پھر اس کو مکرر سہ کرر کھے۔ پھر قسم توڑے تو اس پر ایک بردے کا آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا دے۔ ہر مسکین کو ایک مد گیہوں کا اگر اس پر قدرت نہ ہو تو تین روزے رکھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

۱۰۱۱۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ قَالَ أَدْرَكْتُ النَّاسَ وَهُمْ إِذَا أَعْطَوْا فِي كَفَّارَةِ الْيَمِينِ أَعْطَوْا مُدًّا مِنْ حِنْطَةٍ بِالْمُدِّ الْأَصْغَرِ وَرَأَوْا ذٰلِكَ مُجْزِئًا عَنْهُمْ۔

سلیمان بن یسار نے کہا کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ جب کفارہ قسم کا دیتے تھے تو ہر ایک مسکین کو ایک ایک مد گیہوں کا چھوٹے مد سے دیا کرتے تھے اور اس کو کافی سمجھتے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: چھوٹا مد مدینہ کا مُد ہے ایک رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو شخص قسم کے کفارے میں مسکینوں کو کپڑا پہنائے اگر مسکین مردوں کو دے تو ایک ایک کپڑا دینا کافی ہے اور اگر عورتوں کو دے تو دو کپڑے دے ایک کرتا اور ایک سر بند جس کو خمار کہتے ہیں کیونکہ اس قدر سے کم میں نماز درست نہیں ہے۔

۱۰۱۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يُكَفِّرُ عَنْ يَمِينِهِ بِإِطْعَامِ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ لِكُلِّ مِسْكِينٍ مُدٌّ مِنْ حِنْطَةٍ وَكَانَ يُعْتِقُ الْمِرَارَ إِذَا وَكَّدَ الْيَمِينَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب اپنی قسم کا کفارہ دیتے تھے تو دس مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے اور ہر مسکین کو ایک مد گیہوں کا دیتے تھے اور جب ایک قسم کو چند بار کہتے تھے تو اتنے ہی بردے آزاد کرتے تھے۔

(۱۰۱۰)موقوف صحيح: بيهقي في السنن الكبرى (۵٦/۱۰) رقم (۱۹۹۸۰)۔

(۱۰۱۱)مقطوع صحيح: بيهقي (۵۵/۱۰) (۱۹۹۷٦) ابن ابي شيبة (۷٤/۳) (۱۲۲۰۷)۔

(۱۰۱۲)موقوف صحيح: بيهقي في السنن الكبرى (۵۵/۱۰) رقم (۱۹۹۷۳)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

باب جامع الأيمان — قسم کے بیان میں مختلف حدیثیں

۱۰۱۳۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ يَسِيرُ فِي رَكْبٍ وَهُوَ يَحْلِفُ بِأَبِيهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ أَوْ لِيَصْمُتْ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اور وہ جا رہے تھے سواروں میں اور قسم کھا رہے تھے اپنے باپ کی فرمایا آپ ﷺ نے اللہ جل جلالہ منع کرتا ہے تم کو اس بات سے کہ قسم کھاؤ تم اپنے باپوں کی جو شخص تم میں سے قسم کھانا چاہے تو اللہ کی قسم کھائے یا چپ رہے۔

فائدہ: ترمذی اور حاکم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص قسم کھائے سوا خدا کے اور کسی کی تو اس نے کفر کیا یا شرک۔ غیر اللہ کی قسم کھانا مالکیہ یا شافعیہ کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے اور حنابلہ اور ظاہریہ کے نزدیک حرام ہے۔ اگر سوا اللہ کے اور کسی کی قسم کھائے جیسے پیغمبر یا کعبہ کی یا فرشتوں کی پھر قسم توڑ ڈالے تو کفارہ واجب نہ ہوگا۔

۱۰۱۴۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ ((لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوبِ))۔

امام مالکؒ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے قسم مقلب القلوب (دلوں کو پھیرنے والے) کی۔

۱۰۱۵۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أَبَا لُبَابَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُنْذِرِ حِينَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَهْجُرُ دَارَ قَوْمِي الَّتِي أَصَبْتُ فِيهَا الذَّنْبَ وَأُجَاوِرُكَ وَأَنْخَلِعُ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى رَسُولِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجْزِيكَ مِنْ ذَلِكَ الثُّلُثُ۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ ابولبابہ کی توبہ جب اللہ نے قبول کی تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ! کیا چھوڑ دوں میں اپنی قوم کے گھر کو جس میں میں نے گناہ کیا اور آپ ﷺ کے قریب رہوں اور اپنے مال میں سے صدقہ نکالوں اللہ و رسول کے واسطے تو فرمایا آپ ﷺ نے تہائی مال تجھ کو اپنے مال میں سے صدقہ نکالنا کافی ہے۔

(١٠١٣) بخارى (٦٦٤٦) كتاب الأيمان والنذور : باب لا تحلفوا بآبائكم ' مسلم (١٦٤٦) أبو داود (٣٢٤٩) ترمذى (١٥٣٤) نسائى (٣٧٦٦) ابن ماجه (٢٠٩٤) أحمد (٧/٢) (٤٥٢٣) دارمى (٢٣٤١) ـ

(١٠١٤) بخارى (٦٦٢٨) كتاب الأيمان والنذور : باب كيف كانت يمين النبى ' أبو داود (٣٢٦٣) ترمذى (١٥٤٠) نسائى (٣٧٦١) ابن ماجه (٢٠٩٢) أحمد (٢٥/٢ ـ ٢٦) (٤٧٨٨) دارمى (٢٣٥٠) ـ

(١٠١٥) صحيح : أبو داود (٣٣٢٠) كتاب الأيمان والنذور : باب فيمن نذر أن يتصدق بماله ' احمد (٤٥٢/٣ ـ ٤٥٣) (١٥٨٤٢) دارمى (١٦٥٨) ابن حبان (٣٣٧١) ـ

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: ابولبابہ بنی قریظہ کو سمجھانے گئے تھے جب اپنی قوم میں گئے تو ان سے اتنا قصور ہوا کہ انہوں نے اپنی قوم کے رونے پیٹنے کے سبب سے اُن پر رحم کھایا اور آنحضرت ﷺ نے جو اُن کے حق میں تجویز کی تھی اس سے ان کو مطلع کر دیا پھر اس خیانت پر نادم ہوئے اور مسجد کے ستون کے ساتھ اپنے آپ کو باندھ دیا۔ بہت دنوں تک بندھے رہے صرف پاخانے پیشاب کو ان کی بی بی آن کر کھول دیتیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا قصور معاف کیا انہوں نے نذر کی کہ میں اپنا مال صدقہ کر دوں گا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تہائی مال صدقہ کرنا کافی ہے۔

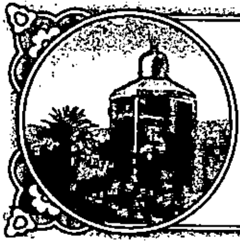
۱۰۱۶۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا سُئِلَتْ عَنْ رَجُلٍ قَالَ مَالِي فِي رِتَاجِ الْكَعْبَةِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يُكَفِّرُهُ مَا يُكَفِّرُ الْيَمِينَ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال ہوا ایک شخص نے کہا مال میرا کعبہ کے دروازے پر وقف ہے انہوں نے کہا اس میں کفارہ قسم کا لازم آئے گا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص یہ کہے کہ مال میرا خدا کی راہ میں ہے تو تہائی مال صدقہ کرے کیونکہ آپ ﷺ نے ابولبابہ کو ایسا ہی حکم کیا۔

فائدہ: شافعیؒ اور احمدؒ کے نزدیک قسم کا کفارہ دینا کافی ہے۔ اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک سارا مال صدقہ دینا ضروری ہے۔ پوری ہوئی کتاب نذروں اور قسموں کی۔



(23) كتاب الذبائح

کتاب ذبیحوں کے بیان میں

باب التسمية على الذبيحة — ذبیحہ پر بسم اللہ کہنے کا بیان

۱۰۱۷۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيلَ لَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ

(۱۰۱۶) موقوف صحیح: عبدالرزاق (۱۵۹۸۸) ابن ابی شیبة (۱۲۳۴۲) بیهقی (۱۰/۶۵) رقم (۲۰۰۳۶، ۲۰۰۳۷) معرفة السنن والآثار (۳۳۰/۷)۔

نَاسًا مِّنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ يَأْتُوْنَنَا بِلَحْمَانٍ وَلَا نَدْرِيْ هَلْ سَمَّوُا اللّٰهَ عَلَيْهَا أَمْ لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((سَمُّوا اللّٰهَ عَلَيْهَا ثُمَّ كُلُوْهَا)) ۔

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال ہوا کہ بدّو لوگ گوشت لے کر ہمارے پاس آتے اور ہم کونہیں معلوم کہ انہوں نے بسم اللہ کہی تھی یا نہیں ذبح کے وقت۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم بسم اللہ کہہ کے اس کو کھالو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا یہ حدیث ابتدائے اسلام کی ہے۔

فائدہ: یعنی جب تک یہ آیت نہیں اتری تھی ﴿وَ لَا تَأْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ﴾ مت کھاؤ اس جانور کو جس پر نہ لیا جائے اللہ کا نام مگر یہ توجیہہ ضعیف ہے کیونکہ یہ آیت مکے میں اتر چکی تھی اور یہ حدیث آپ ﷺ نے مدینہ میں ارشاد فرمائی۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان اگر گوشت لے کر آئے تو اس کو لے لینا چاہیے اور یہ تردد نہ کرنا چاہیے کہ اس نے بسم اللہ کہی تھی یا نہیں۔ البتہ مشرک سے گوشت لینا درست نہیں۔

۱۰۱۸۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَيَّاشِ بْنِ أَبِيْ رَبِيْعَةَ الْمَخْزُوْمِيَّ أَمَرَ غُلَامًا لَهُ أَنْ يَذْبَحَ ذَبِيْحَةً فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَّذْبَحَهَا قَالَ لَهُ سَمِّ اللّٰهَ فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ قَدْ سَمَّيْتُ فَقَالَ لَهُ سَمِّ اللّٰهَ وَيْحَكَ فَقَالَ لَهُ قَدْ سَمَّيْتُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَيَّاشٍ وَ اللّٰهِ لَا أَطْعَمُهَا أَبَدًا ۔

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عیاش نے حکم کیا اپنے غلام کو ایک جانور ذبح کرنے کا۔ جب وہ ذبح کرنے لگا تو عبداللہ نے کہا بسم اللہ کہہ۔ غلام نے کہا میں کہہ چکا۔ پھر عبداللہ نے کہا بسم اللہ کہہ خرابی تیری۔ غلام نے کہا میں کہہ چکا۔ عبداللہ نے کہا قسم ہے خدا کی میں یہ گوشت کبھی نہیں کھاؤں گا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر مسلمان ذبح کے وقت قصداً بسم اللہ ترک کرے تو ذبیحہ مردار ہو جاتا ہے یہی قول ہے ابوحنیفہؒ اور مالکؒ اور اکثر ائمہ کا اور شافعیؒ کے نزدیک وہ ذبیحہ درست ہے۔

باب ما يجوز من الذكاة على حال الضرورة — ذکاۃ ضروری کا بیان

فائدہ: ایک ذکاۃ اختیاری ہے جیسے گائے بکری کو ذبح کرنا یا اونٹ کو نحر کرنا دوسری اضطراری اس جانور کی جو اختیار میں نہیں ہے۔

۱۰۱۹۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ بَنِيْ حَارِثَةَ كَانَ يَرْعَى لِقْحَةً لَهُ بِأُحُدٍ فَأَصَابَهَا الْمَوْتُ

(۱۰۱۷) صحيح : ابو داود (۲۸۲۹) بيهقى فى الكبرى (۲۳۹/۹) وفى الخلافيات (۲۸۶/۲) ۔

(۱۰۱۹) صحيح : أبو داود (۲۸۲۳) كتاب الضحايا : باب فى الذبيحة بالمروة ' نسائى (٤٤٠٢) عبد الرزاق فى المصنف (٤٩٧/٤) ۔

فَذَكَّاهَا بِشِظَاظٍ فَسُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ ((لَيْسَ بِهَا بَأْسٌ فَكُلُوهَا)) ۔

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ ایک شخص انصاری اپنی اونٹنی چرا رہا تھا احد میں یکا یک وہ مرنے لگی تو اس نے ایک دھاردار لکڑی سے ذبح کر دیا پھر آنحضرت ﷺ سے پوچھا آپ نے فرمایا کچھ اندیشہ نہیں کھاؤ اس کو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۰۲۰۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ جَارِيَةً لِكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ كَانَتْ تَرْعَى غَنَمًا لَهَا بِسَلْعٍ فَأُصِيبَتْ شَاةٌ مِنْهَا فَأَدْرَكَتْهَا فَذَكَّتْهَا بِحَجَرٍ فَسُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ ((لَا بَأْسَ بِهَا فَكُلُوهَا)) ۔

حضرت معاذ بن سعد سے روایت ہے کہ ایک لونڈی کعب بن مالک کی بکریاں چرا رہی تھی سلع میں (ایک پہاڑ ہے مدینہ کے پاس) ایک بکری اس سے مرنے لگی تو اس نے پتھر سے ذبح کر دی پھر آنحضرت ﷺ سے پوچھا آپ ﷺ نے فرمایا حرج نہیں کھاؤ اس کو۔

فائدہ: بزوقت ضرورت کے پتھر یا لکڑی دھاردار سے ذبح کرنا درست ہے اور عورت کا ذبیحہ بھی درست ہے۔

۱۰۲۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ ذَبَائِحِ نَصَارَى الْعَرَبِ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهَا وَتَلَا هَذِهِ الْآيَةَ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ عرب کے نصاریٰ کا ذبیحہ درست ہے یا نہیں انہوں نے کہا درست ہے بعد اس کے پڑھا اس آیت کو ﴿ومن یتولهم منکم فانه منهم﴾۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی جو کوئی دوست رکھے کافروں کو وہ انہی میں سے ہے۔ اس آیت کو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس طرح پڑھا کہ اگرچہ ذبیحہ یہود و نصاریٰ کا درست ہے مگر ان سے دوستی کرنا اور اختلاط رکھنا درست نہیں ہے۔

۱۰۲۲۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقُولُ مَا فَرَى الْأَوْدَاجَ فَكُلُوهُ ۔

مالکؒ کو پہنچا ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے تھے جو چیز کاٹ دے رگوں کو پس کھالے اس کو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

۱۰۲۳۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَا ذُبِحَ بِهِ إِذَا بَضَعَ فَلَا بَأْسَ بِهِ إِذَا اضْطُرِرْتَ إِلَيْهِ ۔

(۱۰۲۰) بخاری (۵۵۰۵) كتاب الذبائح والصيد : باب ذبيحة المرأة والأمة ' بيهقي (۲۸۲/۹ ـ ۲۸۳) رقم (۱۹۱۵۷) ۔

(۱۰۲۱) موقوف صحيح : عبد الرزاق (۴۸۶/۴) (۸۵۷۳) بيهقي في السنن الكبرى (۲۱۷/۹) وفي معرفة والسنن والآثار (۱۴۳/۷) ۔

(۱۰۲۲) موقوف ضعيف : عبدالرزاق (۴۹۷/۴) (۷۶۲۴) بيهقي (۲۸۲/۹) (۱۹۱۵۱) ۔

سعید بن میتب کہتے تھے جس چیز سے ذبح کیا جائے جب وہ کاٹ دے کچھ حرج نہیں کھانے میں اس کے جب ضرورت ہو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

باب ما يكره من الذبيحة في الذكاة — جس ذبیحہ کا کھانا مکروہ ہے اس کا بیان

۱۰۲۴۔ عَنْ أَبِي مُرَّةَ مَوْلَى عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ شَاةٍ ذُبِحَتْ فَتَحَرَّكَ بَعْضُهَا فَأَمَرَهُ أَنْ يَأْكُلَهَا ثُمَّ سَأَلَ عَنْ ذَلِكَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَقَالَ إِنَّ الْمَيْتَةَ لَتَتَحَرَّكُ وَنَهَاهُ عَنْ أَكْلِهَا ۔

حضرت ابو مرہ نے پوچھا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک بکری ذبح کرتے وقت تھوڑا سا ہلی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کے کھانے کا حکم دیا پھر ابو مرہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے پوچھا انہوں نے کہا مردہ بھی ہلتا ہے اور منع کیا اس کے کھانے سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی اس بکری کو ایسا صدمہ پہنچا تھا کہ قریب مرگ کے ہوگئی تھی اس حالت میں ذبح کی گئی ذبح کرتے وقت جیسے چاہیے ویسی حرکت اس نے نہ کی۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا اگر ایک بکری اوپر سے گری اس کے ہاتھ پاؤں ٹوٹ گئے مالک نے یہ حال دیکھ کر اس کو ذبح کر دیا اور ذبح کرتے وقت خون نکلا مگر اس نے حرکت نہ کی تو مالکؒ نے جواب دیا کہ اگر ذبح کرتے وقت اس کا خون جاری ہوا اور اس کی آنکھ پھرتی رہی تو اس کو کھالے۔

باب ذكاة ما في بطن الذبيحة — پیٹ کے بچہ کی ذکاۃ کا بیان

۱۰۲۵۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِذَا نُحِرَتِ النَّاقَةُ فَذَكَاةُ مَا فِي بَطْنِهَا فِي ذَكَاتِهَا إِذَا كَانَ قَدْ تَمَّ خَلْقُهُ وَنَبَتَ شَعَرُهُ فَإِذَا خَرَجَ مِنْ بَطْنِ أُمِّهِ ذُبِحَ حَتَّى يَخْرُجَ الدَّمُ مِنْ جَوْفِهِ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جب نحر کی جائے اونٹنی تو اس کے پیٹ کے بچے کی بھی ذکاۃ ہو جائے گی بشرطیکہ اس بچے کے تمام اعضاء پورے ہو گئے ہوں اور بال بالکل نکل آئے ہوں اگر وہ بچہ پیٹ سے زندہ نکل آئے تو اس کا ذبح کرنا ضروری ہے تا کہ خون اس کے پیٹ سے نکل جائے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

(۱۰۲۳) مقطوع صحيح :عبدالرزاق (۴۹۸/۴) (۸۶۲۹) ۔

(۱۰۲۴) موقوف صحيح : بيهقي (۲۵۰/۹) رقم (۱۸۹۰۳ ' ۱۸۹۰۴) ۔

(۱۰۲۵) موقوف صحيح :بيهقي (۳۳۵/۹) رقم (۱۹۴۹۳) عبد الرزاق (۵۰۱/۴) ۔

فائدہ: حنفیہ کے نزدیک پیٹ کا بچہ جو مردہ نکلے مطلقاً درست نہیں ہے اور شافعیؒ کے نزدیک مطلقاً درست ہے۔

۱۰۲۶۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ ذَكَاةُ مَا فِي بَطْنِ الذَّبِيحَةِ فِي ذَكَاةِ أُمِّهِ إِذَا كَانَ قَدْ تَمَّ خَلْقُهُ وَنَبَتَ شَعَرُهُ ۔

سعید بن مسیب کہتے تھے کہ ذکاۃ پیٹ کے بچہ کی اس کی ماں کی ذکاۃ سے ہو جائے گی جب وہ بچہ پورا ہو گیا ہو اور بال نکل آئے ہوں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔



(24) كتاب الصيد

کتاب شکار کے بیان میں

باب ترك أكل ما قتل المعراض والحجر — جو جانور لکڑی یا پتھر سے مارا جائے اس کے نہ کھانے کا بیان

۱۰۲۷۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّهُ قَالَ رَمَيْتُ طَائِرَيْنِ بِحَجَرٍ وَأَنَا بِالْجُرْفِ فَأَصَبْتُهُمَا فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَمَاتَ فَطَرَحَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ وَأَمَّا الْآخَرُ فَذَهَبَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يُذَكِّيهِ بِقَدُومٍ فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ يُذَكِّيَهُ فَطَرَحَهُ عَبْدُ اللَّهِ أَيْضًا ۔

نافع نے کہا میں نے دو چڑیاں ماریں پتھر سے جرف میں ایک مرگئی اس کو پھینک دیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اور دوسری کو دوڑے ذبح کرنے کو وہ مرگئی ذبح سے پہلے اس کو بھی پھینک دیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

۱۰۲۸۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ كَانَ يَكْرَهُ مَا قَتَلَ الْمِعْرَاضُ وَالْبُنْدُقَةُ ۔

(۱۰۲۷) موقوف صحیح :بیهقی (۲۴۹/۹) رقم (۱۸۹۴۷)۔

(۱۰۲۸) مقطوع ضعیف :ابن ابی شیبة (۲۵۲/۳) رقم (۱۹۷۱۰، ۱۹۷۲۵)۔

حضرت قاسم بن محمد مکروہ جانتے تھے اس جانور کا کھانا جو لاٹھی یا گولی سے مارا جائے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔

۱۰۲۹۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ تُقْتَلَ الْإِنْسِيَّةُ بِمَا يُقْتَلُ بِهِ الصَّيْدُ مِنْ الرَّمْيِ وَأَشْبَاهِهِ۔

حضرت سعید بن مسیب مکروہ جانتے تھے ہلے ہوئے جانور کا مارنا اس طرح جیسے شکار کو مارتے ہیں تیر وغیرہ سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: اگر ہلے ہوئے جانور کو تیر وغیرہ سے مار ڈالے تو اس کا کھانا درست نہیں۔ مالکؒ کے نزدیک اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک اگر ہلا ہوا جانور وحشی ہو جائے آدمیوں سے بھاگنے لگے تو شکار کی طرح اس کو مار کر کھالینا درست ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جس رمی میں نوکدار لوہا لگا ہوا ہو اگر اس کی نوک شکار پر لگے اور اس کو زخمی کرے تو اس کا کھانا درست ہے۔

فائدہ: اور جو وہ لکڑی اپنے عرض کی طرف سے شکار پر جا کر پڑے اور اس کے بوجھ سے شکار مر جائے تو اس کا کھانا درست نہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ایمان والو! اللہ آزمائے گا تم کو اس شکار سے جس کو پہنچیں ہاتھ تمہارے اور تیر تمہارے اور جس جانور کو آدمی اپنے ہاتھوں اور تیروں سے مارے وہ شکار میں داخل ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ میں نے اہل علم سے سنا کہتے تھے اگر کسی شخص نے شکار کو زخم پہنچایا پھر اس شکار کو دوسرا صدمہ بھی پہنچا جیسے پانی میں گر پڑا یا غیر معلوم کتے نے اس پر چوٹ کی تو اس شکار کو نہ کھائیں گے مگر اس صورت میں جب یقین ہو جائے کہ وہ جانور شکار مارنے والے کے زخم سے مرا۔ کہا مالکؒ نے اگر شکار زخم کھا کر غائب ہو جائے پھر ملے اور اس پر نشان ہو شکاری کتے کے زخم کا یا شکاری کا تیر اس میں لگا ہوا ہو تو اس کا کھانا درست ہے البتہ اگر رات گزر گئی ہو تو اس کا کھانا مکروہ ہے۔

باب ما جاء في صيد المعلمات سکھائے ہوئے درندوں کے شکار کے بیان میں

فائدہ: جو جانور سکھائے جائیں جیسے کتا یا باز وغیرہ۔ اگر ان کو بسم اللہ کہہ کے شکار پر چھوڑیں اور وہ شکار کو جا کر ماریں تو اس کا کھانا درست ہے اور تعلیم ان کی جب پوری ہوگی کہ جب ان کو چھوڑیں تو شکار پر دوڑ پڑیں اور جب ڈانٹ دیں تو رُک جائیں اور امام ابوحنیفہ اور شافعی کے نزدیک ایک شرط اور ہے وہ یہ ہے کہ شکار کے جانور میں سے کچھ کھائیں نہیں بلکہ اس کو دبوچ کر رکھ چھوڑیں۔

۱۰۳۰۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي الْكَلْبِ الْمُعَلَّمِ كُلْ مَا أَمْسَكَ عَلَيْكَ إِنْ قَتَلَ وَإِنْ لَمْ يَأْكُلْ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ سکھایا ہوا کتا جس شکار کو پکڑ لے اس کا کھانا درست ہے خواہ اس شکار کو مار ڈالے یا زندہ پکڑے رہے۔

(۱۰۲۹) مقطوع ضعیف: عبدالرزاق (۸۵۲۲، ۸۵۲۳)۔

(۱۰۳۰) موقوف صحیح: عبدالرزاق (۸۵۱۶) بیهقی (۲۳۷/۹) رقم (۱۸۸۷۹)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

۱۰۳۱۔ عَنْ نَّافِعٍ يَقُولُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَإِنْ أَكَلَ وَإِنْ لَمْ يَأْكُلْ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں اگر چہ وہ کتا اس شکار میں سے کچھ کھالے جب بھی اس کا کھانا درست ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: صحیحین میں عدی بن حاتم سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر کتا شکار میں سے کھالے تو تو اس کو نہ کھا۔ امام ابو حنیفہؒ اور احمدؒ اور اسحاقؒ و سفیانؒ و عبداللہ بن مبارکؒ و شافعیؒ کا یہی مذہب ہے۔

۱۰۳۲۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْكَلْبِ الْمُعَلَّمِ إِذَا قَتَلَ الصَّيْدَ فَقَالَ سَعْدٌ كُلْ وَإِنْ لَمْ تَبْقَ إِلَّا بَضْعَةٌ وَاحِدَةٌ ۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ سیکھتا ہوا کتا اگر شکار کو مار کر کھالے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کھالے تو جس قدر بچ رہے اگر چہ ایک ہی بوٹی ہو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **حسن** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا میں نے سنا اہل علم سے کہتے تھے کہ باز اور عقاب اور صقر اور جو جانور ان کے مشابہ ہیں اگر ان کو تعلیم دی جائے اور وہ سمجھدار ہو جائیں جیسے سکھائے ہوئے کتے سمجھدار ہوتے ہیں تو ان کا مارا ہوا جانور بھی درست ہے بشرطیکہ بسم اللہ کہہ کر چھوڑے جائیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر باز کے پنجے سے یا کتے کے منہ سے شکار چھوٹ کر مر جائے تو اس کا کھانا درست نہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جس جانور کے ذبح کرنے پر آدمی قادر ہو جائے مگر اس کو ذبح نہ کرے اور باز کے پنجے یا کتے کے منہ میں رہنے دے یہاں تک کہ باز یا کتا اس کو مار ڈالے تو اس کا کھانا درست نہیں۔ اور فرمایا کسی طرح اگر شکار کو تیر مارے پھر اس کو زندہ پائے اور ذبح کرنے میں دیر کرے یہاں تک کہ وہ جانور مر جائے تو اس کا کھانا درست نہیں۔ امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مسلمان مشرک کے سکھائے ہوئے کتے کو شکار پر چھوڑے اور وہ شکار کو جا کر مارے تو اس کا کھانا درست ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ مسلمان مشرک کی چھری سے کسی جانور کو ذبح کرے یا اس کی تیر کمان لے کر شکار کرے تو اس جانور کا کھانا درست ہے۔ امام مالکؒ نے فرمایا مشرک نے اگر مسلمان کے سکھائے ہوئے کتے کو شکار پر چھوڑا تو اس شکار کا کھانا درست نہیں جیسے مشرک مسلمان کی چھری سے کسی جانور کو ذبح کرے یا مسلمان کو تیر کمان لے کر شکار کرے تو اس کا کھانا درست نہیں۔

باب ما جاء في صيد البحر — دریا کے شکار کے بیان میں

۱۰۳۳۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي هُرَيْرَةَ سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَمَّا لَفَظَ الْبَحْرُ فَنَهَاهُ عَنْ أَكْلِهِ

(۱۰۳۱) موقوف صحیح: أيضاً۔

(۱۰۳۲) موقوف حسن: عبدالرزاق (۸۵۱۸) بیهقی (۹/۲۳۷) رقم (۱۸۸۸۰)۔

(۱۰۳۳) موقوف صحیح: عبدالرزاق (۷۶۶۹) بیهقی (۹/۲۵۵) رقم (۱۸۹۸۶)۔

قَالَ نَافِعٌ ثُمَّ انْقَلَبَ عَبْدُ اللّٰهِ فَدَعَا بِالْمُصْحَفِ فَقَرَأَ أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ قَالَ نَافِعٌ فَأَرْسَلَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ إِلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ إِنَّهُ لَا بَأْسَ بِأَكْلِهِ ۔

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی ہریرہ نے پوچھا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس جانور کو جس کو دریا پھینک دے تو منع کیا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کے کھانے سے۔ پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ گھر گئے اور کلام اللہ کا منگوایا اور پڑھا اس آیت کو حلال کیا گیا واسطے تمہارے شکار دریا کا اور طعام دریا کا۔ نافع نے کہا پھر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ کو بھیجا عبدالرحمٰن بن ابی ہریرہ کے پاس یہ کہنے کو کہ اس جانور کا کھانا درست ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: دریا کے طعام سے وہ جانور مراد ہے جو مر جائے اور دریا اس کو پھینک دے یا پانی کی کمی سے وہ جانور خود بخود اٹک جائے۔

۱۰۳۴۔ عَنْ سَعْدٍ الْجَارِيِّ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ الْحِيتَانِ يَقْتُلُ بَعْضُهَا بَعْضًا أَوْ تَمُوتُ صَرَدًا فَقَالَ لَيْسَ بِهَا بَأْسٌ قَالَ سَعْدٌ ثُمَّ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ ۔

حضرت سعد الجاری مولیٰ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے پوچھا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جو مچھلیاں ان کو مچھلیاں مار ڈالیں یا سردی سے مر جائیں انہوں نے کہا ان کا کھانا درست ہے پھر میں نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے پوچھا انہوں نے بھی ایسا ہی کہا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **حسن** کہا ہے۔

۱۰۳۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُمَا كَانَا لَا يَرَيَانِ بِمَا لَفَظَ الْبَحْرُ بَأْسًا ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اس جانور کا کھانا جس کو دریا پھینک دے درست جانتے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۰۳۶۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ الْجَارِ قَدِمُوا فَسَأَلُوا مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ عَمَّا لَفَظَ الْبَحْرُ فَقَالَ لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ وَقَالَ اذْهَبُوا إِلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ فَاسْأَلُوهُمَا عَنْ ذَلِكَ ثُمَّ ائْتُونِي فَأَخْبِرُونِي مَاذَا يَقُولَانِ فَأَتَوْهُمَا فَسَأَلُوهُمَا فَقَالَا لَا بَأْسَ بِهِ فَأَتَوْا مَرْوَانَ فَأَخْبَرُوهُ فَقَالَ

(۱۰۳۴) موقوف حسن: ابن ابی شیبة (۱۹۷۶۵، ۱۹۷۶۷) بیهقی (۹/۲۵۵) رقم (۱۸۹۸۷)۔

(۱۰۳۵) موقوف صحیح: عبدالرزاق (۸۶۶۴، ۸۶۶۵) ابن ابی شیبة (۹۷۵۵، ۱۹۷۵۹) بیهقی (۹/۲۵۴) رقم (۱۸۹۸۰، ۱۸۹۸۱)۔

(۱۰۳۶) موقوف صحیح: ایضاً۔

مَرْوَانُ قَدْ قُلْتُ لَكُمْ ۔

حضرت ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ کچھ لوگ جار کے رہنے والے (جار ایک مقام ہے سمندر کے کنارے پر قریب مدینہ منورہ کے) مروان کے پاس آئے اور پوچھا کہ جس جانور کو دریا پھینک دے اس کا کیا حکم ہے؟ مروان نے کہا اس کا کھانا درست ہے اور تم جاؤ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس اور پوچھو ان سے پھر مجھ کو آن کر خبر کرو کیا کہتے ہیں۔ انہوں نے پوچھا ان دونوں سے۔ دونوں نے کہا درست ہے ان لوگوں نے پھر آن کر مروان سے کہا مروان نے کہا میں تو تم سے پہلے ہی کہہ چکا تھا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا مشرک اگر مچھلیوں کا شکار کرے تو ان کا کھانا درست ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دریا کا پانی پاک ہے مردہ اس کا حلال ہے۔ جب مردہ دریا کا حلال ہوا تو کوئی شکار کرے اس کا کھانا درست ہے۔

باب تحریم أکل کل ذی ناب من السباع — ہر دانت والے درندے کے حرام ہونے کا بیان

۱۰۳۷۔ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((أَكْلُ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ حَرَامٌ)) ۔

حضرت ابوثعلبہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر درندے دانت والے کا کھانا حرام ہے۔

۱۰۳۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((أَكْلُ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ حَرَامٌ)) قَالَ مَالِك وَهُوَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر درندے دانت والے کا کھانا حرام ہے۔ امام مالکؒ نے کہا کہ ہمارے نزدیک بھی یہی حکم ہے۔

باب ما یکرہ من أکل الدواب — جن جانوروں کا کھانا مکروہ ہے ان کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا گھوڑوں اور خچروں اور گدھوں کو نہ کھائیں کیونکہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا اور پیدا کیا ہم نے گھوڑوں اور خچروں

(۱۰۳۷) بخاری (۵۵۳۰) کتاب الذبائح والصید : باب أکل کل ذی ناب من السباع ' مسلم (۱۹۳۲) أبو داود (۳۸۰۲) ترمذی (۱۴۷۷) نسائی (۴۳۲۵) ابن ماجه (۳۲۳۲) أحمد (۱۹۴/۴) (۱۷۸۹۰) ۔

(۱۰۳۸) مسلم (۱۹۳۳) کتاب الصید والذبائح : باب تحریم أکل کل ذی ناب من السباع ' ترمذی (۱۴۷۹) نسائی (۴۳۲۴) ابن ماجه (۳۲۳۳) أحمد (۲۳۶/۲) (۷۲۲۳) ۔

اور گدھوں کی سواری اور آرائش کے واسطے اور فرمایا باقی چارپایوں کے حق میں پیدا کیا ہم نے ان کو تا کہ تم ان پر سوار ہو اور ان کو کھاؤ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے تا کہ لیں نام اللہ کا ان چار پایوں پر جو دیا اللہ نے ان کو سو کھاؤ ان میں سے اور کھلاؤ فقیر اور مانگنے والے کو۔ امام مالکؒ نے فرمایا پس اللہ تعالیٰ نے گھوڑوں اور خچروں اور گدھوں کی سواری کے لیے بیان کیا باقی جانوروں کو سواری اور کھانے دونوں کے واسطے بیان کیا۔

باب ما جاء في جلود الميتة　　　　مردار کی کھالوں کا بیان

۱۰۳۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ مَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ مَيِّتَةٍ كَانَ أَعْطَاهَا مَوْلَاةً لِمَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ((أَفَلَا انْتَفَعْتُمْ بِجِلْدِهَا)) فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّمَا حُرِّمَ أَكْلُهَا)) ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ گزرے ایک مردار بکری پر جو دے دی تھی آپ نے ایک غلام کو میمونہ کے جو بی بی تھیں آپ ﷺ کی۔ فرمایا آپ ﷺ نے کیوں کام میں نہ لائے تم کھال اس کی؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! وہ مردار ہے۔ آپ ﷺ نے کہا مردار کا کھانا حرام ہے۔

فائدہ: نہ کہ اس کی کھال سے نفع اٹھانا۔

۱۰۴۰۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا دُبِغَ الْإِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ)) ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کھال دباغت کی جائے پاک ہو جائے گی۔

۱۰۴۱۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أَنْ يُسْتَمْتَعَ بِجُلُودِ الْمَيْتَةِ إِذَا دُبِغَتْ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جو بی بی آنحضرت ﷺ کی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا مردار کی کھالوں سے نفع اٹھانے کو جب دباغت کی جائیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو ضعیف کہا ہے۔

(۱۰۳۹) بخاری (۱٤۹۲) كتاب الزكاة : باب الصدقة على موالى أزواج النبى ' مسلم (۳٦۳) كتاب الحيض : باب طهارة جلود الميتة بالدباغ ، أبو داود (٤۱۲۰) ترمذى (۱۷۲۷) نسائى (٤۲۳٥) أحمد (۳۲۷/۱) (۳۰۱۸) دارمى (۱۹۸۸) ۔

(۱۰٤۰) مسلم (۳٦٦) كتاب الحيض : باب طهارة جلود الميتة بالدباغ ' أبو داود (٤۱۲۳) ترمذى (۱۷۲۸) نسائى (٤۲٤۱) ابن ماجه (۳٦۰۹) أحمد (۲۱۹/۱) (۱۸۹٥) دارمى (۱۹۸٥) ۔

(۱۰٤۱) ضعيف :أبو داود (٤۱۲٤) كتاب اللباس : باب فى أهب الميتة ' نسائى (٤۲٥۲) ابن ماجه (۳٦۱۲) أحمد (۷۳/٦) (۲٤۹٥۱) دارمى (۱۹۸۷) ابن حبان (۱۰۲/۳) ۔

باب من يضطر الى الميتة جو شخص بے قرار ہو جائے مردار کے کھانے پر اس کا بیان

فائدہ: جب آدمی کو مارے بھوک کے مرنے کا یقین ہو جائے اور حلال چیز نہ ملے اس کو مضطر کہتے ہیں ایسے شخص کو مردہ کھالینا درست ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا مضطر کو درست ہے کہ مردہ پیٹ بھر کر کھائے اور اس میں سے کچھ توشہ اٹھا رکھے لیکن اگر حلال مل جائے تو اس توشے کو پھینک دے۔ سوال ہوا امام مالکؒ سے کہ مضطر مردار کو کھائے یا کسی شخص کے باغ کے میوے یا کھیت یا بکری کو کھا جائے مالکؒ نے جواب دیا کہ اگر باغ یا کھیت یا بکری کا مالک مضطر کو سچا سمجھے اور چور سمجھ کے اس کا ہاتھ نہ کٹوائے تو ان چیزوں کا کھالینا مردار سے بہتر ہے۔ اگر مضطر کو خوف ہو کہ ان چیزوں کا مالک اس کو سچا نہ سمجھے گا بلکہ چور خیال کر کے اس کا ہاتھ کٹوائے گا تو مردار کھانا بہتر ہے اور اگر پرایا مال کھا جانا ہر حال میں مردار سے بہتر ہو تو بدمعاش لوگ پرائے مال اسی بہانے چکھ جائیں گے۔

(25) كتاب العقيقة

کتاب عقیقے کے بیان میں

باب ما جاء في العقيقة عقیقے کا بیان

١٠٤٢۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي ضَمْرَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَقِيقَةِ فَقَالَ لَا أُحِبُّ الْعُقُوقَ وَكَأَنَّهُ إِنَّمَا كَرِهَ الْاسْمَ وَقَالَ ((مَنْ وُلِدَ لَهُ وَلَدٌ فَأَحَبَّ أَنْ يَنْسُكَ عَنْ وَلَدِهِ فَلْيَفْعَلْ))۔

بنی ضمرہ کے ایک شخص سے روایت ہے کہ اس نے اپنے باپ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ پوچھے گئے عقیقے سے آپ نے فرمایا میں عقوق کو پسند نہیں کرتا اور فرمایا جس شخص کا بچہ پیدا ہوا اور وہ اپنے بچے کی طرف سے قربانی کرنا چاہے تو کرے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **صحیح لغیرہ** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

(١٠٤٢) صحيح لغيره: أحمد (٣٦٩/٥) (٢٣٥٢٢) بيهقي (٣٠٠/٩) (١٩٢٧٥) ابو نعيم الاصبهاني في معرفة الصحابة (٣٠٧٤/٧)۔

فائدہ: عقوق کہتے ہیں والدین کی نافرمانی کرنے کو عقیقہ اور عقوق کا مادہ ایک ہے۔ اس واسطے آپ ﷺ نے اس نام کو مکروہ جانا۔

۱۰۴۳۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ الْبَاقِرِ أَنَّهُ قَالَ وَزَنَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَعَرَ حَسَنٍ وَحُسَيْنٍ وَزَيْنَبَ وَأُمِّ كُلْثُومٍ فَتَصَدَّقَتْ بِزِنَةِ ذٰلِكَ فِضَّةً۔

حضرت محمد باقر سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ وحسین رضی اللہ عنہ اور زینب رضی اللہ عنہا اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے بال تول کر ان کے برابر چاندی اللہ کے لیے دی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

۱۰۴۴۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ أَنَّهُ قَالَ وَزَنَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَعَرَ حَسَنٍ وَحُسَيْنٍ فَتَصَدَّقَتْ بِزِنَتِهِ فِضَّةً۔

حضرت محمد باقر سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کے بال تول کر ان کے برابر چاندی اللہ کے لیے دی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

باب العمل فی العقیقة   عقیقے کی ترکیب کا بیان

۱۰۴۵۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ لَمْ يَكُنْ يَسْأَلُهُ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِهِ عَقِيقَةً إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهَا وَكَانَ يَعُقُّ عَنْ وَلَدِهِ بِشَاةٍ شَاةٍ عَنِ الذُّكُورِ وَالْإِنَاثِ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جو کوئی ان کے گھر والوں میں سے عقیقے کو کہتا وہ دیتے اور اپنی اولاد کی طرف سے خواہ لڑکا ہو یا لڑکی ایک ایک بکری عقیقے میں دیتے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

۱۰۴۶۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَسْتَحِبُّ الْعَقِيقَةَ وَلَوْ بِعُصْفُورٍ۔

حضرت محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی سے روایت ہے کہ ان کے باپ بہتر جانتے تھے عقیقے کو اگرچہ ایک چڑیا ہی ہو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

(۱۰٤۳) **موقوف ضعيف** :بيهقی (۲۹۹/۹، ۳۰٤) ترمذی (۱۵۱۹) أحمد (۳۹۰/٦ ـ ۳۹۱) ـ

(۱۰٤٤) **موقوف ضعيف** :أيضاً ـ

(۱۰٤۵) **موقوف صحيح** :عبدالرزاق (۳۳۱/٤) (۷۹٦٤) بيهقی (۳۰۲/۹) (۱۹۲۸٤) ـ

(۱۰٤٦) **مقطوع صحيح** :ابن ابی شيبة (۱۱/۵) (۱٤۲۲۷) الشافعی فی الام (۲۱۷/۷) ـ

فائدہ: ایک بکری سے کم عقیقہ درست نہیں مگر یہ مبالغے کے واسطے کہا۔

۱۰۴۷۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّهُ عُقَّ عَنْ حَسَنٍ وَحُسَيْنٍ ابْنَيْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کا عقیقہ ہوا تھا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۰۴۸۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ أَبَاهُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانَ يَعُقُّ عَنْ بَنِيهِ الذُّكُورِ وَالْإِنَاثِ بِشَاةٍ شَاةٍ ۔

حضرت عروہ بن زبیر اپنی اولاد کی طرف سے خواہ لڑکا ہو یا لڑکی ایک ایک بکری کرتے تھے عقیقہ میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے باسناد صحیح روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا عقیقے میں لڑکے کی طرف سے دو بکریاں دینے کا اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری دینے کا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ لڑکا ہو یا لڑکی ہر ایک کی طرف سے ایک بکری دے اور عقیقہ واجب نہیں ہے مستحب ہے مگر عقیقے کی بکری مثل قربانی کے چاہیے کانی اور دبلی اور سینگ ٹوٹی اور بیمار نہ ہو۔اور عقیقے کا گوشت اور کھال بیچنا درست نہیں اور ہڈیاں اس کی توڑنا چاہیے اور عقیقہ کرنے والے عقیقے کے گوشت میں سے کھائیں اور فقیروں کو کھلائیں اور عقیقے کی بکری کا خون بچے کو نہ لگائیں۔

فائدہ: ایام جاہلیت میں لوگ عقیقے کی بکری کی ہڈی توڑنا منحوس جانتے تھے اور ہڈی نہ توڑنا مبارک اور بچے کی حیات کا باعث جانتے تھے۔ہماری شریعت میں یہ امر لغو ہے اس کی کچھ اصل نہیں۔(زرقانی)



(26) كتاب الضحايا

کتاب قربانیوں کے بیان میں

باب ما ينهى عنه من الضحايا — جن جانوروں کی قربانی کرنا منع ہے

۱۰۴۹۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ مَاذَا يُتَّقَى مِنَ الضَّحَايَا فَأَشَارَ بِيَدِهِ وَقَالَ أَرْبَعًا وَكَانَ الْبَرَاءُ يُشِيرُ بِيَدِهِ وَيَقُولُ يَدِي أَقْصَرُ مِنْ يَدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۱۰۴۷)صحیح لغیرہ: أبو داود (۲۸۴۱) کتاب الضحایا : باب فی العقیقة' نسائی (۴۲۱۹) ۔

(۱۰۴۸)مقطوع صحیح : ابن ابی شیبة (۱۱۲/۵) (۲۴۲۴۰) بیهقی (۳۰۲/۹) (۱۹۲۸۵) ۔

((الْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ ظَلْعُهَا وَالْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا وَالْمَرِيضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا وَالْعَجْفَاءُ الَّتِي لَا تُنْقِي)) ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے قربانی میں کن جانوروں سے بچنا چاہیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں سے بتایا کہ چار سے بچنا چاہیے۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ بھی انگلیوں سے بتایا کرتے اور کہتے کہ میرا ہاتھ چھوٹا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے۔ ایک لنگڑا جو چل نہ سکے اور کانا جس کا کانا پن کھلا ہو اور بیمار جس کی بیماری ظاہر ہو اور دبلا جس میں گودا نہیں ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔

۱۰۵۰۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَتَّقِي مِنَ الضَّحَايَا وَالْبُدْنِ الَّتِي لَمْ تُسِنَّ وَالَّتِي نَقَصَ مِنْ خَلْقِهَا ۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان قربانیوں سے بچتے جو مسنہ نہ ہوتیں اور جس کا کوئی عضو نہ ہوتا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر صحیح کہا ہے۔

فائدہ: مسنہ ایک برس کی بکری اور تین برس کی گائے اور چھ برس کے اونٹ کو کہتے ہیں اس سے کم سن جانور قربانی میں درست نہیں اور حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک دو برس کی گائے اور پانچ برس کا اونٹ بھی درست ہے۔

مسئلہ: کہا مالکؒ نے مجھے یہ روایت بہت پسند ہے۔

باب النهي عن ذبح الضحية قبل انصراف الامام — جب تک امام عید کی نماز سے فارغ نہ ہو قربانی کی ممانعت کا بیان

۱۰۵۱۔ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ أَبَا بُرْدَةَ بْنَ نِيَارٍ ذَبَحَ ضَحِيَّتَهُ قَبْلَ أَنْ يَذْبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَضْحَى فَزَعَمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يَعُودَ بِضَحِيَّةٍ أُخْرَى قَالَ أَبُو بُرْدَةَ لَا أَجِدُ إِلَّا جَذَعًا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ وَإِنْ لَمْ تَجِدْ إِلَّا جَذَعًا فَاذْبَحْ ۔

حضرت بشیر بن یسار سے روایت ہے کہ ابو بردہ بن نیار نے ذبح کی قربانی اپنی قبل اس بات کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذبح کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری قربانی کا ان کو حکم دیا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! میرے پاس تو اب کچھ نہیں صرف ایک بکری ہے ایک سال کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی کو ذبح کر۔

(۱۰۴۹) صحیح: أبو داود (۲۸۰۲) كتاب الضحايا: باب ما يكره من الضحايا، ترمذی (۱۴۹۷) نسائی (۴۳۶۹) ابن ماجه (۳۱۴۴) أحمد (۲۸۴/۴) (۱۸۷۰۴) دارمی (۱۹۴۹) ۔

(۱۰۵۱) صحیح: نسائی (۴۳۹۷) كتاب الضحايا: باب ذبح الضحية قبل الامام، أحمد (۴۶۶/۳) (۱۵۹۲۴) دارمی (۱۹۶۳) ابن حبان (۲۲۶/۱۳) ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔علامہ البانیؒ نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔[صحیح موارد الظمآن (۸۷۸)]

۱۰۵۲۔ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ أَنَّ عُوَيْمِرَ بْنَ أَشْقَرَ ذَبَحَ ضَحِيَّتَهُ قَبْلَ أَنْ يَغْدُوَ يَوْمَ الْأَضْحَى وَأَنَّهُ ذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُ أَنْ يَعُودَ بِضَحِيَّةٍ أُخْرَى۔

حضرت عباد بن تمیم سے روایت ہے کہ عویمر بن اشقر نے ذبح کی قربانی اپنی دسویں تاریخ کی فجر سے پیشتر۔اور جب آنحضرت ﷺ سے بیان کیا آپ نے دوسری قربانی کا حکم دیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: اور ایک روات میں یہ ہے کہ نماز کے اول ذبح کی۔

باب ما يستحب من الضحايا جس جانور کی قربانی مستحب ہے اس کا بیان

۱۰۵۳۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ ضَحَّى مَرَّةً بِالْمَدِينَةِ قَالَ نَافِعٌ فَأَمَرَنِي أَنْ أَشْتَرِيَ لَهُ كَبْشًا فَحِيلًا أَقْرَنَ ثُمَّ أَذْبَحَهُ يَوْمَ الْأَضْحَى فِي مُصَلَّى النَّاسِ قَالَ نَافِعٌ فَفَعَلْتُ ثُمَّ حُمِلَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَحَلَقَ رَأْسَهُ حِينَ ذُبِحَ الْكَبْشُ وَكَانَ مَرِيضًا لَمْ يَشْهَدِ الْعِيدَ مَعَ النَّاسِ قَالَ نَافِعٌ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يَقُولُ لَيْسَ حِلَاقُ الرَّأْسِ بِوَاجِبٍ عَلَى مَنْ ضَحَّى وَقَدْ فَعَلَهُ ابْنُ عُمَرَ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے قربانی کی ایک بار مدینہ میں تو مجھ کو حکم کیا ایک بکرا سینگ دار خریدنے کا اور اس کے ذبح کرنے کا عید الاضحیٰ کے روز عیدگاہ میں میں نے ایسا ہی کیا پھر وہ بکرا ذبح کیا ہوا بھیجا گیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس جب انہوں نے اپنا سر منڈایا ان دنوں میں وہ بیمار تھے عید کی نماز کو بھی نہیں آئے۔کہا نافع نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ سر منڈانا قربانی کرنے والے پر واجب نہیں ہے مگر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یوں ہی سر منڈایا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

باب ادخار لحوم الضحايا قربانی کا گوشت رکھ چھوڑنے کا بیان

۱۰۵۴۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الضَّحَايَا بَعْدَ

(۱۰۵۲) **صحيح لغيره**: ابن ماجه (۳۱۵۳) كتاب الأضاحي: باب النهي عن ذبح الأضحية قبل الصلاة، أحمد (۴۵۴/۳) (۱۵۸۵۴) (۳۴۱/۴) (۱۹۲۱۰) بيهقي في معرفة السنن والآثار (۱۹۶/۷) ابن حبان في صحيحه (۲۲۲/۱۳)۔

(۱۰۵۳) **موقوف صحيح**: بيهقي (۲۸۸/۹) رقم (۱۹۱۹۰)۔

ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ثُمَّ قَالَ بَعْدُ ((كُلُوا وَتَصَدَّقُوا وَتَزَوَّدُوا وَادَّخِرُوا)) ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے منع کیا تھا قربانی کا گوشت رکھ چھوڑنے سے تین دن سے زیادہ۔ پھر فرمایا بعد اس کے کھاؤ اور اللہ کے لیے دو اور توشہ بناؤ اور رکھ چھوڑو۔

۱۰۵۵۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَاقِدٍ أَنَّهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلَاثٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَتْ صَدَقَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ دَفَّ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ حَضْرَةَ الْأَضْحَى فِي زَمَانِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((ادَّخِرُوا لِثَلَاثٍ وَتَصَدَّقُوا بِمَا بَقِيَ)) قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ قِيلَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ كَانَ النَّاسُ يَنْتَفِعُونَ بِضَحَايَاهُمْ وَيَجْمُلُونَ مِنْهَا الْوَدَكَ وَيَتَّخِذُونَ مِنْهَا الْأَسْقِيَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا ذٰلِكَ أَوْ كَمَا قَالَ قَالُوا نَهَيْتَ عَنْ لُحُومِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلَاثٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّمَا نَهَيْتُكُمْ مِنْ أَجْلِ الدَّافَّةِ الَّتِي دَفَّتْ عَلَيْكُمْ فَكُلُوا وَتَصَدَّقُوا وَادَّخِرُوا)) يَعْنِي بِالدَّافَّةِ قَوْمًا مَسَاكِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ ۔

حضرت عبداللہ بن واقد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا قربانیوں کے گوشت کھانے سے بعد تین دن کے۔ عبداللہ بن ابی بکر نے کہا میں نے یہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے بیان کیا۔ وہ بولیں سچ کہا عبداللہ بن واقد رضی اللہ عنہ نے۔ میں نے سنا حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کچھ لوگ جنگل کے رہنے والے آئے عیدالاضحیٰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین روز تک کا گوشت رکھ لو اور باقی اللہ کے لیے دے دو بعد اس کے۔ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! قبل اس کے لوگ اپنی قربانیوں سے منفعت اٹھاتے تھے اور چربی ان کی اٹھا رکھتے تھے اور کھالوں کی مشکیں بناتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا مطلب ہے انہوں نے عرض کیا کہ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کر دیا ہے تین روز سے زیادہ قربانی کے گوشت رکھنے کو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اس واسطے کیا تھا کہ کچھ لوگ مسکین جنگل سے آ گئے تھے اب قربانی کے گوشت کھاؤ اور صدقہ دو اور رکھ چھوڑو۔

فائدہ: علماء نے اختلاف کیا ہے کہ پیشتر جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن سے زیادہ قربانی کے گوشت رکھنے کو منع کیا یہ نہی تنزیہی تھی یا تحریمی۔ صحیح بات یہ تھی کہ ممانعت مصلحت تھی کیونکہ اس وقت میں مسکین زیادہ آ گئے تھے ان کو گوشت پہنچانا منظور تھا اگر تین روز سے زیادہ اجازت دیتے تو

(۱۰۵٤) بخاری (۱۷۱۹) کتاب الحج : باب واذ بوأنا لابراهيم مكان البيت ' مسلم (۱۹۷۲) نسائی (٤٤٢٦) أحمد (۳۸۸/۳) (۱۵۲۳۵) ۔

(۱۰۵۵) مسلم (۱۹۷۱) كتاب الأضاحی : باب بيان ما كان من النهی عن أكل لحوم الأضاحی ' أبو داود (۲۸۱۲) نسائی (٤٤۳۱) أحمد (٥١/٦) (۲٤۷٥۳) بخاری (٥٥۷۰) ترمذی (۱۵۱۱) دارمی (۱۹٥۹) ۔

لوگ گوشت بہت رکھ چھوڑتے مسکین بھوکے رہتے۔ بخاری ومسلم نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میں نے اس واسطے منع کیا کہ اس سال لوگوں کو تکلیف تھی۔

۱۰۵۶۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَقَدَّمَ إِلَيْهِ أَهْلُهُ لَحْمًا فَقَالَ انْظُرُوا أَنْ يَكُونَ هَذَا مِنْ لُحُومِ الْأَضْحَى فَقَالُوا هُوَ مِنْهَا فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ أَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْهَا فَقَالُوا إِنَّهُ قَدْ كَانَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَكَ أَمْرٌ فَخَرَجَ أَبُو سَعِيدٍ فَسَأَلَ عَنْ ذَلِكَ فَأُخْبِرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((نَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضْحَى بَعْدَ ثَلَاثٍ فَكُلُوا وَتَصَدَّقُوا وَادَّخِرُوا وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ الِانْتِبَاذِ فَانْتَبِذُوا وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا وَلَا تَقُولُوا هُجْرًا يَعْنِي لَا تَقُولُوا سُوءًا))۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سفر سے آئے ان کے گھر کے لوگوں نے گوشت سامنے رکھا انہوں نے کہا قربانی ہی کا تو ہے۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا تھا لوگوں نے کہا بعد آپ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باب میں دوسرا حکم فرمایا۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ گھر سے نکلے اس امر کی تحقیق کرنے کو جب ان کو خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تم کو منع کیا تھا قربانی کا گوشت کھانے سے بعد تین روز کے لیکن اب کھاؤ اور صدقہ دو اور رکھ چھوڑو اور میں نے تم کو منع کیا تھا نبیذ بنانے سے بعض برتنوں میں اب بناؤ جس برتن میں چاہو لیکن جو چیز نشہ پیدا کرے وہ حرام ہے اور میں نے تم کو منع کیا تھا قبروں کی زیارت سے اب زیارت کرو قبروں کی مگر منہ سے بری بات نہ نکالو (یعنی کفر وناشکری کی باتیں)۔

باب الشركة في الضحايا — ایک قربانی میں کئی آدمیوں کے شریک ہونے کا بیان

۱۰۵۷۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ قَالَ نَحَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ الْبُدْنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے نحر کیا حدیبیہ کے سال اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے اور گائے ذبح کی سات آدمیوں کی طرف سے۔

فائدہ: ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ اور اکثر علماء کا یہی قول ہے۔

(۱۰۵٦) بخاری (۳۹۹۷) كتاب المغازی: باب شهود الملائكة بدرا' مسلم (۱۹۷۳) نسائی (٤٤٢٧) أحمد (۳۸/۳) (۱۱۳٤۹)۔

(۱۰۵۷) مسلم (۱۳۱۸) كتاب الحج: باب الاشتراك فی الهدی واجزاء البقرة والبدنة' أبو داود (۲۸۰۹) ترمذی (۹۰٤) نسائی (٤۳۹۳) ابن ماجه (۳۱۳۲) أحمد (۳۰٤/۳) (۱٤۳۱۵) دارمی (۱۹۵٦)۔

۱۰۵۸۔ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ صَيَّادٍ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ قَالَ كُنَّا نُضَحِّي بِالشَّاةِ الْوَاحِدَةِ يَذْبَحُهَا الرَّجُلُ عَنْهُ وَعَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ ثُمَّ تَبَاهَى النَّاسُ بَعْدُ فَصَارَتْ مُبَاهَاةً۔

حضرت عمارہ بن صیاد سے روایت ہے کہ عطاء بن یسار نے خبر دی ان کو ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے سن کر کہتے تھے کہ ہم قربانی کرتے تھے ایک بکری اپنے اور اپنے تمام گھر والوں کی طرف سے بعد اس کے فخر سمجھ کر ہر ایک کی طرف سے ایک ایک بکری کرنا شروع کی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: مالکؒ اور شافعیؒ اور احمدؒ اور اسحاقؒ کا قول یہ ہے کہ ایک بکری سارے گھر والوں کی طرف سے کافی ہے مگر ابوحنیفہؒ کے نزدیک کافی نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا میں نے جو بہتر سنا ہے اس باب میں وہ یہ ہے کہ آدمی اپنے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک اونٹ یا گائے یا بکری جس کا وہ مالک ہو ذبح کرے اور سب آدمیوں کو ثواب میں شریک کرے لیکن یہ صورت کہ ایک آدمی ایک اونٹ یا گائے یا بکری خرید کرے اور کئی آدمیوں کو قربانی میں شریک کرے یعنی ہر ایک سے حصہ رسد قیمت لے اور اس کے موافق گوشت دے مکروہ ہے ہم نے تو یہ سنا ہے کہ قربانی میں شرکت نہیں ہو سکتی بلکہ ایک گھر کے لوگوں کی طرف سے ایک قربانی ہو سکتی ہے۔

۱۰۵۹۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ مَا نَحَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ وَعَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ إِلَّا بَدَنَةً وَاحِدَةً أَوْ بَقَرَةً وَاحِدَةً۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنے اور اپنے اہل بیت کی طرف سے ایک اونٹ یا ایک گائے سے زیادہ نہیں قربانی کیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح لغیرہ** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا مجھے یاد نہیں ابن شہاب نے ایک اونٹ کہا یا ایک گائے۔

باب الضحية عما في بطن المرأة — جو بچہ پیٹ میں ہو اس کی طرف سے قربانی کرنا

۱۰۶۰۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ الْأَضْحَى يَوْمَانِ بَعْدَ يَوْمِ الْأَضْحَى۔

(۱۰۵۸) موقوف صحيح: ترمذی (۱۵۰۵) كتاب الأضاحي: باب ما جاء أن الشاة الواحدة تجزئ عن أهل البيت، ابن ماجه (۳۱٤۷)۔

(۱۰۵۹) صحيح لغيره: أبو داود (۱۷۵۰) كتاب المناسك: باب في هدى البقر، نسائي في الكبرى (٤۱۳۰) ابن ماجه (۳۱۳۵)۔

(۱۰٦۰) موقوف صحيح: بيهقي (۲۹۷/۹) رقم (۱۹۲۵٤)۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا قربانی دو دن تک درست ہے بعد عید الاضحیٰ کے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

۱۰۶۱۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ مِثْلُ ذَلِكَ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی ارشاد فرمایا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

۱۰۶۲۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ لَمْ يَكُنْ يُضَحِّي عَمَّا فِي بَطْنِ الْمَرْأَةِ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پیٹ کے بچے کی طرف سے قربانی نہیں کرتے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: کیونکہ وہ ابھی پیدا نہیں ہوا اور نہیں معلوم کہ زندہ پیدا ہوگا یا مردہ۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا قربانی سنت ہے۔واجب نہیں اور جو شخص قربانی خرید کر سکتا ہو اس کو ترک کرنا اچھا نہیں ہے۔

(۱۰۶۱)موقوف ضعيف : أيضاً۔

(۱۰۶۲)موقوف صحيح : بيهقى (۲۸۸/۹) رقم (۱۹۱۸۹)۔



(27) کتاب النکاح

کتاب نکاح کے بیان میں

باب ما جاء في الخطبة — نکاح کا پیغام دینے کے بیان میں

١٠٦٣۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَخْطُبُ أَحَدُكُمْ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہ پیغام بھیجے نکاح کا کوئی تم میں سے اپنے بھائی مسلمان کے پیغام پر۔

١٠٦٤۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَخْطُبُ أَحَدُكُمْ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہ پیغام بھیجے نکاح کا کوئی تم میں سے اپنے بھائی کے پیغام پر۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب ایک شخص کی نسبت کسی عورت سے ٹھہر جائے اور عورت کا دل کسی مرد کی طرف مائل ہو جائے اور مہر ٹھہر جائے اب پھر اس عورت کو دوسرا شخص پیغام نہ دے اور یہ غرض نہیں کہ کسی شخص نے ایک عورت کو پیغام دیا ہو اور اس کا پیغام ٹھہرا نہ ہو تو دوسرے کو پیغام درست نہیں۔

١٠٦٥۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي قَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ عَلِمَ اللّٰهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلَكِنْ لَا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّا أَنْ تَقُولُوا قَوْلًا مَعْرُوفًا أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ لِلْمَرْأَةِ وَهِيَ فِي عِدَّتِهَا مِنْ وَفَاةِ زَوْجِهَا إِنَّكِ عَلَيَّ لَكَرِيمَةٌ وَإِنِّي فِيكِ

(١٠٦٣) بخاری (٥١٤٤) كتاب النكاح : باب لا يخطب على خطبة أخيه حتى ينكح أو يدع، مسلم (١٤٠٨) أبو داود (٢٠٨٠) ترمذی (١١٣٤) نسائی (٣٢٤٠) ابن ماجه (١٨٦٧) أحمد (٤٦٢/٢) (٩٩٥٢)۔

(١٠٦٤) بخاری (٥١٤٢) كتاب النكاح : باب لا يخطب على خطبة أخيه حتى ينكح أو يدع، مسلم (١٤١٢) أبو داود (٢٠٨١) ترمذی (١٢٩٢) نسائی (٣٢٣٨) ابن ماجه (١٨٦٧) أحمد (١٤٢/٢) (٦٢٧٦)۔

(١٠٦٥) مقطوع صحيح : ابن أبي شيبة (١٦٨٣٥، ١٦٨٤٤) بيهقی (١٧٨/٧) رقم (١٤٠٢٠)۔

لَرَاغِبٌ وَإِنَّ اللّٰهَ لَسَائِقٌ إِلَيْكِ خَيْرًا وَرِزْقًا وَنَحْوَ هٰذَا مِنَ الْقَوْلِ ۔

حضرت قاسم بن محمد کہتے تھے اس آیت کی تفسیر میں ﴿ولا جناح علیکم فیما عرضتم﴾ الی آخرہ یعنی گناہ نہیں ہے تم پر تعریض کرنا کسی عورت سے جب وہ عدت میں ہو۔ تعریض اس کو کہتے ہیں کہ مرد عورت سے کہلا بھیجے تو مجھے پسند ہے یا میں تجھ سے رغبت کرتا ہوں یا اللہ تجھ کو بہتری اور روزی پہنچانے والا ہے یا ایسی کوئی اور بات کہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی اشارے اور کنائے سے گفتگو کرے صاف صاف یہ کہنا کہ میں تجھ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں عدت کے اندر منع ہے البتہ بعد عدت کے درست ہے۔

باب استئذان البكر والأيم في أنفسهما عورت بکر اور ثیبہ سے اذن لینے کا بیان

۱۰۶۶۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((الْأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ فِي نَفْسِهَا وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا)) ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثیبہ زیادہ حق دار ہے اپنے نفس پر ولی سے اور بکر سے اذن لیا جائے گا اور اذن اس کا سکوت ہے۔

فائدہ: یعنی ثیبہ پر ولی کا جبر نہیں ہوسکتا بالغہ ہو یا نابالغہ ہو اور بکر پر ہوسکتا ہے اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک بالغہ پر جبر نہیں ہوسکتا بکر ہو یا ثیبہ اور نابالغہ پر جبر ہوسکتا ہے۔

۱۰۶۷۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ إِلَّا بِإِذْنِ وَلِيِّهَا أَوْ ذِي الرَّأْيِ مِنْ أَهْلِهَا أَوِ السُّلْطَانِ ۔

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں نکاح کیا جائے عورت کا مگر اسکے ولی کے اذن سے یا اس کے کنبے میں جو شخص عقلمند ہو اس کے اذن سے یا بادشاہ کے اذن سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: اگر اس کا کوئی ولی نہ ہو مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عورت سے یہاں بکر ہے کیونکہ ثیبہ اپنے آپ نکاح کر سکتی ہے۔

۱۰۶۸۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَا يُنْكِحَانِ بَنَاتِهِمَا الْأَبْكَارَ وَلَا

(۱۰۶۶) مسلم (۱۴۲۱) كتاب النكاح : باب استئذان الثيب في النكاح بالنطق والبكر بالسكوت، أبو داود (۲۰۹۸) ترمذی (۱۱۰۸) نسائی (۳۲۶۰) ابن ماجه (۱۸۷۰)، أحمد (۲۱۹/۱) (۱۸۸۸) -

(۱۰۶۷) موقوف صحيح : ابن أبي شيبة (۱۵۹۲۳) دارقطنی (۲۲۸/۳) (۳۵۰۲) بیهقی (۱۱۱/۷) (۱۳۶۴۰) -

(۱۰۶۸) مقطوع ضعيف : ابن أبي شيبة (۴۴۶/۳) (۱۵۹۷۰) بیهقی (۱۱۶/۷) -

يَسْتَأْمِرَانِهِنَّ ۔

حضرت قاسم بن محمد اور سالم بن عبداللہ نکاح کرتے تھے اپنی بکر بیٹیوں کا اور نہیں پوچھتے تھے اُن سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: کیونکہ بکر سے پوچھنا مستحب ہے نہ کہ واجب۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک ایسا ہی حکم ہے بکر عورتوں میں۔ کہا مالکؒ نے بکر کو اپنے مال میں تصرف نہیں پہنچتا جب تک اپنے خاوند کے گھر میں نہ آئے اور اس کا حال نہ معلوم ہو۔

۱۰۶۹۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ كَانُوا يَقُولُونَ فِي الْبِكْرِ يُزَوِّجُهَا أَبُوهَا بِغَيْرِ إِذْنِهَا إِنَّ ذٰلِكَ لَازِمٌ لَهَا ۔

امام مالک کو پہنچا کہ حضرت قاسم بن محمد اور سالم بن عبداللہ اور سلیمان بن یسار کہتے تھے اگر عورت باکرہ کا نکاح اس کے بغیر اذن کے کر دے تو نکاح اس کا لازم ہو جاتا ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔

باب ما جاء في الصداق والحباء — مہر کا اور حبا کا بیان

فائدہ: حباء کہتے ہیں مفت سلوک کرنے کو۔

۱۰۷۰۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي قَدْ وَهَبْتُ نَفْسِي لَكَ فَقَامَتْ قِيَامًا طَوِيلًا فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ زَوِّجْنِيهَا إِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ تُصْدِقُهَا إِيَّاهُ فَقَالَ مَا عِنْدِي إِلَّا إِزَارِي هٰذَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ أَعْطَيْتَهَا إِيَّاهُ جَلَسْتَ لَا إِزَارَ لَكَ فَالْتَمِسْ شَيْئًا فَقَالَ مَا أَجِدُ شَيْئًا قَالَ ((الْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ)) فَالْتَمَسَ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ فَقَالَ نَعَمْ مَعِي سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا لِسُوَرٍ سَمَّاهَا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((قَدْ أَنْكَحْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)) ۔

(١٠٦٩) مقطوع ضعيف: ابن أبي شيبة (٤٤٦/٣) (١٥٩٧٠) بيهقي (١١٦/٧) (١٣٦٦٦ ' ١٣٦٦٧) ۔

(١٠٧٠) بخاري (٥١٣٥) كتاب النكاح: باب السلطان ولي لقول النبي زوجتكها بما معك من القرآن ' مسلم (١٤٢٥) أبو داود (٢١١١) ترمذي (١١١٤) نسائي (٣٣٣٩) ابن ماجه (١٨٨٩) أحمد (٣٣٦/٥) (٢٣٢٣٨) ۔

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت آئی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس نے کہا کہ تحقیق بخشی میں نے جان اپنی واسطے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کھڑی رہی دیر تک پھر ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا یا رسول اللہ! نکاح کر دو میرا اس سے اگر آپ کو کچھ حاجت نہیں ہے اس سے نکاح کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے پاس کچھ چیز ہے کہ مہر میں دے اس کو وہ شخص بولا اس تہبند کے میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو اپنا تہبند اس کو دے دے گا تو بغیر تہبند کے بیٹھے گا کوئی چیز ڈھونڈ لے اس نے کہا مجھے کچھ نہیں ملتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ڈھونڈ اگرچہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو۔ اس نے ڈھونڈا مگر کچھ نہ ملا تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تجھے قرآن یاد ہے بولا ہاں فلانی فلانی صورت یاد ہے کئی سورتوں کا نام لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے نکاح کر دیا اس عورت کا تیرے ساتھ اس قرآن کے عوض میں جو تجھ کو یاد ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مہر کی کمی کی کوئی حد نہیں جیسے اس کی زیادتی کی حد نہیں اور تعلیم قرآن کے عوض میں نکاح ہو سکتا ہے۔

۱۰۷۱۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَيُّمَا رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَبِهَا جُنُونٌ أَوْ جُذَامٌ أَوْ بَرَصٌ فَمَسَّهَا فَلَهَا صَدَاقُهَا كَامِلًا وَذٰلِكَ لِزَوْجِهَا غُرْمٌ عَلَى وَلِيِّهَا۔

سعید بن مسیب نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور اس کو جنون یا جذام یا برص ہو اور خاوند جماع کرے اس سے نہ جان کر اس عورت کو خاوند پورا مہر دے اور اس کے ولی سے پھیر لے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ولی کو مہر اس صورت میں واپس دینا ہوگا جب وہ عورت کا باپ یا بھائی یا ایسا قریبی ہو کہ عورت کا حال جانتا ہو اور جو ولی محرم نہ ہو جیسے چچا کا بیٹا مولی یا اور کوئی کنبے والا ہو جس کو عورت کا حال معلوم نہ ہو تو اس پر مہر پھیرنا لازم نہ ہوگا بلکہ اس عورت سے مہر پھیرا لیا جائے گا صرف اس قدر چھوڑ دیا جائے گا جس سے اس کی فرج حلال ہو۔

فائدہ: یعنی رُبع دینار کے موافق۔

۱۰۷۲۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَةَ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَأُمُّهَا بِنْتُ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ كَانَتْ تَحْتَ ابْنٍ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَمَاتَ وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا وَلَمْ يُسَمِّ لَهَا صَدَاقًا فَابْتَغَتْ أُمُّهَا صَدَاقَهَا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَيْسَ لَهَا صَدَاقٌ وَلَوْ كَانَ لَهَا صَدَاقٌ لَمْ نُمْسِكْهُ وَلَمْ نَظْلِمْهَا فَأَبَتْ أُمُّهَا أَنْ تَقْبَلَ ذٰلِكَ فَجَعَلُوا بَيْنَهُمْ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَقَضَى أَنْ لَا صَدَاقَ لَهَا وَلَهَا الْمِيرَاثُ۔

(١٠٧١) موقوف صحيح: دارقطني (٢٦٥/٣ ـ ٢٦٦) بيهقي (٢١٤/٧، ٢١٩) (١٤٢٢٢، ١٤٢٥٢) الشافعي في الام (٨٤/٥) بغوي في شرح السنة (١١٢/٩)۔

(١٠٧٢) موقوف صحيح: عبدالرزاق (١٠٨٨٩) ابن أبي شيبة (١٧١٠٦) بيهقي (٢٤٦/٧) رقم (١٤٤١٨) الشافعي في الام (٦٩/٥) وفي المسند (١١/٢)۔

نافع سے روایت ہے کہ عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی جن کی ماں زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بیٹے کے نکاح میں آئیں وہ مرگئے مگرانہوں نے اس سے صحبت نہیں کی نہ ان کا مہر مقرر ہوا تھا تو ان کی ماں نے مہر مانگا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مہر کا ان کو استحقاق نہیں اگر ہوتا تو ہم رکھ نہ لیتے نہ ظلم کرتے ان کی ماں نے نہ مانا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے کہنے پر رکھا زید نے یہ فیصلہ کیا کہ ان کو مہر نہیں ملے گا البتہ ترکہ ملے گا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: ابوحنیفہؒ کے نزدیک اگر مہر مقرر نہ ہو تو مہر مثل دلایا جائے گا' یہ مذہب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہے۔

١٠٧٣۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ فِي خِلَافَتِهِ إِلَى بَعْضِ عُمَّالِهِ أَنَّ كُلَّ مَا اشْتَرَطَ الْمُنْكِحُ مَنْ كَانَ أَبًا أَوْ غَيْرَهُ مِنْ حِبَاءٍ أَوْ كَرَامَةٍ فَهُوَ لِلْمَرْأَةِ إِنْ ابْتَغَتْهُ۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے لکھا اپنے عامل کو کہ نکاح کردینے والا باپ ہو یا کوئی اور اگر شرط کرے خاوند سے کچھ تحفہ یا ہدیہ لینے کی تو وہ عورت کو ملے گا اگر طلب کرے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جس عورت کا نکاح اس کا باپ کردے اور اس کے مہر میں کچھ حبا کی شرط کرے اگر وہ شرط ایسی ہو جس کے عوض میں نکاح ہوا ہے تو وہ حبا اس کی بیٹی کو ملے گا اگر چاہے۔

فائدہ: اور جو نہ چاہے باپ کو مل جائے گا اگر بعد نکاح کے خاوند کچھ حبا اپنی بیوی کے باپ کو دے تو وہ بطور تحفہ کے باپ کا حق ہوگا۔ (ابن قاسم عن مالکؒ)۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر خاوند نے قبل صحبت کے بی بی کو چھوڑ دیا تو خاوند حبا میں سے نصف پھیر لے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو شخص اپنی نابالغ لڑکی کا نکاح کرے اور اس لڑکے کا کوئی ذاتی مال نہ ہو تو مہر اس کے باپ پر واجب ہوگا اور اگر اس لڑکے کا ذاتی مال ہو تو اس مال میں سے دلایا جائے گا مگر جس صورت میں باپ مہر کو اپنے ذمے کرلے اور یہ نکاح لڑکی پر لازم ہوگا جب وہ نابالغ ہو اور اپنے باپ کی ولایت میں ہو۔ کہا مالکؒ نے جو شخص اپنی بی بی کو قبل صحبت کے طلاق دے تو بی بی اس کی بکر ہو اس کا باپ خاوند کو نصف مہر معاف کردے تو درست ہے اس لیے کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا اگر طلاق دو تم اپنی عورتوں کو قبل جماع کے اور مہر مقرر کر چکے ہو تم کو آدھا مہر دینا ہوگا۔ مگر جس صورت میں کہ عورتیں اپنا مہر معاف کردیں یا وہ شخص معاف کردے جس کے اختیار میں نکاح کا عقدہ ہے وہ شخص باپ ہے اپنی بکر بیٹی کا اور مالک اپنی لونڈی کا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا میں نے ایسا ہی سنا اہل علم سے اس باب میں میرے نزدیک ایسا ہی حکم ہے۔ کہا مالکؒ نے اگر یہودی کا نکاح یہودیہ سے ہو یا نصرانی کا نصرانیہ سے پھر قبل صحبت کے وہ یہودیہ یا نصرانیہ مسلمان ہوجائے تو اس کو مہر نہ ملے گا۔

(١٠٧٣)مقطوع ضعيف : عبدالرزاق (١٠٧٤٢' ١٠٧٤٥) ابن ابی شيبة (١٦٤٤٨' ١٦٤٥٧)۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا میرے نزدیک ربع دینار سے کم مہر نہیں ہوسکتا اور نہ ربع دینار کی چوری میں ہاتھ کاٹا جائے گا۔

فائدہ: ابوحنیفہؒ کے نزدیک مہر دس درہم سے کم نہیں ہوسکتا اور صحیح یہ ہے کہ مہر کی کمی کی کوئی حد نہیں جیسے زیادتی کی حد نہیں۔

باب ما جاء في ارخاء الستور — خلوت صحیحہ کے بیان میں

۱۰۷۴۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَضَى فِي الْمَرْأَةِ إِذَا تَزَوَّجَهَا الرَّجُلُ أَنَّهُ إِذَا أُرْخِيَتْ السُّتُورُ فَقَدْ وَجَبَ الصَّدَاقُ ۔

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حکم کیا کہ جب کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور خلوت صحیحہ ہو جائے تو مہر واجب ہو گیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۰۷۵۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ ابْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَقُولُ إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بِالْمَرْأَةِ فِي بَيْتِهَا صُدِّقَ عَلَيْهَا وَإِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ فِي بَيْتِهِ صُدِّقَتْ عَلَيْهِ ۔

امام مالک کو پہنچا کہ سعید بن مسیب کہتے تھے کہ جب مرد عورت کے گھر میں جائے تو مرد کی تصدیق ہوگی اور جو عورت مرد کے گھر میں جائے تو عورت کی تصدیق ہوگی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا مطلب اس کا یہ ہے کہ جب مرد عورت کے گھر میں رہے پھر اختلاف ہو۔ عورت کہے مجھ سے جماع کیا ہے اور مرد کہے نہیں کیا ہے تو مرد کی بات کا اعتبار ہوگا اور جو عورت مرد کے گھر میں رہے پھر اختلاف ہو تو عورت کی بات کا اعتبار ہوگا۔

باب المقام عند الأيم و البكر — ثیبہ اور باکرہ کے پاس رہنے کا بیان

۱۰۷۶۔ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تَزَوَّجَ أُمَّ سَلَمَةَ وَأَصْبَحَتْ عِنْدَهُ قَالَ لَهَا ((لَيْسَ بِكِ عَلَى أَهْلِكِ هَوَانٌ إِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ عِنْدَكِ وَسَبَّعْتُ عِنْدَهُنَّ وَإِنْ شِئْتِ ثَلَّثْتُ عِنْدَكِ وَدُرْتُ فَقَالَتْ ثَلِّثْ)) ۔

حضرت ابو بکر بن عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نکاح کیا ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اور صبح ہوئی تو

(١٠٧٤) موقوف صحيح : عبد الرزاق (١٠٨٦٩) ابن ابی شيبة (١٦٦٩٠) بيهقی (٢٥٥/٧) رقم (١٤٤٧٩) معرفة السنن والآثار (٣٩٨/٥) ۔

(١٠٧٦) مسلم (١٤٦٠) كتاب الرضاع : باب قدر ما تستحقه البكر والثيب من اقامة الزوج عندها ' أبو داود (٢١٢٢) نسائی فی الكبری (٨٩٢٥) ابن ماجه (١٩١٧) أحمد (٢٩٢/٦) رقم (٢٧٠٣٧) دارمی (٢٢١٠) ۔

آپ ﷺ نے فرمایا' میں ایسا کام نہ کروں گا جس کے سبب سے تو اپنے لوگوں میں ذلیل ہو اگر تجھ کو منظور ہے تو سات دن تک تیرے پاس رہوں گا پھر سات سات دن ہر ایک بی بی کے پاس رہوں گا اور جو تو چاہے تو تین دن تیرے پاس رہوں اور ایک ایک دن سب کے پاس رہ کر آؤں۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا تین دن رہیے۔

فائدہ: جس شخص کی کئی عورتیں ہوں پھر وہ نئی عورت کرے۔ اگر بکر ہو تو سات دن اس کے پاس رہے اور جو ثیبہ ہو تو تین دن اس کے پاس رہے پھر سب کے برابر اس کے پاس بھی رہا کرے۔

١٠٧٧۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لِلْبِكْرِ سَبْعٌ وَلِلثَّيِّبِ ثَلَاثٌ ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ بکر عورت کے سات دن ہیں اور ثیبہ کے تین دن۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔ کہا مالکؒ نے جس عورت سے اس نے نکاح کیا اگر اس کے سوا اور بھی اس کی کئی عورتیں ہوں تو بعد ان دنوں کے پھر سب کے پاس برابر رہا کرے مگر یہ دن نئی عورت کے حساب میں مجرا نہ ہوں گے اس لیے کہ یہ نئی عورت کا حق ہے۔

باب ما لا يجوز من الشروط في النكاح جو شرطیں نکاح میں درست نہیں اُن کا بیان

١٠٧٨۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ سُئِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ تَشْتَرِطُ عَلَى زَوْجِهَا أَنَّهُ لَا يَخْرُجُ بِهَا مِنْ بَلَدِهَا فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ يَخْرُجُ بِهَا إِنْ شَاءَ ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت سعید بن میسبؒ سے سوال ہوا کہ اگر کوئی عورت شرط کرے اپنے خاوند سے کہ میرے شہر سے مجھ کو نہ نکالنا سعید بن میسب نے جواب دیا کہ باوجود اس کے نکال سکتا ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر مرد عورت سے نکاح کرتے وقت اس امر کی شرط کرے کہ میں تیرے اوپر دوسرا نکاح نہ کروں گا یا لونڈی نہ رکھوں گا تو اس شرط کو پورا کرنا ضروری نہیں البتہ اگر اس نے طلاق یا عتاق کو دوسرے نکاح پر معلق کر دیا ہو تو دوسرے نکاح سے طلاق یا عتاق ضروری ہو جائے گا۔

باب نكاح المحلل وما أشبهه حلالہ کا نکاح اور جو اس کے مشابہ ہے اس کا بیان

فائدہ: جب کوئی شخص اپنی عورت کو تین طلاق دے دے تو پھر اس عورت سے نکاح درست نہیں جب تک وہ عورت کسی دوسرے شخص سے

(١٠٧٧) بخاری (٥٢١٣) كتاب النكاح : باب العدل بين النساء' مسلم (١٤٦١) أبو داود (٢١٢٤) ترمذی (١١٣٩) ابن ماجه (١٩١٦) دارمی (٢٢٠٩)۔

(١٠٧٨) مقطوع ضعيف ابن أبي شيبة (٤٩٠/٣) (١٦٤٥١) بيهقي (٢٥٠/٧) (١٤٤٤١)۔

نکاح نہ کرے۔اب دوسرا شوہر اگر اس کو چھوڑ دے تو پہلے شوہر کو نکاح کر لینا درست ہے لیکن اس نیت سے نکاح کرنا کہ پہلے شوہر کو وہ عورت درست ہو جائے حرام ہے اس کو حلالہ کا نکاح کہتے ہیں۔

۱۰۷۹۔ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الزَّبِيرِ أَنَّ رِفَاعَةَ بْنَ سِمْوَالٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ تَمِيمَةَ بِنْتَ وَهْبٍ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا فَنَكَحَتْ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الزَّبِيرِ فَاعْتَرَضَ عَنْهَا فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَمَسَّهَا فَفَارَقَهَا فَأَرَادَ رِفَاعَةُ أَنْ يَنْكِحَهَا وَهُوَ زَوْجُهَا الْأَوَّلُ الَّذِي كَانَ طَلَّقَهَا فَذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَهَاهُ عَنْ تَزْوِيجِهَا وَقَالَ ((لَا تَحِلُّ لَكَ حَتَّى تَذُوقَ الْعُسَيْلَةَ))۔

حضرت زبیر بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ رفاعہ بن سموال قرظی نے تین طلاق دی اپنی بی بی تمیمہ بنت وہب کو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تو انہوں نے نکاح کیا عبدالرحمٰن بن زبیر سے۔مگر عبدالرحمٰن نے اس کو چھوڑ دیا۔تب رفاعہ جو شوہر اول تھے انہوں نے پھر نکاح کرنا چاہا۔جب آنحضرت ﷺ سے اس کا ذکر ہوا آپ ﷺ نے منع کیا اور فرمایا رفاعہ سے کہ وہ عورت تجھ کو حلال نہیں جب تک دوسرے شخص سے جماع نہ کرائے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس حدیث کو **صحیح لغیرہ** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی صرف نکاح کرنا دوسرے شوہر سے حلالہ کے واسطے کافی نہیں صحبت ضروری ہے۔

۱۰۸۰۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا سُئِلَتْ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ فَتَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ رَجُلٌ آخَرُ فَطَلَّقَهَا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا هَلْ يَصْلُحُ لِزَوْجِهَا الْأَوَّلِ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ لَا حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَهَا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال ہوا کہ ایک شخص اپنی عورت کو تین طلاق دے بعد اس کے اس سے دوسرا شخص نکاح کرے پھر طلاق دے دے قبل جماع کرنے کے اب پہلا شوہر اس سے نکاح کر سکتا ہے جواب دیا کہ نہیں کر سکتا جب تک دوسرا شوہر اس سے جماع نہ کرے۔

۱۰۸۱۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ رَجُلٌ آخَرُ فَمَاتَ عَنْهَا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا هَلْ يَحِلُّ لِزَوْجِهَا الْأَوَّلِ أَنْ يُرَاجِعَهَا فَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ لَا يَحِلُّ

(۱۰۷۹) صحیح لغیرہ: ابن حبان (۴۳۰/۹) (۴۱۲۱) بیهقی (۳۷۵/۷) (۱۵۱۹۶' ۱۵۱۹۷) الشافعی فی المسند (۷۰/۲) معرفة السنن والآثار (۵۱۵/۵)۔

(۱۰۸۰) بخاری (۵۲۶۱) کتاب الطلاق: باب من أجاز طلاق الثلاث' مسلم (۱۴۳۳) أبو داود (۲۳۰۹) ترمذی (۱۱۱۸) نسائی (۳۴۰۷) ابن ماجه (۱۹۳۲) أحمد (۱۹۳/۶) (۲۶۱۶۲)۔

(۱۰۸۱) مقطوع ضعیف: بیهقی (۳۷۶/۷)۔

لِزَوْجِهَا الْأَوَّلِ أَنْ يُرَاجِعَهَا ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت قاسم بن محمدؒ سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو تین طلاق دیں پھر اس سے دوسرے شخص نے نکاح کیا اور مرگیا قبل جماع کرنے کے۔ کیا پہلے شوہر کو اس سے نکاح کر لینا درست ہے؟ جواب دیا نہیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو شخص حلالہ کی نیت سے نکاح کرے اس کا نکاح فاسد ہے پھر نئے سرے سے نکاح کرے اگر جماع کر چکا ہے تو مہر اس پر واجب ہوگا۔

باب ما لا يجمع بينه من النساء جن عورتوں کا جمع کرنا درست نہیں نکاح میں

۱۰۸۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَلَا بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ پھوپھی اور بھتیجی اور خالہ اور بھانجی میں جمع نہ کرے۔

فائدہ: یعنی جب پھوپھی نکاح میں ہو تو بھتیجی سے نکاح کرنا درست نہیں اور خالہ جب نکاح میں ہو تو بھانجی سے نکاح کرنا درست نہیں۔

۱۰۸۳۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ يُنْهَى أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا أَوْ عَلَى خَالَتِهَا وَأَنْ يَطَأَ الرَّجُلُ وَلِيدَةً وَفِي بَطْنِهَا جَنِينٌ لِغَيْرِهِ ۔

حضرت سعید بن مسیب کہتے تھے منع ہے بھتیجی سے پھوپھی کے اوپر اور بھانجی سے خالہ کے اوپر اور منع ہے جماع کرنا اس لونڈی سے جو حاملہ ہو کسی اور شخص سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

باب ما لا يجوز من نكاح الرجل أم امرأته ساس سے نکاح جائز نہ ہونے کا بیان

۱۰۸۴۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ سُئِلَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً ثُمَّ فَارَقَهَا قَبْلَ أَنْ يُصِيبَهَا هَلْ تَحِلُّ لَهُ أُمُّهَا فَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ لَا الْأُمُّ مُبْهَمَةٌ لَيْسَ فِيهَا شَرْطٌ وَإِنَّمَا الشَّرْطُ فِي الرَّبَائِبِ ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ سوال ہوا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے نکاح کیا ایک عورت سے پھر چھوڑ

(۱۰۸۲) بخاری (۵۱۰۹) کتاب النکاح : باب العزل، مسلم (۱۴۰۸) أبو داود (۲۰۶۵) ترمذی (۱۱۲۶) نسائی (۳۲۸۸) ابن ماجه (۱۹۲۹) أحمد (۵۱۶/۲) (۱۰۷۰۱) ۔

(۱۰۸۴) موقوف ضعیف : بیهقی (۱۶۰/۷) (۱۳۹۰۷) ابن ابی شیبة (۱۶۲۶۲) ۔

دیااس کوقبل جماع کے۔کیااس کی ماں سے نکاح درست ہے؟ بولے نہیں کیونکہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا حرام ہیں تم پر مائیں تمہاری بیبیوں کی اور اس میں کچھ شرط نہیں لگائی کہ جن بیبیوں سے تم جماع کر چکے ہو بلکہ شرط ربائب میں لگائی ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: ربائب جمع ربیبہ کی۔ربیبہ اس لڑکی کو کہتے ہیں جو بی بی پہلے خاوند سے لے کر آئے اس میں اللہ نے قید لگائی فرمایا حرام ہیں تم پر ربائب تمہاری جو تمہاری گودوں میں ان عورتوں سے جن سے تم جماع کر چکے ہو اگر جماع نہیں کیا تو ربائب سے نکاح کرنا گناہ نہیں۔

١٠٨٥۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ اسْتُفْتِيَ وَهُوَ بِالْكُوفَةِ عَنْ نِكَاحِ الْأُمِّ بَعْدَ الْابْنَةِ إِذَا لَمْ تَكُنْ الْابْنَةُ مُسَّتْ فَأَرْخَصَ فِي ذَلِكَ ثُمَّ إِنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَسَأَلَ عَنْ ذَلِكَ فَأُخْبِرَ أَنَّهُ لَيْسَ كَمَا قَالَ وَإِنَّمَا الشَّرْطُ فِي الرَّبَائِبِ فَرَجَعَ ابْنُ مَسْعُودٍ إِلَى الْكُوفَةِ فَلَمْ يَصِلْ إِلَى مَنْزِلِهِ حَتَّى أَتَى الرَّجُلَ الَّذِي أَفْتَاهُ بِذَلِكَ فَأَمَرَهُ أَنْ يُفَارِقَ امْرَأَتَهُ ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کوفہ میں ایک عورت سے نکاح کیا پھر قبل جماع کے اس کو چھوڑ دیا اب اس کی ماں سے نکاح کرنا کیسا ہے؟ انہوں نے کہا کہ درست ہے۔پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ مدینہ میں آئے اور تحقیق کی معلوم ہوا کہ بی بی کی ماں مطلقاً حرام ہے خواہ بی بی سے صحبت کرے یا نہ کرے اور صحبت کی قید ربائب میں ہے جب ابن مسعود رضی اللہ عنہ کوفہ کو لوٹے پہلے اس شخص کے مکان پر گئے جس کو مسئلہ بتایا تھا کہا اس سے چھوڑ دے اس عورت کو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ایک شخص نے نکاح کیا ایک عورت سے پھر اس کی ماں سے نکاح کیا اور صحبت کی تو دونوں ماں بیٹی اس کو حرام ہو جائیں گی ہمیشہ ہمیشہ۔

فائدہ: ماں تو پہلے سے حرام تھی جب وہ بیٹی سے نکاح کر چکا تھا کیونکہ وہ اس کی ساس تھی پھر جب ماں سے صحبت کی تو بیٹی اس کی ربیبہ ہوگئی اب دونوں حرام ہوگئیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا البتہ اگر ماں سے صحبت نہ کرے تو اس کو چھوڑ دے اور بیٹی اس کی حلال رہے گی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ایک شخص نکاح کرے ایک عورت سے پھر نکاح کرے اس کی ماں سے صحبت کرے اس سے تو ماں کی ماں بھی حرام ہو جائے گی اور ماں حرام رہے گی اس شخص کے باپ اور بیٹے پر۔

فائدہ: کیونکہ اس کے باپ کی بہو ہوگی اور اس کے بیٹے کی سوتیلی ماں ہوگی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا زنا سے حرمت ثابت نہ ہوگی۔یعنی اگر کسی عورت سے زنا کرے تو اس کی ماں یا بیٹی حرام نہ ہوگی کیونکہ دار قطنی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام حلال کو حرام نہیں کرتا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اس واسطے کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا حرام ہیں تم پر تمہاری مائیں تمہاری بیبیوں کی تو حرام کیا اللہ نے ماؤں کو ان

(١٠٨٥) موقوف ضعيف :عبدالرزاق (١٠٨١١) ابن ابی شيبة (١٦٢٦٤) بيهقی (١٥٩/٧) رقم (١٣٩٠٣)۔

کی بیبیوں کے ساتھ نکاح کرنے سے نہ زنا سے تو جب نکاح کیا جائے گا کسی عورت سے اگرچہ وہ ناجائز ہو اس سے حرمت ثابت ہوگی مگر زنا سے نہ ہوگی۔

فائدہ: امام مالکؒ اور شافعیؒ اور احمدؒ اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے۔ مگر ابوحنیفہؒ کے نزدیک اگر کسی عورت سے زنا کرے تو اس کی ماں یا بیٹی حرام ہو جائے گی۔

باب نکاح الرجل أم امرأة قد أصابها علی وجه ما یکره
جس عورت سے زنا کرے اس کی ماں سے نکاح درست ہونے کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو شخص زنا کرے ایک عورت سے اور اس کو حد لگائی جائے اب وہ شخص اس عورت کی ماں یا بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے اور اس شخص کا بیٹا اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر ایک شخص نے عدت کے اندر کسی عورت سے نکاح کیا اور اس سے صحبت کی تو وہ عورت اس کے بیٹے پر حرام ہو جائے گی اور اس عورت سے جو لڑکا پیدا ہوگا اس کا نسب اس شخص سے ثابت ہوگا اور اس شخص پر اس عورت کی بیٹی حرام ہو جائے گی۔

باب جامع ما لا یجوز من النکاح
جو نکاح درست نہیں اس کا بیان

١٠٨٦۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الشِّغَارِ وَالشِّغَارُ أَنْ يُزَوِّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهُ عَلَى أَنْ يُزَوِّجَهُ الْآخَرُ ابْنَتَهُ لَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا شغار سے۔ شغار یہ ہے کہ ایک شخص اپنی بیٹی کا نکاح ایک شخص سے کر دے اس شرط پر کہ دوسرا شخص اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کر دے سوا اس کے کچھ مہر نہ ہو۔

فائدہ: یہ نکاح باطل ہے مالکؒ اور شافعیؒ کے نزدیک اور اہل کوفہ کے نزدیک نکاح ہو جائے گا مگر مہر مثل لازم ہوگا۔

١٠٨٧۔ عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِدَامٍ الْأَنْصَارِيَّةِ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ فَأَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ نِكَاحَهُ ۔

(١٠٨٦) بخاری (٥١١٢) كتاب النكاح : باب الشغار، مسلم (١٤١٥) أبو داود (٢٠٧٤) ترمذی (١١٢٤) نسائی (٣٣٣٧) ابن ماجه (١٨٨٣) أحمد (٦٢/٢) (٥٢٨٩) ۔

(١٠٨٧) بخاری (٥١٣٨) كتاب النكاح : باب اذا زوج ابنته وهی كارهة فنكاحه مردود، أبو داود (٢١٠١) نسائی (٣٦٢٨) ابن ماجه (١٨٧٣) أحمد (٣٦٨/٦) ، (٢٧٣٢٢) دارمی (٢١٩٢) ۔

(١٠٨٨) موقوف ضعيف : ابن ابی شيبة (١٦٣٩١) سعيد بن منصور (٦٢٧) بيهقی (١٢٦/٧) الشافعی فی الام (٢٢/٥) وفی المسند (١٧/٢) ۔

حضرت خنساء بنت خدام کا نکاح اس کے باپ نے کر دیا اور وہ ثیبہ تھیں اور ناراض تھیں اس نکاح سے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں۔ آپ ﷺ نے ان کا نکاح فسخ کر دیا۔

۱۰۸۸۔ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أُتِيَ بِنِكَاحٍ لَمْ يَشْهَدْ عَلَيْهِ إِلَّا رَجُلٌ وَامْرَأَةٌ فَقَالَ هَذَا نِكَاحُ السِّرِّ وَلَا أُجِيزُهُ وَلَوْ كُنْتُ تَقَدَّمْتُ فِيهِ لَرَجَمْتُ۔

حضرت ابوزبیر سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک نکاح کا ذکر آیا جس کا کوئی گواہ نہ تھا سوا ایک مرد اور ایک عورت کے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ چوری چھپے کا نکاح میں جائز نہیں رکھتا اگر میں پہلے اس کو بیان کر چکا ہوتا تو اب میں رجم کرتا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے ضعیف کہا ہے۔

فائدہ: کیونکہ احمد اور طبرانی اور بیہقی نے بہ اسنادِ صحیح روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نکاح نہیں ہوتا بغیر ولی کے اور دو عادل گواہوں کے۔

۱۰۸۹۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ طُلَيْحَةَ الْأَسَدِيَّةَ كَانَتْ تَحْتَ رُشَيْدٍ الثَّقَفِيِّ فَطَلَّقَهَا فَنَكَحَتْ فِي عِدَّتِهَا فَضَرَبَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَضَرَبَ زَوْجَهَا بِالْمِخْفَقَةِ ضَرَبَاتٍ وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ فِي عِدَّتِهَا فَإِنْ كَانَ زَوْجُهَا الَّذِي تَزَوَّجَهَا لَمْ يَدْخُلْ بِهَا فُرِّقَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ اعْتَدَّتْ بَقِيَّةَ عِدَّتِهَا مِنْ زَوْجِهَا الْأَوَّلِ ثُمَّ كَانَ الْآخَرُ خَاطِبًا مِنَ الْخُطَّابِ وَإِنْ كَانَ دَخَلَ بِهَا فُرِّقَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ اعْتَدَّتْ بَقِيَّةَ عِدَّتِهَا مِنَ الْأَوَّلِ ثُمَّ اعْتَدَّتْ مِنَ الْآخَرِ ثُمَّ لَا يَجْتَمِعَانِ أَبَدًا قَالَ مَالِك وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَلَهَا مَهْرُهَا بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْهَا۔

حضرت سعید بن مسیب اور سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ طلیحہ اسدیہ رشید ثقفی کے نکاح میں تھیں انہوں نے طلاق دی تو طلیحہ نے عدت کے اندر دوسرے شخص سے نکاح کر لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دونوں کو درے مارے اور نکاح چھوڑا دیا پھر فرمایا کہ عورت عدت میں نکاح کرے کسی اور شخص سے اگر جماع نہ کیا ہو تو نکاح چھوڑا کر پہلے خاوند کی جس قدر عدت باقی ہو پوری کرے اب جس سے جی چاہے نکاح کرے مگر دوسرے خاوند سے زندگی بھر کبھی نکاح نہیں ہو سکتا۔ سعید بن مسیب نے کہا کہ وہ عورت دوسرے خاوند سے اپنا مہر لے سکتی ہے۔

(۱۰۸۹) موقوف صحیح: عبدالرزاق فی المصنف (۱۰۵۳۹) سعید بن منصور (۶۹۸) بیہقی فی السنن الکبری (۴۴۱/۷) رقم (۱۵۵۳۹) وفی الخلافیات (۱۷۰/۲) وفی السنن الصغیر (۱۶۶/۳) وفی معرفة السنن والآثر (۶۳/۶) طحاوی فی شرح المعانی الآثار (۱۵۱/۳) بغوی فی شرح السنة (۳۱۵/۹)، (۲۳۹۲)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: دوسرے خاوند سے زندگی بھر نکاح نہیں ہوسکتا یہ صرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور عام اہل علم کے نزدیک بعد عدت کے دوسرے خاوند سے نکاح درست ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو عورت آزاد ہو اس کا خاوند مر جائے اور چار مہینے دس دن عدت کرلے پھر حمل کا گمان ہو تو نکاح نہ کرے جب تک یہ گمان رفع نہ ہو یا وضع حمل ہو۔

باب نكاح الأمة على الحرة آزاد عورت کے ہوتے ہوئے لونڈی سے نکاح کرنے کا بیان

۱۰۹۰۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ سُئِلَا عَنْ رَجُلٍ كَانَتْ تَحْتَهُ امْرَأَةٌ حُرَّةٌ فَأَرَادَ أَنْ يَنْكِحَ عَلَيْهَا أَمَةً فَكَرِهَا أَنْ يَجْمَعَ بَيْنَهُمَا۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ ایک شخص کے نکاح میں آزاد عورت موجود ہو پھر وہ لونڈی سے نکاح کرنا چاہے؟ جواب دیا ان دونوں نے کہ مکروہ ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔

۱۰۹۱۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَا تُنْكَحُ الْأَمَةُ عَلَى الْحُرَّةِ إِلَّا أَنْ تَشَاءَ الْحُرَّةُ فَإِنْ طَاعَتْ الْحُرَّةُ فَلَهَا الثُّلُثَانِ مِنْ الْقَسْمِ۔

سعید بن مسیب کہتے تھے کہ آزاد عورت کے ہوتے ہوئے لونڈی سے نکاح نہ کیا جائے گا مگر جب آزاد عوت راضی ہو جائے تو دو دن خاوند اس کے پاس رہے گا اور ایک دن لونڈی کے پاس۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا آزاد شخص کو جب آزاد عورت کرنے کی قدرت ہو تو لونڈی سے نکاح نہ کرے اور اگر آزاد عورت کرنے کی قدرت نہ ہو تو بھی لونڈی سے نکاح نہ کرے مگر اس حالت میں کہ زنا کا خوف ہو کیونکہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے جو شخص تم میں سے قدرت نہ رکھے آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کرنے کی تو مسلمان لونڈیوں سے نکاح کرلے یہ اس شخص کے واسطے ہے جو خوف کرے زنا کا تم میں سے۔

(۱۰۹۰) موقوف ضعیف: بیهقی (۷/۱۷۵) رقم (۱٤۰۰۵) عبدالرزاق (۱۳۰۸۵) ابن ابی شیبة (۱٦۰۵۲)۔

(۱۰۹۱) مقطوع صحیح: عبدالرزاق (۱۳۰۹۱) ابن ابی شیبة (۱٦۰۷۱) سعید بن منصور (۷۲۲)۔

(۱۰۹۲) موقوف صحیح: عبدالرزاق (۱۲۹۹۲) ابن ابی شیبة (۱٦۱۲۳) بیهقی (۷/۳۷٦) رقم (۱۵۲۰٤)۔

باب ما جاء في الرجل يملك المرأة وقد كانت تحته ففارقها — تین طلاق کے بعد لونڈی کے خرید لینے کا بیان

۱۰۹۲۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي الرَّجُلِ يُطَلِّقُ الْأَمَةَ ثَلَاثًا ثُمَّ يَشْتَرِيهَا إِنَّهَا لَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے تھے جو شخص لونڈی کو تین طلاق دے کر خرید لے تو صحبت کرنا درست نہیں جب تک دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۰۹۳۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ سُئِلَا عَنْ رَجُلٍ زَوَّجَ عَبْدًا لَهُ جَارِيَةً فَطَلَّقَهَا الْعَبْدُ الْبَتَّةَ ثُمَّ وَهَبَهَا سَيِّدُهَا لَهُ فَهَلْ تَحِلُّ لَهُ بِمِلْكِ الْيَمِينِ فَقَالَا لَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ۔

سعید بن مسیب اور سلیمان بن یسار سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے اپنے غلام کا اپنی لونڈی سے نکاح کر دیا پھر غلام نے لونڈی کو دو طلاق دی بعد اس کے مولی نے وہ لونڈی غلام کو ہبہ کر دی اب وہ لونڈی غلام کو درست ہے یا نہیں ان دونوں نے جواب دیا درست نہیں یہاں تک کہ کسی اور شخص سے نکاح کرے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: آزاد مرد کے واسطے تین طلاق تک گنجائش ہے اور غلام کو دو طلاق تک بعد اس کے حلالہ واجب ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا میں نے ابن شہاب سے پوچھا ایک شخص کے نکاح میں ایک لونڈی تھی اس نے ایک طلاق دی پھر اس کو خرید لیا تو وہ لونڈی حلال ہو جائے گی۔ ملک یمین کی وجہ سے دو طلاق کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر تین طلاق دے چکا تھا تو حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ایک شخص نکاح کرے ایک لونڈی سے پھر اس سے بچہ پیدا ہوا بعد اس کے لونڈی کو خرید کر لے تو وہ لونڈی پہلے بچہ کی وجہ سے اس کی ام ولد نہ ہوگی البتہ اگر بعد خریدنے کے دوسرا بچہ مالک سے پیدا ہوا تو ام ولد ہو جائے گی اور جو اس لونڈی کو خریدا حمل کی حالت میں اور وہ حمل خریدنے والے کا تھا پھر اس کے پاس آن کر جنے تو ام ولد ہو جائے گی۔

(۱۰۹۳) مقطوع ضعيف :عبدالرزاق (۱۲۹۹۲) بيهقى (۳۷٦/۷) رقم (۱۵۲۰۵) ابن ابى شيبة (۱٦۱۳۰)۔

(۱۰۹٤) موقوف صحيح :عبدالرزاق (۱۲۷۲۵) سعيد بن منصور (۱۷۳۳) بيهقى (۱٦٤/۷) رقم (۱۳۹۳۲) الشافعى فى الام (۳/۵) ابن ابى شيبة (۱٦٦/٤)۔

باب ما جاء في كراهية اصابة الأختين بملك اليمين والمرأة وابنتها دو بہنوں کو یا ماں بیٹیوں کو ملک یمین سے رکھنے کا بیان

۱۰۹۴۔ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سُئِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ وَابْنَتِهَا مِنْ مِلْكِ الْيَمِينِ تُوطَأُ إِحْدَاهُمَا بَعْدَ الْأُخْرَى فَقَالَ عُمَرُ مَا أُحِبُّ أَنْ أَخْبُرَهُمَا جَمِيعًا وَنَهَى عَنْ ذٰلِكَ ۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ ماں بیٹی دونوں سے جماع کرنا آگے پیچھے ملک یمین کی وجہ سے درست ہے بولے میرے نزدیک اچھا نہیں اور منع کیا اس کو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

۱۰۹۵۔ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ عَنِ الْأُخْتَيْنِ مِنْ مِلْكِ الْيَمِينِ هَلْ يُجْمَعُ بَيْنَهُمَا فَقَالَ عُثْمَانُ أَحَلَّتْهُمَا آيَةٌ وَحَرَّمَتْهُمَا آيَةٌ فَأَمَّا أَنَا فَلَا أُحِبُّ أَنْ أَصْنَعَ ذٰلِكَ قَالَ فَخَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ فَلَقِيَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لَوْ كَانَ لِي مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ ثُمَّ وَجَدْتُ أَحَدًا فَعَلَ ذٰلِكَ لَجَعَلْتُهُ نَكَالًا قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أُرَاهُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ ۔

حضرت قبیصہ بن ذویب سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ دو بہنوں کو ملک یمین سے رکھنا درست ہے یا نہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ درست ہے ایک آیت کی رو سے اور نادرست ہے ایک آیت کی رو سے مگر میں اس کو پسند نہیں کرتا پھر وہ شخص چلا گیا اور ایک اور صحابی سے ملا ان سے بھی یہی مسئلہ پوچھا انہوں نے کہا اگر میں حاکم ہوتا اور کسی کو ایسا کرتے دیکھتا تو سخت سزا دیتا۔ ابن شہاب نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ وہ صحابی حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: وہ آیت یہ ہے: ﴿إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ یا یہ ﴿إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ﴾۔

۱۰۹۶۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۔

(۱۰۹۵) **موقوف صحيح**: عبدالرزاق (۱۲۷۲۸) ابن ابی شیبة (۱٦۲۵۱) بیهقی (۱٦۳/۷ ـ ۱٦٤) رقم (۱۳۹۳۰) الشافعی فی المسند (۳۲/۲) وفی الام (۳/۵)۔

(۱۰۹٦) **موقوف ضعيف**: بیهقی (۱٦۳/۷ ـ ۱٦٤) الشافعی فی الام (٤/۵)۔

(۱۰۹۷) **موقوف ضعيف**: بیهقی (۱٦۲/۷) عبدالرزاق (۱۰۸۳۹) ابن ابی شیبة (۱٦۲۱۱)۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر کسی شخص کے پاس ایک لونڈی ہو اور وہ اس سے جماع کرے پھر اس کی بہن سے جماع کرنا چاہے تو یہ نا درست ہے جب تک پہلی بہن کی فرج اپنے اوپر حرام نہ کرے مثلاً اس کا نکاح کردے یا اپنے غلام سے بیاہ کردے۔

باب النهي أن يصيب الرجل أمة كانت لأبيه — جو لونڈی باپ کے تصرف میں آئے اس سے جماع کرنے کی ممانعت کے بیان میں

۱۰۹۷۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهَبَ لِابْنِهِ جَارِيَةً فَقَالَ لَا تَمَسَّهَا فَإِنِّي قَدْ كَشَفْتُهَا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے لڑکے کو ایک لونڈی ہبہ کی اور کہا اس سے صحبت نہ کرنا کیونکہ میں نے ایک بار اس کے بدن کو کھولا تھا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: جو شخص کسی عورت سے وطی کرے تو وہ اس کے بیٹے پر حرام ہو جاتی ہے۔ اگر بوسہ لے یا شہوت سے مساس کرے تو بھی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ مالکؒ کے نزدیک اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک شہوت سے دیکھنا اس کی فرج کی طرف بھی موجب حرمت کا ہوتا ہے۔ یہ حدیث ابوحنیفہؒ کے قول کی مؤید ہے اور شافعیؒ کے نزدیک بغیر جماع (ہم بستری) کے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

۱۰۹۸۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْمُجَبَّرِ أَنَّهُ قَالَ وَهَبَ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ لِابْنِهِ جَارِيَةً فَقَالَ لَا تَقْرَبْهَا فَإِنِّي قَدْ أَرَدْتُهَا فَلَمْ أَنْبَسِطْ لَهَا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن مجبر نے کہا کہ سالم بن عبداللہ نے اپنے بیٹے کو ایک لونڈی ہبہ کی اور کہا کہ اس سے جماع نہ کرنا کیونکہ میں نے ارادہ کیا تھا اس سے جماع کا میں رک گیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۰۹۹۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ أَبَا نَهْشَلِ بْنَ الْأَسْوَدِ قَالَ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ إِنِّي رَأَيْتُ جَارِيَةً لِي مُنْكَشِفًا عَنْهَا وَهِيَ فِي الْقَمَرِ فَجَلَسْتُ مِنْهَا مَجْلِسَ الرَّجُلِ مِنْ امْرَأَتِهِ فَقَالَتْ إِنِّي حَائِضٌ فَقُمْتُ فَلَمْ أَقْرَبْهَا بَعْدُ أَفَأَهَبُهَا لِابْنِي يَطَؤُهَا فَنَهَاهُ الْقَاسِمُ عَنْ ذَلِكَ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ابونہشل بن اسود نے قاسم بن محمد سے کہا کہ میں نے اپنی لونڈی کو ننگا دیکھا چاندنی

(۱۰۹۸) صحیح : بیهقی فی السنن الکبری (۱۶۲/۷) رقم (۱۳۹۲۱)۔

(۱۰۹۹) صحیح : بیهقی (۱۶۲/۷) رقم (۱۳۹۲۲)۔

میں تو میں اس کے پاؤں اٹھا کر مستعد ہو گیا جماع کو۔ وہ بولی حائضہ ہوں تو میں اٹھ کھڑا ہوا اب میں اس لونڈی کو ہبہ کر دوں اپنے بیٹے کو تا کہ وہ اس سے جماع کرے۔ قاسم بن محمد نے منع کیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۱۰۰۔ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ أَنَّهُ وَهَبَ لِصَاحِبٍ لَهُ جَارِيَةً ثُمَّ سَأَلَهُ عَنْهَا فَقَالَ قَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَهَبَهَا لِابْنِي فَيَفْعَلُ بِهَا كَذَا وَكَذَا فَقَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ لَمَرْوَانُ كَانَ أَوْرَعَ مِنْكَ وَهَبَ لِابْنِهِ جَارِيَةً ثُمَّ قَالَ لَا تَقْرَبْهَا فَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ سَاقَهَا مُنْكَشِفَةً۔

حضرت عبدالملک بن مروان نے ایک لونڈی ہبہ کی اپنے دوست کو پھر پوچھا ان سے حال اس لونڈی کا اس نے کہا میرا ارادہ ہے کہ میں اس لونڈی کو ہبہ کر دوں اپنے بیٹے کو تا کہ وہ اس سے جماع کرے عبدالملک نے کہا کہ مروان تجھ سے زیادہ پرہیزگار تھا اس نے اپنے بیٹے کو ایک لونڈی ہبہ کی اور کہہ دیا اس سے صحبت نہ کرنا کیونکہ میں نے اس کی پنڈلیاں کھلی ہوئی دیکھی تھیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

باب النهي عن نكاح اماء أهل الكتاب — یہود و نصاریٰ کی لونڈیوں سے نکاح کرنے کی ممانعت کے بیان میں

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا یہودی لونڈی اور نصرانی لونڈی سے نکاح کرنا درست نہیں اور اللہ جل جلالہ نے اپنی کتاب میں جو اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح درست کیا ہے اس سے آزاد عورتیں مراد ہیں اور فرمایا اللہ جل جلالہ نے جو شخص تم میں سے مسلمان آزاد عورتوں سے نکاح کرنے کی طاقت نہ رکھے تو وہ مسلمان لونڈیوں سے نکاح کرے حلال کیا اللہ نے مسلمان لونڈیوں سے نکاح کرنا نہ اہل کتاب کی لونڈیوں سے البتہ یہودی یا نصرانی لونڈی سے اس کے مالک کو جماع کرنا درست ہے مگر مشرکہ لونڈی سے درست نہیں۔

باب ما جاء في الاحصان — احصان کا بیان

۱۱۰۱۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ الْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ هُنَّ أُولَاتُ الْأَزْوَاجِ وَيَرْجِعُ ذَالِكَ إِلَى أَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ الزِّنَا۔

سعید بن مسیب نے کہا کہ محصنات سے وہ عورتیں مراد ہیں جو خاوند والیاں ہیں مطلب اس کا یہ ہے کہ اللہ نے زنا کو حرام کیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۱۰۲۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَّ بَلَغَهُ عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُمَا كَانَ يَقُوْلَانِ إِذَا نَكَحَ الْحُرُّ الْأَمَةَ فَمَسَّهَا

فَقَدْ أَحْصَنَتْهُ ۔

ابن شہاب اور قاسم بن محمد کہتے تھے اگر آزاد شخص نے لونڈی سے نکاح کیا اور اس سے جماع کیا تو وہ محصن ہو گیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: اب اگر یہ شخص زنا کرے گا تو رجم کیا جائے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا میں نے جن لوگوں کو پایا یہی کہتے پایا کہ لونڈی سے آزاد شخص جب نکاح کرے پھر اس سے جماع کرے تو وہ شخص محصن ہو جائے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا غلام اگر آزاد عورت سے نکاح کر کے صحبت کرے تو وہ محصن نہ ہوگا مگر عورت محصن ہو جائے گی البتہ اگر غلام آزاد ہو جائے اور بعد آزادی کے اس سے جماع کرے تو غلام محصن ہو جائے گا اور جو قبل آزادی کے وہ غلام اس عورت کو چھوڑ دے تو محصن نہ ہوگا کہ جب تک بعد آزادی کے پھر نکاح کر کے جماع نہ کرے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا لونڈی اگر آزاد شخص کے نکاح میں ہو پھر خاوند اس کو چھوڑ دے قبل آزادی کے تو وہ محصنہ نہ ہوگی جب تک بعد آزادی کے نکاح نہ کرے اور صحبت نہ کرائے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا لونڈی اگر آزاد شخص کے نکاح میں ہو اور آزاد ہو جائے اسی کے نکاح میں تو وہ محصنہ ہو جائے گی بشرطیکہ خاوند اس کا بعد آزادی کے اس سے جماع کرے۔ کہا مالکؒ نے اگر آزاد عورت سے نصرانی یا یہودی یا مسلمان مرد نکاح کر کے صحبت کرے تو محصن ہو جائے گا۔

باب نکاح المتعة — متعہ کا بیان

۱۱۰۳۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ أَبِيهِمَا عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا متعے سے جنگ خیبر کے روز اور گدھوں کے گوشت کھانے سے۔

فائدہ: ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کے نزدیک متعہ ناجائز ہے۔ اوائل اسلام میں متعہ درست تھا پھر خیبر کے روز حرام ہوا پھر عمرہ قضا میں درست ہوا پھر فتح مکہ کے روز حرام ہوا پھر جنگ اوطاس میں درست ہوا پھر حرام ہوا پھر تبوک میں درست ہوا پھر حجۃ الوداع میں حرام ہوا۔ اس بار بار کی حرمت اور حلت سے لوگوں کو شبہ باقی رہا بعض لوگ متعہ کرتے تھے بعض نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بھی ایسا ہی رہا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اوائل خلافت میں بھی یہی حال رہا بعد اس کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

(۱۱۰۳) بخاری (۴۲۱۶) كتاب المغازى: باب غزوة خيبر، مسلم (۱۴۰۷) ترمذی (۱۱۲۱) نسائی (۳۳۶۶) ابن ماجه (۱۹۶۱) أحمد (۷۹/۱) (۵۹۲) دارمی (۱۹۹۰) ۔

اس کی حرمت برسرِ منبر بیان کی جب سے لوگوں نے متعہ کرنا چھوڑ دیا۔ مگر بعض صحابہ اس کے جواز کے قائل رہے جیسے جابر بن عبداللہ اور عبداللہ بن مسعود اور ابوسعید اور معاویہ اور اسماء بنت ابی بکر اور عبداللہ بن عباس اور عمرو بن حویرث اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہم اور ایک جماعت تابعین میں سے بھی جواز کی قائل ہوئی ہے۔ (ملخص زرقانی)

۱۱۰۴۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ خَوْلَةَ بِنْتَ حَكِيمٍ دَخَلَتْ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَتْ إِنَّ رَبِيعَةَ بْنَ أُمَيَّةَ اسْتَمْتَعَ بِامْرَأَةٍ فَحَمَلَتْ مِنْهُ فَخَرَجَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَزِعًا يَجُرُّ رِدَائَهُ فَقَالَ هَذِهِ الْمُتْعَةُ وَلَوْ كُنْتُ تَقَدَّمْتُ فِيهَا لَرَجَمْتُ۔

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ خولہ بنت حکیم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئیں اور کہا کہ ربیعہ بن امیہ نے متعہ کیا تھا ایک عورت مولدہ سے۔ وہ حاملہ ہے ربیعہ سے۔ پس نکلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھبرا کر چادر گھسیٹتے ہوئے اور کہا یہ متعہ ہے اگر میں پہلے اس کے ممانعت کر چکا ہوتا تو رجم کرتا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: مولدہ وہ عورت ہے جو عرب کے ملک میں پیدا ہوئی اور ماں باپ اس کے عرب نہ ہوں۔ (مسوی)

فائدہ: متعہ کرنے والے پر بالاتفاق زنا کی حد لازم نہیں آتی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ڈرانے کے واسطے یہ کہا تا کہ لوگ متعہ سے باز رہیں۔

باب نکاح العبد — غلام کے نکاح کا بیان

۱۱۰۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَبِيعَةَ بْنَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقُولُ يَنْكِحُ الْعَبْدُ أَرْبَعَ نِسْوَةٍ۔

حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کہتے تھے غلام چار عورتوں سے نکاح کر سکتا ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا یہ قول بہت اچھا ہے میرے نزدیک۔

فائدہ: سالم اور قاسم اور مجاہد اور زہری کا بھی یہی قول ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور اکثر صحابہ کے نزدیک غلام کو دو عورتوں سے زیادہ نکاح کرنا درست نہیں۔ ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ اور جمہور علماء کا یہی قول ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا غلام کا نکاح مولیٰ کی اجازت پر موقوف ہے اگر مولیٰ اجازت دے گا تو صحیح ہوگا ورنہ تفریق کی جائے گی اور حلالہ کا نکاح ہر طرح سے چھوڑا جائے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر زوج زوجہ کا مالک ہو جائے یا زوجہ زوج کی تو نکاح خود بخود فسخ ہو جائے گا بغیر طلاق کے اب اگر پھر نکاح کریں گے تو خاوند کو تین طلاق کا اختیار رہے گا۔

(۱۱۰۴) موقوف ضعیف: عبدالرزاق (۵۰۳/۷) (۱۴۰۳۸) بیہقی (۲۰۶/۷) (۱۴۱۷۲)۔

(۱۱۰۵) مقطوع صحیح: عبدالرزاق (۲۷۴/۷ - ۲۷۵) ابن ابی شیبۃ (۴۵۱/۳ - ۴۵۲) بیہقی (۱۵۸/۷)۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر زوجہ اپنے خاوند کو خرید کر آزاد کر دے اور وہ عدت میں ہو تو وہ دونوں بغیر نئے نکاح کے نہیں مل سکتے۔

باب نکاح المشرك اذا أسلمت زوجته قبله — مشرک کی زوجہ کا خاوند سے پہلے مسلمان ہونے کا بیان

١١٠٦- عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ نِسَاءً كُنَّ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْلِمْنَ بِأَرْضِهِنَّ وَهُنَّ غَيْرُ مُهَاجِرَاتٍ وَأَزْوَاجُهُنَّ حِينَ أَسْلَمْنَ كُفَّارٌ مِنْهُنَّ بِنْتُ الْوَلِيدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ وَكَانَتْ تَحْتَ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ فَأَسْلَمَتْ يَوْمَ الْفَتْحِ وَهَرَبَ زَوْجُهَا صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ مِنْ الْإِسْلَامِ فَبَعَثَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَ عَمِّهِ وَهْبَ بْنَ عُمَيْرٍ بِرِدَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَانًا لِصَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ وَدَعَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَنْ يَقْدَمَ عَلَيْهِ فَإِنْ رَضِيَ أَمْرًا قَبِلَهُ وَإِلَّا سَيَّرَهُ شَهْرَيْنِ فَلَمَّا قَدِمَ صَفْوَانُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرِدَائِهِ نَادَاهُ عَلَى رُءُوسِ النَّاسِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ هَذَا وَهْبَ بْنَ عُمَيْرٍ جَاءَنِي بِرِدَائِكَ وَزَعَمَ أَنَّكَ دَعَوْتَنِي إِلَى الْقُدُومِ عَلَيْكَ فَإِنْ رَضِيتُ أَمْرًا قَبِلْتُهُ وَإِلَّا سَيَّرْتَنِي شَهْرَيْنِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْزِلْ أَبَا وَهْبٍ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا أَنْزِلُ حَتَّى تُبَيِّنَ لِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ لَكَ تَسِيرُ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ هَوَازِنَ بِحُنَيْنٍ فَأَرْسَلَ إِلَى صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ يَسْتَعِيرُهُ أَدَاةً وَسِلَاحًا عِنْدَهُ فَقَالَ صَفْوَانُ أَطَوْعًا أَمْ كَرْهًا فَقَالَ بَلْ طَوْعًا فَأَعَارَهُ الْأَدَاةَ وَالسِّلَاحَ الَّذِي عِنْدَهُ ثُمَّ خَرَجَ صَفْوَانُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ كَافِرٌ فَشَهِدَ حُنَيْنًا وَالطَّائِفَ وَهُوَ كَافِرٌ وَامْرَأَتُهُ مُسْلِمَةٌ وَلَمْ يُفَرِّقْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ امْرَأَتِهِ حَتَّى أَسْلَمَ صَفْوَانُ وَاسْتَقَرَّتْ عِنْدَهُ امْرَأَتُهُ بِذَلِكَ النِّكَاحِ۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ چند عورتیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مسلمان ہو جاتی تھیں اپنے ملک میں ہجرت نہیں کرتی تھیں اور خاوند ان کے کافر ہوتے تھے انہی عورتوں میں سے عاتکہ ولید بن مغیرہ کی بیٹی تھیں جو صفوان بن امیہ کے نکاح میں تھیں وہ مسلمان ہوئیں فتح مکہ کے روز اور خاوند ان کے صفوان بھاگ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے چچازاد بھائی وہب بن عمیر کو اپنی چادر نشانی کے واسطے دے کر صفوان کے پاس بھیجا اور ان کو امان دی اور اسلام کی طرف بلایا اور یہ کہلا بھیجا کہ میرے پاس آ وَ اگر تمہاری خوشی ہو تو مسلمان ہونا نہیں تو تم کو دو مہینے کی مہلت ملے گی جب صفوان رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ کی چادر لے کر آئے

(١١٠٦) ضعيف : عبدالرزاق في المصنف (١٦٩/٧ ـ ١٧١) (١٢٦٤٦) بيهقي (١٨٦/٧ ' ١٨٧) ـ

تو لوگوں کے سامنے پکار اٹھے اے محمد! وہب بن عمیر میرے پاس تمہاری چادر لے کر آئے اور مجھ سے کہا کہ تم نے مجھ سے کہا کہ تم نے مجھ کو بلایا ہے اس شرط پر کہ اگر میں چاہوں تو مسلمان ہو جاؤں۔ نہیں تو مجھ کو دو مہینے کی مہلت ملے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اترو اے ابووہب! صفوان نے کہا قسم خدا کی میں کبھی نہ اتروں گا جب تک تم مجھ سے بیان نہ کرو گے کہ وہب بن عمیر کا پیغام صحیح ہے۔ آپ نے فرمایا وہ تو کیا میں تمہیں چار مہینے کی مہلت دیتا ہوں پھر رسول اللہ ﷺ قبیلہ ہوازن کی طرف حنین میں گئے اور آپ نے صفوان سے کچھ ہتھیار اور سامان عاریت مانگا۔ صفوان نے کہا آپ خوشی سے مانگتے ہیں یا زبردستی سے۔ آپ نے فرمایا خوشی سے صفوان نے ہتھیار اور سامان دیئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ لوٹے اور صفوان کفر ہی کی حالت میں آپ کے ساتھ رہے جنگ حنین میں اور طائف میں اور عورت ان کی مسلمان رہیں مگر آپ نے ان کی عورت کو ان سے نہ چھڑایا یہاں تک کہ صفوان بھی مسلمان ہو گئے اور ان کی عورت بدستور ان کے پاس رہیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو ضعیف کہا ہے۔

فائدہ: صفوان مارے ڈر کے اونٹ پر سے نہ اُترے۔ ابووہب کنیت ہے صفوان کی آپ نے کنیت کہہ کر پکارا تاکہ وہ خوش ہوں باوجودیکہ انہوں نے بدخلقی سے آپ کا نام لے کر پکارا تھا۔

۱۱۰۷۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ كَانَ بَيْنَ إِسْلَامِ صَفْوَانَ وَبَيْنَ إِسْلَامِ امْرَأَتِهِ نَحْوٌ مِنْ شَهْرَيْنِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَلَمْ يَبْلُغْنَا أَنَّ امْرَأَةً هَاجَرَتْ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَزَوْجُهَا كَافِرٌ مُقِيمٌ بِدَارِ الْكُفْرِ إِلَّا فَرَّقَتْ هِجْرَتُهَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ زَوْجِهَا إِلَّا أَنْ يَقْدَمَ زَوْجُهَا مُهَاجِرًا قَبْلَ أَنْ تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا۔

ابن شہاب نے کہا کہ صفوان کی بی بی خاوند سے ایک مہینہ پہلے اسلام لائی تھیں اور جو عورت دارالکفر سے مسلمان ہو کر دارالاسلام میں ہجرت کر کے آئے تو وہ اپنے خاوند سے جدا ہو جائے گی اور عدت کر کے دوسرا نکاح کر لے گی مگر جس صورت میں خاوند اس کا عدت کے اندر مسلمان ہو کر چلا آئے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو ضعیف کہا ہے۔

۱۱۰۸۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أُمَّ حَكِيمٍ بِنْتَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ وَكَانَتْ تَحْتَ عِكْرِمَةَ بْنِ أَبِي جَهْلٍ فَأَسْلَمَتْ يَوْمَ الْفَتْحِ وَهَرَبَ زَوْجُهَا عِكْرِمَةُ بْنُ أَبِي جَهْلٍ مِنَ الْإِسْلَامِ حَتَّى قَدِمَ الْيَمَنَ فَارْتَحَلَتْ أُمُّ حَكِيمٍ حَتَّى قَدِمَتْ عَلَيْهِ بِالْيَمَنِ فَدَعَتْهُ إِلَى الْإِسْلَامِ فَأَسْلَمَ وَقَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَبَ إِلَيْهِ فَرِحًا وَمَا عَلَيْهِ رِدَاءٌ حَتَّى بَايَعَهُ فَثَبَتَا عَلَى

(۱۱۰۷) ضعیف :أیضاً۔

(۱۱۰۸) ضعیف :بیهقی فی السنن الکبری (۱۸۷/۷) رقم (۱٤٠٦٤)۔

نِكَاحِهِمَا ذَلِكَ ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو ضعیف کہا ہے۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ ام حکیم عکرمہ بن ابی جہل کی بی بی مسلمان ہوئی فتح مکہ کے روز اور خاوندان کے عکرمہ بھاگ گئے یمن کو ام حکیم بھی وہاں گئی اور ان کو دین اسلام کی طرف بلایا وہ مسلمان ہوگئی اور اسی سال آنحضرت ﷺ کے پاس آئی آپ نے جب ان کو دیکھا تو خوشی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ان سے بیعت لی اس وقت آنحضرت ﷺ کے جسم شریف پر چادر نہ تھی۔ پھر دونوں میاں بی بی اپنے نکاح پر قائم رہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جب مرد اپنی بی بی سے پہلے مسلمان ہو جائے اور بی بی سے مسلمان ہونے کو کہا جائے اور وہ مسلمان نہ ہو تو نکاح فسخ ہو جائے گا کیونکہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے ﴿ولا تمسكوا بعصم الكوافر﴾ یعنی مت علاقہ رکھو کافر عورتوں سے۔

باب ما جاء في الوليمة ولیمہ کے بیان میں

۱۱۰۹۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ فَسَأَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَزَوَّجَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمْ سُقْتَ إِلَيْهَا فَقَالَ زِنَةَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آئے رسول اللہ ﷺ کے پاس اور ان پر زردی کا نشان تھا رسول اللہ ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا مہر دیا ہے انہوں نے کہا ایک گٹھلی برابر سونا آپ ﷺ نے فرمایا ولیمہ کر اگرچہ ایک بکری کا ہو۔

فائدہ: عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بدن میں یا کپڑے میں دلہن کی زردی لگ گئی ہوگی کیونکہ ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ کے نزدیک زعفرانی رنگ مردوں کو مکروہ ہے مگر امام مالکؒ کے نزدیک درست ہے۔ بعضوں نے کہا کہ دولہا کو درست ہے اور گٹھلی کا وزن پانچ درہم ہوتا ہے۔ ولیمہ سنت ہے دولہا پر بعد نکاح کے اور بعضوں کے نزدیک واجب ہے۔ (زرقانی)

۱۱۱۰۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ لَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُولِمُ بِالْوَلِيمَةِ مَا فِيهَا خُبْزٌ وَلَا لَحْمٌ ۔

حضرت یحییٰ بن سعید نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ولیمہ کرتے تھے اس میں نہ روٹی تھی نہ گوشت۔

(۱۱۰۹) بخاری (۵۱۵۳) كتاب النكاح : باب الصفرة للمتزوج ' مسلم (۱۴۲۷) أبو داود (۲۱۰۹) ترمذی (۱۰۹۴) نسائی (۳۳۵۱) ابن ماجه (۱۹۰۷) احمد (۱۹۰/۳) (۱۳۰۰۷) دارمی (۲۰۶۴) ۔

(۱۱۱۰) بخاری (۵۰۸۵) كتاب النكاح : باب اتخاذ السراری ومن أعتق جاريته ثم تزوجها ' نسائی (۳۳۸۲) أحمد (۲۶۴/۳) (۱۳۸۲۲) نسائی فی "الكبرى" (۶۶۰۵) ابن ماجه (۱۹۱۰) ۔

فائدہ: نسائی کی روایت میں ہے کہ اس میں کھجور اور ستو تھے اور بخاری کی روایت میں ہے کہ کھجور اور گھی اور دہی کی سوکھی ٹکیاں تھیں۔

۱۱۱۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى وَلِيمَةٍ فَلْيَأْتِهَا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی بلایا جائے ولیمہ کی دعوت میں تو حاضر ہو۔

فائدہ: ولیمہ کی دعوت قبول کرنا مسنون ہے اور ظاہر یہ کے نزدیک واجب ہے۔

۱۱۱۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ يُدْعَى لَهَا الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْمَسَاكِينُ وَمَنْ لَمْ يَأْتِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُولَهُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے ولیمہ کا کھانا سب کھانوں سے برا ہے اس میں امیر بلائے جاتے ہیں اور فقیر چھوڑ دیئے جاتے ہیں اور جو شخص دعوت میں نہ آیا اس نے نافرمانی کی اللہ و رسول کی۔

فائدہ: یعنی جو ولیمہ ایسا ہو کہ صرف امیر اس میں بلائے جائیں اور محتاج نہ آنے پائیں وہ برا ہے نہ یہ کہ مطلقاً ولیمہ برا ہے۔ بخاری مسلم نے اس حدیث کو مرفوعاً روایت کیا۔ اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ دعوت کا قبول کرنا واجب ہے۔

۱۱۱۳۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُولُ إِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ قَالَ أَنَسٌ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ذَلِكَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ إِلَيْهِ خُبْزًا مِنْ شَعِيرٍ وَمَرَقًا فِيهِ دُبَّاءٌ قَالَ أَنَسٌ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوْلِ الْقَصْعَةِ فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ بَعْدَ ذَلِكَ الْيَوْمِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ ایک درزی نے دعوت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ کھانا پکا کر۔ میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گیا وہ درزی جو کی روٹی اور کدو کا سالن سامنے لایا تو میں نے دیکھا کہ آپ پیالے میں سے کدو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر کھاتے تھے اس روز سے میں بھی کدو کو پسند کرنے لگا۔

(١١١١) بخاری (٥١٧٣) كتاب النكاح : باب حق احابة الوليمة والدعوة ' مسلم (١٤٢٩) أبو داود (٣٧٣٦) نسائی فی "الكبری" (٦٦٠٨) ابن ماجه (١٩١٤) أحمد (٢٠/٢) (٤٧١٢) دارمی (٢٢٠٥)۔

(١١١٢) بخاری (٥١٧٧) كتاب النكاح : باب من ترك الدعوة فقد عصى الله ورسوله ' مسلم (١٤٣٢) أبو داود (٣٧٤٢) نسائی فی "الكبری" (٦٦١٣) ابن ماجه (١٩١٣) أحمد (٢٤١,٢) (٧٢٧٧) دامری (٢٠٦٦)۔

(١١١٣) بخاری (٢٠٩٢) كتاب البيوع : باب ذكر الخياط ' مسلم (٢٠٤١) أبو داود (٣٧٨٢) ترمذی (١٨٥٠) نسائی فی الكبری (٦٦٦٢) ابن ماجه (٣٣٠٢) أحمد (١٥٠/٣) (١٢٥٤١) دارمی (٢٠٥٠)۔

باب جامع النکاح — نکاح کی مختلف حدیثوں کا بیان

۱۱۱۴۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا تَزَوَّجَ أَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ أَوِ اشْتَرَى الْجَارِيَةَ فَلْيَأْخُذْ بِنَاصِيَتِهَا وَلْيَدْعُ بِالْبَرَكَةِ وَإِذَا اشْتَرَى الْبَعِيرَ فَلْيَأْخُذْ بِذِرْوَةِ سَنَامِهِ وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ۔

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نکاح کرے کسی عورت سے یا لونڈی خریدے تو اس کی پیشانی پکڑ کر دعا کرے برکت کی اور جب اونٹ خریدے تو اس کے کوہان پر ہاتھ رکھے اور پناہ مانگے شیطان مردود سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **صحیح لغیرہ** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

۱۱۱۵۔ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ أَنَّ رَجُلًا خَطَبَ إِلَى رَجُلٍ أُخْتَهُ فَذَكَرَ أَنَّهَا قَدْ كَانَتْ أَحْدَثَتْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَضَرَبَهُ أَوْ كَادَ يَضْرِبُهُ ثُمَّ قَالَ مَا لَكَ وَلِلْخَبَرِ۔

حضرت ابوزبیر مکی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پیغام دیا نکاح کا ایک شخص کی بہن کو اس نے بیان کیا کہ وہ عورت بدکار ہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر پہنچی آپ نے اس شخص کو بلا کر مارا یا مارنے کا قصد کیا اور کہا کہ تجھے اس خبر پہنچانے سے کیا غرض تھی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی تو تو بھائی اور ولی تھا اس عورت کا اگر کوئی بات ایسی ہوئی بھی تھی اس کا چھپانا لازم تھا۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنا اور دوسرے بھائی مسلمان کا عیب ظاہر نہ کرے۔ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے جو لوگ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بری بات پھیلے ان کو دکھ کی مار ہے دنیا اور آخرت میں۔

۱۱۱۶۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَعُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانَا يَقُولَانِ فِي الرَّجُلِ يَكُونُ عِنْدَهُ أَرْبَعُ نِسْوَةٍ فَيُطَلِّقُ إِحْدَاهُنَّ الْبَتَّةَ أَنَّهُ يَتَزَوَّجُ إِنْ شَاءَ وَلَا يَنْتَظِرُ أَنْ تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا۔

حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمن سے روایت ہے کہ قاسم بن محمد اور عروہ بن زبیر کہتے تھے جس شخص کی چار عورتیں ہوں پھر وہ ان میں سے ایک عورت کو تین طلاق دے دے تو ایک عورت نئی کر سکتا ہے اس کی عدت گزرنے کا انتظار ضروری نہیں ہے۔

(۱۱۱۴) صحیح لغیرہ: أبو داود (۲۱۶۰) کتاب النکاح: باب فی جامع النکاح، ابن ماجه (۱۹۱۸، ۲۲۵۲)۔

(۱۱۱۵) موقوف صحیح لغیرہ: عبدالرزاق (۲۴۶/۶) رقم (۱۰۶۸۹)۔

(۱۱۱۶) مقطوع صحیح: ابن أبی شیبة (۵۱۷/۳) (۱۶۷۴۷) بیهقی (۱۵۰/۷) عبدالرزاق (۲۱۶/۶)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: مگر ابوحنیفہؒ کے نزدیک پانچویں عورت سے نکاح درست نہیں جب تک اس عورت کی عدت جس کو طلاق دی ہے گزر نہ جائے۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی روایت کیا۔

۱۱۱۷۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَعُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَفْتَيَا الْوَلِيدَ بْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ عَامَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ بِذَلِكَ غَيْرَ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ قَالَ طَلَّقَهَا فِي مَجَالِسَ شَتَّى ۔

حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ قاسم بن محمد اور عروہ بن زبیر نے ولید بن عبدالملک کو جس سال وہ مدینہ میں آیا تھا ایسا ہی فتویٰ دیا تھا مگر قاسم بن محمد نے یہ کہا کہ اس عورت کو کئی مجلسوں میں طلاق دی ہو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: اُوپر کی روایت میں یہ ہے کہ "فَيُطَلِّقُ إِحْدَاهُنَّ الْبَتَّةَ" یعنی ایک عورت کو ان میں سے طلاق بتہ یعنی بالکل قطع کا طلاق یعنی تین طلاق دے اور اس روایت میں قاسم نے یوں کہا "طَلَّقَهَا فِي مَجَالِسَ شَتَّى" یعنی کئی مجلسوں میں اس کو طلاق دے مطلب ایک ہی ہے کہ تین طلاق دے دے اب اس عورت سے ملنے کی توقع نہ رہی تو پانچویں عورت سے نکاح کرنا اس کی عدت کے اندر درست ہے۔

۱۱۱۸۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ ثَلَاثٌ لَيْسَ فِيهِنَّ لَعِبٌ النِّكَاحُ وَالطَّلَاقُ وَالْعِتْقُ ۔

سعید بن مسیب نے کہا کہ تین چیزیں ایسی ہیں جن میں کھیل نہیں ہوتا نکاح، طلاق اور عتاق۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: اگر ہنسی سے نکاح کر لے یا طلاق دے یا آزاد کر دے تو یہ اُمور واقع ہو جائیں گے۔

۱۱۱۹۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَّهُ تَزَوَّجَ بِنْتَ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ الْأَنْصَارِيِّ فَكَانَتْ عِنْدَهُ حَتَّى كَبِرَتْ فَتَزَوَّجَ عَلَيْهَا فَتَاةً شَابَّةً فَآثَرَ الشَّابَّةَ عَلَيْهَا فَنَاشَدَتْهُ الطَّلَاقَ فَطَلَّقَهَا وَاحِدَةً ثُمَّ أَمْهَلَهَا حَتَّى إِذَا كَادَتْ تَحِلُّ رَاجَعَهَا ثُمَّ عَادَ فَآثَرَ الشَّابَّةَ فَنَاشَدَتْهُ الطَّلَاقَ فَطَلَّقَهَا وَاحِدَةً ثُمَّ رَاجَعَهَا ثُمَّ عَادَ فَآثَرَ الشَّابَّةَ فَنَاشَدَتْهُ الطَّلَاقَ فَقَالَ مَا شِئْتِ إِنَّمَا بَقِيَتْ وَاحِدَةٌ فَإِنْ شِئْتِ اسْتَقْرَرْتِ عَلَى مَا تَرَيْنَ مِنَ الْأُثْرَةِ وَإِنْ شِئْتِ فَارَقْتُكِ قَالَتْ بَلْ أَسْتَقِرُّ عَلَى الْأُثْرَةِ فَأَمْسَكَهَا عَلَى ذَلِكَ وَلَمْ يَرَ رَافِعٌ عَلَيْهِ إِثْمًا حِينَ قَرَّتْ عِنْدَهُ عَلَى الْأُثْرَةِ ۔

(۱۱۱۸) مقطوع صحيح :عبدالرزاق (۱۳۵/٦) (۱۰۲۵۳) بيهقى (۳٤۱/۷) (۱٤۹۹۵) ابن ابى شيبة (۱۱۹/۳) (۱۸۳۹۷) أبو داود (۲۱۹٤) ترمذى (۱۱۸٤) ابن ماجه (۲۰۳۹) ۔

(۱۱۱۹) موقوف ضعيف : ابن ابى شيبة فى المصنف (۱٦٤٦۳ ' ۱٦٤٦۵) بيهقى فى السنن الكبرى (۷/۷۵' ۲۹٦) رقم (۱۳٤۳٦) ۔

حضرت رافع بن خدیج نے نکاح کیا محمد بن مسلمہ انصاری کی بیٹی سے وہ ان کے پاس رہیں جب بڑھیا ہوئیں تو رافع نے ایک جوان عورت سے نکاح کیا اس کی طرف زیادہ مائل ہوئے بڑھیا عورت نے طلاق مانگی محمد بن مسلمہ نے ایک طلاق دے دی پھر جب عدت اس کی گزرنے لگی رجعت کر لی اور جوان عورت کی طرف مائل رہے بڑھیا نے پھر طلاق مانگی انہوں نے ایک طلاق اور دے دی پھر جب عدت گزرنے لگی رجعت کر لی اور جوان عورت کی طرف مائل رہے بڑھیا نے پھر طلاق مانگی تب رافع بن خدیج نے کہا اب تجھے کیا منظور ہے ایک طلاق اور رہ گئی ہے اگر تو چاہتی ہے اس حال سے میرے پاس رہ نہیں سکتی تو میں تجھے چھوڑ دوں اس نے کہا مجھے اسی حال سے رہنا منظور ہے۔ رافع نے اس کو رکھ لیا اور اپنے اوپر کچھ گناہ نہیں سمجھا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: اگرچہ عورتوں میں عدل کرنا فرض ہے مگر جب عورت اپنا حق آپ چھوڑنے پر راضی ہو جائے تو مرد پر کچھ گناہ نہیں آنحضرت ﷺ سودہ رضی اللہ عنہا کی باری میں ان کی رضامندی سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہا کرتے تھے۔



(28) كتاب الطلاق

كتاب طلاق کے بیان میں

باب ما جاء في البتة — طلاق بتہ یعنی تین طلاق کے بیان میں

۱۱۲۰۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ إِنِّي طَلَّقْتُ امْرَأَتِي مِائَةَ تَطْلِيقَةٍ فَمَاذَا تَرَى عَلَيَّ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ طَلُقَتْ مِنْكَ لِثَلَاثٍ وَسَبْعٌ وَتِسْعُونَ اتَّخَذْتَ بِهَا آيَاتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۔

ایک شخص نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے اپنی عورت کو سو طلاق دیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ وہ تین طلاق میں تجھ سے بائن ہو گئی اور ستانوی (97 ویں) طلاق سے تو نے ٹھٹھا کیا اللہ کی آیتوں سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی تین طلاق کافی تھی سو طلاق کی کیا حاجت۔

۱۱۲۱۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَقَالَ إِنِّي طَلَّقْتُ امْرَأَتِي ثَمَانِيَ تَطْلِيقَاتٍ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ فَمَاذَا قِيلَ لَكَ قَالَ قِيلَ لِي إِنَّهَا قَدْ بَانَتْ مِنِّي فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ صَدَقُوا مَنْ طَلَّقَ كَمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ فَقَدْ بَيَّنَ اللّٰهُ لَهُ وَمَنْ لَبَسَ عَلَى نَفْسِهِ لَبْسًا جَعَلْنَا لَبْسَهُ مُلْصَقًا بِهِ لَا تَلْبِسُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ وَنَتَحَمَّلُهُ عَنْكُمْ هُوَ كَمَا يَقُولُونَ ۔

ایک شخص عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا میں نے اپنی عورت کو دو سو طلاق دیں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا لوگوں نے تجھ سے کیا کہا وہ بولا مجھ سے یہ کہا کہ عورت تیری تجھ سے بائن ہو گئی۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا سچ ہے جو شخص طلاق دے گا اللہ کے حکم کے موافق تو اللہ نے اس کی صورت بیان کر دی اور جو گڑبڑ کرے گا تاکہ ہم کو مصیبت اُٹھانا پڑے وہ لوگ سچ کہتے ہیں عورت تیری تجھ سے جدا ہو گئی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: سنت یہ ہے کہ اول کو تین طلاق ہی نہ دے۔ ایک طلاق ہی دے جب عدت گزر جائے گی تو وہ عورت خود بخود بائن ہو جائے گی اور

(۱۱۲۰) موقوف صحیح :عبدالرزاق (۱۱۳۵۳) ابن ابی شیبة (۱۷۷۹۷) بیهقی (۳۳۲/۷) رقم (۱٤۹٤٥) ۔

(۱۱۲۱) موقوف صحیح :عبدالرزاق (۱۱۳٤۲) ابن ابی شیبة (۱۷۸۰۵) بیهقی (۳۳٥/۷) رقم (۱٤۹٦۲) ۔

اگر طلاق دے تو ہر طہر میں تین طلاق دیا کرے مگر اس طہر میں وطی نہ کرے جب تین طہر گزریں گے تو تین طلاق پوری ہو جائیں گی۔

۱۱۲۲۔ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ لَهُ الْبَتَّةُ مَا يَقُولُ النَّاسُ فِيهَا قَالَ أَبُو بَكْرٍ فَقُلْتُ لَهُ كَانَ أَبَانُ بْنُ عُثْمَانَ يَجْعَلُهَا وَاحِدَةً فَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ لَوْ كَانَ الطَّلَاقُ أَلْفًا مَا أَبْقَتْ الْبَتَّةُ مِنْهَا شَيْئًا مَنْ قَالَ الْبَتَّةَ فَقَدْ رَمَى الْغَايَةَ الْقُصْوَى۔

حضرت ابوبکر بن حزم سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ طلاق بتہ میں لوگ کیا کہتے ہیں ابوبکر نے کہا ابان بن عثمان اس کو ایک طلاق سمجھتے تھے۔ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ اگر طلاق ایک ہزار تک درست ہوتی تو بتہ اس میں سے کچھ باقی نہ رکھتا جس نے بتہ کہا وہ انتہا کو پہنچ گیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: بتہ کے معنی کاٹ دینے کے ہیں اگر کوئی اپنی عورت سے کہے " اَنْتِ طَالِقٌ بَتَّةٌ " تو اس میں صحابہ کا اختلاف ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایک طلاق پڑے گی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک تین پڑیں گے۔ امام مالکؒ کا یہی مذہب ہے۔ سفیان ثوریؒ اور اہل کوفہ کے نزدیک جو نیت ہوگی واقع ہوگی مگر بائن پڑے گی شافعیؒ کے نزدیک رجعی ہوگی۔

۱۱۲۳۔ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ كَانَ يَقْضِي فِي الَّذِي يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ أَنَّهَا ثَلَاثُ تَطْلِيقَاتٍ۔

ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مروان طلاق بتہ میں تین طلاق کا حکم کرتا تھا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: مروان کا یہ حکم مدینہ منورہ میں علماء کے سامنے ہوتا تھا اس واسطے حجت ہوا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ یہ روایت مجھے بہت پسند ہے۔

باب ما جاء في الخلية والبرية وأشباه ذلك — خلیہ اور بریہ اور ان کے مشابہات کا بیان

فائدہ: خلیہ کے معنی خالی اور بریہ کے معنی پاک۔ یہ الفاظ جو ان کے مشابہ ہیں کنایات کہلاتے ہیں جن میں طلاق کی تصریح نہیں۔

۱۱۲۴۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّهُ كُتِبَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مِنْ الْعِرَاقِ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِامْرَأَتِهِ حَبْلُكِ عَلَى

(۱۱۲۲) مقطوع صحیح: عبدالرزاق (۱۱۱۸۵) ابن ابی شیبة (۱۸۱۴۲) سعید بن منصور (۱۶۷۳)۔

(۱۱۲۴) موقوف ضعیف: عبدالرزاق (۱۱۲۳۲) بیھقی (۳۴۳/۷) رقم (۱۵۰۱۰) سعید بن منصور (۱۱۵۲) ابن ابی شیبة (۷۹/۴ ـ ۸۰) معرفة السنن والآثار (۴۷۳/۵)۔

غَارِبِكِ فَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى عَامِلِهِ أَنْ مُرْهُ يُوَافِينِي بِمَكَّةَ فِي الْمَوْسِمِ فَبَيْنَمَا عُمَرُ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ إِذْ لَقِيَهُ الرَّجُلُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ عُمَرُ مَنْ أَنْتَ فَقَالَ أَنَا الَّذِي أَمَرْتَ أَنْ أُجْلَبَ عَلَيْكَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ أَسْأَلُكَ بِرَبِّ هَذِهِ الْبَنِيَّةِ مَا أَرَدْتَ بِقَوْلِكَ حَبْلُكِ عَلَى غَارِبِكِ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ لَوْ اسْتَحْلَفْتَنِي فِي غَيْرِ هَذَا الْمَكَانِ مَا صَدَقْتُكَ أَرَدْتُ بِذَلِكَ الْفِرَاقَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ هُوَ مَا أَرَدْتَ ـ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس لکھا ہوا آیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا جَبْلُكِ عَلٰى غَارِبِكِ۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لکھا اس شخص سے کہہ دینا کہ حج کے موسم میں مکہ میں مجھ سے ملے حضرت عمر رضی اللہ عنہ طواف کر رہے تھے کعبہ کا ایک شخص ملا اور سلام کیا پوچھا تو کون ہے بولا میں وہی شخص ہوں جس کو تم نے حکم کیا تھا مکے میں ملنے کا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے تجھ کو اس گھر کے رب کی جبلك علىٰ غارِبك سے تیری مراد کیا تھی وہ بولا اے امیر المومنین اگر تم مجھ کو کسی اور جگہ قسم دیتے تو میں سچ نہ کہتا اب سچ کہتا ہوں کہ میری نیت چھوڑ دینے کی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جیسی تو نے نیت کی ویسا ہی ہوا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی رسی تیری تیرے کوہان پر ہے مطلب اس کا یہ ہے کہ خود مختار ہے۔

فائدہ: امام مالکؒ کے نزدیک تین طلاق پڑ جائے گی۔

۱۱۲۵۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي الرَّجُلِ يَقُولُ لِامْرَأَتِهِ أَنْتِ عَلَيَّ حَرَامٌ إِنَّهَا ثَلَاثُ تَطْلِيقَاتٍ ـ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے تھے جو شخص اپنی عورت سے کہے تو مجھ پر حرام ہے تو تین طلاق پڑ جائیں گی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا یہ روایت بہت اچھی ہے میرے نزدیک۔

۱۱۲۶۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ فِي الْخَلِيَّةِ وَالْبَرِيَّةِ إِنَّهَا ثَلَاثُ تَطْلِيقَاتٍ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا ـ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ خلیہ اور بریہ ہر ایک میں تین طلاق پڑ جائیں گی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

۱۱۲۷۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ رَجُلًا كَانَتْ تَحْتَهُ وَلِيدَةٌ لِقَوْمٍ فَقَالَ لِأَهْلِهَا شَأْنُكُمْ بِهَا فَرَأَى النَّاسُ أَنَّهَا

(۱۱۲۵) **موقوف ضعیف**: عبدالرزاق (۱۱۳۸۰) ابن ابی شیبة (۱۸۱۷۳) سعید بن منصور (۱۶۹٤) ـ

(۱۱۲۶) **موقوف صحیح**: عبدالرزاق (۱۱۱۸٤) ابن ابی شیبة (۱۸۱۵۹) سعید بن منصور (۱۶۷۹) بیهقی فی الکبری (۳٤٤/۷) رقم (۱۵۰۱۹) ـ

(۱۱۲۷) **مقطوع صحیح**: شافعی فی الأم (۲۱۶/۷) ـ

تَطْلِيقَةٌ وَاحِدَةٌ ۔

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ ایک شخص کے نکاح میں ایک لونڈی تھی اس نے لونڈی کے مالکوں سے کہہ دیا تم جانو تمہارا کام جانے لوگوں نے اس کو ایک طلاق سمجھا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۱۲۸۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ يَقُولُ فِي الرَّجُلِ يَقُولُ لِامْرَأَتِهِ بَرِئْتِ مِنِّي وَبَرِئْتُ مِنْكِ إِنَّهَا ثَلَاثُ تَطْلِيقَاتٍ بِمَنْزِلَةِ الْبَتَّةِ ۔

ابن شہاب کہتے تھے اگر مرد عورت سے کہے میں تجھ سے بری ہوا اور تو مجھ سے بری ہوئی تو تین طلاقیں پڑیں گی مثل بتہ کے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کہے اپنی عورت کو تو خلیہ ہے یا بریہ ہے یا بائنہ ہے تو تین طلاق پڑیں گی۔ اگر اس عورت سے صحبت کر چکا ہے اور جو صحبت نہیں کی اس کی نیت کے موافق پڑے گی اگر اس نے کہا میں نے ایک نیت کی تھی تو حلف لے کر اس کو سچا سمجھیں گے مگر وہ عورت ایک ہی طلاق میں بائن ہو جائے گی اب رجعت نہیں کر سکتا البتہ نکاح نئے سرے سے کر سکتا ہے کیونکہ جس عورت سے صحبت نہ کی ہو وہ ایک ہی طلاق میں بائن ہو جاتی ہے اور جس سے صحبت کر چکا ہے وہ تین طلاق میں بائن ہوتی ہے۔

باب ما يبين من التمليك جس تملیک سے طلاق بائن پڑتی ہے اس کا بیان

۱۱۲۹۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنِّي جَعَلْتُ أَمْرَ امْرَأَتِي فِي يَدِهَا فَطَلَّقَتْ نَفْسَهَا فَمَاذَا تَرَى فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ أُرَاهُ كَمَا قَالَتْ فَقَالَ الرَّجُلُ لَا تَفْعَلْ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ أَنَا أَفْعَلُ أَنْتَ فَعَلْتَهُ ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ ایک شخص عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور بولا میں نے اپنی عورت کو اختیار دیا تھا طلاق کا اس نے اپنے تئیں طلاق دے لی اب کیا کہتے ہو۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ طلاق پڑ گئی وہ شخص بولا ایسا تو مت کرو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے کیا کیا تو نے اپنے آپ کیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

(١١٢٨) مقطوع صحيح :عبدالرزاق (١١١٨٧) ابن ابی شيبة (٨١٤٠، ٨١٦٥، ٨١٧٠) ـ

(١١٢٩) موقوف ضعيف :عبدالرزاق (١١٩٠٩) ـ

(١١٣٠) موقوف صحيح :عبدالرزاق (١١٩٠٥) ابن ابی شيبة (١٨٠٧٧) سعيد بن منصور (١٦٢٠) بيهقی (٣٤٨/٧) رقم (١٥٠٤٢) ـ

۱۱۳۰۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ إِذَا مَلَّكَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ أَمْرَهَا فَالْقَضَاءُ مَا قَضَتْ بِهِ إِلَّا أَنْ يُنْكِرَ عَلَيْهَا وَيَقُولُ لَمْ أُرِدْ إِلَّا وَاحِدَةً فَيَحْلِفُ عَلَى ذَلِكَ وَيَكُونُ أَمْلَكَ بِهَا مَا كَانَتْ فِي عِدَّتِهَا ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جب مرد اپنی عورت کو مالک کر دے طلاق کا تو جبھی طلاق عورت چاہے اپنے اوپر ڈال لے مگر جب خاوند انکار کرے اور کہے میں نے ایک طلاق کا اختیار دیا تھا اور حلف کرنے کو مستحق ہوگا اس عورت کا جب تک وہ عدت میں ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

باب ما يجب فيه تطليقة واحدة من التمليك — جس تملیک سے ایک طلاق پڑتی ہے اس کا بیان

۱۱۳۱۔ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فَأَتَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَتِيقٍ وَعَيْنَاهُ تَدْمَعَانِ فَقَالَ لَهُ زَيْدٌ مَا شَأْنُكَ فَقَالَ مَلَّكْتُ امْرَأَتِي أَمْرَهَا فَفَارَقَتْنِي فَقَالَ لَهُ زَيْدٌ مَا حَمَلَكَ عَلَى ذَلِكَ قَالَ الْقَدَرُ فَقَالَ زَيْدٌ ارْتَجِعْهَا إِنْ شِئْتَ فَإِنَّمَا هِيَ وَاحِدَةٌ وَأَنْتَ أَمْلَكُ بِهَا ۔

حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے باپ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں محمد بن ابی عتیق روتے ہوئے آئے۔ زید نے پوچھا کیوں؟ انہوں نے کہا میں نے اپنی عورت کو طلاق کا اختیار دیا تھا اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ زید نے کہا تو نے کیوں اختیار دیا انہوں نے کہا تقدیر میں یوں ہی تھا زید نے کہا اگر تو چاہے تو رجعت کر لے کیونکہ ایک طلاق پڑی ہے ابھی تو اس کا مالک ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۱۳۲۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ ثَقِيفٍ مَلَّكَ امْرَأَتَهُ أَمْرَهَا فَقَالَتْ أَنْتَ الطَّلَاقُ فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَتْ أَنْتَ الطَّلَاقُ فَقَالَ بِفِيكِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَتْ أَنْتَ الطَّلَاقُ فَقَالَ بِفَاكِ الْحَجَرُ فَاخْتَصَمَا إِلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَاسْتَحْلَفَهُ مَا مَلَّكَهَا إِلَّا وَاحِدَةً وَرَدَّهَا إِلَيْهِ ۔

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ ایک شخص ثقفی نے اپنی عورت کو طلاق کا اختیار دیا اس نے اپنے تئیں ایک طلاق دی

(۱۱۳۱) موقوف صحيح: بيهقى فى السنن الكبرى (۷/۳۵۸) رقم (۱۵۰۳۹) وفى الخلافيات (۲/۱۲۵) الشافعى فى المسند (۲/۸۰) وفى الام (۷/۲٤٤) ۔

(۱۱۳۲) مقطوع صحيح: بيهقى فى السنن الكبرى (۷/۳٤۹) رقم (۱۵۰٤۸) وفى معرفة السنن والآثار (۵/٤۷۷) الشافعى فى الام (۷/۲۵۵) ۔

یہ چپ ہو رہا پھر اس نے دوسری طلاق دی اس نے کہا تیرے منہ میں پتھر پھر اس نے تیسری طلاق دی اس نے کہا تیرے منہ میں پتھر پھر دونوں لڑتے ہوئے مروان کے پاس آئے۔ مروان نے قسم لی اس بات کی کہ میں نے ایک طلاق کا اختیار دیا تھا بعد اس کے وہ عورت اس کے حوالہ کر دی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ عبدالرحمٰن کہتے تھے کہ قاسم بن محمد اس فیصلہ کو پسند کرتے تھے اور مجھے بھی بہت پسند ہے۔

باب ما لا يبين من التمليك　　جس تملیک سے طلاق بائن نہیں پڑتی اس کا بیان

۱۱۳۳۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا خَطَبَتْ عَلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قَرِيبَةَ بِنْتَ أَبِي أُمَيَّةَ فَزَوَّجُوهُ ثُمَّ إِنَّهُمْ عَتَبُوا عَلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَقَالُوا مَا زَوَّجْنَا إِلَّا عَائِشَةَ فَأَرْسَلَتْ عَائِشَةُ إِلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ فَجَعَلَ أَمْرَ قَرِيبَةَ بِيَدِهَا فَاخْتَارَتْ زَوْجَهَا فَلَمْ يَكُنْ ذَلِكَ طَلَاقًا ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا پیام بھیجا قریبہ بنت ابی امیہ کے پاس ان کے لوگوں نے نکاح کر دیا اور ان کی عبدالرحمٰن کے ساتھ بعد اس کے لڑائی ہوئی۔ ان لوگوں نے کہا یہ نکاح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کروایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبدالرحمٰن سے کہا عبدالرحمٰن نے اختیار دے دیا۔ قریبہ نے اپنے خاوند کو اختیار کیا اس کو طلاق نہ سمجھا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: جب عورت کو اختیار دیا جائے طلاق کا اور وہ اپنے تئیں طلاق نہ دے بلکہ خاوند کو اختیار کرے تو طلاق نہ پڑے گی۔

۱۱۳۴۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَوَّجَتْ حَفْصَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُنْذِرَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ غَائِبٌ بِالشَّامِ فَلَمَّا قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ وَمِثْلِي يُصْنَعُ هَذَا بِهِ وَمِثْلِي يُفْتَاتُ عَلَيْهِ فَكَلَّمَتْ عَائِشَةُ الْمُنْذِرَ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ الْمُنْذِرُ فَإِنَّ ذَلِكَ بِيَدِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ مَا كُنْتُ لِأَرُدَّ أَمْرًا قَضَيْتِهِ فَقَرَّتْ حَفْصَةُ عِنْدَ الْمُنْذِرِ وَلَمْ يَكُنْ ذَلِكَ طَلَاقًا ۔

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نکاح کیا حفصہ بنت عبدالرحمٰن کا (اپنی بھتیجی کا) منذر بن زبیر سے اور عبدالرحمٰن لڑکی کے باپ شام کو گئے ہوئے تھے۔ جب عبدالرحمٰن آئے تو انہوں نے کہا کیا مجھ ہی سے ایسا کرنا تھا اور میرے اوپر جلدی کرنا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے منذر بن زبیر سے بیان کیا۔ منذر نے کہا عبدالرحمٰن کو اختیار ہے۔ عبدالرحمٰن نے کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جس کام کو تم کر چکیں اس کام کو میں توڑنے والا نہیں پھر رہیں حضرت حفصہ بنت منذر کے

(۱۱۳۳) موقوف صحیح : بیهقی (۳٤٧/٧) رقم (۱٥۰۳٦) -

(۱۱۳٤) موقوف صحیح : عبدالرزاق (۱۱۸۹٥ ' ۱۱۹٤٧) سعید بن منصور (۱٦٦۲) بیهقی (۱۱۲/٧ - ۱۱۳) -

پاس اور اس اختیار کو طلاق نہ سمجھا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی عبدالرحمن اس بات سے ناراض ہوئے کہ ان کی بیٹی کا نکاح ان کی غیبت میں کر دیا۔

۱۱۳۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَأَبَا هُرَيْرَةَ سُئِلَا عَنِ الرَّجُلِ يُمَلِّكُ امْرَأَتَهُ أَمْرَهَا فَتَرُدُّ بِذٰلِكَ إِلَيْهِ وَلَا تَقْضِي فِيهِ شَيْئًا فَقَالَا لَيْسَ ذٰلِكَ بِطَلَاقٍ ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا ایک شخص مالک کر دے اپنی عورت کو طلاق کا مگر عورت اس کو قبول نہ کرے نہ اپنے تئیں طلاق دے؟ انہوں نے کہا طلاق نہ پڑے گی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے ضعیف کہا ہے۔

۱۱۳۶۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ إِذَا مَلَّكَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ أَمْرَهَا فَلَمْ تُفَارِقْهُ وَقَرَّتْ عِنْدَهُ فَلَيْسَ ذٰلِكَ بِطَلَاقٍ ۔

سعید بن مسیب نے کہا کہ جب مرد اپنی عورت کو طلاق کا مالک کر دے مگر عورت خاوند سے جدا ہونا قبول نہ کرے اسی کے پاس رہنا چاہے تو طلاق نہ ہو گی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس مجلس میں خاوند عورت کو طلاق کا اختیار دے اسی مجلس میں عورت کو اختیار ہو گا اگر وہ مجلس برخواست ہوئی اور عورت نے طلاق نہ لی تو پھر اختیار نہ رہے گا۔

باب الأيلاء — ایلاء کا بیان

فائدہ: خاوند اگر قسم کھائے کہ میں عورت سے صحبت نہ کروں گا اس کو ایلاء کہتے ہیں۔

۱۱۳۷۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِذَا آلَى الرَّجُلُ مِنِ امْرَأَتِهِ لَمْ يَقَعْ عَلَيْهِ طَلَاقٌ وَإِنْ مَضَتِ الْأَرْبَعَةُ الْأَشْهُرِ حَتّٰى يُوقَفَ فَإِمَّا أَنْ يُطَلِّقَ وَإِمَّا أَنْ يَفِيءَ ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جب مرد اپنی عورت سے ایلاء کرے تو عورت پر طلاق نہ پڑے گی اگر چہ چار مہینے گزر

(۱۱۳۵) موقوف ضعيف : بيهقي (۳٤۸/۷) رقم (۱۵۰٤۳) ۔

(۱۱۳٦) مقطوع صحيح : عبدالرزاق (۵۱۸/٦) (۱۱۹۰٤) ابن ابي شيبة (۹۲/٤) (۱۸۰۹۷) ۔

(۱۱۳۷) موقوف ضعيف : عبدالرزاق (۱۱٦۵٦) ابن ابي شيبة (۱۸۵۵٦) سعيد بن منصور (۱۹۰٦) بيهقي (۳۷۷/۷) رقم (۱۵۲۱۵) ۔

جائیں جب تک مقدمہ حاکم کے سامنے پیش نہ ہو اور خاوند کو مجبور کیا جائے یا طلاق دے یا جماع کرے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: جماع کرنے سے ایلاء ٹوٹ جائے گا اور کفارہ قسم کا لازم آئے گا۔ اہل کوفہ کے نزدیک جب چار مہینے تک بعد ایلاء کے صحبت نہ کرے گا تو خود بخود طلاق پڑ جائے گی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

۱۱۳۸۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ أَيُّمَا رَجُلٍ آلَى مِنْ امْرَأَتِهِ فَإِنَّهُ إِذَا مَضَتْ الْأَرْبَعَةُ الْأَشْهُرِ وُقِفَ حَتَّى يُطَلِّقَ أَوْ يَفِيءَ وَلَا يَقَعُ عَلَيْهِ طَلَاقٌ إِذَا مَضَتْ الْأَرْبَعَةُ الْأَشْهُرِ حَتَّى يُوقَفَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جو شخص ایلاء کرے اپنی عورت سے جب چار مہینے گزر جائیں تو خاوند کو حاکم کے سامنے مجبور کریں طلاق دے یا رجوع کرے ایلاء سے پھر جائے اور صحبت کرے اور بغیر طلاق دیئے چار مہینے گزر جانے سے عورت پر طلاق نہ پڑے گی۔

۱۱۳۹۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَأَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ كَانَا يَقُولَانِ فِي الرَّجُلِ يُولِي مِنْ امْرَأَتِهِ إِنَّهَا إِذَا مَضَتْ الْأَرْبَعَةُ الْأَشْهُرِ فَهِيَ تَطْلِيقَةٌ وَلِزَوْجِهَا عَلَيْهَا الرَّجْعَةُ مَا كَانَتْ فِي الْعِدَّةِ۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن کہتے تھے جو شخص ایلاء کرے اپنی عورت سے تو جب چار مہینے گزر جائیں ایک طلاق پڑ جائے گی مگر خاوند کو اختیار ہے کہ جب تک عورت عدت میں ہے رجعت کر لے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۱۴۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ مَرْوَانَ ابْنَ الْحَكَمِ كَانَ يَقْضِي فِي الرَّجُلِ إِذَا آلَى مِنَ امْرَأَتِهِ أَنَّهَا إِذَا مَضَتِ الْأَرْبَعَةُ الْأَشْهُرُ فَهِيَ تَطْلِيقَةٌ وَلَهُ عَلَيْهَا الرَّجْعَةُ مَا دَامَتْ فِي عِدَّتِهَا۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ مروان بن حکم حکم کرتے تھے جب کوئی شخص اپنی عورت سے ایلاء کرے اور چار مہینے گزر جائیں تو ایک طلاق پڑ جائے گی مگر خاوند کو اختیار رہے گا کہ جب تک عورت عدت میں ہے رجعت کر لے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ابن شہاب کی رائے یہی تھی۔ امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی عورت سے ایلاء کرے پھر مجبور کیا جائے چار مہینے گزرنے پر اور طلاق دے دے پھر زبان سے رجعت کر لے تو اگر عدت گزرنے تک اس نے جماع نہیں کیا رجعت صحیح نہ ہوگی مگر جس صورت میں بیمار ہو یا قید ہو یا اور کوئی عذر ہو تو زبان سے رجعت صحیح ہو جائے گی اگر عدت گزر گئی بعد عدت کے اس نے

(۱۱۳۹) مقطوع صحیح: عبدالرزاق (۱۱۶۵۲) ابن أبی شیبة (۱۸۵۴۸) بیهقی (۳۷۸/۷) رقم (۱۵۲۲٤)۔

(۱۱٤۰) مقطوع ضعیف: عبدالرزاق (۱۱٦٥٦، ۱۱٦٦٥) ابن ابی شیبة (۱۸۵۵٦) سعید بن منصور (۱۹۱٦)۔

پھر نیا نکاح کیا پھر چار مہینے تک صحبت نہ کی تو دوبارہ مجبور کیا جائے اگر ایلاء سے رجوع نہ کیا تو طلاق پڑ جائے گی اب نہ خاوند رجعت کر سکتا ہے نہ عورت پر عدت ہوگی کیونکہ یہ طلاق قبل دخول کے ہوئی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو شخص ایلاء کرے اپنی عورت سے پھر مجبور کیا جائے چار مہینے کے بعد تو طلاق دے پھر رجعت کرے اور جماع نہ کرے چار مہینے تک تو عدت گزرنے سے پیشتر اس پر صبر نہ کیا جائے گا نہ طلاق پڑے گی اور اگر عدت گزرنے سے پہلے اس سے جماع کرے تو عورت اسی کی رہے گی اور جو جماع سے پہلے عدت گزر جائے تو خاوند کو کچھ اختیار عورت پر نہ رہے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا یہ بہت اچھا میں نے سنا اس باب میں۔ کہا مالکؒ نے جو شخص ایلاء کرے اپنی عورت سے پھر طلاق دے دے اور طلاق کی عدت گزرنے سے پہلے چار مہینے پورے ہو جائیں تو اگر خاوند ایلاء سے رجوع نہ کرے دو طلاق پڑیں گی۔ البتہ اگر عدت طلاق کی چار مہینے پورے ہونے سے پہلے گزر جائے تو ایلاء فوت ہو جائے گا کیونکہ جس دن ایلاء کی مدت گزری اس روز وہ عورت اس کی زوجہ نہ رہی۔ کہا مالکؒ نے جو شخص حلف کرے اپنی عورت سے صحبت نہ کروں گا ایک دن یا ایک مہینے تک پھر ٹھہرا رہے چار مہینے یا زیادہ تک تو یہ ایلاء نہ ہوگا۔ ایلاء یہ ہے کہ چار مہینے سے زیادہ صحبت نہ کرے پر قسم کھائے اور جو چار مہینے یا کم پر قسم کھائے تو ایلاء نہ ہوگا کیونکہ جب مجبور کیے جانے کے دن آئیں گے اس وقت قسم کا حکم ہی نہ ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو شخص قسم کھائے کہ میں اپنی عورت سے جب تک بچے کو دودھ پلاتی ہے جماع نہ کروں گا۔ تو ایلاء نہ ہوگا۔

فائدہ: شافعیؒ کے نزدیک اگر چار مہینے یا زیادہ کی مدت دودھ چھوٹنے میں باقی ہے تو ایلاء ہو جائے گا۔

باب ایلاء العبد — غلام کے ایلاء کا بیان

۱۱۴۱۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ إِيلَاءِ الْعَبْدِ فَقَالَ هُوَ نَحْوُ إِيلَاءِ الْحُرِّ وَهُوَ عَلَيْهِ وَاجِبٌ وَإِيلَاءُ الْعَبْدِ شَهْرَانِ ۔

امام مالک نے ابن شہاب سے پوچھا غلام کی ایلاء کا حال۔ ابن شہاب نے کہا مثل آزاد شخص کے غلام کا بھی ایلاء ہے مگر غلام کے ایلاء کی مدت دو مہینے ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

باب ظهار الحر — آزاد کے ظہار کا بیان

اپنی بی بی کو محرم عورت کے کسی عضو سے تشبیہ دینے کو ظہار کہتے ہیں جیسے کوئی اپنی بی بی سے کہے تو میرے اوپر ایسی ہے جیسے میری ماں کا پیٹ یا پیٹھ۔

۱۱۴۲۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَةً إِنْ هُوَ

(۱۱٤۱) مقطوع صحيح: عبدالرزاق (۱۳۱۹۰) ابن أبي شيبة (۱۸٦۳٤/٤) ۔

(۱۱٤۲) موقوف حسن: عبدالرزاق (۱۱۵۵۰) سعيد بن منصور (۱۰۲۳) بيهقي (۳۸۳/۷) رقم (۱۵۲۵۲) ۔

تَزَوَّجَهَا فَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ إِنَّ رَجُلًا جَعَلَ امْرَأَةً عَلَيْهِ كَظَهْرِ أُمِّهِ إِنْ هُوَ تَزَوَّجَهَا فَأَمَرَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِنْ هُوَ تَزَوَّجَهَا أَنْ لَا يَقْرَبَهَا حَتَّى يُكَفِّرَ كَفَّارَةَ الْمُتَظَاهِرِ ۔

حضرت سعید بن عمرو نے پوچھا قاسم بن محمد سے اگر کوئی شخص کسی عورت سے کہے اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھ کو طلاق ہے۔ قاسم بن محمد نے کہا کہ ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک عورت کی نسبت یہ کہا تھا کہ اگر میں اس سے نکاح کروں وہ مجھ پر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اگر وہ شخص اس عورت سے نکاح کرے تو جماع نہ کرے جب تک کفارہ ظہار کا نہ دے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **حسن** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **حسن** کہا ہے۔

فائدہ: قاسم بن محمد نے طلاق معلق کو ظہار معلق پر قیاس کیا۔

۱۱۴۳۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ عَنْ رَجُلٍ تَظَاهَرَ مِنَ امْرَأَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَنْكِحَهَا فَقَالَا إِنْ نَكَحَهَا فَلَا يَمَسَّهَا حَتَّى يُكَفِّرَ كَفَّارَةَ الْمُتَظَاهِرِ ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ ایک شخص نے قاسم بن محمد اور سلیمان بن یسار سے پوچھا اگر کوئی شخص ظہار کرے کسی عورت سے قبل نکاح کے۔ دونوں نے کہا کہ اگر وہ شخص اس عورت سے نکاح کرے تو جماع نہ کرے جب تک کفارہ ظہار کا ادا نہ کرے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔

۱۱۴۴۔ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّهُ قَالَ فِي رَجُلٍ تَظَاهَرَ مِنْ أَرْبَعَةِ نِسْوَةٍ لَهُ بِكَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْهِ إِلَّا كَفَّارَةٌ وَاحِدَةٌ ۔

عروہ بن زبیر نے کہا جو شخص ظہار کرے چار عورتوں سے ایک ہی دفعہ تو اس پر ایک کفارہ لازم آئے گا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۱۴۵۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ مِثْلَ ذَلِكَ ۔

حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن نے بھی ایسا ہی کہا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا میرے نزدیک بھی ایسا ہی حکم ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے کہا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ظہار کے کفارہ میں ”جو لوگ ظہار کرتے ہیں تم میں سے اپنی عورتوں سے ان کو ایک بردہ آزاد کرنا پڑے گا قبل جماع کے اگر بردہ نہ ملے تو دو مہینے کے پے در پے روزے رکھنا ہوں گے قبل جماع کے اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو

(۱۱۴۳)مقطوع ضعیف : عبدالرزاق (۴۳۵/۶ ـ ۴۳۶) بیهقی (۳۸۵/۷ ـ ۳۸۶) ـ

(۱۱۴۴)مقطوع صحیح : بیهقی (۳۸۴/۷)، (۱۵۲۵۴) عبدالرزاق (۱۱۵۶۹) ـ

(۱۱۴۵)مقطوع صحیح : أيضاً ـ

ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا پڑے گا۔"

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو شخص ظہار کرے اپنی عورت سے کئی مرتبہ کئی مجلسوں میں اس پر ایک کفارہ لازم آئے گا البتہ اگر ایک مرتبہ ظہار کر کے کفارہ دے دیا پھر دوبارہ ظہار کیا تو پھر کفارہ لازم آئے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر کسی شخص نے ظہار کیا پھر کفارہ سے پہلے عورت سے جماع کیا تو اس پر ایک ہی کفارہ لازم آئے گا اب جب تک کفارہ نہ دے عورت سے علیحدہ رہے اور خدا سے استغفار کرے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا یہ میں نے اچھا سنا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ظہار میں محرم رضاعی یا محرم نسبی سے تشبیہ دے دونوں برابر ہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا عورتوں پر ظہار کا کفارہ نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا "جو لوگ ظہار کرتے ہیں اپنی عورتوں سے پھر لوٹ کر وہی بات کرتے ہیں" اس کا مطلب یہ ہے کہ بعد ظہار کے پھر عورت کو رکھنا اور اس سے صحبت کرنا چاہتے ہیں تو ان پر کفارہ اللہ نے واجب کیا اور جو بعد ظہار کے عورت کو طلاق دے دے اور نہ رکھے تو کچھ کفارہ نہیں اگر اور طلاق کے پھر اس سے نکاح کرے تو صحبت نہ کرے جب تک ظہار کا کفارہ نہ دے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو شخص اپنی لونڈی سے ظہار کرے پھر اس سے صحبت کرنا چاہے تو درست نہیں جب تک کفارہ نہ دے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ظہار سے ایلاء نہیں ہوتا البتہ جب ظہار سے یہ نیت ہو کہ کفارہ نہ دیں گے اور عورت کو ضرر پہنچائیں گے تو ایلاء ہو جائے گا۔

۱۱۴۶۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يَسْأَلُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ عَنْ رَجُلٍ قَالَ لِامْرَأَتِهِ كُلُّ امْرَأَةٍ أَنْكِحُهَا عَلَيْكِ مَا عِشْتِ فَهِيَ عَلَيَّ كَظَهْرِ أُمِّي فَقَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ يُجْزِيهِ عَنْ ذَلِكَ عِتْقُ رَقَبَةٍ ۔

حضرت ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عروہ بن زبیر سے پوچھا اگر کوئی شخص اپنی عورت سے کہے جب تک تو جیئے گی اگر میں دوسری عورت سے نکاح کروں تو وہ میرے پر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ۔ عروہ نے جواب دیا کہ اس شخص کو ایک بردہ آزاد کرنا کافی ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

باب ظهار العبد — غلام کے ظہار کا بیان

۱۱۴۷۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ ظِهَارِ الْعَبْدِ فَقَالَ نَحْوُ ظِهَارِ الْحُرِّ ۔

امام مالکؒ نے ابن شہابؒ سے پوچھا غلام کے ظہار کا حال۔ انہوں نے کہا مثل آزاد کے ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

(۱۱۴۷) مقطوع صحیح : عبدالرزاق (۱۳۱۸۶) ۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ غلام پر بھی کفارہ لازم آتا ہے جیسے آزاد پر۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا غلام بھی ظہار میں دو مہینے روزے رکھے۔

فائدہ: یعنی سزا میں غلام اور آزاد دونوں برابر ہیں اور غلام بردہ آزاد نہیں کر سکتا البتہ اگر مولیٰ اجازت دے تو کھانا کھلا سکتا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا غلام کے ظہار میں ایلاء شریک نہ ہوگا کیونکہ غلام جب دو مہینے کے روزے رکھے گا ایلاء کی طلاق پہلے ہی پڑ جائے گی۔

باب ما جاء في الخيار — آزادی کے وقت اختیار ہونے کا بیان

۱۱۴۸۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ فِي بَرِيرَةَ ثَلَاثُ سُنَنٍ فَكَانَتْ إِحْدَى السُّنَنِ الثَّلَاثِ أَنَّهَا أُعْتِقَتْ فَخُيِّرَتْ فِي زَوْجِهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)) وَدَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْبُرْمَةُ تَفُورُ بِلَحْمٍ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ خُبْزٌ وَأُدْمٌ مِنْ أُدْمِ الْبَيْتِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْ أَرَ بُرْمَةً فِيهَا لَحْمٌ فَقَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَلَكِنْ ذٰلِكَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ وَأَنْتَ لَا تَأْكُلُ الصَّدَقَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے سبب سے تین باتیں شرع کی معلوم ہوئیں ایک یہ کہ بریرہ جب آزاد ہوئی اس کو اختیار ہوا اگر چاہے اپنے خاوند کو چھوڑ دے۔ دوسرے یہ کہ بریرہ جب آزاد ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ولاء اس کو ملے گی جو آزاد کرے۔ تیسرے یہ کہ آنحضرت ﷺ تشریف لائے بریرہ رضی اللہ عنہا کے پاس اور ہانڈی گوشت کی چڑھی ہوئی تھی بریرہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت ﷺ کے سامنے سالن پیش کیا آپ ﷺ نے فرمایا وہ ہانڈی چڑھی ہوئی ہے گوشت کی لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! وہ گوشت صدقہ کا ہے اور آپ ﷺ صدقہ نہیں کھاتے آپ ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ ہے بریرہ پر اور ہدیہ ہے ہمارے واسطے بریرہ کی طرف سے۔

فائدہ: جب لونڈی آزاد ہو جائے اور خاوند اس کا غلام ہو تو لونڈی کو اختیار ہوتا ہے اگر چاہے نکاح اپنا فسخ کر ڈالے مالکؒ اور احمدؒ اور اسحاق اور شافعیؒ کے نزدیک یہی حکم ہے اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک اگر خاوند اس کا آزاد ہو جب بھی لونڈی کو اختیار ہوتا ہے۔ جس وقت بریرہ آزاد ہوئی اس کا خاوند آزاد تھا یا غلام اس میں بڑا اختلاف ہے۔

فائدہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ کو خرید کر آزاد کر دینا چاہا تو اس کے لوگوں نے یہ شرط لگائی کہ ولاء ہم کو ملے۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم یہ شرط قبول کر لو ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز مسکین کو صدقہ میں ملے اگر وہ ہدیہ کے طور سے غنی کو دے تو غنی کو استعمال اس کا درست ہے۔

(۱۱۴۸) بخاری (۵۰۹۷) کتاب النکاح: باب الحرة تحت العبد، مسلم (۱۰۷۵) أبو داود (۲۲۳۴) ترمذی (۱۱۵۴) نسائی (۳۴۴۷) ابن ماجه (۲۰۷۶) أحمد (۱۷۸/۶) (۲۵۹۶۶) دارمی (۲۲۹۰)۔

۱۱۴۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي الْأَمَةِ تَكُونُ تَحْتَ الْعَبْدِ فَتَعْتِقُ إِنَّ الْأَمَةَ لَهَا الْخِيَارُ مَا لَمْ يَمَسَّهَا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ لونڈی اگر غلام کے نکاح میں ہو پھر آزاد ہو جائے تو اس کو اختیار ہوگا جب تک بعد آزادی کے اس کا شوہر اس سے جماع نہ کرے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر خاوند نے بعد آزادی کے اس سے جماع کیا اور لونڈی نے یہ کہا کہ مجھ کو یہ مسئلہ اختیار کا معلوم نہیں تھا تو یہ عذر اس کا مسموع نہ ہوگا اور اس کو اختیار نہ رہے گا۔

۱۱۵۰۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ مَوْلَاةً لِبَنِي عَدِيٍّ يُقَالُ لَهَا زَبْرَاءُ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ عَبْدٍ وَهِيَ أَمَةٌ يَوْمَئِذٍ فَعَتَقَتْ قَالَتْ فَأَرْسَلَتْ إِلَيَّ حَفْصَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَتْنِي فَقَالَتْ إِنِّي مُخْبِرَتُكِ خَبَرًا وَلَا أُحِبُّ أَنْ تَصْنَعِي شَيْئًا إِنَّ أَمْرَكِ بِيَدِكِ مَا لَمْ يَمْسَسْكِ زَوْجُكِ فَإِنْ مَسَّكِ فَلَيْسَ لَكِ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ قَالَتْ فَقُلْتُ هُوَ الطَّلَاقُ ثُمَّ الطَّلَاقُ ثُمَّ الطَّلَاقُ فَفَارَقَتْهُ ثَلَاثًا۔

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ لونڈی بنی عدی کی جس کا نام زبراء تھا ایک غلام کے نکاح میں تھی۔ وہ آزاد ہوگئی۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اس کو بلایا اور کہا میں تجھ سے ایک بات کہتی ہوں مگر یہ نہیں چاہتی کہ تو کچھ کر بیٹھے تجھے اختیار ہے جب تک تیرا خاوند تجھ سے جماع نہ کرے اگر جماع کرے گا پھر تجھے اختیار نہ رہے گا زبراء بول اٹھی اگر ایسا ہی ہے تو طلاق ہے پھر طلاق ہے پھر طلاق ہے۔ جدا ہوگئی اپنے خاوند سے تین بار کہہ کر۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

۱۱۵۱۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ أَيُّمَا رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَبِهِ جُنُونٌ أَوْ ضَرَرٌ فَإِنَّهَا تُخَيَّرُ فَإِنْ شَاءَتْ قَرَّتْ وَإِنْ شَاءَتْ فَارَقَتْ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ سعید بن مسیب نے کہا جو شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور خاوند کو جنون یا اور کوئی مرض (جیسے جذام یا برص) نکلے تو عورت کو اختیار ہے خواہ مرد کے پاس رہے یا جدا رہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو لونڈی غلام کے نکاح میں آئے پھر آزاد ہو جائے قبل صحبت کے اور خاوند سے جدا ہونا اختیار کرے تو اس کو

(۱۱۴۹) موقوف صحیح: عبدالرزاق (۱۸/۱۳۰۱) ابن ابی شیبۃ (۱۶۵۲۹) بیہقی (۲۲۵/۷) رقم (۱۴۲۸۵)۔

(۱۱۵۰) موقوف ضعیف: عبدالرزاق (۱۳۰۱۷) بیہقی (۲۲۵/۷) الشافعی فی الام (۱۲۲/۵)۔

(۱۱۵۱) مقطوع ضعیف: بیہقی (۲۱۵/۷) (۱۴۲۳۲) عبدالرزاق (۲۵۰/۶) (۱۰۷۰۸)۔

مہر نہ ملے گا ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ابن شہابؒ کہتے تھے جب مرد اپنی عورت کو طلاق دے اور عورت خاوند کو اختیار کرے تو طلاق نہ پڑے گی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا میں نے یہ اچھا سنا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جب مرد عورت کو اختیار دے اور عورت اپنے تئیں اختیار کرے (یعنی خاوند سے جدائی چاہے) تو تین طلاق پڑ جائیں گی۔ اگر خاوند کہے میں نے ایک طلاق کا اختیار دیا تھا تو یہ نہ سنا جائے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر خاوند نے بی بی کو طلاق کا اختیار دیا عورت نے کہا میں نے ایک طلاق قبول کی خاوند نے کہا میری غرض یہ نہ تھی۔ میں نے تجھے تین طلاق کا اختیار دیا تھا مگر عورت ایک ہی طلاق کو قبول کرے زیادہ نہ لے تو وہ خاوند سے جدا نہ ہوگی۔

باب ما جاء في الخلع — خلع کا بیان

۱۱۵۲۔ عَنْ حَبِيبَةَ بِنْتِ سَهْلٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى الصُّبْحِ فَوَجَدَ حَبِيبَةَ بِنْتَ سَهْلٍ عِنْدَ بَابِهِ فِي الْغَلَسِ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هَذِهِ فَقَالَتْ أَنَا حَبِيبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ مَا شَأْنُكِ قَالَتْ لَا أَنَا وَلَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ لِزَوْجِهَا فَلَمَّا جَاءَ زَوْجُهَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذِهِ حَبِيبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ قَدْ ذَكَرَتْ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَذْكُرَ فَقَالَتْ حَبِيبَةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كُلُّ مَا أَعْطَانِي عِنْدِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ خُذْ مِنْهَا فَأَخَذَ مِنْهَا وَجَلَسَتْ فِي بَيْتِ أَهْلِهَا۔

حضرت حبیبہ بنت سہل رضی اللہ عنہا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندھیرے منہ فجر کی نماز کو نکلے حبیبہ کو دروازے پر پایا پوچھا کون ہے؟ بولی میں حبیبہ ہوں بنت سہل یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں کیا ہے؟ بولی یا رسول اللہ! میں نہیں یا ثابت بن قیس نہیں۔ جب ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا اس حبیبہ بنت سہل نے جو کچھ اللہ کو منظور تھا مجھ سے کہا۔ حبیبہ نے کہا یا رسول اللہ! ثابت نے جو کچھ مجھے دیا ہے وہ میرے پاس موجود ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت سے فرمایا تم اپنی چیز لے لو انہوں نے لے لی اور حبیبہ اپنے میکے میں بیٹھ رہیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔ علامہ البانیؒ نے اسے **صحیح** کہا ہے۔ [صحیح ابو داود (۱۹۲۹)]

فائدہ: جو کچھ شکایتیں حبیبہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کی تھیں آپ نے ان کے سامنے بیان کرنا مناسب نہ جانا صرف مطلب پر اکتفا کیا۔

فائدہ: یہ پہلا خلع تھا دین اسلام میں خلع اسی کو کہتے ہیں کہ خاوند عورت سے کچھ مال لے کر اس کو چھوڑ دے۔

(۱۱۵۲) صحیح :أبو داود (۲۲۲۷) كتاب الطلاق : باب في الخلع ' نسائي (۳۴۶۲) أحمد (۴۳۳/۶ ـ ۴۳۴)' (۲۷۹۹۰) دارمي (۲۲۷۱) ابن حبان في صحيحه (۱۱۰/۱۰) طبري في جامع البيان (۴۸۰۹) ۔

۱۱۵۳۔ عَنْ مَّوْلَاةٍ لِّصَفِيَّةَ بِنْتِ اَبِيْ عُبَيْدٍ اَنَّهَا اخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِهَا بِكُلِّ شَيْئٍ لَّهَا فَلَمْ يُنْكِرْ ذَالِكَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ ۔

حضرت صفیہ بنت ابی عبید کی لونڈی نے خلع کیا اپنے خاوند سے سارے مال کے بدلے میں تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو برا نہ جانا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو ضعیف کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو عورت مال دے کر اپنا پیچھا چھڑائے پھر معلوم ہو کہ خاوند نے سراسر ظلم کیا تھا اور عورت کا کچھ قصور نہ تھا بلکہ خاوند نے زور ڈال کر زبردستی سے اس کا پیسہ مار لیا تھا تو عورت پر طلاق پڑ جائے گی۔ اور مال اس کا پھروایا جائے گا۔ میں نے یہی سنا اور میرے نزدیک یہی حکم ہے۔ اگر عورت جتنا خاوند نے اس کو دیا ہے اس سے زیادہ دے کر اپنا پیچھا چھڑائے تو کچھ قباحت نہیں۔

باب طلاق المختلعة — مختلعہ کی طلاق کا بیان

۱۱۵۴۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ رُبَيِّعَ بِنْتَ مُعَوَّذِ بْنِ عَفْرَاءَ جَائَتْ هِيَ وَعَمُّهَا إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَأَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا اخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِهَا فِي زَمَانِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَلَمْ يُنْكِرْهُ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عِدَّتُهَا عِدَّةُ الْمُطَلَّقَةِ ۔

نافع سے روایت ہے کہ ربیع بنت معوذ بن عفراء اور ان کی پھوپھی آئیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس اور بیان کیا کہ انہوں نے خلع کیا تھا اپنے خاوند سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں۔ جب یہ خبر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پہنچی انہوں نے برا نہ جانا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جو عورت خلع کرے اس کی عدت مثل مطلقہ کی عدت کے ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر صحیح کہا ہے۔

۱۱۵۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ وَابْنَ شِهَابٍ كَانُوا يَقُولُونَ عِدَّةُ الْمُخْتَلِعَةِ مِثْلُ عِدَّةِ الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثَةُ قُرُوءٍ ۔

امام مالک کو پہنچا کہ سعید بن مسیب اور سلیمان بن یسار اور ابن شہاب کہتے تھے جو عورت خلع کرے اور وہ تین طہر تک عدت کرے جیسے مطلقہ عدت کرتی ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے ضعیف کہا ہے۔

(۱۱۵۳) موقوف ضعيف ابن أبي شيبة (۱۲۹/٤) (۱۸۵۲۱) بيهقي (۳۱۰/۷) (۱٤۸۵۵) ۔

(۱۱۵٤) موقوف صحيح ابن ابي شيبة (۱۲٤/٤) (۱۸٤۵٦) بيهقي (۳۱۵/۷ ۔ ۳۱٦) (۱٤۸۵۸) ۔

(۱۱۵۵) مقطوع ضعيف :ابن ابي شيبة (۱۲۳/٤ ۔ ۱۲٤) (۱۸٤۵۳) بيهقي (٤۵۰/۷) (۱۵۵۹٦) عبدالرزاق (۵۰۷/٦) (۱۱۸٦۱) ۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو عورت مال دے کر اپنا پیچھا چھڑائے تو پھر اپنے خاوند سے مل نہیں سکتی مگر نیا نکاح کرے۔ پھر اگر اس نے نکاح کیا اسی خاوند سے اور اس نے چھوڑ دیا قبل جماع کے تو دوبارہ عدت نہ کرے بلکہ پہلی عدت ہی پوری کر لے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا میں نے اچھا سنا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جب عورت کو کچھ مال دے اس شرط پر کہ خاوند اس کو طلاق دے دے اور خاوند تین طلاق ایک ہی دفعہ اس کو دے دے تو تین طلاق پڑ جائیں گی اور جو ایک طلاق دے کر چپ ہو رہے پھر دوسری یا تیسری طلاق دے تو چپ ہو جانے کے بعد جو طلاق دی ہے لغو ہو جائے گی۔

فائدہ: کیونکہ وہ پہلی طلاق سے بائن ہو گئی اب دوسری تیسری طلاق کا محل نہ رہا۔

باب ما جاء في اللعان — لعان کا بیان

خاوند اگر اپنی بی بی کو زنا کی تہمت کرے تو قاضی کے سامنے خاوند اور جورو دونوں سے قسمیں لے کر تفریق کر دیتے ہیں اس کو لعان کہتے ہیں اور خاوند جورو کو متلاعنین کہتے ہیں۔

١١٥٦۔ عَنْ سَهْلِ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُوَيْمِرًا الْعَجْلَانِيَّ جَاءَ إِلَى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ لَهُ يَا عَاصِمُ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ سَلْ لِي يَا عَاصِمُ عَنْ ذَلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ عَاصِمٌ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَكَرِهَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا حَتَّى كَبُرَ عَلَى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ إِلَى أَهْلِهِ جَاءَهُ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ يَا عَاصِمُ مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمٌ لِعُوَيْمِرٍ لَمْ تَأْتِنِي بِخَيْرٍ قَدْ كَرِهَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْأَلَةَ الَّتِي سَأَلْتُهُ عَنْهَا فَقَالَ عُوَيْمِرٌ وَاللّٰهِ لَا أَنْتَهِي حَتَّى أَسْأَلَهُ عَنْهَا فَقَامَ عُوَيْمِرٌ حَتَّى أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَطَ النَّاسِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُنْزِلَ فِيكَ وَفِي صَاحِبَتِكَ فَاذْهَبْ فَأْتِ بِهَا قَالَ سَهْلٌ فَتَلَاعَنَا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ تَلَاعُنِهِمَا قَالَ عُوَيْمِرٌ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَالِك قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَكَانَتْ تِلْكَ بَعْدُ سُنَّةَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ۔

(١١٥٦) بخاري (٥٢٥٩) كتاب الطلاق : باب من أجاز طلاق الثلاث ' مسلم (١٤٩٢) أبو داود (٢٢٤٥) نسائي (٣٤٠٢) ابن ماجه (٢٠٦٦) أحمد (٣٣٦/٥ ـ ٣٣٧) (٢٣٢٣٩) دارمي (٢٢٢٩)۔

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور پوچھا کہ اگر کوئی شخص اپنی جورو کے ساتھ غیر مرد کو پائے اگر اس کو مار ڈالے تو خود بھی مارا جاتا ہے پھر کیا کرے تم میرے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مسئلے کو پوچھو۔ عاصم رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے اس سوال کو ناپسند کیا اور برا کہا۔ عاصم کو یہ امر نہایت دشوار ہوا جب لوٹ کر اپنے گھر میں آئے۔ عویمر رضی اللہ عنہ نے آن کر پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟ عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا تم سے مجھے بھلائی نہ پہنچی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال کو برا جانا عویمر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم خدا کی میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بغیر پوچھے نہ رہوں گا۔ پھر عویمر رضی اللہ عنہ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوگ سب جمع تھے انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ! اگر کوئی بیگانے مرد کو اپنی بی بی کے ساتھ پائے اور اس کو مار ڈالے تو خود مارا جاتا ہے پھر کیا کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے اور تمہاری بی بی کے حق میں اللہ کا حکم اترا ہے تم اپنی بی بی کو لے آؤ۔ سہل رضی اللہ عنہ نے کہا دونوں نے آن کر لعان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اور میں اس وقت موجود تھا جب لعان سے فارغ ہوئے عویمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! اگر میں اس عورت کو رکھوں تو گویا میں نے جھوٹ بولا یہ کہہ کر تین طلاق دے دیں بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہے ہوئے۔ ابن شہاب نے کہا پھر یہی طریقہ متلاعنین کا جاری رہا۔

فائدہ: ہر چند کہ متلاعنین میں لعان کے بعد خود بخود تفریق کی جاتی ہے پھر کبھی مل نہیں سکتے مگر عویمر رضی اللہ عنہ نے غصے میں آن کر تین طلاق دے دیں۔

۱۱۵۷۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا لَاعَنَ امْرَأَتَهُ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَانْتَفَلَ مِنْ وَلَدِهَا فَفَرَّقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْأَةِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے لعان کیا اپنی عورت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور اس کے لڑکے کو یہ کہا کہ میرا نہیں ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تفریق کر دی ان دونوں میں اور لڑکے کو ماں کے حوالے کر دیا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے کہا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ''اور جو لوگ تہمت لگاتے ہیں اپنی جوروؤں کو اور کوئی گواہ نہ ہو ان کے پاس سوائے ان کے خود کے تو ایسے کسی کی گواہی یہ ہے کہ چار گواہی دے اللہ کے نام کی کہ بے شک یہ شخص سچا ہے اور پانچویں یہ کہ اللہ کی پھٹکار ہو اس شخص پر اگر وہ جھوٹا اور عورت سے ٹلتی ہے ماریوں کہ گواہی دے چار گواہی اللہ کے نام کی کہ بے شک وہ شخص جھوٹا ہے اور پانچویں یہ کہ اللہ کا غضب آئے اس عورت پر اگر وہ شخص سچا ہے۔''

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک سنت یہ ہے کہ متلاعنین پھر کبھی آپس میں نکاح نہیں کر سکتے اور اگر خاوند بعد لعان کے اپنے آپ کو جھٹلائے تو اس کے تئیں حدِ قذف پڑے گی اور لڑکے کا نسب پھر اس سے بلا دیا جائے گا یہی سنت ہمارے ہاں چلی آتی ہے جس میں نہ کوئی شک ہے نہ اختلاف۔

(۱۱۵۷) بخاری (۵۳۱۵) كتاب الطلاق : باب يلحق الولد بالملاعنة، مسلم (۱٤۹٤) أبو داود (۲۲۵۹) ترمذی (۱۲۰۳) نسائی (۳٤۷۷) ابن ماجه (۲۰٦۹) أحمد (۷/۲) (٤۵۲۷) دارمی (۲۲۳۲)۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جب مرد اپنی عورت کو طلاق بائن دے پھر اس کے حمل کو کہے کہ میرا نہیں ہے تو لعان واجب ہوگا۔ جس حالت میں وہ حمل اتنے دنوں کا ہو کہ اس کا ہوسکتا ہو ہمارے نزدیک یہی حکم ہے اور ہم نے ایسا ہی سنا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنی عورت کو تین طلاق دیں اور حمل کا اس کو اقرار تھا بعد اس کے اس کو زنا کی تہمت لگائی تو خاوند پر حد قذف پڑے گی اور لعان اس پر واجب نہ ہوگا البتہ اگر بعد طلاق کے اس کے حمل کا انکار کرے تو لعان واجب ہے۔ میں نے ایسا ہی سنا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ غلام بھی آزاد شخص کے مثل ہے لعان میں اور قذف میں مگر جو شخص لونڈی کو تہمت زنا کی لگائے تو اس پر حد قذف لازم نہ ہوگی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مسلمان لونڈی اور آزاد عورت یہودی یا نصرانی کو مسلمان آزاد مرد نکاح کرے اور اس کو تہمت زنا کی لگائے تو لعان واجب ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص لعان کرے اپنی عورت سے پھر ایک یا دو گواہیوں کے بعد اپنے آپ کو جھٹلائے تو حد قذف لگائی جائے گی اور تفریق نہ ہوگی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی عورت کو طلاق دے پھر تین مہینے کے بعد عورت کہے میں حاملہ ہوں اور خاوند اس کے حمل کا انکار کرے تو لعان واجب ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس لونڈی سے خاوند اس کا لعان کرے پھر اس کو خریدے تو اس سے وطی نہ کرے کیونکہ سنت جاری ہے کہ متلاعنین کبھی جمع نہیں ہوتے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر خاوند لعان کرے اپنی عورت سے قبل صحبت کے تو عورت کو آدھا مہر ملے گا۔

باب میراث ولد الملاعنة جس عورت سے لعان کیا جائے اس عورت کے بچے کی میراث کا بیان

۱۱۵۸۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانَ يَقُولُ فِي وَلَدِ الْمُلَاعَنَةِ وَوَلَدِ الزِّنَا إِنَّهُ إِذَا مَاتَ وَرِثَتْهُ أُمُّهُ حَقَّهَا فِي كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالَى وَإِخْوَتُهُ لِأُمِّهِ حُقُوقَهُمْ وَيَرِثُ الْبَقِيَّةَ مَوَالِي أُمِّهِ إِنْ كَانَتْ مَوْلَاةً وَإِنْ كَانَتْ عَرَبِيَّةً وَرِثَتْ حَقَّهَا وَوَرِثَ إِخْوَتُهُ لِأُمِّهِ حُقُوقَهُمْ وَكَانَ مَا بَقِيَ لِلْمُسْلِمِينَ ۔

امام مالکؒ نے کہا کہ عروہ بن زبیر کہتے تھے کہ ملاعنہ کا بچہ اور ولد زنا جب مر جائے تو ماں اس کی اپنے حصہ کے موافق وارث ہوگی اور جو اس کے مادری بھائی ہیں وہ بھی وارث ہوں گے اور جو کچھ بچے گا وہ اس کی ماں کے مولیٰ کو ملے گا اگر ماں اس کی لونڈی ہو آزاد کی ہوئی اور جو آزاد ہو عربی تو بعد دینے ماں اور بھائیوں کے حصے کے جو کچھ بچے گا وہ بیت المال میں داخل ہوگا۔

(۱۱۵۸) مقطوع ضعیف :ابن ابی شیبة (۲۷۶/۶) بیهقی (۲۵۹/۶) ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ سلیمان بن یسار سے بھی مجھے ایسا ہی پہنچا اور اس پر میں نے اہل علم کو پایا۔

باب طلاق البكر — کنواری کی طلاق کا بیان

۱۱۵۹۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِيَاسِ بْنِ الْبُكَيْرِ أَنَّهُ قَالَ طَلَّقَ رَجُلٌ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا ثُمَّ بَدَا لَهُ أَنْ يَنْكِحَهَا فَجَاءَ يَسْتَفْتِي فَذَهَبْتُ مَعَهُ أَسْأَلُ لَهُ فَسَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَا لَا نَرَى أَنْ تَنْكِحَهَا حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ قَالَ فَإِنَّمَا طَلَاقِي إِيَّاهَا وَاحِدَةٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّكَ أَرْسَلْتَ مِنْ يَدِكَ مَا كَانَ لَكَ مِنْ فَضْلٍ ۔

حضرت محمد بن ایاس بن بکیر نے کہا کہ ایک شخص نے اپنی بی بی کو تین طلاق دیں قبل وطی کے پھر اس سے نکاح کرنا چاہا پھر گیا مسئلہ پوچھنے۔ میں بھی اس کے ساتھ گیا۔ اس نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا دونوں نے کہا کہ تجھ کو نکاح اس عورت سے درست نہیں جب تک وہ عورت دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے وہ شخص بولا میری ایک طلاق سے وہ عورت بائن ہوگئی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا تو نے اپنے ہاتھ سے خود اختیار کھو دیا (یعنی ایک طلاق کافی تھی تین طلاق بے فائدہ دیں اب جب دے دی تو کیا ہو سکتا ہے بدون حلالہ کے درست نہیں)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔ شیخ البانیؒ نے اسے **صحیح** کہا ہے۔[صحیح ابو داود (۱۹۲۴)]

۱۱۶۰۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ يَسْأَلُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا قَالَ عَطَاءٌ فَقُلْتُ إِنَّمَا طَلَاقُ الْبِكْرِ وَاحِدَةٌ فَقَالَ لِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ إِنَّمَا أَنْتَ قَاصٌّ الْوَاحِدَةُ تُبِينُهَا وَالثَّلَاثَةُ تُحَرِّمُهَا حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ۔

حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے پوچھنے لگا جو شخص اپنی عورت کو تین طلاق دے قبل جماع کے اس کا کیا حکم ہے عطاءؒ نے کہا کہ بکر (کنواری) پر ایک طلاق پڑتی ہے۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا تو تو قصہ خواں ہے۔ ایک طلاق سے بائن ہو جاتی ہے اور تین طلاق سے حرام ہو جاتی ہے یہاں تک کہ دوسرے شخص سے نکاح کرے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی بغیر سمجھے بوجھے جو بات چاہتا ہے کہہ دیتا ہے۔ قاص کہتے ہیں اس شخص کو جو وعظ و نصیحت کرے حکایتیں بیان کرے مگر علم

(۱۱۵۹) موقوف صحیح :أبو داود (۲۱۹۸) كتاب الطلاق : باب لسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث ' بيهقي (۳۳۵/۷) رقم (۱۴۹۶۵ ' ۱۴۹۶۶ ' ۱۴۹۶۷) الشافعي في المسند (۷۰/۲) ـ

(۱۱۶۰) موقوف صحيح :عبد الرزاق في المصنف (۳۳۴/۶) طحاوي في شرح المعاني الآثار (۵۸/۳) ـ

فقہ میں دخل نہ رکھتا ہو۔

۱۱۶۱۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَعَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ فَجَاءَهُمَا مُحَمَّدُ بْنُ إِيَاسِ بْنِ الْبُكَيْرِ فَقَالَ إِنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا فَمَاذَا تَرَيَانِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ مَا لَنَا فِيهِ قَوْلٌ فَاذْهَبْ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ فَإِنِّي تَرَكْتُهُمَا عِنْدَ عَائِشَةَ فَسَلْهُمَا ثُمَّ ائْتِنَا فَأَخْبِرْنَا فَذَهَبَ فَسَأَلَهُمَا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِأَبِي هُرَيْرَةَ أَفْتِهِ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَقَدْ جَاءَتْكَ مُعْضِلَةٌ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ الْوَاحِدَةُ تُبِينُهَا وَالثَّلَاثَةُ تُحَرِّمُهَا حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِثْلَ ذَلِكَ۔

حضرت معاویہ بن ابی عیاش عبداللہ بن زبیر اور عاصم بن عمر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں محمد بن ایاس بن بکیر آئے اور کہا کہ ایک شخص بدوی نے اپنی عورت کو تین طلاق دیں قبل صحبت کے تمہاری کیا رائے ہے؟ عبداللہ بن زبیر نے کہا اس مسئلے میں ہمیں کچھ نہیں معلوم۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ میں ان دونوں کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس چھوڑ کر آیا ہوں اور جو وہ کہیں اس سے مجھے بھی خبر کرنا۔ محمد بن ایاس وہاں گئے اور ان سے جا کر پوچھا۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم بتاؤ کہ ایک مشکل مسئلہ تمہارے پاس آیا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک طلاق میں دوصورت بائن ہوگئی اور تین طلاق میں حرام ہوگئی جب تک دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے پھر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی کہا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔ اگر ثیبہ عورت سے کوئی نکاح کرے اور قبل جماع کے اسے تین طلاق دے دے تو وہ حرام ہو جائے گی یہاں تک کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے۔

باب طلاق المريض — بیمار کی طلاق کا بیان

۱۱۶۲۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ وَهُوَ مَرِيضٌ فَوَرَّثَهَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ مِنْهُ بَعْدَ انْقِضَاءِ عِدَّتِهَا۔

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بیماری کی حالت میں اپنی عورت کو تین طلاق دیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے ترکے میں سے ان کو حصہ دلایا بعد عدت گزرنے کے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

(۱۱۶۱) **موقوف صحیح**: الشافعی فی المسند (۷۰۱/۲) وفی الام (۱۳۸/۵) شرح معانی الآثار (۵۷/۳)۔

(۱۱۶۲) **موقوف صحیح**: عبدالرزاق (۱۲۱۹۵)۔ ابن ابی شیبۃ (۱۹۰۶۲) بیہقی (۳۶۲/۷) رقم (۱۵۱۲۶)۔

فائدہ: خاوند اپنی بیماری میں اس خیال سے کہ عورت کو ترکہ نہ پہنچے طلاق دے کر مر جائے تو امام مالکؒ کے نزدیک ہر طرح سے وارث ہوتی ہے اور امام احمدؒ کے نزدیک جب تک دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے وارث ہوتی ہے اور شافعیؒ کے نزدیک وارث نہیں ہوتی اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اگر عدت کے اندر خاوند مر جائے تو وارث ہوتی ہے ورنہ نہیں۔

۱۱۶۳۔ عَنِ الْأَعْرَجِ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَرَّثَ نِسَاءَ ابْنِ مُكْمِلٍ مِنْهُ وَكَانَ طَلَّقَهُنَّ وَهُوَ مَرِيضٌ۔

اعرج سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ابن مکمل کی عورتوں کو ترکہ دلایا اور وہ بیماری میں طلاق دے کر مر گیا تھا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: طلاق سے دو برس کے بعد مرا تو عدت کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ترکہ دلایا۔(زرقانی)

۱۱۶۴۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقُولُ بَلَغَنِي أَنَّ امْرَأَةَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ سَأَلَتْهُ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَقَالَ إِذَا حِضْتِ ثُمَّ طَهُرْتِ فَآذِنِينِي فَلَمْ تَحِضْ حَتَّى مَرِضَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فَلَمَّا طَهُرَتْ آذَنَتْهُ فَطَلَّقَهَا الْبَتَّةَ أَوْ تَطْلِيقَةً لَمْ يَكُنْ بَقِيَ لَهُ عَلَيْهَا مِنَ الطَّلَاقِ غَيْرُهَا وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ يَوْمَئِذٍ مَرِيضٌ فَوَرَّثَهَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ مِنْهُ بَعْدَ انْقِضَاءِ عِدَّتِهَا ۔

حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن کہتے تھے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی بی بی نے ان سے طلاق مانگی۔عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے یہ کہا جب تو حیض سے پاک ہو مجھے خبر کر دینا اس کو حیض ہی نہ آیا یہاں تک کہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے اس وقت حیض سے پاک ہوئی اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے کہا۔عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اس کو تین طلاق دے دیں یا آخری طلاق دے دی پھر عبدالرحمٰن مر گئے۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی بی بی کو ترکہ دلایا باوجود گزر جانے عدت کے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔

۱۱۶۵۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ قَالَ كَانَتْ عِنْدَ جَدِّي حَبَّانَ امْرَأَتَانِ هَاشِمِيَّةٌ وَأَنْصَارِيَّةٌ فَطَلَّقَ الْأَنْصَارِيَّةَ وَهِيَ تُرْضِعُ فَمَرَّتْ بِهَا سَنَةٌ ثُمَّ هَلَكَ عَنْهَا وَلَمْ تَحِضْ فَقَالَتْ أَنَا أَرِثُهُ لَمْ أَحِضْ فَاخْتَصَمَتَا إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَقَضَى لَهَا بِالْمِيرَاثِ فَلَامَتِ الْهَاشِمِيَّةُ عُثْمَانَ فَقَالَ هَذَا عَمَلُ ابْنِ عَمِّكِ هُوَ أَشَارَ عَلَيْنَا بِهَذَا يَعْنِي عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ ۔

(۱۱۶۳) موقوف ضعیف : عبدالرزاق (۱۲۱۹۶) ابن ابی شیبة (۱۹۰۲۸، ۱۹۰۳۵) بیهقی (۳۶۲/۷ ـ ۳۶۳) ـ

(۱۱٦٤) موقوف ضعیف : بیهقی (۳٦۳/۷) رقم (۱۵۱۲۹) ـ

(۱۱٦٥) موقوف ضعیف : بیهقی (٤۱۹/۷) رقم (۱٥٤۰۹، ۱٥٤۱۰) عبدالرزاق (۱۱۱۰۲) ـ

حضرت محمد بن یحییٰ بن حبان سے روایت ہے کہ میرے دادا حبان کے پاس دو بیبیاں تھیں ایک ہاشمی اور ایک انصاریؑ انصاری کو انہوں نے طلاق دی اور وہ دودھ پلایا کرتی تھی۔ ایک برس تک اس کو حیض نہ آیا بعد اس کے حبان مر گئے۔ وہ بولی میں ترکہ لوں گی کیونکہ مجھے حیض نہیں آیا اور میری عدت نہیں گزری۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس یہ مقدمہ پیش ہوا انہوں نے ترکہ دلانے کا حکم کیا۔ ہاشمی عورت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو برا کہنے لگی انہوں نے کہا یہ حکم تو تیرے چچا کے بیٹے کا ہے انہوں نے مجھ سے ایسا ہی کہا تھا یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ہاشمی تھے وہ عورت بھی ہاشمی تھی اس کا دل خوش کرنے کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ دیا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ابن شہابؒ کہتے تھے اگر کوئی بیماری میں اپنی عورت کو تین طلاق دے کر مر جائے تو اس کو ترکہ ملے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر بیماری میں ایسی عورت کو طلاق دے جس سے صحبت نہ کی ہو تو اس کو آدھا مہر اور ترکہ ملے گا اور عدت لازم نہ آئے گی اور اگر صحبت کے بعد طلاق دے تو پورا مہر اور ترکہ ملے گا باکرہ اور ثیبہ اس حکم میں برابر ہیں۔

باب ما جاء في متعة الطلاق — طلاق میں متعہ دینے کا بیان

متعہ اس کو کہتے ہیں جو خاوند عورت کو طلاق کے وقت سلوک کے طور پر کچھ دیتا ہے ادنیٰ اس کا یہ ہے کہ ایک جوڑا کپڑے اور اعلیٰ یہ ہے کہ ایک غلام یا لونڈی دے۔ متعہ دینا ہر عورت مطلقہ کو مستحب ہے اور جس عورت کو مہر مقرر نہ ہوا ہو قبل صحبت کے خاوند اس کو طلاق دے دے تو متعہ دینا واجب ہے۔

۱۱۶۶۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ طَلَّقَ امْرَأَةً لَهُ فَمَتَّعَ بِوَلِيدَةٍ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے اپنی عورت کو طلاق دی تو متعہ میں ایک لونڈی دی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

۱۱۶۷۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لِكُلِّ مُطَلَّقَةٍ مُتْعَةٌ إِلَّا الَّتِي تُطَلَّقُ وَقَدْ فُرِضَ لَهَا صَدَاقٌ وَلَمْ تُمَسَّ فَحَسْبُهَا نِصْفُ مَا فُرِضَ لَهَا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے ہر مطلقہ کو متعہ ملے گا مگر جس عورت کا مہر مقرر ہو گیا ہو اور قبل صحبت کے اس کو طلاق دی جائے تو اس کو آدھا مہر دینا کافی ہے۔

(۱۱۶۶) موقوف ضعيف : عبدالرزاق (۱۲۲۵۳، ۱۲۲۵٤) ابن ابی شيبة (۱۸۷۰۱) سعيد بن منصور (۱۷٦۸، ۱۷٦۹) بيهقی (۷/۲٤٤) رقم (۱٤٤۰۷)۔

(۱۱٦۷) موقوف صحيح : عبدالرزاق (۱۲۲۲٤) ابن ابی شيبة (۱۸٦۹۲) سعيد بن منصور (۱۷۷۳) بيهقی (۷/۲۵۷) رقم (۱٤٤۹۱)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ابن شہابؒ کہتے تھے ہر مطلقہ کو متعہ ملے گا' قاسم بن محمدؒ سے بھی مجھے ایسا ہی پہنچا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک متعہ کی کوئی حد نہیں ہے نہ قلیل کی نہ کثیر کی۔

باب ما جاء في طلاق العبد — غلام کی طلاق کا بیان

۱۱۶۸۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ نُفَيْعًا مُكَاتَبًا كَانَ لِأُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ عَبْدًا لَهَا كَانَتْ تَحْتَهُ امْرَأَةٌ حُرَّةٌ فَطَلَّقَهَا اثْنَتَيْنِ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُرَاجِعَهَا فَأَمَرَهُ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَأْتِيَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَيَسْأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ فَلَقِيَهُ عِنْدَ الدَّرَجِ آخِذًا بِيَدِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فَسَأَلَهُمَا فَابْتَدَرَاهُ جَمِيعًا فَقَالَا حَرُمَتْ عَلَيْكَ حَرُمَتْ عَلَيْكَ ۔

حضرت سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ نفیع مکاتب تھا حضرت اُم سلمہ کا یا غلام تھا اس کے نکاح میں ایک عورت آزاد تھی اس کو دو طلاق دیں پھر رجعت کرنا چاہا۔ آنحضرت ﷺ کی بیبیوں نے اس کو حکم کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے جا کر مسئلہ پوچھ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے جا کر ملا درج میں (ایک مقام کا نام ہے مدینہ میں) وہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے جب اس نے مسئلہ پوچھا دونوں نے کہا وہ عورت تجھ پر حرام ہوگئی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **صحیح لغیرہ** کہا ہے۔

فائدہ: کیونکہ غلام کو دو ہی طلاق کا اختیار ہے جیسے آزاد کو تین طلاق کا۔

۱۱۶۹۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ نُفَيْعًا مُكَاتَبًا كَانَ لِأُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَّقَ امْرَأَةً حُرَّةً تَطْلِيقَتَيْنِ فَاسْتَفْتَى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَقَالَ حَرُمَتْ عَلَيْكَ ۔

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ نفیع جو مکاتب تھا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا اس نے اپنی بی بی کو دو طلاق دیں پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مسئلہ پوچھا انہوں نے کہا حرام ہوگئی تجھ پر۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۱۷۰۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ أَنَّ نُفَيْعًا مُكَاتَبًا كَانَ لِأُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى

(۱۱۶۸)موقوف صحيح لغيره: عبدالرزاق (۱۲۹۴٤) ابن ابی شيبة (۱۸۲٤۲) سعيد بن منصور (۱۳۲۸) بيهقى (۳٦۹'۳٦۸'۳٦۰/۷)۔

(۱۱٦۹)موقوف صحيح: أيضاً، الشافعى فى الام (۲۵۸/۵) وفى المسند (۷۷/۲)۔

(۱۱۷۰)موقوف ضعيف: أيضاً، معرفة السنن والآثار (٤۹۹/۵)۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَفْتَى زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَقَالَ إِنِّى طَلَّقْتُ امْرَأَةً حُرَّةً تَطْلِيقَتَيْنِ فَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ حَرُمَتْ عَلَيْكَ۔

حضرت محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی سے روایت ہے کہ نفیع جو مکاتب تھا حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا اس نے مسئلہ پوچھا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے اپنی آزاد عورت کو دو طلاق دی ہیں۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا وہ عورت حرام ہوگئی تیرے اُوپر۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

۱۱۷۱۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ إِذَا طَلَّقَ الْعَبْدُ امْرَأَتَهُ تَطْلِيقَتَيْنِ فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْهِ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ حُرَّةً كَانَتْ أَوْ أَمَةً وَعِدَّةُ الْحُرَّةِ ثَلَاثُ حِيَضٍ وَعِدَّةُ الْأَمَةِ حَيْضَتَانِ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جب غلام اپنی عورت کو دو طلاق دے تو وہ اس پر حرام ہو جائے گی یہاں تک کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے خواہ اس کی بی بی لونڈی ہو یا آزاد۔ عورت کی عدت تین حیض ہے اور لونڈی کی عدت دو حیض ہیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

۱۱۷۲۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ مَنْ أَذِنَ لِعَبْدِهِ أَنْ يَنْكِحَ فَالطَّلَاقُ بِيَدِ الْعَبْدِ لَيْسَ بِيَدِ غَيْرِهِ مِنْ طَلَاقِهِ شَيْءٌ فَأَمَّا أَنْ يَأْخُذَ الرَّجُلُ أَمَةَ غُلَامِهِ أَوْ أَمَةَ وَلِيدَتِهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جو شخص اپنے غلام کو نکاح کی اجازت دے تو طلاق غلام کے اختیار میں ہوگی نہ اور کسی کے ہاتھ میں اگر آدمی اپنے غلام کی لونڈی یا لونڈی چھین کر اس سے وطی کرے تو درست ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

باب ما جاء في نفقة الأمة اذا طلقت وهي حامل لونڈی حاملہ کو جب طلاق دی جائے اس کے نفقہ کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ آزاد شخص یا غلام لونڈی کو طلاق دے یا غلام آزاد بی بی کو طلاق دے اگرچہ وہ حاملہ ہو تو اس کا نفقہ اس پر لازم نہ آئے گا جب طلاق بائن ہو جس میں رجعت نہیں ہو سکتی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر آزاد مرد کسی لونڈی سے نکاح کرے اور اس سے بچہ پیدا ہو تو دودھ پلوائی کا خرچ خاوند پر نہ ہوگا بلکہ اس

(۱۱۷۱) موقوف صحیح : دارقطني (۳۷/٤ ـ ۳۸) (۳۹٥٤) بیهقي (۳٦۹/۷) شرح معاني الآثار (٦۲/۳) معرفة السنن والآثار (٤۹۹/٥) ۔

(۱۱۷۲) موقوف صحیح : عبدالرزاق (۱۲۹٦۸) ابن ابي شيبة (۱۸۲۸۳) سعيد بن منصور (۷۹٥) بيهقي (۳٦۰/۷) رقم (۱٥۱۱٤) ۔

کی ماں کے مالک پر ہوگا کیونکہ وہ بچہ اس کا غلام ہے اور اگر غلام کسی لونڈی سے نکاح کرے اور اس سے بچہ پیدا ہو تو دودھ پلوائی کا خرچ غلام پر نہ ہوگا کیونکہ غلام کو مولیٰ کا مال صرف کرنا اس شخص پر جو مولیٰ کی مِلک نہیں بغیر مولیٰ کی اجازت کے ناجائز ہے۔

باب عدة التي تفقد زوجها جس عورت کا خاوند گم ہو جائے اس کی عدت کا بیان

۱۱۷۳۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ أَيُّمَا امْرَأَةٍ فَقَدَتْ زَوْجَهَا فَلَمْ تَدْرِ أَيْنَ هُوَ فَإِنَّهَا تَنْتَظِرُ أَرْبَعَ سِنِينَ ثُمَّ تَعْتَدُّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ثُمَّ تَحِلُّ ۔

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جس عورت کا خاوند گم ہو جائے اور اس کا پتہ معلوم نہ ہو کہاں ہے تو جس روز سے اس کی خبر بند ہوئی ہے چار برس تک عورت انتظار کرے بعد چار برس کے چار مہینے دس دن عدت کر کے اگر چاہے دوسرا نکاح کرے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔ بعضوں نے کہا کہ صحابہ نے اس پر اجماع کیا اور جمہور علماء کا یہی قول ہے مگر امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جب تک اس کے خاوند کے ہم عمر لوگ سب مر نہ جائیں اس عورت کو دوسرا نکاح کرنا درست نہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر عورت کی عدت گزر گئی اور اس نے دوسرا نکاح کر لیا تو پھر پہلے خاوند کو اختیار نہ رہے گا۔ خواہ دوسرے خاوند نے اس سے صحبت کی ہو یا نہ کی ہو ہمارے نزدیک بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر عورت کی عدت کے اندر پہلا خاوند آ گیا تو وہ اپنی بی بی کا حقدار ہوگا اور میں نے لوگوں کو پایا انکار کرتے ہوئے اس شخص کو جو یہ کہتا ہے کہ اگر وہ دوسرا نکاح کر لے بعد اس کے پہلا خاوند آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک پہلے خاوند کو اختیار ہے کہ اپنا مہر دوسرے خاوند سے وصول کر لے یا بی بی کو لے لے۔

فائدہ: یعنی یہ روایت غلط ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس کی کچھ اصل نہیں اور صحیح یہی ہے کہ پہلے خاوند کو کچھ اختیار نہ رہے گا جب وہ عورت دوسرا نکاح کر لے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پہنچا آپ نے فرمایا جس عورت کا خاوند کسی ملک میں چلا گیا ہو وہاں سے طلاق کہلا بھیجے بعد اس کے رجعت کرے لیکن عورت کو رجعت کی خبر نہ ہو اور وہ دوسرا نکاح کر لے بعد اس کے پہلا خاوند آئے تو اس کو کچھ اختیار نہ ہوگا خواہ دوسرے خاوند نے صحبت کی ہو یا نہ کی ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مجھے یہ روایت اور مفقود کی روایت بہت پسند ہے۔

باب ما جاء في الاقراء وعدة الطلاق وطلاق الحائض قراء کا اور طلاق کی عدت کا اور حائضہ کی طلاق کا بیان

(۱۱۷۳) موقوف صحیح: عبدالرزاق (۱۲۳۲۳) ابن ابی شیبة (۱۶۷۱۲) بیهقی (۴۴۵/۷) رقم (۱۵۵۶۶)۔

۱۱۷۴۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يُمْسِكُهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ ثُمَّ تَطْهُرَ ثُمَّ إِنْ شَاءَ أَمْسَكَ بَعْدُ وَإِنْ شَاءَ طَلَّقَ قَبْلَ أَنْ يَمَسَّ فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللّٰهُ أَنْ يُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ))۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے طلاق دی اپنی عورت کو حیض کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو حکم کرو رجعت کرلیں پھر رہنے دیں۔ یہاں تک کہ حیض سے پاک ہو پھر حائضہ ہو پھر حیض سے پاک ہو اب اختیار ہے خواہ رکھے یا طلاق دے اگر طلاق دے تو اس طہر میں صحبت نہ کرے یہی عدت ہے جس میں حکم دیا اللہ نے طلاق دینے کا۔

فائدہ: فرمایا اللہ تعالیٰ نے ﴿فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾ یعنی طلاق دو تم عورتوں کو ان کی عدت کے وقت میں یعنی جب طہر شروع ہو تو طلاق دو۔ مطلقہ کی عدت اکثر علماء کے نزدیک تین طہر ہیں اور کلام اللہ میں تین قروء کی عدت جو مذکور ہے مراد قروء سے طہر ہیں اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک تین حیض مراد ہیں مگر یہ آیت اور حدیث ان پر حجت ہے جب شروع طہر میں طلاق دی پھر حیض آیا پھر طہر ہوا اب تیسرا حیض آتے ہی عدت پوری ہو جائے گی کیونکہ تین طہر گزر گئے اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک جب تیسرا حیض گزرے گا اس وقت عدت ختم ہوگی۔ حیض کی حالت میں طلاق دینا بالاتفاق حرام اور ممنوع ہے۔

۱۱۷۵۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا انْتَقَلَتْ حَفْصَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ حِينَ دَخَلَتْ فِي الدَّمِ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَتْ صَدَقَ عُرْوَةُ وَقَدْ جَادَلَهَا فِي ذٰلِكَ نَاسٌ فَقَالُوا إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ فَقَالَتْ عَائِشَةُ صَدَقْتُمْ تَدْرُونَ مَا الْأَقْرَاءُ إِنَّمَا الْأَقْرَاءُ الْأَطْهَارُ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بھتیجی حفصہ بنت عبدالرحمٰن کو عدت سے اٹھا دیا جب تیسرا حیض شروع ہوا۔ ابن شہابؒ نے کہا میں نے یہ عمرہ سے بیان کیا۔ عمرہ نے کہا عروہ نے سچ کہا بلکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس باب میں لوگوں نے جھگڑا کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مطلقہ عورتیں روک رکھیں اپنے نفسوں کو تین قروء تک۔ انہوں نے کہا سچ کہتے ہو لیکن قروء سے جانتے ہو کیا مراد ہے قروء سے طہر مراد ہے۔

(۱۱۷۴) بخاری (۵۲۵۱) کتاب الطلاق : باب قول اللہ تعالی یایھا النبی اذا طلقتم النساء، مسلم (۱۴۷۱) أبو داود (۲۱۷۹) ترمذی (۱۱۷۵) نسائی (۳۳۹۰) ابن ماجہ (۲۰۱۹) أحمد (۶۳/۲) (۵۲۹۹)۔

(۱۱۷۵) موقوف صحیح : عبدالرزاق (۱۱۰۰۴، ۱۱۰۰۵) ابن ابی شیبۃ (۱۸۷۳۰) سعید بن منصور (۱۲۳۱) دار قطنی (۲۱۳/۱) (۸۲۲) بیھقی (۴۱۵/۷) (۱۵۳۸۲)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۱۷۶۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقُولُ مَا أَدْرَكْتُ أَحَدًا مِنْ فُقَهَائِنَا إِلَّا وَهُوَ يَقُولُ هَذَا يُرِيدُ قَوْلَ عَائِشَةَ ۔

ابن شہاب نے کہا میں نے ابوبکر بن عبدالرحمن سے سنا کہتے تھے میں نے سب فقہاء کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مثل کہتے ہوئے پایا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی قروء سے طہر مراد ہیں۔

۱۱۷۷۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ الْأَحْوَصَ هَلَكَ بِالشَّامِ حِينَ دَخَلَتِ امْرَأَتُهُ فِي الدَّمِ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ وَقَدْ كَانَ طَلَّقَهَا فَكَتَبَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ إِلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ يَسْأَلُهُ عَنْ ذَلِكَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ إِنَّهَا إِذَا دَخَلَتْ فِي الدَّمِ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ وَبَرِئَ مِنْهَا وَلَا تَرِثُهُ وَلَا يَرِثُهَا ۔

حضرت سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ احوص نے اپنی عورت کو طلاق دے دی تھی جب تیسرا حیض اس کو شروع ہوا احوص مر گئے۔ معاویہ بن ابی سفیان نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو لکھ کر بھیجا۔ اس کا کیا حکم ہے؟ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جواب لکھا کہ جب اس کو تیسرا حیض شروع ہو گیا تو خاوند کو اس سے علاقہ نہ رہا اور نہ اس کو خاوند سے نہ اس کی وارث ہوگی نہ وہ اس کا وارث ہوگا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۱۷۸۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَسَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَأَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ وَابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُمْ كَانُوا يَقُولُونَ إِذَا دَخَلَتِ الْمُطَلَّقَةُ فِي الدَّمِ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ فَقَدْ بَانَتْ مِنْ زَوْجِهَا وَلَا مِيرَاثَ بَيْنَهُمَا وَلَا رَجْعَةَ لَهُ عَلَيْهَا ۔

امام مالک کو پہنچا کہ قاسم بن محمد اور سالم بن عبداللہ اور ابوبکر بن عبدالرحمن اور سلیمان بن یسار اور ابن شہاب کہتے تھے جب مطلقہ عورت کو تیسرا حیض شروع ہو جائے تو وہ اپنے خاوند سے بائن ہو جائے گی اور خاوند کو رجعت کا اختیار نہ رہے گا اب ایک کا ترکہ دوسرے کو نہ ملے گا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔

(۱۱۷۶)مقطوع صحیح: أیضاً، الشافعی فی المسند (۱۱۱/۲) وفی الام (۲۰۹/۵)۔

(۱۱۷۷)موقوف صحیح: عبدالرزاق (۱۱۰۰۶) ابن ابی شیبة (۱۸۸۸۳) سعید بن منصور (۱۲۲۶) بیهقی (۴۱۵/۷) (۱۵۳۸۵) الشافعی فی المسند (۱۰۹/۲)۔

(۱۱۷۸)مقطوع صحیح: بیهقی (۴۱٦/۷) رقم (۱۵۳۹۱)۔

۱۱۷۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ فَدَخَلَتْ فِي الدَّمِ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ وَبَرِءَ مِنْهَا وَلَا تَرِثُهُ وَلَا يَرِثُهَا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جب مرد اپنی عورت کو طلاق دے اور تیسرا حیض شروع ہو جائے تو اس عورت کو خاوند سے علاقہ نہ رہا اور نہ خاوند کو اس سے نہ تو وہ اس کا وارث ہوگا اور نہ وہ اس کی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

۱۱۸۰۔ عَنِ الْفُضَيْلِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلَى الْمَهْرِيِّ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَا يَقُولَانِ إِذَا طُلِّقَتِ الْمَرْأَةُ فَدَخَلَتْ فِي الدَّمِ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ فَقَدْ بَانَتْ مِنْهُ وَحَلَّتْ۔

حضرت فضیل بن ابی عبداللہ سے روایت ہے کہ قاسم بن محمد اور سالم بن عبداللہ کہتے تھے جب مطلقہ عورت کو تیسرا حیض شروع ہو جائے تو وہ اپنے خاوند سے بائن ہو جائے گی اور اس کو دوسرا نکاح کرنا درست ہو جائے گا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۱۸۱۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَابْنِ شِهَابٍ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُمْ كَانُوا يَقُولُونَ إِنَّ عِدَّةَ الْمُخْتَلِعَةِ ثَلَاثَةُ قُرُوءٍ۔

سعید بن مسیب، ابن شہاب اور سلیمان بن یسار کہتے تھے جو عورت خلع کرے اس کی عدت تین قروء ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

۱۱۸۲۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ يَقُولُ عِدَّةُ الْمُطَلَّقَةِ الْأَقْرَاءُ وَإِنْ تَبَاعَدَتْ۔

ابن شہاب کہتے تھے مطلقہ کی عدت طہر (کے) دن سے ہوگی اگر چہ بہت دن لگیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۱۸۳۔ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّ امْرَأَتَهُ سَأَلَتْهُ الطَّلَاقَ فَقَالَ لَهَا إِذَا حِضْتِ فَآذِنِينِي فَلَمَّا حَاضَتْ آذَنَتْهُ فَقَالَ إِذَا طَهُرْتِ فَآذِنِينِي فَلَمَّا طَهُرَتْ آذَنَتْهُ فَطَلَّقَهَا۔

ایک انصاری کی بی بی نے اپنے خاوند سے طلاق مانگی اس نے کہا جب تجھے حیض آئے تو مجھے خبر کر دینا جب حیض آیا

(۱۱۷۹)**موقوف صحیح**: عبدالرزاق (۱۱۰۰٤) ابن ابی شیبة (۱۸۸۸٦) بیهقی (٤١٥/٧) (١٥٣٨٧)۔

(۱۱۸۰)**مقطوع صحیح**: ابن ابی شیبة (۱۸۸۸۷) سعید بن منصور (۱۲۲۹) بیهقی (٤١٥/٧ ـ ٤١٦) رقم (١٥٢٦٠)۔

(۱۱۸۱)**مقطوع ضعیف**: عبدالرزاق (۱۱۸٦۱) ابن ابی شیبة (۱۸٤٤٦، ۱۸٤٥٣) بیهقی (٤٥٠/٧) (١٥٥٩٦)۔

(۱۱۸۲)**مقطوع صحیح**: الشافعی فی الام (٢١٢/٥)۔

اس نے خبر کی۔ کہا جب پاک ہونا تو مجھے خبر کرنا جب پاک ہوئی خبر کی اس وقت انہوں نے طلاق دے دی۔
تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔
مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ میں نے یہ اچھا سنا۔

باب عدة المرأة في بيتها اذا طلقت فيه — جس گھر میں طلاق ہو وہیں عدت کرنے کا بیان

۱۱۸۴۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَهُمَا يَذْكُرَانِ أَنَّ يَحْيَى بْنَ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ طَلَّقَ ابْنَةَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَكَمِ الْبَتَّةَ فَانْتَقَلَهَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْحَكَمِ فَأَرْسَلَتْ عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ فَقَالَتْ اتَّقِ اللَّهَ وَارْدُدْ الْمَرْأَةَ إِلَى بَيْتِهَا فَقَالَ مَرْوَانُ فِي حَدِيثِ سُلَيْمَانَ إِنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ غَلَبَنِي وَقَالَ مَرْوَانُ فِي حَدِيثِ الْقَاسِمِ أَوَ مَا بَلَغَكِ شَأْنُ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لَا يَضُرُّكَ أَنْ لَا تَذْكُرَ حَدِيثَ فَاطِمَةَ فَقَالَ مَرْوَانُ إِنْ كَانَ بِكِ الشَّرُّ فَحَسْبُكِ مَا بَيْنَ هَذَيْنِ مِنَ الشَّرِّ۔

حضرت قاسم بن محمد اور سلیمان بن یسار ذکر کرتے تھے کہ یحییٰ بن سعید نے طلاق دی عبدالرحمٰن بن حکم کی بیٹی کو طلاق بتہ۔ ان کے باپ عبدالرحمٰن نے اس مکان سے اٹھوا منگوایا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مروان کے پاس کہلا بھیجا۔ ان دنوں میں وہ حاکم تھا مدینہ کا۔ خدا سے ڈر اور عورت کو اسی گھر میں پہنچا دے جس میں طلاق ہوئی ہے۔ سلیمان کی روایت میں ہے کہ مروان نے کہا عبدالرحمٰن مجھ پر غالب ہیں (میں اس کو منع نہیں کر سکتا) اور قاسم کی روایت میں ہے کہ مروان نے کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کیا تم کو فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی حدیث یاد نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اگر فاطمہ کی حدیث تم یاد نہ کرو تو کچھ ضرر نہیں۔ مروان نے کہا اگر تمہارے نزدیک فاطمہ کی نقل مکان کرنے کی یہ وجہ تھی کہ جورو اور خاوند میں لڑائی تھی تو وہ وجہ یہاں بھی موجود ہے۔

فائدہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عدت کے اندر نقل مکان کرنے کی اجازت دی فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو اس وجہ سے کہ وہ مکان ایک جنگل میں واقع تھا یا فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بدزبان تھی لڑائی جھگڑے کا خوف تھا خاوند سے۔

فائدہ: حتی المقدور عورت کو عدت اسی مکان میں کرنا چاہیے جہاں طلاق ہو یا موت ہو البتہ اگر کوئی عذر پیش آئے جیسے مکان کا اکیلا ہونا یا صاحب مکان کا اٹھا دینا یا کرایہ مکان پر قادر نہ ہونا یا لڑائی جھگڑا ہونا تو اس مکان سے اٹھ جانا درست ہے۔

۱۱۸۵۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ بِنْتَ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ كَانَتْ تَحْتَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ بْنِ

(۱۱۸٤) بخاری (۵۳۲۱) كتاب الطلاق : باب قصة فاطمة بنت قيس، مسلم (۱٤۸۱) أبو داود (۲۲۹۵) أحمد (٦/٤١٦) (۲۷۸۹۰)۔

عَفَّانَ فَطَلَّقَهَا الْبَتَّةَ فَانْتَقَلَتْ فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ ۔

نافع سے روایت ہے کہ سعید بن زید کی بیٹی عبداللہ بن عمرو بن عثمان کے نکاح میں تھی۔ انہوں نے اس کو تین طلاق دیں وہ اس مکان سے اُٹھ گئی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے بُرا جانا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

۱۱۸۶۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَةً لَهُ فِي مَسْكَنِ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ طَرِيقَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَكَانَ يَسْلُكُ الطَّرِيقَ الْأُخْرَى مِنْ أَدْبَارِ الْبُيُوتِ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَسْتَأْذِنَ عَلَيْهَا حَتَّى رَاجَعَهَا ۔

نافع سے روایت ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے طلاق دی اپنی بی بی کو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں اور اُن کے گھر میں سے ہو کر مسجد کو راستہ تھا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دوسرے راستہ سے جاتے تھے گھروں کے پیچھے سے ہو کر کیونکہ مکروہ جانتے تھے مطلقہ عورت کے گھر میں جانے کو اذن لے کر بغیر رجعت کے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

۱۱۸۷۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ سُئِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ يُطَلِّقُهَا زَوْجُهَا وَهِيَ فِي بَيْتٍ بِكِرَاءٍ عَلَى مَنِ الْكِرَاءُ فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَلَى زَوْجِهَا قَالَ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَ زَوْجِهَا قَالَ فَعَلَيْهَا قَالَ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهَا قَالَ فَعَلَى الْأَمِيرِ ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب سے سوال ہوا کہ اگر عورت گھر میں کرایہ سے ہو اور خاوند طلاق دے دے تو عدت تک کرایہ کون دے گا۔ سعید نے کہا خاوند دے گا اس نے کہا اگر خاوند کے پاس نہ ہو۔ سعید نے کہا بی بی دے گی اس نے کہا کہ اگر بی بی کے پاس بھی نہ ہو سعید نے کہا حاکم دے گا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

باب فی نفقة المطلقة — مطلقہ کے نفقہ کا بیان

۱۱۸۸۔ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ أَنَّ أَبَا عَمْرِو بْنَ حَفْصٍ طَلَّقَهَا الْبَتَّةَ وَهُوَ غَائِبٌ بِالشَّامِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا وَكِيلُهُ بِشَعِيرٍ فَسَخِطَتْهُ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا لَكِ عَلَيْنَا مِنْ شَيْءٍ فَجَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ

(۱۱۸۵) موقوف صحیح: بیهقی (۴۳۱/۷) رقم (۱۵۴۸۰) شرح معانی الآثار (۸۰/۳) ۔

(۱۱۸۶) موقوف صحیح: بیهقی (۲۷۲/۷) (۱۵۱۸۶) ۔

(۱۱۸۷) مقطوع صحیح: شافعی فی الأم (۲۴۶/۷) ابن ابی شیبة (۱۵۹/۴) رقم (۱۸۸۴۰) ۔

ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ لَيْسَ لَكِ عَلَيْهِ نَفَقَةٌ وَأَمَرَهَا أَنْ تَعْتَدَّ فِي بَيْتِ أُمِّ شَرِيكٍ ثُمَّ قَالَ تِلْكَ امْرَأَةٌ يَغْشَاهَا أَصْحَابِي اعْتَدِّي عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَإِنَّهُ رَجُلٌ أَعْمَى تَضَعِينَ ثِيَابَكِ عِنْدَهُ فَإِذَا حَلَلْتِ فَآذِنِينِي قَالَتْ فَلَمَّا حَلَلْتُ ذَكَرْتُ لَهُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ وَأَبَا جَهْمِ بْنَ هِشَامٍ خَطَبَانِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَمَّا أَبُو جَهْمٍ فَلَا يَضَعُ عَصَاهُ عَنْ عَاتِقِهِ وَأَمَّا مُعَاوِيَةُ فَصُعْلُوكٌ لَا مَالَ لَهُ انْكِحِي أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ)) قَالَتْ فَكَرِهْتُهُ ثُمَّ قَالَ انْكِحِي أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَنَكَحْتُهُ فَجَعَلَ اللّٰهُ فِي ذَلِكَ خَيْرًا وَاغْتَبَطْتُ بِهِ۔

حضرت فاطمہ بنت قیس کو طلاق دی ابوعمرو بن حفص نے طلاقِ بتہ اور وہ شام میں تھیں۔ انہوں نے اپنے وکیل کو جَو دے کر بھیجا۔ فاطمہ بنت قیس خفا ہوئیں۔ وکیل بولا تمہارا کچھ دینا نہیں آتا۔ فاطمہ خفا ہو کر آنحضرت ﷺ کے پاس آئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا بے شک تیرا خرچ خاوند پر نہیں ہے اور تو عدت کر اُم شریک کے گھر میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اُم شریک کے گھر میں رات دن میرے اصحاب آیا جایا کرتے ہیں۔ عبداللہ بن اُم مکتوم کے گھر میں تو عدت کر۔ کیونکہ وہ اندھا ہے تو اگر اپنے کپڑے اُتارے گی تو بھی کچھ قباحت نہیں۔ جب تیری عدت گزر جائے تو مجھے کہنا۔ فاطمہ بنت قیس نے کہا جب میری عدت گزر گئی تو میں نے حضرت سے کہا کہ معاویہ بن ابی سفیان اور ابوجہم بن ہشام دونوں نے مجھے پیام دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابوجہم تو اپنی لکڑی کبھی ہاتھ سے رکھتا ہی نہیں اور معاویہ مفلس ہیں اُن کے پاس مال نہیں تو اُسامہ بن زید سے نکاح کر میں نے اسامہ کو ناپسند کیا۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا تو اُسامہ سے نکاح کر فاطمہ نے کہا میں نے اسامہ سے نکاح کر لیا۔ اللہ نے اس میں برکت دی اور لوگ رشک کرنے لگے۔

فائدہ: کیونکہ جس عورت کو تین طلاق ہوئی ہوں اور حاملہ نہ ہو اس کا نفقہ عدت کا خاوند پر نہیں ہے اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک ہے۔

فائدہ: (اپنی لکڑی کبھی ہاتھ سے نہیں رکھتا) یعنی عورت کو اکثر مارا کرتا ہے۔

۱۱۸۹۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ يَقُولُ الْمَبْتُوتَةُ لَا تَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهَا حَتَّى تَحِلَّ وَلَيْسَتْ لَهَا نَفَقَةٌ إِلَّا أَنْ تَكُونَ حَامِلًا فَيُنْفَقُ عَلَيْهَا حَتَّى تَضَعَ حَمْلَهَا۔

ابن شہاب کہتے ہیں جس عورت کو تین طلاق ہوتی ہوں وہ اپنے گھر سے نہ نکلے یہاں تک کہ عدت سے فارغ ہو اور اس کو نفقہ نہ ملے گا مگر جس صورت میں حاملہ ہو تو وضع حمل تک ملے گا۔

باب عدة الأمة من طلاق زوجها — لونڈی کی عدت کا بیان

امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر لونڈی کو غلام طلاق دے پھر وہ لونڈی آزاد ہو جائے تو اس کی عدت لونڈی کی سی ہے اس غلام کو

(۱۱۸۸) مسلم (۱۴۸۰) كتاب الطلاق : باب المطلقة ثلاثا لا نفقة لها' أبو داود (۲۲۸۴) ترمذی (۱۱۳۵) نسائی (۳۲۴۵) ابن ماجه (۱۸۶۹) أحمد (۴۱۲/۶) رقم (۲۷۸۷۱ ' ۲۸۷۰) دارمی (۲۱۷۷)۔

(۱۱۸۹) مقطوع صحيح : عبدالرزاق (۱۲۰۰۹' ۱۲۰۱۶)۔

رجعت کا حق باقی رہے یا نہ رہے۔ کہا مالک نے ایسا ہی اگر غلام پر حد واجب ہو پھر آزاد ہو جائے تو غلام ہی کی سی حد رہے گی۔ کہا مالک نے آزاد شخص کو لونڈی پر تین طلاق کا اختیار ہے۔ مگر عدت لونڈی کی دو حیض ہیں اور غلام کو آزاد عورت پر دو طلاق کا اختیار ہے مگر عدت اس کی تین طہر ہیں۔ کہا مالک نے اگر لونڈی کسی کے نکاح میں ہو پھر خاوند اس کو خرید کرلے اور آزاد کر دے تو دو حیض سے عدت کرے اگر بعد خریدنے کے اس سے صحبت نہ کی ہو ورنہ ایک حیض سے استبراء کافی ہے۔

باب جامع عدة الطلاق   عدت کے بیان میں مختلف حدیثیں

۱۱۹۰۔ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ اللَّيْثِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَيُّمَا امْرَأَةٍ طُلِّقَتْ فَحَاضَتْ حَيْضَةً أَوْ حَيْضَتَيْنِ ثُمَّ رَفَعَتْهَا حَيْضَتُهَا فَإِنَّهَا تَنْتَظِرُ تِسْعَةَ أَشْهُرٍ فَإِنْ بَانَ بِهَا حَمْلٌ فَذٰلِكَ وَإِلَّا اعْتَدَّتْ بَعْدَ التِّسْعَةِ أَشْهُرٍ ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ ثُمَّ حَلَّتْ۔

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس عورت کو طلاق ہو پھر ایک یا دو حیض کے بعد اس کا حیض بند ہو جائے تو وہ نو مہینے تک انتظار کرے گی اگر حمل معلوم ہو تو بہتر ہے ورنہ پھر تین مہینے عدت کر کے دوسرا نکاح کرے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۱۹۱۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ الطَّلَاقُ لِلرِّجَالِ وَالْعِدَّةُ لِلنِّسَاءِ۔

حضرت سعید بن مسیب کہتے تھے کہ طلاق مردوں کے لحاظ سے ہے اور عدت عورتوں کے لحاظ سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی اگر مرد آزاد ہو تو تین طلاق کا مالک ہے اگر غلام ہو تو دو طلاق کا چاہے عورت آزاد ہو یا لونڈی اسی طرح آزاد عورت کی عدت تین طہر ہیں اور لونڈی کے دو حیض اگرچہ مرد غلام ہو یا آزاد۔

۱۱۹۲۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ عِدَّةُ الْمُسْتَحَاضَةِ سَنَةٌ۔

سعید بن مسیب نے کہا عورت مستحاضہ کی عدت ایک برس تک ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: مستحاضہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کا خون ہمیشہ جاری رہے کبھی بند نہ ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ عورت مطلقہ کا اگر حیض بند ہو جائے تو وہ نو مہینے تک انتظار کرے اگر اس وقت

(۱۱۹۰) **موقوف صحیح** :عبدالرزاق (۱۱۰۹۵) ابن ابی شیبة (۱۸۹۹۰) بیهقی (۴۱۹/۷ ـ ۴۲۰) ۔

(۱۱۹۱) **مقطوع صحیح** :عبدالرزاق (۱۲۹۵۱) ابن ابی شیبة (۱۸۲۴۸) بیهقی (۳۷۰/۷) رقم (۱۵۱۷۹) ۔

(۱۱۹۲) **مقطوع صحیح** :دارمی (۹۰۹، ۹۱۴) ۔

تک حیض نہ آئے تو تین مہینے عدت کرے اگر تین مہینے پورے ہونے سے پہلے حیض آنے لگے تو پھر عدت حیض سے شروع کرے اگر پھر نو مہینے تک حیض نہ آئے پھر تین مہینے عدت کرے اگر تین مہینے کے اندر پھر حیض آ جائے پھر حیض سے شروع کرے پھر اگر نو مہینے تک حیض نہ آئے تین مہینے عدت کرے اگر پھر ان تین مہینے میں حیض آ جائے تو اب عدت حیضوں سے پوری ہو اور جو حیض نہ آئے تو تین مہینے عدت کر کے دوسرا نکاح کرلے اس تین برس کی عدت میں خاوند کو اختیار ہے رجعت کرلے مگر جب تین طلاق دے چکا ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مرد اپنی عورت کو طلاق دے جب عدت گزرنے لگے رجعت کرلے پھر طلاق دے دے اور صحبت نہ کرے تو عورت کو نئے سرے سے عدت کرنی ہوگی۔ پہلے دنوں کا شمار نہ ہوگا مگر خاوند گنہگار ہوگا اگر اس نے تکلیف دینے کی نیت کی ہو۔

فائدہ: پہلے لوگ اپنی عورت کو طلاق دیا کرتے جب عدت گزرنے لگتی پھر رجعت کر لیتے اس خیال سے کہ عورت کو تکلیف ہو۔ اللہ جل جلالہ نے اس سے منع کیا اور فرمایا جب تم طلاق دو عورتوں کو اور عدت اُن کی گزرنے پر ہو تو رکھ لو ان کو موافق دستور کے یا رخصت کر دو ان کو موافق دستور کے اور مت روکو ان کو تکلیف دینے کے لیے تاکہ ظلم کرو تم الی آخرہ۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر عورت مسلمان ہو جائے اور خاوند کافر ہو پھر خاوند بھی مسلمان ہو عدت کے اندر تو وہ عورت اسی کی رہے گی اگر عدت گزر جائے پھر عورت سے کچھ علاقہ نہ رہے گا البتہ نکاح کر سکتا ہے پھر تین طلاق کا مالک ہوگا کیونکہ عورت کے مسلمان ہونے سے طلاق نہیں پڑی بلکہ نکاح فسخ ہو گیا تھا۔

باب ما جاء في الحكمين — حَكَمین کے بیان میں

۱۱۹۳۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَالَ فِي الْحَكَمَيْنِ اللَّذَيْنِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا﴾ إِنَّ إِلَيْهِمَا الْفُرْقَةَ بَيْنَهُمَا وَالْاجْتِمَاعَ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے جو فرمایا ''اگر تم کو خوف ہو خاوند اور جورو کی آپس میں لڑائی کا تو ایک حکم (پنچ) مقرر کرو خاوند والوں میں سے اور ایک حکم (پنچ) جورو والوں میں سے اگر وہ بھلائی چاہیں گے اللہ اس کو توفیق دے گا بے شک اللہ جانتا خبردار ہے۔'' ان حکموں کو اختیار ہے کہ خاوند اور جورو میں تفریق کر دیں یا ملاپ کر دیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ میں نے یہ اچھا سنا کہ حکموں کا قول تفریق اور ملاپ میں معتبر اور نافذ ہے۔ خواہ خاوند اور جورو کے اذن سے حکم ہوئے ہوں یا بلا اذن اور بعضوں کے نزدیک ملاپ میں ان کا قول نافذ ہے۔ تفریق بغیر خاوند کے طلاق دی ہوئی نہیں ہو سکتی البتہ اگر خاوند نے حکم کو طلاق کا اختیار دے دیا ہو تو طلاق نافذ ہو جائے گی۔

(۱۱۹۳) موقوف ضعیف :عبدالرزاق (۱۱۸۸۳) بیهقی (۳۰۵/۷ ـ ۳۰۶) رقم (۱۴۷۸۲)۔

باب يمين الرجل بطلاق ما لم ينكح — عورت سے نکاح نہ کیا ہو اس کی طلاق پر قسم کھانے کا بیان

۱۱۹۴۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَالْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَابْنَ شِهَابٍ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ كَانُوا يَقُولُونَ إِذَا حَلَفَ الرَّجُلُ بِطَلَاقِ الْمَرْأَةِ قَبْلَ أَنْ يَنْكِحَهَا ثُمَّ أَثِمَ إِنَّ ذٰلِكَ لَازِمٌ لَهُ إِذَا نَكَحَهَا ۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور سالم بن عبداللہ اور قاسم بن محمد اور ابن شہاب اور سلیمان بن یسار کہتے ہیں کہ جو کوئی شخص قسم کھا کے کسی عورت کی طلاق پر قبل نکاح کے پھر بعد نکاح کے وہ قسم توڑے تو طلاق پڑ جائے گی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: مثلاً یہ کہے اگر میں اس عورت سے نکاح کروں تو اس پر طلاق ہے پھر اس سے نکاح کیا تو طلاق پڑ جائے گی۔ مالک اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک اور احمدؒ اور شافعیؒ اور جمہور علماء کے نزدیک نہیں پڑے گی۔

۱۱۹۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يَقُولُ فِيمَنْ قَالَ كُلُّ امْرَأَةٍ أَنْكِحُهَا فَهِيَ طَالِقٌ إِنَّهُ إِذَا لَمْ يُسَمِّ قَبِيلَةً أَوْ امْرَأَةً بِعَيْنِهَا فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے تھے جو شخص کہے میں جو عورت سے نکاح کروں اس عورت کو طلاق ہے اور کسی قبیلہ خاص اور عورت معین کا ذکر نہیں کیا تو یہ کلام لغو ہو جائے گا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: امام اعظمؒ کے نزدیک لغو نہ ہوگا بلکہ جس عورت سے نکاح کرے گا اس پر طلاق پڑ جائے گی مگر ایک طلاق پڑے گی اس کے بعد رجعت کر سکتا ہے۔البتہ اگر یہ کہہ دے کہ میں جس عورت سے نکاح کروں اس پر تین طلاق ہیں تو رجعت نہ کر سکے گا اور سوائے لونڈی خریدنے کے کسی کی عورت سے نکاح رہ نہیں سکتا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی عورت سے کہے اگر میں فلاں کام نہ کروں تو تجھ پر طلاق ہے اور جس عورت سے نکاح کروں اس پر طلاق ہے اور مال اس کا اللہ کی راہ میں صدقہ ہے پھر اس کام کو نہ کیا تو اس کی عورت پر طلاق پڑ جائے گی مگر یہ جو کہا کہ جس عورت سے نکاح کروں اس پر طلاق ہے اگر کسی عورت معین یا قبیلہ معین کا نام نہ لیا تو لغو ہو جائے گی اور مال میں سے تہائی صدقہ دینا ہوگا۔

(۱۱۹۴)موقوف ضعيف : عبدالرزاق (٦/٤٢١) ابن ابی شيبة (٢٧/٤) ۔

(۱۱۹۵)مقطوع ضعيف : عبدالرزاق (١١٤٧٠) ۔

باب أجل الذی لا یمس امرأته — جو شخص اپنی عورت سے جماع نہ کر سکے اس کو مہلت دینے کا بیان

١١٩٦۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَمَسَّهَا فَإِنَّهُ يُضْرَبُ لَهُ أَجَلُ سَنَةٍ فَإِنْ مَسَّهَا وَإِلَّا فُرِّقَ بَيْنَهُمَا ۔

سعید بن مسیّب کہتے تھے جو شخص نکاح کرے کسی عورت سے پھر اس سے جماع نہ کر سکے اس کو ایک برس کی مہلت دی جائے اس عرصہ میں اگر جماع کرے گا تو بہتر نہیں تو تفریق کر دی جائے گی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

١١٩٧۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ مَتَى يُضْرَبُ لَهُ الْأَجَلُ أَمِنْ يَوْمِ يَبْنِي بِهَا أَمْ مِنْ يَوْمِ تُرَافِعُهُ إِلَى السُّلْطَانِ فَقَالَ بَلْ مِنْ يَوْمِ تُرَافِعُهُ إِلَى السُّلْطَانِ ۔

امام مالکؒ نے ابن شہاب سے پوچھا کہ کب سے ایک برس کی مہلت دی جائے گی جس روز سے خلوت ہوئی یا جس روز سے مقدمہ پیش ہوا حکم کے سامنے انہوں نے کہا جس روز سے مقدمہ پیش ہوا اس روز سے دعوت دی جائے گی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی عورت سے جماع کر چکا پھر کسی وجہ سے عاجز ہو گیا اس کو مہلت دینے کی ضرورت نہیں نہ تفریق ہو گی۔

باب جامع الطلاق — طلاق کی مختلف حدیثوں کا بیان

١١٩٨۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ ثَقِيفٍ أَسْلَمَ وَعِنْدَهُ عَشْرُ نِسْوَةٍ حِينَ أَسْلَمَ الثَّقَفِيُّ أَمْسِكْ مِنْهُنَّ أَرْبَعًا وَفَارِقْ سَائِرَهُنَّ ۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص ثقفی سے فرمایا جو مسلمان ہوا تھا اور اس کی دس بیبیاں تھیں چار کو رکھ لے اور باقی کو چھوڑ دے۔

(١١٩٦) مقطوع صحیح : ابن ابی شیبة (٤٩٤/٣) (١٦٤٩٢) عبدالرزاق (١٠٧٢٠) بیھقی (٢٢٦/٧) (١٤٢٨٩) ۔

(١١٩٧) مقطوع صحیح : ابن ابی شیبة (١٦٤٨٩) دارقطنی (٢٠٥/٣) (٣٧٧٥) بیھقی (٢٢٦/٧) (١٤٢٩٣) ۔

(١١٩٨) صحیح لغیرہ : ترمذی (١١٢٨) کتاب النکاح : باب ما جاء فی الرجل یسلم وعندہ عشر نسوة ' ابن ماجه (١٩٥٣) أحمد (١٣/٢) (٤٦٠٩) ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **صحیح لغیرہ** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **صحیح** کہا ہے۔

۱۱۹۹۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَحُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَعُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ كُلُّهُمْ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ أَيُّمَا امْرَأَةٍ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا تَطْلِيقَةً أَوْ تَطْلِيقَتَيْنِ ثُمَّ تَرَكَهَا حَتَّى تَحِلَّ وَتَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَيَمُوتَ عَنْهَا أَوْ يُطَلِّقَهَا ثُمَّ يَنْكِحُهَا زَوْجُهَا الْأَوَّلُ فَإِنَّهَا تَكُونُ عِنْدَهُ عَلَى مَا بَقِيَ مِنْ طَلَاقِهَا ۔

ابن شہاب نے کہا کہ میں نے سنا سعید بن مسیّب اور حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف اور عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود اور سلیمان بن یسار سے سب کہتے تھے کہ ہم نے سنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے سنا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے جس عورت کو خاوند اس کا ایک طلاق یا دو طلاق دے پھر چھوڑ دے یہاں تک کہ عدت اس کی گزر جائے اور دوسرے خاوند سے نکاح کرے پھر وہ دوسرا خاوند مر جائے یا طلاق دے دے پھر اس سے پہلا خاوند نکاح کرے تو اس کو بقیہ ایک طلاق کا اختیار رہے گا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک پھر نئے سرے سے تین طلاق کا اختیار ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے۔

۱۲۰۰۔ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الْأَحْنَفِ أَنَّهُ تَزَوَّجَ أُمَّ وَلَدٍ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ فَدَعَانِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ فَجِئْتُهُ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَإِذَا سِيَاطٌ مَوْضُوعَةٌ وَإِذَا قَيْدَانِ مِنْ حَدِيدٍ وَعَبْدَانِ لَهُ قَدْ أَجْلَسَهُمَا فَقَالَ طَلِّقْهَا وَإِلَّا وَالَّذِي يُحْلَفُ بِهِ فَعَلْتُ بِكَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَقُلْتُ هِيَ الطَّلَاقُ أَلْفًا قَالَ فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهِ فَأَدْرَكْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ بِطَرِيقِ مَكَّةَ فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي كَانَ مِنْ شَأْنِي فَتَغَيَّظَ عَبْدُ اللَّهِ وَقَالَ لَيْسَ ذَلِكَ بِطَلَاقٍ وَإِنَّهَا لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْكَ فَارْجِعْ إِلَى أَهْلِكَ قَالَ فَلَمْ تُقْرِرْنِي نَفْسِي حَتَّى أَتَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ أَمِيرٌ عَلَيْهَا فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي كَانَ مِنْ شَأْنِي وَبِالَّذِي قَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ فَقَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْكَ فَارْجِعْ إِلَى أَهْلِكَ وَكَتَبَ إِلَى جَابِرِ بْنِ الْأَسْوَدِ الزُّهْرِيِّ وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ يَأْمُرُهُ أَنْ يُعَاقِبَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَأَنْ يُخَلِّيَ بَيْنِي وَبَيْنَ أَهْلِي قَالَ فَقَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَجَهَّزَتْ صَفِيَّةُ امْرَأَةُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ امْرَأَتِي حَتَّى أَدْخَلَتْهَا عَلَيَّ بِعِلْمِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

(۱۱۹۹) **موقوف صحيح** : عبدالرزاق في المصنف (۱۱۱۵۰) سعيد بن منصور (۱۵۲۵) بيهقى فى السنن الكبرى (۳٦٤/۷) رقم (۱۵۱۳۵) ۔

(۱۲۰۰) **موقوف صحيح** : بيهقى (۳۵۸/۷) رقم (۱۵۱۰۵) عبد الرزاق فى المصنف (٤۰۸/٦) ۔

عُمَرَ ثُمَّ دَعَوْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَوْمَ عُرْسِي لِوَلِيمَتِي فَجَائَنِي ۔

حضرت ثابت بن احنف نے نکاح کیا عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب کی اُم ولد سے۔ اُن کو بلایا عبداللہ نے جو بیٹے تھے عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب کے۔ ثابت نے کہا میں اُن کے پاس گیا دیکھا تو کوڑے رکھے ہوئے ہیں اور دو بیڑیاں لوہے کی رکھی ہوئی ہیں اور دو غلام حاضر ہیں عبداللہ نے مجھ سے کہا تو طلاق دے دے اس اُم ولد کو نہیں تو میں تیرے ساتھ ایسا کروں گا۔ میں نے کہا ایسا ہے تو میں نے ہزار طلاق اس کو دیں۔ جب میں ان کے پاس سے گزرا تو مکہ کے راستے میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مجھ کو ملے۔ میں نے ان سے ذکر کیا وہ غصے ہوئے اور کہا یہ طلاق نہیں ہے اور وہ اُم ولد تیرے اوپر حرام نہیں ہے تو جا اپنے گھر میں۔ ثابت نے کہا مجھ کو ان سے تسکین نہ ہوئی یہاں تک کہ میں مکہ میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور وہ حاکم تھے ان دنوں میں مکہ کے میں نے اُن سے یہ قصہ بیان کیا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جو کہا تھا وہ بھی ذکر کیا۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا بے شک وہ عورت تجھ پر حرام نہیں ہوئی تو اپنی بی بی کے پاس جا۔ جابر بن اسود زہری جو حاکم تھے مدینہ کے ان کو خط لکھا کہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن کو سزا دو اور ان کی بی بی کو اُن کے حوالے کر دو۔ ثابت کہتے ہیں میں مدینہ آیا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بی بی صفیہ نے میری عورت کو بنا سنوار کر میرے پاس بھیجا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اطلاع سے۔ پھر میں نے ولیمہ کی دعوت کی اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بلایا وہ دعوت میں آئے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: (میں تیرے ساتھ ایسا کروں گا) یعنی سخت سزا دوں گا اور ماروں گا۔

فائدہ: مالکؒ اور شافعیؒ اور احمد اور جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ زبردستی سے طلاق نہیں پڑتی اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک پڑ جاتی ہے۔

۱۲۰۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَرَأَ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِقُبُلِ عِدَّتِهِنَّ﴾ ۔

حضرت عبداللہ بن دینار نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو سنا یوں پڑھتے تھے ﴿یایها النبی إذا طلقتم النساء فطلقوهن لقبل عدتهن﴾ اے نبی! جب تم طلاق دو اپنی عورتوں کو تو طلاق دو ان کی عدت کے استقبال میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مطلب اس کا یہ ہے کہ ہر طہر میں ایک طلاق دے۔

۱۲۰۲۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثُمَّ ارْتَجَعَهَا قَبْلَ أَنْ تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا كَانَ ذَلِكَ لَهُ وَإِنْ طَلَّقَهَا أَلْفَ مَرَّةٍ فَعَمَدَ رَجُلٌ إِلَى امْرَأَتِهِ فَطَلَّقَهَا حَتَّى إِذَا شَارَفَتْ انْقِضَاءَ عِدَّتِهَا رَاجَعَهَا ثُمَّ

(۱۲۰۱) موقوف صحيح: بيهقى (۳۲۳/۷) رقم (۱٤۹۰۳) أحمد (۶۱/۲) (۵۶۲۹)۔

(۱۲۰۲) ضعيف: بيهقى (۳۳۳/۷) رقم (۱٤۹۵۱) الشافعى فى المسند (۶۸/۲)۔

طَلَّقَهَا ثُمَّ قَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا آوِيكِ إِلَيَّ وَلَا تَحِلِّينَ أَبَدًا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ فَاسْتَقْبَلَ النَّاسُ الطَّلَاقَ جَدِيدًا مِنْ يَوْمِئِذٍ مَنْ كَانَ طَلَّقَ مِنْهُمْ أَوْ لَمْ يُطَلِّقْ ۔

حضرت عروہ بن زبیر کہتے تھے پہلے یہ دستور تھا کہ مرد اپنی عورت کو طلاق دیتا جب عدت گزرنے لگتی رجعت کر لیتا ایسا ہی ہمیشہ کیا کرتا اگر چہ ہزار مرتبہ طلاق دے۔ ایک شخص نے اپنی عورت کے ساتھ ایسا ہی کیا اس کو طلاق دی جب عدت گزرنے لگی رجعت کر لی پھر طلاق دے دی اور کہا قسم خدا کی نہ میں تجھے اپنے ساتھ ملاؤں گا اور نہ کسی اور سے ملنے دوں گا جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ''طلاق دو بار ہے پھر یا تو رکھ لو موافق دستور کے یا رخصت کر دو موافق دستور کے'' اس دن سے لوگوں نے نئے سرے سے طلاق شروع کی جنہوں نے طلاق دی تھی اور جنہوں نے نہ دی تھی سب نے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **ضعیف** کہا ہے۔

۱۲۰۳۔ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيلِيِّ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ ثُمَّ يُرَاجِعُهَا وَلَا حَاجَةَ لَهُ بِهَا وَلَا يُرِيدُ إِمْسَاكَهَا كَيْمَا يُطَوِّلُ بِذَلِكَ عَلَيْهَا الْعِدَّةَ لِيُضَارَّهَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِتَعْتَدُوا وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ يَعِظُهُمُ اللّٰهُ بِذَلِكَ ۔

حضرت ثور بن زید دیلی سے روایت ہے کہ اگلے زمانہ میں لوگ طلاق دیتے تھے اپنی عورتوں کو پھر رجعت کر لیتے تھے اور اُن کو رکھنے کی نیت نہ ہوتی تھی تاکہ عدت ان کی بڑھ جائے اور ان کو ضرر پہنچے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ مت روک رکھو عورتوں کو ضرر پہنچانے کے لیے جو ایسا کرے گا اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا یہ نصیحت کرتا ہے اللہ تعالیٰ لوگوں کو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

۱۲۰۴۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ سُئِلَا عَنْ طَلَاقِ السَّكْرَانِ فَقَالَا إِذَا طَلَّقَ السَّكْرَانُ جَازَ طَلَاقُهُ وَإِنْ قَتَلَ قُتِلَ ۔

حضرت سعید بن مسیب اور سلیمان بن یسار سے سوال ہوا کہ جو شخص نشے میں مست ہو اور طلاق دے اس کا کیا حکم ہے دونوں نے کہا کہ طلاق پڑ جائے گی اور اگر وہ نشے میں مار ڈالے کسی کو مارا جائے گا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

(۱۲۰٤) **ضعیف**: عبدالرزاق (۱۲۳۰۳) ابن ابی شیبة (۱۷۹۵۵، ۱۷۹۵۷، ۱۷۹٦۱) سعید بن منصور (۱۱۰٦، ۱۱۰۷) بیهقی (۳۵۹/۷) رقم (۱۵۱۱۲)۔

(۱۲۰۵) **مقطوع صحیح**: عبدالرزاق (۱۲۳۵٦) ابن ابی شیبة (۱۹۰۰٦) سعید بن منصور (۲۰۲۲) دارقطنی (۲۹٦/۳) (۳۷٤۰) بیهقی (٤٦۹/۷) (۱۵۷۰۷)۔

۱۲۰۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَقُولُ إِذَا لَمْ يَجِدُ الرَّجُلُ مَا يُنْفِقُ عَلَى امْرَأَتِهِ فُرِّقَ بَيْنَهُمَا ۔

حضرت سعید بن مسیب کہتے تھے جب خاوند جورو کو نان ونفقہ نہ دے سکے تو تفریق کر دی جائے گی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ میں نے اپنے شہر کے عالموں کو اسی پر پایا۔

فائدہ: شافعیؒ کا بھی یہی قول ہے مگر ابوحنیفہؒ کے نزدیک تفریق نہ ہوگی بلکہ جورو کو حکم دیا جائے گا کہ خاوند کے نام سے قرض لے کر کھائے۔

باب عدة المتوفى عنها زوجها اذا كانت حاملا — جب حاملہ عورت کا خاوند مر جائے اس کی عدت کا بیان

۱۲۰۶۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ قَالَ سُئِلَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ الْمَرْأَةِ الْحَامِلِ يُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ آخِرَ الْأَجَلَيْنِ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ إِذَا وَلَدَتْ فَقَدْ حَلَّتْ فَدَخَلَ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهَا عَنْ ذَلِكَ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَلَدَتْ سُبَيْعَةُ الْأَسْلَمِيَّةُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِنِصْفِ شَهْرٍ فَخَطَبَهَا رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا شَابٌّ وَالْآخَرُ كَهْلٌ فَحَطَّتْ إِلَى الشَّابِّ فَقَالَ الشَّيْخُ لَمْ تَحِلِّي بَعْدُ وَكَانَ أَهْلُهَا غَيَبًا وَرَجَا إِذَا جَاءَ أَهْلُهَا أَنْ يُؤْثِرُوهُ بِهَا فَجَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَدْ حَلَلْتِ فَانْكِحِي مَنْ شِئْتِ ۔

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ حاملہ عورت کا خاوند اگر مر جائے تو وہ کس حساب سے عدت کرے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دونوں عدتوں میں سے جو عدت دور ہو اس کو اختیار کرے۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وضع حمل تک انتظار کرے۔ پھر ابوسلمہ حضرت ام سلمہ کے پاس گئی اور اُن سے جا کر پوچھا انہوں نے کہا کہ سبیعہ اسلمیہ اپنے خاوند کے مرنے کے بعد پندرہ دن میں جنی پھر دو شخصوں نے اس کو پیام بھیجا ایک نوجوان تھا دوسرا ادھیڑ وہ نوجوان کی طرف مائل ہوئی۔ ادھیڑ نے کہا تیری عدت ہی ابھی نہیں گزری اس خیال سے کہ اس کے عزیز وہاں نہ تھے جب وہ آئیں گے تو شاید اس عورت کو میری طرف مائل کر دیں پھر سبیعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور یہ حال بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری عدت گزر گئی تو جس سے چاہے نکاح کر لے۔

(۱۲۰٦) بخاری (٤٩٠٩) مسلم (١٤٨٥) ترمذی (١١٩٤) نسائی (٣٥١٠) أحمد (٦/٣١٩ ـ ٣٢٠) رقم (٢٧٢٥١) دارمی (٢٢٧٩) ـ

فائدہ: (کس حساب سے عدت کرے) یعنی چار مہینے دس دن تک عدت کرے یا وضع حمل تک انتظار کرے۔

فائدہ: (عدت دور ہو اس کو اختیار ہے) یعنی اگر وضع حمل کے ایام قریب ہوں اور چار مہینے دس دن گزرنے میں عرصہ ہو تو چار مہینے دس دن اختیار کرے اگر وضع حمل میں چار مہینے دس دن سے بھی زیادہ دیر ہو تو وضع حمل تک انتظار کرے۔

۱۲۰۷۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ يُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا وَهِيَ حَامِلٌ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ إِذَا وَضَعَتْ حَمْلَهَا فَقَدْ حَلَّتْ فَأَخْبَرَهُ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ عِنْدَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَوْ وَضَعَتْ وَزَوْجُهَا عَلَى سَرِيرِهِ لَمْ يُدْفَنْ بَعْدُ لَحَلَّتْ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال ہوا کہ اگر عورت حاملہ کا خاوند مر جائے تو اس کی عدت کیا ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جب وہ جنے اس کی عدت پوری ہو گئی اتنے میں ایک شخص انصاری نے کہا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر خاوند کا جنازہ تخت پر رکھا ہوا اور اس کی عورت جنے تو اس کی عدت گذر جائے گی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

۱۲۰۸۔ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةَ نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ حَلَلْتِ فَانْكِحِي مَنْ شِئْتِ۔

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا اپنے خاوند کے مرنے کے بعد چند روز میں جنی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب تیری عدت گذر گئی جس سے چاہے نکاح کرے۔

۱۲۰۹۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اخْتَلَفَا فِي الْمَرْأَةِ تُنْفَسُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ فَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ إِذَا وَضَعَتْ مَا فِي بَطْنِهَا فَقَدْ حَلَّتْ لِلْأَزْوَاجِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ آخِرَ الْأَجَلَيْنِ فَجَاءَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَالَ أَنَا مَعَ ابْنِ أَخِي يَعْنِي أَبَا سَلَمَةَ فَبَعَثُوا كُرَيْبًا مَوْلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُهَا عَنْ

(۱۲۰۷) **موقوف صحیح**: عبدالرزاق فی المصنف (۱۱۷۱۹) ابن ابی شیبة فی المصنف (۱۷۰۹۰) سعید بن منصور (۱۵۲۲) بیھقی (۴۳۰/۷) رقم (۱۵۴۷۶) الشافعی فی المسند (۱۰۰/۲)۔

(۱۲۰۸) بخاری (۵۳۲۰) کتاب الطلاق: باب وأولات الأحمال أجلهن أن يضعن حملهن، نسائی (۳۵۰۶) ابن ماجه (۲۰۲۹) أحمد (۳۲۷/۴) رقم (۱۹۱۲۵)۔

(۱۲۰۹) بخاری (۴۹۰۹) کتاب تفسیر القرآن: باب وأولات الأحمال أجلهن أن يضعن حملهن، مسلم (۱۴۸۵) ترمذی (۱۱۹۴) نسائی (۳۵۱۴) احمد (۳۱۴/۶) رقم (۲۷۲۱۰) دارمی (۲۲۸۰)۔

ذَلِكَ فَجَائَهُمْ فَأَخْبَرَهُمْ أَنَّهَا قَالَتْ وَلَدَتْ سُبَيْعَةُ الْأَسْلَمِيَّةُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَدْ حَلَلْتِ فَانْكِحِي مَنْ شِئْتِ ـ

حضرت سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عباس اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے اختلاف کیا اس عورت کی عدت میں جو پندرہ دن بعد اپنے خاوند کے مرنے کے جنے۔ابوسلمہ نے کہا جب وہ جنے تو اس کی عدت گذر گئی اور عبداللہ بن عباس نے کہا نہیں دونوں عدتوں میں جو دور ہو وہاں تک انتظار کرے اتنے میں ابوہریرہ آئے انہوں نے کہا کہ میں اپنے بھائی ابوسلمہ کے ساتھ ہوں پھر ان سب لوگوں نے کریب کو جو عبداللہ بن عباس کے مولیٰ تھے بھیجا حضرت ام سلمہ کے پاس اس مسئلے کو پوچھنے کے واسطے۔ انہوں نے کہا کہ سبیعہ اسلمیہ اپنے خاوند کے مرنے کے بعد چند روز کے جنی جب آنحضرت ﷺ سے بیان کیا آپ نے فرمایا تو حلال ہوگئی جس سے چاہے نکاح کرے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے اور ہمارے شہر کے عالم اسی مذہب پر رہے۔

باب مقام المتوفى عنها زوجها في بيتها حتى تحل — جس عورت کا خاوند مر جائے اس کو عدت تک اسی گھر میں رہنے کا بیان

۱۲۱۰۔ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ أَنَّ الْفُرَيْعَةَ بِنْتَ مَالِكِ بْنِ سِنَانٍ وَهِيَ أُخْتُ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَخْبَرَتْهَا أَنَّهَا جَائَتْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُهُ أَنْ تَرْجِعَ إِلَى أَهْلِهَا فِي بَنِي خُدْرَةَ فَإِنَّ زَوْجَهَا خَرَجَ فِي طَلَبِ أَعْبُدٍ لَهُ أَبَقُوا حَتَّى إِذَا كَانُوا بِطَرَفِ الْقَدُومِ لَحِقَهُمْ فَقَتَلُوهُ قَالَتْ فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَرْجِعَ إِلَى أَهْلِي فِي بَنِي خُدْرَةَ فَإِنَّ زَوْجِي لَمْ يَتْرُكْنِي فِي مَسْكَنٍ يَمْلِكُهُ وَلَا نَفَقَةٍ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ قَالَتْ فَانْصَرَفْتُ حَتَّى إِذَا كُنْتُ فِي الْحُجْرَةِ نَادَانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَمَرَ بِي فَنُودِيتُ لَهُ فَقَالَ كَيْفَ قُلْتِ فَرَدَدْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ الَّتِي ذَكَرْتُ لَهُ مِنْ شَأْنِ زَوْجِي فَقَالَ امْكُثِي فِي بَيْتِكِ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ قَالَتْ فَاعْتَدَدْتُ فِيهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ أَرْسَلَ إِلَيَّ فَسَأَلَنِي عَنْ ذَلِكَ فَأَخْبَرْتُهُ فَاتَّبَعَهُ وَقَضَى بِهِ ـ

حضرت زینب بنت کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ فریعہ بنت مالک بن سنان رضی اللہ عنہا جو بہن ہیں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور پوچھا کہ مجھے اپنے لوگوں میں جانے کی اجازت ہے کیونکہ میرے خاوند کے چند غلام بھاگ

(۱۲۱۰) صحیح :أبو داود (۲۳۰۰) کتاب الطلاق : باب فی المتوفی عنها تنتقل' ترمذی (۱۲۰۴) نسائی (۳۵۲۸) ابن ماجه (۲۰۳۱) أحمد (۳۷۰/۶) رقم (۲۷۶۲۷) دارمی (۲۲۸۷) ـ

گئے تھے وہ اُن کو ڈھونڈنے کو نکلے جب قدوم (ایک مقام ہے مدینہ سے سات میل پر) میں پہنچی وہاں غلاموں کو پایا اور غلاموں نے میرے خاوند کو مار ڈالا اور میرا خاوند میرے لیے نہ کوئی مکان ذات کا چھوڑ گیا ہے نہ کچھ خرچ دے گیا ہے۔ اگر آپ کہیے تو میں اپنے کنبے والوں میں چلی جاؤں۔ آپ نے فرمایا چلی جا جب میں لوٹ کر چلی حجرہ کے باہر نہیں پہنچی تھی کہ پھر آپ ﷺ نے پکارا یا کسی اور نے آپ کے کہنے پر پکارا اور مجھ سے پوچھا میں نے سارا قصہ بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسی گھر میں رہ یہاں تک کہ عدت پوری ہو میں نے اسی گھر میں عدت کی چار مہینے دس دن تک جب حضرت عثمان خلیفہ ہوئے انہوں نے مجھ سے یہ مسئلہ پوچھوا بھیجا اور اسی کے موافق حکم کیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۲۱۱۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَرُدُّ الْمُتَوَفَّى عَنْهُنَّ أَزْوَاجُهُنَّ مِنَ الْبَيْدَاءِ يَمْنَعُهُنَّ الْحَجَّ ۔

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب اُن عورتوں کو جو خاوند کے مرنے کے بعد سے عدت میں ہوتی تھیں بیداء سے پھیر دیتے تھے حج کو نہ جانے دیتے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۲۱۲۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ السَّائِبَ بْنَ خَبَّابٍ تُوُفِّيَ وَإِنَّ امْرَأَتَهُ جَائَتْ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَذَكَرَتْ لَهُ وَفَاةَ زَوْجِهَا وَذَكَرَتْ لَهُ حَرْثًا لَهُمْ بِقَنَاةَ وَسَأَلَتْهُ هَلْ يَصْلُحُ لَهَا أَنْ تَبِيتَ فِيهِ فَنَهَاهَا عَنْ ذٰلِكَ فَكَانَتْ تَخْرُجُ مِنَ الْمَدِينَةِ سَحَرًا فَتُصْبِحُ فِي حَرْثِهِمْ فَتَظَلُّ فِيهِ يَوْمَهَا ثُمَّ تَدْخُلُ الْمَدِينَةَ إِذَا أَمْسَتْ فَتَبِيتُ فِي بَيْتِهَا ۔

یحیٰ بن سعید کو پہنچا کہ حضرت سائب بن خباب کا انتقال ہو گیا تو ان کی بی بی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آئیں اور اپنے خاوند کا مرنا بیان کیا اور کہا کہ میری کچھ کھیتی ہے چاہ ہے اگر آپ اجازت دیجئے تو میں وہاں شب کو رہا کروں انہوں نے اس سے منع کیا تو وہ مدینہ سے صبح کو جاتیں دن بھر اپنے کھیت میں رہتیں اور سارا دن وہاں کاٹتیں شام کو پھر مدینہ میں آ جاتیں اور رات بھر اپنے گھر میں بسر کرتیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

(۱۲۱۱) **موقوف صحیح**: ابن ابی شیبۃ (۱۰۹/۴) (۱۸۸٤۷) بیهقی (٤۳٥/۷) (۱٥٥۰٤)۔

(۱۲۱۲) **موقوف ضعیف**: بیهقی (٤۳٦/۷ ـ ٤۳۷) (۱٥٥۱٥) عبدالرزاق (۱۲۰٦٤) ابن ابی شیبة (۱۸۸٦٥، ۱۸۸٦٦) سعید بن منصور (۱۳۷۱)۔

(۱۲۱۳) **مقطوع صحیح**: عبدالرزاق (۱۲۰۷۸) ابن ابی شیبة (۱۸۸٦۰) سعید بن منصور (۱۳۷۲)۔

۱۲۱۳۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي الْمَرْأَةِ الْبَدَوِيَّةِ يُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا إِنَّهَا تَنْتَوِي حَيْثُ انْتَوَى أَهْلُهَا ـ

حضرت ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ عروہ کہتے تھے کہ جولوگ جنگل میں رہا کرتے ہیں اگر اُن میں سے کسی کا خاوند مرجائے تو وہ اپنے لوگوں کے ساتھ رہے جہاں وہ اُتریں وہاں وہ بھی اترے (عذر کی وجہ سے)

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔

۱۲۱۴۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَا تَبِيتُ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا وَلَا الْمَبْتُوتَةُ إِلَّا فِي بَيْتِهَا ـ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ جس عورت کا خاوند مرجائے یا طلاق دے دے وہ رات کو اپنے گھر میں رہا کرے (عدت تک)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر صحیح کہا ہے۔

باب عدة أم الولد اذا توفي سيدها — جب اُم ولد کا مالک مرجائے اس کی عدت کا بیان

۱۲۱۵۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ يَقُولُ إِنَّ يَزِيدَ بْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ فَرَّقَ بَيْنَ رِجَالٍ وَبَيْنَ نِسَائِهِمْ وَكُنَّ أُمَّهَاتِ أَوْلَادِ رِجَالٍ هَلَكُوا فَتَزَوَّجُوهُنَّ بَعْدَ حَيْضَةٍ أَوْ حَيْضَتَيْنِ فَفَرَّقَ بَيْنَهُمْ حَتَّى يَعْتَدِدْنَ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا فَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ سُبْحَانَ اللّٰهِ يَقُولُ اللّٰهُ فِي كِتَابِهِ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا مَا هُنَّ مِنَ الْأَزْوَاجِ ـ

حضرت قاسم بن محمد کہتے تھے کہ یزید بن عبدالملک نے تفریق کر دی درمیان میں مردوں کے اور اُن عورتوں کے جو اُم ولد تھیں لوگوں کی اور ان کے مولیٰ مر گئے تھے۔ انہوں نے ایک حیض یا دو حیض کے بعد نکاح کر لیے تھے اور حکم دیا چار مہینے دس دن عدت کرنے کو۔ تب قاسم بن محمد نے کہا سبحان اللہ اللہ فرماتا ہے جو لوگ تم میں سے مر جائیں اور بیبیاں چھوڑ جائیں وہ چار مہینے دس دن عدت کریں اور اُم ولد بیبیوں میں داخل نہیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔

فائدہ: قاسم بن محمد نے یزید بن عبدالملک پر انکار کیا اس بات سے کہ انہوں نے ام ولد کی عدت کو چار مہینے دس دن قرار دیا حالانکہ ام ولد بیبیوں میں داخل نہیں ہے۔

(١٢١٤)موقوف صحيح : عبدالرزاق (١٢٠٦٣) ابن ابی شيبة (١٨٨٥٩) بيهقی (٤٣٥/٧) رقم (١٥٥٠٥) ـ

(١٢١٥)مقطوع صحيح : ابن ابی شيبة (١٥٠/٤) (١٨٧٥٤) بيهقی (٤٤٧/٧) (١٥٥٧٨) ـ

۱۲۱۶۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ عِدَّةُ أُمِّ الْوَلَدِ إِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا سَيِّدُهَا حَيْضَةٌ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اُم ولد کا مولیٰ جب مر جائے تو ایک حیض تک عدت کرے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے کہا مالک نے اگر اس ام ولد کو حیض نہ آتا ہو تو تین مہینے تک عدت کرے۔

باب عدة الأمة اذا توفي سيدها أو زوجها — لونڈی کا جب مولیٰ یا خاوند مر جائے اس کی عدت کا بیان

۱۲۱۷۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ كَانَا يَقُولَانِ عِدَّةُ الْأَمَةِ إِذَا هَلَكَ عَنْهَا زَوْجُهَا شَهْرَانِ وَخَمْسُ لَيَالٍ۔

حضرت سعید بن مسیّب اور سلیمان بن یسار کہتے تھے کہ لونڈی کا خاوند جب مر جائے تو عدت اس کی دو مہینے پانچ دن ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

۱۲۱۸۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ مِثْلَ ذٰلِكَ۔

ابن شہاب نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو غلام لونڈی کو طلاق رجعی دے پھر مر جائے اور اس کی عورت عدت میں ہو تو اب دو مہینے پانچ دن تک عدت کرے۔اگر وہ لونڈی آزاد ہو جائے اور اپنے خاوند سے جدا نہ ہونا چاہے یہاں تک کہ خاوند اس کا عدت میں مر جائے تو اب وہ لونڈی مثل آزاد عورت کے چار مہینے دس دن تک عدت کرے کیونکہ عدت وفات کے بعد آزاد کے اس پر لازم ہوئی تو مثل آزاد عورت کے کرنا چاہیے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

باب ما جاء في العزل — عزل کے بیان میں

فائدہ: انزال کے وقت ذکر کو باہر نکال لینا اور باہر منزل ہونا اس کا نام عزل ہے۔

۱۲۱۹۔ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ أَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَرَأَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ

(۱۲۱۶) موقوف صحیح: عبدالرزاق (۱۲۹۳۰) ابن ابی شیبۃ (۱۸۷۴۷) سعید بن منصور (۱۲۸۸) بیھقی (۴۴۷/۷) رقم (۱۵۵۷۶) بغوی فی شرح السنۃ (۳۱۷/۹)۔

(۱۲۱۷) مقطوع ضعیف: ابن ابی شیبۃ (۱۶۳/۴) (۱۸۸۸۰) بیھقی (۴۲۷/۷) (۱۵۴۰۸)۔

(۱۲۱۸) مقطوع صحیح: عبدالرزاق (۲۳۱/۷) (۱۲۹۲۴) بیھقی (۴۲۷/۷) (۱۵۴۰۹)۔

الْعَزْلِ فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَأَصَبْنَا سَبْيًا مِنْ سَبْيِ الْعَرَبِ فَاشْتَهَيْنَا النِّسَاءَ وَاشْتَدَّتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ وَأَحْبَبْنَا الْفِدَاءَ فَأَرَدْنَا أَنْ نَعْزِلَ فَقُلْنَا نَعْزِلُ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا قَبْلَ أَنْ نَسْأَلَهُ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ ((مَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوا مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا وَهِيَ كَائِنَةٌ)) ۔

ابن محیریز سے روایت ہے کہ میں مسجد میں گیا وہاں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو بیٹھے دیکھا میں نے پوچھا عزل درست ہے۔ انہوں نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ بنی مصطلق میں گئے وہاں عورتیں کافروں کی قید ہوئیں ہم لوگوں کو شہوت ہوئی اور مجردی دشوار گذری اور یہ بھی ہم چاہتے تھے کہ ان عورتوں کو بیچ کر روپیہ حاصل کریں اس لیے ہم نے چاہا کہ عزل کریں۔ پھر ہم نے سوچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں۔ بغیر آپ سے پوچھے کیونکر عزل کریں اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عزل کرنے میں کچھ قباحت نہیں کیونکہ جس جان کو پیدا کرنا اللہ کو منظور ہے وہ خواہ مخواہ پیدا ہوگی قیامت تک۔

فائدہ: کیونکہ اگر عزل نہ کریں گے تو حمل کا خوف ہے اور جب حمل ہو جائے گا تو بیچنا مشکل ہوگا۔

فائدہ: بعض علماء نے عزل کو جائز رکھا ہے بعضوں نے مکروہ مگر ترک اس کا بہتر ہے۔

۱۲۲۰۔ عَنْ أُمِّ وَلَدٍ لِأَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ كَانَ يَعْزِلُ ۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ عزل کرتے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۲۲۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ لَا يَعْزِلُ وَكَانَ يَكْرَهُ الْعَزْلَ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عزل نہیں کرتے تھے اور مکروہ جانتے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

۱۲۲۲۔ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ عَمْرِو بْنِ غَزِيَّةَ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فَجَاءَهُ ابْنُ قَهْدٍ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ يَا أَبَا سَعِيدٍ إِنَّ عِنْدِي جَوَارِيَ لِي لَيْسَ نِسَائِي اللَّاتِي أُكِنُّ بِأَعْجَبَ إِلَيَّ مِنْهُنَّ وَلَيْسَ كُلُّهُنَّ يُعْجِبُنِي أَنْ تَحْمِلَ مِنِّي أَفَأَعْزِلُ فَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ أَفْتِهِ يَا حَجَّاجُ قَالَ فَقُلْتُ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ إِنَّمَا

(۱۲۱۹) بخاری (۲۵٤۲) كتاب العتق : باب من ملك من العرب رقيقا، مسلم (۱٤۳۸) أبو داود (۲۱۷۲) ترمذی (۱۱۳۸) نسائی (۳۳۲۷) ابن ماجه (۱۹۲٦) أحمد (٦۸/۳) (۱۱٦۷۰) دارمی (۲۲۲۳) ۔

(۱۲۲۰) موقوف صحيح : عبدالرزاق (۱۲۵۷۳) ابن ابی شيبة (۱٦۵۸) بيهقی (۲۳۰/۷) رقم (۱٤۳۱۸) ۔

(۱۲۲۱) موقوف صحيح : عبدالرزاق (۱۲۵۷۷) سعيد بن منصور (۲۲۳۲) بيهقی (۲۳۱/۷) رقم (۱٤۳۲۹) ۔

(۱۲۲۲) موقوف صحيح : عبدالرزاق (۱۲۵۵۵) سعيد بن منصور (۲۲۲۷) بيهقی (۲۳۰/۷) ۔

نَجْلِسُ عِنْدَكَ لِنَتَعَلَّمَ مِنْكَ قَالَ أَفْتِهِ قَالَ فَقُلْتُ هُوَ حَرْثُكَ إِنْ شِئْتَ سَقَيْتَهُ وَإِنْ شِئْتَ أَعْطَشْتَهُ قَالَ وَكُنْتُ أَسْمَعُ ذَلِكَ مِنْ زَيْدٍ فَقَالَ زَيْدٌ صَدَقَ ۔

حضرت حجاج بن عمرو بن غزیہ بن ثابت پاس بیٹھے تھے اتنے میں ابن فہد ایک شخص یمن کا رہنے والا آیا اور کہا اے ابو سعید! (کنیت ہے زید بن ثابت کی) میرے پاس چند لونڈیاں ہیں جو میری بیبیوں سے بہتر ہیں مگر میں یہ نہیں چاہتا کہ وہ سب حاملہ ہو جائیں کیا میں ان سے عزل کروں۔ زید نے حجاج سے کہا مسئلہ بتاؤ حجاج نے کہا اللہ تمہیں بخشے ہم تو تمہارے پاس علم سیکھنے کو آتے ہیں۔ زید نے کہا بتاؤ جب میں نے کہا وہ کھیتیاں ہیں تیری۔ تیرا جی چاہے ان میں پانی پہنچا یا جی چاہے سوکھا رکھ۔ میں ایسا ہی سنا کرتا تھا زید سے۔ زید نے کہا سچ بولا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔

فائدہ: یعنی چاہے ان سے جماع کر اور نطفہ ٹھہرنے دے یا عزل کر اور نطفہ نہ ٹھہرنے دے۔

۱۲۲۳۔ عَنْ رَجُلٍ يُقَالُ لَهُ ذَفِيفٌ أَنَّهُ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ الْعَزْلِ فَدَعَا جَارِيَةً لَهُ فَقَالَ أَخْبِرِيهِمْ فَكَأَنَّهَا اسْتَحْيَتْ فَقَالَ هُوَ ذَلِكَ أَمَّا أَنَا فَأَفْعَلُهُ يَعْنِي أَنَّهُ يَعْزِلُ ۔

ذفیف سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ عزل کرنا درست ہے یا نہیں انہوں نے اپنی لونڈی کو بلا کر کہا تو ان کو بتا دے اس نے شرم کی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا دیکھو ایسا ہی حکم ہے میں تو عزل کیا کرتا ہوں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو ضعیف کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ آزاد عورت سے عزل کرنا بغیر اس کی اجازت کے درست نہیں اور اپنی لونڈی سے بغیر اس کی اجازت کے درست ہے اور پرائی لونڈی سے اس کے مالک کی اجازت لینا ضروری ہے۔

باب ما جاء فی الاحداد — سوگ کا بیان

۱۲۲۴۔ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ بِهَذِهِ الْأَحَادِيثِ الثَّلَاثَةِ قَالَتْ زَيْنَبُ دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُوُفِّيَ أَبُوهَا أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ فَدَعَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِطِيبٍ فِيهِ صُفْرَةٌ خَلُوقٌ أَوْ غَيْرُهُ فَدَهَنَتْ بِهِ جَارِيَةً ثُمَّ مَسَحَتْ بِعَارِضَيْهَا ثُمَّ قَالَتْ وَاللَّهِ مَا لِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ

(۱۲۲۳) موقوف ضعیف: عبدالرزاق فی المصنف (۱۲۵۵۶) سعید بن منصور (۲۲۳۳) بیهقی فی السنن الکبری (۲۳۱/۷) رقم (۱۴۳۲۲)۔

(۱۲۲۴) بخاری (۵۳۳۴) کتاب الطلاق : باب تحد المتوفی عنها زوجها أربعة اشهر وعشرا' مسلم (۱۴۸۶) أبو داود (۲۲۹۹) ترمذی (۱۱۵۹)۔

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا)) ۔

قَالَتْ زَيْنَبُ ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُوُفِّيَ أَخُوهَا فَدَعَتْ بِطِيبٍ فَمَسَّتْ مِنْهُ ثُمَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا لِي بِالطِّيبِ حَاجَةٌ غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُحِدُّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ۔

قَالَتْ زَيْنَبُ وَسَمِعْتُ أُمِّي أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ ابْنَتِي تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَقَدْ اشْتَكَتْ عَيْنَيْهَا أَفَتَكْحُلُهُمَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا كُلُّ ذٰلِكَ يَقُولُ لَا ثُمَّ قَالَ ((إِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا وَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ)) قَالَ حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ فَقُلْتُ لِزَيْنَبَ وَمَا تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ فَقَالَتْ زَيْنَبُ كَانَتْ الْمَرْأَةُ إِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا دَخَلَتْ حِفْشًا وَلَبِسَتْ شَرَّ ثِيَابِهَا وَلَمْ تَمَسَّ طِيبًا وَلَا شَيْئًا حَتَّى تَمُرَّ بِهَا سَنَةٌ ثُمَّ تُؤْتَى بِدَابَّةٍ حِمَارٍ أَوْ شَاةٍ أَوْ طَيْرٍ فَتَفْتَضُّ بِهِ فَقَلَّمَا تَفْتَضُّ بِشَيْءٍ إِلَّا مَاتَ ثُمَّ تَخْرُجُ فَتُعْطَى بَعْرَةً فَتَرْمِي بِهَا ثُمَّ تُرَاجِعُ بَعْدُ مَا شَاءَتْ مِنْ طِيبٍ أَوْ غَيْرِهِ ۔

حمید بن نافع سے روایت ہے کہ زینب بنت ابی سلمہ نے تین حدیثیں ان سے بیان کیں ۔ ایک تو یہ کہ میں اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی جو بی بی تھیں آنحضرت ﷺ کی جب ان کے باپ ابوسفیان مرے تھے تو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے خوشبو منگوائی جس میں زردی ملی ہوئی تھی وہ خوشبو ایک لونڈی کے لگا کر اپنے کلّوں پر لگائی اور کہا کہ قسم خدا کی مجھے خوشبو کی احتیاج نہیں مگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے جو عورت ایمان لائے اللہ پر اور پچھلے دن پر اس کو درست نہیں کہ کسی مردے پر تین دن تک زیادہ سوگ کرے سوا خاوند کے کہ اس پر چار مہینے دس دن تک سوگ کرے ۔

دوسری حدیث یہ ہے کہ زینب نے کہا میں زینب بنت جحش کے پاس جو بی بی تھیں آنحضرت ﷺ کی گئی جب اُن کے بھائی مر گئے تھے انہوں نے خوشبو منگا کر لگائی اور کہا کہ قسم خدا کی مجھے خوشبو کی حاجت نہیں مگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے جو عورت ایمان لائے اللہ پر اور پچھلے دن پر اس کو درست نہیں کہ سوگ کرے کسی مردے پر تین روز سے زیادہ مگر خاوند پر چار مہینے دس دن تک سوگ کرے ۔

تیسری حدیث یہ ہے کہ زینب رضی اللہ عنہا نے کہا میں اپنی ماں اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی جو بی بی تھیں آنحضرت ﷺ کی

انہوں نے کہا ایک عورت آئی رسول اللہ ﷺ کے پاس اور کہنے لگی یا رسول اللہ! میری بیٹی کا خاوند مر گیا اور اس کی آنکھیں دکھتی ہیں اگر فرمایئے تو سرمہ لگا دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں نہیں دو بار یا تین بار بلکہ چار مہینے دس دن تک پرہیز کرنا ضروری ہے اور جاہلیت میں ایک سال تک پرہیز کرتے تھے جب سال ختم ہوتا تو اونٹ کی مینگنی پھینکتے تھے۔ حمید نے کہا میں نے زینب سے پوچھا اونٹ کی مینگنی پھینکنے سے کیا مطلب ہے انہوں نے کہا زمانہ جاہلیت میں جب عورت کا خاوند مر جاتا تو ایک کھنڈر میں چلے جاتے اور برے سے برے کپڑے پہن لیتے پھر ایک سال تک خوشبو وغیرہ کچھ نہ لگاتے بعد سال کے ایک جانور لاتے گدھا یا بکری یا کوئی پرندہ اس کو اپنے بدن پر ملتے اکثر وہ مر جاتا بعد اس کے باہر نکلتے تو ایک اونٹ کی مینگنی اس کو دیتے اس کو پھینک کر پھر اختیار ہوتا۔ چاہے خوشبو لگائے یا اور کوئی کام کرے۔

۱۲۲۵۔ عَنْ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ زَوْجَيْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ ۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ اور ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عورت ایمان لائے اللہ پر اور پچھلے دن پر اس کو درست نہیں سوگ کرنا کسی مردے پر تین راتوں سے زیادہ مگر خاوند پر۔

۱۲۲۶۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لِامْرَأَةٍ حَادٍّ عَلَى زَوْجِهَا اشْتَكَتْ عَيْنَيْهَا فَبَلَغَ ذٰلِكَ مِنْهَا اكْتَحِلِي بِكُحْلِ الْجِلَاءِ بِاللَّيْلِ وَامْسَحِيهِ بِالنَّهَارِ ۔

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایک عورت سے کہا جو سوگ میں تھی اپنے خاوند کے اور اس کے آنکھ دکھتی تھی رات کو وہ سرمہ لگا لے جس سے آنکھ روشن ہو اور دن کو پونچھ ڈالے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

۱۲۲۷۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُمَا كَانَا يَقُولَانِ فِي الْمَرْأَةِ يُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا إِنَّهَا إِذَا خَشِيَتْ عَلَى بَصَرِهَا مِنْ رَمَدٍ أَوْ شَكْوٍ أَصَابَهَا إِنَّهَا تَكْتَحِلُ وَتَتَدَاوَى بِدَوَاءٍ أَوْ كُحْلٍ وَإِنْ كَانَ فِيهِ طِيبٌ ۔

حضرت سالم بن عبداللہ اور سلیمان بن یسار کہتے تھے جس عورت کا خاوند مر جائے اور اس کو اپنی آنکھ کے آشوب یا کسی اور

(۱۲۲۵) مسلم (۱۴۹۰) کتاب الطلاق : باب وجوب الاحداد فی عدة الوفاة ' نسائی (۳۵۰۳) ابن ماجه (۲۰۸۶) أحمد (۲۸۶/۶) رقم (۲۶۹۸۶) دارمی (۲۲۸۳)۔

(۱۲۲۶) **موقوف ضعیف** : أبو داود (۲۳۰۵) کتاب الطلاق : باب فیما تجتنبه المعتدة فی عدتها ' نسائی (۳۵۳۷)۔

(۱۲۲۷) **مقطوع ضعیف** : ابن ابی شیبة (۱۸۹۵۵) عبدالرزاق (۱۲۱۳۷)۔

دُکھ کی تکلیف ہو وہ سرمہ لگائے اور دوا کرے اگر چہ اس میں خوشبو ہو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جب ضرورت ہو تو اللہ جل جلالہ کا دین آسان ہے۔

۱۲۲۸۔ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتَ أَبِي عُبَيْدٍ اشْتَكَتْ عَيْنَيْهَا وَهِيَ حَادٌّ عَلَى زَوْجِهَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَلَمْ تَكْتَحِلْ حَتَّى كَادَتْ عَيْنَاهَا تَرْمَصَانِ ۔

حضرت صفیہ بنت ابی عبید اپنے خاوند کے سوگ میں تھیں یعنی عبداللہ بن عمر کے انہوں نے سرمہ نہ لگایا اور ان کی آنکھیں دکھتی تھیں یہاں تک کہ چیپڑ آنے لگا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو عورت سوگ میں ہو اپنے خاوند کے اور وہ زیور قسم سے کچھ نہ پہنے نہ انگوٹھی نہ پائے زیب نہ اور زیور نہ یمن کا کپڑا مگر جب موٹا اور سخت ہو نہ رنگا ہو کپڑا مگر سیاہ نہ کنگھی کرے نہ کھلی ڈالے مگر بیری وغیرہ کے پتوں سے بالوں کو دھو سکتی ہے یا اور کسی چیز سے جس میں خوشبو نہ ہو۔ کہا مالک نے جس عورت کا خاوند مر جائے وہ تیل زیتوں کا یا تل کا جس میں خوشبو نہ ہو لگائے۔

۱۲۲۹۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ وَهِيَ حَادٌّ عَلَى أَبِي سَلَمَةَ وَقَدْ جَعَلَتْ عَلَى عَيْنَيْهَا صَبِرًا فَقَالَ مَا هٰذَا يَا أُمَّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ إِنَّمَا هُوَ صَبِرٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((اجْعَلِيهِ فِي اللَّيْلِ وَامْسَحِيهِ بِالنَّهَارِ)) ۔

رسول اللہ ﷺ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور وہ سوگ میں تھیں اپنے خاوند ابو سلمہ کے۔ انہوں نے اپنی آنکھوں پر ایلوا لگایا تھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا یہ کیا لگایا اے ام سلمہ! انہوں نے کہا یہ ایلوا ہے یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا رات کو لگایا کر اور دن کو پونچھ ڈالا کر۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔ شیخ البانیؒ نے بھی اس روایت کو **ضعیف** کہا ہے۔[ضعیف ابو داود (۵۰۲) ضعیف نسائی (۲۳۰)]۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر عورت نابالغ ہو اس کو حیض نہ آتا ہو وہ بھی مثل بالغہ سوگ کرے جب خاوند اس کا مر جائے اور جن امور سے بالغہ کو پرہیز کرنا لازم ہے ان سے وہ بھی پرہیز کرے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جب لونڈی کا خاوند مر جائے وہ دو مہینے پانچ دن تک سوگ کرے۔

(۱۲۲۸) **مقطوع صحیح**: عبدالرزاق (۱۲۱۲۵) ابن ابی شیبة (۱۸۹۶۳) سعید بن منصور (۲۱۳۸)۔

(۱۲۲۹) **ضعیف**: أبو داود (۲۳۰۵) كتاب الطلاق: باب فيما تجتنبه المعتدة في عدتها، نسائی (۳۵۳۷) بیهقی فی السنن الكبرى (۴۴۰/۷)۔

(۱۲۳۰) **موقوف ضعیف**: عبدالرزاق (۱۲۱۱۴) بیهقی (۴۴۰/۷) رقم (۱۵۵۳۴)۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جب اُم ولد کا مولیٰ مرجائے تو وہ سوگ نہ کرے کیونکہ سوگ ان عورتوں پر لازم ہے جو خاوند والیاں ہوں۔

۱۲۳۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تَقُولُ تَجْمَعُ الْحَادُّ رَأْسَهَا بِالسِّدْرِ وَالزَّيْتِ۔

حضرت بی بی اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں جو عورت سوگ میں ہو وہ اپنے سر کو بیری کے پتے سے دھو سکتی ہے اور زیتوں کا تیل ڈال سکتی ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے ضعیف کہا ہے۔

(29) كتاب الرضاع

کتاب رضاعت کے بیان میں

باب رضاعة الصغير — بچے کو دودھ پلانے کا بیان

۱۲۳۱۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَأَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَذَا رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرَاهُ فُلَانًا لِعَمِّ لِحَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَوْ كَانَ فُلَانٌ حَيًّا لِعَمِّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ دَخَلَ عَلَيَّ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((نَعَمْ إِنَّ الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ))۔

رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے ان کے گھر میں اتنے میں حضرت عائشہ نے ایک مرد کی آواز سنی جو حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر جانے کی اجازت چاہتا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بولیں یا رسول اللہ! یہ کون شخص ہے جو آپ کے گھر میں جانا چاہتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں سمجھتا ہوں کہ فلاں شخص ہے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی چچا کا نام لیا جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ! اگر میرا رضاعی چچا زندہ ہوتا تو کیا میرے سامنے آتا آپ ﷺ نے فرمایا ہاں رضاعت حرام کرتی ہے جیسے نسب حرام کرتا ہے۔

فائدہ: یعنی جیسے نسبی باپ یا چچا یا بھائی محرم ہے اس سے نکاح درست نہیں ایسا ہی رضاعی باپ' چچا یا بھائی بھی محرم ہے۔

۱۲۳۲۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ جَاءَ عَمِّي مِنَ الرَّضَاعَةِ يَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ عَلَيَّ حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ ((إِنَّهُ عَمُّكِ فَأْذَنِي لَهُ)) قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِي الْمَرْأَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ

(۱۲۳۱) بخاری (۲٦٤٦) كتاب الشهادات : باب الشهادة على الانساب والرضاع' مسلم (۱٤٤٤) أبو داود (۲۰۵۵) ترمذی (۱۱٤۷) نسائی (۳۳۱۳) أحمد (۱۷۸/٦) دارمی (۲۲٤۷)۔

(۱۲۳۲) بخاری (۵۲۳۹) كتاب النكاح : باب ما يحل من الدخول والنظر الى النساء فى الرضاع' مسلم (۱٤٤۵) أبو داود (۲۰۵۷) ترمذی (۱۱٤۸) نسائی (۳۳۱۷) ابن ماجه (۱۹٤۹) احمد (۱۹٤/٦) (۲٦۱۳۸)۔

فَقَالَ ((إِنَّهُ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ)) قَالَتْ عَائِشَةُ وَذٰلِكَ بَعْدَ مَا ضُرِبَ عَلَيْنَا الْحِجَابُ وَقَالَتْ عَائِشَةُ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میرا چچا رضاعی میرے پاس آیا اور مجھ سے اجازت مانگی اندر آنے کی میں نے کہا بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پوچھے اجازت نہ دوں گی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تیرا چچا ہے تو اجازت دے دے اس کو آنے کی۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! مجھ کو تو عورت نے دودھ پلایا تھا مرد کا اس میں کیا تعلق۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تیرا چچا ہے بے شک تیرے پاس آئے گا اور یہ گفتگو جب کی ہے کہ آیت حجاب اتر چکی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جو رشتے نسب سے حرام ہیں وہ رضاعت سے بھی حرام ہیں۔

۱۲۳۳۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ جَاءَ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا وَهُوَ عَمُّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ بَعْدَ أَنْ أُنْزِلَ الْحِجَابُ قَالَتْ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ عَلَيَّ فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي صَنَعْتُ فَأَمَرَنِي أَنْ آذَنَ لَهُ عَلَيَّ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میرا چچا رضاعی افلح میرے پاس آیا بعد اُترنے آیت حجاب کے۔ میں نے اس کو اندر آنے کی اجازت نہ دی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے میں نے اُن سے بیان کیا آپ نے فرمایا اس کو اجازت دو آنے کی۔

۱۲۳۴۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَا كَانَ فِي الْحَوْلَيْنِ وَإِنْ كَانَ مَصَّةً وَاحِدَةً فَهُوَ يُحَرِّمُ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے تھے دو برس کے اندر بچہ اگر ایک دفعہ بھی دودھ چوسے تو رضاعت کی حرمت ثابت ہوگی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔

۱۲۳۵۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ فَأَرْضَعَتْ إِحْدَاهُمَا غُلَامًا وَأَرْضَعَتِ الْأُخْرَى جَارِيَةً فَقِيلَ لَهُ هَلْ يَتَزَوَّجُ الْغُلَامُ الْجَارِيَةَ فَقَالَ لَا اللِّقَاحُ وَاحِدٌ۔

حضرت عمرو بن شرید سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ اگر ایک شخص کی دو بیبیاں ہوں ان میں سے ایک بی بی ایک لڑکے کو دودھ پلا دے اور دوسری بی بی ایک لڑکی کو کیا اس اس لڑکے کا نکاح اس لڑکی سے درست ہے جواب دیا

(۱۲۳۳) بخاری (۵۱۰۳) کتاب النکاح : باب لبن الفحل' مسلم (۱۴۴۵) أبو داود (۲۰۵۷) ترمذی (۱۱۴۸) نسائی (۳۳۱۶) ابن ماجه (۱۹۴۸) احمد (۱۷۷/۶) (۲۵۹۵۷)۔

(۱۲۳۴) موقوف صحیح :عبدالرزاق (۱۳۹۰۳) ابن ابی شیبة (۱۷۰۳۱) بیهقی (۴۶۲/۷) رقم (۱۵۶۶۷)۔

(۱۲۳۵) موقوف صحیح :ترمذی (۱۱۴۹) کتاب الرضاع : باب ما جاء فی لبن الفحل' بیهقی (۴۵۳/۷) رقم (۱۵۶۱۷) دارقطنی فی سننه (۱۷۹/۴)۔

نہیں درست کیونکہ دونوں کا باپ ایک ہی ہے۔
تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۲۳۶۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ لَا رَضَاعَةَ إِلَّا لِمَنْ أُرْضِعَ فِي الصِّغَرِ وَلَا رَضَاعَةَ لِكَبِيرٍ ۔

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے رضاعت وہی ہے جو دو برس کے اندر ہو اس کے بعد رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔
تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔
فائدہ: ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کا یہی قول ہے مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک بڑے آدمی کو بھی دودھ پلانے سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔

۱۲۳۷۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَرْسَلَتْ بِهِ وَهُوَ يَرْضَعُ إِلَى أُخْتِهَا أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَقَالَتْ أَرْضِعِيهِ عَشْرَ رَضَعَاتٍ حَتَّى يَدْخُلَ عَلَيَّ قَالَ سَالِمٌ فَأَرْضَعَتْنِي أُمُّ كُلْثُومٍ ثَلَاثَ رَضَعَاتٍ ثُمَّ مَرِضَتْ فَلَمْ تُرْضِعْنِي غَيْرَ ثَلَاثِ رَضَعَاتٍ فَلَمْ أَكُنْ أَدْخُلُ عَلَى عَائِشَةَ مِنْ أَجْلِ أَنَّ أُمَّ كُلْثُومٍ لَمْ تُتِمَّ لِي عَشْرَ رَضَعَاتٍ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سالم بن عبداللہ کو جب وہ شیر خوار تھے اپنی بہن اُم کلثوم کے پاس بھیجا اس لیے کہ دس بار اس کو دودھ پلائیں تو بغیر پردہ کے میرے سامنے آجائیں۔ سالم نے کہا اُم کلثوم نے مجھ کو تین بار دودھ پلایا بعد اس وہ بیمار ہو گئیں اس لیے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے نہیں جاتا تھا کیونکہ میں نے اُم کلثوم کا دس بار دودھ نہیں پیا تھا۔
تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔
فائدہ: بعض علماء کے نزدیک ایک یا دو مرتبہ دودھ چھوڑنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی جب تک دس بار نہ پیے اور بعضوں کے نزدیک جب تک پانچ بار نہ پیے۔ شافعیؒ اور احمدؒ کا یہی قول ہے اور ابو حنیفہؒ اور مالکؒ کے نزدیک تھوڑا یا بہت دودھ پینے سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔

۱۲۳۸۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ أَبِي عُبَيْدٍ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ حَفْصَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَرْسَلَتْ بِعَاصِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ إِلَى أُخْتِهَا فَاطِمَةَ بِنْتِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ تُرْضِعُهُ عَشْرَ رَضَعَاتٍ لِيَدْخُلَ عَلَيْهَا وَهُوَ صَغِيرٌ يَرْضَعُ فَفَعَلَتْ فَكَانَ يَدْخُلُ عَلَيْهَا ۔

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت صفیہ بن ابی عبید سے روایت ہے کہ اُم المومنین حفصہ نے عاصم بن عبداللہ بن سعد کو جب

(۱۲۳۶) **موقوف صحيح**: عبدالرزاق (۱۳۹۰۵) ابن ابی شيبة ((۱۷۰۵٦) بيهقی (٤٦١/٧) رقم (١٥٦٦٢) ۔
(۱۲۳۷) **موقوف ضعيف**: عبد الرزاق (۱۳۹۲۸) ابن ابی شيبة (۱۷۰۲۵) بيهقی (٤٥٧/٧) رقم (١٥٦٣٨) ۔
(۱۲۳۸) **موقوف صحيح**: عبدالرزاق (۱۳۹۲۹) بيهقی (٤٥٧/٧) الشافعی فی المسند (٤٤/٢)۔

وہ شیر خوار تھے اپنی بہن فاطمہ بنت عمر بن خطاب کے پاس بھیجا تا کہ ان کو دس مرتبہ دودھ پلائیں جب وہ بڑے ہو جائیں تو ان کے سامنے ہوا کریں۔ فاطمہ نے عاصم کو دودھ پلا دیا پھر عاصم جب بڑے ہوئے تو حضرت حفصہ ان کے سامنے ہوا کرتیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۲۳۹۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْخُلُ عَلَيْهَا مَنْ أَرْضَعَتْهُ أَخَوَاتُهَا وَبَنَاتُ أَخِيهَا وَلَا يَدْخُلُ عَلَيْهَا مَنْ أَرْضَعَهُ نِسَاءُ إِخْوَتِهَا۔

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سامنے ہوتیں ان لوگوں کے جن کو دودھ پلایا تھا ان کی بہنوں اور بھتیجیوں نے اور نہیں سامنے ہوتی تھیں اُن لوگوں کے جن کو دودھ پلایا تھا ان کی بھاوجوں نے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: شاید یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مذہب ہوگا کہ رضاعت کی حرمت عورت سے ثابت ہوتی ہے نہ مرد سے مگر جمہور علماء کے نزدیک اگر بھاوج کا دودھ بھائی سے ہو تو وہ لڑکا محرم ہو جائے گا کیونکہ یہ عورت اس کی پھوپھی ہوئی۔

۱۲۴۰۔ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنِ الرَّضَاعَةِ فَقَالَ سَعِيدٌ كُلُّ مَا كَانَ فِي الْحَوْلَيْنِ وَإِنْ كَانَتْ قَطْرَةً وَاحِدَةً فَهُوَ يُحَرِّمُ وَمَا كَانَ بَعْدَ الْحَوْلَيْنِ فَإِنَّمَا هُوَ طَعَامٌ يَأْكُلُهُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُقْبَةَ ثُمَّ سَأَلْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ۔

حضرت ابراہیم بن عتبہ نے سعید بن مسیب سے پوچھا رضاعت کا حکم۔ سعید نے کہا جو رضاعت دو برس کے اندر ہو اس سے حرمت ثابت ہو جائے گی اگرچہ ایک قطرہ ہو اور جو دو برس کے بعد ہو اس سے حرمت ثابت نہ ہوگی بلکہ وہ مثل اور کھانوں کے ہے۔ ابراہیم نے کہا پھر میں نے عروہ بن زبیر سے پوچھا انہوں نے بھی ایسا ہی کہا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۲۴۱۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ لَا رَضَاعَةَ إِلَّا مَا كَانَ فِي الْمَهْدِ وَإِلَّا مَا أَنْبَتَ اللَّحْمَ وَالدَّمَ۔

حضرت یحییٰ بن سعید نے کہا سعید بن مسیب کہتے تھے رضاعت وہی ہے جو بچپنے میں ہو جب بچہ جھولی میں رہتا ہو اور اس رضاعت سے خون اور گوشت بڑھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۲۴۲۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ الرَّضَاعَةُ قَلِيلُهَا وَكَثِيرُهَا تُحَرِّمُ وَالرَّضَاعَةُ مِنْ قِبَلِ الرِّجَالِ تُحَرِّمُ۔

ابن شہاب کہتے تھے رضاعت تھوڑی ہو یا بہت حرمت ثابت کر دیتی ہے اور رضاعت مردوں کی طرف سے بھی حرمت

(۱۲۴۰) مقطوع صحیح: عبدالرزاق (۱۳۹۰۷) ابن ابی شیبة (۱۷۰۵۷)۔

ثابت کر دیتی ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا دو برس کے اندر رضاعت قلیل ہو یا کثیر حرمت ثابت کر دیتی ہے اور دو برس کی رضاعت سے حرمت ثابت نہیں ہوتی بلکہ وہ مثل اور کھانوں کے ہے۔

باب ما جاء في الرضاعة بعد الكبر — بڑے پن میں رضاعت کا بیان

۱۲۴۳- عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَضَاعَةِ الْكَبِيرِ فَقَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ أَبَا حُذَيْفَةَ بْنَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَكَانَ تَبَنَّى سَالِمًا الَّذِي يُقَالُ لَهُ سَالِمٌ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ كَمَا تَبَنَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ وَأَنْكَحَ أَبُو حُذَيْفَةَ سَالِمًا وَهُوَ يَرَى أَنَّهُ ابْنُهُ أَنْكَحَهُ بِنْتَ أَخِيهِ فَاطِمَةَ بِنْتَ الْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ وَهِيَ مِنْ أَفْضَلِ أَيَامَى قُرَيْشٍ فَلَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ فِي زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ مَا أَنْزَلَ فَقَالَ ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ رُدَّ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْ أُولَئِكَ إِلَى أَبِيهِ فَإِنْ لَمْ يُعْلَمْ أَبُوهُ رُدَّ إِلَى مَوْلَاهُ فَجَاءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلٍ وَهِيَ امْرَأَةُ أَبِي حُذَيْفَةَ وَهِيَ مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كُنَّا نَرَى سَالِمًا وَلَدًا وَكَانَ يَدْخُلُ عَلَيَّ وَأَنَا فُضُلٌ وَلَيْسَ لَنَا إِلَّا بَيْتٌ وَاحِدٌ فَمَاذَا تَرَى فِي شَأْنِهِ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْضِعِيهِ خَمْسَ رَضَعَاتٍ فَيَحْرُمُ بِلَبَنِهَا وَكَانَتْ تَرَاهُ ابْنًا مِنَ الرَّضَاعَةِ فَأَخَذَتْ بِذَلِكَ عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ فِيمَنْ كَانَتْ تُحِبُّ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهَا مِنَ الرِّجَالِ فَكَانَتْ تَأْمُرُ أُخْتَهَا أُمَّ كُلْثُومٍ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَبَنَاتِ أَخِيهَا أَنْ يُرْضِعْنَ مَنْ أَحَبَّتْ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهَا مِنَ الرِّجَالِ وَأَبَى سَائِرُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهِنَّ بِتِلْكَ الرَّضَاعَةِ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ وَقُلْنَ لَا وَاللّٰهِ مَا نَرَى الَّذِي أَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَهْلَةَ بِنْتَ سُهَيْلٍ إِلَّا رُخْصَةً مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَضَاعَةِ سَالِمٍ وَحْدَهُ لَا وَاللّٰهِ لَا يَدْخُلُ عَلَيْنَا بِهَذِهِ الرَّضَاعَةِ أَحَدٌ فَعَلَى هَذَا كَانَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَضَاعَةِ الْكَبِيرِ۔

(١٢٤٣) مسلم (١٤٥٣) كتاب الرضاع : باب رضاعة الكبير، أبو داود (٢٠٦١) نسائي (٣٣٢٤) ابن ماجه (١٩٤٣) أحمد (٢٠١/٦) رقم (٢٦١٦٩) دارمي (٢٢٥٧)۔

ابن شہاب سے سوال ہوا کہ بڑھ پن میں کوئی آدمی عورت کا دودھ پیئے تو اس کا کیا حکم ہے انہوں نے کہا مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے تھے اور جنگ بدر میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھے انہوں نے بیٹا بنایا تھا سالم کو۔ تو سالم مولیٰ کہتے تھے ابی حذیفہ کے جیسے زید کو بیٹا کیا تھا رسول اللہ ﷺ نے اور ابو حذیفہ نے سالم کا نکاح اپنی بھتیجی فاطمہ بنت ولید سے کر دیا تھا جو پہلے ہجرت کرنے والوں میں تھی اور تمام قریش کی ثیبہ عورتوں میں افضل تھی جب اللہ جل جلالہٗ نے اپنی کتاب میں اتارا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے حق میں کہ ''ان کو اپنے باپ کا بیٹا کہو یہ اچھا ہے اللہ کے نزدیک۔'' اگر ان کے باپ کا نام معلوم نہ ہوتا اپنے مالک کی طرف نسبت کیے جاتے تو سہلہ بنت سہیل ابو حذیفہ کی جورو جو بنی عامر بن لوی کی اولاد میں سے تھی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہا یا رسول اللہ! ہم تو سالم کو اپنا بچہ سمجھتے تھے ہم ننگے کھلے ہوتے تھے۔ وہ اندر چلا آتا تھا اب کیا کرنا چاہیے دوسرا گھر بھی ہمارے پاس نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو پانچ بار دودھ پلا دے تو وہ تیرا محرم ہو جائے گا۔ پھر ابو حذیفہ کی بیوی نے ایسا ہی کیا اور سالم کو اپنا رضاعی بیٹا سمجھنے لگی۔ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا اسی حدیث پر عمل کرتی تھیں اور جس مرد کو چاہتیں کہ اپنے پاس آیا جایا کرے تو اپنی بہن اُم کلثوم کو حکم کرتیں اور اپنی بھتیجیوں کو کہ اس شخص کو اپنا دودھ پلا دیں لیکن رسول اللہ ﷺ کی اور بیبیاں اس کا انکار کرتی تھیں کہ بڑھ پن میں کوئی دودھ پی کر ان کا محرم بن جائے اور ان کے پاس آیا جایا کرے اور وہ یہ کہتی تھیں کہ یہ خاص رخصت تھی رسول اللہ ﷺ کی طرف سے سہلہ بنت سہیل کو۔ قسم خدا کی ایسی رضاعت کی وجہ سے ہمارا کوئی محرم نہیں ہو سکتا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کا دودھ حلال ہے علی الخصوص بیماری کی وجہ سے اگر کوئی دوا کے طور پر اس کو پئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بڑا آدمی بھی جب کسی عورت کا دودھ پی لے تو وہ اس کی محرم ہو جاتی ہے مگر ائمہ اربعہ اور جمہور علماء نے اس حدیث پر عمل نہیں کیا اور کہتے ہیں کہ یہ حکم خاص تھا سہلہ کے لیے اور کوئی نہیں ہو سکتا اب اس میں اختلاف ہے کہ سہلہ نے اپنی چھاتی سے سالم کو دودھ پلایا یا نچوڑ کر لیکن راجح یہی ہے کہ چھاتی سے پلایا اور ظاہر حدیث بھی اسی پر دال ہے۔ (واللہ اعلم)

فائدہ: عطاء اور لیث اور بعض تابعین کا مذہب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے موافق ہے۔ ابن المواز نے کہا اگر کوئی شخص اس حدیث پر عمل کرے اور ایسی رضاعت کی وجہ سے حجاب نہ کرے تو اس پر کچھ عیب نہیں ہو سکتا اور اگر یہ حدیث خاص ہوتی تو رسول اللہ ﷺ یہ فرما دیتے کہ یہ حکم تیرے لیے خاص ہے اور کسی کو اختیار نہیں مگر آپ ﷺ نے ایسا نہ کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم عام ہے۔ ابن عربی ؒ نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ عبداللہ بن صالح نے کہا کہ ایک عورت آئی لیث کے پاس اور کہا کہ میں چاہتی ہوں حج کو جاؤں مگر محرم نہیں ملتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو کسی بی بی کے پاس جا وہ تجھ کو دودھ پلا دے گی اس بی بی کا خاوند تیرا باپ ہو جائے گا اس کے ساتھ حج کر۔ زرقانی نے کہا حجت لیث کی حدیث ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسی حدیث پر فتویٰ دیتی تھیں اور اعدل الاقوال اور اقوی المسالک اس باب میں وہ ہے جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اختیار کیا اور اسی کو ابن القیم و قاضی شوکانی نے ترجیح دی ہے وہ یہ ہے کہ رضاع میں صغر معتبر ہے مگر جس مقام پر کہ حاجت داعی ہو جیسے رضاع اس کبیر کا جو عورت کے پاس جانے سے پرہیز نہیں کر سکتا ہے اور عورت کا اس سے پردہ کرنا دشوار ہے جیسا کہ سالم کے لیے تھا پس حدیث سالم مخصص ہوگی واسطے عموم اس کے کہ رضاعت (درست) وہ ہے جو (فطری) بھوک کی وجہ سے پیش آئی ہو۔ دو

سال کی عمر سے پہلے پہلے ہو جو انتڑیوں میں جا کر مل جائے جو دودھ چھڑانے سے پہلے پہلے کی ہو جو ہڈیوں اور گوشت کو بنائے اور پیدا کرے اور اس حدیث پر سب احادیث میں بخوبی مطابقت ہو جاتی ہے اور تعسف جانبین سے مندفع ہو جاتی ہے اور اس کی تفصیل النیل اور مسک الختام اور الروضۃ الندیہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۲۴۴۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَأَنَا مَعَهُ عِنْدَ دَارِ الْقَضَاءِ يَسْأَلُهُ عَنْ رَضَاعَةِ الْكَبِيرِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ إِنِّي كَانَتْ لِي وَلِيدَةٌ وَكُنْتُ أَطَؤُهَا فَعَمَدَتْ امْرَأَتِي إِلَيْهَا فَأَرْضَعَتْهَا فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا فَقَالَتْ دُونَكَ فَقَدْ وَاللّٰهِ أَرْضَعْتُهَا فَقَالَ عُمَرُ أَوْجِعْهَا وَأْتِ جَارِيَتَكَ فَإِنَّمَا الرَّضَاعَةُ رَضَاعَةُ الصَّغِيرِ۔

حضرت عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ ایک شخص عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا میں ان کے ساتھ تھا دارالقضاء کے پاس۔ پوچھنے لگا بڑے آدمی کی رضاعت کا کیا حکم ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا بولا میری ایک لونڈی تھی اس سے میں صحبت کیا کرتا تھا۔ میری جورو نے قصداً اسے دودھ پلا دیا جب میں اس کے پاس جانے لگا۔ بولی سن لے قسم خدا کی! میں اس کو دودھ پلا چکی ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اپنی بی بی کو سزا دے اور اپنی لونڈی سے صحبت کر۔ رضاعت چھوٹے پن میں ہوتی ہے (نہ بڑھ پن میں)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

۱۲۴۵۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ فَقَالَ إِنِّي مَصِصْتُ عَنْ امْرَأَتِي مِنْ ثَدْيِهَا لَبَنًا فَذَهَبَ فِي بَطْنِي فَقَالَ أَبُو مُوسَى لَا أُرَاهَا إِلَّا قَدْ حَرُمَتْ عَلَيْكَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ انْظُرْ مَاذَا تُفْتِي بِهِ الرَّجُلَ فَقَالَ أَبُو مُوسَى فَمَاذَا تَقُولُ أَنْتَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ لَا رَضَاعَةَ إِلَّا مَا كَانَ فِي الْحَوْلَيْنِ فَقَالَ أَبُو مُوسَى لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ مَا كَانَ هَذَا الْحَبْرُ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے کہا میں اپنی عورت کا دودھ چھاتی سے چوس رہا تھا وہ میرے پیٹ میں چلا گیا۔ ابوموسیٰ نے کہا میرے نزدیک وہ عورت تجھ پر حرام ہوگئی۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا دیکھو کیا مسئلہ بتاتے ہو اس شخص کو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بولے اچھا تم کیا کہتے ہو۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا رضاعت وہ ہے جو دو برس کے اندر ہو جب ابوموسیٰ نے کہا مجھ سے کچھ مت پوچھا کرو جب تک یہ عالم تم میں موجود ہے (یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو کہا)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔

(۱۲٤٤) **موقوف صحيح**: عبدالرزاق (۱۳۸۹۰، ۱۳۹۳۰) بيهقی (٤٦١/٧) رقم (١٥٦٥٩، ١٥٦٦٠)۔

(۱۲٤٥) **موقوف صحيح**: عبدالرزاق (۱۳۸۹۵) سعيد بن منصور (۹۸۷) بيهقی (٤٦٢/٧) رقم (١٥٦٦٤) أبو داود (۲۰۵۹، ۲۰٦۰) احمد (٤٣٢/١) رقم (٤١١٤)۔

باب جامع ما فی الرضاعة — رضاعت کی مختلف حدیثوں کا بیان

۱۲۴۶۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ)) ۔

اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رضاعت سے حرام ہو جاتا ہے جو نسب سے حرام ہو جاتا ہے۔

۱۲۴۷۔ عَنْ جُدَامَةَ بِنْتِ وَهْبٍ الْأَسَدِيَّةِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهَا أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَنْهَى عَنِ الْغِيلَةِ حَتَّى ذَكَرْتُ أَنَّ الرُّومَ وَفَارِسَ يَصْنَعُونَ ذٰلِكَ فَلَا يَضُرُّ أَوْلَادَهُمْ شَيْئًا)) ۔

حضرت جذامہ بنت وہب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے قصد کیا تھا کہ منع کر دوں جماع سے جب تک عورت اپنے بچے کو دودھ پلائے پھر مجھے معلوم ہوا کہ روم اور فارس کے لوگ ایسا کیا کرتے ہیں اور ان کی اولاد کو نقصان نہیں ہوتا۔

۱۲۴۸۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ فِيمَا أُنْزِلَ مِنَ الْقُرْآنِ عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُومَاتٍ يُحَرِّمْنَ ثُمَّ نُسِخْنَ بِخَمْسٍ مَعْلُومَاتٍ فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيمَا يُقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا پہلے قرآن شریف میں یہ اترا تھا کہ دس بار دودھ پلائے تو حرمت ثابت ہوتی ہے پھر منسوخ ہو گیا اور پانچ بار پلانا ٹھہرا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور لوگ اس کو قرآن پڑھتے تھے۔

فائدہ: بعض لوگ پڑھتے ہوں گے اور اس کے منسوخ التلاوۃ ہونے سے مطلع نہ ہوں گے اگر یہ آیت ہوگی تو بھی تلاوت اس کی منسوخ ہو گئی اب کلام اللہ میں نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اس حدیث پر عمل نہیں ہے۔ بلکہ قلیل اور کثیر دونوں رضاعت سے حرمت ثابت ہوتی ہے۔

(١٢٤٦) بخاری (٢٦٤٦) کتاب الشهادات : باب الشهادة علی الانساب والرضاع، مسلم (١٤٤٤) أبو داود (٢٠٥٥) ترمذی (١١٤٧) نساء (٣٣٠٠) ابن ماجه (١٩٣٧) أحمد (٤٤/٦) رقم (٢٤٦٧١) ۔

(١٢٤٧) مسلم (١٤٤٢) کتاب النکاح : باب جواز الغيلة وهی وطء المرضع وکراهة العزل، أبو داود (٣٨٨٢) ترمذی (٢٠٧٧) نسائی (٣٣٦٢) ابن ماجه (٢٠١١) أحمد (٣٦١/٦) رقم (٢٧٥٧٥) دارم (٢٢١٧) ۔

(١٢٤٨) مسلم (١٤٥٢) کتاب الرضاع : باب التحريم بخمس رضعات، أبو داود (٢٠٦٢) ترمذی (١١٥٠) نسائی (٣٣٠٧) ابن ماجه (١٩٤٢) دارمی (٢٢٥٣) ۔



(30) كتاب العتق والولاء
کتاب عتق اور ولاء کے بیان میں

باب ما جاء فیمن أعتق شركا له في عبد — جو شخص غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دے

۱۲۴۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ فَكَانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ قُوِّمَ عَلَيْهِ قِيمَةَ الْعَدْلِ فَأَعْطَى شُرَكَائَهُ حِصَصَهُمْ وَعَتَقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مشترک غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کردے اور اس شخص کے پاس اتنا مال ہو کہ غلام کی قیمت دے سکے تو اس غلام کی قیمت لگا کر ہر ایک شریک کو موافق حصہ ادا کرے گا اور غلام اس کی طرف سے آزاد ہو جائے گا اور اگر اس کے پاس مال نہیں ہے تو جس قدر اس غلام میں سے آزاد ہوا ہے اتنا ہی حصہ آزاد رہے گا۔

فائدہ: مالکؒ اور شافعیؒ اور احمدؒ کا یہی مذہب ہے اور ابوحنیفہؒ اور اوزاعیؒ اور لیثؒ اور اسحاقؒ کے نزدیک اگر آزاد کرنے والا مفلس ہو تو باقی شریک غلام سے محنت کرا کر اپنے حصوں کے دام وصول کرلیں جب وہ محنت کر کے اپنے شریکوں کا حصہ ادا کردے تو پورا آزاد ہو جائے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ مولیٰ اگر اپنے مرنے کے بعد اپنے غلام کا ایک حصہ جیسے ثلث یا ربع یا نصف آزاد کر جائے تو بعد مولیٰ کے مرجانے کے اسی قدر حصہ جتنا مولیٰ نے آزاد کیا تھا آزاد ہو جائے گا کیونکہ اس حصے کی آزاد بعد مولیٰ کے مرجانے کے لازم ہوئی اور جب تک مولیٰ زندہ تھا اس کو اختیار تھا جب مرگیا تو موافق اس کی وصیت کے اسی قدر حصہ آزاد ہوگا اور باقی غلام آزاد نہ ہوگا اس واسطے کہ وہ غیر کی ملک ہوگیا تو باقی غلام غیر کی طرف سے کیونکر آزاد ہوگا نہ اس نے آزادی شروع کی اور نہ ثابت کی اور نہ اس کے واسطے ولاء ہے بلکہ یہ میت کا فعل ہے اسی نے آزاد کیا اور اسی نے اپنے لیے ولاء ثابت کی تو غیر کے مال میں کیونکر درست ہوگا البتہ اگر یہ وصیت کر جائے کہ باقی غلام بھی اس کے مال میں سے آزاد کردیا جائے گا اور ثلث مال میں سے وہ غلام آزاد ہو سکتا ہو تو آزاد ہو جائے گا پھر اس کے شریکوں یا وارثوں کو تعرض نہیں پہنچتا کیونکہ اُن کا کچھ ضرر نہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیماری میں تہائی غلام آزاد کردیا تو وہ ثلث مال میں سے پورا آزاد ہو جائے گا

(۱۲۴۹) بخاری (۲۵۲۲) کتاب العتق: باب اذا أعتق عبدا بين اثنين، مسلم (۱۵۰۱) أبو داود (۳۹۴۰) ترمذی (۱۳۴۶) نسائی (۴۶۹۹) ابن ماجه (۲۵۲۸) احمد (۱۱۲/۲) رقم (۵۹۲۰)۔

کیونکہ یہ مثل اس شخص کے نہیں ہے جو اپنی تہائی غلام کی آزادی اپنی موت پر معلق کردے اس واسطے کہ اس کی آزادی قطعی نہیں جب تک زندہ ہے رجوع کر سکتا ہے اور جس نے اپنے مرض میں تہائی غلام قطعاً آزاد کر دیا اگر وہ زندہ رہ گیا تو کل غلام آزاد ہو جائے گا کیونکہ میت کا تہائی مال میں تصرف درست ہے جیسے صحیح سالم کا تصرف کل مال میں درست ہے۔

باب الشرط فی العتق آزادی میں شرط کرنے کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنا غلام قطعی طور پر آزاد کر دیا یہاں تک کہ اس کی شہادت ہوگئی اور اس کی حرمت پوری ہوگئی اور اس کی میراث ثابت ہوگئی اب اس کے مولیٰ کو نہیں پہنچتا کہ اس پر کسی مال یا خدمت کی شرط لگا دے یا اس پر کچھ غلامی کا بوجھ ڈالے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنا حصہ غلام میں سے آزاد کر دے تو اس کی قیمت لگا کر ہر ایک شریک کو موافق حصہ کے آزاد کرے اور غلام اس کے اوپر آزاد ہو جائے گا۔ پس جس صورت میں وہ غلام خاص اسی کی ملک ہے تو زیادہ تر اس کی آزادی پوری کرنے کا حقدار ہوگا اور غلامی کا بوجھ اس پر نہ رکھ سکے گا۔

باب من أعتق رفيقا لا يملك مالا غيرهم جو شخص سوائے چند غلاموں کے اور کچھ نہ رکھتا ہو اور ان کو آزاد کر دے

۱۲۵۰۔ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ أَنَّ رَجُلًا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتَقَ عَبِيدًا لَهُ سِتَّةً عِنْدَ مَوْتِهِ فَأَسْهَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمْ فَأَعْتَقَ ثُلُثَ تِلْكَ الْعَبِيدِ۔

حضرت حسن بصری اور محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اپنے چھ غلاموں کو آزاد کر دیا۔ آپ ﷺ نے قرعہ ڈال کر دو کی آزادی قائم رکھی۔

فائدہ: کیونکہ دو ثلث ہے چھ کا اور مریض کا تصرف ثلث مال میں نافذ ہے باقی وارثوں کا حق ہے۔ قرعہ ڈالنے سے مراد یہ ہے کہ چھ کاغذ کے ٹکڑے لے کر چار پر غلامی کا لفظ اور دو پر آزادی کا لکھا پھر ان کو لپیٹ کر گولیاں بنا کر ہر ایک غلام کے نام پر ایک ایک گولی کو نکالا جس کے نام پر آزادی کا پرچہ نکلا وہ آزاد ہو گیا اور جس کے نام پر غلامی کا نکلا وہ غلام ہو گیا۔ ائمہ ثلاثہ کا یہی مذہب ہے اور ظاہر حدیث سے یہی مستفاد ہے۔ مگر ابوحنیفہؒ کے نزدیک ہر ایک غلام کا تہائی حصہ آزاد ہو جائے گا اور باقی کے واسطے محنت مزدوری کر کے وارثوں کو دو تہائی دام ادا کریں گے بعد اس کے آزاد ہو جائیں گے۔

(۱۲۵۰) مسلم (۱۶۶۸) كتاب الأيمان : باب من أعتق شركا له في عبد' أبو داود (۳۹۵۸) ترمذی (۱۳٦٤) نسائی (۱۹۵۸) ابن ماجه (۲۳٤۵) أحمد (٤/٤٢٦) رقم (۲۰۰٦٤)۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ اس شخص کے پاس سوائے اُن چھ غلاموں کے اور کچھ مال نہ تھا۔

۱۲۵۱۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ رَجُلًا فِي إِمَارَةِ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ أَعْتَقَ رَقِيقًا لَهُ كُلَّهُمْ جَمِيعًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُمْ فَأَمَرَ أَبَانُ بْنُ عُثْمَانَ بِتِلْكَ الرَّقِيقِ فَقُسِمَتْ أَثْلَاثًا ثُمَّ أَسْهَمَ عَلَى أَيِّهِمْ يَخْرُجُ سَهْمُ الْمَيِّتِ فَيَعْتِقُونَ فَوَقَعَ السَّهْمُ عَلَى أَحَدِ الْأَثْلَاثِ فَعَتَقَ الثُّلُثُ الَّذِي وَقَعَ عَلَيْهِ السَّهْمُ۔

حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ابان بن عثمان کی خلافت میں اپنے سب غلاموں کو آزاد کر دیا اور سوا ان غلامون کے اور کچھ مال اس شخص کے پاس نہ تھا تو ابان بن عثمان نے حکم کیا ان غلاموں کے تین حصے کیے گئے پھر جس حصے پر میت کا حصہ نکلا وہ غلام آزاد ہوگئے اور جن حصوں پر وارثوں کا نام نکلا وہ غلام رہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

باب مال المملوك اذا أعتق — جب غلام آزاد ہو جائے اس کا مال کون لے

۱۲۵۲۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ مَضَتِ السُّنَّةُ أَنَّ الْعَبْدَ إِذَا أُعْتِقَ تَبِعَهُ مَالُهُ۔

ابن شہاب کہتے تھے کہ سنت جاری ہے اس بات پر جب غلام آزاد ہو جائے اس کا مال اسی کو ملے گا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی جو مال اس نے قبل آزادی کے حاصل کیا ہے اور غلام کے پاس موجود ہے یہ مذہب امام مالکؒ اور بعض علماء کا ہے اکثر علماء کے نزدیک وہ مولیٰ کا حق ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ غلام جب مکاتب کیا جائے تو جو مال اس کے پاس ہو وہ غلام ہی کا رہے گا اور اولاد میں یہ حکم نہیں ہو سکتا غلام کی جو اولاد آزاد یا مکاتب کرتے وقت ہوگی وہ مولیٰ کو ملے گی۔ کہا مالکؒ نے اس کی دلیل یہ ہے کہ غلام اور مکاتب جب مفلس ہو جائیں تو ان کے مال اور ام ولد لے لیں گے مگر اولاد کو نہ لیں گے کیونکہ اولاد غلام کا مال نہیں ہے۔ کہا مالکؒ نے اس کی دلیل یہ بھی ہے کہ غلام جب بیچا جائے اور خریدار اس کے مال لینے کی شرط کرے تو اولاد اس میں داخل نہ ہوگی۔ کہا مالکؒ نے غلام اگر کسی کو زخمی کرے تو اس کے دیت میں وہ خود اور مال اس کا گرفت کیا جائے گا مگر اس کی اولاد سے مواخذہ نہ ہوگا۔

باب عتق أمهات الأولاد وجامع القضاء في العتاقة — اُم ولد کا آزاد ہونا اور آزاد کرنے کے اختیار کا بیان

(۱۲۵۱) **مقطوع صحيح**: بيهقى (۲۸٦/۱۰) رقم (۲۱٤۰۱) وانظر: "الاستذكار" رقم (۱٤۷٥)۔

(۱۲۵۲) **مقطوع صحيح**: أبو داود (۳۹٦۲) كتاب العتق: باب فيمن أعتق عبدا وله مال، نسائى فى الكبرىٰ (٤۹۸۱) ابن ماجه (۲۵۲۹) دارقطنى (۱۳۳/٤) رقم (٤۲۰۱)۔

۱۲۵۳۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ أَيُّمَا وَلِيدَةٍ وَلَدَتْ مِنْ سَيِّدِهَا فَإِنَّهُ لَا يَبِيعُهَا وَلَا يَهَبُهَا وَلَا يُوَرِّثُهَا وَهُوَ يَسْتَمْتِعُ بِهَا فَإِذَا مَاتَ فَهِيَ حُرَّةٌ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا جولونڈی اپنے مالک سے جنے تو مالک اس کو نہ بیچے نہ ہبہ کرے نہ وہ مالک کے وارثوں کے ملک میں آ سکتی ہے بلکہ جب تک مالک زندہ رہے اس سے مزا لے جب مر جائے وہ آزاد ہو جائے گی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔

فائدہ: ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کا عمل اسی قول پر ہے اور بعض لوگوں نے اُم ولد کا بیچنا درست رکھا ہے۔

۱۲۵۴۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَتَتْهُ وَلِيدَةٌ قَدْ ضَرَبَهَا سَيِّدُهَا بِنَارٍ أَوْ أَصَابَهَا بِهَا فَأَعْتَقَهَا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک لونڈی آئی جس کو اس کے مولیٰ نے آگ سے جلایا تھا آپ نے اس کو آزاد کر دیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے ضعیف کہا ہے۔

فائدہ: یعنی اس کی آزادی کا حکم دے دیا۔ دارقطنی اور حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک لونڈی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آن کر بولی میرے مولیٰ نے مجھ پر تہمت لگائی اور مجھے آگ پر بٹھایا میری شرمگاہ جل گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس نے کوئی امر تیرا دیکھا تھا بولی نہیں۔ پھر فرمایا تو نے قصور کا اقرار کیا تھا؟ بولی نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کے مولیٰ کو بلاؤ وہ آیا آپ نے اس سے کہا اللہ جس چیز سے عذاب دے گا تو اس سے عذاب دیتا ہے بولا میں نے اس کو قصوروار سمجھا اپنے جی میں۔ آپ نے فرمایا تو نے کوئی امر اپنی آنکھوں سے دیکھا بولا نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا اس نے اقرار کیا بولا نہیں۔ جب آپ نے فرمایا قسم خدا کی اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہ سنا ہوتا کہ مالک سے مملوک کا بدلہ نہ لیا جائے گا تو میں اس کا عوض لیتا پھر آپ نے اس کو سو کوڑے مارے اور لونڈی سے کہا جا تو آزاد ہے اللہ نے تجھے آزاد کیا اور اس کے رسول نے۔ اگر مولیٰ اپنے غلام یا لونڈی کو سخت تکالیف پہنچائے تو وہ جبر کیا جائے گا اس کے آزاد کرنے پر۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس شخص پر اتنا قرض ہو کہ سارا مال اس کا قرض میں جا سکے وہ اگر غلام یا لونڈی کو آزاد کر دے تو درست نہیں اسی طرح نابالغ کو آزاد کرنا اپنے غلام یا لونڈی کا درست نہیں جب تک بالغ نہ ہو جائے نہ اس کے ولی کو کب تک ولایت اس کی قائم ہے۔

باب ما يجوز من العتق في الرقاب الواجبة

جس لونڈی یا غلام کا عتاق واجب میں آزاد کرنا درست ہے اس کا بیان

۱۲۵۵۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ أَنَّهُ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ

(۱۲۵۳) موقوف صحيح: بيهقي (۳۴۲/۱۰) رقم (۲۱۷۶۳) شرح السنة (۳۶۹/۹)۔

(۱۲۵۴) موقوف ضعيف: عبدالرزاق (۴۳۷/۹، ۴۳۸) رقم (۷۹۲۸)۔

جَارِيَةٌ لِي كَانَتْ تَرْعَى غَنَمًا لِي فَجِئْتُهَا وَقَدْ فُقِدَتْ شَاةٌ مِنَ الْغَنَمِ فَسَأَلْتُهَا عَنْهَا فَقَالَتْ أَكَلَهَا الذِّئْبُ فَأَسِفْتُ عَلَيْهَا وَكُنْتُ مِنْ بَنِي آدَمَ فَلَطَمْتُ وَجْهَهَا وَعَلَيَّ رَقَبَةٌ أَفَأُعْتِقُهَا فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْنَ اللّٰهُ فَقَالَتْ فِي السَّمَاءِ فَقَالَ مَنْ أَنَا فَقَالَتْ أَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتِقْهَا ۔

حضرت عمر بن حکم سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ! میری ایک لونڈی بکریاں چرا رہی تھی جب میں وہاں گیا دیکھا تو ایک بکری کم ہے۔ پوچھا میں نے ایک بکری کہاں ہے بولی اس کو بھیڑیا کھا گیا۔ مجھے غصہ آیا آخر میں آدمی تھا میں نے ایک طمانچہ اس کے منہ پر جڑا۔ میرے ذمے ایک بردہ آزاد کرنا واجب ہے کیا اسی کو آزاد کر دوں۔ آپ ﷺ نے اس لونڈی سے فرمایا اللہ جل جلالہ کہاں ہے؟ وہ بولی آسمان پر ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا میں کون ہوں؟ بولی آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے اس شخص کو فرمایا اس کو آزاد کر دے۔

فائدہ: یہ وہم ہے امام مالکؒ سے صحیح (عمر بن حکم کے بجائے) معاویہ بن حکم ہے باجماع محدثین۔

فائدہ: (اللہ آسمان پر ہے) یعنی آسمانوں کے اوپر عرش پر اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ جل جلالہ کو پوچھ سکتے ہیں کہ وہ کہاں ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے خود پوچھا اور دوسری حدیث میں ہے کہ صحابہ نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا أَيْنَ رَبُّنَا ؟ کہاں ہے پروردگار ہمارا۔

ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا وہ مومنہ ہے یہ حدیث صحیح ہے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے اپنی صحیح میں اور بہت سے ائمہ حدیث نے (جیسے) ذہبی نے کتاب العرش والعلو میں اس حدیث کو کئی طریقوں سے بیان کیا ہے اور جو شخص اس حدیث کو ضعیف کہتا ہے وہ جاہل ہے علم حدیث سے۔

۱۲۵۶۔ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَارِيَةٍ لَهُ سَوْدَاءَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ عَلَيَّ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً فَإِنْ كُنْتَ تَرَاهَا مُؤْمِنَةً أُعْتِقُهَا فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَشْهَدِينَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ أَتَشْهَدِينَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ أَتُوقِنِينَ بِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ قَالَتْ نَعَمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَعْتِقْهَا)) ۔

سرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ایک شخص انصاری رسول اللہ ﷺ کے پاس کالی لونڈی لے کر آیا اور کہا یا رسول اللہ! میرے اوپر ایک مسلمان بردہ آزاد کرنا واجب ہے کیا میں اس کو آزاد کر دوں؟ اگر آپ

(۱۲۵۵) مسلم (۵۳۷) كتاب المساجد ومواضع الصلاة : باب تحريم الكلام في الصلاة، أبو داود (۳۲۸۲) نسائي (۱۲۱۸) أحمد (۴۴۷/۵) رقم (۲۴۱۶۵) دارمي (۱۵۰۲) ۔

(۱۲۵۶) صحيح : عبدالرزاق (۱۷۵/۹) (۱۶۸۱۴) بيهقي (۳۸۸/۷) أبو داود (۳۲۸۴) ۔

ﷺ کہتے ہیں کہ یہ مومنہ ہے تو میں اسی کو آزاد کردوں۔ آپ ﷺ نے اس لونڈی سے فرمایا کیا تو یقین کرتی ہے اس بات کا کہ نہیں ہے کوئی معبود سچا سوائے اللہ پاک کے وہ بولی ہاں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا تو یقین کرتی ہے اس بات کا کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں وہ بولی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو یقین کرتی ہے اس بات کا کہ مرنے کے بعد پھر جی اٹھیں گے بولی ہاں۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا اس کو آزاد کردے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: یہ تو مومنہ ہے۔

۱۲۵۷۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِیِّ اَنَّهٗ قَالَ سُئِلَ اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ الرَّجُلِ تَكُوْنُ عَلَيْهِ رَقَبَةٌ هَلْ يُعْتِقُ فِيْهَا ابْنَ زِنًا فَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ نَعَمْ ذَالِكَ يُجْزِئُ عَنْهُ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ جس شخص پر ایک بردہ آزاد کرنا لازم ہوگیا وہ ولدِ زنا کو آزاد کرسکتا ہے جواب دیا ہاں کرسکتا ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

۱۲۵۸۔ عَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدِ الْاَنْصَارِیِّ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنِ الرَّجُلَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ رَقَبَةٌ هَلْ يَجُوْزُ لَهٗ اَنْ يُّعْتِقَ وَلَدَ زِنًا قَالَ نَعَمْ ذَالِكَ يُجْزِئُ عَنْهُ ۔

حضرت فضالہ بن عبید انصاری سے روایت ہے ان سے پوچھا جس شخص پر ایک بردہ آزاد کرنا لازم ہوگیا وہ ولدِ زنا کو آزاد کرسکتا ہے جواب دیا ہاں کرسکتا ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔

باب ما لا يجوز من العتق فى الرقاب الواجبة — جن بردوں کا آزاد کرنا درست نہیں واجب اعتاق میں

۱۲۵۹۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ سُئِلَ عَنْ الرَّقَبَةِ الْوَاجِبَةِ هَلْ تُشْتَرَى بِشَرْطٍ فَقَالَ لَا ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال ہوا کہ جس بردہ کا آزاد کرنا واجب ہو وہ شرط لگا کر خرید کیا جائے کہا نہیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔

(۱۲۵۷) **موقوف ضعيف** : بيهقى (۱۰/۵۹) رقم (۱۹۹۹۸) عبدالرزاق (۷/۴۵۶ ـ ۴۵۸) ابن ابى شيبة (۳/۷۷) ـ

(۱۲۵۸) **موقوف ضعيف** : أيضاً ـ

(۱۲۵۹) **موقوف ضعيف** : بيهقى (۷/۳۸۹) رقم (۱۵۲۷۳) ابن ابى شيبة (۴/۳۴۱) رقم (۲۰۷۷۸) ـ

فائدہ: یعنی مشتری یہ شرط لگا کر خرید کرے کہ میں آزاد کردوں گا اس شرط سے خرید کرنا ممنوع ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص غلام کو آزاد کرنے کے لیے اور اس پر آزاد کرنا واجب ہو تو اس شرط سے نہ خریدے کہ میں آزاد کردوں گا اس واسطے کہ اگر اس شرط سے خریدے گا تو بائع رعایت کر کے اس کی قیمت کم کردے گا اس صورت میں وہ پورا رقبہ نہ ہوگا۔ کہا مالکؒ نے اگر نفلی طور پر غلام آزاد کرنا چاہے تو آزادی کی شرط لگا کر خرید سکتا ہے۔ کہا مالکؒ نے جن کفارات میں بردہ آزاد کرنا واجب ہے ضروری ہے کہ وہ بردہ مسلمان ہو اگر نصرانی یا یہودی یا مکاتب یا مدبر یا معتق الی اجل یا ام ولد یا اندھا ہو درست نہیں۔ البتہ نفلی طور پر یہودی یا نصرانی یا مجوسی غلام آزاد کرسکتا ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا اپنی کتاب میں ﴿فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً﴾ مَنًّا سے مراد مفت آزاد کردینا ہے۔ کہا مالکؒ نے جس بردہ کا آزاد کرنا واجب ہے اس کا مسلمان ہونا ضروری ہے اسی طرح کفارات میں انہی مسکینوں کو کھانا کھلانا چاہیے جو مسلمان ہوں کافروں کو درست نہیں۔

باب عتق الحي عن الميت — مردے کی طرف سے آزاد کرنے کا بیان

١٢٦٠۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ أُمَّهُ أَرَادَتْ أَنْ تُوصِيَ ثُمَّ أَخَّرَتْ ذَلِكَ إِلَى أَنْ تُصْبِحَ فَهَلَكَتْ وَقَدْ كَانَتْ هَمَّتْ بِأَنْ تُعْتِقَ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَقُلْتُ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَيَنْفَعُهَا أَنْ أُعْتِقَ عَنْهَا فَقَالَ الْقَاسِمُ إِنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمِّي هَلَكَتْ فَهَلْ يَنْفَعُهَا أَنْ أُعْتِقَ عَنْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ کی ماں نے وصیت کرنے کا ارادہ کیا پھر صبح تک دیر کی رات کو مر گئیں اور ان کا قصد بردہ آزاد کرنے کا تھا۔ عبدالرحمٰن نے کہا میں نے قاسم بن محمد سے پوچھا اگر میں اپنی ماں کی طرف سے آزاد کردوں تو ان کو کچھ فائدہ ہوگا؟ قاسم نے کہا کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میری ماں مر گئی اگر میں اس کی طرف سے آزاد کروں کیا اس کو فائدہ ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

١٢٦١۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ تُوُفِّيَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فِي نَوْمٍ نَامَهُ فَأَعْتَقَتْ عَنْهُ عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِقَابًا كَثِيرَةً۔

حضرت یحییٰ بن سعید نے کہا عبدالرحمٰن بن ابوبکر سوتے سوتے مر گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کی طرف سے بہت سے بردے آزاد کیے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

(١٢٦٠) **ضعيف**: بيهقى (٢٧٩/٦) رقم (١٢٦٣٨) معرفة السنن والآثار (١٠٥/٥) شرح السنة (٣٦٦/٩)۔

(١٢٦١) **موقوف صحيح**: بيهقى (٢٧٩/٦) رقم (١٢٦٤٢) بغوى فى معجم الصحابة (٤١٧/٤)۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مجھے یہ روایت بہت پسند ہے اس باب میں۔

باب فضل عتق الرقاب وعتق الزانية وابن الزنا — بردے آزاد کرنے کی فضیلت اور زانیہ اور ولدزنا کے آزاد کرنے کا بیان

۱۲۶۲۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الرِّقَابِ أَيُّهَا أَفْضَلُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَغْلَاهَا ثَمَنًا وَأَنْفَسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال ہوا کون سا بردہ آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس کی قیمت بھاری ہو اور اس کے مالکوں کو بہت مرغوب ہو۔

۱۲۶۳۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ أَعْتَقَ وَلَدَ زِنًا وَأُمَّهُ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ولدزنا کو اور اس کی ماں کو آزاد کیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر صحیح کہا ہے۔

باب مصير الولاء لمن أعتق — ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے گا

۱۲۶۴۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ جَاءَتْ بَرِيرَةُ فَقَالَتْ إِنِّي كَاتَبْتُ أَهْلِي عَلَى تِسْعِ أَوَاقٍ فِي كُلِّ عَامٍ أُوقِيَّةٌ فَأَعِينِينِي فَقَالَتْ عَائِشَةُ إِنْ أَحَبَّ أَهْلُكِ أَنْ أَعُدَّهَا لَهُمْ عَنْكِ عَدَدْتُهَا وَيَكُونَ لِي وَلَاؤُكِ فَعَلْتُ فَذَهَبَتْ بَرِيرَةُ إِلَى أَهْلِهَا فَقَالَتْ لَهُمْ ذَلِكَ فَأَبَوْا عَلَيْهَا فَجَاءَتْ مِنْ عِنْدِ أَهْلِهَا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَقَالَتْ لِعَائِشَةَ إِنِّي قَدْ عَرَضْتُ عَلَيْهِمْ ذَلِكَ فَأَبَوْا عَلَيَّ إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْوَلَاءُ لَهُمْ فَسَمِعَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهَا فَأَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((خُذِيهَا وَاشْتَرِطِي لَهُمُ الْوَلَاءَ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)) فَفَعَلَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ((أَمَّا بَعْدُ فَمَا بَالُ رِجَالٍ

(١٢٦٢) بخاری (٢٥١٨) كتاب العتق : باب أى الرقاب أفضل ' مسلم (٨٤) نسائى فى الكبرى (٤٨٩٤) ابن ماجه (٢٥٢٣) أحمد (١٥٠/٥) رقم (٢١٦٥٧) ـ

(١٢٦٣) موقوف صحيح: عبدالرزاق (٤٥٦/٧) رقم (١٣٨٧٣) بيهقى (٥٩/١٠) رقم (١٩٩٩) ـ

(١٢٦٤) بخاری (٢١٦٨) كتاب البيوع : باب اذا اشترط شروطا فى البيع لا تحل ' مسلم (١٥٠٤) أبو داود (٢٩٣٠) ترمذى (١٢٥٦) نسائى (٣٤٥١) ابن ماجه (٢٥٢١) احمد (٢١٣/٦) رقم (٢٦٣٠٥) ـ

يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ قَضَاءُ اللّٰهِ أَحَقُّ وَشَرْطُ اللّٰهِ أَوْثَقُ وَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)) ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بریرہ آئی اور کہا کہ مجھ کو میرے لوگوں نے مکاتب کیا ہے نو اوقیہ پر ہر سال میں ایک اوقیہ تو میری مدد کرو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اگر تیرے لوگوں کو منظور ہو تو میں ایک دفعہ میں سب دے دیتی ہوں مگر تیری ولاء میں لوں گی ۔ بریرہ اپنے لوگوں کے پاس گئی ان سے بیان کیا انہوں نے ولاء دینے سے انکار کیا پھر بریرہ لوٹ کر آئی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے اور کہا میں نے اپنے لوگوں سے بیان کیا وہ انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں ولاء ہم لیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر پوچھا کیا حال ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سارا قصہ بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بریرہ کو لے لو اور ولاء کی شرط انہی لوگوں کے واسطے کر دو۔ کیونکہ ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا بعد اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں گئے اور کھڑے ہو کر اللہ جل جلالہ کی تعریف کی۔ پھر فرمایا کیا حال ہے لوگوں کا ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہیں جو شرط اللہ کی کتاب میں نہ ہو وہ باطل ہے گو سو بار لگائی جائے اللہ کا حکم سچا اور اس کی شرط مضبوط ہے۔ ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے۔

فائدہ: اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔

فائدہ: (ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے) یعنی شرع کی رو سے ولاء کا مستحق وہی ہے جو آزاد کرے پھر جو شرط اس کے خلاف کی جائے وہ لغو ہے تم یہ شرط منظور کر لو اس سے کچھ نہ ہوگا ولاء تمہی کو ملے گی۔

١٢٦٥۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً تُعْتِقُهَا فَقَالَ أَهْلُهَا نَبِيعُكِهَا عَلَى أَنَّ وَلَاءَهَا لَنَا فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ((لَا يَمْنَعُكِ ذٰلِكِ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)) ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک لونڈی کو خرید کر آزاد کرنا چاہا اس کے لوگوں نے کہا ہم اس شرط سے بیچتے ہیں کہ ولاء ہم کو ملے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا کچھ حرج نہیں ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے!

١٢٦٦۔ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ بَرِيرَةَ جَاءَتْ تَسْتَعِينُ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ إِنْ

(١٢٦٥) بخاری (٢١٦٩) كتاب البيوع : باب اذا اشترط شروطا فی البيع لا تحل ' مسلم (١٥٠٤) أبو داود (٢٩١٥) نسائی (٤٦٤٤) احمد (١١٣/٢) رقم (٢٥٢٩) ۔

(١٢٦٦) بخاری (٢٥٦٤) كتاب العتق : باب بيع المكاتب اذا رضی ' نسائی فی الكبری (٦٤٠٨) احمد (١٣٥/٦) رقم (٢٥٥٤٥) ۔

أَحَبَّ أَهْلُكِ أَنْ أَصُبَّ لَهُمْ ثَمَنَكِ صَبَّةً وَاحِدَةً وَأُعْتِقَكِ فَعَلْتُ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ بَرِيرَةُ لِأَهْلِهَا فَقَالُوا لَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ لَنَا وَلَاؤُكِ۔

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ آئی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مدد مانگنے کو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اگر تیرے لوگوں کو منظور ہو کہ میں یکمشت ان کو تیری قیمت ادا کر دوں اور تجھ کو آزاد کر دوں تو میں راضی ہوں بریرہ نے یہ اپنے لوگوں سے بیان کیا انہوں نے کہا ہم نہیں بیچیں گے مگر اس شرط سے کہ ولاء ہم کو ملے۔

فائدہ: بدل کتابت کے آزاد کرنے میں۔

۱۲۶۷۔ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ فَزَعَمَتْ عَمْرَةُ أَنَّ عَائِشَةَ ذَكَرَتْ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اشْتَرِيهَا وَأَعْتِقِيهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ))۔

یحییٰ بن سعید نے کہا کہ حضرت عمرہ نے کہا کہ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا آپ ﷺ نے فرمایا تو خرید کر آزاد کر دے کیونکہ ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کر دے گا۔

۱۲۶۸۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ولاء کی بیع یا ہبہ سے۔

فائدہ: زمانہ جاہلیت میں لوگ غلاموں کو آزاد کر کے ان کی ولاء بیچ ڈالتے تھے یا ہبہ کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو غلام اپنے تئیں مولیٰ سے مول لے لے اس شرط سے کہ میری ولاء جس کو میں چاہوں گا اس کو ملے گی تو یہ جائز نہیں کیونکہ ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے اور اگر مولیٰ نے غلام کو اجازت دے دی کہ جس سے جی چاہے موالات کا عقد کر لے تو بھی جائز نہ ہوگا کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ولاء اس کو ملے گی جو آزاد کرے اور منع کیا آپ ﷺ نے ولاء کی بیع اور ہبہ سے۔ پس اگر مولیٰ کو یہ امر جائز ہو کہ غلام سے ولاء کی شرط کرے یا اجازت دے جس کو وہ چاہے ولاء ملے اس صورت میں ولاء کا ہبہ ہو جائے گا۔

باب جر العبد الولاء اذا أعتق — جب غلام آزاد ہو تو ولاء اپنی طرف کھینچ لیتا ہے

۱۲۶۹۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ اشْتَرَى عَبْدًا فَأَعْتَقَهُ وَلِذَلِكَ الْعَبْدِ بَنُونَ مِنِ امْرَأَةٍ حُرَّةٍ فَلَمَّا أَعْتَقَهُ الزُّبَيْرُ قَالَ هُمْ مَوَالِيَّ وَقَالَ مَوَالِي أُمِّهِمْ بَلْ هُمْ مَوَالِينَا فَاخْتَصَمُوا إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَقَضَى عُثْمَانُ لِلزُّبَيْرِ بِوَلَائِهِمْ۔

(۱۲۶۷) أيضاً۔

(۱۲۶۸) بخاری (۲۵۳۵) کتاب العتق : باب بیع الولاء وهبته، مسلم (۱۵۰۶) أبو داود (۲۹۱۹) ترمذی (۲۱۲۶) نسائی (۴۶۵۸) ابن ماجه (۲۷۴۷) احمد (۹/۲) رقم (۴۵۶۰)۔

(۱۲۶۹) **موقوف صحیح لغیرہ** : عبدالرزاق (۱۶۲۸۱) ابن ابی شیبة (۳۱۵۳۰، ۳۱۵۳۱) بیهقی (۳۰۶/۱۰)۔

حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے ایک غلام خرید کر آزاد کیا اس غلام کی اولاد ایک آزاد عورت سے تھی جب زبیر نے غلام کو آزاد کر دیا تو زبیر نے کہا اس کی اولاد میرے مولیٰ ہیں اور اُن کی ماں کے۔ لوگوں نے کہا ہمارے مولیٰ ہیں دونوں نے جھگڑا کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے آپ نے حکم کیا کہ ان کی ولاء زبیر کو ملے گی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **صحیح لغیرہ** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

۱۲۷۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ سُئِلَ عَنْ عَبْدٍ لَهُ وَلَدٌ مِنِ امْرَأَةٍ حُرَّةٍ لِمَنْ وَلَاؤُهُمْ فَقَالَ سَعِيدٌ إِنْ مَاتَ أَبُوهُمْ وَهُوَ عَبْدٌ لَمْ يُعْتَقْ فَوَلَاؤُهُمْ لِمَوَالِي أُمِّهِمْ ۔

حضرت سعید بن مسیب سے سوال ہوا اگر ایک غلام کا لڑکا آزاد عورت سے ہو تو اس لڑکے کی ولاء کس کو ملے گی سعید بن مسیب نے کہا اگر اس لڑکے کا باپ غلامی کی حالت میں مرجائے تو ولاء اس کی ماں کے موالی کو ملے گی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس کی مثال یہ ہے کہ ملاعنہ عورت کا لڑکا اپنی ماں کے موالی کی طرف منسوب ہوگا اگر وہ مرجائے گا وہی اس کے وارث ہوں گے اگر جنابت کرے گا وہی دیت دیں گے پھر اگر اس عورت کا خاوند اقرار کر لے کہ یہ میرا لڑکا ہے تو اس کی ولاء باپ کے موالی کو ملے گی وہی وارث ہوں گے وہی دیت دیں گے مگر اس کے باپ پر حد قذف پڑے گی۔ مالکؒ نے کہا اسی طرح اگر عورت ملاعنہ عربی ہو اور خاوند اس کے لڑکے کا اقرار کر لے کہ میرا لڑکا ہے تو وہ لڑکا اپنے باپ سے ملا دیا جائے گا۔ جب تک خاوند اقرار نہ کرے تو اس لڑکے کا ترکہ اس کی ماں اور اخیافی بھائیوں کو حصہ دے کر جو بچ رہے گا مسلمانوں کا حق ہوگا اور ملاعنہ کے لڑکے کی میراث اس کی ماں کے موالی کو اس واسطے ملتی ہے کہ جب تک اس کے خاوند نے اقرار نہیں کیا نہ اس لڑکے کا نسب ہے نہ اس کا کوئی عصبہ ہے جب خاوند نے اقرار کر لیا نسب ثابت ہو گیا اپنے عصبہ سے مل جائے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس غلام کی اولاد آزاد عورت سے ہو اور غلام کا باپ آزاد ہو تو اپنے پوتے کی ولاء کا مالک ہوگا جب تک باپ غلام رہے گا جب باپ آزاد ہو جائے گا تو ولاء اس کے موالی کو ملے گی اگر باپ غلامی کی حالت میں مرجائے گا تو میراث اور ولاء دادا کو ملے گی اگر اس غلام کے دو آزاد لڑکوں میں سے ایک لڑکا مرجائے اور باپ ان کا غلام ہو تو ولاء اور میراث اس کے دادا کو ملے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ حاملہ لونڈی اگر آزاد ہو جائے اور خاوند اس کا غلام ہو پھر خاوند بھی آزاد ہو جائے وضع حمل سے پہلے یا بعد تو ولاء اس بچہ کی اس کی ماں کے مولیٰ کو ملے گی کیونکہ یہ بچہ قبل آزادی کے اس کا غلام ہو گیا البتہ جو حمل اس عورت کو بعد آزادی کے ٹھہرے گا اس کی ولاء اس کے باپ کو ملے گی جب وہ آزاد کر دیا جائے گا۔ کہا مالکؒ نے جو غلام اپنے مولیٰ کے اذن سے اپنے غلام کو آزاد کرے تو اس کی ولاء مولیٰ کو ملے گی غلام کو نہ ملے گی اگرچہ آزاد ہو جائے۔

باب ميراث الولاء — ولاء کی میراث کا بیان

(۱۲۷۰) مقطوع ضعيف : ابن ابی شيبة (۲۹۶/۶) رقم (۳۱۰۳۸) دارمی (۳۱٦٤ إلى ۳۱۷۳) ۔

١٢٧١۔ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْعَاصِيَ بْنَ هِشَامٍ هَلَكَ وَتَرَكَ بَنِينَ لَهُ ثَلَاثَةً اثْنَانِ لِأُمٍّ وَرَجُلٌ لِعَلَّةٍ فَهَلَكَ أَحَدُ اللَّذَيْنِ لِأُمٍّ وَتَرَكَ مَالًا وَمَوَالِيَ فَوَرِثَهُ أَخُوهُ لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ مَالَهُ وَوَلَاءَهُ مَوَالِيهِ ثُمَّ هَلَكَ الَّذِي وَرِثَ الْمَالَ وَوَلَاءَ الْمَوَالِي وَتَرَكَ ابْنَهُ وَأَخَاهُ لِأَبِيهِ فَقَالَ ابْنُهُ قَدْ أَحْرَزْتُ مَا كَانَ أَبِي أَحْرَزَ مِنَ الْمَالِ وَوَلَاءِ الْمَوَالِي وَقَالَ أَخُوهُ لَيْسَ كَذَلِكَ إِنَّمَا أَحْرَزْتَ الْمَالَ وَأَمَّا وَلَاءُ الْمَوَالِي فَلَا أَرَأَيْتَ لَوْ هَلَكَ أَخِي الْيَوْمَ أَلَسْتُ أَرِثُهُ أَنَا فَاخْتَصَمَا إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَقَضَى لِأَخِيهِ بِوَلَاءِ الْمَوَالِي ۔

حضرت عبدالملک بن ابی بکر بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ عاصی بن ہشام مر گئے اور تین بیٹے چھوڑ گئے دو اس میں سے سگے بھائی تھے اور ایک سوتیلا (یعنی ماں اس کی اور تھی) تو سگے بھائیوں میں سے ایک بھائی مر گیا اور مال اور غلام آزاد کیے ہوئے چھوڑ گیا اس کا وارث سگا بھائی ہوا۔ مال وغلاموں کی سب ولاء اس نے لی۔ پھر وہ بھائی بھی مر گیا اور ایک بیٹا اور سوتیلا بھائی (یعنی وہ عاصی بن ہشام کا بیٹا) چھوڑ گیا بیٹے نے کہا میں اپنے باپ کے مال اور ولاء کا مالک ہوں۔ بھائی نے کہا بے شک مال کا تو مالک ہے مگر ولاء کا مالک نہیں۔ فرض کر کہ اگر پہلا بھائی میرا آج مرتا تو میں اس کا وارث ہوتا یا تو☆ پھر دونوں نے جھگڑا کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے آپ نے ولاء بھائی کو دلائی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

☆ فائدہ: بلکہ میں ہوتا کیونکہ میں اس کا سوتیلا بھائی ہوں اور تو بھائی کا بیٹا ہے اور بھائی کے ہوتے ہوئے ولاء بھتیجے کو نہیں پہنچتی۔

١٢٧٢۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَبُوهُ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ فَاخْتَصَمَ إِلَيْهِ نَفَرٌ مِنْ جُهَيْنَةَ وَنَفَرٌ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ وَكَانَتِ امْرَأَةٌ مِنْ جُهَيْنَةَ عِنْدَ رَجُلٍ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ كُلَيْبٍ فَمَاتَتِ الْمَرْأَةُ وَتَرَكَتْ مَالًا وَمَوَالِيَ فَوَرِثَهَا ابْنُهَا وَزَوْجُهَا ثُمَّ مَاتَ ابْنُهَا فَقَالَ وَرَثَتُهُ لَنَا وَلَاءُ الْمَوَالِي قَدْ كَانَ ابْنُهَا أَحْرَزَهُ فَقَالَ الْجُهَنِيُّونَ لَيْسَ كَذَلِكَ إِنَّمَا هُمْ مَوَالِي صَاحِبَتِنَا فَإِذَا مَاتَ وَلَدُهَا فَلَنَا وَلَاؤُهُمْ وَنَحْنُ نَرِثُهُمْ فَقَضَى أَبَانُ بْنُ عُثْمَانَ لِلْجُهَنِيِّينَ بِوَلَاءِ الْمَوَالِي ۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکر بن حزم کے والد ابان بن عثمان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں کچھ لوگ جہینہ کے اور کچھ

(١٢٧١) موقوف ضعيف: بيهقي في السنن الكبرى (٣٠٣/١٠) رقم (٢١٤٩٢) وفي معرفة السنن والآثار (٥١٩/٧) دارمي (٣١٥٥) ابن ابي شيبة في المصنف (٣٠٣/٦)۔

(١٢٧٢) مقطوع صحيح: بيهقي (٣٠٣/١٠ - ٣٠٤) رقم (٢١٤٩٩)۔

لوگ بنی حارث بن خزرج کے لڑتے جھگڑتے آئے۔ مقدمہ یہ تھا کہ ایک عورت جہینہ کے نکاح میں تھی۔ ایک شخص بنی حارث بن خزرج میں سے جس کا نام ابراہیم بن کلیب تھا۔ وہ عورت مرگئی اور مال اور غلام آزاد کیے ہوئے چھوڑ گئی اس کا خاوند اور بیٹا وارث ہوا پھر اس کا بیٹا مرگیا اب بیٹے کے وارثوں نے کہا ولاء ہم کو ملے گی کیونکہ عورت کا بیٹا اس ولاء پر قابض ہو گیا تھا اور جہینہ کے لوگ یہ کہتے تھے کہ ولاء کے مستحق ہم ہیں اس لیے کہ وہ غلام ہمارے کنبے کی عورت کے غلام ہیں جب اس عورت کا لڑکا مرگیا ولاء ہم کو ملے گی ابان بن عثمان نے جہینہ کے لوگوں کو ولاء دلائی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۲۷۳۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ فِي رَجُلٍ هَلَكَ وَتَرَكَ بَنِينَ لَهُ ثَلَاثَةً وَتَرَكَ مَوَالِيَ أَعْتَقَهُمْ هُوَ عَتَاقَةً ثُمَّ إِنَّ الرَّجُلَيْنِ مِنْ بَنِيهِ هَلَكَا وَتَرَكَا أَوْلَادًا فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ يَرِثُ الْمَوَالِيَ الْبَاقِي مِنَ الثَّلَاثَةِ فَإِذَا هَلَكَ هُوَ فَوَلَدُهُ وَوَلَدُ إِخْوَتِهِ فِي وَلَاءِ الْمَوَالِي شَرَعٌ سَوَاءٌ۔

امام مالک کو پہنچا کہ سعید بن مسیب نے کہا جو شخص مرجائے اور تین بیٹے چھوڑ جائے اور آزاد کیے ہوئے غلام چھوڑ جائے پھر ان تینوں بیٹوں میں سے دو بیٹے مرجائیں اور اولاد اپنی چھوڑ جائیں تو ولاء کا وارث تیسرا بھائی ہوگا جب وہ مرجائے تو اس کی اولاد اور ان دونوں بھائیوں کی اولاد ولاء کے استحقاق میں برابر ہوگی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔

باب ميراث السائبة وولاء من أعتق اليهودي والنصراني — سائبہ کی میراث کا بیان اور اس غلام کی ولاء کا بیان جس کو یہودی یا نصرانی آزاد کرے

فائدہ: سائبہ کے معنی آزاد بے قید یہاں مراد وہ غلام ہے جس کو آزاد کردے اور یہ کہہ دے کہ ولاء تیری کسی کا حق نہیں ہے۔

۱۲۷۴۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ السَّائِبَةِ قَالَ يُوَالِي مَنْ شَاءَ فَإِنْ مَاتَ وَلَمْ يُوَالِ أَحَدًا فَمِيرَاثُهُ لِلْمُسْلِمِينَ وَعَقْلُهُ عَلَيْهِمْ۔

امام مالکؒ نے ابن شہاب سے پوچھا سائبہ کا حکم؟ انہوں نے کہا سائبہ جس شخص سے چاہے عقد موالات کرے اگر مر جائے اور کسی سے موالات نہ کرے تو اس کی میراث مسلمانوں کو ملے گی اگر وہ جنایت کریں گے تو دیت بھی وہی دیں گے۔

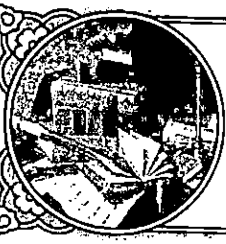
تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ ہے کہ سائبہ کسی سے عقد موالات نہ کرے اور میراث اس کی مسلمانوں کو ملے گی اور

(۱۲۷۳) مقطوع ضعيف : بيهقى فى السنن الكبرى (۳۰٤/۱۰) (۲۱٥۰۰)۔

(۱۲۷٤) مقطوع صحيح : عبدالرزاق فى المصنف (۲۷/۹) (۱٦۲۲۸) دارمى (۳۱۱۷)۔

دیت بھی وہی دیں گے۔ کہا مالکؒ نے اگر یہودی یا نصرانی کا غلام مسلمان ہو جائے پھر وہ اس کو آزاد کر دے تو اس کی ولاء مسلمانوں کو ملے گی اگر بعد اس کے وہ یہودی یا نصرانی بھی مسلمان ہو جائے تو ولاء اس کی طرف نہ جائے گی البتہ اگر یہودی یا نصرانی غلام کو آزاد کر دے پھر وہ غلام مسلمان ہو جائے بعد اس کے اس کا مالک مسلمان ہو تو ولاء اسی کو ملے گی۔ اس لیے کہ آزادی کے دن بھی ولاء کا مستحق ہی تھا۔ کہا مالکؒ نے اگر یہودی یا نصرانی کا لڑکا مسلمان ہو تو وہ اپنے باپ کے آزاد کیے ہوئے غلام کی ولاء پائے گا جب وہ غلام مسلمان ہو گیا ہو مگر باپ اس کا مسلمان نہ ہوا ہو جس نے آزاد کیا ہے اور اگر وہ غلام آزادی کے وقت بھی مسلمان تھا تو یہودی یا نصرانی کے مسلمان لڑکے کو ولاء نہ ہوگی بلکہ وہ مسلمانوں کا حق ہوگی۔



(31) کتاب المکاتب

کتاب مکاتب کے بیان میں

فائدہ: مکاتب وہ غلام ہے جس سے مولیٰ یہ کہے اگر تو اس قدر مال مجھ کو اس قدر مدت میں ادا کر دے تو تو آزاد ہے۔ جس قدر مال عوض میں آزادی کے ٹھہرے اس کو بدل کتابت کہتے ہیں۔

باب القضاء فی المکاتب — مکاتب کے احکام کا بیان

١٢٧٥۔ عَنْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ الْمُكَاتَبُ عَبْدٌ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهِ شَيْءٌ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے مکاتب غلام رہے گا جب تک اس پر کچھ بھی بدل کتابت میں سے باقی رہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے مکاتب غلام ہے جب تک اس پر ایک درہم بھی باقی ہے اور ابوداؤد نسائی اور حاکم نے اس قول کو مرفوعاً روایت کیا۔

١٢٧٦۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ كَانَا يَقُولَانِ الْمُكَاتَبُ عَبْدٌ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ

(١٢٧٥)**موقوف صحيح** : بخاری (قبل الحديث / ٢٥٦٤) كتاب العتق : باب المكاتب ونجومه في كل سنة نجم، عبدالرزاق (١٥٧٢٢) ابن ابی شيبة (٢٠٥٥٧) بيهقی (٣٢٤/١٠) رقم (٢١٦٤٤) ابو داود (٣٩٦٢)۔

(١٢٧٦)**مقطوع ضعيف** : ابن ابی شيبة (٣٢٢/٤) رقم (٢٠٥٦٠) بيهقی (٣٢٤/١٠) رقم (٢١٦٤٥)۔

مِنْ كِتَابَتِهِ شَيْءٌ ۔

حضرت عروہ بن زبیر اور سلیمان بن یسار کہتے تھے مکاتب غلام ہے جب تک اس پر کچھ بھی بدل کتابت میں سے باقی ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ میری رائے یہی ہے۔ کہا مالکؒ نے اگر مکاتب اپنی بدل کتابت سے زیادہ مال چھوڑ کر مر جائے اور اپنی اولاد کو جو حالت کتابت میں پیدا ہوئی تھی یا عقد کتابت میں داخل تھی چھوڑ جائے تو پہلے اس کے مال میں سے بدل کتابت ادا کریں گے پھر جس قدر بچ رہے گا اس کی وارث مکاتب کی اولاد ہو گی۔

۱۲۷۷۔ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ الْمَكِّيِّ أَنَّ مُكَاتَبًا كَانَ لِابْنِ الْمُتَوَكِّلِ هَلَكَ بِمَكَّةَ وَتَرَكَ عَلَيْهِ بَقِيَّةً مِنْ كِتَابَتِهِ وَدُيُونًا لِلنَّاسِ وَتَرَكَ ابْنَتَهُ فَأَشْكَلَ عَلَى عَامِلِ مَكَّةَ الْقَضَاءُ فِيهِ فَكَتَبَ إِلَى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ يَسْأَلُهُ عَنْ ذَلِكَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ الْمَلِكِ أَنْ ابْدَأْ بِدُيُونِ النَّاسِ ثُمَّ اقْضِ مَا بَقِيَ مِنْ كِتَابَتِهِ ثُمَّ اقْسِمْ مَا بَقِيَ مِنْ مَالِهِ بَيْنَ ابْنَتِهِ وَمَوْلَاهُ ۔

حضرت حمید بن قیس مکی سے روایت ہے کہ ایک مکاتب ابن متوکل کا مکہ میں مر گیا اور کچھ بدل کتابت اس پر باقی رہ گیا تھا اور لوگوں کا قرض بھی تھا اور ایک بیٹی چھوڑ گیا تو مکہ کے عامل کو اس باب میں حکم کرنا دشوار ہوا تو اس نے عبدالملک بن مروان کو لکھا۔ عبدالملک نے اس کے جواب میں لکھا کہ پہلے لوگوں کا قرض ادا کر پھر جس قدر بدل کتابت باقی رہ گیا ہے اس کو ادا کر بعد اس کے جو کچھ بچے وہ اس کی بیٹی اور مولیٰ کو تقسیم کر دے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی نصف بیٹی کو اور نصف مولیٰ کو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے اگر غلام اپنے مولیٰ کو کہے مجھ کو مکاتب کر دے تو مولیٰ پر ضروری نہیں خواہ مخواہ مکاتب کرے اور میں نے کسی عالم سے نہیں سنا کہ مولیٰ پر جبر ہوگا اپنے غلام کے مکاتب کرنے پر اور جب وہ شخص ان سے اللہ جل جلالہ کے اس قول کو بیان کرتا کہ مکاتب کرو اپنے غلاموں کو اگر اس میں بہتری جانو تو وہ یہ آیتیں پڑھتے جب تم احرام کھول ڈالو شکار کرو۔ جب نماز ہو جائے تو پھیل جاؤ زمین میں اور اللہ کا فضل ڈھونڈو۔

فائدہ: یعنی اللہ جل جلالہ نے اس آیت میں امر فرمایا مکاتب کرنے کا اور امر وجوب کے واسطے ہے۔

فائدہ: یعنی ان آیتوں میں جیسا امر وجوب کے واسطے نہیں ہے ایسا ہی مکاتب کرنے کا امر بھی وجوب کے واسطے نہیں ہے کہا بلکہ یہ امر اذن کے واسطے ہے نہ کہ وجوب کے واسطے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ میں نے بعض اہل علم سے سنا اس آیت کی تفسیر میں (دو تم اپنے مکاتبوں کو اس مال سے جو دیا تم کو اللہ تعالیٰ نے) کہتے تھے مراد اس آیت سے یہ ہے کہ آدمی اپنے غلام کو مکاتب کرے پھر اس کے بدل کتابت میں سے کچھ معاف کر دے۔

(۱۲۷۷) مقطوع صحیح : عبدالرزاق فی المصنف (۳۹۲/۸ ۔ ۳۹۳) رقم (۱۶۵۹۵) ۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ میں نے یہ اچھا سنا اور اسی پر لوگوں کو عمل کرتے ہوئے پایا۔ کہا مالکؒ نے مجھے یہ پہنچا کہ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے غلام کو مکاتب کیا پینتیس ہزار درہم پر پھر آخر میں اسے پانچ ہزار درہم معاف کر دیئے۔ کہا مالکؒ نے جب غلام مکاتب ہو جائے اس کا مال اسی کو ملے گا۔ مگر اولاد اس کے عقد کتابت میں داخل نہ ہوگی البتہ جب شرط لگائے تو اولاد بھی داخل ہوگی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جس شخص نے اپنے غلام کو مکاتب کیا اور اس غلام کی ایک لونڈی تھی جو حاملہ تھی اس سے مگر حمل کا حال نہ غلام کو معلوم تھا نہ مولیٰ کو تو وہ بچہ جب پیدا ہوگا مکاتب کو نہ ملے گا بلکہ مولیٰ کو ملے گا البتہ لونڈی مکاتب ہی کی رہے گی کیونکہ وہ اس کا مال ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر ایک عورت اپنا مکاتب چھوڑ کر مرگئی اور اس کے دو وارث ہیں ایک خاوند اور ایک لڑکا اس عورت کا پھر مکاتب مرگیا قبل ادا کرنے بدل کتابت کے تو خاوند اور لڑکا موافق کتاب اللہ کے اس کی میراث کو تقسیم کر لیں گے۔ (ایک ربع خاوند کا ہوگا اور باقی بیٹے کا) اور جو بعد ادا کرنے بدل کتابت کے مرا تو میراث اس کی سب بیٹے کو ملے گی خاوند کو کچھ نہ ملے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مکاتب اپنے غلام کو مکاتب کرے تو دیکھیں گے اگر اس نے رعایت کے طور پر بدل کتابت کم ٹھہرایا ہے تو یہ کتابت جائز نہ ہوگی اور جو بدل کتابت اپنا فائدہ دیکھ کر ٹھہرایا ہے تو جائز ہوگی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی مکاتبہ لونڈی سے صحبت کرے اور وہ حاملہ ہو جائے تو اس لونڈی کو اختیار ہے چاہے وہ ام ولد بن کر رہے چاہے اپنی کتابت قائم رکھے اگر حاملہ نہ ہو تو وہ مکاتب رہے گی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ جو غلام دو آدمیوں میں مشترک ہو اس کو کوئی مکاتب نہیں کر سکتا اگرچہ دوسرا شریک اجازت بھی دے بلکہ دونوں شریک مل کر مکاتب کر سکتے ہیں کیونکہ اگر ایک شریک اپنے حصہ کو مکاتب کر دے گا اور مکاتب بدل کتابت ادا کر دے گا تو اس قدر حصہ آزاد ہونا پڑے گا اب اس شریک پر جس نے کچھ حصہ آزاد کیا لازم نہیں کہ دوسرے شریک کو ضمانت دے کر اس کی آزادی پوری کرے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے یہ جو حکم فرمایا ہے دوسرے شریک کے حصہ کی قیمت ادا کرنے کا وہ عتاق میں ہے نہ کہ کتابت میں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر اس شریک کو یہ مسئلہ معلوم نہ ہو وہ اپنے حصہ کو مکاتب کر کے کل یا بعض بدل کتابت وصول کر لے تو جس قدر وصول کیا ہو اس کو وہ اور اس کا شریک اپنے حصوں کے موافق بانٹ لیں کتابت باطل ہو جائے گی اور وہ مکاتب بدستور غلام رہے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو مکاتب دو آدمیوں میں مشترک ہو پھر ایک آدمی ان میں سے اس کو مہلت دے اور دوسرا نہ دے اور جس شخص نے مہلت نہ دی وہ اپنا کچھ حق وصول کر لے بعد اس کے مکاتب مرجائے اور اس قدر مال نہ چھوڑے کہ اس کے بدل کتابت کو کافی ہو تو جس قدر مال چھوڑ گیا ہے تو پہلے دونوں شریک اپنے اپنے بقایا وصول کر کے جو کچھ بچے گا برابر بانٹ لیں گے۔ اگر مکاتب عاجز ہو گیا اور جس شخص نے مہلت نہ دی اس نے دوسرے شریک کی نسبت کچھ زیادہ وصول کر لیا ہے تو غلام دونوں میں آدھا آدھا مشترک رہے گا اور جس نے زیادہ لیا ہے وہ اپنے شریک کو کچھ نہ پھیرے گا کیونکہ اس نے اپنے شریک کی اجازت سے لیا ہے۔ اگر ایک نے اپنا حصہ معاف کر دیا تھا اور دوسرے نے کچھ وصول کیا پھر غلام عاجز ہو گیا تو وہ غلام دونوں میں مشترک رہے گا اور جس نے کچھ وصول کر لیا ہے وہ دوسرے شریک کو کچھ نہ دے گا کیونکہ اس نے اپنا حق وصول کیا اس کی مثال یہ ہے کہ دو آدمیوں کا قرض ایک ہی دستاویز کی رو سے ایک آدمی پر ہو پھر ایک شخص اس کو مہلت دے اور دوسرا شخص حرص کر کے کچھ وصول کر لے بعد اس کے قرض دار مفلس ہو جائے پھر جس شخص نے وصول کر لیا ہے وہ دوسرے

شریک کو اس میں سے کچھ نہ دے گا۔

باب الحمالة في الكتابة　　کتابت میں ضمانت کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ امر اتفاقی ہے کہ چند غلام اگر ایک ہی عقد میں مکاتب کیے جائیں تو ایک کا بار دوسرے کو اٹھانا پڑے گا اگر ان میں سے کوئی مر جائے تو بدل کتابت کم نہ ہوگا اگر کوئی ان میں سے عاجز ہو کر ہاتھ پاؤں چھوڑ دے تو اس کے ساتھیوں کو چاہیے کہ موافق طاقت کے اس سے مزدوری کرائیں اور بدل کتابت کے ادا کرنے میں مدد لیں اگر سب آزاد ہوں گے وہ بھی آزاد ہوگا اور جو سب غلام ہوں گے وہ بھی غلام ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک یہ امر اتفاقی ہے کہ بدل کتابت کی ضمانت نہیں ہو سکتی تو غلام کو جب مولیٰ مکاتب کرے تو بدل کتابت کی ضماعت اگر غلام عاجز ہو جائے یا مر جائے کسی سے نہیں لے سکتا نہ یہ مسلمانوں کا طریقہ ہے کیونکہ اگر کوئی شخص مکاتب کے بدل کتابت کا ضامن ہو اور مولیٰ اس کا پیچھا کرے ضامن سے بدل کتابت وصول کرے تو یہ وصول کرنا ناجائز طور پر ہوگا کیونکہ ضامن نے نہ مکاتب کو خرید کیا تا کہ جو مال دیا ہے اس کے عوض میں آ جائے نہ مکاتب آزاد ہوا کہ وہ مال اس کی آزادی کا بدلہ ہو بلکہ مکاتب جب عاجز ہو گیا تو پھر اپنے مولیٰ کا غلام ہو گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ کتابت دین صحیح نہیں جس کی ضمانت درست ہو۔

بلکہ کتابت ایک شے ہے اگر مکاتب اس کو آزاد کر دے گا آزاد ہو جائے گا ورنہ غلام ہو جائے گا اسی واسطے اگر مکاتب مر جائے اور لوگوں کا قرض دار ہو تو مولیٰ اور قرض خواہوں کے برابر حصہ نہ ہوں گے بلکہ قرض خواہ اس کے مال کے زیادہ حقدار ہوں گے اگر مکاتب عاجز ہو جائے اور لوگوں کا قرض دار ہو تو وہ اپنے مولیٰ کا غلام ہو جائے گا اور قرض خواہوں کا قرضہ اس کے ذمہ رہے گا جب آزاد ہو اس وقت اس کا پیچھا کریں گے یہ اختیار نہ ہوگا اس کو بیچ کر اپنا قرضہ وصول کریں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جب غلام ایک ہی عقد میں مکاتب کیے جائیں اور ان میں آپس میں ایسی قرابت نہ ہو جس کے سبب سے ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں تو وہ سب ایک دوسرے کے کفیل ہوں گے کوئی ان میں سے بغیر دوسرے کے آزاد نہ ہو سکے گا۔ یہاں تک کہ بدل کتابت پورا پورا ادا کر دیں اگر ان میں سے کوئی مر گیا اور اس قدر مال چھوڑ گیا جو سب کے بدل کتابت سے زیادہ ہے تو اس مال میں سے بدل کتابت ادا کیا جائے گا اور جو کچھ بچ رہے گا مولیٰ لے لے گا اس کے ساتھیوں کو نہ ملے گا پھر ایک غلام کی آزادی میں جس قدر روپیہ اس مال میں صرف ہوا ہے اس کو مولیٰ ہر ایک غلام سے مجرا لے گا۔ کیونکہ جو غلام مر گیا ہے وہ ان کا کفیل تھا جس قدر روپیہ اس کا ان کی آزادی میں اٹھا ان کو ادا کرنا پڑے گا۔ اگر اس مکاتب کا جو مر گیا کوئی آزاد لڑکا ہو جو حالت کتابت میں پیدا نہ ہوا ہو نہ عقد کتابت اس پر واقع ہوا ہو تو وہ اس کا وارث نہ ہوگا کیونکہ مکاتب مرتے وقت آزاد نہ تھا۔

باب القطاعة في الكتابة　　مکاتب سے قطاعۃ کرنے کا بیان

فائدہ: قطاعۃ اس کو کہتے ہیں کہ مولیٰ بدل کتابت کو چھوڑ کر کسی قدر نقد لینے پر غلام سے راضی ہو جائے تا کہ وہ جلدی آزاد ہو۔

۱۲۷۸۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تُقَاطِعُ مُكَاتَبِيهَا

بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے مکاتبوں سے قطاعت کرتیں سونے چاندی پر۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ امر اتفاقی ہے کہ جو مکاتب دو آدمیوں میں مشترک ہو تو ایک شریک کو جائز نہیں کہ بغیر دوسرے شریک کے اذن کے اپنے حصے کی قطاعت کرے کیونکہ غلام اور اس کا مال دونوں میں مشترک ہے ایک کو نہیں پہنچتا کہ اس کے مال میں تصرف کرے بغیر دوسرے شریک کے پوچھے ہوئے اگر ایک شریک نے قطاعت کی بغیر دوسرے سے پوچھے ہوئے اور زرِ قطاعت وصول کر لیا بعد اس کے مکاتب کچھ مال چھوڑ کر مر گیا یا عاجز ہو گیا تو قطاعت کر چکا اس کو اس مکاتب کے مال میں استحقاق نہ ہو گا نہ یہ ہو سکے گا کہ زرِ قطاعت کو پھیر دے اور اس مکاتب کو پھر غلام کرے البتہ جو شخص اپنے شریک کے اذن سے قطاعت کرے پھر مکاتب عاجز ہو جائے اور قطاعت کرنے والا یہ چاہے کہ زرِ قطاعت پھیر کر اس غلام کا اپنے حصے کے موافق مالک ہو جائے تو ہو سکتا ہے۔ اگر مکاتب مر جائے اور مال چھوڑ جائے تو جس شریک نے قطاعت نہیں کی اس کا بدل کتابت ادا کر کے جو کچھ مال بچے گا اس کو دونوں شریک اپنے حصے کے موافق بانٹ لیں گے اگر ایک نے قطاعت کی اور دوسرے نے نہ کی بعد اس کے مکاتب عاجز ہو گیا تو جس نے قطاعت کی اس سے کہا جائے گا اگر تجھ کو منظور ہے تو جس قدر روپیہ تو نے قطاعت کا لیا ہے اس کا آدھا اپنے شریک کو پھیر دے غلام تم دونوں میں مشترک رہے گا ورنہ پورا غلام اس شخص کا ہو جائے گا جس نے قطاعت نہیں کی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو مکاتب دو آدمیوں میں مشترک ہو ایک آدمی ان میں سے قطاعت کرے دوسرے کے اذن سے پھر جس نے قطاعت نہیں کی وہ بھی اسی قدر غلام سے وصول کرے جتنا قطاعت کرنے والے نے وصول کیا ہے یا اس سے زیادہ بعد اس کے مکاتب عاجز ہو جائے تو قطاعت والا قطاعت نہ کرنے والے سے کچھ پھیر نہ سکے گا اگر دوسرے شریک نے قطاعت سے کم وصول کیا پھر غلام عاجز ہو گیا تو قطاعت والے کو اختیار ہے اگر چاہے تو جتنی قطاعت زیادہ ہے اس کا نصف اپنے شریک کو دے کر غلام میں آدھم ساجھا کریں اگر نہ دے تو سارا غلام دوسرے شریک کا ہو جائے گا اگر مکاتب مر جائے اور مال چھوڑ گیا اور قطاعت والے نے چاہا کہ جتنا زیادہ لیا ہے اس کا نصف اپنے شریک کو پھیر دے اور میراث میں شریک ہو جائے تو ہو سکتا ہے اور جس نے قطاعت نہیں کی وہ بھی مکاتب سے قطاعت کے برابر یا اس سے زیادہ وصول کر چکا ہے اس صورت میں میراث دونوں کو ملے گی کیونکہ ہر ایک نے اپنا حق وصول کر لیا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو مکاتب دو آدمیوں میں مشترک ہو ایک اس سے قطاعت کرے اپنے حق کے نصف پر دوسرے کے اذن سے پھر جس نے قطاعت نہیں کی وہ بھی مکاتب سے قطاعت سے کم وصول کرے بعد اس کے مکاتب عاجز ہو جائے تو قطاعت والا اگر چاہے جتنی قطاعت زیادہ لے اس کا آدھا اپنے شریک کو دے کر غلام میں آدھم ساجھا کر لیں ورنہ اس قدر حصہ غلام کا دوسرے شریک کا ہو جائے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس کی شرح یہ ہے کہ مثلاً ایک غلام دو آدمیوں میں مشترک ہو دونوں مل کر اس کو مکاتب کریں پھر ایک شریک اپنے نصف حق پر غلام سے قطاعت کرے یعنی پورے غلام کے ربع پر بعد اس کے مکاتب عاجز ہو جائے تو جس نے قطاعت کی ہے اس سے کہا جائے گا کہ جس قدر تو نے زیادہ لیا ہے اس کا نصف اپنے شریک کو پھیر دے اور غلام میں آدھم ساجھا رکھ اگر وہ انکار کرے تو

(۱۲۷۸) موقوف ضعیف: عبدالرزاق (۸/۴۰۰ - ۴۰۲) بیہقی (۱۰/۳۳۵)۔

قطاعت والے کا ربع غلام بھی اس شریک کو مل جائے گا اس صورت میں اس شریک کے تین ربع ہوں گے اور اس کا ایک ربع۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مکاتب سے اس کا مولیٰ قطاعت کرے اور وہ آزاد ہو جائے اور جس قدر قطاعت کا روپیہ مکاتب پر رہ جائے وہ اس پر قرض رہے بعد اس کے مکاتب مر جائے اور وہ مقروض ہو لوگوں کا تو مولیٰ دوسرے قرض خواہوں کے برابر نہ ہوگا بلکہ اس مال میں سے پہلے اور قرض خواہ اپنا قرضہ وصول کریں گے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو مکاتب مقروض ہو اس سے مولیٰ قطاعت نہ کرے ایسا نہ ہو کہ وہ غلام آزاد ہو جائے بعد اس کے سارا مال اس کا قرض خواہوں کو مل جائے مولیٰ کو کچھ نہ ملے گا۔ کہا مالکؒ نے ہمارے نزدیک یہ حکم ہے اگر کوئی شخص اپنے غلام کو مکاتب کرے پھر اس سے سونے پر قطاعت کرے اور بدل کتابت معاف کر دے اس شرط سے کہ زرِ قطاعت فی الفور دے دے تو اس میں کچھ قباحت نہیں ہے اور جس شخص نے اس کو مکروہ رکھا ہے اس نے یہ خیال کیا کہ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص کا میعادی قرضہ کسی پر ہو وہ اس کے بدلے میں کچھ نقد لے کر قرضہ چھوڑ دے حالانکہ یہ قرض کی مثل نہیں ہے بلکہ قطاعت اس لیے ہوتی ہے کہ غلام جلد آزاد ہو جائے اور اس کے لیے میراث اور شہادت اور حدود لازم آ جائیں اور حرمت عتاقہ ثابت ہو جائے اور یہ نہیں ہے کہ اس نے روپیوں کو روپیوں کے عوض میں یا سونے کو سونے کے عوض میں خریدا بلکہ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا تو مجھے اس قدر اشرفیاں لا دے اور تو آزاد ہے پھر اس سے کم کر کے کہا اگر اتنے بھی لا دے تو بھی تو آزاد ہے کیونکہ بدل کتابت دین صحیح نہیں ہے ورنہ جب مکاتب مر جاتا تو مولیٰ بھی اور قرض خواہوں کے برابر اس کے مال کا دعویٰ دار ہوتا ہے۔

باب جراح المکاتب — مکاتب کسی شخص کو زخمی کرے

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مکاتب کسی شخص کو ایسا زخمی کرے جس میں دیت واجب ہو تو اگر مکاتب اپنے بدل کتابت کے ساتھ دیت بھی ادا کر سکے تو دیت ادا کر دے وہ مکاتب بنا رہے گا اگر اس پر قادر نہ ہو تو اپنی کتابت سے عاجز ہوا کیونکہ دیت کا ادا کرنا کتابت پر مقدم ہے پھر جب دیت دینے سے عاجز ہو جائے تو اس کے مولیٰ کو اختیار ہے اگر چاہے تو دیت ادا کر دے اور مکاتب کو غلام سمجھ کر رکھ لے اب وہ بدستور اس کا غلام ہو جائے گا اگر چاہے تو خود مکاتب کو اس شخص کے حوالے کرے جو زخمی ہوا ہے مگر مولیٰ پر لازم نہیں ہے کہ غلام دے ڈالنے سے زیادہ اور کچھ اپنا نقصان کرے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر چند غلام ایک ساتھ مکاتب ہوں پھر ان میں سے ایک غلام کسی شخص کو زخمی کرے تو سب غلاموں سے کہا جائے گا دیت ادا کرو اگر ادا کریں گے اپنی کتابت پر قائم رہیں گے اگر نہ کریں گے سب کے سب عاجز سمجھے جائیں گے چاہے جس غلام نے زخمی کیا ہے اس کو حوالے کر دے باقی غلام بدستور مولیٰ کے غلام ہو جائیں گے کیونکہ وہ دیت دینے سے عاجز ہو گئے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مکاتب کو یا اس کی اولاد کو جو کتابت میں داخل ہو کوئی زخمی کرے تو اس کی دیت غلاموں کی سی ہو گی اور وہ دیت مولیٰ کو دی جائے گی اور اس قدر بدل کتابت میں سے وضع کیا جائے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس کی شرح یوں ہے کہ ایک شخص نے اپنے غلاموں کو تین ہزار درہم پر مکاتب کیا اور اس کے زخم کی دیت ایک ہزار درہم وصول پائی اور اب جب وہ مکاتب دو ہزار درہم ادا کر دے گا آزاد ہو جائے گا اگر مولیٰ کے اس غلام پر ہزار ہی درہم بابت

کتابت کے باقی تھے کہ ایک ہزار درہم دیت کے پائے تو وہ آزاد ہو جائے گا اور جس قدر درہم باقی تھے اس سے زیادہ دیت کے درہم پائے تو مولیٰ جتنے باقی تھی اتنے لے کر باقی مکاتب کو پھیر دے گا اور مکاتب آزاد ہو جائے گا یہ درست نہیں کہ مکاتب کی دیت اسی کو حوالہ کر دیں وہ کھا پی کر برابر کر دے پھر اگر عاجز ہو جائے تو کانا لنگڑا لولا ہو کر اپنے مولیٰ کے پاس آئے کیونکہ مولیٰ نے اس کو اختیار دیا تھا ان کے مال اور کمائی پر نہ اپنی اولاد کی قیمت یا اپنی دیت پر کہ وہ کھا پی کر برابر کر دے بلکہ مکاتب کی دیت اور اس کی اولاد کی دیت جو حالت کتابت میں پیدا ہوئی یا ان پر عقدِ کتابت ہوا مولیٰ کو دی جائے گی اور س کے بدل کتابت میں مجرا ہوگی۔

باب بیع المکاتب — مکاتب کی کتابت کو بیچنے کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے غلام کو روپیوں اشرفیوں پر مکاتب کرے وہ اس کی کتابت کو کسی اسباب کے بدلے میں بیچے مگر نقد انقد وعدے پر نہیں کیونکہ اگر وعدہ کرے گا تو کالی کی بیع بعوض کالی کے ہو جائے گی یعنی دَین کی بعوض دَین کے اور اگر کسی مال پر مکاتب کیا ہو جیسے اونٹ یا گائے یا بکریاں یا غلاموں پر تو مشتری کو جائز ہے کہ روپیہ اشرفی دے کر اس کی کتابت خرید کے یا دوسری جنس دے کر سوا اس جنس کے جس پر مکاتب ہوا ہے مگر یہ ضروری ہے کہ دام نقد انقد دے دے دیر نہ کرے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جب مکاتب کی کتابت بک جائے تو مکاتب اپنی کتابت کو مشتری سے پھر وہی دام دے کر جو اس کے موالی کو مشتری نے دیئے ہیں خرید کر سکتا ہے کیونکہ مکاتب کو اپنی جان آپ خرید نا گویا آزادی ہے اور آزادی بہ نسبت اور وصیتوں کے مقدم ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر چند شریک ہیں ایک مکاتب میں ان میں سے ایک شریک نے اپنا حصہ کتابت بیچنا چاہا ثلث یا ربع یا نصف تو مکاتب کو مثل شفیع کے یہ جبر نہیں پہنچتا کہ اس حصے کو خود خرید کرے کیونکہ یہ خرید مثل قطاعت کے ہے اور مکاتب کو یہ درست نہیں کہ اپنے شریک سے قطاعت کرے مگر اور شریکوں کے اذن سے اور اس قدر حصہ خریدنے سے اس کو پوری آزادی بھی حاصل نہیں ہوتی اور وہ اپنے مال پر قادر نہیں ہے بلکہ تھوڑا حصہ خریدنے میں یہ بھی خیال ہے کہ عاجز ہو جائے کیونکہ اس کا مال اس خرید میں صرف ہو جائے گا اور یہ اس کی مثل نہیں ہے کہ مکاتب اپنے تئیں پورا پورا خرید کر لے ہاں جس صورت میں باقی شرکاء بھی اجازت دیں تو اوروں سے زیادہ اس کو اس حصے کے خریدنے کا استحقاق ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مکاتب کی قسط کی بیع درست نہیں کیونکہ اس میں دھوکا ہے اس واسطے کہ اگر مکاتب عاجز ہو گیا تو اس کے ذمے جو روپیہ تھا باطل ہو گیا اور اگر مکاتب مر گیا یا مفلس ہو گیا اور اس پر لوگوں کے قرضے ہیں تو جس شخص نے اس کی قسط خریدی تو وہ قرض خواہوں کے برابر نہ ہوگا بلکہ مثل مکاتب کے مولیٰ کے ہوگا اور مولیٰ مکاتب کے قرض خواہوں کے برابر نہیں ہوتا اسی طرح خراج مولیٰ کا اگر غلام کے ذمے پر جمع ہو جائے تب بھی مولیٰ اور قرض خواہوں کے برابر نہ ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مکاتب اگر اپنی کتابت کو خرید کرے نقد روپیہ اشرفی کے بدلے میں یا کسی اسباب کے بدلے میں جو بدل کتابت کی جنس سے نہ ہو یا اسی جنس سے مؤجل ہو یا معجل ہو تو درست ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر مکاتب مر جائے اور اپنی اُم ولد اور اولاد صغار کو جو اسی اُم ولد سے ہو یا کسی اور عورت سے چھوڑ جائے اور

اولاد اس کی محنت مزدوری پر قادر نہ ہو اور کتابت سے عاجز ہو جانے کا خوف ہو تو اُم ولد کو بیچ ڈالیں گے جب اس کی قیمت اس قدر ہو کہ بدل کتابت پورا پورا ادا ہو سکے کیونکہ مکاتب کو اگر خوف ہوتا عجز کا تو وہ اس اُم ولد کو بیچ سکتا ہے اسی طرح اولاد پر جب خوف ہو گا عجز کا تو اُن کے باپ کی اُم ولد بیچی جائے گی اور وہ آزاد ہو جائیں گے اگر ام ولد کی قیمت بدل کتابت کو مکتفی نہ ہو اور اُم ولد سے محنت مزدوری نہ ہو سکے نہ مکاتب کی اولاد سے تو سب کے سب اپنے مولیٰ کے غلام ہو جائیں گے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص مکاتب کی کتابت خرید کرے پھر مکاتب مرجائے قبل اپنی کتابت ادا کرنے کے تو جس شخص نے کتابت خریدی ہے وہی اس کا وارث ہوگا اگر مکاتب عاجز ہو جائے تو اسی کا غلام ہو جائے گا اور اگر مکاتب نے بدل کتابت اس شخص کو ادا کر دیا اور عاجز ہو گیا تو ولاء اس شخص کو ملے گی جس نے اس کو مکاتب کیا تھا نہ کہ اس شخص کو جس نے اس کی کتابت خریدی تھی۔

باب سعي المكاتب — مکاتب کی محنت مزدوری کا بیان

۱۲۷۹۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ سُئِلَا عَنْ رَجُلٍ كَاتَبَ عَلَى نَفْسِهِ وَعَلَى بَنِيهِ ثُمَّ مَاتَ هَلْ يَسْعَى بَنُو الْمُكَاتَبِ فِي كِتَابَةِ أَبِيهِمْ أَمْ هُمْ عَبِيدٌ فَقَالَا بَلْ يَسْعَوْنَ فِي كِتَابَةِ أَبِيهِمْ وَلَا يُوضَعُ عَنْهُمْ لِمَوْتِ أَبِيهِمْ شَيْءٌ ۔

عروہ بن زبیر اور سلیمان بن یسار سے سوال ہوا جو شخص اپنے تئیں اور اپنے بیٹوں کو مکاتب کرے اور پھر مرجائے تو اس کے بیٹے بدل کتابت کے ادا کرنے میں محنت مزدوری کریں گے یا غلام رہیں گے انہوں نے کہا سعی کریں گے اپنے باپ کی کتابت میں اور اُن کے باپ کے مرجانے کی وجہ سے بدل کتابت میں کچھ کمی نہ ہوگی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مکاتب کے بیٹے کمسن ہوں محنت مزدوری نہ کر سکیں تو ان کے بڑے ہونے کا انتظار نہ کیا جائے گا اور اپنے مولیٰ کے غلام ہو جائیں گے مگر جس صورت میں مکاتب اس قدر مال چھوڑ جائے جو ان کے بلوغ تک کی قسطوں کو کافی ہو اس صورت میں بلوغ تک انتظار کیا جائے گا بعد بلوغ کے اگر بدل کتابت کو ادا کر دیں تو آزاد ہو جائیں گے اور اگر عاجز ہو جائیں تو غلام ہو جائیں گے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مکاتب مرجائے اور اس قدر مال چھوڑ جائے جو بدل کتابت کو مکتفی ہو اور اپنی اولاد اور ام ولد کو جو کتابت میں داخل ہو چھوڑ جائے پھر اُم ولد یہ چاہے وہ مال لے کر اولاد کے اور اپنے آزاد کرنے میں محنت مزدوری کرے تو اگر وہ اُم ولد معتبر اور مشقت محنت پر قادر ہو تو وہ مال اس کے حوالے کیا جائے گا ورنہ وہ مال مولیٰ لے لے گا اور اُم ولد اور مکاتب کی اولاد غلام ہو جائیں گے مولیٰ کے۔

باب عتق المكاتب اذا أدي ما عليه قبل محله — اگر مکاتب جو قسطیں مقرر ہوئی تھیں اس سے پہلے بدل کتابت ادا کر دے تو آزاد ہو جائے گا

(۱۲۷۹) مقطوع ضعيف: عبدالرزاق (۳۸۸/۸، ۳۸۹) ابن ابی شيبة (۳۱۹/٤) بيهقی (۳۲۳/۱۰)۔

۱۲۸۰۔ عَنْ مَّالِك أَنَّهُ سَمِعَ رَبِيعَةَ بْنَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَغَيْرَهُ يَذْكُرُونَ أَنَّ مُكَاتَبًا كَانَ لِلْفُرَافِصَةِ بْنِ عُمَيْرٍ الْحَنَفِيِّ وَأَنَّهُ عَرَضَ عَلَيْهِ أَنْ يَدْفَعَ إِلَيْهِ جَمِيعَ مَا عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهِ فَأَبَى الْفُرَافِصَةُ فَأَتَى الْمُكَاتَبُ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَدَعَا مَرْوَانُ الْفُرَافِصَةَ فَقَالَ لَهُ ذَلِكَ فَأَبَى فَأَمَرَ مَرْوَانُ بِذَلِكَ الْمَالِ أَنْ يُقْبَضَ مِنَ الْمُكَاتَبِ فَيُوضَعَ فِي بَيْتِ الْمَالِ وَقَالَ لِلْمُكَاتَبِ اذْهَبْ فَقَدْ عَتَقْتَ فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ الْفُرَافِصَةُ قَبَضَ الْمَالَ ۔

حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن وغیرہ سے روایت ہے کہ فرافصہ بن عمیر کا ایک مکاتب تھا جو مدت پوری ہونے سے پہلے سب بدل کتابت لے کر آیا فرافصہ نے اس کے لینے سے انکار کیا مکاتب مروان کے پاس گیا جو حاکم تھا مدینہ کا اس سے بیان کیا مروان نے فرافصہ کو بلا بھیجا اور کہا بدل کتابت لے لے۔ فرافصہ نے انکار کیا مروان نے حکم کیا کہ مکاتب سے وہ مال لے کر بیت المال میں رکھا جائے اور مکاتب سے کہا جا تو آزاد ہو گیا جب فرافصہ نے یہ حال دیکھا تو مال لے لیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ مکاتب اگر اپنی سب قسطوں کو مدت سے پیشتر ادا کر دے تو درست ہے اس کے مولیٰ کو درست نہیں کہ لینے سے انکار کرے کیونکہ مولیٰ اس کے سبب سے ہر شرط کو اور خدمت کو اس کے ذمے سے اتار دیتا ہے اس لیے کہ کسی آدمی کی آزادی پوری نہیں ہوتی جب تک اس کی حرمت تمام نہ ہو اور اس کی گواہی جائز نہ ہو اور اس کو میراث کا استحقاق نہ ہو اور اس کے مولیٰ کو لائق نہیں کہ بعد آزادی کے اس پر کسی کام یا خدمت کی شرط لگائے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو مکاتب سخت بیمار ہو جائے اور وہ یہ چاہے کہ سب قسطیں اپنے مولیٰ کو ادا کر کے آزاد ہو جائے تا کہ اس کے وارث میراث پائیں جو پہلے سے آزاد ہیں اس کی کتابت میں داخل نہیں ہیں تو مکاتب کو یہ امر درست ہے کیونکہ اس سے اس کی حرمت پوری ہوتی ہے اور اس کی گواہی درست ہوتی ہے اور جن آدمیوں کے قرضہ کا اقرار کرے وہ اقرار جائز ہوتا ہے اور اس کی وصیت درست ہوتی ہے اور اس کے مولیٰ کو انکار نہیں پہنچتا اس خیال سے کہ اپنا مال بچایا چاہتا ہے۔

باب میراث المکاتب اذا عتق جب مکاتب آزاد ہو جائے اس کی میراث کا بیان

۱۲۸۱۔ عَنْ مَّالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ سُئِلَ عَنْ مُكَاتَبٍ كَانَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَأَعْتَقَ أَحَدُهُمَا نَصِيبَهُ فَمَاتَ الْمُكَاتَبُ وَتَرَكَ مَالًا كَثِيرًا فَقَالَ يُؤَدَّى إِلَى الَّذِي تَمَاسَكَ بِكِتَابَتِهِ الَّذِي بَقِيَ لَهُ ثُمَّ يَقْتَسِمَانِ مَا بَقِيَ بِالسَّوِيَّةِ ۔

حضرت سعید بن مسیب سے سوال ہوا کہ ایک مکاتب دو آدمیوں میں مشترک ہو ایک شخص اُن میں سے اپنا حصہ آزاد

(۱۲۸۱) مقطوع ضعیف :ابن ابی شیبة (۳٦۸/٤) دارمی (٤٨٧/٢ ' ٤٨٨) عبدالرزاق (۳۹٥/٨ ۔ ۳۹۷) ۔

کردے پھر مکاتب مرجائے اور بہت سا مال چھوڑ جائے تو سعید نے کہا جس نے آزاد نہیں کیا اس کا بدل کتابت ادا کر کے باقی جو کچھ بچے گا دونوں شخص بانٹ لیں گے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جب مکاتب آزاد ہو جائے تو اس کا وارث وہ شخص ہوگا جس نے مکاتب کیا یا مکاتب کے قریب سے قریب رشتہ دار مردوں میں سے جس دن مکاتب مرا ہے لڑکا ہو یا اور عصبہ۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس طرح جو شخص آزاد ہو جائے تو اس کی میراث اس شخص کو ملے گی جو آزاد کرنے والے کا قریب سے قریب رشتہ دار ہو لڑکا ہو یا اور کوئی عصبہ جس دن وہ غلام مرا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر چند بھائی اکٹھا مکاتب کر دیئے جائیں اور ان کی کوئی اولاد نہ ہو جو کتابت میں پیدا ہوئی ہو یا عقد کتابت میں داخل ہو تو وہ بھائی آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوں گے اگر اُن میں سے کسی کا لڑکا ہوگا جو کتابت میں پیدا ہوا ہو یا اس پر عقدِ کتابت واقع ہوا ہو اور وہ مر جائے تو پہلے اس کے مال میں سے سب کا بدل کتابت ادا کر کے جو کچھ بچ رہے گا وہ اس کی اولاد کو ملے گا اس کے بھائیوں کو نہ ملے گا۔

باب الشرط فی المکاتب — مکاتب پر شرط لگانے کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے غلام کو مکاتب کیا سونے یا چاندی پر اور اُس کی کتابت میں کوئی شرط لگا دی سفر یا خدمت یا اضحیہ کی لیکن اس شرط کو معین کر دیا پھر مکاتب اپنے قسطوں کے ادا کرنے پر مدت سے پہلے قادر ہو گیا اور اس نے قسطیں ادا کر دیں مگر یہ شرط اس پر باقی ہے تو وہ آزاد ہو جائے گا اور حرمت اس کی پوری ہو جائے گی اب اس شرط کو دیکھیں گے اگر وہ شرط ایسی ہے جو مکاتب کو خود کرنا پڑتی ہے (جیسے سفر یا خدمت کی شرط) تو مکاتب پر لازم نہ ہوگی اور نہ مولیٰ کو اس شرط کے پورا کرنے کا استحقاق ہوگا اور جو شرط ایسی ہے جس میں کچھ دینا پڑتا ہے جیسے اضحیہ یا کپڑے کی شرط تو یہ مانند روپوں اور اشرفیوں کے ہوگی اس چیز کی قیمت لگا کر وہ بھی اپنی قسطوں کے ساتھ ادا کر دے گا جب تک ادا نہ کرے آزاد نہ ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مکاتب مثل اس غلام کے ہے جس کو مولیٰ آزاد کر دے دس برس تک خدمت کرنے کے بعد اگر مولیٰ مر جائے اور دس برس نہ گزرے ہوں تو ورثاء کی خدمت میں دس برس پورے کرے گا اور ولاء اس کی اسی کو ملے گی جس نے اس کی آزادی ثابت کی یا اس کی اولاد کو مردوں میں سے یا عصبہ کو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے مکاتب سے شرط لگائے تو سفر نہ کرنا یا نکاح نہ کرنا یا میرے ملک میں سے باہر نہ جانا بغیر میرے پوچھے ہوئے اگر تو ایسا کرے گا تو تیری کتابت باطل کر دینا میرے اختیار میں ہوگا۔اس صورت میں کتابت کا باطل کرنا اس کے اختیار میں نہ ہوگا اگر چہ مکاتب ان کاموں میں سے کوئی کام کرے اگر مکاتب کی کتابت کو مولیٰ باطل کرے تو مکاتب کو چاہیے کہ حاکم کے سامنے فریاد کرے وہ حکم کردے کہ کتابت باطل نہیں ہو سکتی مگر اتنی بات ہے کہ مکاتب کو نکاح کرنا یا سفر کرنا یا ملک سے باہر جانا بغیر مولیٰ کے پوچھے ہوئے درست نہیں ہے خواہ اس کی شرط ہوئی یا نہ ہوئی ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ آدمی اپنے غلام کو سو دینار کے بدلے میں مکاتب کرتا ہے اور غلام کے پاس ہزار

دینار موجود ہوتے ہیں تو وہ نکاح کر کے اُن دیناروں کو مہر کے بدلے میں تباہ ہو کر پھر عاجز ہو کر مولیٰ کے پاس آتا ہے نہ اس کے پاس مال ہوتا ہے نہ اور کچھ اس میں سراسر مولیٰ کا نقصان ہے یا مکاتب سفر کرتا ہے اور قسطوں کے دن آجاتے ہیں لیکن وہ حاضر نہیں ہوتا تو اس میں مولیٰ کا حرج ہوتا ہے اسی نظر سے مکاتب کو درست نہیں کہ بغیر مولیٰ کے پوچھے ہوئے نکاح کرے یا سفر کرے بلکہ ان امورات کا اختیار کرنا مولیٰ کو ہے چاہے اجازت دے چاہے منع کرے۔

باب ولاء المكاتب اذا عتق مکاتب جب آزاد ہو جائے تو اس کی ولا کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مکاتب اپنے غلام کو آزاد نہیں کر سکتا مگر مولیٰ کے اذن سے اگر مولیٰ نے اذن دے دیا پھر مکاتب بھی آزاد ہو گیا تو ولاء اس کی مکاتب کو ملے گی اگر مکاتب آزاد ہونے سے پہلے مر گیا تو اس کی ولاء مکاتب کے مولیٰ کو ملے گی اسی طرح اگر وہ غلام کی آزادی سے پہلے مر گیا جب بھی اس کی ولاء مکاتب کے مولیٰ کو ملے گی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مکاتب نے بھی اپنے غلام کو مکاتب کیا پھر مکاتب کا مکاتب مکاتب سے پہلے آزاد ہو گیا تو اس کی ولاء مکاتب کے مولیٰ کو ملے گی جب تک مکاتب آزاد نہ ہو جب مکاتب آزاد ہو جائے گا اس کے مکاتب کی ولاء اس کی طرف لوٹ آئے گی۔ اگر مکاتب بدل کتابت ادا کرنے سے پہلے مر گیا یا عاجز ہو گیا تو اس کی آزاد اولاد اپنے باپ کے مکاتب کی ولاء نہ پائیں گے کیونکہ اُن کے باپ کو ولاء کا استحقاق نہیں ہوا تھا اس واسطے کہ وہ آزاد نہیں ہوا تھا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو مکاتب دو آدمیوں میں مشترک ہو پھر ایک شخص اپنا حق معاف کر دے اور دوسرا نہ کرے پھر مکاتب مر جائے اور مال چھوڑ جائے تو جس شخص نے معاف نہیں کیا وہ اپنا حق وصول کر کے جس قدر مال بچے گا وہ دونوں تقسیم کر لیں گے جیسے وہ غلامی کی حالت میں مرتا کیونکہ جس شخص نے اپنا حق چھوڑ دیا اس نے آزاد نہیں کیا بلکہ اپنا حق معاف کر دیا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس کی دلیل یہ ہے کہ ایک شخص مر گیا اور ایک مکاتب چھوڑ گیا اور بیٹے اور بیٹیاں بھی چھوڑ گیا پھر ایک بیٹی نے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو ولاء اس کے واسطے ثابت نہ ہو گی اگر یہ آزادی ہوتی تو ولاء اس کے لیے ضروری ثابت ہوتی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ یہ بھی اس کی دلیل ہے کہ اگر ایک شخص نے اپنا حصہ آزاد کر دیا پھر مکاتب آزاد ہو گیا تو جس شخص نے آزاد کیا ہے اس کو باقی حصوں کی قیمت نہ دینا ہو گی اگر یہ آزادی ہوتی تو اس کو اوروں کے حصے کی قیمت بموجب حدیث سے دینا پڑتی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اس کی دلیل یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کا طریقہ جس میں کچھ اختلاف نہیں یہ ہے کہ جو شخص ایک حصہ مکاتب میں سے آزاد کر دے تو وہ اس کے مال میں سے آزاد نہ ہو گا کیونکہ اگر ایسا ہوتا ولاء اس کو ملتی اس کے شریکوں کو نہ ملتی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس کی دلیل یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کا طریقہ یہ بھی ہے کہ جو شخص عقد کتابت کرے ولاء اسی کو ملے گی اور مکاتب کے مولیٰ کے وارثوں میں سے عورتوں کو ولاء نہ ملے گی اگرچہ وہ اپنا حصہ کچھ آزاد کر دیں بلکہ ولا مکاتب کے مولیٰ کے لڑکوں کو یا اور عصبوں کو ملے گی۔

فائدہ: اگرچہ درحقیقت آزادی ہوتی اور عورتوں کو بھی ولاء ملتی کیونکہ عورتوں کو اپنے آزاد کیے ہوئے غلام کی ولاء ملا کرتی ہے۔

باب ما لا يجوز من عتق المكاتب — جس مکاتب کا آزاد کرنا درست نہیں اس کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر چند غلام ایک ہی عقد میں مکاتب کیے جائیں تو مولیٰ ان میں سے ایک غلام کو آزاد نہیں کرسکتا جب تک باقی مکاتب راضی نہ ہوں اگر وہ کم سن ہوں تو ان کی رضامندی کا اعتبار نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ چند غلام میں ایک غلام نہایت ہوشیار اور محنتی ہوتا ہے اور اس کے سبب سے توقع یہ ہوتی ہے کہ محنت مزدوری کر کے اوروں کو بھی آزاد کرا دے مولیٰ کیا کرتا کہ اسی شخص کو آزاد کر دیتا ہے تاکہ باقی غلام محنت سے عاجز ہو کر غلام ہو جائیں تو یہ جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں باقی غلاموں کا ضرر ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں ضرر ہے اسلام میں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر چند غلام مکاتب کیے جائیں اور ان میں کوئی غلام ایسا ہو کہ نہایت بوڑھا ہو یا نہایت کم سن ہو جس کے سبب سے اور غلاموں کو بدل کتابت کی ادا کرنے میں مدد نہ ملتی ہو تو مولیٰ کو اس کا آزاد کرنا درست ہے۔

باب جامع ما جاء في عتق المكاتب وأم ولده — مکاتب کی اور اُم ولد کی آزادی کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے غلام کو مکاتب کرے پھر مکاتب مرجائے اور اُم ولد چھوڑ جائے اور اس قدر مال چھوڑ جائے کہ اس کو بدل کتابت کو مکتفی ہو تو وہ اُم ولد مکاتب کے مولیٰ کی لونڈی ہو جائے گی کیونکہ وہ مکاتب مرتے وقت آزاد نہیں ہوا نہ اولاد چھوڑ گیا جس کے ضمن میں اُم ولد بھی آزاد ہو جائے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مکاتب اپنے غلام کو آزاد کر دے یا اپنے مال میں سے کچھ صدقہ دے دے اور مولیٰ کو اس کی خبر نہ ہو یہاں تک کہ مکاتب آزاد ہو جائے تو اب مکاتب کو بعد آزادی کے اس صدقہ یا عتاق کا باطل کرنا نہیں پہنچتا البتہ اگر مولیٰ کو قبل آزادی کے اس کی خبر ہو گئی اور اس نے اجازت نہ دی تو وہ صدقہ یا عتاق لغو ہو جائے گی اب پھر مکاتب کو لازم نہیں کہ بعد آزادی کے اس غلام کو پھر آزاد کرے یا صدقہ نکالے البتہ خوشی سے کرسکتا ہے۔

باب الوصية في المكاتب — مکاتب کے باب میں وصیت کرنے کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مولیٰ مرتے وقت اپنے مکاتب کو آزاد کر دے تو مکاتب کی اس حالت میں جس میں وہ ہے قیمت لگا دیں گے اگر قیمت اس کی بدل کتابت سے کم ہے تو ثلث مال میں وہ قیمت مکاتب کو معاف ہو جائے گی اور جس قدر بدل کتابت اس پر باقی ہے اس کی مقدار کی طرف خیال نہ کیا جائے گا وہ اگر کسی کے ہاتھ سے مارا جائے تو اس کے قاتل پر قتل کے دن کی قیمت لازم آئے گی اور اگر مجروح ہو تو زخمی کرنے والے پر اس دن کی دیت لازم آئے گی اور ان سب اُمور میں بدل کتابت کی مقدار کی طرف خیال نہ کریں گے کیونکہ جب تک اس پر بدل کتابت میں سے باقی ہے وہ غلام ہے۔ البتہ اگر بدل کتابت قیمت سے کم باقی ہے تو جس قدر بدل کتابت باقی رہ گیا ہے

وہ ثلث مال میں معاف ہو جائے گا گویا میت نے مکاتب کے واسطے اس قدر مال کی وصیت کی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس کی تفسیر یہ ہے مثلاً قیمت مکاتب کی ہزار درہم ہوں اور بدل کتابت میں اس پر سو درہم باقی ہوں تو گویا مولیٰ نے اس کے لیے سو درہم کی وصیت کی اگر ثلث مال میں سے سو درہم نکل سکیں تو آزاد ہو جائے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے غلام کو مکاتب کرے مرتے وقت تو اس کی قیمت لگا دیں گے۔ اگر ثلث مال میں گنجائش ہو گی تو یہ عقد کتابت جائز ہو گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس کی تفسیر یہ ہے کہ غلام کی قیمت ہزار دینار ہو اور مولیٰ کو اس کو مرتے وقت دو سو دینار کو مکاتب کرے اور ثلث مال مولیٰ کا ہزار دینار کی مقدار ہو تو کتابت جائز ہو گی گویا یہ مولیٰ نے وصیت کی اپنے مکاتب کے لیے ثلث مال میں اگر مولیٰ نے اور بھی لوگوں کو وصیتیں کی ہیں اور ثلث مال مکاتب کی قیمت سے زیادہ نہیں ہے تو پہلے کتابت کی وصیت کو ادا کریں گے کیونکہ کتابت کا نتیجہ آزادی ہے اور آزادی اور وصیتوں پر مقدم ہے پھر اور وصیت والوں کو حکم ہو گا کہ مکاتب کا پیچھا کریں اور اس سے اپنی وصیتیں وصول کریں اور میت کے وارثوں کو اختیار ہے چاہیں وصیت والوں کو ان کی وصیتیں ادا کریں اور مکاتب کی کتابت آپ لے لیں اگر چاہیں مکاتب کو اور اس کے بدل کتابت کو وصیت والوں کے حوالے کر دیں کیونکہ ثلث مال مکاتب ہی میں رہ گیا ہے اور اس واسطے کہ جب کوئی شخص وصیت کرے پھر اس کے وارث یہ کہیں کہ یہ وصیت ثلث سے زیادہ ہے اور میت نے اپنے اختیار سے زیادہ تصرف کیا تو اس کے ورثہ کو اختیار ہو گا چاہیں تو وصیت والوں کو اُن کی وصیتیں ادا کریں اور چاہیں تو میت کا ثلث مال وصیت والوں کے سپرد کر دیں اگر وارثوں نے مکاتب کو وصیت والوں کے سپرد کر دیا تو بدل کتابت وصیت والوں کا ہو جائے گا اب اگر مکاتب نے بدل کتابت ادا کر دیا تو سب وصیت والے اپنے حصوں کے موافق بانٹ لیں گے اگر مکاتب عاجز ہو گیا تو وصیت والوں کا غلام ہو جائے گا اب وصیت والے اس غلام کو وارثوں پر پھیر نہیں سکتے کیونکہ وارثوں نے اپنے اختیار سے اسے چھوڑ دیا اور اس واسطے کہ وصیت والوں کو جب وہ غلام مل گیا تو وہ اس کے ضامن ہو گئے اگر وہ غلام مر جاتا تو وارثوں سے یہ کچھ نہ لے سکتے اگر مکاتب بدل کتابت ادا کرنے سے پہلے مر گیا اور بدل کتابت سے زیادہ مال چھوڑ گیا تو وہ مال وصیت والوں کو ملے گا اگر مکاتب نے بدل کتابت ادا کر دیا تو وہ آزاد ہو جائے گا اور ولاء اس کی مکاتب کرنے والے کے عصبوں کو ملے گی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس مکاتب پر مولیٰ کے ہزار درہم آتے ہوں پھر مولیٰ مرتے وقت ہزار درہم معاف کر دے تو مکاتب کی قیمت لگائی جائے گی اگر اس کی قیمت ہزار درہم ہوں گے تو گویا دسواں حصہ کتابت کا معاف ہوا اور قیمت کی رُو سے دو سو درہم ہوئے تو گویا دسواں حصہ قیمت کا اس نے معاف کر دیا اس کی مثال ایسی ہے کہ اگر مولیٰ سب بدل کتابت کو معاف کر دیتا تو ثلث مال میں صرف مکاتب کی قیمت کا حساب ہوتا یعنی ہزار درہم کا اگر نصف معاف کرتا تو ثلث مال میں نصف کا حساب ہوتا اگر اس سے کم زیادہ ہو وہ بھی اسی حساب سے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص مرتے وقت اپنے مکاتب کو ہزار درہم میں سے معاف کر دے مگر یہ نہ کہے کہ کون سی قسط میں یہ معافی ہو گی اول میں یا آخر میں تو ہر قسط میں سے دسواں حصہ معاف کیا جائے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جب آدمی اپنے مکاتب کو ہزار درہم اول کتابت یا آخر کتابت میں معاف کر دے اور بدل کتابت تین ہزار درہم ہوں تو مکاتب کی قیمت لگا دیں گے پھر اس قیمت کو تقسیم کریں گے ہر ایک ہزار پر جو کہ ہزار کی مدت اس کی کم ہے اس کی قیمت کم ہو گی بہ نسبت اس ہزار کے جو اس کے بعد ہے اسی طرح جو ہزار سب کے اخیر میں ہو گا اس کی قیمت سب سے کم ہو گی کیونکہ جس قدر میعاد بڑھتی جائے

گی اسی قدر قیمت گھٹتی جائے گی پھر جس ہزار پر معافی ہوئی ہے اس کی جو قیمت آن کر پڑے گی وہ ثلث مال میں سے وضع کی جائے گی اگر اس سے کم زیادہ ہو وہ بھی اسی حساب سے ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جس شخص نے مرتے وقت ربع مکاتب کی کسی کے لیے وصیت کی اور ربع کا آزاد کر دیا پھر وہ شخص مر گیا بعد اس کے مکاتب مر گیا اور بدل کتابت سے زیادہ مال چھوڑ دیا تو پہلے مولیٰ کے وارثوں کو اور موصی لہٗ کو جس قدر بدل کتابت باقی تھا دلا دیں گے پھر جس قدر مال بچ رہے گا ثلث اس میں سے موصی لہٗ کو ملے گا اور دو ثلث وارثوں کو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس مکاتب کو مولیٰ مرتے وقت آزاد کر دے اور ثلث میں سے وہ آزاد نہ ہو سکے تو جس قدر گنجائش ہوگی اسی قدر آزاد ہوگا اور بدل کتابت میں سے اتنا وضع ہو جائے گا مثلاً مکاتب پر پانچ ہزار درہم تھے اور اس کی قیمت دو ہزار درہم تھی اور میت کا ثلث مال ہزار درہم ہے تو نصف مکاتب آزاد ہو جائے گا اور نصف بدل کتابت یعنی اڑھائی ہزار روپیہ ساقط ہو جائیں گے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے وصیت کی کہ فلانا غلام میرا آزاد ہے اور فلانے کو مکاتب کرنا پھر ثلث مال میں دونوں کی گنجائش نہ ہو تو آزادی مقدم ہوگی کتابت پر۔



(32) کتاب المدبر

کتاب مدبر کے بیان میں

فائدہ: مدبر اس غلام یا لونڈی کو کہتے ہیں جس سے مولیٰ کہہ دے تو بعد میرے مرنے کے آزاد ہے۔

باب القضاء في ولد المدبرة — مدبرہ کی اولاد کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی لونڈی کو مدبر کرے بعد اس کے اس کی اولاد پیدا ہو پھر وہ لونڈی مولیٰ کے سامنے مر جائے تو اس کی اولاد اپنی ماں کی طرح مدبر رہے گی جب مولیٰ مر جائے گا اور ثلث مال میں گنجائش ہو تو آزاد ہو جائے گی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہر عورت کی اولاد اپنی ماں کی مثل ہوگی اگر وہ مدبرہ ہے یا مکاتبہ ہے یا معتقہ الی اجل ہے یا مخدمہ ہے یا معتقۃ البعض ہے یا گرو ہے یا اُم ولد ہے۔ ہر ایک کی اولاد اپنی ماں کی مثل ہوگی وہ آزاد تو وہ آزاد اور وہ لونڈی ہو جائے گی تو وہ بھی مملوک ہو جائے گی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر لونڈی حالت حمل میں مدبر ہوئی تو اس کا بچہ بھی مدبر ہو جائے گا اس کی نظیر یہ ہے کہ اگر ایک شخص نے اپنی حاملہ لونڈی کو آزاد کر دیا اور اس کو معلوم نہ تھا کہ یہ حاملہ ہے تو اس کا بچہ بھی آزاد ہو جائے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اسی طرح اگر ایک شخص حاملہ لونڈی کو بیچے تو وہ لونڈی اور اس کے پیٹ کا بچہ مشتری کا ہوگا خواہ مشتری نے اس کی شرط لگائی ہو یا نہ لگائی ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اسی طرح بائع کو درست نہیں کہ لونڈی کو بیچے اور اس کا حمل نہ بیچے کیونکہ اس میں دھوکا ہے شاید بچہ پیدا ہوتا ہے یا نہیں ہوتا اس کی مثال ایسی ہے کوئی شخص پیٹ کے بچے کو بیچے اس کی بیع درست نہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مکاتب یا مدبر ایک لونڈی خرید کر کے اس سے وطی کریں اور وہ حاملہ ہو کر بچہ جنے تو ہر ایک کا بچہ اپنے باپ کے تابع ہوگا اس کی آزادی کے ساتھ اس کی بھی آزادی ہوگی اور اس کی غلامی کے ساتھ اس کی بھی غلامی ہوگی اگر وہ مکاتب یا مدبر آزاد ہوگیا تو اُم ولد اس کی مثل اور اس کی ماں کی اس کے سپرد کی جائے گی۔

فائدہ: اور وہ جو حمل کتابت یا تدبیر کے زمانے میں اس کو ہوا تھا اس کے سبب سے اُم ولد نہ ہوگی کیونکہ اس وقت اس کا مولیٰ آزاد نہ تھا۔

باب جامع ما جاء فی التدبیر — مدبر کے احکام کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مدبر اپنے مولیٰ سے کہے تو مجھے ابھی آزاد کر دے میں تجھے پچاس دینار قسط وار دیتا ہوں مولیٰ کہے اچھا تو آزاد ہے تو مجھے پچاس دینار پانچ برس میں دیجیو۔ ہر سال دس دینار کے حساب سے مدبر اس پر راضی ہو جائے بعد اس کے دو تین دن میں مولیٰ مر جائے تو وہ آزاد ہو جائے گا اور پچاس دینار اس پر قرض رہیں گے اور اس کی گواہی جائز ہو جائے گی اور اس کی حرمت اور میراث اور حدود پورے ہو جائیں گے اور مولیٰ کے مر جانے سے اُن پچاس دینار میں کچھ کمی نہ ہوگی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے غلام کو مدبر کرے پھر مر جائے اور اس کا مال کچھ موجود ہو کچھ غائب ہو جس قدر موجود ہو اس کے ثلث میں سے مدبر آزاد نہ ہو سکے تو مدبر کو روک رکھیں گے اور اس کی کمائی کو بھی جمع کرتے جائیں گے یہاں تک کہ جو مال غائب ہے وہ بھی نکل آئے پھر اگر مولیٰ کے کل مال کے ثلث میں سے مدبر آزاد ہو سکے گا تو آزاد ہو جائے اور مدبر کا مال اور کمائی اسی کو ملے گی اور جو ثلث میں سے کل آزاد نہ ہو سکے گا تو ثلث ہی کی مقدار آزاد ہو جائے گا اور اس کا مال اسی کے پاس رہے گا۔

باب الوصیة فی التدبیر — مدبر کرنے کی وصیت کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ آزادی کی جتنی وصیتیں ہیں صحت میں ہوں یا مرض میں ان میں رجوع اور تغیر کر سکتا ہے مگر تدبیر میں جب کسی کو مدبر کر دیا اب اس کے فسخ کا اختیار نہ ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس لونڈی کے آزاد کرنے کی وصیت کی اور اس کو مدبر نہ کیا تو اس کی اولاد اپنی ماں کے ساتھ آزاد نہ ہوگی اس لیے کہ مولیٰ کو اس وصیت کے بدل ڈالنے کا اختیار تھا نہ ان کی ماں کے لیے آزادی ثابت ہوئی تھی بلکہ یہ ایسا ہے کوئی کہے اگر فلانی لونڈی میرے مرنے تک رہے تو وہ آزاد ہے پھر وہ اس کے مرنے تک رہی تو آزاد ہو جائے گی مگر مولیٰ کو اختیار ہے کہ موت سے پیشتر اس کو یا اس کی اولاد کو بیچے تو آزادی کی وصیت اور تدبیر کی وصیت میں سنت قدیمہ کی رو سے بہت فرق ہے اگر وصیت مثل تدبیر کے ہوتی تو کوئی شخص اپنی وصیت میں تغیر و تبدل کا اختیار نہ رکھتا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جو شخص اپنے چند غلاموں کو صحت کی حالت میں مدبر کرے اور سوا اُن کے کچھ مال نہ رکھتا ہو اگر اس نے اس

طرح مدبر کیا کہ پہلے ایک کو پھر دوسرے کو تو جس کو پہلے مدبر کیا وہ ثلث مال میں سے آزاد ہو جائے گا پھر دوسرا پھر تیسرا اسی طرح جب تک ثلث مال میں گنجائش ہو اگر سب کو ایک ساتھ مدبر کیا ہے ایک ہی کلام میں تو ہر ایک کا ثلث آزاد ہو جائے گا جب سب کو بیماری میں مدبر کیا۔

مسئلہ : امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے غلام کو مدبر کیا اور سوا اس کے کچھ مال نہ تھا پھر مولیٰ مر گیا اور مدبر کے پاس مال ہے تو ثلث مدبر آزاد ہو جائے گا اور مال اس کا اسی کے پاس رہے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس مدبر کو مولیٰ مکاتب کر دے پھر مولیٰ مر جائے اور سوا اس کے کچھ مال نہ چھوڑے تو اس کا ایک ثلث آزاد ہو جائے گا اور بدل کتابت میں سے بھی ایک ثلث گھٹ جائے گا اور دو ثلث مدبر کو ادا کرنا ہوں گے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک شخص نے اپنی مرض موت میں اپنے غلام کا نصف یا کل آزاد کیا اور پہلے اپنے غلام کو مدبر کر چکا تھا تو ثلث مال میں سے پہلے مدبر آزاد ہوگا پھر وہ غلام اگر باقی میں سے آزاد ہو سکے تو آزاد ہوگا۔ ورنہ جس قدر مال بچا ہے اسی قدر آزاد ہوگا۔

باب مس الرجل وليدته اذا دبرها — لونڈی کو جب مدبر کر دے اس سے صحبت کرنے کا بیان

۱۲۸۲۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ دَبَّرَ جَارِيَتَيْنِ لَهُ فَكَانَ يَطَؤُهُمَا وَهُمَا مُدَبَّرَتَانِ ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی لونڈیوں کو مدبر کیا اور اُن سے صحبت بھی کرتے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۲۸۳۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِذَا دَبَّرَ الرَّجُلُ جَارِيَتَهُ فَإِنَّ لَهُ أَنْ يَطَأَهَا وَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَبِيعَهَا وَلَا يَهَبَهَا وَوَلَدُهَا بِمَنْزِلَتِهَا ۔

حضرت سعید بن مسیب کہتے تھے جب کوئی شخص اپنی لونڈی کو مدبر کرے تو اس سے وطی کر سکتا ہے مگر بیع یا ہبہ نہیں کر سکتا اور اس کی اولاد بھی مثل اپنی ماں کے ہوگی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: جمہور علماء کا یہی مذہب ہے اور شافعیؒ اور اہل حدیث کے نزدیک مدبر کی بیع درست ہے۔ صحیحین میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کے مدبر کو بیچا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے جو مرفوعاً مروی ہے کہ مدبر نہ بیچا جائے نہ ہبہ کیا جائے اور وہ ثلث مال میں سے آزاد ہو جائے گا تو دارقطنی اور ابن عبدالبر نے اس کو ضعیف کہا ہے۔

باب بيع المدبر — مدبر کے بیچنے کا بیان

(۱۲۸۲)موقوف صحیح : عبدالرزاق فی المصنف (۱۴۷/۹) رقم (۱۶۶۹۷) بیهقی (۳۱۵/۱۰) رقم (۲۱۵۸۱) ۔
(۱۲۸۳)مقطوع صحیح : بیهقی فی السنن الکبری (۳۱۵/۱۰) رقم (۲۱۵۸۹) عبدالرزاق (۲۱۷۰۴) ۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ مدبر کو مولیٰ نہ بیچے اور نہ کسی طرح سے اس کی مِلک منتقل کرے اور مولیٰ اگر قرضدار ہوجائے تو اس کے قرض خواہ مدبر کو بیچ نہیں سکتے جب تک اس کا مولیٰ زندہ ہے اگر مرجائے اور قرضدار نہ ہو تو ثلث مال میں کل مدبر آزاد ہو جائے گا کیونکہ اگر کل مال میں سے آزاد ہو تو سراسر مولیٰ کا فائدہ ہے کہ زندگی بھر اس سے خدمت لی پھر مرتے وقت آزادی کا بھی ثواب کمالیا اور ورثاء کا بالکل نقصان ہے اگر سوا اس مدبر کے مولیٰ کا کچھ مال نہ ہو تو ثلث مدبر آزاد ہوجائے گا اور دو ثلث وارثوں کو حق ہوگا اگر مدبر کا مولیٰ مرجائے اور اس قدر مقروض ہو کہ مدبر کی کل قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ تو مدبر کو بیچیں گے کیونکہ مدبر جب آزاد ہوتا ہے کہ ثلث مال میں گنجائش ہو اگر قرضہ غلام کے نصف قیمت کے برابر ہو تو نصف مدبر کو قرضہ ادا کرنے کے لیے بیچیں گے اور نصف جو باقی ہے اس کا ایک ثلث آزاد ہوجائے گا۔

فائدہ: یعنی ہبہ اور صدقہ کی رو سے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مدبر کا بیچنا درست نہیں اور نہ کسی کو اس کا خریدنا درست ہے مگر مدبر اپنے تئیں آپ مولیٰ سے خرید سکتا ہے یہ جائز ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ کوئی شخص مدبر کے مولیٰ کو کچھ مال دے تا کہ وہ اپنے مدبر کو آزاد کردے مگر وہ اس کے مولیٰ کو ملے گی جس نے اس کو مدبر کیا تھا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا مدبر کی خدمت بیچنا درست نہیں کیونکہ اس میں دھوکا ہے معلوم نہیں کہ مولیٰ کب تک زندہ رہے گا اس وجہ سے خدمت کی بیع مجہول رہے گی اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک مدبر کی خدمت کی بیع درست ہے کیونکہ دارقطنی نے مرفوعاً روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مدبر کی خدمت بیچی مگر یہ حدیث مرسلاً اور موصولاً دونوں ضعیف ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو غلام دو آدمیوں میں مشترک ہو اور یہ شخص اُن میں سے اپنے حصے کو مدبر کردے تو اس کی قیمت لگا دیں گے اگر جس شخص نے مدبر کیا ہے اس نے دوسرے شریک کا بھی حصہ خرید کرلیا تو کل غلام مدبر ہوجائے گا اگر نہ خریدا تو اس کی تدبیر باطل ہوجائے گی۔ مگر جس صورت میں جس نے مدبر نہیں کیا وہ اپنے شریک سے قیمت لینے پر راضی ہوجائے اور قیمت لے لے تو غلام مدبر ہوجائے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا نے اگر نصرانی اپنے نصرانی غلام کو مدبر کرے بعد اس کے غلام مسلمان ہوجائے تو اس کو مولیٰ سے الگ کردیں گے۔

فائدہ: یعنی مولیٰ کی خدمت میں نہ رکھیں گے کیونکہ مسلمانوں کو کافر کی خدمت مناسب نہیں تو اسکو مولیٰ سے الگ کردیں گے۔ اور مولیٰ کی طرف سے بعوض خدمت کے اس غلام پر کچھ محصول مقرر کردیں گے کہ مولیٰ کو ادا کیا کرے گا مگر اس کو بیچیں گے نہیں جب تک مولیٰ کا حال نہ معلوم ہو۔

فائدہ: یعنی مولیٰ مسلمان ہو تو بدستور غلام اس کی خدمت میں آجائے گا یا مرجائے تو آزاد ہوجائے گا۔

بقیہ قول مالک: اگر نصرانی مولیٰ مقروض ہو کر مرے تو مدبر کو بیچ کر اس کا قرض ادا کریں گے مگر جب اس قدر مال ہو کہ قرض ادا ہو کر بچ رہے تو بعد قرض کے جس قدر بچے گا اس ثلث میں سے مدبر آزاد ہوجائے گا۔

باب جراح المدبر — مدبر کسی شخص کو زخمی کرے تو کیا کرنا چاہیے

۱۲۸۴۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَضَى فِي الْمُدَبَّرِ إِذَا جَرَحَ أَنَّ لِسَيِّدِهِ أَنْ يُسَلِّمَ مَا

يَمْلِكُ مِنْهُ إِلَى الْمَجْرُوحِ فَيَخْتَدِمُهُ الْمَجْرُوحُ وَيُقَاصُّهُ بِجِرَاحِهِ مِنْ دِيَةِ جَرْحِهِ فَإِنْ أَدَّى قَبْلَ أَنْ يَهْلِكَ سَيِّدُهُ رَجَعَ إِلَى سَيِّدِهِ۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے حکم کیا کہ جب مدبر کسی شخص کو زخمی کرے تو مولیٰ کو چاہیے کہ مدبر کو مجروح کے حوالے کرے وہ اس سے خدمت لے اپنے زخم کی دیت کے بدلے میں جب اس کی دیت ادا ہو جائے اور مولیٰ نہ مرا ہو تو پھر اپنے مولیٰ کے پاس چلا آئے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ مدبر اگر کسی شخص کو زخمی کرے پھر اس کا مولیٰ مر جائے اور سوائے اس کے اور کچھ مال نہ ہو تو ثلث مدبر آزاد ہو جائے گا پھر زخم کی دیت کے تین حصے کریں گے ایک حصہ تو مدبر کے اس ثلث پر ڈالا جائے گا جو آزاد ہو گیا اور دو حصے اُن دو ثلث پر واقع ہوں گے جو ورثہ کے ہاتھ میں ہیں اب ورثاء کو اختیار ہو گا اگر چاہیں تو ان دو ثلث کو بھی مدبر کے مجروح کے حوالہ کریں اگر چاہیں تو دیت کے دو ثلث ادا کریں اور مدبر کے دو ثلث رکھ چھوڑیں کیونکہ اس زخم کی دیت غلام کی جنایت کے سبب سے ہے اور سید پر دَین نہیں ہے تو غلام کے اس قصور سے سید نے جو کام کیا تھا آزادی یا تدبیر باطل نہ ہو گا۔ اگر مولیٰ اس صورت میں قرضدار بھی ہو تو مدبر میں سے موافق دیت کے اور قرضہ کے بیچ کے پہلے دیت کو ادا کریں گے پھر دَین کو ادا کریں گے پھر جو کچھ حصہ غلام کا بچ رہے گا اس کا ثلث آزاد ہو جائے گا اور دو ثلث اس کے وارثوں کو ملیں گے کیونکہ غلام کی جنایت کا تاوان مولیٰ کے قرض پر مقدم ہے اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص مر گیا او ایک غلام مدبر چھوڑ گیا جسکی قیمت ڈیڑھ سو دینار ہے اور اس غلام نے ایک شخص کو زخمی کیا تھا جس کے زخم کی دیت پچاس دینار ہے اور سید پر بھی پچاس دینار کا قرض ہے تو پہلے مدبر کی قیمت میں سے دیت کے پچاس دینار ادا کریں گے پھر قرض کے پچاس دینار ادا کریں گے اب جو کچھ بچ رہا اس کا ایک ثلث آزاد ہو جائے گا اور دو ثلث وارثوں کو ملیں گے تو دیت قرض سے مقدم ہے اور قرض تدبیر سے مقدم ہے اور جو وصیت ہے ثلث مال میں تو تدبیر جائز نہ ہو گی جب سید پر دَین ہو جو ہو بلکہ تدبیر ایک وصیت ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَا اَوْ دَيْنٍ﴾ اور دین مقدم ہے وصیت پر اجمالاً۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مدبر ثلث مال میں سے آزاد ہو سکتا ہے تو آزاد ہو جائے گا اور زخم کی دیت اس پر دین رہے گی اگرچہ یہ پوری دیت ہو بعد آزادی کے اس سے مواخذہ کیا جائے گا جب سید پر کچھ دین نہ ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جب مدبر کسی شخص کو زخمی کرے اور مولیٰ اس کو مجروح کے حوالے کر دے پھر مولیٰ قرضدار ہو کر مر جائے اور سوائے اس کے کچھ مال نہ چھوڑے پھر وارث یہ کہیں کہ ہم مدبر کو مجروح کے حوالے کرتے ہیں اور قرض خواہ یہ کہے کہ مدبر اگر مجھ کو ملے تو دیت سے زیادہ میں قیمت دیتا ہوں اس صورت میں وہ مدبر قرض خواہ کے حوالے کیا جائے گا اور جس قدر قرض خواہ نے دیت سے زیادہ دیا ہے اتنا قرضہ مولیٰ کے ذمے سے ساقط ہو گا اگر دیت سے زیادہ نہ دے تو قرض خواہ اس مدبر کو نہ لے سکے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر مدبر مالدار ہو اور کسی شخص کو زخمی کرے پھر مولیٰ دیت دینے سے انکار کرے تو جو شخص زخمی ہوا ہے وہ مدبر کا مال اپنی دیت میں لے گا اگر اس کی دیت اسی مال میں پوری ہو گئی تو مدبر اس کے مولیٰ کے حوالے کرے گا ورنہ جس قدر دیت باقی رہ گئی ہے

(١٢٨٤) مقطوع ضعيف :ابن ابى شيبة فى المصنف (٣٩٦/٥) رقم (٢٧٣١٩) ـ

اس قدر خدمت مدبر سے لے گا۔

باب جراح أم الولد اُم ولد کسی شخص کو زخمی کرے تو کیا کرنا چاہیے

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر اُم ولد کسی شخص کو زخمی کرے تو دیت اس کے مولیٰ کو دینا ہوگی مگر جس صورت میں دیت اُم ولد کی قیمت سے زیادہ ہو تو مولیٰ پر لازم نہیں کہ اس لونڈی یا غلام کو صاحب جنایت کے حوالے کرے اگر چہ دیت کتنی ہو اس لونڈی یا غلام کی قیمت سے زیادہ ہو اب یہاں پر اُم ولد کا مولیٰ یہ تو نہیں کر سکتا کہ اُم ولد صاحب جنایت کے حوالے کرے اس لیے کہ اُم ولد کی بیع یا ہبہ اور کسی طور سے نقل ملک درست نہیں بلکہ خلاف ہے سنت قدیمہ کے جب ایسا ہوا تو قیمت اُم ولد کی خود اُم ولد کے قائم مقام ہے اس سے زیادہ مولیٰ پر لازم نہیں یہ میں نے بہت اچھا سنا مولیٰ پر اُم ولد کی قیمت سے زیادہ جنایت میں دینا لازم نہیں۔

۱۲۸۵۔ عَنْ مَّالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَضٰى اَحَدُهُمَا فِي امْرَأَةٍ غَرَّتْ رَجُلًا بِنَفْسِهَا وَذَكَرَتْ اَنَّهَا حُرَّةٌ فَوَلَدَتْ لَهٗ اَوْلَادًا فَقَضٰى اَنْ يُّفْدِيَ وَلَدَهٗ بِمِثْلِهِمْ۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے حکم کیا جو عورت دھوکا دے کر کسی سے کہے میں آزاد ہوں پھر نکاح کرے اولاد پیدا ہو بعد اس کے وہ کسی کی لونڈی نکلے تو اپنی اولاد کی مثل غلام لونڈی دے کر اپنی اولاد کو چھڑا سکتا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ میرے نزدیک قیمت دینا بہتر ہے۔

فائدہ: یہ حدیث اکثر نسخوں میں نہیں ہے۔



(33) كتاب البيوع

کتاب خرید وفروخت کے احکام میں

باب ما جاء في بيع العربان — بیع عربان کے بیان میں

فائدہ: عربان کے معنی آگے آتے ہیں۔ نیز خریدار کو مشتری اور بیچنے والے کو بائع کہتے ہیں۔

۱۲۸۶۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْعُرْبَانِ ۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا عربان کی بیع سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **حسن** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک اس کے معنی یہ ہیں کہ آدمی ایک غلام یا لونڈی خریدے یا جانور کو کرایہ پر لے پھر بائع سے یا جانور والے سے کہہ دے کہ میں تجھے ایک دینار یا کم زیادہ دیتا ہوں اس شرط پر کہ اگر میں اس غلام یا لونڈی کو خرید لوں گا تو وہ دینار اس کی قیمت میں سے سمجھنا یا جانور پر سواری کروں گا تو کرایہ میں سے خیال کرنا ورنہ میں اگر غلام یا لونڈی تجھے پھیر دوں یا جانور پر سوار نہ ہوں تو دینار مفت تیرا مال ہو جائے گا اس کو واپس نہ لوں گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جو غلام تجارت کا فن خوب جانتا ہو زبان اچھی بولتا ہو اس کا بدلنا حبشی جاہل غلام سے درست ہے اسی طرح اور اسباب کا جو دوسرے اسباب کی مثل نہ ہو بلکہ اس سے زیادہ کھرا ہو اور ایک غلام کا دو غلاموں کے عوض میں یا کئی غلاموں کے بدلے میں درست ہے جب وہ دونوں چیزیں ایک دوسرے سے کھلا کھلا فرق رکھتی ہوں اور جو ایک دوسرے کے مشابہ ہوں تو دو چیزوں کا ایک کے بدلے میں لینا درست نہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ سوا کھانے کی چیزوں کے اور اسباب کا بیچنا قبضہ سے پہلے درست ہے مگر اور کسی کے ہاتھ نہ اسی بائع کے ہاتھ بشرطیکہ قیمت دے چکا ہو۔

فائدہ: مثلاً زید نے ایک غلام عمرو سے سو روپے کو خریدا اور روپے عمرو کو دے دیئے مگر غلام ابھی نہیں ملا اب زید اس غلام کو بکر کے ہاتھ بیچ ڈالے تو درست ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر کوئی شخص حاملہ لونڈی کو بیچے مگر اس کے حمل کو نہ بیچے تو درست نہیں کس واسطے کیا معلوم ہے کہ وہ حمل مرد ہے یا عورت خوبصورت ہے یا بدصورت پورا ہے یا لنڈورا زندہ ہے یا مردہ تو کس طور سے اس کی قیمت لونڈی کی قیمت میں سے وضع کرے گا۔

(۱۲۸۶) حسن : أبو داود (۳۵۰۲) كتاب البيوع : باب في العربان ' ابن ماجه (۲۱۹۲) بيهقي في السنن الكبرى (۳۴۲/۵) بغوی فی شرح السنة (۱۳۵/۸) ۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص یا ایک لونڈی ایک غلام سو دینار کو خریدے اور قیمت ادا کرنے کی ایک میعاد مقرر کرے (مثلاً ایک مہینے کے وعدے پر) پھر بائع شرمندہ ہو کر خریدار سے کہے کہ اس بیع کو فسخ کر ڈال اور دس دینار مجھ سے نقد یا اس قدر میعاد میں سے لے لے تو درست ہے اور اگر مشتری شرمندہ ہو کر بائع سے کہے کہ بیع فسخ کر ڈال اور دس دینار مجھ سے نقد لے لے یا اس میعاد کے بعد جو ٹھہری تھی تو درست نہیں کیونکہ یہ ایسا ہوا گویا بائع نے اپنی میعاد سے سو دینار کو ایک لونڈی اور دس دینار نقد یا میعادی پر بیع کیا تو سونے کی بیع سونے سے ہوئی میعاد پر اور یہ درست نہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص ایک لونڈی بیچے تیس دینار پر ایک مہینے کے وعدے پر پھر ساٹھ دینار کو چھ مہینے کے یا برس کے وعدے پر خرید لے تو درست نہیں کیونکہ اس صورت میں پہلے خریدار کو سو دینار مفت مل گئے چھ مہینے یا برس بھر کے بعد۔

باب مال المملوك اذا بيع جب غلام یا لونڈی بکے تو اس کا مال کس کو ملے

۱۲۸۷۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ بَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ فَمَالُهُ لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَهُ الْمُبْتَاعُ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص غلام کو بیچے اور اس کے پاس مال ہو تو وہ مال بائع کو ملے گا مگر جب خریدار شرط کر لے کہ وہ مال میں لوں گا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک اس پر اجماع ہے کہ خریدار اگر شرط کر لے گا اس مال کے لینے کی تو وہ مال اسی کو ملے گا نقد ہو یا کسی پر قرض ہو یا اسباب ہو معلوم ہو یا نہ معلوم ہو اگر چہ وہ مال اس زرِ ثمن سے زیادہ ہو جس کے عوض میں وہ غلام بکا ہے کیونکہ غلام کے مال میں مولیٰ پر زکوٰۃ نہیں ہے وہ غلام ہی کا سمجھا جائے گا اور اس غلام کی اگر کوئی لونڈی ہو گی تو مولیٰ کو اس سے وطی کرنا درست ہو جائے گا اور اگر یہ غلام آزاد ہو جاتا یا مکاتب تو اس کا مال اسی کو ملتا اگر مفلس ہو جاتا تو قرض خواہوں کو مل جاتا اس کے مولیٰ سے مواخذہ نہ ہوتا۔

باب العهدة في الرقيق غلام یا لونڈی کی بیع میں بائع سے کب تک مواخذہ ہو سکتا ہے

۱۲۸۸۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَنَّ أَبَانَ بْنَ عُثْمَانَ وَهِشَامَ بْنَ إِسْمَعِيلَ كَانَا يَذْكُرَانِ فِي خُطْبَتِهِمَا عُهْدَةَ الرَّقِيقِ فِي الْأَيَّامِ الثَّلَاثَةِ مِنْ حِينِ يُشْتَرَى الْعَبْدُ أَوِ الْوَلِيدَةُ

(١٢٨٧) موقوف صحيح: بخاری تعليقاً (بعد الحديث / ٢٣٧٩) أبو داود (٣٤٣٤) نسائی فی الكبری (٤٩٧٨، ٤٩٨٩) أبو داود (٣٤٣٣) ترمذی (١٢٤٤)۔

(١٢٨٨) مقطوع صحيح: ابن أبی شيبة (٣٠٦/٧) رقم (٣٦٣١٨) أبو داود (٣٥٠٦) ابن ماجه (٢٢٤٥) احمد (١٥٢/٤) (١٧٥٢٠) دارمی (٢٥٥١)۔

وَعُهْدَةَ السَّنَةِ۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہ ابان بن عثمان اور ہشام بن اسماعیل دونوں نے خطبے میں بیان کیا کہ غلام اور لونڈی کے عیب کی جواب دہی بائع پر تین روز تک ہے خریدنے کے وقت سے اور ایک جواب دہی سال بھر تک ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ غلام اور لونڈی کو جو عارضہ لاحق ہو تین دن کے اندر وہ بائع کی طرف سے سمجھا جائے گا اور مشتری کو اس کے پھیر دینے کا اختیار ہوگا اور اگر جنون یا جذام یا برص نکلے تو ایک برس کے اندر پھیر دینے کا اختیار ہوگا بعد ایک سال کے پھر بائع سب باتوں سے بری ہو جائے اس کو کسی عیب کی جواب دہی لازم نہ ہوگی اگر کسی نے وارثوں میں سے یا اور لوگوں میں سے ایک غلام یا لونڈی کو بیچا اس شرط سے کہ بائع عیب کی جواب دہی سے بری ہے تو پھر بائع پر جواب دہی لازم نہ ہوگی البتہ اگر جان بوجھ کر اس نے کوئی عیب چھپایا ہوگا تو جواب دہی اس پر لازم ہوگی اور مشتری کو پھیر دینے کا اختیار ہوگا۔ یہ جواب دہی خاص غلام یا لونڈی میں ہے اور چیزوں میں نہیں۔

باب العيب في الرقيق — غلام لونڈی میں عیب نکلنے کا بیان

۱۲۸۹۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ بَاعَ غُلَامًا لَهُ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ وَبَاعَهُ بِالْبَرَاءَةِ فَقَالَ الَّذِي ابْتَاعَهُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِالْغُلَامِ دَاءٌ لَمْ تُسَمِّهِ لِي فَاخْتَصَمَا إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَقَالَ الرَّجُلُ بَاعَنِي عَبْدًا وَبِهِ دَاءٌ لَمْ يُسَمِّهِ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بِعْتُهُ بِالْبَرَاءَةِ فَقَضَى عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنْ يَحْلِفَ لَهُ لَقَدْ بَاعَهُ الْعَبْدَ وَمَا بِهِ دَاءٌ يَعْلَمُهُ فَأَبَى عَبْدُ اللّٰهِ أَنْ يَحْلِفَ وَارْتَجَعَ الْعَبْدَ فَصَحَّ عِنْدَهُ فَبَاعَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بَعْدَ ذٰلِكَ بِأَلْفٍ وَخَمْسِ مِائَةِ دِرْهَمٍ۔

حضرت سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک غلام بیچا آٹھ سو درہم کو اور مشتری سے شرط کر لی کہ عیب کی جواب دہی سے میں بری ہوا۔ بعد اس کے مشتری نے کہا غلام کو ایک بیماری ہے تم نے مجھ سے اس کا بیان نہیں کیا تھا پھر دونوں میں جھگڑا ہوا اور گئے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس مشتری بولا کہ انہوں نے ایک غلام میرے ہاتھ بیچا اور اس کو ایک بیماری تھی انہوں نے بیان نہیں کیا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے شرط کر لی تھی عیب کی۔ جواب دہ میں نہ کروں گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حکم کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حلف کریں میں نے یہ غلام بیچا اور میرے علم میں اس کو کوئی بیماری نہ تھی۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے قسم کھانے سے انکار کیا تو وہ غلام پھرا یا عبداللہ کے پاس اور اس بیماری سے اچھا ہو گیا پھر عبداللہ نے اس کو ایک ہزار پانچ سو درہم کو بیچا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: یہ اللہ جل جلالہ کا فضل ہوا عبداللہ رضی اللہ عنہ پر کہ انہوں نے احتیاطاً سچی قسم کھانے سے بھی انکار کیا۔

(۱۲۸۹) **موقوف ضعیف**: عبدالرزاق (۱٤۷۲۲) ابن ابی شیبۃ (۲۱۰۹۳) بیهقی (۳۲۸/۵) رقم (۱۰۷۸۷)۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ مسئلہ اتفاقی ہے کہ جو شخص خرید کرے ایک لونڈی کو پھر وہ حاملہ ہو جائے خریدار سے یا غلام خرید کر پھر اس کو آزاد کر دے یا کوئی اور امر ایسا کرے جس کے سبب سے اس غلام یا لونڈی کا پھیرنا نہ ہو سکے بعد اس کے وہ گواہی دیں کہ اس غلام یا لونڈی میں بائع کے پاس سے کوئی عیب تھا یا بائع خود اقرار کرے کہ میرے پاس کا یہ عیب ہے یا اور کسی صورت سے معلوم ہو جائے کہ عیب بائع کے پاس کا ہے تو اس غلام اور لونڈی کی خرید کے روز کے عیب سمیت قیمت لگا کر بے عیب کی بھی قیمت لگا دیں دونوں قیمتوں میں جس قدر فرق ہو اس قدر مشتری بائع سے پھیرے۔

فائدہ: مثلاً فرض کیجیے کہ وہ لونڈی پانچ سو درہم کو مشتری نے خریدی اب عیب سمیت اس کی قیمت لگائی گئی تو تین سو درہم ہوئے اور بے عیب کے چار سو درہم ہوئے تو سو درہم مشتری بائع سے پھیر لے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے ایک غلام خریدا پھر اس میں ایسا عیب پایا جس کی وجہ سے وہ غلام بائع کو پھیر سکتا ہے مگر مشتری کے پاس جب وہ غلام آیا اس میں دوسرا عیب ہو گیا مثلاً اس کا کوئی عضو کٹ گیا یا کانا ہو گیا تو مشتری کو اختیار ہے چاہے اس غلام کو رکھ لے اور بائع سے عیب کا نقصان لے لے چاہے غلام کو واپس کر دے اور عیب کا تاوان دے اگر وہ غلام مشتری کے پاس مر گیا تو عیب سمیت قیمت لگا دیں گے خرید کے روز کی مثلاً جس دن خریدا تھا اس روز عیب سمیت اس غلام کی قیمت اسی دینار تھی اور بے عیب سو دینار تو مشتری بیس دینار بائع سے مجرا لے گا مگر قیمت اس کی لگائی جائے گی جس دن خریدا تھا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ اگر ایک شخص نے لونڈی خریدی پھر عیب کی وجہ سے واپس کر دیا مگر اس سے جماع کر چکا تھا تو اگر وہ لونڈی بکر تھی تو جس قدر اس کی قیمت میں نقصان ہو گیا مشتری کو دینا ہو گا اور اگر ثیبہ تھی تو مشتری کو کچھ دینا نہ ہو گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک اس پر اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص غلام یا لونڈی یا اور کوئی جانور بیچے یہ شرط لگا کر کہ اگر کوئی عیب نکلے گا تو میں بری ہوں یا بائع عیب کی جواب دہی سے بری ہو جائے گا مگر جب جان بوجھ کر کوئی عیب اس میں ہو اور وہ اس کو چھپائے اگر ایسا کرے گا تو یہ شرط مفید نہ ہو گی اور وہ چیز بائع کو واپس کی جائے گی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر ایک لونڈی کو دو لونڈیوں کے بدلے میں بیچا پھر اُن دو لونڈیوں میں سے ایک لونڈی میں کچھ عیب نکلا جس کی وجہ سے وہ پھر سکتی ہے تو پہلے اس لونڈی کی قیمت لگائی جائے گی جس کے بدلے میں یہ دونوں لونڈیاں آئی ہیں پھر ان دونوں لونڈیوں کی بے عیب سمجھ کر قیمت لگا دیں گے پھر اس لونڈی کے زرِ ثمن کو ان دونوں لونڈیوں کی قیمت پر تقسیم کریں گے ہر ایک کا حصہ جدا ہو گا بے عیب لونڈی کا اس کے موافق اور عیب دار کا اس کے موافق پھر عیب دار لونڈی اس حصہ ثمن کے بدلے میں واپس کی جائے گی قلیل ہو یا کثیر مگر قیمت دو لونڈیوں کی اسی روز کی لگائی جائے گی جس دن وہ لونڈیاں مشتری کے قبضے میں آئی ہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر ایک شخص نے ایک غلام خریدا اور اُسے مزدوری کرائی اور مزدوری کے دام حاصل کیے قلیل ہوں یا کثیر بعد اس کے اس غلام میں ایسا عیب نکلا جس کی وجہ سے وہ غلام پھیر سکتا ہے تو وہ اس غلام کو پھیر دے اور مزدوری کے پیسے رکھ لے اس کا واپس کرنا ضروری نہیں۔ ہمارے نزدیک جماعت علماء کا یہی مذہب ہے اس کی نظیر یہ ہے کہ اگر ایک شخص نے ایک غلام خریدا اور اس کے ہاتھ سے ایک گھر بنوایا جس کی بنوائی اس کی قیمت سے دو چند سہ چند ہے پھر عیب کی وجہ سے اسے واپس کر دیا تو غلام واپس ہو جائے گا اور بائع کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ مشتری سے گھر بنوانے کی مزدوری لے اسی طرح سے غلام کی کمائی بھی مشتری کی رہے گی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر ایک شخص نے کئی غلام ایک ہی دفعہ (یعنی ایک ہی عقد میں) خرید کیے اب ان میں سے ایک غلام چوری کا نکلا یا اس میں کچھ عیب نکلا تو اگر وہی غلام سب غلاموں میں عمدہ اور ممتاز ہوگا اور اسی کی وجہ سے باقی غلام خرید کیے گئے ہوں تو ساری بیع فسخ کی ہو جائے گی اور سب غلام پھر واپس دیئے جائیں گے۔ اگر ایسا نہ ہو تو صرف اس غلام کو پھیر دے گا اور زرِ ثمن میں سے بقدر اس کی قیمت کے حصہ لگا کر بائع سے واپس لے گا۔

باب ما يفعل بالوليدة اذا بيعت والشرط فيها — لونڈی کو شرط لگا کر بیچنے کا بیان

۱۲۹۰۔ عَنْ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ ابْتَاعَ جَارِيَةً مِنِ امْرَأَتِهِ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ وَاشْتَرَطَتْ عَلَيْهِ أَنَّكَ إِنْ بِعْتَهَا فَهِيَ لِي بِالثَّمَنِ الَّذِي تَبِيعُهَا بِهِ فَسَأَلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ عَنْ ذٰلِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَا تَقْرَبْهَا وَفِيهَا شَرْطٌ لِأَحَدٍ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک لونڈی خریدی اپنی بی بی زینب ثقفیہ سے ان کی بی بی نے اس شرط سے بیچی کہ جب تم نے اس لونڈی کو بیچنا ہو تو جتنے کو بیچنا منظور ہوا اسی داموں کو میرے ہاتھ بیچنا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس امر کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا انہوں نے کہا تو اس لونڈی سے صحبت مت کر جس میں کسی کی شرط لگی ہو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔

۱۲۹۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَا يَطَأُ الرَّجُلُ وَلِيدَةً إِلَّا وَلِيدَةً إِنْ شَاءَ بَاعَهَا وَإِنْ شَاءَ وَهَبَهَا وَإِنْ شَاءَ أَمْسَكَهَا وَإِنْ شَاءَ صَنَعَ بِهَا مَا شَاءَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے تھے آدمی کو اس لونڈی سے وطی کرنا درست ہے جس پر سب طرح کا اختیار ہو اگر چاہے اس کو بیچ ڈالے چاہے ہبہ کر دے چاہے رکھ چھوڑے جو چاہے سو کر سکے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص کسی لونڈی کو اس شرط پر خرید کرے کہ اس کو بیچوں گا نہیں یا ہبہ نہ کروں گا یا اس کی مثل اور کوئی شرط لگا دی تو اس لونڈی سے وطی کرنا درست نہیں کیونکہ جب اس کو اس لونڈی کے بیچنے یا ہبہ کرنے کا اختیار نہیں ہے تو اس کی مِلک پوری نہیں ہوئی اور جو لوازم تھے اس ملک کے وہ غیر کے اختیار میں رہے اور اس طرح کی بیع مکروہ ہے۔

باب النهى عن أن يطأ الرجل وليدة ولها زوج — خاوند والی لونڈی سے وطی کرنا منع ہے

(۱۲۹۰) ضعیف: عبد الرزاق (۱۴۲۹۱) سعید بن منصور (۲۲۵۱) بیہقی (۳۳۶/۵) رقم (۱۰۸۲۹)۔

(۱۲۹۱) صحیح: بیہقی (۳۳۶/۵) (۱۰۸۳۰) عبدالرزاق (۱۴۲۹۳)۔

۱۲۹۲۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرٍ أَهْدَى لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ جَارِيَةً وَلَهَا زَوْجٌ ابْتَاعَهَا بِالْبَصْرَةِ فَقَالَ عُثْمَانُ لَا أَقْرَبُهَا حَتَّى يُفَارِقَهَا زَوْجُهَا فَأَرْضَى ابْنُ عَامِرٍ زَوْجَهَا فَفَارَقَهَا۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عامر نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو ایک لونڈی ہدیہ دی مگر اس کا ایک خاوند تھا اور عبداللہ نے اس لونڈی کو بصرے میں خرید ا تھا تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس لونڈی سے وطی نہ کروں گا جب تک اس کا خاوند اس کو چھوڑ نہ دے عبداللہ نے اس خاوند کو راضی کر دیا تو اس نے چھوڑ دیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔

۱۲۹۳۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ ابْتَاعَ وَلِيدَةً فَوَجَدَهَا ذَاتَ زَوْجٍ فَرَدَّهَا۔

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک لونڈی خریدی بعد اس کے معلوم ہوا وہ خاوند رکھتی ہے تو اس کو واپس کر دیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: کیونکہ یہ عیب ہے۔

باب ما جاء في تمر المال يباع أصله — جب درخت بیچا جائے تو اس کے پھل اس میں شامل نہ ہوں گے

۱۲۹۴۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ أُبِّرَتْ فَثَمَرُهَا لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کھجور کا درخت تابیر کیا ہوا بیچے تو اس کے پھل بائع کے ہوں گے مگر جس صورت میں مشتری شرط کر لے کہ پھل میرے ہیں۔

فائدہ: تابیر کہتے ہیں نر کو مادہ سے پیوند لگانے کو۔ عرب لوگ ایک درخت کو نر فرض کرتے تھے اور دوسرے کو مادہ۔ مادہ کو چیر کر اس میں نر کا گابا شریک کر دیتے تھے اس تدبیر سے کھجوریں بہت نکلتیں۔ اور جو درخت تابیر کیا ہوا نہ ہو تو پھل مول لینے والے کے ہوں گے۔ جمہور علماء کے

(۱۲۹۲) موقوف ضعيف: عبدالرزاق (۱۳۱۷۸) ابن ابی شيبة (۱۸۲۶۲) بيهقی (۳۲۳/۵) رقم (۱۰۷۵۱)۔

(۱۲۹۳) موقوف صحيح: عبدالرزاق (۱۳۱۷۷) ابن ابی شيبة (۱۸۲۵۷) بيهقی (۳۲۳/۵) رقم (۱۰۷۴۹)۔

(۱۲۹٤) بخاری (۲۲۰٤) كتاب البيوع: باب من باع نخلا قد أبرت أو أرضا مزروعة، مسلم (۱۵٤۳) أبو داود (۳٤۳٤ م) ترمذی (۱۲٤٤) نسائی (٤٦۳۵) ابن ماجه (۲۲۱۰) احمد (٦۲/۲) (۵۳۰٦)۔

نزدیک۔ مگر امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دونوں صورتوں میں وہ پھل بائع کے ہوں گے مگر جب مشتری شرط کرے پھلوں کی۔

باب النهي عن بيع الثمار حتى يبدو صلاحها — جب تک پھلوں کی پختگی معلوم نہ ہو اس کے بیچنے کی ممانعت

۱۲۹۵۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُشْتَرِيَ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کے بیچنے سے یہاں تک کہ ان کی پختگی اور بہتری کا یقین ہو جائے منع کیا بائع کو اور مشتری کو۔

فائدہ: بائع کو بیع سے منع کیا اور مشتری کو خریدنے سے کیونکہ اگر پھل تلف ہو جائیں تو بائع غیر کا مال بلاعوض ہضم کرے گا اور مشتری اپنے مال کو مفت کھو دے گا۔

۱۲۹۶۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتَّى تُزْهِيَ فَقِيلَ لَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا تُزْهِيَ فَقَالَ حِينَ تَحْمَرُّ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَرَأَيْتَ إِذَا مَنَعَ اللّٰهُ الثَّمَرَةَ فَبِمَ يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ مَالَ أَخِيهِ))۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا پھلوں کے بیچنے سے یہاں تک کہ خوش رنگ ہو جائیں لوگوں نے کہا اس سے کیا مراد ہے یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سرخ یا زرد ہو جائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اگر اللہ ان پھلوں کو پکنے نہ دے تو کس چیز کے بدلے میں تم میں سے کوئی اپنے بھائی کا مال لے گا۔

۱۲۹۷۔ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتَّى تَنْجُوَ مِنَ الْعَاهَةِ۔

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمن سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا پھلوں کی بیع سے یہاں تک کہ آفت کا خوف جاتا رہا۔

(١٢٩٥) بخاری (٢١٩٤) كتاب البيوع : باب بيع الثمار قبل أن يبدو صلاحها ' مسلم (١٥٣٤) أبو داود (٣٣٦٧) ترمذی (١٢٢٦) نسائی (٤٥١٩) ابن ماجه (٢٢١٤) احمد (٧/٢) (٤٥٢٥)۔

(١٢٩٦) بخاری (٢١٩٨) كتاب البيوع : باب اذا باع الثمار قبل أن يبدو صلاحها ' مسلم (١٥٥٥) نسائی (٤٥٢٦) ابن ماجه (٢٢١٧) احمد (٢٢١/٣) (١٣٣٤٧)۔

(١٢٩٧) صحيح لغيره : احمد (١٠٥/٦ ـ ١٠٦) (٢٥٢٥١)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس حدیث کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ پھلوں کا بیچنا ان کی بہتری معلوم ہونے سے پہلے دھوکہ کی بیع ہے جس سے آنحضرت ﷺ نے منع کیا۔

۱۲۹۸۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُ كَانَ لَا يَبِيعُ ثِمَارَهُ حَتَّى تَطْلُعَ الثُّرَيَّا۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے پھلوں کو اس وقت بیچتے جب ثریا کے تارے نکل آتے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: جب ثریا کے تارے صبح کو طلوع کرتے ہیں تو میووں کے تلف کا خوف جاتا رہتا ہے اور فصل اچھی ہوتی ہے یہ مضمون حدیث میں وارد ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ خربوزہ اور ککڑی اور گاجر کا بیچنا درست ہے جب ان کی بہتری کا حال معلوم ہو جائے پھر جو کچھ اُگیں وہ فصل کے تمام ہوئے تک مشتری کے ہوں گے اس کا کوئی وقت مقرر نہیں ہر جگہ کے دستور اور رواج کے موافق حکم ہوگا اگر قبل اس وقت کے کسی آفت کے سبب نقصان ہو تہائی مال تک تو مشتری کو وہ نقصان مجرا دیا جائے گا اور تہائی سے کم اگر نقصان ہو تو مجرا نہ دیا جائے گا۔

باب ما جاء في بيع العرية — عریہ کے بیان میں

فائدہ: عریہ اس کو کہتے ہیں کہ ایک درخت یا دو درخت کسی محتاج کو دے پھر اس کے آنے سے باغ میں تکلیف ہو اور خشک میوہ دے کر درختوں کے میوہ کو لے لے۔

۱۲۹۹۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْخَصَ لِصَاحِبِ الْعَرِيَّةِ أَنْ يَبِيعَهَا بِخَرْصِهَا۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رخصت دی عریہ والے کو اپنا میوہ بیچنے کی اٹکل سے۔

فائدہ: یعنی درختوں کے میوے کا اندازہ کر کے اس قدر خشک میوے کے بدلے میں بیچنے کو درست رکھا۔

۱۳۰۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْخَصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ أَوْ فِي خَمْسَةِ أَوْسُقٍ يَشُكُّ دَاوُدُ قَالَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ أَوْ دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رخصت دی عریوں کے بیچنے کی اٹکل سے بشرطیکہ پانچ وسق

(۱۲۹۸) موقوف صحیح :عبدالرزاق (۸/۲٦ ـ ٦۳)؛ بیهقی (۳۰۱/۵ ـ ۳۰۲) رقم (۱۰٦۰۵)۔

(۱۲۹۹) بخاری (۲۱۸۸) کتاب البیوع : باب بیع المزابنة ' مسلم (۱۵۳۹) أبو داود (۳۳٦۲) ترمذی (۱۳۰۲) نسائی (٤۵۳۸) ابن ماجه (۲۲٦۹) احمد (۱۸٦/۵) رقم (۲۱۹٦۵)۔

(۱۳۰۰) بخاری (۲۳۸۲) کتاب المساقاة : باب الرجل یکون له ممر أو شرب فی حائط أو فی نخل ' مسلم (۱۵٤۱) أبو داود (۳۳٦٤) ترمذی (۱۳۰۱) نسائی (٤۵٤۱) احمد (۲۳۷/۲) رقم (۷۲۳۵)۔

سے کم ہو یا پانچ وسق کے اندر ہوں۔

فائدہ: وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ عریہ کا اندازہ درختوں پر کرلیا جائے گا اور آنحضرت ﷺ نے اس کو جائز رکھا یہ تولیہ یا اقالہ یا شرکت کے مثل ہے اگر یہ اور بیعوں کے مثل ہوتا تو کھانے کی چیزوں کا تولیہ یا اقالہ یا شرکت قبل قبضے کے نادرست ہے یہ بھی درست نہ ہوتا۔

فائدہ: تولیہ جس قیمت کو بیچنا اور اقالہ بیع کو فسخ کرنا۔

باب الجائحة في بيع الثمار والزروع پھلوں اور کھیتوں کی بیع میں آفت کا بیان

۱۳۰۱۔ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَهَا تَقُولُ ابْتَاعَ رَجُلٌ ثَمَرَ حَائِطٍ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَالَجَهُ وَقَامَ فِيهِ حَتَّى تَبَيَّنَ لَهُ النُّقْصَانُ فَسَأَلَ رَبَّ الْحَائِطِ أَنْ يَضَعَ لَهُ أَوْ أَنْ يُقِيلَهُ فَحَلَفَ أَنْ لَا يَفْعَلَ فَذَهَبَتْ أُمُّ الْمُشْتَرِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَأَلَّى أَنْ لَا يَفْعَلَ خَيْرًا فَسَمِعَ بِذَلِكَ رَبُّ الْحَائِطِ فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هُوَ لَهُ۔

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص نے باغ کے پھل خریدے اور اس کی درستی میں مصروف ہوا مگر ایسی آفت آئی جس سے نقصان معلوم ہوا تو باغ کے مالک سے کہا یا تو پھلوں کی قیمت کچھ کم کردو یا اس بیع کو فسخ کرڈالو اس نے قسم کھالی میں ہرگز نہ کروں گا تب خریدار کی ماں نے رسول اللہ ﷺ سے آن کر یہ سب قصہ بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا قسم کھالی اس نے کہ میں یہ بہتری کا کام نہ کروں گا جب مالک باغ کو یہ خبر پہنچی وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! جیسا خریدار کہے وہ مجھ کو منظور ہے۔

۱۳۰۲۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَضَى بِوَضْعِ الْجَائِحَةِ۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے حکم کیا مشتری کو نقصان دلانے کا جب کھیت یا میوے کو آفت پہنچے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک یہی حکم ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ اس آفت سے تہائی مال یا زیادہ کا نقصان ہوا ہو اگر اس سے کم نقصان ہوگا اس کا شمار نہیں۔

(۱۳۰۱) بخاری (۲۷۰۵) کتاب الصلح : باب هل يشير الامام بالصلح ، مسلم (۱۵۵۷) أحمد (۶۹/۶ ، ۱۰۰۵) رقم (۲۴۹۰۹ ، ۲۵۲۴۹) ۔

(۱۳۰۲) مسلم (۱۵۵۴) كتاب المساقاة : باب وضع الجوائح ؛ أبو داود (۳۳۷۴) نسائی (۴۵۲۹) احمد (۳۰۹/۳) رقم (۱۴۳۷۱) ۔

باب ما يجوز من إستثناء الثمر کچھ پھل یا میوے کا بیع یا بیع سے مستثنیٰ کرنے کا بیان

۱۳۰۳۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ كَانَ يَبِيعُ ثَمَرَ حَائِطِهِ وَيَسْتَثْنِي مِنْهُ۔

ربیعہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت قاسم بن محمد اپنے باغ کے میووں کو بیچتے پھر اس میں سے کچھ مستثنیٰ کر لیتے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۳۰۴۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ جَدَّهُ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ بَاعَ ثَمَرَ حَائِطٍ لَهُ يُقَالُ لَهُ الْأَفْرَقُ بِأَرْبَعَةِ آلَافِ دِرْهَمٍ وَاسْتَثْنَى مِنْهُ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ تَمْرًا۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہ اُن کے دادا محمد بن عمرو بن حزم نے اپنے باغ کا میوہ بیچا چار ہزار درہم کو اس میں سے آٹھ سو درہم کے کھجور مستثنیٰ کر لیے اس باغ کا نام افرق تھا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

۱۳۰۵۔ عَنْ أَبِي الرِّجَالِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَارِثَةَ أَنَّ أُمَّهُ عَمْرَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ كَانَتْ تَبِيعُ ثِمَارَهَا وَتَسْتَثْنِي مِنْهَا۔

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن اپنے پھلوں کو بیچتیں اور اس میں سے کچھ نکال لیتیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ جو آدمی اپنے باغ کا میوہ بیچے اس کو اختیار ہے کہ تہائی مال تک مستثنیٰ کرے اس سے زیادہ درست نہیں اور جو سارے باغ میں سے ایک درخت یا درخت کے پھل مستثنیٰ کرے اور ان کو معین کر دے تو بھی کچھ قباحت نہیں ہے کیونکہ گویا مالک نے سوائے اُن درختوں کے باقی کو بیچا اور ان کو نہ بیچا اس امر کا مالک کو اختیار ہے۔

باب ما يكره من بيع التمر جو بیع کھجوروں کی مکروہ ہے اس کا بیان

۱۳۰۶۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((التَّمْرُ بِالتَّمْرِ مِثْلًا بِمِثْلٍ)) فَقِيلَ لَهُ إِنَّ عَامِلَكَ عَلَى خَيْبَرَ يَأْخُذُ الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْعُوهُ لِي فَدُعِيَ لَهُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَأْخُذُ الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَا

(۱۳۰۳)مقطوع صحيح : ابن ابى شيبة (۳۸۰/٤) رقم (۲۱۱۹۹) ۔

(۱۳۰٤)مقطوع ضعيف : عبدالرزاق (۲٦۲/۸) رقم (۱۵۱۵۱) ابن ابى شيبة (۳۸۰/٤) رقم (۲۱۱۹۷) ۔

(۱۳۰٦)صحيح : لغيره : ابن أبى شيبة (٤۹۸/٤ ـ ٤۹۹) معرفة السنن والآثار (۳۰۷/٤) ۔

يَبِيعُونَنِي الْجَنِيبَ بِالْجَمْعِ صَاعًا بِصَاعٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيبًا ۔

حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کھجور کو کھجور کے بدلے میں برابر برابر بیچو ایک شخص بولا یا رسول اللہ! آپ ﷺ کا عامل خیبر پر ایک صاع کھجور لے کر دو صاع دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا بلاؤ اس کو وہ بلایا گیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا تو دو صاع کھجور دے کر ایک صاع لیتا ہے؟ وہ بولا یا رسول اللہ! ایک صاع بہتر کھجور اور ایک صاع بری کھجور کے بدلے میں نہیں آتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا پہلے بری کھجور کو روپوں کے بدلے میں بیچ کر پھر عمدہ کھجور کو خرید کر لے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **صحیح لغیرہ** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

۱۳۰۷۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلَى خَيْبَرَ فَجَائَهُ بِتَمْرٍ جَنِيبٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِالصَّاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيبًا ۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو عامل مقرر کیا خیبر پر وہ عمدہ کھجور لے کر آیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا سب کھجوریں خیبر کی ایسی ہی ہوتی ہیں وہ بولا نہیں یا رسول اللہ! ہم اس کھجور میں سے ایک صاع دو صاع کے بدلے میں یا دو صاع تین صاع کے بدلے میں خرید کیا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کر پہلے بُری کھجور کو روپوں کے بدلے میں بیچ کر پھر عمدہ کھجور روپے دے کر خرید لے۔

۱۳۰۸۔ عَنْ زَيْدٍ أَبِي عَيَّاشٍ أَنَّهُ سَأَلَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ عَنِ الْبَيْضَاءِ بِالسُّلْتِ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ أَيَّتُهُمَا أَفْضَلُ قَالَ الْبَيْضَاءُ فَنَهَاهُ عَنْ ذٰلِكَ وَقَالَ سَعْدٌ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ عَنِ اشْتِرَاءِ التَّمْرِ بِالرُّطَبِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَنْقُصُ الرُّطَبُ إِذَا يَبِسَ فَقَالُوا نَعَمْ فَنَهَى عَنْ ذٰلِكَ ۔

حضرت زید ابو عیاش سے روایت ہے انہوں نے پوچھا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کہ جو کو سلت (ایک غلہ کا نام ہے

(۱۳۰۷) بخاری (۲۲۰۱) کتاب البیوع : باب اذا أراد بیع تمر بتمر خیر منه ' مسلم (۱۵۹۳) نسائی (۴۵۵۳) أحمد (۴۵/۳) رقم (۱۱۴۳۲) دارمی (۱۵۷۷) ۔

(۱۳۰۸) صحیح : أبو داود (۳۳۵۹) کتاب البیوع : باب فی التمر بالتمر ' ترمذی (۱۲۲۵) نسائی (۴۵۴۵) ابن ماجه (۲۲۶۴) أحمد (۱۷۵/۱) رقم (۵۱۵) ابن حبان فی صحیحه (۳۷۲/۱۱) ۔

درمیان میں گیہوں اور جو کے غور اور حجاز میں پیدا ہوتا ہے) کے بدلے میں بیچ سکتے ہیں انہوں نے کہا دونوں میں کون سا اچھا ہے بولے جو تو منع کیا اس سے اور سعد رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے لوگوں سے پوچھا کہ خشک کھجور کو رطب (تر کھجور کے) بدلے میں بیچنا کیسا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا رطب جب سوکھ جاتا ہے تو وزن اس کا کم ہو جاتا ہے لوگوں نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے منع فرمایا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔ امام ابن خزیمہؒ، امام ابن حبانؒ، امام ابن الجارودؒ، امام بیہقیؒ، امام ابن عبدالبرؒ، امام بغویؒ، امام ذہبیؒ، حافظ ابن حجرؒ، امام ابن ملقنؒ اور علامہ البانیؒ نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: مالکؒ اور شافعیؒ اور احمدؒ اور محمد بن حسنؒ اور یعقوب بن ابراہیمؒ اکثر علماء کا عمل اسی پر ہے کہ رطب کی بیع تمر (خشک کھجور) کے ساتھ درست نہیں مگر ابوحنیفہؒ کے نزدیک برابر بیچنا درست ہے وہ کہتے ہیں یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ زید ابو عیاش اس کا راوی مجہول ہے مگر محدثین نے اس کو تسلیم نہیں کیا۔

باب ما جاء في المزابنة والمحاقلة — مزابنہ اور محاقلہ کا بیان

۱۳۰۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُزَابَنَةُ بَيْعُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا وَبَيْعُ الْكَرْمِ بِالزَّبِيبِ كَيْلًا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا مزابنہ سے۔ مزابنہ اس کو کہتے ہیں کہ درخت پر پھل کھجور یا انگور اندازہ کر کے خشک کھجور یا انگور کے بدلے میں فروخت کیے جائیں۔

۱۳۱۰۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةُ اشْتِرَاءُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ فِي رُءُوسِ النَّخْلِ وَالْمُحَاقَلَةُ كِرَاءُ الْأَرْضِ بِالْحِنْطَةِ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا مزابنہ اور محاقلہ سے۔ مزابنہ کے معنی اوپر بیان ہوئے اور محاقلہ اس کو کہتے ہیں کہ گیہوں کا کھیت بدلے میں خشک گیہوں کے بیچے۔

مسئلہ: سوا گیہوں کے اور جتنے اناج ہیں سب کا یہی حکم ہے محاقلہ کے مشہور معنی یہی ہیں جو ترجمے میں بیان ہوئے اور حدیث میں جو مالکؒ نے بیان کیے وہ یہ ہیں کرایہ دینا زمین کا بعوض گیہوں کے یعنی ایک شخص اپنی زمین کسی کو گیہوں بونے کو دے اور اس کا کرایہ کسی قدر گیہوں ٹھہرا لے جب اس میں اُگیں اس کو مخابرہ بھی کہتے ہیں۔

(١٣٠٩) بخاری (٢١٧١) كتاب البيوع : باب بيع الزبيب بالزبيب والطعام بالطعام، مسلم (١٥٤٢) أبو داود (٣٣٦١) نسائی (٤٥٣٤) ابن ماجه (٢٢٦٥) أحمد (٧/٢) رقم (٤٥٢٨) ترمذی (١٣٠٠)۔

(١٣١٠) بخاری (٢١٨٦) كتاب البيوع : باب بيع المزابنة، مسلم (١٥٤٦) نسائی (٣٨٨٥) ابن ماجه (٢٤٥٥) أحمد (٦/٣) رقم (١١٠٣٥) دارمی (٢٥٥٧)۔

۱۳۱۱۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةُ اشْتِرَاءُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ وَالْمُحَاقَلَةُ اشْتِرَاءُ الزَّرْعِ بِالْحِنْطَةِ وَاسْتِكْرَاءُ الْأَرْضِ بِالْحِنْطَةِ ۔

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا مزابنہ اور محاقلہ سے دونوں کے معنی اوپر گزرے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو چیز ڈھیر لگا کر بیچی جائے اور اس کا وزن اور کیل معلوم نہ ہو تو لی اور ناپی ہوئی چیز کے بدلے میں وہ مزابنہ میں داخل ہے (بشرطیکہ ایک جنس ہو) اگر ایک شخص دوسرے سے کہے کہ یہ جو تیرا ڈھیر پڑا ہے گیہوں یا کھجور یا چارہ یا گٹھلیوں یا گھاس یا کسم یا روئی یا کتان یا ریشم کا اس کو ناپ یا تول یا شمار اگر قدر سے کم نکلے تو میں تجھ کو مجرا دوں گا اور جو زیادہ نکلے تو میں لے لوں گا اس قسم کی بیع درست نہیں ہے بلکہ یہ جوئے کے مشابہ ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اسی طرح اگر کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ یہ کپڑا اتنی ٹوپیوں کو کافی ہے اگر کم پڑے تو میں دوں گا اور جو بڑھے میں لے لوں گا یا اس کپڑے میں اتنے کرتے بنیں گے اگر کم پڑے میں دے دوں گا اور جو زیادہ ہو لے لوں گا یا اس قدر کھالوں میں اتنی جوتیاں بنیں گی اگر کم پڑے میں دوں گا زیادہ ہو تو لے لوں گا یا اس قدر دانوں میں اتنا تیل نکلے گا اگر کم نکلے تو میں دوں گا زیادہ نکلے تو میرا ہے یہ سب مزابنہ میں داخل ہے جائز نہیں یا یوں کہے کہ تیرے اس ڈھیر کے بدلے میں پتوں یا گٹھلیوں یا روئی یا ترکاری یا کسم کے اس قدر پتے یا گٹھلیاں یا روئی یا ترکاری یا کسم تول ناپ کر دیتا ہوں ہر ایک کو اس کی جنس کے ساتھ بیچے تو بھی نادرست ہے۔

فائدہ: البتہ اگر ایک جنس کو دوسری جنس کے ساتھ بیچے مثلاً گیہوں کے ڈھیر کو من بھر روئی کے یا من بھر چاول کے بدلے میں بیچے تو درست ہے۔

باب جامع بيع التمر پھلوں اور میووں کی بیع کے مختلف مسائل کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص کسی معین درختوں کے پھلوں کو خریدے یا ایک باغ کے میووں کو خریدے یا معین بکریوں کے دودھ کو خریدے تو کچھ قباحت نہیں ہے بشرطیکہ خریدار قیمت ادا کرتے ہی اپنا مال وصول کرنا شروع کر دے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی روپیہ دے کر ایک کپہ میں سے کسی قدر گھی مول لے اس میں کچھ قباحت نہیں ہے اگر کپہ قبل گھی لینے کے پھٹ جائے اور گھی بہہ جائے تو خریدار اپنے روپے پھیر لے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر خریدار سے یہ ٹھہرایا کہ جس قدر دودھ روز نکلا کرے یا جتنا میوہ روز اترا کرے وہ لیتا جائے تو درست ہے ہر روز لے لیا کرے اگر جتنا خریدا تھا اس قدر مال پورا نہ پہنچا تھا کہ دودھ موقوف ہو گیا یا میوہ تلف ہو گیا تو بائع جتنا باقی رہ گیا ہے اس کے دام خریدار کو پھیر دے گا خرید دوسرا کچھ اسباب بائع سے اس کے بدلے میں لے لے گا لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ بغیر لیے بائع کو چھوڑ دے ورنہ مکروہ ہوگا کیونکہ یہ بیع کالی کی ہے بعوض کالی کے اور منع کیا رسول اللہ ﷺ نے اس سے۔

فائدہ: دار قطنی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا کالی بیع سے بعوض کالی کے یعنی دین کے بیچنے سے

(۱۳۱۱) مسلم (۱۵۳۹) كتاب البيوع : باب النهي عن بيع الثمار قبل بدو صلاحها بغير شرط، نسائي (۳۸۹۳)۔

بعوض دَین کے صورت اس کی یوں ہے کہ ایک شخص کچھ کپڑا یا اسباب ایک مہینے کے وعدے پر خریدے جب مہینہ پورا ہوا اور روپے نہ ملیں تو اسی کپڑے کو دو مہینے کے وعدے پر بائع کے ہاتھ بیچ ڈالے پہلی قیمت سے کچھ زیادہ پر۔ گویا قرض کی بیع قرض کے بدلے میں ہوئی۔ مشتری پر جو بائع کا دَین آتا تھا اس کو بائع نے بیچ ڈالا اسی کے ہاتھ اپنے ذمے قرض کر کے اور بالفعل کوئی چیز نہ دی البتہ اگر اسی جلسے میں مشتری کے مبیع حوالہ کرے پھر مشتری مبیع بائع کو دے دے اور قیمت اس کی لے لے تو درست ہے۔

مسئلہ: سوال ہوا امام مالکؒ سے اگر کوئی باغ کی کھجور بیچے اور اس میں کئی قسمیں کھجور کی ہوں جیسے عجوہ اور کبیس اور عذق وغیرہ مگر مشتری یہ شرط لگالے کہ اس باغ میں سے کوئی ایک درخت یا کئی درخت میں چھانٹ دوں گا (یعنی بیع سے مستثنیٰ کر دوں گا) تو یہ درست نہیں کیونکہ اگر اس نے عجوہ کا درخت چھوڑ دیا جس میں پندرہ صاع کھجور تھی اور اس کے بدلے میں کبیس کا درخت لے لیا جس میں دس صاع کھجور تھی یا اس کے برعکس کیا تو گویا اس نے عجوہ کو کبیس کے بدلے میں کم وبیش فروخت کیا اور یہ ناجائز ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص تین ڈھیر کھجور کے لگائے ایک عجوہ کا جو پندرہ صاع ہے اور ایک کبیس کا جو دس صاع ہے اور ایک عذق کا جو بارہ صاع ہے پھر مشتری نے کھجور والے کو ایک دینار دے دیا اس شرط سے کہ ان تینوں ڈھیروں میں سے جو میں چاہوں لے لوں گا تو یہ جائز نہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا کہ ایک شخص مالک باغ سے رطب خرید لے اور ایک دینار اس کی پیشگی دے دے پھر چند روز میں رطب موقوف ہو جائیں۔ تو مالکؒ نے جواب دیا کہ حساب کیا جائے گا کس قدر دینار میں سے بائع کے ذمہ رہ گیا ہے اگر دو ثلث دینار کے رطب لے چکا ہے تو ایک ثلث باقی وصول کر لے اگر تین ربع دینار کے رطب لے چکا ہے تو ایک ربع وصول کرے۔ یا مشتری بائع کی رضامندی سے اور کوئی میوہ اس کے باغ میں سے لے لے مگر جب اور کوئی میوہ اس کے بدلے میں ٹھہرے تو چاہیے کہ فی الفور اس کو وصول کر لے اس میں دیر نہ کرے ورنہ کالی بالکالی ہو جائے گی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص اپنے اونٹ یا غلام کو جو درزی یا بڑھئی یا اور کوئی کام کرتا ہو کرایہ کو دے یا مکان کرایہ پر دے اور زر کرایہ پیشگی لے لے بعد اس کے اونٹ یا غلام مر جائے اور گھر گر جائے تو اونٹ والا اسی طرح غلام یا مکان والا حساب کر کے جس قدر اُجرت اس کے ذمہ پر باقی رہ گئی ہو واپس کر دے گا فرض کیجیے کہ اگر مستاجر نے اپنا نصف حق وصول کیا تھا تو نصف اُجرت اس کو واپس ملے گی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ان صورتوں میں سلف کرنا یعنی اجرت پیشگی دے دینا جب ہی درست ہے کہ اجرت دیتے ہی غلام یا اونٹ یا گھر پر قبضہ کرے یا رطب توڑنا شروع کر دے یہ نہیں کہ اس میں دیر کرے یا کوئی میعاد ٹھہرائے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ یہ سلف مکروہ ہے کہ کوئی شخص اونٹ کا کرایہ دے دے اور اونٹ والے سے یہ کہے کہ حج کے دنوں میں تیرے اونٹ پر سوار ہوں گا اور ابھی حج میں ایک عرصہ باقی ہو ایسا ہی غلام اور گھر میں کہے تو یہ صورت گویا اس طرح پر ہوئی کہ اگر وہ اونٹ یا غلام یا گھر اس وقت تک باقی رہے تو اسی کرایہ سے اس سے منفعت اٹھالے اور اگر وہ اونٹ یا غلام مر جائے اور گھر گر جائے تو اپنے کرایہ کے پیسے پھیر لے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر وہ شخص کرایہ دیتے ہی اونٹ یا غلام یا گھر پر قبضہ کر لیتا تو کراہت جاتی رہتی اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص غلام یا لونڈی خرید کر اپنے قبضے میں لائے اور قیمت ان کی ادا کرے بعد اس کے کسی عیب کی وجہ سے وہ غلام یا لونڈی واپس کی جائے تو مشتری اپنا زرِثمن بائع سے پھیر لے اور اس میں کچھ قباحت نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص کسی معین غلام یا اونٹ کو کرایہ پر لے اور قبضے کی ایک میعاد مقرر کر دے یعنی یہ کہہ دے کہ فلاں تاریخ سے میں اونٹ یا غلام کو اپنے قبضے و تصرف میں لوں گا تو یہ جائز نہیں کیونکہ نہ مستاجر نے قبضہ کیا اس اونٹ یا غلام پر نہ موجر نے ایسے دَین میں سلف کی جس کا دینا مستاجر پر واجب ہو۔

باب ما جاء فی بیع الفاکھة — میووں کی بیع کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے جو شخص کوئی میوہ تر یا خشک خریدے اس کو نہ بیچے یہاں تک کہ اس پر قبضہ کر لے اور میوے کو میوے کے بدلے میں اگر بیچے تو اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے اور جو میوہ ایسا ہے کہ سوکھا کر کھایا جاتا ہے اور رکھا جاتا ہے اس کو اگر میوے کے بدلے میں بیچے اور ایک جنس ہو تو اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے اور برابر بیچے کمی بیشی اس میں درست نہیں البتہ اگر جنس مختلف ہو تو کمی بیشی درست ہے مگر نقدا نقد بیچنا چاہیے اس میں میعاد لگانا درست نہیں اور جو میوہ سوکھایا نہیں جاتا بلکہ تر کھایا جاتا ہے جیسے خربوزہ ککڑی' ترنج' کیلا' گاجر' انار وغیرہ اس کو ایک دوسرے کے بدلے میں اگرچہ جنس ایک ہو کمی بیشی کے ساتھ بھی درست ہے جب اس میں میعاد نہ ہو نقدا نقد ہو۔

باب بیع الذھب بالورق عینا وتبرا — سونے اور چاندی کی بیع کا بیان مسکوک ہو یا غیر مسکوک

فائدہ: اگر سونے پر سکہ لگایا جائے جیسے اشرفی تو اس کو عین کہتے ہیں ورنہ تبر کہتے ہیں۔

۱۳۱۲۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّعْدَيْنِ أَنْ يَبِيعَا آنِيَةً مِنْ الْمَغَانِمِ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ فَبَاعَا كُلَّ ثَلَاثَةٍ بِأَرْبَعَةٍ عَيْنًا أَوْ كُلَّ أَرْبَعَةٍ بِثَلَاثَةٍ عَيْنًا فَقَالَ لَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَيْتُمَا فَرُدَّا۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حکم کیا رسول اللہ ﷺ نے دونوں سعد کو کہ جتنے برتن سونے اور چاندی کے مال غنیمت میں آئے ہیں ان کو بیچ ڈالو انہوں نے تین تین برتنوں کو چار چار نقد کے عوض بیچا یا چار چار کو تین تین نقد کے عوض میں بیچا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم دونوں نے سود کیا اس بیع کو رد کرو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو یعقوب بن شیبہ کی روایت میں صاف ان دونوں کا نام مذکور ہے۔

فائدہ: یعنی تین برتن دے کے چار چار برتنوں کے موافق وزن میں دینار لیے یا چار چار برتن دے کر تین تین برتنوں کے موافق وزن میں دینار لیے۔

۱۳۱۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((الدِّينَارُ بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا)) ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دینار کو ایک دینار کے بدلے میں بیچو اور ایک درہم کو ایک درہم کے بدلے میں نہ زیادہ کے بدلے میں۔

فائدہ: یعنی ایک دینار جب وزن میں دوسرے دینار کے برابر ہو تو بدلنا درست ہے کھوٹے کھرے کا اعتبار نہیں یہ نہیں ہوسکتا کہ کھرا دینار دے کر دو کھوٹے دینار لے اسی طرح درہم ہیں۔

۱۳۱۴۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ وَلَا تَبِيعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ وَلَا تَبِيعُوا مِنْهَا شَيْئًا غَائِبًا بِنَاجِزٍ)) ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت بیچو سونے کے بدلے میں سونا مگر برابر برابر نہ زیادہ کرو ایک دوسرے پر اور مت بیچو چاندی کو بدلے میں چاندی کے مگر برابر نہ زیادہ کرو ایک کو دوسرے پر اور نہ بیچو کچھ اس میں سے نقد وعدہ پر۔

فائدہ: یعنی جب سونا سونے کے بدلے میں اور چاندی چاندی کے بدلے میں بیچے تو کمی بیشی نہ کرے برابر برابر بیچے اور نقدا نقدا گر سونے کو چاندی کے بدلے میں بیچے تو کمی بیشی درست ہے مگر نقدا نقد چاہیے۔

۱۳۱۵۔ عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَجَاءَهُ صَائِغٌ فَقَالَ لَهُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنِّي أَصُوغُ الذَّهَبَ ثُمَّ أَبِيعُ الشَّيْءَ مِنْ ذَلِكَ بِأَكْثَرَ مِنْ وَزْنِهِ فَأَسْتَفْضِلُ مِنْ ذَلِكَ قَدْرَ عَمَلِ يَدِي فَنَهَاهُ عَبْدُ اللَّهِ عَنْ ذَلِكَ فَجَعَلَ الصَّائِغُ يُرَدِّدُ عَلَيْهِ الْمَسْأَلَةَ وَعَبْدُ اللَّهِ يَنْهَاهُ حَتَّى انْتَهَى إِلَى بَابِ الْمَسْجِدِ

(۱۳۱۳) مسلم (۱۵۸۸) كتاب المساقاة : باب الصرف وبيع الذهب بالورق نقدا، نسائی (۴۵۶۷) أحمد (۳۷۹/۲) رقم (۸۹۲۳)۔

(۱۳۱۴) بخاری (۲۱۷۷) كتاب البيوع : باب بيع الفضة بالفضة، مسلم (۱۵۸۴) ترمذی (۱۲۴۱) نسائی (۴۵۷۰) ابن ماجه (۲۲۵٦) أحمد (۷۳/۳) رقم (۱۱۷۲۳) ۔

(۱۳۱۵) صحيح : نسائی (۴۵٦۸) كتاب البيوع : باب بيع الدرهم بالدرهم، بيهقی (۲۷۹/۵) شرح السنة للبغوی (٦۳/۸) معرفة السنن والآثار (۲۹۲/۴) ۔

أَوْ إِلَى دَابَّةٍ يُرِيدُ أَنْ يَرْكَبَهَا ثُمَّ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الدِّينَارُ بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا هَذَا عَهْدُ نَبِيِّنَا إِلَيْنَا وَعَهْدُنَا إِلَيْكُمْ ۔

مجاہد سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا تھا اتنے میں ایک سنار آیا اور بولا اے ابوعبدالرحمٰن! میں سونے کا زیور بناتا ہوں پھر اس کے وزن سے زیادہ دینار لے کر اس کو بیچتا ہوں اور یہ زیادتی اپنی محنت کے عوض میں لیتا ہوں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو اس سے منع کیا پھر وہ سنار پوچھتا رہا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما منع کرتے رہے یہاں تک کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مسجد کے دروازے پر آئے یا اپنے جانور پر سوار ہونے کو آئے اس وقت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا دینار کو بدلے میں دینار کے لو اور درہم کو بدلے میں درہم کے بیچ اور زیادتی نہ لے یہی وصیت ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۳۱۶۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا تَبِيعُوا الدِّينَارَ بِالدِّينَارَيْنِ وَلَا الدِّرْهَمَ بِالدِّرْهَمَيْنِ)) ۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت بیچو ایک دینار کو دو دینار کے بدلے میں اور نہ ایک درہم کو دو درہم کے بدلے میں۔

۱۳۱۷۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ بَاعَ سِقَايَةً مِنْ ذَهَبٍ أَوْ وَرِقٍ بِأَكْثَرَ مِنْ وَزْنِهَا فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هَذَا إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ مَا أَرَى بِمِثْلِ هَذَا بَأْسًا فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ مُعَاوِيَةَ أَنَا أُخْبِرُهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُخْبِرُنِي عَنْ رَأْيِهِ لَا أُسَاكِنُكَ بِأَرْضٍ أَنْتَ بِهَا ثُمَّ قَدِمَ أَبُو الدَّرْدَاءِ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى مُعَاوِيَةَ أَنْ لَا تَبِيعَ ذَلِكَ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَزْنًا بِوَزْنٍ ۔

حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے ایک برتن پانی پینے کا سونے یا چاندی کا اس کے وزن سے زیادہ سونے یا چاندی کے بدلے میں بیچا تو ابودرداء رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے منع کرتے تھے مگر برابر برابر بیچنا درست رکھتے تھے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا میرے نزدیک کچھ قباحت نہیں ہے۔ ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا بھلا کون میرا عذر قبول کرے گا اگر میں معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس کا بدلہ دوں میں تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتا ہوں

(۱۳۱٦) مسلم (۱۵۸۵) کتاب المساقاۃ: باب الربا، بیہقی (۲۷۸/۵) رقم (۱۰۴۸۵) ۔

(۱۳۱۷) ضعیف: نسائی (۴۵۷۲) کتاب البیوع: باب بیع الذهب بالذهب، أحمد (۴۴۸/٦) رقم (۲۸۰۸۱) بیہقی (۲۸۰/۵) رقم (۱۰۴۹۴) معرفة السنن والآثار (۲۹۳/۴) ۔

اور وہ مجھ سے اپنی رائے بیان کرتے ہیں اب میں تمہارے ملک میں نہ رہوں گا۔ پھر ابودرداء رضی اللہ عنہ مدینہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اُن سے یہ قصہ بیان کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ پھر ایسی بیع نہ کریں مگر برابر تول کر۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: زیور یا برتن سونے کا اگر چہ اشرفیوں کے بدلے بیچا جائے تو کمی زیادتی ابوحنیفہؒ اور جمہور علماء کے نزدیک نادرست ہے اور شافعیؒ اور بعض علماء کے نزدیک اگر زیور یا برتن والا اپنی بنوائی کے بدلے میں کچھ سونا زیادہ لے تو درست ہے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان کا شاید یہی مذہب ہوگا اور یہی مذہب حافظ ابن قیمؒ کا ہے اور شوکانیؒ نے السیل الجرار میں ترجیح عدم جواز فضل کی لکھی ہے۔

فائدہ: معاویہ رضی اللہ عنہ اس زمانے میں حاکم تھے شام کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے ابودرداء رضی اللہ عنہ کو یہ امر ناگوار ہوا کہ حدیث کے مقابلہ میں انہوں نے اپنی رائے بیان کی سلف کے نزدیک یہ امر نہایت مذموم ہے۔

۱۳۱۸۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ وَلَا تَبِيعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ وَلَا تَبِيعُوا الْوَرِقَ بِالذَّهَبِ أَحَدُهُمَا غَائِبٌ وَالْآخَرُ نَاجِزٌ وَإِنِ اسْتَنْظَرَكَ إِلَى أَنْ يَلِجَ بَيْتَهُ فَلَا تُنْظِرْهُ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمُ الرَّمَاءَ وَالرَّمَاءُ هُوَ الرِّبَا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا مت بیچو سونے کو بدلے میں سونے کے مگر برابر برابر نہ زیادہ کرو ایک کو دوسرے پر اور نہ بیچو چاندی کو بدلے میں چاندی کے مگر برابر برابر نہ زیادہ کرو ایک کو دوسرے پر اور نہ بیچو چاندی کو بدلے میں سونے کے اس طرح پر کہ ایک نقد ہو اور دوسرا وعدے پر بلکہ تجھ سے اگر اتنی مہلت چاہے کہ اپنے گھر میں سے ہو کر آئے تو اتنی بھی اجازت مت دے میں خوف کرتا ہوں تمہارے اوپر سود کا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

۱۳۱۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ وَلَا تَبِيعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ وَلَا تَبِيعُوا شَيْئًا مِنْهَا غَائِبًا بِنَاجِزٍ وَإِنِ اسْتَنْظَرَكَ إِلَى أَنْ يَلِجَ بَيْتَهُ فَلَا تُنْظِرْهُ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمُ الرَّمَاءَ وَالرَّمَاءُ هُوَ الرِّبَا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا مت بیچو سونے کو بدلے سونے کے مگر برابر برابر نہ زیادہ کرو ایک کو دوسرے پر اور نہ

(۱۳۱۸) **موقوف صحیح**: عبدالرزاق (۱۲۱/۸) رقم (۱۴۵۶۲) بیہقی (۲۷۹/۵، ۲۸۴) رقم (۱۰۴۹۰) الشافعی فی المسند (۳۲۷/۲) طبری فی تهذیب الآثار (۷۳۵/۲)۔

(۱۳۱۹) **موقوف صحیح**: أیضاً۔

بیچو چاندی کو بدلے چاندی کے مگر برابر برابر نہ زیادہ کروایک کو دوسرے پر اور نہ بیچو چاندی کو بدلے میں سونے کے اس طرح پر کہ ایک نقد ہو دوسرا وعدہ پر بلکہ تجھ سے اگر اتنی مہلت چاہے کہ اپنے گھر میں سے ہو کر آئے تو اتنی بھی اجازت مت دے میں خوف کرتا ہوں تمہارے اوپر سود کا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

۱۳۲۰۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الدِّينَارُ بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ وَالصَّاعُ بِالصَّاعِ وَلَا يُبَاعُ كَالِئٌ بِنَاجِزٍ۔

قاسم بن محمد بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دینار بدلے میں ایک دینار کے چاہیے ایک درہم بدلے میں ایک درہم کے اور ایک صاع بدلے میں ایک صاع کے اور نہ بیچا جائے نقد بدلے میں وعدے کے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔

۱۳۲۱۔ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ لَا رِبًا إِلَّا فِي ذَهَبٍ أَوْ فِي فِضَّةٍ أَوْ مَا يُكَالُ أَوْ يُوزَنُ بِمَا يُؤْكَلُ أَوْ يُشْرَبُ۔

حضرت سعید بن مسیب کہتے تھے نہیں ربا ہے مگر سونے میں یا چاندی میں یا جو چیز ناپ تول کر بکتی ہے کھانے پینے کی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۳۲۲۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ قَطْعُ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ مِنَ الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ۔

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت سعید بن مسیب کہتے تھے روپیہ اشرفی کا کاٹنا گویا ملک میں فساد کرنا ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: روپیہ اشرفی جس پر مسلمانوں کا سکہ ہو اس کا توڑنا بغیر ضرورت کے مکروہ ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر سونے کو چاندی کے بدلے میں یا چاندی کو سونے کے بدلے میں ڈھیر لگا کر خرید لے تو کچھ قباحت نہیں ہے جب وہ ڈلی ہوں یا زیور ہوں لیکن روپے اشرفی کا خریدنا بغیر گنے ہوئے جائز نہیں بلکہ اس میں دھوکا ہے اور مسلمانوں کے دستور کے خلاف ہے لیکن سونے چاندی کا ڈلا یا زیور جو تل کے بکتا ہے اس کو اٹکل سے خریدنا جیسے گیہوں یا کھجور وغیرہ کو خریدتے ہیں برا نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص کلام مجید یا تلوار یا انگوٹھی جس میں سونا یا چاندی لگا ہو روپے اشرفی کے بدلے میں خرید کرے تو دیکھیں

(١٣٢٠) موقوف ضعيف: عبدالرزاق (١٤٥٦٦، ١٤٥٦٧، ١٤٥٧٢، ١٤٥٧٥)۔

(١٣٢١) مقطوع صحيح: عبدالرزاق (١٤١٣٩) ابن ابی شيبة (٢٢٤٦٩) بيهقی (٢٨٦/٥) رقم (١٠٥٢١) دارقطنی (١٣/٣) (٢٨١٠)۔

(١٣٢٢) مقطوع صحيح: عبدالرزاق (١٤٥٩٤، ١٤٥٩٥)۔

گے اگر اُن چیزوں میں سونا لگا ہوا ہے اور اشرفیوں کے بدلے میں اس کو خرید کیا اور اس چیز کی قیمت دو ثلث سے کم نہیں ہے اور جس قدر سونا اس میں لگا ہوا ہے اس کی قیمت ایک ثلث سے زیادہ نہیں ہے تو درست ہے جب نقدا نقد ہو اسی طرح اگر چاندی لگی ہوئی ہے اور روپوں کے بدلے میں خرید کیا تب بھی یہی حکم ہے۔

فائدہ: اگر ثلث سے زیادہ اس میں سونا ہو تو سونے کے بدلے میں اس کا خریدنا یا ثلث سے زیادہ چاندی ہو تو چاندی کے بدلے میں خریدنا درست نہیں۔

باب ما جاء في الصرف — بیع صرف کے بیان میں

۱۳۲۳۔ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ النَّصْرِيِّ أَنَّهُ الْتَمَسَ صَرْفًا بِمِائَةِ دِينَارٍ قَالَ فَدَعَانِي طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ فَتَرَاوَضْنَا حَتَّى اصْطَرَفَ مِنِّي وَأَخَذَ الذَّهَبَ يُقَلِّبُهَا فِي يَدِهِ ثُمَّ قَالَ حَتَّى يَأْتِيَنِي خَازِنِي مِنَ الْغَابَةِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسْمَعُ فَقَالَ عُمَرُ وَاللَّهِ لَا تُفَارِقُهُ حَتَّى تَأْخُذَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذَّهَبُ بِالْوَرِقِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ۔

حضرت مالک بن اوس نے کہا مجھے حاجت ہوئی سو دینار کے درہم لینے کی تو مجھے بلایا طلحہ بن عبید اللہ نے۔ پھر ہم دونوں راضی ہوئے صرف کے اوپر اور انہوں نے دینار مجھ سے لے لیے اور ہاتھ سے الٹ پلٹ کرنے لگے اور کہا صبر کرو یہاں تک کہ میرا خزانچی غابہ آ جائے (غابہ ایک موضع ہے قریب مدینہ کے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کہا نہیں قسم خدا کی! مت چھوڑنا طلحہ کو بغیر روپے لیے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے سونے کا بیچنا چاندی کے بدلے میں ربا ہے مگر جب نقدا نقد ہو اور گیہوں بدلے گیہوں کے بیچنا ربا ہے مگر نقدا نقد اور کھجور بدلے کھجور کے بیچنا ربا ہے مگر نقدا نقد اور جو بدلے جو کے بیچنا ربا ہے مگر نقدا نقد اور نمک بدلے نمک کے بیچنا ربا ہے مگر نقدا نقد۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر کسی شخص نے روپے اشرفیوں کے بدلے میں لیے پھر اس میں ایک روپیہ کھوٹا نکلا اب اس کو پھیرنا چاہے تو سب اشرفیاں اپنی پھیر لے اور سب روپے اس کے واپس دے دے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا سونا بدلے میں چاندی کے ربا ہے مگر جب نقدا نقد ہو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تجھ سے اپنے گھر جانے کی مہلت مانگے تو مہلت نہ دے اگر ایک روپیہ اس کو پھیر دے گا اور اس سے جدا ہو جائے گا تو مثل دین کے یا میعاد کے ہو جائے گا اسی واسطے یہ مکروہ ہے خود اس بیع کو توڑ ڈالنا چاہیے کہ ایک طرف نقد ہو دوسری طرف وعدہ خواہ ایک جنس یا کئی جنس ہوں۔

(۱۳۲۳) بخاری (۲۱۷٤) کتاب البیوع : باب بیع الشعیر بالشعیر' مسلم (۱۵۸٦) أبو داود (۳۳٤۸) ترمذی (۱۲٤۳) نسائی (٤۵۵۸) ابن ماجه (۲۲٦۰) أحمد (۱/٤۵) رقم (۳۱٤) دارمی (۲۵۷۸)۔

فائدہ: یعنی سونے کو سونے کے بدلے میں یا چاندی کے بدلے میں بیچے یا گیہوں کو گیہوں کے بدلے میں یا چاول کے بدلے میں بیچے ہر صورت میں یہ ضروری ہے کہ نقدا لنقد ہو ایک طرف نقد اور دوسری طرف وعدہ نہ ہو۔

باب ما جاء في المراطلة — مراطلہ کا بیان

فائدہ: مراطلہ کہتے ہیں سونے کو سونے کے بدلے میں اور چاندی کو چاندی کے بدلے میں تول کر بیع کرنے کو۔

۱۳۲۴۔ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُسَيْطٍ اللَّيْثِيِّ أَنَّهُ رَأَى سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يُرَاطِلُ الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ فَيُفْرِغُ ذَهَبَهُ فِي كِفَّةِ الْمِيزَانِ وَيُفْرِغُ صَاحِبُهُ الَّذِي يُرَاطِلُهُ ذَهَبَهُ فِي كِفَّةِ الْمِيزَانِ الْأُخْرَى فَإِذَا اعْتَدَلَ لِسَانُ الْمِيزَانِ أَخَذَ وَأَعْطَى۔

حضرت یزید بن عبداللہ بن قسیط نے سعید بن مسیب کو دیکھا جب سونے کو سونے کے بدلے میں بیچتے تو اپنے سونے کو ایک پلہ میں رکھتے اور دوسرا شخص اپنے سونے کو دوسرے پلے میں رکھتا جب ترازو کا کانٹا برابر آ جاتا تو دوسرے کا سونا لے لیتے اور اپنا سونا دے دیتے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: بعض لوگوں نے احتیاطاً اتنا اور کہا ہے کہ جب ایک بار ترازو کا کانٹا برابر ہو جائے تو ایک پلڑے کا سونا دوسرے پلڑے میں بدل کر پھر تولے شاید ترازو میں دھڑا ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص سونے کو سونے کے بدلے میں تول کر بیچے تو کچھ قباحت نہیں اگرچہ ایک پلڑے میں گیارہ دینار چڑھیں اور دوسری طرف دس دینار جب نقدا لنقد ہوں اور وزن برابر ہو اگرچہ شمار میں کم زیادہ ہوں ایسا ہی دراہم کا حکم ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو سونے کو سونے کے بدلے میں تول کر بیچے یا چاندی کو چاندی کے بدلے میں اور ایک طرف کا سونا ایک مثقال زیادہ ہو اس کے بدلے میں دوسرا شخص چاندی یا اور کچھ دے کر وہ سونا لے لے تو یہ درست نہیں اس لیے کہ یہ ذریعہ ہے سود کا کیونکہ اگر علیحدہ اس قدر سونا ہوتا تو کبھی اتنی چاندی کے بدلے میں نہ دیتا یہاں صرف اس واسطے دیا کہ یہ بیع درست ہو جائے۔

فائدہ: عجوہ ایک عمدہ قسم کی کھجور ہے اور کبیس اس سے بھی عمدہ اور گراں ہوتی ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک شخص کھرا سونا رکھ کر ایک ڈلا کھوٹے سونے کا بھی اس کے ساتھ رکھ دے اور دوسرے شخص سے اس کے ہموزن متوسط سونا خریدے تو یہ جائز نہیں کیونکہ کھرے سونے والے نے کھوٹا سونا ملا کر اپنا نقصان دفع کیا اگر اس کا سونا عمدہ نہ ہوتا تو متوسط سونے والا اپنا سونا کاہے کو دیتا جب اس میں کھوٹا سونا ملا ہوا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے ایک شخص نے چاہا کہ تین صاع کھجور کے سوا دو صاع کبیس کھجور دے کر خریدے۔ جب اس سے کہا گیا یہ بیع جائز نہیں اس نے دو صاع کبیس کے اور ایک صاع خراب کھجور کے دے کر تین صاع عجوہ کے خریدے تو یہ جائز نہیں کیونکہ اگر الگ بیچتا تو کبھی ایک صاع عجوہ کے بدلے میں ایک صاع خراب کھجور نہ لیتا یہاں پر کبیس کی وجہ سے اس نے لے لیا۔ اس کی مثال یہ بھی ہے کہ ایک شخص نے تین صاع متوسط گیہوں کی اڑھائی صاع عمدہ گیہوں کے بدلے میں خریدنا چاہے

جب اس سے کہا گیا یہ درست نہیں تو اس نے عمدہ گیہوں کے دو صاع کے ساتھ ایک صاع جو ملا دیئے تا کہ متوسط تین صاع گیہوں کی بیع درست ہو جائے تو یہ جائز نہیں کیونکہ اگر الگ بیچتا تو کبھی ایک صاع جو کے بدلے میں ایک صاع متوسط گیہوں کے نہ دیتا۔ حاصل یہ ہے کہ سونا چاندی یا کھانے کی چیزیں جن کو برابر بیچنا چاہیے اگر ان میں ایک طرف کھرا مال ہو اور دوسری طرف متوسط تو یہ درست نہیں کھرے کیساتھ تھوڑا کھوٹا ملا دے تا کہ یہ بیع جائز ہو اور اپنے کھرے مال کی زیادتی کھوٹ ملانے کی وجہ سے رفع ہو جائے اور دوسرا شخص اس کھوٹ کو اس وجہ سے لے کر کھرا مال جو اس کے مال سے بہتر ہے اس کے ساتھ موجود ہے اگر وہ کھرا اس کے ساتھ نہ ہوتا تو کبھی یہ شخص اپنے متوسط مال کو اس کھوٹ کے بدلے نہ دیتا البتہ اگر کوئی شخص کھوٹے مال کو علیحدہ کر کے بیچے تو کچھ قباحت نہیں ہے۔

باب العينة وما يشبهها وبيع الطعام قبل أن يستوفى — بیع عینہ کا بیان اور کھانے کی چیزوں کو قبل قبضہ کے بیچنے کا بیان

فائدہ: بیع عینہ اس کو کہتے ہیں کہ آدمی کوئی شے بیچے اور قیمت کی ایک میعاد مقرر کرے پھر اسی شے کو مشتری سے کچھ قیمت میں کم کر کے خرید کرے اور قیمت نقد دے دے مثلاً زید ایک کپڑا دس روپے دو دو مہینے کے وعدے پر عمرو کے ہاتھ بیچے پھر وہی کپڑا عمرو سے آٹھ روپے کو خرید کر لے اور آٹھ روپے عمرو کو نقد دے دے اس سے فائدہ یہ ہے کہ عمرو کو روپیہ کی ضرورت تھی اس نے دو روپے کا نقصان گوارا کر کے آٹھ روپے نقد زید سے لیے اور دس روپے دو مہینے کے بعد دینا کیے۔ اگر صراحتاً اس طرح سے کرتا تو سود ہوتا اس واسطے بیع کا حیلہ کیا۔ بیع عینہ کو سود خوروں نے ایجاد کیا ہے اور سود لینے کے واسطے ایک حیلہ قرار دیا ہے۔ ابو حنیفہؒ اور مالکؒ اور احمدؒ کے نزدیک یہ بیع حرام ہے اور شافعیؒ کے نزدیک درست ہے۔

۱۳۲۵۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ)) ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص طعام خریدے پھر اس کو نہ بیچے جب تک اس پر قبضہ نہ کرے۔

فائدہ: یعنی جب غلہ خرید کرے تو پہلے ناپ تول کر اس پر قبضہ کر لے بعد اس کے اگر بیچنا منظور ہو تو بیچے۔

۱۳۲۶۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَقْبِضَهُ)) ۔

(۱۳۲۵) بخاری (۲۱۳۶) كتاب البيوع : باب بيع الطعام قبل أن يقبض وبيع ما ليس عندك ' مسلم (۱۵۲۶) أبو داود (۳۴۹۲) نسائی (۴۵۹۵) ابن ماجه (۲۲۲۶) احمد (۶۳/۲ ـ ۶۴) رقم (۵۳۰۹) ـ

(۱۳۲۶) بخاری (۲۱۳۳) كتاب البيوع : باب ما يذكر فى بيع الطعام والحكرة ' مسلم (۱۵۲۶) نسائی (۴۵۹۶) أحمد (۷۳/۲) رقم (۵۴۲۶) دارمی (۲۵۵۹) ـ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اناج خریدے پھر اس کو نہ بیچے جب تک اس پر قبضہ نہ کرے۔

۱۳۲۷۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ كُنَّا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبْتَاعُ الطَّعَامَ فَيَبْعَثُ عَلَيْنَا مَنْ يَأْمُرُنَا بِانْتِقَالِهِ مِنَ الْمَكَانِ الَّذِي ابْتَعْنَاهُ فِيهِ إِلَى مَكَانٍ سِوَاهُ قَبْلَ أَنْ نَبِيعَهُ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اناج خریدتے تھے پھر آپ ہمارے پاس ایک آدمی بھیجتے تھے وہ ہم کو حکم کرتا تھا کہ غلہ اس جگہ سے اٹھالے جائیں جہاں خریدا ہے قبل اس کے کہ ہم اس کو بیع کریں۔

۱۳۲۸۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ ابْتَاعَ طَعَامًا أَمَرَ بِهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِلنَّاسِ فَبَاعَ حَكِيمٌ الطَّعَامَ قَبْلَ أَنْ يَسْتَوْفِيَهُ فَبَلَغَ ذٰلِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ وَقَالَ لَا تَبِعْ طَعَامًا ابْتَعْتَهُ حَتّٰى تَسْتَوْفِيَهُ۔

نافع سے روایت ہے کہ حکیم بن حزام نے غلہ خریدا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو دلوایا تھا پھر حکیم بن حزام نے اس غلہ کو بیچ ڈالا قبضہ سے پہلے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر پہنچی آپ نے وہ غلہ حکیم بن حزام کو پھروا دیا اور کہا جس غلہ کو تو خریدے پھر اس کو مت بیچ جب تک اس پر قبضہ نہ کر لے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

۱۳۲۹۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ صُكُوكًا خَرَجَتْ لِلنَّاسِ فِي زَمَانِ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ مِنْ طَعَامِ الْجَارِ فَتَبَايَعَ النَّاسُ تِلْكَ الصُّكُوكَ بَيْنَهُمْ قَبْلَ أَنْ يَسْتَوْفُوهَا فَدَخَلَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَرَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَقَالَا أَتُحِلُّ بَيْعَ الرِّبَا يَا مَرْوَانُ فَقَالَ أَعُوذُ بِاللّٰهِ وَمَا ذَاكَ فَقَالَا هٰذِهِ الصُّكُوكُ تَبَايَعَهَا النَّاسُ ثُمَّ بَاعُوهَا قَبْلَ أَنْ يَسْتَوْفُوهَا فَبَعَثَ مَرْوَانُ الْحَرَسَ يَتْبَعُونَهَا يَنْزِعُونَهَا مِنْ أَيْدِي النَّاسِ وَيَرُدُّونَهَا إِلَى أَهْلِهَا۔

امام مالک رحمہ اللہ کو پہنچا کہ مروان بن حکم کے عہد حکومت میں لوگوں کو سندیں ملیں جار کے غلہ کی لوگوں نے ان سندوں کو بیچا ایک دوسرے کے ہاتھ قبل اس بات کے کہ غلہ اپنے قبضہ میں لائیں تو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ایک صحابی (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

(۱۳۲۷) بخاری (۲۱۲۳) كتاب البيوع : باب ما ذكر في الأسواق، مسلم (۱۵۲۷) أبو داود (۳۴۹۳) نسائی (۴٦۰۵) ابن ماجه (۲۲۲۹) احمد (۱۱۲/۲ - ۱۱۳) رقم (۵۹۲۴)۔

(۱۳۲۸) موقوف ضعيف : عبدالرزاق (۱۴۱۷۰) ابن ابی شيبة (۲۱۳۲۴) بيهقی (۳۱۵/۵) رقم (۱۰۲۹۴)۔

(۱۳۲۹) مسلم (۱۵۲۸) كتاب البيوع : باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، أحمد (۳۲۹/۲) رقم (۸۳۴۷) بيهقی (۳۱/٦) رقم (۱۱۱۵۵)۔

مروان کے پاس گئے اور کہا کیا تو ربا کو درست جانتا ہے اے مروان۔ مروان نے کہا معاذ اللہ کیا کہتے ہو انہوں نے کہا کہ یہ سندیں جن کو لوگوں نے خریدا پھر خرید کر دوبارہ بیچا قبل غلہ لینے کے۔ مروان نے چوکیداروں کو بھیجا کہ وہ سندیں لوگوں سے چھین کر سند والوں کے حوالے کردیں۔

فائدہ: جار ایک مقام کا نام ہے وہاں پر غلہ جمع ہو کر لوگوں کو تقسیم ہوتا تھا۔ مروان بن حکم مدینہ کا حاکم تھا معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان کی طرف سے۔ اس زمانے میں غلے لوگوں کے لیے سرکار کی طرف سے مقرر تھے جو سالانہ یا ششماہانہ تقسیم ہوا کرتا تھا ہر ایک شخص کے واسطے جتنا غلہ مقرر تھا حاکم کے دستخط سے اس کو سند مل جاتی تھی پھر اس کو اختیار تھا چاہے سند دکھا کر اپنا غلہ آپ لے لے یا وہ سند کسی کے ہاتھ بیچ ڈالے غرض جو شخص سند دکھاتا تھا اس کو غلہ مل جاتا تھا۔

فائدہ: جس کو سند ملی تھی اس نے بیچا تو اچھا کیا مگر جس شخص نے اس سند کو خریدا اب اس کو درست نہیں جب تک غلہ پر قبضہ نہ کرے پھر اس کو بیچے۔

۱۳۳۰۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا أَرَادَ أَنْ يَبْتَاعَ طَعَامًا مِنْ رَجُلٍ إِلَى أَجَلٍ فَذَهَبَ بِهِ الرَّجُلُ الَّذِي يُرِيدُ أَنْ يَبِيعَهُ الطَّعَامَ إِلَى السُّوقِ فَجَعَلَ يُرِيهِ الصُّبَرَ وَيَقُولُ لَهُ مِنْ أَيِّهَا تُحِبُّ أَنْ أَبْتَاعَ لَكَ فَقَالَ الْمُبْتَاعُ أَتَبِيعُنِي مَا لَيْسَ عِنْدَكَ فَأَتَيَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ فَذَكَرَا ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ لِلْمُبْتَاعِ لَا تَبْتَعْ مِنْهُ مَا لَيْسَ عِنْدَهُ وَقَالَ لِلْبَائِعِ لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ۔

امام مالکؒ کو پہنچا ایک شخص نے اناج خریدنا چاہا ایک شخص سے وعدے پر تو بائع مشتری کو بازار میں لے گیا اور اس کو بورے دکھا کر کہنے لگا کون سا غلہ میں تمہارے واسطے خرید کروں۔ مشتری نے کہا کیا تو میرے ہاتھ اس چیز کو بیچتا ہے جو خود تیرے پاس نہیں ہے۔ پھر بائع اور مشتری دونوں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور ان سے بیان کیا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مشتری سے کہا مت خریدو اس چیز کو جو بائع کے پاس نہیں ہے اور بائع سے کہا مت بیچ اس چیز کو جو تیرے پاس نہیں ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی بائع کے پاس غلہ موجود نہ تھا وہ بازار کا مال اس کے ہاتھ بیچنا چاہتا تھا۔

۱۳۳۱۔ عَنْ جَمِيلَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُؤَذِّنَ يَقُولُ لِسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ إِنِّي رَجُلٌ أَبْتَاعُ مِنَ الْأَرْزَاقِ الَّتِي تُعْطَى النَّاسُ بِالْجَارِ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ أُرِيدُ أَنْ أَبِيعَ الطَّعَامَ الْمَضْمُونَ عَلَيَّ إِلَى أَجَلٍ فَقَالَ لَهُ سَعِيدٌ أَتُرِيدُ أَنْ تُوَفِّيَهُمْ مِنْ تِلْكَ الْأَرْزَاقِ الَّتِي ابْتَعْتَ فَقَالَ نَعَمْ فَنَهَاهُ عَنْ ذَلِكَ۔

(۱۳۳۰) موقوف ضعیف :عبدالرزاق (۱٤۲۱٦)۔

حضرت جمیل بن عبدالرحمٰن نے سعید بن میسّب سے کہا میں ان غلوں کو جو سرکار کی طرف سے لوگوں کو مقرر ہیں جار میں خرید کرتا ہوں پھر میں چاہتا ہوں کہ غلہ کو میعاد لگا کر لوگوں کے ہاتھ بیچوں۔ سعید نے کہا تو چاہتا ہے ان لوگوں کو اسی غلہ میں سے ادا کرے جو تو نے خرید کیا ہے۔ جمیل نے کہا ہاں۔ سعید بن میسّب نے اس سے منع کیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے جو شخص اناج خرید کرے جیسے گیہوں، جو، جوار، باجرہ اور دالیں وغیرہ جن میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے یا روٹی کے ساتھ کھانے کی چیزیں جیسے زیتوں کا تیل یا گھی یا شہد یا سرکہ پنیر یا دودھ یا تل کا تیل اور جو اس کے مشابہ ہیں تو اُن میں سے کوئی چیز نہ بیچے جب تک ان پر قبضہ نہ کرلے۔

باب ما یکرہ من بیع الطعام الی أجل — اناج کو میعاد پر بیچنا جس طرح مکروہ ہے اس کا بیان

۱۳۳۲۔ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ يَنْهَيَانِ أَنْ يَبِيعَ الرَّجُلُ حِنْطَةً بِذَهَبٍ إِلَى أَجَلٍ ثُمَّ يَشْتَرِيَ بِالذَّهَبِ تَمْرًا قَبْلَ أَنْ يَقْبِضَ الذَّهَبَ ۔

حضرت سعید بن میسّب اور سلیمان بن یسار منع کرتے تھے اس بات سے کوئی شخص گیہوں کو سونے کے بدلے میں بیچے میعاد لگا کر پھر قبل سونا لینے کے اس کے بدلے میں کھجور لے لے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: جب تک ثمن پر قبضہ نہ کرلے اس کے بدلے میں دوسری شے لینا مکروہ ہے۔

۱۳۳۳۔ عَنْ كَثِيرِ بْنِ فَرْقَدٍ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا بَكْرِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنِ الرَّجُلِ يَبِيعُ الطَّعَامَ مِنَ الرَّجُلِ بِذَهَبٍ إِلَى أَجَلٍ ثُمَّ يَشْتَرِي بِالذَّهَبِ تَمْرًا قَبْلَ أَنْ يَقْبِضَ الذَّهَبَ فَكَرِهَ ذَلِكَ وَنَهَى عَنْهُ ۔

حضرت کثیر بن فرقد نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے پوچھا کوئی شخص اناج کو سونے کے بدلے میں میعاد لگا کر بیچے پھر قبل سونا لینے کے اس کے بدلے میں کھجور خرید لے انہوں نے کہا یہ مکروہ ہے اور منع کیا اس سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۳۳۴۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِمِثْلِ ذَلِكَ ۔

(۱۳۳۲) مقطوع صحيح : عبدالرزاق (١٤١٢٤، ١٤١٢٥) ۔

(۱۳۳۳) مقطوع صحيح : أيضاً ۔

(۱۳۳٤) مقطوع صحيح : أيضاً ۔

حضرت ابن شہاب سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ سعید بن مسیّب اور سلیمان بن یسار اور ابوبکر بن محمد اور ابن شہاب نے اس بات سے منع کیا ہے کہ کوئی آدمی گیہوں کو سونے کے بدلے میں بیچے پھر اس سونے کے بدلے کھجور خرید لے اسی شخص سے جس کے ہاتھوں گیہوں بیچے قبل اس بات کے کہ سونے پر قبضہ کرے۔ اگر اس سونے کے بدلے میں کسی اور شخص سے کھجور خرید کرے سوائے اس شخص کے جس کے ہاتھ گیہوں بیچے ہیں اور کھجور کی قیمت کا حوالہ کردے اس شخص پر جس کے ہاتھ گیہوں بیچے ہیں تو درست ہے۔ کہا مالکؒ نے میں نے بہت سے اہل علم سے اس مسئلہ کو پوچھا اُن سب نے کہا درست ہے۔

باب السلفة في الطعام — اناج میں سلف کرنے کا بیان

فائدہ: سلف اور سلم اس کو کہتے ہیں کہ مشتری بائع کو قیمت نقد دے دے اور مبیع کی ایک میعاد مقرر ہو جائے جیسے کسی سے دس روپے کے بدلے میں ایک پلہ گیہوں ٹھہرے دس روپے نقد اس کو دے دے اور گیہوں دینے کی میعاد ایک مہینہ مقرر ہو۔

۱۳۳۵۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ لَا بَأْسَ بِأَنْ يُسَلِّفَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِي الطَّعَامِ الْمَوْصُوفِ بِسِعْرٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى مَا لَمْ يَكُنْ فِي زَرْعٍ لَمْ يَبْدُ صَلَاحُهُ أَوْ تَمْرٍ لَمْ يَبْدُ صَلَاحُهُ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کچھ قباحت نہیں اگر ایک مرد دوسرے مرد سے سلف کرے اناج میں جب اس کا وصف بیان کردے نرخ مقرر کر کے میعاد معین پر جب وہ سلم کسی ایسے کھیت میں نہ ہو جس کی بہتری کا حال معلوم نہ ہو یا ایسی کھجور میں نہ ہو جس کی بہتری کا حال معلوم نہ ہو۔

فائدہ: کیونکہ ایسے کھیت یا کھجور میں سلف کرنے میں دھوکا ہے شاید اس کھیت کا غلہ خراب ہو جائے یا کھجور بگڑ جائے۔ اصل اس بات میں یہ حدیث ہے جو صحیحین میں ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص سلف کرے کسی چیز میں تو چاہیے کہ سلف کرے ایک ناپ معین اور ایک تول معین میں مدت معین تک۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے جو شخص سلف کرے اناج میں نرخ مقرر کر کے مدت معین پر تو جب مدت گزرے اور خریدار بائع کے پاس وہ اناج نہ پائے اور سلف کو فسخ کرے تو خریدار کو چاہیے اپنی چاندی یا سونا دیا ہوا یا قیمت دی ہوئی بعینہٖ پھیر لے یہ نہ کرے کہ اس کے بدلے میں دوسری شے بائع سے خرید کرلے جب تک اپنے ثمن پر قبضہ نہ کرلے کیونکہ اگر خریدار جو قیمت دی ہے اور اس کے سوا کچھ لے یا اس کے بدلے میں دوسرا اسباب خرید کرلے تو اس نے اناج کو قبل قبضہ کے بیچا اور رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع کیا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مشتری نے بائع سے کہا سلف کو فسخ کر ڈال اور ثمن واپس کرنے کے لیے میں تجھ کو مہلت دیتا ہوں تو یہ

(۱۳۳۵) بخاری (قبل الحدیث / ۲۲۵۳) کتاب السلم : باب السلم الی أجل معلوم' أبو داود (۳۴۶۷) عبدالرزاق (۱۴۰۶۱) ابن ابی شیبۃ (۲۰۴۷۴) بیهقی (۱۹/۶) ۔

جائز نہیں اور اہل علم اس کو منع کرتے ہیں کیونکہ جب میعاد گزر گئی اور اناج بائع کے ذمہ واجب ہوا اب مشتری نے اپنے حق وصول کرنے میں دیر کی اس شرط سے کہ بائع سلم کو فسخ کر ڈالے تو گویا مشتری نے اپنے اناج کو ایک مدت پر بیچا قبل قبضے کے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس کی مثال یہ ہے کہ جب مدت پوری ہوئی اور خریدار نے اناج لینا پسند نہ کیا تو اس اناج کے بدلے میں کچھ روپے ٹھہرا لیے ایک مدت پر تو یہ اقالہ نہیں ہے۔ اقالہ وہ ہے جس میں کمی بیشی بائع یا مشتری کی طرف سے نہ ہو اگر اس میں کمی بیشی ہوگی یا کوئی میعاد بڑھ جائے گی یا کچھ فائدہ مقرر ہوگا بائع کا یا مشتری کا تو وہ اقالہ بیع سمجھا جائے گا اور اقالہ اور شرکت اور تولیہ جب تک درست ہیں کہ کمی بیشی یا میعاد نہ ہو اگر یہ چیزیں ہوں گی تو وہ نئی بیع سمجھیں گے۔ جن وجوہ سے بیع درست ہوتی ہے یہ بھی درست ہوں گی اور جن وجوہ سے بیع نادرست ہوتی ہے یہ بھی نادرست ہوگی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص سلف میں عمدہ گیہوں ٹھہرائے پھر میعاد گزرنے کے بعد اس سے بہتر یا بُری لے لے تو کچھ قباحت نہیں بشرطیکہ وزن وہی ہو جو ٹھہرا ہو یہی حکم انگور اور کھجور میں ہے۔

فائدہ: تولیہ کہتے ہیں صرف لاگت پر بیچنے کو بغیر نفع کے۔

باب بيع الطعام بالطعام لا فضل بينهما — اناج جب اناج کے بدلے میں بکے تو اس میں کمی بیشی نہیں چاہیے

۱۳۳۶۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ قَالَ فَنِيَ عَلَفُ حِمَارِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ فَقَالَ لِغُلَامِهِ خُذْ مِنْ حِنْطَةِ أَهْلِكَ فَابْتَعْ بِهَا شَعِيرًا وَلَا تَأْخُذْ إِلَّا مِثْلَهُ۔

حضرت سلیمان بن یسار نے کہا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے گدھے کا چارہ تمام ہو گیا انہوں نے اپنے غلام سے کہا گھر میں سے گیہوں لے جا اور اس کے برابر جو تلوا لا زیادہ مت لیجیو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: امام مالکؒ کے نزدیک گیہوں اور جو ایک جنس ہے اور اکثر علماء کے نزدیک دو جنس ہیں ان میں کمی بیشی درست ہے۔

۱۳۳۷۔ عَنِ ابْنِ مُعَيْقِيبٍ الدَّوْسِيِّ مِثْلَ ذَلِكَ۔

حضرت ابن معیقیب دوسی سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔

۱۳۳۸۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ فَنِيَ عَلَفُ دَابَّتِهِ

(۱۳۳٦) موقوف ضعيف : عبدالرزاق (۳۳/۸) رقم (۱٤۱۸۸، ۱٤۱۹۰)۔
(۱۳۳۷) مقطوع ضعيف : أيضاً۔
(۱۳۳۸) مقطوع صحيح : أيضاً۔

فَقَالَ لِغُلَامِهِ خُذْ مِنْ حِنْطَةِ اَهْلِكَ طَعَامًا فَابْتَعْ بِهَا شَعِيْرًا وَّ لَا تَاْخُذْ اِلَّا مِثْلَهٗ ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن اسود کے جانور کا چارہ تمام ہو گیا انہوں نے اپنے غلام سے کہا گھر سے گیہوں لے جا اور اس کے برابر جو تلوا لا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ بیچا جائے گا گیہوں بدلے میں گیہوں کے اور کھجور بدلے کھجور کے اور گیہوں بدلے میں کھجور کے اور کھجور بدلے میں انگور کے مگر نقدا نقد کسی طرف میعاد نہ ہو اگر میعاد ہوگی تو حرام ہو جائے گا اسی طرح جتنی چیزیں روٹی کے ساتھ کھائی جاتی ہیں اگر ان میں سے ایک کو دوسرے کے ساتھ بدلے تو نقدا نقد لے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جتنی کھانے کی چیزیں ہیں یا روٹی کے ساتھ لگانے کی جب جنس ایک ہو تو ان میں کمی بیشی درست نہیں۔ مثلاً ایک مد گیہوں کو دو مد گیہوں کے بدلے میں یا ایک مُد کھجور کو دو مُد کھجور کے بدلے میں یا ایک مُد انگور کو دو مُد انگور کے بدلے میں نہ بیچیں گے اسی طرح جو چیزیں ان کے مشابہ ہیں کھانے کی یا روٹی کے ساتھ لگانے کی جب اُن کی جنس ایک ہو تو ان میں کمی بیشی درست نہیں اگر چہ نقدا نقد ہو جیسے کوئی چاندی کو چاندی کے بدلے میں اور سونے کو سونے کے بدلے میں بیچے تو کمی بیشی درست نہیں بلکہ ان سب چیزوں میں ضروری ہے کہ برابر ہوں اور نقدا نقد ہوں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جب جنس میں اختلاف ہو تو کمی بیشی درست ہے مگر نقدا نقد ہونا چاہیے جیسے کوئی ایک صاع کھجور کو دو صاع گیہوں کے بدلے میں یا ایک صاع کھجور کو دو صاع انگور کے بدلے یا ایک صاع گیہوں کو دو صاع گھی کے بدلے میں خریدے تو کچھ قباحت نہیں جب نقدا نقد ہوں میعاد نہ ہو اگر میعاد ہوگی درست نہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ یہ درست نہیں کہ ایک گیہوں کا بورا دے کر دوسرا گیہوں کا بورا اس کے بدلے میں لے یہ درست ہے کہ ایک گیہوں کا بورا دے کر کھجور کا بورا اس کے بدلے میں لے نقدا نقد کیونکہ کھجور کو گیہوں کے بدلے میں ڈھیر لگا کر اٹکل سے بیچنا درست ہے۔

فائدہ: اس لیے کہ کمی بیشی کا احتمال ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جتنی چیزیں کھانے کی یا روٹی کے ساتھ لگانے کی ہیں جب ان میں جنس مختلف ہو تو ایک دوسرے کے بدلے میں ڈھیر لگا کر بیچنا درست ہے جب نقدا نقد ہو اگر اس میں میعاد ہو تو درست نہیں جیسے کوئی چاندی سونے کے بدلے میں ان چیزوں کا ڈھیر لگا کر بیچے تو درست ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے گیہوں تول کر ایک ڈھیر بنایا اور وزن چھپا کر کسی کے ہاتھ بیچا تو یہ درست نہیں اگر مشتری یہ چاہے کہ وہ گیہوں بائع کو واپس کر دے اس وجہ سے کہ بائع نے دیدہ و دانستہ وزن کو اس سے چھپایا اور دھوکا دیا تو ہو سکتا ہے اسی طرح جو چیز بائع وزن چھپا کر بیچے تو مشتری کو اس کے پھیر دینے کا اختیار ہے اور ہمیشہ اہل علم اس بیع کو منع کرتے رہے۔

فائدہ: کیونکہ ڈھیر لگا کر بیچنا جب درست ہے کہ بائع اور مشتری دونوں میں سے کسی کو وزن اس کا معلوم نہ ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک روٹی کو دو روٹیوں سے بدلنا یا بڑی روٹی کو چھوٹی روٹی سے بدلنا اچھا نہیں البتہ اگر روٹی کو دوسری روٹی کے برابر سمجھے تو بدلنا درست ہے اگرچہ وزن نہ کرے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک مد زبد اور ایک مد لبن کو دو مد زبد کے بدلے میں لینا درست نہیں۔ کیونکہ اس نے اپنے زبد کی عمدگی لبن کے شریک کر کے برابر کر لی اگر علیحدہ لبن کو بیچتا تو کبھی ایک صاع لبن کے بدلے میں ایک صاع زبد نہ آتی۔ اس قسم کا مسئلہ اُوپر بیان ہو چکا۔

فائدہ: زُبد عمدہ قسم ہے لبن کی اور لبن اس سے کم ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر آٹے کو گیہوں کے بدلے میں برابر بیچے تو کچھ قباحت نہیں۔ اگر آدھا مد گیہوں اور آدھا مد آٹا ہو اس کو ایک مد گیہوں کے بدلے میں بیچے تو درست نہیں کیونکہ اس نے اپنے گیہوں کی عمدگی آٹا شریک کر کے برابر کر لی۔

باب جامع بيع الطعام — اناج بیچنے کے مختلف مسائل کا بیان

۱۳۳۹۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ إِنِّي رَجُلٌ أَبْتَاعُ الطَّعَامَ يَكُونُ مِنَ الصُّكُوكِ بِالْجَارِ فَرُبَّمَا ابْتَعْتُ مِنْهُ بِدِينَارٍ وَنِصْفِ دِرْهَمٍ فَأُعْطَى بِالنِّصْفِ طَعَامًا فَقَالَ سَعِيدٌ لَا وَلَكِنْ أَعْطِ أَنْتَ دِرْهَمًا وَخُذْ بَقِيَّتَهُ طَعَامًا ۔

سعید بن مسیب سے محمد بن عبداللہ بن مریم نے پوچھا میں غلہ خرید کرتا ہوں جار کا تو کبھی میں ایک دینار اور نصف درہم کو خرید کرتا ہوں کیا نصف درہم کے بدلے اناج دے دوں؟ سعید نے کہا نہیں بلکہ ایک درہم دے دے اور جس قدر باقی رہے اس کے بدلے میں بھی اناج لے لے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: کیونکہ اگر نصف درہم کے بدلے میں یہ شخص اناج دے تو اناج کی بیع اناج کے بدلے میں ہوتی ہے وعدے پر اور وہ جائز نہیں۔

۱۳۴۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سِيرِينَ كَانَ يَقُولُ لَا تَبِيعُوا الْحَبَّ فِي سُنْبُلِهِ حَتَّى يَبْيَضَّ ۔

حضرت محمد بن سیرین کہتے تھے مت بیچو دانوں کو بالی کے اندر جب تک پک نہ جائے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص اناج خریدے نرخ مقرر کر کے میعاد معین پر۔ جب میعاد پوری ہو تو جس کے ذمہ اناج واجب ہے وہ کہے میرے پاس اناج نہیں ہے جو اناج میرے ذمہ ہے وہ میرے ہی ہاتھ بیچ ڈال اتنی میعاد پر وہ شخص کہے یہ جائز نہیں۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے منع کیا ہے اناج بیچنے کو جب تک قبضے میں نہ آئے جس کے ذمہ پڑا اناج ہے وہ کہے اچھا تو کوئی اور اناج میرے ہاتھ بیچ ڈال میعاد پر تا کہ میں اسی اناج کو تیرے حوالے کر دوں۔ تو یہ درست نہیں کیونکہ وہ شخص اناج دے کر پھیر لے گا اور بائع مشتری کو جو قیمت دے گا وہ گویا مشتری کی ہوگی جو اس نے بائع کو دی اور یہ اناج درمیان میں حلال کرنے والا ہوگا تو گویا اناج کی بیع ہوئی قبل قبضے کے۔

(۱۳۴۰) مقطوع ضعیف: بیهقی (۳۰۴/۵) رقم (۱۰۶۱۷)۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ زید نے عمرو سے غلہ خریدا عمرو کا غلہ بکر کے اوپر آتا تھا تو عمرو نے زید سے کہا جس قدر غلہ تو نے مجھ سے خریدا ہے اسی قدر غلہ میرا بکر پر آتا ہے میں تیرا سامنا بکر سے کرادیتا ہوں تو اس سے لے لے تو اگر عمرو نے زید کے ہاتھ غلہ کو یوں ہی بیچا تھا تو یہ حوالہ درست نہیں کیونکہ اناج کی بیع قبل قبضے کے لازم آتی ہے۔ اگر عمرو نے زید سے سلم کی تھی اور میعاد گزرنے پر اس اناج کا حوالہ بکر پر کردیا تو درست ہے کیونکہ یہ بیع نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اناج کی بیع قبل قبضے کے ممنوع ہے مگر اہل علم نے اجماع کیا ہے کہ شرکت اور تولیہ اور اقالہ اناج وغیرہ میں درست ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ یہ اس واسطے کہ اہل علم نے ان چیزوں میں رواج اور دستور کا اعتبار رکھا ہے اور ان کو مثل بیع کے نہیں سمجھا۔ اس کی نظیر یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے ناقص کم وزن روپے دیئے پھر مسلم الیہ نے اس کو پورے وزن کے روپے ادا کردیئے تو یہ درست ہے مگر ناقص روپوں کی بیع پورے وزن کے روپوں کے بدلے میں درست نہیں اگر اس شخص نے سلم کرتے وقت ناقص کم وزن روپے دے کر پورے روپے لینے کی شرط کی تھی تو درست نہ ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس کی نظیر یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ سے منع کیا اور عرایا کی اجازت دی۔ وجہ یہ ہے کہ مزابنہ کا معاملہ تجارت اور ہوشیاری کے طور پر ہوتا ہے اور عرایا بطور احسان اور سلوک کے ہوتا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ یہ درست نہیں کہ رُبع یا ثلث درہم یا اور کسی کسر کے بدلے میں اناج خریدے اس شرط پر کہ اس رُبع یا ثلث یا کسر کے عوض میں اناج دے گا وعدے پر البتہ اس میں کچھ قباحت نہیں کہ رُبع یا ثلث درہم یا کسی کسر کے بدلے میں اناج خریدے وعدے پر جب وعدہ گزرے تو ایک درہم حوالے کردے اور باقی کے بدلے میں کوئی اور چیز خرید کرلے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس میں کچھ قباحت نہیں کسی کے پاس ایک درہم رکھوائے پھر ثلث یا ربع یا کسر کے بدلے میں کوئی چیز خرید لے جب کسرات کا نرخ معین ہو اگر نرخ معین نہ ہو اور وہ یہ کہے کہ ہر روز کے نرخ کے حساب سے میں لیا کروں گا تو درست نہیں کیونکہ اس میں دھوکا ہے کبھی نرخ بڑھ جاتا ہے کبھی گھٹ جاتا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس شخص نے اناج ڈھیر لگا کر بیچ ڈالا اور اس میں سے کچھ مستثنیٰ نہ کیا بعد اس کے پھر اس میں سے کچھ خریدنا چاہے تو اسی قدر خرید سکتا ہے جتنے کا استثنیٰ درست ہے یعنی ثلث تک یا ثلث سے کم اگر ثلث سے زیادہ ہوگا تو مزابنہ کی مانند مکروہ ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک اس حکم میں اختلاف نہیں۔

باب الحكرة والتربص — احتکار کے بیان میں

فائدہ: احتکار اس کو کہتے ہیں کہ غلہ خرید کر اس کو رکھ چھوڑے اور خلق خدا کے ہاتھ نہ بیچے۔ اس خیال سے کہ جب گراں یا قحط ہوگا تو بیچیں گے۔

۱۳۴۱۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَا حُكْرَةَ فِي سُوقِنَا لَا يَعْمِدُ رِجَالٌ بِأَيْدِيهِمْ فُضُولٌ مِنْ أَذْهَابٍ إِلَى رِزْقٍ مِنْ رِزْقِ اللّٰهِ نَزَلَ بِسَاحَتِنَا فَيَحْتَكِرُونَهُ عَلَيْنَا وَلٰكِنْ أَيُّمَا جَالِبٍ جَلَبَ عَلَى عَمُودِ

كَبِدِهِ فِي الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ فَذَلِكَ ضَيْفُ عُمَرَ فَلْيَبِعْ كَيْفَ شَاءَ اللّٰهُ وَلْيُمْسِكْ كَيْفَ شَاءَ اللّٰهُ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمارے بازار میں کوئی احتکار نہ کرے جن لوگوں کے ہاتھ میں حاجت سے زیادہ روپیہ ہے وہ کسی ایک غلہ کو جو ہمارے ملک میں آئے خرید کر احتکار نہ کریں اور جو شخص تکلیف اٹھا کر ہمارے ملک میں غلہ لائے گرمی یا جاڑے میں تو وہ مہمان ہے عمر کا۔ جس طرح اللہ کو منظور ہو بیچے اور جس طرح اللہ کو منظور ہو رکھ چھوڑے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس واسطے کہا کہ غلہ لانے والے خوش ہوں اور زیادہ غلہ لے کر آئیں تو ارزانی ہو۔ ابن ماجہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلہ لانے والا روزی دیا جائے گا اور روک رکھنے والا لعنت کیا جائے گا۔ اگر کوئی شخص غلہ کو روک رکھے اور خلق اللہ کو اس کی ضرورت ہو تو حاکم جبراً اس کا غلہ بکوادے۔

۱۳۴۲۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مَرَّ بِحَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ وَهُوَ يَبِيعُ زَبِيبًا لَهُ بِالسُّوقِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِمَّا أَنْ تَزِيدَ فِي السِّعْرِ وَإِمَّا أَنْ تُرْفَعَ مِنْ سُوقِنَا۔

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہو کر گزرے اور وہ انگور (منقیٰ) بیچ رہے تھے بازار میں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو تم نرخ بڑھا دو یا ہمارے بازار سے اُٹھ جاؤ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: تا کہ اور بازار والوں کو ضرر نہ ہو۔

۱۳۴۳۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَ يَنْهَى عَنِ الْحُكْرَةِ۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ منع کرتے تھے احتکار سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

باب ما يجوز من بيع الحيوان بعضه ببعض والسلف فيه — جانور کو جانور کے بدلے میں بیچنے کا بیان اور جانور میں سلف (اُدھار۔ قرض) کرنے کا بیان

۱۳۴۴۔ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ بَاعَ جَمَلًا لَهُ يُدْعَى عُصَيْفِيرًا بِعِشْرِينَ بَعِيرًا إِلَى أَجَلٍ۔

(١٣٤١) موقوف ضعيف: عبدالرزاق (١٤٩٠٠) بيهقي (٣٠/٦) رقم (١١١٥٢)۔

(١٣٤٢) موقوف صحيح: عبدالرزاق (١٤٩٠٥، ١٤٩٠٦) بيهقي (٢٩/٦) رقم (١١١٤٦)۔

(١٣٤٤) موقوف ضعيف: عبدالرزاق (١٤١٤٢) بيهقي في السنن الكبرى (٢٢/٦) رقم (١١٠٩٩) عبدالرزاق في المصنف (١٤١٤٣)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا اونٹ جس کا نام عصیفیر تھا بیس اونٹوں کے بدلے بیچا وعدے پر۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔

۱۳۴۵۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ اشْتَرَى رَاحِلَةً بِأَرْبَعَةِ أَبْعِرَةٍ مَضْمُونَةٍ عَلَيْهِ يُوفِيهَا صَاحِبَهَا بِالرَّبَذَةِ ۔

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک سانڈنی چار اونٹوں کے بدلے میں خریدی اور یہ ٹھہرایا کہ ان چار اونٹوں کو ربذہ میں بائع کو پہنچائیں گے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

۱۳۴۶۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ اثْنَيْنِ بِوَاحِدٍ إِلَى أَجَلٍ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِذَلِكَ ۔

امام مالک نے ابن شہاب سے پوچھا کہ ایک جانور کے بدلے میں دو جانور بیچنا میعاد پر بیچنا درست ہے انہوں نے کہا کچھ قباحت نہیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ ایک اونٹ کو دوسرے اونٹ سے بدلنے میں کچھ قباحت نہیں اسی طرح ایک اونٹ اور کچھ روپے دے کر دوسرا اونٹ لے لینے میں اگر چہ اونٹ کو نقد دے اور روپوں کو اُدھار رکھے اور روپے نقد دے اور اونٹ کو اُدھار رکھے یا دونوں کو اُدھار رکھے تو بہتر نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر دو تین اونٹ لادنے کے دے کر ایک اونٹ سواری کا خریدے تو کچھ قباحت نہیں اگر ایک نوع کے جانور جیسے اونٹ یا بیل آپس میں ایسا اختلاف رکھتے ہوں کہ اُن میں کھلم کھلا فرق ہو تو ایک جانور دے کر دو جانور خریدنا نقد یا اُدھار دونوں طرح سے درست ہے اگر ایک دوسرے کے مشابہ ہوں خواہ جنس ایک ہو یا مختلف تو ایک جانور دے کر دو جانور لینا وعدے پر درست نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس کی مثال یہ ہے کہ جو اونٹ یکساں ہوں اُن میں باہم فرق نہ ہو ذات میں اور بوجھ لادنے میں تو ایسے اونٹوں میں سے دو اونٹ دے کر ایک اونٹ لینا وعدے پر درست نہیں البتہ اس میں کچھ قباحت نہیں کہ اونٹ خرید کر قبل قبضہ کرنے کے دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالے جب کہ قیمت اس کی نقد لے لے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جانور میں سلف کرنا درست ہے جب میعاد معین ہو اور اس جانور کے اوصاف اور حلیے بیان کر دے اور قیمت دے دے تو بائع کو اسی طرح کے جانور دینے ہوں گے اور مشتری کو لینے ہوں گے ہمارے شہر کے لوگ ہمیشہ سے ایسا ہی کرتے رہے اور اسی کے قائل رہے۔

(۱۳۴۵) **موقوف صحیح**: بخاری تعلیقا (قبل الحدیث / ۲۲۲۸) کتاب البیوع: باب بیع العبید والحیوان بالحیوان نسیئة، بیهقی فی السنن الکبری (۲۲/۶) رقم (۱۱۱۰۰) الشافعی فی الام (۳۷/۳)۔

(۱۳۴۶) **مقطوع صحیح**: بیهقی فی السنن الکبری (۲۲/۶) رقم (۱۱۱۰۱)۔

فائدہ: شافعیؒ کا بھی یہی قول ہے کہ حیوان میں سلف درست ہے اس کی قسم اور سن اور نوع اور صفت بیان کر دی جائے مگر ابوحنیفہؒ اور اہل حدیث کے نزدیک جانور میں سلف درست نہیں۔ دارقطنی نے سنن میں اور حاکم نے مستدرک میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا سلم سے حیوان میں اور اس کو شوکانی نے السیل الجرار میں اختیار کیا ہے۔ اس دلیل سے کہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما میں لفظ "فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ" آیا ہے اور یہ حدیث صحیحین وغیرہما میں ہے اس سے یہ نکلا کہ جس چیز میں تفاوت عظیم ہو سکتا ہے جیسے حیوان اور موتی وغیرہ کہ مختلف القیمۃ ہوتے ہیں اور وزن ان کا معلوم نہیں اس میں سلم کرنا صحیح و درست نہیں ہے۔

باب مالا یجوز من بیع الحیوان جس طرح یا جس جانور کو بیچنا نادرست ہے

۱۳۴۷۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ وَكَانَ بَيْعًا يَتَبَايَعُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ الرَّجُلُ يَبْتَاعُ الْجَزُورَ إِلَى أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ ثُمَّ تُنْتَجَ الَّتِي فِي بَطْنِهَا ـ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا حبل الحبلہ کی بیع سے یہ بیع ایام جاہلیت میں مروج تھی آدمی اونٹ خریدتا تھا اس وعدے پر کہ جب اونٹنی کا بچہ ہوگا اور پھر بچے کا بچہ اس وقت میں دام لوں گا۔

فائدہ: تو یہ بیع بہ سبب جہالت میعاد کے فاسد ہے۔ شافعیؒ اور مالکؒ نے اس حدیث کے معنی یہی بیان کیے ہیں اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہی تفسیر منقول ہے اور احمدؒ اور اسحاقؒ اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک حبل الحبلہ کے یہ معنی ہیں ایک شخص کی اونٹنی حاملہ ہو وہ کسی سے کہے میں تیرے ہاتھ اس بچے کے بچہ کو بیچتا ہوں۔

۱۳۴۸۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ لَا رِبَا فِي الْحَيَوَانِ وَإِنَّمَا نُهِيَ مِنَ الْحَيَوَانِ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ الْمَضَامِينِ وَالْمَلَاقِيحِ وَحَبَلِ الْحَبَلَةِ وَالْمَضَامِينُ بَيْعُ مَا فِي بُطُونِ إِنَاثِ الْإِبِلِ وَالْمَلَاقِيحُ بَيْعُ مَا فِي ظُهُورِ الْجِمَالِ ـ

حضرت سعید بن مسیب نے کہا حیوان میں ربا نہیں ہے بلکہ حیوان میں تین بیعیں نادرست ہیں۔ ایک مضامین کی دوسرے ملاقیح کی تیسرے حبل الحبلہ کی۔ مضامین وہ جانور جو مادہ کے شکم میں ہیں۔ ملاقیح وہ جانور جو نر کے پشت میں ہیں۔ حبل الحبلہ کا بیان ابھی ہو چکا ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ معین جانور کی بیع جب وہ غائب ہو خواہ نزدیک ہو یا دور درست نہیں ہے۔ اگرچہ مشتری اس جانور کو دیکھ چکا ہو اور پسند کر چکا ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بائع مشتری سے دام لے کر نفع اٹھائے گا اور مشتری کو معلوم نہیں وہ جانور صحیح سالم جس طور سے اس نے

(۱۳۴۷) بخاری (۲۱۴۳) کتاب البیوع : باب بیع الغرر وحبل الحبلة، مسلم (۱۵۱۴) أبو داود (۳۳۸۰) ترمذی (۱۲۲۹) نسائی (۴۶۲۵) ابن ماجه (۲۱۹۷) أحمد (۶۳/۲) رقم (۵۳۰۷) ـ

(۱۳۴۸) مقطوع صحیح: عبدالرزاق (۲۰/۸ ـ ۲۱) رقم (۱۴۱۳۷) بیهقی فی السنن الکبری (۳۴۱/۵) ـ

دیکھا تھا ملے یا نہ ملے البتہ اگر غیر معین جانور کو اوصاف بیان کر کے بیچے تو کچھ قباحت نہیں۔

باب بيع الحيوان باللحم　　جانور کو گوشت کے بدلے میں بیچنا

۱۳۴۹۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِاللَّحْمِ۔

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا جانور کے بیچنے سے گوشت کے بدلے میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **حسن** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **حسن** کہا ہے۔

۱۳۵۰۔ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ مِنْ مَيْسِرِ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ بَيْعُ الْحَيَوَانِ بِاللَّحْمِ بِالشَّاةِ وَالشَّاتَيْنِ۔

حضرت سعید بن مسیب کہتے تھے یہ بھی جاہلیت کا جوا ہے گوشت کو ایک بکری یا دو بکریوں کے عوض میں بیچنا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: جاہلیت میں جانور کے گوشت کا اندازہ کر کے اس جانور کو گوشت کے بدلے میں بیچ ڈالتے تھے شرع میں اس کی ممانعت ہوئی کیونکہ معلوم نہیں اس جانور میں اتنا ہی گوشت نکلے گا یا کم یا زیادہ۔

۱۳۵۱۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ نُهِيَ عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِاللَّحْمِ قَالَ أَبُو الزِّنَادِ فَقُلْتُ لِسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا اشْتَرَى شَارِفًا بِعَشَرَةِ شِيَاهٍ فَقَالَ سَعِيدٌ إِنْ كَانَ اشْتَرَاهَا لِيَنْحَرَهَا فَلَا خَيْرَ فِي ذَلِكَ قَالَ أَبُو الزِّنَادِ وَكُلُّ مَنْ أَدْرَكْتُ مِنَ النَّاسِ يَنْهَوْنَ عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِاللَّحْمِ قَالَ أَبُو الزِّنَادِ وَكَانَ ذَلِكَ يُكْتَبُ فِي عُهُودِ الْعُمَّالِ فِي زَمَانِ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ وَهِشَامِ بْنِ إِسْمَعِيلَ يَنْهَوْنَ عَنْ ذَلِكَ۔

حضرت سعید بن مسیب کہتے تھے جانور کو گوشت کے بدلے میں بیچنا منع ہے۔ابوالزناد نے کہا میں نے سعید بن مسیب سے پوچھا اگر کوئی شخص دس بکریوں کے بدلے میں ایک اونٹ خرید کرے تو کیسا ہے؟ سعید نے کہا اگر ذبح کرنے کے لیے خرید کرے تو بہتر نہیں۔ابوالزناد نے کہا میں نے سب عالموں کو جانور کی بیع سے گوشت کے بدلے میں منع کرتے ہوئے پایا اور ابان بن عثمان اور ہشام بن اسماعیل کے زمانے میں عاملوں کے پروانوں میں اس کی ممانعت لکھی جاتی تھی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: کیونکہ جب ذبح کرنے کے لیے خرید کرے گا تو گوشت کی طرف خیال رکھے گا گویا گوشت کو جانور کے بدلے میں لیا۔

(۱۳۴۹) حسن لغيره: دارقطني (۷۰/۳) رقم (۳۰۳۸) بيهقي (۲۹۶/۵) رقم (۱۰۵۷۰)۔

(۱۳۵۰) مقطوع صحيح: بيهقي في السنن الكبرى (۲۹۷/۵) رقم (۱۰۵۷۵)۔

(۱۳۵۱) مقطوع صحيح: بيهقي في السنن الكبرى (۲۹۷/۵) رقم (۱۰۵۷۴)۔

باب بیع اللحم باللحم — گوشت کو گوشت کے بدلے میں بیچنے کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ گوشت اونٹ کا ہو یا بکری کا یا اور کسی جانور کا اس کا گوشت گوشت سے بدلنا درست نہیں مگر برابر تول کر نقدا نقدا گر اٹکل سے برابری کرے تو بھی کافی ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مچھلیوں کا گوشت اگر اونٹ یا گائے یا بکری کے گوشت کے بدلے میں بیچے کم وبیش تو بھی کچھ قباحت نہیں ہے مگر یہ ضروری ہے کہ نقدا نقد ہو میعاد نہ ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ پرندوں کا گوشت میرے نزدیک چرندوں اور مچھلیوں کے گوشت سے بڑا فرق رکھتا ہے اگر یہ کم وبیش بیچے جائیں تو کچھ قباحت نہیں ہے مگر یہ ضروری ہے کہ نقدا نقد ہو میعاد نہ ہو۔

باب ماجاء فی ثمن الکلب — کتے کی بیع کا بیان

۱۳۵۲۔ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ يَعْنِي بِمَهْرِ الْبَغِيِّ مَا تُعْطَاهُ الْمَرْأَةُ عَلَى الزِّنَا وَحُلْوَانُ الْكَاهِنِ رَشْوَتُهُ وَمَا يُعْطَى عَلَى أَنْ يَتَكَهَّنَ۔

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع کیا رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت لینے سے اور خرچی سے فاحشہ کی اور کمائی سے فال نکالنے والے کی۔

فائدہ: (کتا) خواہ شکاری ہو یا غیر شکاری ہو۔ احمدؒ و شافعیؒ اور مالک اور جمہور علماء کے نزدیک کتے کی بیع مطلقاً ممنوع ہے۔ مگر ابوحنیفہؒ کے نزدیک کتے کی بیع درست ہے خواہ شکاری ہو یا غیر شکاری کیونکہ نسائی اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ منع کیا آپ ﷺ نے کتے کی قیمت سے مگر شکاری کتے سے۔ اس دلیل میں دو نقص ہیں ایک تو یہ کہ استثناء ضعیف ہے باجماع محدثین کے دوسرے یہ کہ دعویٰ عام ہے اور دلیل خاص۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ میرے نزدیک ہر کتے کی قیمت مکروہ ہے خواہ شکاری ہو یا غیر شکاری ہو کیونکہ آنحضرت ﷺ نے مطلق کتے کی قیمت سے منع فرمایا۔

باب السلف وبیع العروض بعضها ببعض — بیع سلف کا بیان اور اسباب کو اسباب کے بدلے میں بیچنے کا بیان

(۱۳۵۲) بخاری (۲۲۳۷) کتاب البیوع: باب ثمن الکلب، مسلم (۱۵۶۷) أبو داود (۳۴۸۱) ترمذی (۱۲۷۶) نسائی (٤٦٦٦) ابن ماجه (۲۱۵۹) احمد (٤/۱۱۸ ـ ۱۱۹) رقم (۱۷۱۹۸) دارمی (۲۵٦۸)۔

۱۳۵۳۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعٍ وَسَلَفٍ ۔

امام مالکؒ کو پہنچا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا ہے بیع سے اور سلف سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **صحیح لغیرہ** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص کسی سے کہے میں تیرا اسباب اس شرط سے لیتا ہوں کہ وہ مجھ سے سلف کرے اس طرح تو یہ جائز نہیں اگر سلف کی شرط موقوف کردے تو بیع جائز ہوجائے گی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جن کپڑوں میں کھلم کھلا فرق ہے ان میں سے ایک کو دو یا تین کے بدلے میں بیع کرنا نقدا نقد یا میعاد پر ہر طرح سے درست ہے اور جب ایک کپڑا دوسرے کپڑے کے مشابہ ہو اگر نام جدا جدا ہوں تو کمی بیشی درست ہے مگر اُدھار درست نہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس کپڑے کو خریدا اس کا بیچنا قبل قبضے کے بائع کے سوا اور کسی کے ہاتھ درست ہے جب کہ اس کی قیمت نقد لے لے۔

باب السلف فی العروض — اسباب میں سلف کرنے کا بیان

۱۳۵۴۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَرَجُلٌ يَسْأَلُهُ عَنْ رَجُلٍ سَلَّفَ فِي سَبَائِبَ فَأَرَادَ بَيْعَهَا قَبْلَ أَنْ يَقْبِضَهَا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تِلْكَ الْوَرِقُ بِالْوَرِقِ وَكَرِهَ ذٰلِكَ ۔

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے پوچھا جو کوئی کپڑوں میں سلف کرے پھر قبل قبضے کے اُن کو بیچنا چاہے۔ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یہ چاندی کی بیع ہے چاندی کے بدلے میں اور اس کو مکروہ جانا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہماری دانست میں اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص ان کپڑوں کو اسی کے ہاتھ بیچنا چاہے جس سے خریدا ہے پہلی قیمت سے کچھ زیادہ پر کیونکہ اگر وہ کسی اور شخص سے ان کپڑوں کو بیچنا چاہے تو کچھ قباحت نہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے جو شخص سلف کرے غلام میں یا جانوروں میں یا کسی اور اسباب میں اور اس کے اوصاف بیان کردے ایک میعاد معین پر جب میعاد گزرے تو مشتری ان چیزوں کو اسی بائع کے ہاتھ پہلی قیمت سے زیادہ پر نہ بیچے جب تک کہ اُن چیزوں کو اپنے قبضے میں نہ لائے ورنہ ربا ہوجائے گا گویا بائع نے ایک مدت تک مشتری کے روپوں سے فائدہ اٹھایا پھر زیادہ دے کر اس کو پھیر دیا تو یہ عین ربا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص سلف کرے سونا چاندی دے کر کسی اسباب میں یا جانوروں میں اور اس کے اوصاف بیان کردے

(۱۳۵۳) **صحیح لغیرہ**: أبو داود (۳۵۰۴) كتاب البيوع : باب فی الرجل یبیع ما لیس عنده، ترمذی (۱۲۳۴) نسائی (٤٦١١) ابن ماجه (۲۱۸۸) احمد (۱۷۸/۲ ـ ۱۷۹) رقم (٦٦٧١) دارمی (۲٥٦٠) ۔

(۱۳۵٤/۱) **موقوف صحیح** : شافعی فی الأم (۲٤۳/۷) عبدالرزاق فی المصنف (٤٤/۸) رقم (١٤٢٣٤) ۔

ایک میعاد معین پر جب میعاد گزر جائے یا نہ گزرے تو مشتری ان اسباب یا جانور کو بائع کے ہاتھ کسی اور اسباب کے بدلے میں بیچ سکتا ہے مگر یہ ضروری ہے کہ اس اسباب کو نقد لے لے اس میں میعاد نہ ہو سوائے غلے کے کہ اس کا بیچنا قبل قبضے کے درست نہیں اور اگر مشتری اس اسباب کو سوائے بائع کے اور کسی کے ہاتھ بیچے تو سونے چاندی کے بدلے میں بھی بیچ سکتا ہے مگر یہ ضروری ہے کہ دام نقد لے میعاد نہ ہو ورنہ کالئی کی بیع کالئی کے بدلے میں ہو جائے گی یعنی دین کے بدلے میں دین۔ کہا مالکؒ نے جو شخص کسی اسباب میں جو کھانے پینے کا نہیں ہے سلف کرے ایک میعاد پر تو مشتری کو اختیار ہے کہ اس اسباب کو سوائے بائع کے اور کسی کے ہاتھ سونا یا چاندی یا اس باب کے بدلے میں فروخت کر ڈالے قبضے سے پیشتر مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ بائع کے ہاتھ ہی بیچے اگر ایسا کرے تو اسباب کے بدلے میں بیچ ڈالے تو کچھ قباحت نہیں مگر نقداً نقد بیچے۔ کہا مالکؒ نے جس نے روپے یا اشرفیاں دے کر سلف کی چار کپڑوں میں ایک میعاد پر اور ان کپڑوں کے اوصاف بیان کر دیئے۔ جب مدت گزری تو مشتری نے بائع پر ان چیزوں کا تقاضا کیا لیکن بائع کے پاس اس قسم کے کپڑے نہ نکلے بلکہ اس سے ہلکے اس وقت بائع نے کہا تو ان ہلکے کپڑوں میں سے آٹھ کپڑے لے لے تو مشتری کو لینا درست ہے مگر اسی وقت نقد لینا چاہیے دیر نہ کرے اگر ان آٹھ کپڑوں کی کوئی میعاد نہ کرے گا تو درست نہیں ہے اگر قبل میعاد گزرنے کے دوسرے کپڑے اسی قسم کے ٹھہرائے تو درست نہیں البتہ دوسری قسم کے کپڑوں سے بدلنا درست ہے۔

باب بيع النحاس والحديد وما أشبهها مما يوزن — تانبے اور لوہے اور جو چیزیں تُل کر بکتی ہیں اُن کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جو چیزیں تُل کر بکتی ہیں سوائے چاندی اور سونے کے جیسے تانبا اور پیتل اور رانگ اور سیسہ اور لوہا اور پتے اور گھاس اور روئی وغیرہ ان میں کمی بیشی درست ہے جب کہ نقداً نقد ہو مثلاً ایک رطل لوہے کو دو رطل لوہے کے بدلے میں یا ایک رطل پیتل کو دو رطل پیتل کے بدلے میں لینا درست ہے مگر جب جنس ایک ہو تو وعدے پر لینا درست نہیں۔ اگر جنس مختلف ہو اس طرح کہ کھلم کھلا فرق ہو (جیسے پیتل بدلے میں لوہے کے) تو وعدے پر لینا بھی درست ہے اگر کھلم کھلا فرق نہ ہو صرف نام کا فرق ہو جیسے قلعی اور سیسہ اور پیتل اور کانسی تو میعاد پر لینا مکروہ ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ان چیزوں کو قبضے سے پہلے بیچنا درست ہے سوائے بائع کے اور کسی کے ہاتھ نقد داموں پر جب ناپ تول کر لیا ہو اگر ڈھیر لگا کر لیا ہو تو نقد اور اُدھار دونوں طرح بیچنا درست ہے کیونکہ ڈھیر لگا کر خریدنے میں وہ چیز اسی وقت سے مشتری کی ضمان میں آ جاتی ہے اور ناپ تول کر خریدنے میں جب تک مشتری اس کو پھر ناپ تول نہ لے اور قبضہ نہ کر لے ضمان میں نہیں آتی۔ یہ حکم ان چیزوں کا میں نے اچھا سنا اور ہمارے نزدیک لوگوں کا عمل اسی پر رہا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے کہ جو چیزیں کھانے اور پینے کی نہیں ہیں اور ناپ تول پر بکتی ہیں جیسے کسم اور گٹھلیاں یا پتے وغیرہ ان میں کمی بیشی درست ہے اگرچہ جنس ایک ہو مگر اُدھار درست نہیں اگر جنس مختلف ہو تو اُدھار بھی درست ہے اور ان چیزوں کو قبل قبضے کے بھی بیچنا درست ہے سوائے بائع کے اور کسی کے ہاتھ جب قیمت نقد لے لے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جتنی چیزیں ایسی ہیں جو کام میں آتی ہیں جیسے ریتی اور چونا اگر اپنی جنس کے بدلے میں بیچی جائیں میعاد پر

برابر برابر ہوں یا کم وبیش ناجائز ہیں اگر نقد بیچی جائیں تو درست ہے اگر چہ کم وبیش ہوں۔

باب النهي عن بيعتين في بيعة ایک بیع میں دو بیع کرنے کی ممانعت

١٣٥٥۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ۔

امام مالکؒ کو پہنچا رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا دو بیعوں سے ایک بیع میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **صحیح لغیرہ** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: جیسے بائع مشتری سے کہے یہ کپڑا ایک دینار کا ہے اور یہ دو دینار کا اور مشتری کو دونوں میں سے ایک لینا پڑے بعضوں نے کہا اس کی مثال یہ ہے بائع مشتری سے کہے میں نے تیرے ہاتھ یہ کپڑا نقد دس روپے اور اُدھار پندرہ روپے کو بیچا۔

١٣٥٦۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَجُلٍ ابْتَعْ لِي هَذَا الْبَعِيرَ بِنَقْدٍ حَتَّى أَبْتَاعَهُ مِنْكَ إِلَى أَجَلٍ فَسُئِلَ عَنْ ذَلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَكَرِهَهُ وَنَهَى عَنْهُ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ ایک شخص نے دوسرے سے کہا تم میرے واسطے یہ اونٹ نقد خرید کر لو میں تم سے وعدے پر خرید کر لوں گا۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو بُرا جانا اور منع کیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

١٣٥٧۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ اشْتَرَى سِلْعَةً بِعَشَرَةِ دَنَانِيرَ نَقْدًا أَوْ بِخَمْسَةَ عَشَرَ دِينَارًا إِلَى أَجَلٍ فَكَرِهَ ذَلِكَ وَنَهَى عَنْهُ۔

حضرت قاسم بن محمد سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے ایک چیز خریدی دس دینار کے بدلے میں یا پندرہ دینار اُدھار کے بدلے میں تو قاسم بن محمد نے اس کو بُرا جانا اور اس سے منع کیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے ایک کپڑا اس شرط سے خریدا اگر نقد دے تو دس دینار دے اگر وعدے پر دے تو پندرہ دینار دے بہر حال مشتری کو دونوں میں سے ایک قیمت دینا ضروری ہے تو یہ جائز نہیں کیونکہ اس نے اگر دس دینار نقد نہ دیئے تو دس کے بدلے پندرہ اُدھار ہوئے اور جو دس نقد دے دیئے تو گویا پندرہ اُدھار اس کے بدلے میں لیے۔

(١٣٥٥) صحيح لغيره :ترمذی (١٢٣١) كتاب البيوع : باب ما جاء في النهي عن بيعتين في بيعة ' نسائی (٤٦٣٢) أحمد (٤٣٢/٢) رقم (٩٥٨٢)۔

(١٣٥٦) موقوف ضعيف :عبد الرزاق (١٤٤٣٩) ابن ابی شيبة (٢٣٠٩٢) احمد (٣٩٣/١) (٣٧٢٥) ابن حبان (٣٩٩/١١) (٥٠٢٥)۔

(١٣٥٧) مقطوع ضعيف أيضاً۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے ایک چیز خریدی ایک دینار نقد کے بدلے میں یا ایک بکری اُدھار کے بدلے میں ان دونوں میں سے ایک مشتری کو ضرور دینا ہو تو یہ جائز نہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ نے منع کیا ہے دو بیعوں سے ایک بیع میں اور یہ وہی ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مشتری نے بائع سے کہا میں نے تجھ سے اس قسم کی کھجور پندرہ صاع یا اس قسم کی دس صاع ایک دینار کے بدلے میں لی دونوں میں سے ایک ضرور لوں گا یا یوں کہا میں نے تجھ سے اس قسم کی گیہوں پندرہ صاع یا اس قسم کی گیہوں دس صاع ایک دینار کے بدلے میں لیے دونوں میں سے ایک ضرور لوں گا تو یہ درست نہیں گویا اس نے دس صاع کھجور لے کر پھر اس کو چھوڑ کر پندرہ صاع کھجور لی یا دس صاع گیہوں چھوڑ کر اس کے عوض میں پندرہ صاع لیے یہ بھی اس میں داخل ہے یعنی دو بیع کرنا ایک بیع میں۔

باب بیع الغرر — جس بیع میں دھوکا ہو اس کا بیان

١٣٥٨- عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ ـ

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا دھوکے کی بیع سے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ دھوکے کی بیع میں یہ داخل ہے کہ کسی شخص کا جانور گم ہو گیا ہو یا غلام بھاگ گیا ہو اور اس کی قیمت پچاس دینار ہو ایک شخص اس سے کہے میں تیرے اس جانور یا غلام کو بیس دینار کو لیتا ہوں اگر وہ مل گیا تو بائع کے تیس دینار نقصان ہوئے اور جو نہ ملا تو مشتری کے بیس دینار گئے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس میں ایک بڑا دھوکا ہے معلوم نہیں وہ جانور یا غلام اسی حال میں ہے یا اس میں کوئی عیب ہو گیا یا ہنر ہو گیا جس کی وجہ سے اس کی قیمت گھٹ بڑھ گئی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ حمل کا خریدنا بھی دھوکے کی بیع میں داخل ہے معلوم نہیں بچہ نکلتا ہے یا نہیں اگر نکلے تو خوبصورت ہو گا یا بدصورت پورا ہو گا یا لنڈورا۔ نر ہو یا مادہ اور ہر ایک کی قیمت کم و بیش ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مادہ کو بیچنا اور اس کے حمل کو مستثنیٰ کر لینا درست نہیں جیسے کوئی کسی سے کہے میرے دودھ والی بکری کی قیمت تین دینار ہیں تو دو دینار کو لے لے مگر اس کے پیٹ کا بچہ جب پیدا ہو گا تو میں لوں گا یہ مکروہ ہے درست نہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ زیتون کی لکڑی اس کے تیل کے اور تل تیل کے بدلے میں اور مکھن گھی کے بدلے میں بیچنا درست نہیں اس لیے کہ یہ مزابنہ میں داخل ہے اور اس میں دھوکا ہے معلوم نہیں اس تل یا لکڑی یا مکھن میں اسی قدر تیل یا گھی نکلتا ہے یا اس سے کم یا زیادہ۔

فائدہ: جیسے مزابنہ میں درخت کے کٹے ہوئے پھلوں کے بدلے میں تخمینہ کر کے فروخت کرتے ہیں ویسے ہی تل یا زیتون میں تیل کا اندازہ کر کے اس کے عوض میں تیل لیتے ہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اسی طرح حب البان کا بیچنا روغن بان کے بدلے میں نادرست ہے البتہ حب البان کو خوشبودار بان کے بدلے میں بیچنا درست ہے کیونکہ وہ خوشبو ملانے سے تیل کے حکم میں نہ رہا۔

(١٣٥٨) مسلم (١٥١٣) كتاب البيوع : باب بطلان بيع الحصاة والبيع الذى فيه غرر ' أبو داود (٣٣٧٦) ترمذي (١٢٣٠) نسائى (٤٥١٨) ابن ماجه (٢١٩٤) أحمد (٢/٢٥٠) رقم (٧٤٠٥) دارمى (٢٥٥٤)۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک شخص نے اپنی چیز کسی کے ہاتھ اس شرط پر بیچی کہ مشتری کو نقصان نہ ہوگا تو یہ جائز نہیں۔ گویا بائع نے مشتری کو نوکر رکھا اگر اس چیز میں نفع ہوا اور اگر اتنے ہی کو بکے جتنے کو خریدا ہے یا کم کو مشتری کی محنت برباد ہوئی تو یہ درست نہیں مشتری کو اس کی محنت کے موافق مزدوری ملے گی اور جو کچھ نفع نقصان ہو بائع کا ہوگا مگر یہ حکم جب ہے کہ مشتری اس چیز کو بیچ چکا ہو اگر اس نے نہیں بیچا تو بیع کو فسخ کریں گے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے اپنی چیز بیچ ڈالی پھر مشتری شرمندہ ہو کر بائع سے کہنے لگا کچھ قیمت کم کر دے بائع نے انکار کیا اور کہا تو غم نہ کھا بیچ دے تجھے نقصان نہ ہوگا اس میں کچھ قباحت نہیں نہ دھوکا ہے بلکہ بائع نے ایک رائے اپنی بیان کی کچھ اس شرط پر نہیں بیچا ہمارے نزدیک یہ حکم ہے۔

باب الملامسة و المنابذة ملامسہ اور منابذہ کے بیان

۱۳۵۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ملامسے اور منابذے سے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا ملامسہ اس کو کہتے ہیں کہ آدمی ایک کپڑے کو چھو کر خرید کر لے نہ اس کو کھولے نہ اندر سے دیکھے یا اندھیری رات میں خریدے نہ جانے اس میں کیا ہے اور منابذہ اس کو کہتے ہیں کہ بائع اپنا کپڑا مشتری کی طرف پھینک دے اور مشتری اپنا کپڑا بائع کی طرف نہ سوچیں نہ بچاریں یہ اس کے بدلے میں اور وہ اس کے بارے میں یہ دونوں بیع ممنوع ہیں۔

فائدہ: بعضوں نے کہا ملامسہ یہ ہے کہ بائع اور مشتری یہ ٹھہرالیں کہ جب اس کا کپڑا وہ چھو لے یا وہ اس کا تو بیع لازم ہو جائے گی۔

فائدہ: بعضوں کے نزدیک منابذہ یہ ہے کہ جب بائع مشتری کی طرف اپنا کپڑا پھینک دے اور مشتری بائع کی طرف تو بیع لازم ہو جائے یہ دونوں بیعیں جاہلیت کے عہد میں مروج تھیں شرع میں ان کی ممانعت ہوئی اسی طرح بیع حصاۃ یعنی مشتری بائع سے کہے میں کنکر مارتا ہوں جس کپڑے پر جا پڑے وہ میرا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو تھان تہہ کیا یا چادر بستے میں بندھی ہو تو اس کا بیچنا درست نہیں جب تک کھول کر اندر نہ دیکھے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ برنامے کی بیع کا یہ حکم نہیں وہ جائز ہے اس لیے کہ ہمیشہ سے لوگ اس کو کرتے ہوئے آئے اور اس سے دھوکا دینا مقصود نہیں ہوتا۔

فائدہ: برنامہ اس کاغذ کو کہتے ہیں جو گٹھری یا بستے کے اوپر لٹکایا جاتا ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ اس میں اتنا مال فلاں قسم کا ہے۔

باب بیع المرابحة مرابحہ کا بیان

فائدہ: مرابحہ کہتے ہیں سوایا یا ڈیوڑھا یا کم و بیش نفع مقرر کر کے مال بیچنے کو۔

(۱۳۵۹) بخاری (۲۱۴۶) کتاب البیوع : باب بیع المنابذة، مسلم (۱۵۱۱) ترمذی (۱۳۱۰) نسائی (۴۵۰۹) ابن ماجه (۲۱۶۹) أحمد (۳۷۹/۲) رقم (۸۹۲۲)۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے جو شخص ایک شہر سے کپڑا خرید کر کے دوسرے شہر میں لائے پھر مرابحہ کے طور پر بیچنا چاہے تو اصل لاگت میں دلالوں کی دلالی اور تہہ کرنے کی مزدوری اور باندھا بوندھی کی اُجرت اور اپنا خرچ اور مکان کا کرایہ شریک نہ کرے البتہ کپڑے کی باربرداری اس میں شریک کرلے مگر اس پر نفع نہ لے مگر جب مشتری کو اطلاع دے اور وہ اس پر بھی نفع دینے کو راضی ہو جائے تو کچھ قباحت نہیں۔

فائدہ: مثلاً وہ کپڑا بارہ روپے کو خریدا اور سوایا نفع ٹھہرا اور باربرداری کی اُجرت تین روپے صرف ہوئے تو تین روپے بائع مشتری سے الگ لے گا اور بارہ روپے کے پندرہ روپے لے گا کل اٹھارہ روپے لے گا یہ نہیں ہوسکتا کہ تین روپوں کو لاگت میں شریک کر کے اس پر بھی نفع لے یعنی پندرہ کے سوائے اٹھارہ روپے بارہ آنے لے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ کپڑوں کی دھلائی اور رنگوائی اس لاگت میں داخل ہوگی اور اس پر نفع لیا جائے گا جیسے کپڑے پر نفع لیا جاتا ہے اگر کپڑوں کو بیچا اور ان چیزوں کا حال بیان نہ کیا تو اُن پر نفع نہ ملے گا اب اگر کپڑا تلف ہوگیا تو کرایہ باربرداری کا محسوب ہوگا مگر اس پر نفع نہ لگایا جائے گا۔ اگر کپڑا موجود ہے تو بیع کو فسخ کردیں گے مگر جب دونوں راضی ہو جائیں کسی امر پر۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے کوئی اسباب سونے یا چاندی کے بدلے میں خریدا تو اس دن چاندی سونے کا بھاؤ یہ تھا کہ دس درہم کو ایک دینار آتا تھا پھر مشتری اس مال کو لے کر دوسرے شہر میں آیا اور اسی شہر میں مرابحہ کے طور پر بیچنا چاہا اسی نرخ پر جو سونے چاندی کا اس دن تھا اگر اس نے دراہم کے بدلے میں خریدا تھا اور دیناروں کے بدلے میں بیچا یا دیناروں کے بدلے میں خریدا تھا اور درہموں کے بدلے میں بیچا اور اسباب موجود ہے تلف نہیں ہوا تو خریدار کو اختیار ہوگا چاہے لے چاہے نہ لے اور اگر وہ اسباب تلف ہوگیا تو مشتری سے وہ ثمن جس کے عوض میں بائع نے خریدا تھا نفع حساب کر کے بائع کو دلا دیں گے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر ایک شخص نے اپنی چیز جو سو دینار کو پڑی تھی دس فی صدی کے نفع پر بیچی پھر معلوم ہوا کہ وہ چیز نوے دینار کو پڑی تھی اور وہ چیز مشتری کے پاس تلف ہوگئی تو اب بائع کو اختیار ہوگا چاہے اس چیز کی قیمت بازار کی لے لے اس دن کی قیمت جس دن وہ شے مشتری کے پاس آئی تھی مگر جس صورت میں قیمت بازار کی اس ثمن سے جو اول میں ٹھہری تھی یعنی ایک سو دس دینار سے زیادہ ہو تو بائع کو ایک سو دس دینار سے زیادہ نہ ملیں گے اور اگر چاہے تو نوے دینار پر اسی حساب سے نفع لگا کر یعنی ننانوے دینار لے لے مگر جس صورت میں یہ ثمن قیمت سے کم ہو تو بائع کو اختیار ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے ایک چیز مرابحہ پر بیچی اور کہا سو دینار کو مجھ کو پڑی ہے پھر اس کو معلوم ہوا ایک سو بیس دینار کو پڑی تو اب خریدار کو اختیار ہوگا اگر چاہے تو بائع کو اس دن کی قیمت بازار کی جس دن وہ شے لی ہے دے دے اور اگر چاہے تو جس ثمن پر خرید کیا ہے نفع لگا کر جہاں تک پہنچے دے مگر جس صورت میں قیمت بازار کی پہلی ثمن سے (یعنی جو سو دینار پر لگی ہے) کم ہو تو مشتری کو یہ نہیں پہنچتا کہ اس سے کم دے اس واسطے کہ مشتری اس پر راضی ہو چکا ہے مگر بائع نے اس سے زیادہ بیان کیا تو خریدار کو اصلی ثمن سے کم کرنے کا اختیار نہ ہوگا۔

باب البيع علی البرنامح — برنامے پر بیع کرنے کا بیان

فائدہ: برنامے کا بیان اُوپر ہو چکا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر چند آدمیوں نے مل کر کوئی اسباب خریدا اب ایک شخص دوسرا اُن میں سے ایک شخص کو کہے تو نے جو اسباب خریدا ہے میں نے اس کے اوصاف سنے ہیں تو اپنا حصہ اس قدر نفع پر مجھے دے دے میں تیری جگہ اُن لوگوں کا شریک ہو جاؤں گا اور وہ منظور کرے بعد اس کے جب اس اسباب کو دیکھے تو بُرا اور گراں معلوم ہو اب اس کو اختیار نہ ہوگا لینا پڑے گا جب کہ اس کے ہاتھ بانامے پر بیچا ہو اور اوصاف بتا دیئے ہوں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک شخص کے پاس مختلف کپڑوں کی گٹھریاں آئیں اور اس نے برنامہ سنا کے اُن گٹھڑیوں کو فروخت کیا جب لوگوں نے مال کھول کر دیکھا تو گراں معلوم ہوا اور نادم ہوئے اس صورت میں وہ مال اُن کو لینا ہوگا۔ جب کہ برنامے کے موافق ہو۔

باب بیع الخیار — جس بیع میں بائع اور مشتری کو اختیار ہو اس کا بیان

۱۳۶۰۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((الْمُتَبَايِعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلَى صَاحِبِهِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا إِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بائع اور مشتری دونوں کو اختیار ہے جب تک جدا نہ ہوں مگر جس بیع میں خیار کی شرط ہو۔

فائدہ: (دونوں کو اختیار ہے) بیع کے فسخ کر ڈالنے کا۔

فائدہ: (جب تک جدا نہ ہوں) یعنی مجلس بیع نہ بدلے جب بائع یا مشتری اس مجلس سے چلا جائے گا تو اختیار نہ رہے گا۔

فائدہ: (خیار کی شرط ہو) یعنی بائع یا مشتری بیع کرتے وقت شرط لگائیں اس امر کی کہ مجھے اتنے دنوں تک اختیار ہے۔ اس صورت میں بائع اور مشتری کے جدا ہونے سے اختیار باطل نہ ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک خیار کی کوئی مدت مقرر نہیں۔

فائدہ: مگر ابو حنیفہؒ کے نزدیک تین دن سے زیادہ خیار کی مدت نہیں ہو سکتی۔

۱۳۶۱۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

(۱۳۶۰) بخاری (۲۱۱۱) كتاب البيوع : باب البيعان بالخيار ما لم يتفرقا، مسلم (۱۵۳۱) أبو داود (۳۴۵۴) ترمذی (۱۲۴۵) نسائی (٤٤٦٥) ابن ماجه (۲۱۸۱) أحمد (٤/٢) رقم (٤٤٨٤)۔

(۱۳۶۱) صحيح لغيره أبو داود (۳۵۱۱) كتاب البيوع : باب اذا اختلف البيعان والمبيع قائم، ترمذی (۱۲۷۰) نسائی (٤٦٤٨) ابن ماجه (۲۱۸٦) احمد (٤٦٦/١) رقم (٤٤٤٥) دارمی (۲۵٤۹)۔

((أَيُّمَا بَيِّعَيْنِ تَبَايَعَا فَالْقَوْلُ مَا قَالَ الْبَائِعُ أَوْ يَتَرَادَّانِ))۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **صحیح لغیرہ** کہا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بائع اور مشتری اختلاف کریں تو بائع کا قول معتبر ہوگا اور بیع کو رد کر ڈالیں گے۔

فائدہ: (بائع کا قول معتبر ہوگا) دونوں حلف کریں گے۔

فائدہ: (بیع کو رد کر ڈالیں گے) یعنی بعد بیع کے بائع اور مشتری میں اختلاف ہوا زرِ ثمن میں یا بیع کی کمی بیشی میں تو دونوں حلف کریں گے۔ اگر ایک نے حلف کیا اور دوسرے نے انکار کیا تو جس نے حلف کیا اس کا قول معتبر ہوگا اگر دونوں نے حلف کیا اور مبیع قائم ہے تو بیع کو فسخ کر کے مبیع بائع کو واپس دلا دیں گے اگر مبیع تلف ہوگئی تو اس کی قیمت بازار مشتری سے لے کر بائع کو دیں گے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک شخص نے ایک چیز بیچی اور بیچتے وقت یہ شرط لگائی کہ میں فلانے سے مشورہ کروں گا اگر اس نے اجازت دی تو بیع نافذ ہے اور جو اس نے منع کیا تو بیع لغو ہے مشتری اس شرط پر راضی ہوگیا بعد اس کے پشیمان ہوا تو اس کو اختیار نہ ہوگا بلکہ بائع کو جب وہ شخص اجازت دے گا تو بیع نافذ ہو جائے گی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر ایک شخص کوئی چیز خرید کرے کسی شخص سے پھر ثمن میں اختلاف ہو بائع کہے میں نے دس دینار کو بیچا مشتری کہے میں نے پانچ دینار کو خریدا تو بائع سے کہا جائے گا اگر تیرا جی چاہے تو پانچ دینار کو مشتری کو دے دے نہیں تو قسم کھا اس امر پر میں نے اپنی چیز نہیں بیچی مگر دس دینار کو اگر بائع نے قسم کھائی تو مشتری سے کہا جائے گا اگر تیرا جی چاہے تو اس کی چیز دس دینار کو لے لے نہیں تو قسم کھا میں نے اس چیز کو نہیں خریدا مگر پانچ دینار کو اگر مشتری نے یہ قسم کھالی تو وہ بری ہو جائے گا کیونکہ ہر ایک اُن میں سے دوسرے کا مدعی ہے۔

فائدہ: جب دونوں قسم کھالیں گے تو بیع فسخ ہو جائے گی اور وہ شے بائع کو پھروا دیں گے۔

باب ما جاء في الربا في الدين — قرض میں سود کا بیان

۱۳۶۲۔ عَنْ عُبَيْدٍ أَبِي صَالِحٍ مَوْلَى السَّفَّاحِ أَنَّهُ قَالَ بِعْتُ بَزًّا لِي مِنْ أَهْلِ دَارِ نَخْلَةَ إِلَى أَجَلٍ ثُمَّ أَرَدْتُ الْخُرُوجَ إِلَى الْكُوفَةِ فَعَرَضُوا عَلَيَّ أَنْ أَضَعَ عَنْهُمْ بَعْضَ الثَّمَنِ وَيَنْقُدُونِي فَسَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَقَالَ لَا آمُرُكَ أَنْ تَأْكُلَ هَذَا وَلَا تُوكِلَهُ۔

عبید ابو صالح نے کہا میں نے اپنا کپڑا دارِ نخلہ (ایک مقام ہے مکہ اور طائف کے بیچ میں) والوں کے ہاتھ بیچا ایک وعدے پر جب میں کوفے جانے لگا تو اُن لوگوں نے کہا اگر کچھ کم کر دو تو تمہارا روپیہ ہم ابھی دے دیتے ہیں میں نے یہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے بیان کیا انہوں نے کہا میں تجھے اس روپے کے کھانے اور کھلانے کی اجازت نہیں دیتا۔

(۱۳۶۲) موقوف صحیح: عبدالرزاق (۷۱/۸) رقم (۱۴۳۵۵) بیہقی (۲۸/۶) رقم (۱۱۱۳۸)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی مدت سے پیشتر۔

۱۳۶۳۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ يَكُونُ لَهُ الدَّيْنُ عَلَى الرَّجُلِ إِلَى أَجَلٍ فَيَضَعُ عَنْهُ صَاحِبُ الْحَقِّ وَيُعَجِّلُهُ الْآخَرُ فَكَرِهَ ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَنَهَى عَنْهُ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال ہوا ایک شخص کا میعادی قرض کسی پر آتا ہو قرضدار یہ کہے یہ مجھ سے کچھ کم کر کے نقد لے لے اور قرض خواہ اس پر راضی ہو جائے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو مکروہ جانا اور اس سے منع کیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **حسن** کہا ہے۔

فائدہ: قرض خواہ کو یہ درست ہے کہ مدت گزرنے کے بعد اپنے قرض دار کو کچھ معاف کر دے مگر مدت سے پیشتر کچھ کم پر راضی ہو جانا درست نہیں اس لیے کہ اس میں شبہ ربا ہے کیونکہ قرض خواہ نے گویا سو روپیہ مؤجل (میعادی) کو اسی روپیہ معجّل (نقد) کے بدلے میں بیع کیا۔

۱۳۶۴۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّهُ قَالَ كَانَ الرِّبَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ يَكُونَ لِلرَّجُلِ عَلَى الرَّجُلِ الْحَقُّ إِلَى أَجَلٍ فَإِذَا حَلَّ الْأَجَلُ قَالَ أَتَقْضِي أَمْ تُرْبِي فَإِنْ قَضَى أَخَذَ وَإِلَّا زَادَهُ فِي حَقِّهِ وَأَخَّرَ عَنْهُ فِي الْأَجَلِ۔

حضرت زید بن اسلم نے کہا ایام جاہلیت میں سود اس طور پر ہوتا تھا ایک شخص کا قرض میعادی دوسرے شخص پر آتا ہو جب میعاد گزر جائے تو قرض خواہ قرضدار سے کہے یا تم قرض ادا کرو یا سود دو اگر اس نے قرض ادا کیا تو بہتر ہے نہیں تو قرض خواہ اپنا قرضہ بڑھا دیتا اور پھر میعاد کراتا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: مثلاً سو روپے ایک مہینہ کے وعدے پر آتے تھے جب مہینہ گزرا تو سو کے ایک سو پانچ کر دیئے اور ایک مہینے کی اور مہلت دے دے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک اس امر کی کراہت میں کچھ اختلاف نہیں ایک شخص کا میعادی قرض کسی پر آتا ہو۔ قرض خواہ قرض میں کمی کر دے اور قرض دار نقدا ادا کر دے یہ بعینہٖ ایسا ہے کہ میعاد گزرنے کے بعد قرض خواہ میعاد بڑھا دے اور قرض دار قرض کو بڑھا دے یہ تو بالکل سود ہے اس میں کچھ شک نہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کے دوسرے شخص پر سو دینار آتے ہوں وعدے پر جب وعدہ گزر جائے تو قرض دار قرض خواہ سے کہے تو میرے ہاتھ کوئی ایسی چیز جس کی قیمت سو دینار ہوں ڈیڑھ سو دینار کو بیچ ڈال ایک میعاد پر یہ بیع درست نہیں اور ہمیشہ اہل علم اس سے منع کرتے رہے اس لیے کہ قرض خواہ نے اپنی چیز کی قیمت سو دینار وصول کر لی اور وہ جو سو دینار قرضے کے تھے اُن کی میعاد بڑھا دی بعوض پچاس دینار کے جو اس کو فائدہ حاصل ہوا اس شے کے بیچنے میں۔ یہ بیع مشابہ ہے اس کے جو زید بن اسلم نے روایت کیا کہ جاہلیت کے زمانے

(١٣٦٣) موقوف حسن :عبدالرزاق في المصنف (٧١/٨) (١٤٣٥٤) بيهقي في السنن الكبرى (٢٨/٦) ۔

(١٣٦٤) مقطوع صحيح :بيهقي في السنن الكبرى (٢٧٥/٥) رقم (١٠٤٦٧) ۔

میں جب قرض کی مدت گزر جاتی تو قرض خواہ قرض دار سے کہتا یا تو قرض ادا کر یا سود دے اگر وہ ادا کر دیتا تو لے لیتا نہیں تو اور مہلت دے کر قرضہ کو بڑھا دیتا۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ زید کے عمرو پر سو دینار آتے تھے ایک مہینے کے وعدے پر جب مہینہ گزرا تو عمرو کے پاس اس وقت دینار نہ تھے اس نے زید سے کہا تم ایک شے اپنی جو نقد سو دینار کی مالیت رکھتی ہو میرے ہاتھ ڈیڑھ سو دینار کو ایک مہینے کے وعدے پر بیچ ڈالو۔ زید نے ایسا ہی کیا۔ عمرو نے اس شے کو لے کر سو دینار کو بیچ کر سو دینار زید کے حوالے کر دیئے۔ اب ڈیڑھ سو دینار زید کے عمرو پر ایک مہینے کے وعدے پر پھر رہے عمرو کو یہ فائدہ ہوا کہ اس کے پاس روپے نہ تھے قرض خواہ کا تقاضا مٹا ایک مہینے کی اور مہلت ملی اور زید کو یہ فائدہ ہوا کہ سو دینار کے ڈیڑھ سو دینار ہوئے۔

باب جامع الدين والحلول — قرض کے مختلف مسائل کا بیان

۱۳۶۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ وَإِذَا أُتْبِعَ أَحَدُكُمْ عَلَى مَلِيءٍ فَلْيَتْبَعْ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مالدار شخص کا دیر کرنا قرض ادا کرنے میں ظلم ہے اور جب تم میں سے کوئی حوالہ کیا جائے مالدار شخص پر تو چاہیے کہ حوالہ قبول کرے۔

فائدہ: یعنی جس شخص کو قرض ادا کرنے کی طاقت ہو اور وہ ادا کرنے میں دیر کرے تو یہ ظلم ہے یعنی گناہ کبیرہ ہے۔

فائدہ: حوالہ کہتے ہیں قرض کے اتار دینے کو ایک ذمہ پر سے دوسرے ذمہ پر مثلاً زید مدیون تھا عمرو کا تو زید نے عمرو کا مقابلہ کروادیا اس دَین کے حصول کے لیے بکر پر۔

۱۳۶۶۔ عَنْ مُوسَى بْنِ مَيْسَرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يَسْأَلُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ إِنِّي رَجُلٌ أَبِيعُ بِالدَّيْنِ فَقَالَ سَعِيدٌ لَا تَبِعْ إِلَّا مَا آوَيْتَ إِلَى رَحْلِكَ۔

حضرت موسیٰ بن میسرہ نے سنا ایک شخص پوچھ رہا تھا سعید بن مسیب سے میں قرض کے بدل میں بیچا کرتا ہوں۔ سعید نے کہا تو نہ بیچ مگر اس چیز کو جو تیرے پاس ہو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص کوئی چیز خرید کرے اس شرط پر کہ بائع وہ شے مشتری کو اتنی مدت میں سپرد کر دے اس میں مشتری نے کوئی مصلحت رکھی ہو مثلاً اس وقت بازار میں اس مال کی نکاسی کی اُمید ہو یا اور کچھ غرض ہو پھر بائع اس وعدے میں خلاف کرے اور مشتری

(١٣٦٥) مسلم (١٥٦٤) كتاب المساقاة : باب تحريم مطل الغني وصحة الحوالة واستحباب قبولها' أبو داود (٣٣٤٥) ترمذى (١٣٠٨) نسائى (٤٢٩١) ابن ماجه (٢٤٠٣) أحمد (٤٦٥/٢) رقم (١٠٠٠٣) دارمى (٢٥٨٦)۔

چاہے کہ وہ شے بائع کو پھیر دے تو مشتری کو یہ حق نہیں پہنچتا اور بیع لازم رہے گی اگر بائع اس شے کو قبل میعاد کے لے آیا تو مشتری پر جبر نہ کیا جائے گا اس کے لینے پر۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص اناج خرید کر اس کو تول لے پھر ایک خریدار آئے جو مشتری سے اناج کو خرید کرنا چاہے مشتری اس سے کہے کہ میں اناج تول چکا ہوں اور وہ شخص مشتری کو سچا سمجھ کر اس غلے کو نقد مول لے لے تو کچھ قباحت نہیں مگر وعدے پر لینا مکروہ ہے جب تک وہ خریدار دوبارہ اس کو تول نہ لے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ دَین کا خریدنا درست نہیں خواہ غائب پر ہو یا حاضر پر مگر جب شخص حاضر اس کا اقرار کرے اسی طرح جو دَین میت پر ہو اس کا بھی خریدنا درست نہیں کیونکہ اس میں دھوکا ہے معلوم نہیں وہ قرض ملتا ہے یا نہیں اس واسطے اگر میت یا غائب پر اور بھی دَین نکلا تو اس پیسے مفت گئے دوسرے یہ کہ وہ قرض اس کی ضمان میں داخل نہیں ہوا اگر نہ نپٹا تو اس کے پیسے مفت گئے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ بیع سلف (قرض) میں اور بیع عینہ میں یہ فرق ہے کہ بیع عینہ والا دس دینار نقد دے کر پندرہ دینا وعدے پر لیتا ہے تو یہ صریح دھوکا ہے اور بالکل فریب ہے۔

باب ما جاء في الشركة والتولية والاقالة — شرکت اور تولیہ اور اقالہ کے بیان میں

فائدہ: تولیہ کہتے ہیں جتنے کو لیا اُتنے کو بیچنے کو اور اقالہ کوئی چیز لے کر پھر واپس کر دینے کو کہتے ہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا جس شخص نے کئی قسم کا کپڑا بیچا اور چند رقم کے کپڑے مستثنیٰ کر لینے کی شرط کر لی تو کچھ قباحت نہیں اگر شرط نہیں کی تو وہ ان کپڑوں میں شریک ہو جائے گا اس لیے کہ ایک رقم کے کپڑوں میں بھی کم وبیش ہوتی ہے۔

فائدہ: مثلاً تیس کپڑے تھے اُن میں سے دس مستثنیٰ کیے مگر یہ شرط نہ کی کہ میں جو چاہوں گا لے لوں گا تو بائع کل کپڑوں میں مشتری کا شریک ہو جائے گا دو ثلث مشتری کے اور ایک ثلث بائع کا ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ شرکت اور تولیہ اور اقالہ کھانے کی چیزوں میں درست ہے خواہ اُن پر قبضہ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو مگر یہ ضروری ہے کہ نقد ہو میعاد نہ ہو اور کمی بیشی نہ ہو اگر اس میں کمی بیشی ہوگی یا میعاد ہوگی تو یہ معاملے بیع سمجھے جائیں گے شرکت اور تولیہ اور اقالہ نہ ہوں گے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر کسی شخص نے کوئی اسباب جیسے کپڑا یا غلام لونڈی خرید کیا پھر ایک شخص نے اس سے کہا کہ مجھ کو بھی اس میں شریک کر لو اس نے قبول کیا اور دونوں نے مل کر بائع کو قیمت ادا کر دی پھر وہ اسباب کسی اور کا نکلا تو جو شخص شریک ہوا وہ اپنے دام پہلے مشتری سے لے گا اور وہ بائع سے لے گا مگر جس صورت میں مشتری نے خریدتے وقت بائع کے سامنے اس شریک سے کہہ دیا ہو کہ اگر مبیع میں فتور نکلے تو اس کی جواب دہی بائع پر ہوگی تو اس صورت میں وہ شریک اپنا نقصان بائع سے لے گا اگر ایسا نہ ہو تو مشتری کی شرط کچھ کام نہ آئے گی اور تاوان کا نقصان اسی پر ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ زید نے عمرو سے یہ کہا تو اس شے کو خرید کر لے میرے اور اپنے ساجھے میں بکوا دوں گا تو میری طرف سے بھی دام دے دے تو یہ درست نہیں کیونکہ یہ سلف (قرض) ہے بکوا دینے کی شرط پر اگر وہ شے تلف ہو جائے تو عمرو زید سے اس کے حصہ کے دام لے

لے گا البتہ اگر عمرو ایک شے خرید کر چکا پھر زید نے کہا مجھے بھی اس میں شریک کر لے نصف کا میں بکوا دوں گا تو یہ درست ہے۔

باب ما جاء في افلاس الغريم قرض دار کے مفلس ہو جانے کا بیان

١٣٦٧۔ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((أَيُّمَا رَجُلٍ بَاعَ مَتَاعًا فَأَفْلَسَ الَّذِي ابْتَاعَهُ مِنْهُ وَلَمْ يَقْبِضِ الَّذِي بَاعَهُ مِنْ ثَمَنِهِ شَيْئًا فَوَجَدَهُ بِعَيْنِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ وَإِنْ مَاتَ الَّذِي ابْتَاعَهُ فَصَاحِبُ الْمَتَاعِ فِيهِ أُسْوَةُ الْغُرَمَاءِ))۔

حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اپنا مال بیچا کسی کے ہاتھ پھر مشتری مفلس ہو گیا اور بائع کو ثمن وصول نہیں ہوئی لیکن بائع نے اپنی چیز بعینہ مشتری کے پاس پائی تو بائع اس چیز کا زیادہ حقدار ہو گا اگر مشتری مر گیا تو اس چیز میں بائع اور قرض خواہوں کے برابر ہو گا۔

فائدہ: (بائع زیادہ حقدار ہوگا) بہ نسبت مشتری کے اور قرض خواہوں کے۔

فائدہ: (قرض خواہوں کے برابر ہوگا) یعنی اس چیز کو بیچ کر بائع کے ثمن اور قرض خواہوں کا قرضہ بہ حصہ رسد ادا کریں گے۔

١٣٦٨۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((أَيُّمَا رَجُلٍ أَفْلَسَ فَأَدْرَكَ الرَّجُلُ مَالَهُ بِعَيْنِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اپنا مال بیچا کسی کے ہاتھ پھر مشتری مفلس ہو گیا اور بائع نے اپنی چیز بعینہ مشتری کے پاس پائی تو وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس شخص نے کوئی اسباب بیچا پھر مشتری مفلس ہو گیا اور بائع نے اپنی چیز بعینہ مشتری کے پاس پائی تو بائع اس کو لے لے گا اگر مشتری نے اس میں سے کچھ بیچ ڈالا ہے تو جس قدر باقی ہے اس کا بائع زیادہ حقدار ہے بہ نسبت اور قرض خواہوں کے۔ اگر بائع تھوڑی سی ثمن پا چکا ہے پھر بائع یہ چاہے کہ اس ثمن کو پھیر کر جس قدر اسباب اپنا باقی ہے اس کو لے لے اور جو کچھ باقی رہ جائے اس میں اور قرض خواہوں کے برابر رہے تو ہو سکتا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے سوت یا زمین خریدی پھر سوت کا کپڑا بن لیا اور زمین پر مکان بنایا بعد اس کے مشتری مفلس ہو گیا اب زمین کا بائع یہ کہے کہ میں زمین اور مکان سب لیے لیتا ہوں تو یہ نہیں ہو سکتا بلکہ زمین کی اور عملے کی قیمت لگائیں گے پھر دیکھیں گے اس قیمت کا حصہ زمین پر کتنا آتا ہے اور عملے پر کتنا آتا ہے اب بائع اور مشتری دونوں اس میں شریک رہیں گے زمین کا مالک اپنے حصہ کے

(١٣٦٧) بخاری (٢٤٠٢) كتاب الاستقراض وأداء الديون : باب اذا وجد ماله عند مفلس فی البيع والقرض، مسلم (١٥٥٩) أبو داود (٣٥١٩) ترمذی (١٦٦٢) نسائی (٤٦٧٦) ابن ماجه (٢٣٥٨) احمد (٢٢٨/٢) رقم (٧١٢٤) دارمی (٢٥٩٠)۔

(١٣٦٨) أيضاً۔

موافق اور باقی قرض خواہ عملے کے موافق۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اس کی مثال یہ ہے جیسے زمین اور عملے کی قیمت پندرہ سو ہوئی اس میں سے زمین کی قیمت پانچ سو ہے اور عملے کی ہزار ہے تو زمین والے کا ایک ثلث ہوگا اور باقی قرض خواہوں کے دو ثلث ہوں گے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا یہی حکم سوت میں ہے جب کہ مشتری نے اس کو بُن لیا بعد اس کے قرضدار ہو کر مفلس ہو گیا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مشتری نے اس چیز میں تصرف نہیں کیا مگر اس چیز کی قیمت بڑھ گئی اب بائع یہ چاہتا ہے کہ اپنی شے پھیر لے اور قرض خواہ چاہتے ہیں کہ وہ شے بائع کو نہ دیں تو قرض خواہوں کو اختیار ہے خواہ بائع کی ثمن پوری پوری حوالے کر دیں۔ اگر اس چیز کی قیمت گھٹ گئی تو بائع کو اختیار ہے خواہ اپنی چیز لے لے پھر اس کو مشتری کے مال سے کچھ غرض نہ ہوگی خواہ اپنی چیز نہ لے اور قرض خواہوں کے ساتھ شریک ہو جائے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے لونڈی خریدی یا جانور خریدا پھر اس لونڈی یا جانور کا مشتری کے پاس آن کر بچہ پیدا ہوا بعد اس کے مشتری مفلس ہو گیا تو وہ بچہ بائع کا ہوگا البتہ اگر قرض خواہ بائع کی پوری ثمن ادا کر دیں تو بچہ کو اور اس کی ماں کو دونوں کو رکھ سکتے ہیں۔

باب ما یجوز من السلف — جس چیز میں سلف درست ہے

۱۳۶۹۔ عَنْ أَبِي رَافِعٍ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ اسْتَسْلَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكْرًا فَجَائَتْهُ إِبِلٌ مِنَ الصَّدَقَةِ قَالَ أَبُو رَافِعٍ فَأَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَقْضِيَ الرَّجُلَ بَكْرَهُ فَقُلْتُ لَمْ أَجِدْ فِي الْإِبِلِ إِلَّا جَمَلًا خِيَارًا رَبَاعِيًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطِهِ إِيَّاهُ فَإِنَّ خِيَارَ النَّاسِ أَحْسَنُهُمْ قَضَاءً۔

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو مولیٰ (غلام آزاد کیے ہوئے) تھے رسول اللہ ﷺ کے کہ رسول اللہ ﷺ نے قرض لیا ایک چھوٹا اونٹ جب صدقے کے وقت اونٹ آئے اور آپ ﷺ نے مجھ کو حکم کیا ویسا ہی اونٹ ادا کرنے کو۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! صدقے کے اونٹوں میں سب اونٹ اچھے بڑے بڑے ہیں چھ چھ برس کے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس میں سے دے دے اچھے وہ لوگ ہیں جو قرض اچھے طور سے ادا کریں۔

۱۳۷۰۔ عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّهُ قَالَ اسْتَسْلَفَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ مِنْ رَجُلٍ دَرَاهِمَ ثُمَّ قَضَاهُ دَرَاهِمَ خَيْرًا مِنْهَا فَقَالَ الرَّجُلُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ هَذِهِ خَيْرٌ مِنْ دَرَاهِمِي الَّتِي أَسْلَفْتُكَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَدْ عَلِمْتُ وَلَكِنْ

(۱۳۶۹) مسلم (۱٦۰۰) كتاب المساقاة : باب من استسلف شيئا فقضى خيرا منه' أبو داود (۳۳٤٦) ترمذی (۱۳۱۸) نسائی (٤٦۱۷) ابن ماجه (۲۲۸۵) أحمد (٦/۳۹۰) رقم (۲۷۷۲۳) دارمی (۲۵٦۵) ۔

(۱۳۷۰) موقوف صحیح : بیهقی فی السنن الكبری (۵/۳۵۲) رقم (۱۰۹٤٤) ۔

نَفْسِي بِذَلِكَ طَيِّبَةٌ ۔

مجاہد سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص سے روپے قرض لیے پھر اس سے اچھے ادا کیے وہ شخص بولا اے ابو عبدالرحمن! یہ تو میرے روپوں سے اچھے ہیں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہاں میں جانتا ہوں مگر میں نے اپنی خوشی سے دیے ہیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص سونا چاندی یا اناج یا جانور قرض لے پھر اس سے بہتر ادا کرے تو کچھ قباحت نہیں جب کہ اس کی شرط نہ ہوئی ہو یا ایسی رسم نہ ہو یا اس کا وعدہ نہ کیا ہو اگر شرط یا رسم یا وعدے کے سبب سے ہو تو مکروہ ہے بہتر نہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹا اونٹ قرض لے کر اچھا بڑا اونٹ دیا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے روپے قرض لے کر اس سے بہتر دیے مگر اس کی شرط یا وعدہ نہیں ہوا تھا تو جو کوئی خوشی سے ایسا کرے حلال ہے۔

باب ما لا يجوز من السلف — جو سلف درست نہیں اس کا بیان

۱۳۷۱۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ فِي رَجُلٍ أَسْلَفَ رَجُلًا طَعَامًا عَلَى أَنْ يُعْطِيَهُ إِيَّاهُ فِي بَلَدٍ آخَرَ فَكَرِهَ ذَلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَقَالَ فَأَيْنَ الْحَمْلُ يَعْنِي حُمْلَانَهُ ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے کسی نے کہا جو شخص کسی کو اناج قرض دے اس شرط پر کہ فلانے شہر میں ادا کرنا انہوں نے اس کو مکروہ جانا اور کہا بار برداری کی اُجرت کہاں جائے گی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی اس قرض میں قرض دینے والے کو منفعت ہے وہ یہ کہ اس کا مال دوسرے شہر میں بغیر مزدوری صرف کیے ہوئے پہنچ جائے گا اور ایسا قرض درست نہیں۔

۱۳۷۲۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنِّي أَسْلَفْتُ رَجُلًا سَلَفًا وَاشْتَرَطْتُ عَلَيْهِ أَفْضَلَ مِمَّا أَسْلَفْتُهُ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ فَذَلِكَ الرِّبَا قَالَ فَكَيْفَ تَأْمُرُنِي يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ السَّلَفُ عَلَى ثَلَاثَةِ وُجُوهٍ سَلَفٌ تُسْلِفُهُ تُرِيدُ بِهِ وَجْهَ اللَّهِ فَلَكَ وَجْهُ اللَّهِ وَسَلَفٌ تُسْلِفُهُ تُرِيدُ بِهِ وَجْهَ صَاحِبِكَ فَلَكَ وَجْهُ صَاحِبِكَ وَسَلَفٌ تُسْلِفُهُ لِتَأْخُذَ خَبِيثًا بِطَيِّبٍ فَذَلِكَ الرِّبَا قَالَ فَكَيْفَ تَأْمُرُنِي يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ أَرَى أَنْ تَشُقَّ الصَّحِيفَةَ فَإِنْ أَعْطَاكَ مِثْلَ الَّذِي أَسْلَفْتَهُ قَبِلْتَهُ وَإِنْ أَعْطَاكَ دُونَ الَّذِي أَسْلَفْتَهُ فَأَخَذْتَهُ أُجِرْتَ وَإِنْ أَعْطَاكَ أَفْضَلَ مِمَّا أَسْلَفْتَهُ طَيِّبَةً بِهِ نَفْسُهُ فَذَلِكَ شُكْرٌ شَكَرَهُ لَكَ وَلَكَ أَجْرُ مَا أَنْظَرْتَهُ ۔

(۱۳۷۲) موقوف ضعيف: عبدالرزاق (۱٤٦/۸ ـ ۱٤۷) رقم (۱٤٦٦۲) بيهقى (۳٥۰/٥ ـ ۳٥۱) ـ

ایک شخص عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا میں نے ایک شخص کو قرض دیا اور عمدہ اس سے ٹھہرایا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا یہ ربا ہے اس نے کہا پھر کیا حکم کرتے ہو؟ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا قرض تین طور پر ہے ایک خدا کے واسطے اس میں تو خدا کی رضا مندی ہے ایک اپنے دوست کی خوشی کے لیے اس میں دوست کی رضا مندی ہے۔ ایک قرض اس واسطے ہے کہ حلال مال دے کر حرام مال لے یہ سود ہے۔ پھر وہ شخص بولا اب مجھ کو کیا حکم کرتے ہو یا ابا عبدالرحمٰن! انہوں نے کہا میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ تو دستاویز کو پھاڑ ڈال (یعنی وہ دستاویز جو تو نے مقروض سے لکھوائی ہے) اگر وہ شخص جس کو تو نے قرض دیا ہے جیسا مال تو نے دیا ہے ویسا ہی دے تو لے لے اگر اس سے برا دے اور تو لے لے تو تجھے اجر ہوگا اگر وہ اپنی خوشی سے اس سے اچھا دے تو اس نے تیرا شکریہ ادا کیا اور تو نے جو اتنے دنوں تک اس کو مہلت دی اس کا ثواب تجھے ملا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

۱۳۷۳۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ مَنْ أَسْلَفَ سَلَفًا فَلَا يَشْتَرِطْ إِلَّا قَضَاءَهُ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے جو شخص کسی کو قرض دے تو سوائے قرض ادا کرنے کے اور کوئی شرط نہ کرائے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی مقروض پر صرف قرض کا ادا کرنا لازم ہے اسی کی شرط ہو سکتی ہے اور کوئی شرط جس میں قرض دینے والے کا نفع ہو نہیں سکتی۔

۱۳۷۴۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يَقُولُ مَنْ أَسْلَفَ سَلَفًا فَلَا يَشْتَرِطْ أَفْضَلَ مِنْهُ وَإِنْ كَانَتْ قَبْضَةً مِنْ عَلَفٍ فَهُوَ رِبًا ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے تھے جو شخص کسی کو قرض دے اس سے زیادہ نہ ٹھہرائے اگرچہ ایک مٹھی گھاس کی ہو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی ایک مٹھی گھاس کے برابر بھی فائدہ لینا درست نہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ جو شخص کوئی جانور جس کا حلیہ اور صفت معلوم ہو کسی کو قرض دے تو کچھ قباحت نہیں اب مقروض ویسا ہی جانور ادا کرے مگر لونڈی کو قرض لینا درست نہیں کیونکہ یہ ذریعہ ہے حرام کے حلال کرنے کا لوگ ایک دوسرے کی لونڈی قرض لے آئیں گے پھر جب تک جی چاہے گا اس سے جماع کریں گے بعد اس کے مالک کو پھیر دیں گے یہ تو حلال نہیں ہمیشہ اہل علم اس سے منع کرتے رہے اور کسی کو اس کی اجازت نہ دی۔

فائدہ: ابوحنیفہؒ کے نزدیک جانور کا قرض لینا درست نہیں اس لیے کہ جانور میں مماثلت کی رعایت نہیں ہو سکتی جو لوگ درست کہتے ہیں ان کی دلیل ابورافع رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو اوپر گزری۔

(۱۳۷۳) **موقوف صحیح**: بیهقی (۳۵۰/۵) (۱۰۹۳۶). دارقطنی (۴۵/۳) (۲۹۶۰)۔

(۱۳۷۴) **موقوف ضعیف**: عبدالرزاق (۱۴۶۵۸) ابن ابی شیبة (۲۲۷۵۴، ۲۲۷۶۱) بیهقی (۳۵۰/۵، ۳۵۱)۔

باب ما ينهى عنه عن المساومة والمبايعة جومول تول یا بیع ممنوع ہے اس کا بیان

١٣٧٥۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نہ بیچیں بعض تمہارے اوپر بعض کے۔

فائدہ: یعنی جب مشتری کسی شخص کا مال لینے پر راضی ہو جائے اب دوسرا شخص اس کو نہ بہکائے کہ میں تجھ کو اس سے سستا بائع دوں گا بعضوں نے کہا بیع اس جگہ خرید کے معنوں میں ہے یعنی جب ایک شخص کسی سے ایک چیز کا مول تول ٹھہرالے اور بائع اس پر راضی ہو جائے اب دوسرا شخص اس میں دخل نہ دے۔

١٣٧٦۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ لِلْبَيْعِ وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَلَا تُصَرُّوا الْإِبِلَ وَالْغَنَمَ فَمَنِ ابْتَاعَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ أَنْ يَحْلُبَهَا إِنْ رَضِيَهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ سَخِطَهَا رَدَّهَا وَصَاعًا مِنْ تَمْرٍ))۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مت ملو بنجاروں سے آگے بڑھ کر اُن کا مال خریدنے کے واسطے اور نہ بیچے ایک تم میں کا دوسرے کی بیع پر اور نہ نجش کرو اور نہ بیچے بستی والا دیہات والے کی طرف سے اور نہ جمع کرو دودھ اونٹ اور بکری کے تھنوں میں اگر کوئی ایسی اونٹنی یا بکری خریدے پھر دودھ دوہنے کے بعد اس کا حال معلوم ہو تو مشتری کو اختیار ہے اگر چاہے رکھ لے یا چاہے تو پھیر دے اور دودھ کے بدلے میں ایک صاع کھجور دے دے۔

فائدہ: یعنی جب بنجارے غلہ لے کر آئیں تو شہر سے باہر جا کر اُن سے خرید لینا منع ہے اس کی کراہت کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ شہر میں قحط ہے اور یہ شخص قافلے میں جا کر ملا اور ان سے سب غلہ خرید لیا اور شہر میں لا کر خاطر خواہ بیچا اور اگر یہ شخص نہ جاتا اور قافلہ بنجاروں کا شہر میں آتا تو اہل شہر کو فائدہ ہوتا۔ دوسرے یہ کہ شہر میں قحط اور تنگی نہ ہو مگر یہ قافلے والوں کو نرخ شہر کا معلوم نہ ہو اور یہ شخص اُن سے سستا خرید لے فریب دے کر۔

فائدہ: نجش کہتے ہیں مال کی قیمت زیادہ کہہ دینے کو اس غرض سے کہ دوسرا شخص اس کی خرید میں رغبت کرے اور اپنے کو خریدنا منظور نہ ہو۔

فائدہ: '' یعنی باہر کا شخص غلہ لائے اور شہری دلال اس سے کہے تو جلدی نہ کر میں تجھ کو گراں بیچ دوں گا۔ بعضوں نے اس کے یہ معنی کیے ہیں کہ شہر کے بنیے بقال شہر کے لوگوں کے ہاتھ نہ بیچیں بلکہ جو باہر سے لوگ آتے ہیں اُن کے ہاتھ بیچیں تا کہ دام زیادہ ملیں۔

(١٣٧٥) بخاری (٢١٦٥) كتاب البيوع : باب النهي عن تلقي الركبان وأن بيعه مردود ' مسلم (١٤١٢) أبو داود (٣٤٣٦) ترمذی (١٢٩٢) نسائی (٤٥٠٣) ابن ماجه (٢١٧١) أحمد (٧/٢) رقم (٤٥٣١)۔

(١٣٧٦) بخاری (٢١٥٠) كتاب البيوع : باب النهي للبائع أن لا يحفل الابل والبقر والغنم ' مسلم (١٥١٥) أبو داود (٣٤٤٣) ترمذی (١٢٥١) ' نسائی (٤٤٩٦) ابن ماجه (٢٢٣٩) أحمد (٤٦٥/٢) رقم (١٠٠٠٥)۔

فائدہ: یعنی جب بکری یا گائے یا اونٹنی کو بیچنا چاہے تو دو تین روز تک اس کا دودھ نہ دوہے اس غرض سے کہ دودھ بہت بھر جائے تو مشتری دھوکا کھا کر مہنگے داموں خرید لے۔

فائدہ: (نہ جمع کرو دودھ اونٹ اور بکری کے تھنوں میں اگر کوئی......) شافعیؒ اور لیثؒ اور اسحاقؒ اور احمدؒ اور ابوثورؒ اور جمہور اہل حدیث کا عمل اسی پر ہے۔ ابن قاسم نے مالکؒ سے پوچھا کہ تم اس حدیث پر عمل کرتے ہو انہوں نے کہا ہاں حدیث کے مقابلے میں کوئی رائے دے سکتا ہے۔ مگر ابوحنیفہؒ نے اس حدیث پر عمل نہیں کیا اور اس کو مخالف قیاس کے قرار دیا۔ زرقانی نے کہا کہ ابوحنیفہؒ نے جو باتیں اس مقام پر کی ہیں مجرد دعوے ہیں اُن کی کوئی دلیل نہیں ہے اور یہ مخالف ہے ان کے اصول کے کیونکہ حدیث مقدم ہے قیاس پر اُن کے نزدیک۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ یہ جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہ بیچے تم میں کا دوسرے کی بیع پر اس سے یہ مراد ہے کہ ایک شخص دوسرے کے مول پر مول نہ کرے جب بائع پہلے مول پر راضی ہو چکا ہو اور اپنی چیز تولنے لگا ہو اور عیب سے اپنے تئیں بری کرنے لگا ہو یا اور کوئی کام ایسا کرے جس سے معلوم ہو کہ بائع پہلے مول پر راضی ہو چکا ہے اور جو بائع سے پہلے مول پر راضی نہ ہو بلکہ وہ مال اسی طرح بیچنے کے واسطے رکھا ہو تو ہر ایک کو اس کا مول کرنا درست ہے اور اگر ایک شخص کے مول کرتے ہی اور لوگوں کو مول کرنا منع ہو جائے تو اس میں بیچنے والے کا نقصان ہے۔

۱۳۷۷۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ النَّجْشِ قَالَ مَالِكٌ وَالنَّجْشُ أَنْ تُعْطِيَهُ بِسِلْعَتِهِ أَكْثَرَ مِنْ ثَمَنِهَا وَلَيْسَ فِي نَفْسِكَ اشْتِرَاؤُهَا فَيَقْتَدِي بِكَ غَيْرُكَ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا نجش سے اور نجش یہ ہے کہ مال کی قیمت اس کی حیثیت سے زیادہ دینے لگے۔ لینے کی نیت سے نہیں بلکہ اس غرض سے کہ دوسرا شخص دھوکا کھا کر اس قیمت کو لے لے۔

باب جامع البیوع — بیع کے مختلف مسائل کا بیان

۱۳۷۸۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبُيُوعِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ)) قَالَ فَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا بَايَعَ يَقُولُ لَا خِلَابَةَ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے بیان کیا کہ مجھ کو لوگ فریب دیتے ہیں

(۱۳۷۷) بخاری (۲۱٤۲) کتاب البیوع : باب النجش ومن قال لا یجوز ذلك البیع' مسلم (۱۵٦۱) نسائی (٤٥٠٥) ابن ماجه (۲۱۷۳) أحمد (۱۰۷/۲) رقم (۵۸۷۰) دارمی (۲۵٦۷) ۔

(۱۳۷۸) بخاری (۲۱۱۷) کتاب البیوع : باب ما یکره من الخداع فی البیع' مسلم (۱۵۳۳) أبو داود (۳۵۰۰) نسائی (٤٤۸٤) أحمد (٤٤/۲) رقم (۵۰۳٦) ۔

خرید وفروخت میں۔آپ ﷺ نے فرمایا جب تو خرید وفروخت کیا کرے تو کہہ دیا کر کہ فریب نہیں ہے وہ شخص جب معاملہ کرتا تو یہی کہا کرتا کہ فریب نہیں ہے۔

فائدہ: دارقطنی اور بیہقی کی روایت میں اتنا اور ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب تو کسی شے کو خریدے تو تجھے تین دن تک اختیار ہے اگر چاہے تو رکھ لے اور چاہے تو پھیر دے۔پھر وہ شخص زندہ رہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت تک اس وقت اس کی عمر ایک سواسی (۱۸۰) برس کی تھی جب وہ کوئی شے خریدتا تو لوگ کہتے تم ٹھگے گئے بعد اس کے کوئی صحابی گواہی دے دیتا کہ آنحضرت ﷺ نے اس کو تین دن کا اختیار دیا ہے اس وقت بائع ان کے دام واپس کر دیتا۔بعضوں کے نزدیک یہ اختیار خاص تھا اس شخص کے واسطے اور کسی شخص کو جب تک اختیار کی شرط نہ کرے اختیار نہ ہوگا اور بعضوں کے نزدیک جب غبن فاحش ہو تو ہر ایک کو اختیار ہے۔اس شخص کے نام میں اختلاف ہے بعض حبان بن منقذ کہتے ہیں۔ابن الجارود اور حاکم کی روایت سے یہی معلوم ہوتا ہے بعض ابو منقذ بن عمرو کہتے ہیں۔ابن ماجہ اور تاریخ بخاری وغیرہ سے یہ مفہوم ہوتا ہے مگر اکثر روایات میں حبان بن منقذ کا نام مذکور ہے۔

۱۳۷۹۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ يَقُولُ أَحَبَّ اللَّهُ عَبْدًا سَمْحًا إِنْ بَاعَ سَمْحًا إِنْ ابْتَاعَ سَمْحًا إِنْ قَضَى سَمْحًا إِنْ اقْتَضَى۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ محمد بن منکدر کہتے تھے اللہ اس بندے کو چاہتا ہے جو بیچتے وقت نرمی کرتا ہے اور خریدتے وقت بھی نرمی کرتا ہے قرض ادا کرتے وقت بھی نرمی کرتا ہے اور قرض وصول کرتے وقت بھی۔

فائدہ: یعنی ہر معاملے میں نرمی اور سہولت اور محبت اور ملائمت سے کام کرتا ہے ذرا سے نفع یا نقصان کے لیے ٹھائیں ٹھائیں نہیں کرتا۔

۱۳۸۰۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ إِذَا جِئْتَ أَرْضًا يُوفُونَ الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ فَأَطِلْ الْمُقَامَ بِهَا وَإِذَا جِئْتَ أَرْضًا يُنَقِّصُونَ الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ فَأَقْلِلْ الْمُقَامَ بِهَا۔

حضرت سعید بن میسب کہتے تھے جب تو ایسے ملک میں آئے جہاں کے لوگ پورا پورا ناپتے اور تولتے ہوں تو وہاں زیادہ رہ اور جب ایسے ملک میں آئے جہاں کے لوگ ناپ تول میں کمی کرتے ہوں تو وہاں کم رہ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: کیونکہ جس ملک میں لوگ ناپ تول میں کمی کرتے ہیں وہاں عذاب اترنے کا خوف ہے۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا ہم جب بھی تباہ ہوں گے کہ ہم نیک بخت لوگ ہوں گے۔آپ ﷺ نے فرمایا ہاں جب برائی بہت ہو۔ابن عبدالبر نے استذکار میں کہا جس ملک میں بُری باتیں پھیلی ہوں اور منع کرنے کی قدرت نہ ہو وہاں نہ رہنا چاہیے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ کوئی شخص اونٹ یا بکریاں یا کپڑا یا غلام لونڈی بے گنے جھنڈ کے جھنڈ خریدے اچھا نہیں جو چیزیں گنتی سے بکتی

(۱۳۷۹) بخاری (۲۰۷۶) كتاب البيوع : باب السهولة والسماحة في الشراء والبيع ' ترمذی (۱۳۲۰) ابن ماجه (۲۲۰۳) أحمد (۳۴۰/۳) رقم (۴۷۱۳)۔

ہیں اُن کو گن لینا بہتر ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص ایک چیز اپنی کسی کو دے اس شرط پر کہ اگر تو اس کو اتنے داموں پر بیچ دے گا تو میں تجھ کو ایک دینار دوں گا اگر نہ بیچے گا تو کچھ نہ ملے گا اس میں کچھ قباحت نہیں۔ کہا مالکؒ نے اس کی نظیر یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص سے کہے اگر تو میرے بھاگے ہوئے غلام کو یا بھاگے ہوئے اونٹ کو پکڑ لائے گا تو میں اس قدر دوں گا یہ ایک مزدور کی قسم سے ہے اجارہ نہیں اگر اجارہ ہوتا تو درست نہ ہوتا۔

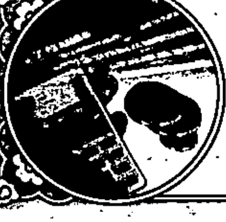
مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنی چیز کسی کو اس شرط پر دے کہ جتنے دینار کو بیچے گا فی دینار اس قدر دوں یہ درست نہیں کیونکہ اس میں اُجرت معین نہیں معلوم نہیں کہ کتنے دینار کو بکتی ہے۔

۱۳۸۱۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ سَأَلَهُ عَنِ الرَّجُلِ يَتَكَارَى الدَّابَّةَ ثُمَّ يُكْرِيهَا بِأَكْثَرَ مِمَّا تَكَارَاهَا بِهِ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِذَلِكَ۔

ابن شہاب سے سوال ہوا کوئی شخص ایک جانور کو لے پھر دوسرے شخص کو اس سے زیادہ پر کرایہ کو دے انہوں نے کہا کچھ قباحت نہیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

(۱۳۸۱) مقطوع صحیح: ابن ابی شیبۃ (۱۷/۵) رقم (۲۳۲۸۲) عبدالرزاق (۲۲۲/۸، ۲۲۲۳) ۔



(34) كتاب القراض

کتاب قراض کے بیان میں

فائدہ: قراض اور مضاربت ایک چیز ہے یعنی ایک کا مال ہو اور دوسرے کی محنت اور نفع میں دونوں شریک ہوں۔

باب ما جاء فی القراض — قراض کا بیان

۱۳۸۲۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ خَرَجَ عَبْدُ اللَّهِ وَعُبَيْدُ اللَّهِ ابْنَا عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي جَيْشٍ إِلَى الْعِرَاقِ فَلَمَّا قَفَلَا مَرَّا عَلَى أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ وَهُوَ أَمِيرُ الْبَصْرَةِ فَرَحَّبَ بِهِمَا وَسَهَّلَ ثُمَّ قَالَ لَوْ أَقْدِرُ لَكُمَا عَلَى أَمْرٍ أَنْفَعُكُمَا بِهِ لَفَعَلْتُ ثُمَّ قَالَ بَلَى هَاهُنَا مَالٌ مِنْ مَالِ اللَّهِ أُرِيدُ أَنْ أَبْعَثَ بِهِ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ فَأُسْلِفُكُمَاهُ فَتَبْتَاعَانِ بِهِ مَتَاعًا مِنْ مَتَاعِ الْعِرَاقِ ثُمَّ تَبِيعَانِهِ بِالْمَدِينَةِ فَتُؤَدِّيَانِ رَأْسَ الْمَالِ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَيَكُونُ الرِّبْحُ لَكُمَا فَقَالَا وَدِدْنَا ذَلِكَ فَفَعَلَ وَكَتَبَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنْ يَأْخُذَ مِنْهُمَا الْمَالَ فَلَمَّا قَدِمَا بَاعَا فَأُرْبِحَا فَلَمَّا دَفَعَا ذَلِكَ إِلَى عُمَرَ قَالَ أَكُلُّ الْجَيْشِ أَسْلَفَهُ مِثْلَ مَا أَسْلَفَكُمَا قَالَا لَا فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ابْنَا أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ فَأَسْلَفَكُمَا أَدِّيَا الْمَالَ وَرِبْحَهُ فَأَمَّا عَبْدُ اللَّهِ فَسَكَتَ وَأَمَّا عُبَيْدُ اللَّهِ فَقَالَ مَا يَنْبَغِي لَكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هَذَا لَوْ نَقَصَ هَذَا الْمَالُ أَوْ هَلَكَ لَضَمِنَّاهُ فَقَالَ عُمَرُ أَدِّيَاهُ فَسَكَتَ عَبْدُ اللَّهِ وَرَاجَعَهُ عُبَيْدُ اللَّهِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ جُلَسَاءِ عُمَرَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَوْ جَعَلْتَهُ قِرَاضًا فَقَالَ عُمَرُ قَدْ جَعَلْتُهُ قِرَاضًا فَأَخَذَ عُمَرُ رَأْسَ الْمَالِ وَنِصْفَ رِبْحِهِ وَأَخَذَ عَبْدُ اللَّهِ وَعُبَيْدُ اللَّهِ ابْنَا عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ نِصْفَ رِبْحِ الْمَالِ۔

حضرت زید بن اسلم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ عبداللہ اور عبیداللہ بیٹے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کے ایک لشکر کے ساتھ نکلے جہاد کے واسطے عراق کی طرف جب لوٹے تو ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس گئے جو حاکم تھے بصرے کے۔ انہوں نے کہا مرحباوسہلاً پھر کہا کاش میں تم کو کچھ نفع پہنچا سکتا تو پہنچاتا میرے پاس کچھ روپیہ ہے اللہ کا جس کو میں بھیجنا چاہتا ہوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تو میں وہ روپے تم کو قرض دے دیتا ہوں اس کا اسباب خرید لو عراق سے پھر مدینہ میں اس مال کو بیچ کر اصل روپیہ حضرت

(۱۳۸۲) موقوف صحیح: بیہقی فی السنن الکبری (۱۱۰/۶ ۔ ۱۱۱) رقم (۱۱٦٠٥) الشافعی فی المسند (۳۵۷/۲) وفی الام (۳۳/٤) معرفة السنن والآثار (۳۹۷/٤)۔

عمر رضی اللہ عنہ کو دے دینا اور نفع تم لے لینا انہوں نے کہا ہم بھی یہ چاہتے ہیں ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا کہ ان دونوں سے اصل روپیہ وصول کر لیجئے گا۔ جب دونوں مدینہ کو آئے انہوں نے مال بیچا اور نفع حاصل کیا پھر اصل مال لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا ابو موسیٰ نے لشکر کے سب لوگوں کو اتنا اتنا روپیہ قرض دیا تھا؟ انہوں نے کہا نہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر تم کو امیر المومنین کا بیٹا سمجھ کر یہ روپیہ دیا ہوگا اصل روپیہ اور نفع دونوں دے دو۔ عبداللہ تو چپ ہو رہے اور عبیداللہ نے کہا اے امیر المومنین! تم کو ایسا نہیں کرنا چاہیے اگر مال تلف ہوتا یا نقصان ہوتا تو ہم ضمان دیتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں دے دو عبداللہ چپ ہو رہے عبیداللہ نے پھر جواب دیا اتنے میں ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مصاحبوں میں سے (عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ) بولا اے امیر المومنین تم اس کو مضاربت کر دو تو بہتر ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے کیا پھر حضرت نے اصل مال اور نصف نفع لیا اور عبداللہ اور عبیداللہ نے آدھا نفع لیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

۱۳۸۳۔ عَنْ يَعْقُوبَ الْمَدَنِيِّ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ أَعْطَاهُ مَالًا قِرَاضًا يَعْمَلُ فِيهِ عَلَى أَنَّ الرِّبْحَ بَيْنَهُمَا ۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے یعقوب کو مال دیا مضاربت کے طور پر تاکہ یعقوب محنت کریں اور نفع میں شریک ہوں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **حسن** کہا ہے۔

باب ما يجوز من القراض جس طرح مضاربت درست ہے اس کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مضاربت اس طور پر درست ہے کہ آدمی ایک شخص سے روپیہ لے اس شرط پر کہ محنت کرے گا لیکن اگر نقصان ہو تو اس پر ضمان نہ ہوگا اور مضاربت کا خرچ سفر کی حالت میں کھانے پینے سواری کا دستور کے موافق اسی مال میں سے دیا جائے گا نہ کہ اقامت کی حالت میں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مضارب رب المال کی مدد کرے یا رب المال مضارب کی دستور کے موافق بغیر شرط کے تو درست ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر رب المال ایک غیر شخص اور ایک اپنے غلام کو مال دے مضاربت کے طور پر اس شرط سے کہ دونوں محنت کریں تو درست ہے اور غلام کے حصہ کا نفع غلام کے پاس رہے گا مگر جب مولیٰ اس سے لے لے تو مولیٰ کا ہو جائے گا۔

باب ما لا يجوز من القراض جس طور سے مضاربت درست نہیں اس کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص کا قرض دوسرے پر آتا ہو پھر قرض دار یہ کہے قرض خواہ سے تو اپنا روپیہ مضاربت کے طور پر رہنے دے میرے پاس تو یہ درست نہیں بلکہ قرض خواہ کو چاہیے کہ اپنا روپیہ وصول کر لے پھر اختیار ہے خواہ مضاربت کے طور پر دے یا اپنے پاس رکھ چھوڑے کیونکہ قبل روپیہ وصول کرنے کے اس کو مضاربت کر دینے میں ربا کا شبہ ہے گویا قرض دار نے مہلت لے کر قرض میں زیادتی کی۔

(۱۳۸۳) موقوف حسن: بیهقی فی السنن الکبری (۶/۱۱۱) رقم (۱۱۶۰۶، ۱۱۶۰۷)۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک شخص نے دوسرے کو روپیہ دیا مضاربت کے طور پر پھر اس میں سے کچھ روپیہ تلف ہو گیا قبل تجارت شروع کرنے کے پھر مضارب نے جس قدر روپیہ بچا تھا اس میں تجارت کر کے نفع کمایا اب مضارب یہ چاہے کہ راس المال اسی کو قرار دے جو بچ رہا تھا بعد نقصان کے اور جس قدر اس سے زیادہ ہو اس کو نفع سمجھ کر آدھوں آدھ بانٹ لے تو یہ نہیں ہو سکتا بلکہ راس المال کی تکمیل کر کے جو کچھ بچے گا اس کو شرط کے موافق تقسیم کر لیں گے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مضاربت درست نہیں مگر چاندی اور سونے میں اور اسباب وغیرہ میں درست نہیں لیکن قراض اور بیوع میں اگر فساد قلیل ہو اور فسخ اُن کا دشوار ہو تو جائز ہو جائیں گے برخلاف ربا کے کہ وہ قلیل و کثیر حرام ہے کسی طرح جائز نہیں کیونکہ اللہ جل جلالہٗ فرماتا ہے اگر تم توبہ کرو ربا سے تو تم کو اصل مال ملے گا نہ ظلم کرو نہ ظلم کیے جاؤ۔

باب ما یجوز من الشرط فی القراض — مضاربت میں جو شرط ہے اس کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص دوسرے کو اپنا مال مضاربت کے طور پر دے اور یہ شرط لگائے کہ فلاں فلاں قسم کا اسباب نہ خریدنا تو اس میں کچھ قباحت نہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر یہ شرط لگائے کہ فلاں ہی قسم کا مال خریدنا تو مکروہ ہے (کیونکہ شاید اس قسم کا اسباب نہ ملے) مگر جب وہ اسباب کثرت سے ہر فصل میں بازار میں رہتا ہو تو کچھ قباحت نہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر رب المال مضاربت میں کچھ خاص نفع اپنے لیے مقرر کرے اگرچہ ایک درہم ہو تو درست نہیں (شائد اس سے زیادہ نفع نہ ہو) البتہ یہ درست ہے کہ مضارب کے واسطے آدھا یا تہائی یا پاؤ نفع ٹھہرائے اور باقی اپنے لیے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر حصہ سے زیادہ ایک درہم بھی ٹھہرائے گا تو مضاربت درست نہ ہوگی۔

باب ما لا یجوز من الشرط فی القراض — جو شرط مضاربت میں درست نہیں اس کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ رب المال کو یہ درست نہیں کہ نفع میں سے کچھ خاص اپنے لیے نکال لے نہ مضارب کو درست ہے اور مضارب کے ساتھ یہ درست نہیں کہ کسی بیع یا کرائے یا قرض یا اور کوئی احسان کی شرط ہو البتہ یہ درست ہے کہ بلاشرط ایک دوسرے کی مدد کرے موافق دستور کے اور یہ درست نہیں کہ کوئی اُن میں سے دوسرے پر زیادتی کی شرط کر لے خواہ وہ زیادتی سونے یا چاندی یا طعام اور کسی قسم سے ہو اگر مضاربت میں ایسی شرطیں ہوں تو وہ اجارہ ہو جائے گا پھر اجارہ درست نہیں مگر معین معلوم اجرت کے بدلے میں اور مضارب کو درست نہیں کہ کسی کے احسان کا بدلہ مضاربت میں سے ادا کرے نہ یہ درست ہے کہ مضاربت کے مال کو تولیہ کے طور پر دے یا آپ لے۔ اگر مال میں نفع ہو تو دونوں نفع کو بانٹ لیں گے اپنی شرط کے موافق اگر نفع نہ ہو یا نقصان ہو تو مضارب پر ضمان نہ ہوگا نہ اپنے خرچ کا نہ نقصان کا بلکہ مالک کا ہوگا۔ اور مضاربت درست ہے جب رب المال اور مضارب راضی ہو جائیں نفع کے تقسیم کرنے پر آدھوں آدھ یا دو تہائی رب المال کا اور ایک تہائی مضارب کا یا تین ربع رب المال کے ایک ربع مضارب کا یا اس سے کم زیادہ۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مضارب اگر یہ شرط کرے کہ اتنے برس تک راس المال مجھ سے واپس نہ لیا جائے یا رب المال یہ شرط کرے

کہ اتنے برس تک مضارب راس المال نہ دے تو یہ درست نہیں کیونکہ مضاربت میں میعاد نہیں ہو سکتی جب رب المال اپنا روپیہ مضارب کے حوالے کرے اور مضارب کو اس میں تجارت کرنا اچھا معلوم نہ ہو اگر وہ روپیہ بجنسہ اسی طرح موجود ہے تو رب المال اپنا روپیہ لے لے اگر مضارب ان روپوں کے بدلے میں کوئی اسباب خرید کر چکا تو رب المال اس اسباب کو نہیں لے سکتا نہ مضارب دے سکتا ہے جب تک اس اسباب کو بیچ کر نقد روپیہ نہ کرے۔

فائدہ: شافعیؒ اور احمدؒ کا بھی یہی قول ہے اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک درست ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ رب المال مضارب سے یہ شرط کرلے کہ زکوٰۃ اپنے نفع کے حصہ میں سے دینا تو درست نہیں نہ رب المال کو یہ شرط لگانا درست ہے کہ مضارب خواہ مخواہ فلانے ہی شخص سے اسباب خریدے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر رب المال مضارب پر ضمان کی شرط کرلے تو درست نہیں اس صورت میں اگر نفع ہو تو مضارب کو شرط سے زیادہ اس وجہ سے کہ اس نے نقصان کا تاوان لیا تھا نہ ملے گا اگر مال تلف ہوا یا اس میں نقصان ہو تو مضارب پر تاوان نہ ہوگا گو اس نے تاوان کی شرط لگائی ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر رب المال نے مضارب سے یہ شرط لگائی کہ راس المال کے بدلے میں کھجور کے درخت یا جانور خرید کرنا پھر اس کے پھل اور بچے کو بیچا کرنا مگر جانوروں کو اور درختوں کو نہ بیچنا تو یہ درست نہیں نہ یہ مضاربت کا طریقہ ہے البتہ اگر ان درختوں یا جانوروں کو خرید کر بیچ ڈالے جیسے اور اسباب بیچتا ہے تو درست ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مضارب، رب المال سے یہ شرط کرلے کہ راس المال میں سے ایک غلام خرید لوں گا جو میری اعانت کرے گا تو درست ہے۔

باب القراض فی العروض — اسباب میں مضاربت کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مضاربت نہیں درست ہے مگر سونے چاندی میں اور اسباب میں درست نہیں کیونکہ اسباب میں مضاربت دو طرح پر ہوگی ایک یہ کہ رب المال مضارب کو اسباب دے اور کہے اس کو بیچ کر اس کے داموں میں مضاربت کر یہ درست نہیں کیونکہ اس میں رب المال کا ایک خاص فائدہ ہوا وہ یہ کہ اس کا اسباب بغیر وقت کے بک گیا دوسری شکل یہ ہے کہ رب المال مضارب کو اسباب میں دے کر یہ کہے اس اسباب کے بدلے میں اور اسباب خرید کر کے تجارت کر جب معاملہ ختم کرنا منظور ہو تو جیسا اسباب میں نے دیا ہے ویسا ہی اسباب خرید کر کے دینا جو بچ رہے وہ ہم تم بانٹ لیں گے یہ بھی درست نہیں کیونکہ اس میں دھوکا ہے شائد جس وقت یہ اسباب رب المال نے مضارب کو دیا ہے گراں ہو پھر جس وقت ارزاں ہو پھر معاملہ ختم ہوتے وقت گراں ہو جائے تو مضارب کا اصل اور نفع سب اس کی خرید میں صرف ہو جائے اور مضارب کی کوشش اور محنت برباد ہو جائے اس پر بھی اگر کوئی اس طرح مضاربت کرلے تو پہلے مضارب کو اس اسباب کے بیچنے کے دستور کے موافق اُجرت دلا کر جس روز سے راس المال نقد ہوا ہے مضاربت قائم کریں گے پھر معاملہ ختم ہوتے وقت بھی اس قدر نقد کو راس المال سمجھیں۔

باب الكراء في القراض — مضاربت کے مال میں کرایہ کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مضارب اسباب خرید کر کے ایک شہر میں لے گیا وہاں نہ بکا اور نقصان سمجھ کر دوسرے شہر کو لے گیا وہاں پر نقصان سے بکا اور راس المال سب کرایہ پر صرف ہو گیا بلکہ اور کچھ کرایہ باقی رہ گیا تو مضارب اس کو اپنی ذات سے ادا کرے رب المال سے نہیں لے سکتا۔

باب التعدی في القراض — مضاربت میں قصور کرنے کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مضارب نے تجارت کر کے نفع کمایا پھر اصل مال یا نفع میں سے لونڈی خرید کر اس سے وطی کی اور وہ حاملہ ہو گئی اب مال میں نقصان ہوا تو مضارب کے ذاتی مال میں سے اس لونڈی کی قیمت لے کر نقصان کو پورا کریں گے جو کچھ بچ رہے گا وہ شرط کے موافق مضارب اور رب المال کا ہو گا اگر اس سے بھی نقصان پورا نہ ہو تو لونڈی کو بیچ کر نقصان پورا کریں گے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مضارب نے یہ قصور کیا کہ اسباب خریدنے میں اپنی طرف سے خواہ مخواہ اس کی قیمت بڑھا دی تو رب المال کو اختیار ہے چاہے اس اسباب کو رہنے دے اور جس قدر مضارب نے راس المال سے زیادہ دیا ہے وہ ادا کر دے چاہے مضارب کا شریک ہو جائے اس مال میں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مضارب نے مال مضاربت کسی اور کو مضاربت کے طور پر دیا بغیر رب المال کے پوچھے ہوئے وہ مال کا ضامن ہو جائے گا اگر اس میں نقصان ہو تو مضارب اپنی ذات سے ادا کرے گا اگر نفع ہو تو رب المال اپنا راس المال اور نفع شرط کے موافق لے لے گا بعد اس کے جو بچ رہے گا اس میں مضارب اور مضارب کا مضارب شریک ہوں گے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مضارب نے مال مضاربت میں سلف کر کے اپنے لیے کوئی اسباب خریدا تو رب المال کو اختیار ہے خواہ اس مال میں شریک ہو جائے یا اس مال کو چھوڑ دے اور اپنا راس المال مضارب سے پھیر لے اسی طرح جو مضارب قصور کرے تو رب المال کو اپنا مال پھیر لینے کا اختیار ہے۔

باب ما يجوز من النفقة في القراض — مضارب مال مضاربت میں سے کتنا خرچ کر سکتا ہے

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مال مضاربت بہت ہو خرچہ اٹھا سکتا ہو تو مضارب کو درست ہے کہ سفر کی حالت میں اپنا کھانا کپڑا موافق دستور کے اسی مال میں سے کرے یا کسی شخص کو محنت مزدوری کے لیے نوکر رکھے جب اکیلے اس سے محنت نہ ہو سکتی ہو اور بعض کام ایسے ہیں جن کو مضارب خود نہیں کر سکتا جیسے قرض داروں سے تقاضا کرنا اسباب کی بوندھا بوندھی اور اس کو اٹھا کر لے چلنا البتہ جب تک مضارب اپنے شہر میں رہے تو مضارب کے مال میں سے کھانا کپڑا نہ کرے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اگر مضارب سفر میں اپنا ذاتی مال بھی لے کر گیا تو سفر کا خرچ حصہ رسد دونوں مال پر ڈالے۔

باب ما لا یجوز من النفقة فی القراض — مضارب کو مال مضاربت میں کون سا خرچ کرنا جائز نہیں

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مضارب کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ مضاربت کے مال میں سے کچھ ہبہ کرے یا کسی فقیر کو دے یا کسی احسان کا بدلہ ادا کرے اگر اور لوگ بھی اپنا کھانا لے کر آئے تو مضارب بھی اپنا کھانا لا کر اُن میں شریک ہو سکتا ہے جب کہ دیدہ و دانستہ ضرورت سے زیادہ نہ ملائے اگر ایسا کرے گا تو رب المال سے اجازت لینا ضروری ہے اگر رب المال نے اجازت نہ دی تو جس قدر زیادہ اس نے صرف کیا ہے اس کو مجرا کر دے۔

باب الدین فی القراض — مضارب قرض پر مال بیچے تو کیا حکم ہے

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مضارب نے مال مضاربت کے بدلے میں ایک اسباب خریدا پھر اس اسباب کو قرض بیچا نفع پر ابھی قرض وصول نہیں ہوا تھا کہ مضارب مر گیا تو مضارب کے وارثوں کو اختیار ہوگا چاہے اس قرض کو وصول کر کے مضارب کے قائم مقام ہو جائیں چاہے اس قرض کا مقابلہ رب المال سے کروا کر آپ الگ ہو جائیں اس صورت میں ان کو کچھ نہ ملے گا۔ اگر وارثوں نے تقاضا کر کے اس قرض کو وصول کیا تو اپنا نفع اور خرچ مضارب کی مانند اس میں سے لیں گے یہ جب ہے کہ وارث معتبر ہوں اگر ان کا اعتبار نہ ہو تو ایک معتبر شخص کو مقرر کر کے قرضہ اور نفع وصول کروا دیں جب وصول ہو جائے تو وہ مضارب کے مثل ہوں گے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر رب المال نے مضارب سے یہ شرط کر لی کہ قرض نہ بیچنا اگر قرض بیچو گے تو تم ضامن ہو گے پھر مضارب نے قرض بیچا تو وہ ضامن ہے۔

باب البضاعة فی القراض — مضاربت میں بضاعت کا بیان

فائدہ: بضاعت میں ایک کاروبار ہوتا ہے ایک کی محنت مگر محنت کرنے والا نفع میں شریک نہیں ہوتا صرف اس کو محنت کی اُجرت ملتی ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مضارب نے رب المال سے قرض لیا یا رب المال نے مضارب سے لیا یا رب المال نے مضارب کو کچھ مال بضاعت کے طور پر دیا کہ اس کو بیچ لاؤ یا کچھ روپیہ دیا کہ اس کا مال خرید کر لاؤ اگر یہ معاملے صرف محبت کی وجہ سے ہوں یا خفیف ہونے کے سبب سے مضاربت کے معاملے کو اس میں کچھ دخل نہ ہو یعنی اگر مضاربت کا معاملہ نہ ہوتا جب بھی یہ کام ایک دوسرے کا کر دیتا تو جائز ہے ورنہ جائز نہیں اہل علم اس سے منع کرتے ہیں۔

باب السلف فی القراض — مضاربت میں قرض کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک شخص کا قرض دوسرے پر آتا ہو قرض خواہ مقروض سے کہے تو میرا روپیہ اپنے پاس رہنے دے۔ مضاربت

کے طور پر تو یہ درست نہیں البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ قرض خواہ اپنا قرضہ وصول کر کے پھر چاہے تو مضاربت کے طور پر دے یا نہ دے۔کہا مالکؒ نے اگر مضارب رب المال سے یہ کہے میرے پاس سب روپیہ مضاربت کا جمع ہے مگر تو اس روپے کو مجھے قرض دے دے تو یہ درست نہیں بلکہ مالک کو چاہیے کہ روپیہ اپنا لے کر پھر چاہے قرض دے۔

باب المحاسبة في القراض — مضاربت میں حساب کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مضارب نے تجارت کر کے نفع کمایا پھر رب المال کی غیر حاضری میں یہ چاہے کہ نفع میں سے اپنا حصہ لے لے تو درست نہیں جب تک کہ رب المال موجود نہ ہو اگر لے لے گا تو وہ اس کا ضامن رہے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مضارب اور رب المال کو درست نہیں کہ نفع کا حساب لگائیں اور مال موجود نہ ہو بلکہ مال سامنے لانا چاہیے پہلے رب المال اپنا راس المال لے لے پھر نفع کو شرط کے موافق تقسیم کر لیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مضارب نے کوئی اسباب خریدا اور مضارب کے قرض خواہوں نے اس کو پکڑ کر کہا کہ اس مال کو بیچ کر جتنا حصہ نفع میں تیرا ہے وہ ہم لے لیں گے اور رب المال وہاں موجود نہیں تو یہ نہیں ہوسکتا بلکہ رب المال جب موجود ہو تو وہ اپنا راس المال لے کر پھر نفع کو تقسیم کر دے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مضارب نے تجارت کر کے نفع کمایا پھر راس المال جدا کر کے نفع کو گواہوں کے سامنے تقسیم کیا تو یہ درست نہیں اگر کچھ لے بھی لے تو پھیر دے جب رب المال آئے تو وہ اپنا راس المال لے کر باقی تقسیم کر دے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مضارب نے تجارت کر کے نفع کمایا پھر رب المال کے نفع کا حصہ لے کر آیا اور کہا کہ یہ تیرا حصہ ہے نفع کا اور میں نے بھی اسی قدر لے لیا اور راس المال تیرا میرے پاس موجود ہے تو یہ درست نہیں بلکہ کل مال اور اصل اور نفع مالک کے سامنے لے کر آئے پھر اس کو اختیار ہے کہ اپنا راس المال لے کر رکھ چھوڑے یا پھر مضارب کے حوالے کر لے۔

باب جامع ما جاء في القراض — مضاربت کے مختلف مسائل کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مضارب نے اسباب خریدا اور رب المال نے کہا اس کو بیچ ڈال مضارب نے کہا ابھی اس کا بیچنا مناسب نہیں ہے تو اور تجارت پیشہ سے جو اس امر میں مہارت رکھتے ہوں پوچھیں گے اگر وہ بیچنے کی رائے دیں گے تو بیع کر ڈالیں گے ورنہ انتظار کریں گے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مضارب نے مال مضاربت میں تجارت شروع کی پھر رب المال نے اپنا مال مانگا اس نے کہا میرے پاس پورا مال موجود ہے جب وہ لینے گیا تو مضارب نے کہا کچھ مال میرے پاس تلف ہوگیا پہلے میں نے اس واسطے کہہ دیا تھا کہ تو اپنے مال کو میرے پاس رہنے دے تو مضارب کے اس قول کا اعتبار نہ ہوگا مگر جب وہ دلیل قائم کرے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا اسی طرح اگر مضارب بولا میں نے اتنا نفع کمایا ہے جب مالک نے مال اور نفع طلب کیا تو کہنے لگا نفع نہیں ہوا اس کی بات کا اعتبار نہ ہوگا جب تک دلیل نہ لائے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مضارب نے نفع کمایا پھر رب المال کہنے لگا کہ دو حصے نفع کے میرے لیے ٹھہرے تھے اور ایک حصہ تیرے لیے اور مضارب نے کہا میرے لیے دو حصے ٹھہرے تھے اور ایک حصہ تیرے لیے تو مضارب کا قول قسم سے قبول ہوگا مگر جب دستور کے خلاف ہو تو رواج کے موافق حکم ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ زید نے عمرو کو سو دینار مضاربت کے طور پر دیئے عمرو نے اس کے عوض میں اسباب خریدا جب بائع کو دینے لگا تو معلوم ہوا وہ سو دینار چوری ہو گئے اب رب المال کہتا ہے تو اس مال کو بیچ اگر اس میں نفع ہوا تو میرا ہے اور جو نقصان ہو تجھ پر ہے کیونکہ تو نے میرا مال تلف کیا۔ مضارب کہتا ہے تو اپنے پاس سے اس اسباب کی قیمت دے کیونکہ میں نے اس کو تیرے مال کے بدلے میں خریدا ہے تو مضارب کو حکم ہوگا اس اسباب کی قیمت بائع کو ادا کرے اور رب المال سے کہا جائے گا اگر تیرا جی چاہے تو سو دینار مضارب کو پھر دے تا کہ مضاربت بحال رہے نہیں تو اس اسباب سے تجھ کو کچھ تعلق نہ ہوگا اگر رب المال نے سو دینار پھر دے دیئے تو مضاربت اپنے حال پر قائم رہے گی ورنہ وہ اسباب مضارب کا ہو جائے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جب رب المال اور مضارب الگ ہو جائیں (یعنی معاملہ مضاربت ختم ہو جائے) لیکن مضارب کے پاس مال مضاربت میں سے کوئی چھٹی پرانی مشک یا پھٹا پرانا کپڑا وغیرہ رہ جائے اگر وہ شے کم قیمت حقیر ہے تو مضارب ہی کی ہو جائے گی اس کے پھیرنے کا حکم نہ ہوگا اگر وہ شے قیمت دار ہو جیسے کوئی جانور یا اونٹ یا عمدہ کپڑا یمن کا تو اس کا پھیرنا ضروری ہے مگر جب رب المال سے معاف کرالے۔



(35) کتاب المساقاۃ

کتاب مساقاۃ کے بیان میں

مساقاۃ اس کو کہتے ہیں کہ ایک آدمی اپنے درختوں کو دوسرے کے حوالے کرے تا کہ وہ ان کو پرورش کرے جب پھل نکلیں تو اس کو بھی ایک حصہ اس میں سے ملے سب ائمہ اس کے جواز کے قائل ہیں مگر ابوحنیفہؒ نے ناجائز رکھا ہے۔

باب ما جاء في المساقاة — مساقات کا بیان

۱۳۸۴۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِيَهُودِ خَيْبَرَ يَوْمَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ أُقِرُّكُمْ فِيهَا مَا أَقَرَّكُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى أَنَّ الثَّمَرَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ قَالَ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْعَثُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ رَوَاحَةَ فَيَخْرُصُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ ثُمَّ يَقُولُ إِنْ شِئْتُمْ فَلَكُمْ وَإِنْ شِئْتُمْ فَلِيَ فَكَانُوا يَأْخُذُونَهُ۔

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خیبر کے یہودیوں سے جس دن خیبر فتح ہوا جو تم کو اللہ نے دیا ہے اس پر میں تمہیں برقرار رکھوں گا اس شرط سے کہ جتنے پھل یہاں پیدا ہوتے ہیں وہ ہم میں تم میں مشترک ہوں تو رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن رواحہ کو بھیجتے تھے وہ درختوں کو دیکھ کران کے پھلوں کا اندازہ کرتے تھے اگر تم چاہو تو تم ان پھلوں کو لے لو اور جو اندازہ ہوا ہے اس کا آدھا ہم کو دے دو ہم تم کو اس انداز کے آدھے پھل دیں گے۔ یہود خود پھل لے لیا کرتے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **صحیح لغیرہ** کہا ہے۔

فائدہ: اور جو اندازہ ہو جاتا اس کا نصف مسلمانوں کو ادا کرتے۔ اس حدیث سے مساقاۃ کا جواز ثابت ہوا کیونکہ جب مسلمانوں نے خیبر کو فتح کیا تو وہ درخت مسلمانوں کے مِلک ہو گئے انہوں نے اپنی طرف سے یہود کو مقرر کیا کہ وہی محنت اور مشقت کریں اور آدھے پھل خود لیا کریں آدھے ہم کو دیا کریں۔

١٣٨٥۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبْعَثُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ رَوَاحَةَ إِلَى خَيْبَرَ فَيَخْرُصُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ يَهُودِ خَيْبَرَ قَالَ فَجَمَعُوا لَهُ حَلْيًا مِنْ حَلْيِ نِسَائِهِمْ فَقَالُوا لَهُ هٰذَا لَكَ وَخَفِّفْ عَنَّا وَتَجَاوَزْ فِي الْقَسْمِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ يَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ وَاللّٰهِ إِنَّكُمْ لَمِنْ أَبْغَضِ خَلْقِ اللّٰهِ إِلَيَّ وَمَا ذَاكَ بِحَامِلِي عَلَى أَنْ أَحِيفَ عَلَيْكُمْ فَأَمَّا مَا عَرَضْتُمْ مِنَ الرَّشْوَةِ فَإِنَّهَا سُحْتٌ وَإِنَّا لَا نَأْكُلُهَا فَقَالُوا بِهٰذَا قَامَتِ السَّمٰوَاتُ وَالْأَرْضُ۔

حضرت سلمان بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بھیجتے تھے خیبر کی طرف وہ پھلوں کا اور میووں کا اندازہ کر دیتے تھے ایک بار یہودیوں نے اپنی عورتوں کا زیور جمع کیا اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو دینے لگے یہ لے لو مگر ہمارے محصول میں کمی کر دو۔ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا' اے یہود! خدا کی ساری مخلوق میں میں تم کو زیادہ بُرا سمجھتا ہوں اس پر بھی میں نہیں چاہتا کہ تم پر ظلم کروں اور جو تم مجھے رشوت دیتے ہو وہ حرام ہے اس کو ہم لوگ نہیں کھاتے اس وقت یہودی کہنے لگے اس وجہ سے اب تک آسمان اور زمین قائم ہیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: (تمہیں سب سے برا سمجھتا ہوں) کیونکہ تم نے خدا کے پیغمبروں کو قتل کیا اللہ جل جلالہٗ پر جھوٹ باندھا۔

فائدہ: (آسمان اور زمین قائم ہیں) یعنی مسلمانوں کی نیک نیتی اور خدا ترسی کو دیکھ کر سمجھ گئے کہ انہی لوگوں کی وجہ سے دنیا قائم ہے ورنہ خدا کا عذاب اترتا قیامت آجاتی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جب کسی شخص نے مساقات کے طور پر کھجور کا باغ لیا اور اس باغ میں خالی زمین بھی موجود ہے تو اس شخص نے خالی زمین میں اور کچھ بویا وہ اسی کا ہو گا اگر زمین کا مالک یہ شرط لگائے کہ خالی زمین میں بوؤں گا تو درست نہیں اس واسطے کہ عامل کو اس/

(١٣٨٤)صحیح لغیرہ: بیہقی (١٢٢/٤) الشافعي في المسند (٤٢٩/١) وفي الام (٣٣/٢)۔

(١٣٨٥)صحیح لغیرہ: بیہقی (١٢٢/٤۔ ١٢٣) أبو داود (٣٤١٠) ابن ماجه (١٨٢٠) الخلافيات (١٢٧/٢)۔

زراعت میں بھی پانی دینا پڑے گا اور یہ زیادتی ہے عقد پر البتہ اگر وہ زراعت دونوں میں مشترک ہو تو کچھ قباحت نہیں جب محنت اور تخم اور زمین کا درست کرنا عامل پر ہو اور دوسرے شخص کی صرف زمین ہو اگر عامل نے زمین کے مالک سے یہ شرط لگائی کہ تخم تم دینا تو یہ درست نہیں بلکہ مساقاۃ صرف اسی طور سے درست ہے کہ محنت وغیرہ سب عامل پر ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر ایک چشمہ پانی کا دو آدمیوں کا مشترک ہو پھر اس کا پانی بند ہو جائے اب ایک شریک اس کی درستگی کے لیے دام خرچ کرنے کو موجود ہو اور دوسرا انکار کرے تو جو شخص دام خرچ کر کے اس کو درست کرے وہ سارا پانی لیا کرے جب تک اپنے شریک سے آدھا خرچ وصول نہ کرے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر اور محنت سب باغ کے مالک کی ہو مگر عامل ہاتھ سے کچھ مشقت کیا کرے تو وہ مزدور سمجھا جائے گا بعوض ایک حصے کے پھلوں میں سے یہ درست نہیں کیونکہ اُجرت مجہول ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص قراض یا مساقاۃ کرے اس کو یہ نہیں پہنچتا کہ کچھ مال یا درخت اس میں سے مستثنیٰ کر لے کہ ان کے پھل میں لوں کیونکہ اس میں دھوکا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ باغ کا مالک عامل پر ان امور کی شرط کر سکتا ہے باغ کا سوار درست رکھنا یعنی اس کی حد بندی قائم رکھنا۔ پانی کے چشمے صاف رکھنا' تھالی درختوں کی صاف رکھنا' درختوں کو صاف رکھنا' ان کی کانٹ چھانٹ کرنا' کھجور درخت پر سے کاٹنا اور جو اس کے مشابہ کام ہیں یہ اختیار ہے کہ عامل کے واسطے آدھے پھل مقرر کرے یا کم وزیادہ بشرطیکہ دونوں رضامند ہو جائیں۔ زمین کے مالک کو یہ درست نہیں کہ عامل پر کسی نئی چیز کے بنانے کی شرط کرے جیسے باؤلی یا کنواں کھودنے کی یا چشمہ جاری کرنے کی یا اور درخت لگانے کی جس کی جڑیں عامل لے کر آئے یا حوض بنانے کی اس خیال سے کہ باغ کی آمدنی زیادہ ہو جائے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس کی مثال یہ ہے کہ گویا باغ کے مالک نے کسی سے کہا تو میرے لیے ایک گھر بنا دے یا کنواں کھود دے یا چشمہ درست کرا دے یا اور کوئی اس کے بدلے میں۔ میں تجھے اپنے باغ کے پھلوں میں سے آدھا حصہ دوں گا حالانکہ وہ پھل درست نہیں ہوئے نہ اُن کی بہتری کا حال معلوم ہے یہ درست نہیں اس لیے کہ یہ بیع ہے پھلوں کی قبل اُن کی بہتری معلوم ہونے کے اور رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع کیا۔ کہا مالکؒ نے اگر پھل اچھے طور سے نکل آئے ہوں اور اُن کی بہتری کا یقین ہو گیا ہو پھر کوئی شخص اُن پھلوں کے بدلے میں ان کاموں میں سے کوئی کام کرے تو کچھ قباحت نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک مساقاۃ ہر قسم کے میوہ دار درختوں میں سے درست ہے جیسے انگور اور کھجور اور زیتون اور انار اور زرد آلو وغیرہ میں اس شرط سے کہ رب المال آدھے پھل لے یا کم وبیش باقی عامل لے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کھیت کا مالک اس کی خدمت سے عاجز ہو کر کسی سے مساقاۃ کرے تو درست ہے جب کہ کھیتی پھوٹ آئی ہو اور نکل چکی ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جن درختوں میں سے مساقاۃ درست ہے اگر اُن میں پھل لگ چکے ہوں اس طرح کہ ان کی بہتری کا یقین ہو گیا ہو اور اُن کی بیع درست ہو گئی ہو تو اب ان میں مساقات درست نہیں البتہ سال آئندہ کے واسطے درست ہے لیکن اگر ان پھلوں کی بہتری کا یقین نہ ہوا اور بیع کے قابل نہ ہوئے تو ان میں مساقات درست ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ خالی زمین کو مساقات کے طور پر دینا درست نہیں بلکہ کرایہ کو دینا درست ہے اور جو شخص اپنی خالی زمین کسی کو دے اس واسطے کہ زراعت کرے اور ثلث یا ربع اس میں سے زمین کے عوض میں ٹھہرائے تو یہ درست نہیں کیونکہ اس میں دھوکا ہے معلوم نہیں کھیت اُگتا ہے یا نہیں پیک کم ہوتی ہے یا زیادہ۔ بلکہ اس کی مثال یہ ہے ایک شخص کسی کو سفر میں ساتھ چلنے کے لیے نوکر رکھے پھر کہنے لگے میں اس سفر میں جو نفع کماؤں اس کا دسواں حصہ تو لے تو یہ درست نہیں۔

فائدہ: اسی کو مزارعت کہتے ہیں یہ معاملہ اکثر علماء کے نزدیک درست ہے اور ابوحنیفہؒ اور مالکؒ کے نزدیک درست نہیں۔ مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا مخابرہ سے۔ مخابرہ اہل مدینہ کی زبان میں مزارعت کو کہتے ہیں۔ کہا مالکؒ نے کسی شخص کو درست نہیں کہ اپنے تئیں یا اپنی زمین یا اپنی کشتی کرایہ پر دے مگر اُجرت معین معلوم کے بدلے میں اور ایک طائفہ تابعین کا مذہب یہ ہے کہ کشتی یا جانور یا زمین کو کرایہ پر دے سکتا ہے ایک حصے پر اس نفع کے جو کرایہ لینے والے کو اللہ جل جلالہٗ دے۔ (زرقانی)

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ کھجور کے درختوں میں مساقاۃ درست ہوئی اور خالی زمین پر درست نہیں ہوئی کیونکہ خالی زمین والا اپنی زمین کو کرایہ پر دے سکتا ہے اور کھجور والا اپنے پھلوں کو نہیں بیچ سکتا جب تک کہ اس کی بہتری کا یقین نہ ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مساقات دو یا تین چار برس تک یا اس سے کم یا زیادہ درست ہے کھجور کے درختوں میں اور جو اس کی مانند ہو۔

فائدہ: مساقات کی مدت معین ہونا چاہیے بعض علماء کے نزدیک اور ابوثور کے نزدیک جب مدت معین نہ ہو تو ایک سال تک رہے گی اور ظاہر یہ کے نزدیک اگر مدت معین نہ ہو تب بھی مساقات درست ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے خیبر کے یہودیوں سے مساقات کی تھی اور کوئی مدت معین نہیں کی تھی۔ اس صورت میں مالک کو اختیار ہوگا کہ جب چاہے مساقات فسخ کرے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مساقات میں زمین کا مالک عامل سے جو کچھ ٹھہرا ہے اس سے زیادہ نہیں لے سکتا۔ سونا یا چاندی یا اناج یا اور کوئی چیز اس طرح عامل مالک سے زیادہ کچھ نہیں لے سکتا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مضاربت کا بھی یہی حکم ہے اگر مضاربت یا مساقات میں شرط سے زیادہ کچھ ٹھہرے گا تو وہ اجارہ ہوگا اور ایسا اجارہ درست نہیں جس میں دھوکا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کوئی ایسی زمین کی مساقات کرے جس میں درخت بھی ہوں انگور کے یا کھجور کے اور خالی زمین بھی ہو تو اگر خالی زمین ثلث یا ثلث سے کم ہو تو مساقات درست ہے اور اگر خالی زمین زیادہ ہو اور درخت ثلث یا ثلث سے کم میں ہوں تو ایسی زمین کا کرایہ دینا درست ہے مگر مساقات درست نہیں کیونکہ لوگوں کا یہ دستور ہے کہ زمین میں مساقات کیا کرتے ہیں اور اس میں تھوڑی سی زمین خالی بھی رہتی ہے یا کرایہ دیتے ہیں اور تھوڑی سی زمین میں درخت بھی رہتے ہیں یا جس مصحف یا تلوار میں چاندی لگی ہو اس کو چاندی کے بدلے میں بیچنے میں یا ہار یا انگوٹھی کو جس میں سونا بھی ہو سونے کے بدلے میں بیچتے ہیں اور ہمیشہ سے لوگ اس قسم کی خرید وفروخت کرتے چلے آئے ہیں۔ اور اس کی کوئی حد نہیں مقرر کی کہ اس قدر سونا یا چاندی ہو تو حلال ہے اور اس سے زیادہ ہو تو حرام ہے مگر ہمارے نزدیک لوگوں کے عمل درآمد کے موافق یہ حکم ٹھہرا ہے کہ جب مصحف یا تلوار یا انگوٹھی میں سونا چاندی ثلث قیمت کے برابر ہو یا اس سے کم تو اس کی بیع چاندی یا سونے کے بدلے میں درست ہے ورنہ درست نہیں۔

باب الشرط فی الرقیق فی المساقاۃ — غلاموں کی خدمت کی شرط کرنا مساقات میں

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر عامل زمین کے مالک سے یہ شرط کرلے کہ کام کاج کے واسطے جو غلام پہلے مقرر تھے وہ میرے پاس بھی مقرر رکھنا تو اس میں کچھ قباحت نہیں کیونکہ اس میں عامل کی کچھ منفعت نہیں ہے صرف اتنا فائدہ ہے کہ اُن کے ہونے سے عامل کو محنت کم پڑے گی اگر وہ نہ ہوتے تو محنت زیادہ پڑتی۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک مساقاۃ ان درختوں میں ہو کہ جن میں پانی چشموں سے آتا ہے اور ایک مساقاۃ اُن درختوں میں ہو کہ جہاں پانی بھر کر اونٹ پر لانا پڑتا ہے دونوں برابر نہیں ہوسکتیں اس لیے کہ ایک میں محنت زیادہ ہے اور دوسرے میں کم۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ عامل کو یہ نہیں پہنچتا کہ اُن غلاموں سے اور کوئی کام لے یا مالک سے اس کی شرط کرلے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ زمین کے مالک کو یہ درست نہیں کہ جو غلام پہلے سے باغ میں مقرر تھے اُن میں سے کسی غلام کے نکال لینے کی شرط مقرر کرے بلکہ اگر کسی غلام کو نکالنا چاہے تو مساقات کے اول نکال دے اسی طرح اگر کسی کو شریک کرنا چاہے تو مساقات کے اول شریک کرلے بعد اس کے مساقات کرے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر باغ کے غلاموں میں سے کوئی مرجائے یا غائب ہوجائے تو باغ کے مالک کو دوسرا غلام اس کی جگہ پر دینا پڑے گا۔



(36) کتاب کراء الأرض

کتاب زمین کو کرایہ پر دینے کے بیان میں

فائدہ: زمین کو کرایہ پر دینا چاندی یا سونے کے بدلے میں بالاتفاق درست ہے مگر پیداوار کے ایک حصے پر کرایہ دینا جس کو مزارعت اور مخابرت کہتے ہیں مختلف فیہ ہے۔ ابوحنیفہؒ اور مالکؒ کے نزدیک ممنوع ہے اور احمدؒ اور اسحاقؒ اور ابو یوسفؒ اور محمدؒ اور اہل حدیث کے نزدیک درست ہے۔

۱۳۸۲۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ قَالَ حَنْظَلَةُ فَسَأَلْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ فَقَالَ أَمَّا بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ فَلَا بَأْسَ بِهِ۔

حضرت رافع بن خدیج سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا کھیتوں کے کرایہ دینے سے۔ حنظلہ نے کہا میں نے رافع سے پوچھا اگر سونے یا چاندی کے بدلے میں کرایہ کو دے انہوں نے کہا کچھ قباحت نہیں۔

۱۳۸۷۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهِ۔

حضرت سعید بن مسیب سے ابن شہاب نے پوچھا زمین کو کرایہ پر دینا سونے یا چاندی کے بدلے میں درست ہے۔ کہا ہاں کچھ قباحت نہیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۳۸۸۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ سَأَلَ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهَا بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَقُلْتُ لَهُ أَرَأَيْتَ الْحَدِيثَ الَّذِي يُذْكَرُ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ فَقَالَ أَكْثَرَ رَافِعٌ وَلَوْ كَانَ لِي مَزْرَعَةٌ أَكْرَيْتُهَا۔

ابن شہاب نے سالم بن عبداللہ سے پوچھا کہ کھیتوں کا کرایہ دینا کیسا ہے انہوں نے کہا کچھ قباحت نہیں سونے یا چاندی کے بدلے میں۔ ابن شہاب نے کہا کیا تم کو رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی حدیث نہیں پہنچی۔ سالم نے کہا رافع نے زیادتی کی اگر میرے پاس زمین مزروعہ ہوتی تو میں اس کو کرایہ پر دیتا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: (رافع کی حدیث نہیں پہنچی) کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا کھیتوں کو کرایہ پر دینے سے۔

۱۳۸۹۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ تَكَارَى أَرْضًا فَلَمْ تَزَلْ فِي يَدَيْهِ بِكِرَاءٍ حَتَّى مَاتَ قَالَ ابْنُهُ فَمَا كُنْتُ أُرَاهَا إِلَّا لَنَا مِنْ طُولِ مَا مَكَثَتْ فِي يَدَيْهِ حَتَّى ذَكَرَهَا لَنَا عِنْدَ مَوْتِهِ فَأَمَرَنَا بِقَضَاءِ شَيْءٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنْ كِرَائِهَا ذَهَبٍ أَوْ وَرِقٍ۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک زمین کرایہ کو لی ہمیشہ ان کے پاس رہی مرتے دم تک ان کے بیٹے نے کہا ہم اس کو اپنی ملک سمجھتے تھے اس وجہ سے کہ مدت تک ہمارے پاس رہی جب عبدالرحمن مرنے لگے تو انہوں نے کہا کہ وہ کرایہ کی ہے اور

(۱۳۸۶) بخاری (۲۳۲۷) کتاب المزارعة : باب قطع الشجر والنخل، مسلم (۱۵۴۷) أبو داود (۳۳۹۳) ترمذی (۱۳۸٤) نسائی (۳۹۰۰) ابن ماجه (۲٤٥٨) أحمد (١٤٠/٤) رقم (١٧٣٩٠)۔

(۱۳۸۷) **مقطوع صحیح** : بیهقی فی السنن الکبری (۱۳۳/٦) رقم (۱۱۷۳۱)۔

(۱۳۸۸) **مقطوع صحیح** : بیهقی فی السنن الکبری (۱۳۱/٦) رقم (۱۱۷۱۸)۔

(۱۳۸۹) **موقوف ضعیف** : شافعی فی الأم (۲٥/٤) بیهقی فی السنن الکبری (۱۱۹/٦) رقم (۱۱٦٤٨)۔

حکم کیا کرایہ ادا کرنے کا جو اُن پر باقی تھا سونے یا چاندی کی قسم سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔

۱۳۹۰- عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ كَانَ يُكْرِى أَرْضَهُ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ ۔

حضرت عروہ بن الزبیر اپنی زمین کو کرایہ پر دیتے تھے چاندی یا سونے کے بدلے میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا کوئی شخص اپنی زمین کرایہ پر دے اس شرط سے کہ جب اس میں کھجور یا گیہوں یا اور کوئی چیز پیدا ہوگی تو اس قدر لوں گا مثلاً سو صاع۔ مالکؒ نے اس کو مکروہ جانا۔



(37) كتاب الشفعة

کتاب شفعے کے بیان میں

فائدہ: شفعہ کہتے ہیں اس استحقاق کو جو شریک کو حاصل ہوتا ہے زمین یا مکان کے بکنے کے وقت مثلاً ایک مکان یا باغ چار آدمیوں میں مشترک تھا اب ایک شخص نے اُن میں سے اپنا حصہ کسی غیر شخص کے ہاتھ بیچا تو باقی شریکوں کو شفعے کا حق حاصل ہوگا اگر وہ چاہیں تو مشتری کو اتنے دام جتنے کو اس نے خریدا ہے دے کر جبراً وہ حصہ لے لیں۔

باب ما يقع فيه الشفعة — جس چیز میں شفعہ ثابت ہو اس کا بیان

۱۳۹۱- عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعَنْ أَبِى سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِالشُّفْعَةِ فِيمَا لَمْ يُقْسَمْ بَيْنَ الشُّرَكَاءِ فَإِذَا وَقَعَتْ الْحُدُودُ بَيْنَهُمْ فَلَا شُفْعَةَ فِيهِ ۔

حضرت سعید بن مسیب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا شفعہ کا اس چیز میں جو تقسیم نہ ہوئی ہو شریکوں میں جب تقسیم ہو جائے اور حدیں قائم ہو جائیں پھر اس میں شفعہ نہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے اور اس میں کچھ اختلاف نہیں۔

(۱۳۹۰) مقطوع صحيح : شافعي في الأم (٢٥/٤) بيهقي في السنن الكبرى (١٣٣/٦) رقم (١١٧٣١) ۔

(۱۳۹۱) بخاری (٢٢١٤) كتاب البيوع : باب بيع الأرض والدور والعروض ' أبو داود (٣٥١٤) ترمذی (١٣٧٠) ابن ماجه (٢٤٩٩) احمد (٢٩٦/٣) رقم (١٤٢٠٤) نسائی (٤٧٠٤) ۔

فائدہ: احمدؒ اور شافعیؒ اور جمہور علماء کا یہی قول ہے اُن کے نزدیک ہمسایہ کو حق شفعہ نہیں ہے اور ابو حنیفہؒ اور سفیان ثوری کے نزدیک ہمسایہ کو بھی حق شفعہ ہے۔

۱۳۹۲۔ عَنْ مَّالِكٍ إِنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ سُئِلَ عَنِ الشُّفْعَةِ هَلْ فِيهَا مِنْ سُنَّةٍ فَقَالَ نَعَمْ الشُّفْعَةُ فِي الدُّورِ وَالْأَرَضِينَ وَلَا تَكُونُ إِلَّا بَيْنَ الشُّرَكَاءِ ۔

حضرت سعید بن مسیب سے سوال ہوا کہ شفعے میں کیا حکم ہے انہوں نے کہا شفعہ مکان میں اور زمین میں ہوتا ہے اور شفعے کا استحقاق صرف شریک کو ہوتا ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

۱۳۹۳۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ مِثْلُ ذَلِكَ ۔

حضرت سلیمان بن یسار نے بھی ایسا ہی کہا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے مشترک زمین کا ایک حصہ کسی جانور یا غلام کے بدلے میں خریدا اب دوسرا شریک مشتری سے شفعے کا مدعی ہوا لیکن وہ جانور یا غلام تلف ہو گیا اور اس کی قیمت معلوم نہیں۔ مشتری کہتا ہے اس کی قیمت سو دینار تھی اور شفیع کہتا ہے پچاس دینار تھی تو مشتری سے قسم لیں گے اس امر پر کہ اس جانور یا غلام کی قیمت سو دینار تھی۔ بعد اس کے شفیع کو اختیار ہو گا چاہے سو دینار دے کر زمین کے اس حصے کو لے لے چاہے چھوڑ دے البتہ اگر شفیع گواہ لائے اس امر پر کہ اس جانور یا غلام کی قیمت پچاس دینار تھی تو اس کا قول معتبر ہو گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے مشترک گھر یا مشترک زمین کا ایک حصہ کسی کو ہبہ کیا موہوب لہٗ نے واہب کو اس کے بدلے میں کچھ نقد دیا یا کچھ چیز دی تو اور شریک موہوب لہٗ کو اسی قدر نقد یا اس چیز کی قیمت دے کر شفعہ لے لیں گے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے اپنا حصہ مشترک زمین یا مشترک گھر میں ہبہ کیا لیکن موہوب لہٗ نے اس کا بدلہ نہیں دیا تو شفیع کو شفعہ کا استحقاق نہ ہو گا جب موہوب لہٗ بدلہ دے گا تو شفیع موہوب لہٗ کو اس بدلہ کی قیمت دے کر شفعہ لے لے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس شخص نے ایک حصہ مشترک زمین میں سے وعدے پر خریدا اب شریک نے شفعے کا دعویٰ کیا اگر وہ مالدار ہے تو اسی قیمت پر اتنے ہی وعدے پر لے لے گا اگر اس پر بھروسہ نہ ہو وعدے پر دام ادا کرنے کا تو جب وہ ایک معتبر شخص کی ضمانت داخل کرے جو مشتری کے برابر ہو تو شفعہ لے لے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہا اگر بیع کے وقت شفیع غائب ہو تو اس کا شفعہ باطل نہ ہو گا اگرچہ کتنی ہی مدت گزر جائے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ زید مر گیا اور ایک زمین چھوڑ گیا عمرو اور بکر اس کے بیٹے اس زمین کے وارث ہوئے۔ اب عمروؒ سالم اور ناصر دو بیٹے چھوڑ کر مر گیا عمرو کے حصے کی زمین سالم و ناصر میں مشترک ہوئی سالم نے اپنا حصہ بیچ ڈالا تو شفعے کا دعویٰ ناصر کو پہنچے گا نہ کہ بکر کو۔

(۱۳۹۲) مقطوع ضعيف : شافعي في الأم (۲٤٦/۷) بيهقي في الكبرى (۱۰۳/٦) رقم (۱۱٥٦۲) ۔
(۱۳۹۳) مقطوع ضعيف : أيضاً ۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کئی شریکوں کو شفعے کا استحقاق ہو تو ہر ایک ان میں سے اپنے حصے کے موافق مبیع میں سے حصہ لیں گے اگر ایک شخص نے مشترک حصہ خرید کیا اور سب شریکوں نے شفعے کا دعویٰ چھوڑ دیا مگر ایک شریک نے مشتری سے یہ کہا کہ میں اپنے حصے کے موافق تیری زمین سے شفعہ لوں گا۔ مشتری یہ کہے یا تو تو پوری زمین جس قدر میں نے خریدی ہے سب لے لے یا شفعے کا دعویٰ چھوڑ دے تو شفیع کو لازم ہوگا یا تو پورا حصہ مشتری سے لے لے یا شفعے کا دعویٰ چھوڑ دے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک شخص زمین کو خرید کر اس میں درخت لگا دے یا کنواں کھودے پھر ایک شخص اس ذمی کے شفعے کا دعویٰ کرتا ہوا آئے تو اس کو شفعہ نہ ملے گا جب تک کہ مشتری کے کنوئیں اور درختوں کی بھی قیمت نہ دے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس شخص نے مشترک گھر یا زمین میں سے اپنا حصہ بیچا جب بائع کو معلوم ہوا کہ شفیع اپنا شفعہ لے تو اس نے بیع کو فسخ کر ڈالا اس صورت میں شفیع کا شفعہ ساقط نہ ہوگا بلکہ اس قدر دام دے کر جتنے کو وہ حصہ بکا تھا اس حصے کو لے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے ایک حصہ مشترک گھر یا زمین کا اور ایک جانور اور کچھ اسباب ایک ہی عقد میں خرید کیا پھر شفیع نے اپنا حصہ یا شفعہ اس زمین یا گھر میں مانگا مشتری کہنے لگا جتنی چیزیں میں نے خریدی ہیں تو اُن سب کو لے لے کیونکہ میں نے اُن سب کو ایک عقد میں حریدا ہے تو شفیع زمین یا گھر میں اپنا شفعہ لے گا اس طرح پر کہ ان سب چیزوں کی علیحدہ علیحدہ قیمت لگائیں گے اور پھر ثمن کو ہر ایک قیمت پر حصہ رسد تقسیم کریں گے جو حصہ ثمن کا زمین یا مکان کی قیمت پر آئے اس قدر شفیع کو دے کر وہ حصہ زمین یا مکان کا لے لے گا اور یہ ضروری نہیں کہ اس جانور اور اسباب کو بھی لے لے البتہ اگر اپنی خوشی سے لے تو مضائقہ نہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس شخص نے مشترک زمین میں سے ایک حصہ خرید کیا اور سب شفیعوں نے شفعے کا دعویٰ چھوڑ دیا مگر ایک شفیع نے شفعہ طلب کیا تو اس شفیع کو چاہیے کہ پورا حصہ مشتری کا لے لے یہ نہیں ہو سکتا کہ اپنے حصے کے موافق اس میں سے لے لے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر ایک گھر میں چند آدمی شریک ہوں اور ایک آدمی ان میں سے اپنا حصہ بیچے سب شرکاء کی غیبت میں مگر ایک شریک کی موجودگی میں اب جو شریک موجود ہے اس سے کہا جائے تو شفعہ لیتا ہے یا نہیں لیتا۔ وہ کہے بالفعل میں اپنے حصے کے موافق لے لیتا ہوں بعد اس کے جب میرے شریک آئیں گے وہ اپنے حصوں کو خرید کریں گے تو بہتر۔ نہیں تو میں کل شفعہ لے لوں گا تو یہ نہیں ہو سکتا بلکہ جو شریک موجود ہے اس سے صاف کہہ دیا جائے گا یا تو شفعہ کل لے لے یا چھوڑ دے اگر وہ لے لے گا تو بہتر نہیں تو اس کا شفعہ ساقط ہو جائے گا۔

باب ما لا يقع فيه الشفعة — جن چیزوں میں شفعہ نہیں ہے اُن کا بیان

۱۳۹۴۔ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ إِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ فِي الْأَرْضِ فَلَا شُفْعَةَ فِيهَا وَلَا شُفْعَةَ فِي بِئْرٍ وَلَا فِي فَحْلِ النَّخْلِ۔

ابو بکر بن حزم بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا جب زمین میں حدیں پڑ جائیں تو اس میں شفعہ نہ ہوگا اور نہیں شفعہ ہے کنوئیں میں اور نہ کھجور کے نر درخت میں۔

(١٣٩٤) موقوف ضعيف: عبدالرزاق (١٤٣٩٣، ١٤٤٢٦) ابن أبي شيبة (٢٢٧٣٦) بيهقي (١٠٥/٦) رقم (١١٥٧٦) معرفة السنن والآثار (٤٩٣/٤)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: عرب میں ہر شخص کے کھجور کے درخت علیحدہ علیحدہ ہوتے تھے اور نر درخت ایک ہوتا جس میں سب شریک ہوتے تھے ہر ایک اس کا گابھا لیتا اور اپنے مادہ درختوں میں شریک کیا کرتا ان میں سے اگر کوئی شخص اپنے درختوں کو بیچے تو اور درخت والوں کو شفعہ نہ ہوگا اس وجہ سے کہ نر درخت میں شریک ہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ راستے میں شفعہ نہیں ہے خواہ وہ تقسیم کے لائق ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اسی طرح جب ایک مکان کی کوٹھڑیاں تقسیم ہو جائیں پھر اس کے آنگن میں شفعہ نہ ہوگا خواہ وہ تقسیم کے لائق ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مشتری نے خیار کی شرط سے زمین کے ایک حصے کو خریدا تو شفیع کو شفعے کا حق نہ ہوگا جب تک کہ مشتری کا خیار پورا نہ ہو اور وہ اس کو قطعی طور پر نہ لے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے زمین خریدی اور مدت تک اس پر قابض رہا بعد اس کے ایک شخص نے اس زمین میں اپنا حق ثابت کیا تو اس کو شفعہ ملے گا اور جو کچھ زمین میں منفعت ہوئی ہے وہ مشتری کی ہوگی جس تاریخ تک اس کا حق ثابت ہوا ہے کیونکہ وہ مشتری اس زمین کا ضامن تھا اگر وہ تلف ہو جاتی یا اس کے درخت تلف ہو جاتے۔اگر بہت مدت گزر گئی یا گواہ مر گئے یا بائع اور مشتری مر گئے یا وہ زندہ ہیں مگر بیع کو بھول گئے بہت مدت گزرنے کی وجہ سے اس صورت میں اس شخص کو اس کا حق تو ملے گا مگر شفعے کا دعویٰ نہ پہنچے گا۔اگر زمانہ بہت نہیں گزرا ہے اور اس شخص کو معلوم ہوا کہ بائع نے قصداً شفعہ باطل کرنے کے واسطے بیع کو چھپایا ہے تو اصل زمین کی قیمت اور جو اس میں زیادہ ہو گیا ہے اس کی قیمت وہ شخص ادا کر کے شفعہ لے لے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جیسے زندہ کے مال میں شفعہ ہے ویسے میت کے مال میں بھی شفعہ ہے البتہ اگر میت کے وارث اس کے مال کو تقسیم کر لیں پھر بیچیں تو اس میں شفعہ نہ ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک غلام اور لونڈی اور اونٹ اور گائے اور بکری اور جانور اور کپڑے میں شفعہ نہیں ہے نہ اس کنوئیں میں جس کے متعلق زمین نہیں ہے کیونکہ شفعہ اس زمین میں ہوتا ہے جو تقسیم کے قابل ہے اور اس میں حدود ہوتے ہیں زمین کی قسم سے جو چیز ایسی نہیں ہے اس میں شفعہ بھی نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے ایسی زمین خریدی جس میں لوگوں کو حق شفعہ پہنچتا ہے تو چاہیے کہ شفیعوں کو حاکم کے پاس لے جائے یا شفعہ لیں یا چھوڑ دیں اگر مشتری شفیعوں کو حاکم کے پاس نہیں لے گیا لیکن ان کو خریدنے کی خبر ہو گئی تھی اور انہوں نے مدت شفعہ کا دعویٰ نہ کیا بعد اس کے دعویٰ کیا تو مسموع نہ ہوگا۔



(38) كتاب الأقضية

کتاب حکموں کے بیان میں

باب الترغيب في القضاء بالحق — سچ حکم کرنے کا بیان

۱۳۹۵۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ فَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَأَقْضِيَ لَهُ عَلَى نَحْوِ مَا أَسْمَعُ مِنْهُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِشَيْءٍ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ فَلَا يَأْخُذَنَّ مِنْهُ شَيْئًا فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ))۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی بشر ہوں اور تم میرے پاس لڑتے جھگڑتے آتے ہو شاید تم میں سے کوئی باتیں بنا کر اپنے دعوے کو ثابت کرے پھر میں اس کے موافق فیصلہ کروں اس کے کہنے پر تو جس شخص کو میں اس کے بھائی کا حق دلا دوں وہ نہ لے کیونکہ میں ایک انگارہ آگ کا اس کو دلاتا ہوں۔

فائدہ: یعنی جیسے اور لوگوں کو غیب کا حال معلوم نہیں ظاہر پر حکم کرتے ہیں ویسا ہی مجھ کو ہر ایک بات غیب کی معلوم نہیں اس حدیث سے رد ہو گیا اُن لوگوں کا جو سمجھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر بات غیب کی معلوم تھی۔ (زرقانی)

فائدہ: (میں چرب زبان کے حق میں فیصلہ دے دوں) اس کو سچا سمجھ کر اور درحقیقت وہ جھوٹا ہو۔

فائدہ: (جسے اس کے بھائی کا حق دلا دوں وہ نہ لے) یعنی میرے حکم دینے کی وجہ سے یہ نہ سمجھے کہ غیر کا حق اڑا لینا درست ہو گیا بلکہ اگر وہ جھوٹا ہے تو فیصلہ ہو جانے کے بعد بھی اللہ سے ڈرے اور اپنے بھائی کا بال یا حق نہ دبائے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قاضی کی قضاء ظاہر میں نافذ ہوتی ہے نہ کہ باطن میں۔ یہی مذہب ہے ائمہ ثلاثہ کا مگر ابوحنیفہؒ کے نزدیک معاملات میں جیسے نکاح اور بیع اور شراء اور طلاق میں قاضی کا حکم باطن میں بھی ہو سکتا ہے مثلاً ایک عورت نے جھوٹ موٹ گواہ قائم کر دیئے نکاح پر اور قاضی نے نکاح کا حکم کر دیا تو مرد کو اس عورت سے جماع درست ہو جائے گا یا عورت نے جھوٹ موٹ طلاق کے اوپر گواہ قائم کر دیئے اور قاضی نے طلاق کا حکم کر دیا تو اس عورت کو دوسرے مرد سے نکاح کا درست ہو جائے گا۔ یہ قول ابوحنیفہؒ کا احادیث صحیحہ کے برخلاف ہے۔

۱۳۹۶۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اخْتَصَمَ إِلَيْهِ مُسْلِمٌ وَيَهُودِيٌّ فَرَأَى عُمَرُ أَنَّ الْحَقَّ

(۱۳۹۵) مسلم (۱۷۱۳) كتاب الأقضية : باب الحكم بالظاهر واللحن بالحجة ' أبو داود (۳۵۸۳) ترمذی (۱۳۳۹) نسائی (۵۴۰۱) ابن ماجه (۲۳۱۷) أحمد (۲۰۳/٦) رقم (۲٦۱۸۹)۔

(۱۳۹٦) موقوف صحيح : ترمذی (۱۳۳۰) كتاب الأحكام : باب ما جاء في الامام العادل ' ابن ماجه (۲۳۱۲) أبو داود (۳۵۷۸) ابن ماجه (۲۳۰۹) احمد (۱۱۸/۳) رقم (۱۲۲۰۸)۔

لِلْيَهُودِيِّ فَقَضَى لَهُ فَقَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ وَاللَّهِ لَقَدْ قَضَيْتَ بِالْحَقِّ فَضَرَبَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِالدِّرَّةِ ثُمَّ قَالَ وَمَا يُدْرِيكَ فَقَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ إِنَّا نَجِدُ أَنَّهُ لَيْسَ قَاضٍ يَقْضِي بِالْحَقِّ إِلَّا كَانَ عَنْ يَمِينِهِ مَلَكٌ وَعَنْ شِمَالِهِ مَلَكٌ يُسَدِّدَانِهِ وَيُوَفِّقَانِهِ لِلْحَقِّ مَا دَامَ مَعَ الْحَقِّ فَإِذَا تَرَكَ الْحَقَّ عَرَجَا وَتَرَكَاهُ۔

سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کے پاس ایک یہودی اور ایک مسلمان لڑتے ہوئے آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہودی کی طرف حق معلوم ہوا انہوں نے اس کے موافق فیصلہ کیا پھر یہودی بولا قسم خدا کی تم نے سچا فیصلہ کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو دُرے سے مارا۔ اور کہا تجھے کیونکر معلوم ہوا۔ یہودی نے کہا ہماری کتابوں میں لکھا ہے جو حاکم سچا فیصلہ کرتا ہے اس کے داہنے ایک فرشتہ ہوتا ہے اور بائیں ایک فرشتہ دونوں اس کو مضبوط کرتے ہیں اور سیدھی راہ بتلاتے ہیں جب تک کہ وہ حاکم حق پر جما رہتا ہے جب حق چھوڑ دیتا ہے وہ فرشتے بھی اس کو چھوڑ کر آسمان پر چڑھ جاتے ہیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: (اس کو دُرے سے مارا) اس واسطے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خوشامد بُری معلوم ہوئی کیونکہ انہوں نے خدا کے واسطے فیصلہ کیا نہ یہ کہ لوگ تعریف کریں۔

فائدہ: یہودی کو معلوم تھا کہ حق کس طرف ہے کیونکہ وہ صاحب مقدمہ تھا پھر یہ کہنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کہ تجھے کیونکہ معلوم ہوا ذہن نشین نہیں ہوتا مگر ایک روایت میں ہے کہ یہودی نے یہ کہا قسم خدا کی دو فرشتے جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام تمہاری زبان پر بات کرتے ہیں۔ اور تمہارے داہنے بائیں ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے دُرے سے مارا اور کہا تجھے کیونکر معلوم ہوا اس صورت میں یہ سوال صحیح ہوگا۔

باب الشهادات — گواہیوں کا بیان

١٣٩٧۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ الشُّهَدَاءِ الَّذِي يَأْتِي بِشَهَادَتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا أَوْ يُخْبِرُ بِشَهَادَتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا))۔

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا نہ خبر دوں میں تم کو سب سے بہتر گواہ کی جو گواہی دیتا ہے قبل اس کے کہ پوچھا جائے اس سے۔

فائدہ: یعنی حقوق اللہ میں جیسے طلاق عتاق وقف ہیں یا جب مدعی سچا ہو اور اس کو گواہ نہ ملتا ہو اور کسی شخص کو اس کے حق کا حال معلوم ہو وہ شخص خود بخود جا کر حاکم کے پاس گواہی دے تاکہ اس کا حق تلف نہ ہو اس قسم کی گواہی ثواب ہے اور یہ حدیث اس حدیث کے مخالف نہیں کہ ایک قوم ایسی پیدا ہوگی جو گواہی دیں گے قبل پوچھے جانے کے کیونکہ اس حدیث میں مراد جھوٹی گواہی ہے یا گواہ سے قسم مقصود ہو یعنی قسم کھائیں گے قبل قسم لینے کے۔ بعضوں نے اس حدیث کے معنی یہ کیے ہیں کہ مجرد پوچھے جانے کے گواہی دیں گے اور یہ جو کہا قبل پوچھے جانے کے گواہی

(١٣٩٧) مسلم (١٧١٩) كتاب الأقضية : باب بيان خير الشهود، أبو داود (٣٥٩٦) ترمذی (٢٢٩٥) نسائی فی الكبرى (٢٠٢٩) أحمد (١١٥/٤١) رقم (١٧١٦٦)۔

دیں گے مبالغہ اور مجاز کے طور پر ہے۔

۱۳۹۸۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ قَالَ قَدِمَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَقَالَ لَقَدْ جِئْتُكَ لِأَمْرٍ مَا لَهُ رَأْسٌ وَلَا ذَنَبٌ فَقَالَ عُمَرُ مَا هُوَ قَالَ شَهَادَاتُ الزُّورِ ظَهَرَتْ بِأَرْضِنَا فَقَالَ عُمَرُ أَوَ قَدْ كَانَ ذَلِكَ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ عُمَرُ وَاللَّهِ لَا يُؤْسَرُ رَجُلٌ فِي الْإِسْلَامِ بِغَيْرِ الْعُدُولِ ۔

حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمن سے روایت ہے کہ ایک شخص عراق کا رہنے والا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور بولا میں تمہارے پاس اس کام کو آیا ہوں جس کا سر پیر کچھ نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا ہے اس نے کہا جھوٹی گواہیاں ہمارے ملک میں بہت پھیل گئی ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا سچ اس نے کہا ہاں تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اب کوئی شخص مسلمان قید نہ کیا جائے گا بغیر معتبر گواہوں کے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی بہت کثرت سے ہے۔

۱۳۹۹۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ خَصْمٍ وَلَا ظَنِينٍ ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں درست ہے گواہی دشمن کی اور متہم کی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

باب القضاء في شهادة المحدود جس کو حد قذف پڑی ہو اس کی گواہی کا بیان

۱۴۰۰۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ وَغَيْرِهِ أَنَّهُمْ سُئِلُوا عَنْ رَجُلٍ جُلِدَ الْحَدَّ أَتَجُوزُ شَهَادَتُهُ فَقَالُوا نَعَمْ إِذَا ظَهَرَتْ مِنْهُ التَّوْبَةُ ۔

حضرت سلیمان بن یسار وغیرہ سے سوال ہوا کہ ایک شخص کو حد قذف پڑی پھر اس کی گواہی درست ہے انہوں نے کہا ہاں جب وہ توبہ کرلے اور اس کی توبہ کی سچائی اس کے اعمال سے معلوم ہو جائے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۴۰۱۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ يُسْأَلُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ ۔

(۱۳۹۸) موقوف ضعیف: بیهقی (۱۰/۱۶۶) رقم (۲۰۶۳۱) ۔

(۱۳۹۹) موقوف ضعیف: بیهقی (۱۰/۲۰۱) رقم (۲۰۸۶۱) ۔

(۱٤۰۰) مقطوع ضعیف: بیهقی (۱۰/۱۵۳) رقم (۲۰۵۵٦) ۔

(۱٤۰۱) مقطوع صحیح: بیهقی (۱۰/۱۵۳) ضمن الحدیث (۲۰۵۵٦) ۔

حضرت ابن شہاب سے بھی یہی سوال ہوا انہوں نے بھی ایسا ہی کہا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا جو لوگ تہمت لگاتے ہیں نیک بخت بیبیوں کو پھر چار گواہ نہیں لاتے اُن کو اسی (۸۰) کوڑے مارو پھر کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو وہی گنہگار ہیں مگر جو لوگ توبہ کریں بعد اس کے اور نیک ہو جائیں تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے پس جو شخص حد قذف لگایا جائے پھر توبہ کرے اور نیک ہو جائے اس کی گواہی درست ہے۔

فائدہ: یہی مذہب ہے شافعیؒ اور احمدؒ اور اکثر علماء کا اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک محدود فی القذف کی شہادت کبھی درست نہیں ہے اگرچہ توبہ بھی کرلے۔

باب القضاء باليمين مع الشاهد ایک گواہ اور قسم پر فیصلہ کرنے کا بیان

فائدہ: یعنی جب مدعی کے پاس ایک ہی گواہ ہو تو قاضی مدعی سے قسم لے کر ایک گواہ اور ایک قسم پر مدعی کا حق ثابت کردے اور قسم اس کی قائم مقام دوسرے گواہ کے ہوگی یہی مذہب ہے ائمہ ثلاثہ اور جمہور علماء کا اور ابوحنیفہؒ اور ثوریؒ اور اوزاعیؒ کے نزدیک ایک گواہ اور قسم پر فیصلہ نہیں ہوسکتا جب تک کہ دو گواہ نہ ہوں لیکن متعدد روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شاہد اور قسم پر فیصلہ کیا۔

۱۴۰۲۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْبَاقِرِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ ۔

حضرت محمد باقر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ کیا ایک قسم اور ایک گواہ پر۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۴۰۳۔ عَنِ الْأَعْرَجِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ إِلَى عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ وَهُوَ عَامِلٌ عَلَى الْكُوفَةِ أَنْ اقْضِ بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ ۔

اعرج بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے لکھا عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کو اور وہ عامل تھے کوفہ کے کہ ایک قسم اور ایک گواہ پر فیصلہ کیا کر۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۴۰۴۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ سُئِلَا هَلْ يُقْضَى بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ فَقَالَا نَعَمْ ۔

(۱٤۰۲) **صحیح** : ترمذی (۱۳٤٥) کتاب الأحکام : باب ما جاء فی الیمین مع الشاهد ' ابن ماجه (۲۳٦۹) احمد (۳۰٥/۳) رقم (۱٤۳۲۹) الشافعی فی المسند (۳۸٤/۲) ۔

(۱٤۰۳) **مقطوع صحیح** : ابن ابی شیبة (۲۲۹۹۰ ' ۳٦۳۰۸) بیهقی فی الکبری (۱۷۳/۱۰ ' ۱۷٤) ۔

(۱٤۰٤) **مقطوع ضعیف** : بیهقی فی الکبری (۱۷٤/۱۰) رقم (۲۰٦۸۳) ۔

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور سلیمان بن یسار سے سوال ہوا کہ ایک گواہ اور ایک قسم پر فیصلہ کرنا درست ہے انہوں نے کہاہاں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کوانقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہاہے۔اورشیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہاہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جب مدعی کے پاس ایک گواہ ہوتو اس کی گواہی لے کر مدعی کوقسم دیں گے اگر وہ قسم کھالے گا تو بری ہوجائے گا اگر وہ قسم کھانے سے انکار کرے تو مدعی کا دعویٰ اس پر ثابت ہوجائے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک قسم اور ایک گواہ سے فیصلہ کرنا صرف اموال کے دعوے میں ہوگا اور حدود اور نکاح اور طلاق اور عتاق اور سرقہ اور قذف میں ایک گواہ اور ایک قسم پر فیصلہ کرنا درست نہیں اور جس شخص نے عتاق کو اموال کے دعوے میں داخل کیا اس نے غلطی کی کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو غلام جب ایک گواہ لاتا اس امر پر کہ مولیٰ نے اس کو آزاد کردیا ہے تو چاہیے تھے کہ غلام سے حلف لے کر اس کو آزاد کردیتے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ جب غلام اپنی آزادی پر ایک گواہ لائے تو اس کے مولیٰ سے حلف لیں گے اگر حلف کرلے گا تو آزادی ثابت نہ ہوگی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اسی طرح اگر عورت ایک گواہ لائے اس امر پر کہ اس کے خاوند نے اس کو طلاق دی تو خاوند سے قسم لیں گے اگر وہ قسم کھائے اس امر پر کہ میں نے طلاق نہیں دی تو طلاق ثابت نہ ہوگی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر طلاق اور عتاق میں جب ایک گواہ ہوتو خاوند اور مولیٰ پر قسم لازم آئے گی کیونکہ عتاق ایک حد شرعی ہے جس میں عورتوں کی گواہی درست نہیں اس لیے کہ غلام جب آزاد ہوجاتا ہے تو اس کی حرمت ثابت ہوجاتی ہے اور اس کی حدیں اوروں پر پڑتی ہیں اور اوروں کی حدیں اس پر پڑتی ہیں اگر وہ زنا کرے اور محصن ہوتو رجم کیا جائے گا اگر اس کو کوئی مارڈالے تو قاتل بھی مارا جائے گا اور اس کے وارثوں کو میراث کا استحقاق حاصل ہوگا۔اگر کوئی حجت کرنے والا یہ کہے کہ مولیٰ جب غلام کو آزاد کردے پھر ایک شخص اپنا قرضہ مولیٰ سے مانگنے آئے اور ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے اپنا قرضہ ثابت کرے تو مولیٰ پر قرضہ ثابت ہوجائے گا اگر مولیٰ کے پاس سوائے اس غلام کے کوئی مال نہ ہوگا تو اس غلام کی آزادی فسخ کرڈالیں گے اس سے یہ بات نکالی کہ عورتوں کی گواہی عتاق میں درست ہے تو یہ نہیں ہوسکتا کیونکہ عورتوں کی گواہی قرضے کے اثبات میں معتبر ہوئی نہ کہ عتاق میں اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص اپنے غلام کو آزاد کردے پھر اس کا قرض خواہ ایک گواہ اور ایک قسم سے اپنا قرضہ مولیٰ پر ثابت کردے اور اس کی وجہ سے آزادی فسخ کی جائے یا مولیٰ پر قرضے کا دعویٰ کرے اور گواہ نہ رکھتا ہو تو مولیٰ سے قسم لی جائے اور وہ انکار کرے تو مدعی سے قسم لے کر اس کا قرضہ ثابت کردیا جائے اور آزادی فسخ کی جائے اسی طرح ایک شخص نکاح کرے لونڈی سے پھر لونڈی کا مولیٰ خاوند سے کہنے لگے کہ تو نے اور فلاں شخص نے مل کر میری اس لونڈی کو اتنے دینار میں خرید کیا ہے اور خاوند انکار کرے تو مولیٰ ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ لائے اپنے قول پر اس صورت میں بیع ثابت ہوجائے گی اور وہ لونڈی خاوند پر حرام ہو جائے گی اور نکاح فسخ ہوجائے گا حالانکہ طلاق میں عورتوں کی گواہی درست نہیں۔

فائدہ: کیونکہ وہ لونڈی مشترک ہوگئی دو شخصوں میں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اسی طرح اگر ایک شخص قذف کرے ایک شخص کو پھر ایک مرد یا دو عورتیں گواہی دیں کہ جس شخص کو قذف کیا ہے وہ غلام ہے تو قاذف کے ذمہ سے حد ساقط ہوجائے گی حالانکہ قذف میں شہادت عورتوں کی درست نہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ یہ بھی اس کی مثال ہے کہ دو عورتیں گواہی دیں بچے کے رونے پر تو اس بچے کے لیے میراث ثابت ہو جائے گی اور جو بچہ مر گیا ہوگا تو اس کے وارثوں کو میراث ملے گی حالانکہ ان دو عورتوں کے ساتھ نہ کوئی مرد ہے نہ قسم ہے اور کبھی میراث کا مال کثیر ہوتا ہے جیسے سونا چاندی زمین باغ غلام وغیرہ اگر یہی دو عورتیں ایک درہم پر یا اس سے کم پر بھی گواہی دیں تو اُن کی گواہی سے کچھ ثابت نہ ہوگا جب تک کہ اُن کے ساتھ ایک مرد یا ایک قسم نہ ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ بعضے لوگ یہ کہتے ہیں کہ ایک قسم اور ایک گواہ سے حق ثابت نہیں ہوتا بہ سبب قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَإِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ﴾ الآیۃ توجحت اُن لوگوں پر یہ ہے کہ آیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر ایک شخص نے دعویٰ کیا ایک شخص پر مال کا کیا نہیں حلف لیا جاتا مدعیٰ علیہ سے تو اگر حلف کرتا ہے باطل ہو جاتا ہے اس سے یہ حق اگر نکول کرتا ہے پھر حلف دلاتے ہیں صاحب حق کو تو یہ امر ایسا ہے کہ نہیں ہے اختلاف اس میں کسی کا لوگوں میں سے اور نہ کسی شہر میں شہروں میں سے تو کس دلیل سے نکالا ہے اس کو اور کس کتاب اللہ میں پایا ہے اس مسئلے کو تو جب اس امر کو اقرار کرے تو ضرور ہی اقرار کرے یمین مع الشاہد کا اگر چہ نہیں ہے یہ کتاب اللہ میں مگر حدیث میں تو موجود ہے آدمی کو چاہیے کہ ٹھیک راستہ پہچانے اور دلیل کا موقع دیکھے اس صورت میں اگر خدا چاہے گا تو اس کی مشکل حل ہو جائے گی۔

باب القضاء فيمن هلك وله دين وعليه دين له فيه شاهد واحد

ایک شخص مر جائے اور اس کا قرض لوگوں پر ہو جس کا ایک گواہ ہو اور لوگوں کا قرض اس پر ہو جس کا ایک گواہ ہو تو کس طرح فیصلہ کرنا چاہیے

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص مر جائے اور وہ لوگوں کا قرض دار ہو جس کا ایک گواہ ہو اور اس کا بھی قرض ایک پر آتا ہو اس کا بھی ایک گواہ ہو اور اس کے وارث قسم کھانے سے انکار کریں تو قرض خواہ قسم کھا کر اپنا قرضہ وصول کریں اگر کچھ بچ رہے گا وہ وارثوں کو نہ ملے گا کیونکہ انہوں نے قسم نہ کھا کر اپنا حق آپ چھوڑ دیا مگر جب وارث یہ کہیں کہ ہم کو معلوم نہ تھا کہ قرض میں سے کچھ بچ رہے گا اسی واسطے ہم نے قسم نہیں کھائی اور حاکم کو معلوم ہو جائے کہ وارثوں نے اسی واسطے قسم نہ کھائی تھی تو اس صورت میں وارث قسم کھا کر جو کچھ مال بچ رہا ہے اس کو لے سکتے ہیں۔

باب القضاء في الدعوى — دعوے کے فیصلے کا بیان

۱۴۰۵۔ عَنْ جَمِيلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُؤَذِّنِ أَنَّهُ كَانَ يَحْضُرُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَهُوَ يَقْضِي بَيْنَ النَّاسِ فَإِذَا جَاءَهُ الرَّجُلُ يَدَّعِي عَلَى الرَّجُلِ حَقًّا نَظَرَ فَإِنْ كَانَتْ بَيْنَهُمَا مُخَالَطَةٌ أَوْ مُلَابَسَةٌ أَحْلَفَ الَّذِي ادُّعِيَ عَلَيْهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ مِنْ ذَلِكَ لَمْ يُحَلِّفْهُ۔

حضرت جمیل بن عبدالرحمٰن عمر بن عبدالعزیز کے پاس آیا کرتے تھے جب وہ فیصلہ کرتے تھے لوگوں کا جو شخص کسی پر دعویٰ کرے گو مدعی اور مدعا علیہ میں یکجائی اور تعلق اور ارتباط معلوم ہوتا تو مدعا علیہ سے حلف لیتے ورنہ حلف نہ لیتے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **حسن** کہا ہے۔

فائدہ: عمر بن عبدالعزیز اور اکثر علمائے مدینہ کا مذہب یہی ہے کہ جب مدعی علیہ مدعی سے کچھ علاقہ نہ رکھتا ہو نہ جان پہچان نہ معاملہ نہ اتحاد تو مدعی علیہ سے حلف لینا ضروری نہیں لیکن جمہور علماء اور ائمہ ثلاثہ اس کے برخلاف ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ جب مدعی علیہ منکر ہو اور مدعی کے پاس گواہ نہ ہو تو مدعی علیہ سے قسم لی جائے گی۔ زرقانی نے کہا مالکؒ نے یہ مذہب اس واسطے اختیار کیا کہ اگر مدعی علیہ سے عموماً حلف لیا جائے تو ہر شخص ذلت دینے کے خیال سے شریف اور بھلے آدمیوں سے حلف لیا کرے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے جو شخص دعویٰ کرے دوسرے پر تو دیکھا جائے گا اگر مدعی کو مدعی علیہ سے ملاپ اور تعلق معلوم ہوگا تو مدعی علیہ سے حلف لیں اگر حلف کر لے گا مدعی کا دعویٰ باطل ہوگا اگر انکار کرے تو پھر مدعی سے حلف لیں گے اگر وہ حلف کر لے تو اپنا حق لے لے گا۔

باب القضاء في شهادة الصبيان — لڑکوں کی گواہی کا بیان

۱۴۰۶۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانَ يَقْضِي بِشَهَادَةِ الصِّبْيَانِ فِيمَا بَيْنَهُمْ مِنَ الْجِرَاحِ۔

حضرت ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ لڑکوں کی گواہی پر حکم کرتے تھے ان کے آپس کی مار پیٹ کے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ لڑکے لڑ کر ایک دوسرے کو زخمی کریں تو ان کی گواہی درست ہے لیکن لڑکوں کی گواہی اور مقدمات میں درست نہیں ہے یہ بھی جب درست ہے کہ لڑ لڑا کر جدا نہ ہو گئے ہوں مگر نہ کیا ہو اگر جدا جدا چلے گئے ہوں تو پھر ان کی گواہی درست نہیں ہے مگر جب عادل لوگوں کو اپنی شہادت پر شاہد کر گئے ہوں۔

فائدہ: ائمہ ثلاثہ اور جمہور علماء کے نزدیک لڑکوں کی گواہی کسی مقدمے میں درست نہیں ہے۔

باب الحنث على منبر النبي ﷺ — رسول اللہ ﷺ کے منبر پر جھوٹی قسم کھانے کا بیان

۱۴۰۷۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ حَلَفَ عَلَى مِنْبَرِي آثِمًا تَبَوَّأَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ))۔

(١٤٠٥)مقطوع حسن: بيهقي (١٠/٢٥٣) رقم (٢١٢٠٩) بخارى فى التاريخ الكبير (٢/٢١٥)۔

(١٤٠٦)موقوف صحيح: بيهقي فى الكبرى (١٠/١٦٢) رقم (٢٠٦١٢)۔

(١٤٠٧)صحيح: أبو داود (٣٢٤٦) كتاب الأيمان والنذور: باب ما جاء فى تعظيم اليمين عند منبر النبي، نسائى فى الكبرى (٦٠١٨) ابن ماجه (٢٣٢٥) أحمد (٣/٣٤٤) ابو يعلى (٣/٣١٧)۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میرے منبر پر جھوٹی قسم کھائے اس نے اپنا ٹھکانہ بنالیا جہنم میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تغلیظ قسم کی مسجد یا مکان سے درست ہے، جمہور علماء کا یہی مذہب ہے۔

۱۴۰۸۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِءٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينِهِ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَأَوْجَبَ لَهُ النَّارَ)) قَالُوا وَإِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيرًا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((وَإِنْ كَانَ قَضِيبًا مِنْ أَرَاكٍ وَإِنْ كَانَ قَضِيبًا مِنْ أَرَاكٍ وَإِنْ كَانَ قَضِيبًا مِنْ أَرَاكٍ قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ)) ۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بھائی مسلمان کا حق اُڑا لے۔ جھوٹی قسم کھا کر تو اللہ جنت کو اس پر حرام کرے گا اور جہنم اس کے لیے ضروری کرے گا۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! اگر چہ وہ حق تھوڑا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چہ ایک شاخ ہو پیلو کی اگر چہ ایک شاخ ہو پیلو کی اگر چہ ایک شاخ ہو پیلو کی' تین بار فرمایا۔

فائدہ: مبالغہ اور زجر (دھمکی) کے واسطے یعنی قلیل کثیر میں فرق نہیں حقوق العباد تھوڑے ہوں یا بہت ان کا معاف ہونا دشوار ہے اور قید مسلمانوں کی اتفاقی ہے۔ کافر کا مال بھی ناحق اڑا لینا یہی حکم رکھتا ہے اگر کسی سے ایسا ہو جائے تو وہ مال ادا کر کے پھر استغفار کرے۔

باب جامع ما جاء في اليمين على المنبر — منبر پر قسم کھانے کا بیان

۱۴۰۹۔ عَنْ أَبِي غَطَفَانَ بْنَ طَرِيفٍ الْمُرِّيِّ يَقُولُ اخْتَصَمَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيُّ وَابْنُ مُطِيعٍ فِي دَارٍ كَانَتْ بَيْنَهُمَا إِلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ وَهُوَ أَمِيرٌ عَلَى الْمَدِينَةِ فَقَضَى مَرْوَانُ عَلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ بِالْيَمِينِ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ أَحْلِفُ لَهُ مَكَانِي قَالَ فَقَالَ مَرْوَانُ لَا وَاللَّهِ إِلَّا عِنْدَ مَقَاطِعِ الْحُقُوقِ قَالَ فَجَعَلَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ يَحْلِفُ أَنَّ حَقَّهُ لَحَقٌّ وَيَأْبَى أَنْ يَحْلِفَ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ فَجَعَلَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ يَعْجَبُ مِنْ ذَلِكَ ۔

حضرت ابوغطفان (سعد) بن طریف سے روایت ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ نے جھگڑا کیا ایک گھر میں جو دونوں میں مشترک تھا تو لے گئے مقدمہ مروان بن حکم کے پاس وہ ان دنوں میں حاکم تھا مدینہ کا مروان نے فیصلہ کیا اس بات

(۱۴۰۸) مسلم (۱۳۷) کتاب الأیمان : باب وعید من اقتطع حق مسلم بیمین فاجرة بالنار ' نسائی (۵۴۱۹) ابن ماجه (۲۳۲۴) أحمد (۲۶۰/۵) رقم (۲۲۵۹۴) دارمی (۲۶۰۳) ۔

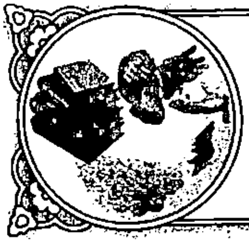
(۱۴۰۹) **موقوف صحیح**: بخاری (قبل الحدیث / ۲۶۷۳) کتاب الشهادات : باب الیمین علی المدعی علیه فی الأموال والحدود ' بیهقی (۱۷۷/۱۰) معرفة السنن والآثار (۴۱۳/۷) ۔

پر کہ زید بن ثابت قسم کھائے منبر شریف پر۔ زید نے کہا میں اپنی جگہ پر قسم کھاؤں گا مروان نے کہا نہیں وہیں قسم کھاؤ جہاں لوگوں کے قضیے چکتے ہیں (منبر شریف پر) تو زید بن ثابت قسم کھاتے تھے میں سچا ہوں لیکن منبر پر قسم کھانے سے انکار کرتے تھے اور مروان کو تعجب ہوتا تھا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ربع دینار یعنی تین درہم سے کم میں منبر پر حلف نہ لیا جائے گا۔

فائدہ: اور شافعیؒ کے نزدیک بیس دینار سے کم میں حلف منبر پر نہ لیا جائے گا۔



(39) کتاب الرھن

کتاب گروی رکھنے کے بیان میں

باب ما لا یجوز من غلق الرھن — رہن کا روکنا درست نہیں ہے

فائدہ: گروی لینے والے کو مرتہن اور رکھنے والے کو راہن اور اس شے کو رہن اور مرہون بولتے ہیں۔

۱۴۱۰۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَغْلَقُ الرَّهْنُ))۔

حضرت سعید بن میتب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہ روکی جائے گی رہن۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس کی تفسیر یہ ہے کہ ایک شخص سو روپے کا مال پچھتر روپے میں گروی رکھے اور یہ کہہ دے کہ اگر اتنی مدت تک میں نہ چھڑاؤں تو یہ مال تیرا ہو جائے گا یہ درست نہیں ہے اگر ایسا کہے بھی تو جب راہن زرِ رہن ادا کرے مرتہن کو وہ مال دینا پڑے گا اور شرط لغو ہو جائے گی۔

باب القضاء فی رھن الثمر والحیوان — پھلوں اور جانوروں کے رہن کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص باغ رہن کرے ایک میعاد معین پر تو جو پھل اس باغ میں رہن سے پہلے نکل چکے تھے وہ رہن نہ ہوں گے مگر جس صورت میں مرتہن نے شرط کر لی ہو تو وہ پھل بھی رہن رہیں گے اور جو کوئی شخص حاملہ لونڈی کو رہن رکھے یا بعد رہن کے وہ حاملہ ہو جائے تو اس کا بچہ بھی اس کے ساتھ رہن رہے گا یہی فرق ہے پھل اور بچے میں اس واسطے کہ پھل بیع میں بھی داخل نہیں ہوتے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس شخص نے کھجور کے درخت بیچے تو پھل بائع کو ملیں گے مگر جب مشتری شرط کر لے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے اگر کوئی لونڈی یا جانور بیچے اور اس کے پیٹ میں بچہ ہو تو وہ بچہ مشتری کا ہوگا خواہ مشتری اس کی شرط لگائے یا نہ لگائے تو کھجور کا درخت جانور کی مانند نہیں نہ پھل کھجور کے بچے کے مانند ہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ یہ بھی اس کی دلیل ہے کہ آدمی درخت کے پھلوں کو رہن کر سکتا ہے بغیر درختوں کے اور یہ نہیں ہو سکتا کہ پیٹ کے بچے کو رہن کرے بغیر اس کی ماں کے آدمی ہو یا جانور۔

(١٤١٠) **ضعیف**: ابن ماجه (٢٤٤١) كتاب الأحكام: باب لا يغلق الرهن' بيهقى (٣٩/٦) رقم (١١٢١٩) ابوداود فى المراسيل (١٨٦) الشافعى فى الام (١٦٧/٣)۔

باب القضاء فى الرهن من الحيوان　　جانور کو رہن رکھنے کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ شے مرہون اگر ایسی ہو جس کا تلف ہونا معلوم ہو جائے جیسے زمین اور گھر اور جانور تو اس صورت میں شے مرہون کے تلف ہونے سے مرتہن کا کچھ حق کم نہ ہوگا بلکہ راہن کو نقصان ہوگا اور جو شے مرہون ایسی ہو جس کا تلف ہونا صرف مرتہن کے کہنے سے معلوم ہو (جیسے سونا چاندی وغیرہ) تو مرتہن اس کی قیمت کا ضامن ہوگا (جس صورت میں گواہ نہ رکھتا ہو اس کے تلف ہونے کا) اب اگر راہن اور مرتہن زرِ رہن میں اختلاف کریں تو مرتہن سے کہا جائے گا تو خلفاً شے مرہون کے اوصاف اور زرِ رہن کو بیان کر جب وہ بیان کرے گا تو نگاہ والے لوگ اس شے کی قیمت مرتہن نے جو اوصاف بیان کیے ہیں ان کے لحاظ سے لگائیں گے۔ اگر قیمت زرِ رہن سے زیادہ ہو تو رہن جس قدر زیادہ ہے مرتہن سے وصول کرلے گا اگر قیمت زرِ رہن سے کم ہو تو راہن سے حلف لیں گے اگر وہ حلف کرلے گا تو جس قدر مرتہن نے زرِ رہن قیمت سے زیادہ بیان کیا ہے وہ اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا اور جو حلف سے انکار کرے تو اس قدر مرتہن کو ادا کرے گا اگر مرتہن نے کہا میں شے مرہون کی قیمت نہیں جانتا تو راہن سے شے مرہون کے اوصاف پر حلف لے کر اس کے بیان پر فیصلہ کریں گے جب کہ وہ کوئی امر خلاف واقعہ بیان نہ کرے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ یہ جب ہے کہ شے مرہون مرتہن کے پاس ہو اور اس نے دوسرے کے پاس نہ رکھوائی ہو (ورنہ مرتہن پر ضمان نہ ہوگا اگرچہ وہ گواہ نہ لا سکے)۔

باب القضاء فى الرهن يكون بين الرجلين　　دو آدمیوں کے پاس رہن رکھنے کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر ایک شے دو آدمیوں کے پاس رہن ہو تو ایک مرتہن اپنے دَین کا تقاضا کرے اور شے مرہون کو بیچنا چاہے اور ایک مرتہن راہن کو مہلت دے اگر شے مرہون ایسی ہے کہ اس کے نصف بیچ ڈالنے سے دوسرے مرتہن کا نقصان نہیں ہوتا تو آدھی بیچ کر ایک مرتہن کا دَین ادا کر دیں گے اور جو نقصان ہوتا تو کل شے مرہون کو بیچ کر جو مرتہن تقاضا کرتا ہے اس کو نصف دے دیں گے اور جس مرتہن نے مہلت دی ہے وہ اگر خوشی سے چاہے تو نصف ثمن کو راہن کے حوالہ کر دے نہیں تو حلف کرے میں نے اس واسطے مہلت دی تھی کہ شے مرہون اپنے حال پر میرے پاس رہے پھر اس کا حق اسی وقت ادا کر دیا جائے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر غلام کو رہن رکھے تو غلام کا مال راہن لے لے گا مگر جب مرتہن شرط کرلے کہ اس کا مال بھی اس کے ساتھ رہن رہے۔

باب القضاء فى جامع الرهون　　رہن کے مختلف مسائل کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک شخص نے اسباب رہن رکھا وہ مرتہن کے پاس تلف ہوگیا لیکن راہن اور مرتہن کو زرِ رہن کی مقدار میں اختلاف نہیں ہے البتہ شے مرہون کی قیمت میں اختلاف ہے راہن کہتا ہے اس کی قیمت بیس دینار ہے اور مرتہن کہتا ہے اس کی قیمت دس دینار تھی اور زرِ رہن بیس دینار ہے اور مرتہن سے کہا جائے گا کہ شے مرہون کے اوصاف بیان کر جب وہ بیان کرے تو اس سے حلف لے کر نگاہ والوں سے ایسی شے کی قیمت دریافت کریں اگر وہ قیمت زرِ رہن سے زیادہ ہو تو مرتہن سے کہا جائے گا جس قدر زیادہ ہے وہ راہن کو دے اگر

قیمت کم ہے تو مرتہن جس قدر کم ہے راہن سے لے لے اگر برابر ہے تو خیر قصہ چکا نہ یہ کچھ دے نہ وہ کچھ دے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر شے مرہون موجود ہو لیکن راہن زر رہن دس دینار بیان کرے اور مرتہن بیس دینار تو مرتہن حلف اٹھائے اگر شے مرہون کی بیس دینار قیمت ہو تو اسی شے مرہون کو اپنے دَین کے بدلے میں لے لے البتہ اگر راہن بیس دینار ادا کر کے اپنی شے لینا چاہے تو لے سکتا ہے اگر اس شے مرہون کی قیمت بیس دینار سے کم ہو تو مرتہن سے حلف لے پھر راہن کو اختیار ہے یا بیس دینار دے کر اپنی شے لے لے یا خود بھی حلف اٹھائے کہ میں نے اتنے پر رہن کی تھی اگر حلف اٹھائے تو جس قدر شے مرہون کی قیمت سے مرتہن نے دَین زیادہ بیان کیا ہے وہ اس کے ذمے سے ساقط ہو جائے گا ورنہ دینا پڑے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر وہ شے مرہون سے تلف ہو گئی اب اختلاف ہوا زر رہن کی مقدار اور شے مرہون کی قیمت میں مرتہن نے کہا زر رہن بیس دینار تھا اور شے مرہون کی قیمت دس دینار تھی اور راہن نے کہا زر رہن دس دینار تھا اور شے مرہون کی قیمت بیس دینار تھی تو مرتہن سے کہیں گے شے مرہون کے اوصاف بیان کر جب وہ بیان کرے تو اس سے حلف لے کر نگاہ والوں سے قیمت کا اندازہ کرائیں اگر قیمت بیس دینار سے زیادہ (مثلاً تیس دینار ہو) تو مرتہن سے حلف لے کر جس قدر قیمت زیادہ ہے (مثلاً دس دینار) راہن کو دلا دیں گے اگر قیمت بیس سے کم ہو (مثلاً پندرہ دینار) تو مرتہن سے زر رہن پر حلف لے کر جس قدر قیمت ہے وہ گویا مرتہن کو وصول ہو چکی باقی کے واسطے راہن سے حلف لیں گے اگر وہ حلف اٹھائے گا تو مرتہن راہن سے کچھ نہ لے سکے گا اگر حلف نہ اٹھائے تو بیس دینار میں جتنا کم ہے وہ راہن سے مرتہن کو دلا دیں گے۔

باب القضاء فی کراء الدابة و التعدی فیها جانور کو کرایہ پر لینے اور اس میں زیادتی کرنے کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص جانور کرایہ پر لے اس اقرار سے کہ فلاں مقام تک جاؤں گا پھر اس سے آگے بڑھ جائے تو جانور کے مالک کو اختیار ہے اگر چاہے جتنا آگے گیا ہے اتنی دور کا کرایہ دستور کے موافق اور لے لے نہیں تو اپنے جانور کی قیمت اُس دن کی اور اس مقام کی جہاں تک جانا ٹھہرا تھا کرایہ دار سے لے لے اور کرایہ جو پہلے ٹھہر چکا تھا وہ بھی لے لے اگر صرف جانے پر کرایہ ہوا تھا اور جو آنے پر کرایہ ہوا تھا تو جو کرایہ ٹھہرا تھا اس کا نصف لے کیونکہ نصف کرایہ جانے کا تھا اور نصف آنے کا اور جس وقت کرایہ دار نے زیادتی کی اس وقت اس پر نصف ہی کرایہ واجب ہوا تھا اگر کرایہ دار نے آنے جانے کے لیے جانور کرایہ پر لیا اور جب جانے کی جگہ پہنچا تو وہ جانور مر گیا تو کرایہ دار پر تاوان نہ ہوگا اور مالک کو نصف کرایہ ملے گا اسی طرح اگر رب المال مضارب کو منع کر دے کہ فلاں فلاں مال نہ خریدنا اور مضارب وہی خریدے اس خیال سے کہ میں ضمان دے دوں گا اور نفع سارا مار کھاؤں گا تو رب المال کو اختیار ہے چاہے اس سے مال میں مضاربت قائم رکھے چاہے اپنا راس المال پھیر لے اسی طرح بضاعت میں صاحب مال اگر یہ کہے کہ فلاں فلاں مال خریدنا اور وہ شخص دوسرا مال خریدے تو صاحب مال کو اختیار ہے چاہے اسی مال کو اپنا سمجھے یا اپنا راس المال پھیر لے۔

فائدہ: اب مالک نصف کرایہ لے کر مختار ہے چاہے جتنا آگے بڑھ گیا تھا اس کا اور پھر آنے کا کرایہ دستور کے موافق لے لے یا جانور اس دن اس مقام کی قیمت پر کرایہ دار کے حوالے کرے۔

باب القضاء فی المستکرهة من النساء — جس عورت سے جبراً کوئی جماع کرے تو کیا حکم ہے

۱۴۱۱۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ قَضَى فِي امْرَأَةٍ أُصِيبَتْ مُسْتَكْرَهَةً بِصَدَاقِهَا عَلَى مَنْ فَعَلَ ذَلِكَ بِهَا ـ

حضرت ابن شہاب سے روایت ہے کہ عبدالملک بن مروان نے حکم دیا ایک عورت کے مہر دینے کا اس شخص پر جس نے اس سے جبراً جماع کیا تھا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: یہی مذہب ہے جمہور علماء کا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے جو شخص کسی عورت کو غصب کرے بکر ہو یا ثیبہ اگر وہ آزاد ہے تو اس پر مہر مثل لازم ہے اور اگر لونڈی ہے تو جتنی قیمت اس کی جماع کی وجہ سے کم ہوگئی دینی ہوگی اور اس کے ساتھ غصب کرنے والے کو سزا بھی ہوگی لیکن لونڈی کو سزا نہ ہوگی اگر غلام نے کسی کی لونڈی غصب کر کے یہ کام کیا تو تاوان اس کے مولیٰ پر ہوتا مگر جب مولیٰ اس غلام کو جنایت کے بدلے میں دے ڈالے۔

فائدہ: کیونکہ وہ مجبور ہے یہی مذہب ہے شافعی اور لیث اور مالک اور اکثر علماء کا اور ثوری اور ابوحنیفہ اور ابن شبرمہ اور حماد کا مذہب یہ ہے کہ زنا کرنے والے پر حد واجب ہوگی اور مہر دینا نہ ہوگا۔

باب القضاء فی استهلاك الحیوان والطعام — کوئی شخص کسی کا جانور یا کھانا تلف کر دے تو کیا حکم ہے؟

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص مالک سے بن پوچھے اس کے جانور کو ہلاک کر دے تو اسے دن کی قیمت دینی ہوگی نہ کہ اس کے مانند اور جانور اور اسی طرح مالک کو جانور کے بدلے میں ہمیشہ اسی دن کی قیمت دی جائے گی نہ کہ جانور یہی حکم ہے اور اسباب کا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کسی کا اناج تلف کر دے تو اسی قسم کا اتنا ہی اناج دے دے کیونکہ اناج چاندی سونے (جن کا مثل اور بدل ہوا کرتا ہے) کے مشابہ ہے نہ کہ جانور کے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر امانت کے روپوں سے کچھ مال خریدا اور نفع کمایا تو وہ نفع اس شخص کا ہو جائے گا جس کے پاس روپے امانت تھے مالک کو دینا ضروری نہیں کیونکہ اس نے جب امانت میں تصرف کیا تو وہ اس کا ضامن ہو گیا۔

(۱٤۱۱) مقطوع صحيح : بيهقي (۲۳٦/۸) رقم (۱۷۰۵۱) ـ

باب القضاء فیمن ارتد عن الاسلام مرتد کا حکم

فائدہ: مرتد اس کو کہتے ہیں جو مسلمان دین اسلام سے پھر جائے اور کفر اختیار کرے۔

۱۴۱۲۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ غَيَّرَ دِينَهُ فَاضْرِبُوا عُنُقَهُ))۔

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنا دین بدل ڈالے (یعنی دین اسلام چھوڑ کر اور دین اختیار کرے) تو اس کی گردن مارو۔

فائدہ: مرد ہو یا عورت یہی قول شافعیؒ اور مالکؒ اور احمدؒ اور اکثر علماء کا اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک عورت کو قتل نہ کریں گے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جو فرمایا جو شخص اپنا دین بدل ڈالے اس کی گردن مارو ہمارے نزدیک اس کے معنی یہ ہیں جو مسلمان اسلام سے باہر ہو جائیں۔

فائدہ: جیسے زنادقہ یا اُن کی مانند تو جب مسلمان اُن پر غلبہ پائیں تو اُن کو قتل کر دیں یہ بھی ضروری نہیں کہ پہلے ان سے توبہ کرنے کو کہیں کیونکہ ان کی توبہ کا اعتبار نہیں ہو سکتا وہ کفر کو اپنے دل میں رکھتے ہیں اور ظاہر میں اپنے تئیں مسلمان کہتے ہیں لیکن اگر مسلمان شخص (کسی شبہے کی وجہ سے) اعلانیہ دین اسلام سے پھر جائے تو اس سے توبہ کرائیں (اور جو شبہ ہوا ہو اس کو دور کر دیں) اگر توبہ کرے تو بہتر۔ ورنہ قتل کیا جائے اور جو کافر ایک کفر کے دین کو چھوڑ کر دوسرا کفر کا دین اختیار کرے مثلاً پہلے یہودی تھا پھر نصرانی ہو جائے تو اس کو قتل نہ کریں گے۔ بلکہ جو دین اسلام کو چھوڑ کر اور کوئی دین اختیار کرے گا اسی کے لیے یہ سزا ہے۔

فائدہ: ''زنادقہ'' جمع ہے زندیق کی۔ زندیق ہر کافر بے دین کو کہتے ہیں۔ یہودی ہو یا نصرانی' مجوسی ہو یا بت پرست جو ظاہر میں تو اسلام کا دعویٰ کرتا ہو لیکن اس کے عقائد و اعمال کفر کے ہوں۔ اس زمانے میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں اور لوگوں سے کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں مگر اسلام کے اصولوں سے انکار کرتے ہیں وہ سب مرتد ہیں۔ میں نے سنا اور بعضوں کو اپنی آنکھ سے دیکھا کہ وہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حشر و نشر اور عذاب قبر اور پل صراط اور جنت دوزخ سب اسماء فرضی ہیں۔ ان کے معانی ظاہرہ مراد نہیں ہیں۔ آدم کا انکار اور شیطان کا انکار ان کا شعار ہے ارکان اسلام نماز روزہ' حج' زکوٰۃ سب کو فضول اور بے کار سمجھتے ہیں لباس کفار کا پہنتے ہیں اور ان کی سیرت اور خصلت کا دم بھرتے ہیں۔ اللہ جل جلالہٗ ان کے شر سے ہمیں بچائے اور سچے دین پر جس پر صحابہ کرام اور اہل بیت عظام تھے مرتے دم تک ثابت اور قائم رکھے "يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلَى دِيْنِكَ"

فائدہ: (جو پہلے یہودی تھا پھر نصرانی ہو گیا تو اسے قتل نہ کریں گے) یعنی مواخذہ نہیں کریں گے کیونکہ کفر کی سب ملتیں ایک دین سمجھی جاتی ہیں۔

۱۴۱۳۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ قَدِمَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَجُلٌ مِنْ قِبَلِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ فَسَأَلَهُ عَنِ النَّاسِ فَأَخْبَرَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ عُمَرُ هَلْ كَانَ فِيكُمْ مِنْ مُغَرِّبَةِ خَبَرٍ فَقَالَ نَعَمْ

(١٤١٢) بخاری (٣٠١٧) كتاب الجهاد والسير: باب لا يعذب بعذاب الله ' أبو داود (٤٣٥١) ترمذی (١٤٥٨) نسائی (٤٠٥٩) ابن ماجه (٢٥٣٥) أحمد (٢١٧/١) رقم (١٨٧١) ۔

رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلَامِهِ قَالَ فَمَا فَعَلْتُمْ بِهِ قَالَ قَرَّبْنَاهُ فَضَرَبْنَا عُنُقَهُ فَقَالَ عُمَرُ أَفَلَا حَبَسْتُمُوهُ ثَلَاثًا وَأَطْعَمْتُمُوهُ كُلَّ يَوْمٍ رَغِيفًا وَاسْتَتَبْتُمُوهُ لَعَلَّهُ يَتُوبُ وَيُرَاجِعُ أَمْرَ اللَّهِ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ اللَّهُمَّ إِنِّي لَمْ أَحْضُرْ وَلَمْ آمُرْ وَلَمْ أَرْضَ إِذْ بَلَغَنِي۔

حضرت محمد بن عبداللہ بن عبدالقاری سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس سے (یعنی یمن کی طرف سے)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے وہاں کے لوگوں کا حال پوچھا اس نے بیان کیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم کو کوئی نادر چیز معلوم ہے وہ شخص بولا ہاں ایک شخص کافر ہو گیا تھا بعد اسلام کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم نے اس سے کیا کیا۔ وہ شخص بولا ہم نے اسے پکڑا اور اس کی گردن ماری۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم نے اس کو تین دن تک قید کیا ہوتا اور ہر روز روٹی دی ہوتی پھر توبہ کروائی ہوتی شاید وہ توبہ کرتا اور پھر اللہ کا حکم مان لیتا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا اللہ! میں اس وقت وہاں موجود نہ تھا نہ میں نے حکم کیا نہ میں خوش ہوا جب کہ مجھے معلوم ہوا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو ضعیف کہا ہے۔

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک مرتد کو مہلت دینا اور اس سے توبہ کروانا ضروری ہے اگر توبہ نہ کرے تو قتل کیا جائے اور بعضوں کے نزدیک توبہ کروانا مستحب ہے۔

باب القضاء فيمن وجد مع امرأته رجلا — جو شخص اپنی عورت کے ساتھ کسی اجنبی مرد کو پائے اس کا کیا حکم ہے؟

۱۴۱۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ إِنْ وَجَدْتُ مَعَ امْرَأَتِي رَجُلًا أَأُمْهِلُهُ حَتَّى آتِيَ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اگر میں اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو پاؤں کیا میں اس کو مہلت دوں یہاں تک کہ چار گواہ لاؤں فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاں۔

۱۴۱۵۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الشَّامِ يُقَالُ لَهُ ابْنُ خَيْبَرِيٍّ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا

(١٤١٣)موقوف ضعيف: عبدالرزاق (١٠/١٦٤ - ١٦٥) ابن ابي شيبة (٦/٤٤٤) سعيد بن منصور (٢٥٨٥، ٢٥٨٦) بيهقي في الكبرى (٨/٢٠٦ - ٢٠٧) وفي معرفة السنن والآثار (٦/٣٠٩)۔

(١٤١٤) مسلم (١٤٩٨) كتاب اللعان: باب، أبو داود (٤٥٣٣) ابن ماجه (٢٦٠٥) أحمد (٢/٤٦٥) رقم (١٠٠٠٨)۔

(١٤١٥)موقوف صحيح: ابن أبي شيبة (٥/٤٤٧ - ٤٤٨) رقم (٢٧٨٧٠) بيهقي في السنن الكبرى (٨/٢٣٠ - ٢٣١) وفي معرفة السنن والآثار (٦/٣٤٨)۔

فَقَتَلَهُ أَوْ قَتَلَهُمَا مَعًا فَأَشْكَلَ عَلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ الْقَضَاءُ فِيهِ فَكَتَبَ إِلَى أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ يَسْأَلُ لَهُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عَنْ ذَلِكَ فَسَأَلَ أَبُو مُوسَى عَنْ ذَلِكَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ إِنَّ هَذَا الشَّيْءَ مَا هُوَ بِأَرْضِي عَزَمْتُ عَلَيْكَ لَتُخْبِرَنِّي فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى كَتَبَ إِلَيَّ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ عَلِيٌّ أَنَا أَبُو حَسَنٍ إِنْ لَمْ يَأْتِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَلْيُعْطَ بِرُمَّتِهِ۔

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ ایک شخص نے شام والوں میں سے (ابن جبیری) اپنی عورت کے ساتھ ایک مرد کو پایا تو مار ڈالا اس مرد کو یا مرد عورت دونوں کو۔ معاویہ بن ابی سفیان (جو حاکم تھے شام کے) ان کو اس کا فیصلہ دشوار ہوا انہوں نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ تم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس مسئلہ کو پوچھو۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یہ واقعہ میرے ملک میں نہیں ہوا میں تم کو قسم دیتا ہوں تم سچ بیان کرو کہاں یہ امر ہوا؟ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے کہ میں تم سے اس مسئلہ کو پوچھوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں ابوالحسن ہوں اگر چار گواہ نہ لائے تو قتل پر راضی ہو جائے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: ایک نسخہ میں ہے فَقَتَلَهَا ہے یعنی مار ڈالا اس عورت کو۔

فائدہ: اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نہ لکھا کیونکہ ان دونوں میں رنج تھا نہ معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مطیع تھے۔ (زرقانی)

فائدہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ قضایا اور مناقشات کے فیصلہ کرنے میں اس قدر کامل تھے کہ عرب میں ایک مثل مشہور ہوگئی۔ قَضِيَّةٌ وَّ لَا أَبَا حَسَنٍ لَّهَا یہ ایک جھگڑا ہے اور کوئی ابوالحسن نہیں ہے۔

فائدہ: یعنی جب وہ شخص چار گواہ جنہوں نے اس مرد اور عورت کو اس طرح زنا کرتے ہوئے جیسے سلائی سرمے دانی میں جاتی ہے دیکھا ہو نہ لائے تو قصاص اس کے ذمہ سے ساقط نہ ہوگا بلکہ قتل کیا جائے گا۔

باب القضاء في المنبوذ — منبوذ کا حکم

فائدہ: منبوذ اور لقیط اس بچے کو کہتے ہیں جو راستے میں پڑا ہو ملے۔

۱۴۱۶۔ عَنْ سُنَيْنِ بْنِ أَبِي جَمِيلَةَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ أَنَّهُ وَجَدَ مَنْبُوذًا فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ

(١٤١٦) موقوف صحيح : بخاری (قبل الحديث ، ٢٦٦٢) كتاب الشهادات : باب اذا زكى رجل رجلا كفاه ، عبدالرزاق في المصنف (٤٥٠/٧) (١٣٨٤٠) ابن ابی شيبة (٢٩٨/٦) (٣١٥٦٠) بيهقی في السنن الكبرى (٢٠١/٦ - ٢٠٢) ، (١٢١٣٣) مشكل الآثار (١١٥/٦) ۔

فَجِئْتُ بِهِ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلَى أَخْذِ هَذِهِ النَّسَمَةِ فَقَالَ وَجَدْتُهَا ضَائِعَةً فَأَخَذْتُهَا فَقَالَ لَهُ عَرِيفُهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّهُ رَجُلٌ صَالِحٌ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ أَكَذَلِكَ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اذْهَبْ فَهُوَ حُرٌّ وَلَكَ وَلَاؤُهُ وَعَلَيْنَا نَفَقَتُهُ ـ

حضرت سنین بن ابی جمیلہ نے ایک منبوذ پایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں انہوں نے کہا میں اس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا تو نے اس کو کیوں اٹھایا میں نے کہا یہ پڑے پڑے مرجاتا اس واسطے میں نے اٹھالیا۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عریف نے کہا' اے امیر المومنین! میں اس شخص کو جانتا ہوں نیک آدمی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا نیک ہے اس نے کہا ہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جا وہ منبوذ آزاد ہے تجھ کو اس کی ولاء ملے گی اور ہم اس کا خرچ دیں گے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شبہ ہوا شاید انہی کا لڑکا ہو اس کو لے آئے ہوں بیت المال سے تنخواہ مقرر کروانے کے لیے۔

فائدہ: عریف اس شخص کو کہتے ہیں جو لوگوں کو جانتا پہچانتا ہو وہ حاکم کے پاس رہا کرتا ہے لوگوں کا حال بتانے کے لیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عریف کا نام سنان تھا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ منبوذ آزاد رہے گا اور ولاء اس کی مسلمانوں کو ملے گی وہی اس کے وارث ہوں گے وہی اس کی طرف سے دیت بھی دیں گے۔

باب القضاء بالحاق الولد بأبيه — لڑکے کو باپ سے ملانے کا بیان

۱۴۱۷۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَى أَخِيهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ ابْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ مِنِّي فَاقْبِضْهُ إِلَيْكَ قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدٌ وَقَالَ ابْنُ أَخِي قَدْ كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ فَقَامَ إِلَيْهِ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَتَسَاوَقَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ ابْنُ أَخِي قَدْ كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ احْتَجِبِي مِنْهُ لِمَا رَأَى مِنْ شَبَهِهِ بِعُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَتْ فَمَا رَآهَا حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ ـ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے عتبہ بن ابی وقاص نے مرتے وقت اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص سے کہا کہ زمعہ کی

(١٤١٧) بخاری (٢٠٥٣) كتاب البيوع: باب تفسير المشبهات' مسلم (١٤٥٧) أبو داود (٢٢٧٣) نسائی (٣٤٨٤) ابن ماجه (٢٠٠٤) أحمد (٣٧/٦) رقم (٢٤٥٨٧) دارمی (٢٢٣٦) ـ

لونڈی کا لڑکا میرے نطفے سے ہے تو اس کو اپنے پاس رکھیو تو جب مکہ فتح ہوا تو سعد نے اس لڑکے کو لے لیا اور کہا میرے بھائی کا بیٹا ہے اس نے وصیت کی تھی اس کے لینے کی۔ عبد بن زمعہ نے کہا یہ لڑکا میرا بھائی ہے میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے دونوں نے جھگڑا کیا رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ سعد نے کہا یا رسول اللہ! یہ بیٹا ہے میرے بھائی کا اس نے مجھے وصیت کی تھی اس بارے میں عبد بن زمعہ نے کہا کہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی سے پیدا ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عبد بن زمعہ سے کہ یہ لڑکا تیرا ہے پھر فرمایا لڑکا ماں کے خاوند یا مالک کا ہوتا ہے اور زنا کرنے والے کے لیے پتھر ہیں۔ پھر سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تو اس لڑکے سے پردہ کیا کر کیونکہ وہ لڑکا مشابہ تھا عتبہ بن ابی وقاص کے سو اس لڑکے نے نہ دیکھا سودہ کو یہاں تک کہ انتقال ہوا اس کا۔

فائدہ: یعنی سنگسار کیا جائے گا یا اس کو کچھ نہیں ملنے کا خاک پتھر کے سوا۔

فائدہ: اس کا نام عبدالرحمٰن تھا۔ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ لوگوں کی لونڈیاں زنا کیا کرتیں اور ان کے مالک بھی ان کے پاس آیا جایا کرتے ہر چند کہ قیافے کی رو سے ظن غالب یہی تھا کہ یہ لڑکا عتبہ کا ہو مگر آپ ﷺ نے اس پر عمل نہ کیا اور حکم شرع کے موافق لڑکا اس کا ٹھہرا جس کی لونڈی تھی کیونکہ جب کوئی آزاد عورت کسی کے نکاح میں ہو یا لونڈی سے مالک وطی کر چکا ہو اور مدت مناسب کے اندر اس عورت یا لونڈی کے لڑکا ہو تو وہ لڑکا صاحب فراش کا شمار کیا جائے گا یعنی خاوند کا اور لونڈی کے مالک کا اگرچہ صورت میں اس کے مشابہ نہ ہو مگر جب خاوند یا مالک انکار کرے نسب کا باوجود اس کے آپ نے احتیاطاً سودہ بنت زمعہ کو جو آپ کی بی بی تھیں اور اس لڑکے کی بہن ہوئیں اس سے چھپنے کو فرمایا۔

۱۴۱۸۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ أَنَّ امْرَأَةً هَلَكَ عَنْهَا زَوْجُهَا فَاعْتَدَّتْ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ثُمَّ تَزَوَّجَتْ حِينَ حَلَّتْ فَمَكَثَتْ عِنْدَ زَوْجِهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَنِصْفَ شَهْرٍ ثُمَّ وَلَدَتْ وَلَدًا تَامًّا فَجَاءَ زَوْجُهَا إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَدَعَا عُمَرُ نِسْوَةً مِنْ نِسَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ قُدَمَاءَ فَسَأَلَهُنَّ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ أَنَا أُخْبِرُكَ عَنْ هَذِهِ الْمَرْأَةِ هَلَكَ عَنْهَا زَوْجُهَا حِينَ حَمَلَتْ مِنْهُ فَأُهْرِيقَتْ عَلَيْهِ الدِّمَاءُ فَحَشَّ وَلَدُهَا فِي بَطْنِهَا فَلَمَّا أَصَابَهَا زَوْجُهَا الَّذِي نَكَحَهَا وَأَصَابَ الْوَلَدَ الْمَاءُ تَحَرَّكَ الْوَلَدُ فِي بَطْنِهَا وَكَبِرَ فَصَدَّقَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَقَالَ عُمَرُ أَمَا إِنَّهُ لَمْ يَبْلُغْنِي عَنْكُمَا إِلَّا خَيْرٌ وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْأَوَّلِ ۔

حضرت عبداللہ بن ابی امیہ سے روایت ہے کہ ایک عورت کا خاوند مر گیا تو اس نے چار مہینے دس دن تک عدت کی پھر دوسرے شخص سے نکاح کر لیا ابھی اس کے پاس ساڑھے چار مہینے رہی تھی کہ ایک لڑکا جنا خاصا پورا تو اس کا خاوند حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے یہ حال بیان کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پرانی پرانی چند عورتوں کو جو جاہلیت کے زمانے میں تھیں بلوایا اور ان سے پوچھا ان میں سے ایک عورت بولی میں تم کو اس عورت کا حال بتاتی ہوں یہ حاملہ ہوگئی تھی اپنے پہلے خاوند سے جو مر گیا تو حیض کا خون بچے پر پڑتے پڑتے وہ بچہ سوکھ گیا تھا اس کے پیٹ میں تو جب اس نے دوسرا نکاح کیا مرد کی منی پہنچنے سے پھر بچے کو

(۱۴۱۸) موقوف صحیح : بیهقی (۷/٤٤٤) رقم (١٥٥٥٩) کنز العمال (١٥٣٥٦) ۔

حرکت ہوئی اور بڑا ہو گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی تصدیق کی اور نکاح توڑ ڈالا تو فرمایا کہ خیر ہوئی تمہاری کوئی بُری بات مجھے نہیں پہنچی اور لڑکے کا نسب پہلے خاوند سے ثابت کیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: مطلب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ تھا کہ عورت کو باوجود حمل رہنے کے معلوم کیسے نہ ہوا کہ اس نے دوسرا نکاح کر لیا اس میں قصور عورت کا ہے یا نہیں اگر قصور ثابت ہو تو اس کو سزا دی جائے۔

۱۴۱۹۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يُلِيطُ أَوْلَادَ الْجَاهِلِيَّةِ بِمَنْ ادَّعَاهُمْ فِي الْإِسْلَامِ فَأَتَى رَجُلَانِ كِلَاهُمَا يَدَّعِي وَلَدَ امْرَأَةٍ فَدَعَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَائِفًا فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا فَقَالَ الْقَائِفُ لَقَدْ اشْتَرَكَا فِيهِ فَضَرَبَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِالدِّرَّةِ ثُمَّ دَعَا الْمَرْأَةَ فَقَالَ أَخْبِرِينِي خَبَرَكِ فَقَالَتْ كَانَ هَذَا لِأَحَدِ الرَّجُلَيْنِ يَأْتِينِي وَهِيَ فِي إِبِلٍ لِأَهْلِهَا فَلَا يُفَارِقُهَا حَتَّى يَظُنَّ وَتَظُنَّ أَنَّهُ قَدْ اسْتَمَرَّ بِهَا حَبَلٌ ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهَا فَأُهْرِيقَتْ عَلَيْهِ دِمَاءٌ ثُمَّ خَلَفَ عَلَيْهَا هَذَا تَعْنِي الْآخَرَ فَلَا أَدْرِي مِنْ أَيِّهِمَا هُوَ قَالَ فَكَبَّرَ الْقَائِفُ فَقَالَ عُمَرُ لِلْغُلَامِ وَالِ أَيَّهُمَا شِئْتَ ۔

حضرت سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جاہلیت کے بچوں کو جوان کا دعویٰ کرتا اسلام کے زمانے میں اسی سے ملا دیتے (یعنی نسب ثابت کر دیتے) ایک بار دو آدمی دعویٰ کرتے ہوئے آئے ایک لڑکے کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قائف کو (یعنی قیافہ جاننے والے کو) بلایا قائف نے دیکھ کر کہا اس لڑکے میں دونوں شریک ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قائف کو دُرے سے مارا پھر اس عورت کو (یعنی اس لڑکے کی ماں کو) بلایا اور کہا تو اپنا حال مجھ سے کہہ اس نے ایک مرد کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ میرے پاس آتا تھا اور میں اپنے لوگوں کے اونٹوں میں ہوتی تھی تو وہ مجھ سے الگ نہیں ہوتا تھا بلکہ مجھ سے چمٹا رہتا تھا (یعنی جماع کیا کرتا تھا) یہاں تک کہ وہ بھی اور میں بھی گمان کرتے حمل رہ جانے کا پھر یہ چلا جاتا اور مجھے خون آیا کرتا تب دوسرا مرد آتا وہ بھی صحبت کرتا میں نہیں جانتی ان دونوں میں سے یہ کس کا نطفہ ہے قائف یہ سن کر خوشی کے مارے پھول گیا (کیونکہ اس کی بات سچی نکلی) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا لڑکے سے تجھے اختیار ہے جس سے چاہے ان دونوں میں سے موالات کر لے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: اس وجہ سے کہ ایک لڑکا دو مردوں کا نہیں ہو سکتا ضروری ہے کہ ایک کا نطفہ ہوگا۔

فائدہ: (جس سے چاہے موالات کر لے) یعنی اس کو باپ اور وارث بنا لے۔

۱۴۲۰۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَوْ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَضَى أَحَدُهُمَا فِي امْرَأَةٍ غَرَّتْ

(١٤١٩)موقوف ضعيف : عبدالرزاق (٣٦١/٧) ابن ابی شيبة (٢٨٩/٦) ' بيهقى (٢٦٣/١٠) (٢١٢٦٣) ۔

(١٤٢٠)موقوف ضعيف : عبدالرزاق (٢٧٧/٧).(١٣١٥٥) ابن ابی شيبة (٣٦٦/٤) بيهقى (٢١٩/٧) ۔

رَجُلًا بِنَفْسِهَا وَذَكَرَتْ أَنَّهَا حُرَّةٌ فَتَزَوَّجَهَا فَوَلَدَتْ لَهُ أَوْلَادًا فَقَضَى أَنْ يَفْدِيَ وَلَدَهُ بِمِثْلِهِمْ ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو ضعیف کہا ہے۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یا عثمان رضی اللہ عنہ نے جب ایک عورت نے دھوکہ سے اپنے کو آزاد قرار دے کر ایک شخص سے نکاح کیا اور اولاد ہوئی یہ فیصلہ کیا کہ (وہ عورت لونڈی رہے اپنے مولیٰ کی اور اولاد بھی اس کی مملوک ہے) خاوند اپنی اولاد کو فدیہ دے کر چھڑا لے اس کے مانند غلام لونڈی دے کر۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ قیمت دینا بہت بہتر ہے۔

باب القضاء في ميراث الولد المستلحق — جو لڑکا کسی شخص سے ملایا جائے اس کے وارث ہونے کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے ایک شخص مرجائے اور کئی بیٹے چھوڑ جائے اب ایک بیٹا ان میں سے یہ کہے کہ میرے باپ نے یہ کہا تھا کہ فلاں شخص میرا بیٹا ہے تو ایک آدمی کے کہنے سے اس کا نسب ثابت نہ ہوگا اور وارثوں کے حصوں میں سے اس کو کچھ نہ ملے گا البتہ جس نے اقرار کیا ہے اس کے حصے میں سے اس کو ملے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس کی تفسیر یہ ہے کہ ایک شخص مرجائے اور دو بیٹے چھوڑ جائے اور چھ سو دینار ہر ایک بیٹا تین تین سو دینار لے پھر ایک بیٹا یہ کہے کہ میرے باپ نے اقرار کیا تھا اس امر کا کہ فلاں شخص میرا بیٹا ہے تو وہ اپنے حصے میں سے اس کو سو دینار دے کیونکہ ایک وارث نے اقرار کیا ایک نے اقرار نہ کیا تو اس کو آدھا حصہ ملے گا اگر وہ بھی اقرار کر لیتا تو پورا حصہ یعنی دو سو دینار ملتے اور نسب ثابت ہو جاتا اس کی مثال یہ ہے ایک عورت اپنے باپ یا خاوند کے ذمے پر قرض کا اقرار کرے اور باقی وارث انکار کریں تو وہ اپنے حصے کے موافق اس میں سے قرضہ ادا کرے اسی حساب سے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک مرد بھی اس قرض خواہ کے قرضے کا گواہ ہو تو اس کو حلف دے کر ترکے میں سے پورا قرضہ دلا دیں گے۔ کیونکہ ایک مرد جب گواہ ہو اور مدعی بھی حلف کرے تو دعویٰ ثابت ہو جاتا ہے البتہ اگر قرض خواہ حلف نہ کرے تو جو وارث اقرار کرتا ہے اسی کے حصے کے موافق قرضہ وصول کرے۔

باب القضاء في أمهات الأولاد — لونڈیوں کی اولاد کا بیان

۱۴۲۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ يَطَئُونَ وَلَائِدَهُمْ ثُمَّ يَعْزِلُوهُنَّ لَا تَأْتِينِي وَلِيدَةٌ يَعْتَرِفُ سَيِّدُهَا أَنْ قَدْ أَلَمَّ بِهَا إِلَّا أَلْحَقْتُ بِهِ وَلَدَهَا فَاعْزِلُوا بَعْدُ أَوْ اتْرُكُوا ۔

(١٤٢١) موقوف صحيح : عبدالرزاق (١٣٢/٧) سعيد بن منصور (٢٠٦٢، ٢٠٦٣) بيهقى فى السنن الكبرى (٤١٣/٧) الشافعى فى الام (٢٢٩/٧) وفى المسند (٦١/٢) ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا حال ہے لوگوں کا جماع کرتے ہیں اپنی لونڈیوں سے پھر ان سے جدا ہو جاتے ہیں اب سے میرے پاس جو لونڈی آئے گی اور اس کے مولیٰ کو اقرار ہوگا اس سے جماع کرنے کا تو میں اس لڑکے کو مولیٰ سے ملا دوں گا تم کو اختیار ہے چاہے عزل کرو یا نہ کرو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: اس خیال سے کہ لڑکا پیدا ہو تو ہمارا نہ کہلائے پہلے تو صحبت کرتے ہیں مزے اُڑا لیتے ہیں پھر بے تعلقی بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: یعنی اس سے نسب ثابت کروں گا اگر چہ وہ کہا کرے کہ میں نے انزال کے وقت عزل کر لیا تھا یعنی ذکر کو شرمگاہ سے باہر نکال کر منزل ہوا تھا میرا لڑکا کہاں سے آیا۔

فائدہ: کچھ فائدہ نہیں ائمہ ثلاثہ کا مذہب یہی ہے کہ جب مالک کو اپنی لونڈی سے جماع کا اقرار ہو اور مدت مناسب کے اندر اس کا لڑکا پیدا ہو تو وہ مولیٰ کا لڑکا ہوگا مگر ابوحنیفہؒ اور اہل کوفہ کے نزدیک جب تک مولیٰ لونڈی کی اولاد کو اپنا نہ کہے نسب ثابت نہیں ہوتا۔

۱۴۲۲۔ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ يَطَئُونَ وَلَائِدَهُمْ ثُمَّ يَدَعُوهُنَّ يَخْرُجْنَ لَا تَأْتِينِي وَلِيدَةٌ يَعْتَرِفُ سَيِّدُهَا أَنْ قَدْ أَلَمَّ بِهَا إِلَّا قَدْ أَلْحَقْتُ بِهِ وَلَدَهَا فَأَرْسِلُوهُنَّ بَعْدُ أَوْ أَمْسِكُوهُنَّ۔

حضرت صفیہ بنت ابی عبید سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا حال ہے لوگوں کا جماع کرتے ہیں اپنی لونڈیوں سے پھر ان کو چھوڑ دیتے ہیں وہ نکلی پھرتی ہیں اب میرے پاس جو لونڈی آئے گی اور مولیٰ کو اقرار ہوگا اس سے صحبت کرنے کا تو میں اس کے لڑکے کا نسب مولیٰ سے ثابت کر دوں گا اب اس کے بعد چاہے انہیں بھیجا کرو چاہے روکے رکھا کرو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اُم ولد جب جنایت کرے تو مولیٰ اس کا تاوان دے اور اُم ولد کو اس جنایت کے عوض میں نہیں دے سکتا مگر قیمت سے زیادہ تاوان نہ دے گا۔

باب القضاء فی عمارة الموات — بنجر زمین کو آباد کرنے کا بیان

۱۴۲۳۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيِّتَةً فَهِيَ لَهُ وَلَيْسَ لِعِرْقٍ ظَالِمٍ حَقٌّ))۔

(۱۴۲۲) موقوف صحيح : الشافعي في الام (۲۲۹/۷) وفي المسند (۶۱/۲) معرفة السنن والآثار (۲۱/۶) شرح معاني الآثار (۱۱۴/۳) بيهقي في الكبرى (۴۱۳/۷)۔

(۱۴۲۳) صحيح : أبو داود (۳۰۷۳) كتاب الخراج والامارة والفيء : باب في احياء الموات ، ترمذي (۱۳۷۸) نسائي في الكبرى (۵۷۶۱) الشافعي في الام (۴۵/۴)۔

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص بنجر زمین کو آباد (زرخیز) کھیتی کرے وہ اسی کی ہے جو شخص ظلم سے وہاں کچھ تصرف کرے اس کو کچھ حق نہیں ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ظلم سے تصرف کرے مثلاً وہاں گڑھا کھودے یا کچھ زمین قبضہ کرے یا درخت لگائے۔

۱۴۲۴۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيِّتَةً فَهِيَ لَهُ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص بنجر زمین کو آباد کرے وہ اسی کی ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

باب القضاء فی المیاه — پانی لینے کا بیان

۱۴۲۵۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي سَيْلِ مَهْزُوْرٍ وَمُذَيْنِبٍ يُمْسَكُ حَتَّى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ يُرْسِلُ الْأَعْلَى عَلَى الْأَسْفَلِ ۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو نالوں میں ایک کا نام مہروز تھا اور دوسرے کا نام مذینب کہ جس کا باغ نالہ کے متصل ہے وہ اپنے باغ میں ٹخنوں ٹخنوں پانی بھر کے پھر دوسرے کے باغ میں پانی چھوڑ دے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: اسی طرح وہ اپنے باغ میں ٹخنوں تک بھر کے تیسرے کے باغ میں چھوڑ دے۔ اس حدیث کو دار قطنی نے غرائب میں اور حاکم نے موصولاً روایت کیا ہے۔ زرقانی نے کہا کہ ابن عبدالبر اور بزار کا یہ کہنا کہ یہ حدیث موصولاً دیکھنے میں نہیں آئی تعجب خیز ہے۔

۱۴۲۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ الْكَلَأُ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نہیں روکا جائے گا پانی جو بچ رہا ہوتا کہ گھاس بچ جائے۔

(١٤٢٤) **موقوف صحيح** : بيهقى فى السنن الكبرى (١٤٣/٦) رقم (١١٧٨٢) الشافعى فى المسند (٢٦٩/٢) وفى الام (٤٥/٤) ابو عبيد فى الاموال (٣٦٨) ۔

(١٤٢٥) **صحيح لغيره** :أبو داود (٣٦٣٩) كتاب الأقضية : باب من القضاء ' ابن ماجه (٢٤٨٢) ۔

(١٤٢٦) بخارى (٢٣٥٣) كتاب المساقاة : باب من قال ان صاحب الماء أحق بالماء ' مسلم (١٥٦٦) أبو داود (٣٤٧٣) ترمذى (١٢٧٢) نسائى فى الكبرى (٥٧٧٤) ابن ماجه (٢٤٧٨) أحمد (٢٤٤/٢) رقم (٧٣٢٠) ۔

فائدہ: جو گھانس جنگل میں خودرو ہو سب لوگ اپنے جانوروں کو چرا سکتے ہیں اگر ایسے مقام میں کسی شخص کا کنواں یا حوض ہو وہ اس کے پانی کو روکے اس خیال سے کہ جب چرانے والوں کو پانی نہ ملے گا تو وہاں چرانے نہ آئیں گے اور گھانس محفوظ رہے گی یہ منع ہے۔

۱۴۲۷۔ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يُمْنَعُ نَقْعُ بِئْرٍ))۔

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نہ منع کیا جائے اس پانی سے کنوئیں کے جو بچ رہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔علامہ البانیؒ نے اسے **صحیح** کہا ہے۔[صحیح ابن ماجه (۲۰۱۰)]

فائدہ: جب کنوئیں والا اپنے جانوروں کو پانی پلا چکے اور ضرورت سے زیادہ پانی بچ رہے تو اور لوگوں کو اس کے استعمال سے منع نہ کرے۔

باب القضاء في المرفق — مروت کا بیان

۱۴۲۸۔ عَنْ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ))۔

حضرت یحییٰ مازنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہ ضرر ہے اسلام میں نہ ضرار۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: ضرر یہ ہے کہ بے وجہ کسی کو نقصان پہنچائے ضرار یہ کہ ایک شخص نے اپنے تئیں نقصان پہنچایا اس سے عوض لے اس کو بھی نقصان پہنچائے اس سے بھی منع فرمایا کیونکہ بہتر یہ ہے کہ درگزر کرے اور معاف کر دے اگر بدلہ لے تو برابر لے زیادتی نہ کرے فرمایا اللہ جل شانہٗ نے: ﴿وَجَزَآءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ﴾ یعنی برائی کا بدلہ یہ ہے کہ اتنی ہی برائی کرے اس پر بھی جو معاف کر دے گا اور نیکی کرے گا اس کا ثواب اللہ جل شانہٗ دے گا بے شک وہ نہیں چاہتا ظالموں کو۔بعضوں کے نزدیک ضرر اور ضرار کے معنی ایک ہی ہیں۔بعضے کہتے ہیں ضرر یہ ہے جس میں اپنا نفع ہو دوسرے کا نقصان ہو ضرار یہ ہے جس میں اپنا کچھ نفع نہ ہو صرف دوسرے کا نقصان ہو۔(زرقانی)

۱۴۲۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَمْنَعُ أَحَدُكُمْ جَارَهُ خَشَبَةً يَغْرِزُهَا فِي جِدَارِهِ)) ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ مَا لِي أَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِينَ وَاللّٰهِ لَأَرْمِيَنَّ بِهَا بَيْنَ أَكْتَافِكُمْ۔

(۱٤۲۷) صحيح : ابن ماجه (۲٤۷۹) كتاب الأحكام : باب النهى عن منع فضل الماء ليمنع به الكلا، أحمد (۲۵۲/۶) رقم (۲۶۶۷۷) دارقطنى فى العلل (۱۰٤/۵) -

(۱٤۲۸) صحيح لغيره : ابن ماجه (۲۳٤۱) كتاب الأحكام : باب من بنى فى حقه ما يضر بجاره، أحمد (۳۱۳/۱) رقم (۲۸۶۷) الشافعى فى الام (۲۳۰/۷) -

(۱٤۲۹) بخارى (۲٤۶۳) كتاب المظالم والغصب : باب لا يمنع جار جاره أن يغرز خشبه فى جداره، مسلم (۱۶۰۹) أبو داود (۳۶۳٤) ترمذى (۱۳۵۳) ابن ماجه (۲۳۳۵) أحمد (٤۶۳/۲) رقم (۹۹۶۲) -

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نہ منع کرے تم میں سے کوئی اپنے ہمسایہ کو لکڑی گاڑنے سے اپنی دیوار میں۔ پھر ابو ہریرہؓ کہتے تھے کیا وجہ ہے کہ تم اس حدیث کو متوجہ ہو کر نہیں سنتے قسم خدا کی میں اس کو خوب مشہور کروں گا۔

فائدہ: جمہور علماء کے نزدیک یہ امر استحبابا ہے اور احمدؒ اور اسحاقؒ اور اہل حدیث کے نزدیک وجوبا۔ ان کے نزدیک جب ہمسایہ کسی دیوار میں لکڑی گاڑنا چاہے تو اجازت دینا واجب ہے۔

فائدہ: یہ حاصل ترجمہ ہے لفظی ترجمہ یہ ہے کیا ہے واسطے میرے کہ دیکھتا ہوں میں تم کو اس حدیث سے منہ پھیرتے ہو قسم خدا کی! البتہ ڈالوں گا میں اس حدیث کو تمہارے کندھوں کے بیچ میں یعنی سنا سنا کر تم کو خوب تنگ کروں گا اور زبردستی اس پر عمل کراؤں گا۔

۱۴۳۰۔ عَنْ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ أَنَّ الضَّحَّاكَ بْنَ خَلِيفَةَ سَاقَ خَلِيجًا لَهُ مِنَ الْعُرَيْضِ فَأَرَادَ أَنْ يَمُرَّ بِهِ فِي أَرْضِ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ فَأَبَى مُحَمَّدٌ فَقَالَ لَهُ الضَّحَّاكُ لِمَ تَمْنَعُنِي وَهُوَ لَكَ مَنْفَعَةٌ تَشْرَبُ بِهِ أَوَّلًا وَآخِرًا وَلَا يَضُرُّكَ فَأَبَى مُحَمَّدٌ فَكَلَّمَ فِيهِ الضَّحَّاكُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَدَعَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ فَأَمَرَهُ أَنْ يُخَلِّيَ سَبِيلَهُ فَقَالَ مُحَمَّدٌ لَا فَقَالَ عُمَرُ لِمَ تَمْنَعُ أَخَاكَ مَا يَنْفَعُهُ وَهُوَ لَكَ نَافِعٌ تَسْقِي بِهِ أَوَّلًا وَآخِرًا وَهُوَ لَا يَضُرُّكَ فَقَالَ مُحَمَّدٌ لَا وَاللَّهِ فَقَالَ عُمَرُ وَاللَّهِ لَيَمُرَّنَّ بِهِ وَلَوْ عَلَى بَطْنِكَ فَأَمَرَهُ عُمَرُ أَنْ يَمُرَّ بِهِ فَفَعَلَ الضَّحَّاكُ ۔

حضرت یحییٰ مازنی سے روایت ہے کہ ضحاک بن خلیفہ نے ایک نہر نکالی عریض (ایک وادی ہے مدینہ میں) میں سے محمد بن مسلمہ کی زمین میں سے ہو کر انہوں نے منع کیا۔ ضحاک نے کہا تم کیوں منع کرتے ہو تمہارا تو اس میں نفع ہے اپنی زمین کو اول اور آخر پانی دیا کرنا اور کچھ ضرر نہیں۔ محمد نہ مانا۔ ضحاک نے حضرت عمرؓ سے بیان کیا حضرت عمرؓ نے محمد بن مسلمہ کو بلا کر کہا تم اجازت دو۔ محمد نے کہا میں نہ دوں گا۔ حضرت عمرؓ نے کہا تم اپنے بھائی مسلمان کو ایسی بات سے منع کرتے ہو جس میں اس کا نفع ہے اور تمہارا بھی نفع ہے تم بھی پانی لیا کرنا اول اور آخر میں اور تمہارا کچھ ضرر نہیں۔ محمد نے کہا قسم خدا کی! میں اجازت نہ دوں گا۔ حضرت عمرؓ نے کہا وہ نہر بہائی جائے اگرچہ تمہارے پیٹ پر سے ہو۔ پھر حضرت عمرؓ نے ضحاک کو حکم کیا نہر جاری کرنے کا محمد بن مسلمہ کی زمین سے ہو کر ضحاک نے ایسا ہی کیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **ضعیف** کہا ہے۔

۱۴۳۱۔ عَنْ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ أَنَّهُ قَالَ كَانَ فِي حَائِطِ جَدِّهِ رَبِيعٌ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ فَأَرَادَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ أَنْ يُحَوِّلَهُ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ الْحَائِطِ هِيَ أَقْرَبُ إِلَى أَرْضِهِ فَمَنَعَهُ صَاحِبُ الْحَائِطِ فَكَلَّمَ عَبْدُ

(۱۴۳۰) موقوف ضعیف: بیھقی فی الکبری (۱۵۷/۶) رقم (۱۱۸۸۲) الشافعی فی الام (۲۳۰/۷)۔

(۱۴۳۱) موقوف ضعیف: شافعی فی الأم (۲۳۱/۷) بیھقی فی معرفة السنن والآثار (۵۴۲/۴)۔

الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فِي ذَلِكَ فَقَضَى لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ بِتَحْوِيلِهِ ۔

حضرت یحییٰ مازنی سے روایت ہے میرے دادا کے باغ میں سے ہو کر ایک نہر بہتی تھی عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی۔ عبدالرحمن نے یہ چاہا کہ اس کو باغ کی دوسری طرف سے لے جائیں کیونکہ وہ قریب تھا ان کی زمین سے لیکن باغ کے مالک یعنی میرے دادا (تمیم بن عبد عمرو انصاری) نے اجازت نہ دی۔ عبدالرحمن نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت دے دی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

باب القضاء فی قسم الأموال — تقسیم کا بیان

۱۴۳۲۔ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيلِيِّ أَنَّهُ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((أَيُّمَا دَارٍ أَوْ أَرْضٍ قُسِمَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَهِيَ عَلَى قَسْمِ الْجَاهِلِيَّةِ وَأَيُّمَا دَارٍ أَوْ أَرْضٍ أَدْرَكَهَا الْإِسْلَامُ وَلَمْ تُقْسَمْ فَهِيَ عَلَى قَسْمِ الْإِسْلَامِ)) ۔

حضرت ثور بن زید دیلی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو زمین یا مکان جاہلیت کے زمانے میں تقسیم ہو چکا ہے وہ اسی طور پر رہے گا البتہ جو مکان یا زمین اسلام کے زمانے تک تقسیم نہیں ہوئی تو وہ اسلام کے قاعدوں کے موافق تقسیم ہوگی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: (وہ اسی طور پر رہے گا) اگرچہ وارث مسلمان ہو جائیں اور یہ چاہیں کہ دوبارہ اس کو اسلام کے قاعدوں کے موافق تقسیم کریں تو نہیں ہو سکتا۔

فائدہ: (اسلام کے قاعدوں کے مطابق تقسیم ہوگی) مثلاً زید کفر کی حالت میں مر گیا وارث بھی اس کے کافر تھے ابھی جائداد تقسیم نہیں ہوئی تھی کہ وارث مسلمان ہو گئے تو اب تقسیم شرع کے طور پر ہوگی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص مر جائے اور بارانی اور چاہی زمینیں چھوڑ جائے تو بارانی کو چاہی کے ساتھ ملا کر تقسیم نہ کریں گے بلکہ جدا جدا تقسیم کریں گے۔ (کیونکہ بارانی کا لگان دسواں حصہ ہے اور چاہی کا بیسواں حصہ پیداوار کا)۔ مگر جب سب شریک ملا کر تقسیم کرنے پر راضی ہو جائیں تو ملا کر تقسیم کر دیں گے البتہ بارانی اور زیر تالاب یا کاریز کو ملا کر تقسیم کر دیں گے۔ (کیونکہ ان کا دھارا ایک ہے یعنی دونوں قسموں کی زمینوں کا لگان پیداوار کا دسواں حصہ ہے) اسی طرح اگر کسی قسم کا مال ہوں ایک ہی جگہ اور ایک دوسرے کے مشابہ ہوں تو ہر ایک مال کی قیمت لگا کر ایک ساتھ تقسیم کر دیں گے مکانوں اور گھروں کا بھی یہی حکم ہے۔

(١٤٣٢) صحيح : أبو داود (٢٩١٤) كتاب الفرائض : باب فيمن أسلم على ميراث، ابن ماجه (٢٤٩٥) الشافعي في الام (٧١/٧) ابن عبد البر في التمهيد (٤٨/٢) بيهقي في السنن الكبرى (١٢٢/٩) وفي معرفة السنن والآثار (٢٣٨/٧) ابو يعلى في المسند (٢٤٧/٤) ۔

باب القضاء فی الضواری والحریسة ضواری اور حریسہ کا بیان

فائدہ: ضواری جمع ہے ضاری کی جس جانور کو کھیت چرنے کی عادت ہوگئی ہو اس کو ضاری کہتے ہیں اور حریسہ ان جانوروں کو کہتے ہیں جو حفاظت میں رکھ کر چرائے جاتے ہیں۔

۱۴۳۳۔ عَنْ حَرَامِ بْنِ سَعْدِ بْنِ مُحَيِّصَةَ أَنَّ نَاقَةً لِلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ دَخَلَتْ حَائِطَ رَجُلٍ فَأَفْسَدَتْ فِيهِ فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عَلَى أَهْلِ الْحَوَائِطِ حِفْظَهَا بِالنَّهَارِ وَأَنَّ مَا أَفْسَدَتْ الْمَوَاشِي بِاللَّيْلِ ضَامِنٌ عَلَى أَهْلِهَا ـ

حضرت حرام بن سعد بن محیصہ سے روایت ہے کہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا اونٹ ایک باغ میں چلا گیا اور نقصان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ باغ کی حفاظت دن کو باغ والے کے ذمے پر ہے البتہ اگر رات کو کسی کا جانور باغ میں جا کر نقصان کرے تو ضمان اس کا جانور کے مالک پر ہوگا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: کیونکہ جانور کے مالک کو چاہیے کہ رات کو اپنے جانور کی حفاظت کرے جب وہ رات کو چھٹا پھرا اور کسی کا باغ خراب کیا تو مالک کا قصور ہوا وہی ضمان دے گا البتہ دن کو تو جانور چھٹے پھرا کرتے ہیں باغ کے مالک کو چاہیے کہ دن کو اپنے باغ کی آپ حفاظت کرے اگر دن کو جانوروں نے اس کا باغ خراب کیا تو مالک کا قصور نہیں باغ والے کا قصور ہے اس نے حفاظت کیوں نہ کی اگر دن کو جانوروں کیساتھ ان کا مالک بھی ہوگا تو ضمان لازم آئے گی۔ مالکؒ اور شافعیؒ کا یہی مذہب ہے اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک نہ رات کو نہ دن کو کسی بھی صورت میں جانور کے مالک پر ضمان نہیں ہے اور لیث اور عطاء کے نزدیک ہر صورت میں ضمان ہے۔

۱۴۳۴۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَاطِبٍ أَنَّ رَقِيقًا لِحَاطِبٍ سَرَقُوا نَاقَةً لِرَجُلٍ مِنْ مُزَيْنَةَ فَانْتَحَرُوهَا فَرُفِعَ ذَلِكَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَأَمَرَ عُمَرُ كَثِيرَ بْنَ الصَّلْتِ أَنْ يَقْطَعَ أَيْدِيَهُمْ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ أَرَاكَ تُجِيعُهُمْ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ وَاللَّهِ لَأُغَرِّمَنَّكَ غُرْمًا يَشُقُّ عَلَيْكَ ثُمَّ قَالَ لِلْمُزَنِيِّ كَمْ ثَمَنُ نَاقَتِكَ فَقَالَ الْمُزَنِيُّ قَدْ كُنْتُ وَاللَّهِ أَمْنَعُهَا مِنْ أَرْبَعِ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَقَالَ عُمَرُ أَعْطِهِ ثَمَانَ مِائَةِ دِرْهَمٍ۔

حضرت یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب سے روایت ہے کہ غلاموں نے ایک شخص کا اونٹ چرا کر کاٹ ڈالا۔ جب یہ مقدمہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا آپ نے کثیر بن صلت سے کہا ان غلاموں کا ہاتھ کاٹ ڈال پھر حاطب سے کہا میں سمجھتا ہوں کہ تو ان

(۱۴۳۳) صحیح: أبو داود (۳۵۷۰) کتاب البیوع: باب المواشی تفسد زرع قوم، نسائی فی الکبری (۵۷۸۵) ابن ماجه (۲۳۳۲) أحمد (۲۹۵/٤) رقم (۱۸۸۰۷) طحاوی فی شرح المعانی الآثر (۲۰۳/۳) الشافعی فی السنن الماثوره (۳۸۵)۔

غلاموں کو بھوکا رکھتا ہوگا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا حاطب سے خدا کی قسم میں تجھ سے ایسا تاوان دلاؤں گا جو تجھ پر بہت گراں گزرے۔ آپ نے اونٹ والے سے پوچھا تیرا اونٹ کتنے کا ہوگا اس نے کہا میں نے چار سو درہم کو اسے نہیں بیچا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تو آٹھ سو درہم اس کو دے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: اس وجہ سے وہ مجبور ہو کر چوری کرنے پر آمادہ ہوئے اور پرایا مال چکھ گئے چونکہ ایسی اضطرار کی حالت میں حرام حلال ہو جاتا ہے اس واسطے ہاتھ اُن کا نہ کاٹا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک قیمت دو چند لینے میں اس روایت پر عمل نہ ہوگا لیکن ورآمد لوگوں کو یہ رہی کہ اس جانور کی جو قیمت چرانے کے دن ہوگی وہ دینی ہوگی۔

باب القضاء فیمن أصاب شیئا من البهائم — جو شخص کسی جانور کو نقصان پہنچائے اس کا حکم

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو کسی کے جانور کو نقصان پہنچائے تو نقصان کی وجہ سے جس قدر قیمت اس کی کم ہو جائے اس کا تاوان دینا ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک اونٹ حملہ کرے کسی آدمی پر اور وہ آدمی اپنی جان کا خوف کر کے اس کو مار ڈالے یا زخمی کرے تو اگر وہ گواہ رکھتا ہو اس امر کا کہ اونٹ نے اس پر حملہ کیا تھا تو اس پر تاوان نہ ہوگا ورنہ تاوان دینا ہوگا۔

باب القضاء فیما یعطی العمال — کاریگروں کو جو مال دیا جاتا ہے اس کا حکم

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کسی نے اپنا کپڑا رنگریز کو رنگنے کو دیا اس نے رنگا اب کپڑے والا یہ کہے میں نے تجھ سے یہ رنگ نہیں کہا تھا اور رنگریز کہے تو نے یہی رنگ کہا تھا تو رنگریز کا قول قسم سے مقبول ہوگا ایسا ہی درزی کا بھی حکم ہے اور سنار کا جب وہ حلف اٹھالیں البتہ اگر ایسی بات کا دعویٰ کرتے ہوں جو بالکل عرف اور رواج کے خلاف ہو تو اس کا قول مقبول نہ ہوگا بلکہ کپڑے والے سے قسم لی جائے گی اگر وہ قسم نہ کھائے گا تو کاریگر سے قسم لی جائے گی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک شخص نے اپنا کپڑا رنگریز کو دیا رنگنے کے واسطے رنگریز نے وہ کپڑا دوسرے شخص کو پہننے کو دے دیا۔ تو رنگریز پر اس کا تاوان ہوگا اگر پہننے والے کو یہ معلوم نہ ہو کہ یہ کپڑا کسی اور کا ہے اور جو معلوم ہو تو تاوان اسی پر ہوگا۔

باب القضاء فی الحمالة والحول — حوالے اور کفالت کا بیان

(١٤٣٤) موقوف صحیح: عبدالرزاق (١٨٩٧٧، ١٨٩٧٨)، بیہقی (٢٧٨/٨) رقم (١٧٢٨٧)۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک شخص نے اپنے ذمے پر جو قرض ہے اس کو اپنے ایک قرضدار پر اتار دیا قرض خواہ کی رضامندی سے اب وہ قرضدار مفلس ہوگیا یا بے جائداد مرگیا تو قرض خواہ پھر اس سے مطالبہ نہیں کرسکتا ہمارے نزدیک اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے۔ البتہ اگر ایک شخص دوسرے کے ذمے پر جو قرض ہے اس کا ضامن ہوگیا پھر جو ضامن ہوا تھا بے جائداد مرگیا یا مفلس ہوگیا تو قرض خواہ قرضدار سے مطالبہ کرسکتا ہے۔

فائدہ: کیونکہ حوالہ نام ہے نقلِ دَین کا ایک ذمے سے دوسرے ذمے پر جب محتال لہٗ نے قبول کرلیا تو محیل بری ہوگیا اب محتال علیہ سے وصول ہو یا نہ ہو محیل سے کچھ کام نہیں برخلاف کفالت کے اس میں مکفول عنہ بری نہیں ہوتا بلکہ کفیل مکفول عنہ کی مثل ہو جاتا ہے صحتِ مطالبہ اور وجوبِ ادا میں۔

باب القضاء فیمن ابتاع ثوبا وبہ عیب جو شخص کپڑا خرید کرے اور اس میں عیب نکلے

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کپڑا خریدے اور اس میں عیب نکلے مثلاً پھٹا ہوا ہو یا اور کچھ عیب بائع کے پاس کا ہو گواہوں کی گواہی سے یا بائع کے اقرار سے اب مشتری نے اس کپڑے میں تصرف کیا جیسے اس کو کتر بیونت کر ڈالا جس سے کپڑے کی قیمت گھٹ گئی پھر اس کو عیب معلوم ہوا تو وہ کپڑا بائع کو پھیر دے اور کاٹنے کا ضمان مشتری پر نہ ہوگا۔

فائدہ: اور اگر مشتری چاہے تو کپڑے کو رکھ لے اور عیب کا نقصان بائع سے مجرا لے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے کپڑا خریدا اور اس میں عیب پایا مثلاً پھٹا ہوا یا چرا ہوا ہے بائع نے کہا مجھے اس عیب کی خبر نہ تھی اور مشتری اس کپڑے کو کاٹ بیونت کر چکا ہے یا رنگ چکا ہے تو مشتری کو اختیار ہے چاہے کپڑا رکھ لے اور بائع سے عیب کے موافق نقصان مجرا لے چاہے کپڑا پھیر دے اور جس قدر کاٹ بیونت یا رنگ سے کپڑے کی قیمت گھٹ گئی ہے اس قدر بائع کو مجرا دے اگر مشتری نے اس پر وہ رنگ کیا ہے جس کی وجہ سے اس کی قیمت بڑھ گئی تب بھی مشتری کو اختیار ہوگا چاہے عیب کا نقصان بائع سے وصول کر کے کپڑا رکھ لے چاہے بائع کا شریک ہو جائے اس کپڑے میں اب دیکھا جائے گا کہ اس کپڑے کی قیمت عیب کے لحاظ سے کتنی ہے۔ مثلاً دس درہم ہو اور مشتری کے رنگنے کی وجہ سے پندرہ درہم قیمت ہوگئی ہو تو بائع دو ثلث کا اور مشتری ایک ثلث کا اس کپڑے میں شریک ہوگا جب وہ کپڑا بکے تو اس کی قیمت کو اسی حساب سے بانٹ لیں گے۔

باب ما لا یجوز من النحل جو ہبہ درست نہیں اس کا بیان

۱۴۳۵۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ أَبَاهُ بَشِيرًا أَتَى بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هَذَا غُلَامًا كَانَ لِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهُ مِثْلَ هَذَا فَقَالَ لَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَجِعْهُ۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے باپ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئے اور کہا یا رسول اللہ

! میں نے اس بیٹے کو اپنا ایک غلام ہبہ کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا سب بیٹوں کو تو نے ایسا ہی ایک ایک غلام دیا بولا نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا رجوع کر ہبہ سے۔

فائدہ: ظاہر حدیث سے عدل اور مساوات کا وجوب ثابت ہوتا ہے اولاد میں۔ یہی قول ہے احمدؒ اور اسحاقؒ اور ثوریؒ کا۔ اور شافعیؒ اور مالکؒ اور ابوحنیفہؒ کا مذہب یہ ہے کہ عدل اولاد میں مستحب ہے اگر ایک کو کچھ زیادہ ہبہ کرے تو ہبہ صحیح ہے لیکن اولیٰ یہ ہے کہ دوسرے کو بھی اسی قدر دے اور نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی حدیث کی تاویل کی ہے دس طریقوں سے لیکن سب وجوہ ضعیف ہیں ذکر کیا ان کو زرقانی نے۔

۱۴۳۶۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ كَانَ نَحَلَهَا جَادَّ عِشْرِينَ وَسْقًا مِنْ مَالِهِ بِالْغَابَةِ فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ وَاللَّهِ يَا بُنَيَّةُ مَا مِنْ النَّاسِ أَحَدٌ أَحَبُّ إِلَيَّ غِنًى بَعْدِي مِنْكِ وَلَا أَعَزُّ عَلَيَّ فَقْرًا بَعْدِي مِنْكِ وَإِنِّي كُنْتُ نَحَلْتُكِ جَادَّ عِشْرِينَ وَسْقًا فَلَوْ كُنْتِ جَدَدْتِيهِ وَاحْتَزْتِيهِ كَانَ لَكِ وَإِنَّمَا هُوَ الْيَوْمَ مَالُ وَارِثٍ وَإِنَّمَا هُمَا أَخَوَاكِ وَأُخْتَاكِ فَاقْتَسِمُوهُ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا أَبَتِ وَاللَّهِ لَوْ كَانَ كَذَا وَكَذَا لَتَرَكْتُهُ إِنَّمَا هِيَ أَسْمَاءُ فَمَنْ الْأُخْرَى فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ ذُو بَطْنِ بِنْتِ خَارِجَةَ أُرَاهَا جَارِيَةً۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے باپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو ہبہ کیے تھے کھجور کے درخت جن میں سے بیس وسق کھجور نکلتی تھی اپنے باغ میں سے جو غابہ میں تھے (غابہ ایک موضع ہے شام کی راہ میں) جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہونے لگی انہوں نے کہا اے بیٹی! کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جس کا مالدار رہنا مجھے پسند ہو بعد اپنے تجھ سے زیادہ اور نہ کسی آدمی کا مفلس رہنا ناپسند ہے مجھ کو بعد اپنے تجھ سے زیادہ میں نے تجھے بیس وسق کھجور کے درخت ہبہ کیے تھے اگر تو ان درختوں سے کھجور کاٹتی اور اُن پر قبضہ کر لیتی تو وہ تیرا مال ہو جاتا اب تو وہ سب وارثوں کا مال ہے اور وارث کون ہیں دو بھائی ہیں تمہارے (عبدالرحمٰن اور محمد) اور دو بہنیں ہیں تو بانٹ لینا اس کو کتاب اللہ کے موافق۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے میرے باپ! قسم خدا کی اگر بڑے سے بڑا مال ہوتا تو میں اس کو چھوڑ دیتی لیکن میں حیران ہوں (ایک بہن تو میری اسماء ہے) اور دوسری بہن کون ہے حضرت ابوبکر صدیق نے کہا وہ جو (حبیبہ) بنت خارجہ کے پیٹ میں ہے میں اس کو لڑکی سمجھتا ہوں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: کیونکہ ہبہ میں موہوب لہٗ کا قبضہ ضروری ہے بدون قبضے کے اس کی ملک ثابت نہیں ہوتی۔

(١٤٣٥) بخاری (٢٥٨٦) كتاب الهبة وفضلها : باب الهبة للولد ' مسلم (١٦٢٣) أبو داود (٣٥٤٢) ترمذی (١٣٦٧) نسائی (٣٦٧٣) ابن ماجه (٢٣٧٢) أحمد (٢٧٠/٤ ـ ٢٧١) رقم (١٨٥٧٢) ـ

(١٤٣٦) موقوف صحيح : بيهقی (١٦٩/٦ ـ ١٧٠) رقم (١١٩٤٨) شرح معانی الآثار (٨٨/٤) معرفة السنن والآثار (٣/٥) بغوی فی شرح السنة (٣٠٢/٨) ـ

فائدہ: (میں اس کولڑکی سمجھتا ہوں) یہ کرامت ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایسا ہی ہوا ان کے پیٹ سے لڑکی پیدا ہوئی اور نام اس کا ام کلثوم رکھا گیا۔

۱۴۳۷۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ يَنْحَلُونَ أَبْنَائَهُمْ نُحْلًا ثُمَّ يُمْسِكُونَهَا فَإِنْ مَاتَ ابْنُ أَحَدِهِمْ قَالَ مَالِي بِيَدِي لَمْ أُعْطِهِ أَحَدًا وَإِنْ مَاتَ هُوَ قَالَ هُوَ لِابْنِي قَدْ كُنْتُ أَعْطَيْتُهُ إِيَّاهُ مَنْ نَحَلَ نِحْلَةً فَلَمْ يَحُزْهَا الَّذِي نُحِلَهَا حَتَّى يَكُونَ إِنْ مَاتَ لِوَرَثَتِهِ فَهِيَ بَاطِلٌ۔

حضرت عبدالرحمن بن عبدالقاری سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے کہا کیا حال ہے لوگوں کا کہ ہبہ کرتے ہیں اپنے بیٹوں کو پھر روک لیتے ہیں اگر بیٹا پہلے مرجاتا ہے تو کہتے ہیں میرا مال میرے قبضے میں ہے کسی کو نہیں دیا اگر باپ مرجاتا ہے تو کہہ جاتا ہے کہ وہ میرے بیٹے کا ہے اس کو میں ہبہ کر چکا ہوں جو کوئی ہبہ کرے اور اس کو نافذ نہ کرے یعنی موہوب لہٗ اس پر قبضہ نہ کرے اس طرح سے کہ جب موہوب لہٗ مرے تو وہ اس کے وارثوں کو ملے تو وہ ہبہ باطل ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

باب ما لا يجوز من العطية — جو عطیہ درست نہیں ہے اس کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص ثواب کے واسطے کسی کو کوئی شے دے اس کا عوض نہ چاہتا ہو اور لوگوں کو اس پر گواہ کر دے تو وہ نافذ ہو جائے گا مگر جب دینے والا مرجائے معطیٰ لہٗ کے قبضے سے پہلے۔ اگر دینے والا یہ چاہے کہ بعد دین کے اس کو رکھ چھوڑے تو یہ نہیں ہو سکتا معطیٰ لہٗ جب چاہے تو جبراً اس سے لے سکتا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر زید نے عمرو کو ایک شے للہ دی بعد اس کے زید مرگیا عمرو ایک گواہ لے کر آیا تو عمرو کو قسم کھانی پڑے گی اگر وہ قسم کھالے گا تو ایک گواہی اور ایک قسم پر وہ شے عمرو کو دلا دیں گے اگر عمرو نے قسم سے انکار کیا تو زید سے قسم لیں گے اگر زید نے قسم کھانے سے انکار کیا تو وہ شے دینی پڑے گی جب عمرو کے پاس ایک گواہ بھی ہو اگر ایک بھی گواہ نہ ہو تو عمرو کا صرف دعویٰ مسموع نہ ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک شخص نے ایک شے للہ دی پھر معطیٰ لہٗ قبل قبضے کے مرگیا تو اس کے وارث اس کے قائم مقام ہوں گے اگر دینے والا قبل معطیٰ لہٗ کے قبضے کے مرگیا تو اب اس کو کچھ نہ ملے گا کیونکہ قبضہ نہ ہونے کے سبب سے وہ ہبہ لغو ہو گیا اگر دینے والا اس کو روک رکھے اور ہبہ پر گواہ نہ ہوں تو یہ نہیں ہو سکتا جب معطیٰ لہٗ لینے کو کھڑا ہو جائے تو لے سکتا ہے۔

باب القضاء في الهبة — ہبے کا حکم

۱۴۳۸۔ عَنْ أَبِي غَطَفَانَ بْنِ طَرِيفٍ الْمُرِّيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ وَهَبَ هِبَةً لِصِلَةِ رَحِمٍ أَوْ عَلَى

(١٤٣٧) موقوف صحيح: ابن أبي شيبة (٤/٢٨٥) رقم (٢٠١١٧) بيهقي في السنن الكبرى (٦/١٧٠) رقم (١١٩٤٩) وفي معرفة السنن والآثار (٤/٥)۔

وَجْهِ صَدَقَةٍ فَإِنَّهُ لَا يَرْجِعُ فِيهَا وَمَنْ وَهَبَ هِبَةً يَرَى أَنَّهُ إِنَّمَا أَرَادَ بِهَا الثَّوَابَ فَهُوَ عَلَى هِبَتِهِ يَرْجِعُ فِيهَا إِذَا لَمْ يُرْضَ مِنْهَا۔

حضرت ابوغطفان بن طریف سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص ہبہ کرے کسی ناطے والے کو صلہ رحمی کے واسطے یا صدقہ کے طور پر ثواب کے واسطے تو اس میں رجوع نہیں کر سکتا اور جو ہبہ کرے عوض لینے کے واسطے تو وہ رجوع کر سکتا ہے جب کہ ناراض ہو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: جب تک کہ اس کا عوض نہ لے چکا ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ جب موہوب میں کچھ تفاوت ہو جائے کمی بیشی سے اور وہ ہبہ ایسا ہو جو عوض کے واسطے دیا گیا ہو تو موہوب لہٗ کو اس کی قیمت قبضے کے دن کی دینی پڑے گی۔

باب الاعتصار في الصدقة — صدقہ میں رجوع کرنے کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے باپ اگر اپنے بیٹے کو کچھ صدقہ کے طور پر دے تو بیٹا اس کو اپنے قبضے میں کر لے یا بیٹا صغیر سن ہو خود باپ کی گود میں ہو اور وہ صدقہ پر گواہ کر دے تو اب باپ کو اس میں رجوع کرنا درست نہیں کیونکہ کسی صدقہ میں رجوع درست نہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے بیٹے کو کوئی چیز محبت کی وجہ سے دے نہ کہ صدقہ کے طور پر تو وہ اس میں رجوع کر سکتا ہے جب تک کہ بیٹا اس جائداد کے اعتماد پر معاملہ نہ کرنے لگے اور لوگ اس کو اس جائداد کے بھروسے پر قرض نہ دیں لیکن جب ایسا ہو جائے تو پھر رجوع نہیں کر سکتا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنے بیٹے کو ہبہ کرے اور کوئی عورت اس بیٹے سے اس واسطے نکاح کرے کہ جائداد ہبہ میں پا کر غنی (مالدار) ہو گیا ہے یا کوئی شخص اپنی بیٹی کو ہبہ کرے پھر اس سے کوئی مرد نکاح کرے اس جائداد کے خیال سے تو اب باپ رجوع نہیں کر سکتا۔

باب القضاء في العمرىٰ — عمریٰ کے بیان میں

فائدہ: عمریٰ اس کو کہتے ہیں کہ کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ میں نے تجھ کو اپنا گھر عمر بھر کے واسطے دیا۔

۱۴۳۹۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((أَيُّمَا رَجُلٍ أُعْمِرَ

(١٤٣٨) موقوف صحيح عبدالرزاق في المصنف (١٦٥١٩) بيهقي في السنن الكبرىٰ (١٨١/٦، ١٨٢) رقم (١٢٠٢٣) الشافعي في الام (٦١/٤)۔

عُمْرَى لَهُ وَلِعَقِبِهِ فَإِنَّهَا لِلَّذِي يُعْطَاهَا لَا تَرْجِعُ إِلَى الَّذِي أَعْطَاهَا أَبَدًا لِأَنَّهُ أَعْطَى عَطَاءً وَقَعَتْ فِيهِ الْمَوَارِيثُ)) ـ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کو عمریٰ دے اس کے واسطے اور اس کے وارثوں کے واسطے تو پھر وہ عمریٰ اسی کا ہو جاتا ہے دینے والے کو پھر نہیں مل سکتا (کیونکہ اس نے ایسی چیز دی جس میں وراثت ہونے لگی)۔

فائدہ: یہ قول ابو سلمہ کا ہے اگر اس کی حین حیات تک عمریٰ دیا تو بھی ائمہ ثلاثہ کے نزدیک رجوع نہیں ہو سکتا اور مالک کے نزدیک ہو سکتا ہے۔

١٤٤٠- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ أَنَّهُ سَمِعَ مَكْحُولًا الدِّمَشْقِيَّ يَسْأَلُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعُمْرَى وَمَا يَقُولُ النَّاسُ فِيهَا فَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ مَا أَدْرَكْتُ النَّاسَ إِلَّا وَهُمْ عَلَى شُرُوطِهِمْ فِي أَمْوَالِهِمْ وَفِيمَا أُعْطُوا ـ

حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم نے سنا مکحول سے پوچھتے ہوئے قاسم سے عمریٰ کے متعلق کیا قول ہے لوگوں کا اس میں قاسم نے کہا میں نے تو لوگوں کو اپنی شرطیں پوری کرتے ہوئے پایا اپنے مالوں میں اور جو کچھ وہ دیا کرتے تھے اس کو بھی پورا کرتے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ عمریٰ دینے والے کو پھر عمریٰ مل جائے گا جب کہ معمرلہٗ مر جائے اور دینے والے نے اس کے وارثوں کو نہ دیا ہو بلکہ معمرلہٗ کے حین حیات تک دیا ہو۔

١٤٤١- عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ وَرِثَ مِنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ دَارَهَا قَالَ وَكَانَتْ حَفْصَةُ قَدْ أَسْكَنَتْ بِنْتَ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ مَا عَاشَتْ فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ بِنْتُ زَيْدٍ قَبَضَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْمَسْكَنَ وَرَأَى أَنَّهُ لَهُ ـ

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وارث ہوئے ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے وہ اپنا گھر زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بیٹی کو زندگی بھر رہنے کو دے گئی تھیں جب وہ مر گئیں تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس گھر کو لے لیا اپنا سمجھ کر۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

باب القضاء في اللقطة — لقطے کا بیان

(١٤٣٩) مسلم (١٦٢٥) كتاب الهبات: باب العمرى، أبو داود (٣٥٥٣) ترمذى (١٣٥٠) نسائى (٣٧٤٥) ابن ماجه (٢٣٨٠) أحمد (٣٦٠/٣) رقم (١٤٩٣٢) بخارى (٢٦٢٥) ـ

(١٤٤٠) مقطوع صحيح شافعى فى الأم (٦٣/٤، ٦٥) ـ

(١٤٤١) موقوف صحيح بيهقى (١٧٤/٦ ـ ١٧٥) رقم (١١٩٨٤) ـ

فائدہ: لقطہ اس چیز کو کہتے ہیں جو راہ میں پڑی ہوئی ملے۔

۱۴۴۲۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ ((اعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا فَشَأْنَكَ بِهَا)) قَالَ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ قَالَ فَضَالَّةُ الْإِبِلِ قَالَ ((مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا تَرِدُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا)) ۔

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور پوچھا آپ سے لقطہ کو۔ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچان رکھ ظرف اس کا (جس میں لقطہ ہو خواہ چمڑے میں ہو یا کپڑے میں ہو) اور پہچان رکھ بندھن اس کا پھر ایک برس تک لوگوں سے اس کا حال کہا کر۔ اگر اس کا مالک مل جائے تو اس کو دے دے نہیں تو لے لے پھر اس نے کہا اگر کوئی بکری بھکی بھٹکی مل جائے یا رسول اللہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بکری تیرے کام میں آئے گی یا تیرے بھائی کے نہیں تو بھیڑیا کھا جائے گا۔ پھر اس شخص نے کہا اگر اونٹ بھولا بھٹکا ملے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹ سے تجھے کیا کام وہ تو اپنے ساتھ اپنا پانی رکھتا ہے اور موزے رکھتا ہے جہاں اس کو پانی مل جاتا ہے پی لیتا ہے جو درخت ملتا ہے کھا لیتا ہے یہاں تک کہ مالک اس کا اس کو پا لیتا ہے۔

فائدہ: ایسے مقاموں میں جہاں لوگ جمع ہوا کرتے ہیں جیسے جامع مسجد عیدگاہ میلے ٹھیلوں میں پکار کر کہے جس کی کچھ چیز گم ہو گئی ہو تو ہمارے پاس آئے اس کا پتہ بتلائے۔ (بکری تیرے لیے یا تیرے بھائی کے لیے ہے' کا) مطلب یہ کہ بکری کو پکڑے چھوڑ نہ دے اگر اس کا مالک آ جائے تو اس کے حوالے کر دے نہیں تو کام میں لائے اگر چھوڑ دے گا تو احتمال ہے کہ بھیڑیا اس کو پھاڑ ڈالے یا اور کوئی جانور مار ڈالے تو مسلمان کا مال ناحق ضائع ہو۔ (اونٹ اپنے ساتھ اپنا پانی رکھتا ہے) یعنی پیٹ میں اس کے پانی بھرا رہتا ہے کئی دن تک پیاس (بھوک) کا متحمل ہو سکتا ہے۔ (موزے رکھتا ہے) یعنی تلوے اس کے مضبوط اور زور آور ہیں کہ چلنے سے گھستے نہیں۔ تو اونٹ کو پکڑنا جائز نہیں کیونکہ اس کے تلف ہونے کا خوف نہیں ہے۔

۱۴۴۳۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَدْرٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ نَزَلَ مَنْزِلَ قَوْمٍ بِطَرِيقِ الشَّامِ فَوَجَدَ صُرَّةً فِيهَا ثَمَانُونَ دِينَارًا فَذَكَرَهَا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ عَرِّفْهَا عَلَى أَبْوَابِ الْمَسَاجِدِ وَاذْكُرْهَا لِكُلِّ مَنْ يَأْتِي مِنَ الشَّامِ سَنَةً فَإِذَا مَضَتِ السَّنَةُ فَشَأْنَكَ بِهَا ۔

حضرت معاویہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ نے بیان کیا کہ انہوں نے شام کے راستہ میں ایک منزل میں جہاں لوگ اتر چکے تھے ایک تھیلی پائی جس میں اسی (۸۰) دینار تھے۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا آپ نے کہا مسجدوں کے دروازوں پر لوگوں سے کہا کر اور جو شخص شام سے آئے اس سے بیان کیا کر ایک برس تک جب ایک برس گزر

(١٤٤٢) بخاری (٢٣٧٢) كتاب المساقاة : باب شرب الناس والدواب من الأنهار ' مسلم (١٧٢٢) أبو داود (١٧٠٥) ترمذی (١٣٧٢) نسائی فی "الكبرى" (٥٨١٤) ابن ماجه (٢٥٠٤) أحمد (١١٧/٤) رقم (١٧١٨٦) ۔

جائے پھر تجھ کو اختیار ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **حسن** کہا ہے۔

۱۴۴۴۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ رَجُلًا وَجَدَ لُقَطَةً فَجَاءَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ لَهُ إِنِّي وَجَدْتُ لُقَطَةً فَمَاذَا تَرَى فِيهَا فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَرِّفْهَا قَالَ قَدْ فَعَلْتُ قَالَ زِدْ قَالَ قَدْ فَعَلْتُ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَا آمُرُكَ أَنْ تَأْكُلَهَا وَلَوْ شِئْتَ لَمْ تَأْخُذْهَا۔

نافع سے روایت ہے کہ ایک شخص نے لقطہ پایا اس کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس لے آیا اور پوچھا کیا کہتے ہو اس باب میں؟ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا لوگوں سے پوچھ اور بتا۔ اس نے کہا میں پوچھ اور بتا چکا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اور سہی اس نے کہا میں پوچھ بتا چکا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں کبھی تجھ کو حکم نہ کروں گا اس کے کھانے کا اگر تو چاہتا تو اس کو نہ لیتا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: جب لے لیا تو وقت اٹھانا ضروری ہے اس واسطے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک لقطہ اٹھانا مکروہ ہے۔

باب القضاء في استهلاك العبد اللقطة — غلام لقطے کو پا کر خرچ کر ڈالے تو کیا حکم ہے

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے غلام اگر لقطہ پائے اور اس کو خرچ کر ڈالے میعاد گزرنے سے پہلے یعنی ایک برس سے پہلے تو وہ اس کے ذمہ رہے گا اب جب اس کا مالک آئے تو غلام کا مولیٰ لقطے کی قیمت ادا کرے یا غلام کو حوالے کر دے اگر غلام نے میعاد گزرنے کے بعد اس کو صرف کیا تو وہ اس کے ذمے قرض رہے گا جب آزاد ہو اس سے لے لے فی الحال کچھ نہیں لے سکتا نہ مولیٰ کو اس کا دینا لازم ہے۔

باب القضاء في الضوال — جو جانور مالک کے پاس سے گم ہو گئے ہوں ان کا بیان

۱۴۴۵۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ ثَابِتَ بْنَ الضَّحَّاكِ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ وَجَدَ بَعِيرًا بِالْحَرَّةِ فَعَقَلَهُ ثُمَّ ذَكَرَهُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَأَمَرَهُ عُمَرُ أَنْ يُعَرِّفَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ لَهُ ثَابِتٌ إِنَّهُ قَدْ شَغَلَنِي عَنْ ضَيْعَتِي فَقَالَ لَهُ عُمَرُ أَرْسِلْهُ حَيْثُ وَجَدْتَهُ۔

(١٤٤٣)موقوف حسن : عبدالرزاق في المصنف (١٠/١٣٦) رقم (١٨٦١٩) بيهقي في السنن الكبرى (٦/١٩٣) رقم (١٢٠٩٠) طحاوي في مشكل الآثار (٤/٤٤٦) ۔

(١٤٤٤)موقوف صحيح : عبدالرزاق في المصنف (١٠/١٣٧) رقم (١٨٦٢٣) بيهقي في السنن الكبرى (٦/١٨٨) رقم (١٢٠٦٣) الشافعي في المسند (٢/٢٨٢) ۔

حضرت سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ ثابت بن ضحاک انصاری نے ایک اونٹ پایا حرہ میں (حرہ ایک زمین ہے کالی پتھروں والی مدینہ کے قریب) اس کو رسی سے باندھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تین مرتبہ اس کو بتاؤ۔ ثابت نے کہا اپنی زمین کی خبر لینے سے میں مجبور ہو گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جہاں سے تو نے اس اونٹ کو پایا ہے وہیں چھوڑ دے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی اونٹ کے بتانے میں میرا اصلی کام موقوف ہو گیا۔

۱۴۴۶۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ وَهُوَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهُ إِلَى الْكَعْبَةِ مَنْ أَخَذَ ضَالَّةً فَهُوَ ضَالٌّ۔

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کعبہ سے اپنی پیٹھ لگائے ہوئے بیٹھے تھے فرمایا جو شخص گم ہوئی چیز کو اٹھائے وہ خود گمراہ ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: اگر لے لینے کی نیت سے اٹھائے اور جو بتانے کی نیت سے اٹھائے تو کچھ قباحت نہیں۔

۱۴۴۷۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يَقُولُ كَانَتْ ضَوَالُّ الْإِبِلِ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ إِبِلًا مُؤَبَّلَةً تَنَاتَجُ لَا يَمَسُّهَا أَحَدٌ حَتَّى إِذَا كَانَ زَمَانُ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَمَرَ بِتَعْرِيفِهَا ثُمَّ تُبَاعُ فَإِذَا جَاءَ صَاحِبُهَا أُعْطِيَ ثَمَنَهَا۔

حضرت ابن شہاب کہتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جو اونٹ گمے ہوئے ملتے تھے وہ چھوڑ دیئے جاتے تھے' بچے جنا کرتے تھے' کوئی ان کو نہ لیتا تھا' جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہوا انہوں نے حکم کیا کہ بتائے جائیں پھر بیچ کر اُن کی قیمت بیت المال میں رکھی جائے جب مالک آئے تو اس کو دے دی جائے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

باب صدقة الحي عن الميت — زندہ مردے کی طرف سے صدقہ دے تو مردے کو ثواب پہنچتا ہے

۱۴۴۸۔ عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ قَالَ خَرَجَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ مَعَ

(١٤٤٥) موقوف صحيح عبدالرزاق (١٣٣/١٠) رقم (١٨٦٠٩) بيهقی (١٩١/٦) رقم (١٢٠٧٩)۔

(١٤٤٦) موقوف صحيح عبدالرزاق (١٣٣/١٠) (١٨٦١٢) بيهقی (١٩١/٦) نسائی فی الكبرى (٥٨٠٦)۔

(١٤٤٧) موقوف ضعيف عبدالرزاق (١٣٢/١٠) رقم (١٨٦٠٧) بيهقی (١٩١/٦) رقم (١٢٠٨٠)۔

رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ فَحَضَرَتْ أُمَّهُ الْوَفَاةُ بِالْمَدِينَةِ فَقِيلَ لَهَا أَوْصِي فَقَالَتْ فِيمَ أُوصِي إِنَّمَا الْمَالُ مَالُ سَعْدٍ فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ يَقْدَمَ سَعْدٌ فَلَمَّا قَدِمَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ ذُكِرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ يَنْفَعُهَا أَنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ فَقَالَ سَعْدٌ حَائِطُ كَذَا وَكَذَا صَدَقَةٌ عَنْهَا لِحَائِطٍ سَمَّاهُ ۔

حضرت شرحبیل بن سعید بن سعد بن عبادہ سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کو نکلے ان کی ماں مدینہ میں مرنے لگیں لوگوں نے اُن سے کہا وصیت کرو انہوں نے کہا کیا وصیت کروں مال تو سعد کا ہے۔ پھر مر گئیں سعد کے آنے سے پہلے جب سعد آئے لوگوں نے بیان کیا۔ سعد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اگر میں اپنی ماں کی طرف سے کچھ للہ دوں تو اس کو فائدہ ہوگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ پھر سعد نے کہا فلاں فلاں باغ صدقہ ہے میری ماں کی طرف سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

۱۴۴۹۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَأُرَاهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ أَفَأَتَصَدَّقُ عَنْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میری ماں کا دم یکا یک نکل گیا اگر بات کرنے پاتی تو ضرور صدقہ کرتی کیا میں اس کی طرف سے صدقہ کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔

۱۴۵۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ تَصَدَّقَ عَلَى أَبَوَيْهِ بِصَدَقَةٍ فَهَلَكَا فَوَرِثَ ابْنُهُمَا الْمَالَ وَهُوَ نَخْلٌ فَسَأَلَ عَنْ ذَلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَدْ أُجِرْتَ فِي صَدَقَتِكَ وَخُذْهَا بِمِيرَاثِكَ ۔

ایک شخص انصاری نے اپنے والدین کو کھجور کے درخت صدقہ میں دیئے پھر والدین مر گئے تو وہی شخص ان کا وارث ہوا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے صدقہ کا ثواب ہوا اب میراث میں اس کو لے لے۔

(۱۴۴۸) **ضعیف**: نسائی (۳۶۵۰) كتاب الوصايا: باب اذا مات الفجأة هل يستحب لأهله أن يتصدقوا عنه' ابن حبان (۳۳۵۴) احمد (۲۸۴/۵ ـ ۲۸۵) رقم (۲۲۸۲۶) ـ

(۱۴۴۹) بخاری (۲۷۶۰) كتاب الوصايا: باب ما يستحب لمن توفى فجائة أن يتصدقوا عنه' مسلم (۱۰۰۴) أبو داود (۲۸۸۱) نسائی (۳۶۴۹) ابن ماجه (۲۷۱۷) أحمد (۵۱/۶) رقم (۲۴۷۵۵) ـ

(۱۴۵۰) مسلم (۱۱۴۹) كتاب الصيام: باب قضاء الصيام عن الميت' أبو داود (۱۶۵۶) ترمذی (۶۶۷) نسائی في الكبرى (۶۳۱۵) ابن ماجه (۲۳۹۴) أحمد (۳۵۱/۵) ـ

باب الأمر بالوصية — وصیت کا حکم

۱۴۵۱۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَا حَقُّ امْرِءٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوصَى فِيهِ يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ عِنْدَهُ مَكْتُوبَةٌ)) ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں لائق ہے آدمی کو جس کے پاس کوئی چیز یا معاملہ ایسا ہو جس میں وصیت کرنا ضروری ہو اور وہ دو راتیں گزارے بغیر وصیت لکھے ہوئے۔

فائدہ: کیونکہ احتمال ہے کہ موت آ جائے اور وصیت لکھنا نصیب نہ ہو تو لوگوں کا مؤاخذہ دار ہو کر مرے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اجماعی ہے کہ جو آدمی اپنی صحت یا مرض میں کچھ وصیت کرے مثلاً غلام آزاد کرنے کی یا اور کچھ وصیت تو اس میں تغیر اور تصرف کر سکتا ہے مرتے دم تک اور یہ بھی ممکن ہے کہ بالکل اس وصیت کو موقوف کر کے دوسرے کوئی وصیت کرے مگر جب کسی غلام کو مدبر کر چکا ہو تو اب اس کی تدبیر کو باطل نہیں کر سکتا اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں لائق ہے مسلمان آدمی کو (آخر تک الحدیث)۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر موصی اپنی وصیت کے بدلنے پر قادر نہ ہوتا تو چاہیے تھا کہ ہر وصیت کرنے والے کا مال اس کے اختیار سے نکل کر رکا رہتا حالانکہ ایسا نہیں ہے کبھی آدمی اپنی صحت میں وصیت کرتا ہے اور کبھی سفر میں جاتے وقت۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک ہر وصیت کو بدل سکتا ہے سوائے تدبیر کے۔

باب جواز وصية الضعيف والصغير والمصاب والسفيه — ضعیف اور کم سن اور مجنون اور احمق کی وصیت کا بیان

۱۴۵۲۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قِيلَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ إِنَّ هَاهُنَا غُلَامًا يَفَاعًا لَمْ يَحْتَلِمْ مِنْ غَسَّانَ وَوَارِثُهُ بِالشَّامِ وَهُوَ ذُو مَالٍ وَلَيْسَ لَهُ هَاهُنَا إِلَّا ابْنَةُ عَمٍّ لَهُ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَلْيُوصِ لَهَا قَالَ فَأَوْصَى لَهَا بِمَالٍ يُقَالُ لَهُ بِئْرُ جُشَمٍ قَالَ عَمْرُو بْنُ سُلَيْمٍ فَبِيعَ ذَلِكَ الْمَالُ بِثَلَاثِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ وَابْنَةُ عَمِّهِ الَّتِي أَوْصَى لَهَا هِيَ أُمُّ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ ۔

حضرت عمرو بن سلیم زرقی سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ اس جگہ مدینہ میں ایک لڑکا ہے قریب بلوغ کے مگر بالغ نہیں ہوا قبیلہ غسان سے اور اس کے وارث شام میں ہیں اور اس کے پاس مال ہے اور یہاں

(١٤٥١) بخاری (٢٧٣٨) كتاب الوصايا : باب الوصايا ' مسلم (١٦٢٧) أبو داود (٢٨٦٢) ترمذی (٩٧٤) نسائی (٣٦١٦) ابن ماجه (٢٦٩٩) أحمد (١١٣/٢) دارمی (٣١٧٥) ۔

اس کا کوئی وارث نہیں سوائے ایک چچازاد بہن کے۔تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اس کو وصیت کرے اس لڑکے نے مال کی وصیت جس کا نام بیر جشم تھا اپنی چچازاد بہن کے واسطے کی۔عمرو بن سلیم نے کہا وہ مال تیس ہزار درہم کو بکا اور اس کی چچازاد بہن عمرو بن سلیم کی ماں تھی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

۱۴۵۳۔ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ أَنَّ غُلَامًا مِنْ غَسَّانَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ بِالْمَدِينَةِ وَوَارِثُهُ بِالشَّامِ فَذُكِرَ ذَلِكَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ فُلَانًا يَمُوتُ أَفَيُوصِي قَالَ فَلْيُوصِ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَكَانَ الْغُلَامُ ابْنَ عَشْرِ سِنِينَ أَوْ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً قَالَ فَأَوْصَى بِبِئْرِ جُشَمٍ فَبَاعَهَا أَهْلُهَا بِثَلَاثِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ۔

حضرت ابوبکر بن حزم سے روایت ہے کہ ایک لڑکا غسان کا مرنے لگا مدینہ میں اور وارث اس کے شام میں تھے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر ہوا اور پوچھا گیا کیا وصیت کرے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وصیت کرے۔یحیٰی بن سعید نے کہا وہ لڑکا دس برس کا تھا یا بارہ برس کا وہ بیر جشم (اس مال کا نام تھا) چھوڑ گیا اس کی وصیت کر گیا لوگوں نے اسے تیس ہزار درہم کو بیچا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ ضعیف العقل اور نادان اور مجنون کی جس کو کبھی آفاقہ ہو جاتا ہے۔وصیت درست ہے جب اتنی عقل رکھتے ہوں کہ وصیت جو کریں اس کو سمجھیں اگر اتنی بھی عقل نہ ہو تو اس کی وصیت درست نہیں ہے۔

باب القضاء في الوصية في الثلث لا تتعدى — ثلث سے زیادہ وصیت درست نہ ہونے کا بیان

۱۴۵۴۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ جَاءَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَجَعٍ اشْتَدَّ بِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ بَلَغَ بِي مِنْ الْوَجَعِ مَا تَرَى وَأَنَا ذُو مَالٍ وَلَا يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَةٌ لِي أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا فَقُلْتُ فَالشَّطْرُ قَالَ لَا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا أُجِرْتَ حَتَّى مَا تَجْعَلُ فِي فِي امْرَأَتِكَ

(١٤٥٢) **موقوف ضعيف**: عبدالرزاق في المصنف (١٦٤٠٩) ابن أبي شيبة في المصنف (٣٠٨٣٩) سعيد بن منصور (٤٣٠، ٤٣١) بيهقي في السنن الكبرى (٢٨٢/٦)۔

(١٤٥٣) **موقوف ضعيف**: بيهقي في السنن الكبرى (٣١٧/١٠) سعيد بن منصور في سننه (١/٣) عبد الرزاق في المصنف (٧٧/٩)۔

قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا صَالِحًا إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَرِفْعَةً وَلَعَلَّكَ أَنْ تُخَلَّفَ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ اللَّهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ لَكِنْ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ يَرْثِي لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کو آئے (یعنی بیمار پرسی کے لیے) حجۃ الوداع کے سال میں اور میرا مرض شدید تھا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ میری بیماری کا حال تو آپ دیکھتے ہیں اور میں مالدار ہوں اور میری وارث صرف میری ایک بیٹی ہے۔کیا میں دو ثلث مال للہ دے دوں آپ نے فرمایا نہیں۔ میں نے کہا آدھا مال دے دوں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔پھر خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہائی مال للہ دے دے اور تہائی بھی بہت ہے۔اگر تو اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑ جائے تو بہتر ہے اس سے کہ ان کو فقیر بھیک منگا چھوڑ جائے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں اور جو چیز صرف کرے گا خدا کی رضامندی کے واسطے تجھ کو اس کا ثواب ملے گا یہاں تک کہ تو جو اپنی بی بی کے منہ میں دیتا ہے اس کا بھی ثواب ملے گا پھر میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا میں اپنے ساتھیوں کے پیچھے رہ جاؤں گا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اگر تو پیچھے رہ جائے گا اور نیک کام کرے گا تیرا درجہ بلند ہوگا اور شاید تو زندہ رہے (مکہ میں نہ مرے) یہاں تک کہ نفع دے اللہ جل جلالہ تیرے سبب سے ایک قوم کو اور نقصان دے ایک قوم کو۔اے پروردگار! میرے اصحاب کی ہجرت پوری کر دے اور مت پھیر دے ان کو اس ہجرت سے ان کی ایڑیوں پر لیکن مصیبت زدہ سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ ہیں جن کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رنج کرتے تھے اس وجہ سے کہ وہ مکہ میں مر گئے۔

فائدہ: یعنی آپ مکہ سے چلے جائیں گے اور میں مکہ میں رہ جاؤں گا بوجہ بیماری کے چونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم مکہ کو چھوڑ کر ہجرت کر چکے تھے۔اس واسطے وہاں کا رہنا مکروہ جانتے تھے کیونکہ انہوں نے خدا کے واسطے اس کو چھوڑ دیا تھا۔(اور شاید تو زندہ رہے) یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا ہوا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مدت تک زندہ رہے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بڑی بڑی فتوحات کیں۔نفع ہوا ان کے سبب سے مسلمانوں کو اور ضرر ہوا اُن کے سبب سے کفار کو اور انتقال ہوا سعد کا ۵۵ ہجری میں یا ۵۸ ہجری میں تو بعد اس بیماری کے پینتالیس برس تک زندہ رہے۔(اس وجہ سے کہ وہ مکہ میں مر گئے) حجۃ الوداع میں کیونکہ جس زمین سے آدمی ہجرت کر چکے وہاں مرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کوئی وصیت کرے تہائی مال کی ایک شخص کو اور کہے غلام میرا فلاں شخص کی خدمت کرے جب تک وہ شخص زندہ رہے پھر آزاد ہے بعد اس کے اس غلام کی قیمت ثلث مال نکلے تو غلام کی خدمت کی قیمت لگا دیں گے اور اس غلام میں حصہ کر لیں گے جس کو ثلث مال کی وصیت کی ہے اس کا حصہ ایک ثلث ہوگا اور جس کو خدمت کی وصیت کی ہے اس کا حصہ خدمت کے موافق ہوگا۔ بعد اس کے دونوں شخص اس غلام کی خدمت یا کمائی میں سے اپنا حصہ لیا کریں گے جب وہ شخص مر جائے گا جس کے واسطے خدمت کی تھی تو غلام آزاد ہو جائے گا۔

(١٤٥٤) بخاری (١٢٩٥) كتاب الجنائز : باب رثاء النبی سعد بن خولة ' مسلم (١٦٢٨) أبو داود (٢٨٦٤) ترمذی (٩٧٥) نسائی (٣٦٢٦) ابن ماجه (٢٧٠٨) دارمی (٣١٩٦) -

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص وصیت کرے کئی آدمیوں کے لیے پھر اس کے وارث یہ دعویٰ کریں کہ وصیت ثلث سے زیادہ ہے تو وارثوں کو اختیار ہوگا چاہے ہر ایک موصیٰ لہٗ کو اس کی وصیت ادا کریں اور میت کا پورا ترکہ آپ لے لیں یا تہائی مال موصیٰ لہٗ جتنے ہوں ان کے حوالہ کر دیں وہ اپنے حصوں کے موافق اس کو تقسیم کر لیں گے۔

باب أمر الحامل والمريض والذي يحضر القتال في أموالهم — حاملہ اور بیمار کو اور اس شخص کو جو میدان جنگ میں کھڑا ہوا اپنے مال میں کتنا اختیار ہے

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ حاملہ بھی مثل بیمار کے ہے اگر بیماری خفیف ہو جس میں موت کا خوف نہ ہو تو مالک مال کو اختیار ہے جیسا چاہے تصرف کرے البتہ جس بیماری میں موت کا خوف ہو تو ثلث سے زیادہ تصرف درست نہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اسی طرح حاملہ بھی اوائل حمل میں جب تک خوشی اور سرور اور صحت سے رہے نہ مرض ہو نہ خوف اپنے کل مال میں اختیار رکھے گی۔ اللہ جل جلالہٗ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے .... ''ہم نے بشارت دی سارہ کو اسحٰق کی اور اسحٰق کے بعد یعقوب کی۔'' اور فرمایا اللہ جل جلالہٗ نے .... ''جب آدمی نے عورت سے جماع کیا تو اس کو حمل ہوگیا ہلکا ہلکا چلتے پھرتے رہے جب حمل بھاری ہوا تو دونوں نے دعا کی اللہ سے جوان کا رب تھا کہ اگر تو ہم کو نیک (یا صحیح و سالم) بچہ دے گا تو ہم تیرا شکر ادا کریں گے۔'' پس عورت حاملہ جب بوجھل ہو جائے تو اس وقت ثلث مال سے زیادہ اختیار نہیں رہتا اور یہ بعد چھ مہینے کے ہے کیونکہ اللہ جل جلالہٗ فرماتا ہے .... ''مائیں اپنے بچے کو دو برس کامل دودھ پلائیں جو شخص دودھ کی مدت پوری کرنا چاہے۔'' اور پھر فرماتا ہے ...... ''حمل اور دودھ چھڑائی اس کی تیس مہینے میں ہوتی ہے۔'' تو جب حاملہ پر چھ مہینے گزر جائیں حمل کے روز سے اس وقت سے اس کا تصرف ثلث مال سے زیادہ میں درست نہ ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص صف جنگ میں کھڑا ہوا اور لڑائی کو جائے اس کو بھی ثلث مال سے زیادہ اپنے مال میں تصرف درست نہیں وہ بھی حاملہ اور بیمار کے حکم میں ہے۔

باب الوصية للوارث والحيازة — وارث کے واسطے وصیت کا بیان اور وارث کو کچھ مال دیئے جانے کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ یہ جو آیت ہے: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ﴾۔ ''یعنی جب تم میں سے کسی کو موت آنے لگے اور مال چھوڑ جائے تو وصیت کرے والدین اور ناطے والوں کے واسطے۔'' یہ آیت منسوخ ہے آیات میراث سے جن میں اللہ نے ہر ایک کا حصہ مقرر کر دیا۔

فائدہ: اور یہ حکم اس وقت کا تھا جب تک آیات مواریث نہیں اتری تھیں لوگ جیسے وصیت کر جاتے اس کے موافق مال اُن کا تقسیم ہو جاتا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک وارث کے واسطے وصیت درست نہیں ہے مگر جب اور ورثاء اجازت دیں اور اگر بعض ورثاء

اجازت دیں اور بعض نہ دیں تو جو اجازت دیں گے ان کے حصے میں سے وصیت ادا کی جائے گی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص بیمار ہو وہ اپنے وارثوں سے اجازت چاہے ثلث سے زیادہ وصیت کرنے کی اور وارث اجازت دیں اس بات کی کہ ثلث سے زیادہ کسی وارث کے لیے وصیت کرے تو پھر ان وارثوں کو رجوع کا اختیار نہیں اگر رجوع درست ہوتا تو ہر وارث یہی کیا کرتا جب موصی مر جاتا تو مال وصیت آپ لے لیا کرتے اور اس کی وصیت روک دیتے البتہ اگر کوئی شخص صحت کی حالت میں اپنے وارثوں سے اجازت چاہے وارث کے واسطے وصیت کرنے کی اور وہ اجازت دے دیں تو اس سے رجوع کر سکتے ہیں کیونکہ جب آدمی صحیح ہے تو اپنے کل مال میں اختیار رکھتا ہے چاہے سب صدقہ دے چاہے سب کسی کے حوالے کر دے تو یہ اذن لینا لغو ہوا اور وارثوں کا اذن دینا بھی اپنے وقت سے پیشتر ہوا اس واسطے ان کو رجوع درست ہے بلکہ اذن لینا اس وقت درست ہے جب وہ اپنے مال میں اختیار نہ رکھتا ہو اور ثلث سے زیادہ تصرف کرنے پر قادر نہ ہو اس وقت وارثوں کو دو ثلث کا اختیار ہوگا وہ اجازت بھی دے سکتے ہیں اگر مریض نے اپنے وارث سے کہا تو اپنا حصہ میراث کا مجھے ہبہ کر دے اس نے ہبہ کر دیا لیکن مریض نے اس میں کچھ تصرف نہیں کیا یوں ہی مر گیا تو وہ حصہ پھر اسی وارث کا ہو جائے۔ البتہ اگر میت یوں کہے ایک وارث سے کہ فلانا وارث بہت ضعیف ہے تو بھی اپنا حصہ اس کو ہبہ کر دے اور اگر وہ ہبہ کر دے تو درست ہو جائے گا اگر وارث نے اپنا حصہ میراث میت کو ہبہ کر دیا اس نے کچھ اس میں سے کسی کو دلایا کچھ بچ رہا تو جو بچ رہا وہ اسی وارث کا ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس شخص نے وصیت کی بعد اس کے معلوم ہوا کہ اس نے اپنے ایک وارث کو کچھ دیا تھا جس پر اس نے قبضہ نہیں کیا اور ورثاء نے اس کی اجازت سے انکار کیا تو وہ ورثاء کا حق ہو جائے گا اور کتاب اللہ کے موافق تقسیم ہوگا۔

باب ما جاء في المؤنث من الرجال ومن أحق بالولد
جو مرد عورت کی مثل ہو (یعنی شہوت نہ رکھتا ہو) اس کا بیان اور لڑکے کا کون حقدار ہے ماں یا باپ

١٤٥٥۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ مُخَنَّثًا كَانَ عِنْدَ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْمَعُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ إِنْ فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الطَّائِفَ غَدًا فَأَنَا أَدُلُّكَ عَلَى ابْنَةِ غَيْلَانَ فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلَنَّ هٰؤُلَاءِ عَلَيْكُمْ۔

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے ایک مخنث (جو خلقی نامرد تھا نام اس کا ہیت تھا) حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا۔ اس نے عبداللہ بن امیہ سے کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سن رہے تھے اے عبداللہ! اگر کل اللہ جل جلالہ تمہارے ہاتھ سے طائف کو فتح کرا دے تو تم غیلان کی بیٹی کو ضرور لینا جب وہ سامنے آتی ہے تو اس کے پیٹ پر چار بٹیں معلوم ہوتی ہیں اور جب پیٹھ موڑ کر جاتی ہے تو چار کی آٹھ بٹیں معلوم ہوتی ہیں (دونوں جانب سے پہلو کے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

(١٤٥٥) بخاري (٤٣٢٤) كتاب المغازي: باب غزوة الطائف في شوال سنة ثمان، مسلم (٢١٨٠) أبو داود (٤٩٢٩) نسائي في "الكبرى" (٩٢٤٥) ابن ماجه (١٩٠٢) أحمد (٦/٢٩٠) رقم (٢٧٠٢٣)۔

فرمایا یہ لوگ تمہارے پاس نہ آیا کریں۔

فائدہ: بٹیں پڑنے سے غرض یہ ہے کہ وہ عورت موٹی اور گداز ہے عرب کے لوگ موٹی اور پر گوشت عورتوں کو پسند کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر معلوم کیا کہ اس مخنث کے دل میں بھی عورتوں کی خواہش ہے جب ہی تو اچھے برے کو تمیز کرتا ہے اس واسطے منع کیا عورتوں کے پاس اس کے آنے سے۔

۱۴۵۶۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يَقُولُ كَانَتْ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَوَلَدَتْ لَهُ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ ثُمَّ إِنَّهُ فَارَقَهَا فَجَاءَ عُمَرُ قُبَاءً فَوَجَدَ ابْنَهُ عَاصِمًا يَلْعَبُ بِفِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَأَخَذَ بِعَضُدِهِ فَوَضَعَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ عَلَى الدَّابَّةِ فَأَدْرَكَتْهُ جَدَّةُ الْغُلَامِ فَنَازَعَتْهُ إِيَّاهُ حَتَّى أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ فَقَالَ عُمَرُ ابْنِي وَقَالَتِ الْمَرْأَةُ ابْنِي فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ خَلِّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ قَالَ فَمَا رَاجَعَهُ عُمَرُ الْكَلَامَ قَالَ و سَمِعْتُ قَوْلَه تَعَالَى يَقُولُ وَهَذَا الْأَمْرُ الَّذِي آخُذُ بِهِ فِي ذَلِكَ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ میں نے قاسم بن محمد سے سنا کہتے تھے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک انصاری عورت تھی۔ اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عاصم بن عمر رکھا گیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو چھوڑ دیا اور مسجد قباء میں آئے۔ وہاں عاصم کو لڑکوں کے ساتھ کھیلتا ہوا پایا مسجد کے صحن میں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا بازو پکڑ کر اپنے جانور پر سوار کر لیا لڑکے کی نانی نے یہ دیکھ کر اُن سے جھگڑا کیا اور اپنا لڑکا طلب کیا پھر دونوں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میرا بیٹا ہے عورت نے کہا میرا بچہ ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا عمر رضی اللہ عنہ سے چھوڑ دو بچے کو اور دے دو اس کی نانی کو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ چپ ہو رہے اور کچھ تکرار نہ کی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: کیونکہ حق پرورش کا نانی کو ہے باپ کو نہیں جب تک کہ وہ بچہ سن شعور کو نہ پہنچے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اسی حدیث پر عمل ہے۔

باب العيب في السلعة وضمانها — اسباب میں عیب نکلنے کا بیان اور اس کا تاوان کس پر ہے

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک شخص جانور یا کپڑا یا اور کوئی اسباب خرید کرے پھر یہ بیع ناجائز معلوم ہوا اور مشتری کو حکم ہو کہ وہ چیز بائع کو پھیر دے (حالانکہ اس شے میں کوئی عیب ہو جائے) تو بائع کو اس شے کی قیمت ملے گی اس دن کی جس دن کہ وہ شے

(١٤٥٦) موقوف ضعيف: عبدالرزاق في المصنف (١٢٦٠٢) سعيد بن منصور في سننه (٢٢٦٩) بيهقي في السنن الكبرى (٥/٨) رقم (١٥٧٦٥)۔

مشتری کے قبضے میں آئی تھی نہ کہ اس دن کی جس دن کہ وہ پھرتا ہے کیونکہ جس دن سے وہ شے مشتری کے قبضے میں آئی تھی اس دن سے وہ اس کا ضامن ہو گیا تھا اب جو کچھ اس میں نقصان ہو جائے وہ اسی پر ہوگا اور جو کچھ زیادتی ہو جائے وہ بھی اسی کی ہوگی اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آدمی مال ایسے وقت میں لیتا ہے جب اس کی قدر اور تلاش ہو پھر اس کو ایسے وقت میں پھیر دیتا ہے جب کہ وہ بے قدر ہو کوئی اس کو نہ پوچھے تو آدمی ایک شے خریدتا ہے دس دینار کو پھر اس کو رکھ چھوڑتا ہے اور پھرتا ہے ایسے وقت میں جب اس کی قیمت ایک دینار ہو تو یہ نہیں ہو سکتا کہ بے چارے بائع کا نو دینار کا نقصان کرے یا جس دن خریدا اسی دن اس کی قیمت ایک دینار تھی پھر پھیرتے وقت اس کی قیمت دس دینار ہو گئی تو بائع مشتری کو ناحق نو دینار کا نقصان دے اسی واسطے قیمت اس دن کی واجب ہوئی جس دن کہ وہ شے مشتری کے قبضے میں آئی ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس کی دلیل یہ ہے کہ چور جب کسی کا اسباب چرائے تو اس کی قیمت چوری کے روز کی لگائی جائے گی اور اس دن کی قیمت نصاب کے برابر ہو گی تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا ورنہ نہیں اگر اس کے ہاتھ کاٹنے میں دیر ہوئی اور اس چیز کی قیمت گھٹ بڑھ گئی تو اس کا اعتبار نہ ہوگا۔

باب جامع القضاء وكراهيته — قضا کی مختلف احادیث کا بیان اور قضا کے مکروہ ہونے کا بیان

۱۴۵۷۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ أَبَا الدَّرْدَاءِ كَتَبَ إِلَى سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ أَنْ هَلُمَّ إِلَى الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ فَكَتَبَ إِلَيْهِ سَلْمَانُ إِنَّ الْأَرْضَ لَا تُقَدِّسُ أَحَدًا وَإِنَّمَا يُقَدِّسُ الْإِنْسَانَ عَمَلُهُ وَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّكَ جُعِلْتَ طَبِيبًا تُدَاوِي فَإِنْ كُنْتَ تُبْرِءُ فَنِعِمَّا لَكَ وَإِنْ كُنْتَ مُتَطَبِّبًا فَاحْذَرْ أَنْ تَقْتُلَ إِنْسَانًا فَتَدْخُلَ النَّارَ فَكَانَ أَبُو الدَّرْدَاءِ إِذَا قَضَى بَيْنَ اثْنَيْنِ ثُمَّ أَدْبَرَا عَنْهُ نَظَرَ إِلَيْهِمَا وَقَالَ ارْجِعَا إِلَيَّ أَعِيدَا عَلَيَّ قِصَّتَكُمَا مُتَطَبِّبٌ وَاللَّهِ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ابودرداءؓ نے سلمان فارسیؓ کو لکھا کہ چلے آؤ مقدس (پاک) زمین میں۔ سلمان نے جواب لکھا کہ زمین کسی کو مقدس نہیں کرتی بلکہ آدمی کو اس کے عمل مقدس کرتے ہیں (جس زمین میں ہو) اور میں نے سنا تم طبیب بنے ہو۔ لوگوں کی دوا کرتے ہو اگر تم لوگوں کو دوا سے اچھا کرتے ہو تو بہتر ہے اور اگر تم طب نہیں جانتے تو خوامخواہ طبیب بن گئے ہو۔ بچو کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی آدمی کو مار ڈالو تو جہنم میں جاؤ پھر ابودرداءؓ جب فیصلہ کیا کرتے دو شخصوں میں اور وہ جانے لگتے تو دوبارہ ان کو بلاتے اور کہتے پھر بیان کرو اپنا قصہ میں تو واللہ! طب نہیں جانتا یوں ہی علاج کرتا ہوں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی قاضی بنے ہو طبیب امراض ظاہری کا علاج کرتا ہے اور قاضی امراض باطنی کا یا جیسے طبیب علاج کرتا ہے۔ ادویہ اغذیہ سے

(۱۴۵۷) موقوف ضعیف : أبو نعيم في الحلية (۲۰۵/۱). ابن ابی شيبة (۱۳۹/۷) رقم (۳٤٦۷۰)۔

قرائن دیکھ کر ویسا ہی قاضی بھی گواہ اور قسم اور دلائل اور قرائن دیکھ کر فیصلہ کرتا ہے۔ (اگر تم طب نہیں جانتے) یعنی علم شرع نہیں جانتے یوں ہی قاضی بن بیٹھے ہو۔ (جب جانے لگتے تو دوبارہ ان کو بلاتے ......) یہ ابودرداء رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے تا کہ اللہ جل شانہٗ مدد کرے اور صواب (صحیح بات) کی توفیق دے۔ اکثر سلف نے عہدہ قضا کو مکروہ جانا ہے اور اس سے پرہیز کیا چنانچہ ابوحنیفہؒ کسی طرح اس عہدے پر راضی نہیں ہوتے تھے۔ بہت تکلیفیں اٹھائیں اس خیال سے کہ اس میں مواخذہ بہت ہے لوگوں کے حقوق کا فیصلہ کرنا ہوتا ہے دوسرے یہ کہ نفس کا حال یکساں نہیں شاید بے اعتدال ہو جائے۔ مدعی یا مدعا علیہ کی رعایت کر جائے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے دوسرے کے غلام سے بغیر اس کے اذن کے کسی بڑے کام میں مدد لی جس کے واسطے نوکر رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے یا مزدور بلانے کی اور غلام میں کوئی عیب ہو گیا اس کام کرنے کی وجہ سے تو اس پر ضمان لازم آئے گا اور جو غلام صحیح وسالم رہا اور اس کے مولیٰ (مالک) نے مزدوری طلب کی تو مزدوری دینی پڑے گی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر غلام کا ایک حصہ آزاد ہو اور کچھ رقیق (مملوک) تو مال اس کا اس کے پاس رہے گا اس میں کوئی نیا کام نہیں کر سکتا بلکہ بقدر ضرورت کھا تا پیتا ہے تو جب مرجائے گا تو وہ مال اس کو ملے گا جس کی ملک باقی تھی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس روز سے لڑکا مالدار ہو جائے تو والد نے جو اس پر خرچ کیا ہو اس روز سے حساب کر کے اس سے مجرا لے سکتا ہے اگر چاہے خواہ مال لڑکے کا نقد کی قسم سے ہو یا جنس کی قسم سے۔

١٤٥٨۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ دَلَافٍ الْمُزَنِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا مِنْ جُهَيْنَةَ كَانَ يَسْبِقُ الْحَاجَّ فَيَشْتَرِي الرَّوَاحِلَ فَيُغْلِي بِهَا ثُمَّ يُسْرِعُ السَّيْرَ فَيَسْبِقُ الْحَاجَّ فَأَفْلَسَ فَرُفِعَ أَمْرُهُ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنَّ الْأُسَيْفِعَ أُسَيْفِعَ جُهَيْنَةَ رَضِيَ مِنْ دِينِهِ وَأَمَانَتِهِ بِأَنْ يُقَالَ سَبَقَ الْحَاجَّ أَلَا وَإِنَّهُ قَدْ دَانَ مُعْرِضًا فَأَصْبَحَ قَدْ رِينَ بِهِ فَمَنْ كَانَ لَهُ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَلْيَأْتِنَا بِالْغَدَاةِ نَقْسِمُ مَالَهُ بَيْنَهُمْ وَإِيَّاكُمْ وَالدَّيْنَ فَإِنَّ أَوَّلَهُ هَمٌّ وَآخِرَهُ حَرْبٌ۔

حضرت عمر بن عبدالرحمٰن بن دلاف مزنی سے روایت ہے کہ ایک شخص قبیلہ جہینہ کا (اسیفع) سب حاجیوں سے آگے جا کر اچھے اچھے اونٹ مہنگے خرید کرتا تھا اور جلدی چلا کرتا تھا تو سب حاجیوں سے پیشتر پہنچتا تھا ایک بار وہ مفلس ہو گیا اور اس کا مقدمہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ آپ نے کہا بعد حمد وصلوٰۃ کے لوگوں کو معلوم ہوا کہ اسیفع نے جو جہینہ کے قبیلے کا ہے دین اور امانت میں بھی بات پسند کی کہ لوگ اس کو کہا کریں کہ وہ سب حاجیوں سے پہلے پہنچا۔ آگاہ ہو کہ اس نے قرض خرید ادا کرنے کا خیال نہ رکھا تو وہ مفلس ہو گیا اور قرض نے اس کے مال کو لپیٹ لیا تو جس شخص کا اس پر قرض آتا ہو وہ ہمارے پاس صبح کو آئے ہم اس کا مال قرض خواہوں کو تقسیم کریں گے تم کو چاہیے کہ قرض لینے سے پرہیز کرو قرض میں لیتے ہی رنج ہوتا ہے اور آخر میں لڑائی ہوتی ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی جب قرض لیتا ہے تو یہ رنج رہتا ہے کہ اگر روپیہ نقد دیتا تو یہ شے ارزاں آتی اب گراں آئی اور لے چکا تو ادا کرنا ضروری ہے۔

(١٤٥٨) **موقوف ضعيف**: بيهقي (٤٩/٦) رقم (١١٢٦٥) ابن أبي شيبة (٥٣٧/٤) رقم (٢٢٩٠٥)۔

باب ما أفسد العبيد أو جرحوا
غلام کسی کا نقصان کریں یا کسی کو زخمی کریں تو کیا حکم ہے؟

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک غلام کی جنایت میں سنت یہ ہے کہ اگر غلام کسی شخص کو زخمی کرے یا کسی کی چیز اُڑا لے یا کسی کا میوہ درخت سے کاٹ لے یا چرا لے جس میں اس کا ہاتھ کاٹنا لازم نہ آئے تو غلام کا رقبہ (گردن۔ آزادی یا غلامی) اس میں پھنس جائے گا۔ مولیٰ (مالک) کو اختیار ہے چاہے اُن چیزوں کی قیمت یا زخم کی دیت ادا کرے اور اپنے غلام کو رکھ لے چاہے اس غلام ہی کو صاحب جنایت کے حوالے کر دے غلام کی قیمت سے زیادہ مولیٰ (مالک کو کچھ نہ دینا ہو گا اگر چہ اس چیز کی قیمت یا دیت اس کی قیمت سے زیادہ ہو۔

باب ما يجوز من النحل
اپنی اولاد کو جو دینا درست ہے اس کا بیان

۱۴۵۹۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ مَنْ نَحَلَ وَلَدًا لَهُ صَغِيرًا لَمْ يَبْلُغْ أَنْ يَحُوزَ نُحْلَهُ فَأَعْلَنَ ذَلِكَ لَهُ وَأَشْهَدَ عَلَيْهَا فَهِيَ جَائِزَةٌ وَإِنْ وَلِيَهَا أَبُوهُ۔

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو شخص اپنے نابالغ لڑکے کو کوئی چیز ہبہ کرے تو درست ہے جبکہ اعلانیہ دے اور اس پر گواہ کر دے پھر اس کا ولی باپ ہی رہے گا (وہی اس کی طرف سے اس شے پر قابض رہے گا جب تک لڑکا بڑا ہو)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ جو شخص اپنے نابالغ بچے کو سونا یا چاندی دے پھر وہ بچہ مر جائے اور باپ ہی اس کا ولی تھا تو وہ مال اس بچے کا شمار نہ کیا جائے گا اِلا جس صورت میں باپ نے اس مال کو جدا کر دیا ہو یا کسی کے پاس رکھوایا ہو تو وہ بیٹے کا ہو گا (اب وہ مال بیٹے کے سب وارثوں کو بموجب فرائض کے پہنچے گا)۔

(۱۴۵۹) موقوف صحيح : عبدالرزاق (۱۰۳/۹) رقم (۱۶۵۱۰) بيهقى فى السنن الكبرى (۱۷۰/۶) -



(40) کتاب الفرائض

کتاب ترکے کی تقسیم کے بیان میں

باب میراث الصلب — اولاد کی میراث کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اجماعی ہے کہ جب ماں یا باپ مرجائے اور لڑکے اور لڑکیاں چھوڑ جائے تو لڑکے کو دوہرا حصہ اور لڑکی کو اکہرا حصہ ملے گا۔ اگر میت کی صرف لڑکیاں ہوں دو یا دو سے زیادہ تو دوثلث ترکے کے ان کو ملیں گے اگر ایک ہی لڑکی ہے اس کو آدھا ترکہ ملے گا۔ اگر میت کے ذوی الفروض میں سے بھی کوئی ہو اور لڑکے لڑکیاں بھی ہوں تو پہلے ذوی الفروض کا حصہ دے کر جو بچ رہے گا اس میں سے دوہرا حصہ لڑکے کو اور اکہرا حصہ لڑکی کو ملے گا (۱) اور جب بیٹے بیٹیاں نہ ہوں تو پوتے پوتیاں ان کی مثل ہوں گی جیسے وہ وارث ہوتے ہیں یہ بھی وارث ہوں گے اور جیسے وہ محجوب (محروم) ہوتے ہیں یہ بھی محجوب ہوں گے۔ اگر ایک بیٹا بھی موجود ہوگا تو بیٹے کی اولاد کو یعنی پوتے اور پوتیوں کو ترکہ نہ ملے گا اگر کوئی بیٹا نہ ہو لیکن دو بیٹیاں یا زیادہ موجود ہیں تو پوتیوں کو کچھ نہ پہنچے گا مگر جس صورت میں اُن پوتیوں کے ساتھ کوئی پوتا بھی ہو خواہ انہی کے ہمرتبہ ہو یا ان سے بھی زیادہ دور ہو (مثلاً پوتے کا بیٹا یا پوتا ہو) تو بعد بیٹیوں کے حصے دینے کے اور باقی ذوی الفروض کے جو کچھ بچ رہے گا اس کو ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ﴾ کے بانٹ لیں گے اور اس پوتے کے ساتھ وہ پوتیاں جو اس سے زیادہ میت کے (رشتہ و ترکہ) قریب ہیں یا اس کے برابر ہیں وارث ہوں گی جو اس سے بھی زیادہ پوتیاں دور ہیں وہ وارث نہ ہوں گی اور جو کچھ نہ بچے گا تو پوتیوں اور پوتے کو کچھ نہ ملے گا۔ (۲) اگر میت کی صرف ایک بیٹی ہو تو اس کو آدھا مال ملے گا اور پوتیوں کو جتنی ہوں چھٹا حصہ ملے گا۔ اگر ان پوتیوں کے ساتھ کوئی پوتا بھی ہو تو اس صورت میں ذوی الفروض کے حصے ادا کر دیں گے اور جو بچ رہے گا وہ ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ﴾ یہ پوتا اور پوتیاں تقسیم کرلیں گی اور یہ پوتا ان پوتیوں کو حصہ دلا دے گا جو اس کے ہم رتبہ ہوں یا اس سے زیادہ قریب ہوں مگر جو اس سے بعید ہوگی وہ محروم ہوگی اگر ذوی الفروض سے کچھ نہ بچے تو ان پوتے پوتیوں کو کچھ نہ ملے گا کیونکہ اللہ جل جلالہٗ اپنی کتاب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ "وصیت کرتا ہے تم کو اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد میں مرد کو دوہرا حصہ اور عورت کو اکہرا اگر سب بیٹیاں ہوں دو سے زیادہ تو ان کو دو تہائی مال ملے گا اگر ایک بیٹی ہو تو اس کو نصف ملے گا۔

(۱) فائدہ: جیسے میت ایک باپ اور ایک لڑکا اور تین لڑکیاں چھوڑ گیا تو پہلے باپ کا چھٹا حصہ دے کر جو بچ رہے اس میں سے دوہرا حصہ لڑکے کو اور اکہرا حصہ لڑکیوں کو دیں گے۔ کل مال کے چھ حصے کریں گے ایک حصہ باپ کا اور دو حصے بیٹے کے اور ایک ایک حصہ لڑکیوں کو دیں گے۔

ذوی الفروض اُن لوگوں کو کہتے ہیں جن کا حصہ اللہ کی کتاب میں مقرر ہے جیسے ماں اور باپ اور خاوند اور بیوی اور بہن وغیرہ۔

(۲) فائدہ: مثلاً زید مرگیا اور دو بیٹیاں اور ایک بیوی اور دو پوتیاں اور ایک پڑپوتا اور ایک پڑپوتی اور دو پڑپوتیاں چھوڑ گیا تو پہلے کل مال کے چوبیس حصے کریں گے اس واسطے کہ ثمن (آٹھواں) اور ثلثین (دوثلث) جمع ہوئے۔ ثمن (آٹھواں حصہ) زوجہ کا حق ہے اور ثلثین (دوثلث) بیٹیوں کا۔ اب چوبیس میں سے سولہ حق بیٹیوں کا ہوا آٹھ آٹھ دونوں کو دیئے زوجہ کا آٹھواں حصہ تین دیئے باقی رہے پانچ حصے اس کو ﴿لِلذَّكَرِ

مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ﴾ تقسیم کیا درمیان میں دو پوتیوں اور پڑپوتے اور پڑپوتی کے۔تو پڑپوتے کو دو حصے ملے اور پوتیوں کو ایک ایک حصہ اور پڑپوتی کو ایک حصہ اس پڑپوتے کے سبب سے پوتیاں بھی وارث ہوئیں اور پڑپوتی بھی مگر پڑپوتیاں محروم ہوئیں کیونکہ پوتا اپنے برابر والے اور اپنے سے نزدیک والے کو وارث کرے گا۔

باب میراث الرجل من امرأته والمرأة من زوجها خاوند اور بیوی کی میراث کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جب میت کا لڑکا لڑکی یا پوتا پوتی نہ ہو تو اس کے خاوند کو آدھا مال ملے گا اگر میت کی اولاد ہے یا میت کے بیٹے کی اولاد ہے مرد ہو یا عورت تو خاوند کو ربع (چوتھائی) حصہ ملے گا بعد ادا کرنے وصیت اور دَین (قرض) کے اور خاوند جب مر جائے اور اولاد نہ ہو نہ اس کے بیٹے کی اولاد ہو تو اس کی بی بی کو ربع (چوتھائی) حصہ ملے گا۔اگر اولاد ہو یا بیٹے کی اولاد ہو مرد ہو یا عورت تو بیوی کو ثمن (آٹھواں حصہ) ملے گا بعد وصیت اور دَین ادا کرنے کے کیونکہ اللہ جل جلالہٗ ارشاد فرماتا ہے ''تمہارے واسطے آدھا ترکہ ہے تمہاری بیویوں کا اگر ان کی اولاد نہ ہو اور اگر ان کی اولاد ہو تو تم کو ربع (چوتھائی) ملے گا بعد وصیت اور دَین کے اور عورتوں کو تمہارے ترکہ سے رُبع (چوتھائی) ملے گا اگر تمہاری اولاد نہ ہو اور اگر اولاد ہو تو اُن کو ثمن (آٹھواں) ملے گا بعد وصیت اور دَین (قرض ادا کرنے) کے۔''

باب میراث الأم والأب من ولدهما ماں باپ کی میراث کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ میت اگر بیٹا یا پوتا چھوڑ جائے تو اس کے باپ کو چھٹا حصہ ملے گا اگر میت کا بیٹا یا پوتا نہ ہو تو جتنے ذوی الفروض اور ہوں ان کا حصہ دے کر جو بچ رہے گا سدس (چھٹا) ہو یا سدس سے زیادہ وہ باپ کو ملے گا۔اگر ذوی الفرض کے حصے ادا کر کے سدس (چھٹا حصہ) نہ بچے تو باپ کو سدس (چھٹا حصہ) فرض کے طور پر دلا دیں گے۔(۱)

میت کی ماں کو جب میت کی اولاد یا اس کے بیٹے کی اولاد یا دو یا زیادہ بھائی بہنیں سگے یا سوتیلے یا مادری (۲) ہوں تو چھٹا حصہ (سدس) ملے گا۔ ورنہ پورا ثلث (تہائی) ماں کو ملے گا جب میت کی اولاد نہ ہو اس کے بیٹے کی اولاد نہ ہو اس کے دو بھائی یا دو بہنیں ہوں مگر دو مسئلوں میں ایک یہ کہ میت زوجہ اور ماں باپ چھوڑ جائے تو زوجہ کو ربع (چوتھائی) ملے گا اور ماں کو جو بچ رہا اس کا ثلث (تہائی) یعنی کل مال کا ربع (چوتھائی) ملے گا دوسرا یہ کہ ایک عورت مر جائے اور خاوند اور ماں باپ کو چھوڑ جائے تو خاوند کو نصف ملے گا بعد اس کے جو بچ رہے گا اس کا ثلث (تہائی) ماں کو ملے گا یعنی کل مال کا سدس (چھٹا) کیونکہ اللہ جل جلالہٗ فرماتا ہے اپنی کتاب میں کہ ''میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا ترکے میں سے اگر میت کی اولاد ہو اگر اس کی اولاد نہ ہو اور ماں باپ وارث ہوں تو ماں کو تہائی حصہ ملے گا اور باقی باپ کو اگر میت کے بھائی ہوں یا بہنیں تو ماں کو چھٹا حصہ ملے گا۔'' امام مالکؒ نے فرمایا کہ سنت جاری ہے اس امر پر کہ بھائیوں سے مراد دو بھائی یا دو بہنیں ہیں یا دو سے زیادہ۔

(۱) فائدہ: جیسے مسئلہ منبریہ میں جس کا سوال حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بر سرِ منبر ہوا اور آپ نے وہیں جواب دیا ایک شخص مر جائے ایک بیوی اور ماں باپ اور دو بیٹیاں چھوڑ جائے تو مسئلہ چوبیس سے ہوگا کیونکہ ثمن (آٹھواں) اور ثلثین (دو ثلث) یا دو تہائی جمع ہوتے چوبیس میں سے سولہ حصے بیٹوں کو اور تین حصے بیٹیوں کو تین حصے بیوی اور چار حصے ماں کو اب صرف ایک حصہ بچ رہا وہ سدس سے کم ہے اس واسطے کل مسئلے میں تین اور بڑھا دیئے ستائیس حصے کیے۔سولہ بیٹیوں کے تین بیوی کے۔چار ماں کے چار باپ کے ہر ایک کے حصے میں سے نواں حصہ یعنی تسع کم

ہوگیا۔

(۲) فائدہ: سگے کو عینی کہتے ہیں یعنی ماں اور باپ دونوں ایک ہوں سوتیلے کو علاتی یعنی باپ ایک ہو ماں دو ہوں۔ مادری کو اخیافی یعنی ماں ایک ہو باپ دو ہوں کہتے ہیں۔

مسئلہ: کہا مالکؒ نے کہ سنت جاری ہے اس امر پر کہ بھائیوں سے مراد دو بھائی یا دو بہنیں یا دو سے زیادہ۔

فائدہ: جمہور علماء کا یہی مذہب ہے مگر ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک جب تین بہن بھائی ہوں یا زیادہ تو ماں کا حصہ چھٹا ہوگا اور دو بھائی بہن ہوں تو ماں کو ان کے نزدیک ثلث (تہائی) ملے گا جیسے ایک بھائی یا بہن ہو تو سب کے نزدیک ثلث (تہائی) ملتا ہے۔

باب ميراث الاخوة للأم — اخیافی بھائی یا بہنوں کی میراث کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ اخیافی بھائی اور اخیافی بہنیں جب کہ میت کی اولاد ہو یا اس کے بیٹے کی اولاد ہو یعنی پوتے یا پوتیاں یا میت کا باپ یا دادا موجود ہو تو ترکے سے محروم رہیں گے البتہ اگر یہ لوگ نہ ہوں تو ترکہ پائیں گے اگر ایک بھائی اخیافی یا ایک بہن اخیافی ہو تو اس کو چھٹا حصہ ملے گا اگر دو ہوں تو ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اگر دو سے زیادہ ہوں تو ثلث (تہائی) مال میں سب شریک ہوں گے برابر برابر بانٹ لیں گے بہن بھی بھائی کے برابر لے گی کیونکہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے کہ "اگر کوئی شخص مرجائے تو کلالہ ہو یا کوئی عورت مرجائے کلالہ ہو کر اور اس کا ایک بھائی یا ایک بہن (اخیافی جیسے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی قراءت میں ہے) ہو تو ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اگر اس سے زیادہ ہوں (یعنی ایک بھائی اور ایک بہن یا دو بہنیں دو بھائی یا اس سے زیادہ ہوں) تو وہ سب ثلث تہائی میں شریک ہوں گے (یعنی مرد اور عورت سب برابر پائیں گے)۔

فائدہ: کلالہ اس کو کہتے ہیں جو نہ باپ چھوڑے نہ اولاد۔

باب ميراث الاخوة للأم والأب — سگے بھائی بہن کی میراث کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ سگے بھائی بہن بیٹے یا پوتے کے ہوتے ہوئے یا باپ کے ہوتے ہوئے کچھ نہ پائیں گے بلکہ سگے بھائی یا بہن بیٹیوں یا پوتیوں کے ساتھ وارث ہوتے ہیں۔ جب میت کا دادا یعنی باپ کا باپ زندہ نہ ہو تو جس قدر مال بعد ذوی الفرض کے حصہ دینے کے بچ رہے گا وہ سگے بہن بھائیوں کا ہوگا بانٹ لیں گے اس کو اللہ کی کتاب کے موافق للذکر مثل حظ الانثیین کے طور پر اور اگر کچھ نہ بچے گا تو کچھ نہ پائیں گے۔ کہا مالکؒ نے اگر میت کا باپ اور دادا یعنی باپ کا باپ نہ ہو نہ اس کا بیٹا ہو نہ پوتا ہو نہ بیٹے نہ پوتے صرف ایک بہن ہو سگی تو اس کو آدھا مال ملے گا۔ اگر دو سگی بہنیں ہوں یا زیادہ تو دو ثلث (دو تہائی) ملیں گے اگر ان بہنوں کے ساتھ کوئی بھائی بھی ہو تو اگر بہنوں کو کوئی معین حصہ نہ ملے گا بلکہ اور ذوی الفروض کا فرض ادا کر کے جو بچ رہے گا وہ للذکر مثل حظ الانثیین کے طور پر بھائی بہن بانٹ لیں گے مگر ایک مسئلہ میں سگے بھائی یا بہنوں کے لیے کچھ نہیں بچتا تو وہ اخیافی بھائی بہنوں کے شریک ہو جائیں گے۔ صورت اس مسئلہ کی یہ ہے ایک عورت مرجائے اور خاوند اور ماں اور سگے بھائی بہنیں اور اخیافی بھائی بہنیں چھوڑ جائے تو خاوند کو نصف اور ماں کو سدس (چھٹا) اور اخیافی بھائی بہنوں کو ثلث ملے گا اب سگے بہن بھائیوں کے واسطے کچھ نہ بچا تو ثلث (تہائی) میں وہ اخیافی بھائی بہنوں کے شریک ہو جائیں گے مگر مرد اور عورت سب کو برابر پہنچے گا اس واسطے کہ سب بھائی ہو یا بہن تو ہر ایک کو

سدس ملے گا اگر زیادہ ہوں تو سب شریک ہوں گے ثلث (تہائی) میں۔'' پس حقیقی بہن بھائی بھی اخیافی بہن بھائیوں کے ساتھ شریک ہو گئے ثلث (تہائی) میں اس مسئلے میں اس لیے کہ وہ بھی مادری بھائی ہیں۔

فائدہ: اور اخیافی بھائی بہنوں میں مرد کو عورت سے زیادہ نہیں ملتا ایسا ہی یہاں بھی ہوگا باوجود اس کے مصفیٰ میں جو لکھا ہے کہ مرد کو دوہرا حصہ اور عورت کو اکہرا حصہ یعنی للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگا سہو ہے اس سہو کا سبب ناسخ نسخہ موطا ہے کیونکہ مصفیٰ میں اس مقام پر عبارت موطا اس طرح ہے فیکون للذکر مثل حظ الانثیین اور نسخہ مطبوعہ مطبع احمدی دہلوی ۱۲۶۶ ہجری میں بھی اسی طرح ہے لیکن غلط ہے صحیح عبارت وہ ہے جو زرقانی نے لی ہے یعنی فیکون للذکر مثل حظ الانثیٰ۔

باب میراث الاخوۃ للأب سوتیلے یعنی علاتی بھائی بہنوں کی میراث کا بیان جس کا باپ ایک ہو اور ماں جدا جدا

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ جب سگے بھائی بہنیں نہ ہوں تو سوتیلے بھائی بہنیں ان کی مثل ہوں گے ان کا مرد ان کے مرد کے برابر ہے اور ان کی عورت ان کی عورت کے برابر ہے۔ (اگر میت کا صرف ایک سوتیلا بھائی ہو تو کل مال لے لے گا اگر صرف ایک سوتیلی بہن ہو تو نصف لے گی اگر دو یا تین سوتیلی بہنیں ہوں تو وہ ثلث لیں گی اگر سوتیلے بھائی اور بہن بھی ہوں تو للذکر مثل حظ الأنثیین کے طور پر تقسیم ہوگا) مگر سگے بھائی بہنوں میں یہ فرق ہے کہ سوتیلے بھائی بہن اخیافی بھائی بہنوں کے اس مسئلے میں شریک نہ ہوں گے جو ابھی بیان ہوا کیونکہ ان کی ماں جدا ہے اگر سگی بہنیں اور سوتیلی بہنیں جمع ہوں اور سگی بہنوں کے ساتھ کوئی سگا بھائی بھی ہو تو سوتیلی بہنوں کو کچھ نہیں ملے گا۔ اگر سگا بھائی نہ ہو بلکہ ایک سگی بہن ہو اور باقی سوتیلی بہنیں تو سگی بہن کو نصف ملے گا اور سوتیلی بہنوں کو سدس (چھٹا) ثلثین (دو ثلث) کے پورا کرنے کے واسطے۔ اگر سوتیلی بہنوں کے ساتھ کوئی سوتیلا بھائی بھی ہو تو ان کا کوئی حصہ معین نہ ہوگا بلکہ ذوی الفروض کو دے کر جو بچ رہے ہوں یا زیادہ تو دو ثلث ان کو ملیں گے اور سوتیلی بہنوں کو کچھ نہ ملے گا مگر جب سوتیلی بہنوں کے ساتھ کوئی سوتیلا بھائی بھی ہو تو ذوی الفروض کا حصہ ادا کر کے جو کچھ بچے گا اس کو للذکر مثل حظ الانثیین کے طور پر بانٹ لیں گے اگر کچھ نہ بچے گا تو کچھ نہ ملے گا اخیافی بھائی بہنوں کو خواہ سگے بھائی بہنوں کے ساتھ ہوں یا سوتیلے بھائی بہنوں کے۔ ایک کو سدس (چھٹا) ملے گا اور دو کو ثلث مرد اور عورت ان کے سب برابر ہیں۔

باب میراث الجد دادا کی میراث کا بیان

۱۴۶۰۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ كَتَبَ إِلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ يَسْأَلُهُ عَنِ الْجَدِّ فَكَتَبَ إِلَيْهِ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ إِنَّكَ كَتَبْتَ إِلَيَّ تَسْأَلُنِي عَنِ الْجَدِّ وَاللَّهُ أَعْلَمُ وَذَلِكَ مِمَّا لَمْ يَكُنْ يَقْضِي فِيهِ إِلَّا الْأُمَرَاءُ يَعْنِي الْخُلَفَاءَ وَقَدْ حَضَرْتُ الْخَلِيفَتَيْنِ قَبْلَكَ يُعْطِيَانِهِ النِّصْفَ مَعَ الْأَخِ الْوَاحِدِ وَالثُّلُثَ مَعَ الْاثْنَيْنِ فَإِنْ كَثُرَتِ الْإِخْوَةُ لَمْ يُنَقِّصُوهُ مِنَ الثُّلُثِ۔

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے (خط) لکھا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اور پوچھا دادا کی میراث کے متعلق۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جواب لکھا کہ تم نے مجھ سے پوچھا دادا کی میراث کے متعلق اور یہ وہ مسئلہ ہے جس میں خلفاء حکم کرتے تھے۔ میں حاضر تھا تم سے پہلے دو خلفاؤں کے سامنے (عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ) تو ایک بھائی کے ساتھ وہ دادا کو نصف دلاتے تھے اور دو بھائیوں کے ساتھ ثلث اگر بہت سے بھائی بہن ہوتے تب بھی دادا کو ثلث سے کم نہ دلاتے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: تو دادا کے ہوتے ہوئے سگے بھائی اور بہنوں کو اور سوتیلے بھائی اور بہنوں کو میراث پہنچے گی۔ مالکؒ اور شافعیؒ اور احمدؒ کا یہی قول ہے اور ابو حنیفہؒ کے نزدیک دادا کے ہوتے ہوئے بھائی بہن محروم ہوں گے جیسے باپ کے ہوتے ہوئے (محروم ہوتے ہیں)۔

۱۴۶۱۔ **عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَرَضَ لِلْجَدِّ الَّذِي يَفْرِضُ النَّاسُ لَهُ الْيَوْمَ۔**

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دادا کو اتنا دلایا جتنا کہ آج کل لوگ دلاتے ہیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۴۶۲۔ **عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ قَالَ فَرَضَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ لِلْجَدِّ مَعَ الْإِخْوَةِ الثُّلُثَ۔**

حضرت سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے دادا کے واسطے بھائی بہنوں کے ساتھ ایک ثلث دلایا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ دادا باپ کے ہوتے ہوئے محروم ہوتا ہے لیکن بیٹے اور پوتے کے ساتھ دادا کو چھٹا حصہ بطور فرض کے ملتا ہے اگر بیٹا یا پوتا نہ ہو نہ سگا بھائی بہن ہو نہ سوتیلا بہن بھائی مگر اور ذوی الفروض ہوں تو ان کا حصہ دے کر ایک اگر چھٹا حصہ بچ رہے گا یا اس سے زیادہ تو دادا کو مل جائے گا اگر اتنا نہ بچے تو دادا کا چھٹا حصہ بطور فرض کے مقرر ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر دادا اور اس کے بھائی بہنوں کے ساتھ کوئی ذوی الفروض کو ان کا فرض دیں گے بعد اس کے جو بچے گا اس میں سے کئی صورتوں میں سے جو دادا کے لیے بہتر ہوگی کریں گے وہ صورتیں یہ ہیں: ایک تو یہ کہ جس قدر مال بچا ہے اس کا ثلث دادا کو دے دیا جائے۔ دوسرے یہ کہ دادا بھی مثل بھائیوں کے ایک بھائی سمجھا جائے۔ اور جس قدر حصہ ایک بھائی کا ہو اسی قدر اس کو بھی ملے۔ تیسرے یہ کہ کل مال کا سدس (چھٹا حصہ) اس کو دے دیا جائے گا ان صورتوں میں سے جو صورت اس کے لیے بہتر ہوگی وہ کریں گے بعد اس کے دادا کو دے کر جس قدر مال بچے گا وہ بھائی بہن للذکر مثل حظ الانثیین کے طور پر تقسیم کر لیں گے مگر ایک مسئلے میں

(١٤٦٠) موقوف صحيح : عبدالرزاق (١٩٠٦٢) ابن ابی شيبة (٣١٢١٨) بيهقى (٢٤٩/٦) رقم (١٢٤٣٤)۔

(١٤٦١) موقوف صحيح : ابن ابی شيبة (٣١٢٠١) دارمی (٢٩١٣)۔

(١٤٦٢) موقوف ضعيف : بيهقى (٢٤٩/٦) (١٢٤٣٤)۔

تقسیم اور طور سے ہوگی (اس کو مسئلہ اکدر یہ کہتے ہیں) وہ یہ ہے ایک عورت مر جائے اور خاوند اور ماں اور سگی بہن اور دادا کو چھوڑ جائے تو خاوند کو نصف اور ماں کو ثلث اور دادا کو سدس (چھٹا) اور سگی بہن کو نصف ملے گا پھر دادا کو سدس (چھٹا) اور بہن کا نصف ملا کر اس کے تین حصے کریں گے دو حصے دادا کو ملیں گے اور ایک حصہ بہن کو۔

فائدہ: تو اصل مسئلہ چھ سے ہوگا اور عول نو سے ہوگا کیونکہ چھ سہام وارثوں کے سہام کو کافی نہیں ہیں تو جس قدر کافی ہیں اسی قدر حصے ہوں گے۔ چھ کا نصف تین خاوند کے اور دو ماں کے اور ایک دادا کا اور تین سگی بہن کے سب نو ہوئے۔

فائدہ: دادا کا ایک حصہ اور بہن کے تین حصے سب ملا کر چار ہوئے چار تین پر نہیں بٹ سکتے تو تین کو اصل مسئلے میں یعنی نو میں ضرب دیں گے ستائیس سے مسئلہ ہوگا خاوند کو نو حصے اور ماں کو چھ حصے اور دادا کو آٹھ حصے اور بہن کو چار حصے ملیں گے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر دادا کے ساتھ سوتیلے بھائی ہوں تو ان کا حکم وہی ہوگا جو سگے بھائیوں کا ہے اور جب سگے بھائی بہن بھی ہوں اور سوتیلے بہن بھائی بھی ہوں تو سوتیلے صرف بھائیوں کی گنتی میں شریک ہو کر دادا کے حصے کو کم کر دیں گے مگر کچھ نہ پائیں گے مگر جس صورت میں سگے بھائی بہنوں کیساتھ اخیافی یعنی مادری بھائی ہوں تو وہ بھائیوں کی گنتی میں شریک ہو کر دادا کے حصے کو کم نہ کریں گے کیونکہ اخیافی بھائی بہن دادا کے ہوتے ہوئے محروم ہیں۔ اگر دادا ہوتا اور صرف اخیافی بھائی بہن ہوتے تو کل مال دادا کو ملتا اور اخیافی بھائی بہن محروم ہو جاتے خیر اب جس صورت میں دادا کے ساتھ سگے بھائی بہن اور علاتی یعنی سوتیلے بھائی بہن بھی ہوں تو جو مال بعد دادا کے حصے دینے کے بچے گا وہ سب سگے بھائی بہنوں کو ملے گا اور سوتیلوں کو کچھ نہ ملے گا مگر جب سگوں میں صرف ایک بہن ہو اور باقی سب سوتیلے بھائی اور بہن ہوں تو سوتیلے بھائی اور بہنوں کے سبب سے وہ سگی بہن دادا کا حصہ کم کر دے گی پھر اپنا پورا حصہ یعنی نصف لے لے گی اگر اس پر بھی کچھ بچ رہے گا تو سوتیلے بھائی اور بہن کو مثل حظ الانثیین کے طور پر تقسیم ہوگا اگر کچھ نہ بچے گا تو سوتیلے بھائی اور بہنوں کو کچھ نہ ملے گا۔

فائدہ: بلکہ سگے بھائیوں سے محروم ہو جائیں گے۔ یہ مذہب صرف زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ہے۔ اکثر علماء کے نزدیک جب سوتیلے بھائی بہن وارث ہی نہیں ہیں تو گنتی میں بھی داخل نہ ہوں گے اور دادا کے حصے کو کم نہ کریں گے۔

باب میراث الجدة — نانی اور دادی کی میراث کا بیان

۱۲۶۳۔ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ أَنَّهُ قَالَ جَائَتْ الْجَدَّةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا فَقَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ مَا لَكِ فِي كِتَابِ اللَّهِ شَيْءٌ وَمَا عَلِمْتُ لَكِ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَارْجِعِي حَتَّى أَسْأَلَ النَّاسَ فَسَأَلَ النَّاسَ فَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ حَضَرْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهَا السُّدُسَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ هَلْ مَعَكَ غَيْرُكَ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ الْمُغِيرَةُ فَأَنْفَذَهُ لَهَا أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ ثُمَّ جَائَتْ الْجَدَّةُ الْأُخْرَى إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا فَقَالَ لَهَا مَا لَكِ فِي كِتَابِ اللَّهِ شَيْءٌ وَمَا كَانَ الْقَضَاءُ الَّذِي قُضِيَ بِهِ إِلَّا لِغَيْرِكِ وَمَا أَنَا بِزَائِدٍ فِي الْفَرَائِضِ شَيْئًا وَلَكِنَّهُ ذَلِكَ السُّدُسُ فَإِنْ اجْتَمَعْتُمَا فَهُوَ بَيْنَكُمَا وَأَيَّتُكُمَا خَلَتْ بِهِ فَهُوَ لَهَا۔

حضرت قبیصہ رضی اللہ عنہما بن ذویب سے روایت ہے کہ میت کی نانی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس میراث مانگنے آئی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی کتاب میں تیرا کچھ حصہ مقرر نہیں ہے اور نہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس باب میں کوئی حدیث سنی ہے تو واپس جا۔ میں لوگوں سے پوچھ کر دریافت کروں گا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا تو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس وقت موجود تھا میرے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نانی کو چھٹا حصہ دلایا ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کوئی اور بھی تمہارے ساتھ ہے (جو اس معاملے میں جانتا ہو) تو محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور جیسا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا تھا ویسا ہی بیان کیا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چھٹا حصہ اس کو دلا دیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت میں ایک دادی میراث مانگنے آئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی کتاب میں تیرا کچھ حصہ مذکور نہیں اور پہلے جو حکم ہو چکا ہے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں) وہ نانی کے باب میں ہوا تھا اور میں اپنی طرف سے فرائض میں کچھ بڑھا نہیں سکتا لیکن وہی چھٹا حصہ تو بھی لے اگر نانی بھی ہو تو دونوں سدس کو بانٹ لو اور جو تم دونوں میں سے ایک اکیلی ہو (یعنی صرف نانی ہو یا صرف دادی) وہی چھٹا حصہ لے لے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

۱۴۶۴۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ قَالَ أَتَتِ الْجَدَّتَانِ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَأَرَادَ أَنْ يَجْعَلَ السُّدُسَ لِلَّتِي مِنْ قِبَلِ الْأُمِّ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ أَمَا إِنَّكَ تَتْرُكُ الَّتِي لَوْ مَاتَتْ وَهُوَ حَيٌّ كَانَ إِيَّاهَا يَرِثُ فَجَعَلَ أَبُو بَكْرٍ السُّدُسَ بَيْنَهُمَا۔

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ نانی اور دادی دونوں آئیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سدس یعنی چھٹا حصہ نانی کو دینا چاہا ایک شخص انصاری بولا اے ابوبکر! تم اس کو نہیں دلاتے جو اگر مر جاتی اور میت زندہ ہوتا یعنی اس کا پوتا تو وارث ہوتا (اور اس کو دلاتے ہو جو اگر مر جاتی اور میت زندہ ہوتا یعنی اس کا نواسہ تو وارث نہ ہوتا) پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر سدس اُن دونوں کو دلا دیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی سدس مال کے دو حصے کیے ایک حصہ نانی کو اور ایک حصہ دادی کو۔

۱۴۶۵۔ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ كَانَ لَا يَفْرِضُ إِلَّا لِلْجَدَّتَيْنِ۔

(١٤٦٣)**ضعيف** : أبو داود (٢٨٩٤) كتاب الفرائض : باب في الجدة ' ترمذى (٢١٠١) نسائي في الكبرى (٦٣٤٦) ابن ماجه (٢٧٢٤) أحمد (٢٢٥/٤ ـ ٢٢٦) (١٨١٤٣) دارمي (٢٩٣٩) بيهقي في السنن الكبرى (٢٣٤/٦) بغوى في شرح السنة (٣٤٥/٨)۔

(١٤٦٤)**موقوف ضعيف** : عبدالرزاق (١٩٠٨٤) ابن ابي شيبة (٣١٢٨٣) بيهقي (٢٣٥/٦) رقم (١٢٣٤٢)۔

(١٤٦٥)**موقوف ضعيف** : بيهقي في السنن الكبرى (٢٣٥/٦) رقم (١٢٣٤٥)۔

حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن حصہ نہیں دلاتے تھے مگر نانی کو یا دادی کو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے جس میں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ نانی ماں کے ہوتے ہوئے کچھ نہ پائے گی البتہ اگر ماں نہ ہو تو اس کو چھٹا حصہ ملے گا اور دادی ماں کے یا باپ کے ہوتے ہوئے کچھ نہ پائے گی جب ماں باپ نہ ہوں تو اس کو چھٹا حصہ ملے گا اگر نانی اور دادی دونوں ہوں اور میت کے ماں باپ جو نانی دادی سے زیادہ قریب ہیں نہ ہوں تو ان میں سے نانی اگر میت کے ساتھ زیادہ قریب ہوگی تو اسی کو سدس (چھٹا حصہ) ملے گا (۱) اور جو دادی زیادہ قریب ہوگی (۲) یا دونوں برابر ہوں (۳) تو سدس میں دونوں شریک ہوں گے۔

(۱) فائدہ: مثلاً میت کی ماں کی ماں بھی موجود ہے اور باپ کی ماں کی ماں بھی موجود ہے تو ماں کی ماں کو چھٹا حصہ ملے گا۔

(۲) فائدہ: مثلاً میت کی ماں کی ماں موجود ہے اور باپ کی ماں بھی موجود ہے۔

(۳) فائدہ: جیسے میت کی ماں کی ماں ہو اور باپ کی ماں کی ماں بھی ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ میراث کسی کے واسطے نہیں ہے دادیوں اور نانیوں میں سے مگر ماں کی ماں کو اگرچہ کتنی ہی دور ہو جائے (۱) ان کے سوا اور نانیوں (۲) دادیوں (۳) کو میراث (دینا مقرر) نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ترکہ دلایا نانی کو پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی اس کا پوچھا جب اُن کو بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے نانی کو ترکہ دلایا انہوں نے دلایا بعد اس کے دادی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وقت میں آئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں فرائض میں بڑھا نہیں سکتا لیکن اگر تو بھی ہو اور نانی بھی ہو تو دونوں سدس (چھٹا) کو بانٹ لیں اور جو کوئی تم میں سے تنہا ہو تو وہ پورا سدس (چھٹا) لے لے۔ (۴)

فائدہ: مثلاً ماں کی ماں ہو یا ماں کی ماں کی ماں ہو یا اس سے بھی اونچی۔

فائدہ: مثلاً باپ کی ماں کی ماں یا باپ کی ماں کی ماں کی ماں یا اور اونچی ہو۔

فائدہ: مثلاً باپ کے باپ کی ماں یا ماں کے باپ کی ماں یا ماں کی ماں کے باپ کی ماں یہ وارث نہ ہوگی۔

فائدہ: پس ان حدیثوں سے صاف معلوم ہوا کہ دو ہی قسم کی نانی دادی وارث ہیں ایک تو ماں کی ماں یا ماں کی ماں کی ماں دوسرے باپ کی ماں یا باپ کی ماں کی ماں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جب سے دین اسلام شروع ہوا ہے آج تک سوائے ان دادی اور نانی کے اور قسم کی نانی دادیوں کو کسی نے میراث نہیں دلائی۔

باب میراث الکلالۃ — کلالہ کی میراث کا بیان

فائدہ: کلالہ اس کو کہتے ہیں جو نہ اولاد چھوڑے نہ باپ۔ جمہور علماء کا یہی قول ہے بعضوں کے نزدیک کلالہ وہ ہے جس کی اولاد نہ ہو۔

۱۴۶۶۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكَلَالَةِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْفِيكَ مِنْ ذَلِكَ الْآيَةُ الَّتِي أُنْزِلَتْ فِي الصَّيْفِ آخِرَ سُورَةِ النِّسَاءِ۔

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کلالے (کی میراث) کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا کافی ہے تجھ کو وہ آیت جو گرمی میں اُتری ہے سورہ نساء کے آخر میں۔

فائدہ: کلالے کے باب میں دو آیتیں اُتری ہیں ایک تو جاڑے میں سورہ نساء کے اول میں ﴿وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً﴾ الآیۃ۔ دوسری گرمی میں سورہ نساء کے آخر میں ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾۔ الآیۃ

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک اس امر میں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ کلالہ دو قسم کا ہے ایک تو وہ آیت جو سورہ نساء کے شروع میں ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اگر ایک شخص مرجائے کلالہ یا کوئی عورت مرجائے کلالہ اور اس کا ایک بھائی یا بہن ہو (اخیافی) تو ہر ایک کو سدس ملے گا اگر زیادہ ہوں تو سب شریک ہوں گے ثلث میں‘ یہ وہ کلالہ ہے جس کا نہ باپ ہو نہ اس کی اولاد ہو کیونکہ اس وقت تک اخیافی بھائی بہن وارث نہیں ہوتے تھے۔ دوسری وہ آیت جو سورہ نساء کے آخر میں ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے: ''پوچھتے ہیں تجھ سے کلالے (کی میراث) کے متعلق کہہ دے تو اللہ تم کو حکم دیتا ہے کلالے میں اگر کوئی شخص مرجائے اس کی اولاد نہ ہو ایک بہن ہو تو اس کو آدھا متروکہ ملے گا اگر بہن مرجائے تو وہ بھائی اس کے کل ترکے کا وارث ہوتا ہے جبکہ اس بہن کی اولاد نہ ہو اگر دو بہنیں ہوں تو اُن کو دو ثلث ملیں گے اگر بھائی بہن ملے جلے ہوں تو مرد کو دوہرا حصہ اور عورت کو اکہرا حصہ ملے گا اللہ تم سے بیان کرتا ہے تاکہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔'' یہ وہ کلالہ ہے جس میں بھائی بہن عصبہ ہو جاتے ہیں جب میت کا بیٹا نہ ہو تو وہ دادا کے ساتھ وارث ہوں گے کلالے میں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ دادا بھائیوں کے ساتھ وارث ہوگا اس لیے کہ وہ ان سے اولیٰ ہے کیونکہ دادا بیٹے کے ساتھ بھی سدس (چھٹا) کا وارث ہوتا ہے برخلاف بھائی بہنوں کے اور کیونکر دادا بھائی کے برابر نہ ہوگا وہ میت کے بیٹے کے ہوتے ہوئے بھی ایک سدس لیتا ہے تو بھائی بہنوں کے ساتھ ثلث کیوں نہ لے گا اس لیے کہ اخیافی بھائی بہن سگے بھائی بہنوں کے ساتھ ثلث لیتے ہیں۔ اگر دادا بھی موجود ہو تو وہ اخیافی بھائی بہنوں کو محروم کر دے گا پھر وہ ثلث اپنے آپ لے لے گا کیونکہ اسی نے ان کو محروم کیا ہے۔ اگر وہ نہ ہوتا تو اس ثلث کو اخیافی بھائی بہن لیتے تو دادا نے وہ مال لیا جو سگے یا سوتیلے بھائی بہنوں کو نہیں مل سکتا تھا بلکہ اخیافی بھائی بہنوں کو حق تھا اور دادا اُن سے اولیٰ تھا۔ اس واسطے اس نے لے لیا اور اخیافی بھائی بہن کو محروم کیا۔

باب ما جاء في ميراث العمة — پھوپھی کی میراث کا بیان

۱۴۶۷۔ عَنْ مَوْلًى لِقُرَيْشٍ كَانَ قَدِيمًا يُقَالُ لَهُ ابْنُ مِرْسَى أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَلَمَّا صَلَّى الظُّهْرَ قَالَ يَا يَرْفَا هَلُمَّ ذَلِكَ الْكِتَابَ لِكِتَابٍ كَتَبَهُ فِي شَأْنِ الْعَمَّةِ فَنَسْأَلَ عَنْهَا وَنَسْتَخْبِرَ عَنْهَا فَأَتَاهُ بِهِ يَرْفَا فَدَعَا بِتَوْرٍ أَوْ قَدَحٍ فِيهِ مَاءٌ فَمَحَا ذَلِكَ الْكِتَابَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ لَوْ رَضِيَكِ اللَّهُ وَارِثَةً أَقَرَّكِ لَوْ رَضِيَكِ اللَّهُ أَقَرَّكِ۔

ایک مولیٰ سے قریش کے روایت ہے جس کو ابن مرسیٰ کہتے تھے کہا کہ میں بیٹھا تھا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس انہوں نے

(١٤٦٦) مسلم (١٦١٧) كتاب الفرائض : باب ميراث الكلالة ' نسائي في الكبرى (١١١٣٥) ابن ماجه (٢٧٢٦) أحمد (٢٦/١) (١٧٩) ۔

ظہر کی نماز پڑھ کر یرفا سے کہا میری کتاب لے آ نا وہ کتاب جو انہوں نے لکھی تھی پھوپھی کی میراث میں (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے سے پھوپھی کے واسطے میراث تجویز کی تھی اس قیاس سے کہ پھوپھی کا وارث بھتیجا ہوتا ہے وہ بھی اس کی وارث ہوگی)۔ تو ہم لوگوں سے پوچھیں اور مشورہ لیں (بعد مشورے کے معلوم ہوا کہ پھوپھی کو میراث نہیں ہے) پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک کڑائی یا پیالہ منگایا جس میں پانی تھا اور اس کتاب کو دھوڈالا اور فرمایا اگر پھوپھی کو حصہ دلانا اللہ کو منظور ہوتا تو اپنی کتاب میں ذکر فرماتا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

۱۴۶۸۔ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ أَنَّ عُمَرُ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَقُولُ عَجَبًا لِلْعَمَّةِ تُورَثُ وَلَا تَرِثُ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ تعجب کی بات ہے کہ پھوپھی کا بھتیجا وارث ہوتا ہے لیکن بھتیجے کی پھوپھی وارث نہیں ہوتی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

باب میراث ولایة العصبة — عصبات کی میراث کا بیان

فائدہ: یہاں تک اُن لوگوں کا بیان تھا جو ذوی الفروض ہیں یعنی ان کے حصے مقرر ہیں اب عصبات کا بیان ہوتا ہے عصبات جمع ہے عصبے کی۔ عصبہ اس کو کہتے ہیں جس کا کوئی حصہ مقرر نہیں ہے بعد ذوی الفروض کے حصے ادا کرنے کے جو مال بچ رہے اس کو لے لیتا ہے اگر نہ بچے تو کچھ نہیں ملتا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک اس امر میں کچھ اختلاف نہیں ہے اور ہم نے اپنے شہر والوں کو اسی پر پایا کہ سگا بھائی مقدم ہے سوتیلے بھائی پر اور سوتیلا بھائی مقدم ہے سگے بھائی کے بیٹے پر اور سگے بھائی کا بیٹا مقدم ہے سوتیلے بھائی کے بیٹے پر اور سوتیلے بھائی کا بیٹا مقدم ہے سگے بھائی کے پوتے اور سوتیلے بھائی کا بیٹا مقدم ہے سگے چچا پر اور سگا چچا مقدم ہے سوتیلے چچا پر (جو باپ کا سوتیلا بھائی ہو) اور سوتیلا چچا سگے چچا کے بیٹوں پر مقدم ہے اور سوتیلے چچا کے بیٹے باپ کے چچا پر مقدم ہیں (جو دادا کا سگا بھائی ہو)۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس کا قاعدہ یہ ہے کہ جتنے عصبات موجود ہوں ان کو میت کی طرف نسبت دیں یعنی یہ میت کا کون ہے (۱) جو شخص اُن میں سے ایسے باپ میں میت کے ساتھ مل جائے کہ اس سے قریب کے باپ میں دوسرا کوئی نہ ملے تو اسی کو میراث ملے گی نہ کہ ان کو جو اوپر کے باپ میں ملتے ہیں (۲) اگر کئی ایک ان میں سے ایک ہی باپ میں جا کر شریک ہوں تو یہ دیکھا جائے گا کہ رشتہ کس کا نزدیک ہے اگرچہ نزدیک والا سوتیلا ہو تب بھی میراث اسی کو ملے گی اور دور والا سگا بھی ہو تب بھی میراث اس کو نہ ملے گی (۳) اور جو رشتے میں سب برابر ہوں اور سب سگے ہوں یا سب سوتیلے ہوں تو ترکے میں سے برابر برابر حصہ پائیں گے۔ اگر اُن میں سے بعضوں کا باپ میت کے باپ کا سگا بھائی ہو اور بعضوں کا باپ میت کے باپ کا سوتیلا بھائی ہو تو میراث سگے بھائی کی اولاد کو ملے گی نہ کہ سوتیلے کی اولاد کو کیونکہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے: ''ناطے والے ایک دوسرے کے قریب ہیں اللہ کی کتاب میں اللہ خوب جانتا ہے۔''

(١٤٦٧) موقوف ضعيف : بيهقي (٢١٣/٦) رقم (١٢٢٠٦) ۔

(١٤٦٨) موقوف ضعيف : بيهقي (٢١٣/٦) رقم (١٢٢٠٧) ۔

(۱) فائدہ: مثلاً بھائی اور چچا دونوں ہوں تو بھائی کو جو نسبت دی تو معلوم ہوا کہ وہ میت کے باپ کا بیٹا ہے اور چچا کو جب نسبت دی تو معلوم ہوا کہ وہ میت کے باپ کا بیٹا ہے۔

(۲) فائدہ: مثلاً اس صورت میں کہ بھائی کو میراث ملے گی کیونکہ وہ پہلے ہی باپ میں میت کا شریک ہے اور چچا دوسرے باپ میں یعنی میت کے باپ کے باپ میں شریک ہے۔

(۳) فائدہ: مثلاً ایک سوتیلے بھائی کا بیٹا ہے اور ایک سگے بھائی کا پوتا دونوں ایک ہی باپ میں میت کے ساتھ ملتے ہیں مگر ایک نزدیک ہے میت سے یعنی سوتیلے بھائی کا بیٹا اسی کو میراث ملے گی اور سگے بھائی کے پوتے کو نہ ملے گی اگرچہ وہ سگا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ دادا بھتیجوں سے مقدم ہے اور چچا سے بھی مقدم ہے اور بھتیجا سگے بھائی کا بیٹا ولاء لینے میں دادا سے مقدم ہے۔

باب من لا ميراث له — جس کو میراث نہیں ملتی

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ اخیافی بھائی کا بیٹا اور نانا اور باپ کا اخیافی بھائی اور ماموں اور نانا کی ماں اور سگے بھائی کے بیٹے اور پھوپھی اور خالہ وارث نہ ہوں گے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو عورت دور کے رشتے کی ہو ان عورتوں میں سے وہ وارث نہ ہوگی اور عورتوں میں کوئی وارث نہیں مگر جن کو اللہ جل جلالہٗ نے بیان کر دیا ہے اپنی کتاب میں وہ ماں ہے اور بیٹی اور بیوی اور بہن سگی اور سوتیلی اور بہن اخیافی اور نانی دادی کی میراث حدیث سے ثابت ہے اسی طرح عورت اپنے اس غلام کی وارث ہوگی جس کو وہ آزاد کرے۔

باب ميراث اهل الملل — جب ملت اور مذہب کا اختلاف ہو تو میراث نہیں ہے

۱۴۶۹۔ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ))۔

حضرت اُسامہ بن زید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا۔

فائدہ: اور نہ کافر مسلمان کا۔

۱۴۷۰۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ إِنَّمَا وَرِثَ أَبَا طَالِبٍ عَقِيلٌ وَطَالِبٌ وَلَمْ يَرِثْهُ

(١٤٦٩) بخاری (٤٢٨٣) كتاب المغازی : باب أين ركز النبی الراية يوم الفتح ، مسلم (١٦١٤) أبو داود (٢٩٠٩) ترمذی (٢١٠٧) نسائی فی الكبری (٦٣٧٢) ابن ماجه (٢٧٢٩) أحمد (٢٠٨/٥) (٢٢١٥٧) دارمی (٢٩٩٨) ـ

(١٤٧٠) مقطوع صحيح : عبد الرزاق فی المصنف (٩٨٥٣) الشافعی فی الام (٧٢/٤) وفی المسند (٤٢١/٢) بيهقی فی معرفة السنن والآثار (٤٢/٥) ـ

عَلِيٌّ قَالَ فَلِذَلِكَ تَرَكْنَا نَصِيبَنَا مِنَ الشِّعْبِ ۔

حضرت علی بن حسین یعنی امام زین العابدین سے روایت ہے انہوں نے کہا جب ابوطالب مرگئے تو ان کے وارث عقیل اور طالب ہوئے (۱) اور علی رضی اللہ عنہ ان کے وارث نہیں ہوئے (۲)۔ علی بن حسین نے کہا اسی واسطے ہم نے اپنا حصہ کے کے گھروں میں سے چھوڑ دیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

(۱) فائدہ: کیونکہ عقیل اور طالب دونوں کافر تھے پھر عقیل مسلمان ہو گئے اور طالب گم ہو گئے جنگ بدر میں اُن کا پتہ نہ لگا۔

(۲) فائدہ: کیونکہ ابوطالب کفر پر مرے تھے اور علی رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے تھے۔

۱۴۷۱۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْأَشْعَثِ أَنَّ عَمَّةً لَهُ يَهُودِيَّةً أَوْ نَصْرَانِيَّةً تُوُفِّيَتْ وَأَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ الْأَشْعَثِ ذَكَرَ ذَلِكَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَقَالَ لَهُ مَنْ يَرِثُهَا فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَرِثُهَا أَهْلُ دِينِهَا ثُمَّ أَتَى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَسَأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ أَتُرَانِي نَسِيتُ مَا قَالَ لَكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَرِثُهَا أَهْلُ دِينِهَا ۔

حضرت محمد بن اشعث کی ایک پھوپھی یہودی تھی یا نصرانی مرگئی محمد بن اشعث نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا اور پوچھا کہ اس کا کون وارث ہوگا۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا اس کے مذہب والے وارث ہوں گے۔ پھر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جب خلیفہ ہوئے تو اُن سے پوچھا۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تو سمجھتا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جو تجھ سے کہا تھا اس کو میں بھول گیا وہی اس کے وارث ہوں گے جو اس کے مذہب والے ہیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **حسن** کہا ہے۔

۱۴۷۲۔ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ أَنَّ نَصْرَانِيًّا أَعْتَقَهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ هَلَكَ قَالَ إِسْمَعِيلُ فَأَمَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَنْ أَجْعَلَ مَالَهُ فِي بَيْتِ الْمَالِ ۔

حضرت اسمٰعیل بن ابی حکیم سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کا ایک غلام نصرانی تھا اس کو انہوں نے آزاد کر دیا وہ مرگیا تو عمر بن عبدالعزیز نے مجھ سے کہا کہ اس کا مال بیت المال میں داخل کر دو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: کیونکہ مسلمان کا وارث نہیں ہوتا۔

۱۴۷۳۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ أَبَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنْ يُوَرِّثَ أَحَدًا مِّنَ الْأَعَاجِمِ إِلَّا أَحَدًا وُلِدَ

(۱۴۷۱) **موقوف حسن**: دارمی (۲۹۸۸) سعید بن منصور (۱۴۴) ابن ابی شیبة (۳۱۴۲۹) عبدالرزاق (۹۸۵۹) بیهقی (۶/۲۱۸، ۲۱۹)۔

(۱۴۷۲) **مقطوع صحیح**: عبدالرزاق (۹۸۶۶) ابن ابی شیبة (۳۱۴۴۷) بیهقی (۱۰/۲۹۹) رقم (۲۱۴۷۱)۔

فِي الْعَرَبِ۔

حضرت سعید بن میتب کہتے تھے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انکار کیا غیر ملک کے لوگوں کی میراث دلانے کا اپنے ملک والوں کو مگر جو عرب میں پیدا ہوا ہو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: صرف دعوے سے جب تک کہ گواہ قائم نہ ہوں قرابت اور رشتہ داری پر نہ میراث دلائی جائے گی۔ (زرقانی)

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر ایک عورت حاملہ کفار کے ملک میں سے آ کر عرب میں رہے اور وہاں (بچہ) جنے تو وہ اپنے لڑکے کی وارث ہوگی اور لڑکا اس کا وارث ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اجماعی ہے اور اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ مسلمان کافر کا کسی رشتہ کی وجہ سے وارث نہیں ہو سکتا خواہ وہ رشتہ ناطے کا ہو یا ولاء کا یا قرابت کا اور نہ کسی کو اس کی وراثت سے محروم کر سکتا ہے۔

فائدہ: مثلاً ایک کافر مر گیا اس کا ایک بیٹا مسلمان ہے اور ایک بھائی کافر ہے تو بیٹے کو میراث نہ ملے گا بلکہ بھائی کو ملے گا اور یہ بیٹا اس بھائی کو محروم نہ کر سکے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اسی طرح جو شخص میراث نہ پائے وہ دوسرے کو محروم نہیں کر سکتا۔

باب العمل فيمن جهل أمره بالقتل وغير ذلك — جن کی موت کا وقت معلوم نہ ہو مثلاً لڑائی میں کئی آدمی مارے جائیں اُن کا بیان

۱۴۷۴۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ عُلَمَائِهِمْ أَنَّهُ لَمْ يَتَوَارَثْ مَنْ قُتِلَ يَوْمَ الْجَمَلِ وَيَوْمَ صِفِّينَ وَيَوْمَ الْحَرَّةِ ثُمَّ كَانَ يَوْمَ قُدَيْدٍ فَلَمْ يُوَرَّثْ أَحَدٌ مِنْ صَاحِبِهِ شَيْئًا إِلَّا مَنْ عُلِمَ أَنَّهُ قُتِلَ قَبْلَ صَاحِبِهِ۔

حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن اور بہت سے علماء سے روایت ہے کہ جتنے لوگ قتل ہوئے تھے جنگ جمل (۱) اور جنگ صفین (۲) اور یوم الحرہ (۳) میں اور جو یوم القدید (۴) میں مارے گئے وہ آپس میں ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوئے مگر جس شخص کا حال معلوم ہو گیا کہ وہ اپنے وارث سے پہلے مارا گیا (۵) (تو وہ ایک دوسرے کے وارث ہوئے)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

(۱) فائدہ: جو ۳۶ ہجری میں دسویں جمادی الاول کو ہوئی بصرہ میں درمیان حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کئی ہزار آدمی اس جنگ

(۱۴۷۳) موقوف صحیح : دارمی (۳۰۹۵) عبدالرزاق فی المصنف (۱۹۱۷۳) ابن ابی شیبة فی المصنف (۳۱۳۶۳) بیهقی فی السنن الکبری (۹/۱۳۰) رقم (۱۸۳۳۶)۔

(۱۴۷۴) مقطوع صحیح : بیهقی فی السنن الکبری (۶/۲۲۲) رقم (۱۲۲۵۸)۔

میں قتل ہوئے۔

(۲) فائدہ: جو ایک مقام ہے نزدیک فرات کے وہاں پر جنگ عظیم ہوئی۔ صفر ۳۷ ہجری میں درمیان حضرت علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے بڑے بڑے اصحاب کبار اور مہاجرین اور انصار حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے نوے ہزار یا ستر ہزار یا ساٹھ ہزار آدمی اس جنگ میں مارے گئے۔

(۳) فائدہ: یوم الحرہ وہ جنگ ہے جو یزید کے لشکر اور اہل مدینہ کے درمیان واقع ہوئی تقریباً دس ہزار آدمی اس میں مارے گئے اور مدینہ خراب اور برباد ہوگیا اور عورتیں اور بچے اہل مدینہ کے بے قصور مارے گئے۔

(۴) فائدہ: وہاں ابو حمزہ خارجی مکہ کے قریب آن کر لڑا۔

(۵) فائدہ: جب کئی آدمی ایک سانحے یا حادثے میں اس طرح مر جائیں کہ معلوم نہ ہو کہ پہلے کون مرا تو وہ آپس میں اگرچہ قرابت رکھتے ہوں ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے بلکہ ہر ایک کا مال اس کے وارثوں کو ضرور ملے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ یہی حکم ہے اگر کئی آدمی ڈوب جائیں یا مکان سے گر کر مارے جائیں یا قتل کیے جائیں جب معلوم نہ ہو سکے کہ پہلے کون مرا اور بعد میں کون مرا تو آپس میں ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے بلکہ ہر ایک کا ترکہ اس کے وارثوں کو جو زندہ ہوں پہنچے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ کوئی کسی کا وارث شک سے نہ ہوگا بلکہ علم و یقین سے وارث ہوگا مثلاً ایک شخص مر جائے اور اس کے باپ کا مولیٰ (غلام آزاد کیا ہوا) مر جائے اب اس کے بیٹے یہ کہیں اس مولیٰ کا وارث ہمارا باپ تھا تو یہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ علم و یقین یا گواہوں سے یہ ثابت نہ ہو کہ پہلے مولیٰ مرا تھا اس وقت تک مولیٰ کے وارث جو زندہ ہوں اس کا ترکہ پائیں گے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اسی طرح اگر سگے دو بھائی مر جائیں ایک کی اولاد ہو اور دوسرا لاولد ہو ان دونوں کا ایک سوتیلا بھائی بھی ہو پھر معلوم نہ ہو سکے کہ پہلے کون سا بھائی مرا ہے تو جو بھائی لاولد مرا ہے اس کا ترکہ اس کے سوتیلے بھائی کو ملے گا اس کے بھتیجوں کو نہ ملے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اسی طرح اگر پھوپھی اور بھتیجا ایک ساتھ مر جائیں یا بھتیجے اور چچا ایک ساتھ مر جائیں اور معلوم نہ ہو سکے پہلے کون مرا ہے تو چچا اپنے بھتیجے کا وارث نہ ہوگا پہلی صورت میں اور دوسری صورت میں بھتیجا اپنی پھوپھی کا وارث نہ ہوگا۔

باب میراث ولد الملاعنة وولد الزنا

لعان والی عورت کے بچے اور ولد الزنا کی میراث کا بیان

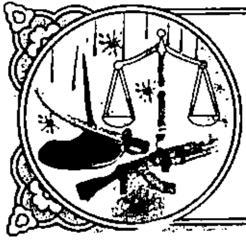
۱۴۷۵۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانَ يَقُولُ فِي وَلَدِ الْمُلَاعَنَةِ وَوَلَدِ الزِّنَا إِنَّهُ إِذَا مَاتَ وَرِثَتْهُ أُمُّهُ حَقَّهَا فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِخْوَتُهُ لِأُمِّهِ حُقُوقَهُمْ وَيَرِثُ الْبَقِيَّةَ مَوَالِي أُمِّهِ إِنْ كَانَتْ مَوْلَاةً وَإِنْ كَانَتْ عَرَبِيَّةً وَرِثَتْ حَقَّهَا وَوَرِثَ إِخْوَتُهُ لِأُمِّهِ حُقُوقَهُمْ وَكَانَ مَا بَقِيَ لِلْمُسْلِمِينَ۔

(١٤٧٥) مقطوع ضعيف: ابن أبي شيبة (٢٧٦/٦) بيهقي (٢٥٩/٦) (١٢٤٩٦)۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت عروہ بن زبیر کہتے تھے کہ لعان والی عورت کا لڑکا یا زنا کا لڑکا جب مر جائے تو اس کی ماں کتاب اللہ کے موافق اپنا حصہ لے گی اور جو اس کے مادری بھائی ہیں وہ بھی اپنا حصہ لیں گے باقی اس کی ماں کے موالی کو ملے گا اگر وہ آزاد کی ہوئی ہو اور اگر عربیہ ہو تو بعد ماں اور بھائی بہنوں کے حصے کے جو بچے گا وہ مسلمانوں کا حق ہوگا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ سلیمان بن یسار سے بھی مجھے ایسا ہی پہنچا ہے اور ہمارے شہر کے اہل علم کی یہی رائے ہے۔



(41) كتاب العقول

کتاب دیتوں کے بیان میں

باب ذكر العقول — دیتوں کا بیان

۱۴۷۶۔ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَنَّ فِي الْكِتَابِ الَّذِي كَتَبَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فِي الْعُقُولِ أَنَّ فِي النَّفْسِ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ وَفِي الْأَنْفِ إِذَا أُوعِيَ جَدْعًا مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ وَفِي الْمَأْمُومَةِ ثُلُثُ الدِّيَةِ وَفِي الْجَائِفَةِ مِثْلُهَا وَفِي الْعَيْنِ خَمْسُونَ وَفِي الْيَدِ خَمْسُونَ وَفِي الرِّجْلِ خَمْسُونَ وَفِي كُلِّ أُصْبُعٍ مِمَّا هُنَالِكَ عَشْرٌ مِنَ الْإِبِلِ وَفِي السِّنِّ خَمْسٌ وَفِي الْمُوضِحَةِ خَمْسٌ۔

ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے روایت ہے کہ جو کتاب رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن حزم کے واسطے لکھی تھی دیتوں کے بیان میں اس میں یہ تھا کہ جان کی دیت سو اونٹ ہیں اور ناک کی جب پوری کاٹی جائے سو اونٹ ہیں اور مامومہ میں تیسرا حصہ دیت کا ہے اور جائفہ میں بھی تیسرا حصہ دیت کا ہے اور آنکھ کی دیت پچاس اونٹ ہیں اور ہاتھ کے بھی پچاس اور پیر کے بھی پچاس اور ہر انگلی کے دس اونٹ اور ہر دانت کے پانچ اونٹ اور موضحہ کی دیت پانچ اونٹ ہیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **صحیح لغیرہ** کہا ہے۔اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: مامومہ اور آمہ وہ زخم ہے جو سر پر ہو اور بھیجے کی کھال تک پہنچ جائے۔زرقانی نے کہا جس کو یہ زخم پہنچتا ہے وہ بجلی کی کڑک سے بے ہوش ہو جاتا ہے اور دھوپ میں نکل نہیں سکتا۔

فائدہ: جائفہ وہ زخم جو پیٹ کے اندر پہنچے خواہ شکم کی طرف سے یا پشت کی طرف سے یا سینہ کی طرف سے یا گردن کی طرف سے۔

(١٤٧٦) **صحيح لغيره**: نسائی (٤٧٥٧) كتاب القسامة: باب القصاص من الثنية، دارمی (٢٣٦٦) الشافعی فی المسند (٢١٩/٢) وفی الام (٧٥/٦)۔

فائدہ: موضحہ وہ زخم ہے جو ہڈی کو کھول دے۔

باب العمل فی الدية — دیت کے وصول کرنے کا بیان

۱۴۷۷۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَوَّمَ الدِّيَةَ عَلَى أَهْلِ الْقُرَى فَجَعَلَهَا عَلَى أَهْلِ الذَّهَبِ أَلْفَ دِينَارٍ وَعَلَى أَهْلِ الْوَرِقِ اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفَ دِرْهَمٍ۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دیت کی قیمت لگائی گاؤں والوں پر تو جن کے پاس سونا رہتا ہے اُن پر ہزار دینار مقرر کیے اور جن کے پاس چاندی رہتی ہے اُن پر بارہ ہزار درہم مقرر کیے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ سونے والے شام اور مصر کے لوگ ہیں اور چاندی والے عراق کے لوگ ہیں۔

۱۴۷۸۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَّ الدِّيَةَ تُقْطَعُ فِي ثَلَاثِ سِنِينَ أَوْ أَرْبَعِ سِنِينَ۔

امام مالکؒ نے سنا لوگوں سے کہ دیت وصول کی جائے گی تین برس میں یا چار برس میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ تین سال میں وصول کرنا دیت کا مجھے بہت پسند ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ اتفاقی ہے کہ سونے چاندی والوں سے دیت میں اونٹ نہ لیے جائیں گے اونٹ والوں سے سونا چاندی نہ لیا جائے گا اور سونے والے سے چاندی نہ لی جائے گی اور چاندی والے سے سونا نہ لیا جائے گا۔

باب دية العمد اذا قبلت وجناية المجنون — قتل عمد میں جب مقتول کے وارث دیت پر راضی ہو جائیں اس کا بیان اور مجنون کی جنایت کا بیان

۱۴۷۹۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ كَانَ يَقُولُ فِي دِيَةِ الْعَمْدِ إِذَا قُبِلَتْ خَمْسٌ وَعِشْرُونَ بِنْتَ مَخَاضٍ وَخَمْسٌ وَعِشْرُونَ بِنْتَ لَبُونٍ وَخَمْسٌ وَعِشْرُونَ حِقَّةً وَخَمْسٌ وَعِشْرُونَ جَذَعَةً۔

حضرت ابن شہاب کہتے تھے قتل عمد میں کہ جب مقتول کے وارث دیت پر راضی ہو جائیں تو دیت پچیس بنت مخاض اور

(۱٤۷۷) ضعيف : عبدالرزاق فی المصنف (۲۹٦/۹) رقم (۱۷۲۷۱) ابن ابی شيبة فی المصنف (۳٤٤/٥) رقم (۲٦۷۱۷) بيهقی فی السنن الكبری (۸۰/۸)۔

(۱٤۷۸) ضعيف : عبدالرزاق (٤۲۰/۹، ٤۲۱) ابن ابی شيبة (۳۰٥/٥، ٤۰٦)۔

(۱٤۸۰) ضعيف : بيهقی (٤۲/۸) رقم (۱٥۹۷۹)۔

پچیس بنت لبون اور پچیس حقے اور پچیس جذعے ہوگی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: بنت مخاض اور بنت لبون اور حقے اور جذعے کا بیان کتاب الزکوٰۃ میں ملاحظہ ہو۔

۱۴۸۰۔ **عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ كَتَبَ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّهُ أُتِيَ بِمَجْنُونٍ قَتَلَ رَجُلًا فَكَتَبَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ أَنْ اعْقِلْهُ وَلَا تُقِدْ مِنْهُ فَإِنَّهُ لَيْسَ عَلَى مَجْنُونٍ قَوَدٌ۔**

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ مروان بن حکم نے معاویہ بن ابی سفیان کو لکھا کہ میرے پاس ایک مجنون (دیوانہ) لایا گیا ہے جس نے ایک شخص کو مار ڈالا۔ معاویہ نے جواب میں لکھا کہ اسے قید کرا اور اس سے قصاص نہ لے کیونکہ مجنون پر قصاص نہیں ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر ایک بالغ اور نابالغ نے مل کر ایک شخص کو عمداً قتل کیا تو بالغ سے قصاص لیا جائے گا اور نابالغ پر نصف دیت لازم ہوگی۔

فائدہ: مگر ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس صورت میں بالغ سے بھی قصاص ساقط ہو جائے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اسی طرح سے ایک آزاد شخص اور ایک غلام مل کر ایک غلام کو عمداً مار ڈالیں تو غلام قصاصاً قتل کیا جائے گا اور آزاد پر آدھی قیمت اس غلام کی لازم ہوگی۔

باب دية الخطأ في القتل — قتل خطا کی دیت کا بیان

فائدہ: قتل خطا یہ ہے کہ قاتل کے گمان اور قصد میں خطا واقع ہو جیسے مسلمان کو تیر مارا جانور یا حربی یا مرتد سمجھ کر اس کو خطا فی المحل کہتے ہیں دوسری خطا فِي الفِعْل جیسے اس نے تیر نشانے پر مارا وہ کسی آدمی کے لگ گیا یا گھوڑے پر سوار تھا اس کے صدمے سے کوئی آدمی کچلا گیا یا ہاتھ سے لکڑی یا کوئی اور بھاری چیز چھوٹ پڑی اس کے صدمے سے کوئی آدمی دب کر مر جائے۔

۱۴۸۱۔ **عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي سَعْدِ بْنِ لَيْثٍ أَجْرَى فَرَسًا فَوَطِئَ عَلَى إِصْبَعِ رَجُلٍ مِنْ جُهَيْنَةَ فَنُزِيَ مِنْهَا فَمَاتَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِلَّذِي ادُّعِيَ عَلَيْهِمْ أَتَحْلِفُونَ بِاللَّهِ خَمْسِينَ يَمِينًا مَا مَاتَ مِنْهَا فَأَبَوْا وَتَحَرَّجُوا وَقَالَ لِلْآخَرِينَ أَتَحْلِفُونَ أَنْتُمْ فَأَبَوْا فَقَضَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِشَطْرِ الدِّيَةِ عَلَى السَّعْدِيِّينَ۔**

(۱۴۸۱) موقوف ضعيف: ابن ابي شيبة في المصنف (۴۲۲/۵) رقم (۲۷۶۲۰) بيهقي في السنن الكبرى (۱۲۵/۸ ـ ۱۲۶) رقم (۱۶۴۵۲)۔

عراک بن مالک اور سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جو بنی سعد میں سے تھا اپنا گھوڑا دوڑایا اور ایک شخص کی انگلی جو جہینہ (قبیلہ کا نام) کا تھا کچل دی اس میں سے خون جاری ہوا اور وہ شخص مر گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہلے کچلنے والے کی قوم سے کہا کہ تم پچاس قسمیں کھاتے ہو اس امر پر کہ وہ شخص انگلی کچلنے سے نہیں مرا انہوں نے انکار کیا اور رُک گئے پھر میت کے لوگوں سے کہا کہ تم قسم کھاتے ہو انہوں نے بھی انکار کیا کہ آپ نے آدھی دیت بنی سعد سے دلائی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس حدیث پر عمل نہیں ہے۔

۱۴۸۲۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ وَرَبِيعَةَ بْنَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ كَانُوا يَقُولُونَ دِيَةُ الْخَطَإِ عِشْرُونَ بِنْتَ مَخَاضٍ وَعِشْرُونَ بِنْتَ لَبُونٍ وَعِشْرُونَ ابْنَ لَبُونٍ ذَكَرًا وَعِشْرُونَ حِقَّةً وَعِشْرُونَ جَذَعَةً۔

ابن شہاب اور سلیمان بن یسار اور ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن کہتے قتل خطا کی دیت بیس بنت مخاض اور بیس بنت لبون اور بیس ابن لبون (دو برس کے اونٹ) اور بیس حقے اور بیس جذعے ہیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ نابالغ لڑکوں سے قصاص نہ لیا جائے گا اگر وہ کوئی جنایت قصداً بھی کریں تو خطا کے حکم میں ہوگی اُن سے دیت لی جائے گی جب تک کہ بالغ نہ ہوں اور جب تک ان پر حدیں واجب نہ ہوں اور احتلام نہ ہونے لگے اسی واسطے اگر لڑکا کسی کو قتل کرے تو وہ قتل خطا سمجھا جائے گا اگر لڑکا اور ایک بالغ مل کر کسی کو خطاً قتل کریں تو ہر ایک کے عاقلے پر نصف دیت ہوگی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص خطاً قتل کیا جائے اس کی دیت مثل اس کے اور اس کے مال کے ہوگی اس سے اس کا قرض ادا کیا جائے گا اور اس کی وصیتیں پوری کی جائیں گی اگر اس کے پاس اتنا مال ہو جو دیت سے دوگنا ہو اور وہ دیت معاف کر دے تو درست ہے اور اگر اتنا مال نہ ہو تو ثلث کے موافق معاف کر سکتا ہے باقی وارثوں کا حق ہے۔

باب عقل الجراح فی الخطأ خطاء سے کسی کو زخمی کرنے کی دیت کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک خطا میں یہ حکم اتفاقی ہے کہ زخم کی دیت کا حکم نہ ہوگا جب تک مجروح اچھا نہ ہو جائے اگر ہاتھ یا پاؤں کی ہڈی ٹوٹ جائے پھر جڑ کر اچھی ہو جائے پہلے کے موافق تو اس میں دیت نہیں ہے اور اگر کچھ نقص رہ جائے تو اس میں دیت ہے نقصان کے موافق۔ اگر وہ ہڈی ایسی ہو جس میں رسول اللہ ﷺ سے دیت ثابت ہے تو اسی قدر دیت لازم ہوگی ورنہ سوچ سمجھ کر جس قدر

(۱۴۸۲) مقطوع صحیح: عبدالرزاق فی المصنف (۱۷۲۳۰) بیهقی فی السنن الکبری (۸/۲۳، ۷۴) رقم (۱۶۱۴۹، ۱۶۱۵۰، ۱۶۱۵۱) ابن ابی شیبة فی المصنف (۳۴۶/۵، ۳۴۷)۔

مناسب ہو دیت دلائیں گے۔

فائدہ: کیونکہ احتمال ہے کہ اس زخم سے مرجائے تو دیت واجب ہو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر بدن میں خطاً زخم لگ کر اچھا ہو جائے نشان نہ رہے تو دیت نہیں ہے اگر دھبہ یا عیب رہ جائے تو اس کے موافق دیت دینی ہوگی مگر جائفہ میں تہائی دیت لازم ہوگی اور منقلہ جسد میں دیت نہیں ہے جیسے موضحہ جسد میں۔

فائدہ: منقلہ جسد وہ ضرب ہے جس سے ہڈی اپنے مقام سے ہٹ جائے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ اگر جراح نے ختنہ کرتے وقت خطاء سے حشفے کو کاٹ ڈالا تو اس پر دیت ہے اور یہ دیت عاقلے پر ہوگی اسی طرح طبیب سے جو غلطی ہو جائے بھول چوک کر اس میں دیت ہے (اگر قصداً ہو تو قصاص ہے)۔

فائدہ: حشفہ کہتے ہیں سر ذکر کو یعنی عضو (تناسل) کا سرا۔

باب عقل المرأة — عورت کی دیت کا بیان

۱۴۸۳۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ تُعَاقِلُ الْمَرْأَةُ الرَّجُلَ إِلَى ثُلُثِ الدِّيَةِ إِصْبَعُهَا كَإِصْبَعِهِ وَسِنُّهَا كَسِنِّهِ وَمُوضِحَتُهَا كَمُوضِحَتِهِ وَمُنَقِّلَتُهَا كَمُنَقِّلَتِهِ ـ

حضرت سعید بن میسب کہتے تھے کہ مرد اور عورت کی دیت ثلث دیت تک برابر ہے (۱) مثلاً عورت کی انگلی جیسے مرد کی انگلی (۲) اور دانت عورت کا جیسے دانت مرد کا اور موضحہ عورت کا مثل مرد کے موضحہ کے اس طرح منقل عورت کا مثل مرد کے منقلے کے ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

(۱) فائدہ: یعنی جہاں تک ثلث دیت یا اس سے کم لازم آتی ہے۔

(۲) فائدہ ہر ایک میں دس اونٹ لازم آئیں گے۔

۱۴۸۴۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَبَلَغَهُ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُمَا كَانَا يَقُولَانِ مِثْلَ قَوْلِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فِي الْمَرْأَةِ أَنَّهَا تُعَاقِلُ الرَّجُلَ إِلَى ثُلُثِ دِيَةِ الرَّجُلِ فَإِذَا بَلَغَتْ ثُلُثَ دِيَةِ الرَّجُلِ كَانَتْ إِلَى النِّصْفِ مِنْ دِيَةِ الرَّجُلِ ـ

حضرت ابن شہاب اور عروہ بن زبیر کہتے تھے جیسے سعید بن میسب کہتے تھے کہ عورت ثلث دیت تک مرد کے برابر ہوگی پھر وہاں سے اس کی دیت مرد کی آدھی ہوگی۔

(١٤٨٣) مقطوع صحيح عبدالرزاق (١٧٧٤٦) ابن ابی شيبة (٢٧٤٩١) بيهقى (٩٦/٨) رقم (١٦٣١١) ـ

(١٤٨٤) مقطوع صحيح إيضاً ـ

(١٤٨٥) مقطوع صحيح عبدالرزاق (١٧٩٧٤، ١٨٥٣٥) ابن ابی شيبة (٢٧٤٨٠، ٢٧٤٨١) ـ

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ تو موضحہ اور منقلہ میں عورت اور مرد دونوں کی دیت برابر ہوگی اور مامومہ اور جائفہ جس میں ثلث دیت واجب ہے عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہوگی۔

۱۴۸۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يَقُولُ مَضَتِ السُّنَّةُ أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا أَصَابَ امْرَأَتَهُ بِجُرْحٍ أَنَّ عَلَيْهِ عَقْلَ ذَلِكَ الْجُرْحِ وَلَا يُقَادُ مِنْهُ۔

حضرت ابن شہاب کہتے تھے کہ یہ سنت چلی آتی ہے کہ مرد اپنی عورت کو اگر زخمی کرے تو اس سے دیت لی جائے گی اور قصاص نہ لیا جائے گا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ یہ جب ہے کہ مرد خطا سے اپنی عورت کو زخمی کرے عمداً یہ کام نہ کرے (اگر عمداً کرے گا تو قصاص واجب ہوگا۔)

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس عورت کا خاوند یا لڑکا اس کی قوم سے نہ ہو تو عورت کی جنایت کی دیت میں وہ شریک نہ ہوگا اسی طرح اس کا لڑکا یا اخیافی بھائی جب اور قوم سے ہوں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے وقت سے آج تک دیت کنبے والوں پر ہوتی ہے مگر میراث لڑکے اور اخیافی بھائیوں کو ملے گی جیسے عورت کے موالی (غلامانِ آزاد) کی میراث اس کے لڑکے کو ملے گی اگرچہ اس کی قوم سے نہ ہو مگر اس کی جنایت کی دیت عورت کے کنبے والوں پر ہوگی۔

باب عقل الجنين — پیٹ کے بچے کی دیت کا بیان

۱۴۸۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ مِنْ هُذَيْلٍ رَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى فَطَرَحَتْ جَنِينَهَا فَقَضَى فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ وَلِيدَةٍ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو عورتیں ہذیل کی (ایک قبیلہ ہے) آپس میں لڑیں ایک نے دوسری کے پتھر مارا اس کے پیٹ کا بچہ نکل پڑا رسول اللہ ﷺ نے دیت میں ایک غلام یا ایک لونڈی دینے کا حکم کیا۔

۱۴۸۷۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى فِي الْجَنِينِ يُقْتَلُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ وَلِيدَةٍ فَقَالَ الَّذِي قُضِيَ عَلَيْهِ كَيْفَ أُغْرَمُ مَا لَا شَرِبَ وَلَا أَكَلَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ وَمِثْلُ

(١٤٨٦) بخاری (٥٧٥٩) كتاب الطب : باب الكهانة، مسلم (١٦٨١) أبو داود (٤٥٧٦) ترمذی (١٤١٠) نسائی (٤٨١٩) ابن ماجه (٢٦٣٩) أحمد (٢٣٦/٢) دارمی (٢٣٨٢)۔

(١٤٨٧) بخاری (٥٧٦٠) كتاب الطب : باب الكهانة، مسلم (١٦٨١) أبو داود (٤٥٧٧) ترمذی (١٤١٠) نسائی (٤٨١٧) ابن ماجه (٢٦٣٩) احمد (٥٣٩/٢) رقم (١٠٩٦٦) دارمی (٢٣٨٢)۔

ذَٰلِكَ بَطَلٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا هٰذَا مِنْ إِخْوَانِ الْكُهَّانِ ۔

حضرت سعید بن مسیّب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا پیٹ کے بچے میں جو قتل کیا جائے ایک غلام یا ایک لونڈی دینے کا جس پر آپ نے دیت دینے کا حکم کیا وہ بولا کیونکر میں تاوان دوں اس بچے کا مَنْ لَا شَرِبَ وَلَا اَكَلَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ وَمِثْلُ ذَالِكَ يُطَلُّ ۔جس نے نہ پیا نہ کھایا نہ بولا نہ رویا ایسے شخص کا خون ہدر ہے یعنی لغو ہے اس میں دیت نہیں آتی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ شخص کاہنوں کا بھائی ہے۔

فائدہ: اس وجہ سے کہ اس نے مقفٰی اور مسجع کلام کہا اور آپ ﷺ کو اس سے نفرت تھی۔(مسلم)

۱۴۸۸۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ الْغُرَّةُ تُقَوَّمُ خَمْسِينَ دِينَارًا أَوْ سِتَّ مِائَةِ دِرْهَمٍ وَدِيَةُ الْمَرْأَةِ الْحُرَّةِ الْمُسْلِمَةِ خَمْسُ مِائَةِ دِينَارٍ أَوْ سِتَّةُ آلَافِ دِرْهَمٍ ۔

حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن کہتے تھے کہ غلام یا لونڈی کی قیمت جو پیٹ کے بچے کی دیت میں دی جائے پچاس دینار ہونی چاہیے یا چھ سو درہم اور عورت مسلمان آزاد کی دیت پانچ سو دینار ہیں یا چھ ہزار درہم۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ آزاد عورت کے پیٹ میں جو بچہ ہے اس کی دیت عورت کی دیت کا دسواں حصہ ہے اور وہ پچاس دینار ہے یا چھ سو درہم اور یہ دیت پیٹ کے بچے میں اس وقت لازم آتی ہے جب کہ وہ پیٹ سے نکل پڑے مردہ ہو کر میں نے کسی کو اس میں اختلاف کرتے نہیں سنا اگر پیٹ سے زندہ نکل کر مر جائے تو پوری دیت لازم ہوگی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جنین یعنی پیٹ کے بچے کی زندگی اس کے رونے سے معلوم ہوگی اگر رو کر مر جائے تو پوری دیت لازم آئے گی اور لونڈی کے جنین میں اس لونڈی کی قیمت کا دسواں حصہ دینا ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر ایک عورت حاملہ نے کسی مرد یا عورت کو مار ڈالا تو اس سے قصاص نہ لیا جائے گا جب تک وضع حمل نہ ہو اگر عورت حاملہ کو کسی نے مار ڈالا عمداً یا خطاً سے تو اس کے جنین کی دیت واجب نہ ہوگی بلکہ اگر عمداً مارا ہے تو قاتل قتل کیا جائے گا اور اگر خطا سے مارا ہے تو قاتل کے عاقلے پر عورت کی دیت واجب ہوگی۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا کہ اگر کسی نے یہودیہ یا نصرانیہ کے جنین کو مار ڈالا تو جواب دیا کہ اس کی ماں کی دیت کا دسواں حصہ دینا ہوگا۔

باب ما فيه الدية الكاملة جس میں پوری دیت لازم ہے

۱۴۸۹۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي الشَّفَتَيْنِ الدِّيَةُ كَامِلَةً فَإِذَا قُطِعَتِ السُّفْلَى فَفِيهَا

(۱۴۸۸) مقطوع صحيح: بيهقي (۸/۱۱۶) رقم (۱۶۴۲۷)۔

(۱۴۸۹) مقطوع صحيح: عبدالرزاق (۹/۳۴۲) رقم (۱۷۴۷۷) ابن ابي شيبة (۵/۳۶۱) رقم (۲۶۹۰۴)۔

ثُلُثَا الدِّيَةِ ۔

حضرت سعید بن مسیب کہتے تھے کہ دونوں ہونٹوں میں پوری دیت ہے اگر صرف نیچے کا ہونٹ کاٹ ڈالے تو ثلث (تہائی) دینی ہوگی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ میں نے ابن شہاب سے پوچھا کہ اگر کانا کسی اچھے آدمی کی آنکھ پھوڑ ڈالے تو انہوں نے کہا کہ اس کو اختیار ہے خواہ کانے کی آنکھ پھوڑے خواہ دیت لے ہزار دینار۔ بارہ ہزار درہم۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مجھے پہنچا کہ جو چیزیں انسان کے جسم میں دودو ہیں اگر دونوں کو کوئی تلف کر دے تو پوری دیت دینی ہوگی اسی طرح زبان میں پوری دیت دینی ہوگی۔ اگر کانوں پر ایسی ضرب لگائے جس کی وجہ سے دونوں کی سماعت جاتی رہی اگر چہ کانوں کو نہ کاٹے تب بھی پوری دیت دینی ہوگی۔ اسی طرح ذکر (عضو تناسل) اور انثیین (فوطوں) میں پوری دیت لازم ہوگی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مجھے پہنچا جب عورت کی دونوں چھاتیاں کاٹ ڈالے تو اس میں پوری دیت ہوگی لیکن ابروؤں اور مرد کی دونوں چھاتیاں کاٹ ڈالنے میں پوری دیت لازم نہ آئے گی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کے دونوں ہاتھ کاٹ ڈالے اور دونوں پاؤں اور دونوں آنکھیں بھی اس کی پھوڑ ڈالیں تو اس کو پوری دیت ملے گی ہاتھوں کی الگ اور پاؤں کی الگ اور آنکھوں کی الگ یعنی تین دیتیں ہوں گی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کانے کی جو آنکھ اچھی تھی اس کو کسی نے پھوڑ ڈالا خطا سے تو پوری دیت لازم ہوگی۔

باب ما جاء فی عقل العین اذا ذهب بصرها — جب آنکھ کی روشنی جاتی رہے لیکن آنکھ قائم رہے تو دیت کیا ہے؟

۱۴۹۰۔ عَنْ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ كَانَ يَقُولُ فِي الْعَيْنِ الْقَائِمَةِ إِذَا طَفِئَتْ مِائَةُ دِينَارٍ ۔

حضرت زید بن ثابت کہتے تھے کہ جب آنکھ قائم رہے اور روشنی جاتی رہے تو سو دینار ہوں گے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کوئی کسی کی آنکھ کا پپوٹا کاٹ ڈالے یا آنکھ کے گرد جو ہڈی کا حلقہ ہے اس کو کاٹ ڈالے تو اس میں فکر کریں گے اگر بینائی جاتی رہے تو اس کے نقصان کے موافق دیت دینی ہوگی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک شخص کی آنکھ قائم تھی مگر اس میں بینائی نہ تھی اس کو کسی نے پھوڑ ڈالا یا جو ہاتھ شل تھا اس کو کاٹ ڈالا تو دیت لازم نہ آئے گی بلکہ لوگوں کی رائے سے جو مناسب ہوگا دلوائیں گے۔

(۱۴۹۰) **موقوف صحیح**: عبدالرزاق فی المصنف (۳۳۴/۹) رقم (۱۷۴۴۳) ابن ابی شیبة فی المصنف (۳۷۳/۵) رقم (۲۷۰۴۹) بیهقی فی السنن الکبری (۹۸/۸) رقم (۱۶۳۲۸) ۔

باب عقل الشجاج — زخموں کی دیت کا بیان

۱۴۹۱۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ يَذْكُرُ أَنَّ الْمُوضِحَةَ فِي الْوَجْهِ مِثْلُ الْمُوضِحَةِ فِي الرَّأْسِ إِلَّا أَنْ تَعِيبَ الْوَجْهَ فَيُزَادُ فِي عَقْلِهَا مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ عَقْلِ نِصْفِ الْمُوضِحَةِ فِي الرَّأْسِ فَيَكُونُ فِيهَا خَمْسَةٌ وَسَبْعُونَ دِينَارًا۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ سلیمان بن یسار کہتے تھے کہ موضحہ چہرے میں ایسا ہے جیسے موضحہ سر میں مگر جب چہرے میں اس کی وجہ سے کوئی عیب ہو جائے تو دیت بڑھا دی جائے گی۔ موضحہ سر کے نصف تک تو اس میں پچھتر دینار لازم ہوں گے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اجماعی ہے کہ منقلہ میں پندرہ اونٹ ہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ منقلہ وہ ضرب ہے جس سے ہڈی اپنے مقام سے جدا ہو جائے اور دماغ تک نہ پہنچے اور وہ سر اور منہ میں ہوتی ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اجماعی ہے کہ مامومہ اور جائفہ میں قصاص نہیں ہے اور ابن شہاب نے بھی ایسا ہی کہا ہے کہ مامومہ میں قصاص نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مامومہ وہ ضرب ہے جو دماغ تک پہنچ جائے ہڈی توڑ کر اور مامومہ سر ہی میں ہوا کرتی ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اجماعی ہے کہ موضحہ سے کم جو زخم ہو اس میں دیت نہیں ہے جب تک کہ موضحہ تک نہ پہنچے بلکہ دیت موضحہ میں ہے یا جو اس سے بھی زیادہ ہو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمرو بن حزم کی حدیث میں موضحہ میں پانچ اونٹ ہیں اس سے کم کو بیان نہ کیا نہ کسی امام نے زمانہ سابق یا حال میں موضحہ سے کم میں دیت کا حکم کیا۔

۱۴۹۲۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ كُلُّ نَافِذَةٍ فِي عُضْوٍ مِنَ الْأَعْضَاءِ فَفِيهَا ثُلُثُ عَقْلِ ذَلِكَ الْعُضْوِ۔

حضرت سعید بن مسیب نے کہا کہ زخم پار ہو جائے کسی عضو میں تو اس کی دیت دینی ہوگی۔

(۱۴۹۱) **مقطوع صحیح**: عبدالرزاق (۳۱۰/۹) رقم (۱۷۳۳۲) ابن ابی شیبة (۳۵۳/۵) رقم (۲۶۸۱۶) بیهقی (۸۲/۸) رقم (۱۶۲۰۱)۔

(۱۴۹۲) **مقطوع صحیح**: عبدالرزاق فی المصنف (۳۶۹/۹ ـ ۳۷۰) رقم (۱۷۶۲٤) ابن ابی شیبة فی المصنف (۳۷۵/۵) رقم (۲۷۰۷۵)۔

(۱۴۹۳) **موقوف ضعیف**: ابن ابی شیبة فی المصنف (۳۹٤/۵) رقم (۲۷۲۹۱، ۲۷۲۹۲) عبدالرزاق فی المصنف (٤۰۹/۹)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ابن شہاب کی یہ رائے نہ تھی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ میرے نزدیک بھی اس ضرب میں کوئی حد مقرر نہیں بلکہ حاکم کی رائے کے موافق عمل ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اجماعی ہے کہ مامومہ اور منقلہ اور موضحہ فقط سر اور چہرہ میں ہوتے ہیں اگر اور کسی مقام میں ہوں تو امام کی رائے کے موافق عمل ہوگا۔

۱۴۹۳۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ أَقَادَ مِنَ الْمُنَقِّلَةِ۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے قصاص لیا منقلہ کا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ نیچے کا جبڑا اور ناک سر میں داخل نہیں ہے بلکہ وہ الگ ہیں اور سر الگ ہے۔

باب عقل الأصابع — انگلیوں کی دیت کا بیان

۱۴۹۴۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَمْ فِي إِصْبَعِ الْمَرْأَةِ فَقَالَ عَشْرٌ مِنَ الْإِبِلِ فَقُلْتُ كَمْ فِي إِصْبَعَيْنِ قَالَ عِشْرُونَ مِنَ الْإِبِلِ فَقُلْتُ كَمْ فِي ثَلَاثٍ فَقَالَ ثَلَاثُونَ مِنَ الْإِبِلِ فَقُلْتُ كَمْ فِي أَرْبَعٍ قَالَ عِشْرُونَ مِنَ الْإِبِلِ فَقُلْتُ حِينَ عَظُمَ جُرْحُهَا وَاشْتَدَّتْ مُصِيبَتُهَا نَقَصَ عَقْلُهَا فَقَالَ سَعِيدٌ أَعِرَاقِيٌّ أَنْتَ فَقُلْتُ بَلْ عَالِمٌ مُتَثَبِّتٌ أَوْ جَاهِلٌ مُتَعَلِّمٌ فَقَالَ سَعِيدٌ هِيَ السُّنَّةُ يَا ابْنَ أَخِي۔

حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن کہتے ہیں میں نے سعید بن مسیب سے پوچھا کہ عورت کی انگلی میں کیا ہے تو انہوں نے کہا کہ دس اونٹ ہیں میں نے کہا دو انگلیوں میں تو انہوں نے کہا کہ بیس اونٹ۔ میں نے کہا تین انگلیوں میں تو انہوں نے کہا تیس اونٹ۔ میں نے کہا چار انگلیوں میں تو انہوں نے کہا بیس اونٹ۔ میں نے کہا کیا خوب جب زخم زیادہ ہوگیا اور نقصان زیادہ ہوا تو دیت کم ہوگئی سعید نے کہا کیا تو عراقی ہے میں نے کہا نہیں بلکہ مجھے جس چیز کا علم ہے اس پر جما ہوا ہوں اور جو چیز نہیں جانتا اس کو پوچھتا ہوں۔ سعید نے کہا کہ سنت میں ایسا ہی ہے اے میرے بھائی کے بیٹے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: عراق کے لوگ بدنام تھے اس امر میں کہ قیاس کو دخل دے کر حدیث کو چھوڑ دیتے تھے۔ سعید نے بھی کہا کیا تو عراقی ہوگیا جو سنت پر اعتراض کرتا ہے۔ سلف کے نزدیک یہ امر نہایت مذموم اور بہت قبیح تھا کہ قرآن و حدیث پر عقل کے مخالف ہونے سے اعتراض کیا جائے مگر افسوس کہ اس زمانے میں لوگوں کو اس کا کچھ خیال نہ رہا ہزاروں احادیث اور آیات بمقابلے ایک دلیل عقلی کے قابل اعتبار نہیں سمجھتے اور دلیل

(١٤٩٤) مقطوع صحيح : عبدالرزاق (٣٩٤/٩ ـ ٣٩٥) رقم (١٧٧٤٩) ابن أبي شيبة (٤١١/٥ ـ ٤١٢) رقم (٢٧٤٩٥) بيهقي (٩٦/٨) رقم (٦٣١١)۔

عقلی کو یقینی سمجھتے ہیں اور آیات واحادیث کو ظنی جانتے ہیں۔ اہل اسلام کے قدیم اصول کے موافق یہ لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اجماعی ہے کہ جب پوری ایک ہتھیلی کی انگلیاں کاٹ ڈالی جائیں تو دیت لازم ہوگی اس حساب سے کہ ہر انگلی میں دس اونٹ تو پچاس اونٹ لازم ہوں گے اور ہتھیلی بھی اگر اس کی کاٹی جائے تو اس میں حاکم کی رائے کے موافق دینا ہوگا۔ دنانیر کے حساب سے ہر انگلی کے سو دینار اور ہر ایک پور کے تینتیس دینار ہوئے اور ہر ایک پور کے تین اونٹ اور ثلث اونٹ ہوئے۔

باب جامع عقل الأسنان — دانتوں کی دیت کا بیان

۱۴۹۵۔ عَنْ أَسْلَمَ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَضَى فِي الضِّرْسِ بِجَمَلٍ وَفِي التَّرْقُوَةِ بِجَمَلٍ وَفِي الضِّلَعِ بِجَمَلٍ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم کیا ڈاڑھ میں ایک اونٹ کا اور ہنسلی کی ہڈی میں ایک اونٹ کا اور پہلو کی ہڈی میں ایک اونٹ کا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۴۹۶۔ عَنْ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ قَضَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي الْأَضْرَاسِ بِبَعِيرٍ بَعِيرٍ وَقَضَى مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ فِي الْأَضْرَاسِ بِخَمْسَةِ أَبْعِرَةٍ خَمْسَةِ أَبْعِرَةٍ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فَالدِّيَةُ تَنْقُصُ فِي قَضَاءِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَتَزِيدُ فِي قَضَاءِ مُعَاوِيَةَ فَلَوْ كُنْتُ أَنَا لَجَعَلْتُ فِي الْأَضْرَاسِ بَعِيرَيْنِ بَعِيرَيْنِ فَتِلْكَ الدِّيَةُ سَوَاءٌ وَكُلُّ مُجْتَهِدٍ مَأْجُورٌ۔

حضرت سعید بن مسیب نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہر ڈاڑھ میں ایک اونٹ کا حکم کیا اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہر ڈاڑھ میں پانچ اونٹ کا حکم کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے دیت میں کمی کی اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیادتی کی اگر میں ہوتا تو ہر ڈاڑھ میں دو دو اونٹ دلاتا اس صورت میں دیت پوری ہو جاتی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: کیونکہ ڈاڑھیں بیس ہیں اور دانت بارہ ہیں ہر دانت میں پانچ اونٹ ہیں بارہ پنجے ساٹھ ہوئے اور ہر ڈاڑھ میں دو اونٹ چالیس اونٹ ہوئے سب سو اونٹ پورے ہوگئے۔

(۱۴۹۵) **موقوف صحیح**: عبدالرزاق فی المصنف (۱۷۴۹۶، ۱۷۵۷۸، ۱۷۶۰۷، ۱۷۶۱۰) ابن ابی شیبة (۲۶۹۴۶) فی المصنف بیهقی فی السنن الکبری (۹۹/۸) رقم (۱۶۳۳۳)۔

(۱۴۹۶) **موقوف صحیح**: عبدالرزاق فی المصنف (۱۷۵۰۷) ابن ابی شیبة فی المصنف (۲۶۹۷۲) بیهقی فی السنن الکبری (۹۰/۸) رقم (۱۶۲۶۶)۔

(۱۴۹۷) **مقطوع صحیح**: عبدالرزاق فی المصنف (۳۵۰/۹) رقم (۱۷۵۲٤) ابن ابی شیبة فی المصنف (۳۷۱/۵) رقم (۲۷۰۱۹) بیهقی فی السنن الکبری (۹۱/۸) رقم (۱۶۲۶۷)۔

۱۴۹۷۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِذَا أُصِيبَتِ السِّنُّ فَاسْوَدَّتْ فَفِيهَا عَقْلُهَا تَامًّا فَإِنْ طُرِحَتْ بَعْدَ أَنْ اسْوَدَّتْ فَفِيهَا عَقْلُهَا أَيْضًا تَامًّا ۔

حضرت سعید بن مسیب کہتے تھے کہ جب دانت کو ضرب پہنچے اور وہ کالا ہو جائے تو اس کی پوری دیت لازم ہوگی۔

باب العمل فی عقل الأسنان — دانتوں کی دیت کا اور حال

۱۴۹۸۔ عَنْ أَبِي غَطَفَانَ بْنِ طَرِيفٍ الْمُرِّيِّ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ بَعَثَهُ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ مَاذَا فِي الضِّرْسِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ فِيهِ خَمْسٌ مِنْ الْإِبِلِ قَالَ فَرَدَّنِي مَرْوَانُ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ أَتَجْعَلُ مُقَدَّمَ الْفَمِ مِثْلَ الْأَضْرَاسِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ لَوْ لَمْ تَعْتَبِرْ ذَلِكَ إِلَّا بِالْأَصَابِعِ عَقْلُهَا سَوَاءٌ ۔

حضرت ابوغطفان بن طریف سے روایت ہے کہ مروان بن حکم نے ان کو بھیجا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس یہ پوچھنے کو کہ ڈاڑھ میں کیا دیت ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پانچ اونٹ ہیں مروان نے پھر اُن کو بھیجا اور کہلایا کہ کیا دانت سامنے کے اور ڈاڑھیں دیت میں برابر ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تو دانتوں کو انگلیوں پر قیاس کر لیتا تو کافی تھا ہر ایک انگلی کی دیت ایک ہی ہے (اگرچہ منفعت کسی سے کم ہے کسی سے زیادہ ایسا ہی دانت اور ڈاڑھ بھی سب یکساں ہیں)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۴۹۹۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ كَانَ يُسَوِّي بَيْنَ الْأَسْنَانِ فِي الْعَقْلِ وَلَا يُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ ۔

حضرت عروہ بن زبیر کہتے تھے کہ اگلے زمانے میں سب دانتوں کی دیت برابر تھی کوئی دوسرے پر زیادہ نہ تھی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ دانت اور کچلیاں اور داڑھیں سب برابر ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہر دانت میں پانچ اونٹ کا حکم کیا ڈاڑھ بھی ایک دانت ہے۔

باب دية جراح العبد — غلام کے زخموں کی دیت کا بیان

۱۵۰۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ كَانَا يَقُولَانِ فِي مُوضِحَةِ الْعَبْدِ

(۱۴۹۸) **موقوف صحیح**: عبدالرزاق فی المصنف (۳۴۵/۹) رقم (۱۷۴۹۵) بیھقی فی السنن الکبری (۹۰/۸) رقم (۱۶۲۶۵)۔

(۱۴۹۹) **مقطوع صحیح**: عبدالرزاق (۱۷۴۸۹) ابن ابی شیبۃ (۲۶۹۵۹، ۲۶۹۶۰)۔

(۱۵۰۰) **مقطوع ضعیف**: ابن ابی شیبۃ (۳۸۷/۵، ۳۸۸) بیھقی (۱۰۴/۸)۔

نِصْفُ عُشْرِ ثَمَنِهِ ۔

حضرت سعید بن مسیّب اور سلیمان بن یسار کہتے تھے کہ غلام کے موضحہ میں اس کی قیمت کا بیسواں حصہ دینا ہوگا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

۱۵۰۱۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ كَانَ يَقْضِي فِي الْعَبْدِ يُصَابُ بِالْجِرَاحِ أَنَّ عَلَى مَنْ جَرَحَهُ قَدْرَ مَا نَقَصَ مِنْ ثَمَنِ الْعَبْدِ ۔

حضرت مروان بن حکم حکم کرتا تھا اس شخص پر جو زخمی کرے غلام کو کہ جس قدر اس زخم کی وجہ سے اس کی قیمت میں نقصان ہوا وہ ادا کرے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ غلام کے موضحہ میں اس کی قیمت کا بیسواں حصہ اور منقلہ میں دسواں حصہ اور بیسواں حصہ اور مامومہ اور جائفہ میں تیسرا حصہ دینا ہوگا سوائے ان کے اور طرح کے زخموں میں جس قدر قیمت میں نقصان ہو گیا دینا ہوگا جب وہ غلام اچھا ہو جائے تب دیکھیں گے کہ اس کی قیمت اس زخم سے پہلے کیا تھی اور اب کتنی ہے جس قدر کمی ہوگی وہ دینی ہوگی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جب غلام کا ہاتھ یا پاؤں کوئی شخص توڑ ڈالے پھر وہ اچھا ہو جائے تو کچھ تاوان نہ ہوگا البتہ اگر کسی قدر نقصان رہ جائے تو اس کا تاوان دینا ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ غلاموں میں اور لونڈیوں میں قصاص کا حکم مثل آزادوں کے ہوگا اگر غلام لونڈی کو قصداً قتل کرے تو غلام بھی قتل کیا جائے گا اگر اس کو زخمی کرے وہ بھی زخمی کیا جائے گا اگر ایک غلام نے دوسرے غلام کو عمداً مار ڈالا تو مقتول کے مولیٰ کو اختیار ہوگا چاہے قاتل کو قتل کرے چاہے دیت یعنی اپنے غلام کی قیمت لے لے۔ قاتل کے مولیٰ کو اختیار ہے چاہے مقتول کی قیمت ادا کرے اور قاتل کو اپنے پاس رہنے دے چاہے قاتل ہی کو حوالے کر دے اس سے زیادہ اور کچھ لازم نہ آئے گا۔ اب جب مقتول کا مولیٰ دیت پر راضی ہو کر قاتل کو لے لے تو پھر اس کو قتل نہ کرے۔ اسی طرح اگر ایک غلام دوسرے غلام کا ہاتھ یا پاؤں کاٹے تو اس کے قصاص کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مسلمان غلام کسی یہودی یا نصرانی کو زخمی کرے تو غلام کے مولیٰ کو اختیار ہے چاہے دیت دے یا غلام کو حوالے کر دے تو اس غلام کو بیچ کر اس کی دیت ادا کریں گے مگر وہ غلام یہودی یا نصرانی کے پاس رہ نہیں سکتا (کیونکہ مسلمان کو کافر کا محکوم کرنا درست نہیں)۔

باب دية أهل الذمة — کافر ذمی کی دیت کا بیان

۱۵۰۲۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَضَى أَنَّ دِيَةَ الْيَهُودِيِّ أَوِ النَّصْرَانِيِّ إِذَا قُتِلَ أَحَدُهُمَا

(۱۵۰۲) مقطوع صحیح : عبدالرزاق فی المصنف (۹۳/۱۰) رقم (۱۸۴۷۸) ابن ابی شیبة فی المصنف (۳۰۷/۵) بیهقی فی السنن الکبرٰی (۱۰۲/۸) ۔

مِثْلُ نِصْفِ دِيَةِ الْحُرِّ الْمُسْلِمِ ۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ یہودی یا نصرانی کی دیت آزاد مسلمان کی دیت سے نصف ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ کوئی مسلمان کافر کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے گا مگر جب مسلمان فریب سے اس کو دھوکہ دے کر مار ڈالے تو قتل کیا جائے گا۔

۱۵۰۳۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ كَانَ يَقُولُ دِيَةُ الْمَجُوسِيِّ ثَمَانِي مِائَةِ دِرْهَمٍ ۔

حضرت سلیمان بن یسار کہتے تھے کہ مجوسی (فارسی آتش پرست) کی دیت آٹھ سو درہم ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔ کہا مالکؒ نے یہودی یا نصرانی کے زخموں کی دیت اسی حساب سے ہے موضحہ میں بیسواں حصہ اور مامومہ اور جائفہ میں تیسرا حصہ (وقس علی هذا)۔

باب ما يوجب العقل على الرجل في خاصة ماله — جن جنایات کی دیت خاص قاتل کو اپنے مال میں سے ادا کرنی پڑتی ہے (یعنی عاقلہ سے نہیں لی جاتی) اُن کا بیان

۱۵۰۴۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَيْسَ عَلَى الْعَاقِلَةِ عَقْلٌ فِي قَتْلِ الْعَمْدِ إِنَّمَا عَلَيْهِمْ عَقْلُ قَتْلِ الْخَطَإِ ۔

حضرت عروہ بن زبیر کہتے تھے کہ قتل عمد میں عاقلہ پر دیت نہیں ہے (بلکہ قاتل کی ذات پر ہے) عاقلہ پر خطا کی دیت ہے (عاقلہ کی یعنی کسی کی طرف سے ادا کرنے والا)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۵۰۵۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ مَضَتِ السُّنَّةُ أَنَّ الْعَاقِلَةَ لَا تَحْمِلُ شَيْئًا مِنْ دِيَةِ الْعَمْدِ إِلَّا أَنْ يَشَاءُوا ذَلِكَ ۔

(۱۵۰۳) **مقطوع صحيح**: ابن ابی شیبة فی المصنف (۴۰۷/۵) عبدالرزاق فی المصنف (۱۲۷/۶) بيهقى فى السنن الكبرى (۱۰۰/۸، ۱۰۱)۔

(۱۵۰۴) **مقطوع صحيح**: عبدالرزاق (۴۱۴/۹) رقم (۱۷۸۳۱) ابن ابی شیبة (۴۰۵/۵) بيهقى (۱۰۴/۸)۔

(۱۵۰۵) **مقطوع صحيح**: عبدالرزاق (۱۷۸۱۲) ابن ابی شیبة (۲۷۴۱۷) بيهقى (۱۰۴/۸، ۱۰۵)۔

(۱۵۰۶) **مقطوع صحيح**: أيضاً۔

حضرت ابن شہاب نے کہا کہ عاقلہ پر عمداً خون کرنے کا بار نہیں ڈالا جاتا مگر خوشی سے دینا چاہیں۔
تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۵۰۶۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ مِثْلَ ذَلِكَ ۔
حضرت یحییٰ بن سعید نے بھی ایسا ہی کہا۔
تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ابن شہاب کہتے تھے سنت یوں ہے کہ جب قتل عمد میں مقتول کے وارث قصاص کو عفو کر کے دیت پر راضی ہو جائیں تو وہ دیت قاتل کے مال سے لی جائے گی عاقلہ سے کچھ غرض نہیں مگر جب عاقلہ خود دینا چاہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ دیت عاقلہ پر لازم نہیں آتی جب ایک ثلث یا زیادہ نہ ہو اگر ثلث سے کم ہو تو جنایت کرنے والے کے مال سے لی جائے گی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ قتل عمد یا اور جراحات میں جن میں قصاص لازم آتا ہے اگر دیت قبول کر لی جائے تو قاتل یا جارح کی ذات پر ہوگی عاقلہ پر نہ ہوگی اگر اس کے پاس مال ہو اور جو مال ہو تو اس پر قصاص رہے گا البتہ اگر عاقلہ خوشی سے دینا چاہیں تو اور بات ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنے تئیں آپ عمداً یا خطاء سے زخمی کرے تو اس کی دیت عاقلے پر نہ ہوگی اور میں نے کسی کو نہیں سنا جو عمد کی دیت عاقلے سے دلائے اس وجہ سے کہ اللہ جل جلالہٗ نے قتل عمد میں فرمایا: ''جس کا بھائی معاف کر دے کچھ (یعنی قصاص چھوڑ دے) تو چاہیے کہ دستور کے موافق چلے اور دیت اچھی طرح ادا کرے''۔ (اس سے معلوم ہوا کہ عمد کی دیت قاتل کو ادا کرنی چاہیے)۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس لڑکے کے پاس کچھ مال نہ ہو یا جس عورت کے پاس مال نہ وہ اور وہ کوئی جنایت کرے جس میں ثلث سے کم دیت واجب ہوتی ہے تو دیت انہی کے مال میں سے دی جائے گی اگر مال نہ ہو تو اُن پر قرض کے طور پر رہے گی عاقلے پر یا لڑکے کے باپ پر کچھ لازم نہیں آئے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جب غلام قتل کیا جائے تو اس کی قیمت جو قتل کے روز ہے دینی ہوگی قاتل کے عاقلے پر کچھ لازم نہ آئے گا بلکہ قاتل کے خاص مال میں سے لیا جائے گا اگر چہ اس غلام کی قیمت دیت سے زیادہ ہو۔

باب ميراث العقل والتغليظ فيه — دیت میں میراث کا بیان

۱۵۰۷۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ نَشَدَ النَّاسَ بِمِنًى مَنْ كَانَ عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الدِّيَةِ أَنْ يُخْبِرَنِي فَقَامَ الضَّحَّاكُ بْنُ سُفْيَانَ الْكِلَابِيُّ فَقَالَ كَتَبَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أُوَرِّثَ امْرَأَةَ أَشْيَمَ

(۱۵۰۷) **صحيح**: أبو داود (۲۹۲۷) كتاب الفرائض: باب فى المرأة ترث من دية زوجها، ترمذى (۱۴۱۵) نسائى فى الكبرى (۶۳۶۳) ابن ماجه (۲۶۴۲) احمد (۴۵۲/۳) رقم (۱۵۸۳۷) عبد الرزاق فى المصنف (۳۹۷/۹) طبرانى فى المعجم الكبير (۲۹۹/۸)۔

الضِّبَابِيِّ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ادْخُلِ الْخِبَاءَ حَتَّى آتِيَكَ فَلَمَّا نَزَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَخْبَرَهُ الضَّحَّاكُ فَقَضَى بِذَلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَكَانَ قَتْلُ أَشْيَمَ خَطَأً۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بلایا لوگوں کو منیٰ میں اور کہا کہ جس شخص کو دیت کا مسئلہ معلوم ہو وہ بیان کرے مجھ سے تو ضحاک بن سفیان کلابی کھڑے ہوئے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے لکھ بھیجا تھا کہ اشیم ضبابی کی عورت کو میراث دلاؤں۔ اشیم کی دیت میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تو خیمے میں حاجب تک میں آؤں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے تو ضحاک نے یہی بیان کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی کا حکم کیا۔ ابن شہاب نے کہا اشیم خطا سے مارا گیا تھا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۵۰۸۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي مُدْلِجٍ يُقَالُ لَهُ قَتَادَةُ حَذَفَ ابْنَهُ بِالسَّيْفِ فَأَصَابَ سَاقَهُ فَنُزِيَ فِي جُرْحِهِ فَمَاتَ فَقَدِمَ سُرَاقَةُ بْنُ جُعْشُمٍ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ اعْدُدْ عَلَى مَاءِ قُدَيْدٍ عِشْرِينَ وَمِائَةَ بَعِيرٍ حَتَّى أَقْدَمَ عَلَيْكَ فَلَمَّا قَدِمَ إِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَخَذَ مِنْ تِلْكَ الْإِبِلِ ثَلَاثِينَ حِقَّةً وَثَلَاثِينَ جَذَعَةً وَأَرْبَعِينَ خَلِفَةً ثُمَّ قَالَ أَيْنَ أَخُو الْمَقْتُولِ قَالَ هَأَنَذَا قَالَ خُذْهَا فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ لِقَاتِلٍ شَيْءٌ۔

حضرت عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بنی مدلج میں سے جس کا نام قتادہ تھا اپنے لڑکے کو تلوار ماری وہ اس کی پنڈلی میں لگی خون بند نہ ہوا آخر مر گیا تو سراقہ بن جعشم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اُن سے بیان کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا قدید کے پانی پر (قدید ایک مقام کا نام ہے درمیان مکہ اور مدینہ کے وہاں پانی بھی ہے) ایک سو بیس اونٹ تیار رکھ جب تک میں وہاں آؤں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں آئے تو اُن اونٹوں میں سے تین حقے اور بیس جذعے لیے اور چالیس حقے (حاملہ اونٹنیاں) لیں پھر کہا کہاں ہے مقتول کا بھائی اس نے کہا کیوں میں موجود ہوں کہا تو یہ سب اونٹ لے لے اس واسطے کہ قاتل کو میراث نہیں ملتی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: دیت میں سے نہ اور متروکہ میں سے۔ اگرچہ اس کا باپ موجود تھا مگر چونکہ اس نے قتل کیا تھا اس لیے میراث سے محروم ہوا۔

۱۵۰۹۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ سُئِلَا أَتُغَلَّظُ الدِّيَةُ فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ

(۱۵۰۸) ضعیف: نسائی فی الکبری (۶۳۶۸) ابن ماجه (۲۶۴۶) احمد (۴۹/۱) رقم (۳۴۶) أبو داود (۴۵۶۴) ابن ابی شیبة فی المصنف (۱۲۹/۹)۔

(۱۵۰۹) مقطوع ضعیف: عبدالرزاق (۳۰۱/۹) رقم (۱۷۶۹۶) ابن ابی شیبة (۴۲۱/۵) رقم (۲۷۶۰۱) بیهقی (۷۱/۸) رقم (۱۶۱۳۶)۔

فَقَالَا لَا وَلَكِنْ يُزَادُ فِيهَا لِلْحُرْمَةِ فَقِيلَ لِسَعِيدٍ هَلْ يُزَادُ فِي الْجِرَاحِ كَمَا يُزَادُ فِي النَّفْسِ فَقَالَ نَعَمْ قَالَ مَالِك أُرَاهُمَا أَرَادَا مِثْلَ الَّذِي صَنَعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي عَقْلِ الْمُدْلِجِيِّ حِينَ أَصَابَ ابْنَهُ ۔

حضرت سعید بن مسیب اور سلیمان بن یسار سے سوال ہوا کہ ماہ حرام میں (محرم اور رجب اور ذیقعدہ اور ذی الحجہ میں) اگر کوئی قتل کرے تو دیت میں سختی کریں گے انہوں نے کہا نہیں بلکہ بڑھا دیں گے بوجہ ان مہینوں کی حرمت کے۔ پھر سعید سے پوچھا کہ اگر کوئی زخمی کرے ان مہینوں میں تو اس کی بھی دیت بڑھا دیں گے جیسے قتل میں بڑھا دیں گے۔ سعید نے کہا ہاں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ مراد ان دونوں صاحبوں کی بڑھانے سے وہی ہے جیسا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا مدلجی کی دیت میں جب اس نے اپنے بیٹے کو مار ڈالا۔

فائدہ: یعنی تین قسم کے اونٹ اس لیے اس میں زیادہ وقت ہوئی مگر لیے وہی سو اونٹ۔

۱۵۱۰۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ أُحَيْحَةُ بْنُ الْجُلَاحِ كَانَ لَهُ عَمٌّ صَغِيرٌ هُوَ أَصْغَرُ مِنْ أُحَيْحَةَ وَكَانَ عِنْدَ أَخْوَالِهِ فَأَخَذَهُ أُحَيْحَةُ فَقَتَلَهُ فَقَالَ أَخْوَالُهُ كُنَّا أَهْلَ ثُمِّهِ وَرُمِّهِ حَتَّى إِذَا اسْتَوَى عَلَى عُمَمِهِ غَلَبَنَا حَقُّ امْرِءٍ فِي عَمِّهِ قَالَ عُرْوَةُ فَلِذَلِكَ لَا يَرِثُ قَاتِلٌ مَنْ قَتَلَ ۔

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ ایک شخص انصاری کا جس کا نام اُحیحہ بن جلاح اس سے چھوٹا چچا تھا وہ اپنی ننھیال میں تھا اس کو احیحہ نے لے کر مار ڈالا اس کے ننھیال کے لوگوں نے کہا ہم نے پالا پرورش کیا جب جوان ہوا تو اس کا بھتیجا ہم پر غالب آیا اور اسی نے لے لیا۔ عروہ نے کہا اسی وجہ سے (اب دین اسلام میں) قاتل مقتول کا وارث نہیں ہوتا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

یعنی باوجود اس کے کہ احیحہ نے اس کو مار ڈالا لیکن اس کی دیت کا استحقاق اسی کو رہا اور جن لوگوں نے پالا پرورش کیا یعنی ننھیال والے ان کو دیت لینے کا حق حاصل نہ ہوا کیونکہ جاہلیت میں قاتل مقتول کا وارث ہوتا تھا دین اسلام میں یہ بات موقوف ہوئی قاتل مقتول کی میراث سے محروم کیا گیا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ قتل عمد کرنے والا مقتول کی دیت کا وارث نہیں ہوتا نہ اس کے مال کا اور نہ کسی وارث کو محروم کر سکتا ہے اور قتل خطا کرنے والا دیت کا وارث نہیں ہوتا لیکن اور مال کا وارث ہوتا ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے میرے نزدیک اور مال کا وارث ہوگا۔

باب جامع العقل — دیت کے مختلف مسائل کا بیان

(۱۵۱۱) بخاری (۱۴۹۹) كتاب الزكاة : باب في الركاز الخميس ' مسلم (۱۷۱۰) أبو داود (۴۵۹۳) ترمذی (۶۴۲) نسائی (۲۴۹۷) ابن ماجه (۲۶۷۳) احمد (۲/۲۳۹) رقم (۷۲۰۳) دارمی (۱۶۶۸) ۔

۱۵۱۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((جَرْحُ الْعَجْمَاءِ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ)) قَالَ مَالِك وَتَفْسِيرُ الْجُبَارِ أَنَّهُ لَا دِيَةَ فِيهِ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جانور کسی کو صدمہ پہنچائے تو اس کا بدلہ نہیں کنوئیں میں کوئی گر کر مر جائے تو اس کا بدلہ نہیں اور کان کھودنے میں کوئی مزدور مر جائے تو بدلہ نہیں اور (کافروں کے) گڑے خزانے میں پانچواں حصہ لیا جائے گا۔

فائدہ: یعنی اگر کسی کا جانور بلا تعدی مالک کے کسی کو مار ڈالے یا زخمی کرے تو اس کے مالک پر جرمانہ نہیں اور اگر مزدور کنواں کھودتے یا کان کھودتے، کنواں یا کان پھٹ کر مر جائے تو کھدوانے والے پر کچھ جرمانہ نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص جانور کو آگے سے کھینچ رہا ہے یا پیچھے سے ہانک رہا ہے یا جو اس پر سوار ہے وہ جرمانہ دے گا اگر جانور کسی کو صدمہ پہنچائے لیکن خود بخود وہ لات سے کسی کو مار دے تو تاوان نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم کیا دیت کا اس شخص پر جس نے اپنا گھوڑا دوڑا کر کسی کو کچل ڈالا تھا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جب دوڑانے والا ضامن ہوا تو کھینچنے والا اور ہانکنے والا اور سوار تو ضرور ضامن ہوگا۔

فائدہ: کیونکہ یہ سب بچانے پر قادر ہیں بلکہ دوڑانے والا شاید مجبور بھی ہو اس کو روک نہ سکے جب اس پر ضمان ہوا تو اوروں پر بطریق اولیٰ ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ جو کوئی راستے میں کنواں کھودے یا جانور باندھے یا مشابہ اس کے کوئی کام کرے تو درست نہیں ہے راہ میں کرنا اور اس کی وجہ سے کسی کو صدمہ پہنچے تو وہ ضامن ہوگا ثلث دیت تک اپنے مال میں سے دے گا جو ثلث سے زیادہ ہو تو اس کے عاقلے سے وصول کی جائے گی اور اگر ایسا کام کرے جو درست ہے تو اس پر ضمان نہ ہوگا جیسے گڑھا کھودے یا بارش کے واسطے یا اپنے جانور پر سے کسی کام کو اترے اور راہ پر کھڑا کر دے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص کنوئیں میں اُترے پھر دوسرا شخص اُترے اب نیچے والا اوپر والے کو کھینچے اور دونوں گر کر مر جائیں تو کھینچنے والے کے عاقلے پر دیت لازم آئے گی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی بچے کو حکم کرے کنوئیں میں اترنے کا یا درخت پر چڑھنے کا اور وہ لڑکا ہلاک ہو جائے تو وہ شخص ضامن ہوگا اس کی دیت کا یا نقصان کا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ عاقلے میں عورتیں اور بچے داخل نہ ہوں گے بلکہ بالغ مردوں سے دیت وصول کی جائے گی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مولیٰ کی دیت اس کے عاقلہ پر ہوگی اگرچہ وہ دفتر سرکار میں ماہواری اب (ملازم) نہ ہوں جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وقت تھا کیونکہ دفتر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے سے نکلا تو ہر ایک کی دیت اس کے موالی اور قوم ادا کریں گے کیونکہ ولاء بھی انہی کو ملتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ولاء اس کو ملے گی جو آزاد کرے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو کوئی شخص کسی کے جانور کو نقصان پہنچائے تو جس قدر قیمت اس نقصان کی وجہ سے کم ہو جائے اس کا تاوان لازم ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک شخص قصاصاً قتل کے لائق ہو پھر وہ کوئی کام ایسا کرے جس سے حد لازم آئے (مثلاً زنا کرے کوڑے و رجم لازم آئے یا چوری کرے ہاتھ کاٹنا لازم ہو) تو کسی حد کا مواخذہ نہ کیا جائے صرف قتل کافی ہے مگر حد قذف کا اس میں کوڑے مار کر پھر اس کو قتل کریں) اگر اس نے کسی کو زخمی کیا تو زخمی کا قصاص لینا ضروری نہیں قتل کرنا کافی ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر کوئی نعش کسی گاؤں وغیرہ میں ملے یا کسی کے دروازے پر تو یہ ضروری نہیں کہ جو لوگ اس کے قریب ہوں وہ پکڑے جائیں کیونکہ اکثر ہوتا ہے کہ لوگ مار کر کسی کے دروازے پر ڈال دیتے ہیں تا کہ وہ پکڑا جائے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر چند آدمی مل کر لڑے بعد اس کے جب جدا ہوئے تو ایک شخص اُن میں مقتول یا مجروح پایا گیا لیکن ہنگامے میں معلوم نہیں ہوسکتا کہ کس نے مارا یا زخمی کیا تو فریق ثانی (یعنی جن میں کا مقتول نہیں ہے) کی قوم پر اس کی دیت واجب ہوگی اور جو وہ شخص دونوں فریق میں سے نہ ہو تو دونوں فریق پر دیت واجب ہوگی۔

باب ما جاء في الغيلة والسحر مکروفریب سے مارنے یا جادو سے مارنے کا بیان

۱۵۱۲۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَتَلَ نَفَرًا خَمْسَةً أَوْ سَبْعَةً بِرَجُلٍ وَاحِدٍ قَتَلُوهُ قَتْلَ غِيلَةٍ وَقَالَ عُمَرُ لَوْ تَمَالَأَ عَلَيْهِ أَهْلُ صَنْعَاءَ لَقَتَلْتُهُمْ جَمِيعًا۔

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پانچ یا سات آدمیوں کو ایک شخص کے بدلے میں قتل کیا انہوں نے دھوکا دے کر اس کو مار ڈالا تھا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر سارے صنعاء والے اس کے قتل میں شریک ہوتے تو میں سب کو قتل کرتا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۵۱۳۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدِ بْنِ زُرَارَةَ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ حَفْصَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتَلَتْ جَارِيَةً لَهَا سَحَرَتْهَا وَقَدْ كَانَتْ دَبَّرَتْهَا فَأَمَرَتْ بِهَا فَقُتِلَتْ۔

حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے ایک لونڈی کو قتل کیا جس نے اُن پر جادو کیا تھا اور پہلے آپ اس کو مدبر کر چکی تھیں پھر حکم کیا اس کے قتل کا تو قتل کی گئی۔

(١٥١٢) موقوف صحيح: بخاری (قبل الحديث / ٦٨٩٧) كتاب الديات: باب اذا أصاب قوم من رجل هل يعاقب ' عبدالرزاق في المصنف (٤٧٦/٩) رقم (١٨٠٧٥) ابن ابی شيبة فی المصنف (٤٢٨/٥) رقم (٢٧٦٨٤) بيهقی فی السنن الكبرى (٤٠/٨ ـ ٤١) رقم (١٥٩٧٣)۔

(١٥١٣) موقوف صحيح: عبدالرزاق في المصنف (١٨٠/١٠ ـ ١٨١) رقم (١٨٧٤٧) ابن ابی شيبة فی المصنف (٥٥٦/٥) رقم (٢٨٩٧١) بيهقی (١٣٦/٨) رقم (١٦٤٩٩)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔
مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص جادو جانتا ہے اور اس کو کام میں لاتا ہے اس کا قتل کرنا مناسب ہے۔

باب ما يجب في العمد — قتل عمد کا بیان

فائدہ: اکثر علماء کے نزدیک قتل عمد یہ ہے کہ قصداً کسی کو مار ڈالے خواہ لکڑی سے مارے یا پتھر سے یا تیر سے یا تلوار سے مگر ابوحنیفہؒ کے نزدیک قتل عمد میں یہ بھی شرط ہے کہ ہتھیار سے مارے یا لوہے کی چیز سے جو دھاردار یا نوک دار ہو۔

۱۵۱۴۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ حُسَيْنٍ مَوْلَى عَائِشَةَ بِنْتِ قُدَامَةَ أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ أَقَادَ وَلِيَّ رَجُلٍ مِنْ رَجُلٍ قَتَلَهُ بِعَصًا فَقَتَلَهُ وَلِيُّهُ بِعَصًا۔

ایک شخص نے دوسرے کو لکڑی سے مار ڈالا عبدالملک بن مروان نے قاتل کو ولی مقتول کے حوالے کیا اس نے بھی اس کو لکڑی سے مار ڈالا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔
مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی لکڑی یا پتھر سے قصداً مارے اور وہ ہلاک ہو جائے تو قصاص لیا جائے گا۔
مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک قتل عمد یہی ہے کہ ایک آدمی دوسرے کو قصداً مارے یہاں تک کہ اس کا دم نکل جائے اور یہ بھی قتلِ عمد ہے کہ ایک شخص سے دشمنی ہو اس کو ایک ضرب لگا کر چلا آئے اس وقت وہ زندہ ہو بعد اس کے اسی ضرب سے مر جائے اس میں قسامت واجب ہوگی۔
مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ قتل عمد میں ایک شخص آزاد کے عوض میں کئی شخص آزاد مارے جائیں گے کہ جب سب قتل میں شریک ہوں اسی طرح عورتوں اور غلاموں میں بھی حکم ہوگا۔

باب القصاص في القتل — قصاص کا بیان

۱۵۱۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ كَتَبَ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ يَذْكُرُ أَنَّهُ أُتِيَ بِسَكْرَانَ قَدْ قَتَلَ رَجُلًا فَكَتَبَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ أَنْ اقْتُلْهُ بِهِ۔

امام مالک کو پہنچا کہ مروان بن حکم نے معاویہ بن ابی سفیان کو لکھا کہ ایک شخص نے نشے کی حالت میں ایک شخص کو مار ڈالا تو معاویہ نے جواب میں لکھا کہ تو بھی اس کو مار ڈال۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

(۱۵۱۵) **موقوف ضعيف**: ابن ابی شيبة فی المصنف (۲۸۴۲۱، ۲۹۰۳۲) بيهقی فی السنن الكبرى (۴۲/۸) رقم (۱۵۹۸۰) عبدالرزاق فی المصنف (۱۸۳۸۸)۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ میں نے اس کی تفسیر بہت اچھی سنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے ''قتل کرو آزاد کے بدلے میں آزاد کے اور غلام کو بدلے میں غلام کے اور عورت کو بدلے میں عورت کے۔'' تو قصاص عورتوں میں آپس میں لیا جائے گا جیسا کہ مردوں میں لیا جاتا ہے اور مرد اور عورت میں بھی لیا جائے گا کیونکہ اللہ جل جلالہٗ فرماتا ہے: ''نفس بدلے نفس قتل کیا جائے گا۔'' تو عورت مرد کے بدلے میں قتل کی جائے گی اور مرد عورت کے بدلے میں مارا جائے گا اسی طرح ایک دوسرے کو اگر زخمی کرے گا تب بھی قصاص لیا جائے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص ایک شخص کو پکڑ لے اور دوسرا اس کو آ کر مار ڈالے اور معلوم ہو کہ اس نے مار ڈالنے ہی کے واسطے پکڑا تھا تو دونوں شخص اس کے بدلے میں قتل کیے جائیں گے اگر اس نے اس نیت سے نہیں پکڑا تھا بلکہ اس کو یہ خیال تھا کہ دوسرا شخص یوں ہی سے مار مارے گا تو پکڑنے والا قتل نہ کیا جائے گا لیکن اس کو سخت سزا دی جائے گی اور بعد سزا کے ایک برس تک قید کیا جائے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ زید نے عمرو کو قتل کیا یا اس کی آنکھ پھوڑ ڈالی قصداً اب قبل اس کے کہ زید سے قصاص لیا جائے اس کو بکر نے مار ڈالا یا زید کی آنکھ پھوڑ ڈالی تو اس پر دیت یا قصاص واجب نہ ہوگا کیونکہ عمرو کا حق زید کی جان میں تھا یا اس کی آنکھ میں اب زید ہی نہ رہا یا وہ آنکھ ہی نہ رہی اس کی نظیر یہ ہے کہ زید عمرو کو عمداً مار ڈالے گا پھر زید بھی مر جائے تو عمرو کے وارثوں کو اب کچھ نہ ملے گا کیونکہ قصاص قاتل پر ہوتا ہے جب وہ خود مر گیا تو نہ قصاص ہے نہ دیت۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ آزاد اور غلام میں قصاص نہیں ہے زخموں میں لیکن اگر غلام آزاد کو مار ڈالے گا تو غلام مارا جائے گا اور جو آزاد غلام کو مار ڈالے گا تو آزاد نہ مارا جائے گا یہ میں نے بہت اچھا سنا۔

باب العفو في قتل العمد — قتل عمد میں عفو (معاف) کرنے کا بیان

۱۵۱۶۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ أَدْرَكَ مَنْ يَرْضَى مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَقُولُونَ فِي الرَّجُلِ إِذَا أَوْصَى أَنْ يُعْفَى عَنْ قَاتِلِهِ إِذَا قَتَلَ عَمْدًا إِنَّ ذَلِكَ جَائِزٌ لَهُ وَأَنَّهُ أَوْلَى بِدَمِهِ مِنْ غَيْرِهِ مِنْ أَوْلِيَائِهِ مِنْ بَعْدِهِ ۔

امام مالکؒ نے کئی اچھے عالموں سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ جب مقتول مرتے وقت اپنے قاتل کو معاف کر دے تو درست ہے قتل عمد میں اس کو اپنے خون کا زیادہ اختیار ہے وارثوں سے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص قاتل کو قتلِ عمد معاف کر دے تو قاتل پر دیت لازم نہ ہوگی مگر جب کہ قصاص عفو (معاف) کر کے دیت ٹھہرا لے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر قاتل کو مقتول معاف کر دے تب بھی قاتل کو سو کوڑے لگائیں گے اور ایک سال تک قید کریں گے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص عمداً مارا گیا اور گواہوں سے قتل ثابت ہوا اور مقتول کی بیٹی اور بیٹیاں ہیں۔ بیٹوں نے تو معاف کر دیا لیکن بیٹیوں نے معاف نہ کیا تو بیٹیوں کے معاف نہ کرنے سے کچھ خلل واقع نہ ہوگا بلکہ خون معاف ہو جائے گا کیونکہ بیٹوں کے ہوتے ہوئے ان کو اختیار نہیں ہے۔

باب القصاص في الجراح — زخموں میں قصاص کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ جو شخص کسی کا ہاتھ یا پاؤں توڑ ڈالے تو اس سے قصاص لیا جائے گا دیت لازم نہ آئے گی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ زخم کا قصاص نہ لیا جائے گا جب تک کہ وہ شخص اچھا نہ ہو لے جب وہ اچھا ہو جائے گا تو قصاص لیں گے اب اگر جارح کا بھی زخم اچھا ہو کر مجروح کے مثل ہو گیا تو بہتر نہیں تو اگر جارح کا زخم بڑھ گیا اور جارح اسی کی وجہ سے مر گیا تو مجروح پر کچھ تاوان نہ ہوگا۔ اگر جارح کا زخم بالکل اچھا ہو گیا اور مجروح کا ہاتھ شل ہو گیا یا اور کوئی نقص رہ گیا تو پھر جارح سے قصاص نہ لیا جائے گا لیکن بقدر نقصان کے دیت اس سے وصول کی جائے گی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے اپنی عورت کی آنکھ پھوڑ دی یا اس کا ہاتھ توڑ ڈالا یا اس کی انگلی کاٹ ڈالی قصداً تو اس سے قصاص لیا جائے گا البتہ اگر اپنی عورت کو تنبیہاً رسی یا کوڑے سے مارے اور بلا قصد کسی مقام پر لگ کر زخم ہو جائے یا نقصان ہو جائے تو دیت لازم آئے گی قصاص نہ ہوگا۔

۱۵۱۷۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَقَادَ مِنْ كَسْرِ الْفَخِذِ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ ابوبکر بن حزم نے قصاص لیا ران توڑنے کا۔

باب دية السائبة و جنايته — سائبہ کی دیت و جنایت کا بیان

فائدہ: سائبہ اس غلام کو کہتے ہیں جس سے مولیٰ آزاد کرتے وقت یہ شرط کر دے کہ میں تیرا وارث نہ ہوں گا ایسا غلام اگر کوئی جنایت کرے تو مولیٰ اس کی دیت بھی نہ دے گا۔

۱۵۱۸۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ سَائِبَةً أَعْتَقَهُ بَعْضُ الْحُجَّاجِ فَقَتَلَ ابْنَ رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَائِذٍ فَجَاءَ الْعَائِذِيُّ أَبُو الْمَقْتُولِ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَطْلُبُ دِيَةَ ابْنِهِ فَقَالَ عُمَرُ لَا دِيَةَ لَهُ فَقَالَ الْعَائِذِيُّ أَرَأَيْتَ لَوْ قَتَلَهُ ابْنِي فَقَالَ عُمَرُ إِذًا تُخْرِجُونَ دِيَتَهُ فَقَالَ هُوَ إِذًا كَالْأَرْقَمِ إِنْ يُتْرَكْ يَلْقَمْ وَإِنْ يُقْتَلْ يَنْقَمْ۔

حضرت سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ ایک سائبہ نے جس کو کسی حاجی نے آزاد کر دیا تھا ایک شخص کے بیٹے کو جو بنی عائذ میں سے تھا مار ڈالا۔ مقتول کا باپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اپنے بیٹے کی دیت مانگنے آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اس کے لیے دیت نہیں ہے وہ شخص بولا اگر میرا بیٹا سائبہ کو مار ڈالتا تو تم کیا حکم کرتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس وقت تم کو اس کی دیت ادا کرنی ہوتی وہ شخص بولا پھر تو سائبہ کیا ہے ایک چتلا سانپ ہے اگر چھوڑ دو تو ڈس لے اگر مارو تو بدلہ لے۔

فائدہ: جاہلیت کے زمانے میں لوگوں کا اعتقاد یہ تھا کہ جن سانپ کا بدلہ لیتے ہیں جو کوئی اس کو مار ڈالے وہ بھی مارا جاتا ہے اس شخص نے سانپ کے ساتھ سائبہ کو تشبیہ دی اور یہ کہا کہ سائبہ کو اگر ماریں تو مشکل دیت دینی پڑتی ہے نہ ماریں تو مشکل وہ مارے ڈالتا ہے۔

(۱۵۱۸) موقوف ضعیف: عبدالرزاق (۷۸/۱۰) رقم (۱۸۴۲۴، ۱۸۴۲۵) بیهقی (۶۵/۸) -

(42) كتاب القسامة

کتاب قسامت کے بیان میں

فائدہ: قسامت کہتے ہیں اولیاء مقتول سے قسم لینے کو یا جن پر قتل کا گمان ہو اُن سے قسم لینے کو۔

باب تبدئة أهل الدم في القسامة — قسامت میں پہلے وارثوں سے قسم لینے کا بیان

۱۵۱۹۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ رِجَالٌ مِنْ كُبَرَاءِ قَوْمِهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةَ خَرَجَا إِلَى خَيْبَرَ مِنْ جَهْدٍ أَصَابَهُمْ فَأُتِيَ مُحَيِّصَةُ فَأُخْبِرَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَهْلٍ قَدْ قُتِلَ وَطُرِحَ فِي فَقِيرِ بِئْرٍ أَوْ عَيْنٍ فَأَتَى يَهُودَ فَقَالَ أَنْتُمْ وَاللَّهِ قَتَلْتُمُوهُ فَقَالُوا وَاللَّهِ مَا قَتَلْنَاهُ فَأَقْبَلَ حَتَّى قَدِمَ عَلَى قَوْمِهِ فَذَكَرَ لَهُمْ ذَلِكَ ثُمَّ أَقْبَلَ هُوَ وَأَخُوهُ حُوَيِّصَةُ وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْهُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ فَذَهَبَ مُحَيِّصَةُ لِيَتَكَلَّمَ وَهُوَ الَّذِي كَانَ بِخَيْبَرَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبِّرْ كَبِّرْ يُرِيدُ السِّنَّ فَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ ثُمَّ تَكَلَّمَ مُحَيِّصَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِمَّا أَنْ يَدُوا صَاحِبَكُمْ وَإِمَّا أَنْ يُؤْذِنُوا بِحَرْبٍ فَكَتَبَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ فَكَتَبُوا إِنَّا وَاللَّهِ مَا قَتَلْنَاهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ أَتَحْلِفُونَ وَتَسْتَحِقُّونَ دَمَ صَاحِبِكُمْ فَقَالُوا لَا قَالَ أَفَتَحْلِفُ لَكُمْ يَهُودُ قَالُوا لَيْسُوا بِمُسْلِمِينَ فَوَدَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهِ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ بِمِائَةِ نَاقَةٍ حَتَّى أُدْخِلَتْ عَلَيْهِمُ الدَّارَ قَالَ سَهْلٌ لَقَدْ رَكَضَتْنِي مِنْهَا نَاقَةٌ حَمْرَاءُ قَالَ مَالِك الْفَقِيرُ هُوَ الْبِئْرُ۔

حضرت سہل بن ابی حثمہ کو خبر دی کچھ لوگوں نے جو اس کی قوم کے معزز لوگ تھے کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ فقر اور افلاس کی وجہ سے خیبر کو گئے۔ محیصہ کے پاس ایک شخص آیا اور بیان کیا کہ عبداللہ بن سہل کو کسی نے قتل کر کے کنوئیں میں یا چشمے میں ڈال دیا ہے۔ محیصہ یہ سن کر خیبر کے یہودیوں کے پاس آئے اور کہا قسم خدا کی تمہی نے اس کو قتل کیا ہے۔ یہودیوں نے کہا قسم خدا کی ہم نے قتل نہیں کیا اس کو۔ پھر محیصہ اپنی قوم کے پاس آئے اور اُن سے بیان کیا۔ بعد اس کے محیصہ اور اُن کے بھائی حویصہ جو محیصہ سے بڑے تھے اور عبدالرحمن بن سہل (جو عبداللہ بن سہل مقتول کے بھائی تھے) رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ محیصہ نے چاہا کہ میں بات کروں کیونکہ وہی خیبر کو گئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بزرگی کی رعایت کر (ا)۔ تو حویصہ نے پہلے بیان کیا پھر محیصہ نے

(۱۵۱۹) مسلم (۱۶۶۹) كتاب القسامة، كتاب القسامة : باب القسامة، أبو داود (۴۵۲۱) ترمذی (۱۴۲۲) نسائی (۴۷۱۰) ابن ماجه (۲۶۷۷) احمد (۳/۴) رقم (۱۶۱۹۵) دارمی (۲۳۵۳)۔

بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو یہودی تمہارے مقتول کی دیت دیں یا جنگ کریں پھر آپ نے یہودیوں کو اس بارے میں لکھا انہوں نے جواب میں لکھا کہ قسم خدا کی! ہم نے اس کو قتل نہیں کیا تب رسول اللہ ﷺ نے حویصہ اور محیصہ اور عبدالرحمٰن سے کہا تم قسم کھاؤ کہ یہودیوں نے اس کو مارا ہے تو دیت کے حقدار ہو گے انہوں نے کہا ہم قسم نہ کھائیں گے (کیونکہ ہم نے دیکھا نہیں) آپ ﷺ نے فرمایا اچھا اگر یہودی قسم کھالیں کہ ہم نے نہیں مارا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! وہ مسلمان نہیں ہیں (۲) تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاس سے دیت ادا کی۔ سہل کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے پاس سو اونٹ بھیجے ان کے گھروں پر ان میں سے ایک سرخ اونٹنی نے مجھے لات ماری تھی (وہ مجھے اب تک یاد ہے)۔

(۱) فائدہ: یعنی حویصہ کو جو بڑا بھائی ہے اسے بات کرنے دے۔

(۲) فائدہ: ان کو جھوٹی قسم کھانے سے کچھ باک نہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قسامت میں پہلے اولیائے مقتول سے حلف لینا چاہیے اگر وہ حلف نہ اٹھائیں تو پھر ان لوگوں سے حلف لینا چاہیے جن پر قتل کا گمان ہو اور اولیاء اُن پر دعویٰ کرتے ہوں۔ یہی قول ہے مالکؒ اور شافعیؒ اور جمہور علماء کا اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک قسامت میں پچاس قسمیں اُن سے لی جائیں گی جن پر قتل کا گمان ہو۔ مثلاً اس محلے والوں سے جہاں پر مقتول کی نعش ملی ہے اگر قسم کھالیں گے تو بہتر ہے ورنہ دیت دینی ہوگی۔

۱۵۲۰۔ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَهْلٍ الْأَنْصَارِيَّ وَمُحَيِّصَةَ بْنَ مَسْعُودٍ خَرَجَا إِلَى خَيْبَرَ فَتَفَرَّقَا فِي حَوَائِجِهِمَا فَقُتِلَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَهْلٍ فَقَدِمَ مُحَيِّصَةُ فَأَتَى هُوَ وَأَخُوهُ حُوَيِّصَةُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَهْلٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ لِيَتَكَلَّمَ لِمَكَانِهِ مِنْ أَخِيهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبِّرْ كَبِّرْ فَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ فَذَكَرَا شَأْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَهْلٍ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَحْلِفُونَ خَمْسِينَ يَمِينًا وَتَسْتَحِقُّونَ دَمَ صَاحِبِكُمْ أَوْ قَاتِلِكُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ لَمْ نَشْهَدْ وَلَمْ نَحْضُرْ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتُبْرِئُكُمْ يَهُودُ بِخَمْسِينَ يَمِينًا فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ نَقْبَلُ أَيْمَانَ قَوْمٍ كُفَّارٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ فَزَعَمَ بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَاهُ مِنْ عِنْدِهِ۔

حضرت بشیر بن یسار سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سہل انصاری اور محیصہ بن مسعود خیبر کو گئے وہاں جا کر اپنے اپنے کاموں کے واسطے جدا ہو گئے۔ عبداللہ بن سہل کو کسی نے مار ڈالا تو محیصہ اور ان کے بھائی حویصہ اور عبدالرحمٰن بن سہل رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ تو عبدالرحمٰن نے بات کرنی چاہی اپنے بھائی کے مقدمے میں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بزرگی کی

(۱۵۲۰) بخاری (۳۱۷۳) کتاب الجزیة: باب الموادعة والمصالحة مع المشرکین بالمال وغیره، مسلم (۱۶۶۹) أبو داود (۴۵۲۳) ترمذی (۱۴۲۲) نسائی (۴۷۱۴) ابن ماجه (۲۶۷۷) احمد (۲/۴) رقم (۱۶۱۸۹) دارمی (۲۳۵۳)۔

رعایت کر تو حویصہ اور محیصہ نے قصہ بیان کیا عبداللہ بن سہل کا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم پچاس قسمیں کھاتے ہو (اس بات پر کہ فلاں شخص نے اس کو مار ڈالا ہے) اگر کھاؤ گے تو خون کا استحقاق (یا قاتل کا استحقاق) تمہیں حاصل ہوگا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ (ہم کیونکر کھائیں) ہم اس وقت موجود نہ تھے نہ ہم نے دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو یہودی پچاس قسمیں کھا کر بری ہو جائیں گے انہوں نے کہا یا رسول اللہ! وہ کافر ہیں اُن کی قسمیں ہم کیونکر قبول کریں گے بشیر بن یسار نے کہا پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاس سے دیت ادا کی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے اور میں نے بہت سے اچھے عالموں سے سنا ہے اور اس پر اتفاق کیا ہے اگلے اور پچھلے علماء نے کہ قسامت میں پہلے مدعیوں سے قسم لی جائے گی وہ قسم کھائیں (اگر وہ قسم نہ کھائیں تو مدعیٰ علیہم سے قسم لی جائے گی اگر وہ قسم کھالیں گے تو بری ہو جائیں گے) اور قسامت دو امروں میں سے ایک امر سے لازم ہوتی ہے یا تو مقتول خود کہے مجھ کو فلانے نے مارا ہے (اور گواہ نہ ہوں) یا مقتول کے وارث کسی پر اپنا اشتباہ ظاہر کریں اور گواہ کامل نہ ہو تو انہی دو وجہوں سے قسامت لازم آئے گی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس سنت میں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ پہلے قسم اُن لوگوں سے لی جائے گی جو خون کے مدعی ہوں۔ خواہ قتل عمد ہو یا قتل خطا اور رسول اللہ ﷺ نے بنی حارث سے جن کا عزیز خیبر میں مارا گیا تھا پہلے قسم کھانے کو فرمایا تھا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مدعی قسم کھالیں تو اُن کو خون کا استحقاق ہوگا وہ جس شخص پر قسم کھائیں اس کو قتل کر سکتے ہیں مگر ایک ہی شخص کو نہ کہ دو شخصوں کو یا زیادہ کو تو پہلے خون کے مدعیوں سے پچاس قسمیں لی جائیں گی جب وہ پچاس آدمی ہوں تو ہر ایک سے ایک ایک قسم لی جائے گی اور پچاس سے کم ہوں یا بعض اُن میں سے قسم کھانے سے انکار کر دیں تو مکرر سہ کر قسمیں لے کر قسمیں پچاس پوری کریں گے مگر جب مقتول کے وارثوں میں جن کو عفو کا اختیار ہے کوئی قسم کھانے سے انکار کرے گا تو پھر قصاص لازم نہ ہوگا بلکہ جب ان لوگوں میں جن کو عفو کا اختیار نہیں کوئی قسم کھانے سے انکار کرے تو باقی لوگوں سے قسم لیں گے اور جن کو عفو کا اختیار ہے ان میں سے اگر کوئی ایک بھی قسم کھانے سے انکار کرے تو باقی وارثوں کو بھی قسم نہ دیں گے بلکہ اس صورت مین مدعیٰ علیہم کو قسم دیں گے اُن میں سے پچاس آدمیوں کو پچاس قسمیں دیں گے اگر پچاس سے کم ہوں تو مکرر سہ کر پچاس پوری کریں گے۔ اگر مدعیٰ علیہ ایک ہی ہو تو اس سے پچاس قسمیں لیں گے جب وہ پچاس قسمیں کھالے گا بری ہو جائے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ خون میں پچاس قسمیں لی جاتی ہیں اور دعووں میں ایک قسم اس واسطے کہ خون آدمی کسی کے سامنے نہیں کرتا بلکہ تنہائی میں کرتا ہے تو اگر قسامت میں بھی مثل اور دعووں کے صرف گواہی سے کام چلتا تو بہت سے خون بیکار جاتے اور لوگوں کی جرأت خون کرنے پر زیادہ ہو جاتی جب اُن کو حکم کا حال معلوم ہو جاتا لیکن قسامت پہلے مقتول کے وارثوں کی طرف رکھی گئی تا کہ لوگ خون سے باز رہیں اور ڈریں کہ صرف مقتول کا قول کافی ہے اس باب میں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر ایک قوم کی قوم کو جس میں بہت آدمی ہوں خون کی تہمت لگے اور مقتول کے وارث اُن سے قسم لینا چاہیں تو ہر شخص اُن میں سے پچاس پچاس قسمیں کھائے گا یہ نہ ہوگا کہ پچاس قسمیں سب پر تقسیم ہو جائیں یہ میں نے اچھا سنا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ قسامت مقتول کی عصبوں کی طرف ہوگی جو خون کے مالک ہیں انہی کو قسم دی جاتی ہے اور انہی کی قسم کھانے سے قصاص لیا جاتا ہے۔

فائدہ: مگر ابوحنیفہؒ کے نزدیک قسامت سے قصاص ثابت نہ ہوگا البتہ دیت لازم آئے گی۔

باب من يجوز قسامته في العمد من ولاة الدم خون کے وارثوں میں سے کن کن لوگوں سے قسم لینی چاہیے

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک اس میں کچھ اختلاف نہیں کہ قسامت میں عورتوں سے قسم نہ لی جائے گی اور جو مقتول کی وارث صرف عورتیں ہوں تو ان کو قتل عمد میں نہ قسامت کا اختیار ہوگا نہ عفو کا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ایک شخص عمداً مارا گیا اس کے عصبہ یا موالی نے کہا کہ ہم قسم کھا کر قصاص لیں گے تو ہوسکتا ہے اگر چہ عورتیں معاف کر دیں تو اُن سے کچھ نہ ہوگا بلکہ عصبے یا موالی ان سے زیادہ مستحق ہیں خون کے کیونکہ وہ قسم اٹھائیں گے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ البتہ اگر عصبات یا موالی نے خون معاف کر دیا بعد حلف اٹھا لینے کے اور خون کے مستحق ہو جانے کے اور عورتوں نے عفو سے انکار کیا تو عورتوں کو قصاص لینے کا استحقاق ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ قتل عمد میں کم سے کم دو مدعیوں سے قسم لینا ضروری ہے انہی سے پچاس قسمیں لے کر قصاص کا حکم کر دیں گے۔

فائدہ: جیسے قصاص دو گواہوں سے کم میں ثابت نہیں ہوگا ویسے ہی قسامت میں دو مدعی یا زیادہ جب تک قسم نہ کھائیں گے قصاص کا حکم نہ ہوگا۔ (زرقانی)

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کئی آدمی مل کر ایک آدمی مار ڈالیں اس طرح کہ وہ سب کی ضربوں سے اسی وقت مرے تو سب قصاصاً قتل کیے جائیں گے او جو بعد کئی دن کے مرے تو قسامت واجب ہوگی اس صورت میں قسامت کی وجہ سے صرف ایک شخص ان لوگوں میں سے قتل کیا جائے گا کیونکہ ہمیشہ قسامت سے ایک ہی شخص مارا جاتا ہے۔

فائدہ: تو ایک کو جس پر مدعی قسم کھالیں قتل کریں گے اور باقی لوگوں کو سو سو کوڑے ماریں گے اور وہ ایک برس قید کیے جائیں گے۔

باب القسامة في الخطأ قتل خطا میں قسامت کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ قتل خطا میں بھی پہلی قسم خون کے مدعیوں پر ہوگی وہ پچاس قسمیں کھائیں گے اپنے حصے کے موافق ترکے میں سے (۱) اگر قسموں میں کسر پڑے تو جس وارث پر کسر کا زیادہ حصہ آئے وہ پوری قسم اس کے حصے میں رکھی جائے گی۔ (۲)

(۱) فائدہ: مثلاً ایک بیٹا اور تین بیٹیاں ہیں تو بیس قسمیں بیٹا کھائے گا اور دس دس قسمیں ہر ایک بیٹی کھائے گی۔

(۲) فائدہ: مثلاً مقتول کا ایک باپ ہے ایک ماں تو ماں کے حصے میں ترکے کے حساب سے سولہ اور دو ثلث قسم کے آتے ہیں تو سترہ قسمیں ماں پر ڈالی جائیں گی اور تینتیس باپ پر۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مقتول کی وارث صرف عورتیں ہوں تو وہی حلف اٹھا کے دیت لیں گی اور اگر مقتول کا وارث ایک

ہی مرد ہو تو اسی کو پچاس قسمیں دیں گے اور وہ پچاس قسمیں کھا کر دیت لے لے گا یہ حکم قتل خطا میں ہے نہ کہ قتل عمد میں۔
فائدہ: کیونکہ قتل عمد میں جب دو عصبوں سے وارث کم ہوں تو قسمیں نہیں لی جاتیں نہ عورتوں سے حلف لیا جاتا ہے۔

باب المیراث فی القسامة — قسامت میں میراث کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جب خون کے وارث دیت کو قبول کر لیں تو اس کی تقسیم موافق کتاب اللہ کے ہوگی دیت کے وارث مقتول کی بیٹیاں اور بہنیں اور جتنی عورتیں ترکہ پاتی ہیں ہوں گی۔ اگر عورتوں کے حصے ادا کر کے کچھ بچ رہے تو جو عصبہ قریب ہوگا وہ باقی (یعنی باقی) کا وارث ہوگا۔

فائدہ: جیسے مقتول کی دو بیٹیاں اور ایک بھائی اور ایک چچا کا بیٹا ہے تو دو بیٹیوں کو دو ثلث دے کر ایک ثلث کا وارث بھائی ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مقتول کے بعض ورثاء غائب ہوں اور بعض حاضر جو حاضر ہوں وہ یہ چاہیں کہ اپنے حصہ کی قسمیں کھا کر دیت کا حصہ وصول کر لیں تو یہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ پوری قسمیں نہ کھائیں گے اگر پوری پچاس قسمیں کھا لیں تو دیت میں سے اپنا حصہ لے سکتے ہیں کیونکہ خون ثابت نہیں ہوتا بغیر پچاس قسموں کے اور جب تک خون ثابت نہ ہو دیت لازم نہیں آتی اب جو ورثاء غائب تھے اُن میں سے اگر کوئی آ جائے تو وہ اپنے حصے کے موافق قسمیں کھا کر دیت میں سے اپنا حصہ لے لے یہاں تک کہ سب وارثوں کا حق پورا ہو جائے۔ اگر اخیافی بھائی آئے تو پچاس قسموں کا چھٹا حصہ جو ہوتا ہی قسمیں کھائیں اور اپنا حصہ لے کر اگر نکول کرے گا تو اس کا حصہ باطل ہوگا اگر بعض ورثاء غائب ہوں جو نابالغ ہوں تو جو حاضر ہیں ان سے پچاس قسمیں لی جائیں گی اور جو غائب ہے وہ جب آئے گا اس سے بھی اس کے حصے کے موافق قسمیں لی جائیں گی اور جب وہ نابالغ بالغ ہو جائے وہ بھی اپنے حصے کے موافق قسم کھائے یہ میں نے اچھا سنا۔

باب القسامة فی العبد — غلام میں قسامت کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جب غلام قصداً یا خطا سے مارا جائے پھر اس کا مولیٰ ایک گواہ لے کر آئے تو وہ اپنے گواہ کے ساتھ ایک قسم کھائے بعد اس کے اپنے غلام کی قیمت لے لے غلام میں قسامت نہیں ہے نہ عمد میں نہ خطا میں اور میں نے کسی اہل علم سے نہیں سنا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر غلام عمداً یا خطاءً مارا گیا تو اسکے مولیٰ پر نہ قسامت ہے نہ قسم ہے اور مولیٰ کو قیمت کا اس وقت استحقاق ہوگا جب کہ وہ گواہ عادل لائے دو یا ایک لائے اور ایک قسم کھائے میں نے یہ اچھا سنا۔

(43) كتاب الحدود

کتاب حدوں کے بیان میں

باب ما جاء في الرجم — رجم (سنگسار) کرنے کے بیان میں

۱۵۲۱۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ جَاءَتِ الْيَهُودُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوا لَهُ أَنَّ رَجُلًا مِنْهُمْ وَامْرَأَةً زَنَيَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَجِدُونَ فِي التَّوْرَاةِ فِي شَأْنِ الرَّجْمِ فَقَالُوا نَفْضَحُهُمْ وَيُجْلَدُونَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ كَذَبْتُمْ إِنَّ فِيهَا الرَّجْمَ فَأَتَوْا بِالتَّوْرَاةِ فَنَشَرُوهَا فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ ثُمَّ قَرَأَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ ارْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ يَدَهُ فَإِذَا فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَقَالُوا صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَا فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يَحْنِي عَلَى الْمَرْأَةِ يَقِيهَا الْحِجَارَةَ قَالَ مَالِك يَعْنِي يَحْنِي يُكِبُّ عَلَيْهَا حَتَّى تَقَعَ الْحِجَارَةُ عَلَيْهِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور بیان کیا کہ ہم میں سے ایک مرد اور عورت نے زنا کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ توریت میں کیا حکم ہے رجم کا یہودیوں نے کہا ہم میں جو کوئی زنا کرے اس کو ہم رسوا کرتے ہیں اور کوڑے مارتے ہیں۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو توریت میں رجم ہے لاؤ تم توریت کو پڑھو اس کو۔ انہوں نے توریت کو کھولا اور ایک شخص نے اُن میں سے اپنا ہاتھ رجم کی آیت پر رکھ لیا اور اس کے اول اور آخر کی آیتیں پڑھیں۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا اپنا ہاتھ اٹھا اس نے جو ہاتھ اٹھایا تو رجم کی آیت نکلی تب سب یہودی کہنے لگے کہ سچ کہا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے آیت رجم کی موجود ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا رجم کا تو وہ مرد اور عورت رجم کیے گئے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے مرد کو دیکھا کہ وہ عورت کی طرف جھکتا تھا اس کے بچانے کو پتھروں سے (یعنی عورت کے اوپر آجاتا تھا تا کہ پتھر اپنے اوپر پڑیں اور عورت پر نہ پڑیں)۔

(۱۵۲۱) بخاری (۶۸۴۱) كتاب الحدود : باب أحكام أهل الذمة واحصانهم اذا زنوا، مسلم (۱۶۹۹) أبو داود (۴۴۴۶) ترمذی (۱۴۳۶) نسائی فی الکبری (۷۲۱۵) ابن ماجه (۲۵۵۶) احمد (۷/۲) رقم (۴۵۲۹) دارمی (۲۳۲۱)۔

۱۵۲۲۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ جَاءَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَقَالَ لَهُ إِنَّ الْآخِرَ زَنَى فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ هَلْ ذَكَرْتَ هَذَا لِأَحَدٍ غَيْرِي فَقَالَ لَا فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ فَتُبْ إِلَى اللَّهِ وَاسْتَتِرْ بِسِتْرِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ فَلَمْ تُقْرِرْهُ نَفْسُهُ حَتَّى أَتَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ مِثْلَ مَا قَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ تُقْرِرْهُ نَفْسُهُ حَتَّى جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ إِنَّ الْآخِرَ زَنَى فَقَالَ سَعِيدٌ فَأَعْرَضَ عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذَلِكَ يُعْرِضُ عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا أَكْثَرَ عَلَيْهِ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَهْلِهِ فَقَالَ أَيَشْتَكِي أَمْ بِهِ جِنَّةٌ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاللَّهِ إِنَّهُ لَصَحِيحٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبِكْرٌ أَمْ ثَيِّبٌ فَقَالُوا بَلْ ثَيِّبٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَ ۔

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ ایک شخص اسلم کے قبیلے کا (جس کا نام ماعز بن مالک تھا) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ اس نالائق نے زنا کیا (اپنے آپ کو کہا)۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تو نے یہ بات اور کسی سے تو بیان نہیں کی۔ بولا نہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تو توبہ کر اللہ سے اور چھپا رہ اللہ کے پردے میں (یعنی کسی سے بیان نہ کر) کیونکہ اللہ جل جلالہ توبہ قبول کرتا ہے اپنے بندوں کی۔ اس کو تسکین نہ ہوئی وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی کہا جیسا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی وہی جواب دیا پھر بھی اس کو تسکین نہ ہوئی پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ اس نالائق نے زنا کیا تین بار اس نے کہا اور تینوں بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا جب بہت اس نے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کیا یہ بیمار ہو گیا یا اس کو جنون (پاگل پن) ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ تندرست ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا نکاح ہوا ہے یا نہیں لوگوں نے کہا ہوا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا اس کے سنگسار کرنے کا۔ وہ سنگسار کر دیا گیا۔

۱۵۲۳۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ أَسْلَمَ يُقَالُ لَهُ هَزَّالٌ يَا هَزَّالُ لَوْ سَتَرْتَهُ بِرِدَائِكَ لَكَانَ خَيْرًا لَكَ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ فَحَدَّثْتُ بِهَذَا الْحَدِيثِ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ يَزِيدُ بْنُ نُعَيْمِ بْنِ هَزَّالٍ الْأَسْلَمِيُّ فَقَالَ يَزِيدُ هَزَّالٌ جَدِّي وَهَذَا الْحَدِيثُ حَقٌّ ۔

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ایک شخص کو جو اسلم قبیلے سے تھا اور اس کا نام ہزال تھا کہ اے ہزال! اگر تو اس خبر کو (یعنی ماعز کے زنا کی خبر کو) چھپا لیتا تو تیرے واسطے بہتر ہوتا۔ یحییٰ بن سعید نے کہا کہ میں نے

(۱۵۲۲) بخاری (٦٨٢٥) كتاب الحدود: باب سؤال الامام المقر هل أحصنت، مسلم (١٦٩١) أبو داود (٤٤٢٨) ترمذی (١٤٢٨) نسائی فی الكبرى (٧١٧٧) ابن ماجه (٢٥٥٤) احمد (٤٥٣/٢) رقم (٩٨٤٤) ۔

اس حدیث کو ایک مجلس میں بیان کیا جس میں یزید بن نعیم بن ہزال اسلمی بیٹھے تھے تو یزید نے کہا کہ ہزال میرے دادا تھے اور یہ حدیث سچ ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔علامہ البانی نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔[ارواء الغليل (۳۵۸/۷)]

۱۵۲۴۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَجُلًا اعْتَرَفَ عَلَى نَفْسِهِ بِالزِّنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَمِنْ أَجْلِ ذَلِكَ يُؤْخَذُ الرَّجُلُ بِاعْتِرَافِهِ عَلَى نَفْسِهِ۔

ابن شہاب کہتے تھے کہ ایک شخص نے اقرار کیا زنا کا رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اور چار بار اقرار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے رجم کا حکم کیا وہ رجم کیا گیا۔ابن شہاب نے کہا کہ اسی وجہ سے آدمی اپنے پر جو اقرار کرے اس کا مواخذہ ہوتا ہے۔

۱۵۲۵۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا زَنَتْ وَهِيَ حَامِلٌ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْهَبِي حَتَّى تَضَعِي فَلَمَّا وَضَعَتْ جَاءَتْهُ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْهَبِي حَتَّى تُرْضِعِيهِ فَلَمَّا أَرْضَعَتْهُ جَاءَتْهُ فَقَالَ اذْهَبِي فَاسْتَوْدِعِيهِ قَالَ فَاسْتَوْدَعَتْهُ ثُمَّ جَاءَتْ فَأَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ۔

حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ ایک عورت (غامدیہ) آئی رسول اللہ ﷺ کے پاس اور کہا میں نے زنا کیا اور وہ حاملہ تھی۔آپ ﷺ نے فرمایا جب جنیو تو آنا۔جب اس نے (بچہ) جنا تو پھر آئی آپ ﷺ نے فرمایا جا جب دودھ چھڑائے تو آنا پھر جب وہ دودھ پلا چکی تو آئی آپ ﷺ نے فرمایا جا لڑکے کو کسی کے سپرد کر دے (حفاظت اور پرورش کے واسطے) وہ سپرد کر کے پھر آئی تب رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا اور وہ رجم کی گئی۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ایک مرد نے اور ایک عورت نے مسلمانوں میں سے زنا کا اقرار کیا اور دونوں رجم کئے گئے مرد کا نام ماعز اسلمی تھا اور یہ عورت بطن غامد سے تھی اس کا نام معلوم نہیں ہوا مگر دونوں ایسے مضبوط اور خدا ترس تھے کہ دنیا کے عذاب کو گوارا کیا اور آخرت کے عذاب سے بچے اللہ جل جلالہٗ نے ان کی توبہ قبول کی چنانچہ مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ماعز کے حق میں فرمایا کہ اس نے ایسی توبہ کی اگر ایک امت کو بانٹ دی جائے تو سب کو کافی ہو اور عورت کے حق میں ایسا ہی فرمایا اور آپ نے ان دونوں کے جنازے پر نماز

(۱۵۲۳) صحیح : أبو داود (۴۳۷۷) کتاب الحدود : باب في الستر علی أهل الحدود ' نسائی فی الکبری (۷۲۷۴) احمد (۲۱۷/۵) رقم (۲۲۲۳۹) أحمد (۲۱۶/۵ ' ۲۱۷) ۔

(۱۵۲۴) بخاری (۶۸۲۵) کتاب الحدود : باب سؤال الامام المقر هل أحصنت ' مسلم (۱۶۹۱) أبو داود (۴۴۲۸) ترمذی (۱۴۲۸) نسائی فی الکبری (۷۱۷۷) ابن ماجه (۲۵۵۴) احمد (۴۵۳/۲) رقم (۹۸۴۴) ۔

(۱۵۲۵) مسلم (۱۶۹۵) کتاب الحدود : باب من اعترف علی نفسه بالزنا ' أبو داود (۴۴۴۲) نسائی فی الکبری (۷۱۹۷) احمد (۳۴۸/۵) رقم (۲۳۳۳۷) دارمی (۲۳۲۴) ۔

پڑھی۔اللہ راضی ہوان سے اوران کے طفیل سے ہمیں بھی بخشے۔

۱۵۲۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحَدُهُمَا يَا رَسُولَ اللَّهِ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ وَقَالَ الْآخَرُ وَهُوَ أَفْقَهُهُمَا أَجَلْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ وَأْذَنْ لِي فِي أَنْ أَتَكَلَّمَ قَالَ تَكَلَّمْ فَقَالَ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَبِجَارِيَةٍ لِي ثُمَّ إِنِّي سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ مَا عَلَى ابْنِي جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَأَخْبَرُونِي أَنَّمَا الرَّجْمُ عَلَى امْرَأَتِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ أَمَّا غَنَمُكَ وَجَارِيَتُكَ فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَجَلَدَ ابْنَهُ مِائَةً وَغَرَّبَهُ عَامًا وَأَمَرَ أُنَيْسًا الْأَسْلَمِيَّ أَنْ يَأْتِيَ امْرَأَةَ الْآخَرِ فَإِنْ اعْتَرَفَتْ رَجَمَهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دوشخصوں نے جھگڑا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس۔ایک بولا یارسول اللہ! آپ فیصلہ کیجیے ہمارا موافق کتاب اللہ کے اور دوسرا شخص جو زیادہ سمجھدار تھا وہ بولا ہاں یارسول اللہ فیصلہ کیجیے موافق کتاب اللہ کے اوراجازت دیجیے مجھے بات کرنے کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا بولو اس نے کہا میرا بیٹا اس شخص کے ہاں نوکر تھا اس نے اس کی بیوی سے زنا کیا۔لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تیرے بیٹے پر رجم ہے میں نے سو بکریاں اس کی طرف سے فدیہ دیں اور ایک لونڈی دی پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے ہیں اور ایک برس تک جلاوطنی اور رجم اس کی عورت پر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم دونوں کا فیصلہ اللہ کی کتاب کے موافق کرتا ہوں تیری بکریاں اور لونڈی تیرا مال ہے اس کو لے لے اور اس کے بیٹے کے سو کوڑے مارنے کا حکم کیا اور ایک برس تک جلاوطن کیا اور حکم کیا انیس اسلمی کو کہ دوسرے شخص کی بیوی کے پاس جا اس سے پوچھ اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو اسے رجم کر اس نے زنا کا اقرار کیا وہ رجم کی گئی۔

۱۵۲۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنِّي وَجَدْتُ مَعَ امْرَأَتِي رَجُلًا أَأُمْهِلُهُ حَتَّى آتِيَ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر میں اپنی عورت کے ساتھ

(١٥٢٦) بخاري (٦٦٣٣) كتاب الأيمان والنذور: باب كيف كانت يمين النبي ' مسلم (١٦٩٧) أبو داود (٤٤٤٥) ترمذي (١٤٣٣) نسائي (٥٤١٠) ابن ماجه (٢٥٤٩) احمد (١١٥/٤) رقم (١٧١٦٤) دارمي (٢٣١٧)۔

کسی مرد کو پاؤں تو کیا میں اس کو مہلت دوں چار گواہ جمع کرنے تک۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔

فائدہ: سعد نے کہا قسم اس خدا کی جس نے آپ ﷺ کو بھیجا میں تو اسی وقت تلوار سے اس کو قتل کر دوں آپ ﷺ نے انصار سے فرمایا دیکھو تمہارے سردار کیا کہتے ہیں وہ اپنے کو بڑا غیرت مند سمجھتے ہیں میں ان سے زیادہ غیرت رکھتا ہوں اور اللہ مجھ سے بھی زیادہ غیرت رکھتا ہے۔ (تو چاہیے کہ وہ خدا اور اس کے رسول کے فیصلہ سے متفق ہو جائیں آخر وہ بھی تو غیرت مند ہیں)۔

۱۵۲۸۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ الرَّجْمُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ حَقٌّ عَلَى مَنْ زَنَى مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ إِذَا أُحْصِنَ إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوْ كَانَ الْحَبَلُ أَوِ الاعْتِرَافُ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے سنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ وہ فرماتے تھے کہ رجم اللہ کی کتاب میں ہے سچ ہے جو شخص زنا کرے مرد ہو یا عورت وہ محصن ہو (یعنی اس کا نکاح ہو چکا ہو اور وطی کر چکا ہو) تو وہ رجم کیا جائے گا جب زنا ثابت ہو چار گواہوں سے یا عورت پر حمل سے یا مرد اور عورت دونوں پر اقرار سے۔

۱۵۲۹۔ عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَتَاهُ رَجُلٌ وَهُوَ بِالشَّامِ فَذَكَرَ لَهُ أَنَّهُ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا فَبَعَثَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ إِلَى امْرَأَتِهِ يَسْأَلُهَا عَنْ ذٰلِكَ فَأَتَاهَا وَعِنْدَهَا نِسْوَةٌ حَوْلَهَا فَذَكَرَ لَهَا الَّذِي قَالَ زَوْجُهَا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَأَخْبَرَهَا أَنَّهَا لَا تُؤْخَذُ بِقَوْلِهِ وَجَعَلَ يُلَقِّنُهَا أَشْبَاهَ ذٰلِكَ لِتَنْزِعَ فَأَبَتْ أَنْ تَنْزِعَ وَتَمَّتْ عَلَى الاعْتِرَافِ فَأَمَرَ بِهَا عُمَرُ فَرُجِمَتْ۔

حضرت ابو واقد لیثی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا جب کہ آپ شام میں تھے اس نے بیان کیا کہ میں نے اپنی عورت کے ساتھ ایک مرد کو پایا۔ آپ نے ابو واقد کو بھیجا کہ عورت سے جا کر پوچھے وہ عورت کے پاس گئے اس کے پاس اور عورتیں بیٹھی تھیں انہوں نے جو اس کے خاوند نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا تھا کہا اور یہ بھی کہہ دیا کہ خاوند کے کہنے سے تجھے مواخذہ نہ ہوگا اور اس کو سکھانے بھی لگے اس قسم کی باتیں تاکہ وہ اقرار نہ کرے لیکن اس نے نہ مانا اور اقرار کیا زنا کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے رجم کا حکم کیا وہ رجم کی گئی (معلوم ہوا کہ آدمی اپنے پر جو اقرار کرے اس کا مواخذہ ہوتا ہے)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو مسلم کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

۱۵۳۰۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ لَمَّا صَدَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِنْ مِنًى أَنَاخَ بِالْأَبْطَحِ ثُمَّ

(١٥٢٧) مسلم (١٤٩٨) كتاب اللعان : باب ' أبو داود (٤٥٣٣) نسائی فی الكبرى (٧٣٣٣) احمد (٤٦٥/٢) رقم (١٠٠٠٨)۔

(١٥٢٨) مسلم (١٦٩١) كتاب الحدود : باب رجم الثيب في الزنى ' أبو داود (٤٤١٨) ترمذى (١٤٣٢) نسائی فی الكبرى (٧١٥٧) ابن ماجه (٢٥٥٣) احمد (٤٠/١) رقم (٢٧٦)۔

(١٥٢٩) موقوف صحيح : عبدالرزاق فی المصنف (٣٤٩/٧) رقم (١٣٤٤١) بيهقى فی السنن الكبرى (٢٢٠/٨) رقم (١٦٩٦٠)۔

كَوَّمَ كَوْمَةً بَطْحَاءَ ثُمَّ طَرَحَ عَلَيْهَا رِدَائَهُ وَاسْتَلْقَى ثُمَّ مَدَّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ اللَّهُمَّ كَبِرَتْ سِنِّي وَضَعُفَتْ قُوَّتِي وَانْتَشَرَتْ رَعِيَّتِي فَاقْبِضْنِي إِلَيْكَ غَيْرَ مُضَيِّعٍ وَلَا مُفَرِّطٍ ثُمَّ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ سُنَّتْ لَكُمُ السُّنَنُ وَفُرِضَتْ لَكُمُ الْفَرَائِضُ وَتُرِكْتُمْ عَلَى الْوَاضِحَةِ إِلَّا أَنْ تَضِلُّوا بِالنَّاسِ يَمِينًا وَشِمَالًا وَضَرَبَ بِإِحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى ثُمَّ قَالَ إِيَّاكُمْ أَنْ تَهْلِكُوا عَنْ آيَةِ الرَّجْمِ أَنْ يَقُولَ قَائِلٌ لَا نَجِدُ حَدَّيْنِ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَقَدْ رَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا أَنْ يَقُولَ النَّاسُ زَادَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى لَكَتَبْتُهَا الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ فَارْجُمُوهُمَا أَلْبَتَّةَ فَإِنَّا قَدْ قَرَأْنَاهَا قَالَ مَالِك قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فَمَا انْسَلَخَ ذُو الْحِجَّةِ حَتَّى قُتِلَ عُمَرُ رَحِمَهُ اللَّهُ قَالَ يَحْيَى سَمِعْت قَوْله تَعَالَى يَقُولُ قَوْلُهُ الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ يَعْنِي الثَّيِّبَ وَالثَّيِّبَةَ فَارْجُمُوهُمَا أَلْبَتَّةَ۔

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوٹے منیٰ سے (یہ حج آخری تھا ۲۳ ہجری میں) تو آپ نے اونٹ کو بٹھایا ابطح (ایک مقام ہے قریب مکہ کے جس کو محصب بھی کہتے ہیں) میں اور ایک طرف کنکریوں کا ڈھیر لگا کر چادر کو آپ نے اس پر ڈال دیا اور چت لیٹے (ان کنکریوں کا تکیہ بنایا) پھر دونوں ہاتھ اٹھائے آسمان کی طرف اور فرمایا اے پروردگار! بہت عمر ہوئی میری اور گھٹ گئی قوت میری اور پھیل گئی رعیت میری (یعنی ملکوں ملکوں خلافت اور حکومت پھیل گئی دور دراز تک لوگ رعایا ہو گئے) اب اٹھا لے مجھ کو اپنی طرف اس حال میں کہ میں تیرے احکام کو ضائع نہ کروں اور عبادت میں کوتاہی نہ کروں پھر مدینہ میں تشریف لائے اور لوگوں کو خطبہ سنایا فرمایا اے لوگو! جتنے طریقے تھے سب کھل گئے اور جتنے فرائض تھے سب مقرر ہو گئے اور ڈالے گئے تم صاف سیدھی راہ پر مگر ایسا نہ ہو کہ تم بہک جاؤ داہنے بائیں اور ایک ہاتھ کو دوسرے پر مارا پھر فرمایا ایسا نہ ہو کہ تم بھول جاؤ رجم کی آیت کو۔ کوئی یہ کہنے لگے ہم دو حدوں کو اللہ کی کتاب میں نہیں پاتے دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا ہے اور ہم نے بھی بعد آپ کے رجم کیا ہے قسم اس ذات پاک کی جس کے اختیار میں میری جان ہے! اگر لوگ یہ نہ کہتے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے بڑھا دیا کتاب اللہ میں تو میں اس آیت کو قرآن میں لکھوا دیتا ﴿الشيخ والشيخة اذا زنيا فارجموهما البتة﴾ (یعنی محصن مرد اور محصنہ عورت جب زنا کریں تو سنگسار کروان کو) ہم نے اس آیت کو پڑھا ہے (پھر پڑھنا اس کا موقوف ہو گیا لیکن حکم باقی ہے قیامت تک) سعید بن مسیب نے کہا کہ پھر ذی الحجہ کا مہینہ نہ گزرا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے (فیروز مجوسی کے ہاتھ سے اللہ جل جلالہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دعا کو قبول فرمایا اور ان کو درجہ شہادت عطا کیا)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے اسے **حسن صحیح** کہا ہے۔

(١٥٣٠) **موقوف صحيح**: بيهقى (٢١٣٬٢١٢/٨) رقم (١٦٩٢٠، ١٦٩٢١) عبدالرزاق (٣١٥/١١) رقم (٢٠٦٣٩) احمد (٣٦/١) رقم (٢٤٩)۔

۱۵۳۱۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ أُتِيَ بِامْرَأَةٍ قَدْ وَلَدَتْ فِي سِتَّةِ أَشْهُرٍ فَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُرْجَمَ فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ لَيْسَ ذَلِكَ عَلَيْهَا إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا وَقَالَ وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ فَالْحَمْلُ يَكُونُ سِتَّةَ أَشْهُرٍ فَلَا رَجْمَ عَلَيْهَا فَبَعَثَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فِي أَثَرِهَا فَوَجَدَهَا قَدْ رُجِمَتْ ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت آئی جس کا بچہ چھ مہینے میں پیدا ہوا تھا آپ نے اس کے رجم کا حکم کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس پر رجم نہیں ہوسکتا اللہ جل جلالہٗ فرماتا ہے اپنی کتاب میں ''آدمی کا حمل اور دودھ چھڑانا تیس مہینے میں ہوتا ہے۔'' اور دوسری جگہ فرماتا ہے ''مائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس دودھ پلائیں جو شخص رضاعت کو پورا کرنا چاہے'' تو حمل کے چھ مہینے ہوئے اس وجہ سے رجم نہیں ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر لوگوں کو بھیجا اس عورت کے پیچھے (تا کہ اس کو رجم نہ کریں) دیکھا تو وہ رجم ہو چکی تھی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔ امام ابن عبدالبرؒ نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔[الاستذكار (٧٤/٢٤)]

فائدہ: یہ اجتہاد حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بہ سبب کمال ذکاوت اور احتیاط کے تھا ورنہ لازم آتا ہے کہ ہمیشہ حمل کی مدت چھ مہینے ہو حالانکہ یہ عرب کے خلاف ہے۔ اصل مطلب ان دونوں آیتوں کا یہی ہے کہ نو مہینے حمل کے اور پونے دو برس رضاعت کے مگر دو برس تک دوسری آیت میں اجازت دی اس شخص کے واسطے جو رضاعت پورا کرنا چاہے دو برس سے زیادہ نہیں ہوسکتا۔

۱۵۳۲۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الَّذِي يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ فَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ عَلَيْهِ الرَّجْمُ أَحْصَنَ أَوْ لَمْ يُحْصِنْ ۔

امام مالکؒ نے ابن شہاب سے پوچھا جو کوئی لواطت (لونڈا بازی) کرے اس کا کیا حکم ہے۔ ابن شہاب نے کہا کہ اس کو رجم کرنا چاہیے خواہ محصن ہو یا غیر محصن۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: یہ رجم بطور تعزیر کے ہے نہ کہ بطور حد کے۔

باب ما جاء فيمن اعترف على نفسه بالزنا — جو شخص زنا کا اقرار کرے اس کا بیان

۱۵۳۳۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ رَجُلًا اعْتَرَفَ عَلَى نَفْسِهِ بِالزِّنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

(١٥٣١) موقوف صحيح : عبدالرزاق فی المصنف (١٣٤٤٧) سعيد بن منصور فی سننه (٢٠٧٥) بيهقی فی السنن الكبرى (٤٤٢/٧ ـ ٤٤٣) ـ

(١٥٣٢) مقطوع صحيح : عبدالرزاق فی المصنف (٣٦٣/٧) رقم (١٣٤٨٥) ابن ابی شيبة فی المصنف (٤٩٤/٥) رقم (٢٨٣٣٧) ـ

وَسَلَّمَ فَدَعَا لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَوْطٍ فَأُتِيَ بِسَوْطٍ مَكْسُورٍ فَقَالَ فَوْقَ هَذَا فَأُتِيَ بِسَوْطٍ جَدِيدٍ لَمْ تُقْطَعْ ثَمَرَتُهُ فَقَالَ دُونَ هَذَا فَأُتِيَ بِسَوْطٍ قَدْ رُكِبَ بِهِ وَلَانَ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجُلِدَ ثُمَّ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ آنَ لَكُمْ أَنْ تَنْتَهُوا عَنْ حُدُودِ اللَّهِ مَنْ أَصَابَ مِنْ هَذِهِ الْقَاذُورَاتِ شَيْئًا فَلْيَسْتَتِرْ بِسِتْرِ اللَّهِ فَإِنَّهُ مَنْ يُبْدِي لَنَا صَفْحَتَهُ نُقِمْ عَلَيْهِ كِتَابَ اللَّهِ ۔

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اقرار کیا زنا کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آپ نے کوڑا منگایا تو نیا کوڑا آیا جس کا سرا ابھی نہیں کٹا تھا۔ آپ نے فرمایا اس سے نرم لاؤ پھر ایک کوڑا آیا جو بالکل ٹوٹا ہوا تھا آپ نے فرمایا اس سے سخت لاؤ پھر ایک کوڑا آیا جو سواری میں کام آیا تھا اور نرم ہو گیا تھا۔ آپ نے حکم کیا اس کوڑے سے مارنے کا۔ بعد اس کے فرمایا اے لوگو! اب وہ وقت آ گیا ہے کہ تم باز رہو اللہ کی حدوں سے جو شخص اس قسم کا کوئی گناہ کرے تو چاہیے کہ چھپا رہے اللہ کے پردے میں اور جو کوئی کھول دے گا اپنے پردے کو تو ہم موافق کتاب اللہ کے اس پر حد قائم کریں گے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

۱۵۳۴۔ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتَ أَبِي عُبَيْدٍ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أَبَا بَكْرِ الصِّدِّيقَ أُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ وَقَعَ عَلَى جَارِيَةٍ بِكْرٍ فَأَحْبَلَهَا ثُمَّ اعْتَرَفَ عَلَى نَفْسِهِ بِالزِّنَا وَلَمْ يَكُنْ أَحْصَنَ فَأَمَرَ بِهِ أَبُو بَكْرٍ فَجُلِدَ الْحَدَّ ثُمَّ نُفِيَ إِلَى فَدَكَ ۔

حضرت صفیہ بنت ابی عبید سے روایت ہے کہ لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص کو لائے جس نے ایک بکر (کنواری) لونڈی سے زنا کر کے اس کو حاملہ کر دیا تھا بعد اس کے زنا کا اقرار کیا اور وہ محصن (شادی شدہ) نہ تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حکم کیا اس کو کوڑے مارنے کا اس کو حد پڑی بعد اس کے نکال دیا گیا فدک کی طرف (فدک ایک موضع ہے مدینہ سے دو دن کی راہ پر)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص زنا کا اقرار کرے بعد اس کے منکر ہو جائے اور کہے میں نے زنا نہیں کیا بلکہ میں فلانا کام کیا (جیسے اپنی عورت سے حالت حیض میں جماع کیا اس کو زنا سمجھا) تو اس پر حد نہ پڑے گی کیونکہ حد پڑنے میں یا تو گواہ عادل ہونے چاہییں یا اقرار ہو جس پر وہ قائم رہے حد پڑنے تک۔ کہا مالکؒ نے میں نے اپنے شہر کے عالموں کو اس پر پایا کہ غلام اگر زنا کریں تو وہ جلاوطن نہ کئے جائیں گے۔

(۱۵۳۳) **ضعیف**: عبدالرزاق فی المصنف (۳۶۹/۷) بیهقی فی السنن الکبری (۳۲۶/۸) حاکم فی المستدرك (۲۴۴/۴) معرفة السنن والآثار (۳۳۰/۸) الشافعی فی الام (۱۴۵/۶) ۔

(۱۵۳۴) **موقوف ضعیف**: عبدالرزاق فی المصنف (۲۰۴/۷) (۱۲۷۹۶) ابن ابی شیبة فی المصنف (۵۳۶/۵) بیهقی فی السنن الکبری (۲۲۳/۸) ۔

باب جامع ما جاء فی حد الزنا — زنا کی حد میں مختلف حدیثیں

۱۵۳۵۔ عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْأَمَةِ إِذَا زَنَتْ وَلَمْ تُحْصِنْ فَقَالَ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ بِيعُوهَا وَلَوْ بِضَفِيرٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ لَا أَدْرِی أَبَعْدَ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ قَالَ يَحْيَى سَمِعْتُ قَوْلَه تَعَالَى يَقُولُ وَالضَّفِيرُ الْحَبْلُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ لونڈی غیر محصنہ جب زنا کرے تو کیا حکم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ زنا کرے تو اس کو کوڑے مارو پھر اگر زنا کرے تو پھر اس کو کوڑے مارو پھر اگر زنا کرے تو پھر اس کو کوڑے مارو بعد اس کے چوتھی مرتبہ یا تیسری مرتبہ کے بعد آپ نے فرمایا بیچ ڈالو ایسی لونڈی کو اگرچہ ایک رسی کے عوض میں ہو۔

۱۵۳۶۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدًا كَانَ يَقُومُ عَلَى رَقِيقِ الْخُمُسِ وَأَنَّهُ اسْتَكْرَهَ جَارِيَةً مِنْ ذَلِكَ الرَّقِيقِ فَوَقَعَ بِهَا فَجَلَدَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَنَفَاهُ وَلَمْ يَجْلِدِ الْوَلِيدَةَ لِأَنَّهُ اسْتَكْرَهَهَا۔

نافع سے روایت ہے کہ ایک غلام مقرر تھا ان غلام اور لونڈیوں پر جو خمس میں آئی تھیں اس نے انہیں غلام لونڈیوں میں سے ایک لونڈی سے زبردستی جماع کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے اس کو کوڑے مارے اور نکال دیا اور لونڈی کو نہ مارا کیونکہ اس پر جبر ہوا تھا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

۱۵۳۷۔ عَنْ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَيَّاشِ بْنِ أَبِی رَبِيعَةَ الْمَخْزُومِيَّ قَالَ أَمَرَنِی عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِی فِتْيَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَجَلَدْنَا وَلَائِدَ مِنْ وَلَائِدِ الْإِمَارَةِ خَمْسِينَ خَمْسِينَ فِی الزِّنَا۔

حضرت عبداللہ بن عیاش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو اور کئی جوانوں کو جو قریش کے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم کیا حد

(۱۵۳۵) بخاری (۲۱۵۳) کتاب البیوع : باب بیع العبد الزانی ' مسلم (۱۷۰۳) أبو داود (۴۴۶۹) ترمذی (۱۴۴۰) نسائی فی الکبری (۷۲۵۹) ابن ماجه (۲۵۶۵) احمد (۱۱۷/۴) رقم (۱۷۱۸۳) دارمی (۲۳۲۶)۔

(۱۵۳۶) **موقوف ضعیف** : بیهقی (۲۳۶/۸ ' ۲۴۳) رقم (۱۷۰۴۹ ' ۱۷۰۹۶)۔

(۱۵۳۷) **موقوف صحیح** : عبدالرزاق فی المصنف (۳۹۵/۷) رقم (۱۳۶۰۸) بیهقی فی السنن الکبری (۲۴۲/۸) رقم (۱۷۰۸۹)۔

مارنے کا تو ہم نے لونڈیوں کو پچاس پچاس کوڑے لگائے زنا میں وہ لونڈیاں امارت یعنی بیت المال کی تھیں۔
تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

باب ما جاء في المغتصبة جس عورت کو کوئی چھین لے جائے اور جبراً اس سے جماع کرے اس کا بیان

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر عورت حاملہ ہو جائے اور اس کا خاوند نہ ہو پھر وہ کہنے لگے کہ مجھ سے زبردستی کسی نے جماع کیا تھا یا میں نے نکاح کیا تھا تو یہ قول اس کا قبول نہ کیا جائے گا بلکہ حد ماری جائے گی جب تک کہ اس نکاح پر گواہ نہ لائے یا اپنی مجبوری کا ثبوت نہ دے گواہوں سے یا قرینے سے مثلاً بکر (کنواری) ہو تو چلی آئے فریاد کرتی ہوئی اس حال میں کہ خون نکل رہا ہو اس کی شرمگاہ سے یا چلانے لگے یہاں تک کہ لوگ آ جائیں۔ بغیر ان باتوں کے اس کا قول مقبول نہ ہوگا اور حد پڑے گی۔
مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جس عورت سے زبردستی کوئی جماع کرے تو وہ نکاح نہ کرے جب تک کہ اس کو تین حیض نہ آ لیں اگر حمل کا شبہ ہو تو بھی نکاح نہ کرے جب تک کہ یہ شبہ دور نہ ہو۔

باب ما جاء في القذف والنفي والتعريض حد قذف کا اور نفی نسب کا اور اشارے کنائے میں دوسرے کو گالی دینے کا بیان

۱۵۳۸۔ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ أَنَّهُ قَالَ جَلَدَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَبْدًا فِي فِرْيَةٍ ثَمَانِينَ قَالَ أَبُو الزِّنَادِ فَسَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ أَدْرَكْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَالْخُلَفَاءَ هَلُمَّ جَرًّا فَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا جَلَدَ عَبْدًا فِي فِرْيَةٍ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ ۔

حضرت ابوالزنا سے روایات ہے کہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے ایک غلام کو حد قذف کے اسی (۸۰) کوڑے لگائے تو میں نے عبداللہ بن عامر سے پوچھا انہوں نے کہا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ اور خلفاء کو ان کے بعد دیکھا کہ کسی نے غلام کو حد قذف میں چالیس کوڑے سے زیادہ نہیں لگائے۔
تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔
فائدہ: کیونکہ غلام کی حد آزاد کی حد سے نصف ہے اور آزاد کو اسی کوڑے قذف میں پڑتے ہیں۔ قذف کہتے ہیں کسی مسلمان پاکدامن یا عورت عفیفہ کو زنا کی تہمت لگانا اس کی حد اسی کوڑے ہیں۔

(۱۵۳۸) **مقطوع صحیح**: عبدالرزاق فی المصنف (۴۳۸/۷) (۱۳۷۹۴) ابن ابی شیبۃ فی المصنف (۴۸۳/۵، ۴۸۴) (۲۸۲۱۵، ۲۸۲۲۸) بیھقی فی السنن الکبری (۲۵۱/۸) (۱۷۱۳۹)۔

۱۵۳۹۔ عَنْ زُرَيْقِ بْنِ حَكِيمٍ الْأَيْلِيِّ أَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ مِصْبَاحٌ اسْتَعَانَ ابْنًا لَهُ فَكَأَنَّهُ اسْتَبْطَأَهُ فَلَمَّا جَاءَهُ قَالَ لَهُ يَا زَانٍ قَالَ زُرَيْقٌ فَاسْتَعْدَانِي عَلَيْهِ فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَجْلِدَهُ قَالَ ابْنُهُ وَاللَّهِ لَئِنْ جَلَدْتَهُ لَأَبُوءَنَّ عَلَى نَفْسِي بِالزِّنَا فَلَمَّا قَالَ ذَلِكَ أَشْكَلَ عَلَيَّ أَمْرُهُ فَكَتَبْتُ فِيهِ إِلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَهُوَ الْوَالِي يَوْمَئِذٍ أَذْكُرُ لَهُ ذَلِكَ فَكَتَبَ إِلَيَّ عُمَرُ أَنْ أَجِزْ عَفْوَهُ قَالَ زُرَيْقٌ وَكَتَبْتُ إِلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَيْضًا أَرَأَيْتَ رَجُلًا افْتُرِيَ عَلَيْهِ أَوْ عَلَى أَبَوَيْهِ وَقَدْ هَلَكَا أَوْ أَحَدُهُمَا قَالَ فَكَتَبَ إِلَيَّ عُمَرُ إِنْ عَفَا فَأَجِزْ عَفْوَهُ فِي نَفْسِهِ وَإِنِ افْتُرِيَ عَلَى أَبَوَيْهِ وَقَدْ هَلَكَا أَوْ أَحَدُهُمَا فَخُذْ لَهُ بِكِتَابِ اللَّهِ إِلَّا أَنْ يُرِيدَ سِتْرًا ۔

حضرت زریق بن حکیم سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جس کا نام مصباح تھا اپنے بیٹے کو کسی کام کے واسطے بلایا اس نے دیر کی جب آیا تو مصباح نے کہا کہ اے زانی! اس لڑکے نے میرے پاس فریاد کی میں نے اس کے باپ کو حد مارنی چاہی تو وہ لڑکا بولا اگر تم میرے باپ کو کوڑوں سے مارو گے تو میں زنا کا اقرار کرلوں گا میں یہ سن کر حیران ہوا اور اس مقدمے کا فیصلہ کرنا مجھ پر دشوار ہوا تو میں نے عمر بن عبدالعزیز کو لکھا وہ اس زمانے میں حاکم تھے مدینے کے (سلیمان بن عبدالملک کی طرف سے)۔ عمر بن عبدالعزیز نے جواب میں لکھا کہ لڑکے کے عفو کو جائز رکھ (یعنی بیٹے نے اگر باپ کو حد معاف کر دی تو عفو صحیح ہے)۔ زریق نے کہا میں نے عمر بن عبدالعزیز کو یہ بھی لکھا تھا کہ اگر کوئی شخص دوسرے کو تہمت زنا کی لگائے یا اس کے ماں باپ کو اور ماں باپ اس کے مر گئے ہوں یا دونوں میں سے ایک مر گیا ہو عمر بن عبدالعزیز نے جواب میں لکھا کہ جس شخص کو تہمت زنا کی لگائے اگر وہ معاف کر دے تو عفو درست ہے لیکن اگر اس کے والدین کو تہمت زنا کی لگائے تو اس کا عفو کر دینا درست نہیں جب کہ والدین مر گئے ہوں یا ان دو میں سے ایک مر گیا ہو بلکہ حد لگا اس کو موافق کتاب اللہ کے مگر جب بیٹا اپنے والدین کا حال چھپانے کے واسطے عفو کر دے تو عفو درست ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ یعنی اس کو خوف ہوا اگر میں تہمت لگانے والے کو معاف نہ کروں گا تو والدین کا زنا گواہوں سے ثابت ہو جائے گا اس وجہ سے عفو کر دے تو عفو درست ہے۔

۱۵۴۰۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ قَالَ فِي رَجُلٍ قَذَفَ قَوْمًا جَمَاعَةً أَنَّهُ لَيْسَ عَلَيْهِ إِلَّا حَدٌّ وَاحِدٌ ۔

حضرت عروہ بن زبیر نے کہا کہ جو شخص بہت سے آدمیوں کو ایک ہی قول میں زنا کی تہمت لگائے (مثلاً ان آدمیوں کو پکارے اے زانیو! یا یوں کہے کہ تم سب زانی ہو) تو اس پر ایک ہی حد پڑے گی (یعنی صرف اسّی کوڑے)۔

(۱۵۳۹)مقطوع صحیح : عبدالرزاق فی المصنف (۷/۴۴۱) (۱۳۸۱۲) ابن ابی شیبة فی المصنف (۵/۴۸۴ '۵۴۷) (۲۸۲۲۹ '۲۸۸۸۴)۔

(۱۵۴۰)مقطوع صحیح : عبدالرزاق (۱۳۷۷۷) ابن ابی شیبة (۲۸۱۹۴)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: کہا مالکؒ نے اگر وہ لوگ جدا جدا ہو جائیں جب بھی ایک ہی حد پڑے گی۔

۱۵۴۱۔ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ رَجُلَيْنِ اسْتَبَّا فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ وَاللَّهِ مَا أَبِي بِزَانٍ وَلَا أُمِّي بِزَانِيَةٍ فَاسْتَشَارَ فِي ذَلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ قَائِلٌ مَدَحَ أَبَاهُ وَأُمَّهُ وَقَالَ آخَرُونَ قَدْ كَانَ لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ مَدْحٌ غَيْرُ هَذَا نَرَى أَنْ تَجْلِدَهُ الْحَدَّ فَجَلَدَهُ عُمَرُ الْحَدَّ ثَمَانِينَ ۔

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ دو مردوں نے گالی گلوچ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک نے دوسرے سے کہا قسم خدا کی! میرا باپ تو بدکار نہ تھا نہ میری ماں بدکار تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بات میں مشورہ کیا ایک شخص بولا اس میں کیا برائی ہے اس نے اپنے باپ اور ماں کی خوبیاں بیان کیں اور لوگوں نے کہا کیا اس کے باپ اور ماں کی صرف یہی خوبی تھی۔ ہمارے نزدیک اس کو حد قذف مارنی چاہیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو حد قذف ماری۔ اسی (۸۰) کوڑے لگائے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: کیونکہ اس کہنے سے خفیہ طعن مقصود تھا دوسرے پر کہ تیرا باپ بدکار تھا یا تیری ماں بدکار تھی ابوحنیفہؒ اور شافعیؒ کے نزدیک ایسی صورتوں میں حد واجب نہ ہوگی۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک حد نہیں ہے مگر قذف میں یا نفی میں (نفی کہتے ہیں نسب دور کرنے کو مثلاً یہ کہنا تو اپنے باپ کا بیٹا نہیں ہے) یا تعریض میں (یعنی اشارے کنائے میں کسی کو گالی دینا جیسے ابھی بیان ہوا) ان سب صورتوں میں حد پوری پوری لازم آئے گی لیکن یہ ضروری ہے کہ تعریض سے نفی یا قذف مقصود ہونا معلوم ہو جائے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے جب کوئی کسی کو اس کے باپ سے نفی کرے تو حد واجب ہوگی اگرچہ اس کی ماں لونڈی ہی کیوں نہ ہو۔

باب ما لا حد فيه — جس میں حد نہیں ہے

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو کوئی شریک مشترک لونڈی سے صحبت کرے تو اس پر حد نہیں ہے اب جو لڑکا پیدا ہوگا اس کا نسب اسی سے لگایا جائے گا اور لونڈی کی قیمت لگا کر باقی شریکوں کو ان کے حصے کے موافق ادا کرنی ہوگی اور لونڈی پوری اسی کی ہو جائے گی ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص اپنی لونڈی کسی کو مباح کر دے (یعنی اس سے جماع کرنے کی اجازت دے دے ہر چند یہ درست نہیں) وہ شخص اس سے جماع کرے تو لونڈی کی قیمت دینی ہوگی خواہ حاملہ ہو یا نہ ہو لیکن حد نہ پڑے گی اگر حاملہ ہو جائے گی تو لڑکی کا نسب اس سے ثابت کر دیں گے۔

(۱۰۴۱) **موقوف ضعيف**: دارقطني (۲۰۸/۳) (۳۴۴۳) بيهقي في السنن الكبرى (۲۵۲/۸) (۱۷۱۴۷) ابن ابي شيبة في المصنف (۴۹۶/۵) (۲۸۳۶۷) عبدالرزاق (۴۲۵/۷) (۱۳۷۲۵) ۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیٹی یا بیٹے کی لونڈی سے جماع کرے تو حد نہ پڑے گی لیکن لونڈی کی قیمت دینی ہو گی حاملہ ہو یا نہ ہو۔

۱۵۴۲۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِرَجُلٍ خَرَجَ بِجَارِيَةٍ لِامْرَأَتِهِ مَعَهُ فِي سَفَرٍ فَأَصَابَهَا فَغَارَتْ امْرَأَتُهُ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَسَأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ وَهَبْتُهَا لِي فَقَالَ عُمَرُ لَتَأْتِينِي بِالْبَيِّنَةِ أَوْ لَأَرْمِيَنَّكَ بِالْحِجَارَةِ قَالَ فَاعْتَرَفَتْ امْرَأَتُهُ أَنَّهَا وَهَبَتْهَا لَهُ ۔

حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ایک شخص اپنی بیوی کی لونڈی کو سفر میں ساتھ لے کر نکلا وہاں اس سے صحبت کی۔ عورت نے رشک کے مارے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہہ دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مرد سے پوچھا وہ بولا کہ عورت نے اس لونڈی کو مجھے ہبہ کر دیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا تو تو گواہ لا ہبہ کے نہیں تو تجھے رجم کروں گا۔ اس وقت عورت نے کہہ دیا کہ ہاں میں نے ہبہ کر دیا تھا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو ضعیف کہا ہے۔

(44) كتاب السرقة



کتاب چوری کے بیان میں

باب ما يجب فيه القطع — جس چوری میں ہاتھ کاٹا جاتا ہے اس کا بیان

۱۵۴۳۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ فِي مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ ۔

(۱۵۴۲)موقوف ضعيف : عبدالرزاق في المصنف (۳۴۵/۷) (۱۳۴۲۸) ابن ابی شيبة في المصنف (۵۱۱/۵ - ۵۱۲) (۲۸۵۳۶) بيهقی في السنن الكبری (۲۴۱/۸) (۱۷۰۸۱) ۔

(۱۵۴۳)بخاری (۶۷۹۵) كتاب الحدود : باب قول الله تعالى والسارق والسارقة فاقطعوا أيديهما ، مسلم (۱۶۸۶) أبو داود (۴۳۸۵) ترمذی (۱۴۴۶) نسائی (۴۹۰۸) ابن ماجه (۲۵۸۴) احمد (۶۴/۲) رقم (۵۳۱۰) دارمی (۲۳۰۱) ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کاٹا ایک ڈھال کی چوری میں جس کی قیمت تین درہم تھی۔

فائدہ: سرقہ (چوری) کے باب میں یہ حدیث سب حدیثوں سے صحیح ہے اسی سے اخذ کیا ہے علماء محققین نے۔

۱۵۴۴۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ الْمَكِّيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ مُعَلَّقٍ وَلَا فِي حَرِيسَةِ جَبَلٍ فَإِذَا آوَاهُ الْمُرَاحُ أَوْ الْجَرِينُ فَالْقَطْعُ فِيمَا يَبْلُغُ ثَمَنَ الْمِجَنِّ))۔

حضرت عبداللہ بن عبدالرحمٰن مکی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو میوہ درخت پر لٹکتا ہو یا جو بکری پہاڑ پر پھرتی ہو (اس کا کوئی محافظ نہ ہو) اس کے اٹھا لینے میں ہاتھ نہ کاٹا جائے گا مگر جب وہ بکری اپنے گھر میں آ جائے یا میوہ کاٹ کر کھانے کو کہیں رکھا جائے پھر اس کو کوئی چرائے تو ہاتھ کاٹا جائے گا بشرطیکہ قیمت اس کی ڈھال کے برابر (یعنی تین درہم ہو یا زیادہ ہو)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **حسن** کہا ہے۔علامہ البانی نے بھی اسے **حسن** کہا ہے۔[ارواء الغليل (۲٤۱۳)]

۱۵۴۵۔ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ سَارِقًا سَرَقَ فِي زَمَانِ عُثْمَانَ أُتْرُجَّةً فَأَمَرَ بِهَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ أَنْ تُقَوَّمَ فَقُوِّمَتْ بِثَلَاثَةِ دَرَاهِمَ مِنْ صَرْفِ اثْنَيْ عَشَرَ دِرْهَمًا بِدِينَارٍ فَقَطَعَ عُثْمَانُ يَدَهُ۔

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ترنج (لیموں یا کھٹایا از قسم سنگترہ کوئی پھل) چرایا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کی قیمت لگوائی وہ تین درہم کا نکلا بارہ درہم فی دینار کے حساب سے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ کاٹا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۵۴۶۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ مَا طَالَ عَلَيَّ وَمَا نَسِيتُ الْقَطْعُ فِي رُبُعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا۔

(١٠٤٤) **حسن**: أبو داود (٤٣٩٠) كتاب الحدود: باب ما لا قطع فيه' ترمذی (١٢٨٩) نسائی (٤٩٥٧) ابن ماجه (٢٥٩٦) احمد (٢٠٧/٢) رقم (٦٩٣٦) الشافعی فی المسند (١٦٨/٢)۔

(١٠٤٥) **موقوف صحيح**: عبدالرزاق فی المصنف (٢٣٧/١٠) رقم (١٨٩٧٢) ابن ابی شيبة (٤٧٢/٥) رقم (٢٨٠٨٧) بيهقی (٢٦٠/٨) رقم (١٧١٨٨) الشافعی فی المسند (١٦٥/٢)۔

(١٠٤٦) بخاری (٦٧٨٩) كتاب الحدود: باب قول الله تعالى والسارق والسارقة' مسلم (١٦٨٤) أبو داود (٤٣٨٣) ترمذی (١٤٤٥) نسائی (٤٩٢٢) ابن ماجه (٢٥٨٥) احمد (٢٤٩/٦) رقم (٢٦٦٤٥) دارمی (٢٣٠٠)۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ابھی کچھ زیادہ زمانہ نہیں اور نہ میں بھولی ہوں کہ چور کا ہاتھ رُبع دینار میں یا زیادہ میں کاٹا جائے گا۔

فائدہ: بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً اس کو روایت کیا ہے رُبع دینار کے بھی تین درہم ہوئے اس وقت کے حساب سے کیونکہ اس وقت دینار بارہ درہم کا تھا۔

۱۵۴۷۔ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهَا قَالَتْ خَرَجَتْ عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مَكَّةَ وَمَعَهَا مَوْلَاتَانِ لَهَا وَمَعَهَا غُلَامٌ لِبَنِي عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَبَعَثَتْ مَعَ الْمَوْلَاتَيْنِ بِبُرْدٍ مُرَجَّلٍ قَدْ خِيطَ عَلَيْهِ خِرْقَةٌ خَضْرَاءُ قَالَتْ فَأَخَذَ الْغُلَامُ الْبُرْدَ فَفَتَقَ عَنْهُ فَاسْتَخْرَجَهُ وَجَعَلَ مَكَانَهُ لِبْدًا أَوْ فَرْوَةً وَخَاطَ عَلَيْهِ فَلَمَّا قَدِمَتْ الْمَوْلَاتَانِ الْمَدِينَةَ دَفَعَتَا ذَلِكَ إِلَى أَهْلِهِ فَلَمَّا فَتَقُوا عَنْهُ وَجَدُوا فِيهِ اللِّبْدَ وَلَمْ يَجِدُوا الْبُرْدَ فَكَلَّمُوا الْمَرْأَتَيْنِ فَكَلَّمَتَا عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ كَتَبَتَا إِلَيْهَا وَاتَّهَمَتَا الْعَبْدَ فَسُئِلَ الْعَبْدُ عَنْ ذَلِكَ فَاعْتَرَفَ فَأَمَرَتْ بِهِ عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُطِعَتْ يَدُهُ وَقَالَتْ عَائِشَةُ الْقَطْعُ فِي رُبُعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا۔

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ مکہ کو گئیں اُن کے ساتھ دو لونڈیاں تھیں اُن کی آزاد کی ہوئیں (مولاۃ) اور ایک غلام تھا عبداللہ بن ابی بکر کی اولاد کا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مکہ سے ان دو لونڈیوں کے ہاتھ ایک چادر بھیجی جس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں مردوں کی۔ ایک سبز کپڑے میں لپیٹ کر سی دیا تھا۔ اس غلام نے کیا کیا کپڑے کی سیون ادھیڑ کر اس میں سے چادر نکال لی اور اس کی جگہ ایک تھیلا یا پوستین رکھ دی اور پھر سی دیا جب وہ لونڈیاں مدینہ کو آئیں اور وہ امانت جن کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا سپرد کی انہوں نے ادھیڑ کر دیکھا تو نمدہ ہے چادر نہیں ہے لونڈیوں سے پوچھا۔ لونڈیوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا یا ان کو لکھ بھیجا اور اپنا گمان غلام پر ظاہر کیا جب غلام سے پوچھا گیا تو اس نے اقرار کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم کیا اس کا ہاتھ کاٹا گیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رُبع دینار یا زیادہ میں ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: بعضوں نے (مرجل کو) مرحل حائے حطی سے پڑھا ہے یعنی تصویریں پالانوں کی بنی ہوئی تھیں۔ زرقانی نے کہا کہ حیوان کی تصویر اس صورت میں منع ہے جب کہ پوری تصویر ہو اور اس تصویر کا سایہ پڑتا ہو اگر فقط نقش کے طور پر کسی کپڑے پر ہو جس کا سایہ نہ پڑتا ہو اور پوری نہ ہو تو کچھ قباحت نہیں ہے۔

(۱۵۴۷) موقوف صحیح: شافعی فی مسنده (ص ۳۳۵ ـ ۳۳۶) بیهقی فی السنن الکبری (۲۷۶/۸) رقم (۱۷۲۸۰) وفی معرفة السنن والآثار (۴۱۸/۶)۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ میرے نزدیک جب چور تین درہم کا مال چرائے تو اس کا ہاتھ کاٹنا لازم ہوگا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ڈھال میں ہاتھ کاٹا جس کی قیمت تین درہم تھی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہاتھ کاٹا ایک ترنج (از قسم لیموں ایک پھل) میں جس کی قیمت تین درہم ہوئی یہ میں نے سب سے اچھا سنا۔

باب ما جاء في قطع الآبق والسارق — جو غلام بھاگ جائے پھر چوری کرے اس کے ہاتھ کاٹنے کا بیان

۱۵۴۸۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدًا لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ سَرَقَ وَهُوَ آبِقٌ فَأَرْسَلَ بِهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ إِلَى سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ لِيَقْطَعَ يَدَهُ فَأَبَى سَعِيدٌ أَنْ يَقْطَعَ يَدَهُ وَقَالَ لَا تُقْطَعُ يَدُ الْآبِقِ السَّارِقِ إِذَا سَرَقَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ فِي أَيِّ كِتَابِ اللَّهِ وَجَدْتَ هَذَا ثُمَّ أَمَرَ بِهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ فَقُطِعَتْ يَدُهُ ۔

نافع سے روایت ہے کہ ایک غلام عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بھاگا ہوا تھا اس نے چوری کی۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس غلام کو سعید بن عاص کے پاس بھیجا جو حاکم تھے مدینہ کے ہاتھ کاٹنے کو۔ سعید بن عاص نے نہ مانا اور کہا جب کوئی بھاگ جائے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تو نے یہ حکم کس کتاب اللہ میں پایا پھر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حکم کیا اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

۱۵۴۹۔ عَنْ زُرَيْقِ بْنِ حَكِيمٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ أَخَذَ عَبْدًا آبِقًا قَدْ سَرَقَ قَالَ فَأَشْكَلَ عَلَيَّ أَمْرُهُ قَالَ فَكَتَبْتُ فِيهِ إِلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَسْأَلُهُ عَنْ ذَلِكَ وَهُوَ الْوَالِي يَوْمَئِذٍ قَالَ فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّنِي كُنْتُ أَسْمَعُ أَنَّ الْعَبْدَ الْآبِقَ إِذَا سَرَقَ وَهُوَ آبِقٌ لَمْ تُقْطَعْ يَدُهُ قَالَ فَكَتَبَ إِلَيَّ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ نَقِيضَ كِتَابِي يَقُولُ كَتَبْتَ إِلَيَّ أَنَّكَ كُنْتَ تَسْمَعُ أَنَّ الْعَبْدَ الْآبِقَ إِذَا سَرَقَ لَمْ تُقْطَعْ يَدُهُ وَإِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ فَإِنْ بَلَغَتْ سَرِقَتُهُ رُبُعَ دِينَارٍ فَصَاعِدًا فَاقْطَعْ يَدَهُ ۔

حضرت زریق بن حکیم نے ایک بھاگے ہوئے غلام کو گرفتار کیا جس نے چوری کی تھی پھر ان کو یہ مسئلہ مشکل معلوم ہوا انہوں نے عمر بن عبدالعزیز کو لکھا وہی اس زمانے میں امیر المومنین تھے اور یہ بھی لکھا کہ میں سنتا تھا جو غلام بھاگ جائے پھر وہ چوری

(۱۵۴۸) موقوف صحیح: شافعی فی الأم (۱۵۰/۶) بیهقی فی السنن الکبری (۲۶۸/۸) رقم (۱۷۲۳۴) الشافعی فی الام (۱۵۰/۶)۔

(۱۵۴۹) مقطوع صحیح: عبدالرزاق فی المصنف (۲۴۱/۱۰) رقم (۱۸۹۸۴) بیهقی فی السنن الکبری (۲۶۸/۸) رقم (۱۷۲۳۶)۔

کرے تو اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے عمر بن عبدالعزیز نے جواب میں لکھا اور میری تحریر کا حوالہ دیا کہ تو نے لکھا ہے کہ تو سنا کرتا تھا کہ جو غلام بھاگا ہوا وہ چوری کرے تو اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا حالانکہ اللہ جل جلالہٗ نے فرمایا ہے کہ "جو مرد چوری کرے یا عورت چوری کرے تو ان کے ہاتھ کاٹو یہ بدلہ ہے اُن کے کام کا اور عذاب ہے اللہ کی طرف سے اللہ غالب ہے حکمت والا۔" پس اگر اس غلام نے ربع دینار کے موافق یا اس سے زیادہ چوری کی ہو تو اس کا ہاتھ کاٹ ڈال۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۵۵۰۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَعُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانُوا يَقُولُونَ إِذَا سَرَقَ الْعَبْدُ الْآبِقُ مَا يَجِبُ فِيهِ الْقَطْعُ قُطِعَ قَالَ مَالِك وَذَلِكَ الْأَمْرُ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا أَنَّ الْعَبْدَ الْآبِقَ إِذَا سَرَقَ مَا يَجِبُ فِيهِ الْقَطْعُ قُطِعَ۔

حضرت قاسم بن محمد اور سالم بن عبداللہ اور عروہ بن زبیر کہتے تھے کہ بھاگا ہوا غلام جب اس قدر چرائے جس میں ہاتھ کاٹنا واجب ہوتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے۔

باب ترك الشفاعة للسارق اذا بلغ السلطان — جب چور حاکم تک پہنچ جائے پھر اس کی سفارش نہیں کرنی چاہیے

۱۵۵۱۔ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَفْوَانَ أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ قِيلَ لَهُ إِنَّهُ مَنْ لَمْ يُهَاجِرْ هَلَكَ فَقَدِمَ صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ الْمَدِينَةَ فَنَامَ فِي الْمَسْجِدِ وَتَوَسَّدَ رِدَاءَهُ فَجَاءَ سَارِقٌ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ فَأَخَذَ صَفْوَانُ السَّارِقَ فَجَاءَ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُقْطَعَ يَدُهُ فَقَالَ لَهُ صَفْوَانُ إِنِّي لَمْ أُرِدْ هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ هُوَ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلَّا قَبْلَ أَنْ تَأْتِيَنِي بِهِ۔

حضرت صفوان بن عبداللہ بن صفوان سے روایت ہے کہ صفوان بن امیہ سے کسی نے کہا کہ جس نے ہجرت نہیں کی تو وہ تباہ،

(۱۵۵۰) مقطوع ضعیف: ابن ابی شیبة فی المصنف (۴۷۶/۵) رقم (۲۸۱۳۵، ۲۸۱۳۶) عبدالرزاق فی المصنف (۱۸۹۸۱)۔

(۱۵۵۱) صحیح: أبو داود (۴۳۹۴) کتاب الحدود: باب من سرق من حرز، نسائی (۴۸۷۸) ابن ماجه (۲۵۹۵) احمد (۴۰۱/۳) رقم (۱۵۳۷۹) بیهقی (۲۶۵/۸)۔

ہوا۔ تو صفوان مدینہ میں آئے اور مسجد نبوی میں اپنی چادر سر کے تلے رکھ کر سو رہے چور آیا اور چادر ان کی لے گیا۔ صفوان نے اٹھ کر چور کو گرفتار کیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے۔ آپ ﷺ نے چور سے پوچھا کہ کیا تو نے صفوان کی چادر چرائی وہ بولا ہاں آپ نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم کیا۔ صفوان نے کہا میری نیت یہ نہ تھی یا رسول اللہ! وہ چادر تو اس پر صدقہ ہے آپ نے فرمایا تجھ کو یہ امر میرے پاس لانے سے پہلے کرنا تھا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب مقدمہ عدالت میں رجوع ہو جائے تو پھر سفارش درست نہیں۔

۱۵۵۲۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ لَقِيَ رَجُلًا قَدْ أَخَذَ سَارِقًا وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَذْهَبَ بِهِ إِلَى السُّلْطَانِ فَشَفَعَ لَهُ الزُّبَيْرُ لِيُرْسِلَهُ فَقَالَ لَا حَتَّى أَبْلُغَ بِهِ السُّلْطَانَ فَقَالَ الزُّبَيْرُ إِذَا بَلَغْتَ بِهِ السُّلْطَانَ فَلَعَنَ اللَّهُ الشَّافِعَ وَالْمُشَفِّعَ۔

حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ چور کو پکڑے ہوئے حاکم کے پاس لیے جاتا تھا زبیر نے سفارش کی کہا چھوڑ دے وہ بولا کبھی نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ حاکم کے پاس نہ لے جاؤں گا زبیر نے کہا جب تو حاکم کے پاس لے گیا تو خدا کی لعنت سفارش کرنے والے پر اور سفارش ماننے والے پر۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **حسن** کہا ہے۔

باب جامع القطع — ہاتھ کاٹنے کے مختلف مسائل کا بیان

۱۵۵۳۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ أَقْطَعَ الْيَدِ وَالرِّجْلِ قَدِمَ فَنَزَلَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَشَكَا إِلَيْهِ أَنَّ عَامِلَ الْيَمَنِ قَدْ ظَلَمَهُ فَكَانَ يُصَلِّ مِنَ اللَّيْلِ فَيَقُولُ أَبُو بَكْرٍ وَأَبِيكَ مَا لَيْلُكَ بِلَيْلِ سَارِقٍ ثُمَّ إِنَّهُمْ فَقَدُوا عِقْدًا لِأَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ امْرَأَةِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَطُوفُ مَعَهُمْ وَيَقُولُ اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِمَنْ بَيَّتَ أَهْلَ هَذَا الْبَيْتِ الصَّالِحِ فَوَجَدُوا الْحُلِيَّ عِنْدَ صَائِغٍ زَعَمَ أَنَّ الْأَقْطَعَ جَاءَهُ بِهِ فَاعْتَرَفَ بِهِ الْأَقْطَعُ أَوْ شُهِدَ عَلَيْهِ بِهِ فَأَمَرَ بِهِ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ فَقُطِعَتْ يَدُهُ الْيُسْرَى وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَاللَّهِ لَدُعَاؤُهُ عَلَى نَفْسِهِ أَشَدُّ عِنْدِي عَلَيْهِ مِنْ سَرِقَتِهِ۔

(۱۵۵۲) موقوف صحیح: عبدالرزاق (۱۸۹۲۷، ۱۸۹۲۸) ابن ابی شیبۃ (۲۸۰۶۶، ۲۸۰۶۷) دارقطنی (۲۰۴/۳) رقم (۳۴۳۱، ۳۴۳۲) بیہقی (۳۳۳/۸)۔

(۱۵۵۳) موقوف ضعیف: عبدالرزاق (۱۸۷۶۹) ابن ابی شیبۃ (۲۸۲۵۶) دارقطنی (۱۸۲/۳ ـ ۱۸۳) رقم (۳۳۶۸) بیہقی (۲۷۳/۸) رقم (۱۷۲۶۳) الشافعی فی المسند (۱۷۱/۲)۔

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ ایک شخص یمن کا رہنے والا ہاتھ پاؤں کٹا ہوا (یعنی داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں کٹا ہوا دو بار اس نے چوری کی ہوگی) مدینہ میں آیا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس اتر کر بولا کہ یمن کے حاکم نے مجھ پر ظلم کیا اور وہ راتوں کو نماز پڑھتا تھا (یعنی شب بیداری کرتا) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم تیرے باپ کی تیری رات چوروں کی رات نہیں ہے اتفاقاً ایک ہار اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بی بی کا گم ہو گیا لوگوں کے ساتھ وہ لنجا بھی ڈھونڈتا پھرتا تھا اور کہتا تھا کہ اے پروردگار! تباہ کر اس کو جس نے ایسے نیک گھر والوں کے ہاں چوری کی پھر وہ ہار ایک سنار کے پاس ملا سنار بولا مجھے اس لنجے نے دیا ہے اس لنجے نے اقرار کیا یا گواہی سے ثابت ہوا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حکم کیا اس کا بایاں ہاتھ کاٹا گیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم خدا کی! مجھے اس کی بد عا جو اپنے اوپر کرتا تھا چوری سے زیادہ سخت معلوم ہوئی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: مالکؒ اور شافعیؒ اور احمدؒ اور اکثر علماء کا مذہب یہی ہے کہ چور کا پہلی بار داہنا ہاتھ پھر دوسری بار بایاں پاؤں پھر تیسری بار بایاں ہاتھ پھر چوتھی بار داہنا پاؤں کاٹیں گے مگر ابوحنیفہؒ کے نزدیک تیسری بار سے ہاتھ پاؤں کاٹنا موقوف ہو جائے گا اور کچھ سزا دیں گے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے کئی بار چوری کی بعد اس کے گرفتار ہوا تو سب چوریوں کے بدلے میں صرف اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا جب اس کا ہاتھ نہ کٹا ہو اور جو ہاتھ کٹنے کے بعد اس نے چوری کی ربع دینار کے موافق تو بایاں پاؤں کاٹا جائے گا۔

۱۵۵۴۔ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ أَنَّ عَامِلًا لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَخَذَ نَاسًا فِي حِرَابَةٍ وَلَمْ يَقْتُلُوا أَحَدًا فَأَرَادَ أَنْ يَقْطَعَ أَيْدِيَهُمْ أَوْ يَقْتُلَ فَكَتَبَ إِلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِي ذَلِكَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ لَوْ أَخَذْتَ بِأَيْسَرِ ذَلِكَ۔

ابوالزناد سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کے ایک عامل نے چند آدمیوں کو ڈکیتی میں گرفتار کیا پر انہوں نے کسی کو قتل نہیں کیا تھا۔ عامل نے چاہا کہ ان کے ہاتھ کاٹے یا ان کو قتل کرے (کیونکہ ڈاکہ زنوں یا رہزنوں کی سزا یا تو قتل ہے یا سولی ہے یا ہاتھ پاؤں کاٹنا یا جلا وطنی ہے) پھر عمر بن عبدالعزیز کو اس بارے میں لکھا انہوں نے جواب میں لکھا کہ اگر تو آسان امر کو (یعنی جلا وطنی یا قید کو) اختیار کرے تو بہتر ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جو شخص بازار کے اُن مالوں کو چرائے جن کو مالکوں نے کسی برتن میں محفوظ کر کے رکھا ہو ملا کر ایک دوسرے سے رُبع دینار کے موافق چرائے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا برابر ہے کہ مالک وہاں موجود ہو یا نہ ہو رات کو ہو یا دن کو۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص ربع دینار کے موافق مال چرائے پھر مال مسروقہ مالک کے حوالے کر دے تب بھی اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نشے کی چیز پی چکا ہو اور اس کی بو آتی ہو اس کے منہ سے لیکن اس کو نشہ نہ ہو تو پھر بھی حد ماریں گے کیونکہ اس نے نشے کے واسطے پیا تھا اگر چہ نشہ نہ ہوا ایسا ہی چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا اگر چہ وہ چیز مالک کو پھیر دے کیونکہ اس نے لے جانے کے واسطے

(۱۵۵۴) مقطوع صحيح : بيهقي في الكبرى (۲۸٤/۸) رقم (۱۷۳۱۸) وفي الخلافيات (۲٤۱/۲)۔

چرایا تھا۔ اگرچہ لے نہ گیا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر کئی آدمی مل کر مال چرانے کو ایک گھر میں گھسے اور وہاں سے ایک صندوق یا لکڑی یا زیور سب مل کر اٹھا لائے اگر اس کی قیمت ربع دینار ہو تو سب کا ہاتھ کاٹا جائے گا اگر ہر ایک اُن میں سے جدا جدا مال لے کر نکلا تو جس کا مال ربع دینار تک پہنچے گا اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور جس کا اس سے کم ہوگا اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر ایک گھر ہو اس میں ایک ہی آدمی رہتا ہو اب کوئی آدمی اس گھر میں سے کوئی شے چرائے لیکن گھر کے باہر نہ لے جائے (مگر اسی گھر میں ایک کوٹھڑی سے دوسری کوٹھڑی میں رکھے یا صحن میں لائے) تو اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا جب تک گھر سے باہر نہ لے جائے البتہ اگر ایک گھر میں کئی کوٹھڑیاں الگ الگ ہوں اور ہر کوٹھڑی میں لوگ رہتے ہوں اب کوئی شخص کسی کوٹھڑی والے کا مال چرا کر کوٹھڑی سے باہر نکال لائے لیکن گھر سے باہر نہ نکالے تب بھی ہاتھ کاٹا جائے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو غلام گھر میں آجاتا ہو یا لونڈی آجاتی ہو اور اس کے مالک کو اس پر اعتبار ہو وہ اگر کوئی چیز چرائے اپنے مالک کی تو اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا اسی طرح جو غلام یا لونڈی آمد و رفت نہ رکھتے ہوں نہ اُن کا اعتبار ہو وہ بھی اگر اپنے مالک کا مال چرائیں تو ہاتھ نہ کاٹا جائے گا او جو اپنے مالک کی بیوی کا مال چرائیں یا اپنی مالکہ کے خاوند کا مال چرائیں تو ہاتھ کاٹا جائے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اسی طرح مرد اپنی عورت کے اس مال کو چرائے جو اس گھر میں نہ ہو جہاں وہ دونوں رہتے ہیں بلکہ ایک اور گھر میں محفوظ ہو یا عورت اپنے خاوند کے ایسے مال کو چرائے جو اس گھر میں نہ ہو جہاں وہ دونوں رہتے ہیں بلکہ ایک اور گھر میں بند ہو تو ہاتھ کاٹا جائے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ چھوٹا بچہ یا غیر ملک کا آدمی جو بات نہیں کر سکتا ان کو اگر کوئی ان کے گھر سے چرا لے جائے تو ہاتھ کاٹا جائے گا اور جو راہ میں سے لے جائے یا گھر کے باہر سے تو ہاتھ نہ کاٹا جائے گا اور ان کا حکم پہاڑ کی بکری اور درخت پر لگے ہوئے میوے کا ہوگا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ قبر کھود کر اگر ربع دینار کے موافق کفن چرائے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا کیونکہ قبر ایک محفوظ جگہ ہے جیسے گھر لیکن جب تک کفن قبر سے باہر نکال نہ لے تب تک ہاتھ نہ کاٹا جائے گا۔

باب ما لا قطع فيه — جن صورتوں میں ہاتھ نہیں کاٹا جاتا اُن کا بیان

۱۵۵۵۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ أَنَّ عَبْدًا سَرَقَ وَدِيًّا مِنْ حَائِطِ رَجُلٍ فَغَرَسَهُ فِي حَائِطِ سَيِّدِهِ فَخَرَجَ صَاحِبُ الْوَدِيِّ يَلْتَمِسُ وَدِيَّهُ فَوَجَدَهُ فَاسْتَعْدَى عَلَى الْعَبْدِ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ فَسَجَنَ مَرْوَانُ الْعَبْدَ وَأَرَادَ قَطْعَ يَدِهِ فَانْطَلَقَ سَيِّدُ الْعَبْدِ إِلَى رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ فَسَأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ)) وَالْكَثَرُ الْجُمَّارُ فَقَالَ الرَّجُلُ فَإِنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ أَخَذَ غُلَامًا لِي وَهُوَ يُرِيدُ قَطْعَهُ وَأَنَا أُحِبُّ أَنْ تَمْشِيَ مَعِيَ إِلَيْهِ فَتُخْبِرَهُ بِالَّذِي سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَشَى مَعَهُ رَافِعٌ إِلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَقَالَ أَخَذْتَ غُلَامًا لِهَذَا

فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ فَمَا أَنْتَ صَانِعٌ بِهِ قَالَ أَرَدْتُ قَطْعَ يَدِهِ فَقَالَ لَهُ رَافِعٌ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ)) فَأَمَرَ مَرْوَانُ بِالْعَبْدِ فَأُرْسِلَ ۔

حضرت محمد بن یحییٰ بن حیان سے روایت ہے کہ ایک غلام نے ایک شخص کے باغ میں سے کھجور کا پودا چرا کر اپنے مولیٰ کے باغ میں لا کر لگایا پودے والا اپنا پودا ڈھونڈنے نکلا اس نے پایا اور مروان بن حکم کے پاس غلام کی نالش کی۔ مروان نے غلام کو بلا کر قید کیا اور اس کا ہاتھ کاٹنا چاہا اس غلام کا مولیٰ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور کہا اُن سے یہ حال۔ رافع رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ نہیں کاٹا جائے گا ہاتھ پھل میں نہ پودے میں وہ شخص بولا مروان نے میرے ایک غلام کو پکڑا ہے اور اس کا ہاتھ کاٹنا چاہتا ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ چلیں اور مروان سے اس حدیث کو بیان کریں۔ رافع اس شخص کے ساتھ مروان کے پاس گئے اور پوچھا کیا تو نے اس شخص کے غلام کو پکڑا ہے مروان نے کہا ہاں رافع نے پوچھا اس غلام کے ساتھ کیا کرے گا مروان نے کہا ہاتھ کاٹوں گا۔ رافع نے کہا میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ پھل اور پودے کی چوری میں ہاتھ نہ کاٹا جائے گا۔ مروان نے یہ سن کر حکم دیا کہ اس غلام کو چھوڑ دو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۵۵۶۔ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْحَضْرَمِيِّ جَاءَ بِغُلَامٍ لَهُ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهُ اقْطَعْ يَدَ غُلَامِي هَذَا فَإِنَّهُ سَرَقَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ مَاذَا سَرَقَ فَقَالَ سَرَقَ مِرْآةً لِامْرَأَتِي ثَمَنُهَا سِتُّونَ دِرْهَمًا فَقَالَ عُمَرُ أَرْسِلْهُ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَطْعٌ خَادِمُكُمْ سَرَقَ مَتَاعَكُمْ ۔

حضرت سائب بن یزید سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن حضرمی اپنے ایک غلام کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے لے کر آئے اور کہا میرے اس غلام کا ہاتھ کاٹیے اس نے چوری کی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا چرایا وہ بولا میری بیوی کا آئینہ چرایا جس کی قیمت ساٹھ درہم تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا چھوڑ دو اس کو اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا تمہارا خادم تھا تمہارا مال چرایا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔ امام ابن کثیرؒ نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: ابوحنیفہؒ اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے مگر امام مالکؒ کے نزدیک خاوند کا غلام اگر اس کی بیوی کا مال چرائے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا جیسا کہ اوپر گزر چکا۔

۱۵۵۷۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ أُتِيَ بِإِنْسَانٍ قَدِ اخْتَلَسَ مَتَاعًا فَأَرَادَ قَطْعَ يَدِهِ فَأَرْسَلَ إِلَى

(۱۵۵۵) صحیح : أبو داود (۴۳۸۸) کتاب الحدود : باب ما لا قطع فیه ' ترمذی (۱۴۴۹) نسائی (۴۹۶۱) ابن ماجه (۲۵۹۳) احمد (۴۶۴/۳) رقم (۱۵۹۰۷) دارمی (۲۳۰۴) ۔

(۱۵۵۶) موقوف صحیح : عبدالرزاق (۱۸۸۶۶) ابن ابی شیبة (۲۸۵۵۹) دارقطنی (۱۸۷/۳) رقم (۳۳۷۸) بیهقی (۲۸۱/۸ ۔ ۲۸۲) رقم (۱۷۳۰۳) ۔

زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ يَسْأَلُهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ لَيْسَ فِي الْخُلْسَةِ قَطْعٌ ۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ مروان بن حکم کے پاس ایک شخص آیا جو کسی کا مال اُچک لے گیا تھا مروان نے اس کا ہاتھ کاٹنا چاہا پھر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص کو بھیجا یہ مسئلہ پوچھنے کو انہوں نے کہا اُچکے کا ہاتھ نہ کاٹا جائے گا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: ابن ماجہ نے مرفوعاً روایت کیا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہ اُچکے پر قطع نہیں ہے اور اصحاب سنن نے روایت کیا جابر رضی اللہ عنہ سے کہ خائن اور لوٹنے والے اور اُچکنے والے پر قطع نہیں ہے۔ یہی مذہب ہے اکثر علماء کا اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک کفن چور پر قطع نہیں ہے مگر اُچکے پر قطع ہے۔

۱۵۵۸۔ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَنَّهُ أَخَذَ نَبَطِيًّا قَدْ سَرَقَ خَوَاتِمَ مِنْ حَدِيدٍ فَحَبَسَهُ لِيَقْطَعَ يَدَهُ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ عَمْرَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَوْلَاةً لَهَا يُقَالُ لَهَا أُمَيَّةُ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فَجَاءَتْنِي وَأَنَا بَيْنَ ظَهْرَانَيِ النَّاسِ فَقَالَتْ تَقُولُ لَكَ خَالَتُكَ عَمْرَةُ يَا ابْنَ أُخْتِي أَخَذْتَ نَبَطِيًّا فِي شَيْءٍ يَسِيرٍ ذُكِرَ لِي فَأَرَدْتَ قَطْعَ يَدِهِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَتْ فَإِنَّ عَمْرَةَ تَقُولُ لَكَ لَا قَطْعَ إِلَّا فِي رُبُعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا قَالَ أَبُو بَكْرٍ فَأَرْسَلْتُ النَّبَطِيَّ ۔

حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے ایک نبطی کو (نبطی نبط کا رہنے والا جو ایک قریہ ہے ملک عجم میں) پکڑا جس نے انگوٹھیاں لوہے کی چرائی تھیں اور اس کو قید کیا ہاتھ کاٹنے کے واسطے۔ عمرہ بنت عبدالرحمن نے اپنی مولاۃ (آزاد لونڈی) کو جس کا نام اُمیہ تھا ابوبکر کے پاس بھیجا۔ ابوبکر نے کہا وہ مولاۃ میرے پاس چلی آئی اور میں لوگوں میں بیٹھا ہوا تھا بولی تمہاری خالہ عمرہ نے کہا ہے کہ اے میرے بھانجے! تو نے ایک نبطی کو پکڑا ہے تھوڑی چیز کے واسطے اور تو چاہتا ہے اس کا ہاتھ کاٹنا میں نے کہا ہاں اس نے کہا عمرہ نے کہا ہے کہ قطع نہیں ہے مگر ربع دینار کی مالیت میں یا زیادہ میں تو میں نے نبطی کو چھوڑ دیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ غلام اگر ایسے قصور کا اقرار کرے جس میں اس کے بدن کا نقصان ہو تو درست ہے اس کو تہمت نہ لگائیں گے اس بات کی کہ اس نے مولیٰ کے ضرر کے واسطے جھوٹا اقرار کر لیا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر ایسے قصور کا اقرار کرے جس کا تاوان مولیٰ کو دینا پڑے تو اس کا اقرار صحیح نہ سمجھا جائے گا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اگر مزدور یا اور کوئی شخص لوگوں میں رہتا ہو اور آتا جاتا ہو پھر وہ اُن کی کوئی چیز چرا لے تو اس پر قطع نہیں ہے کیونکہ وہ مثل خائن کے ہوا اور خائن پر قطع نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص کوئی چیز بطور عاریت کے لے پھر مکر جائے تو اس پر قطع نہیں ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی کا قرض کسی پر آتا ہے اور وہ مکر جائے تو قطع نہیں ہے۔

(۱۵۵۷) **موقوف ضعیف**: عبدالرزاق (۱۸۸۵۰) ابن ابی شیبة (۲۸۶۵۳) بیهقی (۲۸۰/۸) رقم (۱۷۲۹۶)۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ چور گھر میں گھسا اور اسباب اس نے اکٹھا کیا لیکن باہر لے کر نہیں نکلا تو اس پر قطع نہیں ہے اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص کے سامنے شراب رکھی گئی پینے کے لیے اس نے پی نہیں تو اس پر حد نہیں ہے اور یہ بھی اس کی مثال ہے کہ ایک شخص ایک عورت کے ساتھ بیٹھا جماع کرنے کے واسطے پھر اس سے جماع نہیں کیا یعنی ذکر (عضو) کو اس کی شرمگاہ میں داخل نہیں کیا تو اس پر حد نہیں ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم اتفاقی ہے کہ اُچک لینے میں قطع نہیں ہے اگر چہ اس شے کی قیمت ربع دینار یا زیادہ ہے۔



(45) کتاب الأشربة

کتاب اشیائے نوش کے بیان میں

فائدہ: شراب عربی میں ہر پینے کی چیز کو کہتے ہیں دودھ ہو یا پانی یا شراب یا خمر (خمر اس شراب کو کہتے ہیں جو نشہ کرے)۔

باب ما جاء فی حد الخمر — خمر کی حد کا بیان

۱۵۵۹۔ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ إِنِّي وَجَدْتُ مِنْ فُلَانٍ رِيحَ شَرَابٍ فَزَعَمَ أَنَّهُ شَرَابُ الطِّلَاءِ وَأَنَا سَائِلٌ عَمَّا شَرِبَ فَإِنْ كَانَ يُسْكِرُ جَلَدْتُهُ فَجَلَدَهُ عُمَرُ الْحَدَّ تَامًّا ۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نکلے اور کہا میں نے فلانے (عبید اللہ حضرت عمر کے بیٹے) کے منہ سے شراب کی بو پائی وہ کہتا ہے میں طلا (شیرے کو انگور کے اتنا پکایا جائے کہ وہ گاڑھا ہو جائے مثلاً دو ثلث جل جائے اور ایک ثلث رہ جائے) پی اور میں پوچھتا ہوں اگر اس میں نشہ ہے تو اس کو حد ماروں گا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو پوری حد لگائی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ، امام ابن کثیرؒ، امام ابن عبد البرؒ اور علامہ البانیؒ نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔[فتح الباری (۱۰/۶۵) مسند الفاروق (۲/۵۱۳) الاستذکار (۲۴/۲۵۸) صحیح نسائی (۵۲۶۶)]

فائدہ: یعنی اسی (۸۰) کوڑے مارے۔ سعید بن منصور کی روایت میں ہے' میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا اپنی آنکھ سے

(۱۵۵۹) **موقوف صحیح**: بخاری (قبل الحدیث ۵۵۹۸) نسائی (۵۷۰۸) الشافعی فی المسند (۲/۱۸۱) وفی الام (۶/۱۸۰) سعید بن منصور فی سننه کما فی تغليق التعليق (۵/۲۶)۔

کوڑے مارتے ہوئے۔ اس روایت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلت اور خدا ترسی معلوم ہوئی کہ حدود الٰہیہ میں اپنے پیارے بیٹے کی بھی کچھ رعایت نہ کی۔

۱۵۶۰۔ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيلِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اسْتَشَارَ فِي الْخَمْرِ يَشْرَبُهَا الرَّجُلُ فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ نَرَى أَنْ تَجْلِدَهُ ثَمَانِينَ فَإِنَّهُ إِذَا شَرِبَ سَكِرَ وَإِذَا سَكِرَ هَذَى وَإِذَا هَذَى افْتَرَى أَوْ كَمَا قَالَ فَجَلَدَ عُمَرُ فِي الْخَمْرِ ثَمَانِينَ۔

حضرت ثور بن زید سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ سے مشورہ لیا خمر کی حد میں (کیونکہ اس میں آنحضرت ﷺ نے کوئی حد معین نہیں کی تھی) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے نزدیک اسی (۸۰) کوڑے لگانا مناسب ہے کیونکہ آدمی جب شراب پئے گا تو مست ہو جائے گا اور جب مست ہو جائے گا تو واہیات بکے گا اور جب واہیات بکے گا تو کسی کو گالی بھی دے گا یا ایسا ہی کہا (اور گالی کی حد اسی (۸۰) کوڑے ہیں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی کوڑے مقرر کیے خمر میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: یہ تقرر صحابہ کے اجماع سے ہوا اور جمہور علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے۔

۱۵۶۱۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ حَدِّ الْعَبْدِ فِي الْخَمْرِ فَقَالَ بَلَغَنِي أَنَّ عَلَيْهِ نِصْفَ حَدِّ الْحُرِّ فِي الْخَمْرِ وَأَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَدْ جَلَدُوا عَبِيدَهُمْ نِصْفَ حَدِّ الْحُرِّ فِي الْخَمْرِ۔

ابن شہاب سے پوچھا گیا غلام اگر شراب پئے تو اس کی کیا حد ہے؟ انہوں نے کہا مجھے یہ پہنچا کہ غلام پر آزاد کی نصف حد ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے غلاموں کو آزاد کے نصف حد لگائی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو انقطاع کی وجہ سے **ضعیف** کہا ہے۔

۱۵۶۲۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ مَا مِنْ شَيْءٍ إِلَّا اللَّهُ يُحِبُّ أَنْ يُعْفَى عَنْهُ مَا لَمْ يَكُنْ حَدًّا۔

حضرت سعید بن مسیب کہتے تھے کہ کوئی گناہ نہیں مگر اللہ چاہتا ہے کہ معاف کر دیا جائے سوائے حد کے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

(۱۵۶۰) **موقوف ضعیف**: عبدالرزاق (۳۷۸/۷) (۱۴۵۳۲) ابن ابی شیبۃ (۴۹۹/۵) (۲۸۴۰۰) دارقطنی (۱۶۵/۳ - ۱۶۶) (۳۳۱۲) بیہقی (۳۲۰/۸ - ۳۲۱) (۱۷۵۴۳)۔

(۱۵۶۱) **موقوف ضعیف**: عبدالرزاق فی المصنف (۳۸۳/۷) رقم (۱۳۵۵۹) بیہقی فی السنن الکبری (۳۲۱/۸) رقم (۱۷۵۴۸)۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جو کوئی ایسی شراب پئے جس میں نشہ ہو تو اس کو حد پڑے گی خواہ اس کو نشہ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔

باب ما يكره أن ينبذا جميعا — جن دو چیزوں کو ملا کر نبیذ نہ بنانی چاہیے

فائدہ: نبیذ اس کو کہتے ہیں کہ کھجور یا انگور خشک پانی میں بھگو دیئے جائیں کہ ایک دن ایک رات میں وہ میٹھا ہو جائے نہ اس میں تیزی ہو نہ جھاگ یہ سب علماء کے نزدیک درست ہے۔

۱۵۶۳۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُنْبَذَ الْبُسْرُ وَالرُّطَبُ جَمِيعًا وَالتَّمْرُ وَالزَّبِيبُ جَمِيعًا ۔

حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ گدر کھجور اور پکی کھجور ملا کر بھگوئی جائیں یا کھجور اور انگور ملا کر بھگوئے جائیں۔

فائدہ: کیونکہ احتمال ہے کہ دونوں کے ملنے سے جلدی تیزی پیدا ہو جائے مگر یہ نہی تنزیہی ہے اگر تیزی نہ ہو تو اس کا پینا درست ہے۔

۱۵۶۴۔ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُشْرَبَ التَّمْرُ وَالزَّبِيبُ جَمِيعًا وَالزَّهْوُ وَالرُّطَبُ جَمِيعًا ۔

حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع کیا رسول اللہ ﷺ نے کھجور اور انگور کو ملا کر نبیذ پینے سے اور گدر اور پختہ کھجور کو ملا کر نبیذ پینے سے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس امر پر اتفاق کیا ہے ہمارے شہر کے علماء نے کہ یہ مکروہ ہے کیونکہ منع کیا رسول اللہ ﷺ نے اس سے۔

باب ما ينهى أن ينتبذ فيه — جن برتنوں میں نبیذ بنانا مکروہ ہے

۱۵۶۵۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ فَأَقْبَلْتُ نَحْوَهُ فَانْصَرَفَ قَبْلَ أَنْ أَبْلُغَهُ فَسَأَلْتُ مَاذَا قَالَ فَقِيلَ لِي نَهَى أَنْ يُنْبَذَ فِي الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ ۔

(۱۵٦۳) بخاری (۵٦۰۱) كتاب الأشربة : باب من رأى أن لا يخلط البسر والتمر، مسلم (۱۹۸٦) أبو داود (۳۷۰۳) ترمذی (۱۸۷٦) نسائی (۵۵۵٤) ابن ماجه (۳۳۹۵) احمد (۲۹٤/۳) رقم (۱٤۱۸۰) ۔

(۱۵٦٤) بخاري (۵٦۰۲) كتاب الأشربة : باب من رأى أن لا يخلط البسر والتمر، مسلم (۱۹۸۸) أبو داود (۳۷۰٤) نسائي (۵۵۵۱) ابن ماجه (۳۳۹۷) أحمد (۳۰۹/۵) رقم (۲۳۰۰۵) دارمی (۲۱۱۳) ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی غزوے میں خطبہ پڑھا میں بھی آپ کی طرف چلا سننے کے واسطے لیکن میرے پہنچنے سے پہلے آپ فارغ ہوگئے میں نے لوگوں سے پوچھا کہ آپ نے کیا فرمایا لوگوں نے کہا منع کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبیذ بھگونے سے تونبے اور مرتبان میں۔

فائدہ: کیونکہ یہ برتن شراب کے تھے اوائلِ اسلام میں ان برتنوں کی بھی ممانعت احتیاطاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کردی بعد اس کے یہ ممانعت منسوخ ہوگئی اب ہر برتن میں میوہ بھگونا درست ہے۔

١٥٦٦۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُنْبَذَ فِي الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا میوہ تر کرنے سے تونبے اور مرتبان میں۔

باب ما جاء في تحريم الخمر — خمر کی حرمت کا بیان

١٥٦٧۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ سُئِلَ رَسُولُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِتْعِ فَقَالَ ((كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ))۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا بتع (شہد کی شراب) کا حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شراب نشہ کرے وہ حرام ہے۔

فائدہ: وہی خمر ہے قلیل ہو یا کثیر جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے انگور کی ہو یا کھجور کی یا شہد کی یا گیہوں کی یا جو کی یا انجیر کی سب کو خمر کہتے ہیں کیونکہ خمر مشتق ہے مخامرت سے جس کے معنی چھپانے کے ہیں پس جس میں نشہ ہو عقل چھپ جائے وہ خمر کہی جائے گی یہی صحیح ہے اہل لغت کے نزدیک اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی کہا ہے اور احادیث صحیحہ متعددہ اس پر دال ہیں کہ خمر انگور سے خاص نہیں بلکہ شہد اور گیہوں اور جو کی شراب کو بھی خمر کہتے ہیں اور مدینے میں جب حرمت خمر کی اتری تو اس زمانے میں انگور کی شراب رائج نہ تھی صرف کھجور کی مستعمل تھی اسی واسطے ائمہ ثلاثہ اور محمد بن حسن اور جمہور علماء اس طرف گئے ہیں کہ جو شراب نشہ کرے وہ خمر ہے اس کا قلیل کثیر بالکل حرام ہے صرف ابوحنیفہؒ سے یہ منقول ہے کہ خمر خاص ہے انگور سے اور باقی اشیاء کی شراب اس قدر حلال ہیں جس سے نشہ نہ ہو البتہ اتنا پینا کہ نشہ ہو جائے حرام ہے مگر دلیل ابوحنیفہؒ کی از روئے لغت اور از روئے احادیث دونوں طرح سے ضعیف ہے اور قابل اعتماد نہیں ہے اور صاحب

(١٥٦٥) مسلم (١٩٩٧) كتاب الأشربة : باب النهي عن الانتباذ في المزفت' أبو داود (٣٦٩٠) ترمذی (١٨٢٨) نسائی (٥٦٣١) ابن ماجه (٣٤٠٢) احمد (٧٨/٢) دارمی (٢١٠٩)۔

(١٥٦٦) بخاری (٥٥٨٧) كتاب الأشربة: باب الخمر من العسل وهو البتع' مسلم (١٩٩٣) أبو داود (٣٦٩٣) نسائی (٥٥٨٩) ابن ماجه (٣٤٠١) احمد (٥١٤/٢) رقم (١٠٦٧٧)۔

(١٥٦٧) بخاری (٥٥٨٥) كتاب الأشربة : باب الخمر من العسل وهو البتع' مسلم (٢٠٠١) أبو داود (٣٦٨٢) ترمذی (١٨٦٣) نسائی (٥٥٩٢) ابن ماجه (٣٣٨٦) احمد (١٩٠/٦) رقم (٢٦٠٨٩) دارمی (٢٠٩٧)۔

ہدایہ نے جو اتفاق اہل لغت کا خمر کے خاص ہونے پر انگور سے بیان کیا ہے بالکل غلط ہے بڑی دلیل ابوحنیفہؒ کی حدیث ابن عباس ہے جس کو نسائی نے مرفوعاً روایت کیا خمر قلیل و کثیر حرام ہے اور باقی شرابوں میں سے سکر حرام ہے اول تو یہ حدیث مختلف فیہ ہے اس کے وصل اور انقطاع میں دوسرے الفاظ بھی اس کے محتمل ہیں تو دوسرے احادیث صحیحہ متعددہ کی معارض کیونکر ہو سکتی ہے۔

۱۵۶۸۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْغُبَيْرَاءِ فَقَالَ لَا خَيْرَ فِيهَا وَنَهَى عَنْهَا۔

رسول اللہ ﷺ سے سوال ہوا جوار کی شراب کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا بہتر نہیں ہے اور منع کیا اس سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **صحیح لغیرہ** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے اسے **صحیح** کہا ہے۔

۱۵۶۹۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مِنْهَا حُرِمَهَا فِي الْآخِرَةِ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص دنیا میں شراب پیے گا پھر اس سے توبہ نہ کرے گا تو آخرت میں شراب سے محروم رہے گا۔

باب جامع تحريم الخمر — شراب کی حرمت کے مختلف مسائل

۱۵۷۰۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَهْدَى رَجُلٌ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاوِيَةَ خَمْرٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهَا قَالَ لَا فَسَارَّهُ رَجُلٌ إِلَى جَنْبِهِ فَقَالَ لَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَ سَارَرْتَهُ فَقَالَ أَمَرْتُهُ أَنْ يَبِيعَهَا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الَّذِي حَرَّمَ شُرْبَهَا حَرَّمَ بَيْعَهَا فَفَتَحَ الرَّجُلُ الْمَزَادَتَيْنِ حَتَّى ذَهَبَ مَا فِيهِمَا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے واسطے ایک مشک شراب کی تحفہ لایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حرام کیا ہے وہ بولا مجھے خبر نہیں ایک شخص نے چپکے سے اس کے کان میں کچھ کہا۔ آپ ﷺ نے پوچھا تو نے کیا کہا وہ بولا میں نے بیچ ڈالنے کو کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے اس کا پینا حرام کیا اس نے اس کا بیچنا

(۱۵۶۸) **صحیح لغیرہ**: مسند شافعی (ص ۲۸۱) معرفة السنن والآثار (۴۳۷/۶)۔

(۱۵۶۹) بخاری (۵۵۷۵) کتاب الأشربة: باب قول الله تعالى انما الخمر والميسر، مسلم (۲۰۰۳) أبو داود (۳۶۷۹) ترمذی (۱۸۶۱) نسائی (۵۶۷۱) ابن ماجه (۳۳۷۳) احمد (۱۹/۲) رقم (۴۶۹۰) دارمی (۲۰۹۰)۔

(۱۵۷۰) مسلم (۱۵۷۹) کتاب المساقاة: باب تحريم بيع الخمر، نسائی (۴۶۶۴) احمد (۳۵۸/۱) رقم (۳۳۷۳) دارمی (۲۱۰۳)۔

بھی حرام کیا یہ سن کر اس شخص نے مشک کا منہ کھول دیا سب شراب بہہ گئی۔

۱۵۷۱۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أَسْقِي أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَأَبَا طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيَّ وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ شَرَابًا مِنْ فَضِيخٍ وَتَمْرٍ قَالَ فَجَائَهُمْ آتٍ فَقَالَ إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ يَا أَنَسُ قُمْ إِلَى هَذِهِ الْجِرَارِ فَاكْسِرْهَا قَالَ فَقُمْتُ إِلَى مِهْرَاسٍ لَنَا فَضَرَبْتُهَا بِأَسْفَلِهِ حَتَّى تَكَسَّرَتْ ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو شراب پلایا کرتا تھا گدر کھجور اور خشک کھجور کی اتنے میں ایک شخص آیا اور بولا شراب حرام ہوگئی ابوطلحہ نے کہا اے انس! اٹھو گھڑے پھوڑ دو میں اٹھا اور موسل سے مار کر سب گھڑوں کو پھوڑ دیا۔

۱۵۷۲۔ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِينَ قَدِمَ الشَّامَ شَكَا إِلَيْهِ أَهْلُ الشَّامِ وَبَاءَ الْأَرْضِ وَثِقَلَهَا وَقَالُوا لَا يُصْلِحُنَا إِلَّا هَذَا الشَّرَابُ فَقَالَ عُمَرُ اشْرَبُوا هَذَا الْعَسَلَ قَالُوا لَا يُصْلِحُنَا الْعَسَلُ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ هَلْ لَكَ أَنْ نَجْعَلَ لَكَ مِنْ هَذَا الشَّرَابِ شَيْئًا لَا يُسْكِرُ قَالَ نَعَمْ فَطَبَخُوهُ حَتَّى ذَهَبَ مِنْهُ الثُّلُثَانِ وَبَقِيَ الثُّلُثُ فَأَتَوْا بِهِ عُمَرَ فَأَدْخَلَ فِيهِ عُمَرُ إِصْبَعَهُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَهُ فَتَبِعَهَا يَتَمَطَّطُ فَقَالَ هَذَا الطِّلَاءُ هَذَا مِثْلُ طِلَاءِ الْإِبِلِ فَأَمَرَهُمْ عُمَرُ أَنْ يَشْرَبُوهُ فَقَالَ لَهُ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ أَحْلَلْتَهَا وَاللَّهِ فَقَالَ عُمَرُ كَلَّا وَاللَّهِ اللَّهُمَّ إِنِّي لَا أُحِلُّ لَهُمْ شَيْئًا حَرَّمْتَهُ عَلَيْهِمْ وَلَا أُحَرِّمُ عَلَيْهِمْ شَيْئًا أَحْلَلْتَهُ لَهُمْ ۔

محمود بن لبید انصاری بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب شام کو آئے تو لوگوں نے وبا اور آب و ہوا کے بھاری ہونے کا بیان کیا اور کہا بغیر اس شراب کے ہمارا مزاج اچھا نہیں رہتا۔ آپ نے کہا شہد پیو انہوں نے کہا شہد موافق نہیں ایک شخص بولا ہم اسی کو اس طرح تیار کریں جس میں نشہ نہ ہو۔ آپ نے کہا ہاں انہوں نے اس کو پکایا اتنا کہ ایک تہائی رہ گیا دو تہائی جل گیا اس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لائے انہوں نے انگلی ڈالی جب وہ چپ چپ کرنے لگا آپ نے فرمایا یہ طلا تو اونٹ کی طلا کے مشابہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے پینے کی اجازت دی۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا آپ نے اس کو حلال کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں قسم خدا کی یا اللہ میں نے کبھی اس چیز کو حلال نہیں کیا جس کو تو نے حرام کیا اور نہ حرام کیا جس کو تو نے حلال کیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

(۱۵۷۱) بخاری (۵۵۸۲) کتاب الأشربة : باب نزل تحریم الخمر، مسلم (۱۹۸۰) أبو داود (۳۶۷۳) نسائی (۵۵٤۱) أحمد (۱۸۱/۳ ـ ۱۸۲) رقم (۱۲۹۰۰) دارمی (۲۰۸۹) ۔

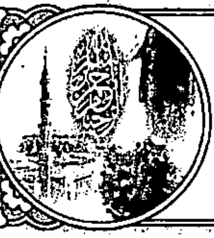
(۱۵۷۲) موقوف صحیح : بیهقی فی السنن الکبری (۳۰۰/۸ ـ ۳۰۱) رقم (۱۷٤۲۵) الشافعی فی المسند (۱۸۵/۲) وفی الام (۱۸۰/٦) بیهقی فی معرفة السنن والآثار (٤٤۰/٦) ۔

۱۵۷۳۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ قَالُوا لَهُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنَّا نَبْتَاعُ مِنْ ثَمَرِ النَّخْلِ وَالْعِنَبِ فَنَعْصِرُهُ خَمْرًا فَنَبِيعُهَا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ إِنِّي أُشْهِدُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتَهُ وَمَنْ سَمِعَ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ أَنِّي لَا آمُرُكُمْ أَنْ تَبِيعُوهَا وَلَا تَبْتَاعُوهَا وَلَا تَعْصِرُوهَا وَلَا تَشْرَبُوهَا وَلَا تَسْقُوهَا فَإِنَّهَا رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُن سے عراق کے لوگوں نے کہا ہم کھجور اور انگور کے پھل خریدتے ہیں۔ پھر اس کی شراب بنا کر بیچتے ہیں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں گواہ کرتا ہوں اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور جو سنتے ہیں جن اور آدمی کہ میں اجازت نہیں دیتا تم کو بیچنے کی نہ خریدنے کی نہ نچوڑنے کی نہ پینے کی نہ پلانے کی کیونکہ شراب پلید ہے شیطان کا کام۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

(۱۵۷۳) **موقوف صحيح** : مسند شافعی (ص ۲۸٤) بیهقی فی السنن الكبرى (۲۸٦/۸) رقم (۱۷۳۳۳) وفی معرفة السنن والآثار (٤٣١/٦)۔



(46) كتاب الجامع

کتاب مختلف بابوں کے بیان میں

باب الدعاء للمدينة وأهلها
مدینہ اور مدینہ کے رہنے والوں کے واسطے دعا کا بیان

۱۵۷۴۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مِكْيَالِهِمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِي صَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ يَعْنِي أَهْلَ الْمَدِينَةِ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے پروردگار! برکت دے مدینہ والوں کی ناپ میں اور برکت دے ان کے صاع اور مد میں۔

۱۵۷۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ إِذَا رَأَوْا أَوَّلَ الثَّمَرِ جَاءُوا بِهِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا أَخَذَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي ثَمَرِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا اللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَبْدُكَ وَخَلِيلُكَ وَنَبِيُّكَ وَإِنِّي عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَإِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَإِنِّي أَدْعُوكَ لِلْمَدِينَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ بِهِ لِمَكَّةَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ ثُمَّ يَدْعُو أَصْغَرَ وَلِيدٍ يَرَاهُ فَيُعْطِيهِ ذَلِكَ الثَّمَرَ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب لوگ پہلا میوہ دیکھتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آتے آپ اس کو لے کر فرماتے اے پروردگار برکت دے ہمارے پھلوں میں اور برکت دے ہمارے شہر میں اور برکت دے ہمارے صاع میں اور برکت دے ہمارے مُد میں اے پروردگار ابراہیم (علیہ السلام) نے جو تیرے بندے اور تیرے دوست اور تیرے نبی تھے دعا کی تھی مکہ کے واسطے اور میں دعا کرتا ہوں تجھ سے مدینہ کے واسطے اور میں تیرا بندہ ہوں اور نبی ہوں جیسے ابراہیم (علیہ السلام) نے دعا کی

(۱۵۷۴) بخاری (۲۱۳۰) كتاب البيوع : باب بركة صاع النبي ومده' مسلم (۱۳٦۸) نسائي في الكبرى (۳۲٦۹) أحمد (۳/۲٤۲ ـ ۲٤۳) رقم (۱۳۵۸۲) دارمی (۲۵۷۵) ـ

(۱۵۷۵) مسلم (۱۳۷۳) كتاب الحج : باب فضل المدينة ودعاء النبي فيها بالبركة' ترمذی (۳٤۵٤) نسائي في الكبرى (۱۰۱۳٤) ابن ماجه (۳۳۲۹) دارمی (۲۰۷۲) ـ

تھی مکہ کے لیے اور اتنی اور اس کے ساتھ پھر آپ سب سے چھوٹا بچہ جو موجود ہوتا بلاتے اور وہ میوہ اس کو دے دیتے۔

باب ما جاء في سكنى المدينة والخروج منها — مدینے میں رہنے کا بیان اور مدینے سے نکلنے کا بیان

١٥٧٦۔ عَنْ يُحَنَّسَ مَوْلَى الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فِي الْفِتْنَةِ فَأَتَتْهُ مَوْلَاةٌ لَهُ تُسَلِّمُ عَلَيْهِ فَقَالَتْ إِنِّي أَرَدْتُ الْخُرُوجَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ اشْتَدَّ عَلَيْنَا الزَّمَانُ فَقَالَ لَهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ اقْعُدِي لُكَعُ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((لَا يَصْبِرُ عَلَى لَأْوَائِهَا وَشِدَّتِهَا أَحَدٌ إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا أَوْ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ۔

یحنس جو مولیٰ تھا زبیر بن عوام کا نقل کرتا ہے میں بیٹھا تھا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس اتنے میں ایک لونڈی آئی ان کی اور بولی میں مدینہ سے نکلنا چاہتی ہوں اے ابوعبدالرحمٰن! کیونکہ یہاں سختیاں ہیں اور وہ زمانہ فساد کا تھا مدینے میں (یزید بن معاویہ نے وہاں کے لوگوں کو تنگ کر رکھا تھا اور فتنہ کیا تھا) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا بیٹھ نالائق میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے مدینہ کی تکلیف اور سختیوں پر جو صبر کرے گا میں اس کا قیامت کے روز گواہ ہوں گا یا اس کی شفاعت کروں گا۔

١٥٧٧۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَصَابَ الْأَعْرَابِيَّ وَعْكٌ بِالْمَدِينَةِ فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى فَخَرَجَ الْأَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّمَا الْمَدِينَةُ كَالْكِيرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طِيبُهَا)) ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام پر اس کو بخار آنے لگا مدینہ میں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یارسول اللہ میری بیعت توڑ دیجیے۔ آپ نے انکار کیا پھر آیا اور کہا میری بیعت توڑ دیجیے۔ آپ نے انکار کیا پھر آیا اور کہا میری بیعت توڑ دیجیے۔ آپ نے انکار کیا وہ مدینہ سے نکل گیا اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ مثل دھونکنی یا کھریا بھٹی کے ہے جو میل نکال دیتی ہے اور خالص کندن رکھ لیتی ہے۔

(١٥٧٦) مسلم (١٣٧٧) كتاب الحج : باب الترغيب في سكنى المدينة والصبر على لأوائها ' ترمذى (٣٩١٨) نسائى فى الكبرى (٤٢٨١) أحمد (١١٣/٢) رقم (٥٩٣٥)۔

(١٥٧٧) بخارى (٧٢١١) كتاب الأحكام : باب من بايع ثم استقال البيعة ' مسلم (١٣٨٣) ترمذى (٣٩٢٠) نسائى (٤١٨٥) أحمد (٣٠٦/٣) رقم (١٤٣٣٥) ۔

فائدہ: (میری بیعت توڑ دیجئے) یعنی ہجرت کی بیعت اور مدینہ میں رہنے کی نہ کہ مرتد ہو گیا۔

فائدہ: (بھٹی جو میل نکال دیتی ہے) اسی طرح مدینہ بھی بُرے آدمیوں کو رہنے نہیں دیتا مگر یہ امر خاص ہے ساتھ بعض از منہ کے جیسے زمان حیات آنحضرت ﷺ اور زمانِ دجال نہ یہ کہ ہر زمانہ میں ہو کیونکہ بعد ظہور فتن کے اس کے خلاف مشاہدہ ہوا چنانچہ زمانہ یزید و حجاج اور زمانِ تسلط زیدیہ میں کیسے کیسے مبتدعین مدینہ میں رہے اور کیا کیا بدعات شائع ہوئیں (پھیلیں)۔ پس جو لوگ اس حدیث اور اس کی امثال سے استدلال کرتے ہیں اس امر پر کہ عمل اہل مدینہ حجت ہے اور اس وجہ سے اُن بدعات کو جو مدینہ طیبہ میں شائع ورائج ہیں مانند عمل مولد وغیرہ کے درست جانتے ہیں یہ امر محض لغو ہے اور یہ جو مشہور ہے کہ امام مالکؒ کے نزدیک عمل اہل مدینہ حجت ہے سو اول تو محققین مالکیہ نے مانند ابن بکیر و ابو یعقوب رازی و طیالسی و قاضی ابوالفرج و قاضی ابو بکر وغیرہم کے اس کا انکار کیا ہے سوائے اس کے بعض مالکیہ نے کہا مراد اس سے زمانِ صحابہ ہے اور بعض نے کہا زمان صحابہ و تابعین و تبع تابعین۔ حافظ ابن حجر فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ اگر یہ تسلیم کیا جائے تو یہ مختص ہے ساتھ زمانِ نبی ﷺ و خلفائے راشدین کے لیکن بعد ظہور فتن اور انتشار صحابہ کے شہروں میں خصوصاً دوسری صدی کے آخر میں اور بعد اس کے پس اس کے خلاف مشاہدہ ہے۔ (انتہی)

۱۵۷۸۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ الْقُرَى يَقُولُونَ يَثْرِبُ وَهِيَ الْمَدِينَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایسی بستی میں جانے کا حکم ہوا جو بہت سی بستیوں کو کھا جائے گی لوگ اس کو یثرب کہتے ہیں اور وہ مدینہ ہے بُرے آدمیوں کو نکال باہر کرتا ہے جیسے کھریا (بھٹی) لوہے کا میل نکال دیتی ہے۔

فائدہ: یعنی اس کی وجہ سے بہت سے شہر اور بستیاں فتح ہوں گی ایسا ہی ہوا آنحضرت ﷺ کی حیات میں مکہ اور طائف اور یمن اور خیبر فتح ہوا اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد روم و شام و ایران مصر دیار بکر صحابہ کے عہد میں فتح ہوئے اور مدینہ منورہ دار الخلافت رہا۔

۱۵۷۹۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَخْرُجُ أَحَدٌ مِنَ الْمَدِينَةِ رَغْبَةً عَنْهَا إِلَّا أَبْدَلَهَا اللّٰهُ خَيْرًا مِنْهُ))۔

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ کوئی شخص مدینہ سے نفرت کر کے نہیں نکلتا مگر اللہ جل جلالہٗ اس سے بہتر دوسرا آدمی مدینہ کو دیتا ہے۔

فائدہ: اگر کوئی شخص کہے مدینہ منورہ سے بعض اجلائے صحابہ نکل کر اور مقاموں میں مرے جیسے ابو موسیٰ اور ابن مسعود اور معاذ اور ابو عبیدہ اور علی بن ابی طالب اور طلحہ اور زبیر اور عمار اور حذیفہ اور عبادہ بن الصامت اور بلال اور ابو درداء اور ابو ذر رضی اللہ عنہم حالانکہ مدینہ میں اُن سے

(۱۵۷۸) بخاری (۱۸۷۱) کتاب الحج : باب فضل المدینة وأنها تنفی الناس ' مسلم (۱۳۸۲) نسائی فی الکبری (۴۲۶۱) أحمد (۲۳۷/۲) رقم (۷۲۳۱)۔

(۱۵۷۹) مسلم (۱۳۶۳) کتاب الحج : باب فضل المدینة ودعاء النبی فیها بالبرکة ' أحمد (۱۸۱/۱) رقم (۱۵۷۳) عبدالرزاق (۲۶۵/۹)۔

بہتر تو کیا اُن کے برابر بھی اور نئے نہیں آئے جواب اس کا دو طرح ہوسکتا ہے ایک تو یہ کہ یہ حکم آنحضرت ﷺ کی حیات تک تھا دوسرے یہ کہ اگر یہ لوگ مدینہ سے نکلتے نفرت کر کے تو ان سے بہتر دوسرے آتے یہ تو کسی خاص ضرورت کی وجہ سے نکلے تھے پھر جہاں موت مقدر میں تھی وہاں مرے۔

۱۵۸۰۔ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ أَبِي زُهَيْرٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((تُفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يُبِسُّونَ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ وَتُفْتَحُ الشَّامُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يُبِسُّونَ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ وَتُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يُبِسُّونَ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ))۔

حضرت سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے تھے کہ فتح ہوگا یمن وہاں سے لوگ سیر کرتے ہوئے مدینہ کو آئیں گے اور اپنے گھر بار کو اور جو اُن کے ساتھ جائے گا مدینہ سے لے جائیں گے حالانکہ مدینہ بہتر ہوگا ان کے لیے کاش وہ جانتے ہوتے اور فتح ہوگا شام وہاں سے کچھ لوگ سیر کرتے ہوئے آئیں گے اور اپنے گھر بار کو اور جو ان کا کہنا مانے گا مدینہ سے لے جائیں گے حالانکہ مدینہ بہتر ہوگا ان کے لیے کاش وہ جانتے ہوتے اور عراق فتح ہوگا وہاں سے کچھ لوگ سیر کرتے ہوئے آئیں گیا ور اپنے گھر بار کو اور جو کوئی ان کا کہا مانے گا مدینہ سے لے جائیں گے حالانکہ مدینہ بہتر ہوگا ان کے لیے کاش وہ جانتے ہوتے۔

فائدہ: جب یمن اور شام اور عراق فتح ہوا تو لوگ وہاں کی آبادی اور ارزانی اور آب وہوا کو پسند کر کے اپنے اہل وعیال کو اور جو اُن کے ساتھ گیا مدینہ سے لے جا کر وہاں رہنے لگے پھر طرح طرح کے فتنے اور خرابیاں واقع ہوئیں اُن میں پھنس گئے۔ اگر مدینہ میں رہتے تو بہت سی آفتوں سے دین اور دنیا کی بچے رہتے۔ مدینہ میں دجال نہ جائے گا نہ وہاں طاعون آئے گا نہ کسی قسم کا فتنہ دینی ہوگا جس کی وجہ سے لوگ گمراہ ہو جائیں۔ اس حدیث سے بھی مدینہ منورہ کی بڑی فضیلت معلوم ہوئی اور معلوم ہوا کہ وہ عراق اور شام اور یمن سب مقاموں سے بہتر ہے۔

۱۵۸۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَتُتْرَكَنَّ الْمَدِينَةُ عَلَى أَحْسَنِ مَا كَانَتْ حَتَّى يَدْخُلَ الْكَلْبُ أَوِ الذِّئْبُ فَيُغَذِّي عَلَى بَعْضِ سَوَارِي الْمَسْجِدِ أَوْ عَلَى الْمِنْبَرِ)) فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَلِمَنْ تَكُونُ الثِّمَارُ ذَلِكَ الزَّمَانَ قَالَ ((لِلْعَوَافِي الطَّيْرِ وَالسِّبَاعِ))۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے البتہ تم چھوڑ دو گے مدینہ کو اچھے حال میں یہاں تک کہ آئے گا اس میں کتا یا بھیڑیا تو پیشاب کیا کرے گا مسجد کے کھمبوں یا منبر پر۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! اس زمانے میں مدینہ کے پھلوں کو

(۱۵۸۰) بخاری (۱۸۷۵) كتاب الحج : باب من رغب عن المدينة، مسلم (۱۳۸۸) نسائی فی الكبری (۴۲۶۳) أحمد (۲۲۰/۵) رقم (۲۲۲۶۱)۔

کون کھائے گا آپ نے فرمایا جو جانور بھوکے ہوں گے پرندے اور درندے۔

فائدہ: شاید یہ حال آخری زمانہ میں ہوگا جب کہ اسلام کا نشان نہ رہے گا اور مدینہ بالکل غیر آباد ہو جائے گا بعض کہتے ہیں کہ یہ زمانہ گزر چکا جب کہ مدینہ میں فتنہ ہوا تھا اور اہل مدینہ اس کو چھوڑ کر جان کے خوف سے چلے گئے تھے اور کئی روز تک مسجد نبوی میں نماز نہیں ہوئی تھی۔

۱۵۸۲۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ حِينَ خَرَجَ مِنْ الْمَدِينَةِ الْتَفَتَ إِلَيْهَا فَبَكَى ثُمَّ قَالَ يَا مُزَاحِمُ أَتَخْشَى أَنْ نَكُونَ مِمَّنْ نَفَتْ الْمَدِينَةُ ـ

حضرت عمر بن عبدالعزیز جب مدینہ سے نکلے تو مدینہ کی طرف دیکھ کر رو ئے اور اپنے غلام مزاحم سے کہنے لگے کہ شاید تو اور ہم ان لوگوں میں ہوں جن کو مدینہ نے نکال دیا۔

باب ما جاء في تحريم المدينة　　مدینہ منورہ کی حرمت کا بیان

۱۵۸۳۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَعَ لَهُ أُحُدٌ فَقَالَ ((هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ اللَّهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَأَنَا أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا)) ـ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ آپ کو اُحد کا پہاڑ دکھائی دیا کہ یہ وہ پہاڑ ہے جو ہم کو چاہتا ہے اور ہم بھی اس کو چاہتے ہیں اے میرے رب! ابراہیم علیہ السلام نے حرام کیا مکہ کو (یعنی حرام کیا وہاں شکار کرنے کو اور لڑنے جھگڑنے' قتال کو اور وہاں کے درخت یا گھاس اکھیڑنے کو) اور میں حرام کرتا ہوں مدینہ کے دونوں کناروں کے درمیان کو۔

فائدہ: دونوں حرم حرمت میں برابر ہیں وہ حرم اللہ ہے اور یہ حرم الرسول مگر فرق یہ ہے کہ حرم اللہ میں جنایت کی جزا لازم آتی ہے یہاں جزاء لازم نہیں آتی بعضوں کے نزدیک یہاں بھی جزاء لازم آتی ہے۔

۱۵۸۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَوْ رَأَيْتُ الظِّبَاءَ بِالْمَدِينَةِ تَرْتَعُ مَا ذَعَرْتُهَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا حَرَامٌ)) ـ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے تھے اگر میں ہرنوں کو چرتے ہوئے دیکھوں مدینہ میں تو ہرگز نہ چھیڑوں ان

(١٥٨١) بخاری (١٨٧٤) كتاب الحج : باب من رغب عن المدينة ' مسلم (١٣٨٩) أحمد (٢٣٤/٢) رقم (٧١٩٣) ـ

(١٥٨٣) بخاری (٣٣٦٧) كتاب أحاديث الأنبياء : باب قول الله عزوجل واتخذ الله ابراهيم خليلا ' مسلم (١٣٦٥) ترمذی (٣٩٢٢) احمد (١٤٩/٣) رقم (١٢٥٣٨) ـ

(١٥٨٤) بخاری (١٨٧٣) كتاب الحج : باب لابتی المدينة ' مسلم (١٣٧٢) ترمذی (٣٩٢١) نسائی فی الكبری (٤٢٨٦) احمد (٢٣٦/٢) رقم (٧٢١٧) ـ

کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ کے دونوں کنارے حرام ہیں۔

۱۵۸۵۔ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ وَجَدَ غِلْمَانًا قَدْ أَلْجَئُوا ثَعْلَبًا إِلَى زَاوِيَةٍ فَطَرَدَهُمْ عَنْهُ۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے لڑکوں کو دیکھا انہوں نے ایک لومڑی کو گھیر رکھا تھا ایک کونے میں تو آپ نے لڑکوں کو ہنکا دیا اور لومڑی کو چھوڑ دیا (کیونکہ مدینہ کے جانور کا پکڑنا حرام ہے جیسے مکہ میں)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ابوایوب رضی اللہ عنہ نے یہ کہا کیا رسول اللہ ﷺ کے حرم میں ایسا کام ہوتا ہے۔

۱۵۸۶۔ عَنْ رَجُلٍ قَالَ دَخَلَ عَلَيَّ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَنَا بِالْأَسْوَافِ قَدِ اصْطَدْتُ نُهَسًا فَأَخَذَهُ مِنْ يَدِي فَأَرْسَلَهُ۔

ایک شخص (شرجیل بن سعد) سے روایت ہے کہ میرے پاس زید بن ثابت رضی اللہ عنہ آئے اور میں اسواف (ایک موضع ہے اطراف مدینہ میں) تھا اور میں نے شکار کیا تھا ایک چڑیا کا انہوں نے میرے ہاتھ سے اس کو لے کر چھوڑ دیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

باب ما جاء في وباء المدينة — مدینہ کی وباء کا بیان

فائدہ: وباء اس مرض کو کہتے ہیں جو عام ہو جائے چاہے بخار ہو چاہے اسہال ہو یا اور کوئی بیماری۔

۱۵۸۷۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وُعِكَ أَبُو بَكْرٍ وَبِلَالٌ قَالَتْ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا فَقُلْتُ يَا أَبَتِ كَيْفَ تَجِدُكَ وَيَا بِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَتْ فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمَّى يَقُولُ كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ وَالْمَوْتُ أَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أُقْلِعَ عَنْهُ يَرْفَعُ عَقِيرَتَهُ فَيَقُولُ أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً بِوَادٍ وَحَوْلِي إِذْخِرٌ وَجَلِيلُ وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِي شَامَةٌ وَطَفِيلُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَجِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ((اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ))۔

(۱۵۸۵) **موقوف صحيح**: بيهقي في الكبرى (۱۹۸/۵) رقم (۹۹۷۰) شرح معاني الآثار (۱۹۲/٤)۔

(۱۵۸٦) **موقوف ضعيف**: أحمد (۱۸۱/۵) رقم (۲۱۹۰۹) ابن ابي شيبة (۲۹۵/۷) بيهقي (۱۹۸/۵، ۱۹۹)۔

(۱۵۸۷) مسلم (۱۳۷٦) كتاب الحج: باب الترغيب في سكنى المدينة والصبر على لأوائها، نسائي في الكبرى (۷٤۹۵) أحمد (۲٦۰/٦) رقم (۲٦۷۷۱)۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں آئے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ کو بخار آیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کے پاس گئیں اور کہا کہ اے میرے باپ! کیا حال ہے اے بلال! کیا حال ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جب بخار آتا وہ ایک شعر پڑھتے جس کا ترجمہ یہ ہے ہر آدمی صبح کرتا ہے اپنے گھر میں اور موت اس سے نزدیک ہوتی ہے اس کی جوتی کے تسمے سے۔ اور بلال رضی اللہ عنہ کو جب بخار اترتا تو اپنی آواز نکالتے اور پکار کر کہتے کاش کہ مجھے معلوم ہوتا کہ میں ایک رات پھر مکہ کی وادی میں رہوں گا اور میرے گرد اذخر اور جلیل ہوں گی (اذخر ور جلیل دونوں گھاس ہیں مکہ کی) اور کبھی میں پھر اتروں گا مجنہ کے پانی پر (مجنہ ایک موضع ہے کئی میل پر مکہ سے وہاں بازار ہوتے تھے جاہلیت میں) اور کبھی پھر دکھلائی دیں گے مجھے شامہ طفیل (دو پہاڑ ہیں مکہ سے تیس میل پر یا دو چشمے ہیں) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ باتیں سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر بیان کیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اے پروردگار! محبت ڈال دے ہمارے دلوں میں مدینہ کی جتنی محبت تھی مکہ کی یا اس سے بھی زیادہ اور صحت اور تندرستی کر دے مدینہ میں اور برکت دے اس کے صاع اور مد میں اور دور کر دے بخار وہاں کا اور بھیج دے اس بخار کو جحفہ میں۔

فائدہ: ابن اسحٰق نے زیادہ کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اِنا لِلّٰہ میرے باپ بڑبڑاتے ہیں اور سمجھتے نہیں ہیں کیا کہتے ہیں۔

فائدہ: جحفہ ایک بستی ہے بیاسی (۸۲) میل پر مکہ سے ان دنوں میں وہاں یہودی رہتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب پھر کبھی وہ مدینے میں نہ آئے گا۔

۱۵۸۸۔ عَنْ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ وَكَانَ عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ يَقُولُ قَدْ رَأَيْتُ الْمَوْتَ قَبْلَ ذَوْقِهِ إِنَّ الْجَبَانَ حَتْفُهُ مِنْ فَوْقِهِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ عامر بن فہیرہ کہتے تھے کہ میں نے موت کو مرنے سے آگے دیکھ لیا نامرد کی موت اوپر سے آتی ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی ہر چند وہ نامردی کی وجہ سے موت کے ذریعوں سے بہت ڈرتا ہے مگر جب موت آفت آسمانی کی طرح اترتی ہے تو مجبور ہو جاتا ہے۔

۱۵۸۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((عَلَى أَنْقَابِ الْمَدِينَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ وَلَا الدَّجَّالُ))۔

(۱۵۸۸) **صحیح**: نسائی فی السنن الکبری (۷۵۱۹) مسند أحمد (۶۵/۶) ابن حبان فی صحیحہ (۵۶۰۰) مسند حمیدی (۲۲۳)

(۱۵۸۹) بخاری (۱۸۸۰) کتاب الحج: باب لا یدخل الدجال المدینة، مسلم (۱۳۷۹) نسائی فی الکبری (۷۵۲۶) أحمد (۲۳۷/۲) رقم (۷۲۳۳)۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی راہوں پر فرشتے ہیں اس میں نہ طاعون آتا ہے نہ دجال۔

باب ما جاء فی اجلاء الیهود من المدينة - مدینہ سے یہودیوں کے نکالنے کا بیان

۱۵۹۰۔ عَنْ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَقُولُ كَانَ مِنْ آخِرِ مَا تَكَلَّمَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ قَالَ ((قَاتَلَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ لَا يَبْقَيَنَّ دِينَانِ بِأَرْضِ الْعَرَبِ))۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری کلام یہ فرمایا اللہ جل جلالہ تباہ کرے یہود و نصاریٰ کو انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں بنایا۔ آگاہ ہو عرب میں دو دین نہ رہیں۔

فائدہ: اس طرف نماز پڑھتے تھے اس کو سجدہ کرتے تھے وہاں روشنی کرتے تھے جیسے مسجدوں میں جمعہ اور جماعت کو اوقات معینہ پر جایا کرتے ہیں ایسے ہی یہود و نصاریٰ نے قبروں کی زیارت کے واسطے اوقات مقرر کیے تھے جیسے مسجدوں کے لیے سفر کرتے ہیں دور دور ملکوں سے آتے ہیں ایسے قبروں کی زیارت کے واسطے ملکوں سے سفر کرتے ہوئے تکلیفیں اٹھاتے ہوئے آتے ہیں اس کو ثواب اور عبادت جانتے تھے۔ اسلام میں یہ باتیں حرام ہوئیں قبر سے کوئی غایت نہ رکھی سوائے اس بات کے کہ کبھی کبھی مردوں کے لیے دعا یا موت کو یاد کرنے کے واسطے وہاں ہو آیا کرے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبروں کی زیارت کرتے تھے یا اور دعا کرتے تھے ویسے ہی زیارت اور دعا کرے نہ قبر پر روشنی کرے نہ وہاں سجدہ کرے نہ طواف نہ کوئی وقت مقرر کرے نہ وہاں مجمع کرے نہ میلہ لگائے نہ لوگوں کو بلائے یہ سب کام خلاف شرع اور بدعت ہیں۔

فائدہ: (عرب میں دو دین نہ رہیں یعنی) ایک ہی دین اسلام رہ جائے خلفاء کے وقت میں اس حکم کی بخوبی تعمیل ہوئی سب کفار جزیرہ عرب سے مار پیٹ کر نکال دیئے گئے۔

۱۵۹۱۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَجْتَمِعُ دِينَانِ فِي جَزِيرَةِ الْعَرَبِ))۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جزیرہ عرب میں دو دین نہ رہیں۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ ابن شہاب نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کا تجسس کیا جب ان کی تشفی ہوگئی اور یقین ہوگیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جزیرہ عرب میں دو دین نہ رہیں تو انہوں نے خیبر کے یہودیوں کو خیبر سے نکال دیا اور فدک اور نجران کے یہودیوں کو بھی نکال دیا لیکن خیبر کے یہودی ان کی نہ زمین تھی نہ درخت اور فدک کے یہودیوں کا آدھا میوہ تھا اور آدھی زمین کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی امر پر ان سے صلح کر لی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس آدھی زمین اور میوے کی قیمت لگا کر ان کے حوالے کر دی اور ان کو نکال دیا۔

(۱۵۹۰) بخاری (۱۳۹۰) کتاب الجنائز : باب ما جاء فی قبر النبی ' مسلم (۵۲۹) نسائی (۲۰٤٦) احمد (۸۰/٦) (۲۵۰۱۸) عبدالرزاق (٥٤/٦) (۹۹۸۷) (۳۵۹/۱۰ ـ ۳٦۰) (۱۹۳٦۸) بیهقی (۱۳۵/٦) ـ

(۱۵۹۱) أيضاً ـ

باب جامع ما جاء في أمر المدينة — مدینہ کی فضیلت کا بیان

۱۵۹۲۔ عَنْ هِشَامِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَعَ لَهُ أُحُدٌ فَقَالَ ((هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ)) ۔

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اُحد کو دیکھ کر کہ یہ پہاڑ ہم کو چاہتا ہے ہم بھی اسے چاہتے ہیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۵۹۳۔ عَنْ أَسْلَمَ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ زَارَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَيَّاشٍ الْمَخْزُومِيَّ فَرَأَى عِنْدَهُ نَبِيذًا وَهُوَ بِطَرِيقِ مَكَّةَ فَقَالَ لَهُ أَسْلَمُ إِنَّ هَذَا الشَّرَابَ يُحِبُّهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَحَمَلَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَيَّاشٍ قَدَحًا عَظِيمًا فَجَاءَ بِهِ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَوَضَعَهُ فِي يَدَيْهِ فَقَرَّبَهُ عُمَرُ إِلَى فِيهِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ عُمَرُ إِنَّ هَذَا لَشَرَابٌ طَيِّبٌ فَشَرِبَ مِنْهُ ثُمَّ نَاوَلَهُ رَجُلًا عَنْ يَمِينِهِ فَلَمَّا أَدْبَرَ عَبْدُ اللَّهِ نَادَاهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ أَأَنْتَ الْقَائِلُ لَمَكَّةُ خَيْرٌ مِنْ الْمَدِينَةِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَقُلْتُ هِيَ حَرَمُ اللَّهِ وَأَمْنُهُ وَفِيهَا بَيْتُهُ فَقَالَ عُمَرُ لَا أَقُولُ فِي بَيْتِ اللَّهِ وَلَا فِي حَرَمِهِ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ عُمَرُ أَأَنْتَ الْقَائِلُ لَمَكَّةُ خَيْرٌ مِنْ الْمَدِينَةِ قَالَ فَقُلْتُ هِيَ حَرَمُ اللَّهِ وَأَمْنُهُ وَفِيهَا بَيْتُهُ فَقَالَ عُمَرُ لَا أَقُولُ فِي حَرَمِ اللَّهِ وَلَا فِي بَيْتِهِ شَيْئًا ثُمَّ انْصَرَفَ ۔

اسلم سے جو مولیٰ ہیں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے روایت ہے کہ وہ عبداللہ بن عیاش رضی اللہ عنہ کی ملاقات کو گئے۔ مکہ کی راہ میں ان کے پاس نبیذ پائی (نبیذ اس پانی کو کہتے ہیں جس میں کھجور یا انگور بھگوئے جائیں) اسلم نے کہا کہ اس شربت کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بہت چاہتے ہیں۔(۱) عبداللہ بن عیاش رضی اللہ عنہ ایک بڑا سا پیالہ بھر کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لائے اور ان کے سامنے رکھ دیا انہوں نے اس کو اٹھا کر پینا چاہا پھر سر اٹھا کر کہا یہ شربت بہت اچھا ہے پھر پیا اس کو۔ بعد اس کے ایک شخص ان کے داہنی طرف بیٹھا تھا اس کو دے دیا جب عبداللہ بن عیاش لوٹ کر چلے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بلایا اور کہا تو کہتا ہے مکہ بہتر ہے مدینہ سے۔ عبداللہ بن عیاش نے کہا کہ وہ حرم ہے اللہ کا اور امن کی جگہ ہے اور وہاں اس کا گھر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں اللہ کے گھر اور حرم کو نہیں پوچھتا(۲) پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تو کہتا ہے کہ مکہ بہتر ہے مدینہ سے۔ عبداللہ بن عیاش نے کہا کہ مکہ میں اللہ کا حرم ہے اور امن کی جگہ ہے وہاں اس کا گھر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں اللہ کے گھر اور حرم میں کچھ نہیں کہتا پھر عبداللہ بن عیاش چلے گئے۔(۳)

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

(۱۵۹۲) موقوف صحیح: عبدالرزاق فی المصنف (۹/۶۲۸) رقم (۷۱۶۹) ابن ابی شیبة فی المصنف (۱۴/۳۹۸) الحاکم فی عوالی مالك (۲۱۶) ۔

(۱) فائدہ: کیونکہ جو شربت ٹھنڈا اور شیریں ہو اس کو پیغمبر خدا ﷺ بھی بہت چاہتے تھے۔

(۲) فائدہ: بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ دونوں شہروں میں کون سا شہر افضل ہے۔

(۳) فائدہ: سلف نے اختلاف کیا ہے کہ دونوں شہروں میں کون سا شہر افضل ہے۔ جمہور علماء اس طرف گئے ہیں کہ مکہ افضل ہے اور یہی قول ہے شافعیؒ اور ابن وہبؒ اور مطرفؒ اور ابن حبیبؒ کا اور یہی مذہب ہے ابو حنیفہؒ اور اصحاب ابو حنیفہ کا اور اسی کو اختیار کیا ہے ابن عبد البرؒ اور ابن رشدؒ اور ابن عرفہؒ نے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت صحابہ اور اکثر اہل مدینہ اور امام مالکؒ اور ان کے اصحاب کا قول یہ ہے کہ مدینہ افضل ہے۔ بعض شافعیہ نے بھی اس کو اختیار کیا ہے اور جانبین کی طرف دلائل بہت ہیں یہاں تک کہ ابن ابی حمزہ نے کہا کہ دونوں شہر برابر ہیں اور سیوطیؒ نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ اس مسئلے میں توقف کرے کیونکہ دلائل ایک دوسرے کے معارض ہیں اور نفس مائل ہوتا ہے مدینہ منورہ کی تفضیل کی طرف۔ پھر کہا ہے جب صاحب عقل وعلم تامل کرے تو معلوم ہوتا ہے کہ مکہ کو جو فضیلت ملی ہے اسی قدر یا اس سے بہتر مدینہ کو بھی ملی ہے بلکہ سیوطی نے خصائص میں جزم کیا ہے مدینہ کے افضل ہونے کا اور محل خلاف اس مقام کے سوا ہے جہاں پر آنحضرت ﷺ کا جسد مبارک مدفون ہے اتنا ٹکڑا تو زمین اور آسمان سے بھی افضل ہے اس طرح جس مقام پر کعبہ ہے وہ مدینہ سے افضل ہے۔ (زرقانی)۔

باب ما جاء في الطاعون — طاعون کا بیان

فائدہ: طاعون کہتے ہیں موت عام کو جو یکبارگی لوگوں میں پھیل جائے جیسے وباء وغیرہ۔ ایک حدیث میں آیا ہے طاعون کونچا ہے دشمن جنوں کا اور تمہارے واسطے شہادت ہے۔

۱۵۹۴۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ حَتَّى إِذَا كَانَ بِسَرْغَ لَقِيَهُ أُمَرَاءُ الْأَجْنَادِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَأَصْحَابُهُ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّ الْوَبَأَ قَدْ وَقَعَ بِأَرْضِ الشَّامِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ادْعُ لِي الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ فَدَعَاهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ وَأَخْبَرَهُمْ أَنَّ الْوَبَأَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَاخْتَلَفُوا فَقَالَ بَعْضُهُمْ قَدْ خَرَجْتَ لِأَمْرٍ وَلَا نَرَى أَنْ تَرْجِعَ عَنْهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ مَعَكَ بَقِيَّةُ النَّاسِ وَأَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَرَى أَنْ تُقْدِمَهُمْ عَلَى هَذَا الْوَبَإِ فَقَالَ عُمَرُ ارْتَفِعُوا عَنِّي ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِي الْأَنْصَارَ فَدَعَوْتُهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ فَسَلَكُوا سَبِيلَ الْمُهَاجِرِينَ وَاخْتَلَفُوا كَاخْتِلَافِهِمْ فَقَالَ ارْتَفِعُوا عَنِّي ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِي مَنْ كَانَ هَاهُنَا مِنْ مَشْيَخَةِ قُرَيْشٍ مِنْ مُهَاجِرَةِ الْفَتْحِ فَدَعَوْتُهُمْ فَلَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيْهِ مِنْهُمْ رَجُلَانِ فَقَالُوا نَرَى أَنْ تَرْجِعَ بِالنَّاسِ وَلَا تُقْدِمَهُمْ عَلَى هَذَا الْوَبَإِ فَنَادَى عُمَرُ فِي النَّاسِ إِنِّي مُصْبِحٌ عَلَى ظَهْرٍ فَأَصْبِحُوا عَلَيْهِ فَقَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ أَفِرَارًا مِنْ قَدَرِ اللَّهِ فَقَالَ عُمَرُ لَوْ غَيْرُكَ قَالَهَا يَا أَبَا عُبَيْدَةَ نَعَمْ نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللَّهِ إِلَى قَدَرِ اللَّهِ أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ إِبِلٌ فَهَبَطَتْ وَادِيًا لَهُ عُدْوَتَانِ إِحْدَاهُمَا خَصِبَةٌ وَالْأُخْرَى جَدْبَةٌ أَلَيْسَ إِنْ رَعَيْتَ الْخَصِبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللَّهِ وَإِنْ رَعَيْتَ الْجَدْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللَّهِ فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ

عَوْفٍ وَكَانَ غَائِبًا فِي بَعْضِ حَاجَتِهِ فَقَالَ إِنَّ عِنْدِي مِنْ هَذَا عِلْمًا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ)) قَالَ فَحَمِدَ اللَّهَ عُمَرُ ثُمَّ انْصَرَفَ ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ شام کی طرف نکلے (۱) جب سرغ میں پہنچے (سرغ ایک قریہ ہے وادی تبوک میں) تو لشکر کے بڑے بڑے افسران سے ملے جیسے ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اور ساتھی ان کے۔ (۲) انہوں نے کہا شام میں آج کل وباء ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ بلاؤ بڑے بڑے مہاجرین کو جنہوں نے پہلے ہجرت کی ہے تو بلایا اُن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے مشورہ کیا اور بیان کیا اُن سے کہ شام میں وباء ہو رہی ہے انہوں نے اختلاف کیا بعضوں نے کہا آپ کام کے واسطے نکلے ہیں (رعیت کا حال دیکھنے کو) لوٹنا مناسب نہیں ہے بعضوں نے کہا کہ آپ کے ساتھ اور لوگ بھی ہیں اور صحابہ ہیں مناسب نہیں کہ آپ ان کو اس وبا میں لے جائیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جاؤ اور کہا بلاؤ انصار کو ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے انصار کو بلایا وہ آئے ان سے مشورہ کیا انہوں نے بھی مہاجرین کی مثل بیان کی اور اسی طرح اختلاف کیا۔ آپ نے کہا جاؤ پھر کہا قریش کے بوڑھے بوڑھے لوگوں کو جنہوں نے ہجرت کی بعد فتح مکہ کے بلاؤ میں نے ان کو بلایا ان میں سے دو آدمیوں نے بھی اختلاف نہیں کیا بلکہ سب نے کہا ہمارے نزدیک مناسب یہ ہے کہ آپ لوٹ چلیے اور لوگوں کو اس وبا میں نہ لے جائیے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں منادی کرادی کہ صبح کو میں اونٹ پر سوار ہوں گا (اور مدینہ کو لوٹ چلوں گا) پھر صبح کو سب لوگ سوار ہو کر چلے اس وقت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا اللہ جل جلالہ کی تقدیر سے بھاگے جاتے ہو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کاش یہ بات کسی اور نے نہ کہی ہوتی۔ (۳) ہاں ہم بھاگتے ہیں اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر کی طرف۔ (۴) کیا اگر تمہارے پاس اونٹ ہوں اور تم ایک وادی میں جاؤ جس کے دو کنارے ہوں ایک کنارہ سرسبز اور شاداب ہو اور دوسرا خشک اور خراب ہو اگر تو اپنے اونٹوں کو سرسبز اور شاداب میں چرائے جب بھی تو نے چرایا اللہ کی تقدیر سے اور جو تو نے خشک اور خراب میں چرائے جب بھی تو نے چرایا اللہ کی تقدیر سے (۵) اتنے میں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آئے اور وہ کہیں کام کو گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا میں اس مسئلے کا عالم ہوں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب تم سنو کہ کسی سرزمین میں وباء ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جب کسی سرزمین میں وبا پڑے اور تم وہاں موجود ہو تو بھاگو بھی نہیں۔ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ جل جلالہ کی حمد بیان کی اور لوٹ کھڑے ہوئے۔ (۶)

(۱) فائدہ: اپنی رعیت کا حال دیکھنے کو اور مدینہ میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو خلیفہ کر گئے۔

(١٥٩٤) بخاري (٥٧٢٩) كتاب الطب : باب ما يذكر في الطاعون ' مسلم (٢٢١٩) أبو داود (٣١٠٣) نسائي في الكبرى (٧٥٢٢) أحمد (١٩٤/١) رقم (١٦٨٣) ۔

(۲) فائدہ: اور خالد بن ولید اور یزید بن ابی سفیان اور شرجیل بن حسنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم۔

(۳) فائدہ: تو میں اس کو سزا دیتا یا مجھے بُرا معلوم نہ ہوتا تمہارے علم اور فضل کے ساتھ ایسی بات کرنا تعجب ہے کیونکہ اکثر صحابہ اور مہاجرین اور انصار کے مشورے سے قرار پائی تھی۔ دوسرے یہ کہ نفس الامر میں بھی مناسب یہی بات تھی اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی ایسا ہی فرمایا ہے۔ جب کہیں وباء ہو تو نہ وہاں جاؤ اور نہ وہاں سے بھاگو۔

(۴) فائدہ: کیونکہ ہمارا لوٹنا بھی بدوُن اللہ کی تقدیر کے نہیں اور اللہ جل جلالہ نے یہی مناسب جانا جب ہی تو ہمارے دلوں کو اس طرف متوجہ کر دیا۔

(۵) فائدہ: پھر اگر تو خشک اور خراب کنارے کو چھوڑ کر سرسبز اور شاداب میں جائے تو کوئی کہے اللہ کی تقدیر سے بھاگتے ہو تم یہی جواب دو گے۔ ہم اللہ کی تقدیر سے بھاگتے ہیں اس کی تقدیر کی طرف ایسا ہی یہاں بھی ہے یعنی مدینہ کا جانا بغیر قضاوقدر اور مشیت الٰہی کے نہیں ہے۔

(۶) فائدہ: اللہ جل جلالہ کی تعریف کی اس لیے کہ ان کی رائے موافق ہوئی نصِ حدیث اور حکم الٰہی کے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے اکثر اللہ جل جلالہ کے حکم کے موافق ہوتی اور انہی کی رائے کے موافق کلام اللہ اترتا۔

۱۵۹۵۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّهُ سَأَلَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الطَّاعُونِ فَقَالَ أُسَامَةُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((الطَّاعُونُ رِجْزٌ أُرْسِلَ عَلَى طَائِفَةٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَوْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ)) قَالَ مَالِك قَالَ أَبُو النَّضْرِ لَا يُخْرِجُكُمْ إِلَّا فِرَارٌ مِنْهُ۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے پوچھا تم نے کیا سنا ہے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے بارے میں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ طاعون ایک عذاب ہے جو بھیجا گیا تھا بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر یا یہ کہا کہ ان پر جو تم سے پہلے تھے تو جب سنو تم کسی زمین میں طاعون ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جب کسی زمین میں طاعون پڑے اور تم وہاں موجود ہو تو بھاگو بھی نہیں۔ ابونضر نے کہا نہ نکلو بھاگنے کے قصد سے۔

۱۵۹۶۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ فَلَمَّا جَاءَ سَرْغَ بَلَغَهُ أَنَّ الْوَبَأَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَأَخْبَرَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ)) فَرَجَعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِنْ سَرْغَ۔

حضرت عبداللہ بن عامر بن ابی ربیعہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ شام کی طرف نکلے جب سرغ میں پہنچے

(۱۵۹۵) بخاری (۳۴۷۳) کتاب أحادیث الأنبیاء: باب حدیث الغار' مسلم (۲۲۱۸) ترمذی (۱۰۶۵) نسائی فی الکبری (۷۵۲۵) أحمد (۲۰۲/۵) رقم (۲۲۱۰۶)۔

ان کو خبر ملی شام میں وبا پڑی ہے تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی زمین میں سنو کہ وباء ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جب وبا پڑے اس زمین میں جس میں تم ہو تو اس سے نکل نہ بھاگو یہ سن کر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سرغ سے لوٹ آئے۔

۱۵۹۷۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ إِنَّمَا رَجَعَ بِالنَّاسِ مِنْ سَرْغَ عَنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ ۔

حضرت سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سرغ سے لوٹ آئے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی حدیث سن کر۔

۱۵۹۸۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَبَيْتٌ بِرُكْبَةَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ عَشَرَةِ أَبْيَاتٍ بِالشَّامِ قَالَ مَالِك يُرِيدُ لِطُولِ الْأَعْمَارِ وَالْبَقَاءِ وَلِشِدَّةِ الْوَبَا بِالشَّامِ ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک گھر رکبہ میں (رکبہ ایک مقام ہے درمیان میں عمرہ اور ذات عرق کے) پسند ہے مجھ کو شام کے دس گھروں سے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس لیے کہ شام میں وبا تھی اور رکبہ میں کوئی بیماری نہ تھی وہاں طول عمر کا خیال تھا۔

باب النهي عن القول في القدر تقدیر میں گفتگو کرنے کی ممانعت

۱۵۹۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((تَحَاجَّ آدَمُ وَمُوسَى فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى قَالَ لَهُ مُوسَى أَنْتَ آدَمُ الَّذِي أَغْوَيْتَ النَّاسَ وَأَخْرَجْتَهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ فَقَالَ لَهُ آدَمُ أَنْتَ مُوسَى الَّذِي أَعْطَاهُ اللّٰهُ عِلْمَ كُلِّ شَيْءٍ وَاصْطَفَاهُ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَتِهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَفَتَلُومُنِي عَلَى أَمْرٍ قَدْ قُدِّرَ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُخْلَقَ)) ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بحث کی آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام نے تو غالب ہوئے آدم موسیٰ پر۔ موسیٰ نے کہا تو وہی آدم ہے کہ گمراہ کیا تو نے لوگوں کو اور نکالا ان کو جنت سے۔ آدم نے کہا کہ تو وہی موسیٰ ہے کہ اللہ نے تجھے علم دیا ہر چیز کا اور برگزیدہ کیا رسالت سے انہوں نے کہا ہاں پھر آدم نے کہا باوجود اس کے

(۱۵۹٦) بخاری (٦٩٧٣) كتاب الحيل : باب ما يكره من الاحتيال في الفرار من الطاعون ' مسلم (۲۲۱۹) أبو داود (۳۱۰۳) نسائی فی الکبری (۷۵۲۱) أحمد (۱۹۴/۱) رقم (۱٦۸۲) ۔

(۱۵۹۷) أيضاً ۔

(۱۵۹۹) بخاری (٦٦١٤) كتاب القدر : باب تحاج آدم وموسى عند الله ' مسلم (۲٦۵۲) أبو داود (٤٧٠١) ترمذی (۲۱۳٤) نسائی فی الکبری (۱۰۹۸۵) ابن ماجه (۸۰) أحمد (۲٦٤/۲) رقم (۷۵۷۸) ۔

مجھے ملامت کرتا ہے ایسے کام پر جو میری تقدیر میں لکھا جا چکا تھا قبل میرے پیدا ہونے کے۔

۱۶۰۰۔ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سُئِلَ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غَافِلِينَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ عَنْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى خَلَقَ آدَمَ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ بِيَمِينِهِ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فَقَالَ خَلَقْتُ هَؤُلَاءِ لِلْجَنَّةِ وَبِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَعْمَلُونَ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فَقَالَ خَلَقْتُ هَؤُلَاءِ لِلنَّارِ وَبِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ يَعْمَلُونَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَفِيمَ الْعَمَلُ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ إِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلْجَنَّةِ اسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَمُوتَ عَلَى عَمَلٍ مِنْ أَعْمَالِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُدْخِلُهُ رَبُّهُ الْجَنَّةَ وَإِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلنَّارِ اسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتَّى يَمُوتَ عَلَى عَمَلٍ مِنْ أَعْمَالِ أَهْلِ النَّارِ فَيُدْخِلُهُ رَبُّهُ النَّارَ۔

حضرت مسلم بن یسار جہنی سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا اس آیت کے متعلق ﴿وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ﴾ الآیۃ یعنی یاد کر اس وقت کو جب تیرے پروردگار نے آدم کی پیٹھ سے ان کی تمام اولاد کو نکالا اور ان کو گواہ کیا ان پر اس بات کا کیا میں نہیں ہوں پروردگار تمہارا۔ بولے کیوں نہیں تو پروردگار ہمارا ہے ہم نے اس واسطے گواہ کیا کہ کہیں ایسا نہ کہو تم قیامت کے روز کہ ہم تو اس سے غافل تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس آیت کی تفسیر کا سوال ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے آدم کو پیدا کیا پھر ان کی پیٹھ پر اپنا داہنا ہاتھ پھیرا اور اولاد نکالی اور فرمایا میں نے ان کو جنت کے لیے پیدا کیا اور یہ لوگ جنتیوں کے کام کریں گے پھر ہاتھ پھیرا ان کی پیٹھ پر اور اولاد نکالی فرمایا میں نے ان کو جہنم کے لیے پیدا کیا اور یہ جہنمیوں کے کام کریں گے ایک شخص بولا یا رسول اللہ! پھر عمل کرنے سے کیا فائدہ (۱)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جب پیدا کرتا ہے کسی بندے کو جنت کے واسطے تو اس سے جنتیوں کے کام کراتا ہے اور موت کے وقت بھی وہ نیک عمل کر کے مرتا ہے تو اللہ جل جلالہ اسے جنت میں داخل کرتا ہے اور جب کسی بندے کو جہنم کے لیے پیدا کرتا ہے تو اس سے جہنمیوں کے کام کراتا ہے یہاں تک کہ موت کے وقت بھی وہ برے کام پر مرتا ہے تو اسے جہنم میں داخل کرتا ہے۔ (۲)

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **ضعیف** کہا ہے۔

(۱) فائدہ: جب یہ امر پہلے ہی طے ہو چکا ہے اسی کے موافق ہو گا جو جنتی ہے وہ لامحالہ جنت میں جائے گا اور جو دوزخی ہے وہ لامحالہ دوزخ میں جائے گا۔

(۱۶۰۰) ضعيف بهذا التمام: أبو داود (٤٧٠٣) كتاب السنة: باب في القدر، ترمذي (٣٠٧٥) نسائي في الكبرى (١١١٩٠) أحمد (١/٤٤ ـ ٤٥) رقم (٣١١) ـ

(۲) فائدہ: یعنی اعتبار خاتمے کا ہے اس لیے آدمی کو چاہیے کہ ہمیشہ نیک کاموں میں مصروف رہے شاید اس کی موت آ گئی ہو تو آخیر وقت میں بھی خاتمہ نیک کام پر ہو۔

۱۶۰۱۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ)) ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ چھوڑے جاتا ہوں میں تم میں دو چیزوں کو نہیں گمراہ ہو گے جب تک پکڑے رہو گے ان کو کتاب اللہ کو اور اس کے رسول ﷺ کی سنت کو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **صحیح لغیرہ** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔

۱۶۰۲۔ عَنْ طَاوُسٍ الْيَمَانِيِّ أَنَّهُ قَالَ أَدْرَكْتُ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُونَ كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ قَالَ طَاوُسٌ وَسَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ حَتَّى الْعَجْزِ وَالْكَيْسِ أَوْ الْكَيْسِ وَالْعَجْزِ)) ۔

حضرت طاؤس یمانی سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے چند صحابہ کو پایا کہتے تھے کہ ہر چیز تقدیر سے ہے۔ طاؤس نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہتے تھے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ہر چیز تقدیر سے ہے یہاں تک کہ عاجزی اور ہوشیاری بھی۔

۱۶۰۳۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ فِي خُطْبَتِهِ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْهَادِي وَالْفَاتِنُ ۔

حضرت عمرو بن دینار سے روایت ہے میں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے سنا خطبہ میں فرماتے تھے کہ اللہ ہی ہدایت کرنے والا اور گمراہ کرنے والا ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: کلام اللہ میں موجود ہے "ہدایت کرتا ہے جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے"۔ ان حدیثوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اچھے برے سب کاموں کا پیدا کرنے والا پروردگار ہے بغیر اس کی قضا و قدر کے کوئی کام نہیں ہوتا مگر بندے کو صرف ایک ظاہری اختیار دیا ہے اور اچھے برے کاموں کی اس کو تمیز دے دی ہے اسی اختیار پر عذاب و ثواب مبنی ہے اس سے رد ہو گیا قدریہ اور شیعہ کا جو کہتے ہیں کہ بندہ اپنے کاموں کا آپ خالق ہے۔

۱۶۰۴۔ عَنْ أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أَسِيرُ مَعَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَقَالَ مَا رَأْيُكَ فِي هَؤُلَاءِ

(۱۶۰۱) صحیح لغیرہ : حاکم (۹۳/۱) رقم (۳۱۸) بیهقی (۱۱٤/۱۰) رقم (۲۰۳۳٦) ۔

(۱۶۰۲) مسلم (۲٦۵۵) کتاب القدر : باب کل شیء بقدر ' أحمد (۱۱۰/۲) رقم (۵۸۹۳) ۔

(۱٦۰٤) مقطوع صحیح : بیهقی فی السنن الکبری (۲۰۵/۱۰) رقم (۲۰۸۸۳) ۔

الْقَدَرِيَّةِ فَقُلْتُ رَأْيِي أَنْ تَسْتَتِيبَهُمْ فَإِنْ تَابُوا وَإِلَّا عَرَضْتَهُمْ عَلَى السَّيْفِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَذَلِكَ رَأْيِي قَالَ مَالِك وَذَلِكَ رَأْيِي ۔

حضرت ابوسہیل بن مالک عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ جا رہے تھے انہوں نے پوچھا ابوسہیل سے کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے قدریہ کے بارے میں۔ ابوسہیل نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ان سے توبہ کراؤ توبہ کرلیں تو بہتر نہیں تو قتل کیے جائیں۔ عمر بن عبدالعزیز نے کہا میری رائے بھی یہی ہے۔ امام مالکؒ نے کہا میری بھی یہی رائے ہے ان لوگوں کے بارے میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: قدریہ وہ لوگ ہیں جو بندے کو بالکل قادر مطلق سمجھتے اور اس کے افعال کا اسی کو خالق جانتے ہیں۔

باب جامع ما جاء في أهل القدر قدر کے بیان میں مختلف حدیثیں

۱۶۰۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا تَسْأَلُ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا وَلْتَنْكِحَ فَإِنَّمَا لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا)) ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ چاہے کوئی عورت طلاق اپنی بہن کی تاکہ خالی کرے پیالہ اس کا بلکہ نکاح کرلے کیونکہ جو اس کے مقدر میں ہے اس کو ملے گا۔

فائدہ: یعنی جب کوئی عورت کسی مرد سے نکاح کرنا چاہے تو اس کی پہلی بی بی کو طلاق نہ دلوائے اس خیال سے کہ اس کا حصہ بھی میں لوں گی کیونکہ جو اس کے حصہ میں ہے اس کو ملے گا۔

۱۶۰۶۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ قَالَ قَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَى اللَّهُ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعَ اللَّهُ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْهُ الْجَدُّ مَنْ يُرِدْ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ ثُمَّ قَالَ مُعَاوِيَةُ سَمِعْتُ هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى هَذِهِ الْأَعْوَادِ ۔

حضرت محمد بن کعب قرظی سے روایت ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان نے منبر پر کہا کہ اے لوگو! جو اللہ جل جلالہٗ دے اس کا کوئی روکنے والا نہیں ہے اور جو نہ دے اس کا کوئی دینے والا نہیں ہے اور کسی طاقت والے کی طاقت کام نہیں آتی (یعنی اس کی طاقت اس کے عذاب کو روک نہیں سکتی یا اس کی مالداری اس کے کام نہیں آتی صرف اعمال کام آئیں گے) جس شخص کو اللہ بھلائی پہنچانا چاہتا ہے اس کو دین میں سمجھ دیتا ہے اور علم فقہ دیتا ہے پھر کہا معاویہ نے میں نے ان کلمات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا انہی لکڑیوں پر

(١٦٠٥) بخاری (٦٦٠١) كتاب القدر : باب وكان أمر الله قدرا مقدورا ' مسلم (١٤٠٨) أبو داود (٢١٧٦) ترمذی (١١٩٠) نسائی (٤٥٠٢) أحمد (٢٣٨/٢) رقم (٧٢٤٧) ۔

(١٦٠٦) بخاری (٨٤٤) كتاب الأذان : باب الذكر بعد الصلاة ' مسلم (٥٩٣) أبو داود (١٥٠١) نسائی (١٣٤١) احمد (٢٤٥/٤) (١٨٣١٩) دارمی (١٣٤٩) ۔

(منبر شریف کی)۔

١٦٠٧۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّهُ كَانَ يُقَالُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ كَمَا يَنْبَغِي الَّذِي لَا يَعْجَلُ شَيْءٌ أَنَاهُ وَقَدَّرَهُ حَسْبِيَ اللَّهُ وَكَفَى سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ دَعَا لَيْسَ وَرَاءَ اللَّهِ مَرْمًى ۔

امام مالکؒ سے روایت ہے کہ پہلے زمانے میں لوگ یوں کہا کرتے تھے کہ سب خوبیاں اس اللہ کو ہیں جس نے پیدا کیا ہر شے کو جیسے چاہیے جو وقت مقرر کر دیا ہے اس سے پہلے کوئی چیز نہیں ہو سکتی کافی ہے مجھ کو اللہ اور کافی ہے ایسا کافی سنتا ہے اللہ جو اس کو پکارے اللہ کے سوا کوئی شخص نہیں جس سے دعا کی جائے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

١٦٠٨۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّهُ كَانَ يُقَالُ إِنَّ أَحَدًا لَنْ يَمُوتَ حَتَّى يَسْتَكْمِلَ رِزْقَهُ فَأَجْمِلُوا فِي الطَّلَبِ ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ پہلے زمانے میں یوں کہا جاتا تھا کہ کوئی آدمی نہیں مرے گا جب تک کہ اس کا رزق پورا نہ ہو پس اختصار کرو طلب معاش میں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی زیادہ کوشش اور محنت روزی کی تلاش میں نہ کرو کہ خدا کو بھول جاؤ یا حرام حلال کی قید اٹھادو ملے گا اتنا ہی جتنا تقدیر میں ہے۔ ابن ماجہ اور حاکم اور بیہقی نے مانند اس کے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

باب ما جا في حسن الخلق — خوش خلقی کے بیان میں

١٦٠٩۔ عَنْ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَالَ آخِرُ مَا أَوْصَانِي بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ وَضَعْتُ رِجْلِي فِي الْغَرْزِ أَنْ قَالَ ((أَحْسِنْ خُلُقَكَ لِلنَّاسِ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ)) ۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آخری وصیت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو کی جب میں رکاب میں پاؤں رکھنے لگا یہ تھی کہ اے معاذ! خوش خلقی کرلوگوں سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

١٦١٠۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(١٦٠٧) **مقطوع ضعيف** : بزار (٣٢٠٣) ۔

(١٦٠٨) **مقطوع ضعيف** : ابن ماجه (٢١٤٤) كتاب التجارات : باب الاقتصاد فی طلب المعيشة ۔

(١٦٠٩) **ضعيف** : بيهقی فی شعب الإيمان (٢٤٥/٦ ـ ٢٤٦) رقم (٨٠٢٩) ترمذی (١٩٧٨) أحمد (١٥٣/٥) رقم (٢١٦٨١) دارمی (٢٧٩١) ۔

فِي أَمْرَيْنِ قَطُّ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللَّهِ فَيَنْتَقِمُ لِلَّهِ بِهَا ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دنیا کے دو کاموں میں اختیار ہوا (کہ اس کو کریں یا اس کو) تو آپ نے آسان امر کو اختیار کیا بشرطیکہ اس میں گناہ نہ ہوا گر گناہ ہوتا تو سب سے زیادہ آپ اس سے پرہیز کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات کے واسطے کسی سے بدلہ نہیں لیتے تھے مگر جب اللہ کی حرمت میں خلل پڑے تو اس وقت بدلہ لیتے تھے اللہ کے واسطے۔

۱۶۱۱۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ)) ۔

حضرت زین العابدین سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی بہتر باتوں میں سے یہ ہے کہ آدمی بے کار اور فضول چیزوں کو چھوڑ دے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **حسن** کہا ہے۔

فائدہ: دارقطنی نے اس حدیث کو موصولاً روایت کیا ہے علی بن حسین سے۔ انہوں نے حسین سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابو یعلی اور احمد نے اس حدیث کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور احمد اور طبرانی نے حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے اور حاکم نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی اور ابن عساکر نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے یہ حدیث اصول اسلام میں ایک اعلیٰ درجہ کی حدیث ہے جس سے بہت سے مسائل نکلتے ہیں جو کام یا علم دنیا میں یا آخرت میں مفید نہ ہو اس کا حاصل کرنا یا اس میں مشغول رہنا اس حدیث کی رو سے ممنوع ہے۔

۱۶۱۲۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ اسْتَأْذَنَ رَجُلٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ عَائِشَةُ وَأَنَا مَعَهُ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِئْسَ ابْنُ الْعَشِيرَةِ ثُمَّ أَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمْ أَنْشَبْ أَنْ سَمِعْتُ ضَحِكَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ فَلَمَّا خَرَجَ الرَّجُلُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قُلْتَ فِيهِ مَا قُلْتَ ثُمَّ لَمْ تَنْشَبْ أَنْ ضَحِكْتَ مَعَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنْ

(١٦١٠) بخاری (٣٥٦٠) كتاب المناقب : باب صفة النبی ' مسلم (٢٣٢٧) أبو داود (٤٧٨٥) نسائی فی الكبرى (٩١٦٣) احمد (١١٥/٦ ـ ١١٦) رقم (٢٥٣٥٨) ـ

(١٦١١) حسن : ترمذی (٢٣١٨) كتاب الزهد : باب فيمن تكلم بكلمة يضحك بها الناس ' احمد (٢٠١/١) رقم (١٧٣٧) ابن ماجه (٣٩٧٦) عبد الرزاق فی المصنف (٣٠٧/١١) ـ

اتَّقَاهُ النَّاسُ لِشَرِّهِ)) ۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اذن چاہا رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کا اور میں آپ کے ساتھ تھی گھر میں۔ آپ نے فرمایا بُرا آدمی ہے یہ پھر آپ نے اس کو آنے کی اجازت دی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ تھوڑی دیر نہیں گزری تھی کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے اس کے ساتھ ہنستے سنا جب وہ چلا گیا تو میں نے کہا یارسول اللہ! ابھی تو آپ ﷺ نے اس کو بُرا کہا تھا ابھی آپ ﷺ اس سے ہنسنے لگے آپ ﷺ نے فرمایا کہ سب آدمیوں میں بُرا وہ آدمی ہے جس سے لوگ بچیں یا ڈریں اس کے شر کے سبب سے۔

فائدہ: وہ شخص عینہ بن حصن فزاری تھا دل سے اسلام نہیں لایا تھا ظاہر میں مسلمان ہو گیا تھا آپ ﷺ نے اس کا حال بیان کر دیا تا کہ لوگوں کو دھوکا نہ ہو۔

فائدہ: (سب آدمیوں سے برا آدمی وہ ہے جس سے لوگ بچیں......) یعنی اس خوف سے کہ وہ ایذاء پہنچائے گا۔ یہ غیبت نہیں بلکہ اس شخص کا حال بیان کر دیا تا کہ لوگ اس سے ڈریں اور اس سے محفوظ رہیں بعضوں نے کہا وہ شخص کھلم کھلا فاسق تھا اس کی غیبت درست تھی۔

۱۶۱۳۔ عَنْ كَعْبِ الْأَحْبَارِ أَنَّهُ قَالَ إِذَا أَحْبَبْتُمْ أَنْ تَعْلَمُوا مَا لِلْعَبْدِ عِنْدَ رَبِّهِ فَانْظُرُوا مَاذَا يَتْبَعُهُ مِنْ حُسْنِ الثَّنَاءِ ۔

حضرت کعب احبار نے کہا کہ جب تم کسی بندہ کا حال جاننا چاہو تو اس کے پروردگار کے پاس (یعنی مقبول ہوا یا مردود جنتی ہوا یا دوزخی) تو دیکھو لوگ اس کو کیسا کہتے ہیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی اگر لوگ اس کو اچھا کہتے ہیں تعریف کرتے ہیں تو ظن غالب ہے کہ خدا کے نزدیک بھی مقبول ہوا ہوگا اور اگر لوگ بُرا کہتے ہیں تو خدا کے نزدیک بھی شاید بُرا ہوگا۔ زرقانی نے کہا ان لوگوں کے کہنے کا اعتبار ہے جو اہل علم اور اہل خیر ہیں نہ کہ فساق اور فجار کے کہنے کا۔

۱۶۱۴۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ الْمَرْءَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ الْقَائِمِ بِاللَّيْلِ الظَّامِي بِالْهَوَاجِرِ ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے مجھ کو یہ پہنچا کہ آدمی حسن خلق کی وجہ سے رات بھر عبادت کرنے والے اور دن بھر پیاسے رہنے والے (روزہ دار) کا درجہ حاصل کرتا ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

۱۶۱۵۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرٍ مِنْ كَثِيرٍ مِنَ الصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ قَالُوا بَلَى قَالَ

(۱۶۱۲) بخاری (۶۰۳۲) كتاب الأدب : باب لم يكن النبي فاحشا ولا متفحشا ' مسلم (۲۵۹۱) أبو داود (٤٧٩١) ترمذی (۱۹۹٦) نسائی فی الكبرى (۱۰۰٦٦) أحمد (٣٧/٦) رقم (٢٤٦٠٧) ۔

(١٦١٤) مقطوع ضعيف : أبو داود (٤٧٩٨) كتاب الأدب : باب في حسن الخلق ' أحمد (٦٤/٦) رقم (٢٤٨٥٩) ۔

إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ وَإِيَّاكُمْ وَالْبِغْضَةَ فَإِنَّهَا هِيَ الْحَالِقَةُ ۔

حضرت سعید بن مسیب نے کہا کیا میں نہ بتاؤں تم کو وہ چیز جو بہت سی نماز اور صدقہ سے بہتر ہے؟ لوگوں نے کہا بتاؤ۔ سعید نے کہا ایک دوسرے کے بیچ میں صلح کرا دینا اور بچو تم بغض اور عداوت سے یہ خصلت مونڈنے والی ہے نیکیوں کی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: جیسے مونڈنے سے بال صاف ہو جاتے ہیں ایسے ہی بغض اور حسد اور عناد سے نیکیاں مٹ جاتی ہیں۔

۱۶۱۶۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ قَدْ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ حُسْنَ الْأَخْلَاقِ ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اس واسطے بھیجا گیا کہ اخلاق کی خوبیوں کو پورا کر دوں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔ علامہ البانیؒ نے اسے **صحیح** کہا ہے۔ [الصحيحة (۱/۱۱۲)]

فائدہ: اس حدیث کو احمد اور حاکم اور طبرانی نے متصلاً روایت کیا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔

باب ما جاء في الحياء — حیا یعنی شرم کے بیان میں

۱۶۱۷۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ رُكَانَةَ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لِكُلِّ دِينٍ خُلُقٌ وَخُلُقُ الْإِسْلَامِ الْحَيَاءُ)) ۔

حضرت زید بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ہر دین کا ایک خلق ہے (یعنی طور یا طریقہ یا خصلت جس پر وہ دین والے رغبت کرتے ہیں) اور اسلام کا خلق حیا ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **صحیح لغیرہ** کہا ہے۔

۱۶۱۸۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى رَجُلٍ وَهُوَ يَعِظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((دَعْهُ فَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْإِيمَانِ)) ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا ایک شخص کو نصیحت کر رہا تھا اپنے بھائی کو حیا کے بارے میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جانے دے کیونکہ حیا ایمان میں سے ہے۔

(۱۶۱۵) **مقطوع صحيح** : أبو داود (۴۹۱۹) كتاب الأدب : باب في اصلاح ذات البين ' ترمذی (۲۵۰۹) أحمد (۶/۴۴۴ _ ۴۴۵) رقم (۲۷۰۵۸) ۔

(۱۶۱۶) **صحيح** : أحمد (۲/۳۸۱) رقم (۸۹۳۹) ۔

(۱۶۱۷) **صحيح لغيره** : ابن ماجه (۴۱۸۱) كتاب الزهد : باب الحياء ، بيهقى فى شعب الايمان (۶/۱۳۵) ۔

(۱۶۱۸) بخارى (۲۴) كتاب الايمان : باب الحياء من الايمان ' مسلم (۳۶) أبو داود (۴۷۹۵) ترمذى (۲۶۱۵) نسائى (۵۰۳۳) ابن ماجة (۵۸) أحمد (۲/۵۶) رقم (۵۱۸۳) ۔

فائدہ: (نصیحت کر رہا تھا) یعنی کہہ رہا تھا تم اس قدر حیا کیوں رکھتے ہو اور ملامت کر رہا تھا اس کو کثرتِ حیاء پر۔

فائدہ: (ایمان کا حصہ ہے) یعنی ایمان کی شاخوں میں سے ہے یا ایمان کا جز ہے جس کا ایمان قوی ہے اس کی حیا بھی زیادہ ہے تو کیوں اس کو بُرا کہتا ہے حیا کی کثرت پر۔

باب ما جاء في الغضب — غضب کے بیان میں

۱۶۱۹۔ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلِّمْنِي كَلِمَاتٍ أَعِيشُ بِهِنَّ وَلَا تُكْثِرْ عَلَيَّ فَأَنْسَى فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا تَغْضَبْ)) ۔

حضرت حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس اور بولا کہ یارسول اللہ! مجھے چند باتیں بتا دیجیے جن سے میں نفع اٹھاؤں اور بہت باتیں نہ بتایئے میں بھول جاؤں گا آپ ﷺ نے فرمایا تو غصہ مت کیا کر۔

فائدہ: یہ بڑا کلیہ آپ ﷺ نے بتا دیا' مدارِ شریعت کا اس پر ہے کہ آدمی اپنے نفس کی خواہشوں پر عمل نہ کرے اور بُری باتوں سے اس کو روکے جب غصے میں اپنے نفس کو روکا اور زیادتی سے باز رکھا تو وہ شخص بخوبی اپنے نفس پر قادر ہو جائے گا اور سب اعمال صالحہ کر سکے گا اور تمام بُری باتوں سے باز رہے گا۔

۱۶۲۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ)) ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ وہ آدمی زورآور نہیں ہے جو کشتی میں لوگوں کو پچھاڑ دے زورآور وہ ہے جو اپنے نفس پر قادر ہو غصے کے وقت۔

باب ما جاء في المهاجرة — ملاقات ترک کرنے کے بیان میں

۱۶۲۱۔ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يُهَاجِرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هَذَا وَيُعْرِضُ هَذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ)) ۔

(١٦١٩) بخاری (٦١١٦) كتاب الأدب : باب الحذر من الغضب ' ترمذی (٢٠٢٠) أحمد (٣٦٢/٢) رقم (٢٧٢٩) ۔

(١٦٢٠) بخاری (٦١١٤) كتاب الأدب : باب الحذر من الغضب ' مسلم (٢٦٠٩) نسائي في الكبرى (١٠٢٢٦) أحمد (٢٣٦/٢) رقم (٧٢١٨) ۔

(١٦٢١) بخاری (٦٠٧٧) كتاب الأدب : باب الهجرة ' مسلم (٢٥٦٠) أبو داود (٤٩١١) ترمذی (١٩٣٢) أحمد (٤٢٢/٥) رقم (٢٣٩٨٢) ۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو درست نہیں کہ اپنے بھائی مسلمان کی ملاقات ترک کرے یعنی اس کو چھوڑ دے تین دن سے زیادہ (یعنی تین روز سے زیادہ رنج رکھے) یہ ملے تو وہ نہ دیکھے یہ ملے تو وہ نہ دیکھے بہتر ان دونوں میں وہ ہے جو پہلے سلام علیک کرے۔

فائدہ۔ یعنی پہلے جو مل جائے اور رنج دور کرے یہ اس صورت میں ہے جب دنیا کے واسطے رنج ہو گیا ہو اور اگر دین کے معاملے میں رنج ہو مثلاً وہ شخص بدعتی ہو یا سنت کی مخالفت کرتا ہو تو جب تک توبہ نہ کرے اس کا چھوڑ دینا درست ہے اور سلف نے ایسا کیا ہے کہ اہل بدعات سے کبھی ملاقات نہ کی۔

۱۶۲۲۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يُهَاجِرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ)) ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مت بغض کرو مت حسد کرو مت پیٹھ پھیرو ایک دوسرے سے۔ بلکہ ہو جاؤ اللہ کے بندے بھائی بھائی نہیں درست ہے کسی مسلمان کو کہ اپنے بھائی کو چھوڑ دے تین راتوں سے زیادہ۔

فائدہ: یعنی جب دوسرا شخص ملے جس سے رنج ہو تو اس کی طرف سے پیٹھ پھیر لے بات نہ کرے اس کو منع کیا۔

۱۶۲۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَنَافَسُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا)) ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بچو تم بدگمانی سے کیونکہ بدگمانی بڑا جھوٹ ہے اور مت کھوج لگاؤ (لوگوں کی برائیوں کا یا عیبوں کا) اور مت تفتیش کرو اور مت حرص کرو دنیا کی اور مت حسد کرو نہ بغض کرو نہ ایک دوسرے سے پیٹھ موڑو بلکہ ہو جاؤ اللہ کے بندے بھائی بھائی۔

۱۶۲۴۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْخُرَاسَانِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((تَصَافَحُوا يَذْهَبُ الْغِلُّ وَتَهَادَوْا تَحَابُّوا وَتَذْهَبُ الشَّحْنَاءُ)) ۔

(١٦٢٢) بخاری (٦٠٧٦) كتاب الأدب : باب الهجرة ، مسلم (٢٥٥٩) أبو داود (٤٩١٠) ترمذی (١٩٣٥) أحمد (١١٠/٣) رقم (١٢٠٩٧) ـ

(١٦٢٣) بخاری (٦٠٦٦) كتاب الأدب : باب قوله تعالى يايها الذين آمنوا اجتنبوا كثيرا من الظن ، مسلم (٢٥٦٣) أبو داود (٤٩١٧) ترمذی (١٩٨٨) احمد (٤٦٥/٢) رقم (١٠٠٠٢) ـ

(١٦٢٤) ضعيف بهذا اللفظ : ترمذی (٢١٣٠) كتاب الولاء والهبة : باب فی حث النبی علی التهادی ، احمد (٤٠٥/٢) رقم (٩٢٣٩) ـ

عطاء بن عبداللہ خراسانی سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ مصافحہ کرو ایک دوسرے سے دل کا کینہ جاتا رہے گا ہدیہ بھیجو ایک دوسرے کو درست ہو جاؤ گے اور دشمنی جاتی رہے گی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو ان لفظوں کے ساتھ **ضعیف** کہا ہے۔

۱۶۲۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الاثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ مُسْلِمٍ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا إِلَّا رَجُلًا كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ فَيُقَالُ أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں پیر اور جمعرات کے روز تو ہر بندہ مسلمان جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا وہ بخش دیا جاتا ہے مگر وہ شخص جو اپنے بھائی سے عداوت رکھتا ہو۔ کہا جاتا ہے ان دونوں آدمیوں کے متعلق کہ دیکھتے رہو جب تک وہ مل جائیں ان دونوں آدمیوں کو دیکھتے رہو جب تک وہ مل جائیں ان دونوں آدمیوں کو دیکھتے رہو جب تک وہ مل جائیں (یعنی جب تک آپس میں ملاپ نہ کریں ان کی مغفرت نہیں ہوتی)۔

۱۶۲۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ تُعْرَضُ أَعْمَالُ النَّاسِ كُلَّ جُمُعَةٍ مَرَّتَيْنِ يَوْمَ الاثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ إِلَّا عَبْدًا كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ فَيُقَالُ اتْرُكُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَفِيئَا أَوِ ارْكُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَفِيئَا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہر ہفتہ میں دو مرتبہ پیر اور جمعرات کے روز بندوں کے اعمال دیکھے جاتے ہیں پھر ہر مومن بندہ بخش دیا جاتا ہے مگر وہ بندہ جو اپنے بھائی سے عداوت رکھتا ہو تو حکم ہوتا ہے کہ ابھی دونوں کو رہنے دو۔ یہاں تک کہ مل جائیں۔

باب ما جاء في لبس الثياب للجمال بها — کپڑے زینت کے واسطے پہننے کا بیان

۱۶۲۷۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ بَنِي أَنْمَارٍ قَالَ جَابِرٌ فَبَيْنَا أَنَا نَازِلٌ تَحْتَ شَجَرَةٍ إِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلُمَّ إِلَى الظِّلِّ قَالَ فَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُمْتُ إِلَى غِرَارَةٍ لَنَا فَالْتَمَسْتُ فِيهَا شَيْئًا فَوَجَدْتُ فِيهَا جِرْوَ قِثَّاءٍ فَكَسَرْتُهُ ثُمَّ قَرَّبْتُهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مِنْ أَيْنَ

(۱۶۲۵) مسلم (۲۵۶۵) كتاب البر والصلة والآداب: باب النهي عن الشحناء والتهاجر ' أبو داود (۴۹۱۶) ترمذی (۲۰۲۳) ابن ماجه (۱۷۴۰) أحمد (۴۰۰/۲) رقم (۹۱۸۸)۔

(۱۶۲۶) أيضاً۔

لَكُمْ هَذَا قَالَ فَقُلْتُ خَرَجْنَا بِهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مِنَ الْمَدِينَةِ قَالَ جَابِرٌ وَعِنْدَنَا صَاحِبٌ لَنَا نُجَهِّزُهُ يَذْهَبُ يَرْعَى ظَهْرَنَا قَالَ فَجَهَّزْتُهُ ثُمَّ أَدْبَرَ يَذْهَبُ فِي الظَّهْرِ وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ لَهُ قَدْ خَلَقَا قَالَ فَنَظَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ فَقَالَ أَمَا لَهُ ثَوْبَانِ غَيْرُ هَذَيْنِ فَقُلْتُ بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ لَهُ ثَوْبَانِ فِي الْعَيْبَةِ كَسَوْتُهُ إِيَّاهُمَا قَالَ فَادْعُهُ فَمُرْهُ فَلْيَلْبَسْهُمَا قَالَ فَدَعَوْتُهُ فَلَبِسَهُمَا ثُمَّ وَلَّى يَذْهَبُ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَهُ ضَرَبَ اللَّهُ عُنُقَهُ أَلَيْسَ هَذَا خَيْرًا لَهُ قَالَ فَسَمِعَهُ الرَّجُلُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ فَقُتِلَ الرَّجُلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے غزوہ بنی انمار (۱) میں تو ہم ایک درخت کے تلے اُترے ہوئے تھے اتنے میں رسول اللہ ﷺ دکھائی دیے میں نے کہا یارسول اللہ! سائے میں آ یئے ۔ آپ ﷺ آ کر اترے میں اپنی زنبیل کو دیکھنے گیا اس میں ڈھونڈنے لگا تو ایک ککڑی ملی میں اس کو توڑ کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے لے گیا آپ ﷺ نے پوچھا یہ کہاں سے آئی ۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ مدینہ سے ہم اس کو لے کر نکلے تھے ۔ پھر جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہمارے ساتھ ایک شخص تھا جس کا سامانِ سفر ہم نے کر دیا تھا وہ ہمارے جانور چراتا تھا جب وہ پیٹھ موڑ کر جانور چرانے جانے لگا تو وہ دو چادریں اوڑھے ہوئے تھا جو پھٹ کر چندی چندی (پرانی) ہوگئی تھیں رسول اللہ ﷺ نے اس کو دیکھ کر فرمایا کہ کیا اور کپڑے اس کے پاس نہیں ہیں ۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ! ہیں گٹھری میں بندھے ہیں میں نے اس کو پہننے کے لیے دیئے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے کہو کہ وہ کپڑے پہن لے میں نے اس کو بلایا اس نے وہ کپڑے گٹھری سے نکال کر پہن لیے جب پھر جانے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو کیا ہو گیا تھا (جو کپڑے موجود ہوتے ہوئے پھٹی پرانی چادریں اوڑھے ہوئے تھا) خدا اس کی گردن مارے اب کیا اچھا معلوم نہیں ہوتا اس کو اس شخص نے یہ سن کر کہا یارسول اللہ! کیا اللہ کی راہ میں میری گردن ماری جائے آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اللہ کی راہ میں پھر وہ شخص شہید ہوا اللہ کی راہ میں ۔ (۲)

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے ۔

(۱) فائدہ: جو تیسرے سال میں ہجرت کے ہوا اس کو غزوہ ذات الرقاع بھی کہتے ہیں ۔

(۲) فائدہ: یہ آنحضرت ﷺ کا معجزہ تھا ۔

۱۶۲۸۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ إِنِّي لَأُحِبُّ أَنْ أَنْظُرَ إِلَى الْقَارِئِ أَبْيَضَ الثِّيَابِ ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں چاہتا ہوں عالم کو اچھے کپڑے پہنے ہوئے دیکھوں ۔

(١٦٢٧) صحيح : ابن حبان (٥٤١٨) البزار (٢٩٦٣ ـ زوائده) حاكم (١٨٣/٤) رقم (٧٣٧٠) ـ

(١٦٢٨) ضعيف : أبو نعيم في حلية الأولياء (٣٢٨/٦) ـ

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

۱۶۲۹۔ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِذَا أَوْسَعَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَأَوْسِعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ جَمَعَ رَجُلٌ عَلَيْهِ ثِيَابَهُ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب اللہ تم کو وسعت دے تو اپنے اوپر بھی وسعت کرو اپنے کپڑے بنالو۔

باب ما جاء في لبس الثياب المصبغة و الذهب — رنگین کپڑے پہننے اور سونا پہننے کا بیان

۱۶۳۰۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَلْبَسُ الثَّوْبَ الْمَصْبُوغَ بِالْمِشْقِ وَالْمَصْبُوغَ بِالزَّعْفَرَانِ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما گیرو میں رنگے ہوئے کپڑے اور زعفران میں رنگے ہوئے کپڑے پہنا کرتے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: ابوداؤد نے روایت کیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورس اور زعفران سے اپنے کپڑے رنگا کرتے تھے یہاں تک کہ عمامے کو بعض علماء کے نزدیک مرد کو کسم کا رنگ اور زعفرانی رنگ مکروہ ہے۔ مگر امام مالکؒ سے ہر رنگ کا جواز منقول ہے اور کراہت بھی منقول ہے مگر حق اس باب میں یہ ہے کہ مرد کو سوائے کسم کے رنگ کے سب رنگ درست ہیں۔(هٰكَذَا حَقَّقَهُ الشَّوْكَانِيُّ وَالتَّفْصِيلُ فِي هِدَايَةِ السَّائِلِ إِلَى أَدِلَّةِ الْمَسَائِلِ)۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ میرے نزدیک بچوں کو یعنی لڑکوں کو سونا پہنانا مکروہ ہے کیونکہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچا کہ آپ نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا اور میں مکروہ جانتا ہوں سونے کا پہننا بڑے مرد اور چھوٹے لڑکے کے واسطے۔ زرقانی نے کہا بڑے مرد کے واسطے مکروہ تنزیہی ہے مگر چاندی کا زیور لڑکے کو پہنانا بعض علماء کے نزدیک درست ہے اور بعض کے نزدیک مکروہ ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مردوں کو کسم سے رنگی ہوئی چادریں اوڑھنا گھر یا اس کے گرد وگرد میں حرام نہیں سمجھتا لیکن نہ پہننا میرے نزدیک بہتر ہے اور سوائے اس کے اور لباس پہننا اچھا ہے۔

باب ما جاء في لبس الخز — اُون اور ریشم کے کپڑے پہننے کا بیان

۱۶۳۱۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا كَسَتْ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ مِطْرَفَ خَزٍّ كَانَتْ

(١٦٢٩) بخاری (٣٦٥) كتاب الصلاة : باب الصلاة في القميص ' عبدالرزاق (١٣٨٦)۔

(١٦٣٠) **موقوف صحيح** : ابن ابی شيبة فی المصنف (١٥٧/٥ ' ١٥٨) عبد الرزاق (٧٨/١١)۔

عَائِشَةُ تَلْبَسُهُ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو ایک کپڑا پہنایا جس میں اُون اور ریشم تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی اس کو پہنا کرتی تھیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

باب ما یکره للنساء لباسه من الثیاب جو کپڑا عورتوں کو پہننا مکروہ ہے اس کا بیان

۱۶۳۲۔ عَنْ مُرْجَانَةَ أَنَّهَا قَالَتْ دَخَلَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَلَى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى حَفْصَةَ خِمَارٌ رَقِيقٌ فَشَقَّتْهُ عَائِشَةُ وَكَسَتْهَا خِمَارًا كَثِيفًا۔

مرجانہ سے روایت ہے کہ حفصہ بنت عبدالرحمن بن ابی بکر عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں ایک باریک سر بند (اوڑھنی) اوڑھ کر۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو پھاڑ ڈالا اور موٹے کپڑے کا سر بند (دوپٹہ) اوڑھا دیا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **حسن** کہا ہے۔ اور شیخ احمد علی سلیمان نے بھی اسے **حسن** کہا ہے۔

۱۶۳۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ نِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مَائِلَاتٌ مُمِيلَاتٌ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا وَرِيحُهَا يُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ خَمْسِ مِائَةِ عَامٍ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو عورتیں کپڑا پہنے ہوئے ہیں لیکن ننگی ہیں خود بھی سیدھی راہ سے ہٹی ہوئی ہیں اور خاوند کو بھی ہٹا دیتی ہیں جنت میں نہ جائیں گی بلکہ جنت کی خوشبو تک نہ سونگھیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو پانچ سو برس کی راہ سے آتی ہے۔

فائدہ: مسلم نے اس کو مرفوعاً روایت کیا۔

فائدہ: (لیکن ننگی ہیں) یعنی ایسا باریک کپڑا پہنتی ہیں کہ ان کا بدن نظر آتا ہے گویا ننگی ہیں۔

فائدہ: (خاوند کو بھی ہٹا دیتی ہیں) بعضوں نے یہ ترجمہ کیا ہے کہ ٹیڑھی بگڑی ناز ونخرے سے چلتی ہیں خاوند کو بھی بہکا دیتی ہیں اپنی راہ پر لگا لیتی ہیں یعنی شرع کے کاموں پر خود بھی نہیں چلتیں اور خاوند کو بھی سمجھا بجھا کر اپنے حسن و جمال پر دیوانہ کر کے خدا سے دور کر دیتی ہیں۔

فائدہ: (جنت کی خوشبو نہ پائیں گی) یعنی جنت سے اس قدر دور رہیں گی۔ اس حدیث سے صاف وصریح ثابت ہوا کہ باریک کپڑا پہننا عورتوں کو جائز نہیں۔ خصوصاً اس قدر باریک جس سے بدن نظر آئے۔

(١٦٣١) **موقوف صحيح**: عبدالرزاق (١٩٩٦١) ابن ابى شيبة (٢٤٦١٨) شرح معاني الآثار (٢٥٦/٤) بيهقى (٢٧٢/٣) رقم (٦٠٩٦)۔

(١٦٣٢) **موقوف حسن**: بيهقى (٢٣٥/٢) رقم (٣٢٦٥)۔

(١٦٣٣) مسلم (٢١٢٨) كتاب اللباس والزينة: باب النساء الكاسيات العاريات المائلات المميلات، أحمد (٣٥٥/٢ ـ ٣٥٦) رقم (٨٦٥٠)۔

۱۶۳۴۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَنظَرَ فِي أُفُقِ السَّمَاءِ فَقَالَ ((مَاذَا فُتِحَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْخَزَائِنِ وَمَاذَا وَقَعَ مِنَ الْفِتَنِ كَمْ مِنْ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَيْقِظُوا صَوَاحِبَ الْحُجَرِ))۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو بیدار ہوئے اور آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اس رات کو اللہ جل جلالہٗ نے کتنے ایک خزانے کھولے اور کتنے ایک فتنے واقع ہوئے کتنی عورتیں ایسی ہیں جو دنیا میں تو کپڑے پہنے ہوئی ہیں مگر قیامت کے روز ننگی ہوں گی ہوشیار کر دو ان کوٹھڑیوں والیوں کو۔

فائدہ: کوٹھڑیوں میں آپ کی بیبیاں رہا کرتی تھیں ان کو جگانے کے لیے فرمایا یعنی خدا کی یاد سے غافل نہ ہوں ساری رات سونے میں صرف نہ کریں جاگیں بھی عبادت بھی کریں۔

باب ما جاء فی اسبال الرجل ثوبه کپڑا بے کار لٹکانے کا بیان

۱۶۳۵۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((الَّذِي يَجُرُّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو شخص اپنا کپڑا لٹکائے گا تکبر کے طور پر تو قیامت کے روز اللہ جل جلالہٗ اس کی طرف نظر تک نہ کرے گا۔

فائدہ: تہہ بند ہو چادر یا کرتہ یا پاجامہ یعنی ضرورت سے زیادہ اس کو نیچا کرے گا اور کپڑا بے کار صرف کرے گا۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ اگر کوئی غرور کی وجہ سے یہ کام نہ کرے تو وہ اس وعید میں داخل نہیں ہے مگر جب بھی یہ امر مذموم ہے۔

۱۶۳۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَنْظُرُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى مَنْ يَجُرُّ إِزَارَهُ بَطَرًا))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ نہیں نظر کرے گا اللہ قیامت کے روز اس شخص کی طرف جو اپنا تہبند لٹکائے تکبر کے طور پر۔

(١٦٣٤) بخاری (٥٨٤٤) كتاب اللباس : باب ما كان النبي يتجوز من اللباس والبسط ' ترمذی (٢١٩٦) أحمد (٢٩٧/٦) رقم (٢٧٠٨٠)۔

(١٦٣٥) بخاری (٥٧٨٣) كتاب اللباس : باب قول الله تعالى قل من حرم زينة الله التي أخرج لعباده ' مسلم (٢٠٨٥) أبو داود (٤٠٨٥) ترمذي (١٧٣٠) نسائي (٥٣٢٧) ابن ماجه (٣٥٦٩) احمد (٦٠/٢) رقم (٥٢٤٨)۔

(١٦٣٦) بخاری (٥٧٨٨) كتاب اللباس : باب من جر ثوبه من الخيلاء ' مسلم (٢٠٨٧) نسائي في الكبرى (٩٧٢٣) ابن ماجه (٣٥٧١) أحمد (٣٨٦/٢) رقم (٨٩٩٢)۔

۱۶۳۷۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى مَنْ يَجُرُّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں نظر کرے گا اللہ جل جلالہٗ قیامت کے روز اس شخص کی طرف جو اپنا کپڑا لٹکائے غرور اور گھمنڈ کے طور پر۔

فائدہ: اسبال یعنی کپڑے لٹکانا بے ضرورت صرف کرانا اگر کبر کے طور پر ہو تو بے شک حرام ہے اور بغیر کبر کی عادت کے طور پر مکروہ ہے۔ ابن قیمؒ نے کہا کہ بڑی بڑی آستینیں اور بڑے بڑے عمامے جن کا اب رواج ہو گیا ہے خلاف سنت ہے حاصل یہ ہے کہ اسبال کچھ ازار سے مخصوص نہیں ہے بلکہ جو کپڑا حاجت سے زیادہ صرف کیا جائے وہ اسبال میں داخل ہے۔

۱۶۳۸۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْقُوبَ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدِ الْخُدْرِيَّ عَنِ الْإِزَارِ فَقَالَ أَنَا أُخْبِرُكَ بِعِلْمٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((إِزْرَةُ الْمُؤْمِنِ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ مَا أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَفِي النَّارِ مَا أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَفِي النَّارِ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا))۔

حضرت عبدالرحمٰن بن یعقوب سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے پوچھا ازار کا حال انہوں نے کہا مجھے علم ہے میں بتاتا ہوں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مومن کی ازار پنڈلیوں تک ہوتی ہے خیر ٹخنوں تک بھی رکھے تو کچھ قباحت نہیں ہے اس سے نیچے جہنم میں جانے کی بات ہے اللہ قیامت کے روز اس شخص کی طرف نظر نہ کرے گا جو اپنی ازار لٹکائے غرور و گھمنڈ کے طور پر۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو مسلم کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

باب ما جاء فی اسبال المرأة ثوبها — عورت اپنا کپڑا لٹکا دے تو کیا حکم ہے؟

۱۶۳۹۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ حِينَ ذُكِرَ الْإِزَارُ فَالْمَرْأَةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ تُرْخِيهِ شِبْرًا قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ إِذًا يَنْكَشِفُ عَنْهَا قَالَ فَذِرَاعًا لَا تَزِيدُ عَلَيْهِ۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ازار لٹکانے کا ذکر کیا تو میں نے پوچھا یا رسول اللہ! عورت کیا کرے

(١٦٣٨) صحيح : أبو داود (٤٠٩٣) كتاب اللباس : باب في قدر موضع الازار ' نسائي في الكبرى (٩٧١٤) ابن ماجه (٣٥٧٣) أحمد (٥/٣) رقم (١١٠٢٣)۔

(١٦٣٩) صحيح : أبو داود (٤١١٧) كتاب اللباس : باب في قدر الذيل ' نسائي (٥٣٣٨) ابن ماجه (٣٥٨٠) احمد (٢٩٥/٦ ـ ٢٩٦) رقم (٢٧٠٦٧) دارمي (٢٦٤٤) ترمذي (١٧٣١)۔

آپ ﷺ نے فرمایا ایک بالشت ازار نیچے رکھے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا اتنی تو کھل جائے گی آپ ﷺ نے فرمایا ایک ہاتھ نیچے رکھے اس سے زیادہ نہیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔ علامہ البانیؒ نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔[الصحيحة (٤٧٨/٤)]

فائدہ: یعنی ٹخنوں سے ایک بالشت یا ایک ہاتھ عورت نیچے رکھے یا پنڈلیوں سے ایک ہاتھ یا ایک بالشت زیادہ نیچے کرے ظاہر دوسری صورت ہے۔

باب ما جاء في الانتعال — جوتی پہننے کا بیان

۱۶۴۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَمْشِيَنَّ أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيعًا أَوْ لِيُحْفِهِمَا جَمِيعًا)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ نہ چلے تم میں کوئی ایک جوتی پہن کر چاہیے کہ دونوں جوتیاں پہنے یا دونوں اتار دے۔

۱۶۴۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيَمِينِ وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ وَلْتَكُنِ الْيُمْنَى أَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَآخِرَهُمَا تُنْزَعُ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب جوتا پہنے کوئی تم میں سے چاہیے کہ داہنے پیر میں اول پہنے اور جب اتارے تو پہلے بائیں پیر کا اتارے تو داہنا پیر پہنتے وقت شروع میں رہے اور اتارتے وقت اخیر میں رہے۔

۱۶۴۲۔ عَنْ كَعْبِ الْأَحْبَارِ أَنَّ رَجُلًا نَزَعَ نَعْلَيْهِ فَقَالَ لِمَ خَلَعْتَ نَعْلَيْكَ لَعَلَّكَ تَأَوَّلْتَ هَذِهِ الْآيَةَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى قَالَ ثُمَّ قَالَ كَعْبٌ لِلرَّجُلِ أَتَدْرِي مَا كَانَتْ نَعْلَا مُوسَى ۔

کعب احبار سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی جوتی اتاری۔ کعب احبار نے کہا تم نے کیوں جوتیاں اتاریں شاید تو نے اس آیت کو دیکھ کر اتاری ہوں گی اللہ جل جلالہ نے حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام سے جب وہ طور پر جانے لگے فرمایا: ﴿فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ﴾ ''اتار جوتیاں اپنی'' مگر تو جانتا ہے موسیٰ علیہ السلام کی جوتیاں کاہے کی تھیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

(١٦٤٠) بخاري (٥٨٥٥) كتاب اللباس : باب لا يمشي في نعل واحدة ' مسلم (٢٠٩٧) أبو داود (٤١٣٦) ترمذي (١٧٧٤) نسائي (٥٣٦٩) ابن ماجه (٣٦١٧) أحمد (٢٤٥/٢) ۔

(١٦٤١) بخاري (٥٨٥٦) كتاب اللباس : باب ينزع نعله اليسرى ' مسلم (٢٠٩٧) أبو داود (٤١٣٩) ترمذي (١٧٧٩) ابن ماجه (٣٦١٦) احمد (٤٦٥/٢) رقم (١٠٠٠٤) ۔

(١٦٤٢) **مقطوع صحيح** : ترمذي (١٧٣٤) كتاب اللباس : باب ما جاء في لبس الصوف ' شرح الزرقاني (٣٤٨/٤) ۔

فائدہ: یعنی آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں سب لوگ جوتیوں سمیت نماز پڑھتے تھے ایسا ہی صحابہ اور تابعین کے عہد میں رہا حدیث صحیح میں ہے کہ فرمایا آپ ﷺ نے جب کوئی تم میں کوئی سے مسجد کو آئے تو اپنے جوتوں کو دیکھ لے اگران پرنجاست لگی ہو تو زمین پر رگڑ ڈالے پھر چلا آئے اور نماز پڑھے انہی جوتوں سمیت۔ ابن قیمؒ اور اکثر علمائے محققین نے لکھا ہے کہ اس زمانے میں جولوگوں نے التزام کرلیا ہے مساجد میں جوتی اتارنے کا اور نماز ہمیشہ ننگے پاؤں پڑھنے کا یہ امر سلف سے ماثور نہیں ہے نہ اس کی کوئی دلیل ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ شاید عرب کی زمین پاک اور خشک ہوگی اور جوتے ان کے صاف ہوں گے اس واسطے جوتوں سے نماز پڑھتے تھے مگر یہ تاویلات بالکل لغو اور واہیات ہیں۔ عرب کی زمین بھی نجاسات اور رطوبات سے بھری رہتی ہے اور جہاں پر لوگ رہیں گے اور جانور آمدورفت کریں گے وہاں کی زمین کا یہی حال رہے گا صرف سبب یہ ہے کہ اس زمانے کے لوگ عرف اور رواج کے پابند ہیں اور دل سے آنحضرت ﷺ اور صحابہ کے طریقہ کا اتباع کرنا نہیں چاہتے اور جو کوئی اس طریقہ کی پیروی کرتا ہے اس کو بُرا جانتے ہیں اور اس سے دشمنی کرنے کو مستعد ہو جاتے ہیں۔ (معاذ اللہ من ذالک)

۱۶۴۳۔ قَالَ مَالِك لَا أَدْرِي مَا أَجَابَهُ الرَّجُلُ فَقَالَ كَعْبٌ كَانَتَا مِنْ جِلْدِ حِمَارٍ مَيِّتٍ۔

کہا مالکؒ نے مجھے معلوم نہیں اس شخص نے کیا جواب دیا کعب نے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جوتیاں مردہ گدھے کی کھال کی تھیں۔

فائدہ: اس سبب سے حکم ہوا اتارنے کا یہود نے اس سے یہ امر نکالا کہ نماز میں جوتی اتارنا لازم ہے یہ غلط ہے۔ مردہ جانور کی کھال میں اختلاف ہے بعض علماء کے نزدیک مردہ کی کھال دباغت سے بھی پاک نہیں ہوتی شائد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں یہی حکم ہوگا اس وجہ سے ان کو اتارنے کو کہا گیا جن لوگوں کے نزدیک مردہ جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے جیسے حنفیہ اور اکثر مذاہب کے نزدیک ان کا یہ عذر بھی چل نہیں سکتا بڑے تعجب کی بات ہے جو شخص جوتا اُتار کر نماز پڑھے یہود کی مشابہت کرے اس پر کچھ طعن نہ کریں اور جو جوتی سمیت پڑھے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کی مشابہت اور پیروی کرے اس کو بُرا جانیں۔

باب ما جاء في لبس الثياب کپڑے پہننے کا بیان

۱۶۴۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَعَنِ الْمُنَابَذَةِ وَعَنْ أَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ وَعَنْ أَنْ يَشْتَمِلَ الرَّجُلُ بِالثَّوْبِ الْوَاحِدِ عَلَى أَحَدِ شِقَّيْهِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع کیا رسول اللہ ﷺ نے دو لباسوں سے اور دو بیعوں سے ایک بیع ملامسہ اور دوسری بیع منابذہ سے اور ایک کپڑا اوڑھ کر احتباء کرنے سے جب کہ اس کی شرمگاہ پر کوئی کپڑا نہ ہو اور ایک کپڑا سارے بدن پر لپیٹ لینے سے۔

(١٦٤٤) بخاري (٥٨٢١) كتاب اللباس: باب الاحتباء في ثوب واحد، مسلم (١٥١١) أبو داود (٤٠٨٠) ترمذي (١٧٥٨) نسائي (٤٥٠٩) ابن ماجه (٢١٦٩، ٣٥٦٠) أحمد (٤٦٤/٢) رقم (٩٩٨٣)۔

فائدہ: (ملامسہ اور منابذہ) ان دونوں کا بیان کتاب البیوع میں گزر چکا ہے۔

فائدہ: احتباء کہتے ہیں سرین پر بیٹھنے کو دونوں ٹانگیں کھڑی کر کے جیسے کتا بیٹھتا ہے۔

فائدہ: (شرمگاہ پر کوئی کپڑا نہ ہو) کیونکہ اس صورت میں ستر کھل جاتی ہے۔

فائدہ: (سارے بدن پر لپیٹ لینے سے کہ) جس کے اندر سے ہاتھ نہ نکل سکیں بغیر ستر کھولے ہوئے۔

۱۶۴۵۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَأَى حُلَّةً سِيَرَاءَ تُبَاعُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَوِ اشْتَرَيْتَ هٰذِهِ الْحُلَّةَ فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلِلْوَفْدِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ)) ثُمَّ جَاءَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا حُلَلٌ فَأَعْطَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مِنْهَا حُلَّةً فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَكَسَوْتَنِيهَا وَقَدْ قُلْتَ فِي حُلَّةِ عُطَارِدٍ مَا قُلْتَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا)) فَكَسَاهَا عُمَرُ أَخًا لَهُ مُشْرِكًا بِمَكَّةَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک کپڑا ریشمی بکتا ہوا دیکھا مسجد کے دروازہ پر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کاش آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو خرید لیتے اور جمعہ کے روز اور جس روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وفد کے لوگ آیا کرتے ہیں پہنا کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کپڑے کو وہ شخص پہنے گا جس کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں ہے پھر اسی قسم کے چند کپڑے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ایک کپڑا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! پہلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطارد (بن حاجب نام ہے ایک شخص کا) کے کپڑے کی بابت فرمایا تھا کہ اس کو وہ شخص پہنے گا جس کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تجھے یہ کپڑا پہننے کو تھوڑی دیا ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ کپڑا اپنے ایک کافر بھائی (عثمان بن حکیم) کو دے دیا جو مکہ میں تھا۔

۱۶۴۶۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ وَقَدْ رَقَعَ بَيْنَ كَتِفَيْهِ بِرِقَاعٍ ثَلَاثٍ لَبَّدَ بَعْضَهَا فَوْقَ بَعْضٍ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا جب کہ وہ امیر المومنین تھے ان کے دونوں مونڈھوں کے بیچ میں کرتے میں تین پیوند لگے تھے ایک کے اوپر ایک۔

(۱۶۴۵) بخاری (۸۸٦) کتاب الجمعة : باب يلبس أحسن ما يجد، مسلم (۲۰٦۸) أبو داود (٤۰٤۰) نسائی (۵۲۹۵) ابن ماجه (۳۵۹۱) احمد (۲/۱۰۳) رقم (۵۷۹۷)۔

(۱٦٤٦) **موقوف صحیح**: بيهقى فى السنن الكبرى (۵/۱۵۸) رقم (٦۱۸۲) ابوداود فى كتاب الزهد (۷۷) ابن سعد فى الطبقات الكبرى (۳/۳۲۷) بيهقى فى شعب الايمان (۵/۱۵۸)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

باب صفة النبي ﷺ — آنحضرت ﷺ کے حلیہ شریف کا بیان

۱۶۴۷۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيرِ وَلَيْسَ بِالْأَبْيَضِ الْأَمْهَقِ وَلَا بِالْآدَمِ وَلَا بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبِطِ بَعَثَهُ اللَّهُ عَلَى رَأْسِ أَرْبَعِينَ سَنَةً فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ وَتَوَفَّاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى رَأْسِ سِتِّينَ سَنَةً وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُونَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نہ لمبے تھے بہت نہ ٹھگنے تھے نہ سفید تھے چونے کی طرح نہ بہت گندمی اور بال آپ ﷺ کے بہت گھونگریالے بھی نہ تھے اور بہت سیدھے بھی نہ تھے۔ جب آپ ﷺ کا سن (یعنی عمر) چالیس برس کا ہوا تو اللہ جل جلالہ نے آپ ﷺ کو نبوت عطا فرمائی پھر بعد نبوت کے آپ ﷺ مکہ میں دس برس رہے اور مدینہ میں دس برس رہے اور ساٹھ برس کی عمر میں آپ ﷺ کی وفات ہوئی اس وقت آپ ﷺ کے سر اور داڑھی میں بیس بال بھی سفید نہ ہوں گے۔

فائدہ: (نہ سفید تھے چونے کی طرح) بلکہ سفیدی اور سرخی ملی ہوئی تھی۔

فائدہ: (بال بہت گھونگریالے بھی نہ تھے) جیسے حبشیوں کے ہوتے ہیں۔

فائدہ: مسلم کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ کی عمر شریف تریسٹھ برس کی تھی اور یہی صحیحین میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ جمہور علماء اسی طرف گئے ہیں اس صورت میں کہتے ہیں مکہ میں آپ ﷺ بعد نبوت کے تیرہ برس رہے اور مدینہ میں دس برس۔

باب صفة عيسىٰ بن مريم والدجال — عیسیٰ بن مریم اور دجال کا بیان

۱۶۴۸۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((أَرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَأَيْتُ رَجُلًا آدَمَ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ لَهُ لِمَّةٌ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنَ اللِّمَمِ قَدْ رَجَّلَهَا فَهِيَ تَقْطُرُ مَاءً مُتَّكِئًا عَلَى رَجُلَيْنِ أَوْ عَلَى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا قِيلَ هَذَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ إِذَا أَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ أَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنَى كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا فَقِيلَ لِي هَذَا الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ))۔

(۱٦٤٧) بخاری (٣٥٤٨) كتاب المناقب: باب صفة النبي، مسلم (٢٣٤٧) ترمذی (٢٦٢٣) نسائی (٩٣١٠) أحمد (٢٤٠/٣) رقم (١٣٥٥٣)۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ مجھ کو خواب میں ایک رات معلوم ہوا کہ کعبہ کے پاس ہوں تو میں نے ایک شخص کو دیکھا گندمی رنگ جیسے کہ تو نے بہت اچھے گندمی رنگ کے آدمی دیکھے ہوں اس کے کندھوں تک بال ہیں جیسے کہ تو نے بہت اچھے کندھوں تک بال دیکھے ہیں سو اس مرد نے اس بال میں کنگھی کی ہے تو اُن سے پانی ٹپکتا ہے دو آدمیوں پر تکیہ لگائے یا یوں فرمایا کہ دو آدمیوں کے کندھوں پر تکیہ لگائے وہی شخص بیت اللہ کا طواف کرتا ہے سو میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے تو کسی نے مجھ سے کہا کہ یہ مسیح ہے مریم کا بیٹا پھر میں نے یکا یک ایک اور شخص دیکھا نہایت گھنگریالے بال والا داہنی آنکھ کا کانا اس کی کانی آنکھ ایسی تھی جیسے پھولا ہوا انگور سو میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے کسی نے مجھ سے کہا یہ مسیح دجال ہے۔

فائدہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لقب اس واسطے مسیح ہوا کہ انہوں نے گھر نہیں بنایا اکثر جنگل میں پھرا کرتے تھے اور ان کے ہاتھ لگانے سے بیمار بھلے چنگے ہو جاتے تھے اور دجال کا لقب اس واسطے مسیح ہوا کہ وہ چالیس دن میں تمام عالم کا دورہ کرے گا عیسیٰ علیہ السلام اور دجال قیامت کے قریب آئیں گے ان دونوں مسیحوں کی نشانیاں بتلا دیں کہ مسلمان پہچان لیں دھوکہ نہ کھائیں۔

باب ما جاء فی السنة فی الفطرة مومنوں کے طریقے کا بیان

١٦٤٩۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ تَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَنَتْفُ الْإِبْطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَالْاخْتِتَانُ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پانچ چیزیں پیدائشی سنت ہیں ایک ناخن کاٹنا دوسرے مونچھیں کتروانا تیسرے بغل کے بال اکھاڑنا چوتھے زیر ناف کے بال مونڈنا پانچویں ختنہ کرنا۔

١٦٥٠۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ كَانَ إِبْرَاهِيمُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلَ النَّاسِ ضَيَّفَ الضَّيْفَ وَأَوَّلَ النَّاسِ اخْتَتَنَ وَأَوَّلَ النَّاسِ قَصَّ الشَّارِبَ وَأَوَّلَ النَّاسِ رَأَى الشَّيْبَ فَقَالَ يَا رَبِّ مَا هَذَا فَقَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَقَارٌ يَا إِبْرَاهِيمُ فَقَالَ يَا رَبِّ زِدْنِي وَقَارًا ۔

حضرت سعید بن مسیب نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی نے سب سے پہلے مہمان کی ضیافت کی اور سب سے پہلے ختنہ کیا اور سب سے پہلے مونچھیں کتریں اور سب سے پہلے سفید بال کو دیکھ کر کہا کہ اے پروردگار یہ کیا ہے اللہ جل جلالہٗ نے فرمایا یہ

(١٦٤٨) بخاری (٥٩٠٢) کتاب اللباس : باب الجعد ' مسلم (١٦٩) أحمد (٢٢/٢) ۔

(١٦٤٩) بخاری (٥٨٩١) کتاب اللباس : باب تقليم الأظفار ' مسلم (٢٥٧) أبو داود (٤١٩٨) ترمذی (٢٧٥٦) نسائی (٩) ابن ماجه (٢٩٢) احمد (٢٢٩/٢) رقم (٧١٣٩) ۔

(١٦٥٠) **مقطوع صحيح** : عبدالرزاق فی المصنف (١٧٥/١١) ابن ابی شيبة فی المصنف (٣١٧/٥ ـ ٣١٨) بيهقی فی شعب الايمان (٣٩٥/٦) ۔

عزت اور وقار ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا جب تو اے پروردگار زیادہ عزت دے مجھ کو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مونچھوں کو اتنا کترنا چاہیے کہ ہونٹ کے کنارے کھل جائیں یہ نہیں کہ بالکل کتر ڈالے۔

فائدہ: امام مالکؒ کے نزدیک کترنا مونچھوں کا سنت ہے اور ابوحنیفہؒ کے نزدیک منڈوانا افضل ہے کترنے سے۔

باب النهي عن الأكل بالشمال — بائیں ہاتھ سے کھانے کی ممانعت

١٦٥١۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ السَّلَمِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَأْكُلَ الرَّجُلُ بِشِمَالِهِ أَوْ يَمْشِيَ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ وَأَنْ يَشْتَمِلَ الصَّمَّاءَ وَأَنْ يَحْتَبِيَ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ كَاشِفًا عَنْ فَرْجِهِ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا بائیں ہاتھ سے کھانے کو اور ایک جوتا پہن کر چلنے کو اور ایک کپڑا سر سے پاؤں تک لپیٹ لینے کو اور ایک کپڑا اوڑھ کر گوٹ مار کر بیٹھنے کو اس طرح کہ شرمگاہ کھلی رکھے۔

١٦٥٢۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ بِيَمِينِهِ وَلْيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ)) ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کوئی کھائے تم میں سے تو اپنے داہنے ہاتھ سے کھائے اور جب پیئے تو چاہیے کہ داہنے ہاتھ سے پیئے اس واسطے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔

باب ما جاء في المساكين — مسکین کا بیان

١٦٥٣۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَيْسَ الْمِسْكِينُ بِهَذَا الطَّوَّافِ الَّذِي يَطُوفُ عَلَى النَّاسِ فَتَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ)) قَالُوا فَمَا الْمِسْكِينُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((الَّذِي لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيهِ وَلَا يَفْطُنُ النَّاسُ لَهُ فَيُتَصَدَّقَ عَلَيْهِ وَلَا يَقُومُ فَيَسْأَلَ النَّاسَ)) ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسکین وہ نہیں ہے جو گھر گھر مانگتا پھرتا ہے کہیں

(١٦٥١) مسلم (٢٠٩٩) كتاب اللباس والزينة : باب النهي عن اشتمال الصماء والاحتباء في ثوب واحد ' ترمذي في الشمائل (٨١) أحمد (٣٤٤/٣) رقم (١٤٧٦١) ۔

(١٦٥٢) مسلم (٢٠٢٠) كتاب الأشربة : باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما ' أبو داود (٣٧٧٦) ترمذي (١٧٩٩) نسائي في الكبرى (٦٨٩٠) أحمد (٨/٢) دارمي (٢٠٣٠) ۔

(١٦٥٣) بخاري (١٤٧٩) كتاب الزكاة : باب قول الله تعالى لا يسألون الناس الحافا ' مسلم (١٠٣٩) أبو داود (١٦٣١) نسائي (٢٥٧٢) أحمد (٢٦٠/٢) رقم (٧٥٣٠) دارمي (١٦١٥) ۔

سے ایک لقمہ ملا کہیں سے دو لقمے کہیں سے ایک کھجور کہیں سے دو کھجوریں۔ صحابہ نے پوچھا پھر یا رسول اللہ! مسکین کون ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس مال نہیں ہے کہ وہ اپنی حاجت پوری کرے نہ لوگوں کو اس کا حال معلوم ہے تاکہ اس کو صدقہ دیں نہ وہ مانگنے کو کھڑا ہوتا ہے۔

فائدہ: ایسے مسکین کی تعریف کلام اللہ میں موجود ہے اس کو دینے میں بہت ثواب ہے۔

۱۶۵۴۔ عَنْ أُمِّ بُجَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((رُدُّوا الْمِسْكِينَ وَلَوْ بِظِلْفٍ مُحْرَقٍ))۔

ام بجید (حواء) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو مسکین کو (جو کچھ میسر ہو) اگرچہ جلا ہوا کھر ہو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔ علامہ البانیؒ نے اسے **صحیح** کہا ہے۔[صحيح موارد الظمآن (٦٨٤)]

باب ما جاء في معى الكافر — کافر کی آنتوں کا بیان

۱۶۵۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَأْكُلُ الْمُسْلِمُ فِي مِعًى وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔

فائدہ: ہر شخص کے پیٹ میں سات آنتیں ہیں مطلب یہ ہے کہ مسلمان پیٹ کا ساتواں حصہ کھاتا ہے اور کافر خوب پیٹ بھر کر لیتا ہے جیسے جانور بھر لیتے ہیں۔ اس حدیث سے یہ غرض نہیں کہ ساتویں حصہ سے زیادہ نہ کھائے بلکہ غرض یہ ہے کہ مسلمان ساتویں حصہ پر بھی قناعت کر سکتا ہے برخلاف کافر کے اس کو بغیر ناکوں ناک پیٹ بھرے چین نہیں آتا۔

۱۶۵۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَافَهُ ضَيْفٌ كَافِرٌ فَأَمَرَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ حِلَابَهَا ثُمَّ أُخْرَى فَشَرِبَهُ ثُمَّ أُخْرَى فَشَرِبَهُ حَتَّى شَرِبَ حِلَابَ سَبْعِ شِيَاهٍ ثُمَّ إِنَّهُ أَصْبَحَ فَأَسْلَمَ فَأَمَرَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ حِلَابَهَا ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِأُخْرَى فَلَمْ يَسْتَتِمَّهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُ يَشْرَبُ فِي مِعًى وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَشْرَبُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ۔

(١٦٥٤) صحيح: أبو داود (١٦٦٧) كتاب الزكاة: باب حق السائل' ترمذى (٦٦٥) نسائى (٢٥٧٤) أحمد (٤٣٥/٦) رقم (٢٧٩٩٧)۔

(١٦٥٥) بخارى (٥٣٩٦) كتاب الأطعمة: باب المومن ياكل فى معى واحد' مسلم (٢٠٦٢) نسائى فى الكبرى (٢٧٧٢) ابن ماجه (٣٢٥٦) احمد (٢٥٧/٢) دارمى (٢٠٤٣)۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کافر (جہجاہ بن سعید غفاری) آیا مہمان ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بکری کے دودھ دوہنے کا حکم کیا وہ سب پی گیا پھر دوسری بکری کا دوہا گیا وہ بھی پی گیا پھر تیسری بکری کا وہ بھی پی گیا یہاں تک کہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا پھر دوسرے دن صبح کو وہ شخص مسلمان ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کا دودھ اس کو پینے کو دیا وہ پی نہ سکا تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن ایک آنت میں پیتا ہے اور کافر سات آنتوں میں پیتا ہے۔

باب النهي عن الشرب في آنية الفضة والنفخ في الشراب — چاندی کے برتن میں پانی پینے کی ممانعت اور پانی میں پھونکنے کی ممانعت

۱۶۵۷۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((الَّذِي يَشْرَبُ فِي آنِيَةِ الْفِضَّةِ إِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ)) ۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص چاندی کے (یا سونے کے) برتن میں پیے (یا کھائے) وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ غٹاغٹ ڈالتا ہے۔

فائدہ: صحیح مسلم میں سونے کا برتن بھی آیا ہے اور کھانا یا پینا دونوں موجود ہے اسی سے تفسیر میں یہ الفاظ بڑھا دیے ہیں۔

۱۶۵۸۔ عَنْ أَبِي الْمُثَنَّى الْجُهَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ أَسَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى عَنِ النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ فَقَالَ لَهُ أَبُو سَعِيدٍ نَعَمْ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي لَا أَرْوَى مِنْ نَفَسٍ وَاحِدٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَبِنِ الْقَدَحَ عَنْ فَاكَ ثُمَّ تَنَفَّسْ قَالَ فَإِنِّي أَرَى الْقَذَاةَ فِيهِ قَالَ فَأَهْرِقْهَا ۔

حضرت ابومثنیٰ جہنی سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں بیٹھا ہوا تھا مروان بن حکم کے پاس کہ اتنے میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ آئے مروان نے ان سے کہا کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے منع کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی میں پھونکنے سے۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں ایک شخص بولا یا رسول اللہ! میں ایک سانس میں سیر نہیں ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پیالے کو اپنے منہ سے جدا کر کے

(١٦٥٦) مسلم (٢٠٦٣) كتاب الأشربة : باب المومن ياكل في معى واحد ' ترمذى (١٨١٩) نسائى فى الكبرى (٦٨٩٣) أحمد (٣٧٥/٢) رقم (٨٨٦٦)-

(١٦٥٧) بخارى (٥٦٣٤) كتاب الأشربة : باب آنية الفضة ' مسلم (٢٠٦٥) نسائى فى الكبرى (٦٨٧٢) ابن ماجه (٣٤١٣) أحمد (٣٠٠/٦ ـ ٣٠١) رقم (٢٧١٠٣) دارمى (٢١٢٩) -

(١٦٥٨) حسن : أبو داود (٣٧٢٢) كتاب الأشربة : باب فى الشرب من ثلمة القدح ' ترمذى (١٨٨٧) أحمد (٢٦/٣) رقم (١١٢٢١) دارمى (٢١٢١) -

سانس لے لیا کر پھر وہ شخص بولا میں پانی میں کوڑا دیکھوں تو کیا کروں آپ ﷺ نے فرمایا بہادے اس کو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **حسن** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی پھونکنا ضروری نہیں کیونکہ احتمال ہے منہ سے تھوک وغیرہ پانی میں گرے اور وہ غلیظ ہو جائے اس طرح پانی پیتے پیتے سانس لینا بھی اچھا نہیں اُچھو ہو جاتا ہے یا ناک سے نکل پڑتا ہے۔

باب ما جاء فی شرب الرجل وھو قائم کھڑے ہو کر پانی پینے کا بیان

۱۶۵۹۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانُوا يَشْرَبُونَ قِيَامًا۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب اور عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کھڑے ہو کر پانی پیتے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

۱۶۶۰۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ وَسَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ كَانَا لَا يَرَيَانِ بِشُرْبِ الْإِنْسَانِ وَهُوَ قَائِمٌ بَأْسًا۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر پانی پینے میں کچھ قباحت نہیں جانتے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

۱۶۶۱۔ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْقَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَشْرَبُ قَائِمًا۔

حضرت ابو جعفر قاری نے دیکھا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کھڑے ہو کر پانی پیتے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۶۶۲۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ يَشْرَبُ قَائِمًا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر پانی پیتے تھے۔

(۱۶۵۹) موقوف ضعیف : عبدالرزاق فی المصنف (۱۹۵۹۱) ابن ابی شیبة فی المصنف (۲٤۰۹٦) بیھقی فی السنن الکبری (۲۸۲/۷ ' ۲۸۳)۔

(۱٦٦۰) موقوف ضعیف : أیضاً۔

(۱٦٦۱) موقوف صحیح : ابن ابی شیبة (۲٤۰۹٤) بیھقی (۲۸۳/۷) ترمذی (۱۸۸۰) ابن ماجه (۳۳۰۱) احمد (۱۰۸/۲) رقم (۵۸۷٤)۔

(۱٦٦۲) موقوف صحیح : شرح معانی الآثار (۲۷٦/٤)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

باب السنة في الشرب ومناولته عن اليمين پانی یا شربت پلانا شروع کرنا داہنی طرف سے

۱۶۶۳۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِلَبَنٍ قَدْ شِيبَ بِمَاءٍ مِنَ الْبِئْرِ وَعَنْ يَمِينِهِ أَعْرَابِيٌّ وَعَنْ يَسَارِهِ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ فَشَرِبَ ثُمَّ أَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ وَقَالَ الْأَيْمَنَ فَالْأَيْمَنَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ آیا جس میں کنوئیں کا پانی ملا ہوا تھا اور داہنی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدوی تھا اور بائیں طرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پی کر اعرابی کو دیا اور کہا پہلے داہنی طرف والے کو دو پھر جو اس سے ملا ہوا ہے پھر جو اس سے ملا ہوا ہے۔

فائدہ: حالانکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس بدوی سے درجے میں بہت زیادہ تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے داہنی طرف والوں کو دینا اچھا سمجھا ہر شے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم داہنی طرف سے شروع کرنا پسند فرماتے تھے یہاں تک کہ وضو اور جوتا پہننے میں بھی۔

۱۶۶۴۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ وَعَنْ يَسَارِهِ الْأَشْيَاخُ فَقَالَ لِلْغُلَامِ أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أُعْطِيَ هَؤُلَاءِ فَقَالَ الْغُلَامُ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا أُوثِرُ بِنَصِيبِي مِنْكَ أَحَدًا قَالَ فَتَلَّهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَدِهِ۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی طرف ایک لڑکا تھا اور بائیں طرف بوڑھے بوڑھے لوگ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکے سے فرمایا اگر تو اجازت دے تو پہلے میں ان لوگوں کو دے دوں (جو بائیں طرف تھے) لڑکے نے کہا نہیں قسم خدا کی یا رسول اللہ! میں اپنا حصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوٹھے (پس خوردہ) میں سے کسی کو دینا نہیں چاہتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اسی لڑکے کو دے دیا۔

باب جامع ما جاء في الطعام والشراب کھانے پینے کی مختلف احادیث کا بیان

۱۶۶۵۔ عَنْ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ أَبُو طَلْحَةَ لِأُمِّ سُلَيْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

(١٦٦٣) بخاری (٥٦١٩) كتاب الأشربة: باب الأيمن فالأيمن في الشرب، مسلم (٢٠٢٩) أبو داود (٣٧٢٦) ترمذی (١٨٩٣) نسائی فی الكبرى (٦٨٦١) ابن ماجه (٣٤٢٥) أحمد (١١٣/٣) رقم (١٢١٤٥) دارمی (٢١١٦)۔

(١٦٦٤) بخاری (٥٦٢٠) كتاب الأشربة: باب هل يستأذن الرجل من عن يمينه، مسلم (٢٠٣٠) نسائی فی الكبرى (٦٨٦٨) أحمد (٣٣٣/٥) رقم (٢٢٢١٢)۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيفًا أَعْرِفُ فِيهِ الْجُوعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَتْ نَعَمْ فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِنْ شَعِيرٍ ثُمَّ أَخَذَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتْ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ يَدِي وَرَدَّتْنِي بِبَعْضِهِ ثُمَّ أَرْسَلَتْنِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَهَبْتُ بِهِ فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آرْسَلَكَ أَبُو طَلْحَةَ قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ لِلطَّعَامِ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَعَهُ قُومُوا قَالَ فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ حَتَّى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مِنْ الطَّعَامِ مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتْ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَانْطَلَقَ أَبُو طَلْحَةَ حَتَّى لَقِيَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو طَلْحَةَ مَعَهُ حَتَّى دَخَلَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمِّي يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ فَأَتَتْ بِذَلِكَ الْخُبْزِ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ عَلَيْهِ أُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً لَهَا فَآدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ بِالدُّخُولِ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ حَتَّى أَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوا وَالْقَوْمُ سَبْعُونَ رَجُلًا أَوْ ثَمَانُونَ رَجُلًا ـ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطلحہ (دوسرے شوہر تھے ام سلیم کے جو والدہ تھیں انس رضی اللہ عنہ کی) نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ ان کی آواز نہیں نکلتی تھی بھوک کی وجہ سے تو تیرے پاس کوئی چیز ہے کھانے کی۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کچھ روٹیاں جَو کی نکالیں اور ایک کپڑے میں لپیٹ کر میری بغل میں دبا دیں اور کچھ کپڑا مجھے اوڑھا دیا پھر مجھے بھیجا رسول اللہ ﷺ کے پاس میں اس کو لے کر گیا آپ ﷺ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور لوگ بہت سے آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ میں کھڑا ہو رہا آپ ﷺ نے خود پوچھا کیا تجھ کو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بھیجا ہے؟ میں نے کہا ہاں آپ ﷺ نے فرمایا کھانے کے واسطے میں نے کہا ہاں رسول اللہ ﷺ نے اپنے سب ساتھیوں کو فرمایا اٹھو سب اٹھ کر چلے میں سب کے آگے گیا اور ابوطلحہ کو جا کر خبر کی ابوطلحہ نے ام سلیم سے کہا رسول اللہ ﷺ لوگوں کو ساتھ لیے ہوئے آتے ہیں اور ہمارے پاس اس قدر کھانا نہیں

(١٦٦٥) بخاری (٥٣٨١) كتاب الأطعمة : باب من أكل حتى شبع ' مسلم (٢٠٤٠) ترمذی (٣٦٣٠) نسائی فی الكبری (٦٦١٧) احمد (٢١٨/٣) رقم (١٣٣١٦) دارمی (٤٣) ـ

ہے جوسب کو کھلائیں۔ام سلیم نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے ابوطلحہ نکلے اور رسول اللہ ﷺ سے آ کر ملے یہاں تک کہ ابوطلحہ اور رسول اللہ ﷺ دونوں مل کر آئے۔آپ ﷺ نے فرمایا اے ام سلیم! جو کچھ تیرے پاس ہو لے آ۔ام سلیم وہی روٹیاں لے آئیں آپ ﷺ نے ان کو ٹکڑے ٹکڑے کرایا پھر ام سلیم نے ایک کپی گھی کی اس پر نچوڑ دی وہ ملیدہ بن گیا بعد اس کے جو اللہ جل جلالہ کو منظور تھا وہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔پھر آپ ﷺ نے فرمایا دس آدمیوں کو بلاؤ انہوں نے دس آدمیوں کو بلایا وہ سب کھا کر سیر ہو کر چلے گئے پھر آپ ﷺ نے فرمایا دس کو بلاؤ وہ بھی آئے اور سیر ہو کر چلے گئے پھر آپ ﷺ نے فرمایا دس کو اور بلاؤ وہ بھی آئے اور کھا کر سیر ہو کر چلے گئے پھر آپ ﷺ نے فرمایا دس کو اور بلاؤ وہ بھی آئے اور سیر ہو کر چلے گئے پھر آپ ﷺ نے فرمایا دس کو اور بلاؤ یہاں تک کہ جتنے لوگ آئے ستر آدمی تھے یا اسی سب سیر ہو گئے۔

فائدہ: (اور رسول اللہ ﷺ سے آ کر ملے) اور چپکے سے آ کر کہا یا رسول اللہ! ہمارے پاس تھوڑا کھانا ہے میں نے انس رضی اللہ عنہ کو اس واسطے بھیجا تھا کہ صرف آپ ﷺ کو بلا لائے آپ ﷺ نے فرمایا چلو تو سہی اللہ جل جلالہ برکت دے گا۔امام احمد کی روایت میں ہے کہ کل کھانا ایک رطل آٹا تھا جو کا اور بخاری کی روایت میں ہے کہ مُد تھا مُد ایک رطل اور ثلث رطل ہوتا ہے۔

فائدہ: مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اس پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی برکت کی امام احمدؒ نے روایت کیا کہ جب آپ ﷺ نے دعا کی برکت کی تو وہ پھول رہا تھا اور بڑھ رہا تھا۔

فائدہ: آپ ﷺ نے دس دس آدمیوں کو اس واسطے بلایا کہ مکان چھوٹا تھا دوسرے یہ کہ سب آدمی ایک بار بیٹھ کر ایک جگہ کس طرح کھا سکتے تھے جب کہ وہ کھانا ایک ہی برتن میں تھا یہ آنحضرت ﷺ کا بڑا معجزہ تھا۔

۱۶۶۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((طَعَامُ الْاثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الْأَرْبَعَةِ))۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے دو شخصوں کا کھانا کفایت کرتا ہے تین آدمیوں کو اور تین کا کھانا چار کو کفایت کرتا ہے۔

فائدہ: یعنی مومن کو حرص نہ کرنی چاہیے اپنے کھانے میں دوسرے بھائی مسلمان کو شریک کر لے ایک روز آسودگی نہ سہی بقدر ضرورت پر کفایت کرے انصاف سے بعید ہے کہ اپنا پیٹ تو بھر لے اور دوسرا مسلمان بھوکا رہے اور دیکھا کرے۔

۱۶۶۷۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((أَغْلِقُوا الْبَابَ وَأَوْكُوا السِّقَاءَ

(١٦٦٦) بخاری (٥٣٩٢) كتاب الأطعمة : باب طعام الواحد يكفي الاثنين ' مسلم (٢٠٥٨) ترمذی (١٨٢٠) نسائی فی الكبرى (٦٧٧٣) أحمد (٢٤٤/٢) رقم (٧٣١٨) ۔

(١٦٦٧) بخاری (٣٣١٦) كتاب بدء الخلق : باب خمس من الدواب فواسق يقتلن فی الحرم ' مسلم (٢٠١٢) أبو داود (٣٧٣٢) ترمذی (١٨١٢) نسائی فی "الكبرى" (١٠٥٨٢) ابن ماجه (٤٣١٠) احمد (٣٠١/٣) رقم (١٤٢٧٧) ۔

وَأَكْفِئُوا الْإِنَاءَ أَوْ خَمِّرُوا الْإِنَاءَ وَأَطْفِئُوا الْمِصْبَاحَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ غَلَقًا وَلَا يَحُلُّ وِكَاءً وَلَا يَكْشِفُ إِنَاءً وَإِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ تُضْرِمُ عَلَى النَّاسِ بَيْتَهُمْ)) ۔

حضرت جابر بن عبداللہ سلمی سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بند کرو دروازے کو اور منہ باندھا کرو مشک کا اور بند رکھا کرو برتن کو اور بجھا دیا کرو چراغ کو کہ شیطان بند دروازہ کو نہیں کھولتا اور ڈاٹ کو نہیں نکالتا اور برتن نہیں کھولتا اور چوہا گھر والوں کو جلا دیتا ہے (یعنی اگر سوتے وقت چراغ روشن رہے تو چوہا بتی لے جاتا ہے تو گھر میں اکثر آگ لگ جاتی ہے)۔

۱۶۶۸۔ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْكَعْبِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتُهُ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ وَضِيَافَتُهُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فَمَا كَانَ بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَثْوِيَ عِنْدَهُ حَتَّى يُحْرِجَهُ)) ۔

حضرت ابی شریح کعبی سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو ایمان لایا ہو اللہ کا اور قیامت کے دن کا تو نیک بات بولا کرے یا چپ کر رہے اور جو ایمان لایا ہو اللہ کا اور قیامت کے دن کا تو نیک بات بولا کرے یا چپ کر رہے اور جو ایمان لایا ہو اللہ کا اور قیامت کے دن کا تو اپنے ہمسایہ یعنی پڑوسی کی خاطر داری کیا کرے اور جو ایمان لایا ہو اللہ کا اور قیامت کے دن کا تو اس کو چاہیے کہ اپنے مہمان کی آؤ بھگت کرے۔ ایک رات دن تک مہمانی اچھے طور سے کرے اور تین رات دن تک جو کچھ حاضر ہو کھلائے اور زیادہ اس سے ثواب ہے اور مہمان کو لائق نہیں کہ بہت ٹھہرے میزبان کے پاس کہ تکلیف دے اس کو۔

فائدہ: یعنی خندہ پیشانی سے اس سے ملے مکان میں اتارے عمدہ کھانا ہو سکے تو کھلائے اس کا حال اچھی طرح سے پوچھے مہمان داری کا تین دن تک حق ہے آگے اگر کرے گا تو ثواب پائے گا۔

۱۶۶۹۔ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ إِذْ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيهَا فَشَرِبَ وَخَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنْ الْعَطَشِ فَقَالَ الرَّجُلُ لَقَدْ بَلَغَ هَذَا الْكَلْبَ مِنْ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِي بَلَغَ مِنِّي فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهُ ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيهِ حَتَّى رَقِيَ فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ لَأَجْرًا فَقَالَ فِي كُلِّ ذِي كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ)) ۔

(١٦٦٨) بخاری (٦١٣٥) كتاب الأدب : باب اكرام الضيف وخدمته اياه بنفسه ، مسلم (٤٨) ، (١٧٢٦) أبو داود (٣٧٤٨) ترمذی (١٩٦٧) ابن ماجه (٣٦٧٥) احمد (٣٨٥/٦) رقم (٢٧٧٠٣) دارمی (٢٠٣٥) ۔

(١٦٦٩) بخاری (٢٣٦٣) كتاب المساقاة : باب فضل سقي الماء ، مسلم (٢٢٤٤) أبو داود (٢٥٥٠) احمد (٣٧٥/٢) رقم (٨٨٦١) ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص راستہ میں جارہا تھا اس کو بہت پیاس معلوم ہوئی ایک کنواں دیکھا اس میں اتر کر پانی پیا جب کنوئیں سے نکلا تو دیکھا ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کے مارے کیچڑ چاٹ رہا ہے اس نے دل میں کہا کہ اس کتے کا بھی پیاس کے مارے وہی حال ہوگا جو میرا تھا پھر کنوئیں میں اتر کر اپنے موزے میں پانی بھرا اور منہ میں اس کو دبا کر اوپر چڑھا اور کتے کو پانی پلایا اللہ جل جلالہٗ اس سے خوش ہو گیا اور اس کو بخش دیا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم کو جانوروں کے پانی پلانے میں بھی ثواب ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں ہر جاندار جگر میں ثواب ہے۔

فائدہ: (موزے کو منہ میں دبا کر اوپر چڑھا) کیونکہ کنواں ایسا ہوگا جس میں چڑھنا دشوار ہوگا اس وجہ سے موزہ ہاتھ میں نہ لا سکا منہ میں دبالیا۔

فائدہ: مسلمان ہو یا کافر آدمی ہو یا جانور راحت رسانی اور رحم اور مہربانی ایسی چیز ہے جو اللہ جل جلالہٗ کو نہایت پسند ہے وہ کبھی بے کار نہ ہو جائے گی مگر ان میں سے وہ جانور مستثنیٰ ہیں جو موذی ہوں یا واجب القتل جیسے سور سانپ وغیرہ۔

۱۶۷۰۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا قِبَلَ السَّاحِلِ فَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَهُمْ ثَلَاثُ مِائَةٍ قَالَ وَأَنَا فِيهِمْ قَالَ فَخَرَجْنَا حَتَّى إِذَا كُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ فَنِيَ الزَّادُ فَأَمَرَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِأَزْوَادِ ذٰلِكَ الْجَيْشِ فَجُمِعَ ذٰلِكَ كُلُّهُ فَكَانَ مِزْوَدَيْ تَمْرٍ قَالَ فَكَانَ يُقَوِّتُنَاهُ كُلَّ يَوْمٍ قَلِيلًا قَلِيلًا حَتَّى فَنِيَ وَلَمْ تُصِبْنَا إِلَّا تَمْرَةٌ تَمْرَةٌ فَقُلْتُ وَمَا تُغْنِي تَمْرَةٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حَيْثُ فَنِيَتْ قَالَ ثُمَّ انْتَهَيْنَا إِلَى الْبَحْرِ فَإِذَا حُوتٌ مِثْلُ الظَّرِبِ فَأَكَلَ مِنْهُ ذٰلِكَ الْجَيْشُ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ أَمَرَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِضِلَعَيْنِ مِنْ أَضْلَاعِهِ فَنُصِبَا ثُمَّ أَمَرَ بِرَاحِلَةٍ فَرُحِلَتْ ثُمَّ مَرَّتْ تَحْتَهُمَا وَلَمْ تُصِبْهُمَا ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا ساحل دریا کی طرف اور ان پر حاکم کیا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو اس لشکر میں تین سو آدمی تھے میں بھی ان میں شریک تھا راہ میں کھانا ہو چکا۔ ابوعبیدہ نے حکم کیا کہ جس قدر کھانا باقی ہے اس کو اکٹھا کرو سب اکٹھا کیا گیا تو دو ظرف کھجور کے ہوئے ابوعبیدہ اس میں سے ہر روز ہم کو تھوڑا تھوڑا کھانا دیا کرتے تھے یہاں تک کہ ایک کھجور ہمارے حصے میں آنے لگی پھر وہ بھی تمام ہو گیا۔ وہب بن کیسان کہتے ہیں میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا ایک ایک کھجور میں تمہارا کیا ہوتا تھا انہوں نے کہا جب وہ بھی نہ رہی تو قدر معلوم ہوئی جب ہم دریا کے کنارے پہنچے تو ہم نے ایک مچھلی پڑی پائی پہاڑ کے برابر سارا لشکر اس سے اٹھارہ دن رات تک کھاتا رہا پھر ابوعبیدہ نے حکم کیا اس مچھلی کی ہڈیاں کھڑی کرنے کا دو ہڈیاں کھڑی کر کے رکھی گئی تو ان کے نیچے سے اونٹ چلا گیا اور ان سے نہ لگا۔

(۱۶۷۰) بخاری (۲۴۸۳) کتاب الشرکۃ: باب الشرکۃ فی الطعام والنهد والعروض، مسلم (۱۹۳۵) أبو داود (۳۸۴۰) ترمذی (۲۴۷۵) نسائی (۴۳۵۱) ابن ماجه (۴۱۵۹) ۔

فائدہ: بخاری کی روایت میں ہے کہ جب ہم مدینہ میں آئے تو ہم نے آنحضرت ﷺ سے بیان کیا آپ ﷺ نے فرمایا اللہ نے تمہیں دیا اس کو کھاؤ اور اگر کچھ تمہارے پاس باقی ہو تو مجھ کو بھی دو بعض لوگ کچھ گوشت اس میں سے لے کر آئے آپ ﷺ نے اس کو تناول فرمایا۔

۱۶۷۱۔ عَنْ جَدَّةِ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مَعَاذٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((يَا نِسَاءَ الْمُؤْمِنَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ إِحْدَاكُنَّ لِجَارَتِهَا وَلَوْ كُرَاعَ شَاةٍ مُحْرَقًا)) ۔

حضرت عمرو بن سعد بن معاذ کی دادی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے مسلمان عورتو! نہ ذلیل کرے کوئی تم میں سے اپنے ہمسائے کو اگر چہ وہ ایک کھر جلا ہوا بکری کا بھیجے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **حسن** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی ہمسایہ جو حصہ بھیجے اس کو خوشی سے قبول کرے اور اگر وہ حقیر یا قلیل ہو تو اور عورتوں میں اس کو شرمندہ اور ذلیل نہ کرے۔

۱۶۷۲۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُودَ نُهُوا عَنْ أَكْلِ الشَّحْمِ فَبَاعُوهُ فَأَكَلُوا ثَمَنَهُ)) ۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تباہ کرے اللہ یہود کو حرام ہوا ان پر چربی کا کھانا تو انہوں نے اس کو بیچ کر اس کے دام کھائے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس چیز کا کھانا حرام ہے اس کا بیچنا بھی نادرست ہے۔

۱۶۷۳۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ كَانَ يَقُولُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَيْكُمْ بِالْمَاءِ الْقَرَاحِ وَالْبَقْلِ الْبَرِّيِّ وَخُبْزِ الشَّعِيرِ وَإِيَّاكُمْ وَخُبْزَ الْبُرِّ فَإِنَّكُمْ لَنْ تَقُومُوا بِشُكْرِهِ ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے کہ اے بنی اسرائیل تم پانی پیا کرو اور ساگ پات جو کی روٹی کھایا کرو اور گیہوں کی روٹی نہ کھاؤ اس کا شکر ادا نہ کر سکو گے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

۱۶۷۴۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَوَجَدَ فِيهِ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ وَعُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَسَأَلَهُمَا فَقَالَا أَخْرَجَنَا الْجُوعُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا

(۱۶۷۱) حسن: بخاری فی الأدب المفرد (۱۲۲) احمد (۶۴/۴) رقم (۱۶۷۲۸) دارمی (۱۶۷۲)۔

(۱۶۷۲) بخاری (۲۲۲۴) کتاب البیوع: باب لا یذاب شحم المیتة ولا یباع ودکه، مسلم (۱۵۸۳) احمد (۳۶۲/۲) رقم (۸۷۳۰)۔

(۱۶۷۳) مقطوع ضعیف: ابو نعیم فی حلیة الأولیاء (۳۲۸/۶) بیهقی فی شعب الإیمان (۳۱۹/۴) رقم (۴۵۸۴) ابن ابی شیبة (۳۱۸۷۲، ۳۴۲۱۸)۔

أَخْرَجَنِي الْجُوعُ فَذَهَبُوا إِلَى أَبِي الْهَيْثَمِ بْنِ التَّيِّهَانِ الْأَنْصَارِيِّ فَأَمَرَ لَهُمْ بِشَعِيرٍ عِنْدَهُ يُعْمَلُ وَقَامَ يَذْبَحُ لَهُمْ شَاةً فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَكِّبْ عَنْ ذَاتِ الدَّرِّ فَذَبَحَ لَهُمْ شَاةً وَاسْتَعْذَبَ لَهُمْ مَاءً فَعُلِّقَ فِي نَخْلَةٍ ثُمَّ أُتُوا بِذَلِكَ الطَّعَامِ فَأَكَلُوا مِنْهُ وَشَرِبُوا مِنْ ذَلِكَ الْمَاءِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتُسْأَلُنَّ عَنْ نَعِيمِ هَذَا الْيَوْمِ ۔

امام مالکؒ کو پہنچا (مسلم اور اصحاب سنن نے اس کو متصلاً روایت کیا ہے) کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں آئے وہاں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو پایا اُن سے پوچھا تم کیسے آئے انہوں نے کہا بھوک کی وجہ سے آپ ﷺ نے فرمایا میں بھی اس سبب سے نکلا پھر تینوں آدمی ابوہیثم بن تیہان انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس گئے انہوں نے جو کی روٹی پکانے کا حکم کیا اور ایک بکری ذبح کرنے پر مستعد ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا دودھ والی کو چھوڑ دے انہوں نے دوسری بکری ذبح کی اور میٹھا پانی مشک میں بھر کر درخت سے لٹکا دیا (ٹھنڈا ہونے کو) پھر کھانا آیا تو سب نے کھایا اور وہی پانی پیا تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہی نعیم (نعمت) ہے جس کے بار۔۔۔ں پوچھے جاؤ گے تم اس (قیامت کے) روز۔

فائدہ: یعنی اللہ جل جلالہٗ نے جو فرمایا ہے: ﴿ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ﴾ ۔ تو نعیم سے مراد خدا کی نعمتیں ہیں کہ جو دنیا میں عطا فرمائی ہیں بڑی نعمت ٹھنڈا پانی ہے اور شیریں یا گوشت یا خرما جیسا کہ ترمذی کی روایت میں ہے کہ ابوہیثم نے گدری اور تازہ اور سوکھی کھجوریں پیش کیں۔

١٦٧٥۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَأْكُلُ خُبْزًا بِسَمْنٍ فَدَعَا رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ فَجَعَلَ يَأْكُلُ وَيَتَّبِعُ بِاللُّقْمَةِ وَضَرَ الصَّحْفَةِ فَقَالَ عُمَرُ كَأَنَّكَ مُقْفِرٌ فَقَالَ وَاللَّهِ مَا أَكَلْتُ سَمْنًا وَلَا لُكْتُ أَكْلًا بِهِ مُنْذُ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ عُمَرُ لَا آكُلُ السَّمْنَ حَتَّى يَحْيَا النَّاسُ مِنْ أَوَّلِ مَا يَحْيَوْنَ ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ روٹی گھی سے لگا کر کھا رہے تھے ایک بدو آیا آپ ﷺ نے اس کو بلایا وہ بھی کھانے لگا اور روٹی کے ساتھ جو گھی کا میل کچیل پیالے میں لگ رہا تھا وہ بھی کھانے لگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو بڑا اندیدہ ہے (یعنی تجھ کو سالن میسر نہیں ہوا) اس نے کہا قسم خدا کی! میں نے اتنی مدت سے گھی نہیں کھایا نہ اس کے ساتھ کھاتے دیکھا (اس وجہ سے کہ اس زمانے میں ایک مدت سے قحط تھا لوگ تکلیف میں مبتلا تھے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں بھی گھی نہ کھاؤں گا جب تک کہ لوگوں کی حالت پہلے کی سی نہ ہو جائے (یعنی قحط جاتا رہے اور ارزانی ہو جائے)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

(١٦٧٤) مسلم (٢٠٣٨) كتاب الأشربة : باب جواز استتباعه غيره ' ترمذی (٢٣٦٩) نسائی فی الكبری (١١٦٩٧) ابن ماجه (٣١٨٠) ۔

(١٦٧٥) **موقوف ضعيف** : ابن ابی شيبة (١١٦/٧) رقم (٣٤٤٥٣) ابن بيهقی فی شعب الإيمان (٣٦/٥ ـ ٣٧) ۔

١٦٧٦۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ يُطْرَحُ لَهُ صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ فَيَأْكُلُهُ حَتَّى يَأْكُلَ حَشَفَهَا ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دیکھا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک صاع کھجور کا ڈالا جاتا تھا وہ اس کو کھاتے تھے۔ یہاں تک کہ خراب اور سوکھی کھجور بھی کھا لیتے تھے اور اس وقت آپ امیر المومنین تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

١٦٧٧۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ سُئِلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنِ الْجَرَادِ فَقَالَ وَدِدْتُ أَنَّ عِنْدِي قَفْعَةً نَأْكُلُ مِنْهُ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پوچھے گئے ٹڈی کے بارے میں (یعنی حلال ہے یا حرام) تو کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس ایک زنبیل ہوتی ٹڈیوں کی کہ میں ان کو کھایا کرتا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

١٦٧٨۔ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ مَالِكِ بْنِ خُثَيْمٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ بِأَرْضِهِ بِالْعَقِيقِ فَأَتَاهُ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ عَلَى دَوَابَّ فَنَزَلُوا عِنْدَهُ قَالَ حُمَيْدٌ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ اذْهَبْ إِلَى أُمِّي فَقُلْ إِنَّ ابْنَكِ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ وَيَقُولُ أَطْعِمِينَا شَيْئًا قَالَ فَوَضَعَتْ ثَلَاثَةَ أَقْرَاصٍ فِي صَحْفَةٍ وَشَيْئًا مِنْ زَيْتٍ وَمِلْحٍ ثُمَّ وَضَعَتْهَا عَلَى رَأْسِي وَحَمَلْتُهَا إِلَيْهِمْ فَلَمَّا وَضَعْتُهَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ كَبَّرَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَشْبَعَنَا مِنَ الْخُبْزِ بَعْدَ أَنْ لَمْ يَكُنْ طَعَامُنَا إِلَّا الْأَسْوَدَيْنِ الْمَاءَ وَالتَّمْرَ فَلَمْ يُصِبِ الْقَوْمُ مِنَ الطَّعَامِ شَيْئًا فَلَمَّا انْصَرَفُوا قَالَ يَا ابْنَ أَخِي أَحْسِنْ إِلَى غَنَمِكَ وَامْسَحِ الرُّعَامَ عَنْهَا وَأَطِبْ مُرَاحَهَا وَصَلِّ فِي نَاحِيَتِهَا فَإِنَّهَا مِنْ دَوَابِّ الْجَنَّةِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ تَكُونُ الثُّلَّةُ مِنَ الْغَنَمِ أَحَبَّ إِلَى صَاحِبِهَا مِنْ دَارِ مَرْوَانَ ۔

حضرت حمید بن مالک سے روایت ہے کہ میں بیٹھا ہوا تھا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی زمین میں جو عقیق میں تھی۔ ان کے پاس کچھ لوگ مدینہ کے آئے جانوروں پر سوار ہو کر وہیں اترے۔ حمید نے کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا میری ماں کے پاس

(١٦٧٦) **موقوف صحيح**: ابن ابی شيبة فی المصنف (٣٤٤٧٨) بيهقی فی الشعب (٥٦٧٦)۔

(١٦٧٧) **موقوف صحيح**: عبدالرزاق (٥٣٠/٤) رقم (٨٧٥١) ابن ابی شيبة (١٤٣/٥ ـ ١٤٤) رقم (٢٤٥٥٣) بيهقی فی السنن الكبری (٢٥٨/٩) رقم (١٨٩٩٩)۔

(١٦٧٨) **موقوف صحيح**: بخاری فی الأدب المفرد (٥٧٢) المزی فی تهذيب الكمال (٣٩٠/٧)۔

جاؤ اور میرا سلام ان سے کہو اور کچھ کھانا ہم کو کھلاؤ حمید نے کہا (میں ان کی ماں کے پاس گیا) انہوں نے تین روٹیاں اور کچھ تیل زیتون کا اور کچھ نمک دیا اور میرے سر پر لاد دیا۔ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس لایا اور ان کے سامنے رکھ دیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دیکھ کر کہا اللہ اکبر اور کہا شکر ہے اس خدا کا جس نے ہم کو سیر کیا روٹی سے اس سے پہلے ہمارا یہ حال تھا کہ سوائے کھجور کے اور پانی کے کچھ میسر نہ تھا تو وہ کھانا ان لوگوں کو پورا نہ ہوا جب وہ چلے گئے تو ابو ہریرہ نے مجھ سے کہا اے بیٹے میرے بھائی کے اچھی طرح رکھ بکریوں کو اور پونچھتا رہ ناک ان کی اور صاف کر جگہ اُن کی اور نماز پڑھ اسی جگہ ایک کونے میں کیونکہ وہ بہشت کے جانوروں میں سے ہیں قسم خدا کی جس کے قبضے میں میری جان ہے ایک زمانہ قریب ہی ایسے لوگوں پر آئے گا کہ اس وقت ایک چھوٹا سا گلہ بکریوں کا آدمی کو زیادہ پسند ہوگا مروان کے گھر سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: مروان اس وقت میں حاکم تھا مدینہ کا اس کا گھر بہت بڑا ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ بہ سبب فساد اور فتنوں کے جنگل میں ایک گوشہ عافیت شہر میں سلطنت کرنے سے بہتر ہوگا۔

۱۶۷۹۔ عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ أُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَعَامٍ وَمَعَهُ رَبِيبُهُ عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((سَمِّ اللَّهَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ))۔

حضرت ابو نعیم وہب بن کیسان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کھانا آیا اور آپ ﷺ کے ساتھ آپ کے ربیب عمر بن ابی سلمہ تھے (حضرت ام سلمہ کے بیٹے پہلے خاوند کے) رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا کہ اپنے سامنے سے کھا بسم اللہ کہہ کر۔

۱۶۸۰۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يَقُولُ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَهُ إِنَّ لِي يَتِيمًا وَلَهُ إِبِلٌ أَفَأَشْرَبُ مِنْ لَبَنِ إِبِلِهِ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنْ كُنْتَ تَبْغِي ضَالَّةَ إِبِلِهِ وَتَهْنَأُ جَرْبَاهَا وَتَلُطُّ حَوْضَهَا وَتَسْقِيهَا يَوْمَ وِرْدِهَا فَاشْرَبْ غَيْرَ مُضِرٍّ بِنَسْلٍ وَلَا نَاهِكٍ فِي الْحَلْبِ۔

حضرت یحییٰ بن سعید نے کہا میں نے سنا قاسم بن محمد کہتے تھے کہ ایک شخص آیا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس اور کہا میرے پاس ایک یتیم لڑکا ہے اس کے اونٹ ہیں کیا میں دودھ ان کا پیوں؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تو اس کے گمے ہوئے اونٹ ڈھونڈتا ہے اور خارشی اونٹ میں دوا لگاتا ہے اور ان کا حوض لیپتا پوتتا ہے اور ان کو پانی کے دن پانی پلاتا ہے (مطلب یہ ہے کہ محنت کرتا ہے اور اونٹوں کی خبر گیری رکھتا ہے) تو دودھ اُن کا پی مگر نہ اس طرح کہ بچے کے لیے نہ بچے (یعنی سب دودھ نہ نچوڑ کہ بچہ بھوکا رہ

(١٦٧٩) بخاری (٥٣٧٦) كتاب الأطعمة : باب التسمية على الطعام والأكل باليمين ' مسلم (٢٠٢٢) أبو داود (٣٧٧٧) ترمذی (١٨٥٧) ابن ماجه (٣٦٢٥) احمد (٢٦/٤) رقم (١٦٤٤٢)۔

(١٦٨٠) موقوف صحيح : بيهقى (٢٨٤ ' ٤/٦) رقم (١٠٩٩٦ ' ١٢٦٧٠) بغوی (٣٠٦/٨)۔

جائے)اورنسل کوضرر پہنچے یا اس اونٹنی کوضرر پہنچے(مثلاً خوب زور سے دوہے)۔
تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۶۸۱۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ كَانَ لَا يُؤْتَى أَبَدًا بِطَعَامٍ وَلَا شَرَابٍ حَتَّى الدَّوَاءُ فَيَطْعَمَهُ أَوْ يَشْرَبَهُ إِلَّا قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا وَأَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَنَعَّمَنَا اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُمَّ أَلْفَتْنَا نِعْمَتُكَ بِكُلِّ شَرٍّ فَأَصْبَحْنَا مِنْهَا وَأَمْسَيْنَا بِكُلِّ خَيْرٍ فَنَسْأَلُكَ تَمَامَهَا وَشُكْرَهَا لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ إِلَهَ الصَّالِحِينَ وَرَبَّ الْعَالَمِينَ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مَا شَاءَ اللَّهُ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيمَا رَزَقْتَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

حضرت عروہ بن زبیر کے سامنے جب کوئی کھانے پینے کی چیز آتی یہاں تک کہ دوا بھی تو اس کو کھاتے پیتے اور کہتے سب خوبیاں اسی پروردگار کو لائق ہیں جس نے ہم کو ہدایت کی اور کھلایا اور پلایا اور نعمتیں عطا فرمائیں وہ اللہ بڑا ہے اے پروردگار! تیری نعمت اس وقت آئی جب ہم سراسر برائیوں میں مصروف تھے ہم نے صبح کی اور شام کی اس نعمت کی وجہ سے اچھی طرح ہم چاہتے ہیں تو پورا کرے اس نعمت کو اور ہمیں شکر کی توفیق دے سوائے تیری بہتری کے کہیں بہتری نہیں ہے کوئی معبود برحق نہیں سوائے تیرے اے پروردگار! نیکوں کے اور پالنے والے سارے جہان کے سب خوبیاں اللہ کو زیبا ہیں کوئی سچا معبود نہیں سوائے اس کے جو چاہتا ہے اللہ وہی ہوتا ہے کسی میں طاقت نہیں سوائے خدا کے یا اللہ برکت دے ہماری روزی میں اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے۔
تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ سے سوال ہوا کہ اگر عورت غیر محرم مرد یا اپنے غلام کے ساتھ کھانا کھائے تو کیسا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کچھ قباحت نہیں ہے جب کہ عزت کے موافق ہو (یعنی ایسی صورت ہو جو اس عورت کے لیے بہتر ہو) اور وہ یہ کہ اس جگہ اور لوگ بھی ہوں اور کہا کہ عورت کبھی اپنے خاوند کے ساتھ کھاتی ہے کبھی غیر کے ساتھ جس کو خاوند کھانا کھلایا کرتا ہے کبھی بھائی کے ساتھ اور مکروہ ہے عورت کو خلوت کرنا غیر محرم کے ساتھ۔

باب ما جاء في أكل اللحم گوشت کھانے کا بیان

۱۶۸۲۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ إِيَّاكُمْ وَاللَّحْمَ فَإِنَّ لَهُ ضَرَاوَةً كَضَرَاوَةِ الْخَمْرِ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا بچو تم گوشت سے (یعنی بہت گوشت کھانے سے اور اس کی عادت کرنے سے) کیونکہ گوشت کی طلب ہو جاتی ہے جیسے شراب پینے سے اس کی طلب ہو جاتی ہے۔ (پھر چھوڑنا دشوار ہوتا ہے)۔
تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **حسن لغیرہ** کہا ہے۔

(۱۶۸۱) **موقوف صحیح** :ابن ابی شیبة (۲۴۵۰۲، ۲۹۵۵۹) ۔

(۱۶۸۲) **موقوف حسن لغیره** :ابن ابی شیبة (۲۴۵۲۰) ۔

۱۶۸۳۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَدْرَكَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَمَعَهُ حِمَالُ لَحْمٍ فَقَالَ مَا هَذَا فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَرِمْنَا إِلَى اللَّحْمِ فَاشْتَرَيْتُ بِدِرْهَمٍ لَحْمًا فَقَالَ عُمَرُ أَمَا يُرِيدُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَطْوِيَ بَطْنَهُ عَنْ جَارِهِ أَوْ ابْنِ عَمِّهِ أَيْنَ تَذْهَبُ عَنْكُمْ هَذِهِ الْآيَةُ أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کے ساتھ ایک بوجھ تھا گوشت کا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ اے امیر المومنین! ہم کو خواہش ہوئی گوشت کھانے کی تو ایک درہم کا گوشت خریدا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تم میں سے کوئی یہ نہیں چاہتا کہ اپنے پیٹ کو مارے اور ہمسائے کو کھلائے یا چچا کے بیٹے کو کھلائے کہاں بھلا دیا تم نے اس آیت کو ﴿أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيٰوتِكُمُ الدُّنْيَا﴾ الآیۃ۔ یعنی اڑا لیے تم نے اپنے مزے دنیا کی زندگی میں اور خوب فائدے اٹھائے تو آج کے دن چکھو ذلت کا عذاب آخر آیت تک۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **حسن لغیرہ** کہا ہے۔

باب ما جاء فی لبس الخاتم — انگوٹھی پہننے کا بیان

۱۶۸۴۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْبَسُ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَبَذَهُ وَقَالَ لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا قَالَ فَنَبَذَ النَّاسُ بِخَوَاتِيمِهِمْ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انگوٹھی سونے کی پہنا کرتے تھے ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر اسے پھینک دیا اور فرمایا اب کبھی اس کو نہ پہنوں گا لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

فائدہ: صحیحین میں ہے کہ پھر آپ نے انگوٹھی چاندی کی بنائی لوگوں نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنائیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس رہی پھر ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رہی پھر ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے ہاتھ سے بیر اریس میں گر پڑی ہر چند تلاش کرایا مگر پتہ نہ لگا۔

۱۶۸۵۔ عَنْ صَدَقَةَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنْ لُبْسِ الْخَاتَمِ فَقَالَ الْبَسْهُ وَأَخْبِرْ النَّاسَ أَنِّي أَفْتَيْتُكَ بِذَلِكَ۔

(١٦٨٣) موقوف حسن لغیرہ: ابن ابی شیبة (٢٤٥١٤) حاکم (٤٥٥/٢) بیهقی فی الشعب (٥٦٧٢، ٥٦٧٣)۔

(١٦٨٤) بخاری (٥٨٦٧) کتاب اللباس : باب خاتم الفضة، مسلم (٢٠٩١) أبو داود (٤٢١٨)۔ ترمذی (١٧٤١) نسائی (٥١٦٤) ابن ماجه (٣٦٤٣) احمد (١٨/٢) رقم (٤٦٧٧)۔

(١٦٨٥) مقطوع صحیح : عبدالرزاق (١٣٥١) ابن ابی شیبة (٢٥١١٤)۔

حضرت صدقہ بن یسار نے سعید بن مسیب سے پوچھا انگوٹھی پہننے کی بابت انہوں نے کہا پہن اور لوگوں سے کہہ دے میں نے تجھے پہننے کو کہا ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔

باب ما جاء فی نزع المعالیق والجرس من العنق — جانوروں کے گلے سے پٹے اور گھنٹے نکالنے کا بیان

۱۶۸۶۔ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ أَنَّ أَبَا بَشِيرٍ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ قَالَ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولًا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ وَالنَّاسُ فِي مَقِيلِهِمْ ((لَا تَبْقَيَنَّ فِي رَقَبَةِ بَعِيرٍ قِلَادَةٌ مِنْ وَتَرٍ أَوْ قِلَادَةٌ إِلَّا قُطِعَتْ))۔

حضرت عباد بن تمیم سے روایت ہے کہ ابو بشیر انصاری رضی اللہ عنہ نے خبر دی ان کو کہ وہ ساتھ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی سفر میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ کہلا بھیجا اور لوگ سو رہے تھے کہ نہ باقی رہے کسی اونٹ کی گردن میں تانت کا گنڈا یا کوئی گنڈا مگر یہ کہ کاٹ ڈالا جائے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ وہ لوگ یہ گنڈا نظر کے واسطے باندھتے تھے۔

فائدہ: گنڈا کاٹنا اس واسطے فرمایا کہ اس میں گھنٹا باندھتے تھے اور گھنٹا رکھنا اچھا نہیں ہے اس واسطے کہ دوڑانے میں یا چرانے میں کہیں اٹک نہ جائے یا اس کی آواز سے دشمن مطلع ہو جائے اور اپنا بچاؤ کر لے یا وہ لوگ نظر نہ لگنے کے واسطے گنڈا باندھتے تھے جیسے ہندوستان میں عام لوگ نیلا گنڈا جانور کے گلے میں اسی خیال سے باندھتے ہیں۔

باب الوضوء من العین — جس کو نظر لگ جائے اس کو وضو کرانے کا بیان

۱۶۸۷۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يَقُولُ اغْتَسَلَ أَبِي سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ بِالْخَرَّارِ فَنَزَعَ جُبَّةً كَانَتْ عَلَيْهِ وَعَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ يَنْظُرُ قَالَ وَكَانَ سَهْلٌ رَجُلًا أَبْيَضَ حَسَنَ الْجِلْدِ قَالَ فَقَالَ لَهُ عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ وَلَا جِلْدَ عَذْرَاءَ قَالَ فَوُعِكَ سَهْلٌ مَكَانَهُ وَاشْتَدَّ وَعْكُهُ فَأُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُخْبِرَ أَنَّ سَهْلًا وُعِكَ وَأَنَّهُ غَيْرُ رَائِحٍ مَعَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَتَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

(۱۶۸۶) بخاری (۳۰۰۵) کتاب الجهاد والسير: باب ما قيل فی الجرس ونحوه، مسلم (۲۱۱۵) أبو داود (۲۵۵۲) نسائی فی الکبری (۸۸۰۸) احمد (۲۱۶/۵) رقم (۲۲۲۳۲)۔

(۱۶۸۷) صحيح: نسائی فی الکبری (۷۶۱۶) ابن ماجه (۳۵۰۹) أحمد (۴۸۶/۳ ـ ۴۸۷) رقم (۱۶۰۷۶)۔

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ سَهْلٌ بِالَّذِي كَانَ مِنْ أَمْرِ عَامِرٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَامَ يَقْتُلُ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ أَلَّا بَرَّكْتَ إِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ تَوَضَّأْ لَهُ فَتَوَضَّأَ لَهُ عَامِرٌ فَرَاحَ سَهْلٌ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ ۔

حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف (یعنی اسعد) کہتے تھے میرے باپ نے غسل کیا خرار (ایک مقام ہے قریب جحفے کے) میں تو انہوں نے اپنا جبہ اتارا اور عامر بن ربیعہ دیکھ رہے تھے اور سہل میرے باپ خوش رنگ تھے۔ عامر بن ربیعہ نے دیکھ کر کہا میں نے تو آپ کا سا کوئی آدمی نہیں دیکھا اور نہ کسی بکر (کنواری) عورت کا پوست اسی وقت سہل کو بخار آنے لگا اور سخت بخار آیا تو رسول اللہ ﷺ کے پاس کوئی شخص آیا اور بیان کیا کہ سہل کو بخار آ گیا ہے اب وہ آپ ﷺ کے ساتھ نہ جائیں گے یا رسول اللہ! تو رسول اللہ ﷺ سہل کے پاس آئے سہل نے عامر بن ربیعہ کا کہنا بیان کیا۔ آپ ﷺ نے سن کر فرمایا کیا مار ڈالے گا ایک تم میں سے اپنے بھائی کو (اور عامر کو کہا) کیوں تو نے بارك الله نہیں کہا (یعنی برکت دے اللہ جل جلالہ یا ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ جیسے دوسری روایت میں ہے) نظر لگنا سچ ہے سہل کے لیے وضو کر۔ پھر عامر نے سہل کے واسطے وضو کیا (دوسری حدیث میں اس کا بیان آتا ہے) بعد اس کے سہل اچھے ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گئے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔ علامہ البانیؒ نے اسے **صحیح** کہا ہے۔[الصحيحة (١٤٩/٦)]

١٦٨٨۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّهُ قَالَ رَأَى عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ يَغْتَسِلُ فَقَالَ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ وَلَا جِلْدَ مُخْبَأَةٍ فَلُبِطَ سَهْلٌ فَأُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ لَكَ فِي سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ وَاللَّهِ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَقَالَ هَلْ تَتَّهِمُونَ لَهُ أَحَدًا قَالُوا نَتَّهِمُ عَامِرَ بْنَ رَبِيعَةَ قَالَ فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامِرًا فَتَغَيَّظَ عَلَيْهِ وَقَالَ عَلَامَ يَقْتُلُ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ أَلَّا بَرَّكْتَ اغْتَسِلْ لَهُ فَغَسَلَ عَامِرٌ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَمِرْفَقَيْهِ وَرُكْبَتَيْهِ وَأَطْرَافَ رِجْلَيْهِ وَدَاخِلَةَ إِزَارِهِ فِي قَدَحٍ ثُمَّ صُبَّ عَلَيْهِ فَرَاحَ سَهْلٌ مَعَ النَّاسِ لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ ۔

حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف (یعنی اسعد) سے روایت ہے کہ عامر بن ربیعہ نے سہل بن حنیف کو نہاتے ہوئے دیکھ لیا تو کہا میں نے آج کا سا کوئی آدمی نہیں دیکھا نہ کسی پردہ نشین (بالکل باہر نہ نکلنے والی) عورت کی ایسی کھال دیکھی۔ یہ کہتے ہی سہل اپنی جگہ سے (بیمار ہو کر) گر پڑے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے آ کر بیان کیا اور کہا یا رسول اللہ! آپ کچھ سہل بن حنیف کی خبر لیتے ہیں قسم خدا کی وہ اپنا سر بھی نہیں اٹھاتے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہاری دانست میں کس نے اس کو نظر لگائی۔

(١٦٨٨) صحيح : طبراني كبير (٧٩/٦) بيهقى فى دلائل النبوة (١٦٣/٦) ۔

انہوں نے کہا عامر بن ربیعہ نے آپ ﷺ نے عامر بن ربیعہ کو بلایا اور اس پر غصے ہوئے۔ اور فرمایا کیوں قتل کرتا ہے ایک تم میں سے اپنے بھائی کو تو نے بارك الله کیوں نہ کہا۔ اب غسل کر اس کے واسطے عامر نے اپنے منہ اور ہاتھ اور کہنیاں اور گھٹنے اور پاؤں کے کنارے اور تہبند کے نیچے کا بدن پانی سے دھو کر اس پانی کو ایک برتن میں جمع کیا وہ پانی سہل پر ڈالا گیا سہل اچھے ہو گئے اور لوگوں کے ساتھ چلے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

باب الرقية من العين — نظر کے منتر کا بیان

١٦٨٩۔ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ الْمَكِّيِّ أَنَّهُ قَالَ دُخِلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنَيْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ لِحَاضِنَتِهِمَا مَا لِي أَرَاهُمَا ضَارِعَيْنِ فَقَالَتْ حَاضِنَتُهُمَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ تَسْرَعُ إِلَيْهِمَا الْعَيْنُ وَلَمْ يَمْنَعْنَا أَنْ نَسْتَرْقِيَ لَهُمَا إِلَّا أَنَّا لَا نَدْرِي مَا يُوَافِقُكَ مِنْ ذَلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اسْتَرْقُوا لَهُمَا فَإِنَّهُ لَوْ سَبَقَ شَيْءٌ الْقَدَرَ لَسَبَقَتْهُ الْعَيْنُ))۔

حضرت حمید بن قیس مکی سے روایت ہے کہ جعفر بن ابی طالب کے دو لڑکے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے اُن کی دایہ سے کہا کیا سبب ہے یہ لڑکے دبلے ہیں وہ بولی یا رسول اللہ! ان کو نظر لگ جاتی ہے اور ہم نے منتر اس واسطے نہ کیا کہ معلوم نہیں آپ ﷺ ان کو پسند کرتے ہیں یا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا منتر کرو ان کے واسطے کیونکہ اگر کوئی چیز تقدیر سے آگے بڑھتی تو نظر بڑھتی۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **حسن** کہا ہے۔

فائدہ: لیکن کوئی چیز یہاں تک کہ نظر بھی تقدیر سے پشیر نہیں ہو سکتی ہوتا وہی ہے جو قسمت میں ہوتا ہے لیکن تعویذ دعائیں کچھ قباحت نہیں ہے اسی طرح منتر وغیرہ میں بشرطیکہ اس میں کوئی لفظ خلاف شرع نہ ہو۔

١٦٩٠۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ بَيْتَ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَيْتِ صَبِيٌّ يَبْكِي فَذَكَرُوا لَهُ أَنَّ بِهِ الْعَيْنَ قَالَ عُرْوَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَلَا تَسْتَرْقُونَ لَهُ مِنَ الْعَيْنِ))۔

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بی بی ام سلمہ کے مکان میں گئے اور گھر میں ایک لڑکا رو رہا تھا

(١٦٨٩) صحيح بشواهده: ترمذى (٢٠٥٩) كتاب الطب: باب ما جاء في الرقية من العين ' نسائى فى الكبرى (٧٥٣٧) ابن ماجه (٣٥١٠) احمد (٤٣٨/٦) رقم (٢٨٠١٨)۔

(١٦٩٠) بخارى (٥٧٣٩) كتاب الطب: باب رقية العين ' مسلم (٢١٩٧)۔

لوگوں نے کہا اس کو نظر لگ گئی ہے آپ ﷺ نے فرمایا منتر کیوں نہیں کرتے اس کے لیے۔

باب ما جاء في أجر المريض — بیمار کے ثواب کا بیان

۱۶۹۱۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ بَعَثَ اللَّهُ تَعَالَى إِلَيْهِ مَلَكَيْنِ فَقَالَ انْظُرَا مَاذَا يَقُولُ لِعُوَّادِهِ فَإِنْ هُوَ إِذَا جَاءُوهُ حَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ رَفَعَا ذَلِكَ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ أَعْلَمُ فَيَقُولُ لِعَبْدِي عَلَيَّ إِنْ تَوَفَّيْتُهُ أَنْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَإِنْ أَنَا شَفَيْتُهُ أَنْ أُبْدِلَ لَهُ لَحْمًا خَيْرًا مِنْ لَحْمِهِ وَدَمًا خَيْرًا مِنْ دَمِهِ وَأَنْ أُكَفِّرَ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ)) ۔

حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف دو فرشتے بھیجتا ہے اور فرماتا ہے کہ دیکھتے رہو وہ کیا کہتا ہے ان لوگوں سے جو اس کی بیمار پرسی کو آتے ہیں۔ اگر وہ ان کے سامنے اللہ جل جلالہٗ کی تعریف اور ستائش کرتا ہے تو وہ دونوں فرشتے اوپر چڑھ جاتے ہیں اللہ جل جلالہٗ کے پاس اور وہ خوب جانتا ہے مگر پوچھتا ہے بعد اس کے فرماتا ہے اگر میں اپنے بندے کو اپنے پاس بلالوں گا تو اس کو جنت میں داخل کروں گا اور جو شفا دوں گا تو پہلے سے اس کو زیادہ گوشت اور خون عنایت کروں گا اور اس کے گناہوں کو معاف کر دوں گا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **صحیح لغیرہ** کہا ہے۔

۱۶۹۲۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا يُصِيبُ الْمُؤْمِنَ مِنْ مُصِيبَةٍ حَتَّى الشَّوْكَةُ إِلَّا قُصَّ بِهَا أَوْ كُفِّرَ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ)) لَا يَدْرِي يَزِيدُ أَيُّهُمَا قَالَ عُرْوَةُ ۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ مومن کو کوئی رنج یا مصیبت لاحق نہیں ہوتی مگر یہ کہ اس کے گناہ (صغیرہ) معاف کیے جاتے ہیں یہاں تک کہ کانٹا بھی اگر لگے تو اس کے گناہ معاف کیے جاتے ہیں۔ یزید نے کہا مجھے یہ یاد نہیں کہ عروہ نے قص اور کفر میں سے کون سا لفظ استعمال کیا تھا۔

۱۶۹۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُصِبْ مِنْهُ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جس شخص کے ساتھ اللہ جل جلالہٗ بہتری کرنا

(۱۶۹۱) صحیح لغیرہ: بیہقی فی شعب الإیمان (۹۹٤۱) حاکم (۳٤۸/۱ ۔ ۳٤۹) رقم (۱۲۹۰) ۔

(۱۶۹۲) بخاری (٥٦٤٠) کتاب المرضی: باب ما جاء فی کفارة المرض' مسلم (۲٥۷۲) ترمذی (۹٦٥) نسائی فی الکبری (۷٤۸۷) احمد (۸۸/٦) رقم (۲٥۰۸۰) ۔

(۱٦۹۳) بخاری (٥٦٤٥) کتاب المرضی: باب ما جاء فی کفارة المرض' نسائی فی الکبری (۷٤۷۸) احمد (۲۳۷/۲) رقم (۷۲۳٤) ۔

چاہتا ہے اس پر مصیبتیں ڈالتا ہے۔

۱۶۹۴۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ رَجُلًا جَاءَهُ الْمَوْتُ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ هَنِيئًا لَهُ مَاتَ وَلَمْ يُبْتَلَ بِمَرَضٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((وَيْحَكَ وَمَا يُدْرِيكَ لَوْ أَنَّ اللَّهَ ابْتَلَاهُ بِمَرَضٍ يُكَفِّرُ بِهِ عَنْهُ مِنْ سَيِّئَاتِهِ)) ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ایک شخص مر گیا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص بولا واہ کیا اچھی موت ہوئی نہ کچھ بیماری ہوئی نہ کچھ۔ آپ ﷺ نے فرمایا بھلا یہ کیا کہتا ہے تجھے کیا معلوم ہے کہ اگر اللہ جل جلالہٗ اس کو کسی بیماری میں مبتلا کرتا تو اس کے گناہوں کو معاف کرتا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

باب التعوذ والرقية من المريض — بیماری میں تعویذ منتر کرنے کا بیان

۱۶۹۵۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُثْمَانُ وَبِي وَجَعٌ قَدْ كَادَ يُهْلِكُنِي قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْسَحْهُ بِيَمِينِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَقُلْ أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللَّهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ قَالَ فَقُلْتُ ذَلِكَ فَأَذْهَبَ اللَّهُ مَا كَانَ بِي فَلَمْ أَزَلْ آمُرُ بِهَا أَهْلِي وَغَيْرَهُمْ ۔

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے ان کے ایسا درد ہوتا تھا جس سے قریب ہلاکت کے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا داہنا ہاتھ اپنے درد کے مقام پر سات بار پھیر اور کہہ اَعُوذُ بِعِزَّتِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ۔ عثمان کہتے ہیں میں نے یہی کہا اللہ نے میرا درد دور کر دیا پھر میں ہمیشہ اپنے گھر والوں کو اور دوسرے لوگوں کو اس کا حکم دیتا۔

۱۶۹۶۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اشْتَكَى يَقْرَأُ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَيَنْفِثُ قَالَتْ فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهُ كُنْتُ أَنَا أَقْرَأُ عَلَيْهِ وَأَمْسَحُ عَلَيْهِ بِيَمِينِهِ رَجَاءَ بَرَكَتِهَا ۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیمار ہوتے تو قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ

(۱۶۹۴) ضعیف : علامہ البانیؒ نے اس روایت کو "ضعيف الترغيب والترهيب (۲۰۰۵)" میں ذکر فرمایا ہے۔

(۱۶۹۵) مسلم (۲۲۰۲) كتاب السلام : باب استحباب وضع يده على موضع الألم مع الدعاء ' أبو داود (۳۸۹۱) ترمذي (۲۰۸۰) نسائي في الكبرى (۱۰۸۳۷) ابن ماجه (۳۵۲۲) احمد (۲۱/٤) رقم (۱٦۳۷٦) ۔

(۱٦۹٦) بخاری (۱٦ : ۵) كتاب فضائل القرآن : باب فضل المعوذات ' مسلم (۲۱۰۲) أبو داود (۳۹۰۲) ترمذی (۳٤۰۲) ابن ماجه (۳۵۲۹) احمد (۱۰٤/٦) رقم (۲۵۲۳۵) ۔

الْفَلَقِ اورقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس پڑھ کراپنے اوپر پھونکتے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب آپ ﷺ بہت بیمار ہوئے تو میں ان سورتوں کو پڑھ کر آپ ﷺ کا داہنا ہاتھ آپ ﷺ کے جسم مبارک پر پھیرتی برکت کے واسطے۔

فائدہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنا ہاتھ نہ پھیرتیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پھیرتیں تا کہ برکت زیادہ اور جلد صحت ہو اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے سینے پر ہاتھ پھیر رہی تھیں اور صحت کی دعا کر رہی تھیں اس اثناء میں آپ ﷺ کو افاقہ ہوا آپ ﷺ نے فرمایا نہیں میں اللہ جل جلالہٗ سے ملنا چاہتا ہوں رفیق اعلیٰ سے ملنا یعنی اور انبیاء کی ارواح سے ملاقات کرنا۔

۱۶۹۷۔ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ وَهِيَ تَشْتَكِي وَيَهُودِيَّةٌ تَرْقِيهَا فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ ارْقِيهَا بِكِتَابِ اللَّهِ۔

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس وہ بیمار تھیں اور ایک یہودی عورت اُن پر پڑھ کر پھونک رہی تھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کلام اللہ پڑھ کر پھونک (توریت یا قرآن)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: اس اثر سے یہ نہیں نکلتا کہ رقیہ (منتر) غیر کتاب اللہ کے ساتھ ناجائز ہے بلکہ جواز رقیہ (منتر) کا ساتھ غیر کتاب اللہ کے حدیث صحیحین سے ثابت ہے۔حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ اجماع کیا ہے علماء نے جواز رقیہ (منتر) پر جب کہ تین شرطیں جمع ہوں اول یہ کہ رقیہ کلام اللہ یا اسماء یا صفات خدا کے ساتھ کیا جائے۔دوم یہ کہ زبان عربی میں ہو یا ایسی زبان میں کہ اس کے معنی معلوم ہوں۔سوم یہ کہ اس بات کا اعتقاد کیا جائے کہ رقیہ بذات خود موثر نہیں ہے بلکہ اللہ کی تقدیر سے اثر کرتا ہے اور اختلاف کیا ہے علماء نے ان شروط کے ہونے میں اور ارجح یہ ہے کہ شروط مذکورہ کا اعتبار ضروری ہے (انتہیٰ) یہاں سے معلوم ہوا کہ رقیہ (منتر) غیر کلام اللہ واسماء و صفات الٰہی کے ساتھ جائز نہیں ہے (واللہ اعلم)۔

باب تعالج المريض بیمار کے علاج کا بیان

۱۶۹۸۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ رَجُلًا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَابَهُ جُرْحٌ فَاحْتَقَنَ الْجُرْحُ الدَّمَ وَأَنَّ الرَّجُلَ دَعَا رَجُلَيْنِ مِنْ بَنِي أَنْمَارٍ فَنَظَرَا إِلَيْهِ فَزَعَمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُمَا أَيُّكُمَا أَطَبُّ فَقَالَا أَوَ فِي الطِّبِّ خَيْرٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَزَعَمَ زَيْدٌ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنْزَلَ الدَّوَاءَ الَّذِي أَنْزَلَ الْأَدْوَاءَ۔

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں زخم لگا اور خون وہاں آ کر بھر گیا تو اس شخص نے دو شخصوں کو بلایا بنی انمار میں سے ان دونوں نے آ کر دیکھا۔رسول اللہ ﷺ نے اُن سے کہا کہ تم

(۱۶۹۷) موقوف ضعیف : بیهقی (۳٤۹/۹) رقم (۱۹٦۰۲) ابن حبان (٦۰۹۸) الشافعي في الام (۲۲۸/۷)۔
(۱٦۹۸) ضعيف : ابن ابي شيبة (۳۰/۵ ۔ ۳۱)۔

دونوں میں سے کون طب زیادہ جانتا ہے وہ بولے یارسول اللہ! طب میں بھی کچھ فائدہ ہے آپ ﷺ نے فرمایا دوا بھی اسی نے اتاری ہے جس نے بیماری اتاری ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو ضعیف کہا ہے۔

۱۶۹۹۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ سَعْدَ بْنَ زُرَارَةَ اكْتَوَى فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الذُّبْحَةِ فَمَاتَ ۔

حضرت یحیٰی بن سعید سے روایت ہے کہ سعد بن زرارہ نے داغ لیا رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں خناق کی بیماری میں تو مر گئے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **صحیح لغیرہ** کہا ہے۔علامہ البانی نے اسے **صحیح** کہا ہے۔[هداية الرواة (٢٧٠/٤)]

۱۷۰۰۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ اكْتَوَى مِنَ اللَّقْوَةِ وَرُقِيَ مِنَ الْعَقْرَبِ ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے داغ لیا لقوہ میں اور منتر کیا بچھو کا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: لقوہ ایک مرض ہے جو چہرے پر ہوتا ہے اس سے منہ ٹیڑھا ہو جاتا ہے۔

باب الغسل بالماء من الحمى — بخار میں پانی سے غسل کرنا

۱۷۰۱۔ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ كَانَتْ إِذَا أُتِيَتْ بِالْمَرْأَةِ وَقَدْ حُمَّتْ تَدْعُو لَهَا أَخَذَتِ الْمَاءَ فَصَبَّتْهُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ جَيْبِهَا وَقَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُنَا أَنْ نُبْرِدَهَا بِالْمَاءِ ۔

حضرت فاطمہ بنت منذر سے روایت ہے کہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما کے پاس جب کوئی عورت آتی جو بخار میں مبتلا ہوتی تو پانی منگا کر اس کے گریبان میں ڈالتیں اور کہتیں کہ رسول اللہ ﷺ حکم دیتے تھے بخار کو ٹھنڈا کرنے کا پانی سے۔

۱۷۰۲۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِنَّ الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ

(١٦٩٩) صحيح لغيره : ابن ماجه (٣٤٩٢) كتاب الطب : باب من اكتوى' ترمذى (٢٠٥٠) احمد (٦٥/٤) ـ

(١٧٠٠) موقوف صحيح : عبدالرزاق فى المصنف (١٩٧٧٤) ابن ابى شيبة فى المصنف (٢٣٥٩٨) بيهقى فى السنن الكبرى (٣٤٣/٩) رقم (١٩٥٥٦) شرح معانى الآثار (٣٢٣/٤) ـ

(١٧٠١) بخارى (٥٧٢٤) كتاب الطب : باب الحمى من فيح جهنم' مسلم (٢٢١١) ترمذى (٢٠٧٤ م) نسائى فى الكبرى (٧٦١١) ابن ماجه (٣٤٧٤) احمد (٣٤٦/٦) ـ

فَابْرُدُوهَا بِالْمَاءِ))۔

حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بخار جہنم کا جوش ہے اس کو ٹھنڈا کرو پانی سے۔

باب عيادة المريض و الطيرة — بیماری پرسی اور فال بد کا بیان

۱۷۰۳۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا عَادَ الرَّجُلُ الْمَرِيضَ خَاضَ الرَّحْمَةَ حَتَّى إِذَا قَعَدَ عِنْدَهُ قَرَّتْ فِيهِ أَوْ نَحْوَ هٰذَا))۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے بیمار کو دیکھنے جاتا ہے تو گھس جاتا ہے پروردگار کی رحمت میں پھر جب وہاں بیٹھتا ہے وہ رحمت اس شخص کے اندر بیٹھ جاتی ہے یا مثل اس کے کچھ فرمایا۔

۱۷۰۴۔ عَنِ ابْنِ عَطِيَّةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا عَدْوَى وَلَا هَامَ وَلَا صَفَرَ وَلَا يَحُلَّ الْمُمْرِضُ عَلَى الْمُصِحِّ وَلْيَحْلُلِ الْمُصِحُّ حَيْثُ شَاءَ)) فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا ذَاكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ أَذًى۔

حضرت ابن عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہے عدوی (یعنی چھوت ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جانا) اور نہ ہام (اُلو جس کو لوگ منحوس سمجھتے ہیں یا مردے کی روح جانور کی شکل) اور نہ صفر کا مہینہ (جس کو لوگ منحوس جانتے ہیں تیرہ تیزی میں کوئی کام کرنا بہتر نہیں جانتے) لیکن بیمار اونٹ تندرست اونٹ کے پاس نہ اتارا جائے البتہ جس شخص کا اونٹ اچھا ہو اس کو اختیار ہے جہاں چاہے اترے لوگوں نے پوچھا اس کا کیا سبب ہے یا رسول اللہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا مرض سے نفرت ہوتی ہے یا تکلیف ہوتی ہے۔

فائدہ: بخاری کی روایت میں ہے اور نہ شگون بد اور نہ دیو بھوت جنگل کا۔ کفار عرب کا یہ اعتقاد تھا کہ بیماری کو یہ طاقت ہے کہ وہ خود دوسرے آدمی کو لگ جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ خیال غلط ہے اور یہ بھی گمان تھا کہ اُلو کسی کے مکان پر بیٹھے تو وہ گھر اُجاڑ ہو جائے گا یا صفر کے مہینے میں کوئی کام کرے تو اس میں بہتری نہ ہوگی یا جنگل میں دیو بھوت رنگ برنگ کی شکلیں بناتے ہیں اور لوگوں کو راہ بھلا دیتے ہیں اور ضرر پہنچانے کی قدرت رکھتے ہیں۔ یہ سب خیالات شرع میں لغو اور غلط کیے گئے۔ کسی سے کچھ نہیں ہو سکتا بغیر خدا کے حکم کے کوئی نہ نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان دے سکتا ہے۔

(۱۷۰۲) بخاری (۵۷۲۵) کتاب الطب : باب الحمى من فيح جهنم ' مسلم (۲۲۱۰) ترمذی (۲۰۷۴) نسائی فی الكبرى (۷٦۰۷) ابن ماجه (۳٤۷۱) احمد (٥۰/٦) ۔

(۱۷۰۳) بخاری فی الأدب المفرد (٥۲۲) احمد (۳۰٤/۳) رقم (۱٤۳۱۰) ۔

(۱۷۰٤) بخاری (۵۷۱۷) کتاب الطب : باب لا صفر وهو داء يأخذ البطن ' مسلم (۲۲۲۰) ابو داود (۳۹۱۱) احمد (۲٦۷/۲) رقم (۷٦۰۹) بیهقی (۲۱۷/۷) رقم (۱٤۲۳۹ ' ۱٤۲٤۰) ۔

باب السنة في الشعر — بالوں کا بیان

١٧٠٥۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِإِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ وَإِعْفَاءِ اللِّحَى ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا مونچھوں کے مونڈنے کا اور ڈاڑھیوں کے چھوڑ دینے کا۔

فائدہ: یعنی ان بالوں کا جو ہونٹ سے لگے ہیں یا ساری مونچھوں کا۔ علماء کا اس میں اختلاف ہے بعضوں کے نزدیک کترنا افضل ہے بعضوں کے نزدیک مونڈنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کترتے تھے جیسا ترمذی نے روایت کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے صحابہ بعض کترتے تھے بعض مونڈتے تھے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اپنی ڈاڑھیاں ایک مٹھی کے برابر رکھتے تھے اور اس سے زیادہ کتر ڈالتے تھے۔ امام مالکؒ سے سوال ہوا کہ اگر ڈاڑھی لمبی ہو جائے انہوں نے کہا کرنی چاہیے۔ ترمذی نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ریش مبارک میں سے کتر لیا کرتے تھے طول وعرض سے تاکہ گول ہو جائے۔

١٧٠٦۔ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ عَامَ حَجَّ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِنْ شَعَرٍ كَانَتْ فِي يَدِ حَرَسِيٍّ يَقُولُ يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هٰذِهِ وَيَقُولُ إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ حِينَ اتَّخَذَ هٰذِهِ نِسَاؤُهُمْ ۔

حضرت حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ انہوں نے معاویہ بن ابوسفیان سے سنا جس سال انہوں نے حج کیا اور وہ منبر پر تھے انہوں نے ایک بالوں کا چٹلا اپنے خادم کے ہاتھ سے لیا اور کہتے تھے کہ اے مدینہ والو! کہاں ہیں علماء تمہارے سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منع کرتے تھے اس سے اور فرماتے تھے کہ تباہ ہوئے بنی اسرائیل جب ان کی عورتوں نے یہ کام شروع کیا۔

فائدہ: دوسری حدیث میں ہے کہ لعنت کی اللہ تعالیٰ نے اس عورت پر جو دوسری عورت کے بال میں بال کو جوڑے اور اس عورت پر جو اپنے بالوں سے اور بال جڑوائے اور اس عورت پر جو دوسری عورت کا بدن گودے اور نیل بھرے اور اس عورت پر جو اپنا بدن گدوائے۔ روایت کیا

(١٧٠٥) بخاری (٥٨٩٢) كتاب اللباس : باب تقليم الأظفار ' مسلم (٢٥٩) أبو داود (٤١٩٩) ترمذی (٢٧٦٤) نسائی (١٥) احمد (١٥٦/٢) رقم (٦٤٥٦) ۔

(١٧٠٦) مسلم (٢١٢٧) كتاب اللباس والزينة : باب تحريم فعل الواصلة ' أبو داود (٤١٦٧) ترمذی (٢٧٨١) نسائی (٥٢٤٥) احمد (٩٥/٤) رقم (١٦٩٩٠) ۔

(١٧٠٧) بخاری (٥٩١٧) كتاب اللباس : باب الفرق ' مسلم (٢٣٣٦) ابو داود (٤١٨٨) نسائی (٥٢٣٨) ابن ماجه (٣٦٣٢) احمد (٢٤٦/١) رقم (٢٢٠٩) ۔

اس کو بخاری اور مسلم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے۔

۱۷۰۷۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ سَدَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاصِيَتَهُ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ فَرَقَ بَعْدَ ذَلِكَ ۔

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بال پیشانی کی طرف لٹکاتے رہے ایک مدت تک بعد اس کے مانگ نکالنے لگے۔

فائدہ: اہل کتاب بھی بال پیشانی کی طرف موڑا کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے بعد اس کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ امر چھوڑ دیا اور بالوں کے دو حصے کر کے مانگ نکالنا شروع کیا۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اپنی بہو یا ساس کے بال دیکھنے میں کچھ قباحت نہیں۔

۱۷۰۸۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ الْإِخْصَاءَ وَيَقُولُ فِيهِ تَمَامُ الْخَلْقِ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مکروہ جانتے تھے خصی کرنے کو اور کہتے تھے کہ خصیے رکھنے میں پیدائش کو پورا کرنا ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی خصیہ بھی ایک عضو ہے اللہ کی پیدائش میں سے اس کے کاٹنے میں نقص ہے خلق الٰہی کا۔

۱۷۰۹۔ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ لَهُ أَوْ لِغَيْرِهِ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ إِذَا اتَّقَى)) وَأَشَارَ بِإِصْبَعَيْهِ الْوُسْطَى وَالَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ ۔

حضرت صفوان بن سلیم کو پہنچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور یتیم کا پالنے والا خواہ یتیم کا عزیز ہو یا غیر بہشت میں ایسے ہیں جیسے یہ دو انگلیاں جبکہ پرہیز گاری کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا کلمے کی انگلی اور بیچ کی انگلی کی طرف۔

فائدہ: یعنی یتیم کی پرورش کرنے والے اور اس کے مال کی حفاظت کرنے والے کا بہشت میں اتنا درجہ ہے کہ میرے درجہ سے ایسا اتصال ہے جیسے آپس میں ان دو انگلیوں کا۔

(۱۷۰۸) موقوف صحیح : احمد (۲۴/۲) رقم (۴۷۲۹) عبدالرزاق فی المصنف (۸۴۴۰) ابن ابی شیبة فی المصنف (۳۲۵۶۷) بیهقی فی السنن الکبری (۲۴/۱۰) رقم (۱۹۷۹۴) ۔

(۱۷۰۹) بخاری (۶۰۰۵) کتاب الأدب : باب فضل من یعول یتیما ' أبو داود (۵۱۵۰) ترمذی (۱۹۱۸) احمد (۳۳۳/۵) رقم (۲۳۲۰۸) مسلم (۲۹۸۳) احمد (۳۷۵/۲) ۔

باب اصلاح الشعر — بالوں میں کنگھی کرنے کا بیان

۱۷۱۰۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِي جُمَّةً أَفَأُرَجِّلُهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ وَأَكْرِمْهَا فَكَانَ أَبُو قَتَادَةَ رُبَّمَا دَهَنَهَا فِي الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ لِمَا قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ وَأَكْرِمْهَا۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میرے بال کندھوں تک ہیں ان میں کنگھی کروں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں کنگھی کر اور بالوں کی عزت کر۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کبھی کبھی ایک دن میں دو بار تیل ڈالتے اس وجہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ بالوں کی عزت کر۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

۱۷۱۱۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ ثَائِرَ الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ أَنْ اخْرُجْ كَأَنَّهُ يَعْنِي إِصْلَاحَ شَعَرِ رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ فَفَعَلَ الرَّجُلُ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَيْسَ هَذَا خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدُكُمْ ثَائِرَ الرَّأْسِ كَأَنَّهُ شَيْطَانٌ۔

حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک شخص جس کے بال سر اور ڈاڑھی کے پریشان تھے آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اشارہ کیا یعنی مسجد سے باہر جا اور بالوں کو درست کر کے آ۔ وہ شخص درست کر کے پھر آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہ اچھا نہیں اس صورت سے کہ آئے کوئی تم میں سے پریشان سر جیسے شیطان۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے کہا ہے کہ یہ روایت ان لفظوں میں **ضعیف** ہے البتہ اس کا ایک شاہد ہے جس میں نہ تو سانپ کا ذکر ہے اور نہ ہی یہ الفاظ ہیں "یدخل احدکم کانہ شیطان" اس کی سند **صحیح** ہے۔

باب ما جاء فی صبغ الشعر — بالوں کے رنگنے کے بیان میں

۱۷۱۲۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ قَالَ وَكَانَ جَلِيسًا لَهُمْ وَكَانَ أَبْيَضَ اللِّحْيَةِ وَالرَّأْسِ قَالَ فَغَدَا عَلَيْهِمْ ذَاتَ يَوْمٍ وَقَدْ حَمَّرَهُمَا قَالَ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ هَذَا أَحْسَنُ

(۱۷۱۰) ضعيف : نسائى (۵۲۳۷) كتاب الزينة : باب تسكين الشعر، ابن سعد فى الطبقات الكبرى (۳۷۹/۴)۔

(۱۷۱۱) ضعيف بهذا اللفظ : أبو داود (۴۰۶۲) كتاب اللباس : باب فى غسل الثوب وفى الخلقان، نسائى (۵۲۳۶) احمد (۳۵۷/۳) رقم (۱۴۹۱۱)۔

فَقَالَ إِنَّ أُمِّي عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلَيَّ الْبَارِحَةَ جَارِيَتَهَا نُخَيْلَةَ فَأَقْسَمَتْ عَلَيَّ لَأَصْبُغَنَّ وَأَخْبَرَتْنِي أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ كَانَ يَصْبُغُ۔

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن اسودان کا ہم صحبت تھا اوراس کے سراور ڈاڑھ کے بال سب سفید تھے ایک روز صبح کو آیا اپنے بالوں پر سرخ خضاب لگا کر تو لوگوں نے کہا یہ اچھا ہے وہ بولا میری ماں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہلا بھیجا نخیلہ اپنی لونڈی کے ہاتھ قسم دے کر کہ تو اپنے بالوں پر خضاب لگا اور بیان کیا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی خضاب لگایا کرتے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ سیاہ خضاب میں میں نے کوئی حدیث نہیں سنی اور سوائے سیاہ کے اور کوئی رنگ بہتر ہے اور خضاب نہ کرنا بہت بہتر ہے اگر خدا چاہے اور لوگوں پر اس بارے میں کچھ تنگی نہیں ہے۔

فائدہ: مگر مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے ابوقحافہ (ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے ذکر میں مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غَيِّرُوا هٰذَا الشَّيْبَ وَاجْتَنِبُوا فِيهِ السَّوَادَ اور امام احمد نے بھی اس حدیث کو مسند میں روایت کیا ہے اور ابوداؤد اور نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے يَكُونُ قَوْمٌ يَخْضِبُونَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ بِالسَّوَادِ كَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ لَا يُرِيحُونَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ۔ پس حق اس باب میں یہ ہے کہ خضاب سیاہ حرام ہے اور سوائے سیاہ کے اور خضاب مندوب و مامور بہ ہے۔ وَالتَّفْصِيلُ فِي هِدَايَةِ السَّائِلِ إِلَى أَدِلَّةِ الْمَسَائِلِ۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب نہیں لگایا اگر لگایا ہوتا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے پاس یہی کہلا بھیجتیں۔

فائدہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زرد خضاب کیا کرتے تھے ابورمثہ نے روایت کیا کہ آپ نے خضاب کیا مہندی کا اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔ (زرقانی)

باب ما يومر به من التعوذ عند النوم سوتے وقت شیطان سے پناہ مانگنے کا بیان

۱۷۱۳۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أُرَوَّعُ فِي مَنَامِي فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ میں ڈرتا ہوں سوتے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ پڑھ لیا کر أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونَ پناہ مانگتا ہوں میں

(۱۷۱۳) حسن: أبو داود (۳۸۹۳) كتاب الطب: باب كيف الرقى، ترمذى (۳۵۲۸) نسائى فى الكبرى (۱۰۶۰۲) أحمد (۱۸۱/۲) رقم (۶۶۹۶)۔

اللہ کے پورے کلمات سے اس کے غصے اور عذاب سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانوں کے وسوسوں سے اور شیطانوں کے میرے پاس آنے سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شواہد کی وجہ سے **حسن** کہا ہے۔

۱۷۱۴۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَى عِفْرِيتًا مِنَ الْجِنِّ يَطْلُبُهُ بِشُعْلَةٍ مِنْ نَارٍ كُلَّمَا الْتَفَتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَآهُ فَقَالَ لَهُ جِبْرِيلُ أَفَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ تَقُولُهُنَّ إِذَا قُلْتَهُنَّ طَفِئَتْ شُعْلَتُهُ وَخَرَّ لِفِيهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلَى فَقَالَ جِبْرِيلُ فَقُلْ أَعُوذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْكَرِيمِ وَبِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ اللَّاتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَشَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيهَا وَشَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْأَرْضِ وَشَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمِنْ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمِنْ طَوَارِقِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جس رات معراج ہوئی ایک دیو نظر آیا گویا اس کے ایک ہاتھ میں شعلہ تھا آگ کا جب رسول اللہ ﷺ نگاہ کرتے تو اس کو دیکھتے آپ ﷺ کی طرف چلا آتا تھا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا میں آپ ﷺ کو چند ایسے کلمات سکھا دوں کہ اگر آپ ﷺ ان کو فرمائیں تو ان کا شعلہ بجھ جائے آپ ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں سکھاؤ جبریل علیہ السلام نے کہا کہو اَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الخ یعنی پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کے منہ (یعنی ذات) سے جو بڑا عزت والا ہے اور اس کے کلمات سے جو پورے ہیں جن سے کوئی نیک یا بد آگے نہیں بڑھ سکتا (یعنی ان سے زیادہ علم نہیں رکھتا) برائی سے اس چیز کی جو آسمان سے اُترے اور جو آسمان کی طرف چڑھے اور برائی سے اُن چیزوں کی جن کو پیدا کیا ہے اس نے زمین میں اور جو نکلے زمین سے اور رات دن کے فتنوں سے اور شب و روز کی آفتوں سے اور حادثوں سے مگر جو حادثہ بہتر ہو اے رحمٰن۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شواہد کی وجہ سے **حسن** کہا ہے۔

فائدہ: نسائی کی روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ نے اس دعا کو پڑھا تو وہ دیو اوندھا گر پڑا اور اس کا شعلہ بجھ گیا۔

۱۷۱۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ قَالَ مَا نِمْتُ هَذِهِ اللَّيْلَةَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ فَقَالَ لَدَغَتْنِي عَقْرَبٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّكَ لَوْ قُلْتَ حِينَ أَمْسَيْتَ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ تَضُرَّكَ۔

(۱۷۱٤) **حسن لغيره**: نسائی فی الکبری (۱۰۷۹۳) احمد (٤١٩/٣) رقم (۱۵۵۳۹)۔

(۱۷۱۵) مسلم (۲۷۰۹) کتاب الذکر والدعاء: باب فی التعوذ من سوء القضاء، أبو داود (۳۸۹۹) ترمذی (۱۳٦۰٤) ابن ماجه (۳۵۱۸) احمد (۳۷۵/۲) رقم (۸۸٦۷)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص اسلم کا (اسلم ایک قبیلہ خزاعہ میں سے) بولا میں رات کو نہیں سویا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیوں کس وجہ سے؟ وہ بولا مجھے بچھو نے کاٹا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو شام کے وقت یہ کہہ لیتا اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ (یعنی پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کے پورے کلمات سے اُن چیزوں کے شر سے جن کو پیدا کیا اس نے۔) تو بچھو تجھے کچھ ضرر نہ دیتا۔

۱۷۱۶۔ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ أَنَّ كَعْبَ الْأَحْبَارِ قَالَ لَوْلَا كَلِمَاتٌ أَقُولُهُنَّ لَجَعَلَتْنِي يَهُودُ حِمَارًا فَقِيلَ لَهُ وَمَا هُنَّ فَقَالَ أَعُوذُ بِوَجْهِ اللَّهِ الْعَظِيمِ الَّذِي لَيْسَ شَيْءٌ أَعْظَمَ مِنْهُ وَبِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ وَبِأَسْمَاءِ اللَّهِ الْحُسْنَى كُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ أَعْلَمْ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَبَرَأَ وَذَرَأَ ۔

حضرت قعقاع بن حکیم سے روایت ہے کہ کعب احبار (بڑے عالم تھے یہودیوں کے پھر مسلمان ہو گئے) نے کہا اگر میں چند کلمات نہ پڑھا کرتا تو یہودی (جادو کر کے) مجھے گدھا بنا دیتے لوگوں نے پوچھا وہ کلمات کیا ہیں کعب نے کہا اَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ الخ یعنی پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کے منہ (یعنی ذات) سے جو بڑی عظمت والا ہے نہیں ہے کوئی چیز عظمت میں اس سے بڑھ کر اور اس اللہ کے پورے کلمات سے جن سے کوئی نیک یا بد آگے نہیں بڑھ سکتا (یعنی ان سے زیادہ علم نہیں رکھتا) اور اس اللہ کے تمام اسمائے حسنٰی (اچھے ناموں) سے جن کو میں جانتا ہوں اور جن کو میں نہیں جانتا۔ اس چیز کے شر سے جس کو اس نے بنایا' پیدا کیا اور پھیلایا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

باب ما جاء في المتحابين في الله — خدا کے واسطے دوستی رکھنے والوں کا بیان

۱۷۱۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَيْنَ الْمُتَحَابُّونَ لِجَلَالِي الْيَوْمَ أُظِلُّهُمْ فِي ظِلِّي يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّي)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ جل جلالہ ارشاد فرمادے گا دن قیامت کے کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو آپس میں دوستی رکھتے تھے میری بزرگی کے واسطے آج کے دن میں ان کو سایے میں رکھوں گا یہ وہ دن ہے جس دن کہیں سایہ نہیں سوائے میرے سائے کے۔

(۱۷۱٦) مقطوع صحيح : عبدالرزاق في المصنف (۱۹۸۳۳) ابن ابي شيبة في المصنف (۲۹۵۹۲) ابو نعيم في الحلية (۳۷۷/۵ ـ ۳۷۸) ـ

(۱۷۱۷) مسلم (۲۵٦٦) كتاب البر والصلة والآداب : باب في فضل الحب في الله ' احمد (۲۳۷/۲) رقم (۷۲۳۰) دارمي (۲۷۵۷) ـ

۱۷۱۸۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَوْ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ إِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللَّهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ إِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتَّى يَعُودَ إِلَيْهِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللَّهِ اجْتَمَعَا عَلَى ذَلِكَ وَتَفَرَّقَا وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ ذَاتُ حَسَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ))۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ یا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات شخص جن کو اللہ تعالیٰ اپنے سائے میں رکھے گا جس دن اس کے سائے کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا (یعنی قیامت میں) ایک تو منصف حاکم دوسرے وہ جوان جو جوانی کی اُمنگ ہی سے خدا کی بندگی میں مشغول ہو تیسرے وہ مرد جس کا دل مسجد میں لگا رہے جب کہ نکلے پھر آنے تک (یعنی نکلنے سے داخل ہونے تک) چوتھے وہ دو مرد جو خدا کے واسطے آپس میں محبت رکھتے ہیں تو اسی پر اور جدا ہوتے ہیں تو اسی پر پانچویں وہ مرد جس نے خدا کو یاد کیا تنہائی میں دونوں آنکھوں سے اس کی آنسو بہہ نکلے چھٹے وہ مرد جس کو شریف خوبصورت عورت نے بدفعلی کے لیے بلایا وہ بولا مجھے خوف ہے اللہ کا جو پالنے والا ہے سارے جہان کا' ساتویں وہ مرد جس نے خیرات کی چھپا کر یہاں تک کہ جو داہنے ہاتھ سے دیا بائیں ہاتھ کو اس کی خبر نہیں ہوئی۔

۱۷۱۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا أَحَبَّ اللَّهُ الْعَبْدَ قَالَ لِجِبْرِيلَ قَدْ أَحْبَبْتُ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ ثُمَّ يُنَادِي فِي أَهْلِ السَّمَاءِ إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَبَّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ وَإِذَا أَبْغَضَ اللَّهُ الْعَبْدَ قَالَ مَالِكٌ لَا أَحْسِبُهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ فِي الْبُغْضِ مِثْلَ ذَلِكَ))۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو پکارتا ہے جبریل علیہ السلام کو اور یہ فرماتا ہے کہ بے شک خدا نے فلانے کو دوست رکھا ہے سو تو بھی اس کو دوست رکھ تو جبریل علیہ السلام اس سے محبت رکھتا ہے پھر پکار دیتا ہے جبریل آسمان والوں میں یعنی فرشتوں میں کہ بے شک خدا نے فلانے کو دوست رکھا ہے سو تم بھی اس کو دوست رکھو تو آسمان والے اس سے محبت رکھتے ہیں پھر اس محبوب بندے کی زمین میں قبولیت اتاری جاتی ہے یعنی زمین کے نیک لوگ اس کو مقبول جانتے ہیں اور اس سے محبت رکھتے ہیں اور جب خدا کسی بندہ سے ناراض وغصہ ہوتا ہے (تو بھی

(۱۷۱۸) بخاری (۲۸۰۶) کتاب الجهاد والسير : باب قول الله تعالى من المومنين رجال صدقوا' مسلم (۱۰۳۱) ترمذی (۲۳۹۱) نسائی (۵۳۸۰) احمد (۴۳۹/۲) رقم (۹۶۶۳)۔

(۱۷۱۹) بخاری (۶۰۴۰) کتاب الأدب : باب المقة من الله' مسلم (۲۶۳۷) ترمذی (۳۱۶۱) نسائی فی الکبری (۷۷۴۷) أحمد (۲۶۷/۲) رقم (۷۶۱۴)۔

اسی طرح کرتا ہے یعنی اس کا اُلٹ)۔

فائدہ: یعنی خدا جس بندے کی محبت ظاہر کرنا چاہتا ہے تو اس کو آسمان و زمین میں مشہور کر دیتا ہے۔تا کہ فرشتے اس کے واسطے استغفار کیا کریں اور زمین کے لوگ اس کے واسطے نیک دعا کریں اس سے محبت رکھیں اس کی تعریفیں کریں اس کی نیک راہ پر چلیں۔یہی سبب ہے کہ اولیاء اللہ سے اکثر لوگ محبت رکھتے ہیں۔لیکن ایسی محبت بھی اچھی نہیں کہ جاہل عوام لوگ کرتے ہیں کہ ان کو نفع اور نقصان کا مختار جان کر اُن کو خدائی میں شریک کرتے ہیں یہ محبت نہیں یہ حقیقت میں ان سے عداوت ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ بغض و خدا کی ناراضگی میں بھی حضرت نے ایسا ہی فرمایا ہے (یعنی آخری جملے کے آگے بھی اسی قسم کا مضمون فرمایا ہوگا صرف محبت کے بجائے غصہ کا لفظ فرمایا ہوگا)۔

۱۷۲۰۔ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ أَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ مَسْجِدَ دِمَشْقَ فَإِذَا فَتًى شَابٌّ بَرَّاقُ الثَّنَايَا وَإِذَا النَّاسُ مَعَهُ إِذَا اخْتَلَفُوا فِي شَيْءٍ أَسْنَدُوا إِلَيْهِ وَصَدَرُوا عَنْ قَوْلِهِ فَسَأَلْتُ عَنْهُ فَقِيلَ هَذَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ هَجَّرْتُ فَوَجَدْتُهُ قَدْ سَبَقَنِي بِالتَّهْجِيرِ وَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي قَالَ فَانْتَظَرْتُهُ حَتَّى قَضَى صَلَاتَهُ ثُمَّ جِئْتُهُ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ قُلْتُ وَاللَّهِ إِنِّي لَأُحِبُّكَ لِلَّهِ فَقَالَ أَاللَّهِ فَقُلْتُ أَاللَّهِ فَقَالَ أَاللَّهِ فَقُلْتُ أَاللَّهِ فَقَالَ أَاللَّهِ فَقُلْتُ أَاللَّهِ قَالَ فَأَخَذَ بِحُبْوَةِ رِدَائِي فَجَبَذَنِي إِلَيْهِ وَقَالَ أَبْشِرْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَجَبَتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِّينَ فِيَّ وَالْمُتَجَالِسِينَ فِيَّ وَالْمُتَزَاوِرِينَ فِيَّ وَالْمُتَبَاذِلِينَ فِيَّ۔

حضرت ابوادریس خولانی سے روایت ہے (کہتے ہیں کہ) میں دمشق کی مسجد میں گیا وہاں میں نے ایک نوجوان کو دیکھا جو سفید دندان تھا اس کے ساتھ والے لوگ جب کسی بات میں اختلاف کرتے ہیں تو جو وہ کہتا ہے اسی کی سند پکڑتے ہیں اور اس کے قول پر تھم جاتے ہیں میں نے پوچھا یہ نوجون کون ہے لوگوں نے کہا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔جب دوسرا روز ہوا تو میں بہت سویرے گیا دیکھا تو وہ مجھ سے آگے آئے ہیں اور نماز پڑھ رہے ہیں میں ٹھہرا رہا جب نماز پڑھ چکے تو میں ان کے سامنے آیا اور سلام کیا پھر میں نے کہا میں تم کو اللہ جل جلالہ کے واسطے چاہتا ہوں اور محبت کرتا ہوں انہوں نے کہا اللہ کے واسطے! میں نے کہا ہاں اللہ کے واسطے! انہوں نے پھر کہا اللہ کے واسطے! میں نے کہا ہاں اللہ کے واسطے پھر انہوں نے میری چادر کا کونا پکڑ کر مجھے گھسیٹا اور کہا خوش ہو جا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے واجب ہوئی محبت میری ان لوگوں سے جو میرے واسطے دوستی اور محبت رکھتے ہیں اور میرے واسطے مل کر بیٹھتے ہیں (ذکر الٰہی کرنے کو یا علم دین سکھانے کو) اور میرے واسطے اپنی جان اور مال صرف کرتے ہیں اور میرے واسطے ایک دوسرے کی ملاقات کو جاتے ہیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔امام نوویؒ نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔[رياض الصالحين (٣٨٢)]

(١٧٢٠) صحيح : أحمد (٥/٢٣٣) رقم (٢٢٣٨٠) بيهقى فى شعب الايمان (٦/٤٨٣)۔

۱۷۲۱۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ الْقَصْدُ وَالتُّؤَدَةُ وَحُسْنُ السَّمْتِ جُزْءٌ مِنْ خَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ جُزْئًا مِنَ النُّبُوَّةِ ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (طبرانی نے معجم کبیر میں اس کو مرفوعاً روایت کیا ہے) میانہ روی اور نرمی اور اچھی سج دھج ایک جز ہے نبوت کے پچیس جزوں میں سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو ضعیف کہا ہے۔

باب ما جاء في الرؤيا — خواب کا بیان

۱۷۲۲۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْئًا مِنَ النُّبُوَّةِ)) ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا خواب نیک بخت آدمی کا نبوت کا ایک جز ہے چھیالیس جزوں میں سے۔

فائدہ: مگر نبوت کا جز نبوت نہیں ہوسکتا اور یہ قید لگائی کہ اچھا خواب ہو اور نیک بخت آدمی کا ہو کیونکہ اکثر خواب خیالات ہوتے ہیں اعتبار کے قابل نہیں ہوتے مگر نیک بخت صالح آدمیوں کے بعض خواب سچے ہوتے ہیں۔

۱۷۲۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ ذٰلِكَ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی روایت کیا ہے۔

۱۷۲۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ يَقُولُ ((هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِنْكُمُ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا وَيَقُولُ لَيْسَ يَبْقَى بَعْدِي مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فارغ ہوتے صبح کی نماز سے تو فرماتے کہ تم میں سے کسی

(۱۷۲۱) موقوف ضعيف: بخاری في الأدب المفرد (۷۹۱) أبو داود (٤٧٧٦) أحمد (۲۹۶/۱) رقم (۲۶۹۸) ترمذی (۲۰۱۰) ابن ابی شیبة في المصنف (۳٤۷٦۱) ۔

(۱۷۲۲) بخاری (۶۹۸۳) كتاب التعبير : باب رؤيا الصالحين ' مسلم (۲۲٦٤) نسائی في الكبرى (۷٦۲٤) ابن ماجه (۳۸۹۳) أحمد (۱۲٦/۳) رقم (۱۲۲۹۷) ۔

(۱۷۲۳) بخاری (٦٩٨٨) كتاب التعبير : باب الرؤيا الصالحة جزء من ستة وأربعين جزءا من النبوة ' مسلم (۲۲٦۳) أبو داود (٥٠١٩) ترمذی (۲۲۷۰) ابن ماجه (۳۸۹٤) أحمد (۳٦۹/۲) رقم (۸۸۰٥) ۔

(۱۷۲٤) بخاری (٦٩٩٠) كتاب التعبير : باب المبشرات ' أبو داود (٥٠١٧) نسائی في الكبرى (۷٦۲۱) أحمد (۳۲٥/۲) رقم (۷۲۹٦) ۔

نے رات کو کوئی خواب دیکھا ہے اور فرماتے کہ میرے بعد نبوت میں سے کچھ باقی نہ رہے گا سوائے اچھے خواب کے (یہ بھی ایک جز ہے نبوت کا یہ رہ جائے گا)۔

۱۷۲۵۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَنْ يَبْقَى بَعْدِي مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ)) فَقَالُوا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الرَّجُلُ الصَّالِحُ أَوْ تُرَى لَهُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْئًا مِنَ النُّبُوَّةِ))۔

حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد نبوت میں سے کچھ نہ رہے گا مگر مبشرات (خوشخبریاں) صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ مبشرات کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا اچھے خواب جس کو نیک بخت آدمی دیکھے یا دوسرا اس کے واسطے دیکھے یہ جز ہے نبوت کے چھیالیس جزوں میں سے۔

۱۷۲۶۔ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ بْنَ رِبْعِيٍّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللَّهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الشَّيْءَ يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفُثْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ إِذَا اسْتَيْقَظَ وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّهَا فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ)) قَالَ أَبُو سَلَمَةَ إِنْ كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا هِيَ أَثْقَلُ عَلَيَّ مِنَ الْجَبَلِ فَلَمَّا سَمِعْتُ هَذَا الْحَدِيثَ فَمَا كُنْتُ أُبَالِيهَا ۔

حضرت ابوقتادہ بن ربعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے تو جب کوئی تم میں سے برا خواب دیکھے تو چاہیے کہ بائیں طرف تھوک دے تین بار اور پناہ مانگے اللہ سے اس کے شر سے پھر وہ اس کو نقصان نہ پہنچائے گا اگر خدا چاہے ابوسلمہ نے کہا پہلے میں خواب ایسے دیکھتا جن کا بوجھ میرے اوپر پہاڑ سے بھی زیادہ رہتا جب سے میں نے اس حدیث کو سنا ان کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔

فائدہ: کیونکہ اس حدیث میں برے خواب کی برائی سے بچنے کا طریقہ معلوم ہوگیا اب دل میں خواہ مخواہ وسوسہ نہ رکھا اور اندیشہ نہ کیا اللہ جل جلالہ کی پناہ بڑی قوی اور مضبوط ہے۔

۱۷۲۷۔ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي هَذِهِ الْآيَةِ لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ قَالَ هِيَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الرَّجُلُ الصَّالِحُ أَوْ تُرَى لَهُ ۔

حضرت عروہ بن زبیر کہتے تھے کہ یہ جو اللہ جل جلالہ نے فرمایا ﴿لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ﴾

(۱۷۲۵) بخاری (۷۰۱۷) کتاب التعبیر : باب القید فی المنام، مسلم (۲۲۶۳) أبو داود (۵۰۱۹) ترمذی (۲۲۷۰) ابن ماجه (۳۹۰۶) احمد (۲۶۹/۲) رقم (۷۶۳۰) دارمی (۲۱۴۳)۔

(۱۷۲۶) بخاری (۵۷۴۷) کتاب الطب : باب النفث فی الرقیة، مسلم (۲۲۶۱) أبو داود (۵۰۲۱) ترمذی (۲۲۷۷) نسائی فی الکبری (۷۲۲۷) ابن ماجه (۳۹۰۹) دارمی (۲۱۴۲)۔

الآية ان کے واسطے خوشخبریاں ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی الـخ اس سے مراد نیک خواب ہے جس کو آدمی خود دیکھے یا کوئی اس کے واسطے دیکھے۔
تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

باب ما جاء في النرد — چوسر یا شطرنج کا بیان

۱۷۲۸۔ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدِ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ)) ۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے چوسر کھیلا (یا شطرنج) تو اس نے نافرمانی کی اللہ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی۔
تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **حسن** کہا ہے۔
فائدہ: کیونکہ اس کھیل سے دشمنی پیدا ہوتی ہے اور اللہ کی یاد نہیں رہتی اور نماز قضا ہو جاتی ہے یہ کھیل سلف کے نزدیک قطعاً حرام ہے دوسری حدیث میں ہے جس نے چوسر کھیلا اس نے گویا اپنا ہاتھ سور کے گوشت میں اور خون میں رنگ لیا ائمہ ثلاثہ اس کی حرمت کے قائل ہیں اور شافعیؒ کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے جب کہ مواظبت نہ ہو اور عبادات اس کے باعث سے فوت نہ ہوں اور شرط نہ ہو ورنہ حرام ہے۔

۱۷۲۹۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ بَلَغَهَا أَنَّ أَهْلَ بَيْتٍ فِي دَارِهَا كَانُوا سُكَّانًا فِيهَا وَعِنْدَهُمْ نَرْدٌ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِمْ لَئِنْ لَمْ تُخْرِجُوهَا لَأُخْرِجَنَّكُمْ مِنْ دَارِي وَأَنْكَرَتْ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ ۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے گھر میں کچھ لوگ رہا کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا ان کے پاس شطرنج (یا چوسر) ہے تو کہلا بھیجا کہ شطرنج (یا چوسر) کو تم دور کردو میرے گھر سے نہیں تو میں تم کو اپنے گھر سے نکال دوں گی اور برا جانا اس کو۔
تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **حسن** کہا ہے۔

۱۷۳۰۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا وَجَدَ أَحَدًا مِنْ أَهْلِهِ يَلْعَبُ بِالنَّرْدِ ضَرَبَهُ وَكَسَرَهَا قَالَ يَحْيَى و سَمِعْت قَوْله تَعَالَى يَقُولُ لَا خَيْرَ فِي الشَّطْرَنْجِ وَكَرِهَهَا وَسَمِعْتُهُ يَكْرَهُ اللَّعِبَ بِهَا وَبِغَيْرِهَا مِنْ الْبَاطِلِ وَيَتْلُو هَذِهِ الْآيَةَ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ ۔

(۱۷۲۷) مقطوع صحیح : احمد (۱۲۹/٦) رقم (۲٥٤۹۰) بیهقی فی شعب الإیمان (٤٧٥۰) ۔

(۱۷۲۸) حسن : بخاری فی الأدب المفرد (۱۲٦۹) أبو داود (٤۹۳۸) ابن ماجه (۳٧٦۲) احمد (۳۹٧/٤) رقم (۱۹٧۸۰) بیهقی فی السنن الکبری (۲۱٥/۱۰) ۔

(۱۷۲۹) موقوف حسن : بخاری فی الأدب المفرد (۱۲٧٤) بیهقی فی شعب الإیمان (٦٥۰٥) ۔

(۱۷۳۰) موقوف صحیح : بخاری فی الأدب المفرد (۱۲٧۳) بیهقی فی شعب الإیمان (٦٥۰٦) ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب اپنے گھر والوں میں سے کسی کو شطرنج (یا چوسر) کھیلتے دیکھتے تو اس کو مارتے اور شطرنج کو توڑ ڈالتے۔ کہا یحیٰی نے سنا میں نے مالکؒ سے شطرنج کھیلنا بہتر نہیں ہے نہ اس میں کوئی فائدہ و بھلائی ہے اور مکروہ جانتے تھے اس کو اور سنا میں نے مالکؒ سے کہتے تھے شطرنج کھیلنا اور لغو بیہودی کھیل سب مکروہ ہیں اور پڑھتے تھے اس آیت کو ﴿فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ﴾ پس کیا ہے بعد حق کے سوائے گمراہی کے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: بیہقی نے کہا صحابہ نے اجماع کیا شطرنج کے حرام ہونے پر اور جس نے رخصت نقل کی وہ غلط ہے۔ (زرقانی)

باب العمل فی السلام — سلام کا بیان

۱۷۳۱۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي وَإِذَا سَلَّمَ مِنْ الْقَوْمِ وَاحِدٌ أَجْزَأَ عَنْهُمْ)) ۔

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سلام کرے سوار پیادے کو اور جب ایک آدمی قوم میں سے سلام کرے تو ان سب سے کافی ہو جائے گا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **صحیح لغیرہ** کہا ہے۔

فائدہ: کیونکہ ابتدائے سلام سنت کفایہ ہے جیسا کہ جواب سلام فرض کفایہ ہے۔

۱۷۳۲۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ ثُمَّ زَادَ شَيْئًا مَعَ ذَلِكَ أَيْضًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ قَدْ ذَهَبَ بَصَرُهُ مَنْ هَذَا قَالُوا هَذَا الْيَمَانِي الَّذِي يَغْشَاكَ فَعَرَّفُوهُ إِيَّاهُ قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّ السَّلَامَ انْتَهَى إِلَى الْبَرَكَةِ ۔ قَالَ يَحْيَى سُئِلَ مَالِكٌ هَلْ يُسَلَّمُ عَلَى الْمَرْأَةِ فَقَالَ أَمَّا الْمُتَجَالَّةُ فَلَا أَكْرَهُ ذَالِكَ وَأَمَّا الشَّابَّةُ فَلَا أُحِبُّ ذَالِكَ ۔

حضرت محمد بن عمرو بن عطاء سے روایت ہے (کہتے ہیں کہ) میں بیٹھا ہوا تھا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس اتنے میں ایک شخص یمن کا رہنے والا آیا اور بولا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اور اس پر بھی کچھ زیادہ کیا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ان دنوں بینائی جاتی رہی تھی انہوں نے کہا کہ یہ کون ہے۔ لوگوں نے کہا یہ وہی یمن کا رہنے والا ہے جو آیا کرتا ہے آپ کے پاس اور پتہ دیا اس کا یہاں

(۱۷۳۱) **صحیح لغیرہ**: عبدالرزاق (۱۹۴۴۳) بیہقی (۸۹۲۳) ابوداود فی المراسیل (۳۷۷) ۔

(۱۷۳۲) **موقوف صحیح**: بیہقی فی السنن الکبری (۸۸۷۷) بخاری فی الأدب المفرد (۱۰۰۱) عبدالرزاق فی المصنف (۱۹۴۵۳) ۔

تک کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ پہچان گئے اس کو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا سلام ختم ہو گیا وبرکاتہ پر اس سے زیادہ نہ بڑھانا چاہیے۔ کہا یحییٰ نے سوال ہوا مالک سے مرد سلام کرے عورت پر انہوں نے کہا بڑھیا پر تو کچھ قباحت نہیں لیکن جوان پر اچھا نہیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

باب ما جاء في السلام على اليهودي والنصراني — یہودی اور نصرانی کے سلام کا بیان

۱۷۳۳۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّ الْيَهُودَ إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَحَدُهُمْ فَإِنَّمَا يَقُولُ السَّامُ عَلَيْكُمْ فَقُلْ عَلَيْكَ)) ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی جب تم کو سلام کرتے ہیں تو السلام علیکم کے بدلے السام علیکم (یعنی موت ہو تم پر) کہتے ہیں تم بھی علیک کہا کرو (یعنی جواب میں صرف علیک کہہ دیا کرو یعنی تو ہی مرے)۔

مسئلہ: امام مالک سے سوال ہوا کہ یہودی اور نصرانی سے کوئی سلام کرے یعنی السلام علیکم کہہ دے تو پھر اس کو فسخ کرے۔ انہوں نے کہا نہیں بلکہ توبہ اور استغفار کرے کیونکہ خلاف حکم کیا۔

باب جامع السلام — سلام کی مختلف احادیث کا بیان

۱۷۳۴۔ عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهُ إِذْ أَقْبَلَ نَفَرٌ ثَلَاثَةٌ فَأَقْبَلَ اثْنَانِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَ وَاحِدٌ فَلَمَّا وَقَفَا عَلَى مَجْلِسِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلَّمَا فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَرَأَى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيهَا وَأَمَّا الْآخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ وَأَمَّا الثَّالِثُ فَأَدْبَرَ ذَاهِبًا فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ أَمَّا أَحَدُهُمْ فَأَوَى إِلَى اللَّهِ فَآوَاهُ اللَّهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَاسْتَحْيَا فَاسْتَحْيَا اللَّهُ مِنْهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَأَعْرَضَ فَأَعْرَضَ اللَّهُ عَنْهُ ۔

حضرت ابو واقد لیثی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے مسجد میں اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اتنے میں تین آدمی آئے دو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ایک چلا گیا جب وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو سلام کیا اور ایک شخص ان میں سے حلقے میں جگہ پا کر بیٹھ گیا اور ایک پیچھے بیٹھا رہا اور تیسرا تو پہلے ہی چلا گیا تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے

(۱۷۳۳) بخاری (۶۲۵۷) كتاب الاستئذان : باب كيف يرد على أهل الذمة السلام، مسلم (۲۱۶٤) أبو داود (۵۲۰٦) ترمذی (۱٦۰۳) أحمد (۱۹/۲) رقم (٤٦۹۹) دارمی (۲٦۳۵) ۔

(۱۷۳٤) بخاری (٦٦) كتاب العلم : باب من قعد حيث ينتهي به المجلس، مسلم (۲۱۷٦) ترمذی (۲۷۲٤) أحمد (۲۱۹/۵) رقم (۲۲۲۵۲) ۔

(وعظ سے یا تعلیم سے جس میں مصروف تھے) تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تم کو ان تینوں آدمیوں کا حال نہ بتلاؤں ایک تو ان میں سے اللہ کے پاس آیا اللہ نے بھی اس کو جگہ دی ایک نے ان میں سے شرم کی (مجلس کے اندر گھسنے سے اور لوگوں کو تکلیف دینے سے) اللہ نے بھی اس سے شرم کی (یعنی اس پر رحمت اُتاری اور اس کو عذاب نہ کیا) اور ایک نے ان میں سے منہ پھیر لیا اللہ نے بھی اس طرف سے منہ پھیر لیا۔

۱۷۳۵۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ رَجُلٌ فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ ثُمَّ سَأَلَ عُمَرُ الرَّجُلَ كَيْفَ أَنْتَ فَقَالَ أَحْمَدُ إِلَيْكَ اللَّهَ فَقَالَ عُمَرُ ذَلِكَ الَّذِي أَرَدْتُ مِنْكَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے سنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کو ایک شخص نے سلام کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب دیا پھر اس سے مزاج پوچھا اس نے کہا شکر کرتا ہوں اللہ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میرا یہی مطلب تھا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔ علامہ البانیؒ نے اسے **صحیح** کہا ہے۔[الصحيحة (۱۱۰۰)]

۱۷۳۶۔ عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ يَأْتِي عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ فَيَغْدُو مَعَهُ إِلَى السُّوقِ قَالَ فَإِذَا غَدَوْنَا إِلَى السُّوقِ لَمْ يَمُرَّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَلَى سَقَاطٍ وَلَا صَاحِبِ بِيعَةٍ وَلَا مِسْكِينٍ وَلَا أَحَدٍ إِلَّا سَلَّمَ عَلَيْهِ قَالَ الطُّفَيْلُ فَجِئْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَوْمًا فَاسْتَتْبَعَنِي إِلَى السُّوقِ فَقُلْتُ لَهُ وَمَا تَصْنَعُ فِي السُّوقِ وَأَنْتَ لَا تَقِفُ عَلَى الْبَيِّعِ وَلَا تَسْأَلُ عَنِ السِّلَعِ وَلَا تَسُومُ بِهَا وَلَا تَجْلِسُ فِي مَجَالِسِ السُّوقِ قَالَ وَأَقُولُ اجْلِسْ بِنَا هَاهُنَا نَتَحَدَّثُ قَالَ فَقَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يَا أَبَا بَطْنٍ وَكَانَ الطُّفَيْلُ ذَا بَطْنٍ إِنَّمَا نَغْدُو مِنْ أَجْلِ السَّلَامِ نُسَلِّمُ عَلَى مَنْ لَقِينَا۔

حضرت طفیل بن ابی کعب عبداللہ بن عمر کے پاس آتے اور صبح صبح ان کے ساتھ بازار کو جاتے۔ طفیل کہتے ہیں جب ہم بازار میں پہنچتے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہر ایک ردی وردی بیچنے والے پر اور ہر دکاندار پر اور ہر مسکین پر اور کسی پر سلام کرتے۔ ایک روز میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا انہوں نے مجھے بازار لے جانا چاہا میں نے کہا تم بازار میں جا کر کیا کرو گے نہ تم بیچنے والوں کے پاس ٹھہرتے ہو نہ کسی اسباب کو پوچھتے ہو نہ کسی کا مول تول کرتے ہو نہ بازار کی مجلسوں میں بیٹھتے ہو اس سے یہیں بیٹھے رہو ہم تم باتیں کریں گے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اے پیٹ والے (طفیل کا پیٹ بڑا تھا) بازار میں سلام کرنے کو جاتے ہیں جس سے ملاقات ہوتی ہے اس کو سلام کرتے ہیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔ علامہ البانیؒ نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔[هداية الرواة (۳۲۲/٤)]

(۱۷۳۵)موقوف صحيح: بخارى فى الأدب المفرد (۱۱۳۲) بيهقى فى شعب الإيمان (٤٤٥٠) عبد الله بن مبارك فى الزهد (٦٨)۔

(۱۷۳٦)موقوف صحيح: بخارى فى الأدب المفرد (۱۰۰٦) بيهقى فى شعب الإيمان (۸۷۹۰)۔

۱۷۳۷۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ رَجُلًا سَلَّمَ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ وَالْغَادِيَاتُ وَالرَّائِحَاتُ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَعَلَيْكَ أَلْفًا ثُمَّ كَأَنَّهُ كَرِهَ ذٰلِكَ ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ایک شخص نے سلام کیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو تو کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ والغادیات والرائحات (سلامتی ہو تمہارے پر اور اللہ کی رحمت اور برکات اور صبح اور شام کی نعمتیں آنے والیں اور جانے والیں) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا وعلیک الفاً (تیرے اوپر بھی ہزار گنے اس کے) اور اس طرح کہا جیسے کہ اس کو برا جانا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: کیونکہ وبرکاتہ پر انتہا ہے اس سے بڑھنا زیادتی ہے شرع میں اور وہ جائز نہیں۔

۱۷۳۸۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ إِذَا دُخِلَ الْبَيْتُ غَيْرُ الْمَسْكُونِ يُقَالُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ جب کوئی آدمی ایسے گھر میں جائے جو خالی پڑا ہو تو کہے السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین یعنی سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

باب الاستئذان — گھر میں جاتے وقت اذن لینے کا بیان

۱۷۳۹۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَسْتَأْذِنُ عَلَى أُمِّي فَقَالَ نَعَمْ قَالَ الرَّجُلُ إِنِّي مَعَهَا فِي الْبَيْتِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَأْذِنْ عَلَيْهَا فَقَالَ الرَّجُلُ إِنِّي خَادِمُهَا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَأْذِنْ عَلَيْهَا أَتُحِبُّ أَنْ تَرَاهَا عُرْيَانَةً قَالَ لَا قَالَ فَاسْتَأْذِنْ عَلَيْهَا ۔

حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا ایک شخص نے کیا اذن مانگوں میں اپنی ماں سے گھر جاتے وقت آپ ﷺ نے فرمایا ہاں وہ بولا میں تو اس کے ساتھ ایک گھر میں رہتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا اذن لے کر۔

(۱۷۳۷) **موقوف ضعیف**: عبدالرزاق فی المصنف (۱۹۴۵۳) بیهقی فی شعب الإیمان (۸۸۸۰) طبرانی فی الکبیر (۲۹۰۵) و الأوسط (۲۹۱۷) ۔

(۱۷۳۸) **موقوف صحیح**: ابن ابی شیبة فی المصنف (۲۵۸۲۶) بخاری فی الأدب المفرد (۱۰۵۵) عبدالرزاق فی المصنف (۱۰/۳۸۹) ۔

(۱۷۳۹) **ضعیف**: ابن ابی شیبة (۱۷۵۹۴) ابو داود فی المراسیل (۳۳۶) ۔

جا۔ وہ بولا میں تو اس کی خدمت کرتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذن لے کر جا کیا تو چاہتا ہے کہ اس کو ننگا دیکھے وہ بولا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس اذن لے کر جا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **ضعیف** کہا ہے۔

۱۷۴۰۔ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((الْاسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ فَإِنْ أُذِنَ لَكَ فَادْخُلْ وَإِلَّا فَارْجِعْ))۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذن تین بار لینا چاہیے اگر اجازت ہو تو جاؤ نہیں تو لوٹ آؤ۔

۱۷۴۱۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ عُلَمَائِهِمْ أَنَّ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ جَاءَ يَسْتَأْذِنُ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَاسْتَأْذَنَ ثَلَاثًا ثُمَّ رَجَعَ فَأَرْسَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي أَثَرِهِ فَقَالَ مَا لَكَ لَمْ تَدْخُلْ فَقَالَ أَبُو مُوسَى سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْاسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ فَإِنْ أُذِنَ لَكَ فَادْخُلْ وَإِلَّا فَارْجِعْ فَقَالَ عُمَرُ وَمَنْ يَعْلَمُ هَذَا لَئِنْ لَمْ تَأْتِنِي بِمَنْ يَعْلَمُ ذَلِكَ لَأَفْعَلَنَّ بِكَ كَذَا وَكَذَا فَخَرَجَ أَبُو مُوسَى حَتَّى جَاءَ مَجْلِسًا فِي الْمَسْجِدِ يُقَالُ لَهُ مَجْلِسُ الْأَنْصَارِ فَقَالَ إِنِّي أَخْبَرْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْاسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ فَإِنْ أُذِنَ لَكَ فَادْخُلْ وَإِلَّا فَارْجِعْ فَقَالَ لَئِنْ لَمْ تَأْتِنِي بِمَنْ يَعْلَمُ هَذَا لَأَفْعَلَنَّ بِكَ كَذَا وَكَذَا فَإِنْ كَانَ سَمِعَ ذَلِكَ أَحَدٌ مِنْكُمْ فَلْيَقُمْ مَعِي فَقَالُوا لِأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قُمْ مَعَهُ وَكَانَ أَبُو سَعِيدٍ أَصْغَرَهُمْ فَقَامَ مَعَهُ فَأَخْبَرَ بِذَلِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِأَبِي مُوسَى أَمَا إِنِّي لَمْ أَتَّهِمْكَ وَلَكِنْ خَشِيتُ أَنْ يَتَقَوَّلَ النَّاسُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ انہوں نے بہت سے علماء سے سنا کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی اندر آنے کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مکان پر تین بار جب تینوں بار جواب نہ ملا تو وہ لوٹ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے پیچھے آدمی بھیجا جب وہ آئے تو اُن سے کہا تم اندر کیوں نہ آئے۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اذن تین بار لینا چاہیے اگر اجازت ہو تو جاؤ نہیں تو لوٹ آؤ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تمہارے سوا

(۱۷٤۰) بخاری (٦٢٤٥) کتاب الاستئذان : باب التسليم والاستئذان ثلاثا ' مسلم (۲۱۵۳) أبو داود (٥١٨٠) ترمذی (۲٦۹۰) ابن ماجه (۳۷۰٦) أحمد (٤٠٣/٤) رقم (۱۹۸٤۰) دارمی (۲٦۲۹)۔

(۱۷٤۱) أيضاً

اورکس نے یہ حدیث سنی ہے اس کو لے کر آ ؤ اگر نہ لاؤ گے تو میں تم کو سزا دوں گا۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نکلے اور مسجد میں بہت سے آدمیوں کو بیٹھے دیکھا ایک مجلس میں جس کو مجلس انصار کہتے تھے اور کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اذن تین بار لینا چاہیے اگر اجازت ہو تو جاؤ نہیں تو لوٹ آ ؤ میں نے یہ حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کی انہوں نے کہا کہ اگر کسی اور نے یہ حدیث سنی ہو تو ان کو لے کر آ ؤ نہیں تو میں تم کو سزا دوں گا۔ اگر تم میں سے کسی نے یہ حدیث سنی ہو تو میرے ساتھ چلے۔ لوگوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہا تم جاؤ وہ سب لوگوں میں کم سن تھے ابوسعید رضی اللہ عنہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ آئے اور یہ حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا میں نے تم کو جھوٹا نہیں سمجھا لیکن میں ڈرا ایسا نہ ہو کہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر باتیں جوڑ لیا کریں۔

فائدہ: یہ فعل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا احتیاطاً و مصلحتاً تھا کہ ایک شخص کا کہنا قبول نہ کیا اور اس کو ڈانٹ دیا تا کہ اور جھوٹے جھوٹ بولنے سے باز رہیں اور خوف کریں ورنہ ابوموسیٰ اشعریؓ صحابی جلیل القدر ہیں اُن کی نسبت کذب کا احتمال نہیں ہوسکتا۔

باب التشميت في العطاس — چھینک کا جواب دینے کا بیان

۱۷۴۲۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِنْ عَطَسَ فَشَمِّتْهُ ثُمَّ إِنْ عَطَسَ فَشَمِّتْهُ ثُمَّ إِنْ عَطَسَ فَشَمِّتْهُ ثُمَّ إِنْ عَطَسَ فَقُلْ إِنَّكَ مَضْنُوكٌ)) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ لَا أَدْرِي أَبَعْدَ الثَّالِثَةِ أَوْ الرَّابِعَةِ۔

حضرت محمد بن عمرو بن حزم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص چھینکے تو اس کو جواب دو (یعنی جب وہ الحمدللہ کہے تو یرحمک اللہ کہو) پھر اگر چھینکے تو جواب دو پھر اگر چھینکے تو جواب دو پھر اگر چھینکے تو کہہ دو کہ تجھ کو زکام ہو گیا ہے۔ عبداللہ بن ابی بکر نے کہا معلوم نہیں کہ تیسری کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہا یا چوتھی کے بعد۔

۱۷۴۳۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا عَطَسَ فَقِيلَ لَهُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ قَالَ يَرْحَمُنَا اللّٰهُ وَإِيَّاكُمْ وَيَغْفِرُ لَنَا وَلَكُمْ۔

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو جب چھینک آتی اور کوئی یرحمک اللہ (تم پر اللہ رحم کرے) کہتا تو وہ یرحمنا اللہ وایاکم ویغفر لنا ولکم کہتے (یعنی اللہ ہم پر رحم کرے اور تم پر بھی اور ہم کو بخشے اور تم کو بھی)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

(۱۷۴۲) مسلم (۲۹۹۳) کتاب الزهد الرقائق : باب تشميت العاطس ' أبو داود (۵۰۳۷)، ترمذی (۲۷۴۳) نسائی فی الکبری (۱۰۰۵۱) ابن ماجه (۳۷۱۴) احمد (۴۶/۴) رقم (۱۶۶۱۵) دارمی (۲۶۶۱) بیهقی فی شعب الإیمان (۹۳۶۴) ابن ابی شیبة (۲۵۹۷۵)۔

(۱۷۴۳) **موقوف صحیح** : ابن ابی شیبة (۲۵۹۹۰) بخاری فی الأدب المفرد (۹۳۳) بیهقی فی الشعب (۹۲۵۰)۔

فائدہ: طبرانی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ایسا ہی روایت کیا ہے اور بخاری نے الادب المفرد میں مرفوعاً روایت کیا کہ جب کوئی تم میں سے چھینکے تو الحمد لله کہے دوسرا شخص يرحمك الله کہے پھر چھینک والا يهديكم الله ويصلح بالكم کہے (یعنی اللہ ہدایت دے تم کو اور ٹھیک کرے حال تمہارا)۔

باب ما جاء في الصور والتماثيل — تصویروں اور مورتیوں کے بیان میں

۱۷۴۴۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ إِسْحَقَ مَوْلَى الشِّفَاءِ أَخْبَرَهُ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ نَعُودُهُ فَقَالَ لَنَا أَبُو سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ تَمَاثِيلُ أَوْ تَصَاوِيرُ)) شَكَّ إِسْحَقُ لَا يَدْرِي أَيَّتَهُمَا قَالَ أَبُو سَعِيدٍ۔

حضرت رافع بن اسحاق سے جو مولیٰ ہیں شفاء (بنت عبداللہ) کے روایت ہے کہ میں اور عبداللہ بن ابی طلحہ مل کر ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس گئے ان کے دیکھنے کو وہ بیمار تھے۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا مجھ سے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرشتے اس گھر میں نہیں جاتے جس میں تصویریں یا مورتیاں ہوں۔ اسحاق (راوی) کو شک ہے کہ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے ان دونوں میں سے کیا کہا (تصاویر یا مورتیاں)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی پورے حیوان کے مجسمے یہ تو بالاتفاق حرام ہے اگر عکسی یا نقشی ہو تو اس میں چار قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ مطلقاً جائز ہے ایک یہ کہ مطلقاً ممنوع ہے ایک یہ ہے کہ اگر سر سے پیر تک پوری شکل ہو تو ممنوع ہے ورنہ درست ہے ایک یہ کہ اگر زمین وغیرہ میں نیچے پڑی ہو (اور اندر رکھی ہو) تو درست ہے اگر دیوار وغیرہ سے معلق ہو تو درست نہیں۔ (زرقانی)

۱۷۴۵۔ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ يَعُودُهُ قَالَ فَوَجَدَ عِنْدَهُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ فَدَعَا أَبُو طَلْحَةَ إِنْسَانًا فَنَزَعَ نَمَطًا مِنْ تَحْتِهِ فَقَالَ لَهُ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ لِمَ تَنْزِعُهُ قَالَ لِأَنَّ فِيهِ تَصَاوِيرَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا مَا قَدْ عَلِمْتَ فَقَالَ سَهْلٌ أَلَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا مَا كَانَ رَقْمًا فِي ثَوْبٍ قَالَ بَلَى وَلَكِنَّهُ أَطْيَبُ لِنَفْسِي۔

حضرت عبیداللہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ وہ ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کی عیادت کو گئے وہاں سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو بھی دیکھا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو بلایا اور کہا میرے نیچے سے شطرنجی نکال لے۔ سہل نے کہا کیوں؟ ابوطلحہ نے کہا اس میں

(۱۷۴۴) صحیح: ترمذی (۲۸۰۵) كتاب الأدب: باب ما جاء أن الملائكة لا تدخل بيتا فيه صورة، أحمد (۹۰/۳) رقم (۱۱۸۸۰) ابن حبان فی صحیحه (۵۸۴۹)۔

(۱۷۴۵) صحیح: ترمذی (۱۷۵۰) كتاب اللباس: باب ما جاء في الصورة، نسائی (۵۳۴۹) أحمد (۴۸۶/۳) رقم (۱۶۰۷۵) طحاوی فی شرح المعانی الآثار (۲۸۵/۴)۔

تصویریں ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے تصویروں کے بارے میں جو ارشاد فرمایا ہے وہ تم کو معلوم ہے سہل نے کہا یہ بھی تو آپ ﷺ نے فرمایا ہے اگر نقشی ہو کپڑے وغیرہ پر تو کچھ قباحت نہیں۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں یہ سچ ہے مگر میری خوشی یہی ہے کہ ہر قسم کی تصویر سے پرہیز کروں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔

۱۷۴۶۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيهَا تَصَاوِيرُ فَلَمَّا رَآهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفَتْ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ وَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتُوبُ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ فَمَاذَا أَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا بَالُ هَذِهِ النُّمْرُقَةِ قَالَتْ اشْتَرَيْتُهَا لَكَ تَقْعُدُ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدُهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّ أَصْحَابَ هَذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ))۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک تکیہ (توشک' بچھونا) خریدا اس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں جب آپ ﷺ نے اس کو دیکھا تو آپ حجرے کے دروازے پر کھڑے ہو رہے اور اندر نہ آئے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو) آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر ناراضگی کے آثار معلوم ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں توبہ کرتی ہوں اللہ اور اس کے رسول سے میرا کیا گناہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ تکیہ (بچھونا) کیسا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے اس تکیے (بچھونے) کو اس لیے خریدا ہے کہ آپ ﷺ اس پر بیٹھیں اس پر تکیہ لگائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تصویر بنانے والے عذاب دیئے جائیں گے قیامت کے روز ان سے کہا جائے گا تم زندہ کرو اُن صورتوں کو جن کو تم نے دنیا میں بنایا تھا پھر آپ ﷺ نے فرمایا جس گھر میں تصویریں ہوتی ہیں اس میں فرشتے نہیں آتے۔

فائدہ: اس حدیث سے عکسی اور نقشی تصویریں سب کی ممانعت ثابت ہوئی یہی مذہب صحیح ہے۔

باب ماجاء في أكل الضب — گوہ (سوسمار) کھانے کا بیان

۱۷۴۷۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ فَإِذَا ضِبَابٌ فِيهَا بَيْضٌ وَمَعَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَقَالَ مِنْ أَيْنَ لَكُمْ هَذَا فَقَالَتْ أَهْدَتْهُ لِي أُخْتِي هُزَيْلَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ فَقَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ كُلَا فَقَالَا أَوَلَا

(١٧٤٦) بخاری (٢١٠٥) كتاب البيوع: باب التجارة فيما يكره' مسلم (٢١٠٧) نسائی (٥٣٦٢) ابن ماجه (٢١٥١) أحمد (٢٤٦/٦) رقم (٢٦٦١٨) دارمی (٢٦٦٢)۔

تَأْكُلُ أَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ إِنِّي تَحْضُرُنِي مِنْ اللّٰهِ حَاضِرَةٌ قَالَتْ مَيْمُونَةُ أَنَسْقِيكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مِنْ لَبَنٍ عِنْدَنَا فَقَالَ نَعَمْ فَلَمَّا شَرِبَ قَالَ مِنْ أَيْنَ لَكُمْ هٰذَا فَقَالَتْ أَهْدَتْهُ لِي أُخْتِي هُزَيْلَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتِكِ جَارِيَتَكِ الَّتِي كُنْتِ اسْتَأْمَرْتِينِي فِي عِتْقِهَا أَعْطِيهَا أُخْتَكِ وَصِلِي بِهَا رَحِمَكِ تَرْعَى عَلَيْهَا فَإِنَّهُ خَيْرٌ لَكِ ۔

حضرت سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (اپنی بی بی) میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے مکان میں گئے وہاں گوہ (سوسمار) دیکھا سفید اور آپ ﷺ کے ساتھ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا یہ گوشت کہاں سے آیا۔ میمونہ رضی اللہ عنہا نے کہا میری بہن ہزیلہ بنت حارث نے بھیجا تھا۔ آپ ﷺ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہا کھاؤ۔ انہوں نے کہا آپ ﷺ نہیں کھاتے یارسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس اللہ جل جلالہٗ کی طرف سے کوئی نہ کوئی آیا کرتے ہیں (اور اس کے گوشت میں ایک بدبو ہوتی ہے) میمونہ نے کہا ہم آپ کو دودھ پلا دیں یارسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا ہاں جب آپ ﷺ دودھ پی چکے تو پوچھا یہ کہاں سے آیا میمونہ نے کہا میری بہن ہزیلہ نے تحفہ بھیجا تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم اپنی لونڈی کو جس کے آزاد کرنے کے واسطے تم نے مجھ سے مشورہ کیا تھا اپنی بہن کو دے دو اور قرابت کی رعایت کرو وہ اس کی بکریاں چرایا کرے تو مناسب ہے اور بہتر ہے تیرے واسطے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: یعنی پکا ہوا گوہ (سوسمار) اس کا گوشت پکنے سے سفید ہو جاتا ہے۔

۱۷۴۸۔ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُتِيَ بِضَبٍّ مَحْنُوذٍ فَأَهْوَى إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ فَقَالَ بَعْضُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ أَخْبِرُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا يُرِيدُ أَنْ يَأْكُلَ مِنْهُ فَقِيلَ هُوَ ضَبٌّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَرَفَعَ يَدَهُ فَقُلْتُ أَحَرَامٌ هُوَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ لَا وَلٰكِنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِي فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ قَالَ خَالِدٌ فَاجْتَرَرْتُهُ فَأَكَلْتُهُ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ ۔

حضرت خالد بن ولید بن مغیرہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (ام المومنین) میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں گئے وہاں ایک گوہ (سوسمار) بھنا ہوا آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف ہاتھ اٹھایا کھانے کو عورتوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کو بتا دو جس کا یہ گوشت ہے۔ لوگوں نے کہا یارسول اللہ! یہ گوہ (سوسمار) کا گوشت ہے آپ ﷺ نے ہاتھ کھینچ لیا میں نے کہا کیا حرام ہے؟ یارسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا نہیں لیکن یہ میرے ملک میں نہیں ہوتا اس واسطے مجھے اس کے کھانے سے کراہت آتی ہے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے کہا

(١٧٤٨) بخارى (٥٥٣٧) كتاب الذبائح والصيد : باب الضب ' مسلم (١٩٤٥) أبو داود (٣٧٩٤) نسائى (٤٣١٧) ابن ماجه (٣٢٤١) أحمد (٨٨/٤ ـ ٨٩) دارمى (٢٠١٧) ۔

میں نے اس کو اپنی طرف کھینچ کر کھایا اور رسول اللہ ﷺ دیکھ رہے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے گوہ یعنی سوسمار کی حلت معلوم ہوئی یہی قول ہے جمہور علماء کا اور ائمہ اربعہ کا اور اسی کو ترجیح دی ہے طحاوی نے مگر صاحب ہدایہ نے اس کی کراہت بیان کی ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کے کھانے سے لیکن یہ حدیث ضعیف ہے قابل احتجاج نہیں اور نووی نے اس کی حرمت ایک قوم سے نقل کی ہے۔ (زرقانی)۔

۱۷۴۹۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا نَادَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا تَرَى فِي الضَّبِّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسْتُ بِآكِلِهِ وَلَا بِمُحَرِّمِهِ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پکار کر کہا یا رسول اللہ! آپ سوسمار (گوہ) کے گوشت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہ میں اس کو کھاتا ہوں نہ حرام کہتا ہوں۔

باب ما جاء في أمر الكلاب — کتوں کے حکم

۱۷۵۰۔ عَنْ سُفْيَانَ بْنَ أَبِي زُهَيْرٍ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ أَزْدِ شَنُوئَةَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُحَدِّثُ نَاسًا مَعَهُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا لَا يُغْنِي عَنْهُ زَرْعًا وَلَا ضَرْعًا نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ)) قَالَ أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِي وَرَبِّ هَذَا الْمَسْجِدِ ۔

حضرت سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ لوگوں سے حدیث بیان کر رہے تھے مسجد نبوی کے دروازے پر۔ انہوں نے کہا میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے آپ فرماتے تھے جو شخص کتا پالے نہ کھیت کی حفاظت کے واسطے نہ بکریوں کی حفاظت کے واسطے تو ہر روز اس کے اعمال میں سے ایک قیراط کے برابر کمی ونقصان ہوا کرے گا۔ سائب نے سفیان سے کہا تم نے یہ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں قسم ہے اس مسجد کے پروردگار کی۔

فائدہ: قیراط کا وزن پانچ جو ہے یہاں قیراط کا وزن معلوم نہیں خدا ہی جانتا ہے۔ کتا پالنا تین کام کے لیے درست ہے ایک تو کھیت کے بچانے کو دوسرے گلے کی رکھوالی کو تیسرے شکار کے واسطے چنانچہ یہ مطلب دوسری حدیث میں آیا ہے ان کاموں کے سوا کتا پالنا درست نہیں نیک اعمال گھٹتے جاتے ہیں۔

۱۷۵۱۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا إِلَّا كَلْبًا ضَارِيًا

(۱۷۴۹) بخاری (۵۵۳۶) كتاب الذبائح والصيد : باب الضب ' مسلم (۱۹۴۳) ترمذی (۱۷۹۰) نسائی (۴۳۱۵) ابن ماجه (۳۲۴۲) أحمد (۹/۲) رقم (۴۵۶۲) دارمی (۲۰۱۵) ۔

(۱۷۵۰) بخاری (۲۳۲۳) كتاب المزارعة : باب اقتناء الكلب للحرث ' مسلم (۱۵۷۶) نسائی (۴۲۸۵) ابن ماجه (۳۲۰۶) أحمد (۲۲۰/۵) رقم (۲۲۲۶۳) دارمی (۲۰۰۵) ۔

أَوْ كَلْبَ مَاشِيَةٍ نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کتا پالے سوائے شکاری کتے کے یا کھیت کے کتے کے تو ہر روز اس کے عمل میں سے دو قیراط کے برابر کی نقصان ہوگا۔

۱۷۵۲۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کتوں کے قتل کا۔

فائدہ: مگر شکاری کتے کا یا گلے کے کتے کا (مسلم)۔عیاض نے کہا کہ امام مالکؒ اور ایک جماعت اہل حدیث نے اس حدیث کی رو سے کتوں کا قتل لازم کیا ہے اور بہت سے علماء نے کتے کو چھوڑ دینا اور پالنا درست رکھا ہے اور اس حدیث کو منسوخ کہا ہے مگر سیاہ کتے کا قتل لازم کیا ہے۔(زرقانی)

باب ما جاء في أمر الغنم — بکریوں کا بیان

۱۷۵۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((رَأْسُ الْكُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي أَهْلِ الْخَيْلِ وَالْإِبِلِ وَالْفَدَّادِينَ أَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ))۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑا کفر پورب کی طرف ہے (۱) اور فخر اور تکبر گھوڑوں اور اونٹ والوں میں ہے جو بلند آواز رکھتے ہیں جنگل میں رہتے ہیں (۲) اور عاجزی اور تواضع بکری والوں میں ہے۔(۳)

(۱) فائدہ: ایران پورب کی طرف واقع تھا مدینہ سے اسی طرح عراق وغیرہ۔سو ایران میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سب آتش پرست تھے اور عراق سے بڑے بڑے فتنے پیدا ہوئے۔حضرت حسین رضی اللہ عنہ وہیں شہید ہوئے۔

(۲) فائدہ: یعنی زمیندار ملکی لوگ۔

(۳) فائدہ: بعضوں نے کہا مراد اس سے اہل یمن ہیں اور اکثر بکریاں پالتے ہیں بخلاف ربیعہ اور مضر کے کہ وہ اونٹ رکھتے ہیں۔

۱۷۵۴۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ))۔

(۱۷۵۱) بخاری (۵٤۸۲) كتاب الذبائح والصيد : باب من اقتنى كلبا ليس بكلب صيد أو ماشية ' مسلم (۱۵۷٤) ترمذی (۱٤۸۷) نسائی (٤۲۸٦) احمد (۱۱۳/۲) دارمی (۲۰۰٤)۔

(۱۷۵۲) بخاری (۳۳۲۳) كتاب بدء الخلق : باب اذا وقع الذباب في شراب أحدكم فليغمسه ' مسلم (۱۵۷۰) ترمذی (۱٤۸۸) نساء (٤۲۷۷) ابن ماجه (۳۲۰۲) أحمد (۱۱۳/۲) رقم (۵۹۲۵) دارمی (۲۰۰۷)۔

(۱۷۵۳) بخاری (۳۳۰۱) كتاب بدء الخلق : باب خير مال المسلم غنم يتبع بها شعف الجبال ' مسلم (۵۲) أحمد (٤۱۸/۲) رقم (۹٤۰۱)۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قریب ہے کہ بہترین مال مسلمانوں کا چند بکریاں ہوں گی جن کو لے کر کسی پہاڑ کی چوٹی پر چلا جائے گا یا کسی وادی کے اندر بھاگے گا فتنوں سے اپنا دین بچانے کو۔

۱۷۵۵۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَحْتَلِبَنَّ أَحَدٌ مَاشِيَةَ أَحَدٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تُؤْتَى مَشْرُبَتُهُ فَتُكْسَرَ خِزَانَتُهُ فَيُنْتَقَلَ طَعَامُهُ وَإِنَّمَا تَخْزُنُ لَهُمْ ضُرُوعُ مَوَاشِيهِمْ أَطْعِمَاتِهِمْ فَلَا يَحْتَلِبَنَّ أَحَدٌ مَاشِيَةَ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِهِ))۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ دوہے کوئی کسی کے جانور کو بلا اس کی اجازت کے بھلا کوئی تم میں یہ چاہتا ہے کہ کوئی اس کی کوٹھڑی میں آ کے خزانہ اس کا توڑ کے اس کے کھانے کا غلہ نکال لے جائے سو ان کے جانوروں کے تھن تو ان کے کھانے کی دودھ کو حفاظت میں رکھتے ہیں یعنی تھن کوٹھڑی کی طرح ہیں حفاظت کے واسطے۔ سو ہرگز نہ دوہے کوئی کسی کے جانور کو بدون اس کی اجازت کے۔

۱۷۵۶۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا قَدْ رَعَى غَنَمًا قِيلَ وَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ وَأَنَا))۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں لوگوں نے کہا یا رسول اللہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (ہاں) میں نے بھی۔

باب ما جاء في الفارة تقع في السمن والبدء بالأكل قبل الصلاة
چوہا گھی میں پڑے تو کیا کرنا چاہیے اور کھانا بھی آ جائے اور نماز کا وقت بھی آ جائے تو پہلے کھانا کھا لینا چاہیے

۱۷۵۷۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُقَرَّبُ إِلَيْهِ عَشَاؤُهُ فَيَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَلَا يَعْجَلُ عَنْ

(۱۷۵٤) بخاری (۳۳۰۰) كتاب بدء الخلق : باب خير مال المسلم غنم ' أبو داود (٤٢٦٧) نسائی (٥٠٣٦) ابن ماجه (۳۹۸۰) احمد (٤٣/٣) رقم (۱۱٤۱۱)۔

(۱۷۵۵) بخاری (۲٤٣٥) كتاب اللقطة : باب لا تحتلب ما شية أحد بغير اذنه ' مسلم (۱۷۲٦) أبو داود (۲٦۲۳) ابن ماجه (۲۳۰۲) أحمد (٦/٢) رقم (٤٥٠٥)۔

(۱۷۵٦) بخاری (۲۲٦۲) كتاب الاجارة : باب رعى الغنم على قراريط ' ابن ماجه (۲۱٤٩) مسلم (۲۰۵۰) نسائی فی "الكبرى" (٦٧٣٤) احمد (۳۲٦/۳) رقم (۱٤٥٥۱)۔

طَعَامِهِ حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ مِنْهُ ـ

نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے سامنے شام کا کھانا پیش کیا جاتا تو وہ امام کی قراءت سنا کرتے اپنے گھر میں اور کھانے میں جلدی نہ کرتے جب تک اچھے طور سے نہ کھا لیتے۔

۱۷۵۸ـ عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ الْفَأْرَةِ تَقَعُ فِي السَّمْنِ فَقَالَ انْزِعُوهَا وَمَا حَوْلَهَا فَاطْرَحُوهُ ـ

ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا کہ اگر چوہا گھی میں گر پڑے تو کیا کرنا چاہیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو نکال ڈالو اور اس کے آس پاس کا گھی پھینک دو (باقی استعمال میں لاؤ)۔

فائدہ: یہ جب ہے کہ وہ گھی جما ہوا ہو پتلا نہ ہو اگر پتلا ہو تو سب پھینکنا پڑے گا جمہور علماء کے نزدیک اور زہری اور اوزاعی کے نزدیک سب گھی نجس نہ ہوگا۔

باب ما يتقى من الشؤم جس کی نحوست سے بچنا چاہیے

۱۷۵۹ـ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِنْ كَانَ فَفِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالْمَسْكَنِ يَعْنِي الشُّؤْمَ)) ـ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر نحوست ہوتی تو تین چیزوں میں ہوتی ایک گھوڑے میں دوسرے عورت میں تیسرے گھر میں۔

فائدہ: یعنی نحوست کوئی چیز نہیں صرف خیال ہی ہے پر اگر ہوتی تو ان چیزوں میں ہوتی اکثر محدثین اور علماء کا یہی مذہب ہے اور بعضوں کے نزدیک ان چیزوں میں نحوست اور برکت ہوا کرتی ہے (واللہ اعلم)۔

۱۷۶۰ـ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((الشُّؤْمُ فِي الدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ)) ـ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نحوست تین چیزوں میں ہوتی ہے ایک گھر

(۱۷۵۷) بخاری (۶۷۳) کتاب الأذان : باب اذا حضر الطعام وأقيمت الصلاة ' مسلم (۵۵۹) أبو داود (۳۷۵۷) ترمذی (۳۵۴) ابن ماجه (۹۳۴) أحمد (۲۵/۲) رقم (۴۷۸۰) ـ

(۱۷۵۸) بخاری (۵۵۴۰) کتاب الذبائح والصید : باب اذا وقعت الفارة فی السمن الجامد أو الذائب ' أبو داود (۳۸۴۱) ترمذی (۱۷۹۸) نسائی (۴۲۵۹) أحمد (۳۳۵/۶) رقم (۲۷۳۸۴) دارمی (۲۰۸۵) ـ

(۱۷۵۹) بخاری (۵۰۹۵) کتاب النکاح : باب ما يتقى من شؤم المرأة ' مسلم (۲۲۲۶) ابن ماجه (۱۹۹۴) احمد (۳۳۵/۵) رقم (۲۳۲۲۴) ـ

دوسرے عورت تیسرے گھوڑا (اور تفصیل اس کی کتاب ''دلیل الطالب علی ارجح المطالب'' میں لکھی ہے)۔

۱۷۶۱۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ جَائَتْ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ دَارٌ سَكَنَّاهَا وَالْعَدَدُ كَثِيرٌ وَالْمَالُ وَافِرٌ فَقَلَّ الْعَدَدُ وَذَهَبَ الْمَالُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوهَا ذَمِيمَةً۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ایک عورت آئی رسول اللہ ﷺ کے پاس بولی یا رسول اللہ! ایک گھر تھا جس میں ہم جا کر رہے ہماری گنتی بھی زیادہ تھی اور مال بھی تھا پھر گنتی بھی کم ہوگئی (یعنی لوگ مر گئے) اور مال میں بھی نقصان ہوا آپ ﷺ نے فرمایا چھوڑ دے اس (گھر) کو تو (جبکہ تو اس کو) برا (جانتی ہے)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **صحیح لغیرہ** کہا ہے۔علامہ البانیؒ نے اسے **حسن** کہا ہے۔[الصحيحة(۷۹۰)]

باب ما يكره من الأسماء — جو نام برے ہیں اُن کا بیان

۱۷۶۲۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلَقْحَةٍ تُحْلَبُ مَنْ يَحْلُبُ هَذِهِ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اسْمُكَ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ مُرَّةُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْلِسْ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَحْلُبُ هَذِهِ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اسْمُكَ فَقَالَ حَرْبٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْلِسْ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَحْلُبُ هَذِهِ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اسْمُكَ فَقَالَ يَعِيشُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْلُبْ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اس اونٹنی دودھ والی کا دودھ کون دوہے گا؟ ایک شخص کھڑا ہوا آپ ﷺ نے پوچھا تیرا کیا نام ہے وہ بولا مرہ آپ ﷺ نے فرمایا بیٹھ جا (آپ نے اس کا نام اچھا نہ سمجھا مرہ تلخ کو بھی کہتے ہیں) پھر آپ ﷺ نے فرمایا کون دوہے گا؟ اس اونٹنی کو ایک شخص اور کھڑا ہوا آپ ﷺ نے پوچھا تیرا نام کیا ہے وہ بولا حرب آپ نے فرمایا بیٹھ جا (حرب کے معنی لڑائی) پھر آپ ﷺ نے فرمایا کون دوہتا ہے اس اونٹنی کو؟ ایک شخص اور کھڑا ہوا آپ ﷺ نے پوچھا تیرا نام کیا ہے وہ بولا یعیش آپ نے فرمایا جا دودھ دوہ (یعیش نام آپ نے پسند کیا کیونکہ وہ عیش سے ہے۔آپ فال نیک بہت لیا کرتے تھے)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **صحیح لغیرہ** کہا ہے۔

(۱۷٦۰) بخاري (۵۰۹۳) كتاب النكاح : باب ما يتقى من شوم المرأة' مسلم (۲۲۲۵) أبو داود (۳۹۲۲) ترمذي (۲۸۲٤) نسائي (۳۵٦۹) ابن ماجه (۱۹۹۵) أحمد (۸/۲'۳٦) رقم (٤۵٤٤'٤۹۲۷)۔

(۱۷٦۱) صحيح لغيره :أبو داود (۳۹۲٤) كتاب الطب : باب في الطيرة' بخاري في الأدب المفرد (۹۱۸)۔

۱۷۶۳۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِرَجُلٍ مَا اسْمُكَ فَقَالَ جَمْرَةُ فَقَالَ ابْنُ مَنْ فَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ مِمَّنْ قَالَ مِنَ الْحُرَقَةِ قَالَ أَيْنَ مَسْكَنُكَ قَالَ بِحَرَّةِ النَّارِ قَالَ بِأَيِّهَا قَالَ بِذَاتِ لَظًى قَالَ عُمَرُ أَدْرِكْ أَهْلَكَ فَقَدْ احْتَرَقُوا قَالَ فَكَانَ كَمَا قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے پوچھا تیرا نام کیا ہے وہ بولا جمرہ (انگارہ) انہوں نے پوچھا باپ کا نام کہا شہاب (شعلہ) پوچھا کہاں رہتا ہے کہا حرۃ النار میں پوچھا کون سی جگہ میں کہا ذات لظی میں (ان کے معنی بھی شعلے اور دہکتی آگ کے ہیں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جا اپنے لوگوں کی خبر لے وہ سب جل گئے۔ راوی نے کہا جب وہ شخص گیا تو دیکھا یہی حال تھا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا (یعنی سب جل گئے تھے)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

باب ما جاء في الحجامة وأجرة الحجام پچھنے لگانا اور اس کی مزدوری کا بیان

۱۷۶۴۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ احْتَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَمَهُ أَبُو طَيْبَةَ فَأَمَرَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَاعٍ مِنْ تَمْرٍ وَأَمَرَ أَهْلَهُ أَنْ يُخَفِّفُوا عَنْهُ مِنْ خَرَاجِهِ ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگائے ابوطیبہ کے ہاتھ سے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدوری میں ایک صاع کھجور کا دیا اور اس کے مالکوں کو حکم دیا کہ اس کے خراج میں کمی کر دیں۔

۱۷۶۵۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِنْ كَانَ دَوَاءٌ يَبْلُغُ الدَّاءَ فَإِنَّ الْحِجَامَةَ تَبْلُغُهُ)) ۔

امام مالک کو پہنچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی دوا ایسی ہوتی جو بیماری تک پہنچ جاتی تو وہ پچھنے ہوتے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

۱۷۶۶۔ عَنِ ابْنِ مُحَيِّصَةَ الْأَنْصَارِيِّ أَحَدِ بَنِي حَارِثَةَ أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِجَارَةِ الْحَجَّامِ فَنَهَاهُ عَنْهَا فَلَمْ يَزَلْ يَسْأَلُهُ وَيَسْتَأْذِنُهُ حَتَّى قَالَ اعْلِفْهُ نُضَّاحَكَ يَعْنِي رَقِيقَكَ ۔

حضرت ابن محیصہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حجام کی اُجرت کو اپنے

(۱۷۶٤) بخاری (۲۱۰۲) كتاب البيوع : باب ذكر الحجام ' مسلم (۱۵۷۷) أبو داود (۳٤۲٤) ترمذی (۱۲۷۸) ابن ماجه (۲۱٦٤) أحمد (۱۰۰/۳) رقم (۱۱۹۸۸) دارمی (۲٦۲۲) ۔

(۱۷٦٥) **ضعيف** : أبو داود (۳۸۵۷) كتاب الطب : باب فی الحجامة ' ابن ماجه (۳٤۷٦) أحمد (۳٤۲/۲) رقم (۸٤۹٤) ابو يعلى (۵۹۱۱) ۔

خرچ میں لانا کیسا ہے؟ (کیونکہ ان کے غلام ابوطیبہ حجام تھے وہ چاہتے تھے اس کی کمائی کھائیں) آپ ﷺ نے منع کیا (مگر یہ ممانعت تنزیہاً ہے اکثر علماء کے نزدیک)۔ وہ ہمیشہ پوچھا کرتے تھے اور آنحضرت ﷺ سے اجازت مانگتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی کمائی اپنے اونٹوں اور غلاموں کی خوراک میں صرف کر۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **صحیح لغیرہ** کہا ہے۔

باب ما جاء في المشرق — پورب کا بیان

۱۷۶۷۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشِيرُ إِلَى الْمَشْرِقِ وَيَقُولُ ((هَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَاهُنَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَاهُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اشارہ کرتے تھے پورب کی طرف اور فرماتے تھے فتنہ اسی طرف سے ہے فتنہ اسی طرف سے ہے جہاں سے شیطان کی چوٹی نکلتی ہے۔

فائدہ: دوسری حدیث میں وارد ہے کہ شیطان جس وقت آفتاب نکلتا ہے وہاں اپنا سر رکھ دیتا ہے تاکہ آفتاب پوجنے والوں کا سجدہ اسی کو ہو (مدینہ منورہ سے پورب کی طرف ایران اور ہندوستان واقع ہیں اور عراق، عرب جو معدنِ فتن اور منبع فسادات ہوئے اور ہیں اور رہوں گے)۔

۱۷۶۸۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَرَادَ الْخُرُوجَ إِلَى الْعِرَاقِ فَقَالَ لَهُ كَعْبُ الْأَحْبَارِ لَا تَخْرُجْ إِلَيْهَا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَإِنَّ بِهَا تِسْعَةَ أَعْشَارِ السِّحْرِ وَبِهَا فَسَقَةُ الْجِنِّ وَبِهَا الدَّاءُ الْعُضَالُ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عراق کو جانا چاہا تو کعب احبار نے کہا آپ وہاں نہ جائیے اے امیر المومنین! کیونکہ اس ملک میں جادو کے دس حصوں میں سے نو حصے ہیں اور جتنے شریر اور خبیث جن ہیں وہاں موجود ہیں اور وہاں ایک بیماری ہے جو لاعلاج ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

باب ما جاء في قتل الحيات وما يقال في ذلك — سانپوں کے مارنے کا بیان اور سانپوں کا حال

(۱۷۶۶) صحیح لغیرہ: أبو داود (۳۴۲۲) کتاب البیوع: باب فی کسب الحجام، ترمذی (۱۲۷۷) ابن ماجه (۲۱۶۶) أحمد (۴۳۵/۵) رقم (۲۴۰۹۰) بیهقی فی الکبری (۳۳۷/۹)۔

(۱۷۶۷) بخاری (۳۲۷۹) کتاب بدء الخلق: باب صفة ابلیس وجنوده، مسلم (۶۹۰۵) ترمذی (۲۲۶۷) احمد (۵۰/۲) رقم (۵۱۰۹)۔

(۱۷۶۸) موقوف ضعیف: أبو نعیم الاصبهانی فی حلیة الأولیاء (۲۳/۶) احمد (۹۰/۲) رقم (۵۶۴۲)۔

۱۷۶۹۔ عَنْ أَبِي لُبَابَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ قَتْلِ الْحَيَّاتِ الَّتِي فِي الْبُيُوتِ ۔

حضرت ابولبابہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا اُن سانپوں کے مارنے سے جو گھروں میں ہیں۔

فائدہ: یعنی اول ہی بار میں گھر کے سانپوں کو نہ مارنا چاہیے پہلے ان کو ڈرا دینا چاہیے تین بار قسم دے کر کہ بارِ دیگر ہمارے گھر میں نہ آ ؤ اور ہم کو نہ ستاؤ اگر چوتھی بار پھر نکلے تو اس کو مار ڈالے یہ اس واسطے کہ سانپوں میں بعضے سانپ جن ہوتے ہیں بعضوں نے یہ حکم مدینے کے سانپوں سے خاص کیا ہے۔

۱۷۷۰۔ عَنْ سَائِبَةَ مَوْلَاةٍ لِعَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ قَتْلِ الْجِنَّانِ الَّتِي فِي الْبُيُوتِ إِلَّا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالْأَبْتَرَ فَإِنَّهُمَا يَخْطِفَانِ الْبَصَرَ وَيَطْرَحَانِ مَا فِي بُطُونِ النِّسَاءِ ۔

حضرت سائبہ جو مولاۃ ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا ان سانپوں کے مارنے سے جو گھروں میں ہوتے ہیں مگر ذی الطفیتین اور ابتر کو کہ وہ آنکھ کو اندھا کر دیتے ہیں اور حمل گرا دیتے ہیں۔

فائدہ: ذی الطفیتین وہ سانپ ہے جس کے پیٹ پر دو دھاریاں سفید ہوتی ہیں اور ابتر وہ سانپ جس کی دم کٹی ہو یا چھوٹی ہو۔

فائدہ: (ابتر جو آنکھ کو اندھا کر دیتا ہے) یعنی اس سانپ کی تاثیر یہ ہے جس سے آنکھ ملا دیتا تو اس کی آنکھ اندھی ہو جاتی ہے اور اگر عورت حاملہ سے آنکھ ملا دیتا ہے تو اس کا حمل گر جاتا ہے ان دو سانپوں کو آپ ﷺ نے فرمایا اسی وقت قتل کر ڈالو کچھ ڈرانے کی اور مہلت دینے کی ضرورت نہیں کیونکہ جن ان سانپوں کی صورت نہیں بنتے۔

۱۷۷۱۔ عَنْ أَبِي السَّائِبِ مَوْلَى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ أَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي فَجَلَسْتُ أَنْتَظِرُهُ حَتَّى قَضَى صَلَاتَهُ فَسَمِعْتُ تَحْرِيكًا تَحْتَ سَرِيرٍ فِي بَيْتِهِ فَإِذَا حَيَّةٌ فَقُمْتُ لِأَقْتُلَهَا فَأَشَارَ أَبُو سَعِيدٍ أَنِ اجْلِسْ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَشَارَ إِلَى بَيْتٍ فِي الدَّارِ فَقَالَ أَتَرَى هَذَا الْبَيْتَ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ إِنَّهُ قَدْ كَانَ فِيهِ فَتًى حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ فَخَرَجَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْخَنْدَقِ فَبَيْنَا هُوَ بِهِ إِذْ أَتَاهُ الْفَتَى يَسْتَأْذِنُهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ائْذَنْ لِي أُحْدِثُ بِأَهْلِي عَهْدًا فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ خُذْ عَلَيْكَ سِلَاحَكَ فَإِنِّي أَخْشَى عَلَيْكَ بَنِي قُرَيْظَةَ فَانْطَلَقَ الْفَتَى إِلَى أَهْلِهِ فَوَجَدَ امْرَأَتَهُ قَائِمَةً بَيْنَ الْبَابَيْنِ فَأَهْوَى إِلَيْهَا بِالرُّمْحِ لِيَطْعُنَهَا وَأَدْرَكَتْهُ غَيْرَةٌ فَقَالَتْ لَا تَعْجَلْ حَتَّى تَدْخُلَ وَتَنْظُرَ مَا فِي بَيْتِكَ فَدَخَلَ فَإِذَا هُوَ بِحَيَّةٍ مُنْطَوِيَةٍ عَلَى فِرَاشِهِ فَرَكَزَ فِيهَا رُمْحَهُ ثُمَّ خَرَجَ بِهَا فَنَصَبَهُ فِي الدَّارِ

(۱۷۶۹) بخاری (۳۳۱۳) کتاب بدء الخلق : باب خیر مال المسلم غنم ٗ مسلم (۲۲۳۲) أبو داود (۵۲۵۳) أحمد (۴۳۰/۳) رقم (۱۵۶۳۱) ۔

(۱۷۷۰) بخاری (۳۳۰۸) کتاب بدء الخلق : باب خیر مال المسلم غنم ٗ مسلم (۲۲۳۲) نسائی (۲۸۳۱) ابن ماجه (۳۵۳۴) احمد (۴۹/۶) رقم (۲۴۷۲۳) ۔

فَاضْطَرَبَتْ الْحَيَّةُ فِي رَأْسِ الرُّمْحِ وَخَرَّ الْفَتَى مَيِّتًا فَمَا يُدْرَى أَيُّهُمَا كَانَ أَسْرَعَ مَوْتًا الْفَتَى أَمْ الْحَيَّةُ فَذُكِرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ بِالْمَدِينَةِ جِنًّا قَدْ أَسْلَمُوا فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهُمْ شَيْئًا فَآذِنُوهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنْ بَدَا لَكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ فَاقْتُلُوهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ ۔

حضرت ابوسائب سے جو مولیٰ ہشام بن زہرہ کے روایت ہے (کہتے ہیں کہ) میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس گیا وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں بیٹھ گیا نماز سے فارغ ہونے کا انتظار کر رہا تھا اتنے میں میں نے ان کے تخت کے تلے سرسراہٹ سنی دیکھا تو سانپ ہے میں اس کو مارنے کو اٹھا۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا بیٹھ جا (اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں اشارہ کرنا درست ہے) جب نماز سے فارغ ہوئے تو ایک کوٹھڑی کی طرف اشارہ کیا اور کہا اس کوٹھڑی کو دیکھتے ہو میں نے کہا ہاں۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا اس کوٹھڑی میں ایک نوجوان رہتا تھا جس نے نئی شادی کی تھی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ خندق میں گیا پھر وہ یکایک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے (میں گھر سے ہو کر آتا ہوں) میں نے نئی شادی کی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی اور فرمایا ہتھیار لے کر جا کہ مجھے بنی قریظہ کا خوف ہے (بنی قریظہ وہ یہودی تھے جو جنگ خندق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے باہر ہو گئے تھے اور جنگ کا قصد رکھتے تھے) وہ نوجوان ہتھیار لے کر گیا جب گھر پہنچا تو بی بی کو دیکھا دروازہ پر کھڑی ہے اس نوجوان نے غیرت سے برچھا اس کے مارنے کو اٹھایا وہ بولی جلدی مت کر اپنے گھر میں جا کر دیکھ کہ اس میں کیا ہے وہ گھر میں گیا دیکھا تو ایک سانپ کنڈلی مارے ہوئے اس کے بچھونے پر بیٹھا ہوا ہے وہ نوجوان سانپ کو برچھی سے چھید کر نکلا اور برچھی کو گھر میں کھڑا کر دیا وہ سانپ اس برچھی کی نوک میں پیچ کھاتا رہا اور نوجوان اسی وقت مر گیا معلوم نہیں سانپ پہلے مرا یا وہ نوجوان پہلے مرا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ قصہ بیان کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا[1] مدینہ میں جن مسلمان ہو گئے ہیں [2] تو جب تم کسی سانپ کو دیکھو تو تین روز تک اسے آگاہ کیا کرو [3] اگر بعد اس کے بھی نکلے تو اس کو مار ڈالو کیونکہ وہ شیطان ہے۔[4]

(۱) فائدہ: صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ قصہ بیان کیا اور کہا یا رسول اللہ! آپ دعا کیجیے کہ یہ نوجوان زندہ ہو جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے لیے دعا کرو بخشش کی۔

(۲) فائدہ: تو جنوں نے اس کو قصاصاً قتل کیا ہوگا مگر یہ ظلم تھا جنوں کا اس واسطے کہ اس نوجوان نے عمداً جن سمجھ کر نہیں مارا بلکہ موذی سمجھ کر مارا۔

(۳) فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ تین روز تک آگاہ کرنا ضروری ہے اگر ایک روز میں تین بار نکلے اور تین بار آگاہ کر دے تو کافی نہیں اور آگاہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جو روایت کیا ترمذی نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سانپ مکان میں نکلے تو اس سے کہو کہ ہم تجھ کو نوح علیہ السلام اور سلیمان بن داؤد علیہ السلام کا عہد یاد دلا کے کہتے ہیں کہ ہم کو ایذا نہ دے اگر اس پر بھی نکلے تو اس کو مار ڈالو اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ جب تم سانپ کو مکان میں دیکھو اس سے کہو قسم دیتے ہیں ہم تم کو اس عہد کی جو حضرت نوح علیہ السلام نے لیا تھا اور اس عہد کی جو

(۱۷۷۱) مسلم (۲۲۳٦) كتاب السلام: باب قتل الحيات وغيرها، أبو داود (٥٢٥٩) ترمذي (١٤٨٤) نسائي في الكبرى (٨٨٧١) أحمد (٤١/٣) رقم (١١٣٨٩) ۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے لیا تھا کہ تم ہم کو ایذا نہ دو اگر پھر نکلے تو اس کو مار ڈالو۔
(۴) فائدہ یعنی سرکش اور خیرہ ہے اس کے مار ڈالنے میں کچھ نقصان نہیں۔

باب ما یومر من الکلام فی السفر — سفر کی دعا کا بیان

۱۷۷۲۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الْغَرْزِ وَهُوَ يُرِيدُ السَّفَرَ يَقُولُ ((بِاسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ اللَّهُمَّ ازْوِ لَنَا الْأَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَمِنْ كَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَمِنْ سُوءِ الْمَنْظَرِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ))۔

امام مالکؒ کو پہنچا (مسلم نے اس کو مسنداً روایت کیا ہے) کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنا پاؤں رکاب میں رکھتے سفر کے قصد سے تو فرماتے کہ اللہ کے نام سے سفر کرتا ہوں اے پروردگار! تو رفیق ہے سفر میں اور خلیفہ ہے میرے اہل وعیال میں اے پروردگار! نزدیک کر دے ہم کو زمین جہاں ہم جاتے ہیں اور آسان کر ہم پر سفر اے پروردگار! پناہ مانگتا ہوں میں تجھ سے سفر کی تکلیف سے اور بُرے لوٹنے سے اور بُرے حال سے اہل اور مال کے۔

۱۷۷۳۔ عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيمٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ نَزَلَ مَنْزِلًا فَلْيَقُلْ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ فَإِنَّهُ لَنْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ حَتَّى يَرْتَحِلَ))۔

حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی منزل میں اُترے اور کہے کہ پناہ مانگتا ہوں میں اللہ جل جلالہٗ کے پورے کلمات سے (یعنی اس کی صفات کاملہ یا اس کے الفاظ سے) ہر مخلوق کے شر سے تو اس کو کسی چیز سے نقصان نہ ہوگا کوچ کے وقت تک۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: یہ دعا سفر سے خاص نہیں ہے بلکہ ہر ایک جگہ علی الخصوص سونے کے وقت اس کو ضرور پڑھنا چاہیے اسی طرح سفر کو جاتے وقت یا لڑائی کو جاتے وقت پڑھنا اس کا بہتر ہے۔ ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے روایت کیا وہ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ کہہ کر یہ دعا پڑھتے: رَبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبَارَكًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ (اے پروردگار اُتار مجھ کو برکت کا اُتارنا اور تو ہے بہتر اتارنے والا)

(۱۷۷۲) مسلم (۱۳۴۲) کتاب الحج : باب ما یقول اذا رکب' أبو داود (۲۵۹۹) ترمذی (۳۴۴۷) نسائی فی "الکبری" (۱۰۳۸۲) أحمد (۱۴۴/۲) رقم (۶۳۱۱) دارمی (۲۶۷۳)۔

(۱۷۷۳) مسلم (۲۷۰۸) کتاب الذکر والدعاء : باب فی التعوذ من سوء القضاء ودرك الشقاء' ترمذی (۳۴۳۷) نسائی فی الکبری (۱۰۳۹٤) ابن ماجه (۳۵٤۷) أحمد (۳۷۷/٦) رقم (۲۷٦٦۳) دارمی (۲٦۸۰) طبرانی فی المعجم الکبیر (۱۸۸/۲٤)۔

رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا۔ اے پروردگار! داخل کر مجھ کو داخل کرنا سچائی کا (مراد اچھی طرح) اور نکال مجھ کو نکالنا سچائی کا (یعنی اچھی طرح) اور بنا اپنے ہاں سے میرے لیے کوئی زور مددگار) جب حضرت نوح علی نبینا وعلیہ السلام کشتی سے اترے تھے تو ان کو پروردگار عالم جل جلالہ نے یہی پہلی دعا سکھائی تھی۔

باب ما جاء فی الوحدة فی السفر للرجال و النساء — اکیلے سفر کرنے کی ممانعت مرد اور عورت کے واسطے

١٧٧٤۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((الرَّاكِبُ شَيْطَانٌ وَالرَّاكِبَانِ شَيْطَانَانِ وَالثَّلَاثَةُ رَكْبٌ)) ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اکیلا سفر کرنے والا شیطان ہے اور دول کر سفر کرنے والے دو شیطان ہیں اور تین جماعت ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **حسن صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: (شیطان ہے) یعنی دور ہے بہتری اور سلامتی سے یا مخالف ہے حکم الٰہی کے۔

فائدہ: (تین جماعت ہیں) کیونکہ تین آدمی جب سفر میں ساتھ ہوتے ہیں تو بڑا آرام ہوتا ہے۔ ایک اسباب کے پاس رہا دوسرا حاجت کو گیا تیسرا کھانے پکانے میں مصروف رہا دو رفیق لڑے تو تیسرے نے صلح کرا دی یا ایک بیمار ہو گیا تو ایک نے علاج معالجہ کیا ایک خبر کرنے کو گیا یا کوئی غنیم آیا تو دو مقابلے کو تیار ہوئے اور تیسرا سفر کرنے کو گیا اسی طرح بہت سے فوائد ہیں جو اکیلے سفر کرنے والے کو یا دو کو حاصل نہیں ہوتے۔ اکثر علماء نے تنہا سفر کرنا مکروہ رکھا ہے اس حدیث سے بعضوں نے کہا یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا جب کفار کی عداوت کی وجہ سے راہ میں خوف تھا اب اگر امن ہو تو کچھ قباحت نہیں۔

١٧٧٥۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّيْطَانُ يَهُمُّ بِالْوَاحِدِ وَالْاثْنَيْنِ فَإِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً لَمْ يَهُمَّ بِهِمْ ۔

حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان قصد کرتا ہے (ضرر پہنچانے کا) ایک اور دو پر جب تین آدمی ہوں تو ان پر قصد نہیں کرتا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **ضعیف** کہا ہے۔

١٧٧٦۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

(١٧٧٤) حسن صحیح :أبو داود (٢٦٠٧) کتاب الجهاد : باب فی الرجل یسافر وحده ' ترمذی (١٦٧٤) نسائی فی الکبری (٨٨٤٩) احمد (١٨٦/٢) رقم (٦٧٤٨) بیهقی فی الکبری (٢٥٧/٥) ۔

(١٧٧٥) ضعیف :بیهقی فی الکبری (٢٥٧/٥) بزار فی کشف الاستار (١٦٩٨) التمهید (٨/٢٠) ۔

الْآخِرِ تُسَافِرُ مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ مِنْهَا))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت ایمان لائے اللہ پر اور پچھلے دن پر اس کو درست نہیں سفر کرنا ایک دن رات کا مگر اپنے محرم کے ساتھ۔

فائدہ: جیسے باپ بھائی وغیرہ بخاری اور مسلم نے ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت میں اَوْ زَوْجٍ (یا خاوند) کا لفظ زیادہ کیا ہے اور اسی حکم میں سید (آقا) بھی ہے پس زوجہ کا زوج (خاوند) کے ساتھ اور لونڈی کا مولیٰ کے ساتھ سفر کرنا درست ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مدت سفر کی ایک دن رات ہے اور بعض حدیثوں سے اس سے کم زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ علامہ ابن تیمیہؒ کے نزدیک سفر کی کوئی مدت مقرر نہیں جس کو لوگ سفر کہیں اس میں احکامِ سفر جاری ہوں گے نماز کا قصر ہوگا۔ بعضوں کے نزدیک اگر قافلہ بڑا ہو اور معتبر عورتیں ساتھ ہوں تو بغیر محرم کے عورت کو سفر کرنا درست ہے۔

باب ما یومر به من العمل فی السفر — سفر کے احکام کا بیان

۱۷۷۷۔ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ يَرْفَعُهُ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ وَيَرْضَى بِهِ وَيُعِينُ عَلَيْهِ مَا لَا يُعِينُ عَلَى الْعُنْفِ فَإِذَا رَكِبْتُمْ هَذِهِ الدَّوَابَّ الْعُجْمَ فَأَنْزِلُوهَا مَنَازِلَهَا فَإِنْ كَانَتِ الْأَرْضُ جَدْبَةً فَانْجُوا عَلَيْهَا بِنِقْيِهَا وَعَلَيْكُمْ بِسَيْرِ اللَّيْلِ فَإِنَّ الْأَرْضَ تُطْوَى بِاللَّيْلِ مَا لَا تُطْوَى بِالنَّهَارِ وَإِيَّاكُمْ وَالتَّعْرِيسَ عَلَى الطَّرِيقِ فَإِنَّهَا طُرُقُ الدَّوَابِّ وَمَأْوَى الْحَيَّاتِ ۔

حضرت خالد بن معدان سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ جل جلالہ نرمی کرتا ہے اور نرمی کو پسند کرتا ہے اور خوش ہوتا ہے اور مدد کرتا ہے نرمی پر وہ جو نہیں کرتا سختی پر جب تم چڑھو ان بے زبان جانوروں پر تو اتارو ان کو ان کی منزلوں پر۔ اگر زمین صاف ہو جہاں گھاس نہ ہو تو جلدی سے نکال لے جاؤ تا کہ اس میں گودا رہے۔ اور لازم کرلو رات کا چلنا کیونکہ رات کے چلنے میں جیسے راہ کٹتی ہے ویسی دن کو نہیں کٹتی تو رات کو جب اترو تو راستے میں نہ اُترو کیونکہ وہاں جانور آتے جاتے ہیں اور سانپ بھی رہا کرتے ہیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **صحیح لغیرہ** کہا ہے۔

فائدہ: (اتارو ان کو ان کی منزوں پر) یعنی جو معمولی منزل ہے اس سے زیادہ نہ لے جاؤ اس پر سختی نہ کرو۔ دارقطنی کی روایت میں ہے شیطان کی طرح چڑھے نہ رہو بلکہ منزل پر اُتر پڑو۔

(۱۷۷۶) بخاری (۱۰۸۸) کتاب الجمعة : باب فی کم یقصر الصلاة، مسلم (۱۳۳۹) أبو داود (۱۷۲٤) ترمذی (۱۱۷۰) ابن ماجه (۲۸۹۹) أحمد (۲/۲۳٦) رقم (۷۲۲۱)۔

(۱۷۷۷) **صحیح لغیرہ**: سعید بن منصور فی سننه (۲٦۲۰) ابن ابی شیبة فی المصنف (۲۵۳۰۱) عبدالرزاق فی المصنف (۹۲۵۱)۔

فائدہ: (تاکہ اس میں گودا رہے) کیونکہ اگر ایسی زمین میں دیر تک رہو گے تو وہ جانور بے آب وعلف دُبلا ہو جائے گا اور اس کی ہڈیوں میں گودا نہ رہے گا۔

فائدہ: (دن کو نہیں کٹتی) اس لیے کہ دن کو کھانے پینے کی فکر اور دھوپ کی سختی اور راہ کے تماشوں میں شغل رہتا ہے برخلاف رات کے کہ سوائے چلنے کے اور کسی چیز کا خیال نہیں ہوتا۔

فائدہ: (کیونکہ وہاں جانور آتے جاتے ہیں) یعنی آنے جانے والے مسافر جنگلی جانور آتے جاتے رہتے ہیں کچل جانے کا خوف ہے۔

فائدہ: (اور سانپ بھی رہا کرتے ہیں) رات کو سانپ سڑکوں پر آیا کرتے ہیں چوٹ کرنے کو ڈسنے کو یا مسافروں کا گرا ہوا کھانا کھانے کو۔

۱۷۷۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ نَوْمَهُ وَطَعَامَهُ وَشَرَابَهُ فَإِذَا قَضَى أَحَدُكُمْ نَهْمَتَهُ مِنْ وَجْهِهِ فَلْيُعَجِّلْ إِلَى أَهْلِهِ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفر بھی ایک قسم کا عذاب ہے۔ روک دیتا ہے آدمی کو کھانے اور پینے اور سونے سے تو جب تم میں سے کوئی اپنے کام کو سفر کرے اور وہ کام پورا ہو جائے تو جلدی اپنے گھر لوٹ آئے۔

فائدہ: (عذاب ہے) یعنی رنج ہے کیونکہ چلنے اور سوار ہونے اور اترنے میں ہمیشہ دقتیں ہوتی ہیں۔ سردی گرمی کی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ کھانے پینے کا انتظام اچھے طور سے نہیں ہو سکتا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بے فائدہ سفر میں رہنا مکروہ ہے اور جلدی لوٹ آنا مستحب ہے۔ کبھی کبھی سفر کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ سفر سے آب وہوا تبدیل ہوتی ہے جو اکثر امراض سے نجات بخشتی ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مرفوعاً روایت کیا سَافِرُوْا تَصِحُّوْا یعنی سفر کرو تندرست ہو جاؤ گے۔

باب الأمر بالرفق بالمملوك — غلام لونڈی کے ساتھ نرمی کرنا

۱۷۷۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لِلْمَمْلُوكِ طَعَامُهُ وَكِسْوَتُهُ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا يُكَلَّفُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا يُطِيقُ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مملوک (غلام لونڈی) کو کپڑا کھانا ملے گا موافق دستور کے اور کام اس سے نہ لیا جائے زیادہ طاقت سے۔

فائدہ: یعنی جو کام اس سے ہو سکے وہ لیا جائے اس کی طاقت سے زیادہ کام لینا اور بوجھ ڈالنا درست نہیں۔

(۱۷۷۸) بخاری (۱۸۰٤) كتاب الحج : باب السفر قطعة من العذاب ' مسلم (۱۹۲۷) ابن ماجه (۲۸۸۲) أحمد (۲۳٦/۲) رقم (۷۲۲٤) دارمی (۲٦۷۰) ۔

(۱۷۷۹) مسلم (۱٦٦۲) كتاب الأيمان : باب اطعام المملوك ' بخاری فی الأدب المفرد (۱۹۲) أحمد (۲٤۷/۲) رقم (۷۳۵۸) ۔

۱۷۸۰۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَذْهَبُ إِلَى الْعَوَالِي كُلَّ يَوْمِ سَبْتٍ فَإِذَا وَجَدَ عَبْدًا فِي عَمَلٍ لَا يُطِيقُهُ وَضَعَ عَنْهُ مِنْهُ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہر ہفتے کے روز مدینے کے آس پاس گاؤں میں جایا کرتے تھے جب کسی غلام کو ایسے کام میں مشغول پاتے تھے جو اس کی طاقت سے زیادہ ہوتا تو کم کر دیتے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

۱۷۸۱۔ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ الْأَصْبَحِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَهُوَ يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُولُ لَا تُكَلِّفُوا الْأَمَةَ غَيْرَ ذَاتِ الصَّنْعَةِ الْكَسْبَ فَإِنَّكُمْ مَتَى كَلَّفْتُمُوهَا ذَلِكَ كَسَبَتْ بِفَرْجِهَا وَلَا تُكَلِّفُوا الصَّغِيرَ الْكَسْبَ فَإِنَّهُ إِذَا لَمْ يَجِدْ سَرَقَ وَعِفُّوا إِذْ أَعَفَّكُمُ اللَّهُ وَعَلَيْكُمْ مِنَ الْمَطَاعِمِ بِمَا طَابَ مِنْهَا۔

حضرت مالک بن ابی عامر اصبحی نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے سنا وہ خطبے میں فرماتے تھے کہ جو لونڈی کوئی ہنر نہ جانتی ہو اس کو مجبور مت کر کمائی پر کیونکہ جب تم اس کو مجبور کرو گے کمائی پر تو وہ کسب کرے گی اور نابالغ غلام کو کمائی پر مجبور مت کرو کیونکہ وہ جب مجبور ہوگا تو چوری کرے گا اور جب اللہ تمہیں اچھی طرح روزی دیتا ہے تو تم بھی ان کو محنت معاف کر دو جیسے اللہ نے تمہیں معاف کی ہے اور لازم کر لو وہ کمائی جو حلال ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: (وہ کسب کرے گی) یعنی خرچی پر جائے گی اور روپیہ حاصل کر کے اپنے مالک کے پاس لائے گی اس لیے کہ وہ کوئی ہنر نہیں جانتی جس کے ذریعے سے کمائے۔

فائدہ: (وہ کمائی جو حلال ہے) یعنی حلال کمائی لونڈی غلام سے اگر ہو سکے تو کراؤ۔

باب ما جاء في المملوك وهيئته — غلام لونڈی کی تربیت اور وضع کا بیان

۱۷۸۲۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((الْعَبْدُ إِذَا نَصَحَ لِسَيِّدِهِ وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ اللَّهِ فَلَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غلام جب اپنے مولیٰ (آقا) کی خیر خواہی کرے اور اللہ کی عبادت بھی اچھے طور سے کرے تو اس کو دوہرا ثواب ہوگا۔

(۱۷۸۰) موقوف ضعيف: بيهقي في شعب الإيمان (۸۵۹۰)۔

(۱۷۸۱) موقوف صحيح: بيهقي في شعب الإيمان (۸۵۹۱) وفي السنن الكبرى (۸/۸ ـ ۹) رقم (۱۵۷۸۵)۔

(۱۷۸۲) بخاري (۲۵٤٦) كتاب العتق: باب العبد اذا أحسن عبادة ربه، مسلم (۱٦٦٤) أبو داود (۵۱٦۹) أحمد (۱۸/۲) رقم (٤٦۷۳)۔

فائدہ: کیونکہ اس نے دو حق ادا کیے ایک حق خدا کا جو سب کا مولیٰ ہے دوسرے اپنے مولیٰ کا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو دو فرض ادا کرے وہ ایک فرض کے ادا کرنے سے زیادہ ثواب رکھتا ہے۔

۱۷۸۳۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أَمَةً كَانَتْ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَآهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَقَدْ تَهَيَّأَتْ بِهَيْئَةِ الْحَرَائِرِ فَدَخَلَ عَلَى ابْنَتِهِ حَفْصَةَ فَقَالَ أَلَمْ أَرَ جَارِيَةَ أَخِيكِ تَجُوسُ النَّاسَ وَقَدْ تَهَيَّأَتْ بِهَيْئَةِ الْحَرَائِرِ وَأَنْكَرَ ذَلِكَ عُمَرُ ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک لونڈی تھی اس نے آزاد عورتوں کی وضع بنائی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھا اور اپنی صاحبزادی ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور کہا میں نے تیرے بھائی کی لونڈی کو دیکھا جو آزاد عورتوں کی وضع بنا کر لوگوں میں پھرتی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو برا جانا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو ضعیف کہا ہے۔

فائدہ: تاکہ آزاد اور لونڈی میں فرق رہے ورنہ لوگ دھوکا کھائیں گے۔

باب ما جاء في البيعة — بیعت کا بیان

۱۷۸۴۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ كُنَّا إِذَا بَايَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ يَقُولُ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا اسْتَطَعْتُمْ ۔

حضرت عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرتے ماننے اور اطاعت کرنے پر تو (شفقت اور رحمت سے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ جہاں تک تم کو طاقت ہو۔

۱۷۸۵۔ عَنْ أُمَيْمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ أَنَّهَا قَالَتْ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نِسْوَةٍ بَايَعْنَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ فَقُلْنَ يَا رَسُولَ اللَّهِ نُبَايِعُكَ عَلَى أَنْ لَا نُشْرِكَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا نَسْرِقَ وَلَا نَزْنِيَ وَلَا نَقْتُلَ أَوْلَادَنَا وَلَا نَأْتِيَ بِبُهْتَانٍ نَفْتَرِيهِ بَيْنَ أَيْدِينَا وَأَرْجُلِنَا وَلَا نَعْصِيَكَ فِي مَعْرُوفٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَأَطَقْتُنَّ قَالَتْ فَقُلْنَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَرْحَمُ بِنَا مِنْ أَنْفُسِنَا هَلُمَّ نُبَايِعْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَا أُصَافِحُ النِّسَاءَ إِنَّمَا قَوْلِي لِمِائَةِ امْرَأَةٍ كَقَوْلِي لِامْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ أَوْ مِثْلِ قَوْلِي لِامْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ ۔

(١٧٨٣)موقوف ضعيف : عبدالرزاق في المصنف (٥٠٦٢) ابن ابي شيبة في المصنف (٤٠/٢ ـ ٤٢) ـ

(١٧٨٤) مسلم (١٨٦٧) كتاب الامارة : باب البيعة على السمع والطاعة فيما استطاع ' أبو داود (٢٩٤٠) ترمذی (١٥٩٣) نسائي (٤١٨٧) أحمد (٩/٢) رقم (٤٥٦٥) ـ

حضرت اُمیمہ بنت رقیقہ سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی بہت سی عورتوں میں جو بیعت کرنے کو آئی تھیں دین اسلام پر ان عورتوں نے کہا یارسول اللہ! ہم آپ ﷺ سے بیعت کرتی ہیں اس بات پر کہ شریک نہ کریں گی ساتھ اللہ کے کسی چیز کو اور نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کریں گے اور نہ اپنی اولاد کو ماریں گی اور نہ بہتان باندھیں گی اپنی اپنی طرف سے کسی پر اور نہ آپ ﷺ کی نافرمانی کریں گی شرع کے کام میں۔ رسول اللہ ﷺ نے (کمال شفقت اور محبت سے) فرمایا جہاں تک تمہاری طاقت یا قدرت ہے وہ عورتیں بولیں یارسول اللہ! اللہ اور اس کا رسول ہم پر زیادہ شفقت رکھتا ہے خود ہم سے۔ آیئے ہم آپ ﷺ سے ہاتھ ملائیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتا۔ میرا کہہ دینا سو عورتوں سے ایسا ہے جیسا کہ ایک عورت سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ نے اور ان پر آسانی کر دی کہ سب باتوں کی تعمیل ان کی طاقت کے موافق کر دی تاکہ ان کا دل خوش ہو جس آدمی کا دل خوش ہوتا ہے وہ خوب اطاعت کرتا ہے۔

آپ ﷺ باوصف اس تقدس اور پاک نفسی کے غیر محرم عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتے تھے صرف زبان سے عورتوں کی بیعت کراتے تھے یا ہاتھ لگاتے تھے تو کپڑا ہاتھ پر رکھ لیتے تھے۔ اس زمانے کے جاہل پیروں نے اپنی مریدنیوں کو چھپنے سے منع کر دیا اور ان سے بخوبی ہاتھ ملانے لگے اور دیوث مریدوں نے بھی غیرت کو چھوڑ کر اپنی بیبیوں کو پیروں کے حوالے کر دیا ایسے پیر اور مریدنیاں سب فاسق اور فاجر ہیں خدا ان سے بچائے۔

۱۷۸۶۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَتَبَ إِلَى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ يُبَايِعُهُ فَكَتَبَ إِلَيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ أَمَّا بَعْدُ لِعَبْدِ اللّٰهِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ سَلَامٌ عَلَيْكَ فَإِنِّي أَحْمَدُ إِلَيْكَ اللّٰهَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَأُقِرُّ لَكَ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ عَلَى سُنَّةِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُولِهِ فِيمَا اسْتَطَعْتُ۔

حضرت عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عبدالملک بن مروان کو لکھا بیعت نامہ اس مضمون سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ جل جلالہ کے بندے عبدالملک بن مروان کو جو حاکم ہے مسلمانوں کا' سلام ہو تجھ پر میں تعریف کرتا ہوں اس اللہ کی جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے اور اقرار کرتا ہوں تیری بات سننے اور اطاعت کرنے کا اللہ جل جلالہ کے حکم کے موافق اور اس کے رسول کی سنت کے موافق جہاں تک کہ مجھے قدرت ہے۔

(۱۷۸۵) صحیح: ترمذی (۱۵۹۷) کتاب السیر: باب ما جاء فی بیعة النساء' نسائی فی السنن الکبری (٤١٨١) ابن ماجه (٢٨٧٤) أحمد (٣٥٧/٦) رقم (٢٧٥٤٨) ابن سعد فی الطبقات الکبری (٥/٨) طبرانی فی المعجم الکبیر (١٤٦/٢٤)۔

(۱۷۸٦) بخاری (٧٢٧٢) كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة' وفی الادب المفرد (٦٢٨/٢) بیهقی (١٤٧/٨) رقم (١٦٥٦٤)۔

باب ما يكره من الكلام — بُری بات چیت کا بیان

۱۷۸۷۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ قَالَ لِأَخِيهِ كَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو دونوں میں سے ایک کافر ہو گیا۔

فائدہ: یعنی جس کو کافر کہا اگر وہ فی الحقیقت کافر ہے تو خیر وہی کافر رہا ورنہ یہ کہنے والا کافر ہو گیا۔

۱۷۸۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا سَمِعْتَ الرَّجُلَ يَقُولُ هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ أَهْلَكُهُمْ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو نے کسی کو یہ کہتے ہوئے کہ لوگ تباہ ہو گئے تو وہ سب سے زیادہ تباہ ہے۔

فائدہ: یعنی اور مسلمانوں کی ہجو کرے اور اپنے آپ کو اچھا سمجھے وہ خود سب سے بُرا ہے۔

۱۷۸۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ يَا خَيْبَةَ الدَّهْرِ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی تم میں سے دہر کو بُرا نہ کہے کیونکہ اللہ خود دہر ہے۔

فائدہ: مشرکین کی عادت تھی کہ جب کوئی آفت آتی تو زمانے کو بُرا کہتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کیونکہ زمانے سے کچھ نہیں ہوتا جو نعمت یا آفت آتی ہے اللہ کی طرف سے آتی ہے پھر اگر زمانے کی شکایت کی تو گویا اللہ کی شکایت کی۔ دہر کہتے ہیں زمانے کو اس کی گردش سے کچھ نہیں ہوتا جو کچھ خدا کو منظور ہے وہی ہوتا ہے نادان لوگ آسمان اور ستاروں کی گردش کی طرف منسوب کرتے ہیں یہ عقیدہ بالکل شرک ہے۔

۱۷۹۰۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ لَقِيَ خِنْزِيرًا بِالطَّرِيقِ فَقَالَ لَهُ انْفُذْ بِسَلَامٍ فَقِيلَ لَهُ تَقُولُ

(۱۷۸۷) بخاری (۶۱۰۴) كتاب الأدب : باب من كفر أخاه بغير تاويل فهو كما قال ' مسلم (۶۰) أبو داود (۴۶۸۷) ترمذی (۲۶۳۷) أحمد (۱۱۳/۲) رقم (۵۹۳۳)۔

(۱۷۸۸) مسلم (۲۶۲۳) كتاب البر والصلاة والآداب : باب النهي عن قول هلك الناس ' أبو داود (۴۹۸۳) أحمد (۴۶۵/۲) رقم (۱۰۰۰۶)۔

(۱۷۸۹) بخاری (۶۱۸۲) كتاب الأدب : باب لا تسبوا الدهر ' مسلم (۲۲۴۶) أبو داود (۵۲۷۴) أحمد (۳۹۴/۲) رقم (۹۱۰۵)۔

هَذَا لِخِنْزِيرٍ فَقَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ إِنِّي أَخَافُ أَنْ أُعَوِّدَ لِسَانِي الْمَنْطِقَ بِالسُّوءِ ۔

حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے ایک سوار آیا راہ میں آپ نے فرمایا چلا جا سلامتی سے لوگوں نے کہا آپ سوار سے اس طرح فرماتے ہیں (یعنی اس کو دھتکارتے نہیں سخت سست نہیں کہتے جیسے کہ لوگوں کی عادت ہے) آپ نے فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ کہیں میری زبان کو بُری بات چیت کی عادت نہ ہو جائے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

باب ما يؤمر به من التحفظ في الكلام — بات سمجھ بوجھ کر کہنا

۱۷۹۱۔ عَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللَّهِ مَا كَانَ يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ يَكْتُبُ اللَّهُ لَهُ بِهَا رِضْوَانَهُ إِلَى يَوْمِ يَلْقَاهُ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللَّهِ مَا كَانَ يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ يَكْتُبُ اللَّهُ لَهُ بِهَا سَخَطَهُ إِلَى يَوْمِ يَلْقَاهُ)) ۔

حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی ایک بات کہہ دیتا ہے وہ نہیں جانتا کہ کہاں تک اس کا اثر ہوگا اس کی وجہ سے اللہ اپنی رضامندی قیامت تک اس بندے سے لکھ دیتا ہے اور ایک ایسی بات کہتا ہے جس کو وہ نہیں جانتا کہ کہاں تک اس کا اثر ہوگا اس کی وجہ سے قیامت تک اللہ اپنی ناراضگی اس بندے سے لکھ دیتا ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۷۹۲۔ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَهْوِي بِهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَرْفَعُهُ اللَّهُ بِهَا فِي الْجَنَّةِ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آدمی بے سمجھے بوجھے ایک بات کہہ دیتا ہے جس سے وہ جہنم میں جاتا ہے اور بن سمجھے بوجھے ایک بات کہہ دیتا ہے جس سے وہ جنت میں جاتا ہے۔

باب ما يكره من الكلام بغير ذكر الله — بے ہودہ گوئی کی مذمت

۱۷۹۳۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا فَعَجِبَ

(۱۷۹۱) صحیح: ترمذی (۲۳۱۹) کتاب الزهد: باب فی قلة الکلام، ابن ماجه (۳۹۶۹) أحمد (۴۶۹/۳) رقم (۱۵۹۴۶) ابن عبد البر فی التمهید (۵۰/۱۳)۔

(۱۷۹۲) بخاری (۶۴۷۸) کتاب الرقاق: باب حفظ اللسان، مسلم (۲۹۸۸) ترمذی (۲۳۱۴) ابن ماجه (۳۹۷۰) أحمد (۳۳۴/۲) رقم (۸۳۹۲)۔

النَّاسُ لِبَيَانِهِمَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا أَوْ قَالَ إِنَّ بَعْضَ الْبَيَانِ لَسِحْرٌ)) ۔

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمی پورب سے آئے انہوں نے خطبہ پڑھا لوگ سن کر فریفتہ ہو گئے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعض بیان جادو کا اثر رکھتا ہے ۔

۱۷۹۴۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ كَانَ يَقُولُ لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللَّهِ فَتَقْسُوَ قُلُوبُكُمْ فَإِنَّ الْقَلْبَ الْقَاسِيَ بَعِيدٌ مِنَ اللَّهِ وَلَكِنْ لَا تَعْلَمُونَ وَلَا تَنْظُرُوا فِي ذُنُوبِ النَّاسِ كَأَنَّكُمْ أَرْبَابٌ وَانْظُرُوا فِي ذُنُوبِكُمْ كَأَنَّكُمْ عَبِيدٌ فَإِنَّمَا النَّاسُ مُبْتَلًى وَمُعَافًى فَارْحَمُوا أَهْلَ الْبَلَاءِ وَاحْمَدُوا اللَّهَ عَلَى الْعَافِيَةِ ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے کہ مت باتیں کرو بے کار سوائے یاد الٰہی کے کہ کہیں سخت ہو جائیں دل تمہارے اور سخت دل دور ہے اللہ سے لیکن تم نہیں سمجھتے اور مت دیکھو دوسروں کے گناہ گویا تم ہی رب ہو اپنے گناہوں کو دیکھو اپنے تئیں بندہ سمجھ کر کیونکہ لوگوں میں سب طرح کے لوگ ہیں بعض بیمار ہیں بعض اچھے ہیں تو رحم کرو بیماروں پر اور شکر کرو اللہ کا اپنی تندرستی پر ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے ۔

فائدہ: یعنی شکر کرو تم کو خدا نے گناہوں سے بچایا اور گناہگاروں کے لیے دعا کرو ان کو نصیحت کرو سمجھاؤ ۔

۱۷۹۵۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تُرْسِلُ إِلَى بَعْضِ أَهْلِهَا بَعْدَ الْعَتَمَةِ فَتَقُولُ أَلَا تُرِيحُونَ الْكُتَّابَ ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بعد نماز عشاء کے اپنے (گھر کے) لوگوں سے کہلا بھیجتیں اب بھی آرام نہیں دیتے لکھنے والے فرشتوں کو ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے ۔

فائدہ: یعنی اب خاموش ہو کر سو رہو ملائکہ فرصت پائیں ۔

باب ما جاء في الغيبة — غیبت کا بیان

(۱۷۹۳) بخاری (۵۷٦۷) كتاب الطب : باب ان من البيان لسحرا ' أبو داود (۵۰۰۷) ترمذی (۲۰۲۸) أحمد (۱٦/۲) رقم (٤٦۵۱) ۔

(۱۷۹٤) مقطوع ضعيف : ابن ابی شيبة (۳۱۸۷۰ ' ۳٤۲۱۹) عبد الله بن مبارك في الزهد (٤٤) ۔

(۱۷۹۵) موقوف ضعيف : بيهقي في شعب الإيمان (٤۹۹۱) ۔

۱۷۹۶۔ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْطَبَ الْمَخْزُومِيِّ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الْغِيبَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَذْكُرَ مِنَ الْمَرْءِ مَا يَكْرَهُ أَنْ يَسْمَعَ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَإِنْ كَانَ حَقًّا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قُلْتَ بَاطِلًا فَذَلِكَ الْبُهْتَانُ ۔

مطلب بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا رسول اللہ ﷺ سے غیبت کس کو کہتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کسی کا حال ایسا بیان کرے جو اگر وہ سنے تو اس کو بُرا معلوم ہو وہ بولا یا رسول اللہ! اگر چہ سچ ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا اگر جھوٹ ہو تو وہ بہتان ہے۔

فائدہ: یعنی غیبت تو اسی کو کہتے ہیں کہ سچ سچ کہے پیٹھ پیچھے یہی بڑا گناہ ہے اگر جھوٹ کہے گا تو معاذ اللہ اور زیادہ گناہگار ہوگا' وہ بہتان ہے۔

باب ما جاء في ما يخاف من اللسان — زبان کے گناہ کا بیان

۱۷۹۷۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ وَقَاهُ اللَّهُ شَرَّ اثْنَيْنِ وَلَجَ الْجَنَّةَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا تُخْبِرْنَا فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عَادَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ الْأُولَى فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ لَا تُخْبِرْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذَلِكَ أَيْضًا فَقَالَ الرَّجُلُ لَا تُخْبِرْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذَلِكَ أَيْضًا ثُمَّ ذَهَبَ الرَّجُلُ يَقُولُ مِثْلَ مَقَالَتِهِ الْأُولَى فَأَسْكَتَهُ رَجُلٌ إِلَى جَنْبِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ وَقَاهُ اللَّهُ شَرَّ اثْنَيْنِ وَلَجَ الْجَنَّةَ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ)) ۔

حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو اللہ بچادے دو چیزوں کی برائی سے تو وہ جائے گا جنت میں۔ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ آپ ﷺ ہم کو نہیں بتاتے وہ دو چیزیں کیا ہیں آپ ﷺ چپ ہو رہے پھر آپ ﷺ نے یہی فرمایا وہ شخص وہی بولا (یعنی آپ ﷺ ہم کو نہیں بتاتے) پھر آپ ﷺ نے یہی فرمایا وہ شخص بولا آپ ﷺ ہم کو نہیں بتاتے پھر آپ ﷺ نے یہی فرمایا وہ شخص وہی بولے جاتا تھا اتنے میں ایک دوسرے شخص نے اس کو چپ کرادیا پھر رسول اللہ

(۱۷۹۶) مسلم (۲۵۸۹) كتاب البر والصلة : باب تحريم الغيبة ' أبو داود (٤٨٧٤) ترمذی (١٩٣٤) نسائی فی الكبرى (١١٥١٨) أحمد (٢٣٠/٢) رقم (٧١٤٦) دارمی (٢٧١٤) ۔

(۱۷۹۷) بخاری (٦٤٧٤) كتاب الرقاق : باب حفظ اللسان ' ترمذی (٢٤٠٨) أحمد (٣٣٣/٥) رقم (٢٣٢١١) احمد (٣٦٢/٥) رقم (٣٤٥٣) ۔

ﷺ نے خود ہی فرمایا جس کو اللہ دو چیزوں کے شر سے بچا دے وہ جنت میں جائے گا ایک وہ جو اس کے دونوں جبڑوں کے بیچ میں ہے (زبان) دوسرے وہ جو اس کے دونوں پاؤں کے بیچ میں ہے (شرمگاہ) تین بار آپ ﷺ نے اس کو ارشاد فرمایا۔

فائدہ: یعنی اکثر گناہوں کے باعث یہی دو چیزیں ہوا کرتی ہیں جب ان دونوں کو آدمی روک لے گا تو لامحالہ بڑے بڑے گناہوں سے بچ جائے گا۔

۱۷۹۸۔ عَنْ أَسْلَمَ الْعَدَوِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ دَخَلَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَهُوَ يَجْبِذُ لِسَانَهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ مَهْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّ هَذَا أَوْرَدَنِي الْمَوَارِدَ ۔

حضرت اسلم عدوی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گئے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس اور وہ اپنی زبان کھینچ رہے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ٹھہرو بخشے اللہ تم کو۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اسی نے مجھ کو تباہی میں ڈالا ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔علامہ البانی نے بھی اسے **صحیح** کہا ہے۔[صحيح الترغيب (۲۸۷۳)]

باب ما جاء في مناجات اثنين دون واحد — دو آدمی ایک کو چھوڑ کر کانا پھوسی اور سرگوشی نہ کریں

۱۷۹۹۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عِنْدَ دَارِ خَالِدِ بْنِ عُقْبَةَ الَّتِي بِالسُّوقِ فَجَاءَ رَجُلٌ يُرِيدُ أَنْ يُنَاجِيَهُ وَلَيْسَ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَحَدٌ غَيْرِي وَغَيْرُ الرَّجُلِ الَّذِي يُرِيدُ أَنْ يُنَاجِيَهُ فَدَعَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَجُلًا آخَرَ حَتَّى كُنَّا أَرْبَعَةً فَقَالَ لِي وَلِلرَّجُلِ الَّذِي دَعَاهُ اسْتَأْخِرَا شَيْئًا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ وَاحِدٍ)) ۔

حضرت عبداللہ بن دینار سے روایت ہے (کہتے ہیں کہ) میں اور عبداللہ بن عمر بن خالد بن عقبہ کے گھر کے پاس تھے جو بازار میں تھا اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کان میں کچھ کہنا چاہا اور عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ سوائے میرے اور اس شخص کے جو کان میں کہنے کو آیا تھا اور کوئی نہ تھا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک اور شخص کو بلایا اب ہم چار آدمی ہو گئے پھر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ کو اور چوتھے شخص کو کہا ذرا ہٹ جاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ دو آدمی ایک کو اکیلا چھوڑ کر کانا پھوسی اور سرگوشی نہ کریں اس سے تیسرے آدمی کو رنج ہوتا ہے۔

۱۸۰۰۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِذَا كَانَ ثَلَاثَةٌ فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ

(۱۷۹۸) موقوف صحيح: ابن ابى شيبة (۲٦٤٩١، ٣٧٠٣٢) بيهقى فى شعب الإيمان (٤٩٤٧، ٤٩٩٠) ۔

(۱۷۹۹) بخارى (٦٢٨٨) كتاب الاستئذان : باب لا يتناجى اثنان دون الثالث، مسلم (۲۱۸۳) أبو داود (٤٧٥٢) ابن ماجه (۳۷۷٦) أحمد (۹/۲) رقم (٤٥٦٤) ۔

دُونَ وَاحِدٍ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تین آدمی ہوں تو دو مل کر کانا پھوسی اور سرگوشی نہ کریں تیسرے کو چھوڑ کر۔

فائدہ: اس واسطے کہ تیسرے آدمی کو رنج ہوگا وہ خیال کرے گا کہ میں مشورے کے لائق نہیں ہوں یا میری کچھ بدی کر رہے ہیں جب اس کے ساتھ ایک اور آدمی ہوگا تو اس کو رنج نہیں ہوگا۔

باب ما جاء في الصدق والكذب سچ اور جھوٹ کا بیان

۱۸۰۱۔ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْذِبُ امْرَأَتِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا خَيْرَ فِي الْكَذِبِ)) فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعِدُهَا وَأَقُولُ لَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا جُنَاحَ عَلَيْكَ))۔

حضرت صفوان بن سلیم سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میں اپنی عورت سے جھوٹ بولوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جھوٹ بولنا اچھا نہیں ہے اور اس میں کچھ بھلائی و خیر نہیں پھر وہ شخص بولا میں اپنی عورت سے وعدہ کروں اور اس سے کہوں میں تیرے لیے یوں کر دوں گا یہ بنا دوں گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں کچھ گناہ نہیں ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے مسلمانو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں خدا کے نزدیک یہ امر بڑا ناگوار ہے کہ تم وہ بات کہو جو کرو نہیں۔

۱۸۰۲۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يَقُولُ عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَالْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ وَالْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ أَلَا تَرَى أَنَّهُ يُقَالُ صَدَقَ وَبَرَّ وَكَذَبَ وَفَجَرَ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے (بخاری مسلم نے اس کو مرفوعاً روایت کیا ہے) لازم جانو تم سچ بولنے کو کیونکہ سچ بولنا نیکی کا راستہ بتاتا ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے اور بچو تم جھوٹ سے کیونکہ جھوٹ برائی کا راستہ بتاتا ہے اور برائی جہنم میں لے جاتی ہے کیا تم نے نہیں سنا لوگ کہتے ہیں فلاں نے سچ بولا نیک ہوا اور جھوٹ بولا بدکار ہوا۔

(۱۸۰۰) أيضاً۔

(۱۸۰۲) بخاری (۶۰۹۴) كتاب الأدب : باب قول الله تعالى يايها الذين آمنوا اتقوا الله ' مسلم (۲۶۰۷) أبو داود (۴۹۸۹) ترمذی (۱۹۷۱) ابن ماجه (۴۶) أحمد (۳۸۴/۱) رقم (۳۶۳۸) دارمی (۲۷۱۵)۔

۱۸۰۳۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّهُ قِيلَ لِلُقْمَانَ مَا بَلَغَ بِكَ مَا نَرَى يُرِيدُونَ الْفَضْلَ فَقَالَ لُقْمَانُ صِدْقُ الْحَدِيثِ وَأَدَاءُ الْأَمَانَةِ وَتَرْكُ مَا لَا يَعْنِينِي ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت لقمان علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ تم کو کس وجہ سے اتنی بزرگی حاصل ہوئی لقمان نے کہا سچ بولنے سے اور امانت داری سے اور لغو کام چھوڑ دینے سے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **صحیح لغیرہ** کہا ہے۔

۱۸۰۴۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يَقُولُ لَا يَزَالُ الْعَبْدُ يَكْذِبُ وَتُنْكَتُ فِي قَلْبِهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ حَتَّى يَسْوَدَّ قَلْبُهُ كُلُّهُ فَيُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ہمیشہ آدمی جھوٹ بولا کرتا ہے پہلے اس کے دل میں ایک نکتہ سیاہ ہوتا ہے پھر سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے یہاں تک کہ (اس کا نام) اللہ کے ہاں جھوٹوں میں لکھ لیا جاتا ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

۱۸۰۵۔ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ أَنَّهُ قَالَ قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ جَبَانًا فَقَالَ نَعَمْ فَقِيلَ لَهُ أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ بَخِيلًا فَقَالَ نَعَمْ فَقِيلَ لَهُ أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ كَذَّابًا فَقَالَ لَا ۔

حضرت صفوان بن سلیم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ کیا مومن بزدل ہو سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں پھر پوچھا کیا مومن بخیل ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ پھر پوچھا کیا مومن جھوٹا ہو سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے جھوٹ کی بہت برائی معلوم ہوئی۔

باب ما جاء في اضاعة المال و ذي الوجهين — مال کو برباد کرنے کا (یعنی اسراف کا بیان) اور ذوالوجہین (دو غلے) کا بیان

فائدہ: ذوالوجہین وہ شخص جس کے دو منہ ہوں یعنی جہاں جائے وہاں خوشامد کی بات کہہ دے ہر ایک فرقے سے ملا رہے (یعنی

(۱۸۰۳) مقطوع صحیح لغیرہ: أبو نعیم فی الحلیة (۳۲۸/۶) بیهقی فی الشعب (٤٨٨٩) احمد (۱۷۷/۲) ۔

(۱۸۰٤) ضعیف: علامہ البانیؒ نے اسے "ضعیف الترغیب والترهیب" (۱۷٤۷) میں ذکر فرمایا ہے۔ عبد الله بن وهب فی جامعه (٦٢١/٢، ٥٢٤) ۔

(۱۸۰۵) ضعیف: علامہ البانیؒ نے اس روایت کو "ضعیف الترغیب والترهیب" (۱۷۵۲) میں نقل فرمایا ہے۔ عبد الله بن وهب فی جامعه (٦١٨/٢) ۔

دوغلہ)۔

۱۸۰۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِنَّ اللَّهَ يَرْضَى لَكُمْ ثَلَاثًا وَيَسْخَطُ لَكُمْ ثَلَاثًا يَرْضَى لَكُمْ أَنْ تَعْبُدُوهُ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَأَنْ تَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَأَنْ تَنَاصَحُوا مَنْ وَلَّاهُ اللَّهُ أَمْرَكُمْ وَيَسْخَطُ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ خوش ہوتا ہے تین باتوں پر اور ناراض ہوتا ہے تین باتوں پر؛ خوش ہوتا ہے اس سے کہ پوجو تم اسی کو اور شریک نہ کرو اس کے ساتھ کسی کو اور پکڑے رہو اللہ کی رسی کو (یعنی قرآن کو) اور نصیحت کرو اپنے حاکم کو (یعنی نیک باتیں اسے بتلاؤ اور بُری باتوں سے بچاؤ) اور ناراض ہوتا ہے بہت باتیں کرنے سے اور مال تلف کرنے سے (یعنی بے جا خرچ کرنے سے) اور بہت سے مانگنے اور سوال کرنے سے۔

فائدہ: یعنی بھیک مانگنے سے یا بہت سوال کرنے سے۔ شرع کی باتوں میں بے ضرورت پوچھنا منع ہے۔

۱۸۰۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مِنْ شَرِّ النَّاسِ ذُو الْوَجْهَيْنِ الَّذِي يَأْتِي هَؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهَؤُلَاءِ بِوَجْهٍ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت بُرا سب آدمیوں میں ذوالوجہین (دوغلا) ہے جو ایک گروہ کے پاس جائے وہاں انہی کی سی بات کہہ دے جب دوسرے گروہ میں آئے وہاں اُن کی سی بات کہے۔

باب ما جاء في عذاب العامة بعمل الخاصة — چند آدمیوں کے گناہ کی وجہ سے ساری خلقت کا تباہ ہونا

۱۸۰۸۔ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ ۔

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم اس وقت بھی تباہ ہوں گے جب ہم میں نیک لوگ موجود ہوں گے آپ

(۱۸۰۶) مسلم (۱۷۱۵) كتاب الأقضية : باب النهي عن كثرة المسائل ؛ بخاري في الأدب المفرد (۴۴۲) أحمد (۳۲۷/۲) رقم (۸۳۱۶) ۔

(۱۸۰۷) بخاري (۷۱۷۹) كتاب الأحكام : باب ما يكره من ثناء السلطان ، مسلم (۲۵۲۶) أبو داود (۴۸۷۲) ترمذي (۲۰۲۵) أحمد (۴۶۵/۲) رقم (۹۹۹۸) ۔

(۱۸۰۸) بخاري (۳۳۴۶) كتاب أحاديث الأنبياء : باب قصة يأجوج ومأجوج ، مسلم (۲۸۸۰) ترمذي (۲۱۸۷) نسائي في الكبرى (۱۱۳۱۱) ابن ماجه (۳۹۵۳) أحمد (۴۲۸/۶) رقم (۲۷۹۵۸) ۔

ﷺ نے فرمایاہاں جب گناہ بہت ہونے لگیں۔

۱۸۰۹۔ عَنْ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَقُولُ كَانَ يُقَالُ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَا يُعَذِّبُ الْعَامَّةَ بِذَنْبِ الْخَاصَّةِ وَلَكِنْ إِذَا عُمِلَ الْمُنْكَرُ جِهَارًا اسْتَحَقُّوا الْعُقُوبَةَ كُلُّهُمْ ۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اللہ جل جلالہ کسی خاص شخصوں کے گناہ کے سبب عام لوگوں کو عذاب میں مبتلا کرے گا مگر جب گناہ کی بات اعلانیہ کی جائے گی تو سب کے سب عذاب کے لائق ہوں گے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: جو گناہ کرتے ہیں وہ تو گناہ کی وجہ سے اور جو نہیں کرتے وہ اس وجہ سے کہ منع نہیں کرتے اگر وہ نہیں مانتے تو وہ اس ملک سے چلے نہیں جاتے ہجرت نہیں کرتے وہیں رہتے ہیں۔

باب ما جاء في التقى — اللہ سے ڈرنے کا بیان

۱۸۱۰۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَخَرَجْتُ مَعَهُ حَتَّى دَخَلَ حَائِطًا فَسَمِعْتُهُ وَهُوَ يَقُولُ وَبَيْنِي وَبَيْنَهُ جِدَارٌ وَهُوَ فِي جَوْفِ الْحَائِطِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ بَخٍ بَخٍ وَاللَّهِ لَتَتَّقِيَنَّ اللَّهَ أَوْ لَيُعَذِّبَنَّكَ ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سنا میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے اور آپ ایک باغ میں تھے اور میرے ان کے درمیان ایک دیوار تھی۔ آپ فرماتے تھے واہ واہ اے خطاب کے بیٹے! ڈر اللہ سے نہیں تو اللہ عذاب کرے گا تجھ کو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

۱۸۱۱۔ عَنْ مَالِكٍ وَبَلَغَنِي أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ كَانَ يَقُولُ أَدْرَكْتُ النَّاسَ وَمَا يَعْجَبُونَ بِالْقَوْلِ ۔

حضرت قاسم بن محمد کہتے تھے کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ باتوں پر فریفتہ نہیں ہوتے تھے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس روایت کو **حسن** کہا ہے۔

باب القول اذا سمعت الرعد — بادل گرجنے کے وقت کیا کہنا چاہیے

(۱۸۰۹) مقطوع صحیح : عبد الله بن احمد فی زوائد الزهد (ص ۳۵۸) ۔

(۱۸۱۰) موقوف صحیح : ابوداود فی الزهد (۷۵) ابن سعد فی الطبقات الکبری (۲۹۲/۳) ۔

(۱۸۱۱) مقطوع حسن : بیهقی فی شعب الإیمان (۵۰۴۶) عبد الله بن وهب فی جامعه (۵۱۷/۲) ۔

(۱۸۱۲) موقوف صحیح : بخاری فی الأدب المفرد (۷۲۳) ابن ابی شیبة (۲۹۲۰۵) بیهقی فی السنن الکبری (۳۶۲/۳) ابن سعد فی الطبقات الکبری (۵۵/۲) ۔

۱۸۱۲۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ كَانَ إِذَا سَمِعَ الرَّعْدَ تَرَكَ الْحَدِيثَ وَقَالَ سُبْحَانَ الَّذِي يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ ثُمَّ يَقُولُ إِنَّ هَذَا لَوَعِيدٌ لِأَهْلِ الْأَرْضِ شَدِيدٌ ۔

حضرت عامر بن عبداللہ بن زبیر جب گرج کی آواز سنتے تو بات کرنا چھوڑ دیتے اور کہتے کہ پاک ہے وہ ذات جس کی پاکی بیان کرتا ہے رعد (ایک فرشتہ ہے جو مقرر ہے ابر پر اس کی آواز ہے جو گرج معلوم ہوتی ہے) اور بیان کرتے ہیں فرشتے پاکی اس کی اس کے ڈر سے پھر کہتے تھے کہ یہ آواز زمین کے رہنے والوں کے واسطے سخت وعید ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: امام احمد اور ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا رعد (کڑک و گرج) کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رعد ایک فرشتہ ہے جو مقرر ہے ابر پر اس کے ہاتھ میں ایک کوڑا ہے آگ کا اس سے ہنکاتا ہے ابر کو جہاں اللہ کا حکم ہوتا ہے انہوں نے کہا یہ آواز کاہے کی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آواز اسی فرشتے کی ہے یہودی کہنے لگے سچ کہا آپ نے (ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا)۔

باب ما جاء في تركة النبي ﷺ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکے کا بیان

۱۸۱۳۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَدْنَ أَنْ يَبْعَثْنَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَيَسْأَلْنَهُ مِيرَاثَهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لَهُنَّ عَائِشَةُ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ)) ۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں نے بعد آپ کی وفات کے چاہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجیں اور اپنا ترکہ طلب کریں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔

فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم جماعت انبیاء میں ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا اس حدیث کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے کانوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اسی واسطے انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ترکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارثوں کو نہ دیا۔

۱۸۱۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا يَقْتَسِمُ وَرَثَتِي دَنَانِيرَ مَا تَرَكْتُ

(۱۸۱۳) بخاری (۶۷۳۰) کتاب الفرائض : باب قول النبی لا نورث ما ترکنا صدقة، مسلم (۱۷۵۸) أبو داود (۲۹۷۶) نسائی فی الکبری (۶۳۱۱) احمد (۲۶۲/۶) رقم (۲۶۷۹۰)۔

(۱۸۱۴) بخاری (۶۷۲۹) کتاب الفرائض : باب قول النبی لا نورث ما ترکنا صدقة، مسلم (۱۷۶۰) أبو داود (۲۹۷۴) أحمد (۲۴۲/۲) رقم (۷۳۰۱)۔

بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِي وَمَئُونَةِ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ))۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد میرے وارث ترکے کو تقسیم نہ کریں گے جو میں چھوڑ جاؤں اپنی بیبیوں کی خوراک کے بعد اور عامل کے خرچ کے بعد وہ سب صدقہ ہے۔

فائدہ: یعنی بیبیوں کا خرچ اس ترکے میں سے ملے گا کیونکہ اُن کو دوسرا نکاح کرنا درست نہیں۔ عامل سے مراد خلیفہ ہے یعنی جو میرا خلیفہ ہو وہ اپنا خرچ بقدر محنت کے لے لے یا جو شخص اس مال میں محنت کرے۔

باب ما جاء في صفة جهنم — جہنم کا بیان

۱۸۱۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((نَارُ بَنِي آدَمَ الَّتِي يُوقِدُونَ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْئًا مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ)) فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً قَالَ ((إِنَّهَا فُضِّلَتْ عَلَيْهَا بِتِسْعَةٍ وَسِتِّينَ جُزْئًا))۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آدمیوں کی آگ جس کو وہ سلگاتے ہیں ایک جز ہے ستر جزوں میں سے جہنم کی آگ کا (یعنی جہنم کی آگ میں اس آگ سے انہتر (۶۹) حصے زیادہ جلن اور تیزی ہے) لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہی آگ دنیا کی کافی تھی (جلانے کو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ آگ اس آگ سے انہتر حصے زیادہ ہے۔

۱۸۱۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ أَتُرَوْنَهَا حَمْرَاءَ كَنَارِكُمْ هَذِهِ لَهِيَ أَسْوَدُ مِنَ الْقَارِ وَالْقَارُ الزِّفْتُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تم جہنم کی آگ کو سرخ سمجھتے ہو جیسے دنیا کی آگ، وہ قار سے بھی زیادہ سیاہ اور قار زفت کو کہتے ہیں۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔

فائدہ: قار ایک روغن ہے سیاہ جو کشتیوں کو لگایا جاتا ہے نہایت کالا ہوتا ہے جیسے تار کول۔

باب الترغيب في الصدقة — صدقے کی فضیلت کا بیان

۱۸۱۷۔ عَنْ أَبِي الْحُبَابِ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَلَا يَقْبَلُ اللَّهُ إِلَّا طَيِّبًا كَانَ إِنَّمَا يَضَعُهَا فِي كَفِّ الرَّحْمَنِ يُرَبِّيهَا كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ أَوْ فَصِيلَهُ حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ الْجَبَلِ))۔

(۱۸۱۵) بخاری (۳۲۶۵) کتاب بدء الخلق : باب صفة النار وأنها مخلوقة، مسلم (۲۸۴۳) ترمذی (۲۵۸۹) أحمد (۲/۲۴۴ ـ ۳۱۳) رقم (۷۳۲۳، ۸۱۱۱) دارمی (۲۸۴۷)۔

(۱۸۱۶) موقوف صحیح : بغوی فی شرح السنة (۴۴۰۰) ترمذی (۲۵۹۱) ابن ماجه (۴۳۲۰)۔

حضرت سعید بن یسار سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو شخص حلال مال سے صدقہ دے اور اللہ جل جلالہٗ نہیں قبول کرتا مگر مال حلال کو تو وہ اس صدقے کو اللہ جل جلالہٗ کی ہتھیلی میں رکھتا ہے اور پروردگار اس کو پرورش کرتا ہے جیسے کوئی تم میں سے پالتا ہے اپنے بچھیرے کو یا اونٹ کے بچے کو یہاں تک کہ وہ صدقہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔

۱۸۱۸- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ أَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِينَةِ مَالًا مِنْ نَخْلٍ وَكَانَ أَحَبَّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٍ قَالَ أَنَسٌ فَلَمَّا أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ قَامَ أَبُو طَلْحَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بَيْرُحَاءَ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلَّهِ أَرْجُو بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللَّهِ فَضَعْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ حَيْثُ شِئْتَ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَخْ ذَلِكَ مَالٌ رَابِحٌ ذَلِكَ مَالٌ رَابِحٌ وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ فِيهِ وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِينَ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ أَفْعَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَبَنِي عَمِّهِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سب انصار سے زیادہ مدینے میں مال رکھتے تھے یعنی کھجور کے درخت سب سے زیادہ ان کے پاس تھے اور سب مالوں میں ان کو ایک باغ بہت پسند تھا جس کو بیرحاء کہتے تھے اور وہ مسجد نبوی کے سامنے تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس میں جایا کرتے تھے اور وہاں کا پانی جو بہت اچھا تھا پیا کرتے تھے جب یہ آیت اتری لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ یعنی تم نیکی کو نہ پہنچو گے جب تک کہ تم خرچ نہ کرو گے اس مال میں سے جس کو تم چاہتے ہو۔ تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ! اللہ جل جلالہٗ ارشاد فرماتا ہے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ اور مجھے اپنے سب مالوں میں بیرحاء پسند ہے وہ صدقہ ہے اللہ کی راہ میں۔ میں اللہ سے اس کی بہتری اور جزاء چاہتا ہوں اور وہ میرا ذخیرہ ہے اللہ کے پاس آپ نے فرمایا۔ واہ واہ یہ مال تو بڑا اجر لانے والا ہے یا بڑے نفع والا ہے اور میں سن چکا ہوں جو تم نے اس مال کے بارے میں کہا ہے میرے نزدیک تم اس مال کو اپنے عزیزوں میں بانٹ دو۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ بانٹ دوں۔ پھر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو تقسیم کر دیا اپنے عزیزوں اور چچا کے بیٹوں میں۔

(١٨١٧) بخاری (١٤١٠) كتاب الزكاة : باب الصدقة من كسب طيب ' مسلم (١٠١٤) ترمذی (٦٦١) نسائی (٢٥٢٥) ابن ماجه (١٨٤٢) أحمد (٣٣١/٢) دارمی (١٦٧٥)۔

(١٨١٨) بخاری (١٤٦١) كتاب الزكاة : باب الزكاة على الأقارب ' مسلم (٩٩٨) أبو داود (١٦٨٩) ترمذی (٢٩٩٧) نسائی (٣٦٠٢) أحمد (١٤١/٣) رقم (١٢٤٦٥) دارمی (١٦٥٥)۔

۱۸۱۹۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((أَعْطُوا السَّائِلَ وَإِنْ جَاءَ عَلَى فَرَسٍ)) ۔

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو سائل کو اگرچہ آئے وہ گھوڑے پر۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں اختلاف علماء میں قزوینی نے کہا موضوع ہے (كَمَا حَكَاهُ الشَّوْكَانِيُّ فِي الْفَوَائِدِ الْمَجْمُوعَةِ) ابن عبدالبر نے کہا اس باب میں کوئی سند جس کے ساتھ کوئی احتجاج (حجت) درست ہو میرے علم میں نہیں ہے اور ابن عدی نے اس حدیث کو بطریق عبداللہ بن زید موصولاً روایت کیا ہے لیکن عبداللہ ضعیف ہے۔ اس حدیث کا ایک شاہد ہے جس کو احمد اور ابوداؤد اور قاسم اصبغ نے حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے ''سائل کا حق ہے اگرچہ آئے گھوڑے پر'' اس کی سند کو عراقی وغیرہ نے جید کہا ہے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ قوی نہیں ہے اور سیوطی وغیرہ نے اس کو حسن کہا ہے بالجملہ اس کا کوئی طریق علت سے خالی نہیں معلوم ہوتا ہے اور جس نے حسن کہا ہے اس نے بوجہ تعدد طرق واعتضاد بالمرسل کے حسن کہا ہے مگر ہر تعدد طرق واعتضاد بالمرسل موجب حسن نہیں ہوتا ہے كَمَا تَقَرَّرَ فِي أُصُولِ الْحَدِيثِ فَلَا بُدَّ مِنَ الْبَحْثِ فِيهِ (جیسا کہ اصول حدیث میں ثابت ہوا ہے تو اس میں بحث لازمی ہے)۔

۱۸۲۰۔ عَنْ حَوَّاءَ بِنْتِ يَزِيدَ بْنَ السَّكَنِ أَنَّهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَا نِسَاءَ الْمُؤْمِنَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ إِحْدَاكُنَّ أَنْ تُهْدِيَ لِجَارَتِهَا وَلَوْ كُرَاعَ شَاةٍ مُحْرَقًا)) ۔

حضرت حوا بنت یزید بن سکن سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے مسلمان عورتو! نہ حقیر کرے کوئی تم میں سے کسی ہمسائی اپنی کو اگرچہ وہ ایک کھر بھیجے بکری کا جلا ہوا۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس روایت کو **حسن لغیرہ** کہا ہے۔

۱۸۲۱۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ مِسْكِينًا سَأَلَهَا وَهِيَ صَائِمَةٌ وَلَيْسَ فِي بَيْتِهَا إِلَّا رَغِيفٌ فَقَالَتْ لِمَوْلَاةٍ لَهَا أَعْطِيهِ إِيَّاهُ فَقَالَتْ لَيْسَ لَكِ مَا تُفْطِرِينَ عَلَيْهِ فَقَالَتْ أَعْطِيهِ إِيَّاهُ قَالَتْ فَفَعَلْتُ قَالَتْ فَلَمَّا أَمْسَيْنَا أَهْدَى لَنَا أَهْلُ بَيْتٍ أَوْ إِنْسَانٌ مَا كَانَ يُهْدِي لَنَا شَاةً وَكَفَنَهَا فَدَعَتْنِي عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَتْ كُلِي مِنْ هَذَا هَذَا خَيْرٌ مِنْ قُرْصِكِ ۔

(۱۸۱۹) **ضعیف**: أبو داود (۱٦٦٥) کتاب الزکاة: باب حق السائل' أحمد (۲۰۱/۱) رقم (۱۷۳۰) أبو داود (۱٦٦٦) عبد الرزاق فی المصنف (۹۳/۱۱)۔

(۱۸۲۰) **حسن لغیرہ**: بخاری فی الأدب المفرد (۱۲۲) أحمد (٦٤/٤) رقم (۱٦۷۲۸) دارمی (۱٦۷۲) مسلم (۱۰۳۰) ترمذی (۲۱۳۰) أحمد (۲٦٤/۲) رقم (۷٥۸۱)۔

(۱۸۲۱) **موقوف ضعیف**: بیہقی فی شعب الإیمان (۳٤۸۲) علامہ البانی نے اس روایت کو "ضعیف الترغیب و الترہیب" (٥۱٤) میں درج کیا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک فقیر آیا مانگتا ہوا اور آپ روزہ دار تھیں اور گھر میں کچھ نہ تھا سوائے ایک روٹی کے۔ آپ نے کہا اپنی لونڈی سے کہ یہ روٹی فقیر کو دے دے وہ بولی آپ کے افطار کے لیے کچھ نہیں ہے۔ آپ نے کہا دے دے لونڈی نے وہ روٹی فقیر کے حوالے کر دی شام کو ایک گھر میں سے حصہ آیا بکری کا گوشت پکا ہوا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے لونڈی کو بلا کر کہا کھا یہ تیری روٹی سے بہتر ہے۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

۱۸۲۲۔ عَنْ مَالِك قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ مِسْكِينًا اسْتَطْعَمَ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ وَبَيْنَ يَدَيْهَا عِنَبٌ فَقَالَتْ لِإِنْسَانٍ خُذْ حَبَّةً فَأَعْطِهِ إِيَّاهَا فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَيَعْجَبُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَتَعْجَبُ كَمْ تَرَى فِي هَذِهِ الْحَبَّةِ مِنْ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ۔

امام مالکؒ نے کہا کہ ایک مسکین نے سوال کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور ان کے سامنے انگور رکھے تھے انہوں نے ایک آدمی سے کہا ایک دانہ انگور کا اٹھا کر اس کو دے دے وہ شخص تعجب سے دیکھنے لگا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ایک دانہ کئی ذروں کے برابر ہے (اور ایک ذرے کا ثواب بھی ضائع نہ ہوگا)۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے۔

باب ما جاء في التعفف عن المسألة — سوال سے بچنے کا بیان

۱۸۲۳۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهُمْ ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ حَتَّى نَفِدَ مَا عِنْدَهُ ثُمَّ قَالَ ((مَا يَكُونُ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللَّهُ وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللَّهُ وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللَّهُ وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ عَطَاءً هُوَ خَيْرٌ وَأَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ))۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے سوال کیا رسول اللہ ﷺ سے۔ آپ ﷺ نے ان کو دیا پھر انہوں نے سوال کیا آپ ﷺ نے پھر دیا۔ یہاں تک کہ جو کچھ آپ ﷺ کے پاس تھا تمام ہو گیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس جہاں تک مال ہوگا میں تم سے دریغ نہ کروں گا لیکن جو سوال سے بچے گا تو اللہ جل جلالہ بھی اس کو بچائے گا اور جو قناعت کر کے اپنی تونگری ظاہر کرے گا تو اللہ جل جلالہ اس کو غنی کر دے گا اور جو صبر کرے گا اللہ جل جلالہ اس کو صبر کی توفیق دے گا اور کوئی نعمت جو لوگوں کو دی گئی ہے صبر سے زیادہ بہتر اور کشادہ نہیں ہے۔

(۱۸۲۲) موقوف ضعيف: بيهقي في شعب الإيمان (٣٤٦٦) علامہ البانیؒ نے اس روایت کو "ضعيف الترغيب والترهيب (٥١٥) میں ذکر فرمایا ہے۔

(۱۸۲۳) بخاري (١٤٦٩) كتاب الزكاة: باب الاستعفاف عن المسألة، مسلم (١٠٥٣) أبو داود (١٦٤٤) ترمذي (٢٠٢٤) نسائي (٢٥٨٨) أحمد (٩٣/٣ ـ ٩٤) رقم (١١٩١٢، ١١٩١٣) دارمي (١٦٤٦)۔

۱۸۲۴۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْأَلَةِ ((الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى وَالْيَدُ الْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ وَالسُّفْلَى هِيَ السَّائِلَةُ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور آپ اس وقت منبر پر ذکر کرتے صدقے کا اور سوال سے بچنے کا' اُوپر والا ہاتھ بہتر ہے نیچے والے ہاتھ سے اُوپر والا خرچ کرنے والا ہے اور نیچے والا مانگنے والا ہے۔

۱۸۲۵۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِعَطَاءٍ فَرَدَّهُ عُمَرُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَ رَدَدْتَهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَيْسَ أَخْبَرْتَنَا أَنَّ خَيْرًا لِأَحَدِنَا أَنْ لَا يَأْخُذَ مِنْ أَحَدٍ شَيْئًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا ذٰلِكَ عَنِ الْمَسْأَلَةِ فَأَمَّا مَا كَانَ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ فَإِنَّمَا هُوَ رِزْقٌ يَرْزُقُكَهُ اللّٰهُ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا أَسْأَلُ أَحَدًا شَيْئًا وَلَا يَأْتِينِي شَيْءٌ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ إِلَّا أَخَذْتُهُ ۔

حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ مال بھیجا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو پھیر دیا۔ پوچھا تم نے کیوں پھیر دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بہتر وہ شخص ہے جو کسی سے کچھ نہ لے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ مانگ کر کچھ نہ لے اور جو بن مانگے آئے وہ اللہ کا دیا ہوا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں اب کسی سے کچھ نہ مانگوں گا اور جو بن مانگے میرے پاس آئے گا اس کو لے لوں گا۔

۱۸۲۶۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ حَبْلَهُ فَيَحْتَطِبَ عَلَى ظَهْرِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْتِيَ رَجُلًا أَعْطَاهُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ فَيَسْأَلَهُ أَعْطَاهُ أَوْ مَنَعَهُ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ایک تم میں سے اپنی رسی میں لکڑی کا گٹھا باندھ کر اپنی پیٹھ پر لا دے تو وہ بہتر ہے اس سے کہ وہ ایسے شخص کے پاس آئے جس کو اللہ نے مال دیا ہے اور اس سے مانگے وہ دے یا نہ دے۔

(١٨٢٤) بخاری (١٤٢٩) كتاب الزكاة : باب لا صدقة الا عن ظهر غنى ' مسلم (١٠٣٣/٢) أبو داود (١٦٤٨) نسائی (٢٥٣٣) أحمد (٦٧/٢) رقم (٥٣٤٤) دارمی (١٦٥٢) ۔

(١٨٢٥) بخاری (١٤٧٣) كتاب الزكاة : باب من أعطاه الله شيئا من غير مسالة ' مسلم (١٠٤٥) أبو داود (١٦٤٧) نسائی (٢٦٠٨) احمد (٢١/١) رقم (١٣٦) دارمی (١٦٤٧) ۔

(١٨٢٦) بخاری (١٤٧٠) كتاب الزكاة : باب الاستعفاف عن المسألة ' مسلم (١٠٤٢) ترمذی (٦٨٠) نسائی (٢٥٨٩) أحمد (٢٤٣/٢) رقم (٧٣١٥) ۔

فائدہ: یعنی محنت مزدوری کر کے کھانا سوال سے بہتر ہے اس میں کچھ ذلت نہیں اور سوال بڑی شرم کی بات ہے۔

۱۸۲۷۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي أَسَدٍ أَنَّهُ قَالَ نَزَلْتُ أَنَا وَأَهْلِي بِبَقِيعِ الْغَرْقَدِ فَقَالَ لِي أَهْلِي اذْهَبْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْأَلْهُ لَنَا شَيْئًا نَأْكُلُهُ وَجَعَلُوا يَذْكُرُونَ مِنْ حَاجَتِهِمْ فَذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْتُ عِنْدَهُ رَجُلًا يَسْأَلُهُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا أَجِدُ مَا أُعْطِيكَ فَتَوَلَّى الرَّجُلُ عَنْهُ وَهُوَ مُغْضَبٌ وَهُوَ يَقُولُ لَعَمْرِي إِنَّكَ لَتُعْطِي مَنْ شِئْتَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ لَيَغْضَبُ عَلَيَّ أَنْ لَا أَجِدَ مَا أُعْطِيهِ مَنْ سَأَلَ مِنْكُمْ وَلَهُ أُوقِيَّةٌ أَوْ عَدْلُهَا فَقَدْ سَأَلَ إِلْحَافًا قَالَ الْأَسَدِيُّ فَقُلْتُ لَلَقْحَةٌ لَنَا خَيْرٌ مِنْ أُوقِيَّةٍ قَالَ مَالِك وَالْأُوقِيَّةُ أَرْبَعُونَ دِرْهَمًا قَالَ فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَسْأَلْهُ فَقُدِمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ بِشَعِيرٍ وَزَبِيبٍ فَقَسَمَ لَنَا مِنْهُ حَتَّى أَغْنَانَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ۔

ایک شخص سے روایت ہے جو بنی اسد میں سے تھا کہ میں اور میرے گھر کے لوگ بقیع الغرقد (مدینہ منورہ کے مقبرہ کا نام ہے) میں اُترے۔ میری بی بی نے کہا رسول اللہ ﷺ کے پاس جا اور کھانے کے لیے آپ ﷺ سے کچھ مانگ اور اپنی محتاجی بیان کر۔ تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور دیکھا کہ ایک شخص آپ ﷺ سے سوال کر رہا ہے اور آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے پاس نہیں ہے جو میں تجھ کو دوں وہ شخص غصے میں پیٹھ موڑ کر چلا اور کہتا جاتا تھا قسم اپنی عمر کی تم اسی کو دیتے ہو جس کو چاہتے ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دیکھو وہ غصے ہوتا ہے اس بات پر کہ میرے پاس نہیں ہے جو میں اس کو دوں جو شخص تم میں سے سوال کرے اور اس کے پاس چالیس درہم ہوں یا اُتنا مال ہو تو اس نے لپٹ کر سوال کیا۔ میں نے کہا ایک اونٹ ہم کو بہتر ہے چالیس درہم سے۔ پھر میں لوٹ آیا اور میں نے آنحضرت ﷺ سے کچھ سوال نہیں کیا بعد اس کے رسول اللہ ﷺ کے پاس جَو اور خشک انگور آئے آپ نے ہم کو بھی اس میں سے حصہ دیا یہاں تک کہ اللہ نے غنی کر دیا ہم کو۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔ علامہ البانی نے بھی اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے۔[السلسلة الصحيحة (٤/٢٩٦/١٧١٩)]

فائدہ: (تو اس نے لپٹ کر سوال کیا) یعنی مسئول کو تنگ کر دیا ایسا سوال منع ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب آدمی کے پاس چالیس درہم کی مقدار نقد ہو یا جنس تو سوال جائز نہیں۔ ترمذی کی حدیث میں پچاس درہم ہیں۔

۱۸۲۸۔ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ وَمَا زَادَ اللَّهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا

(١٨٢٧) صحيح : أبو داود (١٦٢٧) كتاب الزكاة : باب من يعطى من الصدقة وحد الغنى ' نسائي (٢٥٩٦) أحمد (٣٦/٤) رقم (١٦٥٢٥) بيهقي في السنن الكبرى (٢٤/٧)۔

عِزًّا وَمَا تَوَاضَعَ عَبْدٌ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ ۔

حضرت علاء بن عبدالرحمٰن کہتے کہ صدقہ دینے سے کسی مال میں کمی ونقصان نہیں ہوااور جو بندہ معاف کرتا رہتا ہے اس کی عزت زیادہ ہوتی ہے اور جو تواضع کرتا ہے اس کا رتبہ اور بلند کر دیتا ہے۔

مسئلہ: امام مالکؒ نے فرمایا کہ مجھ کو معلوم نہیں یہ حدیث مرفوع ہے نبی ﷺ تک یا نہیں۔

فائدہ: مسلم اور ترمذی نے اس کو مرفوعاً روایت کیا ہے علاء بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔

باب ما يكره من الصدقة   جو صدقہ مکروہ ہے اس کا بیان

۱۸۲۹۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِآلِ مُحَمَّدٍ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ)) ۔

امام مالکؒ کو پہنچا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ درست نہیں ہے صدقہ محمد ﷺ کی آل کو کیونکہ یہ میل ہے لوگوں کا۔

فائدہ: (آل محمد کو) یعنی بنی ہاشم کو اور بعضوں نے کہا بنی مطلب کو بھی۔ مراد اس صدقہ سے زکوۃ ہے اور نفل صدقہ سادات کے واسطے درست ہے۔

۱۸۳۰۔ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِنْ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا قَدِمَ سَأَلَهُ إِبِلًا مِنْ الصَّدَقَةِ فَغَضِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى عُرِفَ الْغَضَبُ فِي وَجْهِهِ وَكَانَ مِمَّا يُعْرَفُ بِهِ الْغَضَبُ فِي وَجْهِهِ أَنْ تَحْمَرَّ عَيْنَاهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَسْأَلُنِي مَا لَا يَصْلُحُ لِي وَلَا لَهُ فَإِنْ مَنَعْتُهُ كَرِهْتُ الْمَنْعَ وَإِنْ أَعْطَيْتُهُ أَعْطَيْتُهُ مَا لَا يَصْلُحُ لِي وَلَا لَهُ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَا أَسْأَلُكَ مِنْهَا شَيْئًا أَبَدًا ۔

حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو عامل کیا بنی عبدالاشہل میں سے صدقہ لینے پر۔ جب لوٹ کر آیا تو رسول اللہ ﷺ سے صدقے کا اونٹ مانگا (اپنی اُجرت کے سوا) آپ ﷺ غصے ہوئے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر غصہ معلوم ہوا۔ اور آپ ﷺ کے غصے کی نشانی یہ تھی کہ آنکھیں آپ ﷺ کی سرخ ہو جاتیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ بعض آدمی مانگتا ہے مجھ سے جو لائق نہیں دینا اس کو نہ مجھ کو اگر میں نہ دوں تو مجھے بھی بُرا معلوم

(۱۸۲۸) مسلم (۲۰۸۸) كتاب البر والصلة والآداب : باب استحباب العفو والتواضع ' ترمذی (۲۰۲۹) أحمد (۲۳۵/۲) رقم (۷۲۰۵)۔ دارمی (۱۶۷۶) ۔

(۱۸۲۹) مسلم (۱۰۷۲) كتاب الزكاة : باب ترك استعمال آل النبي على الصدقة ' أبو داود (۲۹۸۵) نسائی (۲۶۰۹) أحمد (۱۶۶/٤) رقم (۱۷٦٥۹) ۔

ہوتا ہے (کیونکہ سخاوت آپ ﷺ کی طبیعت خلقی تھی) اور جو دے دوں تو وہ چیز دیتا ہوں جو اس کو دینی درست نہیں ۔ وہ شخص بولا یا رسول اللہ ! اب میں کوئی چیز اس میں کی آپ ﷺ سے نہ مانگوں گا ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے ۔

۱۸۳۱۔ عَنْ أَسْلَمَ الْعَدَوِيِّ أَنَّهُ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْأَرْقَمِ ادْلُلْنِي عَلَى بَعِيرٍ مِنَ الْمَطَايَا أَسْتَحْمِلُ عَلَيْهِ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فَقُلْتُ نَعَمْ جَمَلًا مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْأَرْقَمِ أَتُحِبُّ أَنَّ رَجُلًا بَادِنًا فِي يَوْمٍ حَارٍّ غَسَلَ لَكَ مَا تَحْتَ إِزَارِهِ وَرُفْغَيْهِ ثُمَّ أَعْطَاكَهُ فَشَرِبْتَهُ قَالَ فَغَضِبْتُ وَقُلْتُ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكَ أَتَقُولُ لِي مِثْلَ هَذَا فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْأَرْقَمِ إِنَّمَا الصَّدَقَةُ أَوْسَاخُ النَّاسِ يَغْسِلُونَهَا عَنْهُمْ ۔

حضرت اسلم عدوی سے عبداللہ بن ارقم نے کہا کہ مجھے ایک اونٹ بتا دے سواری کا میں اس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہہ کر اپنی سواری کے لیے لے لوں گا ۔ میں نے کہا اچھا ایک اونٹ ہے صدقے کا ۔ عبداللہ بن ارقم نے کہا تمہیں یہ پسند ہے کہ ایک موٹا شخص گرمی کے دنوں میں اپنی شرمگاہ اور چڈے دھو کر تمہیں وہ پانی دے اور تو اس کو پی لے ۔ اسلم کہتے ہیں کہ مجھے غصہ آ گیا اور میں نے کہا کہ اللہ تمہیں بخشے تم مجھ سے ایسی بات کہتے ہو ۔ عبداللہ بن ارقم نے کہا کہ صدقہ بھی لوگوں کا میل ہے اور اُن کا دھوون ہے ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **صحیح** کہا ہے ۔

فائدہ: تو تُو نے مجھے کاہے کو صدقے کا اونٹ لینے کو کہا ۔

باب ما جاء في طلب العلم علم حاصل کرنے کا بیان

۱۸۳۲۔ عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ لُقْمَانَ الْحَكِيمَ أَوْصَى ابْنَهُ فَقَالَ يَا بُنَيَّ جَالِسِ الْعُلَمَاءَ وَزَاحِمْهُمْ بِرُكْبَتَيْكَ فَإِنَّ اللَّهَ يُحْيِي الْقُلُوبَ بِنُورِ الْحِكْمَةِ كَمَا يُحْيِي اللَّهُ الْأَرْضَ الْمَيْتَةَ بِوَابِلِ السَّمَاءِ ۔

حضرت لقمان فرماتے تھے اپنے بیٹے سے مرتے وقت (اس بیٹے کا نام شکور تھا یا اسلم) کہ اے بیٹے میرے ! بیٹھا کر عالموں کے پاس اور اپنے گھٹنے اُن سے ملا دے کیونکہ اللہ تعالیٰ جلاتا ہے دلوں کو حکمت کے نور سے جیسے جلاتا ہے مری ہوئی زمین کو بارش سے ۔

تحقیق: شیخ سلیم ہلالی اور شیخ احمد علی سلیمان نے اس کی سند کو **ضعیف** کہا ہے ۔

باب ما يتقى من دعوة المظلوم مظلوم کی بددعا سے بچنے کا بیان

۱۸۳۳۔ عَنْ أَسْلَمَ الْعَدَوِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اسْتَعْمَلَ مَوْلًى لَهُ يُدْعَى هُنَيًّا عَلَى الْحِمَى فَقَالَ يَا هُنَيُّ

(۱۸۳۲) مقطوع ضعيف : القاضي عياض في الغنية (ص ٤٧) اتحاف السالك (١٤٠) ۔

اضْمُمْ جَنَاحَكَ عَنِ النَّاسِ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ مُجَابَةٌ وَأَدْخِلْ رَبَّ الصُّرَيْمَةِ وَرَبَّ الْغُنَيْمَةِ وَإِيَّايَ وَنَعَمَ ابْنِ عَفَّانَ وَابْنِ عَوْفٍ فَإِنَّهُمَا إِنْ تَهْلِكْ مَاشِيَتُهُمَا يَرْجِعَانِ إِلَى الْمَدِينَةِ إِلَى زَرْعٍ وَنَخْلٍ وَإِنَّ رَبَّ الصُّرَيْمَةِ وَالْغُنَيْمَةِ إِنْ تَهْلِكْ مَاشِيَتُهُ يَأْتِنِي بِبَنِيهِ فَيَقُولُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَفَتَارِكُهُمْ أَنَا لَا أَبَا لَكَ فَالْمَاءُ وَالْكَلَأُ أَيْسَرُ عَلَيَّ مِنَ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَايْمُ اللَّهِ إِنَّهُمْ لَيَرَوْنَ أَنِّي قَدْ ظَلَمْتُهُمْ إِنَّهَا لَبِلَادُهُمْ وَمِيَاهُهُمْ قَاتَلُوا عَلَيْهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَأَسْلَمُوا عَلَيْهَا فِي الْإِسْلَامِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا الْمَالُ الَّذِي أَحْمِلُ عَلَيْهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا حَمَيْتُ عَلَيْهِمْ مِنْ بِلَادِهِمْ شِبْرًا۔

حضرت اسلم عدوی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے مولیٰ کو جس کا نام ہنی تھا عامل مقرر کیا حمی پر (حمی وہ احاطہ ہے جہاں صدقے کے جانور جمع ہوتے ہیں) اور کہا کہ اے ہنی اپنے بازو روکے رہ لوگوں سے (ظلم مت کر) کیونکہ مظلوم کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے اور جس کے پاس تیس اونٹ ہیں یا چالیس بکریاں اُن کو چرانے سے مت روک اور بیچارہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے جانوروں پر رعایت کرنے سے کیونکہ اگر ان کے جانور تباہ ہو جائیں گے تو وہ اپنے باغات اور کھیتوں میں چلے آئیں گے اور تیس اونٹ والا اور چالیس والا اگر تباہ ہو جائے گا تو وہ اپنی اولاد کو لے کر میرے پاس آئے گا اور کہے گا اے امیر المومنین! اے امیر المومنین! پھر کیا میں ان کو چھوڑ دوں گا (ان کی خبر گیری نہ کروں گا) تیرا باپ نہ ہو (یہ ایک بدعا ہے عرب کے محاورے میں) پانی اور گھاس دینا آسان ہے مجھ پر سونا چاندی دینے سے قسم اللہ کی وہ جانتے ہیں میں نے ان پر ظلم کیا حالانکہ وہ ان کی زمین ہے اور انہی کا پانی ہے جس پر لڑے زمانہ جاہلیت میں۔ پھر مسلمان ہوئے اسی زمین اور پانی پر۔ قسم خدا کی اگر یہ صدقے کے جانور نہ ہوتے جو انہی کے کام میں آتے ہیں خدا کی راہ میں تو میں اُن کی زمین سے ایک بالشت بھر بھی نہ لیتا۔

باب ما جاء في أسماء النبي ﷺ — نبی ﷺ کے ناموں کا بیان

۱۸۳۴۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لِي خَمْسَةُ أَسْمَاءٍ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ بِيَ الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي وَأَنَا الْعَاقِبُ))۔

حضرت محمد بن جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پانچ نام ہیں محمد (بہت سراہا ہوا) احمد

(۱۸۳۳) بخاری (۳۰۵۹) کتاب الجهاد والسير: باب اذا أسلم قوم في دار الحرب' ابن ابی شيبة (۳۲۹۱٤) بيهقی (۱٤٦/٦ ـ ۱٤۷) رقم (۱۱۸۰۹)۔

(۱۸۳٤) بخاری (۳۵۳۲) کتاب المناقب: باب ما جاء في أسماء الله' مسلم (۲۳۵٤) ترمذی (۲۸٤۰) نسائی فی الکبری (۱۱۵۹۰) أحمد (۸۰/٤) رقم (۱٦۸۵٤) دارمی (۲۷۷۵)۔

(سب مخلوقات سے زیادہ تعریف کے لائق) ماحی (کفر کا مٹانے والا) میرے ہاتھ سے اللہ کفر مٹائے گا اور حاشر سب کا حشر میرے قدم پر ہوگا اور عاقب (خاتم الانبیاء) ﷺ تسلیما کثیرا۔

فائدہ: قدم کے معنوں میں مختلف قول ہیں: (۱) میرے سامنے۔ یعنی لوگ قیامت کے دن میرے سامنے اٹھائے اور جمع کیے جائیں گے۔ (۲) میرے زمانہ عہد و دین میں یعنی قیامت و حشر میرے ہی عہد و زمانہ دین میں ہوگا اور میری شریعت قیامت تک رہے گی منسوخ نہ ہو گی یعنی میرے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔ (۳) میری حاضری و گواہی میں یعنی میری حاضری میں اکٹھے کیے جائیں گے تاکہ میں ان سب پر گواہ و شاہد ہوؤں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ﴿ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ﴾ (تاکہ رسول تم پر گواہ ہو)۔ (۴) میرے پیچھے۔ یعنی آپ ﷺ تو ان سے مقدم یعنی آگے آگے ہوں گے اور باقی لوگ پیچھے پیچھے ہوں گے۔ کیونکہ آپ ﷺ ہی کی قبر شریف سب سے پہلے شق ہوگی اور پھر باقی سب کی۔ اور وہ آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے آئیں گے۔ (۵) میرے بعد ہی۔ یعنی قیامت میرے فوراً بعد ہی قائم ہو جائے گی۔ جیسے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''میرا زمانہ نبوت اور قیامت دونوں بالکل اس طرح (قریب قریب) ہیں جس طرح کہ یہ دونوں (انگلیاں)۔ (تنویر الحوالك مصحح)

فائدہ: عاقب کے معنی سب کے بعد آنے والا یعنی سب انبیاء کے بعد مراد خاتم الانبیاء جس کے بعد کوئی نبی نہ آئے۔ (مصحح)

[تمام ہوئی کتاب الجامع اور تمام ہوا ترجمہ مؤطا شریف کا اللہ جل جلالہ کے فضل اور انعام سے رمضان کی دسویں تاریخ 1296ھ بروز جمعہ کو اور تخریج و نظر ثانی کا کام ختم ہوا یکم ربیع الاول 1427ھ بروز جمعہ کو' خدایا اپنے کرم اور رحمت سے اس کو قبول فرما اور آخرت میں ذریعہ مغفرت گردان۔]

ترجمہ و فوائد: **علامہ وحید الزمان** رحمہ اللہ

تخریج و نظر ثانی: **حافظ عمران ایوب لاھوری** حفظہ اللہ

فهرست اطراف الأحاديث

حرف الالف

حرف الباء

حرف التاء

حرف الثاء

حرف الجيم

حرف الحاء

حرف الخاء

حرف الدال

حرف الذال

حرف الراء

حرف السین

حرف الشین

حرف الصاد

حرف الطاء

حرف العين

حرف الغين

حرف الفاء

حرف القاف

حرف الكاف

حرف اللام

حرف الميم

حرف النون

حرف الهاء

حرف الواو

حرف الياء

تدوین حدیث کی پہلی کتاب

موطاء

امام مالکؒ

- مختلف ادوار میں مختلف کتب حدیث مرتب کی گئیں مگر مؤطا کو سلسلہ تدوین حدیث میں اولین کتاب ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ اس کتاب کے مرتب امام مالکؒ ہیں۔ جن کا مکمل نام "مالک بن انس بن عامر بن مالک" ہے۔ پہلی مرتبہ ذخیرۂ احادیث کو فقہی انداز میں مرتب کرنے کی سعادت آپ ہی کے حصے میں آئی، جو مؤطا کی صورت میں آج ہمارے ہاتھوں میں ہے۔
- مؤطا کا ایک خاصہ یہ بھی ہے کہ امام مالکؒ نے اس میں صرف صحیح احادیث کو ہی نقل کرنے کی سعی جمیل فرمائی ہے۔ جیسا کہ شاہ ولی اللہ نے اس پر محدثین کا اتفاق نقل فرمایا ہے۔ اس کی اسی اہمیت کے باعث ہر دور میں اکابر امت نے اپنے اپنے حلقہ ہائے تدریس میں اس سے استفادہ کیا اور مختلف ادوار میں مختلف دولِ اسلامیہ میں اس کی شروحات وتعلیقات بھی تحریر کی گئیں۔
- مؤطا اور اس کی شروحات چونکہ عربی میں تھیں اس لئے اردوداں طبقہ کو اس سے استفادہ کرنے میں مشکلات پیش آئیں تو علامہ وحید الزماںؒ نے شب وروز کی محنت سے نہ صرف اسے اردو قالب میں ڈھالا بلکہ ساتھ ہی ساتھ مختصر حواشی بھی قلمبند فرمادیئے۔ گویہ اپنے وقت کا معرکۃ الآراء کام تھا مگر چونکہ روشنی حاصل کرنے کے لئے چراغ میں مسلسل تیل مہیا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے ضرورت اس امر کی تھی کہ مؤطا کے اس ترجمہ وحواشی کو بھی جدید تقاضوں سے ہم آہنگ اور احادیث کو جدید اسلوبِ تخریج سے آراستہ کیا جائے تاکہ تشنگانِ علم کی تشفی و تسکین کا مزید سامان فراہم ہوسکے۔
- الحمدللہ ہندوستان میں "مکتبہ الفہیم مئو" علم حدیث کے اس بیش قیمت سرمائے کو اپنے روایتی طباعتی معیار کے مطابق پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہے۔
- مؤطا کے اس نسخے میں حسب امکان احادیث کی تخریج میں مزید اضافہ کردیا گیا ہے۔
- احادیث مؤطا کے اطراف کی فہرست تیار کی گئی ہے تاکہ کسی بھی حدیث کی تلاش میں آسانی رہے۔
- متعدد مقامات پر علامہ البانیؒ اور دیگر کبار محققین کی تحقیق نقل کی گئی ہے۔
- تخریج کے سلسلہ میں معیاری نمبرنگ کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور جہاں کہیں ضرورت تھی وہاں اس کے ترجمہ و حواشی کو بھی درست کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کوشش کے باعث اردو زبان میں مؤطا کا یہ نسخہ عصرِ حاضر میں شائع مؤطا کے دیگر تمام نسخوں میں ممتاز نظر آنے کی وجہ سے ہر گھر اور ہر لائبریری کی زینت بننے کا مستحق ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائے اور اسے ملت اسلامیہ کے لئے نافع بنائے۔ (آمین یارب العالمین)

MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email : faheembooks@gmail.com
Facebook : maktabaalfaheem

₹ 600/-